بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان
مطبع منشی نولکشور میں آراستۂ طبع سے مزین ہو کر مقبول جہان ہوئی

یا مقلب القلوب

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند | آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

حمد و ثنا ہے حی القیوم [illegible] محال ہے اور ثنا ہے خدا ہے نذر دیدہ علام العلوم فردہ بمقدار ہے کیا مجال خدا نے مشت خاک سے آدمی کو اشرف مخلوق بنایا کالبد [illegible] الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ مین اعجاز ہے کل حکمت آدمی مین مخفی یہ راز ہے رباعی دوش دیدم کہ ملائک در میخانہ زدند [illegible] سمدو بہ پیمانہ زدند + آسمان بار امانت نتوانست کشید + قرعہ کار بنام من دیوانہ زدند + اگرچہ خاک انسان کی حقیقت ہے مگر آن اکسیر [illegible] سبب ماہیت ہی بیت سیماب خاک ہوئے تو مس کو طلا کرے + یہ دل جو خاک ہو تو خدا جانے کیا کرے + خدا جب خاک سے پاک فرمائے یہی مشت خاک خاک شفا ہو جائے رباعی رعنا آدم کو کیا خاک سے حق نے پیدا + مسجود ملائک کا اوسے فرمایا + کرتا ہے مگر خاک یہ سجدہ آدم + اللہ رے مشت خاک کا یہ رتبا + مگر مشت خاک آدم جو اکسیر بنگئی ہے اسکی روح حقیقت محمدی ہے دلیل کنت کنزاً مخفیاً و کان آدم بین الماء والطین قول رسول پاک ہے غرض روح اکسیر خاک آدم صاحب لولاک لما خلقت الافلاک ہے شعر محمد عربی کابروی ہر دو سراست + کسیکہ خاک درش نیست خاک بر سر او + در کے باب مین ارشاد رسالت پناہ ہے حدیث انا مدینۃ العلم و علی بابھا اسیر گواہ ہے ازل سے وجود و مرتضیٰ مولایت کا یہ جب ہی خطاب ابوتراب ہے تو سمجھیے وہ اکسیر مشت خاک آدم کیا ہوئی طرح مار الحیات خون حسینی سے خاک شفا ہوئی ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین آمنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیما و علی آلہ واھل بیتہ و صحبہ اجمعین مگر قرآن مین لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات آیا ہے اور موتوا قبل ان تموتوا بھی خدا نے فرمایا ہے آرے بیت کشتگان خنجر تسلیم را + ہر زمان از غیب جان دیگر است + پس اگر زندہ جاوید ہونا درکار ہو تو مقلب القلوب سے قلب ماہیت کا خواستگار ہو اسیکے واسطے یہ سہل سا نسخہ بیان کرتے ہین راز من عرف نفسہ فقد عرف ربہ عیان کرتے ہین کیمیا کا ہر جزو یہی نفس و روح و جسد ہے جسد عنصر خاکی روح حقیقت محمدی نفس پر تو ذات صمد ہے اسی مراد سے العلم علمان علم الادیان و علم الابدان قول ختم رسل ہے عارف نفس کے واسطے اسیقدر قال و دل ہے فی الحقیقت علم و عمل سے شرافت انسان ہے جب یہ نہو تو بدتر از حیوان ہے اگرچہ علم معرفت خاندان نبوت سے سینہ بسینہ چلا آیا مگر شان رحمۃ للعالمین حضرت نے بالآخر سفینہ مین پہونچایا اسلیے نسخہ کیمیا عزیز رکھا ہے ہر ہوس علم و عمل کو اوسکی تمنا ہے الحمد للہ کہ نسخہ کیمیای سعادت فارسی ہاتھ آیا ہے اور معرفت تصوف و تہذیب اخلاق روح سے قلب ماہیت آدم خاکی کر دکھایا ہے مگر مثال بیت کیمیا و سیمیا و ہیمیا + این نباشد جز بذات اولیا + فی زمانہ علمیت فارسی بھی حکم کبریت احمر ہے اور کیمیا لیمیا ہیمیا سیمیا ریمیا کا سترکی طرح معرفت اور تہذیب اخلاق مین بالکل ستر ہے از انجا کہ علم و عمل پر مدار کمال شرافت انسانی ہے اور بمراد ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون کی معرفت نفس و ذات حاصل زندگانی ہے لہذا حسب ایماے راقم مقبول بارگاہ صمد مولوی **فخر الدین احمد** نے نسخہ کیمیاے سعادت کو فارسی سے اردو سلیس مین ترجمہ فرمایا ہے عبارات دقیق اور آیات قرآنی اصل کتاب کا سب مدعا ہو بہو لکھا ہے برعایت نام اصل کتاب **اکسیر ہدایت** اوسکا اسم اعظم ہے اسم بامسمے بلکہ اکسیر مجرب ہے کچھ صرف کتاب اہل اسلام نہین دنیا مین کسکو معرفت و تہذیب اخلاق سے کام نہین تصوف تعصب سے مبرا ہے نظر موحد کثرت مین وحدت پیدا ہے یہی جسم و جان ہے یہی انسان ہے ایک حقیقت ہے مگر شرط معرفت ہے اسکے اصل کتاب نسخہ مشہور عام تھا ترجمہ مفید انام تھا چونکہ منظور رفاہ برہمیشہ نظر ہے قدر علم و ہنر ہے اسلیے اس یادگار ترجمہ کو طبع کیا سنگ طبع نے پارس کا کام دیا امید ہے کہ مطالعہ اکسیر ہدایت سے حاصل کیمیاے سعادت ہو تہذیب اخلاق سے قلب ماہیت ہو نفس امارہ مثل سیماب قائم النار ہو جائے عمل اکسیر ہدایت شدید القلب کو خاکسار بنائے قال مبدل بحال ہو آئین و آن سے فارغ البال ہو تارک کاسہ خاک بر سر کن غم ایام را + کلام ہو مشت خاک آدم کی مٹی عزیز ہو بخیر انجام ہو قلب ماہیت انسان کو باون تولہ پاو رتی اکسیر ہدایت ہے مگر خاکسار کو نہ صرف اسی پر قناعت ہے تمنیہ اشاعت علوم و ترویج کتب آب و گل مین مخمر ہے رفاہ عام و فلاح انام مد نظر ہے جب ہی بصرف کثیر کتاب احیاء العلوم مصر سے منگا کر با تمام صحت چھاپی ہے اور سیر طرہ کہ اب برائے فیض عام قلیل الاستعداد کے ترجمہ کی ہے فاضل جلیل عالم بےعدیل مولوی **محمد احسن** صاحب مدرس عربی بریلی نے ترجمہ فرمایا ہے ترجمہ احیا مین معجز قابلیت دکھایا ہے چارون جلد کا ترجمہ آگیا ہے انتظام طبع ہو رہا ہے یہ امر کیے از ہزار ہے کارخانہ کا ستہ نمونہ از خروار ہے اسلیے یہ کارخانہ اولوالعزم ہے تو جب امداد ہے علم دوستون سے طالب مراد ہے چونکہ اول تا آخر بستے وارد مشہور ہے اسلیے خاتمہ دیباچہ بھی حمد پر یہ ضرور ہے خاکسار کو اپنی اولوالعزمی پر کب ناز ہے بلکہ درگاہ ایزدی پر روئے نیاز ہے جسکی حمایت سے ہماری سعی خیر کا سرانجام ہوتا ہے اسی ضمن مین رفاہ عام ہوتا ہے لاکھہ شکر ہے کہ لاکھون کتاب چھپی نو سال سے اس کارخانہ کو ترقی روز افزون رہی یہ سب عین ایزدی افضال سے ہے ورنہ بندہ کیا مال ہے زمانہ کا اعتبار نہین اعتماد بجز کچھ اختیار نہین باللہ نستعین وھو ارحم الراحمین **بیت** یلوح الخط فی القرطاس دھراً + و کاتبہ رمیم فی التراب + راقم بندہ رب غفور

نول کشور خاکسار بمقدار مالک مطبع اودہ اخبار

فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ از مترجم

دلا حمد الٰہی ہو رقم کیا
کہ میں کیا اور مرا دست و قلم کیا

زمین کی صفحہ پہ ہر لحظہ ہر آن
ابد تک گر لکھیں سب جن و انسان

مگر ہی ترک میں اوسکی یہی ڈر
کہ ہو جائی نہ یہ مجموعہ ابتر

سبھوں پر عام ہی انعام تیرا
کہ منعم ہے خدایا نام تیرا

مری یہ عاجزی ہی تجکو معلوم
ثواب حمد سی رکھنا نہ محروم

مری قدرت سی باہر ہو سرآ
تری نعمت کی یارب ہو برابر

وہ حمد پاک جسمین ہو یہ تاثیر
رہوں دنیا میں میں با عز و توقیر

وہ حمد پاک جو حاجت روا ہو
نکالی دل کا جو جو مدعا ہو

وہ حمد پاک جو لائق ہو تیرے
وہ حمد پاک جو کام آئی میرے

وہ حمد پاک جس سی تو ہو راضی
وہ حمد پاک جس سی میں ہوں ناجی

وہ حمد پاک جو جنت دکھائے
عذاب قبر و دوزخ سی بچائے

وہ حمد خاص جس سی گل ہو شگفتہ
فتیلہ ہوں رنگین اور خون رز غنچہ

سیاہی ہوں اگر سب بحر زخار
بنی کلک قلم ہر شاخ اشجار

جو حق حمد ہی وہ تو بھلا کیا
رقم ہرگز نہوا اک شمہ اوسکا

لہذا عاجزانہ یہ دعا ہے
تمنا ہی طلب ہی التجا ہے

خدایا رحم کر مجھ ناتوان پر
کہ ہوں تحمید میں مجبور و مضطر

خدایا رحم کر مجھ پر کرم کر
مری دفتر میں حمد ایسی رقم کر

وہ حمد پاک جو کی ہو سبھوں نے
ملائک نی بشر نی اور جنوں نے

وہ حمد پاک جسمین ہو یہ برکت
میں دنیا میں ہوں با عیش و عشرت

تجھی جو حمد ہو مقبول و منظور
رہوں کونین میں میں جس سی مسرور

وہ حمد پاک جو میری دوا ہو
کہ درد جرم و عصیان سی شفا ہو

وہ حمد پاک جسمین یہ اثر ہو
دم مردن نہ شیطان سی ضرر ہو

وہ حمد خاص جو رہبر ہو میری
بتادی ای خدا جو راہ تیری

وہ حمد خاص جو تجھسے ملادے
خیال ما سوا دل سی بھلادے

وہ حمد خاص جس سی اپنی ہستی
رہی میری نظر مین کچھ نہ باقی
جدہر دیکھون ادہر تو ہی نظر آئی
دوئی کا پردہ چشم دل سی اوٹھ جائی

نہین تیری سوا کوئی جہان مین
زمین مین آسمان مین لامکان مین
جو کچھ موجود ہوتا ہی یہ معلوم
یہ ہستی ہی نقط اک امر موہوم

تو ہی اول ہی اور آخر تو ہی ہی
تو ہی باطن ہی اور ظاہر تو ہی ہی
دعائین حمد مین فخری جو مانگین
کہو یارو کہ آمین ثم آمین

نعت

بہلا مین اور نعت شاہ لولاک
چہ نسبت خاک را با عالم پاک
کرون کیا نعت احمد ہاشمی ہی
مثل ہی منہ ذرا سا اور بڑی بات

جو حق نعت ہی ممکن نہین وہ
کسی سی ہو بہی سکتا ہی کہین وہ
خدا خود کر رہا ہے جسکی تعریف
بہلا بندہ کرے کیا اوسکی توصیف

مگر دل اب نہین رکتا ہی رکے
یہی کہتا ہی تہوڑی نعت لکہدے
محمد سرور ہر دو جہان ہے
محمد افسر کون و مکان ہے

جو صورت دیکہو تو شان خدا ہے
کلام پاک فرمان خدا ہے
جہان مین افضل المخلوق وہ ہے
خدا عاشق ہی اور معشوق وہ ہے

خدا ہی نور وہ نور خدا ہے
اوسی سے نور حق ظاہر ہوا ہے
حقیقت مین خدا جانی وہ کیا ہے
مگر آئینۂ وحدت نما ہے

حقیقت سی ہوئی جو اوسکی آگاہ
وہ دل سی بول اوٹھی اللہ اللہ
تادب یا قلم جائے ادب ہے
درود اونپر پڑہو وقت ادب ہے

عدد مین جسقدر ہو تجہکو معلوم
وہ ہون موجود یا رب کہ معدوم
درود اوتنا ہی نازل اونپہ تو کر
اور اونکی آل اور اصحاب سب پر

محبت آپ کی ہی اصل ایمان
کہ ایمان کا بدن ہی اور وہ جان
محبت جب نہو ایمان ہی بیکار
بسان قالب بیجان ہی بیکار

خدایا ایسی الفت دی نبی کی
رہی باقی نہ پہر خواہش کسی کی
مرا قبلہ شہ ہر دو سرا ہو
مراد دل طائر قبلہ نما ہو

محبت سب کی میری ایسی کہودے
مجہے عشق محمد مین ڈبودے
خدایا بہر یار و آل احمد
دعائین فخر عاصی کی نہون رد

اب بہائیو تم ذرہ میری سنو مین سراپا گناہ ہمہ تن قصور امید وار رحمت غفور ذلیل ترین انام **فخر الدین احمد** بے نام بدنام کنندۂ نکو نامی چند ہون جناب غفران مآب مولوی **ظفر احمد** صاحب صدیقی کا فرزند ہون لکہنؤ میرا وطن ہے فرنگی محل مسکن ہے ملک العلما مولوی **محمد حیدر** صاحب مغفور کا نواسا ہون حضرت مولانا **محمد قدرت علی** صاحب مرحوم کا پوتا ہون آن حضرات کے فضل و کمالات دیکہکر اپنی نالیاقتی پر روتا ہون جناب کرامت مآب حضرت مولانا شاہ **محمد عبد الوالی** صاحب قدس سرہ کا مرید اور خادم ہون وائے بر ما کہ ایسی پیر و مرشد کامل کی پیروی اور تعمیل ارشاد نہین ہوسکتی سخت نادم ہون **بیت** — صَرَفْتُ الْعُمْرَ فِی لَهْوٍ وَّلَعْبٍ فَآهًا ثُمَّ آهًا ثُمَّ آهًا — حق تعالی مجہپر اپنا فضل و کرم کرے علم و عمل مین مجہے اونکا قدم بقدم کرے آمین ثم آمین بحق طٰہٰ و یٰسین

سبب تالیف

کیمیای سعادت جو کتاب ہے حقیقت مین اسم با مسمی اور لا جواب ہے اسمین جو چار عنوان اور چار ارکان ہین فی الحقیقت

لیکن ایمان مین انصاف یہی ہے کہ کتاب کو اوسکے مثل سمجھنے کا محل نہین احیاء العلوم کے سوا کوئی اوسکا نعم البدل نہین ہے
جادہ قویم پیشواے صراط مستقیم مرشد منہاج طریقت خضر شوارع شریعت کے افاضات سے ہے یعنی امام الائمہ حجۃ الاسلام
حضرت **محمد** غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تعاقب الایام واللیالی کی تصنیفات سے ہے اگر امام صاحب کا کچھ حال کرامت اشتمال
تحریر مین آسکے تو دیباچہ دفتر مناقب بنجاے یہی علماء وارثان پیغمبر ہین مرتبہ مین انبیاء بنی اسرائیل کے ہمسر ہین سمجھے اور ہر مسلمان کو
خدا اونکی محبت نصیب کرے اور اونکے اتباع کی توفیق دے ✦ آمین یارب العالمین ✦

ایک دن جناب عالی ہمم مصدر فیض وکرم عمیم الاحسان کریم الامتنان فیض رسان صاحب وضع وتالیف قدردان وضیع وشریف
امیر باتوقیر سراپا مروت جناب منشی **نول کشور** صاحب سلامت کی خدمت اکسیر خاصیت مین یہ ہیچمدان حاضر تھا
کیمیای سعادت کا کچھ ذکر ہوا ازراہ فیض رسانی مجھسے فرمایا یہ مضمون افادت مقرون زبان مبارک پر آیا کہ اس کتاب کامل النصاب
کی فارسی عبارت ہے اور اس زمانہ مین لوگون کو اُردو کی طرف زیادہ رغبت ہے اور یہ فارسی قدیم کم استعداد لوگون کی سمجھ مین
بخوبی نہین آتی ہے طالبون کی کیمیا کچی رہ جاتی ہے مین بدل منظور ہے کہ تو اس نسخہ کی ترکیب بدل کر تیار ہو اُردو مین ترجمہ کر
کہ فیض عام ہو ایک تو اونکا فرمانا دوسرے عاصی نے اس امر کو موجب سعادت دارین جانا دل سے منظور کیا تعمیل ارشاد مین مشغول ہوا
الحمد للہ کہ ۱۲۸۲ بارہ سو بیاسی ہجری مین اس امر اہم کا انجام ہوا **اکسیر ہدایت** ترجمہ **کیمیای سعادت** اس کتاب کا
نام ہوا یہ لفظی ترجمہ نہین بلکہ حتی المقدور کتاب کا مطلب اپنے محاورہ اور روزمرہ کے موافق تحریر ہے عمداً نہ کہین تبدیل ہے
نہ تغیر ہے ہان کہین کسی اجمال کی تفصیل کے واسطے کوئی لفظ یا فقرہ بڑہایا ہے اگر مطلب کے موافق کوئی شعر برمحل یاد آگیا تو
بے اختیار زبان قلم پر آیا ہے چونکہ امام عالیمقام مصنف کیمیای سعادت شافعی المذہب تھے لہذا برادران حنفی المذہب کو چاہیے
کہ مسائل فقہیہ مین حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی پیروی کرین اپنے مذہب کے علماء سے فتویٰ پوچھ لین اور ناظرین باریک بین
سے امید ہے کہ بمقتضاے اَلْاِنْسَانُ مُسَاوِقُ النِّسْیَانِ اگر اس ہیچمدان سے کہین غلطی ہوئی ہو تو اوسے بنظر اصلاح ملاحظہ
فرمائین عاصی کو دعاے خیر سے یاد کرین مورد الزام نہ بنائین اور درگاہ الٰہی مین یہ دعا ہے کہ اس کتاب کو عاصی پر معاصی کے
حق مین منجملہ باقیات صالحات کرے اپنی رحمت کاملہ سے اس مشقت شاقہ کو میرے واسطے دنیا مین سبب رحمت عقبیٰ مین موجب نجات
کرے آمین برحمتک یا ارحم الراحمین ✦

التماس

مالکان مطابع بلاد وامصار تاجران ہر شہر ودیار کی خدمت مین التماس ہے کہ مترجم کتاب کیمیای سعادت مؤلف نسخہ
اکسیر ہدایت نے قدردان مترجم وواضع جناب منشی **نول کشور** صاحب المطابع کی فرمایش اور امداد سے یہ ترجمہ کیا
اور اپنا حق المحنت جناب موصوف کو نذر اور ہبہ کر دیا کوئی صاحب اور کسی چھاپہ خانہ مین اسکی نقل نہ چھاپین نہ چھپوائین جس قدر
نسخون کی ضرورت ہو مطبع منشی نول کشور سے خرید فرماوین فقط

العبد فخرالدین احمد غفرلہ اللہ الصمد

بہ عون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان نسخہ
بمطبع منشی نولکشور میں زیور طبع مزین مقبول جہان ہوا
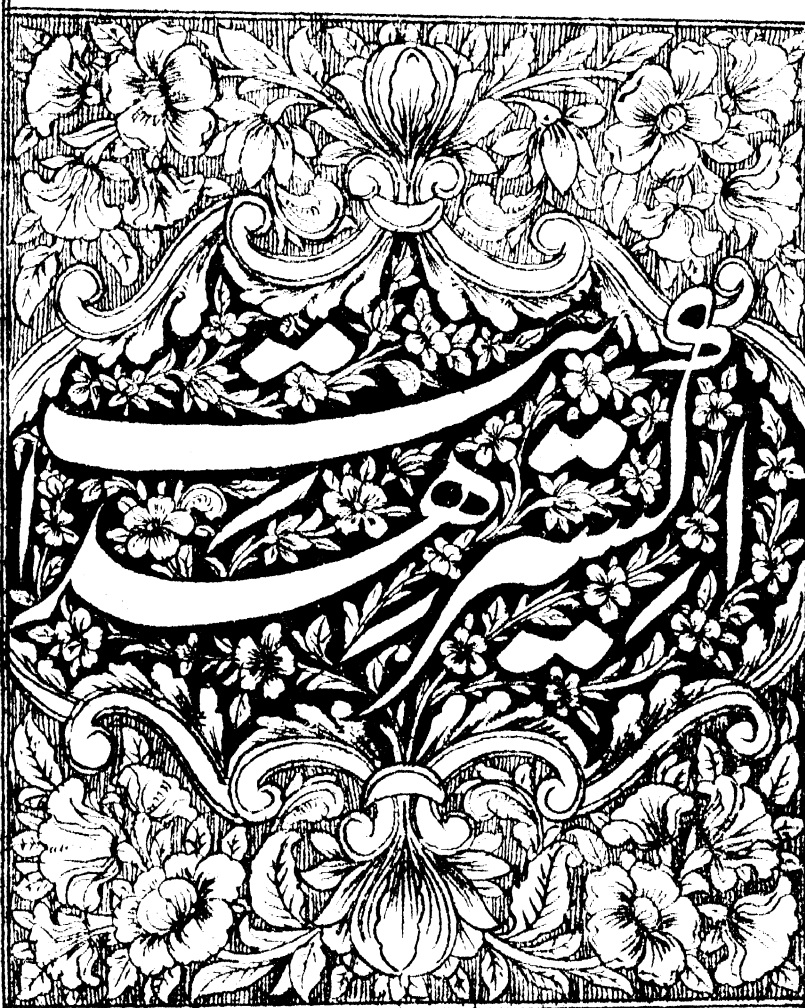
بسم اللہ الرحمن الرحیم

ونصلی علی رسولہ الکریم

دیباچہ

شکر و سپاس بےقیاس آسمان کے تارون اور مینہ کے قطرون اور درختون کے پتّون اور میدان کی ریت اور زمین آسمان کے ذرون کے
برابر اوسی خدا کے لیے ہے کہ یگانگی جسکی صفت ہے اور بزرگی بڑائی برتری اچھائی جسکی خاصیت ہے اوسکے جلال کے کمال سے کوئی بندہ
آگاہ نہین اوسکی معرفت کی حقیقت مین اوسکے سوا کسی کو راہ نہین بلکہ اوسکی حقیقت معرفت مین اپنی عاجزی کا اقرار کرنا صدیقون کی معرفت کا
منتہا ہے اور اوسکی حمد و ثنا مین اپنی تقصیر کا مقر ہونا فرشتون اور پیغمبرون کی ثنا کی انتہا ہے اوسکے جلال کی پہلی چمک مین حیران رہ جانا
عقلمندون کی عقل کی غایت ہے اوسکے جمال کی نزدیکی ڈہونڈہنے مین متحیر رہ جانا سالکون اور مریدون کی نہایت ہے اوسکی اصل معرفت
کی امید توڑ دینا اپنا جی چھوڑ دینا ہے اوسکی معرفت مین دعوی کمال کرنا تشبیہہ اور تمثیل کا خیال کرنا ہے اوسکی ذات کے جمال کے ملاحظہ
سے چکاچوند سب آنکھون کا حصّہ ہے اوسکی عجیب صنعتین دیکھنے سے معرفت ضروری سب عقلون کا ثمرہ ہے کوئی شخص ایسا نہو کہ اوسکی ذات کی
عظمت مین سوچ کرے کہ کیونکر ہے اور کیا ہے کوئی دل ایسا نہو کہ اوسکی عجیب صنعتون سے ایک لحظہ غافل رہے کہ اونکی ہستی کیا ہے اور کسکی
قدرت سے برپا ہے تا کہ ضرور پہچانے کہ سب اوسی کی قدرت کے آثار ہین اور اوسی کی عظمت کے انوار ہین اور سب عجائب غرائب اوسی کی
حکمت کا ہے اور سب پرتو جمال اوسی حضرت کا ہے اور جو کچھ ہے اوسی سے ہے اور سب اوسی کے سبب سے ہے بلکہ خود سب وہی ہے کہ کسی چیز کو
اوسکی ہستی کے سوا حقیقت مین ہستی نہین ہے بلکہ سبھون کی ہستی اوسی کی نور ہستی کی پرچھائین ہے اور درود نا محدود محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم پر
کہ وہ سب پیغمبرون کے سردار اور رہنما اور راہ بر ہر ایماندار ہین اور اسرار ربوبیت کے امانت دار اور برگزیدہ حضرت پروردگار ہین اور اونکے
یارون اور اہل بیت پر کہ اونمین سے ہر ایک امت کا پیشوا ہے اور شریعت کی راہ دکھانیوالا ہے اما بعد ای عزیز ازجان اس بات کو جان

کہ خدا نے آدمی کو کھیل اور لغو باتون کے واسطے نہین پیدا کیا ہے بلکہ اوسکا کام اور خطر بڑا ہے اسواسطے کہ اگر وہ ازلی نہین تو ابدی ہے بیشک
یعنی اگر ہمیشہ سے نہین تو ہمیشہ تک ہے اور اگرچہ اوسکا بدن مٹی کا ناچیز ہے مگر اوسکی روح کی حقیقت ربانی اور عزیز ہے اور اوسکی اصل اگرچہ
چرندہ درندہ شیاطین کی صفتون سے ملی ہے اور اس میل مین بھری ہے مگر جب مشقت کی گھریا مین رکھی جاتی ہے تو اس آلایش سے پاک ہوکر درگاہ
الٰہی کی قربت کی قابلیت پائی ہے اسفل السافلین سے اعلیٰ علیین تک سب نیچ اونچ اوسی کا کام ہے اسفل السافلین اوسکا یہ ہے کہ چرندہ درندہ شیاطین کے
مقام مین گرکر خواہش اور غصہ کے پھندے مین پھنسے اور اعلیٰ علیین اوسکا یہ ہے کہ ملائکہ کے درجے پر پہونچے مثلاً خواہش اور غصہ کے ہاتھ سے نجات پائے یہ دونون اوسکے
قیدی ہون وہ انکا بادشاہ بن جائے جب یہ مرتبہ بادشاہی اوسے حاصل ہوتا ہے تب وہ جناب الٰہی کی بندگی کے قابل ہوتا ہے اور یہ بندگی کی قابلیت صفت
ملائکہ ہے اور آدمی کا کمال مرتبہ یہ ہے جب حضرت الٰہی کے جمال کی محبت کا مزا اوسے حاصل ہوتا ہے تو اوسکی دید سے ایکدم صبر نہین کرسکتا اور جمال لازوال کی دید اوسکی عشرت
ہوجاتی ہے اور آنکھ پیٹ فرج کی شہوت کے حصہ مین جو بہشت ہے وہ اوسکے نزدیک ہیچ اور زشت ہوجاتی ہے چونکہ ابتدای پیدایش مین آدمی کی اصل ناقص اور ناچیز ہے تو اوسکو نقصان سے
درجہ کمال کو پہونچانا ممکن نہوگا مگر مشقت اور علاج کرنے سے جسطرح وہ کیمیا جو تانبے پیتل کو پاک صاف کرکے سونا کردیتی ہے نہایت دشوار ہے ہر ایک اوسے
نہین پہچانتا اوسیطرح یہ کیمیا بھی جو آدمی کی اصل کو چارپاگی کی کثافت سے ملائکہ کی صفائی اور نفاست کو پہونچاتی ہے کہ اوس صفائی کی بدولت
سعادت ابدی ہاتھ آتی ہے مشکل ہے ہر ایک نہین جانتا اس کتاب کی نیو ڈالنے سے اوسی کیمیا کے اجزا کا بیان مقصود ہے جو حقیقت مین کیمیای سعادت
ابدی ہے اسیواسطے **کیمیای سعادت** اس کتاب کا ہمنے نام رکھا کیمیا کا نام اس کتاب سے بہت مناسب ہے اسواسطے کہ تانبے اور
سونے مین زردی اور بھاری پنے کے سوا اور کچھ فرق نہین اور اوس کیمیا سے دنیا مین مالدار ہونیکے سوا کچھ حاصل نہین دنیا چند روزہ ہے اور
دولت دنیا خود کیا ہے اور چارپایون کی عادات اور ملائکہ کی صفات مین زمین آسمان کا فرق ہے اور اس کیمیا کا ثمرہ سعادت ابدی ہے کہ اوسکی
مدت کی غایت نہین اور اوسکی نعمتون کے اقسام کی نہایت نہین اور کسی میل کو اوسکی صفای نعیم مین دخل نہین یہ کتاب حقیقت مین کیمیا ہے اسکے سوا
اور کسی چیز کو کیمیا کہنا عاریت اور بیجا ہے **فصل** العزیز جان تو کہ جسطرح کیمیای زر ہر ایک بوڑھیا کی گرہستی مین لوگ نہین پاتے بلکہ بڑے آدمیون
اور بادشاہون کے خزانہ مین پاتے ہین اوسیطرح کیمیای سعادت ابدی بھی ہر جگہ نہین پاتے خزانہ ربوبیت مین پاتے ہین اور خداوند کریم کا خزانہ
آسمان مین فرشتون کی ذات ہے اور زمین مین انبیا کے قلوب جو کوئی یہ کیمیا درگاہ نبوت کے سوا اور کہین ڈھونڈہیگا راہ بھولیگا آخر کو دہوکا
کہائیگا خیال خام کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئیگا قیامت مین اوسکی مفلسی ظاہر ہوجائیگی تمام خلق اوسکے کھوٹے پیسے سے ماہر ہوجائیگی اوسکی اولٹی سمجھ کھل
جائیگی فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ اوسے ندا آئیگی ارحم الراحمین کی بڑی رحمتون سے ایک یہ رحمت ہے
ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر صلوات اللہ علیہم دنیا مین بھیجے کہ اس کیمیا کا نسخہ خلق کو سکھائین نقد دلکو مشقت کی گھریا مین رکھنا بتائین اور
یہ کہ برے اخلاق جنسے دل کثیف اور میلا ہوتا ہے دل سے کیونکر دور کرین اور اوصاف حمیدہ سے خانہ دل کسطرح معمور کرین سبکو تعلیم فرمائین
اسیواسطے حق تعالے نے پاکی اور بادشاہت کے ساتھ جسطرح اپنی تعریف کی اوسیطرح انبیا صلوات اللہ علیہم کے بھیجنے پر بھی اپنی توصیف کی
اور مخلوق پر اپنا احسان جتایا یعنی یون فرمایا يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ هُوَ الَّذِي بَعَثَ
فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ یزکیہم کے یہی معنی ہین

کہ بُرے اخلاق جو جانورون کی صفت ہے رسول اونسے چھوڑائے اور تعلیم الکتاب والحکمۃ سے یہی مراد ہے کہ صفات ملائکہ کا خلعت اونکو پہنائے
اور اس کیمیا سے یہی غرض ہے کہ نقصان کی باتین جو نہ چاہین اونسے آدمی پاک اور مبرّا ہو اور کمال کی جو صفتین ہین اونسے آراستہ ہو سب کیمیاؤن مین
بڑی کیمیا یہ ہے کہ دنیا سے منہ پھیرے اور خدا کیطرف توجہ کرے جیساکہ پہلے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالے نے تعلیم فرمایا واذکر اسم ربک و
تبتل الیہ تبتیلا کے یہی معنی ہین کہ سب سے رشتہ تعلق توڑے اور بالکل اپنے تئین اپنے معبود کے اختیار مین چھوڑے پس کیمیا کا مجمل بیان ہے
اور اسکی تفصیل دراز ہے اور بے پایان لیکن چار چیزون کی معرفت اوسکا عنوان ہے اور چار معاملون کا پہچاننا اوسکے ارکان اور ہر رکن کی دس اصلین
ہین پہلا عنوان یہ ہے کہ آدمی اپنے تئین پہچانے دوسرا عنوان یہ ہے کہ حق تعالے کو پہچانے تیسرا عنوان یہ ہے کہ دنیا کی حقیقت پہچانے
چوتھا عنوان یہ ہے کہ حقیقت آخرت پہچانے اور ان چار چیزون کا جاننا حقیقت مین معرفت مسلمانی کا عنوان ہے لیکن معاملہ مسلمانی کے ارکان
چار ہین دو ظاہر سے علاقہ رکھتے ہین اور دو باطن سے دو جو ظاہر سے علاقہ رکھتے ہین وہ یہ ہین پہلا رکن خدا کے احکام کا بجا لانا اسے عبادات کہتے ہین
دوسرا رکن اپنے حرکات سکنات اور معیشت مین اونکو نگاہ رکھنا اسے معاملات کہتے ہین اور دو رکن جو باطن سے علاقہ رکھتے ہین وہ یہ ہین پہلا رکن برے اخلاق مثلاً غصہ کنجوسی
و حسد و غرور و خود بینی وغیرہ سے دلکو پاک کرنا اور انہین اخلاق کو مہلکات اور راہ دین کے عقبات کہتے ہین دوسرا رکن اچھے اخلاق مثلاً صبر شکر
محبت رجا توکل وغیرہ سے دلکو آراستہ کرنا ان اخلاق کو منجیات کہتے ہین پہلا رکن جسمین عبادات کا بیان ہے اوسکی دس اصلین ہین پہلی اصل
اہل سنت کے اعتقاد کے بیان مین دوسری اصل طلب علم کے بیان مین تیسری اصل طہارت کے بیان مین چوتھی اصل نماز کے بیان مین
پانچوین اصل زکوۃ کے بیان مین چھٹی اصل روزہ کے بیان مین ساتوین اصل حج کے بیان مین آٹھوین اصل تلاوت قرآن کے
بیان مین نوین اصل ذکر اور دعاؤن اور وظیفون کے بیان مین دسوین اصل وظیفون کی ترتیب کے بیان مین دوسرا
رکن معاملات کے آداب کے بیان مین اسکی بھی دس اصلین ہین پہلی اصل کھانا کھانے کے آداب کے بیان مین دوسری
اصل آداب نکاح کے بیان مین تیسری اصل سوداگری اور پیشہ کے آداب کے بیان مین چوتھی اصل طلب حلال کے بیان مین
پانچوین اصل صحبت کے آداب کے بیان مین چھٹی اصل گوشہ نشینی کے آداب کے بیان مین ساتوین اصل آداب سفر کے بیان مین آٹھوین
اصل راگ اور حال کے آداب کے بیان مین نوین اصل امر معروف اور نہی منکر کے آداب کے بیان مین دسوین اصل رعیت پروری
اور بادشاہی کے بیان مین تیسرا رکن مہلکات کے بیان مین ہے اسکی بھی دس اصلین ہین پہلی اصل ریاضت نفس کے بیان مین دوسری
اصل پیٹ اور فرج کی شہوت کے علاج کے بیان مین تیسری اصل بات کی ہوس اور زبان کی آفتون کے علاج کے بیان مین چوتھی اصل
غصہ اور کپٹ اور ڈاہ کے علاج کے بیان مین پانچوین اصل محبت دنیا کے علاج کے بیان مین چھٹی اصل محبت مال کے علاج کے بیان مین
ساتوین اصل جاہ وحشمت کے علاج کے بیان مین آٹھوین اصل ریا اور نفاق کے علاج کے بیان مین نوین اصل تکبر اور نخوت کے علاج
کے بیان مین دسوین اصل غرور اور غفلت کے علاج کے بیان مین چوتھا رکن منجیات کے بیان مین ہے اسکی بھی دس اصلین ہین
پہلی اصل توبہ کے بیان مین دوسری اصل شکر اور صبر کے بیان مین تیسری اصل خوف و رجا کے بیان مین چوتھی اصل درویشی
اور زہد کے بیان مین پانچوین اصل نیت اور دوستی اور سچ کے بیان مین چھٹی اصل مراقبہ و محاسبہ کے بیان مین ساتوین اصل

تفکر کے بیان مین آٹھوین اصل توحید اور توکل کے بیان مین نوین اصل محبت اور عشق الہی کے بیان مین دسوین اصل موت کو یاد کرنے اور موت کے حال کے بیان مین کیمیای سعادت کے ارکان اور اصول کی فہرست یہی ہے ہم اس کتاب مین چار عنوان اور چالیس اصلونکی صاف صاف شرح کرینگے اور قلم کو مشکل عبارت اور باریک مضمون سے باز رکھین گے کہ یہ کتاب عام فہم ہو اسواسطے کہ اگر کسی کو تحقیق اور تدقیق کی رغبت ہو تو اسکے سوا اور عربی کتابون کا مطالعہ کرے مثلاً احیاء العلوم جواہر القرآن یا اور تصانیف جو اس علم مین ہین اور اس کتاب سے فقط عوام کا سمجھانا مقصود ہے اسواسطے کہ بعض لوگون نے درخواست کی کہ یہ علم فارسی عبارت مین لکھا جائے تاکہ مطلب جلد ہی سمجھہ مین آئے خداوند کریم اوسکی اور میری نیت کو پاک و صاف رکھے ریا اور تکلف کے میل سے شفاف رکھے اپنی رحمت کا خالص امیدوار بنائے صواب کا دروازہ مفتوح فرمائے مددگار توفیق خدای عز و جل ہے جو زبان پر آئے اوسی پر عمل ہے کہ جس بات مین عمل نہو وہ رایگان ہے کہنا اور عمل نہ کرنا قیامت کو موجب وبال ہے زبان سے نعوذ باللہ منہا

آغاز کتاب مسلمانی کے عنوان کے بیان مین مسلمانی کے چار عنوان ہین + + +

پہلا عنوان مسلمانی کا یہ پہلا عنوان ہے اسمین اپنے تئین پہچاننے کا بیان ہے +

العزیز یہ جان اور یقین مان کہ اپنی تئین پہچاننا حق تعالی کی معرفت کی کنجی ہے اسیواسطے کہا ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ اور اسیواسطے حق تعالی نے فرمایا ہے سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ یعنی اپنی نشانیان جہانمین اور اونکی ذاتون مین ہم اونکو دکھاتے ہین تاکہ حق کی حقیقت اونپر ظاہر ہو العزیز کل کائنات مین کوئی چیز تجہہ سے زیادہ تیرے قریب نہین جو تو اپنی تئین نہ پہچانیگا اور کو کیا پہچانیگا ما نا اگر تو کہیگا کہ ہم اپنے تئین پہچانتے ہین تو یہ خطا کریگا کہ ایسی پہچان خدا کی معرفت کی کنجی نہین ہو سکتی کیونکہ یونہو اپنے تئین جانو بہی پہچانتے ہین جیسا تو اپنے ظاہر کا سر منہہ ہاتہہ پاون گوشت پہچانتا ہے اور اپنے باطن کا اتنا حال جانتا ہے کہ جب بہوکا ہوتا ہے روٹی کہاتا ہے جب غصہ مین ہوتا ہے کسیسے لڑتا ہے جب تجہپر شہوت غالب ہوتی ہے نکاح کا ارادہ کرتا ہے اس بات مین سب جانور تیرے برابر ہین تجہے اپنی حقیقت ڈہونڈہنا چاہیے کہ تو کون ہے کہان سے آیا ہے کدہر جائے گا یہان کیون آیا ہے اور خدا نے تجہے کس کام کے لیے پیدا کیا ہے تیری نیکبختی کاہے مین ہے اور تیری بدبختی کس امر مین ہے اور صفتین جو تجہمین ہین انمین سے بعض چرند درند بعضے شیاطین بعضے فرشتون کی ہین انمین سے تو کون ہے اور تیری اصل حقیقت کیا ہے اور کون کونسی صفت تجہمین عاریت ہے جبتک تو یہ نہ جانیگا اپنی سعادت نہ ڈہونڈہ سکیگا اور انمین سے ہر ایک کی غذا الگ الگ ہے اور سعادت جدا جدا کہانا پینا سونا اور قوی ہونا چارپایون کی غذا اور سعادت ہے اگر تو چارپایہ ہے دن رات یہی کوشش کر کہ تیری پیٹ اور فرج کا کام بنے اور مارنا اور ریاڑنا اور غصہ کہینا درندونکی غذا اور سعادت ہے اور شر نکالنا حیلہ اور مکر کرنا شیطان کی غذا ہے اگر تو بہی انہین مین سے ہے تو انکے کام مین مشغول رہ کہ تو آرام پائے اور اپنی نیکبختی تجہے ہاتہہ آئے اور خدا کا جمال دیکہنا فرشتون کی غذا اور سعادت ہے غصہ کو اور چارپایون و درندونکی صفتون کو انمین دخل نہین اگر تو فرشتون کی اصل سے ہے تو اپنی اصل مین کوشش کر کہ تو جناب الہی کو پہچانے اور اس جمال کے مشاہدہ مین راہ پائے اور اپنے تئین شہوت اور غصہ کے ہاتہہ سے چہڑائے اور ایسا کچہہ یہانتک تلاش کر کہ تجہکو یہ معلوم ہو جاوے کہ خدا نے چرند درند کی صفتین تجہمین کیون پیدا کی ہین آیا اسلیے پیدا کی ہین کہ وہ تجہکو اپنا قیدی بنائین اور تجہے اپنی خدمت مین لائین اور دن رات بیگار پکڑے رہین یا اسواسطے کہ تو اونکو اپنا قیدی کرے اور جو سفر کہ تجہکو پیش ہے اوسمین اپنا تابعدار بنائے ایک کو سواری مین لائے دوسرے کو اپنا ہتہیار بنائے اور چند دن جو تو اس منزل مین ہے اونکو اپنے کام مین رکہہ کہ اونکی مدد سے سعادت کا بیج تیرے ہاتہہ لگے تب تو اونہین اپنے پانون سے ...

سعادت کے مقام کی طرف متوجہ ہو جائے خاص لوگ اس مقام کو جناب الہیت کہتے ہین اور عوام جنت کہتے ہین اور یہ سب باتین تجھے جاننا ہین
کہ کچھ اپنی معرفت تجھے حاصل ہو اور جسنے یہی نجانا دین سے خجالت اوسکا حصہ رہا اور دین کی حقیقت سے اوسے پردہ رہا **فصل** اے عزیز اگر تجھے اپنے تئین
جاننا منظور ہے تو یہ بات جاننا ضرور ہے کہ خدا نے تجھکو دو چیزون سے پیدا کیا ہے ایک ظاہری ڈھانچا جسے بدن کہتے ہین اور جسکو ظاہر آنکھ سے
دیکھ سکتے ہین دوسرے باطنی معنی ہین کہ اوسکو نفس اور دل اور جان کہتے ہین اور اوسے فقط باطن کی آنکھ سے پہچان سکتے ہین ظاہر کی آنکھ سے
نہین دیکھ سکتے اور یہی باطنی معنی تیری حقیقت ہے اور اس معنی کے سوا اور جو چیزین ہین وہ اوسکی تابع اور لشکر اور خدمتگار ہین اور ہم
اس حقیقت کو دل کہتے ہین ہم جب دل کی بات کہین گے تو اے عزیز جان تو کہ دل سے یہی حقیقت انسان مراد لین گے اور اس حقیقت کو کبھی
روح کہتے ہین کبھی نفس اور دل سے وہ گوشت کا لوتھڑا مقصود نہین ہے جو سینہ مین بائین طرف موجود ہے اوسکی حقیقت کیا ہے کہ جانورون
اور مردون کے بھی ہوتا ہے اور اس دل کو جو حقیقت انسان ہے ظاہری آنکھ سے نہین دیکھ سکتے جو چیز ظاہری آنکھ سے دکھائی دے وہ اس عالم
سے ہے جسے عالم شہادت کہتے ہین اور اوس دل کی حقیقت اس عالم سے نہین ہے ہان اس عالم مین مسافرانہ آیا ہے وہ ظاہری گوشت کا لوتھڑا اس
دل کی سواری اور ہتیار اور بدن کے سب عضو اوسکا لشکر ہے وہ تمام بدن کا بادشاہ اور افسر ہے خدا کی معرفت اور اوسکے جمال ہی تیان کا مشاہدہ
اوسی دل کی صفت ہے اور اوسی پر تکلیف عبادت ہے اوسی سے خطاب ہے اوسی پر ثواب و عذاب ہے اصلی سعادت اور شقاوت اوسی کے لیے ہے
ان سب باتون مین بدن اوسکا تابع ہے اوسی کی حقیقت اور صفتونکا پہچاننا خدا تعالیٰ کی معرفت کی کنجی ہے اے عزیز ایسی کوشش کر کہ تو اوسکو پہچانے
کہ وہ ایک عمدہ گوہر ہے اور گوہر ملائکہ کی جنس سے ہے درگاہ الوہیت اوسکا اصلی معدن ہے وہین سے وہ آیا ہے وہین پھر جائیگا یہان مسافرانہ آیا ہے
تجارت اور زراعت کے لیے تشریف لایا ہے تجارت اور زراعت کے معنی آگے بیان ہونگے انشاء اللہ تعالیٰ بخوبی عیان ہون گے ❊
فصل اے عزیز یہ سمجھ لے کہ جبتک تو دل کی ہستی کو نہ جانیگا اوسکی حقیقت کو کیا پہچانیگا پہلے ہستی پہچان پھر حقیقت جان بعدہ دل کا لشکر
معلوم کر کہ کیا ہے پھر یہ سمجھ کہ دل کو اوس لشکر سے کیا علاقہ ہے پھر اوسکی صفت پہچان کہ حق تعالیٰ کی معرفت اوسے کیونکر حاصل ہوتی ہے اور معرفت
سے اپنی سعادت کو کسطرح پہونچتا ہے ان مین سے ہر ایک کا بیان آئیگا لیکن دل کی ہستی تو ظاہر ہے کہ اپنی ہستی مین آدمی کو کچھ شک نہین اور اوسکی
ہستی اوسکے ظاہری ڈھانچے سے نہین اسواسطے کہ یہ بدن مُردہ کے بھی ہے اور جان نہین اور دل سے ہمارا مقصود روح کی حقیقت ہے
روح جب نرہی بدن مُردار ہے اگر کوئی اپنی آنکھ بند کرے اور اپنے خاکے اور دنیا و مافیہا کو جسے آنکھ سے دیکھ سکتے ہین بھولا دے
تو اپنی ہستی کو ضرور پہچان لے اور گو کہ اپنے کالبد اور دنیا و مافیہا سے بیخبر ہو لیکن اپنے تئین جان لے اور اگر کوئی اس امر مین
خوب غور کرے تو کچھ آخرت کی بھی حقیقت پہچان لے اور یہ جان لے کہ جب اوسکا کالبد چھین لین گے تو اوسکا قائم رہنا
اور فنا نہونا روا ہے **فصل** دل کیا ہے اور کیا خاص صفت دل کی ہے اسکے بیان کرنے کی شریعت نے اجازت نہین دی تھی
اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے شرح نہین فرمائی اور حق تعالیٰ کی جناب سے یہ آیہ آئی وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ
الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي روح اللہ کے کامون اور عالم امر سے ہے اس سے زیادہ کہنے کی اجازت نہوئی أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ
عالم خلق جدا ہے اور عالم امر جدا جس چیز مین ناپ اور مقدار اور کمیت راہ پائے اوسے عالم خلق کہتے ہین اسواسطے کہ لغت مین خلق کی معنی اندازہ

کرنیکے ہین اور آدمی کے دل کے لیے اندازہ نہین اسیواسطے تقسیم نہین قبول کرتا ہے اگر تقسیم کے قابل ہوتا تو اوسمین ایک طرف
کسی چیز کا جہل اور دوسری طرف اوسی چیز کا علم ہونا درست ہوتا اور ایک ہی وقت وہ عالم بھی ہوتا اور جاہل بھی اور یہ باتین محال ہین
اور روح باوجودیکہ قابل قسمت نہین اور مقدار کو اوسمین مداخلت نہین مگر مخلوق ہے اور پیدا کی گئی ہے اور جیسا خلق اندازہ کرنے کو
کہتے ہین ویسا ہی پیدا کرنیکو بھی کہتے ہین تو اس معنی پر روح عالم خلق سے ہے اور دوسرے معنی کے لحاظ سے عالم امر سے ہے عالم خلق سے نہین
اسواسطے کہ عالم امر ان چیزون سے عبارت ہے جنمین ناپ اور اندازہ کو دخل نہو جو لوگ روح کو قدیم سمجھے غلط سمجھے اور جنہون نے روح کو عرض کہا
غلط کہا کیونکہ عرض خود قائم نہین دوسرے کا تابع ہوتا ہے اور جان آدمی کی اصل ہے اور بدن اوسکا تابع ہے تو روح عرض کیونکر ہوئی اور
جنہون نے روح کو جسم کہا ہے اونکو بھی دھوکا ہوا ہے کیونکہ جسم ٹکڑے ہو سکتا ہے اور روح ٹکڑے نہین ہو سکتی ایک چیز اور ہے اوسکو بھی روح کہتے ہین
وہ ٹکڑے بھی ہو سکتی ہے اور جانورون کے بھی ہوتی ہے لیکن جس روح کو ہم دل کہتے ہین وہ خدایتعالی کی معرفت کا محل ہے جانورون کو
وہ روح نہین ہوتی وہ نہ جسم ہے نہ عرض بلکہ فرشتون کے گوہر کی جنس سے ایک جوہر ہے اوسکی حقیقت کا جاننا دشوار ہے اور اوسکی تفصیل کرنیکی
اجازت نہین اور دین کی راہ چلنے مین پہلے اوسکے پہچاننے کی ضرورت نہین اسواسطے کہ پہلے دین کی راہ مین محنت اور ریاضت چاہیے جب کوئی
شخص کماحقہ ریاضت کریگا یہ پہچان اوسے خودبخود حاصل ہو جایگی اور یہ معرفت منجملہ اوس ہدایت کے ہے جو حق تعالی نے فرمایا ہے وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا
فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا اور جسنے پوری ریاضت نہین کی اوس سے روح کی حقیقت کہنا درست نہین ہے لیکن مجاہدہ اور ریاضت سے پہلے
دل کے لشکر کو جاننا چاہیے جو لشکر نہ جانیگا جہاد کیا کریگا **فصل** اے عزیز اس بات کو جان کہ بدن دل کی مملکت ہے اور اس مملکت مین دل کے
مختلف لشکر ہین وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ اسی سے عبارت ہے اور آخرت کے لیے دل کو پیدا کیا ہے اور سعادت ڈھونڈھنا اوسکا کام ہے
اور اوسکی سعادت خدایتعالی کی معرفت پر موقوف ہے اور صانع کی معرفت مصنوعات سے اوسکو حاصل ہوتی ہے اور تمام عالم مصنوعات ہے
اور عجائبات عالم کی معرفت ظاہر و باطن کے حواس سے اوسے حاصل ہوتی ہے اور حواس کو بدن کے ساتھ ثبات ہے معرفت دل کا شکار ہے
اور حواس پھندا اور بدن سواری اور پھندیکا اوٹھانے والا اسواسطے دل کو کالبد درکار ہوا اور کالبد پانی مٹی گرمی تری سے ملکر بنا اسوجہ سے
کم طاقت ہے اور باطن مین بھوک پیاس ظاہر مین آگ پانی و دشمن درندون کے سبب سے اسکے لیے خطرہ ہلاکت ہے اسیوجہ سے کہانے پینے کی اوسکو
حاجت ہوئی اور دو لشکرون کی اسے ضرورت ہوئی ایک ظاہری لشکر ہے جیسے ہاتھ پاؤن منہ دانت معدہ دوسرا باطنی لشکر ہے جیسے
بھوک پیاس اور ظاہری دشمن سے بچنے مین بھی اوسکو دو لشکر کی حاجت ہوئی ہاتھ پاؤن اور ہتھیار تو ظاہری ایک لشکر ہے اور غصہ خواہش
باطنی لشکر ہے اور بے دیکھے چیز مانگنا بے دیکھا دشمن ہانکنا ممکن نتہا تو حواس ظاہری اور باطنی کی ضرورت ہوئی دیکھنے سننے سونگھنے چکھنے چھونے
کی قوتین ظاہری پانچ حواس ہین اور خیال تفکر حفظ توہم تذکر کی قوتین دماغ مین باطنی پانچ حواس ہین ہر ایک قوت کیواسطے کام خاص ہین
ایک قوت مین خلل پڑنے سے آدمی کے دین دنیا کے کام مین خلل آتا ہے یہ سب ظاہری باطنی لشکر دل کے اختیار مین ہین اور دل سبکا بادشاہ ہے
زبان ہاتھ پاؤن آنکھ قوت تفکر سب دل کے حکم سے کام کرتے ہین اور سبکو خدا نے خوشی سے دل کا تابعدار بنایا ہے تاکہ بدن کی ایسی حفاظت
کرین کہ دل اپنا توشہ لے اور اپنا شکار پکڑے اور آخرت کی سوداگری پوری کرے اور اپنی سعادت کا بیج بتھراے اور یہ لشکر دل کی ایسی

اطاعت کرتے ہین جیسے فرشتے خدا تعالی کی اطاعت خوشی سے کرتے ہین اور کوئی کام خلاف حکم الٰہی کے نہین کرتے **فصل** دل کے لشکر
تفصیل طویل ہے اے عزیز تجھے اصل مطلب ایک مثال مین معلوم ہو جائیگا یہ تمثیل ہے کہ بدن گویا ایک شہر ہے اور ہاتھ پاؤن پیشہ ور خواہش
اوس شہر کی عامل غصہ کوتوال دل بادشاہ عقل وزیر ہے بادشاہ کو مملکت کے انتظام کیواسطے ان سب کی احتیاج ہے لیکن خواہش جو گویا
عامل ہے جھوٹی اور زیادتی کرنیوالی ہے جو وزیر عقل کہتا ہے اوسکے خلاف ہی کہتی ہے اور ہمیشہ یہی چاہتی ہے کہ سلطنت مین جتنا مال ہے
سب خراج کے بہانے سے لے اور غصہ جو گویا کوتوال ہے سخت شریر تندخو اور تیز ہے مار ڈالنا زخمی کرنا اسے اچھا معلوم ہوتا ہے جسطرح اور بادشاہ
سب باتون مین اپنے وزیر سے مشورہ کرتا ہے اور جھوٹے طمعدار عامل کا کان مروڑے رکھتا ہے وزیر کے برخلاف اوسکا کہا نہین مانتا ہے کوتوال
کو اوسپر تعینات کرتا ہے کہ اوسکو زیادتی سے باز رکھے اور کوتوال کو بھی دباؤ مین رکھتا ہے کہ قدم حد سے نہ بڑھائے اور ان باتون سے اوس
بادشاہ کی سلطنت مین انتظام رہتا ہے اسیطرح بادشاہ دل بھی اگر وزیر عقل کے مشورے سے کام کرے خواہش اور غصہ کو رام کرے اور عقل
کا محکوم کردے اور عقل کو اونکا تابعدار نہ بناتے تو بدن کی سلطنت کا انتظام درست ہے اور سعادت کی راہ چلکر حضرت الٰہیت مین درگاہ تک
پہونچ جاوے اور اگر عقل کو غصہ اور خواہش نے قید کیا ملک تن خاک سیاہ ہوا بادشاہ دل بدبخت ہلاک تباہ ہوا **فصل** اے عزیز یہ سب جو بیان
ہوا اس سے تو نے یہ جان لیا ہے کہ خواہش اور غصہ کو کھانے پانی بدن کی حفاظت کرنے کے واسطے خدا نے پیدا کیا ہے تو یہ دونون بدن کے خدمتگار
ہین اور کھانا پانی بدن کا چارہ ہے اور بدن کو حواس کا بوجھ اوٹھانیکے واسطے پیدا کیا ہے تو بدن حواس کا خادم ہے اور حواس کو عقل کی
جاسوسی کے واسطے پیدا کیا ہے اونکے بدولت خدا کی عجیب عجیب صنعتین پہچانے تو حواس عقل کے خادم ہین اور عقل کو دل کیواسطے پیدا کیا ہے
کہ دل کی شمع و چراغ بنے اور اوسکی روشنی مین درگاہ الٰہی دل کو نظر آئے کہ یہی دید دل کی بہشت ہے تو عقل دل کی خادمہ ہے اور دل کو جمال الٰہی
کے نظارے کیواسطے پیدا کیا ہے جب یہ اس نظارے مین مشغول ہو اپنے خدا کی درگاہ کا خادم بنا اور حقتعالی نے جو فرمایا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ
اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ اوسکے یہی معنی ہین اور دل کو پیدا کر کے اوسے ملک اور لشکر سواری بدن ہی واسطے دی ہے کہ عالم خاک سے اعلی علیین کی سیر کرے اگر کوئی اس نعمت
کا حق ادا کرنا اور بندگی کی شرط بجا لانا چاہے تو چاہیے کہ بادشاہ کی طرح سلطنت کی مسند پر بیٹھے اور خدا کی درگاہ کو اپنا مقصود اور قبلہ بنائے اور آخرت کو
اپنا وطن اور ٹھہرنے کی جگہہ ٹھہرائے اور دنیا کو منزل بدن کو سواری ہاتھ پاؤن کو خدمتگار عقل کو وزیر خواہش کو مال کا نگہبان غصہ کو کوتوال حواس کو
جاسوس بنا کر ہر ایک کو ایک ایک کام مین مقرر کرے کہ وہانکی خبر لائین اور قوت خیال جو دماغ مین اگلی طرف ہے اوسے اخبار کے ہرکارون کا افسر بنائے
تاکہ جاسوس سب پرچہ اخبار اوسکے پاس لائین اور قوت حافظہ جو دماغ مین پچھلی طرف ہے اوسکو اخبار کا محافظ دفتر کرے کہ اخبار کے پرچے اوس افسر سے لیکر
حفاظت سے رکھے اور وقت پر وزیر عقل سے عرض کرے اور وزیر اون سب چیزون کے موافق جو ملک سے اوسے پہونچتی ہین ملک کا انتظام اور بادشاہ
کے سفر کی تدبیر کرتا ہے وزیر عقل بھی اگر دیکھے کہ کوئی لشکر مثلاً خواہش غصہ وغیرہ بادشاہ سے پھر گیا اور اطاعت سے باہر ہو گیا اور
راہزنی کیا چاہتا ہے تو اونکی تدبیر کرے اور جہاد کی طرف متوجہ ہو کر کہ وہ پھر راہ پر آجاوین اور اونکے مار ڈالنے کا ارادہ نہ کرے کیونکہ
سلطنت بغیر اوسکے درست نرہے گی بلکہ ایسی تدبیر کرے کہ اونکو اپنے قابو مین لائے کہ جو سفر آنیوالا ہے اوسی مین وہ یار اور مددگار ہین دشمن نہو جائین
رفاقت کرین چوری ڈکیتی عمل مین نہ لائین جب ایسا کیا تو سعید ہوا اور نعمت کا حق ادا کیا اور اس خدمت کے عوض مین سرفرازی کا خلعت

وقت پر پاویگا اور اگر اسکے خلاف عمل مین لایا تو اور باغی ڈکیتون دشمنون سے ملگیا تو نمک حرام اور شقی ہوگیا اور اس بد اعمالی کی سخت سزا پائیگا **فصل** ایعزیز جان تو کہ آدمی کو ہر ایک لشکر کے ساتہ جو اوسکے باطن مین ہین ایک علاقہ ہے اور ہر لشکر کے سبب سے آدمی مین ایک صفت اور خلق پیدا ہے اونمین سے بعضے اخلاق برے ہین کہ آدمی کو تباہ اور غارت کرتے ہین اور بعضے اچھے ہین کہ آدمیکو درجہ سعادت پر پہونچا کر عالی مرتبت کرتے وہ اخلاق سب تو اگرچہ بہت ہین لیکن چار قسم کے ہین چار پایون کے اخلاق شیطانون کے اخلاق ملائکہ کے اخلاق چونکہ آدمی مین لالچ اور خواہش ہے اسوجہ سے چارپایونکے کام کرتا ہے مثلاً کہانے اور جماع کرنے پر مرتا ہے اور چونکہ آدمی مین غصہ ہے اس سبب سے کتے شیر بھیڑیے کا کام کرتا ہے مثلاً مارنے مار ڈالنے لوگون سے گالی گلوج ہاتھا پائی کرنے پر شیر ہوتا ہے اور حیلہ مکر کرنا لوگونمین فساد ڈالنا چونکہ آدمی مین موجود ہے اسوجہ سے شیاطین کے کام کرتا ہے اور چونکہ آدمی مین عقل ہے اس باعث سے فرشتون کے کام کرتا ہے مثلاً علم کو دوست رکھنا برے کامون سے پرہیز کرنا لوگونکی اچھائی چاہنا ذلیل کامون سے بچکر عزت دار رہنا ہر کام مین حق پہچانکر خوش ہونا جہل اور نادانی کو عیب جاننا اور فی الحقیقت آدمی کی سرشت مین چار چیزین ہین کتا پن سور پن شیطان پن فرشتہ پن کیونکہ کتا اپنی صورت ہاتھ پاؤن کہال کی وجہ سے کچہ برا نہین بلکہ اپنی عادات کے سبب سے برا ہے کہ آدمیون سے بھڑ جاتا ہے اور سور بھی اپنی صورت کے سبب سے کچہ برا نہین بلکہ اسوجہ سے برا ہے کہ ناپاک اور بری چیزونکی طمع رکھتا ہے اور کتے اور سور کی روح کی یہی حقیقت ہے اور آدمی مین بھی یہ باتین موجود ہین اسطرح شیطان پن اور فرشتہ پن کے بھی معنی ہین اور آدمی سے فرمایا ہے کہ عقل کا نور جو فرشتون کے انوار اور آثار سے ہے اور اسکے بدولت شیطان کے مکر اور حیلے معلوم کرے تاکہ رسوا نہو اور شیطان اوس سے مکر نہ کر سکے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر آدمی کے واسطے ایک شیطان ہے اور میرے واسطے بھی ہے لیکن خدا نے مجکو اوسپر فتح دی وہ میرا مغلوب ہوگیا اور مجھے برائی کا حکم نہین دیسکتا اور آدمیکو یہ بھی حکم ہے کہ لالچ اور خواہش کے سور اور غصہ کے کتے کو ادب مین رکھے اور عقل کا زیر دست کرے کہ اوسکے حکم سے اوٹھین بیٹھین جو آدمی ایسا کریگا اوسکو اچھے اخلاق جو اوسکی سعادت کے تخم ہون حاصل ہونگے اور اگر اسکے خلاف کریگا اور غلام انکا خدمتگار ہوجائیگا تو برے اخلاق جو اوسکی بدبختی کے بیج ہون اوس سے ظاہر ہونگے اور اگر خواب یا بیداری مین اوسکے حال کی تمثیل اوسکو دکھائین تو اپنے تئین دیکھیگا کہ ایک سور یا کتے یا شیطان کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا ہے اگر کوئی کسی مسلمان کو کسی کافر کے قبضۂ قدرت مین دیدے تو کافر اوس مسلمان کا جو حال کریگا وہ ظاہر ہے اور اگر فرشتے کو کتے اور سور اور شیطان کے قبضہ مین دیدے تو اوس فرشتہ کا حال اوس مسلمان سے بھی بدتر ہوگا اگر لوگ انصاف کرین اور سوچین تو دن رات اپنے نفس کی خواہش کے تابع ہین اور حقیقت مین اونکا حال یہ ہے کہ ظاہر مین گو کہ آدمی کے مشابہ ہین لیکن قیامت کو بھید کھلیگا اور انکا ظاہر بھی باطن کی صورت دکھائیگا جن پر خواہش اور لالچ غالب ہے لوگ اونکی سور کی ایسی صورت دیکھینگے اور جن پر غصہ غالب ہے اونکی بھیڑیے کی ایسی صورت ہوجائیگی اسیواسطے ہے کہ اگر کسی نے بھیڑیے کو خواب مین دیکھا تو ہر ظالم اوسکی تعبیر ہے اور اگر کسی نے سور کو خواب مین دیکھا تو نجس آدمی اوسکی تعبیر ہے کیونکہ نیند موت کا نمونہ ہے نیند کے سبب اس عالم سے جو آمادہ رہا صورت سیرت کے تابع ہوئی ہر شخص کو ویسا ہی دیکھا جیسا اوسکا باطن ہے یہ بڑے بھید کی بات ہے یہ کتاب اسکے تفصیل کی متحمل نہین **فصل** ایعزیز جب معلوم ہوا کہ باطن مین حکم دینے والے ہین تو اپنے حرکات سکنات کو

دیکھ کہ چارون مین سے تو کسکی اطاعت مین ہے اور یقین جان کہ تو جو حرکت کریگا اوس سے دل مین ایک صفت پیدا ہو کر رہے گی اور اوس جہان مین تیری مصاحب ہوگی ان صفات کو اخلاق کہتے ہین اور سب اخلاق ان چارون حکم کرنیوالون سے پیدا ہوتے ہین یعنی اگر خواہش کے سور کا تو مطیع ہے تو پلیدی بیحیائی لالچ خوشامد خست دوسرے کی برائی پر خوش ہونا یہ صفتین پیدا ہوتی ہین اگر اس سور کو تو دبائے رکھیگا تو قناعت حیا تھم دانائی پارسائی بےطمعی غریبی کی صفت ظاہر ہوگی اگر غضب کے کُتّے کی تو اطاعت کریگا تندر ہونا ناپاکی بڑا بول بولنا غرور تکبر اپنی بڑائی چاہنا افسوس کرنا دوسرے کو کم جاننا اور ذلیل سمجھنا لوگون سے جھگڑنا یہ باتین پیدا ہونگی اگر اس کتے کو ادب مین رکھیگا تو صبر بردباری درگذرنا استقلال بہادری سکوت عزت بزرگی یہ اوصاف پیدا ہونگے اور اگر اوس شیطان کی تو اطاعت کرے گا جسکا کام اُس سور اور کتے کو ورغلا کر دلیر کرنا اور مکر سکھانا ہے تو دغابازی کا دینا خیانت کرنا جعلسازی کپٹ رکھنا مکر یہ امر پیدا ہونگے اگر تو اوسکو زیر کرکے اوسکے فریب مین نہ آیگا اور عقل کے لشکر کی مدد کریگا دانائی معرفت علم حکمت صلاحیت حسن خلق بزرگی ریاست کی صفتین پیدا ہونگی اور یہ اوصاف جو تیرے ساتھ رہین گے تیری نیک یادگار ہونگے اور تیری سعادت کا تخم ہو جائینگے اور جن کامون سے بُرے اخلاق پیدا ہوتے ہین اونہین گناہ کہتے ہین اور جن کامون سے اچھے اخلاق پیدا ہوتے ہین اونہین عبادت کہتے ہین آدمی کے حرکات سکنات ان دو حال سے جنکا ذکر ہوا خالی نہین دل گویا روشن آئینہ ہے اور بُرے اخلاق دھوان اور ظلمات ہین جب دل تک پہونچتے ہین اوسے اندھا کر دیتے ہین کہ قیامت کے دن جناب الہی کی دید سے محروم رہیگا اور نیک اخلاق گویا نور ہین کہ دل مین پہونچکر اوسے سیاہی اور گناہون سے صاف کر دیتے ہین اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا یعنی ہر برائی کے بعد اچھائی کر کہ اچھائی برائی کو مٹا دیتی ہے اور قیامت مین آدمی کا دل جائیگا یا روشن ہوگا یا تاریک فَلَا يَنْجُو اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ اور آدمی کا دل ابتداے خلقت مین لوہے کا سا ہے جس سے روشن آئینہ بنتا ہے کہ تمام عالم اوسمین دکھائی دیتا ہے بشرطیکہ اوسے خوب حفاظت سے رکھین نہین تو ایسا زنگ لگ جاتا ہے کہ اوس سے آئینہ نہ بن سکے حق تعالے نے فرمایا ہے كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ فصل العزیز شاید تو یہ کہے کہ آدمی مین چونکہ درند چارپایون شیطانون کی صفتین ہین تو ہم کیونکر جانین کہ فرشتہ پن اوسکی اصل ہے اور یہ صفتین عارضی اور عاریت ہین اور کسطرح معلوم ہو کہ آدمی فرشتونکے اخلاق حاصل کرنے کو پیدا ہوا ہے اور صفتون کے واسطے نہین پیدا ہوا تو سن تاکہ تجکو معلوم ہو جاے کہ آدمی چارپایون اور درندون سے اشرف اور کامل تر ہے اور خدا نے ہر چیز کو کمال دیا ہے وہی اوسکا نہایت درجہ ہے اور اسیواسطے اوسے پیدا کیا ہے اسکی مثل یہ ہے کہ گھوڑا گدھے سے عزت دار ہے کیونکہ اسے بوجھ اوٹھانے کے واسطے پیدا کیا اور اوسے لڑائی اور جہاد مین دوڑانے کے واسطے تاکہ سوار کی ران کے نیچے جیسا چاہیے دوڑے حالانکہ اوسکو گدھے کی طرح بوجھ اوٹھانے کی قوت بھی ہے اور کمال گدھے سے زیادہ ملا ہے اگر وہ اپنے کمال سے عاجز ہو تو اوسے لدو بنائین گے اور اوسکو گدھے کا مرتبہ ملے گا اسمین اوسی کی خرابی اور نقصان ہے اسیطرح بعضے لوگ یہ سمجھکر کہ آدمی کو کھانے پینے سونے جماع کرنے کے لیے پیدا کیا ہے اپنی تمام عمر اسی مین گنواتے ہین اور بعضے جانتے ہین کہ آدمی کو اور چیزون کے زیر کرنے کے واسطے پیدا کیا ہے جیسے عرب ترک کرد یہ دونون خیال غلط ہین اسواسطے کہ کھانا پینا جماع کرنا خواہش سے ہوتا ہے

اور خواہش جانورون کو بھی ہوتی ہے بلکہ اونٹ کا کہانا اور گرگریا کا جماع آدمی سے کہانے اور جماع سے زیادہ ہے تو آدمی ایسے کیون بزرگ ہے اور دوسرے کو مغلوب کرنا غصہ کے سبب سے ہوتا ہے اور غصہ درندون کو بھی ہے جو کچھ چرند درند وغیرہ کو ملا وہ آدمی کو بھی ملا ہے بلکہ اوسکے سوا آدمی کو کمال بھی عنایت ہوا ہے وہ کمال عقل ہے کہ اوسکے سبب سے آدمی خدا کو پہچانتا اور اوسکی عجیب عجیب صنعتین جانتا ہے اور اوسی عقل کی وجہ سے آدمی اپنے تئین خواہش اور غصہ کے ہاتھ سے چھوڑاتا ہے اور یہی فرشتون کی صفت ہے اور اوسی کی سبب سے آدمی درند چرند سب پر غالب ہے اور وہ سب بلکہ جو کچھ زمین پر ہے آدمی کے مطیع ہین جیسا حق تعالے نے فرمایا ہے وَسَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا آدمی کی حقیقت وہی ہے جس سے اوسکا کمال ہے اور اور صفتین عارضی اور عاریت ہین اور آدمی کے کمال کے واسطے پیدا ہوئی ہین اسی سے جب آدمی مرجاتا ہے نہ خواہش رہتی ہے نہ غصہ یا ایک جوہر رہتا ہے جو فرشتون کیطرح خدا کی معرفت سے آراستہ ہے اور خواہ نخواہ وہی آدمی کا رفیق ہوتا ہے اور یہی جوہر فرشتون کا بھی رفیق ہوتا ہے اور وہ ہمیشہ خدا کی درگاہ مین رہتے ہین فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُقْتَدِرٍ یا آدمی کے ساتھ ایک چیز اوندھی تاریک رہتی ہے تاریک اس سبب سے ہوتی ہے کہ گناہ کی وجہ سے اوسمین زنگ لگا ہے اور اوندھی اسوجہ ہوتی ہے کہ غصہ غضب کے سبب سے اوسے آرام ملتا تھا غصہ غضب تو یہان چھوٹا تو اوسکے دل کا منہ اسیطرف رہے گا اسواسطے کہ اوسکی خواہش اور مقصد تو یہان ہے اور یہ جہان اوس جہان کے نیچے ہے اب وہ جہان ہے تو اوسکا سر نیچے ہوگا وَلَوْ تَرَى إِذِ الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُوا رُءُوسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ کے یہی معنی ہین اور جو ایسا ہوگا شیطان کے ساتھ سجین مین جائیگا اور سجین کے معنی ہر ایک کو نہین معلوم اسیواسطے حق تعالے نے فرمایا وَمَا أَدْرَاكَ مَا سِجِّينٌ

فصل دل کے عالمون کے عجائبات کی انتہا نہین اور دل کی بزرگی اسی سے ہے کہ سب سے نرالا ہے بہت لوگ اس سے غافل ہین دلکی بزرگی دو وجہ سے ہے ایک تو علم کی وجہ سے دوسرا قدرت کے سبب سے علم کی وجہ سے بزرگی کے دو قسم ہین ایک کو تمام خلق جان سکتی ہے دوسرے نہایت پوشیدہ اور عمدہ ہے اوسے کوئی نہین پہچان سکتا وہ بزرگی جو ظاہر ہے تمام علمون اور صنعتون کی معرفت کی قوت ہے اور اسی قوت کی وجہ سے دل تمام صنعتین پہچانتا ہے اور جو کچھ کتابون مین ہے اوسے پڑہتا اور جانتا ہے جیسے ہندسہ حساب طب نجوم علم شریعت اور باوصف اسکے کہ دل ایسی ایک چیز ہے کہ ٹکڑے نہین ہو سکتا مگر سب علم اوسمین سما جاتے ہین بلکہ اوسمین تمام عالم ایسا ہے کہ گویا صحرا مین ذرہ ہے اور لحظہ بھر مین زمین سے آسمان تک مشرق سے مغرب تک دل اپنی فکر اور حرکت سے جاتا ہے باوجودیکہ زمین پر ہے تمام آسمان ناپتا ہے اور سب ستارون کو ناپ کر جانتا ہے کہ اتنے اتنے گز کے فرق پر ہین اور مچھلی کو دریا کی تہ سے حیلہ مین باہر نکالتا ہے اور پرند کو ہوا سے زمین پر ڈالتا ہے اور زوراور جانور جیسے اونٹ ہاتھی گھوڑا انکو اپنا تابعدار کر لیتا ہے اور عالم مین جو عجیب عجیب علم ہین وہ اسکا پیشہ ہے اور یہ سب اوسی پانچ حواس سے حاصل ہوتے ہین اور اسی سے ظاہر ہوتا ہے کہ سب حواس کو دل کیطرف راہ ہے اور بڑے تعجب کی بات یہہ ہے کہ جیسے عالم محسوسات یعنی جسمانی کی طرف پانچون حواس دل کے پانچ دروازے ہین اوسی طرح عالم ملکوت یعنی عالم روحانی کی طرف بھی دل مین ایک کھڑکی کھلی ہے اور بہت لوگ عالم جسمانی ہی کو محسوس جانتے ہین اور حواس ظاہری کو علم کا رستہ سمجھتے ہین حالانکہ یہ دونون ذرہ ذرہ سے ہین انکی حقیقت کیا ہے اور دل کی بہتیری کھڑکیان جو علمون کیطرف کھلی ہوتی ہین اوسپر دو دلیلین ہین ایک خواب کہ سونے مین حواس ظاہری بند ہو جاتے ہین اور دل کی کھڑکی کھل جاتی ہے اور عالم ارواح اور لوح محفوظ مین

غیب کی خبریں نظر آتی ہیں جو کچھ آیندہ ہونیوالا ہے دکھائی دیتا ہے یا صاف معلوم ہوتا ہے یا مثال مین نظر آتا ہے جو مثال مین نظر آتا ہے اوسکی تعبیر کی حاجت پڑتی ہے اور ظاہر ہے کہ جو کوئی جاگتا رہتا ہے لوگ اوسکو معرفت کا زیادہ مستحق جانتے ہین حالانکہ دیکھتے ہین کہ جاگتی مین جو اس سے غیب کی چیزین نظر نہین آتی ہین اور خواب کی حقیقت کی تفصیل اس کتاب مین بیان کرنا ممکن نہین لیکن اسقدر جان لینا چاہیے کہ دل آئینہ کے مانند ہے اور لوح محفوظ اوس آئینہ کے مانند ہے جسمین سب موجودات کی تصویرین موجود ہون اور صاف آئینہ کو جب تصویروں کے آئینہ کے سامنے کرتے ہین تو اوسمین بھی سب تصویرین دکھائی دیتی ہین اسیطرح دل جب آئینہ کیطرح صاف ہوا اور محسوسات سے قطع تعلق کرے تو لوح محفوظ سے مناسبت اور مقابلہ پیدا کرتا ہے تو لوح محفوظ مین سب موجودات کی جو تصویرین موجود ہین وہ دل مین صاف نظر آتی ہین اور دل جبتک محسوسات سے مشغول رہتا ہے عالم روحانی کے ساتھ مناسب نہین ہوتا اور چونکہ خواب مین محسوسات سے بالکل فارغ ہوتا ہے تو خواہ نخواہ عالم روحانی کو دیکھتا ہے لیکن خواب مین حواس تو علحدہ ہو جاتے ہین مگر خیال باقی رہتا ہے اسیوجہ سے مثال مین خیال نظر آتا ہے اور صاف حال نہین کھلتا اور جب آدمی مرجاتا ہے نہ خیال باقی رہتا ہے نہ حواس اوسوقت کچھ آڑ نہین ہوتی کام صاف ہوتا ہے اوسوقت اوس سے کہتے ہین فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ اور وہ جواب دیتا ہے رَبَّنَا أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ اور عالم ملکوت کیطرف دل کی کھڑکی ہونیکی دوسری دلیل یہ ہے کہ کوئی شخص ایسا نہین جسکے دل مین فراستین اور نیک خطرے الہام کے طور سے نہ آتے ہون اور وہ حواس کی راہ سے نہین آتے بلکہ دل ہی مین پیدا ہوتے ہین اور وہ یہ نہین جانتا ہے کہ یہ خطرے کہان سے آئے اتنی بات سے یہ معلوم ہوا کہ سب علم محسوسات کے سبب سے نہین اور دل اس عالم سے نہین بلکہ عالم روحانی سے ہے اور حواس جنکو اس عالم کے واسطے پیدا کیا ہے خواہ نخواہ اوس عالم کو دیکھنے مین آڑ ہونگے اور جبتک اس عالم سے فارغ نہوگا اوس عالم کیطرف راہ نہ پائیگا **فصل** اے عزیز یہ گمان نکرنا کہ عالم روحانی کیطرف دل کی کھڑکی بے سوئے اور بے موئے نہین کھلتی ایسا نہین ہے بلکہ اگر کوئی شخص جاگنے مین ریاضت و محنت کرے اور دلکو خواہش اور غصہ کے ہاتھ سے چھوڑائے اور برے اخلاق سے پاک کرے اور خالی جگہ مین بیٹھے اور آنکھہ بند اور حواس کو بیکار کرے اور دلکو عالم روحانی سے یہانتک مناسبت دے کہ ہمیشہ اللہ اللہ دل سے کہے زبان سے نہین حتیٰ کہ آپ سے اور تمام عالم سے بیخبر ہو جاے اور خدا کے سوا کسی کی خبر نرکھے جب ایسا ہو جاے تو اگرچہ جاگتا ہو تو بھی دل کی کھڑکی کھلی رہے گی اور لوگ جو کچھ خواب مین دیکھین گے وہ جاگتے مین دیکھے گا فرشتوں کی ارواح اچھی صورتون مین اوسپر ظاہر ہونگی پیغمبرونکو دیکھنے لگے گا اور اون سے بہت فائدہ اور مدد پائیگا زمین آسمان کے ملکوت اسے نظر آئینگے اور جس کسی پر یہ راہ کھلی وہ عجب عجب تماشے اور بڑے بڑے کام جنکی تعریف امکان سے باہر ہے دیکھے گا وہ جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے زُوِيَتْ لِيَ الْأَرْضُ فَأُرِيتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا اور حق تعالیٰ نے جو ارشاد فرمایا ہے وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ سب اسی حال مین ہے بلکہ انبیا کے علم سب اسیطرح سے تھے جو حواس سیکھنے سے نتھے اور سب کا آغاز ریاضت اور مجاہدہ تھا جیسا حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا یعنی سب سے رشتہ تعلق توڑ اور اپنے تئین بالکل خدا کے قبضہ اختیار مین چھوڑ دنیا کی تدبیر مین مشغول نہو کر خدا سب کام خود درست کرتا ہے رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا جب تو نے اپنا وکیل خدا کو بنایا تو بے پروا رہ اور خلائق سے جدا رہ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا

یہ سب ریاضت اور مشقت کی تعلیم ہے کہ خلق کی دشمنی اور دنیا کی خواہش اور محسوسات کے ساتھ شغل سے دل صاف ہو اور اس امر کو ٹھیک حاصل کرنا عالمون کا طریقہ ہے یہ بھی بڑا کام ہے لیکن نبوت کی راہ اور انبیا اور اولیا کے علم کی بہ نسبت جو آدمیون کے بے سکھائے رب العزت کی درگاہ سے حاصل ہوتا ہے چھوٹا ہے بہت لوگون کو اس راہ کا رہنا اور درست ہونا تجربہ اور عقلی دلیل سے معلوم ہوا ہے ایعزیز اگرچہ تجکو ذوق سے یہ حال حاصل نہو اور سیکھنے سے بھی نہ معلوم ہو اور عقلی دلیل سے بھی نہ حاصل ہو لیکن اتنا تو ہو کہ اسکا ایمان لا اور تصدیق کر تاکہ تینون درجون سے محروم نہ رہ اور کافر نہو جا اور یہ امور دل کے عالمون کے عجائبات سے ہین اور اسی سے آدمی کے دل کی بزرگی معلوم ہوتی ہے **فصل** ایعزیز یہ گمان نہ کرنا کہ یہ امور پیغمبرونکے واسطے خاص ہین اسواسطے کہ سب آدمیونکی ذات اصل خلقت مین اسکے لائق ہے جیسے کوئی لوہا ایسا نہین کہ اصل خلقت مین اسکی لیاقت نرکھتا ہو کہ اوس سے آئینہ نہ بن سکے کہ اوس آئینہ مین عالم کی صورت نظر آئے مگر یہ کہ اوسمین زنگ لگے اور اوسکی اصل مین پیوست ہوجاے اور اوسے خراب کردے یہی حال دل کا بھی ہے کہ اگر دنیا کی حرص اور خواہش اور گناہ اوسپر چھاجائین اور اوسمین جگہہ کرلین تو دل زنگ آلود اور میلا ہوجاتا ہے اور یہ لیاقت اوسمین نہین رہتی جیساکہ حدیث شریف مین آیا ہے وَکُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ فَاَبَوَاہُ یُھَوِّدَانِہٖ وَیُنَصِّرَانِہٖ وَیُمَجِّسَانِہٖ اور سب مین یہ لیاقت موجود ہونے کی خبر خدا نے بھی دی ہے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی جیساکہ کوئی کہے کہ جس کسی عقلمند سے اگر پوچھین کہ کیا دو ایک سے زیادہ نہین ہین جواب دیگا ہان زیادہ ہین اگرچہ سب عقلمندون نے نہ کان سے سنا ہو نہ زبان سے کہا ہو لیکن اس جواب کا سچ ہونا سبھون کے دل مین گڑا ہوگا جیساکہ سب آدمیونکی خلقت ہے خدا کی معرفت بھی سب آدمیون کی فطرت ہے جیساکہ حقتعالے نے فرمایا ہے وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ مَّنْ خَلَقَھُمْ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰہُ اور فرمایا ہے فِطْرَۃَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا عقلی دلیل اور تجربہ سے بھی معلوم ہوا کہ یہ درجہ پیغمبرون کے ساتھ خاص نہین اسواسطے کہ پیغمبر بھی آدمی ہین قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ جس شخص پر یہ راہ کھلی ہے اگر تمام خلق کی صلاح خدا اوسے بتائے اور وہ سبکو بلائے اور ہدایت کرے تو جوکچھ خدا نے اوس شخص کو بتایا ہے اوسے شریعت کہتے ہین اور خود اوس شخص کو پیغمبر کہتے ہین اور اوسکے حالات کو معجزات کہتے ہین اور اگر وہ شخص خلق کو بلاکر ہدایت کرنے مین مشغول نہو تو اوسے ولی کہتے ہین اور اوسکے حالات کو کرامات کہتے ہین اور یہ ضرور نہین ہے کہ جس شخص کو یہ حال پیدا ہو خواہ نخواہ خلق کو بلاکر وہ ہدایت کرنے مین بھی مشغول ہو بلکہ خدا کی قدرت مین ہے کہ اوسے ہدایت کرنے مین اسوجہ سے مشغول نہ کرے کہ اوسوقت شریعت تازہ ہو اور خلق کو ہدایت کرنے کی ضرورت نہو یا ہدایت کرنے کی اور شرطین ہون کہ اوس ولی مین وہ نہ پائی جاتی ہون ایعزیز تجکو چاہیے کہ اولیا کی ولایت اور کرامت پر ایمان درست رکھ اور یہ جانے رہ کہ پہلے تو یہ امر محنت سے علاقہ رکھتا ہے اور اسمین محنت کرنے کو دخل ہے لیکن یہ نہین ہے کہ جو کھیتی کرے وہ غلہ بھی کاٹے اور جو چلے وہ منزل کو بھی پہونچے اور جو ڈھونڈھے وہ پائے جو کام عزت دار ہوتا ہے اوسکی شرطین بھی بہت زیادہ ہوتی ہین اور اوسکا حصول بھی مشکل ہوتا ہے اور مقام معرفت مین آدمی کے جو درجے ہین یہ کام تو اوسمین سے بہت بڑا درجہ ہے اور بے کوشش اور مرشد کامل کے اس کام کا ڈھونڈھنا بھی نہین آتا اور اگر یہ دونون بھی ہون تو جبتک خدا کی مدد نہو اور ازل مین اس شخص کے واسطے اس سعادت کا حکم نہو چکا ہو اس مراد کو نہ پہونچیگا اور علم ظاہری مین امامت کا درجہ پانا اور سب کام ایسے ہی ہین

فصل العزیز یہ اصل آدمی جسے دل کہتے ہین معرفت کی راہ سے اوسکی جو بزرگی ہے اس بیان سے وہ بزرگی کچہ پرچھائین سی تجکو
معلوم ہوئی اب جان تو کہ قادر ہونے کی وجہ سے بھی اوسکو عظمت ہے وہ فرشتون کی خاصیت ہے حیوانون کو وہ بزرگی حاصل نہین ہے
اور دل کی قدرت یہ ہے کہ جیسے عالم اجسام فرشتون کا مسخر ہے جب وہ مناسب دیکھتے اور خلق کو محتاج پاتے ہین خدا کے حکم سے پانی
برساتے ہین موسم بہار مین ہوا چلاتے ہین بچہ دان مین حیوان کی صورت زمین مین روئیدگی کی شکل بناتے سنوارتے ہین ہر ہر کام پر
فرشتونکا ایک ایک گروہ مقرر ہے اوسیطرح آدمی کا دل بھی فرشتونکی جنس سے ہے اور اسکو بھی خدا نے قدرت دی ہے کہ بعضے اجسام
اوسکے بھی مسخر ہین اور بدن ہر ایک کا خاص عالم ہے اور دل کا مسخر ہے اسواسطے کہ یہ معلوم ہے کہ دل اونگلی مین نہین اور علم و ارادہ بھی
اونگلی مین نہین مگر جب دل حکم دیتا ہے تو اونگلی ہلتی ہے آور جب دل مین غصہ ہوتا ہے تمام بدن سے پسینا جاری ہو جاتا ہے یہ مینہ ہے
آور جب دل مین شہوت پیدا ہوتی ہے تو ہوا چلتی ہے آور وہ شہوت آلت کیطرف چلی جاتی ہے آور جب دل مین کھانیکا خیال آتا ہے
زبان کے نیچے جو قوت ہے وہ خدمت کے لیے اوٹھ کھڑی ہوتی ہے اور پانی نکلتا ہے کہ کھانے کو ایسا تر کرے کہ کھا لیا جاے اور یہ
ظاہر ہے کہ دل کا تصرف بدن مین جاری ہے اور بدن دل کا مسخر ہے لیکن یہ جاننا چاہیے کہ یہ امر ممکن ہے کہ بعضے دل جو زیادہ بزرگ
اور قوی ہین اور فرشتون کی اصل سے زیادہ مشابہت رکہتے ہین بدن کے علاوہ اور اجسام بھی اونکے مطیع ہون مثلا اوس دل کی
ہیبت اگر شیر پر پڑے وہ عاجز اور مطیع ہو جاے اگر کسی بیمار کی طرف وہ دل ہمت باندہے وہ اچھا ہو جاے اگر تندرست کیطرف
ہمت کرے بیمار پڑ جاے اگر کسی شخص کو چاہے کہ ہمارے پاس آئے اوس شخص کا دل بھی اوسکے پاس جانیکو چاہے اگر ہمت باندہے
کہ مینہ برسے تو برسنے لگے یہ سب عقلی دلیل سے ممکن ہے اور تجربہ سے معلوم ہے اور نظر لگنا اور جادو جسکو کہتے ہین وہ اسی قسم سے ہے سب
چیزون مین آدمی کے نفس کو دخل ہے مثلاً جو نفس حسد کرتا ہے اگر کسی چارپایہ کو دیکھکر اپنے حسد کی وجہ سے اوسکے ہلاک ہونے کا خیال کرے
تو وہ چارپایہ فوراً ہلاک ہو جاے جیسا حدیث شریف مین آیا ہے اَلْعَیْنُ تُدْخِلُ الرَّجُلَ الْقَبْرَ وَالْجَمَلَ الْقِدْرَ یعنی جو قدرتین
اونمین سے یہ ایک عجیب قدرت ہے ایسی خاصیت اگر پیغمبرون سے ظاہر ہو تو معجزہ ہے اگر ولی سے ظاہر ہو کرامت ہے اگر اس خاصیت والا
نیک کامون مین رہتا ہے تو اوسے بھی ولی کہتے ہین اور اگر برے کامون مین رہتا ہے تو جادوگر ہے آور سحر کرامات معجزات سب آدمی کے
دل کی قدرت کی خاصیت ہے اور انمین بڑا فرق ہے اس کتاب مین اوس فرق کے بیان کی گنجایش نہین **فصل** یہ سب جو بیان ہوا جو
کوئی نہ جانیگا نبوت کی حقیقت خوب نہ پہچانیگا مگر گفت و شنید سے کچہ جانیگا اسواسطے کہ نبوت اور ولایت آدمی
کے دل کے بڑی درجون مین سے ایک درجہ ہے اور اس درجہ سے تین خاصیتین حاصل ہوتی ہین ایک یہ کہ عوام پر جو حال
کھلتا ہے اس درجہ والے پر جاگتے مین کھلتا ہے دوسرے یہ کہ عوام کے نفس فقط اونکے بدن ہی مین اثر کرتے ہین آور اس درجہ والا
نفس اون چیزون مین جو اوسکے بدن کے باہر ہین اسطرح اثر کرتا ہے کہ اوسمین خلق کا بناؤ ہو بگاڑ نہو تیسرے یہ کہ عوام کو جو علم سیکھنے سے
آتے ہین اس درجہ والے کو بے سیکھے اپنے دل سے آجاتے ہین آور چونکہ یہ بات ممکن ہے کہ جو شخص کچہ تیز عقل اور صاف دل ہوتا ہے
بے سیکھے بعض علم اوسکے دل مین آجاتے ہین تو یہ بھی جائز ہے کہ جو شخص بہت تیز عقل اور بہت صاف دل ہے وہ بہت یا سب علم خود بخود جانجاے

اور ایسے علم کو علم لدنی کہتے ہین جیسا کہ حق تعالے نے فرمایا ہے وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا جس شخص کو یہ تینون خاصیتین حاصل ہون وہ
پیغمبران بزرگ یا اولیا رکبار سے ہے اور جسمین انمین سے ایک خاصیت ہے اوسکو بھی یہ درجہ حاصل ہے اور ہر ایک مین بھی بڑا فرق ہے اسواسطے کہ
کسی کو ہر ایک مین سے تھوڑا تھوڑا حاصل ہوتا ہے اور کسی کو بہت بہت اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سبب سے کمال تھا کہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو تینون خاصیتین تمام وکمال حاصل تھین جب حق تعالے نے چاہا کہ خلق کو آنحضرت صلعم کی نبوت کا حال بتلائے
تاکہ سب آنحضرت صلعم کی پیروی کرین اور اپنی سعادت کی راہ سیکھین تو ان تینون خاصیتون مین سے ہر ایک کا شائبہ سا اونکو عنایت کیا ایک سے
خواب دیکھایا دوسرے سے خلق کی سمجھ سیدھی کردی تیسرے سے علمون مین اونکے دلون کو درست کردیا اور یہ ممکن نہین کہ آدمی ایسی چیز کا ایمان
لائے جسکی جنس اوسکے دل مین موجود نہو اسواسطے کہ جس چیز کا شائبہ آدمی مین نہوگا اوس چیز کی صورت اوسکی سمجھ ہی مین نہ آئیگی اسیواسطے
حقیقت الہیت کماحقہ کوئی نہین پہچانتا ہے مگر خدا ہی جانتا ہے اور اس تحقیق کی تفصیل دراز ہے معانی اسمار اللہ کی کتاب مین کھلی ہوئی دلیل
کے ساتھ ہمنے بیان کی ہے غرض یہ ہے کہ ہم اس امر کو روا رکھتے ہین کہ اولیا انبیا کے واسطے ان تینون خاصیتون کے سوا اور خاصیتین بھی ہون
کہ ہم مین اونکا شائبہ نہین اسوجہ سے ہم اونہین نہ جانتے ہون اور جیسا ہم یہ کہتے ہین کہ خدا کو سوا خدا کے کوئی خوب نہین پہچانتا اسیطرح ہم یہی کہتے ہین
کہ رسول صلعم کو بھی کوئی خوب نہین پہچانتا مگر وہی رسول یا جو اوس سے مرتبہ مین زیادہ ہو تو آدمیون مین پیغمبر کی قدر پیغمبر ہی جانتا ہے اور ہمین اس سے
زیادہ نہین معلوم اسواسطے کہ لوگ اگر ہمسے ذکر کرتے کہ کوئی شخص گر پڑتا ہے اور بے حس و حرکت پڑا رہتا ہے نہ دیکھتا ہے نہ سنتا ہے نہ یہ جانتا ہے
کہ کل کیا ہوگا اور جب دیکھنے سننے والا ہوتا ہے اپنا یہ حال بھی نہین جان سکتا اگر ہمین نیند نہوتی تو ہم لوگون کا یہ کہنا کبھی باور نہ کرتے اسواسطے کہ
آدمی نے جو نہ دیکھا ہو اوسکو نہین باور کرسکتا اور اسیواسطے حق تعالے نے فرمایا ہے بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ
اور فرمایا ہے وَإِذْ لَمْ يَهْتَدُوا بِهِ فَسَيَقُولُونَ هَٰذَا إِفْكٌ قَدِيمٌ اے عزیز اس بات کا تعجب کر کہ اولیا انبیا مین ایسی کوئی صفت ہو
کہ اور کسی کو اوسکی کچھ خبر نہو اور اونہین اوس صفت کے سبب سے عمدہ لذتین اور حالتین حاصل ہون اسواسطے کہ تو دیکھتا ہے کہ جسکو شعر کا ذوق
نہین راگ سے بھی اوسکو لطف نہین آتا اگر کوئی چاہے کہ اوس بیذوق کو شعر کے معنی سمجھاوے تو نہین سمجھا سکتا کہ اوسے شعر کی کچھ خبر ہی نہین
اسیطرح اندھا رنگت اور دیدار کی لذت کے معنی نہین سمجھ سکتا خدا کی قدرت سے تو کچھ تعجب نکر کہ درجہ نبوت کے بعد بعض ادراک پیدا کرے
اور اوس سے پہلے کسی کو اوسکی خبر نہو **فصل** اے عزیز یہ سب جو بیان ہوا اس سے اصل آدمی کی بزرگی تجھے معلوم ہوئی اور یہ بھی معلوم ہوا
کہ صوفیون کی کیا راہ ہے یہ جو تو نے سنا ہوگا کہ صوفی کہتے ہین کہ علم اس راہ مین آڑ ہے اور تو نے اس سے انکار کیا ہوگا تو انکار نہ کر
صوفیون کا یہ کہنا حق ہے اسواسطے کہ محسوسات اور محسوسات کے علم کے ساتھ اگر تو مشغول رہے گا تو یہ شغل اوس حال سے پردہ اور حجاب ہوگا
اور دل حوض کے مثل ہے اور حواس گویا پانچ نہرین ہین کہ اونکی راہ سے حوض مین پانی جاتا ہے اگر تجکو منظور ہو کہ حوض کی تہ سے صاف پانی
نکلے تو اوسکی یہ تدبیر ہے کہ باہر سے آیا ہوا پانی جو حوض مین ہے اور اوس پانی کے سبب سے جو کیچڑ ہوگئی ہے اوسے بالکل حوض سے نکال اور
سب نہرون کا رستہ بند کر کہ حوض مین باہر کا پانی نہ آنے پائے اور حوض کی تہ کو کھود کہ صاف پانی اوسکے اندر سے نکلے اور حوض جبتک باہر
کے پانی سے بھرا رہیگا ممکن نہین کہ اوسکی تہ سے پانی نکل سکے اسیطرح باہر والے علم سے جبتک دل خالی نہووے تب تک وہ علم جو دل کے اندر سے

پیدا ہوتا ہے نہ پیدا ہوگا تا آن عالم اپنے تئین اگر سیکھے ہوئے علم سے خالی کر ڈالے اور اوسکے ساتھ مشغول نہ رہے تو وہ علم جس سے اپنے تئین
خالی کیا ہے حجاب نہوگا اور ممکن ہے کہ اوس عالم کو کشف حاصل ہو اسطرح اگر کوئی شخص محسوسات کے خیال سے اپنا دل خالی کرے تو وہ خیالات
جنسے دل خالی کیا ہے اوسے حجاب نہونگے اور حجاب کا سبب یہ ہے کہ مثلاً جب کسی شخص نے اہل سنت کے اعتقاد سیکھے اور گفتگو اور مباحثہ کے
لیے جیسا چاہیے اوسکی دلیلین بھی سیکھین اور اپنے تئین بالکل اوسیکا کر دیا اور یہ اعتقاد کر لیا کہ اس علم کے سوا اور کوئی علم ہی نہین تو جب اوسکے
دل مین کچھ آئیگا یہی کہیگا کہ جو مین نے سیکھا ہے یہ اوسکے خلاف ہے اور جو اوسکے خلاف ہے وہ باطل ہے ایسے آدمی کو کامون کی حقیقت معلوم
ہونا ممکن نہین اسواسطے کہ جو اعتقاد عوام لوگون کو سکھاتے ہین وہ حقیقت کا ڈھانچا ہے اصل حقیقت اور پوری معرفت وہ ہے کہ حقیقتین ڈھانچے
سے ایسی کھل جائین جیسے ہڈی سے گودا اے عزیز جان تو کہ جو کوئی اعتقاد کی تائید کے واسطے جھگڑنے کا طریقہ سیکھتا ہے اوسے کچھ حقیقت نہین کھلتی
جب یہ سمجھا کہ سب علم مین ہی جانتا ہون تو سمجھ اوسکا حجاب ہوتی ہے اور اسوجہ سے کہ یہ سمجھ اوسپر غالب ہوتی ہے جسنے کچھ تھوڑا سا سیکھا ہے
تو غالباً ایسے لوگ اس درجہ سے محروم اور محجوب رہینگے اور جو کوئی اس سمجھ کو دور کرے اوسکا علم آڑ نہوگا بلکہ یہ کشف اوسے حاصل ہوگا اور
اوسکا درجہ کامل ہوگا اور اوسکی راہ اوس شخص کی راہ سے بہت بیخوف اور سیدھی ہوگی جسکا قدم علم مین پہلے سے مضبوط نہوا اور مدت تک
خیال باطل مین پھنسا رہا ہو اور تھوڑا سا شبہہ بھی اوسکے لیے آڑ ہوتا ہو اور عالم ایسے خطرہ سے بے دہشت ہے اے عزیز اگر کسی صاحب کشف سے
تو سنے کہ علم آڑ ہے تو چاہیے کہ تو اس بات کے معنی سمجھے اور انکار نہ کرے لیکن غیر مباح کو مباح ٹھہرانیوالے نفس پرور بے بہرہ لوگ جو اس زمانے مین
نکلے ہین ہرگز خود انکو یہ حال ہی نہین ہے صوفیون کی بنی ہوئی واہیات باتین کچھ سیکھی ہین اور ان لوگون کا یہ شغل ہے کہ تمام دن اپنے ہاتھ
دہوتے ہین لنگ گودڑی جانماز سے اپنے تئین آراستہ کرکے علم اور علما کی مذمت کرتے ہین یہ لوگ مار ڈالنے کے قابل ہین اسواسطے کہ
آدمیون کے شیطان اور خدا رسول کے دشمن ہین کیونکہ خدا رسول نے علم اور عالمون کی تعریف کی ہے اور تمام عالم کو علم کی طرف بلایا ہے
یہ بدبخت جب صاحب حالت نہوا اور علم بھی حاصل نہ کیا ہو تو اسی بات یعنی علم اور علما کو برا کہنا اسکو کب درست ہے اور اوس بدبخت کی مثل اوس
شخص کی ایسی ہی جسنے سنا ہو کہ کیمیا سونے سے بہتر ہے اسلیے کہ اوس سے بے انتہا سونا ہاتھ آتا ہے اور جب سونے کا خزانہ اوسکے
سامنے رکھین تو اوسپر ہاتھ نہ ڈالے اور رکھے کہ سونا کس کام آتا ہے اور کیا حقیقت رکھتا ہے کیمیا چاہیے جو سونے کی اصل ہے اور سونا
نہ لے اور کیمیا نہ اوسنے دیکھی ہو نہ وہ کیمیا کو جانتا ہو ایسا شخص بدبخت اور مفلس اور بھوکا رہتا ہے اور اتنی بات کی خوشی مین کہ مین نے آپ
یہ کہا کہ کیمیا سونے سے بہتر ہے خوش ہوتا ہے اور بڑہ بڑہ کے باتین بناتا ہے تو انبیا اولیا کا کشف تو کیمیا کے مانند ہے اور عالمون کا
علم سونے کے مثل ہے اور کیمیا کے مالک کو سونے کے مالک پر سب طرح سے فوقیت ہے لیکن یہان پر ایک اور نکتہ ہے کہ اگر کسی کے
پاس اتنی ہی کیمیا ہو کہ اوس سے سونے کے سو دینار سے زیادہ نہین حاصل ہو سکتے تو ایسے شخص کو اوس شخص پر کچھ فضیلت نہین ہے جسکے
پاس سونے کے ہزار دینار موجود ہون اور جیسا کہ کیمیا کی کتابین اور باتین اور تلاشی بہت ہین اور اس زمانے مین اوسکی حقیقت کمیاب ہے
اور بہت ڈہونڈہنے والے دغا کھاتے ہین صوفیون کا کام بھی ایسا ہی ہے اصل صوفی پن ان لوگون مین نہین جو ہے تو تھوڑا اور یہ بات
نادر ہے کہ وہ کمال کو پہونچے تو جاننا چاہیے کہ جس کسی کو صوفیون کا تھوڑا سا حال نمودار ہوا اوسے ہر عالم پر فضیلت نہین ہے کیونکہ اکثر

بعضونکو ایسا ہوتا ہے کہ اس کام کے شروع مین کچھ حال دنیا ظاہر ہوتا ہے اور وقت اوس درجہ سے گر پڑتے مین اور کام [illegible] نہین ہوتے
اور بعضے ہوتے ہین کہ سودا اور خیال خام اونپر غالب ہوتا ہے اور اونکی کچھ اصل نہین [illegible]
ایسا نہین ہوتا اور جیسا خواب نہین اصل اور خیالات واہیات دونون ہوتے ہین اوسیطرح اس حال [illegible] ہوتے ہین بلکہ عالمون [illegible]
شخص کو فضیلت ہے اوس حال مین ایسا کامل ہوا ہو کہ جو علم [illegible]
سیکھے آپ سے اوس علم کو جان لے اور یہ امر نہایت نادر ہے تو چاہیے کہ اے عزیز تصوف [illegible] پر تو ایمان لا
اور اس زمانہ کے [illegible] کے سبب سے اون اہل [illegible] سے بد اعتقاد نہو اور [illegible] عالمون پر [illegible] تو سمجھ کہ
نادانی سے کرتا ہے فصل اے عزیز شاید تو یہ کہے کہ کیونکر معلوم ہو کہ آدمی کی سعادت خدا کی معرفت ہی مین ہے تو اسکا جواب تو وان لے
کہ خدا کی معرفت مین آدمی کی سعادت ہونا اس [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] جسمین اوسے مزہ اور
چین ہو اور ہر چیز کو مزہ اوسی کام مین ہوتا ہے جسکو اوسکا جی چاہے اور [illegible] کام [illegible] جسکے واسطے وہ چیز پیدا ہوئی ہے
جیسا کہ شہوت کا مزہ اسی مین ہے کہ آدمی کی آرزو بر آئے اور غصہ کا مزہ اسی مین ہے کہ دشمن سے بدلا لے آنکھ کا مزہ اچھی صورتین دیکھنے مین
کان کا مزہ اچھی آوازین سننے مین ہے اور دل کا مزہ اوس امر مین ہے جو دل کی خاصیت ہے اور جسکے واسطے خدا نے دلکو پیدا کیا ہے
وہ امر کامون کی حقیقت کا پہچاننا ہے کہ یہی دل کا خاصہ ہے لیکن خواہش اور غصہ اور پانچون [illegible] محسوسات کی حیوان چارپایونکو
بھی حاصل ہے اور چونکہ کامون کی اصل حقیقت کی معرفت دل کی خاصیت ہے اسواسطے آدمی [illegible] نہین جانتا [illegible] بات کرنیکو
جی چاہتا ہے اور جو شئے جانتا ہے اوس پر خوش ہو کر فخر کرتا ہے اگر وہ بری چیز مثلا شطرنج سیکھنے کی قدر [illegible] اور جو اوسے جانتا ہے اوسکا
اگر کہین کہ تو نہ سکھانا تو اوسے صبر کرنا دشوار ہوتا ہے اور اس خوشی سے کہ عجیب کھیل جانتا ہے چاہتا ہے کہ اپنا فخر ظاہر کرے الغرض
تجھکو جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ دل کی لذت کامون کی معرفت مین ہے تو یہ بھی جان لے کہ جتنی اچھی اور عمدہ چیز کی معرفت ہوگی اوسکے
دلکو اوتنی ہی زیادہ لذت ہوگی اسواسطے کہ جو شخص وزیر کے بھید جانتا ہے [illegible] خبردار ہوتا ہے وہ خوش ہوتا ہے اگر بادشاہ کا محرم راز ہوجاے
اور اوسکے امور مملکت پر واقفیت پاے تو بہت ہی خوش ہوگا اور جو شخص کہ علم [illegible] مشکل امور [illegible] جانتا
وہ اوس شخص کی نسبت بہت خوش رہتا ہے جو شطرنج کھیلنا جانتا ہے اور شطرنج اچھا [illegible] شطرنج کھیلنا [illegible]
ہوتی ہے اسیطرح معلوم یعنی جانی ہوئی چیز جتنی زیادہ اچھی ہوگی اوسکا علم یعنی جاننا بھی اوتنا ہی عمدہ ہوگا اور [illegible] اوسیقدر [illegible] زیادہ
ہوگا اور حق تعالے سب چیزون سے اشرف ہے اسواسطے کہ سب چیزون کو اسی کے سبب سے شرف ہے [illegible] تمام عالم کا بادشاہ ہے
تمام عالم کے عجائبات اوسی کی صنعت کی نشانیان ہین تو کوئی معرفت بھی اوسکی معرفت سے زیادہ شریف اور مزہ دار نہین اور حضرت ربوبیت
کے دیدار سے بہتر کوئی دیدار نہین اور دل کی طبیعت اوسکے دیدار کو چاہتی ہے اسواسطے کہ ہر چیز کی طبیعت اوسی خاصیت کو چاہتی ہے
جسکے واسطے اوسے خدا نے پیدا کیا ہے اگر کوئی دل ایسا ہو جس سے اس معرفت کی خواہش زائل ہوگئی ہو وہ دل اوس بیمار کے مانند ہے
جسے کھانے کی خواہش نہ رہی ہو اور روٹی کے نسبت مٹی اوسے بہت اچھی معلوم ہوتی ہو اگر اوس بیمار کا علاج نہ کریں اور کھانیکی خواہش

اوسے بیمار پیدا ہوجاے اور ملّی کا شوق نہ جاتا رہے تو وہ بیمار دنیا مین بڑا کم نصیب ہے اور ہلاک ہوجائیگا اور وہ شخص جسکے دل مین
خدا کی معرفت سے زیادہ اور چیزونکا شوق ہے وہ بھی بیمار ہے وہ اوس جہان مین بدبخت اور تباہ ہوگا اور سب خواہشین اور محسوسات کی
لذتین آدمی کے بدن سے علاقہ رکھتی ہین خواہ مخواہ مرجانے سے وہ زائل ہوجاینگی اور اون خواہشون کے سبب سے جو محنت اوسنے
اوٹھائی ہے وہ بھی جاتی رہیگی اور خدا کی معرفت کی لذت جو دل سے علاقہ رکھتی ہے مرنے سے دونی ہوجائیگی اسواسطے کہ دل نہ مریگا
اور معرفت برقرار رہیگی بلکہ دل زیادہ روشن ہوجائیگا اور اور چیزون کی خواہش سے جتنی تکلیف ہوتی ہے اسمین اوس سے دونی لذت
اوٹھایگا اور اسکی تفصیل اصل محبت مین جو آخر کتاب ہے بیان کی جائیگی **فصل** گو ہر آدمی کا جو حال کہا گیا اتنا ہی اس کتاب مین کفایت
کرتا ہے جو کوئی زیادہ تفصیل چاہے تو کتاب عجائب القلوب مین جو ہمنے لکھی ہے دیکھ لے اور ان دونون کتابون سے بھی آدمی کو پوری خود
یعنی اپنے نفس کی پہچان حاصل نہین ہوسکتی ہے اسواسطے کہ دل آدمی کا ایک رکن ہے اور دل کی سب صفتون مین سے بعضی صفتون کا یہ بیان ہے اور
آدمی کا دوسرا رکن بدن ہے اور اوسکے پیدا کرنے مین بھی بہت عجائبات ہین آدمی کے ہر ظاہری اور ہر باطنی عضو مین عجیب باتین اور عمدہ
حکمتین ہین اور آدمی کے بدن مین کئی ہزار رگین اور ریشے اور ہڈیان ہین ہر ایک کی صورت اور صفت علیحدہ ہے اور ہر ایک سے غرض جدا ہے
ای عزیز تو اون سب سے بیخبر ہے فقط اسقدر جانتا ہے کہ ہاتھ پکڑنے کے واسطے پاون چلنے کے واسطے زبان کہنے کے واسطے ہے لیکن یہ
بات تو جان کہ خدا نے دس پردون سے آنکھہ کو بنایا ہے اور وہ دسون پردے باہم مختلف ہین اون مین سے اگر ایک بھی کم ہو تو آدمی کے
دیکھنے مین خلل پڑجاے اور تجکو یہ بھی نہین معلوم کہ ہر پردہ کسواسطے ہے اور دیکھنے مین آدمی اونکا کیون محتاج ہے اور آنکھہ کی مقدار جتنی
ہے اوسی ظاہر ہے اور اسکی تفصیل بہت کتابون مین لوگون نے لکھی ہے اگر تجکو آنکھہ کے پردون کی کیفیت نہین معلوم تو کیا تعجب ہو اسلیے
تو بھی نہین جانتا کہ اندرونی اعضا مثلاً جگر تلی پتا گردہ وغیرہ کیون بنے ہین جگر تو اسواسطے بنا ہے کہ معدے سے طرح طرح کی غذائین جو
اوسمین پہونچین اون سب کو ایک انداز پر خون کے رنگ کا کردے کہ وہ ہفت اندام کی غذا ہونیکے قابل ہوجاے جب خون جگر مین پک
جاتا ہے تو اوسکے نیچے تلچھٹ رہ جاتا ہے اور وہ تلچھٹ سودا ہوجاتا ہے تلی اسواسطے ہے کہ اوسکو جگر سے لے لے اور اوسکے اوپر
کچھہ زرد زردسا پیدا ہوتا ہے وہ صفرا ہے پتا اسواسطے ہے کہ اوسکو خون پر سے کھینچ لے اور خون جب جگر کے باہر نکلتا ہے پتلا اور
بے قوام ہوتا ہے گردہ اسواسطے ہے کہ پانی کو اوس سے کھینچ لے تاکہ بغیر سودا اور صفرا کے قوام ہوکر خون رگون مین جاے اگر پتے مین
کچھہ آفت پہونچے گی تو صفرا خون مین رہ جائیگا اس سبب سے کا نور اور صفراوی بیماریان پیدا ہونگی اگر تلی کو کوئی صدمہ پہونچ جائیگا
تو سودا خون مین ملا رہ جائیگا سوداوی بیماریان پیدا ہونگی اگر گردے کو کچھہ آفت پہونچے گی تو خون مین پانی رہ جائیگا استسقا کی
بیماری پیدا ہوگی اسیطرح آدمی کے ظاہری اور باطنی اعضا مین سے ہر عضو کو ایک کام کے واسطے خدا نے پیدا کیا ہے کہ اوسکے بغیر بدن مین
خلل پڑتا ہے بلکہ آدمی کا بدن گو کہ چھوٹا ہے مگر تمام عالم کے مثال ہے اسواسطے کہ جو کچھہ تمام عالم مین خدا نے پیدا کیا ہے آدمی کا بدن
بھی اوسکا نمونہ ہے ہڈی پہاڑ پسینا مینہ بال درخت دماغ آسمان حواس گویا تارے ہین اسکی تفصیل دراز ہے بلکہ جہان مین جس جس قسم کی
مخلوق ہے مثلاً سور کتا بھیڑیا چارپایہ دیو پری فرشتہ ان سب کی مثال آدمی کے بدن مین موجود ہے چنانچہ پہلے مذکور ہوچکا ہے

بلکہ جو جو پیشہ ور جہان مین ہین اون سب کے نمونے جسم انسان مین ہین جو قوت کہ معدہ مین کھانا ہضم کرتی ہے گویا باورچی ہے اور جو قوت
کہ غذا کو چھانکہ جگر اور پھوک کو آنتون مین پہونچاتی ہے گویا گندہ کش ہے اور جو قوت کہ کھانیکو جگر مین خون کے رنگ پر کردیتی ہے گویا رنگریز ہے
اور جو قوت کہ خون کو عورت کی چھاتیون مین سفید دودھ اور مرد کے خصیون مین منی کرتی ہے گویا دھوبی ہے اور جو قوت کہ غذا کو
ہر ہر عضو مین کھینچکر پہونچاتی ہے گویا بندہانی ہے اور جو قوت کہ پانیکو جگر سے کھینچکر گردہ مین مثانہ مین بہا دیتی ہے گویا سقا ہے اور جو قوت
پھوک کو پیٹ سے باہر گرادیتی ہے گویا حلال خور ہے اور جو قوت سودا اور صفرا کو اندر اسواسطے پیدا کرتی ہے کہ بدن تباہ اور خراب ہووے
گویا مفسد جلساز ہے اور جو قوت صفرا وغیرہ بیماریون کو دور کرتی ہے وہ گویا منصف حکیم ہے اور اسکی تفصیل بھی طویل ہے عزیز اصل مطلب
یہ ہے کہ تجکو یہ بات معلوم ہوجاوے کہ تیرے اندر کئی طرح کی قوتین تیرے کام مین مشغول ہین اور تو خواب خرگوش مین ہے یعنی غافل پڑا ہے
اور اون قوتون مین سے کوئی تیرے کام سے غافل اور فارغ نہین ہوتی تو نہ اونکو جانتا ہے اور جس نے انہین تیرے کام کو پیدا کیا ہے
نہ اوسکا احسان مانتا ہے اگر کوئی شخص اپنے غلام کو ایکدن کے واسطے تیری خدمت کے لیے بھیجے تو تمام عمر تو اوسکا شکریہ ادا کیا کرتا ہے
اور جسنے تیرے اندر کئی ہزار پیشہ ور تیری خدمت کو مقرر کیے ہین کہ عمر بھر تیری خدمت سے ایکدم بھی فارغ نہین ہوتے تو اوسے یاد بھی نہین کرتا
اور بدن کی ترکیب اور اعضا کی منفعت جاننے کو علم تشریح کہتے ہین اور وہ بڑا علم ہے اور خلق اوس سے غافل ہے اور سنے نہین پڑھتی جسنے
پڑھا تو اسواسطے پڑھا کہ علم طب مین اوستاد ہوجاوے اور علم طب تو خود بخود حقیقت سے گو اوسکی طرف حاجت ہے مگر دین کی راہ سے علاقہ نہین
رکھتا لیکن اگر کوئی شخص خدا کی عجیب صنعتین دیکھنے کی نیت سے اس علم کا مطالعہ کرے تو اوسے خدا کی صفتون مین سے تین صفتین خواہ مخواہ معلوم
ہوجاوین ایک یہ کہ اس قالب کا بنانے والا اور اس جسم کا پیدا کرنیوالا ایسا بڑا قادر ہے کہ اوسکی قدرت کاملہ مین نقصان اور عاجزی کو ہرگز
دخل نہین جو چاہے کرسکتا ہے کہ دنیا مین کوئی کام اس سے زیادہ عجوبہ نہین کہ ایک قطرہ پانی سے ایسا جسم پیدا کرسکتا ہے اور جو یہ عجوبہ کام
کرسکتا ہے اوسے مرنے کے بعد پھر زندہ کرنا بہت ہی آسان ہوگا دوسرے یہ کہ وہ خالق ایسا عالم ہے کہ اوسکا علم سب کامون کو گھیرے
ہوئے ہے اسواسطے کہ یہ عجائبات ان عمدہ عمدہ حکمتون کے ساتھ بغیر کمال علم کے غیر ممکن ہین تیسرے یہ کہ خالق کی عنایت اور لطف و رحمت بندہ پر
بے نہایت ہے کہ بندہ کو جو کچھ چاہیے تھا پیدا کیا بلکہ جس چیز کی ضرورت تھی مثلاً جگر دل دماغ کہ حیوان کی اصل ہے وہ بھی اوسے دی اور
جس چیز کی ضرورت نہ تھی فقط حاجت تھی مثلاً ہاتھ پاون زبان آنکھ وغیرہ وہ بھی عنایت کی اور جن چیزون کی نہ حاجت تھی نہ ضرورت تھی
مگر اونسے مزید زینت تھی مثلاً بالون کی سیاہی لبون کی سرخی بھوون کا خم آنکھون اور پلکون کی ہمواری وہ بھی مرحمت فرمائین بندہ پر بہت اچھا
معلوم ہوا اسواسطے یہ چیزین بنائین اور یہ لطف و مہربانی فقط آدمی ہی کے ساتھ نہین بلکہ سب مخلوقات کے ساتھ ہے یہانتک کہ بھنگا اور
مکھی کو بھی جو چیز چاہیے تھی دی اور باینہمہ اونکی ظاہری صورت بھی اچھے اچھے نقشون سے آراستہ اور عمدہ عمدہ رنگون سے پیراستہ کی تو آدمی کی
خلقت کو مفصل غور سے دیکھنا خدا کے صفات پہچاننے کی کنجی ہے اسیوجہ سے اس علم یعنی علم تشریح کی بزرگی ہے نہ اس سبب سے عظمت ہے کہ
طبیب کو اوسکی حاجت ہے اور جیسا کہ شعر اور تصنیف اور صنعت کے عجائبات تو جتنے زیادہ جانتا ہے شاعر اور مصنف اور صانع کی عظمت بھی
اوتنی زیادہ تیرے دل مین آتی ہے اسیطرح خدا کی عجیب عجیب صنعتین اوس صانع باکمال کی عظمت دریافت کرنیکی کنجی ہے اور یہ علم بھی معرفت نفس کا

رکھتا ہے لیکن علم دل کی نسبت تنگ اور چھوٹا ہے اسواسطے کہ یہ بدن کا عالم ہے اور بدن مثل سواری اور دل مانند سوار ہے اور پیدا کرنا
سواری مقصود نہین سوار مقصود ہے سوار کے واسطے [illegible] ہوتا ہے مرکب کے لیے سوار نہین ہوتا لیکن اتنا بھی جو بیان کیا تو اسواسطے کہ تو
پہچانے کہ باوجودیکہ کوئی چیز تیری ذات سے [illegible] نزدیک نہین مگر تاہم اسکے بھی تو اپنے تئین خوب نہین پہچان سکتا اور جو اپنے تئین
تو نہ پہچانے اور اوسکے پہچاننے کا دعوی کرے وہ اوس مفلس کے مانند ہے جو اپنے تئین تو کھانا نہین دے سکتا اور دعوی کرتا ہے کہ
تمام شہر کے محتاج اوسکی روٹی کھاتے ہین آدمی کا یہ کہنا اور دعوی کرنا محض واہیات ہے اور تعجب کی بات ہے **فصل** العزیز یہ سب جو بیان
ہوا اس سے آدمی کے گوہر دل کی بزرگی تجھے معلوم ہوئی اب پہچان لے کہ خدا نے یہ گوہر بہت عمدہ تجھے دیا ہے اور تجھسے پوشیدہ کیا ہے
اگر تو اسے نہ ڈھونڈ ہے گا اور ضائع کریگا اور اوس سے غافل رہے گا تو بڑا نقصان اور خسارہ ہوگا کوشش کر کے دل کو ڈھونڈو
اور دنیا کے شغل سے [illegible] کر کمال بزرگی کی [illegible] اوس جہان مین بزرگی اور عزت خاص ہے یعنی خوشی بے ملال اور بقاء بے زوال
اور قدرت بے عجز اور معرفت بے شبہ اور جمال بے [illegible] دیکھے لیکن اس جہان مین دل کی بزرگی اس بات سے ہے کہ اوس جہان کی
عزت اور شرافت پانے کی لیاقت رکھتا ہے نہین تو آج اوس سے زیادہ عاجز اور ناقص کوئی نہین کہ گرمی سردی بھوک پیاس بیماری
اور غم ودرد مین پھنسا ہے اور جس چیز مین اوسے لذت وراحت ہے وہی اوسکے لیے موجب نقصان و مضرت ہے آہ جو چیز اوسکو نفع
پہونچانیوالی ہے رنج اور تکلیف سے نہین خالی ہے اور جو شخص بزرگ اور عزت دار ہوتا ہے وہ علم یا قدرت و قوت یا ارادہ وہمت یا اچھی صورت
کی بدولت صاحب وقار ہوتا ہے آدمی کے علم کی طرف اگر دیکھا جاے تو اوس سے زیادہ کوئی جاہل نہین کہ اگر ایک رگ بھی اوسکے دماغ
مین ٹیڑھی ہو جاے تو ہلاکت اور جنون کا اندیشہ ہوتا ہے اور وہ یہ نہین جانتا کہ اسکا سبب اور علاج کیا ہے اور ایسا ہوتا ہے کہ اوسکی
دوا اوسکے سامنے ہوتی ہے وہ دیکھتا ہے اور نہین پہچانتا کہ یہ میری دوا ہے اگر آدمی کی قوت اور قدرت کا خیال کیا جاے تو اوس سے زیادہ
کوئی عاجز نہین کہ ایک مکھی سے نہین جیت سکتا اگر ایک مچھر کو خدا اوسپر مسلط کردے تو اوس سے ہلاک ہوجاتا ہے اگر ایک مکھی ڈنک مارے
تو بیخواب اور بیقرار ہوجاتا ہے اگر آدمی کی ہمت کیطرف دیکھا جاے تو ایک دانگ چاندی کا اگر اوسے نقصان ہوتا ہے تو اوداس اور ملول
اور پریشان ہوتا ہے اگر بھوک کے وقت ایک نوالہ اوسے نہ ملے تو بدحواس ہوجاتا ہے اس سے زیادہ کنجوس اور کون ہوگا اگر آدمی کے
جمال اور صورت کا خیال کیجیے تو کھوڑے پر ایک چمڑا تان دیا ہے آدمی اگر دو دن اپنا بدن نہ دہوئے تو ایسی خرابیان ظاہر ہون کہ آپسے آپ
اوکتا جاے بدن سے بدبو آنے لگے نہایت رسوا ہو آدمی سے زیادہ کوئی چیز گندی نہین اسواسطے کہ اوسکے اندر ہمیشہ نجاست رہتی ہے
اور وہ نجاست بردار ہے اور ہر روز دو بار نجاست خود دہوتا ہے یعنی آبدست لیتا ہے **نقل** ہے کہ ایک دن شیخ ابو سعید قدس سرہ
صوفیون کے ساتھ کہین تشریف لیے جاتے تھے ایک مقام پر پہونچے وہان لوگ سنڈاس صاف کرتے تھے رستہ پر نجاست پڑی تھی
سب ساتھی وہان تنگ ہو کر ناک بند کرکے ایک طرف بھاگے شیخ ممدوح وہین پر کھڑے ہو گئے اور فرمایا اے لوگو سمجھو تو یہ نجاست مجھسے کیا کہتی ہے
لوگون نے کہا اے شیخ کیا کہتی ہے فرمایا کہ یہ کہتی ہے کہ کل مین بازار مین تھی یعنی میوہ مٹھائی جنس وغیرہ تھی سب لوگ مجھے مول لینے کو روپیہ کی
تھیلیان چھیر لٹاتے تھے ایک شب مین تمہارے پیٹ مین رہی متعفن اور نجس ہوگئی اب مجکو تمسے بھاگنا چاہیے یا تمکو مجھسے حقیقت مین یہی

بات ہے کہ آدمی اس عالم مین نہایت ناقص اور عاجز اور بیکس ہے قیامت کو اوسکی گرم بازاری ہوگی اگر کیمیای سعادت کو گوہر دل پر
ڈالے گا چارپایون کے مرتبہ سے نکلکر فرشتون کے درجے پر پہونچے گا دنیا اور خواہش دنیا کی طرف اگر متوجہ ہوگا فرداے قیامت کو
کُتّے اور سور اوس سے بہتر ہونگے کہ خاک ہو جائینگے اور رنج سے نجات پائینگے اور آدمی عذاب مین رہیگا تو آدمی نے جہان
اپنی بزرگی جانی ہے چاہیے کہ اپنا نقصان اور بیچارگی اور بیکسی بھی پہچان رکھے اسواسطے کہ اپنے نفس کو اسطرح پہچاننا بھی معرفت الٰہی
کی کنجیون مین سے ایک کنجی ہے اسقدر بیان اپنے تئین پہچاننے کو کفایت کرتا ہے اسواسطے کہ اس کتاب مین اس سے زیادہ بیان کی گنجائش نہین

دوسرا عنوان مسلمانی کا یہ دوسرا عنوان ہے اسمین خدا کی معرفت کا بیان ہے

ایعزیز از جان یہ بات جان کہ اگلے پیغمبرون کی کتابون مین مذکور ہے کہ اونسے یون ارشاد خداے غفور ہے کہ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ
فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ اور ان باتون سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آدمیکا دل مثل آئینہ ہے جو کوئی اسمین غور کریگا خدا کو دیکھیگا اور بہت
آدمی اپنے مین غور کرتے ہین اور خدا کو نہین پہچانتے تو اس لحاظ سے کہ دل خدا کی معرفت کا آئینہ ہے اوسے جاننا ضرور ہوا اور اس
جاننے کی دو صورتین ہین ایک نہایت مشکل ہے کہ اکثر عوام اوسے نہین جان سکتے اور اونکی سمجھ مین وہ صورت نہین آسکتی اور جسے
عوام نہ سمجھ سکین اوسکا بیان مناسب نہین لیکن وہ صورت بیان کرنا چاہیے جسے سب سمجھ سکین وہ صورت یہ ہے کہ آدمی اپنی ہستی سے
خدا کی ذات کی ہستی کو پہچانے اور اپنے صفات سے خدا کی صفات کو جانے اور اپنی سلطنت یعنی اپنے بدن اور اعضا مین جو آدمی کا
تصرف اور اختیار ہے اوس سے خدا کا تصرف جو تمام عالم مین ہے پہچانے اور اسکی تفصیل یہ ہے کہ آدمی نے جب پہلے اپنے تئین ہست
جانا اور یہ جانتا ہے کہ کئی برس پہلے نیست تھا اور اوسکا نام نشان کچھ نتھا جیسا حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ
حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَکُنْ شَیْئًا مَّذْکُوْرًا اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِیْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا
اور جس چیز سے آدمی اپنی اصل خلقت پہچانے کہ اپنی ہستی سے پہلے مین کیا تھا وہ چیز نطفہ ہے جو ناپاک پانی کا ایک قطرہ ہے جسمین
عقل سماعت بصارت سر ہاتھ پاون زبان آنکھ رگ پٹھا ہڈی گوشت چمڑا کچھ نتھا بلکہ ایک ہی طرح کا صرف پانی تھا پھر اوسمین یہ سب
عجائبات یعنی عقل سر ہاتھ پاون وغیرہ ظاہر ہوئے اوس نے اپنے تئین آپ نہین پیدا کیا بلکہ اوسکو کسی نے اوسے پیدا کیا ہے اسواسطے کہ آب
باوجودیکہ درجہ کمال کو پہونچا ہے اور یقینی جانتا ہے کہ ایک بال پیدا کرنے سے عاجز ہے تو یہ بھی جانیگا کہ جب پانیکا ایک قطرہ تھا تو اوس سے بھی
زیادہ عاجز اور ناقص تھا اپنے تئین آپ کیا پیدا کرتا پس خواہ نخواہ آدمی کو اپنے پیدا ہونے سے خالق کی ذات کی ہستی معلوم ہوگی اور جب
اپنے بدن کے عجائبات جو ظاہر اور باطن مین ہین دیکھیگا (اور بعض عجائبات بدن کی تفصیل بیان ہو چکی ہے) تو اپنے خالق کی قدرت عیان
دیکھیگا اور جانیگا کہ میرا خالق بڑا قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جیسا چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور سمجھیگا کہ اس سے بڑی قدرت اور کیا
ہوگی کہ ایسے ذلیل ناچیز پانی کے قطرے سے کمال اور جمال کے ساتھ کیا صورت بناتا ہے اور اوس صورت مین کیا کیا عجائب غرائب کہتا ہے
اور آدمی جب اپنی عجیب عجیب صفتون اور اپنے اعضا کی منفعتون کو دیکھتا ہے کہ ہر عضو ظاہری مثلاً ہاتھ پاون آنکھ زبان دانت اور اعضاے باطنی

مثلاً جگر تلی پتا وغیرہ کو خدا نے کس حکمت کے واسطے پیدا کیا ہے تو اپنے خالق کے علم کو پہچانتا ہے کہ کیا علم اتم ہے اور کیسا محیط اشیائے
عالم ہے اور آدمی یہ بھی جان جائیگا کہ ایسے عالم سے کوئی چیز غائب نہین ہو سکتی اگر سب عقلمندون کی عقل کو کام مین لائین اور اونکو
عمر دراز دین اور وہ فکر کرین کہ ان اعضا سے ایک عضو کو بھی کوئی ایسی صورت نکالین جو اس صورت موجودہ سے بہتر ہو تو نہین نکال
سکتے مثلاً دانتون کی صورت جو بالفعل موجود ہے یعنی کھانے کی چیز کاٹنے کے واسطے سامنے کے دانت تیز ہین اور کھانے کی چیز کو مہین
کرنے کے واسطے اور دانت چوڑے ہین دانتون کے قریب زبان پسنہاری کے آبخورے کے مثل ہے کہ اناج چکی مین ڈالتی ہے اور
تری جو زبان کے نیچے ہے خمیر بنانے والے اور پانی چھڑکنے والے کے مانند ہے کہ جسوقت جتنا چاہیے اوتنا پانی بہاتی ہے کہ کھانا تر ہو
اور حلق سے اوتر جاے گلے مین نہ پھنسے اس صورت کے خلاف اور کوئی شکل جو اس سے بہتر ہو تمام عالم کے عقلمند ملکر نہین نکال سکتے
اسیطرح ہاتھ مین پانچ اونگلیان ہین چار اونگلیان ایک طرح کی اور ایک انگوٹھا اون اونگلیون کی بہ نسبت بہت دور اور لنبائی مین
چھوٹا اور ہر اونگلی کے ساتھ کام کرتا ہے اور سب اونگلیون پر پھرتا ہے اور سب اونگلیون مین تین تین گرہین ہین اور انگوٹھے مین دو گرہین
ایسی بنائی ہین کہ آدمی اگر چاہے آبخورا بنالے چاہے چلو چاہے مٹھی بند کرکے گھوسا بنائے اور گھوسے کو اپنا ہتیار کرے یعنی دشمن کو مارے
خواہ مٹھی کھولکر پنجہ کو طباق بنالے اور اکثر طرح سے کام مین لائے اگر تمام جہان کے عقلمند اونگلیون کی اور کوئی وضع تجویز کرین مثلاً یہ
سب اونگلیان ایک ہی انداز کی ہون یا تین ایک طرف اور دو ایک جانب ہون یا پانچ کی چھ یا چار ہون یا تین گرہ ہونیکے بدلے دو
یا چار گرہین ہون انمین سے جو جو باتین سوچین اور کہین سب ناقص ہین اور جس انداز پر خداوند کریم نے پیدا کیا وہی انداز بہت اچھا ہے
اس بیان سے معلوم ہوگا کہ خالق کا علم اس شخص کو محیط ہے اور سب چیزون سے خالق مطلع ہے اور آدمی کے ہر ہر عضو مین ایسی حکمتین
ہین جو شخص اون حکمتون کو جتنا زیادہ جانیگا اوتنا ہی علم خدا کی عظمت اور وسعت سے اوسے تعجب بھی زیادہ ہوگا اور آدمی جب اپنی
حاجتون کو دیکھنے لگے پہلے دیکھے گا کہ اوسے اعضا کی احتیاج ہے پھر جانیگا کہ کھانے کپڑے گھر کا بھی وہ محتاج ہے اور اوسکے کھانیکی
چیزونکو بھی مینہ ہوا گرمی سردی کی حاجت ہے اور جو اون کہانیکی چیزونکو کھانیکے قابل کرین اون صنعتون کی بھی ضرورت ہے اور اون صنعتونکو
بھی اوزار مثلاً لوہے تانبے پیتل سیسے کی احتیاج ہے اور اس بات کے بتانے اور معلوم ہونیکا کہ اوزار کیونکر بنتے ہین اوزار بھی محتاج ہین آدمی ان
چیزون کی طرف اپنی حاجتین دیکھکر جانیگا کہ سب مخلوقات بہت خوب انداز پر ایجاد ہوتی ہے اور سب مصنوعات کی بہت اچھی وضع پر بنیاد
ہوتی ہے اور ہر ہر چیز جس قسم کی خدا نے بنائی ہے اگر نہ بناتا تو بنا سکنا کیسا اوس کار کا انداز بھی کسی کے خیال مین نہ آتا اور سمجھے گا کہ
سب مخلوق اور مصنوع بے مانگی مراد ہے اور فقط خدا کی مہربانی اور عنایت سے ان سبکی بنیاد ہے اور اس سمجھ کی بدولت آدمی کو یہ صفت
معلوم ہوگی کہ تمام عالم پر خدا کی عنایت اور مہربانی ہے اور اسی صفت کے باعث اولیا کی زندگانی ہے جیسا کہ حدیث قدسی مین آیا ہے
یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی حق تعالی نے فرمایا ہے سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ اور جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد کیا ہے کہ دودھ پیتے بچون پر مادر مشفقہ کی جتنی شفقت ہے اوس سے زیادہ بندون پر ارحم الراحمین کی رحمت ہے غرض جب
آدمی نے اپنے پیدا ہونے سے خدا کی ہستی کو جانا اور اپنے اعضا کی کثرت سے حق تعالے کے کمال قدرت کو پہچانا اور عجائب حکمتون اور اپنے

اعضا کی منفعتون سے خدا کے کمال کو دیکھا اور جن چیزون کی حاجت یا ضرورت ہے یا جنسے فقط زیب و زینت ہے اونہین اپنے سات
مجتمع اور موجود دیکھنے سے لطف اور رحمت ذوالجلال کو دیکھا تو نفس کی پہچان جو ایسی ہے وہ معرفت حق کی کنجی ہے **فصل** آدمی نے
جسطرح حق تعالے کی صفات کو اپنی صفات سے پہچانا اور حق تعالی کی ذات کو اپنی ذات سے جانا اوسیطرح حق تعالے کی تنزیہ اور
تقدیس بھی اپنی تنزیہ اور تقدیس سے جانتا ہے اور حق تعالے کی تنزیہ اور تقدیس کے یہ معنی ہین کہ جو کچھ وہم و خیال مین آئے وہ اوس سے
پاک اور مقدس ہے اور اگرچہ کوئی جگہہ حق تعالے کے تصرف سے خالی نہین مگر کسی جگہہ کے سات منسوب ہوسکنے سے وہ بری اور منزہ ہے
اور آدمی اس تنزیہ اور تقدیس کا نمونہ اپنے مین دیکھتا ہے اسواسطے کہ جان کی حقیقت جسے ہم دل کہتے ہین وہ بھی اون چیزون سے
جو وہم و خیال مین آئین منزہ اور پاک ہے اسواسطے کہ اوسکے لیے نہ مقدار و کمیت ہے اور نہ وہ قابل قسمت ہے اور جب کمیت کیفیت
قسمت دل سے دور ہے تو دل کا بے رنگ ہونا بھی ضرور ہے اور جس چیز کا نہ کچھ رنگ ہوگا نہ مقدار وہ کبھی خیال مین نہ آئیگی اسواسطیکہ
خیال مین وہی چیز آتی ہے جسے یا جسکی جنس کو آنکھہ دیکھہ پاتی ہے اور رنگ اور شکلون کے سوا خیال اور نظر مین کچھ نہین آتا اور طبیعت جو
یہ چاہتی ہے کہ معلوم ہو فلانی چیز کیسی ہے اسکے یہی معنی ہین کہ اوس چیز کی کیسی شکل ہے چھوٹی ہے یا بڑی اور جو چیز ان صفتون یعنی
صورت رنگت چھوٹائی بڑائی سے مبرا ہے اوسے پوچھنا کہ کیسی چیز ہے بیجا ہے اے عزیز جس چیز مین چگونگی کو دخل نہین اگر تو اوسے دریافت
کیا چاہے تو اپنی حقیقت مین غور کر دیکھہ تو تیری حقیقت جو خدا کی معرفت کی جگہہ ہے وہ نہ قابل قسمت ہے اور اوسکی نہ کچھ مقدار نہ کمیت و کیفیت
ہے اگر کوئی پوچھے کہ روح کیا چیز ہے اوسکا جواب یہی ہوگا کہ چگونگی کو اوسمین کچھ دخل نہین جب تو نے اپنے تئین جانا کہ چگونگی سے پاک
اور مبرا ہے تو یہ بھی جان کہ حق تعالے اچگونگی سے منزہ اور مقدس اور پاک ہونے مین بہت اولے ہے لوگ تعجب کرتے ہین کہ بے چون اور
بے چگون کوئی چیز کیونکر موجود ہوگی اور اپنی حقیقت کو نہین پہچانتے کہ خود بے چون اور بے چگون موجود ہین بلکہ آدمی اگر اپنے مین ڈھونڈھے
تو ہزار چیزین بے چون اور بے چگون دیکھے یعنی اپنے مین درد دیکھے غصہ دیکھے عشق دیکھے مزہ دیکھے اور اگر چاہے کہ ان چیزون کی چونی
اور چگونگی دریافت کرے تو نہین دریافت کرسکتا اسواسطے کہ ان چیزون کی نہ رنگت ہے نہ صورت ہے تو اس سوال کو کہ کیونکر ہے اور
کیسا ہے غصہ درد وغیرہ مین کچھ دخل نہین تو معلوم ہوا کہ چیزین بیچون اور بیچگون موجود ہین بلکہ اگر کوئی آواز یا مزہ یا بو کی حقیقت دریافت
کیا چاہے کہ یہ چیزین کیسی ہین تو نہین ہوسکتا آدمی انکے دریافت کرنے مین عاجز ہے اور عاجزی کا سبب یہ ہے کہ چون اور چگونہ
مقتضاے خیال ہے کہ حس بصر سے حاصل ہوتا ہے تو خیال ہر چیز مین آنکھہ کا حصہ ڈھونڈھتا ہے اور جو چیز کان کی مملکت ہے جیسے آواز اوسمین
آنکھہ کا کچھ حصہ نہین بلکہ آواز کی چونی اور چگونگی دریافت کرنا محال ہے اسواسطیکہ جسطرح رنگت اور صورت حس سمع سے بے تعلق اور مبرا ہے اوسیطرح آواز حس بصر سے
پاک اور منزہ ہے اسیطرح جو چیز حاسۂ دل مین آتی ہے اور عقل سے پہچانی جاتی ہے وہ اور سب حواس سے پاک ہے اوسمین کسی حواس کا حصہ نہین اور چونی اور
چگونگی محسوسات مین ہوتی ہے یہ تحقیق اور غور کرنے کی بات ہے اسکی تفصیل کتب معقولات مین بیان ہے اس کتاب مین جسقدر بیان ہوا یہی
بہت ہے اور اس بیان سے غرض یہ ہے کہ اپنی بیچونی اور بیچگونگی سے حق تعالی کی بیچونی اور بیچگونگی آدمی پہچان سکتا ہے اے عزیز اس بات کو
تو جان لے کہ جان موجود ہے اور بدن کی بادشاہی اور بدن مین جن جن چیزونکے واسطے چونی اور چگونگی حاصل ہے وہ اوس بادشاہ

یعنی جان کی مملکت ہے اور جان خود بیچون و بے چگون ہے اسیطرح بادشاہ عالم یعنی حق تعالی بیچون اور بیچگون ہے اور محسوسات جو چونی
اور چگونگی رکھتے ہین حق تعالی کی مملکت ہے حق تعالی کی تنزیہ کا دوسرے طور پر یہ بیان ہے کہ حقتعالی کو کسی جگہہ کے ساتھ منسوب نہین
کر سکتے کہ خدا اس جگہہ ہے اور جان کو کسی عضو کے ساتھ منسوب نہین کر سکتے کہ جان ہاتھہ مین ہے یا پاؤن مین ہے یا سر مین ہے یا اور کسی
عضو مین ہے بلکہ بدن کے سب اعضا قسمت پذیر ہین یعنی ٹکڑے ہو سکتے ہین اور جان قسمت پذیر نہین ہے یعنی ٹکڑے نہین ہو سکتی اور
جو چیز قسمت پذیر نہو قسمت پذیر چیز مین اوسکا سما جانا محال ہے اسواسطے کہ اگر وہ اوسمین سما جاے تو قسمت پذیر ہو جائیگی اور باوصف اسکے
کہ جان کسی عضو کے ساتھ منسوب نہین ہو سکتی مگر کوئی عضو جان کے تصرف سے خالی نہین ہے بلکہ سب اعضا جان کے تصرف اور حکم مین ہین
اور جان سب اعضا کی بادشاہ ہے اسیطرح تمام عالم بادشاہ عالم یعنی حق تعالی کے تصرف مین ہے اور حق تعالی اس امر سے منزہ اور
پاک ہے کہ کسی خاص جگہہ کے ساتھ اوسے منسوب کرین تقدس اور تنزیہ کا تمام حال جب عیان ہو کہ روح کی خاصیت اور بھید صاف صاف
بیان ہو اور اسے بیان کرنیکی اجازت نہین اور اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ کا سب حال اسی سے ظاہر ہوگا واللّٰہ اعلم

۵۷ بیشک اللہ نے پیدا کیا آدم کو اپنی صورت پر

۵۸ اور اللہ بڑا جاننے والا ہے

فصل ایعزیز تو نے حق تعالی کی ذات کو تو جان لیا اور اوسکی صفات اور چونی اور چگونگی سے اوسکا پاک ہونا پہچان لیا اور کسی جگہہ
کے ساتھ منسوب ہونے سے حق تعالے پاک ہے یہ بھی تجکو معلوم اور باور ہو چکا اور آدمی کا نفس تمام معرفت کی کنجی ہے یہ امر بھی مقرر ہو چکا
اب ابواب معرفت مین سے ایک یہ باب باقی ہے کہ اپنی مملکت مین حق تعالی کا بادشاہی کرنا کیونکر ہے اور حکمرانی فرمانا کسطرح ہے اور
فرشتونکو حکم فرمانا اور فرشتون کا حکم بجالانا اور ملائکہ کے ہاتھہ سے کام لینا اور آسمان سے زمین پر حکم بھیجنا آسمان اور تارون کو جنبش
مین لانا زمین کے باشندون کے کام کو وابستہ آسمان بنانا رزق کی کنجی آسمان کو حوالہ کرنا یہ سب امور کیونکر ہین حق تعالی کی معرفت مین
یہ بڑا باب ہے جسطرح پہلی معرفتون کو معرفت ذات وصفات کہتے ہین اس معرفت کو معرفت افعال کہتے ہین نفس کی معرفت اس معرفت
کی بھی کنجی ہے اور جو تو یہ نجانیگا کہ اپنی مملکت بدن مین کیونکر بادشاہی کرتا ہے اور کسطرح احکام جاری کرتا ہے تو یہ بھی نجانیگا کہ بادشاہ عالم
کس طور سے حکمرانی فرماتا ہے تو چاہیے کہ پہلے تو اپنے تئین پہچان اور اپنے ایک ایک کام کو جان مثلاً جب کاغذ پر تو بسم اللہ لکھا چاہتا ہے
پہلے لکھنے کی خواہش اور ارادہ تجھہ مین پیدا ہوتا ہے پھر دل مین حرکت اور جنبش پیدا ہوتی ہے ظاہر ہے کہ اوس دل مین جو گوشت ہے
اور بائین طرف لٹکتا ہے حرکت نہین پیدا ہوتی بلکہ دل سے ایک جسم لطیف جنبش کرکے دماغ مین جاتا ہے اور اس جسم لطیف کو طبیب
لوگ روح کہتے ہین جو حس و حرکت کی قوتون کو اوٹھائے ہوئے ہے اور یہ روح اور ہے کہ چارپایون کے بھی ہوتی ہے اور موت کو
اوسمین دخل ہے اور وہ روح اور ہے جسے ہم دل کہتے ہین وہ چارپایون کے نہین ہوتی اور وہ روح ہرگز نہین مرتی اسواسطے کہ
حق تعالی کی معرفت کی جگہہ ہے یہی روح جنبش کرتی ہے اور جب دماغ مین پہونچتی ہے تو دماغ کے پہلے خزانہ مین جو قوت خیال کی جگہہ ہے
بسم اللہ کی صورت پیدا ہوتی ہے اور دماغ سے پٹھون مین کچھ اثر پہونچتا ہے پٹھے دماغ سے نکلکر بدن مین سب طرف پہونچے ہین اور
اونگلیون مین دھاگے کی طرح بندھے ہین جو شخص دبلا ہو اوسکے بازو مین ان پٹھون کو لوگ دیکھہ سکتے ہین غرضکہ اوس اثر سے یہ پٹھے
جنبش کرتے ہین اور سر انگشت کو جنبش دیتے ہین اور سر انگشت قلم کو جنبش دیتا ہے تو بسم اللہ کی صورت اوس صورت کے موافق

جو خیال کے خزانہ مین ہے حواس خصوصاً آنکھہ کی اعانت سے پیدا ہوتی ہے اسواسطے کہ آنکھہ سے زیادہ احتیاج پڑتی ہے تو جسطرح اس
کام یعنی لکھنے کی ابتدا رغبت ہے جو پہلے تجہ مین ظاہر ہوتی ہے اوسیطرح حق تعالی کے سب کامون کا آغاز اوسکی صفات مین سے ایک
صفت ہے اور ارادہ اسی صفت سے عبارت ہے اور جسطرح لکھنے کے ارادہ کا اثر پہلے تیرے دل مین پیدا ہوتا ہے پھر دل کے واسطہ
سے اور اور جگہہ مین پہونچتا ہے اسیطرح حق تعالے کے ارادہ کا اثر پہلے عرش پر پیدا ہوتا ہے پھر اور ونکو پہونچتا ہے اور جیسے بخارات
کی طرح جسم لطیف دل کی رگون کی راہ اوس اثر کو تیرے دماغ مین پہونچاتا ہے اور اوس جسم لطیف کو روح کہتے ہین ویسے ہی حق تعالے
کے واسطے بھی ایک جوہر ہے کہ اوسکے ارادہ کو عرش سے کرسی پر پہونچاتا ہے اور اس جوہر کو فرشتہ اور روح القدس کہتے ہین اور
جسطرح دل سے دماغ کو اثر پہونچتا ہے اور دماغ دل کی حکومت اور تصرف مین دل کے نیچے ہے اوسی طرح حق تعالی کے ارادہ کا
اثر عرش سے کرسی کو پہلے پہونچتا ہے اور کرسی عرش کے نیچے ہے اور جسطرح بسم اللہ جو تیری مقصود ہے اور تیرا فعل ہوگا اوسکی صورت
دماغ کے خزانہ اول مین ظاہر ہوتی ہے اور اوسکے موافق فعل ظاہر ہوتا ہے اوسیطرح جس چیز کی صورت عالم مین ظاہر ہوگی اوسکا
نقش پہلے لوح محفوظ مین ظاہر ہوتا ہے اور تیرے دماغ مین جس طرح قوت لطیف ہے کہ پٹھون کو جنبش دیتی ہے
تاکہ پٹھے ہاتھہ اور اونگلی کو جنبش دین اور اونگلی قلم کو حرکت دے اسیطرح جواہر لطیف یعنی فرشتہ جو کہ عرش
اور کرسی پر مقرر ہین آسمانون اور تارون کو جنبش دیتے ہین اور جس طرح دماغ کی قوت رگون اور پٹھون کی اعانت
سے اونگلیون کو جنبش دیتی ہے اوسی طرح وہ جواہر لطیف جنکو ملائکہ کہتے ہین تارون اور تارونکے تار شعاعی کے واسطہ
سے عالم سفلی مین امہات عالم سفلی کی طبیعتون کو جنبش دیتے ہین انکو چار طبع یعنی گرمی سردی تری خشکی بھی کہتے ہین اور جسطرح
قلم سیاہی کو جنبش دیتا ہے اور پراگندہ اور جمع کرتا ہے تاکہ بسم اللہ کی صورت پیدا ہو اوسیطرح یہ گرمی سردی بھی پانی اور مٹی اور ان مرکبات
کی اصلون کو جنبش دیتی ہین اور جسطرح کاغذ پر سیاہی کو قلم جب پراگندہ اور جمع کرتا ہے تو کاغذ اوسے قبول کرلیتا ہے اسیطرح تری ان مرکبات
کو شکل کے قابل کرتی ہے اور خشکی اونھین شکل کا نگہبان کردیتی ہے تاکہ مرکبات اس شکل کی حفاظت کرین اور اس شکل کو چھوڑ نہ دین اسواسطے
کہ اگر تری نہو تو مرکبات خود شکل قبول نہ کرین اور اگر خشکی نہو تو شکل کی حفاظت نہ کرسکین اور جسطرح قلم جب اپنا کام تمام کرتا ہے اوسکی
حرکت کو اختتام کرتا ہے تو بسم اللہ کی صورت آنکھہ کی مدد سے اوس نقش کے موافق جو خزانۂ خیال مین تھا پیدا ہوتی ہے اوسیطرح جب
سردی گرمی ان مرکبات کی اصلون کو حرکت دیتی ہے فرشتون کی مدد سے حیوان اور نبات کی صورت اس عالم مین اوس صورت کی موافق
جو لوح محفوظ مین تھی پیدا ہوتی ہے اور جسطرح تیرے سب کامون کا اثر تیرے دل سے پیدا ہو کر سب اعضا مین پراگندہ ہوتا ہے اوسیطرح
عالم اجسام کا آغاز کار عرش مین ہوتا ہے اور جسطرح اس خاصیت کو پہلے دل قبول کرتا ہے اور اعضا اوسکے بعد اور لوگ دلکو تیری ساتھ
نسبت دیتے ہین اور جانتے ہین کہ تو دل مین رہنے والا ہے اسیطرح جب سب چیزون پر تصرف عرش کے واسطے سے ہے لوگ
جانتے ہین کہ حق تعالے ساکن عرش اعلی ہے اور جسطرح جب پرتو غالب ہوا اور دل کا کام درست ہوگیا تو مملکت بدن کی تدبیر تو
کرسکتا ہے اسیطرح جب حق سبحانہ تعالی عرش پیدا کرنے سے عرش پر غالب ہوا اور عرش سیدھا کھڑا ہوا اور مغلوب ہوگیا تمام مملکت

عالم کی تدبیر کی ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ اسی سے عبارت ہے ایعزیز جان تو کہ یہ سب حق ہے اور جو لوگ صاحب
بصیرت ہین اونکو مکاشفہ سے صاف یہ معلوم ہوا ہے اور فی الحقیقت وہ جانتے ہین کہ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ اور
اس بات کو حق جان کہ بادشاہ کو بادشاہون کے سوا کوئی نہین جانتا اگر تجھے تیری مملکت پر بادشاہ نہ کیا ہوتا اور خداوند تعالی اپنے
اپنی مملکت کا مختصر سا نسخہ تجھے خود نہ دیا ہوتا تو خداوند عالم کو تو ہرگز نہ پہچان سکتا تو اوس بادشاہ کا شکر کر جسنے تجکو پیدا کیا اور اور تیرے
بادشاہی دیا اور اپنی مملکت کا نمونہ تجھے مملکت دی دل سے تیرا عرش روح حیوانی جسکا منبع دل ہے اوسے تیرا اسرافیل بنایا اور دماغ
تیری کرسی خزانہ خیال سے تیری لوح محفوظ بنائی آنکھہ کان اور سب حواسون سے تیرے فرشتے دماغ کے گنبد سے جو ٹھون کا منبع ہے
تیرا آسمان اور تارے بنائے اور اونگلی قلم سیاہی سے طبائع تیرے مسخر فرمائے تیرے دلکو بیچون اور بیچگون پیدا کر کے سب اعضا پر بادشاہ
کر دیا تب تجھسے کہا کہ اپنی اور اپنی بادشاہی سے زینہار غافل نرہنا ورنہ اپنے خالق سے غافل رہیگا فَاِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی
صُوْرَتِہٖ فَاعْرِفْ نَفْسَکَ یَا اِنْسَانُ تَعْرِفُ رَبَّکَ **فصل** یہ سب جو بیان ہوا کہ آدمی کی بادشاہی حضرت مالک الملک کی سلطنت کا
نمونہ ہے اس سے بڑے بڑے دو علمون کی طرف اشارہ ہے ایک آدمی کے نفس کا علم اور قوتون اور صفتون کے ساتہ اوسکے اعضا کا
تعلق اور دل کے ساتہ صفتون اور قوتون کے تعلق کا حال معلوم ہوا یہ ایسا طولانی علم ہے کہ ایسی کتاب مین اوسکی تحقیق بیان نہین ہو سکتی
اور دوسرے یہ تفصیل معلوم ہوئی کہ بادشاہ عالم کی مملکت کو فرشتون سے اور فرشتون کو آسمین اور آسمان عرش کرسی کو ملائکہ سے علاقہ
اور ربط ہے یہ بھی بڑا علم ہے اور اس اشارہ سے یہ مطلب ہے کہ جو شخص زیرک اور ہوشیار ہوگا ان سب باتونکا اعتقاد کریگا اور حق سبحانہ تعالی
کی عظمت ان سب باتون سے جانے گا اور جو سفیہ و احمق ہوگا وہ یہ بھی جانیگا کہ خود کیونکر غافل اور نادان رہا اور کیون مبتلای نقصان
رہا کہ ایسے بادشاہ ذوالجلال صاحب حسن و جمال کے دیدار سے محروم اور محجوب ہے اور خلائق کو حضرت الہیت سے تو کیا خبر ہوگی اسقدر
جو بیان کیا گیا فقط اسواسطے ہے کہ خلق پہچان سکے کہ خود کیا ہے **فصل** جو لوگ عالم علم طبیعی اور واقف علم نجوم ہین وہ بیچارے محروم
ہین کہ کامون کو عناصر اور ستارون پر حوالہ کرتے ہین اونکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی چونٹی کاغذ پر چلے اور کاغذ کو دیکھے کہ سیاہ
ہوا جاتا ہے اور اوسپر نقش بنتا ہے پھر غور کر کے قلم کی نوک کو دیکھے اور خوش ہو کہ مین نے اس کام کی حقیقت پہچان لی اور چھٹی پائی کاغذ پر
یہ نقش قلم ہی بناتا ہے بس یہی حال عالم علم طبیعی کا ہے کہ اخیر درجہ کے محرک کے سوا کچہ نہین جانتا بعد اوسکے اوس چونٹی کے پاس
دوسری چونٹی جسکی آنکھہ بڑی اور نگاہ تیز ہو آکے اور پہلی چونٹی سے کہے تو نے غلطی کی مین اس قلم کو تابعدار دیکھتی ہون اور قلم کے
علاوہ ایک چیز اور دیکھتی ہون وہ نقاشی کرتی ہے اور اپنی اس سمجہ پر خوش ہو کر کہے کہ جو مین نے جانا یہی حق ہے کہ اونگلیان نقاشی
کرتی ہین قلم نقاشی نہین کرتا قلم اونگلیون کا تابع ہے یہی نجومی کی مثال ہے کہ عالم طبیعی سے اوسکی نگاہ دور پہونچی اوس نے دیکھا
کہ طبائع ستارون کے مسخر اور مطیع ہین لیکن یہ نہ سمجھا کہ ستارے فرشتونکے اختیار مین ہین اور اون درجون پر جو کہ اوسکی سمجہ اور علم
سے اعلے تھے پہونچ نہ سکا اور جسطرح منجم اور طبیعی کے درمیان عالم اجسام مین یہ تفاوت ہوا اور اوسی کی وجہ سے اختلاف پڑا اسیطرح
اون لوگون کے درمیان جو عالم ارواح مین ترقی کرتے ہین اختلاف پڑا کہ اکثرون نے عالم اجسام سے ترقی نہ کی اور عالم اجسام سے

باہر اونہون نے کوئی چیز نہ پائی وہ لوگ پہلے ہی درجہ پر رہ گئے اور عالم ارواح کی طرف معراج کی جو راہ ہے وہ اونپر بند ہوگئی اور عالم ارواح یعنی عالم انوار مین بھی اسیطرح دشوار گذار راہین اور آڑین بہت ہین اونمین سے بعضون کے ستارون اور بعضون کے ماہتاب اور بعضون کے آفتاب کے مانند درجے ہین اور یہ اون لوگون کی معراج کے مراتب ہین جنہین حق تعالے ملکوت آسمان دکھائے جیسا حق تعالی نے فرمایا ہے وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اور اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِنَّ لِلّٰهِ سَبْعِيْنَ اَلْفَ حِجَابٍ مِّنْ نُّوْرٍ لَوْ كَشَفَهَا لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهٖ كُلَّ مَنْ اَدْرَكَهٗ بَصَرُهٗ کتاب مشکات الانوار اور مصباح الاسرار مین اس مطلب کی تفصیل اور شرح لکھی ہے وہان دیکھنا چاہیے الغرض مقصود یہ ہے تو اس بات کو جان لے کہ علم طبیعی کے عالم بیچارہ نے کسی چیز کو سردی گرمی پر جو حوالہ کیا ہے درست کہا ہے اگر گرمی سردی اسباب الہی کے درمیان مین نہوتی تو علم طب باطل ہوجاتا لیکن اسوجہ سے خطا کی کہ اوسکی نگاہ کم اور کوتاہ تھی یاری نہ کرسکی پہلی منزل مین رہ گیا اور گرمی سردی کو اصل ٹھہرایا مسخر نہ سمجھا اور اون ہی کو مالک جانا چاکر نہ سمجھا حالانکہ گرمی سردی اون بیقدر نوکرون سے ہے جو جوتون کی پاس والی صف مین کھڑے رہتے ہین اور منجم نے جو ستارون کو اسباب الہی مین داخل کیا تو سچ کہا اسواسطیکہ اگر اسباب الہی مین نہوتے تو دن رات برابر ہوجاتا کیونکہ آفتاب ستارہ ہے روشنی اور گرمی اس جہان مین اوسی کے سبب سے ہے اور جاڑہ گرمی بھی برابر ہوجاتا اسواسطیکہ گرمی گرمی مین اسوجہ سے ہوتی ہے کہ آفتاب وسط آسمان کے نزدیک ہوتا ہے اور جاڑے مین دور ہوتا ہے اور جس خدا کی قدرت مین یہ ہے کہ آفتاب کو گرم اور روشن بنایا کیا تعجب کہ زحل کو سرد خشک اور زہرہ کو گرم تر پیدا کیا یہ سمجھ ایمان مین کچھ خلل نہین کرتی لیکن منجم نے یہ غلطی کی کہ ستارون کو اصل سمجھا اور کامون کو اون ہی پر محول جانا اور ستارونکا مسخر ہونا نہ دیکھا وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ نہ سمجھا مسخر وہ ہے جسے کام مین لائین تو ستارے کارگذار ہین اپنی طرف سے کام نہین کرتے بلکہ جسطرح پٹھے اعضا کو حرکت دینے مین اوس قوت کی جہت سے جو دماغ مین ہے کام مین آتے ہین اسیطرح ستارے بھی اون فرشتون کے واسطے سے جو عمال ہین کام مین رہتے ہین اور ستارے بھی اگرچہ نقیبون کے درجے پر کم رتبہ نوکر ہین لیکن چار طبائع جو کاتب کے قلم کیطرح سب سے اخیر درجہ کے تابعدار ہین اونکی طرح ستارہ اخیر درجہ کے اون نوکرونمین نہین جو جوتون والی صف مین رہتے ہین فصل خلق مین ایسے بہت اختلافات ہین کہ ایک ایک وجہ سے ہر ایک کی باتین سچ اور درست ہین لیکن لوگ ایک چیز کو کچھ دیکھتے ہین کچھ نہین اور سمجھتے ہین کہ ہمنے سکو پورا دیکھ لیا ان لوگونکی مثال ایسی ہے جیسے اندہونکا حال ہے اندہے جب سنتے ہین کہ اونکے شہر مین ہاتھی آیا ہے تو اوسکو پہچاننے جاتے ہین اور سمجھتے ہین کہ اوسے ہاتھ سے پہچان لینگے اور ہاتھ سے ٹٹولتے ہین کسی کا ہاتھ ہاتھی کے کان پر پڑتا ہے کسی کا پاؤن پر کسی کا دانت پر یہ اندہے جب اور اندہون کے پاس جاتے ہین اور وہ انسے ہاتھی کی صفت پوچھتے ہین تو انمین سے جس اندہے کا ہاتھ ہاتھی کے پاؤن پر پڑا تھا وہ کہتا ہے کہ ہاتھی ایسا ہوتا ہے جیسے ستون اور جسکا ہاتھ دانت پر پڑا تھا وہ کہتا ہے کہ ہاتھی ایسا ہوتا ہے جیسے عمود اور جسکا ہاتھ کان پر پڑا تھا وہ کہتا ہے کہ ہاتھی ایسا ہوتا ہے جیسے کمل تو سب ایک ایک وجہ سے سچ بھی کہتے ہین اور اسوجہ سے دہوکا بھی کھاتے ہین کہ سمجھے تھے کہ ہمنے تمام ہاتھی کو پہچان لیا اور حقیقت مین تمام ہاتھی کو نہین پہچانا تھا اسیطرح نجومی اور طبیعی کی آنکھ حقتعالے کے ایک نوکر اور تابعدار پر پڑی اوسکی سلطنت قاہرہ

اور قدرت کاملہ سے دنگ ہوکر نوکر کو کہا کہ یہی بادشاہ ہے اور ہذا ربی جب کسیکو خدا نے راہ راست بتائی اور جنکو اپنا رب سمجھا تھا اون
سب کا نقصان اوسنے دیکھا اور اونکے علاوہ دوسرے کو دیکھا تو کہا کہ جسے مین رب اور خدا سمجھا تھا وہ تو اور کے حکم کا تابع ہے
اور جو دوسرے کے حکم کا تابع ہو وہ خدائی کے لائق نہین لا احب الآفلین **فصل** کواکب اور طبائع اور بروج اور فلک انکو اکب جو
بارہ برجون پر تقسیم ہے اور انکے علاوہ جو عرش عظیم ہے ایک وجہ سے ان سب کی مثال اوس بادشاہ کی ایسی ہے جسکا ایک خاص حجرہ ہو
اور اوسکا وزیر اوس حجرہ مین بیٹھا ہوا اور اوس حجرہ کے گرداگرد بارہ دروازون کا رواق ہو اور ہر ہر دروازہ مین اوس وزیر کا ایک
ایک پیشدست بیٹھا ہو اور سات نقیب سوار باہر سے اون دروازون کے گرد پھرتے ہون اور پیشدستون کو وزیر کے جو احکام آتے مین
اونھین سنتے ہون اور چار پیادے ان سات سوارون سے دور کھڑے ہون اور اون سوارون کو دیکھ رہے ہون کہ در دولت سے انکو
کیا حکم آتا ہے اور اون چارون پیادون کے ہاتھ مین چار کمندین ہون کہ اونھین ڈالکر کسی گروہ کو حکم کے موافق حاضر حضور کرین اور کسیکو
دور کرین کسی گروہ کو خلعت دین کسیکو سزا اور اذیت دین عرش حجرۂ خاص کے مانند ہے اور وزیر مملکت کے جلوس فرمانے کی جگہہ ہے
اور ایک بڑا مقرب فرشتہ ہے اور تارون والا آسمان رواق ہے اور بارہ برج بارہ دروازے ہین اور اوس وزیر کے نائب اور فرشتہ ہین
اون فرشتونکا درجہ اوس مقرب فرشتہ کے درجے سے کم ہے اور اون فرشتون مین سے ہر ایک کو ایک ایک کام سپرد ہے اور سات ستارے
سات سوار مین کہ نقیبون کی طرح اون دروازون کے گرد ہمیشہ پھرا کرتے اور ہر ہر دروازے سے ایک ایک قسم کا حکم اونھین پہونچتا رہتا ہے
اور جنکو چار عنصر کہتے ہین یعنی آگ پانی خاک ہوا چار پیادون کے مانند ہین کہ اپنے وطن سے باہر نہین جاتے اور چار طبعیتین یعنی گرمی سردی
تری خشکی چار کمندین ان چار پیادون کے ہاتھ مین ہین مثلاً جب کسیکا حال بدل جائے یعنی دنیا سے اپنا منہ پھیر لے اور رنج اور درد
اوسپر غالب ہوجاوے اور دنیا کی نعمتین اوسے دل سے بری معلوم ہونے لگین اور انجام کار کا رنج و فکر اوسے گھیر لے تو طبیب کہیگا
یہ بیمار ہے اور اس بیماریکو مالیخولیا کہتے ہین افتیمون کا جوشاندہ اسکا علاج ہے طبیعی کہیگا کہ خشکی جب دماغ مین غالب ہوجاتی ہے تب یہ
بیماری پیدا ہوتی ہے اور جاڑون کی ہوا اس خشکی کا سبب ہے جبتک فصل بہار نہ آئیگی اور رطوبت ہوا مین نہ آجائیگی یہ بیمار اچھا نہوگا
اور نجومی کہیگا کہ اس شخص کو سودا ہے عطارد کو مریخ سے جب منحوس مشاکلت ہوتی ہے تو سودا پیدا ہوتا ہے جبتک عطارد سعدین کی مقابلہ
یا تثلیث پر نہ آئیگا اس شخص کا حال اصلاح نہ پائیگا طبیب اور طبیعی اور نجومی سب سچ کہتے ہین ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِنَ الْعِلْمِ لیکن یہ بات
کہ حضرت ربوبیت سے اوس شخص کی سعادت کا حکم ہوا اور دو نقیب تیز آزمودہ کار یعنی عطارد اور مریخ کو اوسواسطے بھیجا کہ درگاہ الٰہی کے
پیادون مین سے ایک پیادہ یعنی ہوا خشکی کی کمند مارے اور اوس شخص کے دماغ مین خشکی ڈالدے اور دنیا کی لذتون کی طرف سے اوس شخص کا
منہ پھیر دے ڈر اور رنج کے کوڑے مارکے قصد اور طلب کی مہار پھیر کر اوسے درگاہ الٰہی مین بلالائے نہ علم طب مین ہے نہ علم طبیعت و نجوم
مین بلکہ یہ گوہر آبدار علم نبوت کے بحر ناپیدا کنار سے نکلا ہے یعنی یہ بات عالم علوم نبوت سے معلوم ہوتی ہے جو مملکت کے سب کنارون اور
جناب احدیت کے سب عاملون اور نقیبون اور نوکرون کو محیط ہے اور پہچانتا ہے کہ ہر ایک عامل وغیرہ کس شغل کیواسطے ہین اور کسکے حکم سے
حرکت کرنے مین اور خلق کو کہان بلاتے ہین اور کہان سے باز رکھتے مین تو ہر ایک نے جو کچھ کہا سچ کہا لیکن بادشاہ مملکت اور تمام سپہ سالارونکے

بھید سے اوسنے خبر نہ رکھی حق تعالی اسیطرح بلا بیاری سود و محنت سے خلق کو اپنے حضور بلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ بیاری نہیں
ہماری مہربانی کی کمند یہ ہے کہ اپنے دوستوں کو اس کمند کے ذریعے سے اپنی حضور میں ہم بلاتے ہیں اِنَّ البَلَاءَ مُوَکَّلٌ بِالاَنبِیَاءِ ثُمَّ
الاَولِیَاءِ ثُمَّ الاَمثَلِ فَالاَمثَلِ پیارے جان کر انکو نہ دیکھو کہ یہ میرے خاص بندے ہیں مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِیْ انہیں کی شان میں آیا ہے
آدمی کی بادشاہی جو اوسکے بدن کے اندر ہے پہلی مثال سے اوسکا حال معلوم ہوا اور آدمی کی بادشاہی جو اوسکے بدن کے باہر ہے دوسری
مثال سے اوسکا حال کھلا اور اسیوجہ سے بدن کے باہر کی بادشاہی کی پہچان بھی اپنے تئیں پہچاننے سے حاصل ہوتی ہے اسی سبب سے معرفت
نفس کو ہمنے پہلا عنوان کیا یعنی اوس سے اول ہی میں بیان کیا **فصل** اے عزیز اب سبحان اللہ و الحمد للہ و لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر کے
معنی تجکو سمجھنا چاہیے کہ یہ چھوٹے سے چار کلمے جامع معرفت الٰہی ہیں جب اپنی پاکی اور تنزیہ سے حق تعالی کی پاکی اور تنزیہ تونے پہچان لی
تو سبحان اللہ کی معنی پہچان لیے اور جب اپنی بادشاہی سے خدا تعالی کی بادشاہی مفصل تونے جان لی کہ سب اسباب اور درمیانی اوسی کے تابع
ہیں جیسے قلم کاتب کے ہاتھ میں تو الحمد للہ کے معنی جان لیے کہ جب اوسکے سوا کوئی نعمت دینے والا نہیں ہے تو حمد اور شکر اوسکے سوا اور کسی کیواسطے
نہیں ہو سکتا اور جب تونے یہ امر معلوم کر لیا کہ احکم الحاکمین کے سوا کوئی خودسر حاکم نہیں ہے تو لا الہ الا اللہ کے معنی تجکو معلوم ہو گئے اب وہ وقت ہے
کہ اللہ اکبر کے معنی تو پہچانے اور یہ بات جانے کہ یہ سب جو تو نے پہچانا ہے حق تعالی کی کنہ حقیقت کو نہیں جانتا ہے اسواسطے کہ حق تعالی بہت بزرگ
اور بڑا ہے اسکے معنی یہ ہیں کہ وہ اس بات سے بزرگتر اور بڑا ہے کہ خلق اوسے قیاس سے پہچان سکے یہ معنی نہیں ہیں کہ وہ اوروں سے بڑا اور
بزرگ ہے کیونکہ اوسکے ساتھ اور کوئی چیز خود موجود ہی نہیں کہ وہ اوس چیز سے بزرگ اور بڑا ہو اسواسطے کہ سب موجودات اوسی کے وجود کا
نور ہے اور آفتاب کا نور آفتاب سے علاوہ اور کوئی چیز نہیں کہ یہ بات کہہ سکیں کہ آفتاب اپنے نور سے بڑا اور بزرگ ہے بلکہ اللہ اکبر کے معنی یہ ہیں
کہ وہ اس امر سے بزرگ ہے کہ عقل کے قیاس سے آدمی اوسے پہچان سکے معاذ اللہ حق تعالی کی پاکی اور تنزیہ کیا آدمی کی پاکی اور تنزیہ کی
ایسی ہوئی آدمی تو کیا تمام مخلوقات کی مشابہت سے پاک ہے اور معاذ اللہ حق تعالی کی بادشاہی کیا آدمی کی بادشاہی کے مثل ہوئی جو کہ
اوسے اپنے بدن پر ہے اور نعوذ باللہ علم و قدرت وغیرہ حق تعالی کے صفات کیا آدمی کی صفتوں کے مانند ہوئے بلکہ یہ تو ایک شائبہ سا ہے
کہ تجھے عجز بشریت کی قدر حضرت الٰہیت کا جمال کچھ حاصل ہو جاوے اور اس شائبہ کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی لڑکا ہمسے پوچھے کہ ریاست اور سلطنت
اور بادشاہی کرنے میں کیا مزہ ہوتا ہے اوس سے ہم یہی کہیں گے جیسے گیند ڈنڈا کھیلنے میں مزہ ہوتا ہے اسواسطے کہ وہ تو اس مزہ کے سوا
اور کوئی مزہ جانتا ہی نہیں اور جو مزہ اوسے حاصل ہی نہوگا اوس مزہ کو وہ قیاس سے پہچان بھی نہ سکیگا ہاں اوس مزہ کو البتہ سمجھ جائیگا جسکا
شائبہ اوسے حاصل ہوا اور یہ سبکو معلوم ہے کہ سلطنت کی لذت کو گیند ڈنڈا کھیلنے کی لذت سے کچھ نسبت ہی نہیں لیکن بہرحال لذت اور خوشی کا
نام دونوں پر صادق آتا ہے تو نام میں ایک وجہ سے کچھ برابر ہیں اسی سبب سے یہ معرفت کا شائبہ لڑکوں کو چاہیے اے عزیز معرفت الٰہی کا
جو شائبہ مذکور ہوا اور مثالیں بیان ہوئیں ہیں ایسا ہی اونھیں بھی جان لے بس حق تعالی کے سوا حق تعالی کی حقیقت کو تمام و کمال کوئی نہیں جانتا
فصل حق سبحانہ تعالی کی معرفت کی تفصیل دراز ہے ایسی کتاب میں ٹھیک بیان نہیں ہوسکتی جس قدر بیان ہوا اسیقدر یہ بات کیواسطے کافی ہے
کہ لوگ آگاہ ہو جائیں اور آدمی کو اپنے مقصود رہبر تمام معرفت ڈھونڈھنے کا شوق پیدا ہو جاوے اسواسطے کہ آدمی کا کمال سعادت اوسکی [illegible]

سعادت کا ذریعہ خدا کی محبت اور بندگی اور عبادت ہے اسوجہ کہ آدمی کی سعادت خدا کی معرفت مین ہے پہلے ہی بیان ہو چکی ہے لیکن بندگی
اور عبادت آدمی کیواسطے موجب سعادت ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ آدمی جب مرگیا تو خدا ہی سے اوسے سروکار ہوگا اِلَيْهِ الْمَرْجِعُ وَالْمَصِيْرُ
جو شخص کسی کے پاس رہتا ہو اور اوسکو دوست رکھتا ہو تو سعادت اوسی ہے کہ جسکے پاس رہتا ہے اوسے دوست رکھے اور جتنا زیادہ اوسے دوست
رکھیگا اوتنی ہی اوسکی سعادت زیادہ ہوگی اسواسطے کہ محبوب کے دیدار مین بہت لذت اور راحت ہوتی ہے اور حق تعالیٰ کی دوستی آدمی کے دلمین
معرفت اور ذکر کی کثرت سے پیدا ہوتی ہے اسواسطے کہ جو شخص کسیکو دوست رکھتا ہے تو اوسکا ذکر زیادہ کرتا ہے اور جب اوسکا ذکر زیادہ
کرتا ہے تو اوسکی دوستی بھی زیادہ ہوتی ہے اسیواسطے حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت داود علیہ السلام پر وحی بھیجی اور فرمایا اَنَا بُدُّكَ اللَّازِمُ فَالْزَمْ
بُدَّكَ یعنے مین تیرا سہارا ہون اور تیرا سہارا کا مجھی سے ہے ایک دم میرے ذکر سے غافل نہ رہ اور دلپر ذکر جب ہی غالب ہوتا ہے کہ
آدمی ہمیشہ عبادتون مین مشغول رہے اور فراغت سے عبادت اوسیوقت ہوتی ہے کہ آدمی سے خواہشون کا رشتہ تعلق ٹوٹ جاے اور
خواہشون کا رشتہ تعلق جبھی ٹوٹتا ہے کہ آدمی گناہون سے ہاتھ اوٹھا دے تو گناہون سے ہاتھ اوٹھانا فراغت دل کا سبب ہے اور
عبادت کرنا غلبہ ذکر کا سبب ہے اور یہ دونون سبب محبت ہین اور محبت تخم سعادت ہے اور سعادت نجات اور فلاح سے عبارت ہے
جیسا حق تعالیٰ نے فرمایا ہے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ اور فرمایا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى اور چونکہ سب کام
عبادت نہین ہو سکتے یعنے بعضے ہین بعضے نہین اور سب خواہشون سے دست بردار ہونا ممکن ہے نہ درست ہے اسواسطے اگر آدمی کھانا
نہ کھاے گا تو ہلاک ہوجائے گا اگر جورو سے جماع نہ کرے گا نسل منقطع ہوجائیگی بعضی خواہشین لائق ترک ہین بعضی قابل عمل ہین تو
ایک انداز اور حد چاہیئے کہ قابل ترک کو لائق عمل سے جدا کر دے اور یہ دو حال سے خالی نہین یا آدمی اپنی عقل اور خواہش اور تجویز سے
حد باندھے اور اپنی فکر اور غور سے اختیار کرے یا دوسرے سے حد بندھوائے اور اندازہ کرائے اور یہ امر محال ہے کہ آدمی کو اپنی تجویز اور اختیار پر
چھوڑدین اسواسطے کہ خواہش خود اوسپر غالب ہوتی ہے راہ حق ہمیشہ اوسپر پوشیدہ رکھتی ہے اور جس چیز سے آدمی کی مراد بر آتی ہے وہ خواہش
کے سبب دستہ ہی نظر آتی ہے تو چاہیے کہ خود مختار نہ کیا جاے بلکہ دوسرے کا تابعدار کیا جاوے اور ہر ایک اس قابل نہین کہ اوسکی تابعداری
کیجاے بلکہ اسواسطے بڑا دور اندیش چاہیے وہ انبیا ہین تو خواہ نخواہ شریعت کی اتباع اور اوسکی حدون اور حکمون کو لازم پکڑنا ضرور ہے سعادت
کی راہ ہوگا اور بندگی کے یہی معنی ہین اور جو کوئی شریعت کی حدون سے گذر جائیگا اپنے ہاتھون ہلاکت کے خوف مین پڑیگا اسی سبب سے
حق تعالےٰ نے فرمایا وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ **فصل** غیر مباح کو مباح جاننے والے جو حق تعالیٰ کی حدون اور حکمون سے دست دار
ہو گئے اونکی غلطی اور نادانی سات وجہ سے ہوتی ہے پہلی وجہ اس فرقہ کی نادانی کی تھے جو خدا تعالیٰ کا ایمان ہی نہین رکھتے کہ اوس
نے جون کو وہم و خیال کے خزانہ مین چلونگی کے ساتھ ڈھونڈھا جب نپایا اوسکی خدائی سے انکار کیا اور کامون کو طبیعت اور تارون پر حوالہ
کیا اور سمجھے کہ آدمی اور حیوانات اور یہ عالم عجیب جو اس حکمت اور ترکیب کے ساتھ خود بخود پیدا ہوے ہین یا آپ سے آپ ہمیشہ سے
ہین یا یہ سب طبیعت کا کام ہے جب علم طبیعی کا عالم آپ سے خود بیخبر ہے تو اور چیز کو کیا بوجھے گا اور اونکی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص اچھا
خط دیکھے اور سمجھے کہ یہ آپ سے آپ پیدا ہوا ہے کاتب کے علم اور قدرت اور ارادہ کو اسمین کچھ دخل نہین ہے یا یہ خط ہمیشہ یون ہی لکھا ہوا تھا

اور جسکا اندھاپن اس قدر ہو بدبختی اور گمراہی کی راہ سے وہ کبھی نہ پھریگا اور نجومی اور طبیعی کی غلطی میں بیان ہو چکی ہے دوسری
وجہ اوس گروہ کے جہل اور نادانی کی ہے جو آخرت کا معتقد نہوا کیونکہ وہ لوگ یہ سمجھے ہوئے ہین کہ اس بات کا اسباب ہے اور یہ جانورون کے مانند
ہے جب مرجائیگا نیست ہو جائیگا اور پھر نہ عتاب ہے نہ اوسکا حساب ہے اور پھر نہ عذاب ہے نہ اوسکو ثواب اور اپنے نفس کو نہ جاننا اس جہل کا سبب ہے
کہ اپنے تئین آپ جانتا ہے کہ گدھا بیل یا گھاس ہے اور وہ روح جو آدمی کی حقیقت ہے اوسے نہین پہچانتا ہے کہ وہ ہمیشہ رہیگی ہرگز کبھی کبھی نہ
مریگی لیکن اوسکا لگاو اور تعلق اوس سے پھیر لین گے اور اسیکو موت کہتے ہین موت کی حقیقت چوتھے عنوان مین کہی جائیگی تیسری وجہ اون
لوگون کے جہل اور نادانی کی ہے جو جناب احدیت اور قیامت کا ایمان تو رکھتے ہین مگر ضعیف اور شریعت کے معنے نہین پہچانتے اور کہتے ہین
کہ حق تعالی کو ہماری عبادت کی کیا حاجت ہے اور ہمارے گناہ سے کیا نقصان اوسکو ہے کہ وہ بادشاہ ہے اور ہماری عبادت سے بے پرواہ ہے
اوسکے نزدیک عبادت اور گناہ سب برابر ہے یہ جاہل قرآن شریف مین نہین دیکھتے کہ حق تعالی کیا ارشاد فرماتا ہے وَمَن تَزَكَّىٰ فَإِنَّمَا يَتَزَكَّىٰ
لِنَفْسِهِ اور وَمَن جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ اور مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ یہ بدبخت شریعت سے جاہل ہے کہ یہ جانتا ہے
کہ شریعت یہ ہے کہ خدا کیواسطے کام کرنا چاہیے اپنے واسطے نہین اور یہ ایسا امر ہے کہ کوئی بیمار پرہیز نہ کرے اور رکھے کہ طبیب کو اس سے
کیا کہ مین اوسکا حکم مانون یا نہ مانون اوسکا یہ کہنا تو صحیح ہے لیکن وہ ہلاک ہوجائیگا طبیب کی حاجت کی وجہ سے نہ ہلاک ہوگا لیکن
اس باعث سے ہلاک ہوجائیگا کہ پرہیز کرنے مین اوسکی ہلاکت ہے طبیب نے تو اوسے صحت کی راہ بتائی کہ پرہیز کرے اوس نے
کہا نہ مانا تو [illegible] اوسکا کیا نقصان لیکن وہ خود ہلاک ہو جائیگا جیسے بدن کی بیماری اس جہان مین ہلاکت کا باعث ہے دل کی بیماری
اوس جہان مین شقاوت کا سبب ہے اور [illegible] دوا اور پرہیز بدن کی صحت اور [illegible] عبادت اور معرفت اور گناہ
پرہیز دل کی سلامتی کا باعث ہے [illegible] إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ چوتھی وجہ اون لوگون کے جہل و نادانی کی ہے جو [illegible]
شریعت سے بیخبر ہو کے کہتے ہین [illegible] کہ خواہش غصہ ریا سے دل کو پاک کرو [illegible] ممکن نہین اسواسطے کہ خدا تعالی نے آدمی
ان ہی چیزون سے پیدا کیا ہے [illegible] جیسے کوئی شخص چاہے کہ سیاہ کو سفید کرے تو اس حکم کی تعمیل کرنا محال ہے اور یہ
احمق نہین سمجھتے کہ شریعت نے یہ حکم نہین فرمایا ہے کہ غصہ وغیرہ کو دور کرو بلکہ یہ حکم کیا ہے کہ انہین ادب سکھاو اور اسطرح دبائے رکھو کہ شرع
اور عقل پر غالب نہو جائین اور سرکشی نہ کرنے پائین اور شرع کی حدین نگاہ رکھین اور گناہ کبیرہ سے دور رہین تاکہ غفور رحیم اونکے گناہ
صغیرہ بخشدے اور یہ بات ممکن ہے بہت لوگ اس درجے پر پہونچے ہین اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا نہین فرمایا ہے کہ غصہ نہ چاہیے
اور یہ نہین چاہیے حالانکہ آپ کے تو محل تھے اور فرمایا مین تمہاری طرح آدمی ہون اَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ یعنی آدمی کی طرح مجھے غصہ ہوتا ہے
اور حق تعالی نے فرمایا ہے وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ یعنی اوس شخص کی تعریف کی ہے جو غصہ کو ضبط کر جائے اوسکی تعریف نہین کی جسکو غصہ ہوتا
ہی نہین پانچوین وجہ اون لوگون کے جہل اور نادانی کی ہے جو حق تعالے کی صفتون سے بیخبر ہو کر کہتے ہین کہ خدا کریم اور رحیم ہے ہم جیسا ہیر
ہونگے ہمپر رحم ہی فرمائے گا اور یہ نہین جانتے کہ جس طرح وہ کریم ہے شدید العقاب بھی ہے اور یہ نہین کہتے کہ باوصفیکہ رحیم و کریم ہے مگر اس
جہان مین اکثر خلق کو بلا بیماری بھوک مین رکھتا ہے اور یہ نہین دیکھتے کہ جبتک لوگ کھیتی بیوپار سوداگری نہین کرتے مال ہاتھ نہین آتا

اور جبتک محنت نہین کرتے علم نہین سیکھتے اور دنیا کی تلاش مین وہ لوگ ہرگز کچھ قصور نہین کرتے اور یہ نہین کہتے کہ خدا کریم و رحیم ہے بے کھیتی اور سودا گری کیے آپ روزی دیتا ہے باوصفیکہ حق تعالی رزق کا ضامن ہے اور فرمایا ہے ﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا﴾ اور آخرت کا کام حق تعالی نے عمل پر حوالہ کیا ہے اور فرمایا ہے ﴿وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ﴾ چونکہ لوگ اوسکے کرم کا ایمان نہین رکھتے اور رزق ڈھونڈھنے سے ہاتھ نہین اوٹھاتے لہذا آخرت کے بارے مین جو کچھ کہتے ہین فقط زبانی ہے اور نصیحت شیطانی ہے کچھ اصل نہین رکھتا چھٹی وجہ اون لوگون کی جہالت اور نادانی کی ہے جو اپنے اوپر غرور کر کے کہتے ہین کہ ہم ایسے درجے پر پہونچے ہین کہ گناہ ہمارا کچھ نقصان نہین کر سکتا اور کہتے ہین کہ ہمارا دین قلتین ہے کہ نجاست گناہ سے ناپاک ہی نہین ہوتا اور اکثر یہ احمق ایسے کمظرف ہوتے ہین کہ اگر کوئی شخص بے ادبی کی ایک بات ان سے کرے اور انکا غرور اور ریا توڑے تو تمام عمر اوسکی دشمنی مین رہتے ہین اور ایک نوالہ جسکا لالچ کرتے ہون اگر انکو نہ ملے تو تمام جہان انکی آنکھو نمین تنگ و تاریک ہو جاتا ہے یہ احمق ہنوز مردی اور انسانیت مین قلتین یعنی حافظ نہین ہوئے ہین کہ ایسی چیزون سے پاک نرہین یہ دعوی باطل کہ ہم ایلی درجہ ہین گناہ ہمین کچھ مضر نہین ان احمقون کو کب سزاوار ہے اگر مثلاً کوئی شخص ایسا بھی ہو کہ دشمنی غصہ خواہش ریا اوسکے پاس بھی نہ آئے تو اوسکا بھی یہ دعوی کرنا محض تکبر ہے اسواسطے کہ اوسکا درجہ انبیا علیہم السلام کے درجہ سے نہ بڑھ جاویگا آنبیا تو اپنی چوک اور لغزش سے روتے اور توبہ کرتے تھے بڑے بڑے صحابہ چھوٹے چھوٹے گناہون سے پرہیز کرتے تھے بلکہ شبہہ کے خوف سے حلال چیزون سے بھی بھاگتے تھے اس احمق نے کاہے سے جانا کہ شیطان اسکی کمر مین نہین پھنسا ہے اور کیونکر سمجھا کہ اسکا درجہ انبیا اور صحابہ کے مرتبے سے بڑھا ہے اگر یہ احمق کہے کہ پیغمبر بھی ایسے ہی تھے کہ گناہ اونکو کچھ ضرر نہ کرتا لیکن نالہ و زاری اور توبہ فقط خلق کی تعلیم اور فائدے کیواسطے کرتے تھے تو یہ بھی خلق کیواسطے کیون نہین کرتا دیکھتا ہے کہ جو کوئی اوسکا قول و فعل دیکھتا ہے وہ بھی تباہ اور خراب ہوتا ہے اور اگر کہے کہ خلق کے تباہ ہونے سے میرا کیا نقصان ہے تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی کیا نقصان تھا اگر نقصان نہ تھا تو آنحضرت اپنے تئین تقوی اور پرہیزگاری کی محنت مین کیون رکھتے تھے آنحضرت نے ایک صدقہ کا خرما منہ سے نکالکر پھینکدیا اگر کھا لیتے تو اوس سے خلق کا کیا نقصان ہوتا اور اوسکا کھانا سب کو درست ہو جاتا اور اگر اوس خرمے سے آنحضرت کا کچھ نقصان تھا تو ان احمقون کو شراب کے قدحون سے کیون نقصان نہین آخر اس احمق کا درجہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے درجے سے زیادہ اور بڑھ کر نہین ہے اور شراب کے سو قدحون کا درجہ ایک خرمے سے زیادہ ہے تو یہ احمق اپنے تئین گویا دریا جانتا ہے کہ شراب کے سو قدحے اوسکو نہ بگاڑین گے اور معاذ اللہ رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو گویا پانی کا چھوٹا سا برتن سمجھتا ہے ایک خرما اوسکو بگاڑ دیتا ایسا وقت ہے کہ شیطان اوس احمق کی موچھین مرڑورے اور جہان کے بیوقوف اوس احمق کو مسخرا بنائین اسواسطے کہ عقلمندون کو اوسکی بات کرنے مین دریغ و انکار ہے اور اوسکی ہنسی کرنے مین ننگ و عار ہے بزرگان دین وہ لوگ ہین جو یہ بات جانتے ہین کہ جسنے خواہش کو اپنا اسیر اور زبردست نہ کیا وہ کچھ آدمی نہین ہے بلکہ جانور ہے تو جاننا چاہیے کہ آدمی کا نفس مکار اور دغاباز ہے اور سب دعوے جھوٹے کرتا ہے اور ڈینگ ہانکتا ہے کہ مین زبردست ہون پس چاہیے کہ آدمی نفس سے اوسکے دعوی پر دلیل طلب کرے اور اوسکے سچے ہونے پر سوا اسکے کہ اپنے حکم مین نہو بلکہ شرع کے حکم مین ہو اور کوئی دلیل نہین ہے اگر شرع کی اطاعت مین ہمیشہ خوشی سے مستعد رہے تو سچا ہے اور اگر حکم شرع مین رخصت تاویل حیلہ ڈھونڈھے تو وہ شیطان کا

ف اور نہین کوئی چلنے والا زمین پر مگر خدا ہی کی ذمہ اوسکا رزق ہے ۱۲

ف اور نہین ہے آدمی کیواسطے مگر جو اوسنے محنت کی ۱۲

بھیدسے اونسنے خبر نہ رکھی حق تعالی اسیطرح بلا بیاری سو د محنت سے خلق کو اپنے حضور بلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ بیاری نہین
بار ہی امہربانی کی کمند ہے کہ اپنے دوستون کو اس کمند کے ذریعے سے اپنی حضور مین ہم بلاتے ہین اِنَّ الْبَلَاءَ مُوَکَّلٌ بِالْاَنْبِیَاءِ ثُمَّ
الْاَوْلِیَاءِ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ بیمار جان کر انکو نہ دیکھو کہ یہ میرے خاص بندے ہین مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِیْ انہین کی شان مین آیا ہے
آدمی کی بادشاہی جو اوسکے بدن کے اندر ہے پہلی مثال سے اوسکا حال معلوم ہوا اور آدمی کی بادشاہی جو اوسکے بدن کے باہر ہے دوسری
مثال سے اوسکا حال کھلا اور اسی وجہ سے بدن کے باہر کی بادشاہی کی پہچان بھی اپنے تئین پہچاننے سے حاصل ہوتی ہے اسی سبب سے معرفت
نفس کو ہمنے پہلا عنوان کیا یعنی اوس سے اول ہی مین بیان کیا **فصل** ایعزیز اب سبحان اللہ و الحمد للہ و لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر کے
معنی تجکو پہچاننا چاہیے کہ یہ چھوٹے سے چار کلمے جامع معرفت الہی ہین جب اپنی پاکی اور تنزیہ سے حق تعالی کی پاکی اور تنزیہ تونے پہچان لی
تو سبحان اللہ کی معنی پہچان لیے اور جب اپنی بادشاہی سے خدا تعالی کی بادشاہی مفصل تونے جان لی کہ سب اسباب اور درمیانی اوسی کے تابعدار
ہین جیسے قلم کاتب کے ہاتھ مین تو الحمد للہ کے معنی جان لیے کہ جب اوسکے سوا کوئی نعمت دینے والا نہین ہے تو حمد اور شکر اوسکے سوا اور کسی کیواسطے
نہین ہو سکتا اور جب تونے یہ امر معلوم کر لیا کہ احکم الحاکمین کے سوا کوئی خود مختار حاکم نہین ہے تو لا الہ الا اللہ کے معنی تجکو معلوم ہو گئے اب وہ وقت ہے
کہ اللہ اکبر کے معنی تو پہچانے اور یہ بات جانے کہ یہ سب جو تونے پہچانا ہے حق تعالی کی کنہ حقیقت کو نہین جانتا ہے اسواسطیکہ حق تعالی بہت بزرگ
اور بڑا ہے اسکے معنی یہ ہین کہ وہ اس بات سے بزرگتر اور بڑا ہے کہ خلق اوسے قیاس سے پہچان سکے یہ معنی نہین ہین کہ وہ اور [illegible] سے بڑا اور
بزرگ ہے کیونکہ اوسکے ساتھہ اور کوئی چیز موجود ہی نہین [illegible] اوس چیز سے بزرگ [illegible] کہ سب [illegible] ذات اوسی کے وجود کا
نور ہے اور آفتاب کا نور آفتاب سے علاوہ اور کوئی چیز نہین کہ یہ بات کہہ سکین کہ آفتاب اپنے نور سے بڑا اور بزرگ ہے بلکہ اللہ اکبر کے معنی یہ ہین
کہ وہ اس امر سے بزرگ ہے کہ عقل کے قیاس سے آدمی اوسے پہچان سکے معاذ اللہ حق تعالی کی پاکی اور تنزیہ کیا آدمی کی پاکی اور تنزیہ کی
ایسی ہوئی آدمی تو کیا تمام مخلوقات کی مشابہت سے پاک ہے اور معاذ اللہ حق تعالی کی بادشاہی کیا آدمی کی بادشاہی کے مثل ہوئی جو کہ
اوسے اپنے بدن پر ہے اور نعوذ باللہ علم و قدرت وغیرہ حق تعالی کے صفات کیا آدمی کی صفتون کے مانند ہوئے بلکہ یہ تو ایک شائبہ سا ہے
کہ تجھے عجز بشریت کی قدر حضرت الہیت کا جمال کچھ حاصل ہو جاوے اور اس شائبہ کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی لڑکا ہمسے پوچھے کہ ریاست اور سلطنت
اور بادشاہی کرنے مین کیا مزہ ہوتا ہے اوس سے ہم یہی کہین گے جیسے گیند ڈنڈا کھیلنے مین مزہ ہوتا ہے اسواسطے کہ وہ تو اس مزہ کے سوا
اور کوئی مزہ جانتا ہی نہین اور جبتک مزہ اوسے حاصل ہی نہوگا اوس مزہ کو وہ قیاس سے پہچان بھی نہ سکیگا ہان اوس مزہ کو البتہ پہچانیگا جسکا
شائبہ اوسے حاصل ہوا اور یہ سبکو معلوم ہے کہ سلطنت کی لذت کو گیند ڈنڈا کھیلنے کی لذت سے کچھ نسبت ہی نہین لیکن بہرحال لذت اور خوشی کا
نام دونون پر صادق آتا ہے تو نام مین ایک وجہ سے کچھ برابر ہین اسی سبب سے یہ معرفت کا شائبہ گرکون کو چاہیے ایعزیز معرفت الہی کا
جو شائبہ مذکور ہوا اور مثالین بیان ہوئین ہین ایسا ہی اونھین بھی جان لے پس حق تعالی کے سوا حق تعالی کی حقیقت کو تمام و کمال کوئی نہین جانتا
فصل حق سبحانہ تعالی کی معرفت کی تفصیل دراز ہے ایسی کتابون مین ٹھیک بیان نہین ہو سکتی جس قدر بیان ہوا اسیقدر اس بات کیواسطے کافی ہے
کہ لوگ آگاہ ہو جائین اور آدمی کو اپنے مقدور بھر تمام معرفت ڈھونڈھنے کا شوق پیدا ہو جائے اسواسطیکہ آدمی کا کمال سعادت اوسکی لذت ہو بلکہ آدمی کی

سعادت کا ذریعہ خدا کی معرفت اور بندگی اور عبادت ہے اسوجہ کہ آدمی کی سعادت خدا کی معرفت مین ہے پہلے ہی بیان ہو چکی ہے لیکن بندگی
اور عبادت آدمی کیواسطے موجب سعادت ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ آدمی جب مریگا تو خدا ہی سے اوسے سروکار ہوگا اِلَيْهِ الْمَرْجِعُ وَالْمَصِيرُ
اور جو شخص کسیکے پاس رہتا ہو اوس شخص کا موجب سعادت یہی ہے کہ جسکے پاس رہتا ہے اوسے دوست رکھے اور جتنا زیادہ اوسے دوست
رکھیگا اوتنی ہی اوسکی سعادت بڑی ہوگی اسواسطے کہ محبوب کے دیدار مین بہت لذت اور راحت ہوتی ہے اور حق تعالیٰ کی دوستی آدمی کے دل مین
معرفت اور ذکر کی کثرت ہی سے زیادہ ہوتی ہے اسواسطے کہ جو شخص کسیکو دوست رکھتا ہے تو اوسکا ذکر زیادہ کرتا ہے اور جب اوسکا ذکر زیادہ
کرتا ہے تو اوسکے دوستون مین ہو جاتا ہے اسیواسطے حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت داود علیہ السلام پر وحی بھیجی اور فرمایا اَنَا بُدُّكَ اللَّازِمُ فَالْزَمْ
بُدَّكَ یعنے مین تیرا سہارا ہون اور تیرا سروکار مجھی سے ہے ایک دم میرے ذکر سے غافل نہ رہ اور دلپر ذکر جب ہی غالب ہوتا ہے کہ
آدمی ہمیشہ عبادتون مین مشغول رہے اور فراغت سے عبادت اوسیوقت ہوتی ہے کہ آدمی سے خواہشون کا رشتہ تعلق ٹوٹ جائے اور
خواہشون کا رشتہ تعلق جب ہی ٹوٹتا ہے کہ آدمی گناہون سے ہاتھہ اوٹھاوے تو گناہون سے ہاتھہ اوٹھانا فراغت دل کا سبب ہے اور
عبادت کرنا غلبہ ذکر کا سبب ہے اور یہ دونون سبب محبت مین اور محبت تخم سعادت ہے اور سعادت نجات اور فلاح سے عبارت ہے
جیسا حق تعالیٰ نے فرمایا ہے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ اور فرمایا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى اور چونکہ سب کام
عبادت نہین ہو سکتے بعضے ہو سکتے ہین بعضے نہین اور سب خواہشون سے دست بردار ہونا نہ ممکن ہے نہ درست ہے اسواسطے اگر آدمی کھانا
نہ کھاوے گا تو ہلاک ہو جاوے گا اگر جورو سے جماع نہ کرے گا نسل منقطع ہو جائیگی بعضی خواہشین لائق ترک ہین بعضی قابل عمل ہین تو
ایک انداز اور حد چاہیے کہ قابل ترک کو لائق عمل سے جدا کر دے اور یہ دو حال سے خالی نہین یا آدمی اپنی عقل اور خواہش اور تجویز سے
حد باندھے اور اپنی فکر اور غور سے اختیار کرے یا دوسرے سے حد بندی ہو اور اندازہ کرائے اور یہ امر محال ہے کہ آدمی کو اپنی تجویز اور اختیار پر
چھوڑ دین اسواسطے کہ خواہش خود اوسپر غالب ہوتی ہے راہ حق ہمیشہ اوسپر پوشیدہ رکھتی ہے اور جس چیز سے آدمی کی مراد بر آتی ہے وہ خواہش
کے سبب درست ہی نظر آتی ہے تو چاہیے کہ خود مختار نہ کیا جاے بلکہ دوسرے کا تابعدار کیا جاوے اور ہر ایک اس قابل نہین کہ اوسکی تابعداری
کیجاوے بلکہ اسواسطے بڑا دور اندیش چاہیے وہ انبیا ہین تو خواہ نخواہ شریعت کی اتباع اور اوسکی حدون اور حکمون کو لازم پکڑنا ضرور سعادت
کی راہ ہوگا اور بندگی کے یہی معنی ہین اور جو کوئی شریعت کی حدون سے گذر جائیگا اپنے ہاتھون ہلاکت کے خوف مین پڑیگا اسی سبب سے
حق تعالےٰ نے فرمایا وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ **فصل** غیر مباح کو مباح جاننے والے جو حق تعالیٰ کی حدون اور حکمون سے دست بردار
ہو گئے اونکی غلطی اور نادانی سات وجہ سے ہوتی ہے پہلی وجہ اس فرقہ کی نادانی کی ہے جو خدا تعالیٰ کا ایمان ہی نہین رکھتے کہ اوس
بیچون کو وہم و خیال کے خزانہ مین چالاکی کے ساتھہ ڈھونڈھا چاہا اوسکی خدائی سے انکار کیا اور کامون کو طبیعت اور تارون پر حوالہ
کیا اور سمجھے کہ آدمی اور حیوانات اور یہ عالم عجیب جو اس حکمت اور ترکیب کے ساتھہ خود بخود پیدا ہوئے ہین یا آپ سے آپ ہمیشہ سے
ہین یا یہ سب طبیعت کا کام ہے جب علم طبیعی کا عالم آپ سے خود بیخبر ہے تو اور چیز کو کیا پہونچے گا اور اونکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص اچھا سا
خط دیکھے اور سمجھے کہ یہ آپ سے آپ پیدا ہوا ہے کاتب کے علم اور قدرت اور ارادہ کو اسمین کچھہ دخل نہین ہے یا یہ خط ہمیشہ یون ہی لکھا ہوا تھا

اور جسکا اعتقاد یہی ہو اس تدبیر سے بدبختی اور گمراہی کی راہ سے وہ کبھی نہ پھریگا اور نجومی اور طبیعی کی غلطی پہلے ہی بیان ہوچکی ہے دوسری
وجہ اون گروہ کے جہل اور نادانی کی ہے جو آخرت کا معتقد نہوا کیونکہ وہ لوگ یہ سمجھے کہ آدمی گویا اس بات کا آسیا ہے اور حیوانون کے مانند
ہے جب مرجائیگا نیست ہوجائیگا اور پھر نہ ثواب ہے نہ اوسکا حساب اور پھر نہ عذاب ہے نہ اوسکو ثواب اور اپنے نفس کو نجانا اس جہل کا سبب ہے
کہ اپنے تئین آپ جانتا ہے کہ گدھا بیل یا گھاس ہے اور وہ روح جو آدمی کی حقیقت ہے اوسے نہیں پہچانتا ہے کہ وہ ہمیشہ رہیگی ہرگز کبھی
مریگی لیکن اوسکا قالب یا جا اوس سے پھیر لینگے اور اسیکو موت کہتے ہین موت کی حقیقت چوتھے عنوان مین کہی جائیگی تیسری وجہ اون
لوگون کے جہل اور نادانی کی ہے جو ثواب اور عذاب اور قیامت کا ایمان تو رکھتے ہین مگر ضعیف اور شریعت کے معنے نہین پہچانتے اور کہتے ہین
کہ حق تعالی کو ہماری عبادت کی کیا حاجت ہے اور ہمارے گناہ سے کیا رنج و اذیت ہے کہ وہ بادشاہ ہے اور ہماری عبادت سے بے پرواہے
اور ہمارے نزدیک عبادت اور گناہ سب برابر ہے یہ جاہل قرآن شریف مین نہین دیکھتے کہ حق تعالی کیا ارشاد فرماتا ہے وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى
لِنَفْسِهٖ اور وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ اور مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ یہ بدبخت شریعت سے جاہل ہے کہ یہ جانتا ہے
کہ شریعت یہ ہے کہ خدا کیواسطے کام کرنا چاہیے اپنے واسطے نہین اور یہ ایسا امر ہے کہ کوئی بیمار پرہیز کرے اور رکھے کہ طبیب کو اس سے
کیا کام مین اوسکا حکم مانون یا نہ مانون اوسکا یہ کہنا تو صحیح ہے لیکن وہ ہلاک ہوجاے گا طبیب کی حاجت کی وجہ سے نہ ہلاک ہوگا لیکن
اس باعث سے ہلاک ہوجائیگا کہ پرہیز کرنے مین اوسکی ہلاکت ہے طبیب نے تو اوسے صحت کی راہ بتائی کہ پرہیز کیے اوس سے
کیا تو راہ بتانیوالے کا کیا نقصان لیکن وہ خود ہلاک ہوجائیگا تو جیسے بدن کی بیماری اس جہان مین ہلاکت کا باعث ہے دل کی بیماری
اوس جہان مین ہلاکت کا باعث ہے اور جیسے دوا اور پرہیز بدن کی صحت اور سلامتی کا باعث ہے عبادت اور معرفت اور گناہ سے
پرہیز دل کی سلامتی کا باعث ہے لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ چوتھی وجہ اون لوگون کے جہل و نادانی کی ہے جو اوروجہ سے
شریعت سے بے خبر ہوکر کہتے ہین کہ شریعت کا حکم فرمایا ہے کہ دل کو شہوت غصہ ریا سے دل کو پاک کرو اور یہ امر ممکن نہین اسواسطے کہ خدا تعالی نے آدمیکو
انہی چیزون سے پیدا کیا ہے اور کہتے ہین کہ یہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص چاہے کہ سیاہ کو سفید کرے تو اس حکم کی تعمیل کرنا محال ہے اور یہ
احمق نہین سمجھتے کہ شرع نے یہ حکم نہین فرمایا ہے کہ غصہ وغیرہ کو دور کرو بلکہ یہ حکم کیا ہے کہ انہین ادب سکھاؤ اور اسطرح دبائے رکھو کہ شرع
اور عقل پر غالب نہو جائین اور سرکشی نہ کرنے پائین اور شرع کی حدین نگاہ رکھین اور گناہ کبیرہ سے دور رہین تاکہ غفور رحیم اونکے گناہ
صغیرہ بخشدے اور یہ بات ممکن ہے بہت لوگ اس درجے پر پہونچے ہین اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا نہین فرمایا ہے کہ غصہ بجاہیے
اور بیجا ہیے حالانکہ آپ بڑے تحمل تھے اور فرمایا مین تمھاری طرح آدمی ہون اَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ النَّاسُ یعنی آدمی کی طرح مجھے غصہ ہوتے
اور حق تعالی نے فرمایا ہے وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ یعنی اوس شخص کی تعریف کی ہے جو غصہ کو ہضم کرجائے اوسکی تعریف نہین کی جسکو غصہ ہوے
ہی نہین پانچوین وجہ اون لوگون کے جہل اور نادانی کی ہے جو حق تعالے کی صفتون سے بیخبر ہوکر کہتے ہین کہ خدا کریم اور رحیم ہے ہم جیسے ہین
ہونگے ہمپر رحم ہی فرمائے گا اور یہ نہین جانتے کہ جس طرح وہ کریم ہے شدید العقاب بھی ہے اور یہ نہین کہتے کہ باوجودیکہ رحیم و کریم ہے مگر اس
جہان مین اکثر خلق کو بیماری بھوک مین رکھتا ہے اور یہ نہین دیکھتے کہ جبتک لوگ کھیتی اور سوداگری نہین کرتے مال ہاتھ نہین آتا

اور جبتک محنت نہین کرتے علم نہین سیکھتے اور دنیا کی تلاش مین وہ لوگ ہرگز کچھ قصور نہین کرتے اور یہ نہین کہتے کہ خدا کریم و رحیم ہے بے کھیتی اور سوداگری کیے آپ روزی دیتا ہے باوجودیکہ حق تعالی رزق کا ضامن ہے اور فرمایا ہے وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا اور آخرت کا کام حق تعالی نے عمل پر حوالہ کیا ہے اور فرمایا ہے وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی چونکہ لوگ اوسکے کرم کا ایمان نہین رکھتے اور رزق ڈھونڈھنے سے ہاتھ نہین اوٹھاتے لہذا آخرت کے بارے مین جو کچھ کہتے ہین فقط زبانی ہے اور نصیحت شیطانی ہے کچھ اصل نہین رکھتا چھٹی وجہ اون لوگون کی جہالت اور نادانی کی ہے جو اپنے اوپر غرور کرکے کہتے ہین کہ ہم ایسے درجے پر پہونچے ہین کہ گناہ ہمارا کچھ نقصان نہین کرسکتا اور کہتے ہین کہ ہمارا دین قلتین ہے کہ نجاست گناہ سے ناپاک ہی نہین ہوتا اور اکثر یہ احمق ایسے کمظرف ہوتے ہین کہ اگر کوئی شخص بے ادبی کی ایک بات ان سے کرے اور انکا غرور اور ریا توڑے تو تمام عمر اوسکی دشمنی مین رہتے ہین اور ایک نوالہ بھی انکا اپنی مرضی کے خلاف کرے یا اگر انکو نہ ملے تو تمام جہان انکی آنکھو مین تنگ و تاریک ہوجاتا ہے یہ احمق ہنوز مردی اور انسانیت مین کامل نہین یعنی عالم نفسانی مین ہوئے ہین کہ ایسی چیزون سے پاک نہین یہ دعوی باطل کہ ہم عالی درجہ مین گناہ ہین کچھ مضر نہین ان احمقون کو کب سزاوار ہے اگر مثلاً کوئی شخص ایسا ہی ہو کہ دشمنی غصہ خواہش ریا اوسکے پاس بھی نہ آئے تو اوسکا بھی یہ دعوی کرنا محض تکبر ہے اسواسطے کہ اوسکا درجہ انبیا علیہم السلام کے درجہ سے نہ بڑہ جائیگا انبیا تو اپنی چوک اور لغزش سے روتے اور توبہ کرتے تھے بڑے بڑے صحابہ چھوٹے چھوٹے گناہون سے پرہیز کرتے تھے بلکہ شبہہ کے خوف سے حلال چیزون سے بھی بھاگتے تھے اس احمق نے کاہے سے جانا کہ شیطان اوسکی کمر مین نہین پہنستا ہے اور کیونکر سمجھا کہ اوسکا درجہ انبیا اور صحابہ کے مرتبے سے بڑا ہے اگر یہ احمق کہے کہ پیغمبر بھی ایسے ہی تھے کہ گناہ اونکو کچھ ضرر نہ کرتا لیکن وہ پرہیز اور توبہ فقط خلق کی تعلیم اور خاطر کیواسطے کرتے تھے تو یہ بھی خلق کیواسطے کیون نہین کرتا کہ دیکھتا ہے کہ جو کوئی اوسکا قول و فعل دیکھتا ہے وہ بھی تباہ اور خراب ہوتا ہے اور اگر کہے کہ خلق کے تباہ ہونے سے میرا کیا نقصان ہے تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی کیا نقصان تھا اگر نقصان نہتھا تو آنحضرت اپنے تئین تقوی اور پرہیزگاری کی محنت مین کیون رکھتے تھے آنحضرت صلعم نے ایک صدقہ کا خرما منہ سے نکالکر پھینک دیا اگر کھا لیتے تو اوس سے خلق کا کیا نقصان ہوتا اوسکا کھانا سب کو درست ہوجاتا اور اگر اوس خرمے سے آنحضرت صلعم کا کچھ نقصان تھا تو ان احمقون کو شراب کے قدحون سے کیون نقصان نہین آخر اس احمق کا درجہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے درجے سے زیادہ اور بڑہ کر نہین ہے اور شراب کے سو قدحون کا درجہ ایک خرمے سے زیادہ ہے تو یہ احمق اپنے تئین گویا دریا جانتا ہے کہ شراب کے سو قدمے اوسکو نہ بگاڑین گے اور معاذ اللہ رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو گویا پانی کا چھوٹا سا برتن سمجھتا ہے ایک خرما اوسکو بگاڑ دیتا ایسا وقت ہے کہ شیطان اوس احمق کی موچھین مروڑے اور جہان کے بیوقوف اوس احمق کو مسخرا بنائین اسواسطے کہ عقلمندون کو اوسکی بات کرنے مین دریغ و انکار ہے اور اوسکی ہمنشینی کرنے مین ننگ و عار ہے بزرگان دین وہ لوگ ہین جو یہ بات جانتے ہین کہ جسنے خواہش کو اپنا اسیر اور زیردست نہ کیا وہ کچھ آدمی نہین ہے بلکہ جانور ہے تو جاننا چاہیے کہ آدمی کا نفس مکار اور دغاباز ہے اور سب دعوے جھوٹے کرتا ہے اور ڈینگ ہانکتا ہے کہ مین زبردست ہون پس چاہیے کہ آدمی نفس سے اوسکے دعوی پر دلیل طلب کرے اور اوسکے سچے ہونے پر سوا اسکے کہ اپنے حکم مین نہو بلکہ شرع کے حکم مین ہو اور کوئی دلیل نہین ہے اگر شرع کی اطاعت مین ہمیشہ خوشی سے مستعد رہے تو سچا ہے اور اگر حکم شرع مین رخصت تاویل حیلہ ڈہونڈہے تو وہ شیطان کا

بندہ ہے اور ولایت کا دعویٰ کرتا ہے اور آخر دم تک اوس سے اس دلیل کا خواستگار رہنا چاہیے ورنہ مغرور اور دنیا پر فریفتہ
ہو کر ہلاک ہو جاویگا اور آدمی یہ نہین جانتا کہ متابعت شرع مین نفس کا ہمہ تن مصروف ہونا مسلمانی کا پہلا درجہ ہے ساتوین وجہ غفلت
اور خواہش کی بدولت پیدا ہوتی ہے جہالت اور نادانی سے نہین پیدا ہوتی اور یہ غیر مباح کو مباح ٹھہرانیوالا وہ فرقہ ہے جسنے ان سب
وجہون مین سے نہ بکا ذکر ابھی اوپر گذرا ہے کچھ نہ سنا ہو لیکن کسی گروہ کو دیکھا کہ اباحت کی راہ چلتے ہین اور فساد ڈالتے ہین جا بجا مکھنی باتین بنا بنا کر
اور صوفیونکا لباس پہنکر تصوف اور ولایت کا دعویٰ کرتے ہین اوس فرقہ کو بھی یہ طریقہ خوش آتا ہے اسواسطے کہ اوسکی طبیعت مین لغویت اور خواہش
غالب ہوتی ہے وہ فساد کرنے کی اوسکو اجازت دیتی ہے اور وہ یہ نہین جانتا کہ اس فساد کے سبب سے مجھپر عذاب ہوگا تاکہ فساد اوسپر تلخ اور شاق ہو جاے
بلکہ کہتا ہے کہ یہ امر فساد نہین اسکو فساد کہنا تہمت اور حدیث ہے یعنے نئی بات ہے اور وہ تہمت اور حدیث کے معنی تک نہین جانتا ایسا آدمی غافل اور
شہوت پرست ہوتا ہے اور شیطان اوسپر مسلط ہوتا ہے ایسا آدمی سمجھانے سے درست نہین ہوتا کہ اوسکو بات سے شبہہ نہین پڑا ہے اور یہ گروہ اکثر ان
لوگون مین سے ہے جنکی شان مین حق تعالیٰ نے یون ارشاد فرمایا ہے اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَکِنَّةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ وَفِیْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا
وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَی الْهُدٰی فَلَنْ یَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ان لوگون کے ساتھ زبان شمشیر سے بات کرنا چاہیے نہ حجت اور تقریر سے اور اس عنوان
نصیحت کی تفصیل اور ہر چیز کے مباح ٹھہرانیوالون کی غلطی کے بیان مین اسیقدر کفایت کرتا ہے جو بیان کیا گیا کہ اس غلطی اور گمراہی کا سبب
یا یہ ہے کہ اوسنے اپنے نفس کو نہین پہچانا یا یہ ہے کہ خدا کو نہین پہچانا یا یہ ہے کہ شریعت کو نہین دریافت کیا اور جب آدمی کی نادانی ایسے کام مین ہو جو
اوسکی طبیعت کے موافق ہے تو اوس گمراہی کا زائل ہونا دشوار ہوتا ہے اسی سبب سے لوگ کچھ شک و شبہہ نہین کرتے ہین اور بے تکلف راہ اباحت مین
قدم دھرتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم متحیر ہین اگر ان سے پوچھیے کہ تم کس چیز مین متحیر ہو تو جواب نہین دیسکتے کہ اسواسطے کہ اونکو نہ طلب ہے نہ شبہہ
اون لوگون کو ایسی مثل ہے جیسے کوئی شخص طبیب سے کہے کہ مجھکو بیماری کا خلل ہے اور بیماری نہ بتاے تو جبتک وہ اپنی بیماری نہ بتائیگا
طبیب اوسکا علاج نہ کرسکے گا ایسے آدمی کا یہی جواب ہے کہ جس چیز مین تیرا جی چاہے متحیر رہ لیکن اس بات مین شک کر کہ تو بندہ ہے
اور تیرا خالق قادر اور عالم ہے جو چاہتا ہے کر سکتا ہے اور یہ بات اوسکو دلیل سے سمجھنا چاہیے جیسا اوپر بیان ہوا ہے ٭ ٭ ٭

تیسرا عنوان مسلمانی کا یہ تیسرا عنوان ہے اسمین معرفت دنیا کا بیان ہے

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ دنیا راہ دین کی منزلون مین سے ایک منزل اور اللہ کی درگاہ کے مسافرون کا راستہ ہے
اور مسافرون کے زاد راہ لینے کیواسطے صحراے معرفت کے کنارے ایک بازار آراستہ ہے دنیا اور آخرت دو حالتون سے عبارت ہے
جو حالت موت سے پہلے اور آدمی سے بہت نزدیک ہے اوسے دنیا کہتے ہین اور جو حالت موت کے بعد ہے اوسکو آخرت کہتے ہین اور دنیا سے
زاد آخرت مقصود ہے اسواسطے کہ خالق نے آدمی کو ابتدائی خلقت مین سادہ اور ناقص پیدا کیا ہے لیکن اس قابل ہے کہ اپنا کمال حاصل
کرے اور ملکوت کی صورت کو اپنا نقش دل ایسا بناے کہ درگاہ الٰہی کے قابل ہو جاے یعنی وہان باریاب ہو اور مشغول نظارہ حضرت
رب الارباب ہو اور یہی امر اوسکی بہشت اور اوسکی سعادت کا منتہا ہے اور خالق نے اوسے اسیواسطے پیدا کیا ہے اور جبتک اوسکی آنکھ نہ کھلیگی اور اس

جمال لازوال کو نہ پہچان سکے گا نظارہ کیا کر سکے گا اور پہچان معرفت سے حاصل ہوتی ہے اور خدا کی عجیب عجیب صنعتوں کی پہچان
جمال حضرت الٰہی کی معرفت کی کنجی ہے اور آدمی کے حواس اون صنعتوں کی معرفت کی کنجی ہین اور بغیر اس قالب کے جو پانی مٹی سے بنا ہے
حواس ممکن نہ تھے اسوجہ سے آدمی اس خاک پانی کے عالم مین آپڑا کہ اس سے توشہ لے اور اپنے نفس کی معرفت اور تمام جہان جو
حواس سے معلوم ہوتا ہے اوسکی معرفت کی کنجی سے حق تعالیٰ کی معرفت حاصل کرے جبتک یہ حواس آدمی کے ساتھ رہتے ہین اور مخبری
کرتے ہین تو لوگ کہتے ہین کہ آدمی دنیا مین ہے اور جب حواس رخصت ہوتے ہین اور وہ آپ رہ جاتا ہے اور اوسکی ذاتی صفتین فقط باقی رہ جاتی ہین
تو کہتے ہین کہ آخرت کو روانہ ہوا تو دنیا مین آدمی کے رہنے کا سبب یہی ہے جو بیان ہوا **فصل** آدمی کو دنیا مین دو چیزون کی
حاجت ہے ایک یہ کہ دل کو ہلاکت کے سببون سے بچائے اور دل کی غذا حاصل کرے دوسرے یہ کہ بدن کو ہلاک کرنیوالی چیزون سے محفوظ رکھے
اور اوسکی غذا حاصل کرے اور دل کی غذا تو خدا کی معرفت اور محبت ہے اسواسطے کہ ہر چیز کی غذا وہی ہے جو اوسکی طبیعت کی خواہش کے موافق
اور اوسکی خاصیت ہے اور آدمی کی خاصیت کا بیان پہلے ہوچکا ہے اور حق تعالیٰ کے سوا اور کسی چیز کی محبت مین ڈوب رہنا آدمی کے دل کی ہلاکت کا
سبب ہے اور بدن کی کفالت اور خبرگیری دل ہی کیواسطے چاہیے کہ بدن فنا ہوجایگا اور دل باقی رہیگا اور دل کیواسطے بدن اسطرح ہے جیسے کعبہ کی
راہ مین حاجی کیواسطے اونٹ اور اونٹ حاجی کیواسطے ہوتا ہے حاجی اونٹ کیواسطے نہین ہوتا جبتک کعبہ مین نہ پہونچے اور اونٹ سے بے فکر اور بے پروا
نہو جاوے تب تک حاجی کو چارے اور پوشش سے اونٹ کی کفالت اور خبرگیری ضرور ہے لیکن کفالت بقدر ضرورت چاہیے اگر حاجی
دن رات اونٹ کو چارہ دینے اور آراستہ کرنے کو ٹھہرا رہیگا اور اوسکی خبرگیری کیا کریگا تو قافلے سے پیچھے رہ جاویگا اور ہلاک ہوگا اسیطرح
آدمی اگر دن رات بدن کی خبر لیا کرے گا یعنی اوسکی غذا مہیا کرے گا اور اوسے ہلاکت کے سببون سے بچایا کریگا تو اپنی سعادت سے محروم
رہیگا اور بدن کو دنیا مین فقط ان تین چیزون کی احتیاج ہے کھانے کی پینے کی گھر کی کھانا غذا ہے پہننا لباس ہے گھر وہ ہے کہ گرمی سردی
اور ہلاکت کے اسباب سے اوسکو محفوظ رکھے تو آدمی کو دنیا مین بدن کیواسطے انکے سوا اور کچھ ضرورت نہین بلکہ یہی تین چیزین خود دنیا
کی اصل ہین دل کی غذا معرفت ہے جتنی زیادہ ہو بہتر ہے اور بدن کی غذا کھانا ہے اگر حد سے زیادہ ہو ہلاکت کا باعث ہوتا ہے
لیکن حق تعالیٰ نے خواہش کو آدمی پر تعینات کر دیا ہے کہ کھانے کپڑے گھر کا تقاضا کرے تاکہ بدن جو اوسکی سواری ہے وہ ہلاک
نہو جاے اور اس خواہش کی ایسی خلقت ہے کہ ایک حد پر نہین ٹھہرتی اور زیادہ طلبی کرتی ہے خدا نے عقل کو اسواسطے پیدا کیا ہے کہ خواہش
کو اپنی حد پر رکھے اور پیغمبرون کی زبانی شریعت اسلیے مقرر فرمائی ہے کہ خواہش کی حد ظاہر کر دین لیکن چونکہ خواہش کی حاجت تھی تو خدا نے
اوسکو لڑکپن ہی مین پیدا کیا اوسکے بعد عقل کو پیدا کیا تو خواہش نے پہلے ہی سے جگہہ پکڑ لی اور غالب ہوگئی اور عقل و شرع جو بعد پیدا ہوئی ہین
اون سے سرکشی کرتی ہے کہ آدمی کو ہمہ تن خورد و نوش اور مسکن کی تلاش مین مشغول کرے اس سبب سے آدمی اپنے تئین بھول جاتا ہے اور یہ نہین جانتا
کہ یہ خورد و نوش اور مسکن کسواسطے چاہیے اور وہ خود دنیا مین کیون آیا ہے اور دل کی غذا جو زاد آخرت ہے اوسے بھول جاتا ہے اے عزیز
ان سب باتون سے دنیا کی حقیقت اور آفت اور حاجت تو نے جانی اب چاہیے کہ دنیا کی شاخون کو پہچانے اور دنیا مین جو شغل چاہیے اوسے جانے
فصل اے عزیز اس بات کو جان کہ اگر دنیا کی تفصیل مین تو غور کرے گا تو تجھکو معلوم ہوگا کہ دنیا تین چیزون سے عبارت ہے ایک ان چیزون کی

ذراعین جو زمین پر پیدا ہوتی ہین یعنی نباتات معدنیات حیوانات کیونکہ اصل مین مسکن اور صنعت اور زراعت کیواسطے چاہیے اور معدنیات
مثلاً تانبا پیتل لوہا اور اسکے واسطے ہے اور حیوانات سواری اور کھانے کے واسطے آدمی اپنے دل اور بدن کو ان چیزون سے مشغول
رکھتا ہے دل کو تو ان چیزون کی خواہش اور محبت مین اور ہاتھ پاؤن کو اونکی درستی اور تیاری مین لگائے رکھتا ہے اور دل کو
ان چیزون کے ساتھ لگانے سے دل مین ایسی صفتین ظاہر ہوتی ہین جو ہلاکت کی باعث ہوتی ہین جیسے حرص بخل عداوت وغیرہ اور ہاتھ پاؤن
کو ان چیزون مین لگانے سے دل بھی ان چیزون سے اٹک جاتا ہے اور اپنے تئین بھولکر دنیا کے کامون مین ہمت باندھتا ہے اور
جسطرح اصل دنیا مین تین چیزین ہین خور و پوشش اور مسکن اسیطرح جن صنعتون اور شغلون کی آدمیکو ضرورت ہے وہ بھی تین ہی ہین
[illegible]نار کی صنعت جولاہے کی صنعت بتولی کی صنعت لیکن انہین سے ہرایک کی شاخین ہین کوئی تو اسباب مہیا کرتا ہے جیسے دھنیا اور سوت
کاتنے والا جولاہے کا اسباب مہیا کرتا ہے اور کوئی اونکے کام کو تمام کرتا ہے جیسے درزی کہ جولاہے کے کام کو تمام کرتا ہے اور ان سب کو لکڑی لوہے
چمڑے وغیرہ کے اوزارون کی احتیاج پڑی تو لوہار بڑھئی چمار پیدا ہوا اور ہرایک کو دوسرے سے مدد لینے کی احتیاج پڑی اسلیئے کہ ایک
اپنا تمام کام آپ نہین کر سکتا تو سب دنیا مین جمع ہو گئے کہ درزی جولاہے اور لوہار کا کام کرتا ہے اور لوہار دونون کا کام انجام کرتا ہے اسیطرح
ہرایک دوسرے کا کام کرتا ہے تو ان سب مین معاملہ ہوا اور اسکے سبب سے عداوتین پیدا ہوتین اور ہرایک اپنا حق دوسرے کو دینے پر راضی نہو
اور دوسرے کے درپے ہوا تو اور تین چیزون کی حاجت ہوئی ایک سیاست اور سلطنت دوسرے قضا اور حکومت تیسرے علم فقہ کہ اوسکے
سبب سے خلق مین سلطنت اور سیاست کرنے کے قواعد لوگ جانین اور یہ ہرایک اگرچہ پیشہ ورون کی طرح ہاتھ سے علاقہ نہین رکھتا لیکن پیشے
انھین سے دنیا کے شغل بہت ہو گئے اور آپسمین اولجھ گئے اور خلق نے اپنے تئین اونمین گم کر دیا اور یہ نہ سمجھے کہ ان سب کی اصل فقط تین ہی
چیزین یعنی خور و پوشش اور مسکن ہین یہ تمام دنیا کے شغل ان ہی تینون چیزون کیواسطے ہین اور یہ تینون چیزین بدن کیواسطے ہین اور
بدن دل کیواسطے تاکہ دل کی سواری ہو اور دل حق تعالے کیواسطے ہے پس اپنے تئین اور خدا کو لوگ بھول گئے جیسے حاجی کہ اپنے تئین
اور کعبہ کو اور سفر کو بھول جاوے اور اونٹ کی خبرگیری مین اپنی تمام اوقات ضائع کرے اے عزیز دنیا اور دنیا کی حقیقت یہی ہے جو
بیان ہوئی جو کوئی دنیا مین سر پاؤن رکھکر آمادہ سفر نرہے اور آخرت پر جس شخص کی ہمت نظر نرہے اور جو کوئی احتیاج سے زیادہ دنیا
کے شغل اختیار کرے اوس نے دنیا کو نہین پہچانا اور اس جہل و نادانی کا سبب یہ ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
دنیا ہاروت ماروت سے زیادہ جادوگر ہے اس سے حذر کرو جب دنیا کا اتنا بڑا جادو ہے تو اوسکے مکر و فریب جاننا اور مثال دینے سے
اوسکا کام خلق پر ظاہر کرنا واجب ہوا اب اوسکی مثال سننے کا وقت ہے **فصل** پہلی مثال اے عزیز اسبات کو جان اور [illegible]
کہ دنیا کا پہلا جادو یہ ہے کہ وہ اپنے تئین تجھکو ایسا دکھاتی ہے کہ تو سمجھے کہ وہ تیرے ساتھ ٹھہری ہوئی ہے حالانکہ ایسا نہین ہے وہ تو
ہمیشہ تجھسے گریزان ہے لیکن آہستہ آہستہ اور ذرہ ذرہ ہٹتی ہے اوسکی یہ مثال ہے کہ اوسکا سایہ کا سا حال ہے سایہ کو جب دیکھے
ٹھہرا نظر آتا ہے لیکن ہمیشہ کھسکتا جاتا ہے اور تجھکو معلوم ہے کہ تیری عمر ہمیشہ روان ہے آہستہ آہستہ ہر دم کم ہوتی جاتی ہے وہی دنیا ہے
تجھسے گذرتی ہے اور تجھے رخصت کرتی ہے اور تجھکو یہ خبر نہین دوسری مثال دنیا کا دوسرا جادو یہ ہے کہ اپنے تئین ایسا تجھ پر

دکھاتی ہے کہ تجکو اپنا عاشق بناتی ہے اور تجبت ظاہر کرتی ہے کہ تیرے ساتھ وفا کریگی اور کسیکے پاس نہ جائیگی اور دفعۃً تجھے چھوڑ کر تیرے دشمن پاس چلی جاتی ہے اوسکی مثال ایسی ہے کہ وہ گویا آوارہ اور مفسد رنڈی ہے مردون کو یہانتک بہاتی ہے کہ اپنا عاشق بناتی ہے تب اپنے گھر لیجاتی ہے اور موت کا مزہ چکھاتی ہے حضرت عیسی علیہ السلام نے مکاشفہ مین دنیا کو بوڑہیا عورت کی صورت پر دیکھا پوچھا کہ تو نے کتنے خاوند کیے کہا کہ اس کثرت سے کہ گنتی مین نہین آسکتے پوچھا مرگئے یا طلاق دی کہا نہین مین نے سبھون کو مار ڈالا حضرت عیسی نے فرمایا کہ ان اور احمقون سے تعجب ہے کہ دیکھتے ہین کہ اورون کے ساتھ تو نے کیا کیا اور پھر تیری رغبت کرتے ہین عبرت نہین کرتے اَللّٰھُمَّ اَعْصِمْنَا مِنْ سِحْرِھَا تیسری مثال دنیا کے سحر کی یہ ہے کہ اپنی ظاہری صورت آراستہ رکھتی ہے اور جو بلا اور محنت ہے اوسکو پوشیدہ رکھتی ہے کہ نادان اوسکا ظاہر دیکھکر فریفتہ ہو جاوے اوس بوڑہیا عورت کی سی اوسکی مثال ہے جو کہ اپنا منہ تو چھپائے اور لباس فاخرہ سے آراستہ ہو جاوے زیور بیش بہا سے پیراستہ ہو جاوے کہ جو کوئی دور سے دیکھتا عاشق زار ہو جاتا ہے اور جب اوسکے منہ سے نقاب ہٹاتا ہے ذلیل ہو کر اوسکی صورت سے بیزار ہو جاتا ہے حدیث شریف مین آیا ہے یعنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن دنیا کو زشت رو بوڑہیا کی صورت پر فرشتے لائین گے اوسکی آنکھین سبز ہون گی بڑے بڑے دانت منہ کے باہر نظر آئین گے خلق جب دیکھیگی کہیگی نعوذ باللہ یہ زشت و زبون رسوا کون ہے فرشتے کہینگے یہ وہی دنیا ہے جسکے سبب تم آپسمین حسد و دشمنی کرکے ایک دوسرے سے لڑے مرے قرابتین چھوڑ دین اوسپر فریفتہ ہو گئے پھر دنیا کو دوزخ مین ڈالدین گے وہ کہے گی بار خدایا جو میرے دوست تھے وہ کہان ہین حق تعالی فرمائیگا کہ اون لوگون کو بھی اوسکے ساتھ دوزخ مین پہونچا و نعوذ باللہ چوتھی مثال اگر کوئی حساب کرے کہ ازل سے کس قدر زمانہ گذرا جسمین دنیا نہتی اور ابد تک کتنا زمانہ ہے جسمین نہوگی تو معلوم ہو جاوے کہ دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے مسافر کی راہ کہ اوسکی ابتدا گہوارہ ہے اور انتہا قبر اور درمیان مین گنتی کی چند منزلین ہین ہر برس گویا منزل ہے ہر مہینا فرسنگ ہر دن میل ہے ہر دم قدم اور وہ ہمیشہ روان ہے کسیکو ایک فرسنگ راہ ہے کسیکو زیادہ کسی کو کم اور وہ ایسا ساکن بیٹھا ہے کہ گویا ہمیشہ دنیا مین رہیگا دنیا کے کامون کی ایسی تدبیر کرتا ہے کہ دس برس تک پھر اون کامون کا محتاج نہو اور دس دن مین زیر خاک ہو جائیگا پانچوین مثال اے عزیز اس بات کو جان اور یقین مان کہ دنیا کے لوگ جو حظ دنیا اوٹھاتے ہین اور اوسکی عوض مین ذلت او مصیبت جو قیامت کو اوٹھاوین گے اس لذت اور اوس مصیبت کے اوٹھانے مین ان لوگون کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی عمدہ کھانا خوب چکنا اور میٹھا یہانتک کھائے کہ اوسکا معدہ خراب ہو جاوے تو اوسوقت قی کرتا ہی اور دستون کے ہاتھون رسوا ہوتا ہی اور شرم کھاتا ہے اور پشیمان ہو جاتا ہے کہ لذت گئی ذلت رہی اور جیسے کھانا جتنا بہاری اور عمدہ ہوتا ہے اوتنا ہی اوسکا ثفل بدبودار غلیظ گندہ ہوتا ہے اوسیطرح جتنی زیادہ دنیا کی لذت ہوتی ہے عاقبت مین اوتنی ہی اوسکی رسوائی اور ذلت ہوتی ہے اور یہ مرجانیکے وقت خود ظاہر ہو جاتا ہے کہ جسکی نعمت اور دولت یعنی باغات لونڈیان غلام سونا چاندی جس قدر زیادہ ہوتی ہے اوسکی جدائی کا رنج بھی مفلس کی بنسبت اوسے اتنا ہی زیادہ ہوتا ہے اور وہ رنج و عذاب موت سے زائل نہین ہوتا ہے بلکہ زیادہ ہو جاتا ہے اسواسطے کہ دوستی دنیا دل کی صفت ہے اور دل موت کے بعد برقرار رہتا ہے چھٹی مثال دنیا کا کام جو پیش آتا ہے تھوڑا دکھائی دیتا ہے

لوگ جانتے ہین کہ اس کام کا شغل بہت نہوگا اور ایسا ہوتا ہے کہ اوس کام سے سو کام پیدا ہوجاتے ہین اور اوسکی تمام عمر اوسی مین گذر جاتی ہے حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ طالب دنیا ایسا ہے جیسے سمندر کا پانی پینے والا جتنا زیادہ پیتا ہے اوتنا ہی زیادہ پیاسا ہوتا ہے اور یہانتک پیتا ہے کہ ہلاک ہوجاتا ہے اور اوسکی پیاس ہرگز نہین بجھتی رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ ممکن نہین کہ کوئی شخص پانی مین جائے اور تر نہو اسیطرح یہ بھی ممکن نہین کہ کوئی شخص دنیا کے کام مین لگے اور آلودہ نہو ساتوین مثال جو شخص دنیا مین آتے اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کسی میزبان کے پاس کوئی مہمان ہو اور اوس میزبان کی یہ عادت ہو کہ ہمیشہ مہمانون کے واسطے مکان آراستہ رکھتا ہو اور مہمانون کو گروہ گروہ بلاکر سونے کے طباق اور عود اور خوشبو سلگتی ہوئی چاندی کی انگیٹھی اوسکے سامنے رکھے کہ وہ معطر ہوجائین اور خوشبو مین بس جائین اور طباق اور انگیٹھی چھوڑ جائین کہ اور لوگ آئینگے تو جو مہمان اوس میزبان کی رسم سے آگاہ ہوتا ہے اور عقلمند ہوتا ہے انگیٹھی مین خوشبو ڈال کر معطر ہوجاتا ہے اور طباق انگیٹھی خوشی سے چھوڑ آتا ہے اور شکر بجالاتا ہے اور چلا جاتا ہے اور جو مہمان احمق ہوتا ہے جانتا ہے کہ یہ طباق اور انگیٹھی اور عود اور خوشبو میزبان سب مجکو دیدیگا کہ مین لیجاؤن جب چلتے وقت لوگ اوس سے لے لیتے ہین تو رنجیدہ اور ملول ہوتا ہے اور چلا جاتا ہے دنیا بھی گویا مہمان سرا مسافرون پر وقف ہے کہ اپنا توشہ لے لین اور جو کچھ اوسمین ہے اوسکا لالچ نہ کرین آٹھوین مثال دنیا کے کامون مین اہل دنیا کا مشغول ہونا اور آخرت کو بھول جانا اسکی مثال ایسی ہے جیسے آدمیون کی ایک جماعت کشتی مین اور کشتی کسی جزیرہ مین پہونچے وہ جماعت حاجت انسانی اور طہارت جسمانی کے واسطے کشتی سے باہر آئے اور کشتیبان نے منادی کردی ہو کہ کوئی بہت دیر نہ لگائے طہارت کے سوا اور کسی کام مین مشغول نہوجائے کہ کشتی جلد روانہ ہوجائیگی اور یہ لوگ اوس جزیرہ مین جاکر پراگندہ ہوگئے ایک گروہ جو بہت عقلمند تھا اوس نے پھرتی سے طہارت کرلی اور پھر آیا کشتی خالی پائی جو جگہ اپنے موافق نظر آئی لے لی اور ایک گروہ اوس جزیرہ کے عجائبات دیکھنے کو ٹھہر گیا وہان خوش رنگ پھول اور خوش آواز جانور اور سنگریزے منقش اور رنگا رنگ دیکھنے لگا جب پھر آیا تو کشتی مین کشادہ جگہہ نہ پائی تنگ تاریک جگہہ مین بیٹھا اور تکلیف اوٹھائی اور ایک گروہ نے عجائبات دیکھنے پر بھی کفایت نہ کی وہان سے عمدہ عمدہ سنگریزے چن لایا اور کشتی مین اونکے رکھنے کی جگہہ نہ پائی تنگ جگہہ مین آپ تو بیٹھا اور سنگریزون کو اپنی گردن پر رکھہ لیا جب دو دن گذرے اور سنگریزونکا عمدہ رنگ بدلکر سیاہ ہوگیا اور بدبو آنے لگی اون بدرنگ اور بدبودار سنگریزونکے پھینکنے کی جگہہ بھی نہ ملی وہ گروہ پشیمان ہوا اور اوس بوجہ اور تکلیف کو اپنی گردن پر لادنا پڑا اور ایک گروہ اوس جزیرے کے عجائبات دیکھکر ایسا متحیر ہوا کہ اونھین دیکھتا ہی رہا اور کشتی چل نکلی وہ دور پڑا رہا کشتیبان کا پکارنا نہ سنا اوسی جزیرہ مین پڑا رہا یہانتک کہ اوس گروہ کے بعضے آدمی بھوک کے مارے مر گئے بعضونکو درندون نے ہلاک کرڈالا پہلا عقلمند گروہ پرہیزگار مسلمانون کے مثل ہے اور پچھلا گروہ جو ہلاک ہوا کافرون کے مانند ہے کہ اپنے تئین اور خدا اور آخرت کو بھولکر اپنے تئین بالکل دنیا کے حوالہ کردیا اِسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ اور بیچ والے دونون گروہ گنہگارونکے مانند ہین کہ اصل ایمان محفوظ رکھا لیکن دنیا سے ہاتھہ نہ کھینچا ایک گروہ نے مفلسی کے ساتھ سیر کی مزا اوٹھایا ایک نے سیر کی اور سنگریزے لاکر اپنے تئین گران بھی بنایا

فصل العزیز دنیا کی برائی جو کہی گئی اس سے یہ گمان نہ کرنا کہ جو کچھ دنیا مین ہے سب برا ہے بلکہ دنیا مین بہت سی چیزین ایسی ہین کہ وہ دنیا مین سے نہین ہین اسواسطے کہ علم و عمل دنیا مین ہے اور دنیا مین سے نہین ہے

اسلیے کہ آخرت مین آدمی کے ساتھ جائیگا علم تو بعینہٖ آدمی کے ساتھ رہتاہے او عمل اگرچہ بعینہٖ نہین رہتا لیکن اوسکا اثر رہتاہے اور اوسکے اثر کی دو قسم ہین ایک تو ہر دل کی پاکی اور صفائی جو گناہ ترک کرنے سے حاصل ہوتی ہے اور ایک حق تعالی کے ذکر کی محبت جو ہمیشہ عبادت کرنے سے حاصل ہوتی ہے تو یہ سب باقیات صالحات ہے جیسا حق تعالی نے فرمایا ہے وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ علم اور مناجات کی لذت اور حق تعالی کے ذکر کی الفت سب لذتون سے بڑھ کر ہے اور دنیا مین ہے دنیا مین سے نہین ہے تو دنیا کی سب لذتین بری نہین ہین بلکہ جو لذتین فنا ہو جاتی ہین باقی نہین رہتین وہ بھی سب بری نہین ہین بلکہ اوسکی بھی دو قسم مین ایک وہ لذت جو دنیا مین سے ہے اور مرنے کے بعد فنا بھی ہو جاتی ہے لیکن آخرت کے کامون اور علم و عمل اور مسلمانون کی بڑھتی کی مددگار ہے جیسے وہ نکاح اور غذا و پوشش اور مسکن جو ضرورت کے قدر ہو اور راہ آخرت کیواسطے ضرور ہو جو شخص دنیا مین اسقدر پر قناعت کرے اور فراغت سے دین کا کام کرنیکی نیت کرے وہ شخص دنیادار نہین مذموم اور بری وہ دنیا ہے جس سے دین کا کام نہ مقصود ہو بلکہ وہ سبب عالم مین غفلت اور اترانے اور دل لگنے کا باعث ہو اور اس عالم سے نفرت پیدا ہونیکا موجب ہو اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ وَّمَلْعُونٌ مَا فِيهَا اِلَّا ذِكْرَ اللّٰهِ وَمَا وَالَاهُ یعنی یون حدیث شریف مین آیا ہے کہ دنیا خود ملعون ہے اور جو کچھ دنیا مین ہے وہ سب ملعون ہے مگر اللہ کا ذکر اور جو اوسمین مددگار ہے حقیقت دنیا کی تفصیل اور دنیا سے جو مقصود ہے اوسکا بیان اسیقدر یہان کافی ہے باقی ارکان معاملہ کے تیسری قسم مین جسکو دین مین کھٹکے کی جگہ کہتے ہین بیان ہوگا انشاء اللہ تعالی وہان پر بخوبی عیان ہوگا

چوتھا عنوان مسلمانیکا یہ چوتھا عنوان ہے اسمین معرفت خدا آخرت کا بیان ہے

ای برادر اس بات کو باور کر کہ کوئی شخص حقیقت آخرت نہ پہچانیگا جبتک حقیقت موت نجانیگا اور حقیقت موت نہ معلوم کریگا تاوقتیکہ حقیقت زندگی نہ جان لیگا اور حقیقت زندگی نہ سمجھ مین آئیگی جبتک حقیقت روح نہ جان لی جائیگی اور حقیقت روح جاننا یہی اپنے نفس کی حقیقت کا پہچاننا ہے جسکا تھوڑا سا بیان اوپر گذرا ہے اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ ہمنے پہلے کہا ہے کہ آدمی دو چیز سے بنا ہے ایک روح دوسرے ڈہانچا روح سوار ہے اور ڈہانچا گویا سواری ہے اور اس روح کو کالبد کی وجہ سے آخرت مین ایک حالت ہوگی اور دوزخ یا جنت ہوگی اور بے شرکت اور مداخلت قالب کے فقط اپنی ذات سے بھی روح کو ایک حالت ہوگی اور دوزخ اور جنت اور سعادت اور شقاوت ہوگی اور دل کی اون لذتون اور نعمتون کو جو قالب کیواسطے اور ذریعہ سے نہون ہم بہشت روحانی کہتے ہین اور دل کے اون رنج والم کو جو بیواسطہ قالب ہون آتش روحانی کہتے ہین لیکن وہ بہشت اور دوزخ جسمین قالب واسطہ ہے خود ظاہر ہے باغ نہرین حورین بڑے بڑے محل کھانا پینا وغیرہ جنت سے حاصل ہے اور آگ سانپ بچھو خار درخت وغیرہ دوزخ سے حاصل ہے اور اس دوزخ اور جنت کا ذکر قرآن اور حدیث مین مشہور ہے اور سبھون کی سمجھ مین آسکتا ہے اور اوسکی تفصیل کتاب احیاء العلوم کی کتاب ذکر الموت مین لکھی ہے اور یہان اسی پر اقتصار کرتے ہین کہ بہشت دوزخ روحانی کا ذکر اشارۃً اور حقیقت موت کا بیان تفصیلوار کرتے ہین کیونکہ اسکو ہر ایک نہین جانتا ہے ہر کس و ناکس نہین پہچانتا ہے اور یہ جو حدیث قدسی مین آیا ہے یعنی حق تعالی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی فرمایا ہے اَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ یہ بہشت روحانی مین ہوگا اور دل مین

عالم ملکوت کیطرف ایک روزن ہے اوسی سے یہ اسرار معلوم ہوتے ہین اور انمین کچھ شک وشبہہ نہین رہتا جسکے دل کا روزن عالم ملکوت
کیطرف کھلتا ہے اوسے آخرت کی سعادت اور شقاوت کا یقین کامل ہوجاتا ہے فقط سنکر مان لینے سے نہین بلکہ مشاہدہ اور معاینہ
کرنے سے باور آتا ہے جسطرح طبیب یہ بات پہچانتا ہے کہ اس جہان مین بدن کیواسطے سعادت اور شقاوت ہے جسکا نام صحت و علالت ہے اور
اوسکے بہت سے سبب ہوتے ہین مثلاً دوا پینا پرہیز کرنا سعادت بدن کا سبب ہے اور بہت کھانا پرہیز نکرنا شقاوت تن کا سبب ہے
اسیطرح اس شخص کو بھی مشاہدے سے معلوم ہوجاتا ہے کہ دل کے لیے یعنی آدمی کی روح کے واسطے سعادت اور شقاوت ہے اوس سعادت کی
دوا جس سے وہ حاصل ہو معرفت اور عبادت ہے اور اوسکا زہر جس سے وہ زائل ہو جہل اور معصیت ہے اور یہ جاننا بہت بڑا اور مغز علم ہے
بہت لوگ جو علما کہلاتے ہین اس علم سے غافل بلکہ منکر ہین بدن ہی کی جنت اور دوزخ کو فقط مانتے ہین اور آخرت کو فقط سماعت اور
تقلید ہی سے جانتے ہین اور ہمنے (یعنی امام والامقام نے) دلیلون سے اس امر کی تحقیق اور تشریح مین عربی کتابین لکھی ہین اور اس کتاب مین
اتنا ہی کہا جاتا ہے کہ جو شخص زیرک اور چالاک ہے اور جسکا باطن تعصب اور تقلید کی آلایش سے پاک ہے وہ یہ راہ پائیگا اور آخرت کا حال
اوسکے دل مین ثابت اور محکم ہوجائیگا آخرت کے ساتھ اکثر لوگون کا ایمان ضعیف اور متزلزل ہے **فصل** اے عزیز اگر تو کچھ حقیقت موت جاننا
چاہتا ہے اور اوسکے معنی پہچاننا چاہتا ہے تو یہ امر جان اور یہ بات مان کہ ایک آدمی کی دو روحین ہین ایک روح حیوانات کی جنس سے ہے
اوسکا نام روح حیوانی ہے اور ایک روح ارواح ملائکہ کی جنس سے ہے اوسکا نام روح انسانی ہے اور اس روح حیوانی کا چشمہ دل ہے
یعنی وہ گوشت کا لوتھڑا جو سینہ مین بائین طرف لٹکتا ہے اور وہ روح حیوانی کے اخلاط باطن کا بخار لطیف ہے اوسکا مزاج معتدل ہے
دل سے دھکتی رگون کے ذریعہ سے نکلکر دماغ اور سب اعضا مین جاتی ہے اور یہ روح حس و حرکت کی قوت کو اوٹھائے ہوئے ہے
جب دماغ مین پہونچتی ہے تو اوسکی گرمی کم ہوجاتی ہے اور وہ نہایت اعتدال پاتی ہے آنکھہ کو اوس سے دیکھنے کی قوت ہوتی ہے
کان کو اوس سے سننے کی قدرت ہوتی ہے اسیطرح سب حواس حاصل ہوجاتے ہین اوس روح کی مثال چراغ کی ایسی ہے کہ جب گھر مین
آتا ہے جہان پہونچتا ہے وہان گھر کی دیوارین روشن ہوجاتی ہین جسطرح چراغ سے دیوارون پر روشنی پیدا ہوتی ہے اسیطرح خدا کی
قدرت سے روح کی بدولت آنکھون مین نور کانون مین سننے کا مقدور اور سب حواس پیدا ہوتے ہین اگر کسی رگ مین سدہ اور گرہ
پڑجاتی ہے تو جو عضو اوس گرہ کے بعد ہے بیکار اور فالج کا مارا ہوجاتا ہے اوسمین کچھ حس و حرکت اور قوت نہین رہتی طبیب یہ کوشش
کرتا ہے کہ وہ سدہ اور گرہ کھلجائے روح گویا چراغ کی لَو ہے اور دل بتی اور غذا تیل اگر تیل نہ ڈالا جاے تو چراغ ٹھنڈا ہوجاتا ہے
اسیطرح اگر غذا نہ دیجاے تو روح کا معتدل مزاج جاتا رہتا ہے اور حیوان مرجاتا ہے اگر تیل ہو اور بتی زیادہ تیل کھینچے تو چکٹ جاتی ہے
اور پھر تیل نہین پیتی اسیطرح بہت زمانہ کے بعد دل بھی ایسا ہوجاتا ہے کہ غذا نہین قبول کرتا اور جسطرح چراغ پر جب کوئی چیز ماریجاے
تو تیل بتی برقرار ہونے پر بھی چراغ بجھہ جاتا ہے اسیطرح جب کسی حیوان پر زخم شدید پہونچے تو مرجاتا ہے اور اوس روح کا مزاج
جیسا چاہیے ویسا معتدل جبتک رہتا ہے تو خدا کے حکم سے ملائکہ آسمان کے انوار سے معانی لطیف مثلاً حس و حرکت کی قوت کو قبول
کرتی ہے جب وہ مزاج حرارت برودت کے غلبہ سے یا اور کسی سبب سے جاتا رہتا ہے تو روح ان اثر دن کو قبول کرنیکے لائق نہین رہتی

جسطرح آئینہ کہ جب تک اوسکا ظاہر صاف اور درست رہتا ہے صورت والی چیزون کی شکلین قبول کرتا ہے یعنی صورتین اوسمین
نظر آتی ہین اور جب خراب اور زنگ آلود ہو جاتا ہے تو صورتین نہین قبول کرتا یعنی اوسمین عکس نہین نظر آتا ہے یہ امر اس سبب سے
نہین ہوتا کہ صورتین ہلاک یا غائب ہوگئین بلکہ اس سبب سے ہوتا ہے کہ آئینہ صورتین قبول کرنیکے لائق نہ رہا اسیطرح اس بخار لطیف معتدل
یعنی روح حیوانی مین حس وحرکت وغیرہ قبول کرنیکی قابلیت اوسکے اعتدال مزاج کے ساتھ وابستہ ہے جب اعتدال زائل ہو جاتا ہے تو یہی
حس وحرکت وغیرہ کی قوتون کو قبول نہین کرتی جب قبول نکیا تو اعضا اوسکے انوار سے محروم اور بحس و حرکت رہتے ہین اور لوگ کہتے ہین
کہ یہ حیوان مرگیا اور مرگ حیوانی کے یہی معنی ہین اور جو شخص روح حیوانی کا اعتدال دور کرنیکے اسباب جمع کرنیوالا ہے وہ بندگان خدا مین
سے ایک بندہ ہے اوسے ملک الموت کہتے ہین خلق اوسکا نام جانتی ہے اوسکی حقیقت نہین پہچانتی ہے کہ اوسکا پہچاننا دشوار ہے مرگ
حیوانات کے یہی معنی ہین لیکن آدمی کی موت اور طرح پر ہے کیونکہ اوسمین روح حیوانی جو حیوانات مین ہوتی ہے وہ ہے اور اوسکے علاوہ
اور روح بھی ہے اوسکا نام روح انسانی اور دل ہے اور بعض فصلون مین اسکا ذکر ہو چکا ہے وہ روح اس روح حیوانی کی جنس سے نہین
ہے جو ہواے لطیف اور بخار پختہ اور صاف کے مانند ایک جسم ہے یہ روح انسانی جسم نہین ہے اسواسطے کہ قسمت پذیر نہین ہے اور حقتعالے
کی معرفت اوسمین سماتی ہے اور جسطرح حقتعالے ایک ہے اور قسمت پذیر نہین ہے اوسیطرح اوسکی معرفت بھی ایک ہے اور قسمت پذیر نہین ہے
تو معرفت کسی قسمت پذیر جسم مین نہین سماتی بلکہ اوس چیز مین سماتی ہے جو یگانہ ہے اور قسمت پذیر نہین ہے اے عزیز انسان مین بھی بتی کو روشنی تینون
چیزین فرض کرسکتے ہین گویا قالب ہے اور چراغ کی تیم روح حیوانی اور روشنی روح انسانی اور جسطرح چراغ کی روشنی چراغ سے بہت لطیف ہوتی ہے
اور روشنی کیطرف گویا اشارہ نہین ہوسکتا اسیطرح روح انسانی بھی روح حیوانی کی بہ نسبت گویا لطیف ہے اور اوسکی طرف بھی اشارہ نہین ہوسکتا
اگر لطافت کی نظر سے خیال کیا جاے تو یہ مثال ٹھیک ہے لیکن اور وجہ سے ٹھیک نہین ہے کہ چراغ کی روشنی جو چراغ کی تبع اور فرع ہے جب چراغ
گل ہو وہ زائل بالکل ہو اور روح انسانی روح حیوانی کے تابع نہین ہے بلکہ روح انسانی اصل ہے اور روح حیوانی کے زائل ہونیسے یہ باطل نہین ہوتی اگر اسکی مثال چاہیے
تو ایک نور فرض کر کہ چراغ سے بہت لطیف ہے اور چراغ کا قیام اوسکے سبب سے ہے اوسکا قیام چراغ کے سبب سے نہین کہ یہ مثال ٹھیک ہو جاے اور روح حیوانی ایک
وجہ سے روح انسانی کی گویا سواری ہے اور ایک وجہ سے اوسکا ہتیار ہے جب روح حیوانی کا مزاج زائل ہو جاتا ہے قالب مردہ ہو جاتا ہے
اور روح انسانی برقرار رہتی ہے لیکن بے سوار اور بے ہتیار ہو جاتی ہے سواری تباہ ہونے سے سوار نیست و نابود نہین ہو جاتا بے
ہتیار یعنی تنہا ہو جاتا ہے اور یہ ہتیار اوس سوار کو اسواسطے مرحمت ہوا ہے کہ ہماے محبت اور عنقاے معرفت الہی کو شکار کرے اگر شکار
کر چکا ہے تو ہتیار کا ضائع ہو جانا اوسکے حق مین بہتر ہے کہ بوجہ سے سبکدوش ہوا اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو
ارشاد فرمایا ہے کہ موت مومن کا تحفہ اور ہدیہ ہے وہ یہی بات ہے جو کوئی شکار کھیلنے کو دام لیے ہے اور بوجہ اپنے اوپر گوارا کیے ہے
جب شکار اوسکے ہاتھ آئے تو دام کا ضائع ہو جانا اوسکو غنیمت ہوتا ہے اور معاذ اللہ اگر شکار ہاتھ آنے کے پہلے ہی دام ضائع
ہو جاتا ہے تو شکاری حسرت بنہایت کرتا ہے اور مصیبت بے نہایت اوٹھاتا ہے اور یہی حسرت والم پہلے عذاب قبر ہوتا ہے **فصل** پس
جاننا چاہیے کہ اگر کسی کے ہاتھ پاؤن شل ہو جائین تو وہ خود سلامت رہتا ہے کیونکہ نہ وہ ہاتھ ہے نہ پاؤن بلکہ ہاتھ پاؤن اوسکے آلات ہین

اور وہ اونکو اپنے کام مین استعمال کرتا ہے اے عزیز جسطرح ہاتھہ پاؤن تیری اصل حقیقت نہین ہین اوسیطرح پیٹھہ پیٹ سر بلکہ تمام قالب بھی تیری اصل ماہیت نہین ہین اگر یہ سب شل ہوجائین تب بھی تیرا برقرار رہنا ممکن ہے اور موت کے یہی معنی ہین کہ تمام بدن شل ہوجاتا ہے اسواسطے کہ ہاتھہ شل ہوجانا اسیکا نام ہے کہ ہاتھہ تیرا تابعدار نہ رہے یعنی تجکو اوسپر اختیار نہ رہے اور ہاتھہ مین ایک صفت تھی جسے قدرت کہتے ہین اوسکی وجہ سے ہاتھہ خدمت کرتا تھا وہ صفت روح حیوانی کے چراغ کی روشنی تھی کہ ہاتھہ کو پہونچتی تھی جن رگون کی راہ وہ روح ہاتھہ مین جاتی تھی جب اونمین گرہ پڑی قدرت جاتی رہی ہاتھہ خدمت سے معذور ہوا اسیطرح تمام بدن جو تیری خدمت اور اطاعت کرتا ہے روح حیوانی کے باعث سے کرتا ہے جب روح حیوانی کا مزاج زائل ہوتا ہے بدن اطاعت نہین کرسکتا اسی کو موت کہتے ہین اگرچہ تابعدار یعنی بدن اپنی جگہہ پر برقرار نہین ہے مگر تو اپنی جگہہ پر برقرار رہتا ہے اور تیرے وجود کی حقیقت یہ قالب کیونکر ہوگا اگر تو سوچیگا تو یہ بات جان جائیگا کہ تیرے یہ اعضا وہ نہین ہین جو کہ لڑکپن مین تھے اسواسطے کہ وہ سب بخارے تحلیل ہوگئے اور غذا سے اونکے بدلے اور اعضا پیدا ہوئے تو قالب وہ نہین ہے اور تو وہی ہے پس تیری ہستی اس قالب سے نہین ہے اگر قالب تباہ ہوجائیگا تو ہوجائے تو اپنی ذات سے اوسیطرح زندہ رہیگا لیکن تیرے اوصاف کے دو قسم ہین ایک مین قالب کی شرکت ہے جیسے بھوک پیاس نیند یہ اوصاف بے مادہ اور بے جسم کے ظاہر نہین ہوتے اور موت سے زائل ہوجاتے ہین اور دوسرے مین قالب کی شرکت نہین جیسے خدا کی معرفت اور اوسکے جمال لازوال کی زیارت اور ان باتون سے مسرت اور فرحت یہ تیری ذاتی صفت ہے اور تیرے ساتھ رہے گی اور باقیات صالحات کے یہی معنی ہین اور اگر معرفت کی عوض جہل ہے یعنی حق تعالے کی پہچان نہین ہے تو یہ بھی تیری ذاتی صفت ہے اور تیرے ساتھ رہے گی اور یہ جہل ہے تیری روح کا اندھاپن اور تیری شقاوت کا تخم ہوگا مَنْ کَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی وَاَضَلُّ سَبِیْلًا تو جبتک تو ان دونون روحون کی حقیقت اور ان دونون کا فرق اور باہم انکا علاقہ نہ پہچانیگا موت کی حقیقت بھی نہ جانیگا **فصل** اے عزیز اب اس بات کو جان کہ روح حیوانی اس عالم سفلی سے ہے اسواسطے کہ وہ خلطون کے بخارات کی لطافت سے مرکب ہے اور خلط چار ہین خون بلغم صفرا سودا اور ان چارون خلطون کی چار اصلین ہین آگ پانی خاک ہوا اور انکے مزاج کا اختلاف اور اعتدال گرمی سردی تری خشکی کی کمی زیادتی سے ہوتا ہے اور علم طب سے یہی غرض ہے کہ ان چارون طبیعتونکے اعتدال کا روح مین یہانتک لحاظ رکھے کہ یہ روح حیوانی اوس روح کی سواری کے لائق ہوجاے جسکو ہم روح انسانی کہتے ہین اور وہ اس عالم سفلی سے نہین ہے بلکہ عالم علوی اور فرشتون کی اصل سے ہے اور اوسکا اس عالم مین آنا مسافرانہ ہے اوسکی ذات کی خواہش سے نہین اوسکا یہ سفر اسواسطے ہے کہ ہدایت سے اپنا توشہ لیلے جیسا حق تعالی نے فرمایا ہے قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِیْعًا فَاِمَّا یَاْتِیَنَّكُمْ مِّنِّیْ هُدًی فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ اور یہ جو حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ ان دو روحون کے اختلاف کیطرف اشارہ ہے ایک کو مٹی کے ساتھ حوالہ فرمایا اور اوسکے اعتدال مزاج کو اس عبارت سے تعبیر کہ سویتہ یعنی اوسے مین نے طیار اور مہیا کیا اور یہی اعتدال ہے پھر اسوقت ارشاد کیا ونفخت فیه من روحی اسکو اپنے ساتھ منسوب فرمایا اوسکی یہ مثال ہے جیسے کوئی پارچہ کتان کی مشعل بنائے کہ وہ جلنے کے لائق ہوجاے پھر اوسکو آگ

پاس لیجاکر پھونکے کہ اوسمین آگ لگجاے اور جسطرح حیوانی منفی کو اعتدال ہے اور علم طب اس اعتدال کے اسباب کو شامل ہے کہ روح حیوانی
سے بیماری دفع کرکے اور سے اسباب ہلاکت سے بچائے اسیطرح روح انسانی علوی جو حقیقت دل ہے اور اوسکے واسطے بھی اعتدال ہے
کہ علم اخلاق و ریاضت جو شریعت سے ہے اوسکے اعتدال کو دیکھتے رہتا ہے اور یہی امر روح انسانی کی صحت کا سبب ہوتا ہے چنانچہ
ارکان مسلمانی مین اسکا بیان آئیگا تو یہ معلوم ہوا کہ جو کوئی آدمی کی روح کی حقیقت کو نہ پہچانیگا ممکن نہین کہ وہ آخرت کو خوب پہچانے
جیسے یہ ممکن ہے کہ جو کوئی اپنے تئین نہ پہچانے وہ حق تعالے کو پہچان لے تو اپنی معرفت کلید معرفت جناب احدیت ہے اور حقیقت
ارواح کی معرفت کلید معرفت آخرت ہے اللہ تعالی کا اور روز قیامت کا ایمان لانا دین کی اصل ہے ہمنے اسی سبب سے اس معرفت کو
مقدم کیا لیکن ایک بھید اوسکے اون معانی کے بھیدون مین سے کہ وہی اصل ہے ہمنے نہین بیان کیا کہ اوسکے بیان کرنیکی اجازت نہین
اور ہر ایک کو اوسکے سمجھنے کی طاقت نہین اور تمام معرفت حق اور معرفت آخرت اوسی پر موقوف ہے اے عزیز ایسی محنت کر کہ اپنی کوشش
اور طلب سے تو خود اوسکو پہچان لے اسواسطے کہ اگر کسی سے تو وہ بھید سنیگا تو اوسکے سننے کی تاب نہ لائیگا بہتون نے وہ صفت خدا کی
شان مین سنی اور باور نہ کی اور اوسکے سننے کی تاب نہ لا سکے انکار کرنے لگے کہ خود ممکن ہی نہین اور یہ تنزیہ اور پاکی نہین بلکہ تعطیل اور بیکاری
ہے جب یہ حال ہے تو آدمی کے حق مین اوس صفت کے سننے کی تو کیونکر تاب نہ لائیگا بلکہ وہ صفت خدا تعالی کی شان مین نہ چاہیئے
صاف صاف ہے نہ قرآن مین اسی سبب سے جو لوگ اوسے سنتے ہین انکار کرتے ہین اور انبیا علیہم السلام نے فرمایا ہے کہ کلموا الناس
علےٰ قدر عقولھم یعنی لوگون سے ایسی بات کہو جسکے سمجھنے کی انھین طاقت ہو اور بعض انبیا پر وحی آئی ہے کہ ہماری صفتون مین
جس صفت کو لوگ نہ سمجھ سکین وہ اونسے نہ کہو جانتے ہو کہ اگر وہ نہ سمجھ سکینگے تو انکار کرینگے اور انکار اونکے حق مین مضر ہے

فصل العزیز

یہ سب جو بیان ہوا اس سے تو نے یہ پہچانا کہ آدمی کی جان کی حقیقت اپنی ذات سے قائم ہے اور اپنی ذات اور خاص صفات کے قیام مین
قالب سے آدمی مستغنی اور بے پروا ہے اور اوسکی نیستی موت کے معنی یہ نہین ہین بلکہ قالب سے اوسکے تصرف کا منقطع ہو جانا موت کے
معنی ہین اور حشر اور بعث اور اعادت کے یہ معنی نہین ہین کہ نیستی کے بعد پھر اوسے وجود مین لامینگے بلکہ یہ معنی ہین کہ اوسے کوئی قالب
دینگے یعنی جیسے پہلے کیا تھا پھر ایکبار قالب کو اوسکے تصرفات قبول کرنے پر مہیا کرینگے اور یہ بہت ہی آسان ہوگا اسواسطے کہ پہلی بار
پیدا کرنا بھی چاہئیے تھا اور روح بھی اور اسبار روح برقرار ہے اور قالب کے اجزا بھی اپنے اپنے مقام پر موجود ہین اونکا جمع کرنا
ایجاد کرنے سے بہت ہی آسان ہوگا یہ آسانی ہمارے دیکھنے کے اعتبار سے ہے اور حقیقت مین فعل پروردگار سے آسانی کو کچھ
لگاو نہین اسواسطے کہ جہان دشواری نہین وہان آسانی بھی نہین اور دوبارہ زندہ کرنے مین پہلے ہی والے قالب کا دینا کچھ ضرور
نہین اسواسطے کہ قالب مرکب ہے اگر گھوڑا بدل جاے سوار تو وہی رہیگا اور لڑکپن سے بڑھاپے تک قالب کے اجزا دوسری غذا کی اجزا سے خود بدلتے
رہتے ہین اور روح انسانی وہی رہی جو ابتدا خلقت مین تھی جن لوگون نے یہ شرط لگائی ہے کہ دوبارہ زندہ کرکے پہلا ہی قالب
دیگا انپر اعتراضات ہوئے اور انہون نے اون اعتراضون کے ضعیف جواب دیئے حالانکہ اس تکلف سے وہ مستغنی تھے اون سے
لوگون نے اعتراضات کیے اور کہا کہ اگر ایک آدمی دوسرے آدمی کو کھاجاے اور دونون کے اجزا ایک ہو جائین تو وہ اجزا [illegible]

کسے دیئے جائین گے اور اگر کسی کے بدن سے ایک عضو کاٹ ڈالین اور کاٹ ڈالنے کے بعد وہ شخص عبادت کرے جب اوسکو عبادت کا
ثواب ملیگا تو وہ کٹا ہوا عضو بھی اوسکے بدن مین ہوگا یا نہین اگر نہوگا تو بے ہاتھ پاؤن آنکھہ وغیرہ کے وہ شخص بہشت مین ہوگا اور اگر وہ
عضو جو زندگی مین کٹ گیا تھا اوسکے بدن مین ہوگا تو ثواب مین اور اعضا کا کیونکر شریک ہوگا نیک کام کرنے مین تو شریک تھا ہی
نہین لوگ ایسے اعتراضات واہیات بہت کرتے ہین اور طرف ثانی تکلف کے جوابات دیتے ہین اے عزیز جب تو نے دوبارہ زندہ
ہونے کی حقیقت جان لی کہ پہلے قالب کی کچھ حاجت نہین تو ایسے سوال وجواب کی بھی کچھ ضرورت نہین اور یہ اعتراض اسی سے پیدا
ہوئے تھے کہ وہ لوگ یہ سمجھے تھے کہ تیری ہستی اور حقیقت تیرا یہی قالب ہے جو وہ قالب بعینہ نہوگا تو جو پہلے تھا وہ تو بھی نہوگا اس
سبب سے لوگ اشکال مین پڑگئے اور انکی اس بات کی جڑ مضبوط نہین ہے **فصل** اے عزیز شاید تو یہ کہے کہ فقہا اور متکلمین کا یہ مذہب
مشہور ہے کہ آدمی کی جان موت سے معدوم ہوجاتی ہے پھر اوسکو پیدا کرتے ہین اور یہ جو اوپر بیان ہوا اس مذہب کے خلاف ہے
تو اسکا جواب جان لے کہ جو کوئی اورون کی بات پر چلے وہ اندھا ہے اور جو کوئی جان انسانی کی فنا کا قائل ہے وہ نہ مقلد ہے نہ مستبصر
اگر اہل بصیرت ہوتا تو جانتا کہ مرگ قالب آدمی کی حقیقت کو نابود نہین کرتی اور اگر اہل تقلید ہوتا تو قرآن اور حدیث سے جانتا کہ آدمی کی
روح مرنے کے بعد اپنے مقام پر برقرار رہتی ہے مرنیکے بعد ارواح کے دو قسم ہوتے ہین ایک شقیون کی روح ایک سعیدون کی روح سعیدون کی روح کے
بیان مین قرآن شریف یون ناطق ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ
مِنْ فَضْلِهٖ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ تم یہ نہ سمجھو کہ جو لوگ میری راہ مین مارے گئے وہ مردہ ہین بلکہ وہ لوگ زندہ ہین اور سرکار
پروردگار سے اونکو سرفرازی کے خلعت جو ملے ہین اوسکے سبب سے خوش رہتے ہین اور ہمیشہ اوس سرکار ابد قرار سے روزی حاصل کرتے
ہین اور احد کے کفار اشقیا کو جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کیا اور مارا تو اونہین نام لیکر پکارا اور فرمایا کہ اے فلان فلان اپنے
دشمنون کے عذاب کے بارہ مین جو خدا نے مجھسے وعدہ فرمایا تھا مین نے تو وہ سچ پایا اور وہ عذاب کے وعدے جو تمسے خدا نے کیے تھے بھلا
بعد وہ تمنے بھی سچ پائے آنحضرت سے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کافر تو مردہ ہین آپ انسے کیون کلام فرماتے ہین آپنے
ارشاد کیا کہ اوسی خدا کی قسم جسکے قبضۂ قدرت مین محمد کی جان ہے یہ لوگ میری اس بات کو تمسے زیادہ سنتے ہین مگر جواب سے عاجز ہین
اور جو کوئی قرآن مین اور ان حدیثون مین غور کریگا جو مردون کے حق مین وارد ہین اور جنمین یہ مضمون ہے کہ مردے اہل ماتم اور اہل زیارت
سے بلکہ جو کچھ اس عالم مین ہوتا ہے سب سے آگاہ ہین تو خواہ نخواہ جانیگا اور یقین مانیگا کہ مردونکا بالکل نیست ہوجانا شرع مین کہین
نہین آیا ہے بلکہ یہ آیا ہے کہ صفت بدل جاتی گھر بدل جاتا ہے اور قبر اور دوزخ کے غارون مین سے ایک غار ہے یا جنت کے باغون مین سے
ایک گلزار ہے پس یقین جان کہ مرنے سے تیری ذات اور خاص صفات کچھ زائل نہونگی لیکن تیرے حواس اور حرکات اور خیالات
جو دماغ اور اعضا کے واسطے سے ہین زائل ہوجائینگے اور تو جیسا یہان سے گیا ہے وہان مجرد اور تنہا رہیگا اے عزیز اس بات کو
جان لے کہ گھوڑا اگر مرجاے تو سوار اگر جولاہا ہے تو عالم نہوجائیگا اور اگر اندھا ہے تو بینا نہوجائیگا لیکن پیادہ البتہ ہوجائیگا تو گویا قالب
مرکب ہے جیسے گھوڑا اور تو سوار ہے اسی سبب سے یہ ہوتا ہے کہ جو لوگ آپ سے اور محسوسات سے غائب ہوجاتے اور اپنے مین آ گئے

اور خدا کی یاد مین ڈوبتے ہین یعنی مراقبہ کرتے ہین جیسا اہل تصوف کا آغاز ہے تو قیامت کا حال اونکو نظر آتا ہے اسواسطے کہ اونکی روح حیوانی اگرچہ اعتدال سے پھر نہین جاتی لیکن سست ہوجاتی ہے اس سبب سے خوف خدا اور اندیشہ عقبے جب اوسمین پیدا ہوجاتا ہے تو روح حیوانی اونکی ذات کو اپنی طرف کچھ بھی مشغول نہین رکھتی تو اون لوگونکا حال مردہ کے حال سے قریب ہوجاتا ہے اور لوگون کو مرنے کے بعد جو کچھ معلوم ہوتا ہے اونکو یہین کھلجاتا ہے اور جب پھر آپ مین آتے ہین اور عالم محسوسات مین پڑجاتے ہین تو بہتون کو اوسمین سے کچھ بھی نہین یاد رہتا لیکن اوسکا کچھ اثر باقی رہ جاتا ہے اگر بہشت کی حقیقت اوسے دکھائی ہے تو اوسکی خوشی اور راحت اوسکو تا باقی رہتی ہے اور اگر دوزخ کی حقیقت اوسکے سامنے پیش کی ہے تو اوسکی اوداسی اور خستگی اوسکے ساتھ باقی رہتی ہے اور اگر اوسمین سے کچھ اوسے یاد رہا ہو تو اوسکی خبر دیتا ہے اور اگر خزانۂ خیال نے اوسے کسی مثال کے ساتھ تعبیر کرلیا ہے تو ہوسکتا ہے کہ وہ مثال اوسے خوب یاد رہے اور وہ اوسکی خبر دے جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مین ہاتھ پھیلایا اور فرمایا کہ جنت کا خوشہ انگور جسے دکھایا گیا مین نے چاہا تھا کہ اوسکو اس جہان مین لاؤن اے عزیز یہ گمان نہ کر کہ خوشہ انگور جس حقیقت کی مثال تھا اوسے اس جہان مین لاسکتے بلکہ یہ محال تھا اسواسطے کہ اگر ممکن ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسے اس جہان مین لے آتے اور اس امر کے محال ہونیکا سمجھنا مشکل ہے اور اس اشکال کے تلاش کرنے کی تجھے کچھ حاجت نہین ہے اور علما کے مدارج کا فرق ایسا ہے کہ کسیکو بالکل یہی سوجھ ہوتا ہے کہ بہشت کا خوشہ انگور کیا ہے اور کیسا تھا کہ آنحضرتؐ نے دیکھا اور اورون نے نہ دیکھا اور کسیکو اس امر سے یہی کہنا نصیب ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ نے ہاتھ ہلایا تو الفعل القلیل لا یبطل الصلوة یعنی تھوڑا کام نماز کو فاسد نہین کرتا اس امر کی تفصیل مین وہ خوب غور کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ پہلون اور پچھلون کا علم یہی علم ظاہری ہے اور جس نے یہ جانا اور اسی علم پر قناعت کی اور اوس دوسرے علم کے ساتھ یعنی علم تصوف کے ساتھ نہ مشغول ہوا وہ خود بیکار رہے اور اوسے علم شرع سے انکار ہے اور اس بیان سے یہ مقصود ہے کہ تو یہ گمان نہ کر کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بہشت کا حال حضرت جبرئیل علیہ السلام سے اوسطرح سنکر تقلیداً خبر دیتے تھے جسطرح حضرت جبرئیلؑ سے سننے کے تو معنی جانتا ہے کہ اس کام کو بھی اور کامون کے مانند سمجھا ہے لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کو ملاحظہ فرمایا اور جنت کی حقیقت اس جہان مین کوئی نہین دیکھ سکتا بلکہ آنحضرتؐ اوس عالم کو تشریف لے گئے اور اس جہان سے غائب ہوگئے یہ غائب ہونا بھی آپ کی معراج کا ایک قسم تھا غائب ہوجانا دو طرح سے ہوتا ہے ایک روح حیوانی کے مرنے سے دوسرے اوسکے بیطاقت ہوجانے سے اور اس جہان مین کوئی شخص جنت کو نہین دیکھ سکتا جسطرح ساتون آسمان اور ساتون زمین پستے کے چھلکے مین نہین سما سکتے اوسیطرح جنت کا ایک ذرہ اس جہان مین نہین سما سکتا بلکہ قوت سامعہ اس امر سے کہ جیسے آنکھ مین آسمان اور زمین کی صورت پیدا ہوتی ہے ویسے ہی اوسمین بھی پیدا ہو معزول ہے اوسیطرح اس جہان کے تمام حواس بہشت کے تمام ذرون سے معزول ہین اور اس جہان کے حواس خود اور ہین

فصل اب عذاب قبر پہچاننے کا وقت ہے اے عزیز جان تو کہ عذاب قبر کی یہی دو قسم ہین ایک روحانی ایک جسمانی جسمانی سب لوگ خود جانتے ہین لیکن روحانی کوئی نہین جانتا مگر وہ شخص جسنے اپنے تئین پہچانا ہو اور اپنی روح کی حقیقت کو جانا ہو کہ وہ اپنی ذات سے قائم ہے اور اپنے قوام مین قالب سے بے پروا ہے تو موت سے وہ باقی رہتی ہے موت اوسکو نیست و نابود نہ کرے گی

لیکن ہاتھہ پاؤن آنکھہ کان اور سب حواس اوس سے چھین لین گے اور جب حواس اوس سے لیلیے جو روا لڑکے مال کھیتی لونڈی غلام گائے
بیل گھر بار عزیز قریب بلکہ زمین آسمان اور جو چیزین ان حواس سے دریافت ہو سکتی ہین وہ سب اوس سے چھین لین گے اگر یہ چیزین
اوسکی محبوب اور معشوق تھین اور اوس نے اپنے تئین بالکل ان چیزون کے حوالہ کر دیا تھا تو بعد موت خواہ نخواہ ان چیزون کی جدائی کے
رنج مین رہے گا اور اگر سب سے فارغ البال تھا اور یہان کسی کو معشوق اور محبوب نہین رکھتا تھا بلکہ موت کا آرزومند رہتا تھا تو راحت اور
آرام مین رہیگا اور اگر خدا کی دوستی اوس نے حاصل کی تھی اور اللہ کی یاد کے ساتھ محبت اور اُنس کا درجہ پایا تھا اور اپنے تئین بالکل اوسی کو
دیدیا تھا اور اسباب دنیا سے منغص اور بیزار رہتا تھا تو جب موا اپنے معشوق کے پاس پہونچا مزاحمت کرنیوالا اور تشویش مین رکھنے والا
یعنی اسباب دنیا درمیان سے جاتا رہا اور یہ اپنی سعادت کو پہونچا اے عزیز اب غور کر کہ جو کوئی اپنے تئین یہ جانے کہ بعد موت مین باقی رہونگا
اور میری مرغوب اور محبوب چیزین دنیا مین رہین گی تو خواہ نخواہ اوسکو یقین آجائیگا کہ جب مین دنیا سے جاؤنگا تو اپنی محبوب و مرغوب
اشیا کی جدائی سے رنج و عذاب اوٹھاؤنگا جیسا جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ نے فرمایا ہے کہ أَحْبِبْ مَا أَحْبَبْتَ فَإِنَّكَ مُفَارِقُهُ
جب کوئی یہ جان لے کہ میرا محبوب حق تعالی ہے اور اپنے توشہ کے قدر لیکر باقی دنیا و ما فیہا سے دشمنی رکھے تو ضرور بالضرور اوسے یہ وثوق
ہو جائیگا کہ مین جب دنیا سے جاؤنگا تو رنج سے نجات پاؤنگا راحت اوٹھاؤنگا جو کوئی اس بات کو سمجھ لیگا اوسے عذاب قبر مین ہرگز کچھ شک
شبہہ نہ ہیگا وہ یقین کر لیگا کہ عذاب قبر حق ہے اور یہ بھی گنہگارون کے واسطے نہین دنیا دارون کے لیے ہے اور اون لوگون کے واسطے
ہے جنہون نے اپنے تئین بالکل دنیا کے حوالے کر دیا ہے اور یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ یہ حدیث انہی معنون مین ہے اَلدُّنْيَا
سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ

فصل اے عزیز عذاب قبر کی اصل کو تو نے پہچانا کہ دنیا کی دوستی اوسکا سبب ہے اب یہ جان کہ اس
عذاب مین فرق ہے کسی پر بہت ہوتا ہے کسی پر کم جسقدر دنیا کی محبت ہے اوسیقدر اوسپر عذاب و مصیبت ہے تو جو شخص دنیا مین کل
کائنات ایک ہی چیز رکھتا ہے اور اوسکو دل سے عزیز رکھتا ہے تو اوسپر اوس شخص کے برابر عذاب نہوگا جو زمین اسباب لونڈی غلام
ہاتھی گھوڑے جاہ و حشمت اور ہر طرح کی نعمت رکھتا ہے اور سبھون کے ساتھ دل سے محبت رکھتا ہے بلکہ اگر اس جہان مین لوگ کسی سے
کہین کہ تیرا ایک گھوڑا چور لیگئے تو اوسے رنج و الم ہوگا اور اگر کہین کہ تیرے دس گھوڑے لیگئے تو پہلے کی بہ نسبت اوسکو زیادہ غم ہوگا
اگر اوسکا نصف مال لوگ چھین لین تو اوسے ملال ہوگا اگر سب مال لیلین تو رنج بدرجۂ کمال ہوگا اور ان باتون کا رنج و الم اس مصیبت کے
غم سے بہت کم ہے کہ مال کے ساتھ جورو لڑکون کو بھی لوگ لوٹ لیجائین اور سلطنت سے بھی معزول کر دین اور مال اور اہل و عیال
اور جو کچھ دنیا مین ہے وہ سب غارت کر ڈالین اور اوس شخص کو بے یار و مددگار تنہا ناچار چھوڑ دین اور یہی زندگی کا انجام ہے موت
اسیکا نام ہے تو ہر شخص کو اوتنی ہی راحت یا اذیت ہوگی جتنی اوسے دنیا کے ساتھ عداوت یا محبت ہوگی اور جسکے ساتھ اسباب دنیا نے
بہمہ وجوہ موافقت کی اور اوسنے بالکل اپنے تئین دنیا کے نذر کر دیا اسیقدر اوسکے ساتھ محبت کی جیسا حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے
قرآن شریف مین آیا ہے ذٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ اوسپر بڑا عذاب ہوگا اور اوس عذاب کو
یون تعبیر کیا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے استفسار فرمایا کہ تم جانتے ہو یہ آیہ کن معنون مین نازل ہوئی ہے

مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً ضَنْکًا صحابہ نے عرض کیا کہ اسکا مطلب خدا اور خدا کا رسول خوب جانتا ہے آپنے
فرمایا کہ قبر مین کافر پر عذاب یون ہی ہوتا ہے کہ ننانوے اژدہے اوسپر مسلط اور مقرر ہوتے ہین یعنی ننانوے سانپ ہر ہر سانپ کے
نو نو سر ہوتے ہین وہ اوس کافر کو قیامت تک کاٹتے جاتے ہین اور اوسپر پھنکارین مارتے ہین جو لوگ اہل نظر ہین اونھون نے
اِن سانپون کو دل کی آنکھہ سے دیکھا ہے اور احمق لوگ جو بے نگاہ ہین وہ کہتے ہین کہ ہم کافرون کی قبرون مین نگاہ کرتے ہین کچھ بھی
نہین دیکھتے اگر سانپ ہوتے تو ہماری آنکھہ بھلی چنگی ہے ہم بھی دیکھتے ان احمقونکو چاہیے کہ اس بات کو جان لین کہ یہ اژدہے مردون کی
روح مین ہین اوسکے باہر نہین ہین کہ اور کوئی دیکھے بلکہ یہ اژدہے اوسکی موت کے پہلے سے اوسکے اندر تھے اور وہ بیخبر تھا ان احمقونکو جاننا
چاہیے کہ یہ اژدہے اوس کافر کی صفات سے بنے ہین اور اونکے سرون کی تعداد اوسکے بداخلاق کی شاخون کی تعداد کے برابر ہے دنیا
کی دوستی اس اژدہے کا اصل خمیر ہے اس اژدہے کے سر اوتنے ہی پیدا ہوتے ہین جتنے اخلاق بد دنیا کی دوستی سے اوس کافر مین
پیدا ہوئے مثلاً حسد کینہ ریا تکبر حرص مکر فریب دنیا جاہ و حشمت کے ساتھ محبت رکھنا ان اژدہون کی اصل اور انکے سرون کی کثرت نور
بصیرت سے آدمی پہچان سکتا ہے اور اونکی تعداد نور نبوت سے جان سکتا ہے کہ جتنے بداخلاق ہین اوتنے ہی اژدہے ہین اور ہمکو
نہین معلوم کہ اخلاق بد کتنے ہین تو یہ اژدہے کافر کی جان مین پوشیدہ رہتے ہین اسکا سبب یہ نہین ہے کہ وہ کافر خدا
رسول سے ناواقف ہے بلکہ یہ باعث ہے کہ اوس کافر نے اپنے تئین بالکل دنیا کے حوالے کردیا جیسا حق سبحانہ تعالے نے
ارشاد فرمایا ہے ذٰلِکَ بِاَنَّھُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا عَلَی الْاٰخِرَۃِ اور فرمایا اَذْھَبْتُمْ طَیِّبٰتِکُمْ فِیْ حَیٰوتِکُمُ الدُّنْیَا وَ
اسْتَمْتَعْتُمْ بِھَا اگر ایسا ہوتا کہ یہ اژدہے کافر کی جان کے باہر ہوتے جیسا لوگ سمجھتے ہین تو کافر پر بہت ہی آسانی ہوجاتی کیونکہ آخر کبھی تو
یہ اژدہے دم بھر اوس سے باز رہتے جبکہ اوسکی جان کے اندر رہتے ہین تو اوسکے عین صفات ہین تو کافر اونسے کیونکر بھلا بھاگ بچے
جیسے کسی نے لونڈی بیچی پھر اوسپر عاشق ہوا تو یہ اژدہا جو اوسے کاٹتا ہے اوسیکا عشق ہے جو لونڈی کے ساتھ تھا اور اوسکے دل مین
پوشیدہ تھا جسوقت تک وہ اژدہا ہے اوسے کاٹنے پر آمادہ نہین ہوا اوسوقت تک اوس عاشق کو اوسکی کچھ خبر بھی نہ تھی اسیطرح یہ ننانوے
اژدہے اوس کافر کی جان مین موت کے پہلے سے پوشیدہ تھے اور اوس کافر کو اوسکی کچھ خبر بھی نتھی یہانتک کہ اوس نے اب اوس کافر کو
کاٹنا شروع کیا وہ جبتک اپنی معشوقہ کے ساتھ تھا تب تک یہ عشق جسطرح اوسکی راحت کا سبب تھا اوسیطرح فراق مین رنج و مصیبت کا باعث ہوا
اگر عشق نہوتا اور محبت نہوتی تو فراق مین عذاب نہوتا اور مصیبت نہوتی اسیطرح دنیا کی الفت اور کمال محبت جو زندگی مین موجب راحت ہے
وہی بعد موت باعث عذاب و مصیبت ہے عشق دولت اژدہے کے مانند ہے اور عشق مال سانپ کے مثل گھر بار کا عشق گویا بچھو ہے اور
علیٰ ہذالقیاس وہ لونڈی کا عاشق جسطرح فراق معشوقہ مین چاہتا ہے کہ اپنے تئین دریا مین ڈبو دے یا آگ مین جلا دے یا یہ چاہتا ہے
کہ مجھے بچھو ڈنک مارے کہ مین مرجاؤن اور درد فراق سے نجات پاؤن اسیطرح جس کسی پر عذاب قبر ہوتا ہے وہ یہی چاہتا ہے کہ
کاش اندرونی اژدہون کی عوض وہ سانپ بچھو ہوتے جنھین دنیا مین لوگ جانتے ہین کہ وہ باہر سے بدن مین زخم کرتے ہین
اور یہ اژدہے اندر سے جان مین زخم ڈالتے ہین اور ان اژدہون کو ظاہری آنکھہ سے کوئی نہین دیکھہ سکتا تو حقیقت مین ہر شخص

اپنے عذاب کا سبب یہان سے اپنے ساتھ ہی لیجاتا ہے اور وہ سبب عذاب اوسکے درون مین ہے اسیواسطے جناب رسالت پناہ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے اِنَّمَا هِيَ اَعْمَالُكُمْ تُرَدُّ عَلَيْكُمْ یعنی وہ عذاب اوسکے درون مین ہے کہ تمہارے ملک تمہارے سامنے رکھین گے اور اسیواسطے حق سبحانہ تعالے نے ارشاد فرمایا ہے كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيمَ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِينِ اگر تمہین علم الیقین ہوتا تو تم دوزخ کو دیکھہ لیتے اور اسیواسطے فرمایا ہے اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ یعنی دوزخ کافرونکو محیط ہے اور اونکے ساتھ ہی یون نہ ارشاد ہوا کہ دوزخ کافرون کو محیط ہوگی **فصل** ایعزیز شاید تو یہ کہے کہ ظاہر شرع سے معلوم ہوتا ہے کہ ان اژدہونکو ظاہری آنکھون سے دیکھتے ہین اور جو اژدہے کہ جان مین ہوتے ہین دکھائی نہین دیتے ہین اسکا جواب جان لے کہ اون اژدہون کا دیکھنا ممکن ہے لیکن مردہ ہی دیکھتا ہے جو لوگ اس عالم مین ہین وہ نہین دیکھہ سکتے اسواسطے کہ اوس عالم کی چیز کو اس عالم کی آنکھہ سے کوئی نہین دیکھہ سکتا اور یہ اژدہا مردہ کو ایسا متشکل دکھائی دیتا ہے کہ گویا اوس نے اس عالم مین دیکھا تھا لیکن تو نہین دیکھہ سکتا جسطرح سوتا آدمی اکثر دیکھتا ہے کہ مجھے سانپ کاٹتا ہے اور جو شخص اوسکے پاس بیٹھا ہے وہ نہین دیکھتا اور وہ سانپ اوس شخص کے پاس موجود ہے جو سوتا ہے اور اوس سانپ کے سبب سے اوس شخص کو رنج وعذاب ہوتا ہے اور بیدار کے واسطے وہ سانپ معدوم ہے اور بیدار کے نہ دیکھنے سے اوسکے رنج وعذاب مین کچھ کمی نہین ہو جاتی جو کوئی خواب دیکھے کہ مجھے سانپ کاٹتا ہے تو یہ دشمن کا حکم ہے کہ اوس خواب دیکھنے والے پر فتحیاب ہوگا اور خواب مین سانپ کے کاٹنے کا رنج روحانی ہوتا ہے کہ دل ہی پر گذرتا ہے اوسکی مثال اس عالم مین اگر چاہین تو ایک سانپ ہے ایسا ہوتا ہے کہ جب دشمن اوس خواب دیکھنے والے پر فتح پائے تو وہ کہتا ہے کہ مین نے اپنے خواب کی تعبیر پائی کاش مجھے سانپ کاٹتا اور یہ دشمن مجھپر فتحیاب نہوتا اسواسطے کہ یہ رنج جو دل مین ہے اوس رنج سے بہت بڑا ہے جو سانپ کے کاٹنے سے اوسکے بدن پر ہوتا ایعزیز اگر تو یہ کہے کہ وہ سانپ تو معدوم ہے خواب دیکھنے والے پر جو یہ حال گذرتا ہے فقط خیال ہے تو جان لے کہ یہ تیرا کہنا بڑی غلطی ہے بلکہ وہ سانپ موجود ہے کہ موجود چیز پائی جاتی ہے اور معدوم نہین پائی جاتی جیسے تو نے خواب مین پایا اور دیکھا وہ تیرے حق مین موجود ہے اگرچہ اور خلق اوسے نہ دیکھہ سکے اور جسے تو نہ دیکھے وہ تیرے حق مین نایاب اور معدوم ہے گو تمام خلق اوسے دیکھا کرے اور جبکہ عذاب اور سبب عذاب دونون مردہ اور سوتے کے پائے ہوئے ہین تو اورونکے نہ دیکھہ سکنے سے اونمین کیا نقصان ہوتا ہے لیکن یہ ہوتا ہے کہ سوتا جلدی جاگ پڑتا ہے اور رنج وعذاب سے چھوٹ جاتا ہے لوگ کہتے ہین کہ اوسے خیال تھا اور مردہ رنج وعذاب مین مبتلا رہتا ہے اسواسطے کہ موت کی کچھ انتہا نہین تو رنج مردہ کے ساتھ ہے اور اس عالم کی محسوسات کیطرح اوسے ثبات ہے اور شریعت مین یہ نہین ہے کہ جو سانپ بچھو اژدہے قبر مین ہوتے ہین عوام الناس اوسے ظاہری آنکھہ سے دنیا مین دیکھہ سکتے ہین لیکن اگر کوئی اس عالم سے دور ہو جائے یعنی سو جائے اور اوس مردہ کا حال اوسپر ظاہر کرین تو مردہ کو سانپ بچھو مین دیکھے گا اور انبیا اولیا جاگتے مین بھی دیکھتے ہین اسواسطے کہ اورونکو جو کچھ خواب مین معلوم ہوتا ہے اونہین بیداری مین نظر آتا ہے اسواسطے کہ عالم محسوسات یعنی دنیا اوس جہان کے معاملات دیکھنے مین ان لوگون کے واسطے آڑ نہین ہے تو یہ طول کلام اس سبب سے ہوتا ہے کہ کچھ احمق قبرون مین دیکھتے ہین اور اونھین ظاہری آنکھہ سے کچھ نظر نہین آتا پس عذاب قبر سے انکار کرتے ہین اور اسکا سبب یہ ہے

کہ اونھین اوس عالم کے معاملات کی راہ نہین معلوم **فصل** العزیز شاید تو یہ کہے کہ اگر عذاب قبر اس جہت سے ہوتا ہے کہ دلکو اس عالم سے تعلق رہتا ہے تو اس سے کوئی خالی نہین ہے کہ جاہ و مال اور اہل و عیال کو دوست نرکھتا ہو تو سبھون پر عذاب قبر ہوگا اور کوئی اس سے نہ چھوٹے گا اسکا جواب یہ ہے کہ ایسا نہین ہے اسواسطے کہ لوگ بہت ایسے ہین کہ دنیا سے آسودہ ہوگئے ہین اور اونھین دنیا مین خوشی اور آسایش کا کوئی محل نہین باقی رہا وہ موت کے آرزومند رہتے ہین اور بہت مسلمان جو فقیر ہوتے ہین وہ ایسے ہوتے ہین لیکن وہ لوگ جو مالدار ہوتے ہین اونکے بھی دو قسم ہین ایک وہ لوگ ہین جو اسباب دنیا کو دوست رکھتے ہین مگر ساتھ اسکے خدا کو بھی دوست رکھتے ہین تو اگر ایسا ہوا کہ خدا کو دنیا سے زیادہ دوست رکھتے ہین تو ان لوگون پر بھی عذاب قبر نہوگا اسکی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص کا کسی شہر مین ایک مکان ہوا اور وہ اوس مکان کو بہت دوست رکھتا ہو لیکن ریاست اور سلطنت اور محل اور باغ کو اوس مکان سے زیادہ دوست رکھتا ہو تو جب اوس شہر کی ریاست کا اوسی حکم سلطانی پہونچے تو وطن سے نکلنے مین اوسے کچھ رنج نہوگا اسواسطے کہ گھر اور شہر کی دوستی محبت ریاست کے سامنے جو بہت غالب ہے ناچیز اور ناپایدار ہو جاتی ہے اور اوسکا کچھ اثر باقی نہین رہتا تو انبیا اور اولیا اور متقی مسلمانون کے دلکو اگرچہ فرزند و زن و شہر و وطن کی طرف کچھ التفات ہے جیسے اسکی محبت او اوسکا اسی لذت پیدا ہوتی ہے تو اوسکے [illegible] اوسکے سامنے ناچیز ہو جاتی ہین اور یہ لذت [illegible] پیدا ہوتی ہے تو یہ لوگ عذاب قبر سے بیخوف ہین لیکن جو لوگ دنیا کی خواہشونکو بہت دوست رکھتے ہین وہ اس عذاب سے نہ چھوٹین گے اور یہ لوگ بہت ہین اور اسیواسطے حق تعالی نے فرمایا ہے وَإِنْ مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوا یہ لوگ مدت تک عذاب مین رہین گے پھر جب انھین دنیا سے گئے ہوئے زمانہ دراز گذر جائیگا اور دنیا کی لذت بھول جائینگے تو خدا کی اصل دوستی جو انکے دل مین پوشیدہ تھی پھر ظاہر ہو جائیگی ان لوگون کی مثل اوس شخص کی ایسی ہے جو ایک گھر کو دوسرے گھر کی بہ نسبت یا ایک شہر کو دوسرے شہر کی بہ نسبت یا ایک عورت کو دوسری عورت کی بہ نسبت بہت دوست رکھتا ہو لیکن دوسرے گھر یا شہر یا عورت کو بھی کچھ دوست رکھتا ہو جب اوسے اوس گھر یا شہر یا عورت سے جسے وہ بہت دوست رکھتا ہے جدا کرین اور اس دوسرے کے پاس جسے کچھ دوست رکھتا ہے پہونچا ئین تو وہ اوس محبوب تر کے فراق مین مدت تک رنجیدہ رہتا ہے جب اوسے بھولتا ہے اور دوسرے محبوب کے ساتھ خوگر ہو جاتا ہے تو اصل دوستی جو اوس دوسرے محبوب کے ساتھ اوسکے دل مین تھی پھر پیدا ہو جاتی ہے لیکن جو لوگ حق تعالی کو اصلا دوست ہی نہین رکھتے وہ اس عذاب مین رہین گے اسواسطے کہ اونھین اوسی چیز کے ساتھ دوستی ہے جو اونسے پھیر لیگئی یعنی دنیا پھر اب کیونکر اوس عذاب سے نجات پائین کافر جو ہمیشہ عذاب مین رہین گے اوسکا سبب ایک یہ بھی ہے جو ابھی بیان ہوا اے عزیز اس بات کو جان کہ جو کوئی یہ دعوی کرتا ہے کہ مین خدا ہی کو دوست رکھتا ہون یا خدا کو دنیا سے زیادہ دوست رکھتا ہون اور تمام جہان کا یہی مذہب زبانی ہے ایک امر اس بات کی آزمایش کیواسطے کسوٹی ہے وہ امر یہ ہے کہ جب کبھی کہ نفس اور خواہش کوئی حکم کرے اور حکم خدا اوسکے خلاف ہو اگر وہ اپنے دلکو حکم خدا کی طرف زیادہ مائل دیکھے تو حق تعالے کو زیادہ دوست رکھتا ہے جسطرح کوئی شخص دو آدمیونکو دوست رکھتا ہو ایک کو بہت اور ایک کو کم جب اون دونون مین نزاع واقع ہوتی ہے تو اپنے تئین اوسکی طرف جسے بہت پیار کرتا ہے مائل پاتا ہے اسی سے پہچانتا ہے کہ جسکی طرف مائل ہوا اوسے بہت دوست رکھتا ہون جب ایسا نہو تو زبان سے یہ کہنا کہ مین اوسے بہت

دوست رکھتا ہون کچھ فائدہ نہین کرتا کہ یہ کہنا فی الحقیقت جھوٹ ہے اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا الہ الا اللہ کہنے والے اگر دنیا کے معاملات کو دین کے معاملات پر اختیار نہ کرین تو اپنے تئین عذاب خدا سے بچاتے ہین اور اگر ایسا کیا یعنی دنیا کے معاملات کو دین کے معاملات پر اختیار کر لیا تو حقتعالی انسے ارشاد فرماتا ہے کہ تم جھوٹ کہتے ہو کہ لا الہ الا اللہ ایسے معاملہ کے ساتھ کہنا جھوٹ ہے تو اے عزیز ان سب باتون سے جو تجھے معلوم ہوئین تو نے پہچانا کہ صاحب نظر مشاہدۂ باطنی سے دیکھتے ہین کہ کون شخص عذاب قبر سے چھوٹے گا اور جانتے ہین کہ بہت خلقت نہ چھوٹے گی لیکن جسطرح تعلق دنیا مین بہت تفاوت ہے کسیکو کم ہوتا ہے کسیکو زیادہ ایسطرح عذاب کی مدت اور شدت مین بھی بہت تفاوت ہے **فصل** اے عزیز شاید تو یہ کہے کہ بعضے احمق کہتے ہین کہ اگر یہی عذاب قبر ہے تو ہم اس سے بیخوف و خطر ہین کہ ہمین دنیا سے کچھ علاقہ نہین دنیا کا ہونا نہونا ہمارے نزدیک برابر ہے تو اون احمقون کا یہ دعوی محال ہے جبتک اپنے تئین نہین آزماتے ہین نادان ہین اگر وہ شخص ایسا ہے کہ جو کچھ اوسکے پاس ہے وہ سب چور لیجاے اور جو مقبولیت اور عزت اوسے حاصل ہے وہ اوسکے کسی ہمسر کو ملجاے اور اوسکے جو مرید ہین وہ پھر جائین اور اوسکی مذمت کرنے لگین اور باینہمہ اوسکے دل مین کچھ اثر اور رنج نہو اور وہ شخص ایسا ہے کہ گویا اوسکا مال چوری گیا اور کسی دوسرے کی عزت اور مقبولیت زائل ہو گئی اوسکا کچھ نقصان ہی نہین ہوا تو اوسکا یہ دعوی سچا ہے کہ مین اس صفت کا آدمی ہون کہ دنیا کا ہونا نہونا میرے نزدیک برابر ہے جبتک اوسکا مال چور نہ چرائین اور اوسکے مرید پھر نہ جائین تب تک وہ معذور اور نادان ہے اوسے چاہیے کہ اپنا مال جدا کرے اور اپنی مقبولیت اور عزت سے بھاگتا رہے اور اپنا امتحان کرے پھر اوس صفت پر اعتماد کرے اسواسطے کہ بہت لوگ جانتے ہین کہ ہمین جورو اور لونڈی سے کچھ علاقہ نہین ہے جب جورو کو طلاق دیتے ہین یا لونڈی کو بیچ ڈالتے ہین تو آتش عشق جو اونکے دل مین دبی تھی بھڑک اوٹھتی ہے اور وہ دیوانے ہو جاتے ہین تو جو شخص چاہے کہ عذاب قبر سے آزاد رہے اوسے چاہیے کہ دنیا کی کسی چیز سے علاقہ نہ رکھے مگر بقدر ضرورت جسطرح پاخانہ کی حاجت ہوتی ہے اور آدمیکو وہان بیٹھنا اچھا نہین معلوم ہوتا چاہتا ہے کہ وہان سے جلدی نکلے تو چاہیے کہ جسطرح آدمی بلا رغبت فقط پیٹ خالی کرنیکی حاجت سے پاخانے جاتا ہے اوسیطرح کھانیکا لالچ فقط پیٹ بھرنیکی نیت سے کیا کرے اور یہ دونون امر بضرورت ہین علی ہذا القیاس سب دنیوی کام اور اگر اس تعلق دنیا سے آدمی اپنا دل نہ خالی کر سکے تو چاہیے کہ عبادت اور ذکر الہی کے ساتھ انس و محبت کرے اور اوسکی مواظبت اور مداومت کرے اور اپنے دل پہ خدا کی یاد کو ایسا غالب کرے کہ اوسکی دوستی محبت دنیا پر غالب ہو جاوے اور اس امر پہ اپنی ذات سے اسطرح دلیل طلب کیا کرے کہ ہر امر مین شرع کی متابعت کرے اور حکم نفس پر حکم حق کو مقدم رکھے اگر اس امر مین نفس اوسکی اطاعت کرے تو البتہ بھروسا رکھے کہ مین عذاب قبر سے بچونگا اور اگر نفس نافرمانی کرے تو اپنے بدن کو عذاب قبر کے سپرد کر دے مگر یہ کہ ارحم الراحمین کی رحمت اگر شامل ہو تو البتہ نجات حاصل ہو **فصل** اب ہم دوزخ روحانی کے معنی بیان کرتے ہین اور روحانی سے ہمارا یہ مقصود ہے کہ وہ دوزخ روح کے واسطے خاص ہے بدن کو اوس سے کچھ واسطہ نہین نَارُ اللّٰہِ الْمُوْقَدَۃُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْئِدَۃِ یہی دوزخ روحانی ہے کہ یہ آگ دلکو گھیرے ہوئے ہے اور جو آگ بدن مین لگتی ہے اوسے دوزخ جسمانی کہتے ہین اے عزیز جان تو کہ دوزخ روحانی مین تین قسم کی آگ ہوتی ہے ایک دنیا کی خواہشون سے جدائی کی آگ دوسری رسوائیون سے

شرمندگی کی آگ تیسری حضرت ذوالجلال کے جمال لازوال سے محروم رہنے اور نا امید ہوجانیکی آگ اِن تینون آگون کو جان ہی سے
کام ہے بدن سے کچھ مطلب نہین اور ان تینون آگون کے اسباب جو اس جہان سے آدمی اپنے ساتھ لیجاتے ہین اونکا بیان کرنا ضرور
ہے اس جہان سے ایک مثال مانگے لیکر اوسمین اونکے معنی ہم بیان کرتے ہین تاکہ بخوبی معلوم ہوجائین پہلا قسم دنیا کی خواہشون کے
فراق کی آگ اسکا سبب عذاب قبر کے بیان مین کہا گیا ہے کہ جبتک آدمی اپنے معشوق کے ساتھ ہے تب تک عشق اور رغبت دلکی بہشت
ہے اور جب اپنے معشوق سے جدا ہوا تو دوزخ ہے پس عاشق دنیا جبتک دنیا مین ہے بہشت مین ہے اَلدُّنیَا جَنَّۃُ الْکَافِرِ
اور جب آخرت مین ہے دوزخ مین ہے اسواسطیکہ اوسکے معشوق کو اوس سے چھین لیا تو ایک ہی چیز مختلف دو حالتون مین سبب
لذت بھی ہے اور باعث مصیبت بھی ہے دنیا مین اس آگ کی مثال ایسی ہے کہ مثلاً ایک بادشاہ ہو کہ تمام دنیا اوسکی اطاعت اور حکم مین ہو
اور ہمیشہ خوبصورت لونڈی غلام اور عورتون سے کامیاب رہتا ہو اور عمدہ باغ و بوستان اور عمارات عالیشان کی سیر کیا کرتا ہو
ناگاہ کوئی دشمن آکر اوسے پکڑ لے جائے اور غلام بنائے اوسکی رعایا کے سامنے اوسے کتون کی خدمت کا حکم دے یعنی اوس سے
ڈوری والون کا کام لے اور اوسکے سامنے اوسکی عورتون اور لونڈیون کو اپنے کام مین لائے اور غلامون سے کہے کہ تم بھی اپنے
تصرف مین لاؤ اور اوسکے خزانہ مین جو چیزین بیش قیمت ہون وہ اوسکے دشمنون کو دیڈالے تو ایعزیز دیکھ تو اوس بادشاہ کو اس آفت
ناگہانی اور مصیبت جانی سے کیا رنج ہوگا اور سلطنت زن و فرزند خزانہ لونڈی غلامون اور تمام نعمتون کے فراق کی آگ اوسکی جان
مین لگی ہے اور اوسے ایسا جلا رہی ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ کاش مجھے دفعتاً لوگ ہلاک کر ڈالتے یا میرے بدن پر ایسا عذاب سخت
کرتے کہ مین اس رنج سے چھوٹ جاتا یہ ایک آگ کی مثال ہے اور جسقدر نعمت زیادہ ہوگی اور سلطنت پاکیزہ اور زر ریز ہوگی یہ آتش
فراق اوسکی جان مین زیادہ مشتعل اور تیز ہوگی تو جس کسی کو دنیا مین تمتع اور کامیابی زیادہ ہوتی ہے اور دنیا اوسکے ساتھ زیادہ موافقت
کرتی ہے اوسکا عشق بھی اوتنا ہی سخت تر ہوتا ہے اور آتش فراق اوسکی جان مین اوتنی ہی زیادہ بھڑکتی ہے اس آگ کی مثال
اس جہان مین محال ہے اسواسطے کہ اس جہان مین دلکو جو رنج ہوتا ہے وہ دل مین سب قائم نہین رہتا ہے اسیوجہ سے یہ
ہوتا ہے کہ بیمار جب آنکھہ کان کسی چیز کے ساتھ مشغول کرتا ہے تو اوسکا رنج بہت کم ہوجاتا ہے اور جب بے شغل ہوجاتا ہے
تو رنج بھی بڑھ جاتا ہے اور یہ بھی اسی سبب سے ہوتا ہے کہ مصیبت زدہ جب سُو اوٹھتا ہے رنج و مصیبت اوسکے دل پر بہت ہوتا ہے
اسوجہ سے کہ اوسکی جان سوتے مین کدورت شغل و حواس سے صاف ہوجاتی ہے محسوسات سے مشغول ہونیکے پہلے جو چیز اوسے
پہونچتی ہے بہت اثر کرتی ہے اگر آدمی جاگتے ہی آواز خوش سنتا ہے تو اوسکا اثر زیادہ ہوتا ہے آثر محسوسات سے دل کی
صفائی اس زیادہ اثر ہونیکا باعث ہے اور اس جہان مین صفائی کامل نہین ہوتی آدمی جب مرتا ہے تو محسوسات کے اثر سے
بالکل مجرد اور صاف ہوجاتا ہے اوسوقت اوسکے دل مین بڑی راحت یا اذیت قائم ہوتی ہے اور یہ خیال نکرنا کہ وہ آگ دنیا کی
آگ کے مانند ہے بلکہ اس آگ کو ستر بار پیسے دہو کر دنیا مین بھیجا ہے دوسرا قسم رسوائیون سے شرم و ندامت کی آگ ہوتی ہے اسکی مثال یہ
ہے کہ بادشاہ کسی کمینہ کو عزت دے اور اپنی سلطنت کی نیابت دے اور اپنی حرم سرا مین جانے کی اجازت دے تاکہ کوئی اوسکے

ع دنیا بہشت ہے کافر کی ۱۲

پرورش کرے اور اپنے خزانے اوسکے سپرد کرے اور سب کامون مین اوسی پر اعتماد رکھے پھر جب وزیر نعمتین اور راحتین پائے بادشاہ سے اپنے دل مین باغی اور سرکش ہوجائے اور خزانہ بادشاہی مین اپنا تصرف کرے اور محلات اور حرم سلطانی کے ساتھ خیانت اور فساد کرے اور ظاہر مین اپنی امانت داری بادشاہ کو دکھائے پھر ایکدن اثنائے خیانت و فساد مین جو حرم سلطانی مین کرتا ہے بادشاہ کو دیکھے کہ کسی جھروکے سے دیکھتا ہے اور یہ سمجھے کہ ہر روز بادشاہ اسیطرح دیکھا کرتا ہے اور تامل اسواسطے کرتا ہے کہ میری خیانت بڑھتی جاوے تاکہ مجھے دفعۃً عذاب مین مبتلا کرکے ہلاک کرڈالے ایعزیز تجویز کر کہ اوسوقت اوس وزیر کے جان و دل مین اس رسوائی کی ذلت سے کیا آگ لگ گی اور اوسکا بدن سلامت رہے گا اور اوسوقت وہ وزیر حقیر سراپا تقصیر چاہے گا کہ مین زمین مین سما جاؤن تاکہ اس فضیحت اور رسوائی کی آگ سے نجات پاؤن ایعزیز اسیطرح تو اس جہان مین عادت کے موافق ایسے کام کرتا ہے کہ اونکا ظاہر اچھا معلوم ہوتا ہے اور روح اور حقیقت اور باطن اون کامون کا برا اور رسوا ہے جب قیامت مین اون کامون کی حقیقت تجھے کھلیگی تیری رسوائی ظاہر ہوجائیگی یہانتک کہ ندامت کی آگ مین تو سوختہ ہوگا مثلاً آج کسی کی غیبت کرتا ہے کل قیامت کے دن اپنے تئین ایسا دیکھے گا جیسے اس جہان مین کوئی اپنے بھائی کا گوشت کھاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ بھنا ہوا مرغ ہے جب دیکھتا ہے کہ اپنے موئے ہوئے بھائی کا گوشت کھاتا ہون تو ایعزیز دیکھ تو وہ کیسا رسوا ہوتا ہے اور اوسکے دل مین کیا آگ لگتی ہے غیبت کی روح اور حقیقت یہ ہے اور یہ روح تجھسے پوشیدہ ہے فردائے قیامت کو ظاہر ہوگی اور اسیواسطے ہے کہ جو کوئی خواب مین دیکھے کہ مُردے کا گوشت کھاتا ہے تو اوسکی تعبیر یہ ہے کہ غیبت کرتا ہے ایعزیز اگر تو آج دیوار پر پتھر مارے اور کوئی تجکو خبر کرے کہ یہ پتھر تیرے گھر مین گرتے ہین اور تیرے لڑکون کی آنکھہ پھوڑتے ہین اور تو گھر مین جاکر دیکھے کہ تیرے فرزندان عزیز کی آنکھین تیرے پتھرون سے اندھی ہوگئی ہین تو تو ہی جانتا ہے جو آگ تیرے دل مین لگے گی اور کسقدر تو رسوا ہوگا اس جہان مین جو کوئی کسی مسلمان کا حسد کریگا قیامت کے دن اپنے تئین اسی صفت پر دیکھے گا حسد کی روح اور حقیقت یہی ہے کہ تو دشمن کے نقصان کا قصد کرتا ہے اور اوسکا کچھ نقصان نہین ہوتا تیری ہی طرف نقصان پھر پڑتا ہے اور تیرا دین ہلاک ہوتا ہے اور تیری عبادتین جو اوس جہان مین تیری آنکھہ کا نور ہونگی جسکا تو حسد کرتا ہے اوسکے اعمالنامہ مین فرشتے نقل کردیتے ہین کہ تو بے عبادت رہجاے اور آج لڑکون کی آنکھین جتنا تیرے کام آتی ہین قیامت کے دن تیری عبادت اوس سے زیادہ تیرے کام آئیگی اسواسطے کہ عبادت تیری سعادت کا سبب ہے اور فرزند تیری سعادت کے باعث نہین ہین تو فردائے قیامت کو صورتین حقیقتون اور روحون کی تابع ہونگی اور آدمی جو چیز دیکھے گا اوس صورت پر دیکھے گا جسکے معنی اوسمین ہونگے فضیحت اور رسوائی وہان ہوگی اور اسی سبب سے کہ نیند اوس عالم سے نزدیک ہے خواب مین کام اوسی صورت پر دکھائی دیتے ہین جو معنون کے موافق ہوتی ہے چنانچہ ایک شخص ابن سیرین کے پاس گیا اور کہا کہ خواب مین مین نے دیکھا ہے کہ ایک انگوٹھی میرے ہاتھہ مین ہے مردون کے منہ پر اور عورتون کی فرج پر مین مُہر کرتا ہون فرمایا کہ تو موذن ہے رمضان کے مہینے مین صبح سے پہلے اذان کہدیا کرتا ہے اوس نے عرض کیا واقعی ایسا ہی ہے ایعزیز اب دیکھ کہ خواب مین اوسکے معاملہ کی حقیقت اوس سے کسطرح بیان کی اسواسطے کہ اذان رمضان مین آواز اور ذکر کی صورت پر ہے کھانے اور جماع کو منع کرنا اوسکی روح اور حقیقت ہے اور تعجب یہ ہے کہ قیامت کا یہ سب نمونہ خواب مین تجھے دکھائی دیتا ہے اور تجھے

۵۱ دنیا ما لکی یہان بعد مرنے کے مثل ... کے

کسی چیز کی خبر نہین اوریہی مضمون ہے جو حدیث مین آیا کہ قیامت کے دن دنیا کو ایسی بدصورت بوڑہیا کی صورت پر لائین گے
کہ لوگ اوسے دیکھکر کہین گے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْکِ فرشتے کہین گے کہ یہ وہی دنیا ہے جسکے پیچہے تم جان دیتے تہے اوسوقت لوگونکو
ایسی ندامت ہوگی کہ چاہین گے ہمکو آگ مین لیجائین کہ اس شرم سے ہم نجات پائین اور اس رسوائی کی مثال ایسی ہے جیسے یہ حکایت

حکایت

بیکلنوب کہانی ... دنیا دارون کی غفلت دنیا کی نجاست ... کی حقیقت کی تمثیل مین لاثانی ہے

ایک بادشاہ نے اپنے بیٹے کی شادی کی شاہزادے نے جس رات کو اپنی دولہن پاس جانا چاہا بہت سی شراب پی لی جب مست ہوا
دولہن کی تلاش مین نکلا خلوتخانہ مین جانیکا قصد کیا راہ بہول گیا گہر سے باہر نکل آیا اور چلا یہانتک کہ ایک مقام پر پہونچا ایک گہر
دیکہا اور چراغ نظر آیا اور سمجہا کہ دولہن کا گہر یہی ہے پایا جب اندر گیا کچہ لوگونکو سوتے دیکہا ہرچند پکارا کسینے جواب ندیا سمجہا کہ سب سوتے
ہین ایک شخص کو دیکہا کہ نئی چادر مُنہ پر تانے ہے اپنے دل مین کہا یہی دولہن ہے اوسکے پہلو مین لیٹا اور اوسپر سے چادر اوتاری تو دماغ
مین خوشبو پہونچی کہا کہ بیشک یہی دولہن ہے کہ خوشبودار ہے اوسکے ساتہ جماع کرنے لگا اور اپنی زبان اوسکے مُنہ مین دیدی اوسکی نمی
اسے پہونچی سمجہا کہ میری مدارات کرتی ہے اور گلاب چہڑکتی ہے جب صبح ہوئی اور شاہزادہ ہوش مین آیا دیکہا تو اوس حجرے کو آتش پرستون
کا مقبرہ پایا جو لوگ اوسکی دانست مین سوتے تہے وہ حقیقت مین مردے تہے اور جسکی نئی چادر تہی جسے اپنی دولہن سمجہا تہا وہ ایک ڈروَنی
صورت بوڑہیا تہی اوسی دو چار دن کے عرصہ مین مری تہی اور وہ خوشبو کافور وغیرہ کی تہی اور وہ رطوبت جو شاہزادہ کو پہونچی تہی
وہ اوس بوڑہیا کی نجاست اور ناپاکی تہی اپنے تئین دیکہا تو تمام بدن نجاست مین بہرا ہے اور اوسکے لعاب دہن سے مُنہ کا مزہ کڑوا ہے
چاہا کہ اس ندامت اور رسوائی اور آلودگی کے مارے مرجاے اور ڈرا کہ ایسا نہو کہ میرا باپ یعنی بادشاہ اور اوسکی فوج و سپاہ اس حالت
سراپا نجاست مین مجہے دیکہہ پائے وہ اسی سونچ مین تہا کہ بادشاہ یعنی اوسکا پدر مع افسران لشکر اوسکی تلاش مین آ پہونچا اوسے اجیرن ابتر
مین دیکہا شاہزادہ نہایت نادم ہوا اور اس امر کا عازم ہوا کہ اگر زمین پہٹ جاتی تو مین سما جاتا کہ اس ذلت اور رسوائی سے نجات پاتا
اَلعزیز فرداے قیامت کو سب دنیادار دنیا کی سب لذتون اور خواہشون کو بہی اسی صفت پر دیکہین گے دنیوی خواہشون کے ساتہ ملے
رہنے سے اونکے دل مین جو اثر رہا ہوگا وہ بہی اوسی نجاست اور تلخی کا سا ہوگا جو اوس شاہزادہ کے بدن اور دہن مین ہی تہی دنیادار
اوس سے بہی زیادہ رسوا ہونگے اور عذاب سخت مین مبتلا ہونگے اسواسطے کہ اوس جہان کے کامون کی تمام و کمال سختی کی مثال اس
جہان کی چیزون کے ساتہ نہین دی جاسکتی یہ جو قصہ تہا اوس ایک آگ کی شرح کا نمونہ تہا جسکو کالبد سے کچہ علاقہ نہین فقط دل جان
سے لاگ ہے اوسکا نام ذلت اور ندامت کی آگ ہے تیسری قسم جناب الٰہی کے جمال بیمثال سے محروم رہے اور اوس سعادت کے
حصول سے مایوس ہونیکے افسوس کی آگ اس جہان سے نابینائی اور نادانی جو ساتہ لیگیا ہو وہ اس آگ کا سبب ہوتی ہے یعنی
اس جہان مین اوسنے جناب احدیت کی معرفت نہ حاصل کی ہو اور تعلیم اور کوشش سے بہی دل نہ صاف کیا ہو کہ بعد مرگ جناب الٰہی کا جمال
اوسمین اسطرح نظر آے جیسے صاف آئینہ مین عکس نظر آتا ہے بلکہ گناہ اور دنیا کی خواہشون کے زنگ نے اوسکے دلکو تاریک و اندہا کردیا ہو
کہ وہ اندہا رہے اس آگ کی مثال ایسی ہے جیسے تو فرض کرے کہ کسی گروہ کے ساتہ اندہیری رات مین تو کہین پہونچے کہ وہان بہت سے
سنگریزے پڑے ہون اور تو اونکا رنگ نہ دیکہہ سکے تیرے ساتہی تجہسے کہین کہ جتنے اوٹہہ سکین انمین سے اوٹہا لے ہمنے سُنا ہے

کہ ان سنگریزون مین بڑا فائدہ ہوتا ہے اور جو جتنے اوٹھا سکتا ہے انمین سے اوٹھا لیجاتا ہے اور تو اونمین سے نہ لیوے اور کہے
کہ یہ پوری حماقت ہے کہ بسر دست اپنے سر بوجہ لون خدا جانے کہ کل کو یہ کام آئین یا نہ آئین پھر وہ سب ساتھی تو بوجہ باندہ لین
اور چل نکلین اور تو خالی ہاتھ اونکے ساتھ رہے اور اونپر ہنسے اور اونھین احمق سمجھکر اونپر افسوس کرے اور کہے کہ جسکو عقل اور فہم
ہوتی ہے وہ میری طرح آرام اور اطمینان سے جاتا ہے اور جو احمق ہوتا ہے اپنے تئین گدھا بناتا ہے طمع باطل سے بوجہ اوٹھاتا ہے
پھر جب وہ روشنی مین پہونچین اور دیکھین کہ وہ سب سنگریزے یاقوت سرخ اور گوہر آبدار ہین اور لاکہہ لاکہہ اشرفی ہر دانہ کی قیمت ہے
وہ لوگ تو افسوس کرینگے کہ اور زیادہ کیون نہ اوٹھا لائے اور تو اس دہوکے اور دغا سے ہلاک ہوگا اور تیری جان مین اس حسرت
کی آگ لگے گی پھر وہ لوگ اوس جواہرات کو بیچکر تمام دنیا کی سلطنت لیلین اور جیسی نعمتین چاہین کہائین اور جہان چاہین رہین اور
تجھے منگا بھوکا کہین اور اپنا غلام بنائین اور اپنے کام کا تجھے حکم فرمائین ہر چند تو کہے کہ ان نعمتون مین سے کچہ تو مجھے بھی دیجیے
قولہ تعالی أَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ أَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكَافِرِينَ وہ کہین کہ کل تو ہمین ہنستا تھا
آج ہم تجھے ہنستے ہین إِن تَسْخَرُوا مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ تو جنت کی نعمت اور پروردگار کا دیدار فوت ہوجانیکی حسرت کی
یہ مثل ہے اور جن لوگون نے عبادت کے جواہرات دنیا سے نہ اوٹھالیے اور کہا کہ قرض کے واسطے سر دست نیچ نقد ہم کیون اوٹھائین
فردائے قیامت کو چلائینگے کہ أَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ اور کیونکر اونھین حسرت نہو کہ قیامت کو عارف اور عابدون پر انواع
سعادتین اسقدر نازل ہونگی کہ دنیا کی تمام عمر کی نعمتین اوسکی ایک ساعت کے مقابلہ مین نہونگی بلکہ سب کے بعد جسے دوزخ سے نکالینگے
اوسکو بھی دنیا کی دس گنین نعمتین دینگے اور نعمتون کو دنیا کے ساتہ مشابہت ناپ اور انداز سے نہین ہے بلکہ روح نعمت مین مشابہت ہے
اور خوشی اور لذت روح نعمت ہے جسطرح کہتے ہین کہ ایک موتی دس اشرفیون کے مثل ہے تو وہ ناپ اور انداز مین دس اشرفیون کے
مثل نہین ہوتا بلکہ قیمت مین اور روح مالیت مین دس اشرفیون کے مثل ہوتا ہے **فصل** اے عزیز جب روحانی آگ کے تینون قسم تو پہچان
چکا تو اب یہ جان کہ یہ آگ جسمانی آگ سے بہت تیز ہے اسواسطے کہ جبتک تکلیف اور درد کا اثر جان کو نہین پہونچتا بدن کو اوس سے
کچہ آگاہی نہین ہوتی تو بدن کی تکلیف جان مین پہونچکر بڑہ جاتی ہے پس جو آگ اور درد کہ جان کے اندر سے باہر آتی ہے وہ خواہنخواہ
جسمانی آگ سے تیز ہوگی اور جان کے اندر ہی سے یہ آگ لگتی ہے باہر سے اندر نہین پہونچتی طبیعت کی خواہش کے خلاف اور کسی چیز کا
غالب ہوجانا بھی تکلیفونکا سبب ہوتا ہے اور بدن کا مقتضائے طبع یہ ہے کہ اوسکی ترکیب اوسکے ساتہ رہے اور اوسکے اعضا سب
مجتمع رہین جب زخم کے سبب سے ایک عضو دوسرے سے جدا ہوگا تو یہ امر بدن کے مقتضائے طبع کے خلاف ہے گا اور بدن مین درد ہوگا
اور زخم ایک کو دوسرے عضو سے جدا کر دیتا ہے اسطرح آگ بھی سب عضو مین در آتی ہے اور ایک کو دوسرے سے جدا کرتی ہے تو ہر عضو
مین ایک ایک درد ہوتا ہے اس سبب سے آگ کا درد بہت سخت ہے تو دل کی مقتضائے طبع جو چیز ہے جب اوسکا خلاف جگہہ
کریگا تو جان مین بڑا درد ہوگا خدا کا دیدار اور خدا کی معرفت دلکا مقتضائے طبع ہے نابینائی جو اوسکے خلاف ہے جب طاری ہوگی تو
بے نہایت درد و اضطراب ہوگا اگر لوگونکے دل اس جہانمین بیمار نہوتے تو اس جہانمین بھی نابینائی کی تکلیف اوٹھاتے جب ہاتہہ پاؤن بیکار اور سن ہوجاتے ہین

تو آگ لگانے سے آدمی کو کچھ خبر نہیں ہوتی جب سن جاتا رہتا ہے اور بدن مین آگ چھو جاتی ہے آدمی کو فوراً صدمۂ عظیم ہوتا ہے اسیطرح دنیا مین دل بھی بیکار ہوتا ہے اور موت سے اوسکا سن جاتا رہتا ہے تو دفعتاً یہ آگ جان سے نکل آتی ہے اور کہین سے نہین آتی اسواسطے کہ وہ خود اپنے ساتھ لیگیا اوسکے دل ہی مین تھی اوسے چونکہ علم الیقین نہ تھا اس سبب سے آگ کو نہ دیکھا اب جو علم الیقین حاصل ہوا اوس آگ سے مطلع ہو گیا کَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ کے یہی معنی ہین اور شرع مین جسمانی دوزخ اور بہشت کا حال اکثر بیان ہے اسکا سبب یہ ہے کہ اوسے تمام خلق جان سکتی ہے اور سمجھ جاتی ہے اور دوزخ روحانی کو تو جسکے سامنے بیان کرتا ہے وہ اسے ناچیز جانتا ہے اور اسکی صعوبت اور عظمت کو نہین پہچانتا ہے جسطرح کسی لڑکے سے تو کہے کہ لکھنا پڑھنا سیکھہ ورنہ تیری ریاست اور تیرے باپ کی دولت تجھے نہ ملے گی اور تو اس سعادت سے محروم رہے گا تو وہ لڑکا تیرا یہ کہنا ہی نہ سمجھیگا اور اوسکے دل مین اس بات کا کچھ خوب اثر نہوگا لیکن اگر تو اوس لڑکے سے کہے کہ اگر تو نہ پڑھے گا تو اوستاد تیرے کان اومیٹھیگا تو اس بات سے البتہ وہ لڑکا ڈریگا اسواسطے کہ اسے سمجھتا ہے اور جسطرح اوستاد کی گوشمال حق ہے جو لڑکا ادب نہ سیکھے اوسے اپنے باپ کی ریاست سے محروم رہنا بھی حق ہے اسیطرح دوزخ جسمانی حق ہے اور خداوند کریم کی درگاہ سے محروم رہنے کی آگ بھی حق ہے اور جیسے گوشمالی ریاست اور دولت سے محروم رہنے کے سامنے کچھ بھی سزا نہین ہے اسیطرح دوزخ جسمانی بھی دوزخ حرمان کے مقابلہ مین خفیف سی تکلیف ہے **فصل** العزیز شاید تو یہ کہے کہ جو عالمون نے کہا ہے اور انکی کتابون مین لکھا ہے یہ تفصیل مع بیان اوسکے خلاف ہے اسواسطے کہ اونھون نے کہا ہے کہ فقط تقلید سے اور سننے سے آدمی یہ باتین جان سکتا ہے عقل اور بصیرت کو انمین کچھ دخل نہین ہے اسکا جواب معلوم کرلے کہ عالمون کا عذر ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہین اور یہ بات اوسکے خلاف نہین ہے اسواسطے کہ آخرت کے بیان مین اون عالمون نے جو کہا ہے درست ہے لیکن وہ محسوسات ہی مین رہے ہین روحانیات کو اونھون نے نہین پہچانا ہے یا پہچانا ہے مگر بیان نہین کیا کہ اکثر لوگ اوسے نہ سمجھین گے اور جو جسمانی حالات ہین وہ صاحب شرع کی تقلید اور اونسے بغیر سنے ہوئے معلوم نہین ہوتے لیکن یہ دوسرا قسم حقیقت روح کی معرفت کی شاخ ہے اوسکا جاننا بھی طریق بصیرت اور مشاہدۂ باطن سے ہے اس مرتبہ کو وہی پہونچے جو اپنے وطن سے نکلے اور اپنے مولد مین نہ ٹھہرے اور راہ دین کا سفر اختیار کرے یہان وطن اور مولد سے شہر اور گھر نہین مراد ہے کہ وہ قالب کا وطن ہے اور قالب کے سفر کی کچھ حقیقت نہین لیکن جو روح کہ آدمی کی حقیقت ہے اوسکا بھی ایک قیام گاہ ہے یعنی جہان سے وہ ظاہر ہوئی وہ اوسکا وطن ہے وہان سے وہ سفر کر آئی ہے راہ مین اوسے بہت منزلین پڑتی ہین ہر منزل اوسی عالم ہے پہلی منزل عالم محسوسات ہے پھر عالم مخیلات پھر عالم موہومات پھر عالم معقولات معقولات چوتھی منزل ہے اس چوتھے عالم مین اوسے اپنی حقیقت کی خبر ہوتی ہے اسکے آگے پھر کچھ خبر نہین ہوتی اور اس ایک مثال مین ان چارون عالمون کو آدمی سمجھ سکتا ہے **مثال** جبتک آدمی محسوسات مین ہے پتنگون کے رتبہ پر ہے کہ اپنے تئین چراغ پہ گراتے ہین اسواسطے کہ پتنگے کو بینائی ہے لیکن خیال اور یاد رکھنے کی قوت نہین ہے کہ اندھیرے سے بھاگنے کو روزن ڈھونڈھتا ہے چراغ کو روزن سمجھکر چراغ پر گرتا ہے اوسمین آگ پاتا ہے یہ تکلیف اوسے نہین یاد رہتی اور اسکا کچھ خیال نہین رہتا اسواسطے کہ اوسے حفظ اور خیال کی قوت نہین ہے

اور اس رتبہ پر وہ پہونچا ہی نہین اس سبب سے اپنے تئین چراغ پر گرگر آتا ہے یہانتک کہ ہلاک ہو جاتا ہے اگر اوسے خیال اور حفظ
کی قوت ہوتی تو ایکبار دردناک ہو چکا تھا پھر چراغ کے پاس نہ آتا کیونکہ اور حیوانات جب ایکبار مار کھا چکتے ہین تو وہ اونہین یاد
رہتی ہے دوبارہ لکڑی دیکھکر بھاگ جاتے ہین محسوسات آدمی کی پہلی منزل ہے دوسری عالم مخیلات جبتک آدمی اس درجہ پر رہتا ہے
بہائم کے برابر رہتا ہے جس چیز سے اوسے صدمہ پہونچے پہلے تو نہین جانتا کہ اس سے بھاگنا چاہیے لیکن جب ایکبار صدمہ اوٹھا چکتا ہے
دوسری مرتبہ اوس سے بھاگتا ہے تیسری منزل عالم موہومات ہے جب اس درجہ پر آدمی آتا ہے تو بکری اور گھوڑے کے برابر ہو جاتا ہے
بے دیکھے صدمہ سے بھاگتا ہے پہلے ہی سے اپنے دشمنون کو پہچانتا ہے اسواسطے کہ جس بکری نے بھیڑیے کو ہرگز کبھی نہ دیکھا ہو اور جس
گھوڑے نے شیر کو ہرگز کبھی نہ دیکھا ہو وہ جب انہین دیکھتے ہین بھاگتے ہین اور اپنا دشمن سمجھتے ہین حالانکہ بیل اونٹ ہاتھی جو بھیڑیے اور شیر سے
قد مین بہت بڑے ہین اونسے نہین بھاگتے یہ سوجھ بوجھ خدا نے اونکے باطن مین عنایت فرمائی ہے اور بالفعل جو چیز کل ہونیوالی ہے اوس سے خبر نہین رکھتے
کہ یہ مرتبہ چوتھی منزل مین حاصل ہوتا ہے اور چوتھی منزل عالم معقولات ہے آدمی یہانتک تو بہائم کے ساتھ رہتا ہے جب اس منزل پر
آتا ہے تو بہائم کی حد سے گذر جاتا ہے اور فی الحقیقت یہان عالم انسانیت کے اول مین آدمی پہونچتا ہے اور ایسی چیزین دیکھتا ہے
کہ تخیل اور وہم کو اونمین کچھ دخل نہین اور جو چیز آیندہ ہونیوالی ہے اوس سے پرہیز کرتا ہے اور کامونکی حقیقت کو اونکی صورت سے جدا کرتا ہے
اور ہر چیز کی حقیقت کو جو اوسکی سب صورتون کو شامل ہوتی ہے پہونچتا ہے اور جو چیزین اس عالم مین دکھائی دے سکتی ہین بے نہایت
نہین ہین اسواسطے کہ جو چیز محسوس ہے اجسام سے باہر نہین ہے اور اجسام متناہی ہین یعنی نہایت کو قبول کرتے ہین اور عالم محسوسات مین
آدمی کا تردد کرنا اور چلنا ایسا ہی ہے جیسے زمین پر چلنا پھرنا کہ ہر ایک چل پھر سکتا ہے اور چوتھے عالم یعنی عالم معقولات مین اوسکا چلنا کامون
کی حقیقتون اور روحون کے تفحص کے واسطے ہوتا ہے اور وہ ایسا ہے جیسے پانی پر چلنا اور موہومات مین اوسکا تردد کرنا ایسا ہے جیسے کشتی مین
ہونا کہ پانی اور مٹی مین اوسکا درجہ ہے اور درجہ معقولات کے اوسطرف ایک مقام ہے وہ مقام انبیا و اولیا و اہل تصوف علیہم السلام
ہے اوسکی مثال ایسی ہے جیسے ہوا مین سیر کرنا یہی مضمون تھا کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے عرض کیا کہ عیسی
علیہ السلام کیا پانی پر چلتے تھے آپ نے فرمایا ہان وَلَوِ ازْدَادَ يَقِيْنًا لَمَشٰى فِى الْهَوَاءِ اگر اونکی یقین اور زیادہ ہوتی تو ہوا پر چلتے
تو آدمی کی سفر کی منزلین عالم ادراک مین ہین اخیر منزل پر جب پہونچتا ہے کہ ملائکہ کے مرتبہ پر پہونچ جاے تو چارپایون کا جو اخیر اور اسفل
درجہ ہے وہان سے فرشتون کے درجہ اعلی تک آدمی کی معراج کی منزلین ہین اور سب بیچ اونچ اوسیکا کام ہے اور وہ اس خطرہ مین
ہے کہ اسفل السافلین مین گرتا ہے یا اعلی علیین پر چڑھتا ہے اور اس خطرہ کو قرآن شریف مین حق تعالی نے یون تعبیر فرمایا ہے کہ
اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ
كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا اسواسطے کہ جو جمادات ہین اونکا درجہ نہین بدلتا کہ وہ ہمیشہ بیچ جمادات کے خطر ہین اور ملائک اعلی علیین مین ہین اونہین اپنے درجے سے
اوترنا ممکن نہین بلکہ ہر ایکا درجہ اوسی پر موقوف ہے جیسا قرآن شریف مین آیا ہے یعنی حقتعالی نے فرشتون کا کلام نقل فرمایا ہے وَمَا مِنَّا
اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ اور چارپائے اسفل السافلین مین ہین انکو ترقی ممکن نہین اور انسان دونون کے درمیان مین ہے اور خطرے کے

۵۱ ہم نے پیش کیا امانت کو آسمان اور زمین اور پہاڑون کو تو سب نے انکار کیا اوسکا اوٹھانے سے اور ڈر گئے اوس سے اور اوٹھا لیا اوسے آدمی نے بیشک تھا وہ ظالم نادان ۱۲

۵۲ اور نہین ہم سے کوئی فرشتہ مگر اوسکا واسطے مقام مقرر ہے ۱۲

مکان مین ہے اسواسطے کہ اوسے درجہ ملائکہ پر چڑھ جانا اور مرتبہ بہائم پر اوتر آنا دونون ممکن ہین اور امانت اوٹھا لینے کے معنی یہی ہین کہ خطرناک کام کو اوسنے اختیار کر لیا ہے تو ممکن نہین کہ آدمی کے سوا اس امانت کے بوجھ کا اور کوئی متحمل ہو سکے آلغرض اس بیان سے مقصود یہ ہے کہ وہ جو تونے کہا تہا کہ اکثر آدمی یہ بات نہین کہتے ہین اوسکا حال تجہے معلوم ہو جاے کہ اونکا کہنا کچہ تعجب کی بات نہین کہ مسافر ہمیشہ مقیم کے خلاف ہوتا ہے مقیم تو اکثر ہین اور مسافر نادر ہین محسوسات اور مخیلات جو پہلی منزل ہے جو شخص اوسیکو اپنا وطن بنائیگا اور وہین ٹھہر جائیگا اوسے کامون کی حقیقتین ہرگز نہ معلوم ہونگی اور وہ شخص کبھی روحانی نہوگا اور کامونکی روحون اور روحانیات کو کبھی جانیگا اس سبب سے اوسکا بیان کتابون مین بہت کم ہے معرفت آخرت کے اتنے ہی بیان پر ہم بس کرتے ہین اس سے زیادہ لوگون کی فہم مین نہ آئیگا بلکہ بہت لوگ اسیکو نہ سمجہینگے **فصل** بہت احمق جنکو نہ یہ قوت ہے کہ کامونکو اپنی بصیرت سے پہچانین نہ یہ توفیق ہے کہ شریعت سے مانین آخرت کے امور مین دنگ ہین اور اونپر شک غالب ہے اور ہوتا یہ ہے کہ جب خواہش اونپر غلبہ کرتی ہے اور آخرت سے انکار کرنا انہین پسند آتا ہے تو انکے دل مین وہ انکار پیدا ہو جاتی ہے اور شیطان اوسے بڑہاتا ہے اور یہ سمجہتے ہین کہ دوزخ کی صفت مین جو کچہ آیات ہین فقط ڈرانے کے واسطے آیا ہے اور جنت کے بارہ مین شارع نے جو فرمایا ہے فقط شعبدہ دکہایا ہے اسی سبب سے خواہشون کی پیروی مین مشغول ہوتے ہین اور شریعت سے انکار کرتے ہین اور شرع والون کو حقارت کی نظر سے دیکہتے ہین اور احمق سمجہتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ لوگ گدڑی مین مست ہین آیسے احمق کو یہ قوت کہان کہ ایسے بھید کی باتون کو دلیل سے سمجہ سکے اوسے ایک ظاہری بات مین تامل کرنیکے واسطے بلانا چاہیے اور کہنا چاہیئے کہ اگرچہ تجہے ظن غالب یہی ہے کہ ایک لاکہہ چوبیس ہزار پیغمبر اور سب حکما علما اولیا غلطی پر تھے اور سبھون نے دہوکا کہایا اور تو باوصف اس حماقت اور غرور کے اس حال کو سمجہا ممکن ہے کہ تجہی کو غلطی ہوئی ہو اور تو ہی دہوکے مین پڑا ہو کہ آخرت کی حقیقت کو تونے نجانا اور عذاب روحانی کو نہ سمجہا اور عالم محسوسات سے روحانیات کی مثال کی وجہ کو تونے نہ پہچانا اگر وہ ایسا احمق ہے کہ کسیطرح اپنی غلطی کو روانہ رکہے اور کہے کہ جسطرح دو کو ایک سے زیادہ جانتا ہون اسیطرح یہ بھی جانتا ہون کہ روح کی کچہ حقیقت نہین اور اوسے بقا نہین اور روحانی جسمانی رنج راحت کچہ ممکن نہین ایسے شخص کا مزاج بگڑ گیا اوس سے ناامید ہونا چاہیئے وہ اون لوگون مین سے ہے جنکو حق تعالی نے فرمایا ہے وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا اور اگر وہ کہے کہ امور آخرت کا محال ہونا مجہے تحقیق نہین ہے اگرچہ یہ امر ممکن ہے لیکن عقل سے بعید ہے اور جبکہ یہ بات مجہے نہ تحقیق معلوم ہے ایسکا ظن غالب ہے تو اپنے تئین تمام عمر پرہیزگاری کی کوٹھری مین کیون بند کرون اور دنیا کی لذتون سے کیون باز رہون تو اوسکو ہم یہ جواب دینگے کہ اب اسقدر تونے اقرار کیا تو تجہپر تیری عقل کی راہ سے واجب ہوگیا کہ شریعت کی راہ پکڑ کہ جب بہت بڑے خطرے کا گمان ضعیف بھی ہو تو اوس سے لوگ بہاگتے ہین اسواسطے کہ اگر تو کہانا کہانیکا قصد کرے اور کوئی کہدے کہ اسمین سانپ نے منہ ڈالا ہے تو فورًا ہاتہہ کہینچ لیگا اگرچہ یہ گمان ہو سکتا ہے کہ اوسنے اسواسطے جہوٹ کہا ہو کہ اگر تو نہ کہائے تو وہ خود کہالے لیکن چونکہ یہ بات ممکن ہے کہ شاید اوس نے سچ کہا ہو تو اپنے دل مین کہتا ہے کہ اسے نہ کہاؤن اس سے بہوکے رہنے کا رنج آسان ہے اور اگر کہالون تو ایسا نہو اوسنے سچ کہا ہو اور مین ہلاک ہو جاؤن اسیطرح اگر تو بیمار ہو اور ہلاک ہو جانیکا خطرہ ہو اور تعویذ لکہنے والا کہے کہ ایک روپیہ بھر چاندی دے کہ تیرے

اچھے ہونے کے واسطے کاغذ پر تجکو ایک تعویذ لکھدون اور نقش کھینچدون اگرچہ تجکو یہ ظن غالب بھی ہو کہ اوس نقش کو تندرستی کے ساتھ
کچھ نسبت نہین لیکن اپنے جی مین یہی کہیگا کہ شاید یہ سچ کہتا ہو ایک دو پیسہ دینا سہل ہے اگر نجومی کہے کہ جب فلانے مقام پر چاند پہونچے
تو فلانی کڑوی دوا کہا تو اچھا ہو جائیگا اوسکے کہنے سے اوس دوا کا رنج تو کھینچیگا اور اپنے جی مین کہیگا کہ شاید سچ کہتا ہو اور اگر طبیب
بھی کہتا ہو تو دوا کہانے کی تکلیف آسان ہے تو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبرون کا قول اور دنیا کے تمام بزرگون یعنی حکما علما اولیا کا
اوس قول پر متفق ہونا کسی عقلمند کے نزدیک ایک نجومی یا ایک تعویذ لکھنے والے یا ایک آتش پرست طبیب کے قول سے کم نہوگا اونکے کہنے سے
تو تھوڑا سا رنج اپنے اوپر گوارا کرتا ہے کہ وہ جو بڑا رنج ہے اوس سے شاید نجات پا جائے اور تھوڑا رنج و نقصان بہت رنج و نقصان کی
نسبت سے تھوڑا معلوم ہوتا ہے اگر کوئی حساب کرے کہ دنیا کی عمر کسقدر ہے اور ابد کی نسبت جسکی انتہا ہی نہین کتنی کم ہے تو جان جاے
کہ دنیا مین اتباع شریعت کا یہ رنج کھینچنا اوس خطر عظیم سے بہت تھوڑا ہے جسکے خیال سے تو اپنے جی مین کہتا ہے کہ اگر انبیا اور بزرگ
لوگ سچ کہتے ہون اور مین ویسے ہی عذاب سخت مین جیسا وہ کہتے ہین ہمیشہ کے واسطے مبتلا ہو جاؤن تو کیا کرونگا اور دنیا کی اپنے رنج و
راحت سے مجھے کیا فائدہ ہوگا اور ممکن ہے کہ بزرگ لوگ سچ کہتے ہون ابد کے یہ معنی ہین کہ اگر تمام عالم کو چھنیے سانوین کے دانون سے
بھردین اور ایک چڑیا سے کہین کہ ہزار ہزار برس مین ایک ایک دانہ اوسمین سے چگے تو وہ دانے سب تمام ہو جائین اور ابد مین سے
کچھ بھی نہ کم ہوا اگر اتنی مدت عذاب ہو روحانی خواہ جسمانی خواہ خیالی تو اوسے کیونکر جھیل سکیگا اور دنیا کی عمر اس مدت ابد کے مقابلہ
مین کسقدر ہے ایسا کوئی عقلمند نہوگا کہ اس امر مین خوب غور کرے اور یہ نہ سمجھے کہ گویا مرو ہی ہے اور اوسسے بچنے مین بالفعل رنج یقینی
ہے مگر اتنے بڑے خطر عظیم سے احتیاط کرنا اور بچکر چلنا واجب ہے اسواسطے کہ لوگ سوداگری کے واسطے کشتی مین جو بیٹھے ہین اور
بڑے بڑے سفر کرتے ہین اور بہت رنج اوٹھاتے ہین یہ مصیبت فقط گمان منفعت پر کھینچتے ہین تو اگرچہ اوس احمق کو عذاب آخرت کا
یقین نہین ہے لیکن گمان ضعیف تو ہے پس اگر ذرہ اور مہربانی کریگا تو پرہیزگاری کا بوجھ اوٹھالیگا اسیواسطے حضرت علی کرم اللہ وجہہ
نے ایک دن ایک ملحد سے مناظرہ مین فرمایا کہ جیسا تو کہتا ہے اگر واقع مین بھی ایسا ہے تو تو بھی چھوٹا ہم بھی چھوٹے اور اگر حقیقت مین
ایسا ہے جیسا ہم کہتے ہین تو ہم ہی فقط چھوٹے اور تو عذاب ابد مین مبتلا رہا جناب امیر نے یہ کلام جو ارشاد فرمایا تو اوسکے قصور فہم کی
موافق فرمایا نہ یہ کہ معاذ اللہ آپ کو خود کچھ شک تھا آپ سمجھے کہ جو یقین کا رستہ ہے وہ اس ملحد کی سمجھ مین نہ آئیگا تو اس بیان سے
یہ معلوم ہوا کہ جو شخص دنیا مین زاد آخرت کے سوا اور کسی چیز کے ساتھ مشغول ہے وہ بڑا احمق ہے غفلت اور امور آخرت مین فکر نہ کرنا
اس حماقت کا سبب ہے کیونکہ دنیا کی خواہش اوسے اسقدر مہلت ہی نہین دیتی کہ وہ امور آخرت مین فکر کرے ورنہ
عذاب آخرت کا جسکو یقین ہے اور جسکو ظن غالب ہے اور جسکو ایمان ضعیف ہے سب پر عقل کی رو سے
واجب ہے کہ اس خطر عظیم سے ڈرین اور احتیاط کی راہ پکڑین والسلام علی من اتبع الہدی

الحمد للہ کہ عنوان مسلمانی کا بیان تمام ہوا معرفت نفس معرفت حق معرفت دنیا معرفت آخرت
کے ذکر کا انجام اب انشاء اللہ تعالی ارکان معاملات مسلمانی شروع کرونگا ✦

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
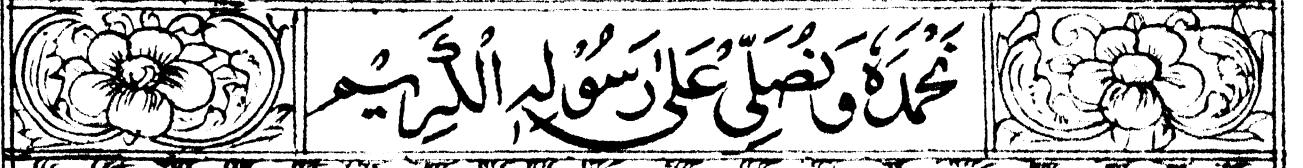
شکر خدای بے نیاز ہے کہ اب ارکان معاملات مسلمانی کا آغاز ہے

ایعزیز جب عنوان مسلمانی کو تو جان چکا اپنے تئین اور حق تعالیٰ کو اور دنیا اور آخرت کو پہچان چکا اب معاملہ مسلمانی کے ارکان کی طرف مشغول ہونا چاہیے اوپر کے سب بیان سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کی معرفت اور عبادت ہی مین آدمی کی سعادت ہے اور حقتعالیٰ کی اصل معرفت اون چار عنوان کے جاننے سے حاصل ہوئی عبادت اب ان چار ارکان سے حاصل ہوتی ہے ایک رکن یہ ہے کہ تو اپنے ظاہر کو عبادت سے آراستہ رکھے یہ رکن عبادات ہے دوسرا رکن یہ ہے کہ تو اپنی زندگی اور حرکات سکنات کو ادب کے ساتھ رکھے یہ رکن معاملات ہے تیسرا رکن یہ ہے کہ تو اپنے دل کو بُرے خلقون سے پاک رکھے یہ رکن مہلکات ہے چوتھا رکن یہ ہے کہ تو اپنے دل کو اچھے خلقون سے آراستہ رکھے یہ رکن منجیات ہے

پہلا رکن

معاملہ مسلمانی کا یہ رکن اول ہے اسمین عبادت کا بیان مفصل ہے اس رکن مین دس اصلین ہین پہلی اصل اعتقاد اہل سنت کو درست کرنے کے بیان مین دوسری اصل تلاش علم مین مشغول ہونے کے بیان مین تیسری اصل طہارت کے بیان مین چوتھی اصل نماز کے بیان مین پانچوین اصل زکوٰۃ کے بیان مین چھٹی اصل روزہ کے بیان مین ساتوین اصل حج کے بیان مین آٹھوین اصل قرآن پڑھنے کے بیان مین نوین اصل ذکر اور تسبیح کے بیان مین دسوین اصل اوراد کے ترتیب دینے اور عبادت کے وقت نگاہ رکھنے کے بیان مین

پہلی اصل اہل سنت کے اعتقاد حاصل کرنیکے بیان مین

ایعزیز جان تو کہ جو کوئی مسلمان ہوا اوسپر پہلا فرض یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جو اوسنے زبان سے کہا ہے اوسکے معنی دل سے جانے اور ایسا باور کرے کہ کسی شک اور شبہہ کو اوسمین دخل نرہے اور جب اوسنے باور کرلیا اور اوسکا دل اون معنون پر ایسا ٹھہر گیا کہ بال برابر بھی اوسمین شبہہ نرہا تو بس اسقدر اصل مسلمانیکو کفایت کرتا ہے دلیل سے اوسکے معنی جاننا ہر مسلمان پر فرض عین نہین ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کو دلیل تلاش کرنے اور علم کلام پڑہنے اور شبہے ڈہونڈہنے کا حکم نہین فرمایا ہے بلکہ اون معنون کی تصدیق اور یقین پر آپ نے اکتفا کی ہے اور عوام الناس کا درجہ اس سے زیادہ نہین ہے لیکن ایسے کچھ لوگونکا ہونا ضرور ہے جو گفتگو کا طریقہ جانتے ہون اور اس اعتقاد کی دلیل بیان کرسکین اسواسطے کہ اگر کوئی شخص عوام الناس کے گمراہ کرنیکے واسطے اونکے اعتقاد مین شبہہ ڈالے تو وہ لوگ عوام کی گویا زبان بنجایا کرین اور اون شبہون کو اوٹھایا کرین اس صفت کو علم کلام کہتے ہین اور یہ صفت فرض کفایہ ہے ہر بستی مین اس صفت کے دو ایک آدمیون کا ہونا بس ہے عوام الناس صاحب اعتقاد ہوتے ہین اور متکلم کو اون اور اونکے اعتقاد کا نگہبان ہوتا ہے لیکن حقیقت معرفت کی اور ہی راہ ہے وہ ان دونون مقام یعنی فقط اہل اعتقاد اور متکلم ہونیکے علاوہ ہے ریاضت اور مشقت اوسکا آغاز ہے جبتک مسلمان یہ راہ نہ چلے گا معرفت کے درجے کو نہ پہونچیگا اور معرفت کا دعوی کرنا اوسکو زیبا نہوگا کہ اسمین نفع سے زیادہ نقصان ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی پرہیز کرنے سے پہلے دوا پیے تو یہ خوف رہتا ہے کہ ہلاک ہوجائیگا اسواسطے کہ وہ دوا بھی ویسی ہی ہوجاتی ہے جیسے اور اخلاط فاسد اوسکے معدہ مین ہین اور اس دوا سے صحت حاصل نہین ہوتی بیماری بڑہ جاتی ہے عنوان مسلمانی مین جو کچھ ہمنے بیان کیا وہ حقیقت معرفت کا ایک شائبہ اور نمونہ ہے کہ جو شخص حقیقت معرفت کے قابل ہے اوسے تلاش کرے اور حقیقت معرفت وہی تلاش کرسکتا ہے جسے دنیا مین کچھ تعلق نہو اور تمام عمر خدا ہی کی تلاش مین رہا ہو اور یہ مشکل ہے تو ایسی چیز جو تمام خلق کی غذا ہے یعنی اہلسنت کا اعتقاد اوسے ہم بیان کرتے ہین کہ ہر شخص اس اعتقاد کو اپنے دل مین جمائے کہ یہی اوسکی سعادت کا تخم ہوگا ⁂

اعتقاد کا بیان

ایعزیز اس بات کو جان اور یقین مان کہ تو مخلوق ہے اور تیرا ایک خالق ہے تمام عالم کو اور اون چیزونکو جو تمام عالم مین ہین اوسینے پیدا کیا ہے وہ ایک ہے کوئی اوسکا شریک نہین اور یگانہ ہے کوئی اوسکا ہمسر نہین اور ہمیشہ سے ہے کہ اوسکی ہستی کی ابتدا نہین اور ہمیشہ رہیگا کہ اوسکے وجود کی انتہا نہین اوسکی ہستی ازل و ابد مین واجب ہے اسواسطیکہ نیستی کو اوسمین دخل ہے نہین اور اوسکی ہستی اوسی کی ذات سے ہے اسواسطیکہ اوسکو کسی سبب کی پروا نہین اور اوس سے کوئی چیز بے پروا نہین بلکہ اوس خالق کا قیام اپنی ذات سے ہے اور سب چیزونکا قیام اوس خالق کے سبب سے ہے تنزیہ وہ نہ جوہر ہے نہ عرض کسی چیز مین وہ حلول نہین کرتا وہ نہ کسی چیز کے مثل ہے نہ کوئی چیز اوسکے مانند ہے اوسکے واسطے کوئی صورت نہین

کمیت کیفیت کو اوسمین کچھ مداخلت نہین جو کمیت کیفیت خیال مین آئے اور دل مین گذرے اوس سے وہ پاک ہے کیونکہ سب صفتین
اوسکی مخلوق ہین اور وہ کسی مخلوق کی صفت پر نہین ہے بلکہ وہم و خیال جو صورت باندہے وہ اوس صورت کا پیدا کرنیوالا ہے
چھوٹائی بڑائی اور مقدار کو اوسمین کچھ دخل نہین یہ چیزین اجسام عالم کی صفتین ہین اور وہ جسم نہین ہے اور اوسے جسم کے ساتہ جوڑ نہین ہے
وہ کسی جگہہ پر ہے نہ کسی جگہہ مین ہو بلکہ اوسکی ذات جگہہ لینے والی چیزون مین نہین اور جو کچھ عالم مین ہے سب عرش کے نیچے اور عرش اوسکی قدرت کے نیچے مسخر ہے
اور وہ عرش پر ہے لیکن اسطرح عرش پر نہین ہے جیسے کوئی جسم کسی جسم کے اوپر ہوتا ہے اسواسطے کہ وہ جسم نہین ہے اور عرش اوسے
اوٹھائے نہین ہے بلکہ عرش اور حاملان عرش سبکو اوسکی قدرت اور مہربانی اوٹھائے ہوئے ہے آج بھی وہ اوسی صفت پر ہے
جسپر عرش پیدا کرنے کے قبل تھا اور ابد تک ایسا ہی رہے گا اسواسطے کہ اوسکی ذات اور صفات مین تغیر اور گردش کو کچھ دخل نہین ہے
اسلیے کہ معاذ اللہ اگر صفات نقصانی کے ساتہ تغیر ہو تو خدائی کے قابل نہوگا اور اگر صفات کمالی کے ساتہ تغیر ہو تو نعوذ باللہ پہلے گویا وہ ناقص
تھا اور اس کمال کا محتاج تھا اور محتاج مخلوق ہوتا ہے خدائی کے لائق نہین ہوتا اور باوصف اسکے کہ سب مخلوق کی صفتونسے وہ پاک ہے مگر اس جہان مین
پہچاننے کے لائق اور اوس جہان مین دیکھنے کے قابل ہے اور جسطرح اس جہان مین بیچون و چگون اوسے پہچانتے ہین اوس جہان مین بیچون اور بیچگون اوسے
دیکھتے ہین کیونکہ وہ دیدار اس جہان کے دیدار کے قسم سے نہین ہے **قدرت** حق تعالی کسی چیز کے مانند نہین ہے ساتہ اسکے
سب چیزون پر قادر ہے اور اوسکی قدرت کمال کے درجے پر ہے کہ کسی طرح کے عجز اور نقصان اور ضعف کا اوسمین گذر نہین بلکہ اوسنے
جو چاہا کیا جو چاہے گا کریگا اور ساتون آسمان ساتون زمین اور عرش و کرسی اور جو کچھ ہے سب اوسکے قبضۂ قدرت مین مغلوب اور
مسخر ہین اوسکے سوا کسیکا کسی چیز پر کچھ اختیار نہین پیدا کرنے مین کوئی اوسکا یار و مددگار نہین **علم** وہ دانا ہے ہر چیز کا جاننے والا ہے
اوسکا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے عرش اعلی سے تحت الثری تک کوئی چیز بغیر اوسکے جانے ہوئے نہین ہوتی اسواسطے کہ سب
چیزین اوسیکے حکم سے ظاہر ہوتی ہین بلکہ میدانون کی ریت اور درختون کے پتون اور دلون کے خطرون اور ہوا کے ذرون کے
عدد اوسکے علم مین ایسے کھلے ہوئے ہین جیسے آسمان کے عدد **ارادت** جو کچھ عالم مین ہے اوسیکے چاہنے اور ارادہ سے ہے
کوئی چیز تہوڑی ہو یا بہت چھوٹی ہو یا بڑی اچھی ہو یا بری گناہ ہو یا عبادت کفر ہو یا ایمان نفع ہو یا نقصان زیادتی ہو یا کمی رنج ہو
یا راحت بیماری ہو یا صحت اوسیکی تقدیر اور مشیت اور حکم سے ہوتی ہے اگر جن آدمی شیطان فرشتے تمام عالم اکٹھا ہو کر عالم مین سے
ایک ذرہ کا ہلانا یا کسی جگہہ کہنا یا اوٹھانا گھٹانا یا بڑہانا چاہین تو بے خدا کے چاہے سب عاجز رہین اور ہرگز کچھ نکر سکین بلکہ بے اوسکے
چاہے کوئی چیز نہین پیدا ہوتی جس چیز کے ہونے پر اوسکی مرضی ہو کوئی اوسے دفع نہین کر سکتا اور جو کچھ تھا اور ہوگا سب اوسکی
تقدیر اور تدبیر سے ہے **سمع و بصر** جسطرح وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے اوسیطرح ہر چیز کا دیکھنے سننے والا ہے دور و نزدیک اوسکی
شنوائی مین برابر ہے تاریکی روشنی اوسکی بینائی مین یکسان ہے اندہیری رات مین چیونٹی کے پاؤن کی آواز سنتا ہے تحت الثری مین
جو کیڑا ہو رنگت اور صورت دیکھتا ہے نہ آنکہہ سے اوسکی بینائی ہے نہ کان سے اوسکی شنوائی ہے اور جسطرح اوسکی سمجھہ تدبیر اور سوچ سے
نہین اوسیطرح اوسکا پیدا کرنا بھی آلہ سے نہین **کلام** اوسکا فرمان سب مخلوقات پر واجب التعمیل ہے جو خبر اوسنے دی وہ سچ ہے

حرام کا مال لیتے اور حیلے اور تاویلین کرتے دیکھے گا دنیا حاصل کرنیمین اوسکی اقتدا کریگا اور صلاحیت کی نسبت ضلالت لوگون مین بہت پہیل جائیگی ایسا عالم جتنا کمتر ہے بہتر ہے خس کم جہان پاک تو آدمی کو یہی اولی وانسب ہے کہ دنیا کو دنیا کے کامون سے طلب کرے اور خدا کا نام خدا ہی کے واسطے لے دین کے کامون سے دنیا تلاش نہ کرے گوہر آبدار مین نجاست نہ بھرے اگر کوئی شخص کہے کہ دنیا کی طرف سے ہمین علم آپ پھیرے گا جیسا اگلے لوگون نے کہا ہے کہ تَعَلَّمْنَا الْعِلْمَ لِغَيْرِ اللهِ فَاَبَى الْعِلْمُ اَنْ يَكُوْنَ اِلَّا لِلّٰهِ یعنی خدا کیواسطے ہمنے علم نہین پڑہا مگر علم ہمین خود خدا کی طرف لیگیا اوسکا یہ جواب ہے کہ وہ کتاب اور سنت اور اسرار راہ آخرت اور حقائق شریعت کا علم تھا جو خود اون لوگون کو خدا کی طرف لیگیا دیکھنا چاہیے کہ رجوع بخدا اون لوگون کے دلون مین تھی دنیا کے لالچ کو وہ لوگ مکروہ جانتے تھے بزرگون کو دیکھتے تھے کہ دنیا سے دُور بہاگتے ہین اون لوگون کو آرزو تھی کہ ایسے بزرگون کی اطاعت اور اقتدا کرین جب علم وہ تھا اور زمانہ ویسا تھا تو لوگ اس بات کے امیدوار ہو سکتے تھے کہ خود علم کی صفت پر ہو جائین گے علم اونکا تابع نہو جائیگا اور جو علم اس زمانے مین پڑہے جاتے ہین مثلاً اپنے مذہب کے خلاف جو علم ہین جیسے فلسفیات انگریزی ناگری وغیرہ اور علم کلام اور قصہ کہانی اور واہی تباہی باتین اور جو علم اس زمانہ مین ہین کہ اپنے تمام علم کو زاغ دنیا کا پھندا بنایا ہے یعنی علم سے حصول دنیا کے سوا کبھی دین کا خیال بھی انکو نہین آیا ہے انکی صحبت اور انسے علم سیکہنا آدمی کو دنیا کی طرف سے ہرگز نہین پھیرتا ہے وَلَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ اگلے لوگون کا حال سُنا ہوا ہے اور اس زمانہ کے علم اور عالمون کا حال دیکھا ہوا ہے اور مصرع شنیدہ کے بود مانند دیدہ + وہ اور یہ برابر نہین ہو سکتا مصرع چہ نسبت خاک را با عالم پاک + ایعزیز دیکہہ تو اس زمانہ کے علما دنیا کے عالم ہین یا دین کے اور لوگون کو انکا حال دیکھکر فائدہ ہوتا ہے یا نقصان یعنی یہ لوگ ہرگز دین کے عالم نہین ہین اور انکے حالات دیکھکر دین کی رو سے خلق کا نقصان ہی ہوتا ہے ہان اگر عالم متقی اور پرہیزگار ہو اور علمار سلف کا متبع اور تابعدار ہو اور ایسے علم پڑہاتا ہو جسمین دنیا کے غرور اور فریب سے ڈرنیکا بیان ہو تو ایسے عالم سے پڑہنا کیسا اوسکی صحبت باعث منفعت ہے بلکہ اوسکی زیارت موجب سعادت ہے آدمی اگر وہ علم سیکھے جو مفید ہوتا ہے تو سبحان اللہ یہ سب کامون سے اولی ہے اور مفید وہ علوم ہین جنسے دنیا کی حقارت اور عقبی کی عظمت کے حالات معلوم ہوتے ہین اور جنسے آدمی آخرت کے منکرون اور دنیا دارون کی نادانی اور حماقت جانتا ہے اور کبر ریا حسد عجب حرص حب دنیا کی آفت اور اونکا علاج پہچانتا ہے یہ علم دنیا کے لالچی کے حق مین بھی ایسا ہے جیسے پیاسے کے حق مین پانی اور بیمار کے حق مین دوا دنیا کا لالچی جب فقہ اور خلاف مذہب جو علم ہے جیسے منطق حکمت وغیرہ اور علم کلام اور علم ادب یعنی جن علمون سے دنیا کی حقارت دل مین نہین آتی ہے پڑہے گا اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بیمار ایسی دوا کہاے جس سے بیماری اور بڑہ جاے اسواسطے کہ یہ علوم اکثر حسد یا فخر عداوت خودآرائی مکر تلاش جاہ و دولت کا تخم دلمین بوتے ہین اور جتنا زیادہ پڑہے اوتنے ہی یہ اوصاف ناپسندیدہ دل مین زیادہ مضبوط ہوتے ہین اگر آدمی ایسے لوگون سے مصاحبت رکھے جو فقیہ ہونے کا دعوی کرتے ہین اور علوم خلاف مذہب مین مشغول رہتے ہین تو ایسا ہو جاتا ہے کہ اگر کبھی اس امر سے
توبہ کرنا چاہے بھی تو اوسپر دشوار ہوتی ہے

تیسری اصل طہارت کے بیان مین

حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَہِّرِیْنَ یعنی اللہ تعالی پاکون کو دوست رکھتا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلطُّہُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ یعنی پاکی نصف ایمان ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے بُنِیَ الدِّیْنُ عَلَی النَّظَافَۃِ یعنی مسلمانی کی بنا پاکی پر ہے تو اے عزیز یہ گمان نکرنا کہ بدن اور کپڑے کی نفاست اور پاکی کی یہ سب تعریف اور فضیلت ہے بلکہ پاکی کے چار درجے مین پہلا درجہ باطن دل کو ماسوی اللہ سے پاک کرنا جیسا حق تعالی نے فرمایا ہے قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْہُمْ اور اس سے مقصود یہ ہے کہ ماسوی اللہ سے جب دل خالی ہوگا تو اللہ کے ساتھ مشغول اور مستغرق ہوگا اور یہی کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی تحقیق ہے اور صدیقون کا کمال درجہ ایمان و تصدیق ہے ماسوی اللہ سے پاک ہونا نصف ایمان ہے یعنی ایمان قالب ہے اور یہ جان ہے جبتک ماسوی اللہ سے پاک دل نہوگا یاد حق سے آراستہ ہونیکے قابل نہوگا دوسرا درجہ حسد تکبر ریا حرص عداوت رعونت وغیرہ اخلاق ناپسندیدہ سے ظاہر دلکو پاک کرنا تاکہ تواضع قناعت توبہ صبر خوف رجا محبت وغیرہ اخلاق پاک و پسندیدہ سے دل آراستہ ہو جاے متقی لوگون کے ایمان کا درجہ ہے اور اخلاق ناپسندیدہ سے دل کو پاک کرنا نصف ایمان ہے تیسرا درجہ غیبت جھوٹ حرام کہانا خیانت کرنا نامحرم عورت کو دیکھنا اور جو گناہ مین اونسے جوارح یعنی ہاتھہ پاؤن وغیرہ ظاہری اعضا کو پاک رکھنا تاکہ اعضا سب کامون مین ادب اور فرمان برداری سے آراستہ ہو جائین یہ زاہدون کے ایمان کا درجہ ہے اور جوارح کو سب حرام چیزون سے پاک رکھنا نصف ایمان ہے چوتھا درجہ کپڑے اور بدن کو نجاست سے پاک رکھنا تاکہ رکوع سجود وغیرہ ارکان نماز سے آراستہ ہون یہ مسلمانون کی پاکی کا درجہ ہے اسواسطے کہ مسلمان اور کافر مین معاملہ کے وقت نماز سے فرق ہوتا ہے اور یہ پاکی بھی نصف ایمان ہے تو معلوم ہوا کہ ایمان کے چارون درجون مین پاکی نصف ایمان ہے اور چونکہ پاکی نصف اول ہے اسوجہ سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بُنِیَ الدِّیْنُ عَلَی النَّظَافَۃِ یعنی دین کی بنا پاکی پر ہے تو بدن اور کپڑے کی طہارت اور پاکیزگی جسکی طرف سب متوجہ ہین اور جسمین سب کوشش اور محنت کرتے ہین اخیر درجہ کی پاکی ہے اوسمین متوجہ ہونیکی وجہ یہ ہے کہ اور سب پاکیون سے یہ آسان ہے اور نفس بھی اس سے خوش ہوتا ہے اور آرام پاتا ہے اور لوگ بھی اس ظاہر کی پاکیزگی کو دیکھتے ہین اور اسی سے آدمی کو زاہد جانتے ہین اسوجہ سے لوگو کو یہ آسان ہوگئی ہے لیکن حسد کبر ریا دوستی دنیا سے دل کی پاکی اور گناہون سے بدن کی پاکی اسمین کچھ نفس کا حصہ نہین ہے یعنی نفس کو کچھ مزہ نہین ہے اور خلق کی آنکھہ اوسپر نہین پڑتی اسلیے کہ یہ باتین خدا کے دیکھنے کی ہین خلق کے دیکھنے کی نہین اسیوجہ سے اُسکی طرف کوئی راغب نہین ہوتا **فصل** طہارت ظاہری اگرچہ اخیر درجہ کی طہارت ہے مگر پھر بھی اسکی بڑی فضیلت ہے بشرطیکہ آداب طہارت بجا لائے وسوسہ اور اسراف کو دخل نہ دے اگر دخل دیا تو وہ طہارت مکروہ ہو جائیگی بلکہ طہارت کرنیوالا گنہگار ہو جائیگا اور یہ فرط احتیاط جو صوفیون کی عادت ہے کہ جرابین چڑہانا چادر سر سے اوڑہنا اور جو پانی یقیناً پاک ہو اوسے اور لوٹے کو دہیان رکھنا کہ کوئی اوسمین ہاتھہ نہ ڈالے یہ سب باتین اچھی ہین جو فقیہ لوگ اِن باتون کا لحاظ نہین رکھتے اونہین صوفیون پر اعتراض کرنا نہ چاہیے مگر ایک شرط ہے

اور صوفیہ کو بھی ہرگز نہ چاہیے کہ فقہا اور اور لوگون پر جو اتنی احتیاط نہین کرتے کچھ اعتراض کرین اسواسطے کہ یہ احتیاط بہتر ہے مگر چند شرطون کے ساتھہ پہلی شرط یہ ہے کہ اوس احتیاط مین اوقات بسر کرنے کے سبب اوکسی بہتر کام سے محروم نرہے اسواسطے کہ اگر کسی کو طلب علم مین مشغول ہونے کی استطاعت ہے یا ایسے تفکر مین مصروف ہونیکی قدرت ہے جو کشف مین زیادتی کا باعث ہو یا ایسے کسب مین متوجہ ہونے کی طاقت ہے جو اپنی ذات یا اہل و عیال کی پرورش کو کفایت کرے جسکی بدولت خلق سے سوال کی نہ حاجت پڑے لوگون کی دست نگری سے بچے اگر احتیاط طہارت مین اوقات بسر کرنا اوسے ان باتون سے محروم رکھتا ہو تو اوسے ایسی احتیاط کرنا نہ چاہیے اسواسطے کہ یہ امور احتیاط طہارت سے زیادہ ضرور مین اسیوجہ سے صحابہ کبار رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین ایسی احتیاطون کی طرف مصروف نہین ہوئے اسواسطے کہ وہ لوگ جہاد اور کسب معاش اور طلب علم اور اور ضروری کامون مین مشغول تھے اسیوجہ سے ننگے پاؤن چلتے تھے زمین پر نماز پڑہتے تھے خاک پر بیٹھتے تھے کہانا کہاکر تلوون مین ہاتہہ ملتے تھے گہوڑے اونٹ وغیرہ کے پسینے سے پرہیز نہ کرتے تھے دل کی پاکی مین کوشش بہت کرتے تھے بدن کی صفائی نہ کرتے تھے اگر کوئی اس صفت کا آدمی ہو تو صوفیون کو اوسپر اعتراض کرنا نہین پہونچتا اور جو شخص سستی اور کاہلی سے یہ احتیاط نہ کرے اوسے اہل احتیاط پر اعتراض کرنا نہین پہونچتا کہ احتیاط نہ کرنے سے احتیاط کرنا بہتر ہے دوسری شرط یہ ہے کہ اپنے تئین ریا اور رعونت سے بچائے رکہے اسواسطے جو ایسی احتیاط کرتا ہے وہ ہمہ تن زبان ہوکر پکارتا پھرتا ہے کہ مین زاہد ہون اپنے تئین ایسا پاک رکھتا ہون اور اوسے اس بات مین عزت اور شرف حاصل ہوتا ہے اگر زمین پر پاؤن رکھتا ہے یا اور کسیکے لوٹے سے طہارت کرتا ہے تو ڈرتا ہے کہ مین لوگون کی نگاہ سے گرجاونگا اوسے چاہیے کہ اپنے تئین آزمائے لوگون کے سامنے زمین پر پاؤن رکہے مباح کی راہ اختیار کرے اپنے باطن مین احتیاط کا تدارک کرے اگر اوسکا نفس اس بارہ مین کچہ نزاع کرے تو سمجہ جائے کہ ریا کی آفت نے اوسمین دخل پایا ہے اوسوقت اوسپر واجب ہوجاتا ہے کہ ننگے پاؤن پھرے او زمین پر نماز پڑہے اور احتیاط سے ہاتہہ اوٹھائے اسواسطے کہ ریا حرام ہے اور احتیاط سنت ہے جب ریا سے بے احتیاط چھوڑے نہین بچ سکتا تو اوسپر احتیاط چھوڑ دینا واجب ہے تیسری شرط یہ ہے کہ احتیاط کو اپنے اوپر فرض نہ کرے ترک احتیاط جو مباح ہے کبھی کبھی اوسکی راہ بھی چلے چنانچہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مشرک کے برتن سے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے ایک ترسا عورت کے برتن سے طہارت کی ہے اور ان لوگون نے اکثر اوقات خاک پر نماز پڑہی ہے اور جو کوئی سونیکے واسطے زمین پر کچہ نہ بچھاتا تھا اوسکی بڑی تعظیم فرماتے تھے تو جو کوئی ان لوگون کی خصلت ملازمہ سعادت کو چھوڑ دیگا اوسکا نفس ان حضرات کی اطاعت کو قبول نہ کریگا تو یہ امر اس بات پر دلیل ہے کہ اوسکے نفس نے اس احتیاط مین عزت اور لذت پائی ہے اب اوسے اس احتیاط سے ہاتہہ کھینچنا مشکل ہوگا چوتھی شرط یہ ہے کہ جس احتیاط سے مسلمانون کے دلکو رنج پہونچے اوسے چھوڑ دے اسواسطے کہ مسلمانون کے دلکو رنج دینا حرام اور ترک احتیاط حرام نہین ہے جیسے کوئی سلام مین ہاتہہ ملانیکا قصد کرے یا معانقہ کرنا چاہے اور اوسکے بدن مین پسینا ہو اور دوسرا شخص اپنا بدن سمیٹے اور بچائے تو یہ حرام ہے بلکہ خلق کرنا او مسلمانون سے ملنا ہزار احتیاطون سے بہتر اور مبارک اور افضل ہے اسیطرح اگر کوئی کسی کی جانماز پر پاؤن رکھنا چاہے

یا کسی کے لوٹے سے طہارت کرنا چاہے یا برتن مین پانی پینا چاہے تو اوسے منع کرنا اور اپنی کراہیت ظاہر کرنا نہ چاہیے اسواسطے کہ
ایکبار جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات نے آب زمزم طلب فرمایا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ ﷺ اسمین بہت لوگون نے ہاتھ ڈالے ہین اور گھنگھولا ہے ٹھہریے مین خاص ڈول آپ کے واسطے منگا کر پانی کھینچے دیتا ہون
آپ نے فرمایا کہ نہین مین مسلمانون کے ہاتھ کی برکت کو دوست رکھتا ہون اکثر پڑے ہوئے جاہل ان باتون کو نہین پہچانتے اور
جو شخص احتیاط نکرے اوس سے اپنے تئین بچاتے ہین اور اوسے رنجیدہ کرتے ہین اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ اونکے ماں باپ اور رفیق حبیب
اونکا لوٹا یا کپڑا لینے کو ہاتھ بڑہاتے ہین تو وہ سخت کلام کہہ بیٹھتے ہین اور یہ سب حرام ہے اور جو احتیاط کہ واجب نہین ہے اوسکے سبب سے
یہ امور کیونکر درست ہوجاوین اور اکثر یہ ہوتا ہے کہ جو لوگ ایسی احتیاط کرتے ہین اونکے دماغ مین تکبر پیدا ہوجاتا ہے لوگون پر یہ احسان
جتاتے ہین کہ ہم ایسی احتیاط عمل مین لاتے ہین اور اپنے تئین لوگون سے بچا کر اونہین رنج دینا غنیمت جانتے ہین اور اپنی پاکیزگی کا
حال لوگون سے بیان کرکے اپنا فخر ظاہر کرتے ہین اور اونکو بدنام کرتے ہین صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم جس آسان طریقہ پر چلتے تھے
اوسے اختیار نہین کرتے جو شخص فقط پتھر سے استنجا کرے تو اس فعل کو گناہ کبیرہ سمجھتے ہین اور یہ سب برے اخلاق ہین اور جس شخص سے
وقوع مین آوین اوسکی نجاست باطنی پر دلیل ہین دلکو ایسی خبیث عادتون سے پاک رکھنا فرض ہے کہ یہ سب امور ہلاکت کے باعث ہین
اور ان باتون سے باز رہنا ہلاکت کا موجب نہین ہے پانچوین شرط یہ ہے کہ کھانے پینے کی چیز مین اور بات کرنے مین بھی اس احتیاط
کو نگاہ رکھے کہ یہ بہت ہی ضرور ہے اور جب ضروری امر سے ہاتھ روکا یعنی اوسے نہ کیا تو یہ اس بات پر دلیل ہے کہ اور باتون مین
یہ احتیاط فقط رعونت کے واسطے ہے یا محض عادت ہے جیسے کوئی شخص کھانا تو تھوڑی سی بھوک مین کھاتا ہے اسمین تو کچھ بھی احتیاط
نہین کرتا پھر احتیاط سوجھتی ہے کہ جب تک ہاتھ منہ نہین دہوتا نماز نہین پڑہتا اتنا نہین جانتا کہ جو چیز نجس ہو اوسکا کھانا حرام ہے
اگر نجس ہے تو بلا ضرورت کیون کھاتا ہے اگر پاک ہے تو ہاتھ کیون دہوتا ہے پھر جب ہاتھ منہ دہویا تو جس کپڑے پر عوام الناس بیٹھتے
ہین اوسپر نماز نہین پڑہتا نہین معلوم کہ عوام الناس کے گھر کا پکا کھانا کیون چکھہ جاتا ہے اسمین احتیاط کو کیون نہین کام فرماتا ہے
حالانکہ لقمہ کی پاکی مین احتیاط بہت ہی ضرور ہے اور اکثر ایسے لوگ بازاریون کے گھر مین اون ہی کے گھر کا پکا کھانا تو نوش
کر جاتے ہین اور اون لوگون کے کپڑے پر نماز نہین پڑہتے یہ باتین احتیاط مین سچے ہونے کی دلیل نہین ہین چھٹی شرط یہ ہے کہ اپنی
احتیاط کو منہیات اور منکرات کے ساتھ نہ ادا کرے مثلاً تین بار سے زیادہ طہارت کرے کہ چوتھی بار منع ہے یا طہارت مین دیر لگائے
کہ کوئی مسلمان اوسکا منتظر رہے یہ نہ چاہیے یا پانی بہت بہائے یا اول وقت سے تاخیر کرکے نماز پڑہے یا امام ہو کر جماعت کو
انتظار مین رکھے یا کسی مسلمان سے کسی کام کا وعدہ کیا ہو اور اوسے دیر ہوتی ہو یا اوس سبب سے اوس مسلمان کے کسب اور
کمائی کا وقت ضائع ہوتا ہو یا اوسکے عیال واطفال تباہ ہوتے ہون ایسے کام اوس احتیاط کی وجہ سے جو فرض نہین ہے درست
نہین ہوجاتے یا مسجد مین اپنا مصلے اسواسطے بہت پھیلائے کہ اور کسیکا کپڑا اوسکے نہ چھو جاے اسمین تین چیزین ممنوع ہین ایک تو یہ
کہ مسجد کا ایک ٹکڑا اور مسلمانون سے غصب کیا اور چھین لیا حالانکہ اوسکا حق سجدہ کرنے بھر کی جگہہ سے زیادہ نہ تھا دوسری یہ کہ اسی صف

جسمین بہت لمبا چوڑا مصلہ بچھا ہو ملی ہوئی نہین ہو سکتی اور سنت یہ ہے کہ کاندہے سے کاندہا ملا رہے تیسری یہ کہ مسلمان سے
ایسا پرہیز کرتا ہے جیسا کتے اور ناپاکیون سے اور یہ نہ چاہیے اور ایسے منکرات بہت ہین کہ بڑے جاہل احتیاط کے سبب سے
اونکے مرتکب ہوتے ہین اور اونہین منہیات اور منکرات نہین جانتے **فصل** اے عزیز جب تو نے یہ جان لیا کہ طہارت ظاہر طہارت
باطن سے جدا ہے اور باطن کی طہارتین تین ہین ایک گناہون سے اعضاے ظاہری کی طہارت دوسری اخلاق بد سے طہارت دل کی
طہارت تیسری ماسوی اللہ سے باطن دل کی طہارت تو اب جان تو کہ طہارت ظاہری کی بھی تین قسمین ہین ایک نجاست سے
طہارت دوسری حدث و جنابت سے طہارت تیسری بدن مین فضول چیزین جو بڑہتی ہین اونسے طہارت مثلاً ناخون بال وغیرہ
پہلی قسم یعنی نجاست سے طہارت اے عزیز جان تو کہ حق سبحانہ تعالی نے جمادات کی قسم سے جتنی چیزین پیدا کی ہین وہ سب پاک ہین
مگر شراب جو مستی لائے تھوڑی ہو یا بہت سب ناپاک ہے اور جتنے جانور ہین سب پاک ہین مگر کتا اور سور اور جو جانور مر جائے ناپاک ہے
مگر آدمی اور مچھلی اور ٹیڑی اور جن جانورون کے بدن مین بہتا ہوا لہو نہو جیسے مکھی بچھو مکھی اور وہ کیڑے جو اناج مین پیدا ہوتے ہین
اور جو چیز جانورون کے درون مین مستحیل اور متغیر ہو گئی ہو سب نجس ہے مگر وہ چیز جو جانورون کی اصل اور تخم ہے جیسے منی اور مرغ کا
انڈا اور ریشم کا کیڑا اور جو چیز مستحیل اور متغیر نہوئی ہو وہ پاک ہے جیسے پسینا اور آنسو اور جو چیز ناپاک ہے اوسکے ساتھ نماز درست نہین
مگر پانچ قسم کی نجاست دشواری کے سبب سے معاف ہے ایک تین پتھر یا ڈہیلے لینے کے بعد براز کا جو اثر باقی رہ جائے بشرطیکہ اپنے
مقام سے پھیلا ہوا نہو دوسری شاہ راہ کی کیچڑ گو اوسمین یقینی نجاست دکھائی دے لیکن شاہ راہ کی کیچڑ اوسیقدر معاف ہے جس سے
آدمی اپنی تئین بچا نہ سکے یہ نہین کہ آدمی کیچڑ مین گر پڑے یا ہاتھی گھوڑا وغیرہ کیچڑ سے کپڑونکو خراب کردے کہ یہ امور نادر ہین اور اتنی کیچڑ معاف
نہین ہے تیسری وہ نجاست جو موزہ مین لگ جاے مگر اوسیقدر جس سے بچنا ممکن نہو اگر موزہ کو زمین پر رگڑ ڈالا اور اوسے پہنے
نماز پڑہی تو معاف ہے چوتھی پسو کا لہو جو کپڑے پر لگا ہو تھوڑا ہو یا بہت معاف ہے گو پسینا بھی آیا ہو پانچوین مرغی یا ملہی یا کل
جو چھوٹے چھوٹے دانون سے نکلے معاف ہے اسواسطے کہ آدمیکا بدن اس سے خالی نہین ہوتا اسیطرح جو صاف رطوبت بالکل
کے دانون سے نکلے وہ بھی معاف ہے لیکن جو بڑا دانہ ہو اور اوس سے پیپ نکلے اوسکا پھوڑے کا سا حال ہے اور وہ کم ہوتا ہے
اوسکا دہونا واجب ہے اگر دہونیکے بعد اوسکا کچھ اثر باقی رہے تو امید ہے کہ معاف ہو اگر کسینے فصد کھلوائی ہو یا کسیکے زخم لگا ہو
تو اوسکے خون کو دہونا چاہیے اگر کچھ رہ جاے اور دہونے مین خطرہ ہو تو وہ نماز قضا کرنا چاہیے کہ یہ عذر نادر اور کم ہوتا ہے **فصل** جو جگہ
نجس ہو اور ایک بار اوسپر پانی بہجائے تو پاک ہو جاتی ہے لیکن اگر عین نجاست ہو تو اوسے دہونا چاہیے تاکہ عین اور جرم نجاست
زائل ہو جائے اور اگر دہویا اور ملا اور کئی بار اوسے ناخون سے کہرچا اور باینہمہ اوسکی رنگت اور بو باقی رہے تو پاک ہے اور جو پانی حقتعالے
نے پیدا کیا ہے خود پاک ہے اور دوسری چیز کا پاک کرنیوالا ہے مگر چار طرح کا پانی ایک وہ پانی جس سے ایکبار حدث دور کیا ہو یہ خود
پاک ہے اور کو نہین پاک کرتا دوسرا وہ پانی جس سے نجاست دور کی ہو وہ نہ خود پاک ہے نہ اور کا پاک کرنیوالا ہے لیکن اوسکا رنگ
اور مزہ اور بو اگر نجاست کی وجہ سے نہ بدلا ہو تو پاک ہے تیسرا وہ پانی جو اڑہائی سو من سے کم ہو اور اوسمین نجاست پڑ جاے اگرچہ متغیر نہوا ہو

تو بھی نجس ہا جب اور اگر وہ پانی سو من ہے یا زیادہ ہے تو نجاست پڑنے سے جبتک متغیر نہو جاے ناپاک نہین ہوتا جو تھا وہ پانی جسکا رنگ
اور مزہ او بو اوس پاک چیز کے سبب سے بدل جائے جس سے اوس پانی کو بچا سکتے ہون جیسے زعفران صابون اشنان آٹا وغیرہ
یہ پانی پاک ہے پاک کرنیوالا نہین ہے لیکن اوسمین اگر کچہ یون ہی تغیر ہوا ہو تو پاک کرنیوالا بھی ہے **دوسری قسم** طہارت حدث سے اسمین
پانچ چیزین جاننا چاہیے پاخانہ پھرنے پیشاب کرنیکے آداب استنجا کرنیکے آداب وضو کے آداب غسل کے آداب تیمم کے آداب **فصل**
پاخانہ جانیکے آداب کے بیان مین اگر آدمی صحرا مین ہو تو چاہیے کہ لوگون کی نگاہ سے دور ہو جاے اور ممکن ہو تو دیوار کی آڑ مین جاے
اور بیٹھنے سے پہلے شرمگاہ نکھولے اور آفتاب ماہتاب کیطرف منہ نہ کرے اور قبلہ کیطرف منہ اور پیٹھہ نکرے لیکن اگر پاخانہ مین ہو تو
درست ہے مگر اولے یہ ہے کہ قبلہ داہنی یا بائین طرف رہے جہان لوگ جمع ہوتے ہون وہان نہ پاخانہ پھرے نہ پیشاب کرے پانی مین
کھڑے ہوکر پیشاب نہ کرے میوہ دار درخت کے نیچے اور کسی بل مین نہ پاخانہ پھرے نہ پیشاب کرے سخت زمین پر اور ہوا کے رخ پیشاب
نہ کرے تاکہ اوسپر چھینٹین نہ پڑین اور بے عذر کھڑے کھڑے پیشاب نہ کرے جہان لوگ وضو یا غسل کرتے ہون وہان پیشاب نہ کرے اور
بائین پاؤن پر زور دیکر بیٹھے جب پاخانے جانے لگے تو بایان پاؤن پہلے رکھے جب باہر آنے لگے تو داہنا پاؤن پہلے رکھے اور جس
چیز مین خدا کا نام ہو اوسے اپنے ساتھہ نہ لیجاے اور پاخانہ پیشاب کو ننگے سر نہ جائے پاخانہ جانے کے وقت کہے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ
الرِّجْسِ النَّجِسِ الْخَبِيْثِ الْمُخْبِثِ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ جب باہر نکلے تو کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّیْ مَا يُؤْذِيْنِیْ وَاَبْقٰی فِیْ
جَسَدِیْ مَا يَنْفَعُنِیْ **فصل** استنجا کرنیکے بیان مین چاہیے کہ تہر کے تین ٹکڑے یا مٹی کے تین ڈہیلے پاخانہ پھر چکنے سے پہلے
درست کر رکھے جب فارغ ہو تو بائین ہاتھہ مین لیکر پاخانہ کے مقام کے قریب پاک جگہہ پر رکھکر کھسکالے اور نجاست کے مقام پر لاکر
اوسے پھیرے اور نجاست پونچھے دوسری جگہہ نجاست نہ پھرنے پائے اسطرح تین ڈہیلے کام مین لائے اگر پاک نہو تو دو ڈہیلے اور لے
تاکہ طاق ہو جاوین پھر تہر کا ایک بڑا ٹکڑا یا ایک بڑا ڈہیلا داہنے ہاتھہ مین لے اور آلۂ تناسل بائین ہاتھہ سے پکڑے اور اس تہر یا ڈہیلے پر تین بار
تین جگہہ اوسکا سر رگڑے یا دیوار پر تین جگہہ تین بار رکھے اور بائین ہاتھہ سے ہلائے داہنے ہاتھہ سے نہین اگر اتنے ہی پر قناعت کرے
تو پاکی کے واسطے کفایت کرتا ہے لیکن اولے یہ ہے کہ ڈہیلے اور پانی دونون سے استنجا کرے اگر پانی لینا منظور ہے تو اوس جگہہ سے
اوٹھکر دوسری جگہہ جاے تاکہ اوسپر پانی نہ اوڑے داہنے ہاتھہ سے پانی ڈالے بائین ہاتھہ سے ہتیلی تک اسقدر ملے کہ یہ معلوم ہو جاے
کہ اب نجاست کا کچہ اثر نہین باقی رہا جب یہ معلوم ہو جاے تو بہت پانی نہ بہائے اور ملنے مین بہت زور نکرے کہ پانی اندر پہونچ جاے لیکن
آبدست کے وقت اپنے تئین ڈہیلا رکھے اور اسطرح آبدست لینے مین جہان پانی نہ پہونچے وہ باطن بدن ہے اوسکو نجاست کا حکم نہین ہے
وسواس نہ کرنا چاہیے اسطرح قطرہ جھاڑنے مین تین بار ذکر کے نیچے ہاتھہ لیجائے اور تین بار جھٹکے اور تین قدم چلے اور تین مرتبہ کھنکھارے
اس سے زیادہ اپنے تئین تکلیف ندے کہ وسواس پیدا ہوگا اور اگر ایسا کر چکا اور ہر بار معلوم ہوتا ہے کہ استنجا کرنیکے بعد تری ظاہر ہوئی
تو ویسی ہی میانی پر پانی ڈال لے کہ وہ تری پانی کی معلوم ہوا سو اسلیئے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے وسواس دور کرنے کو ایسا ہی
فرمایا ہے جب استنجا کر کے فارغ ہو تو دیوار یا زمین پر ہاتھہ ملے پھر دہوئے تاکہ کچہ بو نہ باقی رہے اور استنجا کرنیکے بعد یہ کہے

اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِیْ مِنَ النِّفَاقِ وَحَصِّنْ فَرْجِیْ مِنَ الْفَوَاحِشِ **فصل** کیفیت وضو کے بیان مین جب استنجا کر کے فارغ ہو تو مسواک
کرے اور داہنی طرف سے شروع کرے پہلے اوپر کے دانتون مین مسواک کرے پھر نیچے کے دانتون مین بعدہ بائین طرف اسیطرح مسواک
کرے پھر دانتون کی اندر کی جانب اسی ترتیب سے مسواک کرے پھر زبان اور تالو مین مسواک کرے اور مسواک کرنا بہت فضیلت رکھتا ہے
کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ مسواک کر کے ایک نماز پڑہنا بیمسواک کی ستر نماز پڑہنے سے افضل ہے اور مسواک کرنیکے وقت یہ نیت اور
خیال کرے کہ خدا تعالی کے ذکر کا رستہ صاف کرتا ہون اور جب وضو ٹوٹ جائے تو اوسیوقت پھر وضو کرلے کہ رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تہے اور جب وضو کرے تو مسواک کرنے سے نہ محروم رہے اور اگر وضو نہ کرے اور اسوجہ سے کہ بے کلی کیے
سو گیا تھا دیر تک منہ بند کیے چپکا بیٹھا رہا یا بو دار کوئی چیز کہائی اور ان وجہون سے اوسکی منہ کی کیفیت بدل گئی تو مسواک کرنا سنت
ہے جب مسواک سے فارغ ہو تو بلندی پر قبلہ رو بیٹھے اور بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ
وَاَعُوْذُ بِکَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ کہے اور تین بار دونون ہاتھ دہوئے اور کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ الْیُمْنَ وَالْبَرَکَۃَ وَاَعُوْذُ
مِنَ الشُّؤْمِ وَالْھَلَکَۃِ اور نماز مباح ہونے اور حدث دور کرنے کی نیت کرے اور جبتک منہ دہوئے نیت کا دہیان رکہے
پھر تین بار کلی کر کے غرغرہ کرے اگر روزہ دار ہو تو غرغرہ نہ کرے اور کہے اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَتِلَاوَۃِ کِتَابِکَ
پھر تین بار ناک مین پانی ڈالے اور جہنکے اور کہے اَللّٰھُمَّ اَرِحْنِیْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ وَاَنْتَ عَنِّیْ رَاضٍ پھر تین بار منہ دہوئے اور
کہے اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ وَجْھِیْ بِنُوْرِکَ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہُ اَوْلِیَائِکَ اور جو بال چہرہ پر ہین اونکی جڑون کو پانی پہونچ جائے اگر
ڈاڑہی مین بہت بال ہین اور گہنے ہین تو ڈاڑہی پر پانی بہائے اور بالون مین اونگلیون سے خلال کرے اسیکا نام تخلیل ہے منہ کی حد
کانون سے گوشۂ پیشانی تک چہرہ کی حد ہے اور آنکھ کے کوئے کو اونگلی سے پاک کرے کہ جو کچھ سرمہ وغیرہ کا اثر ہو وہ نکل جائے
پھر داہنا ہاتھ آدہے بازو تک تین دفعہ دہوئے اور جسقدر بازو کے نزدیک تک دہوئیگا بہتر ہوئیگا اور کہے اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ کِتَابِیْ
بِیَمِیْنِیْ وَحَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا پھر اسیطرح بایان ہاتھ دہوئے اگر ہاتھ مین انگوٹھی ہو تو اوسے جنبش دیدے کہ اوسکے نیچے پانی
پہونچ جائے اور کہے اَللّٰھُمَّ اَعُوْذُ بِکَ اَنْ تُعْطِیَنِیْ کِتَابِیْ بِشِمَالِیْ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ ظَھْرِیْ پھر دونون ہاتھ تر کر کے اونگلیان
ملا کر سر پر اگلی طرف رکہے اور گدی تک لیجائے پھر وہان سے اپنے مقام پر پھیر لائے تاکہ بالون کے دونون رخ تر ہو جائین اور یہ
ایکبار مسح ہوا اسیطرح تین بار کرے اسطور پر کہ ہر بار پورے سر کا مسح ہو جائے اور کہے اَللّٰھُمَّ غَشِّنِیْ بِرَحْمَتِکَ وَاَنْزِلْ عَلَیَّ مِنْ
بَرَکَاتِکَ وَاَظِلَّنِیْ تَحْتَ عَرْشِکَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّکَ پھر دونون کانون کا مسح کرے اور تین بار کانون کے گہونگہے مین انگلی
ڈالے اور انگوٹھے کان کی پشت پر اوتارے اور کہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ پھر گردن کا
مسح کرے اور کہے اَللّٰھُمَّ فُکَّ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ السَّلَاسِلِ وَالْاَغْلَالِ پھر داہنا پاؤن آدہی پنڈلی تک تین بار
دہوئے اور بائین ہاتھ کی چہنگلیا سے پاؤن کی اونگلیون مین تلوون کی طرف سے خلال کرے اور داہنے پاؤن کی چہنگلیا کیطرف
سے خلال شروع کرے اور بائین پاؤن کی چہنگلیا پر تمام کرے اور کہے اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِیْ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ فِی النَّارِ پھر اسیطرح

کہ شیطانون کے منتشر ہونیکا وقت ہے اور جب گرم مکان مین جاے تو آتش دوزخ کو یاد کرے اور ایک ساعت سے زیادہ نہ بیٹھے تاکہ سمجھے کہ دوزخ سے یہ خانہ نہین کیونکر رہے گا بلکہ عقلمند وہ شخص ہے کہ جو کچھ دیکھے آخرت کا حال یاد کرے اگر اندھیرا دیکھے تو قبر کی سیاہی اور تاریکی یاد کرے اگر سانپ دیکھے تو دوزخ کے سانپ یاد کرے اگر بری صورت دیکھے تو منکر نکیر اور دوزخ کے فرشتون کو یاد کرے اگر بری آواز سنے تو نفخہ صور یاد کرے اگر ذلت و عزت دیکھے تو قیامت کے دن کا مردود ہونا اور مقبول ہونا یاد کرے یہ باتین تو موافق شرع کے سنت ہین اور طبیبون نے کہا ہے کہ ہر مہینے مین ایکبار چونے کا استعمال مفید ہوتا ہے اور جب حمام سے باہر نکلنے لگے تو ٹھنڈا پانی پاون پر ڈالے تاکہ نقرس کی بیماری سے محفوظ رہے اور درد سر نہ اوٹھے اور ٹھنڈا پانی سر پر نہ ڈالے اور گرمی کے دنون مین حمام سے نکلے اور سو رہے تو یہ شربت اور دوا کا کام کریگا

فصل فضلات بدن سے دوسری طرح کی بھی پاکی ہے اور فضلات سات چیزین ہین ایک سر کے بال اونکا منڈوانا اولی اور پاکی سے نزدیکتر ہے لیکن صاحبان شرف کو بال رکھنا درست ہے اور تھوڑے بال مونڈنا اور لشکریون کیطرح بال پراگندہ چھوڑ دینا مکروہ ہے اور اس فعل کی ممانعت ہے دوسرے مونچھون کے بال لب کے برابر کر دینا سنت ہے اور چھوڑ دینا منع ہے تیسرے بغل کے بال ہر چالیس دن مین اوکھاڑنا سنت ہے نہین تو مونڈنا بہتر ہے کہ اذیت نہو چوتھے موے زہار اونکو مونڈنے سے یا نورے سے دور کرنا سنت ہے اور چاہیے کہ چالیس دن سے زیادہ بڑہنے ندے پانچوین ناخن کاٹنا تاکہ اون مین میل نہ جمے اگر میل اکھٹا ہوگا تو طہارت نہ زائل ہوگی اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گروہ کے ہاتھہ مین میل جمع دیکھا فرمایا کہ ناخن کاٹ ڈالو اور نماز قضا کرنیکا حکم نہ فرمایا اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب ناخن بڑہجاتے ہین تو شیطان کے بیٹھنے کی جگہہ ہو جاتی ہے چاہیے کہ اوس اونگلی سے ناخن کاٹنا شروع کرے جو اونگلی بزرگ اور بہتر ہو اور پاون سے ہاتھہ افضل ہے اور بائین سے داہنا اولی ہے اور کلمہ کی اونگلی اور اونگلیون سے متبرک اور افضل ہے تو چاہیے کہ اوسی سے ناخن کاٹنا شروع کرے اور اوسکے داہنی طرف کا کاٹتا چلے حتی کہ پھر اوسی اونگلی تک پہونچے اور دونون ہاتھونکی اونگلیونکے سرے ملاکر حلقے کے مانند فرض کرے تو داہنے ہاتھہ کے کلمہ کی اونگلی سے شروع کرے اور چھنگلیا تک کاٹتا چلا جاے پھر بائین ہاتھہ کی چھنگلیا سے شروع کرے اور پانچوین ناخن کاٹکر داہنے ہاتھہ کے انگوٹھے پر ختم کرے چھٹے ناف کاٹنا اور یہ پیدا ہونیکے وقت ہوتا ہے ساتوین عورتون اور مردونکا ختنہ کرنا

فصل داڑہی اگر لنبی ہو تو ایک مشت چھوڑکر باقی کتر ڈالنا درست ہے تاکہ حد سے تجاوز نکرے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے اور تابعین کے ایک گروہ نے ایسا ہی کیا ہے اور ایک گروہ نے کہا ہے کہ داڑہی کو چھوڑ دینا چاہیے الغرض جاننا کہ داڑہی مین دس چیزین مکروہ ہین ایک تو سیاہ خضاب کرنا اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا کہ سیاہ خضاب دوزخیون اور کافرون کا ہے اور سیاہ خضاب پہلے فرعون نے کیا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آخیر زمانہ مین لوگ ہونگے کہ سیاہ خضاب کرینگے وہ جنت کی بو نہ سونگہینگے اور حدیث مین آیا ہے کہ وہ بوڑہا سب بوڑہون سے بدتر ہے جو اپنے تئین جوانون کے مشابہ بنائے اور بہترین جوان وہ جوان ہے جو اپنے تئین بڈہون کے مانند بنائے اور اس ممانعت کا یہ سبب ہے کہ سیاہ خضاب بری غرض سے بناوٹ اور فریب ہے دوسرے خضاب سرخ اور زرد اگر غازی لوگ یہ خضاب کرین تاکہ کافر اونپر دلیر نہو جائین اور انہین ضعیف اور بوڑہا سمجھکر

نہ دیکھین تو یہ خضاب سنت ہے اور اسی غرض سے بعض عالمون نے سیاہ خضاب بھی کیا ہے اگر یہ غرض نہو تو ہرطرح کا خضاب فریب ہے اور درست نہین ہے تیسرے ڈاڑہی کو گندہک سے سفید کرنا تاکہ لوگ سمجھین کہ یہ بوڑہا ہے اور بہت عزت کرین اسیکو سمجھنا حماقت ہے اسواسطے کہ عظمت اور عزت علم اور عقل سے ہوتی ہے بوڑہاپے اور جوانی سے نہین ہوتی حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ نے جب انتقال فرمایا تو آپ کے بالون مین بیس بال سے زیادہ سفید نتھے چوتھے داڑہی کے سفید بال چننا اور بوڑہاپے سے ننگ و عار رکھنا اور یہ امر ایسا ہے جیسے خدا کے دیے نور سے ننگ و عار کرنا اور یہ امر نادانی سے ہوتا ہے پانچوین ہوس اور سودائے خام سے ابتدائے جوانی مین داڑہی کے بال اوکھاڑنا اور منڈوانا تاکہ بیرشیون کی ایسی صورت معلوم ہو یہ بھی نادانی سے ہوتا ہے اسواسطے کہ حق تعالے کے فرشتے ہین کہ اونکی یہ تسبیح ہے سُبحَانَ مَن زَیَّنَ الرِّجَالَ بِاللُّحیٰ وَالنِّسَاءَ بِالذَّوَائِبِ یعنی وہ خدا پاک ہے جسنے مردونکو ڈاڑہی سے اور عورتون کو گیسو سے آراستہ فرمایا چھٹے کبوتر کی دم کیطرح ڈاڑہی کو ترشنا کہ عورتون کو اچھا معلوم ہو اور اونکی طرف رغبت کرین ساتوین سر کے بالون سے ڈاڑہی مین بڑہانا اور یہ ہنرگارون کی عادت کے خلاف زلفونکو کان کی لو سے نیچے چھوڑ دینا آٹھوین ڈاڑہی کی سیاہی یا سفیدی کو نظر تعجب سے دیکھنا اسواسطے کہ خدا اوس شخصکو دوست نہین رکھتا جو اپنی تئین تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہے نوین لوگونکے دکھانیکو کنگھی کرنا ادای سنت کی نیت سے نکرنا دسوین اپنا زہد جتانیکو ڈاڑہی کو پراگندہ اور اولجھائے رکھنا تاکہ لوگ جانین کہ وہ خود ڈاڑہی مین کنگھی کرنیکی طرف نہین مشغول ہوتا ہے اور مقصد احکام طہارت بس مین ہے

چوتھی اصل نماز کے بیان مین

اے برادر اس بات کو معلوم کر کہ نماز اسلام کا ستون اور دین کی بنیاد اور بنا ہے اور سب عبادتون کی سردار اور پیشوا ہے جو شخص پانچون فرض نمازین مع شرائط وقت پر ادا کیا کرے اوسکے واسطے عہد باندہا گیا ہے کہ وہ خدا کی حمایت اور امان مین رہے گا گناہ کبیرہ سے آدمی جب باز رہا تو جو اور گناہ صغیرہ اوس سے سرزد ہونگے یہ پانچون نمازین اوسکا کفارہ ہونگی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ان پانچون نمازون کی مثل ایسی ہے جیسے کسی کے دروازے پر شفاف پانی کی نہر بہتی ہو اور وہ پانچ بار روز اوسمین نہاتا ہو یہ فرما کر آپ نے پوچھا کہ جو شخص پانچ بار روز نہاتا ہو اوسکے بدن پر کچھ میل رہنا ممکن ہے لوگون نے عرض کیا کہ نہین آپنے فرمایا کہ جسطرح پانی میل کو دور کرتا ہے اوسیطرح یہ پانچ نمازین گناہون کو دور کرتی ہین اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز دین کا ستون ہے جسنے اسے چھوڑا اوسنے اپنے دین کو ویران کیا جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کونسا کام سب کامون سے فاضلتر ہے آپنے فرمایا کہ وقت پر نماز پڑہنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز جنت کی کنجی ہے اور آپنے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالی نے توحید کے بعد اپنے بندون پر نماز سے زیادہ محبوب تر کوئی چیز فرض نہین کی ہے اگر کسی چیز کو نماز سے زیادہ دوست رکھتا تو فرشتونکو اوس چیز مین مشغول کرتا اور فرشتے ہمیشہ نماز ہی مین رہتے ہین کچھ فرشتے رکوع مین رہتے ہین کچھ سجود مین کچھ قیام مین کچھ قعود مین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے ایک نماز بھی عمداً ترک کی وہ کافر ہو گیا

یعنی اس بات کے قریب ہوگیا کہ اوسکی اصل ایمان مین خلل آجاوے جیسے لوگ کہتے ہین کہ جنگل مین جس کسیکا پانی ضایع ہوا وہ ہلاک ہوا یعنی خطر مین پڑنیکے قریب ہوگیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن پہلے نماز کو دیکھینگے اگر تمام انکے ساتھ پوری ہے تو قبول کرینگے اور اور اعمال اوسکے تابع ہونگے جیسے ہونگے قبول ہوجاوینگے اور اگر معاذ اللہ نماز ہی ناقص ہے تو اور سب اعمال میت اوسکے منہ پر پہیر مارینگے اور جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اچھی طرح طہارت کرکے نماز پڑہتا ہے اور پورا رکوع سجود بجالاتا ہے اور دل سے عاجزی اور فروتنی کرتا ہے اوسکی نماز سفید اور روشن عرش تک جاتی ہے اور نماز پڑہنے والے سے کہتی ہے کہ جیسا تونے مجھے نگاہ رکھا ہے اسیطرح خدا تجھے نگاہ رکھے اور جو شخص وقت پر نماز نہ پڑہے اور طہارت خوب نہ کرے اور رکوع سجود مین کمال عاجزی نہ کرے وہ نماز سیاہ ہوکر آسمان تک جاتی ہے اور نماز پڑہنے والے سے کہتی ہے کہ جیسا تونے مجھے ضایع اور خراب کیا خدا تجھے ضایع اور خراب کرے جبتک خدا کو منظور ہوتا ہے تب تک نماز یہی کہا کرتی ہے پھر اوسکی نماز کو پرانے کپڑے کیطرح لپیٹ کر اوسکے منہ پر مارتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب چورون سے بدتر وہ چور ہے جو نماز مین چوری کرے **ظاہر نماز کی کیفیت** اے عزیز جان تو کہ نماز کے ظاہری ارکان کالبد کے مانند ہین اور انکی ایک حقیقت اور سر ہے اور اوسے نماز کی روح کہتے ہین پہلے ہم نماز کا ظاہری حال بیان کرتے ہین آدمی جب بدن اور کپڑون کی طہارت سے فارغ ہو اور ستر عورت کرچکے تو پاک جگہ مین کھڑا ہو اور قبلہ کیطرف منہ کرے دونون قدمون مین چار انگل کا فاصلہ رکھے پیٹھ سیدھی اور برابر کرے سر آگے کو جھکا دے سجدہ کی جگہ سے نظر نہ ہٹاوے جب سیدھا کھڑا ہو تو شیطان کو اپنے سے دور کرنے کی نیت سے تمام سورہ قل اعوذ برب الناس پڑہے پھر اگر اوسکے ساتھ کسیکا اقتدا کرنا ممکن ہے تو چاہئے کہ اذان کہے ورنہ فقط تکبیر کہے اور نیت کو دل مین حاضر کرے مثلاً دل مین یون کہے کہ ظہر کی فرض نماز خدا کے واسطے مین ادا کرتا ہون اور جب نیت کے لفظون کے معنے دل مین آجاوین تو کان کے برابر تک اسطرح ہاتھ اوٹھاوے کہ اونگلیون کے سرے کان کے برابر ہون اور انگوٹھے کا سرا کان کی لو کے برابر اور ہتیلی شانہ کے برابر ہو جب ہاتھ اس جگہہ ٹھہرے تو اللہ اکبر کہکر دونون ہاتھ سینہ کے نیچے باندہے داہنا ہاتھ اوپر رکھے اور کلمہ کی اونگلی اور بیچ کی انگلی بائین ہاتھ کی کلائی کی پشت پر رکھے اور باقی اونگلیون کو بائین کلائی کے گرد حلقہ کرلے اور ایسا نہ کرے کہ کانون سے ہاتھ اوتار کر سیدہے چھوڑ دے پھر سینہ کیطرف لیجاوے بلکہ اوتارتے ہی وقت ہاتھ سینہ کیطرف نیچے ہی تک ترے اس درمیان مین ہاتھ نہ جھٹکے اور ادہر اودہر نہ لیجاوے اور تکبیر مین اتنا مبالغہ نہ کرے کہ اللہ اکبر کے بعد واو پیدا ہوجاوے یا اکبر کی بے کے بعد الف پیدا ہو اسطرح پر کہ اکبار نکلے وسوسہ والون اور جاہلون کے یہ سب کام ہین بلکہ جسطرح نماز کے باہر بے تکلف اور بلا مبالغہ یہ کلمہ کہتا ہے نماز مین بھی اوسیطرح کہے اور جب ہاتھ باندہ چکے تو کہے اللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا پھر اِنِّیْ وَجَّہْتُ وَجْہِیَ پڑہے بعد اوسکے سُبْحَانَکَ اللّٰہُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور الحمد پڑہے اور تشدیدون کو خوب ادا کرے اور حرفون مین اتنا مبالغہ نہ کرے کہ پریشان ہوجاوے اور ض اور ظا مین فرق کرے اگر فرق نہوسکے

تو بھی درست ہے اور جب الحمد تمام کرے تو ذرا ٹھہر کر آمین کہے بالکل ملی ہوئی نکہے پھر قرآن شریف کی اور جو سورت چاہے پڑہے اگر
مقتدی نہو تو فجر کی نماز مین اور مغرب عشا کی پہلی دو رکعتون مین پکار کر پڑہے پھر رکوع کی تکبیر اسطرح کہے کہ سورت کے آخر سے بالکل
ملی ہوئی نہو اور اس تکبیر مین بھی اوسیطرح ہاتھہ اوٹھائے جیسے تکبیر تحریمہ مین اوٹھائے تھے اور رکوع کرے اور دونون ہتیلیان
زانو پر رکھے اور اونگلیان کھلی ہوئی سیدہی قبلہ رو رکھے اور زانو کو زانو کیطرف نہ جھکائے بلکہ سیدہا رکھے اور سر اور پیٹھہ برابر رکھے کہ
اوسکی صورت سلام کی سی ہو جائے اور دونون بازو دونون پہلو سے دور رکھے عورت اپنا بازو پہلو سے جدا نہ کرے جب اسطرح رکوع
مین ٹھیک ہو جائے تو تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ کہے اگر امام نہو تو سات بار سے دس بار تک کہے تو بہتر ہے پھر
رکوع سے اوٹھے اور سیدہا کھڑا ہو جائے اور ہاتھہ اوٹھائے اور سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے اور کھڑا رہ کر رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ مِلْأَ
السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمِلْأَ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ کہے اور فجر کی دوسری رکعت مین دعا قنوت پڑہے اور تکبیر کہکر اسطرح سجدہ
مین جائے کہ جو عضو زمین کے نزدیک ہے پہلے وہی زمین پر رکھے پہلے زانو پھر ہاتھہ پھر ماتھا اور ناک زمین پر رکھے اور دونون
ہاتھہ زمین پہ کاندہے کے برابر رکھے اور اونگلیان کھلی رکھے اور کلائیان زمین پر نہ رکھے بازو اور پہلو اور ران اور پیٹ کے بیچ مین
کشادہ رکھے اور عورت سب اعضا ملا ہے پھر سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِہٖ تین بار کہے اگر امام نہو تو زیادہ کہنا اولی ہے پھر
اللّٰہُ اکبر کہکر سجدہ سے اوٹھے اور بائین پاؤن پر بیٹھے اور دونون ہاتھہ دونون زانو پر رکھے اور کہے رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَارْزُقْنِیْ
وَاهْدِنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَاعْفُ عَنِّیْ وَعَافِنِیْ پھر دوسرا سجدہ اسطرح کرے پھر یون ہی سا بیٹھکر تکبیر کہے اور اوٹھہ کھڑا ہو کر پہلی رکعت
کیطرح دوسری رکعت پڑہے اور الحمد کے پہلے اعوذ باللہ کہلے جب دوسری رکعت کے دوسرے سجدہ سے فارغ ہو تو بائین پاؤن پر
تشہد کے واسطے بیٹھے جسطرح دونون سجدون کے بیچ والے جلسہ مین بیٹھا تھا اوسیطرح دونون ہاتھہ زانو پر رکھے لیکن داہنے ہاتھہ
کی اونگلیون کو بند کرے مگر کلمہ کی اونگلی کو سیدہا چھوڑے اور کلمۂ شہادت جب پڑہے اور الا اللہ کہے تو اوس اونگلی سے اشارہ کرے لا الہ
کہتے وقت اشارہ نہ کرے اور انگوٹھے بھی اگر چھوڑ دیگا تو درست ہے اور دوسرے تشہد مین بھی ایسا ہی کرے لیکن دونون پاؤن کو
نیچے سے داہنی طرف نکال دے اور بایان چوتڑ زمین پر رکھے پہلے تشہد مین اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کہکر اوٹھے
اور دوسرے تشہد مین تمام درود اور دعاے مشہور پڑہکر اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کہے اور داہنی طرف اسطرح منہ
پھیرے کہ جو کوئی اوسکے پیچھے داہنی طرف ہو وہ اوسکا نصف چہرہ دیکھہ سکے پھر اسیطرح بائین طرف سلام پھیرے اور اون دونون
سلامون مین نماز سے باہر آنے کی نیت کرے اور یہ نیت کرے کہ حاضرین اور ملائک پر مین سلام کرتا ہون **فصل** اتنے کام نماز مین
مکروہ ہین بھوک پیاس غصہ مین اور پاخانہ پیشاب کی حاجت کے وقت اور ہر ایک شغل کے وقت جو کہ نماز مین خشوع سے باز رکھے
نماز پڑہنا اور دونون پاؤن خوب ملا دینا اور ایک پاؤن کو اوٹھا لینا اور سجدے مین پاؤن کے سرے پر بیٹھنا اور دونون چوتڑون پر
بیٹھنا اور دونون زانو سینہ تک لانا اور ہاتھہ کپڑے کے نیچے اور آستین کے اندر رکھنا اور سجدے کے وقت کپڑے کو آگے پیچھے سمیٹنا
اور کپڑے کے نیچے کمر باندہنا اور ہاتھہ چھوڑ دینا اور ہر طرف دیکھنا اور اونگلیان چٹخانا اور بدن کھجلانا اور جمائی لینا اور داڑہی کے

پاؤن سے کہیلنا اور سجدے کے واسطے کنکریان ہٹانا اور سجدے کی جگہہ پر پہونکنا اور انگلیان ملا لینا اور بیٹھہ ٹیڑہی کرنا غرضکہ آنکہہ ہاتہہ اور سب عضا ادب کے ساتہہ اور نماز کی صفت پر رہین تاکہ نماز پوری ہو اور زاد آخرت ہونیکے لائق ہو نماز کے ارکان جو بیان کیے گئے اونمین سے چودہ فرض ہین نیت پہلی تکبیر قیام الحمد پڑہنا رکوع رکوع مین آرام لینا قومہ یعنی رکوع سے اوٹھکر کہڑا ہونا قومہ مین آرام لینا سجدہ سجدہ مین آرام لینا جلسہ یعنی دونون سجدون کے درمیان بیٹہنا آخر کا تشہد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بہیجنا سلام پہیرنا جب انہی باتون کا لحاظ رکہا تو نماز درست ہوگئی یعنی نماز پڑہنے والا شمشیر سیاست سے بچا لیکن قبول ہونے مین خطرہ ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی بادشاہ کی نذر کے واسطے ایک لونڈی لیجاے وہ زندہ تو ہو لیکن ناک کان ہاتہہ پاؤن ندارد ہون تو اوسمین شک ہے کہ قبول ہو یا نہو **نماز کی روح اور حقیقت کا بیان** ای عزیز جان تو کہ یہ جو بیان ہوا نماز کی صورت اور قالب کا بیان تہا اور اس صورت کی ایک حقیقت ہے وہ نماز کی روح ہے غرضکہ ہر نماز اور ہر ذکر کے لیے ایک روح خاص ہے اگر اصل روح نہو تو نماز اور وہ آدمی کے مانند کالبد بیجان ہے اور اگر اصل روح تو ہو لیکن اعمال اور آداب پورے نہون تو نماز اوس آدمی کے مثل ہے جسکی آنکہین نکل گئی ہون اور ناک کان کٹے ہون اور اگر نماز کے اعمال تو پورے ہون لیکن روح اور حقیقت نہو تو وہ نماز ایسی ہے جیسے کسی شخص کی آنکہہ تو ہو لیکن بصارت نہو کان تو ہون پر سماعت نہو نماز کی اصل روح یہ ہے کہ اول سے آخر تک خشوع اور حضور قلب رہے اسواسطے کہ دلکو حقتعالی کے ساتہہ ہمیشہ درست رکہنا اور یاد الٰہی کو کمال تعظیم اور ہیبت کے ساتہہ تازہ کرنا نماز سے مقصود ہے جیسا حق تعالے نے فرمایا ہے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ یعنی نماز پڑہا کر میرے یاد کرنیکو اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہت نمازی ایسے ہین جنکو نماز سے رنج و ماندگی کے سوا اور کچہہ نصیب نہین ہوتا اور یہ صرف اس سبب سے ہوتا ہے کہ فقط بدن سے نماز پڑہتے ہین اور دل غافل رہتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہت نمازی ایسے ہین جنکی نماز کا فقط ایک چہٹا حصہ یا ایک دسوان حصہ لکہا جاتا ہے یعنی اوسیقدر نماز لکہی جاتی ہے جسمین حضور قلب ہوا اور آپ نے فرمایا ہے کہ نماز اسطرح پڑہنا چاہیے جسطرح کوئی کسیکو رخصت کرتا ہے یعنی نماز مین اپنی خودی اور خواہش نفس کو ماسوی اللہ کو دل سے رخصت کردے اور اپنے تئین بالکل نماز مین مصروف کردے اور یہی باعث ہے کہ ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ ہم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم باہم باتین کرتے ہوتے تہے جب نماز کا وقت آجاتا تہا تو آپ مجہے پہچانتے تہے نہ مین آپ کو یعنی نماز کا وقت آتے ہی معبود برحق کی عظمت اور ہیبت ظاہر و باطن پر بالکل طاری ہو جاتی تہی اور حضرت سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ نے فرمایا ہے کہ جس نماز مین انسان حاضر نہو حقتعالی اوسکی طرف دیکہتا بہی نہین جناب خلیل اللہ یعنی حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والتسلیم جب نماز پڑہتے تہے تو دو میل سے اونکے دل کا جوش سنائی دیتا تہا اور ہمارے حضرت یعنی سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوۃ والثنا جب نماز شروع کرتے تہے تو آپکا دل حق منزل اسطرح جوش کہاتا تہا جسطرح پانی بہری ہوئی تانبے کی دیگ آگ پر جوش کہاتی اور آواز دیتی ہے اور شیر خدا حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ جب نماز کا قصد کرتے تہے تو آپ کے بدن مین لرزہ پڑ جاتا تہا اور رنگ متغیر ہو جاتا تہا اور فرماتے تہے کہ وہ امانت اوٹھانیکا

وقت آیا کہ ساتون زمین و آسمان جسکے متحمل نہو سکے حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ نماز مین جسکو خشوع نہ حاصل ہو اوسکی نماز نہین درست ہوتی اور حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ جو نماز حضور قلب کے ساتھ نہ ادا ہو وہ عذاب سے نزدیک تر ہے اور حضرت ابن جبل رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص نماز مین قصداً دیکھے کہ اوسکے داہنے بائین کون کھڑا ہے اوسکی نماز نہوگی اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کوفی اور حضرت امام شافعی اور اکثر علما رحمہم اللہ تعالی نے اگرچہ کہا ہے کہ پہلی تکبیر کے وقت اگر دل حاضر اور فارغ ہو تو نماز درست ہوتی ہے لیکن بضرورت یہ فتوی دیا ہے اسواسطے کہ خلق پر غفلت غالب ہے اور یہ جو کہا کہ نماز درست ہوتی ہے اسکے یہ معنی ہین کہ شمشیر سیاست سے وہ نمازی بچا لیکن زاد آخرت اوسیقدر نماز ہو سکتی ہے جسمین دل حاضر ہو حاصل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نماز پڑہے اور فقط تکبیر اول کے وقت اوسکا دل حاضر ہو تو بھی امید ہے کہ بالکل نماز نہ پڑہنے والے سے اوسکا حال قیامت کے دن بہتر ہوگا لیکن یہ کھٹکا بھی ہے کہ اوسکا حال بدتر ہو اسواسطے کہ جو شخص سستی کے ساتھ حاضر خدمت ہو اوسکی اوس شخص کی نسبت جو بالکل حاضری نہو زیادہ شدت و سختی ہوتی ہے اسیواسطے حضرت حسن بصری رضی نے فرمایا ہے کہ جو نماز بے حضور ہے عقوبت سے نزدیک تر ہے ثواب سے دور ہے بلکہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو نمازی اپنی نماز کو بیجا بات اور بیمحل خیالات سے نہ محفوظ رکھے اوسکو خدا سے دوری کے سوا اور کچھ فائدہ نماز سے نہین ای عزیز ان آیات اور احادیث اور اقوال سے تجھے یہ معلوم ہوا کہ کامل اور باروح وہی نماز ہے جسمین اول سے آخر تک دل حاضر رہے اور جس نماز مین فقط تکبیر اول کے وقت دل حاضر ہو اوس نماز مین رمق بہرسے زیادہ روح نہین ہوتی وہ نماز اوس بیمار کے مثل ہے جو دم بھر کا مہمان ہو **نماز کے ارکان کی روح اور حقیقت کا بیان** ای عزیز جان یہ اسرار نماز کا آغاز ہے اس بات کو جان کہ پہلی صدا جو تیرے کان مین آتی ہے وہ بانگ نماز ہے جسوقت تو اذان سنے چاہیے کہ شوق سے بدل و جان سنے جس کام مین ہو اوسے چھوڑ دے امور دنیا سے منہ موڑلے اگلے لوگون کا یہی دستور تھا یعنی دنیا کے کام چھوڑ کر اذان سننا اونھین ضرور تھا لوہار اگر ہتوڑا اوٹھائے ہوتا اذان سنکر اوسیطرح رکجاتا پھر اوسے نیچے لاکر لوہے پر نہ لگاتا موچی اگر ستالی چمڑے کے اندر کیے ہوتا تو باہر نکالنا کیا جگہ سے نہ ہلاتا اس منادی سے ندائے روز قیامت یاد کرتے تھے یہ سمجھکر اپنا دل شاد کرتے تھے کہ جو کوئی اسوقت اس حکم پر دوڑ جائیگا قیامت کی منادی سے بشارت پائیگا ای عزیز اگر تو اپنے دلکو اس منادی سے خوش اور شادان کریگا تو منادی قیامت سے شادان اور فرحان رہیگا **طہارت** طہارت کا بھید یہ ہے کہ تو کپڑے اور بدن کی طہارت کو گویا غلاف کی پاکی سمجھ اور توبہ و پشیمانی ترک اخلاق ناپسندیدہ سے دل پاک کرنیکو اس طہارت ظاہری کی روح جان اسواسطے کہ خدا کی نظرگاہ دل ہے بدن صورت نماز کی جگہہ ہے دل حقیقت نماز کی منزل ہے **ستر عورت** اسکے ظاہری معنی یہ ہین کہ جو عضو تیرے ظاہر بدن مین زشت و زبون ہے اوسے خلق کی نگاہ سے چھپا اور اوسکا بھید اور روح یہ ہے کہ باطن تیرے باطن مین جو برا ہے اوسے حق تعالی سے پوشیدہ کر اور یہ جان لے کہ تو حق تعالے سے کوئی چیز پوشیدہ نہین کرسکتا مگر یہ کہ اپنے باطن کو اوس سے پاک کر اور باطن پاک ہونیکی یہ صورت ہے کہ گذشتہ گناہون پر نادم ہو اور یہ عزم بالجزم کرے کہ آیندہ پھر گناہ نہ کرونگا اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ یعنی توبہ گناہون کو ناچیز اور نابود کردیتی ہے اگر ایسا نہین کرسکتا تو اون گناہون پر خوف اور

ندامت کا پردہ ڈالکر اسطرح خستہ و شکستہ اور شرمسار اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہو جیسے کوئی غلام خطا کرکے بھاگ جاتا ہے
اور پھر اپنے مالک کے سامنے ڈرتا ہوا آتا ہے اور رسوائی اور ذلت کے مارے سر نہین اوٹھاتا ہے **قبلہ رو ہونا** اسکے ظاہری
معنی یہ ہین کہ سب طرف سے اپنا منہ پھیر کر قبلہ رو ہو جاوے اور بھید یہ ہے کہ دلکو دونون عالم سے پھیر کر خدا کی طرف کر دے کہ
ظاہر و باطن یکسو ہو جاوے جسطرح ظاہری قبلہ ایک ہے قبلۂ دل بھی ایک ہی ہے یعنی حق تعالیٰ دل کا اور خیالات مین مشغول ہونا
ایسا ہے جیسا منہ کو اودہر اودہر پھیرنا جسطرح منہ پھیرنے سے نماز کی صورت نہین رہتی دل بھٹکنے سے نماز کی روح اور حقیقت نہین
رہتی اسیواسطے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص نماز کو کھڑا ہو اور اوسکا منہ اور دل اور خواہش ایک ہو
سوی خدا ہو تو وہ نماز سے یون باہر آتا ہے کہ گویا اپنی مان کے پیٹ سے آج ہی پیدا ہوا ہے یعنی سب گناہون سے پاک ہو جاتا ہے
اور یقین جان کہ جسطرح قبلہ کیطرف سے منہ پھیر لینا نماز کی صورت کو باطل کر دیتا ہے دل کا منہ حقتعالیٰ کی جانب سے پھیر لینا اور
خیالات دنیوی کو دل مین دخل دینا نماز کی روح اور حقیقت کو زائل کر دیتا ہے بلکہ دل کو خدا کی طرف متوجہ رکھنا اولیٰ ہے اسواسطے
کہ ظاہر باطن کا غلاف ہے اور غرض اوس سے ہوتی ہے جو چیز غلاف کے اندر ہو اور غلاف کی فی نفسہ چندان قدر نہین ہوتی
قیام اسکا ظاہر یہ ہے کہ تو اپنے تئین ذلت سے خدا کے سامنے غلام کیطرح سر جھکا کے کھڑا رہے اور باطن یہ ہے کہ دل سب حرکتون سے
ٹھہر جاوے یعنی سب خیالات سے باز آئے حقتعالیٰ کی تعظیم اور اپنے انکسار کے ساتھ بندگی مین قائم رہے اور قیامت کے دن
حق سبحانہ تعالےٰ کے سامنے قائم اور حاضر ہونا اور اپنی سب پوشیدہ باتون کا ظاہر ہونا یاد کرے
اور سمجھے کہ اسوقت بھی حقتعالیٰ پر وہ سب ظاہر ہے اور میرے دل مین جو کچھ تھا اور ہے خدا اوسکا عالم اور ناظر ہے اور میرے ظاہر و
باطن سے بالکل وہ آگاہ ہے اور بڑے تعجب کی بات یہ ہے کہ جب کوئی مرد صالح نمازی کو دیکھتا ہے کہ یہ کیونکر نماز پڑھتا ہے تو وہ اپنے
تمام اعضا کو مؤدب کر لیتا ہے اودہر اودہر نہین دیکھتا نماز مین جلدی کرنے اور دوسری طرف التفات کرنے سے شرم آتی ہے اور یہ
جانتا ہے کہ حقتعالیٰ میری طرف ملاحظہ کرتا ہے اور اوس سے نہ شرماتا ہے نہ ڈرتا ہے اس سے زیادہ اور کیا نادانی ہوگی کہ بندۂ بیچارہ
جسے کچھ اختیار نہین اوس سے تو شرم کرتا ہے اور اوسکے دیکھنے سے تو مؤدب ہو جاتا ہے اور مالک الملوک سے کچھ باک نہین کرتا اور اوسکے
دیکھنے کو آسان جانتا ہے اسیواسطے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ حقتعالیٰ سے کیونکر شرم کرنا چاہیے
آپنے فرمایا کہ جسطرح اپنے گھر والون مین جو صالح اور متقی ہوتا ہے اوس سے تو شرماتا ہے اوسیطرح حقتعالیٰ سے بھی شرما اور اسی تعظیم کے
سبب سے اکثر صحابہ نماز مین اسطرح ساکن کھڑے ہوتے تھے کہ پرندے اونسے نہ بھاگتے اور سمجھتے کہ یہ پتھر ہین جسکے دل مین خدا کی عظمت
اور بزرگی ثابت ہوئی اور اوسے اپنا ناظر سمجھا اوسکا ہر ہر عضو خاشع اور مؤدب ہو جاتا ہے اسی سبب سے جناب رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم جس کسیکو نماز مین ڈاڑہی پر ہاتھ پھیرتے دیکھتے تھے تو فرماتے تھے کہ اگر اسکے دل مین خشوع ہوتا تو اسکا ہاتھ بھی دل کی صفت پر ہوتا
رکوع سجود بدن سے فروتنی کرنا اسکے ظاہری معنی ہین اور دل کی فروتنی اس سے اصل مقصود ہے اور جو شخص یہ جانتا ہے کہ زمین پر
منہ رکھنا بہترین اعضا کو خاک پر رکھنا ہے اور کوئی چیز خاک سے زیادہ خوار اور ذلیل نہین رکوع سجود اسواسطے مقرر ہین تاکہ

وہ جان لے کہ خاک میری اصل ہے اور خاک ہی کی طرف مجھے رجوع کرنا ہے اور اپنی اصل کے موافق تکبر کرے اور اپنی بیکسی اور عاجزی پہچان لے اسیطرح ہر ہر کام مین بھید اور حقیقت ہے کہ آدمی جب اوس سے غافل ہوگا تو صورت کے سوا نماز سے اور کچھ اوسے نہ حاصل ہوگا

حقیقت قرأت و اذکار نماز کا بیان

ایعزیز جان تو کہ جو کلمہ نماز مین کہنا چاہیے اوسکی ایک حقیقت ہے اوس سے آگاہ رہنا چاہیے اور لازم ہے کہ قائل کا دل بھی اوس صفت کے مطابق ہوجاے تاکہ وہ اپنے قول مین صادق ہوجاے مثلاً اللہ اکبر کے یہ معنی ہین کہ خدا اس امر سے بزرگتر ہے کہ اوسے عقل اور معرفت سے پہچان سکین اگر یہ معنی نجانے تو جاہل ہے اور اگر یہ تو جانے لیکن اوسکے دل مین خدا سے بزرگ اور کوئی چیز ہو تو وہ اللہ اکبر کہنے مین جھوٹا ہے اوس سے کہا جائیگا کہ فی الواقع تو یہ کلام سچ ہے لیکن تو جھوٹ کہتا ہے اور جبکہ آدمی خدا سے زیادہ اور کسی چیز کا مطیع ہوگا تو اوسکے نزدیک وہ چیز خدا سے زیادہ بزرگ ہوگی اور اوسکا معبود اور اللہ وہی ہے جسکا وہ مطیع ہے جیسا حق تعالے نے فرمایا ہے اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَہٗ ھَوَاہُ اور جب وَجَّھْتُ وَجْھِیَ کہا تو اوسکے معنے یہ ہین کہ مین تمام عالم سے روے دل پھیر کر خدا کیطرف لایا اگر اوسکا دل اسوقت اور کسیطرف لگا ہو تو اوسکا یہ کلام جھوٹ ہے اور جب خدا سے مناجات کرنی پہلا ہی کلام جھوٹ ہو تو اوسکا خطرہ ظاہر ہے اور جب حنیفاً مسلماً کہا تو اپنے مسلمان ہونیکا دعویٰ کیا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان وہ شخص ہے جسکے ہاتھ اور زبان سے مسلمان لوگ سلامت رہین تو چاہیے کہ وہ اس صفت سے موصوف ہو یا عزم بالجزم کرے کہ اب مین ایسا ہی ہوجاؤنگا اور جب الحمد کہے تو چاہیے کہ خدا کی نعمتین اپنے دلپر تازہ کرے اور اپنے دلکو بالکل شکر گذار بنالے کہ یہ شکر کا کلمہ ہے اور شکر دل سے ہوتا ہے جب اِیَّاکَ نَعْبُدُ کہے تو چاہیے کہ اخلاص کی حقیقت اوسکے دل مین تازہ ہو اور جب اھدنا کہے تو چاہیے کہ اوسکا دل تضرع اور زاری کرے اسواسطے کہ وہ خدا سے ہدایت مانگتا ہے تسبیح و تہلیل اور قرأت وغیرہ ہر ہر کلمہ مین یہی چاہیے کہ جیساوہ کہتا ہے ویسا ہی ہوجاے اور دلکو اوس کلمہ کے معنی کی صفت سے موصوف بنالے اسکی تفصیل دراز ہے نماز کی حقیقت سے آدمی اگر بہرہ مند ہوا چاہے تو ایسا ہی ہوجاے جیسا بیان ہوا اور نہ صورت بے معنی پہ قناعت کرے

حضور قلب کی تدبیر کا بیان

ایعزیز جان تو کہ نماز مین دو سبب سے غفلت ہوتی ہے ایک ظاہری سبب ہے دوسرا باطنی سبب ہے سبب ظاہری یہ ہے کہ ایسی جگہہ نماز پڑہتا ہو جہان کچھ دکھائی سُنائی دیتا ہے اور دل ادہر متوجہ ہوجاتا ہے کہ دل آنکھہ کان کا تابع ہے اسکی تدبیر یہ ہے کہ خالی جگہہ نماز پڑہے کہ وہان کچھ آواز نہ سُنائی دیگی اگر جگہہ تاریک ہو یا آنکھہ بند کرلے تو بہتر ہے اکثر عابدون نے عبادت کے واسطے چھوٹا سا تاریک مکان بنایا ہے اسواسطے کہ کشادہ مکان مین دل پراگندہ ہوتا ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب نماز ادا کرتے تھے تو قرآن شریف اور تلوار اور ہر چیز کو جدا کرتے تھے کہ اونکی طرف نہ مشغول ہوجائین دوسرا سبب باطنی یہ ہے کہ پریشان خیال اور اور پراگندہ خطرے دلمین آئین اسکا علاج بہت دشوار اور نہایت سخت ہے اور اسکی بھی دو قسم ہین ایک تو کسی کام کے سبب سے ہوتا ہے کہ اوسکی طرف اوسوقت دل مشغول ہے اسکی تدبیر تو یہ ہے کہ اوس کام سے پہلے فراغت کرلے پھر نماز پڑہے اسیواسطے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِذَا حَضَرَ الْعَشَاءُ وَالْعِشَاءُ فَابْدَؤُا بِالْعَشَاءِ یعنی جب نماز اور کہانیکا وقت

ساتھ ہی آئے تو پہلے کھانا کھالے علیٰ ہذا القیاس اگر کوئی بات کہنا ہو تو کہہ لے پھر فرغت سے نماز پڑہے دوسری قسم ایسے کامون
خیال اور اندیشہ جو ایک ساعت مین نہ تمام ہون یا خیالات واہیات عادت کے موافق خود بخود دل پر غالب ہو گئے ہون اسکی تدبیر
یہ ہے کہ ذکر اور قرآن جو نماز مین پڑہتا ہے اوسکے معنون مین دل لگائے اور اوسکے معنی سوچے تاکہ اوس سوچ سے وہ خیالات
دور ہو جائین اگر خیالات بہت غالب نہین ہین اور کسی کام کی خواہش بہت قوی نہین ہے تو یہ سوچ اوسے روک دیگا اور اگر خواہش
قوی ہے تو اس سوچ سے اوسکا خیال نہ رفع ہوگا اوسکی تدبیر یہ ہے کہ مسہل پیے تاکہ مادۂ مرض کو باطن سے قطع کر دے اور اس مسہل کا
نسخہ یہ ہے کہ جس چیز کا خیال رہتا ہے اوسے ترک کرے تاکہ اوسکے خیال سے نجات پائے اگر ترک نہ کرسکیگا تو اوسکے خیال سے
ہرگز نہ چھوٹیگا اور اوسکی نماز ہمیشہ دلکی باتون مین لگی رہیگی اوس نمازی کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص درخت کے نیچے بیٹھے اور
چاہے کہ چڑیون کا چہچہانا سنے اور لکڑی اوٹھا کر اونہین اوڑا دے اور اوسی وقت پھر وہ آبیٹھین اگر اونسے نجات پانا چاہتا ہے
تو یہ تدبیر ہے کہ اوس درخت کو جڑ سے کھود کر پھینکے کہ جبتک درخت رہیگا چڑیون کا نشیمن رہیگا اسیطرح جب کسی کام کی خواہش اور اوسکے
دل پر غالب رہنے کی خیالات پریشان بھی ضرور آئینگے اسیواسطے تھا کہ جناب سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا کے واسطے
کوئی شخص عمدہ کپڑا ہدیہ اور تحفہ لایا اوسمین ایک بڑا بوٹا بہت عمدہ بنا تھا نماز مین آپکی نظر اوس بوٹے پر پڑی جب آپ نماز سے فارغ
ہوئے تو اوس کپڑے کو اوتار کر اوسکے مالک کو دیدیا اور پرانا کپڑا پہن لیا اسیطرح ایکبار نعلین شریفین مین نیا تسمہ لگا تھا نماز مین آپکی
نظر اوسپر پڑی تو اچھا معلوم ہوا آپنے فرمایا کہ اسے نکال ڈالو اور پرانا تسمہ ڈالدو اور ایک مرتبہ نعلین شریفین نئی ہی تھین آپکو اچھی
معلوم ہوئین آپ نے سجدہ کیا اور فرمایا کہ مین نے خدا کے سامنے فروتنی کی کہ اس نعلین کے دیکھنے سے وہ مجھے اپنا دشمن نہ ٹھہرالے
پھر آپ باہر تشریف لائے پہلے جو سائل نظر آیا آپنے وہ نعلین اوسے عنایت فرمائین حضرت طلحہ رضی اللہ تعالے عنہ اپنے باغ مین
نماز پڑہتے تھے ایک عمدہ جانور دیکھا کہ درختون مین اوڑتا ہے اور راہ نہین پاتا آپکا دل اوسکے ساتھ مشغول ہوا یہ نہ یاد رہا کہ کے رکعتین
پڑہی ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوے اور اپنے دل کا شکوہ کیا اور اوسکے کفارہ مین اوس باغ کو صدقہ
مین دیدیا اگلے بزرگون نے اکثر ایسے کام کیے ہین اور ان کامون کو حضور قلب کی تدبیر سمجھے ہین غرضکہ جب نماز کے پہلے سے خدا کا
ذکر دل پر نہ غالب ہوگا دل نماز مین نہ حاضر رہوگا اور جو خیال دل مین پہلے سے گڑا ہے نماز پڑہنے سے نہ دور ہوگا جو شخص حضور قلب
کے ساتھ نماز پڑہنا چاہے تو چاہیے کہ نماز کے پہلے سے دل کا علاج کرے اور دلکو خالی کرے اور یہ امر اسطرح سے ہوتا ہے کہ دنیا کے شغل
اپنے دل سے دور کرے اور بقدر ضرورت دنیا کی چیزون پر قناعت کرے اور اسقدر سے بھی فراغت دل اوسے مقصود ہو جبتک
یہ امر نہوگا تمام نماز مین حضور قلب بھی نہوگا مگر کچھ نماز مین ہوگا تو چاہیے کہ نفلین پڑہائے اور دل حاضر کرے کہ مثلاً چار رکعتون کے قدر
دل حاضر ہو جائے کیونکہ نوافل فرائض کا تدارک کرتے ہین **جماعت کے مسنون ہونیکا بیان** رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ ایک نماز جماعت کے ساتھ تنہا ستائیس نمازون کے مثل ہے اور فرمایا ہے کہ جسنے عشا کی نماز جماعت کے ساتھ پڑہی اوسنے
گویا آدہی رات شب بیداری کی اور جسنے فجر کی نماز جماعت سے پڑہی اوسنے گویا تمام رات عبادت کی اور فرمایا ہے کہ جسنے چالیس دن

ہر وقت کی نماز جماعت سے پڑہی اور اوسکی پہلی تکبیر فوت نہین ہوئی تو اوسکے واسطے دو نجات لکھتے ہین ایک نفاق سے دوسری
دوزخ سے اسیواسطے تھا کہ اگلے بزرگون مین جسکی تکبیر اول فوت ہوجاتی تھی تین دن اپنے تئین تعزیت کرتا تہا اور اگر جماعت فوت
ہوجاتی تہی تو سات روز تعزیت کرتا تہا حضرت سعید ابن مسیب کہتے ہین کہ بیس برس تک اذان سے پہلے مین مسجد مین آیا کیا اکثر علما
نے فرمایا ہے کہ جو کوئی بے عذر تنہا نماز پڑہے اوسکی نماز درست نہین تو جماعت کو ضروری امر جاننا چاہیے اور امامت اور اقتدا کے
آداب یاد رکہنا چاہیے پہلے یہ کہ لوگون کی دلی رضامندی سے امامت کرے اگر اوس سے لوگ کراہت کرین تو امامت سے پرہیز کرنا
چاہیے اور جب اوسے امام بنایا چاہین تو بے عذر پہلو تہی نہ کرے کہ امامت کی بزرگی موذنی سے بہت بڑی ہے اور چاہیے کہ کپڑے
پاک رکھنے مین احتیاط کرے اور نماز کے وقت کا دہیان رکھے اور اول وقت نماز پڑہے جماعت کی انتظار مین تاخیر نکرے کہ اول وقت
کی فضیلت جماعت کی فضیلت سے زیادہ ہے دو صحابہ کرام جب آجاتے تھے تیسرے کا انتظار نہ کرتے تھے اور جنازہ پر جب چار
صحابہ آجاتے تھے تو پانچوین کا انتظار نہ کرتے تھے ایک دن جناب سلطان الانبیاء علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا کو دیر ہوگئی صحابہ نے
آپکا انتظار نہ کیا اور حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام ہوگئے جب آپ تشریف لائے تو ایک رکعت ہوچکی تہی جب
صحابہ نے نماز تمام کی تو ڈرے آپ نے اونسے فرمایا کہ تمنے اچھا کیا ہر بار ایسا ہی کیا کرو اور چاہیے کہ خلوص کے ساتہ للہ امامت کرے
امامت کی کچہ مزدوری نہ لے اور جبتک صف سیدہی نہوے تکبیر نہ کہے اور نماز کے اندر کی تکبیرین بلند آواز سے کہے اور امامت کی
نیت کرے کہ جماعت کا ثواب حاصل ہو اگر امامت کی نیت نہ کریگا جماعت تو درست ہوگی لیکن جماعت کا ثواب نہوگا اور نماز جہری مین
قرأت بلند آواز سے کرے اور تین وقفے بجالائے ایک جب تکبیر اول کہے اور وجہت وجہی پڑہے اور مقتدی لوگ سورۂ فاتحہ
پڑہنے مین مشغول ہون دوسرے جب سورۂ فاتحہ پڑہ چکے تو دوسری سورت ٹھہر کر پڑہے کہ جس مقتدی نے سورۂ فاتحہ تمام
نکی یا بالکل نہ پڑہی ہو وہ تمام پڑہ لے تیسرے جب سورہ تمام کرے تو اتنا ٹھہرے کہ رکوع کی تکبیر سورہ سے مل نجاے اور مقتدی
سورۂ فاتحہ کے سوا امام کے پیچہے اور کچہ نہ پڑہے لیکن اگر دور ہو اور امام کا پڑہنا نہ سنے اور امام رکوع سجود ہلکا کرے اور تین بار سے زیادہ تسبیح نکہے
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسیکی نماز سبک اور کامل نہ تہی اور اسکا سبب یہ ہے کہ جماعت
مین شاید کوئی ضعیف ہو یا کسیکو کچہ کام ہو اور مقتدیکو چاہیے کہ امام کے بعد ارکان ادا کرے اوسکے ساتہ ادا نکرے جبتک امام کی پیشانی زمین سے نہ لگ جائے مقتدی
سجدہ مین نجاے اور جبتک امام رکوع کی حد پر نہ پہونچے مقتدی رکوع کا قصد نکرے کہ اسیکا نام متابعت ہے اگر کوئی مقتدی امام سے
پہلے رکوع سجود مین جائیگا تو اوسکی نماز باطل ہوجائیگی اور جب سلام پہیرے تو اتنی دیر بیٹھے کہ یہ دعا پڑہ لے اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ
وَمِنْكَ السَّلَامُ وَاِلَيْكَ يَعُوْدُ السَّلَامُ حَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ يَا
ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ بعدہ پہرتی سے اوٹھے اور لوگون کی طرف منہ کرے اور دعا کرے اور اہل جماعت امام سے پہلے نہ اوٹہین
کہ یہ امر مکروہ ہے **جمعہ کی نماز کی فضیلت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ جمعہ کا روز بزرگ دن ہے اور اوسکی بڑی فضیلت ہے
مسلمانون کی عید کا دن ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ہے کہ جس شخص نے بے عذر تین جمعہ ناغہ کیے اوسنے اسلام کو پیٹھ

[illegible] پہیدیا اور اوسکا دل زنگ پکڑ گیا اور حدیث شریف مین وارد ہوا ہے کہ حق تعالی جمعہ کے دن چہ لاکہہ بندے دوزخ سے آزاد کرتا ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ آتش دوزخ کو روز دوپہر ڈہلے بہڑکاتے ہین اوسوقت نماز نہ پڑہو مگر جمعہ کو کہ اوسدن نہین بہڑکاتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی جمعہ کے دن مریگا شہید کا ثواب پائیگا اور عذاب قبر سے محفوظ رہیگا **شرائط جمعہ** اے عزیز جان تو کہ جو شرطین اور نمازون کی ہین وہ جمعہ کی ہین اور اونکے سوا چہ شرطین اور جمعہ کیواسطے خاص ہین پہلی شرط وقت ہے یہانتک کہ اگر مثلاً امام عصر کا وقت آجانیکے بعد جمعہ کی نماز کا سلام بہی پہیرے تو جمعہ فوت ہوا ظہر ادا کرنا چاہیے دوسری شرط جگہ ہے کہ یہ نماز صحرا اور خیمہ مین درست نہین بلکہ شہر مین ہوتی ہے یا اوس گانون مین جہان چالیس مرد آزاد عاقل بالغ مقیم ہون وہان اگر مسجد نہو تو بہی درست ہے تیسری شرط عدد ہے کہ جب تک چالیس مرد آزاد مکلف یعنی عاقل بالغ مقیم حاضر نہون نماز درست نہین اگر خطبہ یا نماز مین اس سے کم لوگ ہون تو ظاہر یہ ہے کہ نماز درست نہو چوتہی شرط جماعت ہے کہ اگر یہ گروہ الگ الگ تنہا نماز پڑہیگا تو درست نہوگی لیکن جو کوئی اخیر کی رکعت پائے اوسکی نماز درست ہے اگرچہ دوسری رکعت مین تنہا ہوا اور اگر کوئی شخص امام کے ساتہ دوسری رکعت کا رکوع نپائے تو اقتدا کرے اور نماز ظہر کی نیت کرلے پانچوین شرط یہ ہے کہ لوگون نے پہلے جمعہ کی نماز نہ پڑہ لی ہو اسواسطے کہ ایک شہر مین جمعہ کی ایک جماعت سے زیادہ نہ چاہیے لیکن اگر اتنا بڑا شہر ہے کہ وہان کی ایک جامع مسجد مین نہین سما سکتے یا دقت سے آسکتے ہین تو ایک جماعت سے زیادہ کا مضائقہ نہین اگر ایک ہی مسجد مین سب لوگون کی گنجایش بے تکلف ہو سکتی ہے اور دو جگہہ نماز پڑہی تو وہی نماز درست اور صحیح ہوگی جسکا تحریمہ پہلے بندہا چہٹی شرط نماز کے پہلے دو خطبہ ہین اور وہ دونون فرض ہین اور دونون خطبون کے درمیان مین بیٹہنا بہی فرض ہے اور دونون خطبون مین کہڑا رہنا فرض ہے اور پہلے خطبہ مین چار چیزین فرض ہین تحمید یعنی حمد کرنا الحمد للہ کہنا بس ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑہنا اور تقوی کی وصیت کرنا اوصیکم بتقوی اللہ کہنا کافی ہے اور قرآن شریف کی ایک آیہ پڑہنا اور دوسرے خطبہ مین بہی چار چیزین فرض ہین لیکن آیہ کے عوض دعا پڑہنا فرض ہے جمعہ کی نماز عورتون اور غلامون اور لڑکون اور مسافرون پر فرض نہین ہے اور عذر کے سبب سے ترک جمعہ درست ہے مثلاً کیچڑ پانی بیماری بیمارداری کے عذر سے اگر کوئی بیمار کا سنبہالنے والا نہو لیکن معذور کو اولی یہ ہے کہ ظہر کی نماز جب پڑہے کہ لوگ جمعہ کی نماز سے فارغ ہو چکین **آداب جمعہ** جمعہ کا ادب کرنا چاہیے اور جمعہ کے دن یہ دس سنت اور ادب نہ بہولے پہلا ادب یہ ہے کہ پنجشنبہ کے دن دل سے اور درستی سامان سے جمعہ کا استقبال کرے مثلاً سفید کپڑے درست کرنا پہلے سے کام کاج اوٹہا دینا کہ صبح کے وقت نماز گاہ مین آسکے اور پنجشنبہ کو عصر کی نماز کے وقت خالی بیٹہنا اور تسبیح اور استغفار مین مشغول ہونا اسواسطے کہ اسوقت کی بڑی بزرگی ہے اور اوس نیک ساعت کے مقابلہ مین ہے جو دوسرے دن جمعہ کو ہوگی اور علما نے کہا ہے کہ شب جمعہ کو جورو سے جماع کرنا سنت ہے تاکہ یہ امر جمعہ کے دن دونون کے غسل کا باعث ہو دوسرا ادب یہ ہے کہ اگر مسجد کو جلد جاتا ہے تو صبحی غسل مین مشغول ہو ورنہ تاخیر بہت اولی ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتاکید جمعہ کے دن غسل کا حکم فرمایا ہے یہانتک کہ کچہ علما اس غسل کو فرض سمجہے ہین اور مدینہ منورہ کے لوگ

[illegible]

اگر کسی کو کلام سخت کہا چاہتے تو کہتے کہ تو اوس شخص سے بدتر ہے جو جمعہ کو غسل نہ کرے اگر جمعہ کو کوئی شخص نجس ہو اور غسل کرے
تو اوسکو یہ چاہیے کہ جمعہ کے غسل کی نیت سے ہی اوپر پانی اپنے اوپر ڈال لے اور اگر ایک غسل مین دونون نیتین یعنی نیت رفع جنابت
و ادائے سنت کرے تو بھی کافی ہے غسل جمعہ کی فضیلت بھی حاصل ہو جائیگی تیسرا ادب یہ ہے کہ آراستہ اور پاکیزہ اور اچھی ہیئت
بناکر مسجد مین آئے اور پاکیزگی کے یہ معنی ہین کہ بال منڈوائے ناخن کٹوائے مونچھون کے بال کترائے اور حمام مین پہلے ہی جا کر
یہ امور کر چکا ہے تو بس ہے اور آراستگی سے یہ مراد ہے کہ سفید کپڑے پہنے اسواسطے کہ حق تعالی سب کپڑون سے زیادہ سفید کپڑون کو
دوست رکھتا ہے اور تعظیم اور نماز کی عظمت کی نیت سے خوشبو ملے تاکہ اوسکے کپڑون مین بدبو نہ آئے کہ کوئی اوس سے رنجیدہ ہو
اور غیبت کرے چوتھا ادب یہ ہے کہ صبح ہی جامع مسجد مین جائے کہ اسکی بڑی فضیلت ہے اگلے زمانے مین لوگ چراغ لیکر مسجد مین
جاتے تھے اور راہ مین اتنی بھیڑ ہوتی تھی کہ مشکل سے گذر ہوتا تھا حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ ایک دن مسجد مین گئے تو تین
آدمی پہلے سے وہان موجود تھے اپنے اوپر غصہ کیا اور کہا کہ تین چوتھے درجے مین ہو امیر انجام کار کیا ہوگا کہتے ہین کہ دین اسلام مین
جو بدعت پہلے ظاہر ہوئی وہ یہی ہے کہ لوگون نے اس سنت کو ترک کر دیا جب یہود اور نصارا ہفتہ اتوار کے دن کلیسا اور کنشت
یعنی اپنے اپنے معبدون مین صبح ہی جائین اور مسلمان لوگ جمعہ کے روز جو انکا دن ہے سویرے مسجد جانے مین تقصیر کرین تو کیا حال ہوگا
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص جمعہ کی پہلی ساعت مین مسجد کو جائے اوسنے گویا ایک اونٹ قربان کیا اور جو دوسری
ساعت مین جائے اوسنے گویا ایک گائے قربان کی اور جو تیسری ساعت مین جائے اوسنے گویا ایک بکری قربان کی اور جو چوتھی ساعت مین جائے
اوسنے گویا ایک مرغی قربان کی اور جو پانچوین ساعت مین جائے اوسنے گویا ایک انڈا خیرات کیا اور جب خطبہ پڑھنے والا اپنے مکان سے
باہر نکلتا ہے تو وہ فرشتے جو قربانیان لکھتے ہین اپنے کاغذ لپیٹ لیتے ہین اور خطبہ سننے مین مشغول ہو جاتے ہین جو اوسکے بعد آتا ہے نماز کی فضیلت
کے سوا اور کچھ نہین پاتا ہے پانچوان ادب اگر دیر کو آئے تو لوگون کی گردنون پہ پاؤن نہ رکھے یعنی اونہین پھاندے نہین اسواسطے کہ
حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص ایسا کریگا قیامت کے دن اوسکا پل بنائین گے کہ لوگ اوسپر سے گذرینگے رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایک شخص کو ایسا کرتے دیکھا وہ جب نماز پڑھ چکا تو آپنے اوس سے فرمایا کہ تونے جمعہ کی نماز کیون نہ پڑھی اوس نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین تو نماز مین آپکے ساتھ تھا آپ نے فرمایا کہ مین نے تجھے دیکھا کہ تونے لوگون کی گردنون پہ پاؤن رکھا
یعنی جو شخص ایسا کرتا ہے وہ ایسا ہے کہ گویا اوسنے نماز ہی نہین پڑھی لیکن اگر پہلی صف خالی ہے تو پہلی صف مین جانیکا قصد کرنا درست ہے اسواسطے کہ
لوگونکا قصور ہے کہ پہلی صف کو خالی چھوڑ دیا چھٹا ادب یہ ہے کہ جو کوئی نماز پڑھتا ہو اوسکے سامنے سے نہ گذرے کیونکہ جو شخص نماز پڑھتا ہو اوسکے
سامنے سے گذرنا ممنوع ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ نمازی کے سامنے گذرنے سے یہ امر بہتر ہے کہ آدمی خاک ہو کر برباد ہو جائے
ساتوان ادب یہ ہے کہ پہلی صف مین جگہ ڈھونڈھے اگر نہ پائے تو جتنا امام کے نزدیک ہوگا بہتر ہے کہ اس امر مین بڑی فضیلت ہے
لیکن اگر پہلی صف مین لشکری لوگ ہون یا وہ لوگ ہون جو اطلس کے کپڑے پہنے ہون یا خطبہ پڑھنے والا سیاہ ریشمی کپڑا پہنے ہو یا
اوسکی تلوار مین سونا لگا ہو یا اور کوئی برائی ہو تو جتنا دور رہے بہتر ہے اسواسطے کہ جہان کوئی برائی ہو وہان قصداً نہ بیٹھنا چاہیے۔

آٹھوان ادب یہ ہے کہ جب خطبہ پڑہنے والا نکلے تو پھر کوئی نہ بولے اور مؤذن کو جواب دینے اور خطبہ سننے مین ہر ایک مشغول ہو جاے اگر کوئی شخص بات کرے تو اشارہ سے اوسے چپ کر دینا چاہیے زبان سے نہین اسواسطے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی خطبہ کے وقت دوسرے سے کہے کہ چپ رہ یا خطبہ سن اوسنے بیہودہ کیا اور جسنے اسوقت بیہودہ بات کہی اوسے جمعہ کا ثواب نملیگا اور اگر خطیب سے دور ہو اور خطبہ نہ سنائی دے تو بھی چپ رہنا چاہیے جہان لوگ باتین کرتے ہون وہان نہ بیٹھے اور اسوقت نماز تحیۃ المسجد کے سواے اور کوئی نماز نہ پڑہے نوان ادب یہ ہے کہ جب نماز سے فارغ ہو الحمد قل ہو اللہ قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس سات سات بار پڑہے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ ان سورتونکا پڑہنا اس جمعہ سے اگلے جمعہ تک شیطان سے پناہ دیگا اور یہ دعا پڑہے اَللّٰھُمَّ یَا غَنِیُّ یَا حَمِیْدُ یَا مُبْدِئُ یَا مُعِیْدُ یَا رَحِیْمُ یَا وَدُوْدُ اَغْنِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَبِفَضْلِکَ عَنْ مَنْ سِوَاکَ اور بزرگون نے کہا ہے کہ جو شخص اس دعا کو ہمیشہ پڑہا کریگا تو جہان سے اوسکے خیال مین بھی نہو وہان سے اوسکی روزی اور اوسکا رزق پہونچے گا اور خلق سے بے پروا ہو جائیگا پھر چھ رکعت نماز سنت پڑہے کہ اسقدر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پڑہتے تہے دسوان ادب یہ ہے کہ عصر کی نماز تک مسجد مین رہے اور اگر مغرب کی نماز تک مسجد مین رہے تو بہت بہتر ہے علما نے کہا ہے کہ یہ امر ثواب مین ایک حج اور عمرہ کے برابر ہے اگر مسجد مین نہ رہ سکے اور گھر جاے تو چاہیے کہ خدا کی یاد سے غافل نرہے تاکہ وہ ایک بزرگ ساعت جو جمعہ کے دن ہوتی ہے اوسے غفلت مین نہ پاے اور وہ اوسکی فضیلت سے نہ محروم رہے

روز جمعہ کے آداب کا بیان

آدمی کو چاہیے کہ جمعہ کے روز تمام دن مین سات فضیلتین طلب کرے ایک فضیلت یہ کہ صبح کو علم کی مجلس مین حاضر ہو اور قصہ خوانون کی صحبت سے دور رہے اور ایسے شخص کی مجلس مین حاضر ہو کہ جسکے قال اور حال سے رغبت دنیا کم ہو اور محبت آخرت زیادہ ہو جسکے کلام مین یہ اثر نہو اوسکی صحبت مجلس علم نہین ہے آور جو ایسا صاحب تاثیر ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ ایسے شخص کی مجلس مین حاضر ہونا ہزار رکعت نماز سے افضل ہے دوسری فضیلت یہ ہے کہ جمعہ کے دن ایک ساعت نہایت بزرگ اور معزز ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص اس ساعت مین حق تعالی سے جو مراد مانگے گا پاویگا اس ساعت کے تعین مین اختلاف ہے طلوع یا زوال یا غروب آفتاب کے وقت یہ ساعت ہوتی ہے یا جسوقت جمعہ کی اذان ہو یا خطیب کے منبر پر جانیکے وقت یا جمعہ کی نماز پر کہڑے ہونیکے وقت یا عصر کی نماز کے وقت غرضکہ صحیح یہ ہے کہ اس ساعت کا وقت معلوم نہین شب قدر کیطرح مبہم ہے چاہیے کہ تمام دن اس ساعت کا نگران رہے اور کسیوقت خدا کی یاد اور عبادت سے خالی نرہے تیسری فضیلت یہ ہے کہ جمعہ کے دن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت درود بھیجے اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی جمعہ کے دن مجھپر اسی بار درود بھیجیگا اوسکے اسی برس کے گناہ بخشے جائینگے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ پر درود کیونکر بھیجین آپنے فرمایا کہ کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تَکُوْنُ لَکَ رِضًی وَّلِحَقِّہٖ اَدَاءً وَّاَعْطِہِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ وَاجْزِہٖ عَنَّا مَا ھُوَ اَھْلُہٗ وَاجْزِہٖ اَفْضَلَ مَا جَزَیْتَ نَبِیًّا عَنْ اُمَّتِہٖ وَصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ اِخْوَانِہٖ مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصَّالِحِیْنَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہتے ہین

کہ جو شخص جمعہ کے دن سات بار یہ درود پڑہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت بیشک اوسے حاصل ہوگی اور اگر فقط اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کہے تو بہی کافی ہے چوتہی فضیلت یہ ہے کہ جمعہ کے دن قرآن شریف بہت پڑہے اور سورہ کہف پڑہے حدیث شریف مین اسکی فضیلت بہت لکھی ہے اور اگلے عابدون کی عادت تھی کہ جمعہ کے دن قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اور درود شریف اور استغفار اور سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ہزار ہزار بار پڑہتے تہے پانچوین فضیلت یہ ہے کہ جمعہ کے دن نماز بہت پڑہے اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ جو کوئی جامع مسجد مین جاتے ہی چار رکعت نماز پڑہے اور ہر رکعت مین ایکبار الحمد اور پچاس بار قل ہو اللہ احد پڑہے تو جبتک جنت مین اوسکا مقام اوسکو ندکہا دین یا اوسکو نبتا دین کہ وہ اوس سے کبھی تب تک وہ اس جہان سے نجائیگا اور مستحب یہ ہے کہ جمعہ کے دن چار رکعت نماز پڑہے اور اوسمین چار سورتین پڑہے انعام کہف طہ یس اگر یہ نہ پڑہ سکے تو لقمان سجدہ دخان ملک پڑہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ جمعہ کے دن کبھی صلوٰۃ التسبیح ناغہ نکرتے تہے اور صلوٰۃ التسبیح مشہور نماز ہے اور اولی یہ ہے کہ وقت زوال تک نوافل پڑہے اور جمعہ کی نماز کے بعد عصر کی نماز علم کی مجلس مین جاے اور اسکے بعد مغرب کی نماز تک تسبیح اور استغفار مین مشغول رہے چہٹی فضیلت یہ ہے کہ جمعہ کے دن کو صدقہ سے خالی نچہوڑے کچہ نہو تو روٹی کا ٹکڑا ہی سہی کہ جمعہ کے دن صدقہ کی فضیلت بہت ہے جو سائل خطبہ کے وقت کچہ مانگے اوسے زجر کرنا چاہیے اوسوقت کچہ ندینا چاہیے کہ مکروہ ہے ساتوین فضیلت یہ ہے کہ ہفتہ بہر مین جمعہ کے دنکو آخرت کیواسطے مسلم رکہے باقی دنون مین دنیا کے کام کرے اور حق سبحانہ تعالی نے جو فرمایا ہے فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ خرید فروخت اور کسب دنیا اس آیہ کے معنی نہین ہین بلکہ طلب علم بہائیون کی زیارت بیمارون کی عیادت جنازہ کے ساتہ جانا اور جو کام ایسے ہون اس آیہ سے وہ مراد ہین مسئلہ العزیز جاننا تو کہ نماز مین جو باتین ضرورتہین وہ بیان کی گئین اور جن مسئلون کی ضرورت ہو علما سے پوچہنا چاہیے کہ اس کتاب مین سب مسئلون کی تفصیل نہین ہوسکتی لیکن نماز کی نیت مین وسوسہ اکثر ہوتا ہے اور اسکے تین سبب ہوتے ہین یا تو جسکی عقل مین خلل ہے اوسے وسوسہ ہوتا ہے یا جسے سودا ہو یا شریعت کے احکام سے جاہل ہو اور نیت کے معنی نہ جانتا ہو کہ نیت اوس رغبت سے عبارت ہے جو آدمیکو خدا کا حکم بجا لانیکے واسطے کہڑا کرتی ہے جیسے کوئی شخص تجہسے کہے کہ فلانا عالم آتا ہے اور اسکے واسطے اوٹہہ اور تعظیم کر تو اپنے دل مین کہیگا کہ فلانے عالم کیواسطے اور اسکے علم کی عظمت کے لیے فلانے شخص کے کہنے سے مین کہڑا ہوتا ہون اور فورًا کہڑا ہو جائیگا اور بے اسکے کہ تو زبان یا دل سے کہے یہ نیت خود تیرے دل مین ہوگی اور جو کچہ دل مین تو کہتا ہے وہ نفس کی بات ہے نیت نہین ہے نیت تو وہ رغبت ہے جسنے تجہے اوٹہا کہڑا کیا لیکن یہ جاننا ضرور ہے کہ نیت کے بارہ مین حکم کیا ہے بس اسقدر جاننا چاہیے کہ مثلًا ظہر کی نماز ہے یا عصر کی نماز ہے جب اس امر سے دل غافل نہو تو اللہ اکبر کہے اور دل غافل ہے تو یاد کرلے اور یہ گمان نہ کرے کہ ادا اور فرض اور ظہر کے معنی سب ایکبار مفصل دل مین جمع ہون لیکن جو دل کے نزدیک ہو اوسے باہم جمع کرلے اسقدر نیت مین کافی ہے اسواسطے کہ اگر تجہسے کوئی پوچہے کہ ظہر کی نماز پڑہی تو کہیگا ہان تو جسوقت تو زبان کہتا ہے یہ سب معنی تیرے دل مین موجود ہوتے ہین یا مفصل نہین ہوتے

تو تجھے اپنے تئین یاد دلانا اوس شخص کے پوچھنے کے مثل ہے اور اتنا اگر کہنا ایسا ہے جیسا ہان کہنا جو اس سے زیادہ کھوج کریگا اوسکا دل اور نماز دونون پریشان ہونگے آدمیکو چاہیے کہ آسان امر اختیار کرے جسقدر بیان ہوا ہے جب اتنی نیت کرلی یہ کسی صفت پر جاننا چاہیے کہ نماز درست ہوگئی اسواسطے کہ نماز کی نیت بھی اور کامون کی نیت کے مثل ہے اسیواسطے تھا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے زمانے مین کسیکو نیت مین وسوسہ نتہا اوسلیے کہ جانتے تھے کہ یہ کام آسان ہے اور جو کوئی اسے آسان نجانے وہ نادان ہے

پانچوین اصل زکوۃ کے بیان مین

ایعزیز جان تو کہ زکوۃ ارکان مسلمانی سے ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پانچ اصلون پر اسلام کی بنا ہے کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور نماز اور زکوۃ اور روزہ اور حج حدیث شریف مین ہے کہ جو لوگ سونا چاندی اپنی ملک مین رکھین اور زکوۃ نہ دین اونمین سے ہر ایک کے سینہ پر ایسا داغ دینگے کہ پیٹھ کے پار نکلجاے اور پیٹھ پر داغ دینگے کہ سینہ کے پار ہوجاے اور جو شخص چار پائے ملک مین رکھے اور زکوۃ نہ دے تو قیامت کے دن اون چار پایون کو اوسپر مسلط کرینگے کہ سینگ اپنے مالک کو مارین اور پاؤن سے روندین جب سب آگے پیچھے ایکبار اوسپر سے گذر جائینگے تو آگے والے پھر اوسے روندنا شروع کرینگے پھر سب اوسپر سے گذرینگے اسیطرح جبتک سبھونکا حساب ہوگا چار پائے پھر پھر کر اوسے پامال کیا کرینگے اور یہ حدیث صحیح مین ہے

بیس مالداروں پر زکوۃ کا علم فرض ہے زکوۃ کے اقسام اور شرائط کا بیان ایعزیز جان تو کہ چھ قسم کی زکوۃ فرض ہے **پہلی قسم** چار پایون کی زکوۃ وہ چار پائے اونٹ گاے بکری ہین گھوڑے گدہے وغیرہ مین زکوۃ نہین ہے اور یہ زکوۃ چار شرطون سے واجب ہوتی ہے پہلی شرط یہ ہے کہ وہ جانور گھر مین نپلتے ہون بلکہ چراگاہ مین پلتے ہون تاکہ اوسپر بڑا خرچ نپڑے اگر تمام سال گھر مین اپنا چارہ کہلایا کہ اوسے خرچ سمجھے تو زکوۃ ساقط ہے دوسری شرط یہ ہے کہ ایکسال اوسکی ملک مین رہے اسواسطے کہ سال کے اندر اوسکی ملک سے اگر نکلجاینگے تو زکوۃ ساقط ہوجائیگی لیکن آخر سال مین اگر بچے پیدا ہون تو اونکو حساب مین لینگے اور اصل مال کی تبعیت مین اونکی زکوۃ واجب ہوگی تیسری شرط یہ ہے کہ اوس مال کی بدولت تونگر ہو اور وہ مال اوسکے تصرف مین ہو اگر کم ہوگیا ہو یا کسی ظالم نے اوس سے چھین لیا ہو تو اوسپر زکوۃ نہین ہے لیکن اگر سب جانور اوس فائدہ سمیت جو اونسے حاصل ہوا اوسے پھر ملین تو گذشتہ کی زکوۃ بھی اوسپر واجب ہوگی اور اگر کوئی شخص جتنا مال رکھتا ہے اوتنا ہی قرض بھی رکھتا ہے تو صحیح یہ ہے کہ اوسپر زکوۃ واجب نہین حقیقت مین وہ فقیر ہے چوتھی شرط یہ ہے کہ اوسکے پاس مال بقدر نصاب ہو کہ اوسکے سبب سے تونگر ہوتا ہے تھوڑے مال سے تونگر نہین ہوتا تو اونٹ جبتک پانچ نہون اونکی زکوۃ واجب نہین ہے اور جب پانچ اونٹ ہون تو ایک بکری زکوۃ مین دینا واجب ہے اور دس اونٹون مین دو بکریان پندرہ مین تین بیس مین چار اور یہ بکری ایک برس سے کم کی نہونا چاہیے اور اگر بکرا ہو تو دو برس سے کم کا نہو اور پچیس۲۵ اونٹون مین ایک ایکسالہ اونٹنی دینا واجب ہے اونٹنی نہو تو دو برس کا ایک اونٹ دینا چاہیے جبتک چھتیس۳۶ اونٹ نہون تب تک یہی زکوۃ ہے اور چھتیس۳۶ مین دو سالہ ایک اونٹنی دینا واجب ہے اور

چھیالیس۴۶ مین تین برس کی ایک اونٹنی اور اکسٹھ۶۱ مین چار سالا ایک اونٹنی اور چہتر مین دو دو برس کی دو اونٹنیان اور
ایکانوے۹۱ مین تین سالہ دو اونٹنیان اور ایکسو اکیس۱۲۱ مین دو دو سال کی تین اونٹنیان واجب ہین پھر یہ حساب کرے کہ ہر چالیس مین
دو سالا اور ہر پچاس۵۰ مین تین سالہ اونٹنی دیوے اور گاے بیل جبتک تیس۳۰ نہون تب تک اونمین کچہ زکوۃ نہین جب تیس۳۰ پورے
ہون تو اونمین ایک یکسالہ بچھڑا دینا واجب ہے اور چالیس۴۰ مین دو سالہ ایک اور ساٹھ مین ایک ایک برس کے دو پھر حساب
کرے کہ ہر تیس۳۰ مین ایک یکسالہ اور ہر چالیس۴۰ مین ایک دو سالہ بچھڑا دے لیکن بکری چالیس۴۰ مین ایک اور ایکسو اکیس۱۲۱ مین دو
اور دو سو ایک مین تین اور چار سو مین چار اسی حساب سے سیکڑے پیچھے ایک بکری دے بکری ہو تو ایک برس سے کم کی نہو بکرا
ہو تو دو برس سے کم کا نہو اگر دو آدمی اپنی اپنی بکریان ایک مین ملی رکھتے ہون تو اگر دونون صاحب زکوۃ ہین یعنی ایک
کافر یا مکاتب نہو تو دونون کا حصہ ایک ہی مال کا حکم رکھتا ہے اگر دونون کا حصہ ملاکر چالیس۴۰ بکریون سے زیادہ نہون تو
ہر ایک پر آدہی آدہی بکری واجب ہے اگر دونون ملاکر ایک سو بیس بکریان ہون تو اگر دونون شخص ملکر ایک بکری دین گے
تو بہی کافی ہے دوسری قسم غلہ وغیرہ کی زکوۃ ہے جس کسیکے پاس آٹھہ سو من گیہون یا جو چھوہارا منقی یا اور کوئی چیز جو کسی قوم کا
قوت اور غذا ہوسکتی ہے اور جسپر وہ لوگ اکتفا کرسکتے ہین جیسے مونگ چنا چاول وغیرہ تو اونمین عشر دینا واجب ہے اور جو
چیز قوت اور غذا نہو جیسے روئی کتان وغیرہ اور میوہ جات اونمین عشر واجب نہین ہے اگر چار سو من گیہون اور چار سو من جو
ہون تو عشر واجب نہین ہے اسلیئے کہ وجوب زکوۃ مین ایک ہی جنس سے بقدر نصاب ہونا شرط ہے اگر ندی نہر کا نیرے پانی
نہ لیا ہو یعنی مینہ یا اوس یا نل چشمے سے کہیت وغیرہ سینچا ہو یا کہ دولاب سے پانی لیا ہو یعنی پر یرت ڈیکلی رہٹ سے سینچا ہو
تو بہی عشر واجب نہین ہے اور زکوۃ مین انگور اور چھوہارے تر نہ دینا چاہیے بلکہ منقے اور خشک خرمے دینا چاہیے لیکن اگر وہ انگور
خشک ہوکر منقے نہوتا ہو تو انگور دینا درست ہے چاہیے کہ جب انگور رنگ پکڑے اور گیہون جو کا دانہ سخت ہوجاے تو جبتک
فقیرون کا حصہ تخمینا اونمین سے اندازہ نہ کرلے تب تک اونمین کچہ تصرف نہ کرے جب فقیرونکا حصہ اندازہ کرلیا تو سب مین تصرف کرنا درست
ہے تیسری قسم سونے چاندی کی زکوۃ ہے چاندی کے دو سو درہم مین پانچ درہم آخر سال مین دینا واجب ہین اور خالص
سونے کے بیس۲۰ دینار مین نصف دینار واجب ہوگا اور یہ وہ ایک کی چوتہائی ہے اور سونا چاندی جسقدر زیادہ ہو اسی حساب
سے دینا چاہیے اور چاندی سونے کے برتن اور ساز اسپ مین اور اوس سونے چاندی مین جو تلوار وغیرہ پر لگا ہو اور جو چیز
سونے چاندی کی ناجائز ہو اونمین زکوۃ واجب ہے لیکن جو زیور مرد اور عورت کو رکھنا درست ہے اوسمین زکوۃ نہین ہے اور
جو سونا چاندی اورون کے پاس رکھا ہے اور جب چاہے لے سکتا ہے اوسکی زکوۃ بہی واجب ہے چوتھی قسم سوداگری مال کی زکوۃ ہے
جب بیس۲۰ دینار کے قدر ایک چیز تجارت کی نیت سے مول لے اور اوسپر ایک سال گذرے تو وہی بیس دینار کی زکوۃ واجب
ہوتی ہے اور سال بھر مین جو نفع ہو وہ بھی حساب مین آویگا اور ہر سال کے آخر مین مال کی قیمت معلوم کرنا چاہیے اگر مایہ تجارت
سونے چاندی سے ہوا ہے تو اوسی سے زکوۃ دے اور اگر نقد سے نہین خریدا ہے تو جو نقد شہر مین اکثر رائج ہو اوس سے زکوۃ دے

اور اگر کچھہ متاع رکھتا ہے اور تجارت کی نیت سے اوسکے عوض مین کوئی چیز مول لے تو ابتدای سال مین بمجرد نیت زکوۃ وجب نہین ہوتی لیکن وہ اگر
نقد اور بقدر نصاب ہو تو مالک ہونیکے وقت ہی صاحب نصاب ہو جائیگا اور سال کے اندر اگر سوداگری کا قصد جاتا رہے تو زکوۃ وجب نہوگی واللہ اعلم
پانچوین قسم زکوۃ فطر ہے جو مسلمان عید رمضان کی رات کو اپنے اور اپنے اہل و عیال کی قوت سے جو عید کے دن کام آئے
اور گھر کے کپڑے اور جو چیز ضروری ہو اوس سے زیادہ استطاعت رکھتا ہو تو اوسیر اوس جنس کے اناج سے جو وہ روزمرہ کہاتا ہے
ایک صاع اناج دینا واجب ہے اور صاع پوسنے تین من کا ہوتا ہے اگر گیہون کہاتا ہو تو جو نہ دینا چاہیے اگر جو کہاتا ہو تو گیہون
نہ دینا چاہیے اور اگر ہر قسم کا اناج کہاتا ہو تو اون مین سے جو اناج بہتر ہے وہ دے اور گیہون کے بدلے آٹا وغیرہ نہ دینا چاہیے یہ
امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک ہے اور جسکا نفقہ اوسکے ذمہ واجب ہے اوسکی طرف سے بہی صدقہ فطر دینا واجب ہے
جیسے جورو لڑکے ماں باپ لونڈی غلام لونڈی یا غلام اگر دو آدمیون مین مشترک ہو تو اوسکا صدقہ فطر دونون پر واجب ہے
اور جو لونڈی غلام کافر ہو اوسکا صدقہ واجب نہین ہے اگر جورو اپنا صدقہ خود دے تو درست ہے اور اگر شوہر جورو کے
بے اجازت اوسکی طرف سے دے تو بہی درست ہے اسقدر احکام زکوۃ کا جاننا ضرور تہا اگر اسکے سوا اور کوئی صورت پیدا ہو تو علما سے
پوچھنا چاہیے **زکوۃ دینے کی کیفیت کا بیان** چاہیے کہ زکوۃ دینے مین پانچ چیزونکا خیال رکھے پہلے یہ کہ زکوۃ دیتے
وقت یہ نیت کرے کہ مین زکوۃ فرض دیتا ہون یا اگر زکوۃ دینے کے واسطے وکیل مقرر کرے تو وکیل مقرر کرتے وقت یہ نیت
کرلے کہ فرض زکوۃ تقسیم کرنیکو مین وکیل کرتا ہون یا وکیل سے یہ حکم کردے کہ دیتے وقت تو فرض زکوۃ کی نیت کر لینا دوسرے
یہ کہ جب سال تمام ہو تو زکوۃ دینے مین جلدی کرے اسواسطے کہ بلا عذر دیر کرنا نچاہیے اور زکوۃ فطر مین عید سے تاخیر نہ کرے اور
رمضان مین جلدی دیدینا درست ہے رمضان سے پہلے دینا درست نہین ہے اور مال کی زکوۃ مین سال بھر جلدی کرنا درست ہے
لیکن جس شخصکو زکوۃ دی ہے وہ اگر سال گذرنے سے پہلے مرجاے یا مالدار ہوجاے یا کافر ہوجاے تو دوبارہ زکوۃ دینا چاہیے
تیسرے یہ کہ ہر جنس کی زکوۃ اوسی جنس سے دے سونے چاندی کے بدلے اور گیہون جو کے عوض یا اور کوئی
مال بمقدار قیمت دینا امام شافعی رحمہ اللہ تعالے کے مذہب مین نہ چاہیے چوتہے یہ کہ زکوۃ اوسی جگہہ دے جہان مال ہو اسواسطے کہ
وہانکے محتاج امیدوار رہتے ہین اگر دوسرے شہر مین بھیجدیگا تو صحیح یہ ہے کہ زکوۃ ادا ہوجائیگی پانچوین یہ کہ جسقدر زکوۃ ہو آٹہہ قوم پر تقسیم کرنا
چاہیے اور ہر قوم کے تین تین آدمیون سے کم نہون اور سب چوبیس آدمی ہون اور ایک درہم زکوۃ ہو تو امام شافعی رحمہ اللہ کے
نزدیک چوبیسون آدمیکو پہونچانا چاہیے اوسکے آٹہہ حصہ کرکے ایک ایک حصہ تین تین آدمیونکو یا اس سے زیادہ کو جیسا چاہے
تقسیم کردے گو برابر نہون اس زمانہ مین تین قوم کے لوگ نادر ہین غازی مولفہ عامل زکوۃ مگر فقیر مسکین مکاتب مسافر قرضدار
ملینگے کسیکو نچاہیے کہ پندرہ آدمیون سے کم کو زکوۃ دے یہ حکم امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کے مذہب مین ہے اور شافعی مذہب
مین یہ دو مسئلہ مشکل ہین ایک تو یہ کہ زکوۃ سبکو دے دوسرا یہ کہ ہر چیز کی زکوۃ مین وہی چیز دے اوسکا عوض نہ دے اور اکثر
شافعی المذہب اس مسئلہ مین امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کی پیروی کرتے ہین ہمین امید ہے کہ وہ لوگ ماخوذ نہونگے

۵۸ صاع دو سیر کا قد کا ہوتا ہے شاہجہان آبادی جو سیر سے پوسنے تین سیر انگریزی سیر سے آدھ پاؤ تین ہوتا ہے ۱۲

ان آٹھہ گروہ کی صفت کا بیان پہلی قسم فقیر ہے فقیر وہ شخص ہے نکوئی چیز رکھے نکوئی کسب کرسکے اگر اسکے پاس ایک دن کا کھانا
اور بدن پر پورا لباس ہے تو وہ فقیر نہیں اور اگر آدہے دن کا کھانا اور ادہورا کپڑا ہے یعنی لباس بے پگڑی یا پگڑی بے لباس
تو وہ شخص فقیر ہے اور اگر ازار پاس ہون تو آدمی کسب کرسکتا ہے اگر کوئی ازار نہین تو وہ بھی فقیر ہے اگر طالب العلم ہے اور کسب
کرے تو طلب علم سے محروم رہتا ہے تو وہ بھی فقیر ہے اور اس صفت کے فقیر کمتر ملتے ہین مگر لڑکے تو یہ تدبیر ہے کہ عیالدار فقیر
ڈہونڈہے اور لڑکون کے واسطے اوس عیالدار فقیر کا حصہ دیا جاے دوسری قسم مسکین ہے جس شخص کا خرچ ضروری آمد سے
زیادہ ہو اگرچہ وہ گھر اور کپڑے رکھتا ہو لیکن مسکین ہے جب ایکسال کی روزی اوسکے پاس نہو اور اوسکی کمائی سال بھر کو وفا نکرے
تو اوسے اسقدر دینا درست ہے کہ سال بھر اوسکا خرچ چلے اور اگرچہ فرش اور گھر کے برتن اور کتابین رکھتا ہو مگر جب سال بھر کے
مصارف ضروری کو محتاج ہے تو مسکین ہے ہان اگر احتیاج سے زیادہ کوئی چیز رکھتا ہو تو محتاج نہین ہے تیسری قسم کچہ لوگ ہوتے
ہین کہ مالدارون سے زکوۃ لیکر زکوۃ کے مستحقون کو پہونچاتے ہین اونکی اجرت مال زکوۃ سے دینا چاہیے چوتھی قسم مولفۃ قلوبہم
اور یہ وہ مرد معزز اور شریف ہے جو مسلمان ہو جاے اگر اوسے مال دینگے تو اورونکو اس لالچ سے مسلمان ہونے کی رغبت ہوگی
پانچوین قسم مکاتب ہے اور یہ وہ لونڈی غلام ہے جو اپنے تئین خود مول لیلے اور اپنی قیمت دو بار مین یا زیادہ قسطین کرکے
اپنے مالک کو ادا کرے چھٹی قسم وہ شخص ہے جو نیک کام مین قرضدار ہو گیا ہو تو فقیر ہو یا امیر لیکن قرض کسی مصلحت کیواسطے
لیا ہو جس سے کوئی فتنہ فرو ہوا ساتوین قسم غازی لوگ جنکا یومیہ بیت المال سے مقرر نہو اگرچہ وہ تونگر ہون لیکن سامان سفر
مال زکوۃ سے اونہین دینا چاہیے آٹھوین قسم مسافر ہے کہ سفر مین ہو اور زاد راہ اوسکے پاس نہو یا اپنے وطن سے سفر کو چلنے والا
ہو خرچ راہ اور کرایہ کی قدر اوسے دینا چاہیے اور جو کوئی کہے کہ مین فقیر یا مسکین ہون اگر معلوم نہو کہ جھوٹا ہو تو اوسکے قول کو سچ ماننا درست ہے اگر غازی
اور مسافر جہاد اور سفر کو نہ جائین تو اونسے مال زکوۃ پہیر لینا چاہیے اور ان اقسام کے مستحقونکے بارہ مین چاہیے کہ معتمد لوگون سے
دریافت کرلے **زکوۃ کے اسرار کا بیان** اے عزیز جان تو کہ جسطرح نماز کی ایک صورت ہے اور ایک حقیقت ہے اور وہ حقیقت
صورت کی روح ہوتی ہے اسیطرح زکوۃ کی بھی صورت اور روح ہے جو کوئی زکوۃ کی روح کو نہ پہچانیگا اوسکی زکوۃ صورت بیروح ہے
زکوۃ مین تین بھید ہین + **پہلا بھید** یہ ہے کہ بندونکو خدا کی محبت کا حکم ہے اور کوئی مسلمان ایسا نہین ہے جو
خدا کے ساتھ محبت کا دعوی نکرتا ہو بلکہ مسلمان اس بات کے مامور ہین کہ کسی چیز کو حق تعالی سے زیادہ دوست اور عزیز نرکہین
جیسا حق تعالی نے فرمایا ہے قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَاۗؤُکُمْ وَاَبْنَاۗؤُکُمْ الآیہ غرضکہ کوئی مسلمان ایسا نہین جو یہ دعوی نہ کرتا ہو
کہ مین خدا کو سب چیزون سے زیادہ دوست رکھتا ہون اور ہر ایک سمجھتا ہے کہ یہ جو مین کہتا ہون واقع مین بھی ایسا ہی ہے
تو علامت اور دلیل کی حاجت پڑی تاکہ ہر ایک دعوی بے اصل سے مغرور نہو اور مال بھی آدمی کا ایک محبوب ہے تو آدمیکو حقتعالے
نے مال سے آزمایا اور فرمایا کہ اگر تو میری دوستی مین سچا ہے تو اپنے اس ایک معشوق کو مجھپر سے فدا کردے کہ اپنا درجہ میری دوستی مین
تو پہچانے تو جو لوگ اس تہ کو پہونچے اور یہ بہید سمجھ گئے اونکے تین درجے ہوگئے پہلا درجہ صدیق لوگ تھے کہ جو کچہ اپنے پاس

رکھتے تھے سب بالکل اوسیوقت تصدق کردیا اور کہا کہ دو سو درہم مین سے پانچ درہم اوسکی راہ مین دینا کنجوسون کا کام ہے ہمپر واجب ہے کہ خدا کی محبت مین سب دیدین جسطرح امیرالمومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمتمین اپنا سب مال لے آئے آپنے استفسار فرمایا کہ یا صدیق اپنے جورو لڑکون کے واسطے کیا چھوڑا عرض کیا کہ فقط خدا اور رسول کو چھوڑا ہے اور بعضون نے نصف مال راہ خدا مین دیا جسطرح امیرالمومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نصف مال لائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا فاروق لڑکون بالون کیواسطے کیا چھوڑا عرض کیا کہ اسیقدر جسقدر یہان حاضر کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بَیْنَکُمَا مَا بَیْنَ کَلِمَتَیْکُمَا تَفَاوُت یعنی تم دونون کے درجون مین بھی اتنا ہی تفاوت ہے جتنا تم دونون کے کلام مین ہے دوسرا درجہ نیک مردون جنہون نے اپنا مال یکبارگی نخرچ کیا کہ اسکی قدرت نہین رکھتے لیکن اوسکو محفوظ رکھا اور فقیرون کی حاجتون کے اور خیرات کی صورتون کے منتظر رہے اور اپنے تئین فقیرون کے برابر رکھا اور فقط زکوۃ پر اقتصار نہ کیا جو محتاج اونکے پاس پہونچا اوسے اپنے عیال واطفال کے برابر رکھا اور خبرگیری کی تیسرا درجہ وہ کمتر مردون جو اس سے زیادہ طاقت نہین رکھتے کہ دوسو درہم مین سے پانچ درہم سے زیادہ دین اونہون نے فقط فرض پر اکتفا کی اور حکم خدا خوشی خاطر سے قبول کیا اور جلدی بجا لائے اور زکوۃ دیکر فقیرون پر احسان نہ جتایا اور یہ اخیر کا درجہ ہے اسواسطے کہ دوسو درہم مین جو حق تعالے نے عنایت فرمائے پانچ درہم دینے کو بھی جسکا دل نچاہے وہ خدا کی دوستی سے بالکل بے نصیب ہے اور جو شخص پانچ درہم سے زیادہ نہین دے سکتا اوسکی دوستی نہایت ضعیف ہے اور وہ سب دوستون مین بخیل و خفیف ہے **دوسرا بھید** بخل کی نجاست سے دل پاک کرنا ہے کہ بخل دل مین نجاست کے مثل ہے جسطرح نجاست ظاہری بدن کو نماز کی نزدیکی کے قابل نہین رکھتی نجاست بخل دلکو جناب احدیت کے قرب کے لائق نہین رکھتی اور بے مال خرچ کیے دل بخل کی نجاست سے پاک نہین ہوتا اسی سبب سے زکوۃ بخل کی ناپاکی کو دل سے دور کرتی ہے اور زکوۃ اوس پانی کے مثل ہے جس سے نجاست دور کی ہو اسیوجہ سے زکوۃ اور صدقہ کا مال رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کے اہل بیت پر حرام ہے کہ اونکا درجہ لوگونکی مالکی میل سے بچے **تیسرا بھید** شکر نعمت ہے اسواسطے کہ مال دنیا اور آخرت مین مسلمانون کے واسطے سبب راحت ہے توجسطرح نماز روزہ حج نعمت بدن کا شکر ہے اوسیطرح زکوۃ نعمت مال کا شکر ہے تاکہ آدمی جب اپنے تئین مال کی بدولت بے پروا دیکھے اور دوسرے مسلمان بھائی کو جو اوسکے مثل ہے درماندہ اور عاجز پائے اپنے دل مین کہے کہ یہ بھی تو میری طرح خدا کا بندہ ہے خدا کا شکر کہ مجھے اوس سے بے پروا کیا اور اوسے میرا حاجتمند بنایا تو مین اوسکے ساتھ مہربانی اور مدارات کرون مبادا یہ آزمایش ہو اور اگر مدارات مین تقصیر کرون تو ایسا نہو کہ خدا مجھے اوسکا سا اور اوسے میرا سا کردے تو ہر ایک کو چاہیے کہ زکوۃ کے یہ اسرار جانے تاکہ اوسکی عبادت صورت بےمعنی نرہے **آداب زکوۃ کا بیان** جو کوئی چاہے کہ میری عبادت زندہ رہے اور بے روح نہو اور ثواب دونا ملے اوسے چاہیے کہ سات ادب اپنے اوپر لازم کرے **پہلا ادب** یہ ہے کہ زکوۃ دینے مین جلدی کیا کرے واجب ہونے سے پہلے سال بھر مین کبھی دیدیا کرے اس سے تین فایدے ہونگے ایک تو یہ کہ

کہ عبادت کے شوق کا اثر اوسپر ظاہر ہوگا اسواسطے کہ واجب ہونیکے بعد دینا بضرورت ہے کہ اگر نہ دیگا تو عذاب مین پڑیگا
اسوقت دینا خوف عذاب وعقوبت سے ہے نہ دوستی اور محبت سے اور وہ بندہ بُرا ہے جو ڈر سے کام کرے شفقت اور دوستی
سے نکرے دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جلدی زکوۃ دینے سے فقیرونکا دل خوش ہوگا خلوص دل سے وہ دعاے خیر کرینگے کہ اونہین
ناگاہ خوشی حاصل ہوئی اور فقیرون کی دعا اوسکے حق مین سب آفتون سے حصار بنے گی تیسرا فائدہ یہ ہے کہ زمانہ کی آفتون سے
بیفکر ہوجائیگا اسواسطے کہ تاخیر کرنے مین بہت سی آفتین ہین شاید کوئی امر مانع پیش آجائے اور وہ اس خیر سے محروم رہے جب
آدمی کے دل مین امر خیر کی رغبت پیدا ہو تو اوسے غنیمت جانے کہ یہ اوسپر خدا کی نظر رحمت ہے اور اوسکے بعد قریب ہوتا ہے
کہ شیطان حملہ کرے فَاِنَّ قَلْبَ الْمُؤْمِنِ بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ[له] نقل ہے کہ ایک بزرگ کو پاخانہ مین خیال آیا
کہ پیراہن فقیر کو دون فوراً اپنے مرید کو بلایا اور پیراہن اوتار دیا مرید نے کہا یا شیخ باہر نکلنے تک کیون نہ صبر کیا اون بزرگ نے
فرمایا مین ڈرا کہ مبادا شیطان دل مین اور کچھ آجائے اور اس امر خیر سے مجکو باز رکھے دوسرا ادب یہ ہے کہ اگر زکوۃ ایک بار دینا ہو
تو محرم کے مہینے مین دے کہ بزرگ مہینا ہے اور شروع سال ہے یا رمضان مبارک مین دے کہ دینے کا وقت جتنا بزرگ ہوگا
ثواب بھی زیادہ ملیگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تمام خلق سے زیادہ سخی تھے جو کچھ آپ پاس ہوتا للہ دیتے اور رمضان شریف
مین خود کوئی چیز نرکھتے اور بالکل خرچ کر ڈالتے تیسرا ادب یہ ہے کہ زکوۃ چھپا کر دے برملا نہ دے تاکہ ریا سے دور اخلاص سے
نزدیک رہے حدیث شریف مین ہے کہ پوشیدہ صدقہ دینا حق تعالے کے غصہ کو دور کر دیتا ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے
کہ قیامت کے دن سات آدمی عرش کے سایہ مین ہونگے ایک بادشاہ عادل دوسرا وہ شخص جو داہنے ہاتھ سے صدقہ اسطرح دے
کہ بائین کو کبھی خبر نہو الغرض دیکھو تو چھپا کر صدقہ دینے کا یہ مرتبہ ہے کہ قیامت کے دن پوشیدہ صدقہ دینے والا بادشاہ عادل کے
درجے پر ہوگا اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو صدقہ چھپا کر نہین دیا جاتا ہے اوسے اعمال ظاہری مین لکھتے ہین اور جو چھپا کر
دیا جاتا ہے اوسے اعمال باطنی مین لکھتے ہین اور جو کوئی صدقہ دیکر کہے کہ مین نے یہ خیرات کی تو اوس صدقہ کو اعمال ظاہری اور
باطنی دونون کی فرد سے مٹا دیتے ہین اور ریا کی فرد مین لکھ لیتے ہین اسواسطے اگلے بزرگون نے صدقہ چھپا کر دینے مین تمام
مبالغہ کیا ہے کہ کوئی تو اندھا فقیر ڈھونڈھ کر چپکے سے اوسکے ہاتھ مین صدقہ دیتا اور منہ سے کچھ نہ بولتا تاکہ وہ بھی نجانے کہ کسنے دیا
اور کوئی فقیرون کی گذرگاہ پر ڈالدیتا اور کوئی کسی ذریعہ سے دیتا اور کوئی سوتے فقیر کے کپڑے مین اسطرح چپکے سے باندھ دیتا
کہ وہ جاگنے نپائے یہ سب باتین اسواسطے تھین کہ فقیر بھی نجانے اور اورون سے پوشیدہ رکھنا تو بہت ہی ضرور جانتے تھے
اسواسطے کہ اگر ظاہر مین آدمی صدقہ دے تو دل مین ریا پیدا ہوتی ہے اگر بخل ٹوٹتا ہے تو ریا مضبوط ہوتی ہے اور بخل یا ریا وغیرہ
سب صفتین مہلک ہین بخل بچھو کے مثل ہے اور ریا سانپ کے مانند جو بچھو سے بہت قوی ہے جب کوئی شخص بچھو سانپ کو کھلادیگا
سانپ کی قوت اور بڑھے گی تو ایک مہلک سے چھوٹیگا دوسرے مہلک سخت کے ہاتھ پڑیگا اور ان صفتون کا زخم جو دلپر ہے جب
قبر مین آدمی جائیگا تو سانپ بچھو کے زخمون کے مانند ہوگا جیسا عنوان مسلمانی مین ہم بیان کر چکے ہین تو برملا صدقہ دینے کا

[له] بیشک دل مسلمان کا درمیان دو انگلیون کے ہے رحمٰن کی انگلیون مین سے ۱۲

نقصان نفع سے زیادہ ہے **چوتھا ادب** یہ ہے کہ اگر ریا کا بالکل اندیشہ نہو اور اپنے دلکو ریا سے بالکل پاک کر چکا اور یہ سمجھے کہ اگر مین برملا صدقہ دونگا تو اور لوگونکو بھی دینے کی رغبت پیدا ہوگی اور میری اقتدا کرینگے تو ایسے شخص کو برملا دینا بہتر ہے اور ایسا آدمی وہ ہوتا ہے جسکے نزدیک تعریف اور مذمت یکسان ہو اور سب کامون مین خدا کے جاننے پر اکتفا کرتا ہو **پانچوان ادب** یہ ہے کہ احسان جتا کر اور لوگون کو سنا کر صدقہ کو ضائع نہ کرے حق سبحانہ تعالی نے فرمایا ہے لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُم بِالْمَنِّ وَالْأَذَى یعنی اپنے صدقون کو احسان جتانے اور دکھ دینے سے ضائع مت کرو۔ اذی کے معنی فقیر کو آزردہ کرنا ہے اسطرح کہ اوس سے ترشرو ہو یا ناک بھون چڑہائے یا اوسے کلمات سخت کہے یا محتاج جانکر اور سوال کرنے سے اوسے ذلیل وخوار سمجھا اور حقارت کی نگاہ سے دیکھا یہ باتین دو قسم کی جہالت اور حماقت سے ہوتی ہین ایک تو یہ کہ مال ہاتھہ سے دینا ناگوار ہو اس سبب سے تنگدل اور رنجیدہ ہوکر سخت کلامی کی آور جسپر ایک درم دیکر ہزار لینا ناگوار ہو وہ جاہل اور نادان ہے اسواسطے اگر وہ زکوۃ دیگا تو جنت اور خدا کی رضامندی حاصل کریگا اور اپنے تئین دوزخ سے آزاد کریگا اگر ان باتونکا ایمان رکہتا ہے تو زکوۃ دینا اوسے کیون ناگوار ہے دوسری حماقت یہ ہے کہ تونگری کی وجہ سے آدمی اپنے تئین فقیر سے اشرف سمجھے اور نہین جانتا کہ جو اوس سے پانسو برس پہلے جنت مین جائیگا وہ اوس سے بہت اشرف ہے اور اوسکا درجہ بہت اعلی ہے اور خدا کے نزدیک فخر اور بزرگی فقیری کو ہے تونگری کو نہین اور فقیری کے اشرف ہونے پر دنیا مین یہ دلیل اور علامت ہے کہ اسکو خدا نے دنیا اور مال کے اشتغال مین اور اوسکے رنج وملال مین مصروف کیا ہے حالانکہ امیر کو ضرورت کی قدر سے زیادہ دنیا سے کچھ نصیب نہین ہوتا اور امیر پر واجب کر دیا ہے کہ بقدر ضرورت فقیر کو دے تو حقیقت مین حق تعالے نے امیر کو فقیر کا بیگاری دنیا مین بنایا ہے اور آخرت مین پانسو برس جنت کا انتظار امیر کے واسطے خاص کر دیا ہے **چھٹا ادب** یہ ہے کہ احسان نہ رکہے اور جہل احسان رکہنے کی اصل اور دل کی صفت ہے احسان رکہنا یہ ہے کہ سمجھے مین نے فقیر کے ساتھ نیکی کی اپنی ملک سے اوسے دولت دی کہ فقیر میرا زیر دست رہے جب یہ سمجھا تو یہ امر اس بات کی علامت ہے کہ یہ امیدوار ہے کہ فقیر میری خدمت زیادہ کرے اور میرے کامون مین مستعد رہا کرے اور پہلے مجھے سلام کیا کرے غرضکہ امید رکہتا ہے کہ میری عزت زیادہ کرے اور اگر وہ فقیر اوسکے حق مین کچھ قصور کرے تو پہلے سے زیادہ اب تعجب کرتا ہے اور چاہیے تو یہ تہی کہے کہ مین نے اسکے ساتھ یہ نیکی کی یہ جہل اور نادانی ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ فقیر نے اوسکے ساتھ دوستی اور نیکی کی کہ اوس سے صدقہ قبول کیا اوسے آتش دوزخ سے رہائی دی اور اوسکے دل کو بخل کی نجاست سے پاک کیا اگر حجام اوس امیر کے پچھنے مفت لگاتا تو اوسکا احسان مانتا کہ جو خون میرے ہلاک ہونیکا باعث تہا اسنے اوسے نکالڈالا اسیطرح اوسکے دل مین بخل اور اوسکے پاس مال زکوۃ بھی اوسکی ہلاکت اور نجاست کا باعث تہا کہ فقیر کی وجہ سے اوس سے طہارت بہی حاصل ہوئی نجات بہی ملی تو امیر کو ایک تو اسوجہ سے فقیر کا احسانمند ہونا چاہیے دوسرے یہ کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صدقہ پہلے خدا کے دست رحمت مین جاتا ہے پھر فقیر کے ہاتھہ آتا ہے تو صدقہ جب حق تعالی کو دیا اور فقیر نے نیابتًا لیا تو دینے والے کو چاہیے کہ فقیر کا احسانمند ہو نہ کہ اوسپر احسان جتلائے آدمی جب اسرار زکوۃ سے ان مین بھیدونکو سوچے گا تو سمجھے گا کہ احسان رکہنا نادانی ہے اسلئے بزرگون نے احسان سے پرہیز کرنے مین مبالغہ کیا ہے اور فقیر کے

پانچوان ادب فقیر کو دکھ نہ دینا اور احسان نہ جتانا اور اوسکی دلآزاری نہ کرنا

سامنے عاجزی اور فروتنی کے ساتھ کھڑے رہتے ہین اور پیش کش کرکے عرض کی ہے کہ یہ مجھسے قبول فرمائیے اور نذر دکھانی طرح
فقیر کے سامنے ہاتھہ بڑہایا ہے تاکہ فقیر پیارا روپیہ اوپر سے اوٹھائے اور فقیر کا ہاتھہ ہمارے ہاتھہ کے نیچے نہو اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ
مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى تو کسکو لائق ہے کہ احسان رکھے ام المومنین حضرت بی عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما جب کسی فقیر کو کچھ بھیجتین
تو لیجانیوالے سے فرما دیتین کہ فقیر جو دعا دے وہ یاد رکھنا کہ ہر دعا کی مکافات مین ہم بھی اوسکے واسطے دعا کرلین تاکہ صدقہ بیعوض
اور خالص رہے فقیر سے دعا کا لالچ بھی درست نرکھتی تھین کہ دعا اس نظر سے ہوتی ہے کہ دینے والے نے احسان کیا ہے اور
حقیقت مین احسان کرنیوالا فقیر ہے کہ تیری اس خدمت کو اوسنے قبول کیا **ساتوان ادب** یہ ہے کہ اپنے مال مین جو بہت
اچھا اور بہتر اور حلال ہو وہ فقیر کو دے اسواسطے کہ جس مال مین شبہہ ہے وہ خدا کی نزدیکی حاصل کرنیکے لائق نہین اسواسطے کہ
خدا پاک ہے اور پاک ہی چیز قبول فرماتا ہے حق تعالے نے فرمایا ہے وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِآخِذِيهِ
إِلَّا أَنْ تُغْمِضُوا فِيهِ یعنی جو چیز لوگ تمہین دین اور تم اوسے کراہت سے لو تو اوسکو راہ خدا مین کیون خرچ کرو اور جس شخص نے
اپنے گھر کی چیزون مین سے بدتر چیز مہمان کے سامنے رکھی تو اوسنے مہمان کی حقارت کی تو کیونکر درست ہوگا کہ بدتر چیز خدا
کی راہ مین دے اور اچھی چیز اوسکے بندون کے واسطے رکھہ چھوڑے اور بری چیز دینا اس بات پر دلیل ہے کہ کراہت سے دیتا ہے
اور جو صدقہ خوشدلی سے نہ دیا جاے اوسکے نہ قبول ہونیکا خوف ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہوسکتا ہے
کہ صدقہ کا ایک درہم ہزار درہم پر سبقت لیجاے وہ درہم وہ ہے جو بہتر ہو اور خوشدلی سے دیجاے **زکوٰۃ دینے کو فقیر
ڈہونڈہنے کے آداب** اگرچہ ہر مسلمان فقیر کو زکوٰۃ دینے سے فرض ادا ہوجاتا ہے لیکن جو شخص آخرت کی تجارت کرے
اوسے محنت سے دست بردار نہونا چاہیے اور جب زکوٰۃ بجا صرف ہوگی تو اوسکا ثواب بھی المضاعف ہوگا تو چاہیے کہ پانچ صفتون
مین سے کسی ایک صفت کا آدمی ڈہونڈہے پہلی صفت یہ ہے کہ متقی پرہیزگار ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے أَطْعِمُوا
طَعَامَكُمُ الْأَتْقِيَاءَ یعنی پرہیزگارونکو اپنا کھانا کھلاؤ اسکا سبب یہ ہے کہ ایسے لوگ جو کچھ لیتے ہین اوسے خدا کی بندگی مین اپنا
معین کرتے ہین دینے والا اونکی عبادت کے ثواب مین شریک رہتا ہے اسواسطے کہ اوسنے عبادت مین اس عابد کی مدد کی ہے
نقل ہے کہ ایک امیر ہمیشہ صوفیون ہی کو صدقہ دیتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ لوگ حق تعالی کے سوا اور کسی چیز کا قصد نہین کرتے اگر انکو
کچھ ضرورت اور احتیاج ہوتی ہے تو انکا دہیان بٹ جاتا ہے اور مین ایسے ایک دلکو حق تعالی کی جناب مین لیجانا اون سو دلون
کے ساتھ مراعات کرنے سے جنکو دنیا مقصود ہو بہت دوست رکھتا ہون یہ حال جب خواجہ جنید قدس سرہ سے لوگون نے بیان کیا
آپ نے فرمایا کہ وہ خدا کے دوستون مین سے ہے یہ شخص پہلے بقال تھا پھر مفلس ہوگیا اسواسطے کہ فقیر جو کچھ اس سے مول لیتے
اوسکی قیمت نہ مانگتا تھا حضرت جنید قدس سرہ نے پھر دوکان رکھنے کو تھوڑا سا مال اوسے دیا اور فرمایا کہ تجھہ ایسے آدمی کو تجارت
مین کبھی نقصان نہوگا دوسری صفت یہ ہے کہ زکوٰۃ لینے والا طالب العلم ہو کہ اوسے اگر صدقہ دینگے تو علم حاصل کرنیکی فرصت
پائیگا اور دینے والا علم کے ثواب مین شریک ہوگا تیسری صفت یہ ہے کہ وہ شخص اپنی غریبی اور فقیری کو چھپائے ہو اور نشان و شکوہ

بسر کرتا ہو وہ جو حق تعالیٰ نے فرمایا ہے یَحْسَبُہُمُ الْجَاہِلُ اَغْنِیَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ وہ بھی لوگ ہین جنہون نے اپنی مفلسی پر تحمل
اور شوکت کا نقاب ڈالا ہے ایسا نچاہیے کہ ان لوگون کو چھوڑ کر بہک منگے فقیرون کو دے چوتھی صفت یہ ہے کہ عیال دار یا بیمار ہو
اسواسطے کہ جسے جسقدر حاجت اور رنج و مصیبت زیادہ ہوگی اوسیقدر اوسے راحت پہونچانیکا ثواب بھی زیادہ ہوگا پانچوین صفت یہ ہے
کہ قرابت والے ہون کہ انکا دینا خیرات بھی ہے اور اداے حق قرابت بھی ہے اور جو کوئی خدا کی محبت مین رشتہ برادری رکھتا ہو وہ بھی
قرابت دارون کے مرتبہ مین ہے جس کسی مین یہ صفتین سب یا اکثر پائی جائین وہ اولے تر ہے جب ایسے لوگونکو آدمی دیگا اونکی دعا اور
ہمت اوس دینے والے کے حق مین حصار ہو جائیگی یہ نفع اوس نفع کے علاوہ ہے کہ بخل کو اپنے دل سے دور کردیا اور نعمت کا شکر
بجالایا اور چاہیے کہ زکوۃ سادات کو نہ دے کہ یہ مال لوگونکے مالونکا میل ہوتا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد کو دینے کے لائق نہین
اور کافرونکو بھی نہ دے اسواسطے کہ یہ مال کافرونکو دینا حیف اور افسوس کی بات ہے **زکوۃ لینے والے کے آداب کا بیان**
زکوۃ لینے والے کو پانچ چیزون کی رعایت کرنا لازم ہے ایک یہ سمجھے کہ جب حق تعالے نے اپنے کچھ بندونکو محتاج پیدا کیا اس سبب سے
اور بندونکو کثرت سے مال عنایت کیا اوسنے جسپر بہت مہربانی فرمائی اونکو دنیا اور دنیا کے مال کے بکھیڑون سے محفوظ رکھا اور دنیا
حاصل کرنیکا بار اور مال کی نگہبانی کا رنج و وبال امیرون پر ڈالا اور اوسنے حکم کر دیا کہ اون بندونکو جو ہمارے بہت عزیز اور ممتاز ہون
بقدر حاجت دیا کرین تاکہ وہ لوگ دنیا کے بار سے نجات پاکر دلجمعی سے عبادت کیا کرین اور جب حاجت کے سبب سے پراگندہ ہمت
اور پریشان خاطر ہون تو امیرون کے ہاتھ سے بقدر حاجت اونہین پہونچ جایا کرے تاکہ اونکی دعا اور ہمت کی برکت سے امیرون کے
اعمال کا کفارہ ہو جائے تو فقیر جو کچھ لیتا ہے اس نیت سے لے کہ اپنی حاجت روائی مین خرچ کرے تاکہ عبادت مین فراغت حاصل ہو
اور اس نعمت الٰہی کی قدر پہچانے کہ امیرونکو اوسکا بیگاری اسواسطے بنا دیا ہے کہ وہ عبادت مین مصروف رہے اسکی مثال ایسی ہے
جیسے دنیا کے بادشاہ اپنے جن بندگان خاص کو چاہتے ہین کہ ہماری خدمت اور حضوری سے غیر حاضر نہون انکو دنیا کمانے مین
مشغول ہونیکے واسطے رخصت نہین دیتے اور دہقانیون اور بازاریون کو جو خدمت خاص کے لائق نہین اون غلامونکا بیگاری
بناتے ہین اونسے محصول اور خراج لیکر غلامان خاص کا یومیہ مقرر فرماتے ہین جسطرح بادشاہ کو سبھون سے اپنے خواص کی خدمت لینا
مقصود ہے ایسطرح حق تعالیٰ کا ارادہ یہ ہے کہ تمام خلق اوسکی بندگی کرے اسی سبب سے فرمایا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ
اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ تو فقیر کو چاہیے کہ جو کچھ لے اسی نیت سے لے اسیواسطے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دینے والا
لینے والے پر فضیلت نہین رکھتا اگر حاجت کے واسطے وہ لے اور یہ لینے والا وہ شخص ہے جسکی یہ نیت ہو کہ یہ لینے سے مجھے عبادت
مین فراغت ہو دوسرے یہ کہ جو کچھ لیتا ہے یہ سمجھے کہ حق تعالے اسے لیتا ہے اور امیرونکو حکم الٰہی کا مسخر جانے اسواسطے کہ ایک
موکل اوسکے ساتھ لازم کر دیا ہے تاکہ وہ اوسے دے اور اوسکا موکل ایمان ہے اوسیکو دیتا ہے اس سبب سے کہ اوسکی نجات
اور سعادت خیرات سے وابستہ ہے اگر یہ موکل نہوتا تو امیر ایک حبہ بھی کسیکو نہ دیتا تو فقیر پر اوسکا احسان ہے جسنے امیر کے ساتھ ایک
موکل لگا دیا ہے تو جب یہ سمجھا کہ امیر کا ہاتھ واسطہ اور مسخر ہے تو چاہیے کہ اس وساطت پر خیال کرکے اوسکا شکر ادا کرے حدیث میں

آیا ہے مَنْ لَمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ اور باوصف اس بات کے کہ حق تعالیٰ بندونکے کامون کا خالق ہے مگر یہ بندہ نوازی
ہے کہ اونکی تعریف فرماتا ہے اور اونکا شکر بجالاتا ہے چنانچہ فرمایا نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّہٗ اَوَّابٌ اور فرمایا اِنَّہٗ کَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا
اور ایسی آیتین بہت ہین اور یہ اسواسطے ہے کہ حق تعالے جسکے واسطے خیر بناتا ہے اوسے معزز کرتا ہے جیسا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی
زبانی فرمایا ہے طُوْبٰی لِمَنْ خَلَقْتُہٗ لِلْخَیْرِ وَیَسَّرْتُ الْخَیْرَ عَلٰی یَدَیْہِ تو جنکو اوسنے معزز کیا اونکی قدر پہچاننا ضرور ہے شکر کے
یہی معنی ہین اور فقیر کو چاہیے کہ دینے والے کے حق مین یہ دعا کرے طَہَّرَ اللّٰہُ قَلْبَکَ فِیْ قُلُوْبِ الْاَبْرَارِ وَزَکّٰی عَمَلَکَ فِیْ عَمَلِ
الْاَخْیَارِ وَصَلّٰی عَلٰی رُوْحِکَ فِیْ اَرْوَاحِ الشُّہَدَاءِ اور حدیث شریف مین وارد ہوا ہے کہ جو کوئی تمھارے ساتھ بھلائی کرے
اوسکا بدلا کرو اور اگر نہو سکے تو اوسکے حق مین اتنی دعا کرو کہ جان لو کہ اوسکی بھلائی کا عوض پورا ہوگیا اور جسطرح دینے والے کو یہ بات شرط ہے
کہ جو کچھ دے اگرچہ بہت بھی ہو تو اوسے حقیر جانے اور اوسکی کچھ قدر نہ سمجھے اوسیطرح لینے والے کا کمال شکر یہ ہے کہ صدقہ کا عیب پوشیدہ
رکھے اور تھوڑی چیز کو تھوڑا نہ جانے اور حقیر نہ سمجھے تیسرے یہ کہ جو حلال کا مال نہو وہ نہ لے ظالم اور سود خور کے مال سے کچھ نہ لے چوتھے
یہ کہ جسقدر احتیاج ہو اوسیقدر لے اگر سفر کی ضرورت سے لیتا ہے تو زادراہ اور کرایہ کے قدر سے زیادہ نہ لے اگر ادائے قرض کے لیے
لیتا ہے تو قرض سے زیادہ نہ لے اگر عیال و اطفال کی کفالت کے واسطے دس درم کافی ہون تو گیارہ نہ لے کہ وہ ایک [illegible]
سے زیادہ ہے اوسکا لینا حرام ہے اور اگر گھر مین کچھ اسباب یا کپڑا صرف سے زیادہ موجود ہو تو چاہیے کہ زکوۃ نہ لے پانچوین یہ کہ [illegible]
دینے والا عالم نہو تو اوس سے پوچھے کہ یہ جو تو دیتا ہے مساکین کا حصہ ہے یا مثلاً قرضدار کا اگر لینے والا اوسی صفت کا ہے جس صفت کا
وہ حصہ دیا جاتا ہے اور دینے والا زکوۃ کا آٹھوان حصہ اوسے دیتا ہے تو نہ لینا چاہیے اسواسطے کہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالے کے نزدیک
مین سب ایک آدمی کو نہ دینا چاہیے **صدقہ اور خیرات کی فضیلت کا بیان** رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صدقہ
دیا کرو اگرچہ آدھا خرما ہو اسواسطے کہ وہ فقیر کو زندہ رکھتا ہے اور گناہ کو یون مارتا ہے جیسے پانی آگ کو اور فرمایا ہے کہ دوزخ سے بچو اگرچہ
آدھے ہی خرمے کے بدولت ہو اگر یہ بھی نہو سکے تو میٹھی بات ہی سہی اور فرمایا ہے کہ جو مسلمان اپنے مال حلال سے صدقہ دیتا ہے
اوسے حق تعالے اپنے دست شفقت و لطف سے اسطرح پرورش فرماتا ہے جیسے تم اپنے چارپایون کو پرورش کرتے ہو یہانتک کہ چند
خرمے کوہ احد کے برابر ہو جاتے ہین اور فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ہر ایک اپنے صدقہ کے سایہ مین ہوگا جبتک خلائق کا حساب کا
حکم ہو اور فرمایا ہے کہ صدقہ شر کے دروازون مین سے ستر دروازے بند کر دیتا ہے لوگون نے حضرت سے عرض کی یا رسول اللہ کونسا
صدقہ افضل ہے آپنے فرمایا کہ جو صدقہ تندرستی مین دیا جائے جب زندگی کی امید ہو اور افلاس کا ڈر ہو یہ نہین کہ آدمی صبر کرتا رہے
جب حلقوم مین دم آجائے تو کہے کہ یہ چیز فلانے کو دینا یہ فلانے کو ہو چکی کہ اب وہ کہے خواہ نہ کہے وہ چیزین تو فلانے فلانے کی خواہ مخواہ ہو ہی جائینگی
حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے دروازے سے سائل کو محروم پھیرتا ہے سات دن تک اوس گھر مین فرشتے نہین
جاتے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم دو کام اورون پر نہین چھوڑتے تھے اپنے ہی ہاتھ سے کرتے تھے فقیر کو صدقہ اپنے ہی دست مبارک
سے دیتے تھے اور رات کو وضو کے واسطے پانی بند کرکے خود رکھتے تھے اور فرمایا ہے کہ جو شخص مسلمان کو کپڑا پہنائے گا جبتک وہ کپڑا

اوسکے بدن پر رہے گا رسنیے والا خداکی حفاظت مین رہیگا حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے پچاس ہزار درم صدقہ دیے
اور اپنے پیراہن مین پیوند لگائے ہین اور نیا پیراہن اپنے واسطے نہ سلوایا حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ ایک آدمی
نے ستر برس عبادت کی اوس سے اتنا بڑا ایک گناہ سرزد ہوا کہ وہ سب عبادت خبط اور رائگان ہوگئی وہ ایک فقیر کی طرف گذرا اور اوسے
ایک روٹی دی تو حق سبحانہ تعالے نے اوسکا وہ گناہ عظیم بخشدیا اور ستر برس کی عبادت اوسے پھیردی لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت
کی تھی کہ بیٹا تجھسے جب کوئی گناہ سرزد ہو تو صدقہ دینا حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما بہت شکر صدقہ دیتے اور فرماتے
کہ حق تعالے نے فرمایا ہے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ اور حق تعالی جانتا ہے کہ مین شکر کو دوست رکھتا ہون حضرت شعبی
نے کہا ہے کہ جو کوئی اپنے تئین صدقہ کے ثواب کا اس سے زیادہ محتاج نہ جانے جتنا فقیر کو اوس صدقہ کا محتاج جانتا ہے تو اوس شخص کا
صدقہ قبول نہین ہوتا حضرت حسن بصری نے ایک بردہ فروش کے پاس ایک لونڈی خوبصورت دیکھی پوچھا کہ اسے دو درم کو بیچتا ہے
اوسنے کہا نہین آپنے کہا جا بھی حق تعالی تو حور عین دو حبہ کو بیچتا ہے کہ وہ اس لونڈی سے نہایت خوبصورت ہے یعنی صدقہ کے عوض مین عنایت کرتا ہے

چھٹی اصل روزہ کے بیان مین

ایعزیز جان تو کہ ارکان اسلام سے ایک رکن روزہ ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالے ارشاد فرماتا ہے کہ ہر نیکی کا
بدلا دس سے سات سو تک دیتا ہون مگر روزہ کہ وہ خاص میرے واسطے ہے اوسکی جزا مین خود دیتا ہون اور فرمایا اِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ
اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ یعنی جو لوگ خواہش سے صبر کرتے ہین اونکی مزدوری حساب مین نہین آتی اور انداز مین نہین سماتی بلکہ حد سے
زیادہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صبر آدہا ایمان ہے اور روزہ نصف صبر ہے اور فرمایا ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو خدا کے نزدیک
مشک کی خوشبو سے بہتر ہے حق تعالی فرماتا ہے کہ میرے بندہ نے کھانا پینا جماع خاص میرے واسطے چھوڑ دیا مین ہی اوسکی جزا دیسکتا ہون
اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روزہ دار کا سونا عبادت ہے اور سانس لینا تسبیح اور دعا مقرون اجابت ہے اور
فرمایا ہے کہ جب رمضان کا مہینا آتا ہے بہشت کے دروازے کھولدیتے ہین اور دوزخ کے دروازے بند کردیتے ہین اور شیاطین کو
قید کرتے ہین اور منادی پکارتا ہے کہ ایطالب خیر جلد آ کہ یہ تیرا وقت ہے اور ایطالب شر ٹھہر جا کہ تیری جگہ نہین اور روزہ کی بڑی بزرگی
ہے کہ حقتعالے نے اوسے اپنی طرف نسبت فرمایا اور ارشاد کیا کہ اَلصَّوْمُ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ اگرچہ سب عبادتین اوسی معبود برحق کے واسطے
ہین لیکن یہ تخصیص ایسی ہے جیسے کعبہ شریف کو اپنا گھر ارشاد کیا گو کہ تمام عالم اوسی کی ملک ہے اور روزہ کے واسطے دو خاصیتین ہین کہ
اونکے سبب سے جناب صمدیت کی طرف منسوب ہونیکے لائق ہوا ایک تو یہ کہ اوسکی حقیقت ترک شہوات ہے اور یہ امر باطنی ہے لوگون
کی آنکھون سے پوشیدہ رہے ریا کو اوسمین کچھ دخل نہین دوسرے یہ کہ ابلیس حق تعالی کا دشمن ہے اور شہوات ابلیس کا لشکر ہے اور روزہ
اوسکے لشکر کو شکست دیتا ہے اسواسطے کہ روزہ کی حقیقت ترک شہوات ہے اسیواسطے جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے

کہ شیطان آدمی کے باطن میں اسطرح چلتا ہے جیسے خون اوسکے بدن میں رواں ہے شیطان کی راہ بھوک سے تنگ کرو اور پیغمبر نے فرمایا ہے نہ اَلصَّوْمُ جُنَّۃٌ یعنی روزہ سپر ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا ہے کہ جنت کا دروازہ کھٹکھٹایا کرو لوگوں نے پوچھا کس چیز سے فرمایا بھوک سے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روزہ عبادت کا دروازہ ہے یہ سب فضیلتیں اسی سبب سے ہیں کہ خواہشیں سب عبادتوں سے مانع ہیں اور سیری خواہش کی مدد ہے اور بھوک خواہشوں کو مار دیتی ہے

روزہ کے فرائض کا بیان روزہ میں دس چیزیں فرض ہیں پہلا فرض یہ ہے کہ رمضان کا چاند ڈھونڈے کہ اوتیس کا ہے یا تیس کا ایک شاہد عادل کے قول پر اعتماد کرنا درست ہے اور عید کے چاند کے لیے دو گواہ سے کم درست نہیں جو شخص کسی معتمد سے جسے وہ سچا جانتا ہو رمضان کا چاند ہونا سنے اوسپر روزہ فرض ہو جاتا ہے گو قاضی اوسکے قول پر حکم نہ کرے اگر کسی شہر میں جو ۱۶ کوس ایک بستی سے دور ہے چاند دیکھا گیا تو اوس بستی والوں پر روزہ واجب نہو گا اور اگر ۱۶ کوس سے مسافت کم ہے تو واجب ہو گا دوسرا فرض نیت ہے چاہیے کہ ہر شب کو نیت کیا کرے اور یاد رکھے کہ رمضان کا یہ روزہ ہے اور فرض ادا ہے اور جو مسلمان اس بات کو یاد رکھے گا اوسکا دل نیت سے خود خالی نرہے گا اگر شک کی رات کو یوں نیت کی کہ اگر کل رمضان ہے تو میں روزہ دار ہوں تو نیت درست نہیں اگرچہ رمضان ہو یہاں تک کہ ایک معتمد کے قول سے شک دور ہو جاے اور رمضان کی اخیر رات میں یہ نیت درست ہے اگرچہ شک ہوا سواسطے کہ اصل یہ ہے کہ ابھی رمضان باقی ہے اور جب کوئی شخص اندھیری جگہہ میں بند ہو خیال اور سوچ کر کے وقت تجویز کرے اور اسی اعتماد پر نیت کرے درست ہے اور اگر رات کو نیت کر چکا ساتھ اسکے کوئی چیز کہا لے تو نیت باطل نہوگی بلکہ عورت اگر سمجھے کہ حیض بند ہو جائیگا اور نیت کر لے اور حیض بند ہو گیا تو روزہ درست ہے تیسرا فرض یہ ہے کہ باہر سے کوئی چیز عمداً اپنے درون میں نہ لیجائے فصد لینا پچھنے لگوانا سرمہ لگانا سلائی کان میں ڈالنا روئی سوراخ ذکر میں رکھنا روزہ کو کچھ نقصان نہیں کرتا اسواسطے کہ باطن سے یہ مراد ہے کہ کسی چیز کے ٹھہرنے کی جگہہ ہو جیسے دماغ پیٹ معدہ مثانہ اور اگر بلا قصد کوئی چیز درون میں چلی جائے جیسے مکھی غبار یا کلی کا پانی حلق میں پہونچے تو روزہ میں کچھ نقصان نہیں آتا مگر یہ کہ کلی میں مبالغہ کیا اور پانی حلق تک لے گیا تو روزہ ٹوٹ جائیگا اور بھولے سے اگر کچھ کھا لیا تو کچھ قباحت نہیں لیکن اگر صبح یا شام کے گمان سے کوئی چیز کھالی پھر معلوم ہوا کہ صبح کے بعد یا غروب آفتاب سے پہلے کھایا تھا تو روزہ کی قضا کرے چوتھا فرض یہ ہے کہ جماع نہ کرے اگر اسقدر قربت کی کہ غسل واجب ہو گیا تو روزہ ٹوٹ جائیگا اگر روزہ یاد نہ تھا تو نہ ٹوٹیگا اگر رات کو صحبت کی اور صبح کے بعد نہایا تو روزہ درست ہے پانچواں فرض یہ ہے کہ کسی طور سے منی نکالنے کا ارادہ نہ کرے اگر اپنی جورو سے قربت یعنی مساس وغیرہ کیا اور جماع نہ کیا اور خود جوان ہے اور انزال کا اندیشہ ہے اور انزال ہو جائے تو روزہ ٹوٹ جائیگا چھٹا فرض یہ ہے کہ عمداً قے نہ کرے سبب اختیاری سے ہو تو روزہ باطل نہوگا اور اگر زکام یا اور کسی وجہ سے بلغم کو کھنکھار کے تھوک دیا تو کچھ قباحت نہیں ہے اسواسطے کہ اوس سے بچنا دشوار ہے اور اگر منہ میں آنیکے بعد پھر نگل جائیگا تو روزہ ٹوٹ جائیگا روزہ کی سنتیں چھہ ہیں سحر دیر کو کھانا کھجور یا پانی سے جلد افطار کرنا زوال کے بعد مسواک نہ کرنا فقیر کو کھانا کھلانا قرآن بہت پڑھنا مسجد میں اعتکاف کرنا

خصوصاً عشرہ آخر میں جسمین شب قدر ہوتی ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اس عشرہ مین آرام اور خواب سے دست بردار ہوکر
عبادت پر کمر باندھتے تھے آپ اور آپ کے گھر والے عبادت سے ایکدم غافل نہوتے تھے اور شب قدر اکیسوین یا تئیسوین یا پچیسوین
یا ستائیسوین رات ہے اور ستائیسوین کو اکثر ہوتی ہے اولی یہ ہے کہ اس عشرہ مین برابر اعتکاف رکھے اگر نذر کیا ہے تو لازم ہوگا
اعتکاف مین پاخانہ پیشاب کے سوا اور کسی کام کے واسطے مسجد سے نہ نکلے اور جتنی دیر وضو مین صرف ہو اوس سے زیادہ گھر مین
ٹھہرے اور اگر نماز جنازہ یا عیادت مریض یا گواہی یا تجدید طہارت کے واسطے نکلے گا تو اعتکاف نہ ٹوٹے گا مسجد مین ہاتھ دھونا
کھانا کھانا سونا درست ہے جب قضاے حاجت سے فارغ ہوکر آئے تو اعتکاف کی نیت تازہ کرے

روزہ کی حقیقت کا بیان

اے عزیز جان تو کہ روزہ کے تین درجے ہین ایک عوام کا روزہ دوسرے خواص کا روزہ تیسرے خاص الخواص کا روزہ عوام کا روزہ وہ ہے
جسکا بیان ہو چکا کھانے پینے جماع کرنے سے باز رہنا اسکا نہایت مرتبہ ہے روزے کا یہ ادنی درجہ ہے اور خاص الخواص کا روزہ
اعلی ترین درجہ ہے وہ یہ ہے کہ آدمی اپنے دل کو ماسوی اللہ کے خطرے سے بچائے اور اپنے تئین بالکل خدا کے سپرد کردے اور جو چیز
اوسکے [illegible] اور الگ رہے جب کلام الہی اور اوسکے متعلقات کے سوا دوسری بات کا خیال
کریگا تو روزہ [illegible] دنیوی کا خیال کرنا اگرچہ مباح ہے لیکن اس روزے کو باطل کر دیتا ہے مگر وہ دنیا جو دین کے
اسباب مین مددگار ہو وہ فی الحقیقت دنیا مین داخل نہین ہے حتی کہ علما نے کہا ہے کہ آدمی دن کو اگر افطاری کی تدبیر کرے تو اوسکے نام پر
گناہ لکھتے ہین اسواسطے کہ یہ امر اس بات پر دلیل ہے کہ رزق کے بارہ مین جو حق تعالی نے وعدہ فرمایا ہے اس شخص کو اوسکی یقین واثق نہین
ہے یہ مرتبہ انبیا اور صدیقون کا ہے ہر ایک اس مرتبہ کو نہین پہونچتا اور خواص کا روزہ یہ ہے کہ آدمی فقط کھانا پینا جماع نہ چھوڑ دے
بلکہ اپنے تمام جوارح کو حرکات ناشائستہ سے بچائے اور یہ روزہ چھہ چیزون سے پورا ہوتا ہے ایک تو یہ کہ آنکھہ کو ایسی چیزون سے بچائے
جو خدا کی طرف سے دلکو پھیرتی ہین خصوصاً ایسی چیز کی طرف نظر نہ کرے جس سے شہوت پیدا ہوتی ہے اسواسطے کہ رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نگاہ چشم ابلیس کے تیرون مین سے زہر کا بجھا ہوا ایک تیر ہے جو خوف خدا کرکے اوس سے بچے گا
اوسکو ایمان کا ایسا خلعت عطا فرماوینگے کہ اوسکی حلاوت اپنے دل مین پائیگا حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ جناب سرور
کائنات علیہ افضل الصلوۃ نے ارشاد فرمایا کہ پانچ چیزین روزہ کو توڑ ڈالتی ہین جھوٹ غیبت سخن چینی جھوٹی قسم کھانا شہوت سے کسی کی طرف
نظر کرنا دوسری چیز جس سے روزہ پورا ہوتا ہے یہ ہے کہ بیہودہ گوئی اور بیفائدہ بات سے زبان کو بچائے ذکر الہی یا تلاوت قرآن مین
مشغول ہو یا خاموش رہے بکنا اور جھگڑنا بیہودہ گوئی مین داخل ہے لیکن غیبت اور جھوٹ بعض علما کے مذہب مین عوام کے روزہ کو
بھی باطل کرتا ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین دو عورتون نے روزہ رکھا اور پیاس کے مارے
ہلاکت کے قریب ہوگئین آنحضرت صلعم سے روزہ کھولڈالنے کی اجازت چاہی آپنے ایک کاسہ اونکے پاس بھیجا کہ اوسمین قے کرین
ہر ایک کے حلق سے خون کے ٹکڑے نکلے لوگ اس امر سے متحیر ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونون عورتون نے
اون چیزون سے جو خدا نے حلال کی ہین روزہ رکھا اور جو حق تعالی نے حرام کیا ہے اوس سے توڑ ڈالا یعنی کسی کی غیبت کی ہے

اور یہ خون آدمیون کا گوشت ہے جو انھون نے کھایا تیسرے یہ کہ کان کو بری بات سننے سے بچاے اسواسطے کہ جو بات کہنا نہ چاہئے سننا بھی نہ چاہیے غیبت اور جھوٹ کا سننے والا بھی کہنے والے کے گناہ مین شریک ہے چوتھے یہ کہ ہاتھ پاؤن وغیرہ اعضا کو ناشائستہ حرکتون سے بچائے جو روزہ دار ایسے بد کام کرتا ہے اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بیمار میوے سے تو پرہیز کرے اور زہر کھاے اسواسطے کہ گناہ زہر ہے اور طعام غذا ہے اگر اوسکے بہت کھانے مین نقصان ہے مگر اصل غذا مضر نہین ہے اسواسطے حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ بہت روزہ دار ایسے ہین جنھین بھوک پیاس کے سوا روزے سے اور کچھ نصیب نہین ہوتا پانچوین یہ کہ افطار کے وقت حرام اور شبہہ کی چیز نہ کھائے اور حلال خالص بھی نہ کھائے اسواسطے کہ رات کو دن کا حصہ بھی جب کھالیگا تو کیا فائدہ ہوگا اسواسطے کہ خواہشون کا توڑنا روزے سے مقصود ہے اور دو بار کا کھانا ایک بار کھالینا خواہش کو اور زیادہ کرتا ہے خصوصًا جب طرح طرح کا کھانا ہو اور جبتک معدہ خالی نرہیگا دل صاف نہوگا بلکہ سنت یہ ہے کہ دن کو بہت نہ سوئے جاگتا رہے کہ بھوک پیاس اور ضعف کا اثر پہنچتا رہے جب رات کو تھوڑا کھانا کھا کے جلدی نہ سو رہیگا تہجد کی نماز پڑہ سکیگا اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالے کے نزدیک کوئی بھرا ہوا ظرف معدہ سے زیادہ بدتر نہین ہے چھٹے یہ کہ افطار کے بعد اسکا دل امید مین رہے کہ معلوم روزہ قبول ہوا یا نہین حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ عید کے دن ایک قوم کی طرف گذرے وہ لوگ ہنستے کھیلتے تھے انھون نے کہا کہ حق سبحانہ تعالی نے ماہ رمضان کو گویا ایک میدان بنایا ہے تاکہ آدم بندے طاعت اور عبادت مین پیش قدمی اور زیادتی ڈھونڈہین ایک گروہ سبقت لے گیا ایک گروہ پیچھے رہ گیا ان لوگون سے تعجب ہے جو ہنستے ہین اور اپنی حقیقت حال نہین جانتے قسم خدا کی خدائی کی اگر پردہ اوٹھ جائے اور حال کھلجائے تو جنکی عبادت مقبول ہے وہ خوشی مین اور جنکی عبادت مردود ہے وہ رنج مین مشغول ہون اور کوئی ہنسی کھیل مین نہ مصروف ہو اے عزیزان سب باتون سے تونے یہ پہچانا کہ جو کوئی روزہ مین فقط نہ کھانے پینے پر اقتصار کرے اوسکا روزہ ایک صورت بے روح ہے اور روزہ کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی اپنے تئین فرشتون کے مانند بنائے کہ فرشتون کو ہرگز خواہش نہین ہے اور چارپایون کو خواہش غالب ہے اسیواسطے ملائک سے وہ دور ہین اور جس آدمی پر خواہش غالب ہو وہ بھی چارپایون کے مرتبہ پر ہے جب خواہش اوسکی مغلوب ہوگئی تو اوسنے فرشتون کے ساتھ مشابہت پیدا کی اور اسی سبب سے آدمی صفت مین ملائکہ کے قریب ہے مکان مین نہین اور ملائک حقتعالی کے نزدیک ہین تو وہ آدمی بھی حقتعالی کا مقرب ہو جائیگا جب مغرب کی نماز کے بعد اہتمام کریگا اور جو جی چاہے پیٹ بھر کے کھائیگا تو اوسکی خواہش اور قوی تر ہو جائیگی ضعیف نہوگی اور روزہ کی روح حاصل نہوگی قضا کفارہ امساک فدیہ کا بیان اے عزیز جان تو کہ رمضان مین روزہ کھولڈالنے سے قضا اور کفارہ اور فدیہ واجب آتا ہے لیکن ہر ایک کا محل علحدہ ہے جو مسلمان مکلف کسی عذر سے یا بے عذر رمضان مین روزہ نرکھے اوسپر قضا واجب ہے اسیطرح حائض اور مسافر اور بیمار اور حاملہ اور مرتد پر بھی قضا واجب ہے لیکن دیوانہ اور نابالغ لڑکے پر قضا واجب نہین اور کفارہ سوا اسکے کہ روزہ وار جماع کرے یا اپنے اختیار سے منی نکالے اور کسیصورت مین واجب نہین ہوتا اور کفارہ یہ ہے کہ ایک لونڈی غلام آزاد کرے اگر نہوسکے تو دو مہینے برابر روزے رکھے اگر یہ بھی نہوسکے تو ساٹھ محتاج

سا تہ مسکینون کو دے اور یہ ایک تہائی کم ایک من ہوتا ہے امساک یعنی باقی دن بھر کہانے پینے جماع سے باز رہنا اوس شخص پر واجب ہوتا ہے جو بعید روزہ کہولدالے اور حائض اگرچہ وہ نکو پاک ہو جاوے اور مسافر اگرچہ وہ نکو مقیم ہو جاوے اور بیمار اگرچہ وہ نکو اچھا ہو جاوے تو نمین سے کسی پر امساک نہین واجب ہے اگر شک والے دن ایک آدمی نے خبر دی کہ مین نے چاند دیکھا ہے تو جو کوئی کہا نہ کہا چکا ہو اوسپر واجب ہے کہ روزہ داروں کیطرح شام تک کچھ کہائے پیے اور جو روزہ داروں کو مفطر کرے اوسے روزہ کہولڈالنا نہ چاہیے اگر روزہ نہ کہولا اور دن کو کسی شہر مین جا پہونچا تو بھی روزہ کہولنا نچاہیے اور مسافر کو روزہ رکھنا افطار سے اولیٰ تر ہے مگر جب طاقت نرکھتا ہو فدیہ یہ ہے کہ ایک مدا ناج مسکین کو دے حاملہ اور دودہ پلانیوالی عورت نے لڑکا ہلاک ہو جانیکے خوف سے اگر روزہ کہولڈالا تو اوسے قضا کے ساتہ فدیہ دینا بھی واجب ہے اوس بیمار پر جسنے اپنی ہلاکت کے اندیشہ سے افطار کیا ہو فدیہ واجب نہوگا اور شیخ فانی جو ضعف کے سبب سے روزے کی طاقت نرکھتا ہو اوسپر قضا کے عوض فدیہ واجب ہے اگر کسینے قضاے رمضان مین یہانتک تاخیر کی کہ دوسرا رمضان آگیا تو اوسپر ہر روزہ کے عوض قضا کے ساتہ فدیہ بھی واجب ہے **فصل** سال بھر مین جو دن بزرگ اور متبرک ہین اونمین روزہ رکھنا سنت ہے جیسے عرفہ کا دن عاشورہ کا دن ذوالحج کے پہلے نو دن یعنی پہلی تاریخ سے نوین تاریخ تک اور محرم کی پہلی تاریخ سے دسوین تاریخ تک اور رجب شعبان حدیث شریف مین آیا ہے کہ رمضان کے بعد ماہ محرم کا روزہ سب روزون سے فضل ہے اور محرم بھر روزہ رکھنا سنت ہے اور پہلے عشرہ مین روزہ رکھنے کی بڑی تاکید ہے اور حدیث شریف مین وارد ہے کہ ماہ محرم کا ایک روزہ اور مہینون کے تیس روزون سے بہتر ہے اور رمضان شریف کا ایک روزہ ماہ حرام کے تیس روزون سے افضل ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ماہ حرام مین جمعرات جمعہ ہفتہ کو روزہ رکھتا ہے اوسکے واسطے سات سو برس کی عبادت کا ثواب لکھا جاتا ہے چار مہینے ماہ حرام ہین محرم رجب ذوالقعدہ ذوالحجہ اور انمین ذوالحجہ فاضلتر ہے اسواسطے کہ حج کا مہینا ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ خدا کے نزدیک کسیوقت عبادت ذوالحجہ کے عشرۂ اول کی عبادت سے بہتر اور محبوب تر نہین ہے اوسمین ایکدن کا روزہ ایک برس کے روزہ کے مثل ہے اور ایک رات کی عبادت لیلۃ القدر کی عبادت کے مانند ہے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا جہاد مین بھی اتنی فضیلت نہین ہے آپ نے فرمایا کہ جہاد مین بھی نہین مگر جس شخص کا گھوڑا مارا جاوے اور اوسکا خون بھی جہاد مین گرایا جاوے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ایک گروہ نے اس امر کو مکروہ جانا ہے کہ رجب کے مہینا بھر روزہ رکھین تاکہ وہ رمضان کے ساتہ مشابہ نہو جاوے اس سبب سے ایکدن یا زیادہ افطار کیا ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب شعبان نصف کو پہونچ جاوے تو رمضان تک روزہ نہین ہے اور آخر شعبان مین برابر افطار کرنا بہتر ہے کہ رمضان اوس سے الگ رہے اور آخر شعبان مین رمضان کے استقبال کے روزے رکھنا مکروہ ہے مگر قصد استقبال کے سوا اور کوئی نیت ہو اور ہر مہینے مین ایام بیض کے روزے افضل ہین اور ہفتہ مین دوشنبہ جمعرات جمعہ کے تمام سال برابر روزہ رکھنا سب روزون کو شامل ہے لیکن سال بھر مین پانچ دن افطار کرنا ضرور ہے عید الفطر اور عید الضحیٰ اور ایام تشریق کے تین دن یعنی ذوالحجہ کی گیارہوین بارہوین تیرہوین تاریخ اور چاہیے کہ اپنے اوپر افطار کو منع نکرے کہ یہ امر مکروہ ہے اور جو شخص صوم دہر یعنی سال بھر کے روزے نہین رکھتا وہ ایکدن روزہ رکھے ایکدن افطار کرے یہ صوم داؤدی ہے

یعنی حضرت داؤد علیہ السلام یون ہی روزہ رکھتے تھے اسکی بڑی بزرگی ہے اور حدیث شریف مین ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر ابن عاص نے جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ سے روزے کا بہتر طریقہ پوچھا آپ نے یہی طریقہ یعنی صوم داؤد ارشاد فرمایا اونہون نے عرض کیا کہ مین اس سے بھی بہتر چاہتا ہون آپ نے فرمایا اس سے بہتر کوئی طریقہ نہین ہے اور اس سے کمتر یہ ہے کہ جمعرات اور دوشنبہ کے دن روزہ رکھے تا ماہ رمضان کے نزدیک ہو ثلث سال سے اور جب کوئی شخص روزہ کی حقیقت پہچانے کہ اس سے خواہشون کا توڑنا اور دل کا صاف کرنا مقصود ہے تو چاہیئے کہ اپنے دل کا نگہبان رہے اس صورت مین کبھی تو افطار بہتر ہوگا کبھی روزہ اسی سبب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کبھی یہانتک روزے رکھتے کہ لوگ کہتے کبھی آپ افطار نہ فرماینگے اور کبھی یہانتک افطار کرتے کہ لوگ جانتے اب کبھی روزہ نہ رکھینگے آپ کے روزہ رکھنے کی کوئی ترتیب مقرر تھی اور عالمون نے چار دن سے زیادہ برابر افطار کرنا مکروہ جانا ہے اور اس کراہت کو بقدر عید اور ایام تشریق سے لیا ہے کہ چار ہی دن ہین اسواسطے کہ ہمیشہ روزہ کھلا رکھنے مین یہ اندیشہ ہے کہ دل سیاہ کردے اور غفلت غالب کردے اور دل کی آگاہی ضعیف ہوجاے

ساتوین اصل حج کے بیان مین

ایعزیز جان تو کہ حج ارکان اسلام مین سے ہے اور عمر بھر مین ایکبار کرنے کی عبادت ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے حج نکیا اور مرگیا اوس سے کہدو کہ یہودی مرے خواہ نصرانی اور فرمایا ہے کہ جو شخص حج کرے بے اسکے کہ گناہ کرے اور بیہودہ اور ناشائستہ باتین بکے وہ گناہون سے ایسا پاک ہوجاتا ہے جیسا ماں کے پیٹ سے پیدا ہونیکے دن پاک تھا اور فرمایا ہے کہ بہت گناہ ایسے ہین کہ عرفات پہ کہڑے ہونیکے سوا اور کوئی چیز اونکا کفارہ نہین ہوسکتی اور فرمایا ہے کہ عرفہ کے دن سے زیادہ شیطان کبھی خوار اور ذلیل اور زرد رو نہین ہوتا اسواسطے کہ اوسدن حق سبحانہ تعالی رحمت بے نہایت اپنے بندون پہ نازل اور نثار فرماتا ہے اور بے انتہا گناہ کبیرہ عفو کرتا ہے اور فرمایا ہے کہ جو کوئی حج کی فکر مین اپنے گھر سے نکلے اور اثنائے راہ مین مرجاے اوسکے واسطے قیامت تک ایک حج اور ایک عمرہ ہر سال لکھا جاتا ہے اور جو کوئی کعبہ شریفہ یا مدینہ منورہ مین پہونچکر مرے وہ قیامت کے دن حساب و کتاب سے پاک ہے اور فرمایا ہے کہ ایک حج مبرور دنیا و مافیہا سے بہتر ہے بہشت کے سوا اور کوئی چیز اوسکی جزا نہین اور فرمایا ہے اس سے بڑہ کر کوئی گناہ نہین کہ آدمی حج مین عرفات پر کھڑا ہو اور گمان کرے کہ مین بخشا نہین گیا علی ابن الموفق نامے ایک بزرگ تھے اونھون نے کہا ہے کہ ایک سال مین نے حج کیا عرفہ کی شب کو دو فرشتے خواب مین دیکھے کہ سبز لباس پہنے آسمان سے اوترے ایک نے دوسرے سے کہا کہ تو جانتا ہے اِس سال کتنے حاجی تھے اوسنے کہا نہ بولا چھ لاکھ تھے پھر کہا کہ یہ جانتا ہے کہ کتنے آدمیون کا حج قبول ہوا اوسنے کہا کہ نہین کہا کُل چھ آدمیون کا حج قبول ہوا یہ بزرگ کہتے ہین کہ مین ان فرشتون کی باتون کے ہول سے جاگ پڑا اور نہایت غمگین اور سخت اندوہناک ہوا اور اپنے جی مین کہا کہ مین اون چھ آدمیون مین سے کبھی نہون گا اسی فکر اور رنج مین مشعر الحرام مین پہونچا وہان سو گیا اون ہی دونون فرشتون کو پھر دیکھا کہ آپس مین وہی باتین کرتے ہین اسوقت ایک نے دوسرے سے کہا کہ تجھے معلوم ہے

کہ آجکی رات حق تعالی نے اپنے بندون کے بارہ مین کیا حکم فرمایا ہے دوسرے نے کہا کہ نہین اوسنے کہا کہ اون چھ کے طفیل مین چھ لاکھ کو بخشدیا پھر خواب سے مین خوش اٹھا اور ارحم الراحمین کا شکر بجالایا اور جناب رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی نے وعدہ فرمایا ہے کہ ہر سال چھ لاکھ بندے حج کے ذریعہ سے خانہ کعبہ کی زیارت کرینگے اگر کم ہونگے تو فرشتے بھیجدیے جائینگے کہ چھ لاکھ پورے ہو جائین اور کعبہ شریف کو عروس جلوہ آرا کے مانند حشر کرینگے حاجی لوگ اوسکے گرد پھرتے ہونگے اور اوسکے پردون پر ہاتھ مارتے ہونگے یہانتک کہ کعبہ شریف جنت مین داخل ہو جائیگا اور حاجی لوگ بھی اوسکے ساتھ بہشت مین چلے جائینگے

حج کی شرطون کا بیان اے عزیز جان تو کہ جو شخص وقت پر حج کریگا اوسکا حج درست ہوگا تمام شوال اور ذوالقعدہ اور ذوالحج کے نو دن حج کا وقت ہے جب عید کی صبح طلوع ہو اوس وقت سے حج کے واسطے احرام باندہنا درست ہے اگر اس سے پہلے حج کا احرام باندہا تو وہ عمرہ ہوگا اور تمیزدار لڑکے کا حج درست ہے اگر شیرخوار ہو اور اوسکی طرف سے ولی احرام باندہے اور اوسے عرفات پر لیجاے اور سعی اور طواف کرے تو درست ہے تو حج اسلام کی درستی کی شرط فقط وقت ہے لیکن حج اسلام ساقط اور فرض ادا ہونے کی پانچ شرطین ہین مسلمان ہونا آزاد ہونا بالغ ہونا عاقل ہونا وقت پر احرام باندہنا اگر نابالغ احرام باندہے اور عرفات پر کھڑے ہونے سے پہلے بالغ ہو جاے یا لونڈی غلام آزاد ہو جاے تو حج اسلام ادا ہو جائیگا فرض عمرہ ساقط ہونیکے واسطے بھی یہی شرطین ہین لیکن عمرہ کا وقت سال بھر ہے دوسرے کی طرف سے نیابۃً حج کرنے کی یہ شرط ہے کہ پہلے اپنا فرض اسلام ادا کرے اگر اوسے ادا کرنے سے پہلے دوسرے کی طرف سے حج کی نیت کریگا تو اوسی حج کرنے والے کی طرف سے ادا ہوگا اوس دوسرے کی طرف سے نہ ادا ہوگا پہلے حج اسلام چاہیے پھر قضا پھر نذر پھر حج نیابت اور اسی ترتیب سے ادا ہوگا اگرچہ اسکے خلاف نیت کرے اور حج واجب ہونے کی شرطین یہ ہین اسلام بلوغ آزادی استطاعت اور استطاعت کی دو قسمین ہین ایک تو یہ کہ آدمی توانا ہو کہ اپنے ذیل سے حج کرے اور یہ استطاعت تین چیزون سے ہوتی ہے ایک تندرستی دوسرے امن طریق سے یعنی راہ مین دریاے خطرناک اور دشمن جان و مال نہونے سے تیسرے اسقدر مالدار ہونے سے کہ اگر قرضدار ہو تو قرض ادا کرکے آنے جانیکے مصارف کو اور پھر آنے تک اہل و عیال کے نفقہ کو مال کفایت کرے اور چاہیے کہ سواری کا کرایہ رکھتا ہو اور پیادہ نہ چلنا پڑے دوسری قسم یہ ہے کہ اپنے ہاتھ پاؤن سے حج نہ کرسکے مثلاً فالج کا مارا ہے یا ایسا صاحب فراش ہے کہ اچھے ہونے کی امید نہین مگر شاذ و نادر ایسے شخص کی استطاعت یہ ہے کہ اتنا مال رکھتا ہو کہ ایک وکیل کو اجرت دیکر روانہ کرے کہ وہ اوس معذور کی طرف سے حج کرے اور اگر اوسکا بیٹا اوسکی طرف سے مفت حج کرنیکو راضی ہو تو لازم ہے کہ اوسے اجازت دے کہ باپ کی خدمت موجب شرف و عزت ہے اور بیٹا اگر کہے کہ مین مال دیتا ہون کسی کو اجرت پر مقرر کر تو قبول کرنا لازم نہین کہ اس صورت مین احسان ہوگا اگر غیر اوسکی طرف سے مفت حج کرے تو اوسکا احسان لینا بھی لازم نہین جب آدمی کو استطاعت حاصل ہو تو جلدی کرنا چاہیے اگر تاخیر کریگا تو بھی درست ہے اگر اور سال حج کرنیکی توفیق ہوئی تو خیر اور اگر تاخیر کی اور حج کرنے سے پہلے مرگیا تو گنہگار مرا اور اوسکے ترکے سے نیابتاً حج کرانا چاہیے گو اوسنے وصیت نہ بھی کی ہو اسواسطے کہ یہ اوسپر قرض اور وام ہے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ میرا قصد ہے کہ لکھ بھیجون

کہ جو کوئی اور شہرون مین استطاعت رکھتا ہو اور حج نہ کرے اوس سے جزیہ لیا جاے **حج کے ارکان کا بیان** ایعزیز جان تو کہ حج کے ارکان جنکے بغیر
حج درست نہین ہوتا پانچ ہین احرام طواف اوسکے بعد سعی اور عرفات مین کھڑا ہونا اور ایک قول پر بال منڈوانا اور حج کے واجبات جنکے
ترک کرنے سے حج باطل نہین ہوتا لیکن ایک بکرا ذبح کرنا لازم آتا ہے چھہ ہین میقات مین احرام باندھنا اگر وہان سے بے احرام باندھے
گذریگا تو ایک بکرا ذبح کرنا واجب ہوگا سنگریزے مارنا غروب آفتاب تک عرفات پر ٹھہرنا اور مزدلفہ مین شب کو مقام کرنا اسیطرح منا مین
اور وداع کا طواف ایک قول یہ ہے کہ پچھلے چار واجبات اگر ترک کریگا تو بکرا واجب نہین سنت ہے اور حج ادا کرنے مین تین صورتین
ہین افراد قران تمتع افراد سب سے بہتر ہے جیسے پہلے اکیلا حج کرے جب حج تمام ہو جاے تو حرم سے باہر آئے اور عمرہ کا احرام
باندھے اور عمرہ بجالاے اور عمرہ کا احرام جعرانہ مین باندھنا تنعیم مین باندھنے سے بہتر ہے اور تنعیم مین باندھنا حدیبیہ مین باندھنے
سے افضل ہے اور تینون مقام سے باندھنا سنت ہے قران یہ ہے کہ حج اور عمرہ کی نیت ملاکر کرے اور کہے اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ
وَعُمْرَةٍ تاکہ دونون کا احرام دفعۃً ہو جاے حج کے اعمال بجالائے گا تو عمرہ بھی اوسمین داخل ہوگا جیسے غسل مین وضو داخل ہوتا ہے
جو شخص ایسا کریگا ایک بکرا اوسپر واجب ہوگا لیکن مکہ معظمہ کے رہنے والے پر واجب نہوگا اسواسطے کہ اوسے میقات سے احرام
باندھنا واجب نہین اوسکے احرام کی جگہہ مکہ معظمہ ہے جو شخص قران کرے وہ اگر عرفات پر ٹھہرنے سے پہلے طواف اور سعی کریگا تو سعی حج
اور عمرہ مین محسوب ہوگی لیکن عرفات پر ٹھہرنے کے بعد طواف کا اعادہ کرنا چاہیے اسواسطے کہ طواف رکن کی شرط یہ ہے کہ عرفات پر
ٹھہرنے کے بعد ہو تمتع سے یہ مراد ہے کہ جب میقات کو پہونچے عمرہ کا احرام باندھے اور مکہ معظمہ مین تحلل کرے تاکہ قید احرام مین نہو
تب حج کے وقت بھی مکہ مین حج کا احرام باندھے اور اوسپر ایک بکرا واجب ہوگا اگر نہو سکے تو عید الضحیٰ کے پہلے تین روزہ متواتر خواہ
متفرق رکھے اور وطن پہونچکر سات روزے اور رکھے اور قران مین اگر بکرا نہو سکے تو بھی اسیطرح دس روزے رکھے تمتع کی قربانی اوس
شخص پر لازم آتی ہے جسنے عمرہ کا احرام شوال یا ذیقعدہ یا ذیحج کے عشرہ مین کیا ہو یا حج کو زحمت کیا ہو اور حج کا احرام اپنے میقات
سے نہ باندھا ہو تو اگر وہ مکہ معظمہ کا رہنے والا ہے یا مسافر ہے اور حج کے وقت میقات کو گیا یا اوتنی مسافت پر گیا تو اوسپر بکرا نہ واجب
ہوگا حج مین چھہ چیزین منع ہین ایک لباس پہننا کہ احرام مین پیراہن اور ازار اور پگڑی نچاہیے بلکہ تہمبند اور چادر اور نعلین چاہیے اگر
نعلین نہو تو کفش درست ہے اگر تہمبند نہو تو ازار درست ہے ہفت اندام کو تہمبند سے ڈھانپنا چاہیے مگر سر کھلا رکھے اور عورت کو عادت
کے موافق لباس پہننا درست ہے لیکن منہ نہ بند کرنا چاہیے اگر محمل یا سائبان مین ہو تو درست ہے دوسرے خوشبو لگانا اگر خوشبو استعمال کی
یا لباس پہنا تو ایک بکرا واجب ہوگا تیسرے بال منڈوانا ناخن کٹوانا اگر ایسا کیا تو ایک بکرا واجب ہوگا حمام جانا فصد کھلوانا پچھنے لگوانا اسطرح
بال کھونا کہ اوکھڑ نہ آئے درست ہے چوتھے جماع کرنا اگر جماع کریگا تو ایک اونٹ یا ایک گاے یا سات بکرے واجب ہونگے اور حج فاسد
ہو جائیگا قضا واجب آئے گی لیکن اگر پہلے تحلل کے بعد جماع کیا تو ایک اونٹ واجب ہوگا اور حج فاسد نہوگا پانچوین مجامعت کے مقدمات
مثلاً مساس کرنا بوسہ لینا نچاہیے اور جو چیز عورت و مرد کے باہم لمس کرنے مین ناقص طہارت ہو اوسمین اور عورت سے حظ اوٹھانا نہین
ایک بکرا واجب ہوتا ہے احرام مین نکاح کرنا نچاہیے اگر کریگا تو درست نہوگا اسیوجہ سے نکاح کرنے مین بکرا وغیرہ کچھ لازم نہین آتا چھٹے شکار

نچاہیے لیکن دریائی شکار درست ہے اگر جنگل مین شکار کیا تو اوسکی مثل بکرا گائے اونٹ جس بہتر جانور سے وہ شکار مشابہ ہو واجب آویگا

حج کی کیفیت کا بیان ایعزیز جان تو کہ اول سے آخر تک ارکان حج کی کیفیت ترتیب وار جاننا چاہیے طریقۂ مسنون کے موافق فرائض سنتین آداب ملے جلے پہچاننا چاہیے کہ جو کوئی عادت کیطرح عبادت کریگا فرائض سنن آداب اوسکے نزدیک برابر ہون گے کیونکہ آدمی مقام محبت پر نوافل و سنت سے پہونچتا ہے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ فرائض ادا کرنے سے بندون کو میرے ساتھ قرب حاصل ہوتا ہے اور جو بندہ ہوگا وہ بذریعۂ نوافل و سنن میرا قرب حاصل کرنے مین کبھی نہ آسودہ ہوگا یہانتک کہ اس مرتبہ کو پہونچ جاے کہ اوسکے کان آنکھ ہاتھ پاؤن مین ہو جاؤن مجھی سے سنے مجھی سے دیکھے مجھی سے لے مجھی سے کہے تو عبادت کے سنن و آداب بجالانا ضرور ہے اور ہر جگہ آداب کا لحاظ رکھنا چاہیے اوّل سامان سفر اور راہ کے آداب ہین چاہیے کہ قصد حج سے پہلے توبہ کرے لوگون کی داد دے قرض ادا کرے زن و فرزند اور جس جس کا نفقہ اوسکے ذمہ ہے اون سب کا نفقہ ادا کرے وصیت نامہ لکھے اور حلال کی کمائی سے زاد راہ لے جسمین شبہہ ہو اوس مال سے پرہیز کرے اسواسطے کہ اگر شبہہ کا مال خرچ کر کے حج کرے گا تو خوف ہے کہ حج قبول نہو اور اتنا مال اپنے ساتھ لے کہ فقیرون سے راہ مین سلوک کر سکے اور گھر سے نکلنے کے پہلے سلامتی راہ کے واسطے کچھ صدقہ دے قوی اور تیز جانور کرایہ کو لے اور جو کچھ اسباب لیجایا چاہتا ہے کرایہ والے کو دکھا دے تاکہ اوسکی ناخوشی نہو اور رفیق صالح تجربہ کار سفر کے امورین ہوشیار پیدا کرے کہ دین کی مصلحتون اور راہ کی اونچ نیچ مین اسکا مددگار ہو دوستون کو وداع کرے اور اونسے دعاے خیر کا خواستگار ہو اور ہر ایک سے کہے اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکَ وَاَمَانَتَکَ وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِکَ اور یہ لوگ اوسے یون جواب دین فِیْ حِفْظِ اللّٰہِ وَکَنَفِہٖ وَزَوَّدَکَ اللّٰہُ التَّقْوٰی وَجَنَّبَکَ الرَّدٰی وَغَفَرَ ذَنْبَکَ وَوَجَّہَکَ لِلْخَیْرِ اَیْنَمَا تَوَجَّہْتَ جب گھر سے نکلنے لگے تو دو رکعت نماز پڑھ لے پہلی رکعت مین قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت مین قل ہو اللہ سورۂ فاتحہ کے بعد پڑھے اور اخیر مین یون کہے اَللّٰہُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَاَنْتَ الْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَہْلِ وَالْوَلَدِ وَالْمَالِ اِحْفَظْنَا وَاِیَّاہُمْ مِنْ کُلِّ اٰفَۃٍ اَللّٰہُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ فِیْ مَسِیْرِنَا ہٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی اور جب گھر کے دروازے پہونچے تو یہ کہے بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اَللّٰہُمَّ بِکَ انْتَشَرْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَبِکَ اعْتَصَمْتُ وَاِلَیْکَ تَوَجَّہْتُ اَللّٰہُمَّ زَوِّدْنِی التَّقْوٰی وَاغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَوَجِّہْنِیْ لِلْخَیْرِ اَیْنَمَا تَوَجَّہْتُ اور جب سواری پر سوار ہو تو کہے بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ہٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اور راہ بھر قران پڑھے اور ذکر الہی مین مشغول رہے جب بلندی پر گذرے تو کہے اَللّٰہُمَّ لَکَ الشَّرَفُ عَلٰی کُلِّ شَرَفٍ وَلَکَ الْحَمْدُ عَلٰی کُلِّ حَالٍ اگر راہ مین کچھ خوف ہو تو پوری آیۃ الکرسی اور شہد اللہ تمام آیہ اور قل ہو اللہ اور قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس پڑھے

احرام باندھنے اور مکہ شریف مین داخل ہونے کے آداب جب میقات مین پہونچے اور قافلہ وہان احرام باندھے تو اول غسل کرے اور بال اور ناخن کاٹے جیسا جمعہ کو کرتے ہین اور سیے ہوئے کپڑے اوتار ڈالے سفید چادر اور تہبند باندھ لے اور احرام سے پہلے خوشبو کا استعمال کرے اور جب چلنے کو کھڑا ہو تو اونٹ کو اوٹھائے اور روبراہ ہو اور حج کی نیت کرے اور زبان

وردل سیر یہ کہے لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ اور جہان کہین چڑہائی
یا اوتار ہو یا قافلے کثرت سے اکھٹا ہون توان ہی کلمات کو باواز کہتا رہے جب کعبہ شریف کے قریب پہونچے تو غسل کرے اور حج مین نو
سبب سے غسل کرنا سنت ہے احرام و دخول مکہ طواف زیارت وقوف عرفہ مقام مزدلفہ اور تین غسل پتھر پہینکنے کے واسطے تین جمرون
مین اور طواف وداع لیکن جمرۃ العقبہ مین سنگ اندازی کے واسطے غسل نہین ہے جب غسل کر کے مکہ معظمہ مین جاے اور بیت اللہ پر
نگاہ پڑے توگو ابھی شہر مین ہو مگر فوراً یہ کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَدَارُكَ دَارُ السَّلَامِ تَبَارَكْتَ
يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اَللّٰهُمَّ هٰذَا بَيْتُكَ عَظَّمْتَهُ وَشَرَّفْتَهُ وَكَرَّمْتَهُ اَللّٰهُمَّ فَزِدْهُ تَعْظِيْمًا وَزِدْهُ تَشْرِيْفًا وَتَكْرِيْمًا
وَزِدْهُ مَهَابَةً وَزِدْ مَنْ حَجَّهُ بِرًّا وَكَرَامَةً اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَاَدْخِلْنِيْ جَنَّتَكَ وَاَعِذْنِيْ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ پھر بنی شیبہ کے دروازے سے مسجد مین داخل ہو اور حجر اسود کا قصد کرے اور بوسہ دے اگر ازدحام کے
سبب سے بوسہ نہ دے سکے تو اوسکی طرف ہاتھ بڑہا کر یون کہے اَللّٰهُمَّ اَمَانَتِيْ اَدَّيْتُهَا وَمِيْثَاقِيْ تَعَاهَدْتُهُ اِشْهَدْ لِيْ
بِالْمُوَافَاتِ پھر طواف مین مشغول ہو **طواف کے آداب** ایعزیز جان تو کہ طواف نماز کے مانند ہے بدن اور کپڑون کی پاکی اور
ستر عورت اوسمین شرط ہے لیکن بات کرنا درست ہے پہلے سنت اصطباع ادا کرے اصطباع اوسے کہتے ہین کہ تہمبند کا بیچ داہنے
ہاتھ کے نیچے کر کے اوسکے دونون کنارے بائین کاندھے پر ڈالے اور بیت اللہ کو پہلو کی جانب کر کے اسطرح حجر اسود سے طواف
شروع کرے کہ اوسمین اور بیت اللہ مین تین قدم سے کم فاصلہ نرہے تاکہ پاون فرش اور پردہ پر نہ پڑے کہ وہ خانہ کعبہ کی
حد مین ہے اور طواف جب شروع کرے تو یون کہے اَللّٰهُمَّ اِيْمَانًا وَتَصْدِيْقًا بِكِتَابِكَ وَوَفَاءً بِعَهْدِكَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّةِ
نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور جب خانہ کعبہ کے دروازے پر پہونچے تو یون کہے اَللّٰهُمَّ هٰذَا الْبَيْتُ بَيْتُكَ
وَهٰذَا الْحَرَمُ حَرَمُكَ وَهٰذَا الْاَمْنُ اَمْنُكَ وَهٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ النَّارِ اور جب رکن عراقی پر پہونچے تو یون کہے
اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّكِّ وَالشِّرْكِ وَالْكُفْرِ وَالنِّفَاقِ وَالشِّقَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْاَهْلِ
وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ اور جب پرنالے کے نیچے پہونچے تو یون کہے اَللّٰهُمَّ اَظِلَّنِيْ تَحْتَ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِكَ اَللّٰهُمَّ اسْقِنِيْ بِكَاْسِ مُحَمَّدٍ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرْبَةً لَا اَظْمَاُ بَعْدَهُ اَبَدًا اور جب رکن شامی کو پہونچے تو یون کہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَبْرُوْرًا
وَسَعْيًا مَشْكُوْرًا وَذَنْبًا مَغْفُوْرًا وَتِجَارَةً لَنْ تَبُوْرَ يَا عَزِيْزُ يَا غَفُوْرُ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ
الْاَكْرَمُ اور جب رکن یمانی کو پہونچے تو یون کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ
وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخِزْيِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اس رکن اور حجر اسود کے درمیان مین یون کہے
اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا بِرَحْمَتِكَ عَذَابَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ سات بار
طواف کرے اور ہر بار یہی دعائین پڑہے ہر گردش کو ایک شوط کہتے ہین تین شوط مین جلدی اور نشاط کے ساتھ چلے اگر خانہ کعبہ
پاس ازدحام ہو تو دور سے طواف کرے تاکہ جلد جلد چل سکے اور اخیر کے چار شوط مین آہستہ آہستہ چلے اور ہر بار حجر اسود کو بوسہ دے

اور رکن یمانی پر ہاتھ پھیرے اور بھیڑ کے سبب سے اگر ہاتھ نہ پھیر سکے تو ہاتھ سے اشارہ کرے جب ساتون شوط تمام ہوجائین تو بیت اللہ
اور حجر اسود کے درمیان مین کھڑا ہو رہے پیٹ اور سینہ اور داہنا رخسار کعبہ شریف کی دیوار سے لگادے اور دونون ہتیلیان دیوار پر
رکھکر اوسپر سر رکھے یا کعبہ شریف کی آستان پر رکھے اس مقام کو ملتزم کہتے ہین اور اس جگہہ دعا مستجاب ہوتی ہے یون دعا مانگے
اَللّٰهُمَّ يَا رَبَّ الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ اَعْتِقْ رَقَبَتِيْ مِنَ النَّارِ وَاَعِذْنِيْ مِنْ كُلِّ سُوْءٍ وَقَنِّعْنِيْ بِمَا رَزَقْتَنِيْ وَبَارِكْ فِيْمَا اٰتَيْتَنِيْ
اسوقت درود پڑہے اور استغفار کرے اور مراد مانگے پھر مقام کے سامنے کھڑا ہوکر دو رکعت نماز پڑہے اسکو دوگانہ طواف کہتے ہین
اسی سے طواف کی تمامی ہوتی ہے پہلی رکعت مین سورہ فاتحہ اور قل یا دوسری مین الحمد اور قل ہو اللہ پڑہے نماز کے بعد دعا مانگے
اور جب تک ساتون شوط نہ پھریگا ایک طواف نہ تمام ہوگا ساتون بار یہی دوگانہ پڑہے اوسکے بعد حجر اسود کے پاس جاکر بوسہ دیکر ختم کرے
اور سعی مین مشغول ہو **سعی کے آداب کا بیان** چاہیے کہ صفا نامے جو پہاڑ ہے اوسکی طرف جاے اور اتنی سیڑہیون پر چڑہے
کہ کعبہ شریف نظر آئے پھر کعبہ شریف کی طرف متوجہ ہوکر کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ
يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ صَدَقَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ
عَبْدَهٗ وَاَعَزَّ جُنْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ دعا کرے اور جو
مراد رکہتا ہو مانگے پھر وہان سے اوترے اور سعی شروع کرے کوہ مروہ تک پہلے آہستہ آہستہ چلے اور کہے رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ
عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ
او میل سبز جو مسجد کے کنارے ہے وہانتک آہستہ آہستہ چلے اوسکے آگے چھ گز کے قدر جلد جلد چلے یہانتک کہ دوسرے میل کو پہونچے
پھر آہستہ آہستہ چلنا شروع کرے یہانتک کہ کوہ مروہ کو پہونچ جاے اوسپر چڑہ کر کوہ صفا کی طرف منہ کرے اور وہی دعائین
جو اوپر مذکور ہوئی ہین پڑہے یہ ایکبار ہوا جب صفا پر جائیگا تو دو بار ہوگا سات باریون ہی کرے جب اس سے فراغت ہو تو طواف
قدوم اور طواف سعی کرے یہ طواف حج مین سنت ہے اور وہ طواف جو رکن ہے وقوف عرفات کے بعد ہوگا اور سعی کرنیکے وقت
طہارت سنت ہے اور طواف مین واجب اور سعی اسیقدر کافی ہے اسواسطے کہ وقوف عرفات کے بعد سعی کرنا شرط نہین ہے لیکن طواف
کے بعد ہونا چاہیے گو وہ طواف سنت ہو **وقوف عرفہ کے آداب** اے عزیز جان تو کہ اگر عرفہ کے دن اہل قافلہ عرفات کو
پہونچین تو طواف قدوم مین نہ مشغول ہون اگر عرفہ کے دن سے پہلے پہونچین تو طواف قدوم کرین ترویہ کے دن یعنی ذی الحجہ کی آٹھوین
تاریخ مکہ معظمہ سے نکلکر منا مین شب باش ہون دوسرے دن عرفات کو جائین اور وقوف کا وقت عرفہ کے دن زوال کے بعد سے
عید کی صبح روشن ہونے تک ہے اگر صبح کے بعد کوئی شخص پہونچیگا تو اوسکا حج فوت ہوگا عرفہ کے دن غسل کرے اور ظہر کی نماز
عصر کی نماز کے ساتہ پڑہے اور دعا مین مشغول ہو اور عرفہ کے دن روزہ نہ رکہے تاکہ قوت رہے اور خوب دعائین مانگ سکے کہ حج سے
اصل غرض یہی ہے کہ اس سعید و شریف وقت مین عزیزونکے دل اور ہمتین جمع ہوتی ہین اور دعائین قبول ہوتی ہین اسوقت لا الہ الا اللہ سب ذکرون سے
بہتر ہے زوال کے وقت سے شام تک تضرع اور زاری اور استغفار اور توبہ نصوح اور گناہان سابق کا عذر اور استغفار کرنا چاہیے اسوقت کے

پڑہنے کی دعائین بہت ہین اونکا لکھنا موجب طوالت ہے کتاب احیاء العلوم مین مذکور ہین اوسمین سے یاد کرنا چاہیے پھر جو دعا یاد ہو اوسے پڑہے کہ سب ادعیہ ماثورہ اسوقت پڑہنا بہتر ہے اگر یاد نہین کر سکتا تو دیکھکر پڑہے یا اور کوئی پڑہے اور وہ آمین کہے اور غروب آفتاب کے پہلے حدود عرفات سے نہ نکلے **باقی اعمال حج کے آداب** عرفات کے بعد مزدلفہ مین جاوے اور غسل کرے اسواسطے کہ مزدلفہ حرم مین داخل ہے اور مغرب کی نماز مین دیر کرکے نماز عشا کے ساتہ ملاکر ایک اذان اور اقامت سے پڑہے اگر ممکن ہو تو اس شب کو مزدلفہ مین شب بیداری کرے کہ یہ رات بزرگ ہے اور یہان شب کو مقام کرنا منجملہ عبادات ہے اور جو کوئی یہان پر مقام نکریگا اوسے ایک بکرا ذبح کرنا ہوگا اور منا مین پھینکنے کے واسطے وہان سے ستر پتھر اوٹھالے کہ ایسے پتھر وہان بہت ہوتے ہین پچھلی رات کو منا کا قصد کرے اور فجر کی نماز اول وقت پڑہے اور جب مزدلفہ کے اخیر مین جسے مشعر الحرام کہتے ہین پہونچے تو اوجالا ہونے تک ٹھہرے اور دعا مانگتا رہے پھر وہان سے اوس مقام پر پہونچیگا جسکو وادی محشر کہتے ہین جانور کو جلدی ہانکے اگر پیادہ ہو تو خود جلد چلے یہانتک کہ وہ میدان طے ہو جائے یہی سنت ہے پھر صبح عید کو کبھی اللہ اکبر کہے کبھی لبیک جبتک کہ اوس بلندی پر پہونچے جسے جمرات کہتے ہین اور اوس سے گذر کر اوس بلندی پر پہونچے جو قبلہ رو ہونے سے راستے کے داہنے پر واقع ہے اسے جمرۃ العقبہ کہتے ہین جب آفتاب ایک نیزہ بلند ہو سات پتھر اوس جمرہ مین پھینکے اور قبلہ کیطرف منہ رکھنا اولی ہے یہان لبیک کے بدلے اللہ اکبر کہے اور ہر پتھر پھینکتے وقت یہ کہے اَللّٰھُمَّ تَصْدِیْقًا بِکِتَابِکَ وَاِتِّبَاعًا لِسُنَّۃِ نَبِیِّکَ جب فراغت حاصل ہو تو لبیک اور اللہ اکبر کہنا موقوف کرے مگر ایام تشریق کے آخری روز کی صبح تک فرض نمازون کے بعد کہا کرے اور وہ دن عید کے روز سے چوتھا دن ہے پھر اپنی فرودگاہ کو جاکر دعا مین مشغول ہو پھر اگر کرنا ہے تو قربانی کرے اور اوسکی شرطین لحاظ رکھے اسوقت بال منڈوائے جب سنگ اندازی اور موتراشی اوسدن کر چکا تو ایک تحلل اسے حاصل ہوا اور ممنوعات احرام مباح ہو گئے مگر جماع اور شکار پھر مکہ معظمہ کو جاکر طواف رکن کرے عید کی آدہی رات گذرنے کے بعد سے اس طواف کا وقت آتا ہے مگر عید کے دن کرنا اولی ہے اور اس طواف کے وقت کی انتہا نہین مقرر ہے بلکہ جتنی تاخیر کریگا فوت نہوگا لیکن دوسرا تحلل حاصل نہوگا اور جماع کرنا حرام رہیگا جب یہ طواف بھی اوسطرح جسطرح ہمنے طواف قدوم بیان کیا تمام ہوگا تو حج اختتام ہوگا جماع اور شکار کرنا بھی حلال ہو جائیگا اگر سعی پہلے ہی کر چکا ہے تو پھر نہ کرے ورنہ سعی رکن اس طواف کے بعد کرے اور جب پتھر مار چکا بال منڈوا چکا طواف کر چکا تو حج تمام ہو گیا اور احرام سے باہر ہو گیا لیکن ایام تشریق مین پتھر پھینکنا اور منا مین شب باش ہونا زوال احرام کے بعد ہوتا ہے جب اور طواف اور سعی سے فارغ ہوا تو عید کے دن منا مین پھر آوے اور وہان شب باش ہو کہ یہ واجب ہے اور دوسرے دن آفتاب ڈہلنے سے پہلے پتھر پھینکنے کے واسطے غسل کرے اور پہلے جمرہ مین جو عرفات کی طرف ہے سات پتھر پھینکے اور اوسوقت قبلہ رو کھڑا رہے اور سورہ بقر کی قدر دعا مانگے پھر سات پتھر درمیان کے جمرہ مین پھینکے اور دعا کرے پھر سات پتھر جمرۃ العقبہ مین پھینکے اور اس رات کو منا مین مقام کرے پھر عید کے تیسرے دن بھی اسی ترتیب سے اکیس پتھر ان تینون جمرون مین پھینکے اگر چاہے تو اسی پر اقتصار کرکے مکہ معظمہ کو جاوے اگر غروب آفتاب تک ٹھہرے گا تو اس رات کو مقام بھی واجب ہو جائیگا اور دوسرے دن پتھر پھینکنا بھی حج کا تمام لینا یہی ہے جو مذکور ہوا

عمرہ کا بیان جب عمرہ کا ارادہ چاہے تو غسل کر کے احرام کے کپڑے جیسے حج میں پہنتے ہیں پہنے اور مکہ معظمہ سے نکلکر عمرہ کے میقات تک جائے اور وہ جعرانہ اور تنعیم اور حدیبیہ ہے اور عمرہ کی نیت کرے اور کہے لبیک بعمرۃ اور مسجد عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا میں جاکر دو رکعت نماز پڑھے بعد مکہ معظمہ کو آئے اور راہ میں لبیک کہے مسجد میں جب داخل ہو تو لبیک کہنا موقوف کرے اور طواف اور سعی کرے جسطرح حج میں مذکور ہوا پھر بال منڈائے عمرہ اس سے تمام ہوگا عمرہ سال بھر کرسکتے ہیں جو کوئی مکہ معظمہ میں رہے اوسے چاہیے کہ جسقدر ممکن ہو عمرے لائے ورنہ طواف کرے یہ بھی نہ ہوسکے تو بیت اللہ کو دیکھا کرے جب خانہ کعبہ کے دروازے سے اندر جاوے تو چاہیے کہ دو ستون کے درمیان میں نماز پڑھے اور ننگے پاؤن بہت تعظیم اور تکریم کے ساتھ اندر جاوے اور آب زمزم پیٹ بھر کر پیئے جس نیت سے پیئے گا شفا حاصل ہوگی اور کہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ شِفَاءً مِنْ كُلِّ سُقْمٍ وَارْزُقْنِي الْاِخْلَاصَ وَالْيَقِيْنَ وَالْمُعَافَاتِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

طواف وداع کا بیان جب مراجعت کا قصد کرے تو پہلے اسباب باندھے اور سب کاموں کے بعد بیت اللہ کو رخصت کرے یعنی سات بار طواف وداع کرے اور دو رکعت نماز پڑھے جیسا طواف کے حال میں اول ذکر ہوا اس طواف میں اضطباع اور جلدی چلنا کچھ ضرور نہیں پھر ملتزم میں جاکر دعا کرے اور کعبہ شریف کو دیکھتا ہوا اولٹے پاؤن پھرے یہانتک کہ مسجد کے باہر ہو جائے

مدینہ منورہ کی زیارت کا بیان تب مدینہ منورہ کو جائے اسواسطے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی میری وفات کے بعد میری زیارت کریگا اوسنے گویا میری حیات میں میری زیارت کی اور فرمایا ہے کہ جو کوئی مدینہ میں آئے اور زیارت کے سوا اور کوئی اوسکی غرض نہو تو حق تعالی کے نزدیک اوسکا حق ثابت ہوجاتا ہے کہ میں اوسکا شفیع کرونگا مدینہ منورہ کے راستے میں درود شریف بہت کثرت سے پڑھے اور جب مدینہ منورہ کی دیوار سراپا انوار پر نظر پڑے تو کہے اَللّٰهُمَّ هٰذَا حَرَمُ رَسُوْلِكَ فَاجْعَلْهُ لِيْ وِقَايَةً مِّنَ النَّارِ وَاَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ وَسُوْءِ الْحِسَابِ پہلے غسل کرے بعدہ مدینہ منورہ میں داخل ہو خوشبو اور سفید پاکیزہ کپڑے پہنے جب اندر داخل ہو تو فروتنی اور توقیر کے ساتھ رہے اور یون کہے اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِيْرًا پھر مسجد نبوی میں جاکر منبر کے نیچے دو رکعت نماز اس انداز سے پڑھے کہ منبر کا عمود اوسکے داہنے کاندھے کے مقابل ہو اسواسطے کہ وہ جناب سرور کائنات کا موقف اور مقام تھا پھر زیارت کا قصد کرے اور مشہد اقدس کی طرف متوجہ ہو اور منہ پھیرے اور پشت بقبلہ ہو جائے دیوار سراپا انوار پر ہاتھ رکھکر بوسہ دینا سنت نہیں ہے بلکہ دور رہنے میں بڑی تعظیم ہے پھر کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَفِيَّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ وُلْدِ اٰدَمَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَرَسُوْلَ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ الطَّاهِرِيْنَ وَاَزْوَاجِكَ الطَّاهِرَاتِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَزٰى نَبِيًّا عَنْ اُمَّتِهٖ وَصَلّٰى عَلَيْكَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْكَ الْغَافِلُوْنَ اگر کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام پہونچانیکی وصیت کی ہو تو یون کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ فُلَانٍ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ فُلَانٍ پھر تھوڑا سا آگے بڑھ کر امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی

عنہما پر سلام کرے اور کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا وَزِیْرَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَالْمُعَاوِنَیْنِ لَہٗ عَلَی الْقِیَامِ بِالدِّیْنِ مَا دَامَ حَیًّا وَالْقَائِمَیْنِ بَعْدَہٗ فِیْ اُمَّتِہٖ بِاُمُوْرِ الدِّیْنِ تَتَّبِعَانِ فِیْ ذٰلِکَ اٰثَارَہٗ تَعْمَلَانِ بِسُنَّتِہٖ فَجَزَاکُمَا اللّٰہُ خَیْرَ مَا جَزٰی وَزِیْرَیْ نَبِیٍّ عَلٰی دِیْنِہٖ پھر وہان کھڑے کھڑے جتنی دعا مانگی جائے مانگے پھر وہان سے نکلکر بقیع کے قبرستان کو جائے بزرگوارون اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یارون کی زیارت کرے جب مدینہ منورہ سے مراجعت کرنے لگے تو جناب محبوب رب العالمین کی زیارت سراپا بشارت سے سعادت کونین حاصل کرکے رخصت اور وداع کرے

حج کے اسرار کا بیان

ایعزیز جان تو کہ یہ جو کچھ بیان ہوا حج کے ارکان اور اعمال کی صورت ہے انمین سے ہر ایک رکن مین سر ہے اور ہر ایک کی ایک حقیقت ہے عبرت اور یاد آوری امور آخرت اس سے اصل مقصود ہے حقیقت امر یہ ہے کہ آدمی اسطرح پر مخلوق ہوا ہے کہ جبتک اپنا اختیار اپنے پروردگار کے سپرد نہ کرے کمال سعادت کو پہونچنا محال اور مفقود ہے جیسا عنوان مسلمانی مین مذکور ہو چکا آغاز کتاب مین مسطور ہو چکا خواہش کی اطاعت اوسکے واسطے موجب ہلاکت ہے جبتک اپنے اختیار مین ہے اوسکا کوئی فعل حکم شرع سے نہین بلکہ خواہش کی متابعت سے ہے اور اوسکا کوئی کام بندہ وار نہین اور بندگی کے سوا اور کسی امر مین اوسکے لیے سعادت و وقار نہین اسیواسطے تھا کہ حقتعالے نے سابق کی ملتون مین ہدایت کو رہبانیت اور سیاحت کا حکم فرمایا یہانتک کہ عبادت کرنیوالے آبادی سے نکل جاتے خلق سے انقطاع صحبت کرتے اور پہاڑون پر جاکر تمام عمر مجاہدہ اور ریاضت کرتے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے دین مین سیاحت اور رہبانیت نہین ہے آپ نے فرمایا اوسکے عوض حکم جہاد اور حج انکا حکم ہے تو حقتعالے نے رہبانیت کے بدلے اس امت کو حج کا حکم فرمایا کہ اسمین مجاہدہ کا مطلب بھی حاصل ہے اور عبرتین بھی موجود ہین کہ حق تعالی نے کعبہ شریف کو بزرگی عنایت فرمائی اور اپنی طرف منسوب کیا اور اوسکو بادشاہون کے در دولت کے مثل بنایا اطراف و جوانب کو اوسکا حرم ٹھہرایا اوسکی تعظیم اور عزت کے واسطے اوس کے شکار اور اشجار کو حرام کردیا اور عرفات کو در دولت سلاطین کے جلوخانے کے مثل حرم کے سامنے بنایا تاکہ ہر طرف سے تمام عالم بیت اللہ کا قصد کرے حالانکہ معلوم ہے کہ خدا تعالی مکان اور خانہ کعبہ مین رہنے سے منزہ اور پاک ہے لیکن آدمی کو جب شوق بنہایت اور آرزو بے نہایت ہو تو جو چیز دوست کیطرف منسوب ہوتی ہے وہ بھی جان و دل سے مطلوب اور مرغوب ہوتی ہے تو مسلمانون نے اس اشتیاق مین اپنے اپنے اہل و عیال وطن و مال چھوڑ دیے اور جنگلون کے خوف و خطر گوارا کیے غلامون اور بندون کیطرح دوست برحق اور مالک مطلق کے آستانہ کا قصد کیا اور اس عبادت مین انکو ایسے کامون کا حکم ہوا جو عقل مین نہین آسکتے جیسے پتھر پھینکنا صفا مروہ مین دوڑنا یہ سواسطے ہوا کہ جو کچھ عقل مین آسکتا ہے نفس کو بھی اوسکے ساتھ کچھ انس ہوتا ہے اسواسطے کہ اوس کام کو اور اوسکی وجہ کو جانتا ہے مثلا جانتا ہے کہ زکوۃ دینے مین محتاجون کی مددگاری اور مدارات ہے اور نماز مین معبود حقیقی کے سامنے فروتنی اور روزہ مین لشکر شیطان کی شکست ہے ممکن ہے کہ آدمی کی طبیعت عقل کے موافق حرکت کرے اور کمال بندگی یہ ہے کہ محض حکم مالک سے بندہ کام کرے اور اوسکے باطن مین اوس کام کا خواستگار کوئی نہو پتھر پھینکنا اور دوڑنا اسی قبیل سے ہے کہ سوا بندگی کے اور کسی وجہ سے آدمی نہین کرسکتا اور اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بالتخصیص حج کی شان مین زبان فیض ترجمان پر آیا ہے لبیک بحجۃ حقا تعبدا ورقا عبودیت

اور بندگی آپ نے اسیکا نام رکہا اور بعضے لوگ جو حیران ہین کہ حج کے اعمال سے کیا مقصد اور مراد ہے یہ حیرانی اونکی غفلت کے باعث
سے ہے حقیقت حال سے وہ بیخبر ہین کہ بیمطلبی اسکا مطلب ہے اور بیغرضی اس سے غرض ہے تاکہ بندگی اس سے ظاہر ہو اور بندہ کی نظر محض حکم مالک پر ہو اور نہین
کسیطرح طبیعت اور عقل کا دخل نہو تاکہ آدمی اپنے تئین باقی مطلق مین بالکل فنا کردے کہ نیستی اور بے نصیبی ہے آدمیکی سعادت ہے تاکہ اوس سے
خواہش اور فرمان حق کے سوا اور کچہ باقی نرہے **حج کی عبرتین** یہ ہین کہ اس سفر کو ایک وجہ سے سفر آخرت کے مانند بنایا ہے اسواسطے کہ
اس سفر سے خانہ مقصود ہے اور اوس سفر سے صاحب خانہ تو اس سفر کے حالات اور مقدمات سے اوس سفر کا احوال یاد کرنا چاہیے
جب اپنے اہل و عیال اور دوست و احباب کو آدمی وداع کرے تو سمجھے کہ یہ رخصت اوس رخصت کے مانند ہے جو سکرات موت مین ہوگی
اور اس سفر سے پہلے تمام علائق سے فارغ البال ہوکر آدمی نکلتا ہے اسیطرح اخیر عمر مین بھی چاہیے کہ تمام دنیا سے دلکو خالی کرے ورنہ سفر
آخرت اوسے دوبھر ہوجائیگا اور جب سیطرح اس سفر کا توشہ اور ہر قسم کا زادراہ مہیا کرتا ہے اور ہوشیار رہتا ہے اور سب احتیاطین کرتا ہے
کہ جنگل بیابان مین کہین بے سامان نہوجائے تو خیال کرنا چاہیے کہ میدان حشر بہت بڑا اور ہولناک ہے اور وہان توشہ اور زاد آخرت
کی بڑی احتیاج ہے اور جب اس سفر مین بہت جلد خراب ہوجانیوالی چیز ساتہ نہین لیتا کہ جانتا ہے یہ میرا ساتہ نہ دیگی اور توشہ اور زادراہ
کے لائق نہین اسیطرح جس عبادت مین کہ ریا اور قصور کو دخل ہو وہ زاد آخرت کے لائق نہین اور جب جمازہ یعنی سواری پر بیٹھے چاہیے کہ جنازہ کو
یاد کرے اسواسطے کہ یقیناً جانتا ہے کہ سفر آخرت مین بھی سواری ہوگی اور ممکن ہے کہ جمازے سے اوترنے نپائے اور وقت جنازہ آجائے
اور چاہیے کہ یہ سفر حج ایسا ہو کہ زاد سفر آخرت ہوسکے اور جب احرام کے کپڑے مہیا کرے کہ نزدیک یہ دو پہنچتے ہی روزمرہ کے کپڑے اوتارکر
اونہین پہنے گا اور وہ سفید دو چادرین ہین تو چاہیے کہ کفن کو یاد کرے کہ وہ بھی دنیا کے لباس کے خلاف ہے اور جب پہاڑ کی گہاٹیان
اور جنگل کے خطرے دیکہے تو منکر نکیر اور قبر کے سانپ بچہو کو یاد کرے کہ قبر سے میدان حشر تک بہت بڑا جنگل ہے اور اوسمین بہت سی گہاٹیان
ہین اور جسطرح بے راہبر کے جنگل کی آفتون سے بچنا ممکن نہین اوسیطرح عبادت کے بغیر قبر کے ہولون سے بچنا ممکن نہین اور جیسے جنگل مین
اہل و عیال دوست آشنا سے چھوٹ کر تنہا ہوتا ہے قبر مین بھی اسیطرح اکیلا ہوگا اور جب لبیک کہنا شروع کرے تو جاننا چاہیے کہ خدا یتعالی کی
ندا کا جواب ہے اور قیامت کے دن اوسے اسیطرح ندا پہونچے گی اوس ہول کو خیال کرے اور اوس ندا کے خطر مین ڈوبا رہے علی ابن الحسین
رضی اللہ تعالی عنہ کا چہرہ احرام کے وقت زرد ہوجاتا تھا اور بدن مین لرزہ پڑجاتا تھا اور لبیک نہ کہہ سکتے تھے لوگون نے کہا آپ لبیک
کیون نہین کہتے فرمایا کہ مین ڈرتا ہون کہ لبیک کہون اور لا لبیک ولا سعدیک جواب آئے اتنا کہا اور اونٹ پر سے بیہوش ہوکر گر پڑے احمد
ابن الحواری جو حضرت ابو سلیمان دارانی کے مرید تھے وہ حکایت کرتے ہین کہ حضرت ابو سلیمان نے اوسوقت لبیک نہ کہا اور ایک میل چلکر انکو
غش آگیا جب ہوش آیا تو فرمایا حق تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام پر وحی کی تھی کہ اپنی امت کے ظالمون سے کہدے کہ مجھے نہ یاد کرین
اور میرا نام نہ لین کہ جو مجھے یاد کرتا ہے مین اوسے یاد کرتا ہون اگر یاد کرنے والے ظالم ہین تو مین اونہین لعنت کے ساتہ یاد کرتا ہون اور کہا
کہ مین نے سنا ہے کہ جو کوئی حج کا خرچ مال مشتبہ سے لیتا ہے اور لبیک کہتا ہے اوسکو جواب دیتے ہین کہ لَا لَبَّیْکَ وَلَا سَعْدَیْکَ حَتّٰی
تَرُدَّ مَا فِیْ یَدَیْکَ اور طواف و سعی اوسکے مشابہ ہین جیسے غریب محتاج ناچار سلاطین کے در دولت پر جاتے ہین اور محل کے گرد عرض

حاجت کا موقع ڈہونڈہتے پہرتے ہین اور جلوخانے مین آتے جاتے ہین اور اپنا ساعی اور شفیع ڈہونڈہتے ہین اور اونھین امید ہوتی ہے کہ شاید بادشاہ کی نگاہ ہمپر پڑجائے اور ہمین ایک نظر دیکہ لے صفا مروہ کے بیچ کا میدان جلوخانہ سلطانی کے مانند ہے عرفات پر لوگون کا کہڑا رہنا اور اطراف جہان سے لوگون کا مجتمع ہوکر آنا اور مختلف زبانون مین دعائین مانگنا عرصات قیامت کے مانند ہے کہ وہان بھی تمام عالم جمع ہوگا اور ہر ایک کو اپنی اپنی فکر ہوگی اور ہر شخص امید و بیم مین ہوگا کہ دیکھا چاہیے مین مقبول ہون یا مردود اور پتھر مارنے سے ایک تو فقط اظہار بندگی بطور عبادت مقصود ہے دوسرے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے مشابہت ہے کہ وہان پر ابلیس آپکے سامنے آیا تہا کہ وسوسہ مین ڈالے آپ نے اوسپر پتھر پہینکے سے اے عزیز اگر تیرے خیال مین یہ بات آئے کہ ابلیس حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دکھائی دیا تہا ہمین نہین دکھائی دیتا ہم بیفائدہ پتھر کیون مارین تو اس خطرہ کو وسوسۂ شیطانی جان اور بے تامل پتھر مار کر شیطان کی پیٹھہ توڑ کہ پتھر مارنے سے شیطان کی پیٹھہ ٹوٹتی ہے اور تو بندہ فرمان بردار ہوجا جو حکم تجھے ہو بجالا اور اپنے تئین بالکل خداوند کریم کے تصرف مین چھوڑ دے اور یہ جان لے کہ پتھر مارنے سے بیشک مین نے شیطان کو مقہور اور مغلوب کر لیا حج کی عبرتون کا اسقدر بیان اسواسطے ہوا کہ اگر کوئی شخص اس راہ کو پہچانے گا تو جسقدر اوسکا ذہن روشن اور شوق کامل اور سعی و کوشش بلیغ ہے اوسقدر یہ معنی اوسے دکھائی دینگے اور ہر امر مین حصہ اور نصیبہ پائے گا کہ روح عبادت یہی ہے اور یہ باتین معلوم ہونیسے کامونکی ظاہری صورتسے معنونکی طرف ہمت بڑہ جائیگی

آٹھوین اصل تلاوت قرآن کے بیان مین

اے عزیز جان تو کہ قرآن شریف پڑہنا سب عبادتون سے بہتر ہے خصوصًا نماز مین کہڑے ہوکر جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کی عبادتون مین سب سے افضل تلاوت قرآن ہے اور فرمایا ہے کہ جس شخص کو حقتعالی نے نعمت قرآن عطا فرمائی ہو اور وہ سمجھے کہ اور کسی کو اس سے بہتر کوئی چیز ملی ہے تو اوسنے اوس چیز کی تحقیر کی جسکی حق تعالی نے تعظیم و توقیر کی اور فرمایا کہ اگر مثلاً قرآن کو کسی کہال مین رکھین تو آگ اوسکے قریب بھی نہ جائیگی اور فرمایا ہے کہ قیامت کے دن کوئی فرشتہ اور پیغمبر وغیرہ قرآن سے بڑہکر حق تعالے کے نزدیک شفیع نہین ہے اور فرمایا کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ جسکو تلاوت قرآن دعا مانگنے سے باز رکہے شکرگذارون کے واسطے جو بڑا ثواب ہے وہ مین اوسے دونگا اور فرمایا کہ دلون مین لوہے کی طرح زنگ لگتا ہے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ چھوٹتا کاہے سے ہے آپ نے فرمایا کہ قرآن شریف پڑہنے سے اور موت کو یاد کرنے سے اور فرمایا ہے مین دنیا سے گیا اور تم مین دو واعظ اور ناصح چھوڑے وہ ہمیشہ تمکو پند و نصیحت کرینگے ایک گویا اور دوسرا خاموش ہے گویا تو قرآن مجید ہے اور خاموش موت ہے اور ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کا قول ہے کہ قرآن پڑہو کہ ہر حرف کے بدلے مین دس دس نیکیان ثواب ملتی ہین مین نہین کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف لام ایک حرف میم ایک حرف ہے امام احمد حنبل رحمۃ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ مین نے حقتعالے کو خواب مین دیکھا عرض کیا کہ یا اللہ کس چیز کے ذریعہ سے تیرے ساتہہ تقرب افضل ہے ارشاد ہوا کہ میرے کلام قرآن کے ذریعہ سے مین نے عرض کیا کہ خواہ معنی سمجہتا ہو خواہ نہین ارشاد ہوا کہ ہان معنی سمجھے خواہ نہ سمجھے غافلون کی تلاوت کا بیان اے عزیز جان تو

کو جسنے قرآن پڑہا اوسکا بڑا درجہ ہے اوسے چاہیے کہ قرآن شریف کی عزت کا خیال رکھے ناشائستہ باتون سے بچا رہے ہر وقت آداب سے
رہے ورنہ معاذ اللہ اس بات کا خوف ہے کہ مبادا قرآن شریف اوسکا دشمن ہوجائے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ میری امت مین منافق اکثر قرآن خوان لوگ ہونگے حضرت ابو سلیمان دارانی کا قول ہے کہ دوزخ کا فرشتہ سب فرشتون کی نسبت مفسد
قرآن خوانون کو جلد پکڑیگا توریت مین لکھا ہے کہ حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے کہ میرے بندے تجھے شرم نہین آتی کہ اگر تیرے
بھائی کا خط تجھے پہونچے تو اگر تو راہ مین ہوتا ہے تو ٹھہر جاتا ہے یا راستے سے الگ ہو بیٹھتا ہے اور اوسکا ایک ایک حرف پڑہتا ہے
اور اوسمین غور و تامل کرتا ہے اور یہ کتاب میرا نامہ ہے تجھے مین نے لکھا کہ تو اوسمین غور و تامل کرے اور تو اوسپر کاربند ہو اور تو اوس سے
انکار کرتا ہے اور اوسپر عمل نہین کرتا اور جو تو پڑہتا بھی ہے تو غور و تامل نہین کرتا حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا ہے کہ
اگلے لوگ قرآن شریف کو جانتے تھے کہ حق تعالے کے پاس سے یہ نامہ آیا ہے رات کو اوسمین غور و تامل کرتے اور دنکو اوسپر عمل کرتے
تھے تم لوگون نے اوسکا درس اختیار کیا ہے اور اوسکے حروف کے زیر و زبر کو درست کرتے ہو اور اوس پر عمل کرنے مین سستی کرتے ہو
الغرض قرآن شریف سے مقصود صرف فقط پڑہنا نہین ہے بلکہ اوسپر عمل کرنا ہے پڑہنا یاد رکھنے کے لیے ہے اور یاد رکھنا عمل کرنیکے
واسطے جو لوگ پڑہتے ہین اور عمل نہین کرتے اونکی مثل ایسی ہے جیسے کسی غلام کے پاس اوسکے مالک کا نامہ آئے اوسمین اوس غلام کی نسبت
احکام لکھے ہون وہ غلام بیٹھے اور اوس نامہ کو خوش آوازی سے پڑہے اور اوسکے حروف خوب درست نکالے اور اون احکام مین سے
جو اوسمین لکھے ہین کچھ نہ بجا لائے تو وہ غلام بیشک عقوبت اور عداوت کا مستحق ہے **تلاوت قرآن کے آداب** ظاہرین
چند چیزون کی رعایت رکھنا چاہیئے اول یہ کہ تعظیم سے پڑہے اور پہلے وضو کرلے اور قبلہ رو بیٹھے اور عجز و انکسار کے ساتھ پڑہے جیسے نماز
حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی نماز مین کھڑے ہوکر قرآن پڑہتا ہے اوسکے واسطے ہر ہر حرف کا ثواب سو سو نیکیان
لکھی جاتی ہین اور جو بیٹھکر نماز مین پڑہتا ہے تو پچاس پچاس نیکیان لکھی جاتی ہین اور اگر باوضو ہو اور نماز کے علاوہ پڑہے تو
پچیس پچیس نیکیان اور اگر وضو بھی نہو تو دس دس نیکیون سے زیادہ نہین لکھتے اور اگر رات کو نماز مین پڑہے تو بہت افضل ہے
کہ خاطر جمعی بہت ہوتی ہے دوسرے یہ کہ آہستہ آہستہ ٹھہر ٹھہر کر پڑہے اور اوسکے معنون مین تامل کرے جلد ختم کرنے کی فکر مین نرہے
بعض لوگ روز ایک ختم کرتے ہین اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی تین دن سے کم مین قرآن ختم کرے تو
علم فقہ جو قرآن مین ہے وہ اوسے نہ حاصل ہوگا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ اگر اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ اور
القارعہ مین آہستہ پڑہون اور غور و تامل کرون تو سورۂ بقر اور سورۂ آل عمران جلدی پڑہنے سے مجھے بہت پسند ہے ام المؤمنین
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا نے کسی کو جلدی جلدی قرآن شریف پڑہتے دیکھا فرمایا یہ شخص نہ قرآن پڑہتا ہے نہ خاموش
ہے اگر عجمی ہو کہ قرآن شریف کے معنی نہین جانتا تو بھی قرآن شریف کی عظمت کے واسطے آہستہ اور ٹھہر کے پڑہنا افضل ہے تیسرے
یہ کہ روئے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قرآن پڑہو اور روو اگر رونا نہ آئے تو تکلف کرکے قصداً رونا لاؤ
اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے سُبْحَانَ الَّذِیْ مین جو آیہ سجدہ ہے جب اوسے پڑہو تو سجدہ کے کرنے مین جلدی نکرو

تاو قتیکہ رونہ لو اگر کسی کی آنکھہ نہ روئے تو چاہیے کہ اوسکا دل روئے اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قرآن رنج کے واسطے نازل ہوا ہے جب اوسکو پڑہو تو اپنے تئین غمگین کرو اور جو کوئی وعدہ وعید اور احکام قرآن مین تامل کریگا اور بنی عاجز اور ناچاری دیکھیگا خواہ نخواہ اندوہگین ہوگا بشرطیکہ اوسپر غفلت نہ غالب ہو چوتھے یہ کہ ہر ہر آیت کا حق ادا کرے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب عذاب کی آیت پر پہونچتے استعاذہ کرتے یعنی حق تعالی سے پناہ مانگتے اور جب رحمت کی آیت پر پہونچتے تو حق تعالے سے رحمت مانگتے اور تنزیہ کی آیت پر پہونچکر تسبیح کرتے اور قرآن شریف شروع کرنے سے پہلے اعوذ باللہ پڑہتے اور جب تلاوت سے فارغ ہوتے تو فرماتے اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ بِالْقُرْاٰنِ وَاجْعَلْهُ لِيْ اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّهُدًى وَّرَحْمَةً اَللّٰهُمَّ ذَكِّرْنِيْ مِنْهُ مَا نَسِيْتُ وَعَلِّمْنِيْ مِنْهُ مَا جَهِلْتُ وَارْزُقْنِيْ تِلَاوَتَهٗ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ وَاجْعَلْهُ حُجَّةً لِّيْ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ اور جب سجدہ کی آیت پر پہونچے تو سجدہ کرے پہلے تکبیر یعنی اللہ اکبر کہے پھر سجدہ کرے نماز کی شرطین یعنی طہارت اور ستر عورت وغیرہ سجدہ تلاوت مین لحاظ رکھنا چاہیے فقط اللہ اکبر کہکر سجدہ کرنا بے تشہد اور سلام کے کافی ہے پانچوین یہ کہ اگر ریا کا شبہہ اور اندیشہ ہو یا کسی کی نماز مین خلل پڑتا ہو تو آہستہ پڑہے اسواسطے کہ حدیث شریف مین وارد ہے کہ چپکے قرآن پڑہنے کو چلا کر پڑہنے پر ایسی فضیلت ہے جیسے چھپاکر صدقہ دینے کو علانیہ دینے پر اگر ریا اور دوسرے کی نماز مین فتور پڑنے کا اندیشہ نہو تو بہتر یہ ہے کہ چلا کر پڑہے تاکہ اور لوگ سننے سے بہرہ مند ہون اور اوسکو بھی بہت آگاہی حاصل ہو اور ہمت جمع ہو اور شوق بڑہے اور نیند بھاگ جائے اور سونیوالے جاگ پڑین اگر یہ سب نیتین جمع ہون تو ہر ہر نیت پر ثواب پائیگا اور اگر دیکھکر پڑہے تو بہتر ہے کہ آنکھہ کو بھی کام مین لگایا لوگون نے کہا ہے کہ قرآن شریف دیکھکر ایک ختم کرنا سات ختمون کے برابر ہے علماء مصر مین سے ایک عالم حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کے پاس گیا اونھین تو سجدہ مین پایا اور قرآن شریف سامنے رکھا دیکھا کہا کہ فقہ نے تمھین قرآن شریف سے باز رکھا مین جب عشا کی نماز پڑہتا ہون مصحف کی تلاوت کرتا ہون اور صبح تک بیدار رہتا ہون جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف تشریف لیگئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ رات کے وقت نماز مین قرآن شریف چپکے چپکے پڑہ رہے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آہستہ آہستہ کیون پڑہتے ہو عرض کیا اسوجہ سے کہ جس سے مین کہتا ہون وہ سنتا ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو دیکھا کہ چلا کر پڑہتے ہین آپ نے فرمایا چلا کر کیون پڑہتے ہو عرض کیا کہ سوتون کو جگاتا ہون شیطان کو بھگاتا ہون آپ نے فرمایا کہ دونون آدمی اچھا کرتے ہو تو ایسے اعمال نیت کے تابع ہین چونکہ دونون کی نیت بخیر تھی دونون طرح سے ثواب ملیگا چھٹے یہ کہ کوشش کرے کہ خوش آوازی سے پڑہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قرآن کو اچھی آواز سے آراستہ کرو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو حذیفہ کے مولی کو دیکھا کہ خوش آوازی سے قرآن شریف پڑہتا ہے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ فِيْ اُمَّتِيْ مِثْلَهٗ یعنی اوس خدا کا شکر ہے جسنے میری امت مین ایسے کو داخل کیا اسکا یہ سبب ہے کہ آواز جتنی اچھی ہوگی قرآن کا اثر بھی زیادہ ہوگا سنت یہ ہے کہ خوش الحانی سے پڑہے کلمات اور حروف مین بہت الحان کرنا جیسے قوالون کی عادت ہے مکروہ ہے **تلاوت کے آداب باطن** بھی چھہ ہین اول یہ کہ کلام کی عظمت پہچانے حق سبحانہ تعالی کا کلام جانے اور یقین کرے کہ یہ کلام قدیم ہے اور حق تعالی کی صفت ہے اوسکی ذات سے قائم ہے اور زبان پر جو جاری ہوتا ہے یہ حروف ہین اور جیسے زبان سے آگ کہنا آسان ہے ہر ایک کہہ سکتا ہے لیکن اصل آگ کی طاقت

نہین سیطرح اِن حرفون کے معانی کی اصل حقیقت اگر ظاہر ہوجاتی تو زمین اور ساتون آسمان کو اوسکی تجلی کی تاب و طاقت نہو یہی سبب تھا
کہ حق تعالی نے فرمایا لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ لیکن قرآن کی عظمت اور
جمال کو حروف کے لباس مین پوشیدہ کیا ہے تاکہ زبان اور دلون کو اوسکی طاقت ہو لباس حروف کے سوا آدمیون کی طرف اوس
عظمت اور جمال کے پہونچانے کی اور کوئی صورت نہتھی یہ امر اس بات کی دلیل ہے کہ حروف کے سوا اور بھی کوئی بڑا کام ہے جیسا کہ جانور کو
کام اور ادب دینا اور اونسے کام کو کہنا آدمی کے کلام اور الفاظ سے ممکن نہین ہے کیونکہ اونمین آدمیون کی باتین سمجھنے کی طاقت نہین
تا جاپایون کی آواز سے ملتی ہوئی آواز مقرر کی کہ جانورون کو اس آواز سے جتاتین اور یہ اوس آواز کو سنکر کام کرین اور اوس کام کی
حکمت اور رعایت جانور نہین جانتے اسواسطے کہ بیل کو جو آواز دیتے ہین تو وہ زمین کو نرم کرتا ہے لیکن زمین نرم کرنیکی حکمت اور مصلحت
نہین جانتا کہ اس سے یہ مقصود ہے کہ مٹی مین ہوا جاوے اور پانی دونون مین ملے تاکہ تینون جب جمع ہون تو وہ مجموعہ بیج کی غذا ہوکر
اوسے پرورش کرے اکثر آدمیون کا حصہ قرآن شریف سے بھی آواز اور ظاہری معنون کے سوا اور کچھ نہین ہوتا تاکہ بعضے آدمی خود
قرآن مجید کو فقط حروف اور آواز ہی سمجھتے ہین یہ سمجھنا نہایت ضعف اور خرابی دل ہے اور یہ ایسا ہے جیسے کوئی سمجھے کہ آتش کی حقیقت فقط
الف تے شین ہے اور یہ نہ سمجھے کہ آتش اگر کاغذ کو پہونچے تو جلا دے اور کاغذ اوسکی تاب نہین لاتا لیکن یہ حروف ہمیشہ کاغذ مین لکھے
رہتے ہین اور اوسمین کچھ اثر نہین کرتے اور سیطرح ہر کالبد کے واسطے روح ہے اور وہ کالبد اوسکے سبب سے باقی رہتا ہے حروف کے
معنی بھی روح کے مانند ہین اور حروف کالبد ہین اور کالبد کو روح کی بدولت عظمت اور عزت ہوتی ہے اور حروف کو معانی کے سبب سے
شرف ہے اسکی تمام تحقیق بیان کرنا اس کتاب مین ممکن نہین دوسرا ادب یہ ہے کہ حق تعالی کی عظمت کہ یہ اوسکا کلام ہے قرآن شروع
کرنے سے پہلے دل مین حاضر کرے اور سمجھے کہ کسکا کلام پڑھتا ہے اور کتنے بڑے کام کو بیٹھتا ہے کہ حق تعالے خود ارشاد فرماتا ہے
لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ اور سیطرح ظاہر مصحف کو نہین چھوتا مگر پاک ہاتھ اوسیطرح حقیقت کلام کو نہین پاتا مگر وہ دل جو اخلاق بد کی نجاست
سے طاہر اور پاکیزہ ہو اور تعظیم و توقیر کے نور سے منور اور آراستہ ہو اسی سبب سے تھا کہ عکرمہ رضی اللہ تعالے عنہ جب مصحف کھولتے
تو غشی طاری ہوتی اور فرماتے ھُوَ کَلَامُ رَبِّیْ تعالیٰ اور کوئی شخص قرآن مجید کی عظمت نہ جانیگا تاوقتیکہ حق سبحانہ تعالی کی عظمت نہ پہچانیگا
اور حق تعالے کی عظمت دل مین نہین حاضر ہوتی تاوقتیکہ آدمی اوسکے صفات اور افعال نہ سوچے جیسے عرش کرسی سات زمین سات
آسمان اور جو چیزین اونکے درمیان ہین ملایک جن و بشر بہایم حشرات الارض جمادات نباتات اور انواع مخلوقات ان سب کا خیال کرکے
اور سمجھے کہ یہ قرآن اوسکا کلام ہے جسکے قبضہ مین یہ سب ملک کا خدا نام ہے اگر سبکو ہلاک کر ڈالے تو اوسے کچھ باک نہین اور اوسکے
کمال مین کچھ نقصان نہ آئیگا سب کا خالق حافظ رازق وہی ہے ان سب باتون کا خیال کرے تو اوسکی عظمت اور بزرگی کا کچھ شمہ آدمی
کے دل مین آسکے تیسرا ادب یہ ہے کہ پڑھنے مین دل حاضر رہے غافل نہو نفس کی باتین اوسے ادھر اودھر نہ لیجائین اور جو کچھ غفلت سے
پڑھا اوسے نہ پڑھنے کے برابر جانے اور پھر سے پڑھے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی سیر کے واسطے باغ گیا اور وہانکے عجائب و
غرائب سے غافل رہا اور باہر چلا آیا اسواسطے کہ قرآن مجید مومنون کا تماشا گاہ ہے اسمین بہت عجائب اور حکمتین ہین اگر کوئی اسمین

غافل رہا اور باہر چلا آیا اسواسطے کہ قرآن مجید مومنون کا تماشاگاہ ہے اسمین بہت عجائب اور حکمتین ہین اگر کوئی اسمین تامل کرے تو پھر اور
کسی چیز کیطرف نہ مشغول ہو تو اگر کوئی شخص قرآن شریف کے معنی نہ سمجھا وہ بڑا کم نصیب ہے لیکن چاہیے کہ اوسکی عظمت دل مین رکھے
تاکہ خیال اور طرف نہ بٹے چوتھا ادب یہ ہے کہ ہر لفظ کے معنی کا خیال کرے تاکہ معنی سمجھہ مین آوین اگر ایکبار مین نہ سمجھے تو اعادہ کرے اور
اوس سے کچھ لذت حاصل ہوتی ہے تو بھی اعادہ کرے بہت پڑہنے سے یہ اولی اور افضل ہے حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے
کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ایک شب نماز مین اس آیت کو بار بار پڑہتے تھے اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ
لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اور بعضے بسم اللہ الرحمن الرحیم کا اعادہ فرماتے تھے اور حضرت سعد ابن جبیر نے اس آیت مین ایک رات کی
رات بسر کی وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ اگر کوئی شخص ایک آیت پڑہے اور دوسری آیت کے مضمون کا دہیان کرے تو اوسنے
اوس آیت کا حق نہین ادا کیا نقل ہے کہ حضرت عامر ابن عبداللہ وسواس کا گلا اور شکوہ کرتے تھے لوگون نے پوچھا کہ کیا دنیوی امور
ہوتے ہین جواب دیا کہ اگر میرے سینہ مین چھری مارین تو نماز مین دنیوی خیال لانے سے یہ مجھے بہت آسان ہے مجھے یہ خیال بہت رہا کرتا ہے
کہ قیامت کے دن حق تعالی کے سامنے کیونکر کھڑا ہونگا اور کسطرح وہان سے پھرونگا تو دیکھنا چاہیے کہ ان خیالات کو بھی وسواس جانتے
اس حکم کے بنا پر کہ جو آیت آدمی نماز مین پڑہے تو چاہیے کہ اسوقت اوسکے مضمون کے سوا اور کچھ خیال نہ کرے ...
اگر وہ بات دین کی بھی ہو تو بھی وسواس ہے ... چاہیے کہ ہر آیت مین اوسکے مضمون کے سوا اور کچھ خیال نہ کرے کہ جب حق تعالی کے
صفات کی آیتین پڑہے تو اوسکے صفات کے اسرار مین تامل اور غور کرے کہ قدوس عزیز جبار حکیم وغیرہ کے کیا معنی ہین اور جب حق تعالی
کے افعال کی آیتین پڑہے مثلاً خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ تو عجائب خلق سے خالق کی عظمت سمجھے اور ...
حتی کہ ایسا ہو جاوے کہ جس چیز مین دیکھے خدا ہی کو دیکھے سب اوسکے ساتھ دیکھے اور اوسی سے دیکھے ... اور جب پڑہے اِنَّا خَلَقْنَا
الْاِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ تو نطفہ کے عجائبات کا خیال کرے کہ ایک طرح کے پانی سے کہ ایک قطرہ سے کیسی کیسی مختلف چیزین پیدا ہوتی
مثلاً گوشت پوست رگ ہڈی وغیرہ اور اعضا مثلاً سر ہاتھ پاؤن آنکھ زبان وغیرہ کیونکر پیدا ہوتے ہین پھر عجیب عجیب قوتین جیسے
سمع بصر حیات وغیرہ کیونکر ظاہر ہوتی ہین اور قرآن مجید کے سب معنی بیان کرنا مشکل ہے اس بیان سے فکر اور غور کرنیکا رستہ کھل گیا
ہے تین آدمیون کو قرآن شریف کے معنی نہین معلوم ہوتے ایک وہ جو ظاہر تفسیر نہ پڑہا ہو اور عربی زبان نہ پہچانتا ہو دوسرے وہ جو کسی گناہ
کبیرہ پر مصر ہو یا کسی بدعت کا اعتقاد اوسکے دل مین جما ہو اوسکا دل گناہ اور بدعت کی ظلمت سے تاریک ہو گیا ہو تیسرے وہ جسنے علم کلام
کوئی اعتقاد پڑہا اور اوسکے ظاہر پر اٹکا اور ٹھہرا ہوا ہے اور اوسکے دل مین اوس اعتقاد کے خلاف جو کچھ آتا ہے اوس سے نفرت کرتا ہے
تو ممکن نہین کہ ایسا شخص اس ظاہری اعتقاد سے پھرے پانچوان ادب یہ ہے کہ اسکا دل بھی صفات مختلفہ کیطرف پھرتا رہے جسطرح آیتون کے
معنی مختلف آتے ہین مثلاً خوف کی آیت پر جب پہونچے تو دل پر خوف اور ہراس اور رقت غالب ہو اور جب رحمت کی آیت پر پہونچے تو فرحت اور انبساط
پیدا ہو اور جب حق تعالی کی صفتین سنے تو عین تواضع و انکسار ہو جاوے اور جب کفار کے اقوال محال سنے جو حق سبحانہ تعالی کی جناب مین کہتے ہین مثلاً شریک اور فرزند تو آواز
ہلکی کرے اور شرم و خجالت سے پڑہے اسیطرح ہر آیت کے جو معنی ہین اور جس امر کا مقتضا ہے تو اوسی صفت پر ہو جانا چاہیے تاکہ آیت کا حق ادا ہو

چھٹا ادب یہ ہے کہ قرآن اسطرح سُنے کہ گویا حق تعالے سے سنتا ہے اور فرض کرے کہ فی الحال اوسی سے سُنتا ہے ایک بزرگ کا قول ہے کہ مین قرآن شریف پڑھتا تھا اور کچھ حلاوت نہ پاتا تھا یہانتک کہ مین نے فرض کر لیا کہ مین رسول مقبول صلی اللہ علیہ سلم کی زبان فیض ترجمان سے سنتا ہون پھر آگے پڑہا اور فرض کیا کہ حضرت جبرئیل امین سے سنتا ہون اوسنے زیادہ حلاوت پائی پھر اور آگے پڑہا اور تیسرے مرتبہ کو پہونچا اب اسطرح پڑہتا ہون کہ گویا بے واسطہ حق سبحانہ تعالے سے سنتا ہون اب وہ لذت پاتا ہون کہ ہرگز نہ پائی تھی ٭

نوین اصل حق تعالیٰ کے ذکر کے بیان مین

٥٨

اے عزیز جان تو کہ حق تعالی کو یاد کرنا سب عبادتون کا خلاصہ اور مغز ہے اسواسطے نماز اسلام کا عمود ہے اوس سے بھی یاد الٰہی مقصود ہے چنانچہ حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ اور تلاوت قرآن سب عبادتون سے اسواسطے افضل ہے کہ وہ کلام خداے عزوجل ہے حق تعالی کی یاد دلاتا ہے اور جو کچھ اوس مین ہے خدا کے ذکر کی تازگی کا سبب اور واسطہ ہے اور روزہ سے شہوت اور خواہش کا توڑنا مقصود ہے جب آدمی شہوت سے نجات پاتا ہے صاف ہوکر حق تعالی کے ٹھہرنے کا مقام بنجاتا ہے اسواسطے کہ جبتک دل شہوتون اور خواہشون سے بھرا ہوا ہے اوس سے ذکر الٰہی ناممکن ہے اور ذکر اوسمین موثر نہین ہوتا اور حج جو زیارت خانہ خدا کا نام ہے اوس سے صاحب خانہ کی یاد اور اوس کی ملاقات کے شوق کا پیدا کرنا مقصود ہے تو ذکر الٰہی سب عبادتون کا مغز اور خلاصہ ہے بلکہ اسلام کی اصل اور جڑ کلمہ لا الہ الا اللہ ہے اور یہ عین ذکر ہے اور عبادتون مین اس ذکر کی تاکید اور مقصود ذکر ہوا اور ذکر کا ثمرہ یہ ہے کہ خدا تجھے یاد کرتا ہے اس سے بڑھکر ثمرہ اور نتیجہ کیا ہے اسی واسطے ارشاد فرمایا فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ تم مجھے یاد کرو تاکہ مین تمہین یاد کرون خدا کو ہمیشہ یاد کرنا چاہیے اگر ہمیشہ نہو تو اکثر اوقات کیونکہ آدمی کی فلاح اسکے ساتھ وابستہ ہے اسیواسطے حق تعالی نے ارشاد فرمایا وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ یعنی فلاح کی امید رکھتے ہو تو کثرت ذکر اوسکی کنجی ہے بہت ذکر کرو تھوڑا سا نہین اکثر اوقات کرو گاہ گاہ نہین اسیواسطے فرمایا ہے اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ ان بندون کی تعریف فرمائی ہے جو کھڑے بیٹھے سوتے کسی وقت اوسکی یاد سے غافل نہین ہوتے اور فرمایا وَاذْکُرْ رَّبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعًا وَّخِیْفَۃً وَّدُوْنَ الْجَھْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَکُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ یعنی اور تو یاد کر زاری اور ہراس سے اور پوشیدہ صبح و شام کو اور کسیوقت غافل نہو جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ سب کامون مین کونسا کام افضل ہے آپ نے فرمایا کہ مرتے وقت ذکر الٰہی سے تر زبان ہونا جناب رحمۃ للعالمین نے فرمایا کہ خداوند کریم کے نزدیک جو کام بہترین اعمال اور مقبول ہے اور تمہارا بزرگترین درجات ہے اور سونا چاندی صدقہ دینے سے بہتر ہے اور خدا کے دشمنون کے ساتھ اسطرح جہاد کرنے سے بھی بہت بڑھ کر ہے کہ تم اونکی گردنین مارو وہ تمہاری گردنین کاٹین اوس کام سے مین تمھین آگاہ کرون جان نثارون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ارشاد فرمایئے وہ کیا کام ہے آپ نے فرمایا ذکر اللہ یعنی حق تعالی کو یاد کرنا اور آپ نے فرمایا ہے کہ جسکو میرا ذکر دعا مانگنے سے باز رکھے گا میری نزدیک اوسکا انعام اوسکے دعا کرنا مانگنے والون کے انعام اور عطا سے بہتر ہے اور فرمایا کہ خدا کو یاد کرنیوالا غافلون مین ایسا ہے جیسے مُردون مین زندہ ہے

اور جیسے سوکھی گھاس مین ہر اور خت اور جہاد سے بھاگے ہوؤن مین غازی ثابت قدم حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے
کہ اہل جنت کو کسی امر پر حسرت نہوگی مگر دنیا مین جو ساعت یاد الٰہی سے غفلت مین اونپر گذری ہوگی اوسپر حسرت ہوگی **ذکر کی حقیقت کا
بیان** ایعزیز جان تو کہ ذکر کے چار درجے مین ایک تو یہ کہ فقط زبانی ذکر ہو دل اوس سے غافل اور بیفکر ہو اوسکا اثر کم ہوتا ہے مگر بالکل
بے اثر نہین ہے اسواسطے کہ جو زبان ذکر الٰہی مین مشغول ہو اوسکو اوس زبان پر جو بیہودہ باتون مین مصروف ہو یا بالکل معطل اور بیکار ہو فضیلت
ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ ذکر دل مین تو ہو لیکن قرار نہ پکڑے اور گھر نہ کرے ایسا ہو کہ دلکو تکلف سے ذکر کے ساتھ مشغول رکھین کہ اگر یہ جہد
اور تکلف نہو تو دل غفلت یا نفس کے خطرون سے پھر اپنی طبیعت کے موافق ہو جائے تیسرا درجہ یہ ہے کہ ذکر دل مین گھر کر گیا ہو اور ایسا
غالب اور متمکن ہو گیا ہو کہ اور کام کی طرف اوسے تکلف سے مشغول کرین یہ بہت بڑی بات ہے چوتھا درجہ یہ ہے کہ جسکا ذکر ہے وہ دل مین
بس گیا ہو اور وہ حق سبحانہ تعالیٰ ہے اور ذکر دل مین نہو اسواسطے کہ جس شخص کا دل بالکل مذکور یعنی خدا کو دوست رکھتا ہے اوسمین اور
اوس شخص مین جسکا دل ذکر کو دوست رکھتا ہے بڑا فرق ہے بلکہ کمال یہ ہے کہ ذکر اور ذکر کا خیال بالکل دل سے جاتا رہے فقط مذکور
رہ جائے اسواسطے کہ ذکر عربی ہو خواہ فارسی سخن نفس سے خالی نہوگا بلکہ عین سخن ہوگا اور اصل یہ ہے کہ سخن عربی اور فارسی وغیرہ جو کچھ ہو
سب چیزون سے دل خالی ہو اور سب وہی وہ ہو جائے دل مین کسی دوسری چیز کی گنجایش ہی نہ باقی رہے فرط محبت جسکو عشق کہتے ہین
یہ امر اوسکا نتیجہ ہے یعنی اوس سے حاصل ہوتا ہے اور عاشق ہمیشہ معشوق ہی کیطرف متوجہ رہتا ہے ایسا ہوتا ہے کہ اوسکے تصور اور
کمال خیال مین اوسکا نام بھی بھول جاتا ہے جب ایسا مستغرق اور محو ہو جائیگا کہ اپنے تئین اور جو کچھ ہے سبکو بھول جائیگا تو تصوف
کے پہلے راستے پر آئیگا صوفیہ صافیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس حالت کو فنا اور نیستی کہتے ہین یعنی جو کچھ ہے وہ سب اوسکے
ذکر سے نیست ہو گیا اور خود بھی نیست ہو گیا کہ اپنے تئین بالکل بھول گیا اور جسطرح حق تعالیٰ کے بہت سے عالم ایسے ہین کہ ہمین اونکی خبر
نہین اور وہ ہمارے حق مین نیست ہین اور ہم جنسے آگاہ ہین اور ہمین جنکی خبر ہے وہ ہمارے نزدیک ہست ہین اگر یہ عالم جو خلق کے
نزدیک نیست ہین کسی کو بھول گئے تو اوسکے نزدیک نیست ہو گئے اور جب اپنی خودی بھول گیا تو خود بھی اپنے نزدیک نیست ہو گیا اور
خدا کے سوا جب کوئی چیز اوسکے ساتھ نرہی تو حق تعالیٰ ہی اوسکے نزدیک ہست اور اوسکا مشہود ہے ایعزیز جسطرح تو جب نگاہ کرے
اور زمین و آسمان اور جو کچھ اوسمین ہے وہی دیکھے اوسکے سوا اور کچھ نظر نہ آئے تو تو یہی کہیگا کہ اسکے سوا عالم ہستی نہین اور تمام عالم
یہی ہے اسیطرح یہ ذاکر بھی خدا کے سوا کچھ نہین دیکھتا اور کہتا ہے ہمہ اوست یعنی اللہ ہی اللہ ہے سوا اللہ کے کچھ نہین اس مقام پر اوسکے
اور خدا کے درمیان جدائی نہین باقی رہتی اور یگانگی حاصل ہو جاتی ہے یہ توحید اور وحدانیت کا پہلا عالم ہے یعنی جدائی اوٹھ جاتی ہے
جدائی اور دوئی سے کچھ خبر ہی نہین رہتی اسواسطے کہ جدائی وہ جانتا ہے جو دو چیزین جانے اپنے تئین اور خدا کو پہچانے اور یہ شخص
اوسوقت آپ سے بے خبر ہے ایک کے سوا دوسرے کو پہچانتا ہی نہین تو جدائی کیونکر جانے آدمی جب اس درجہ پر پہونچتا ہے
تو فرشتون کی صورتین اوسپر ظاہر ہونے لگتی ہین ملائک اور انبیا کی روحین اچھی اچھی صورتون پر اوسے نظر آنے لگتی ہین جناب احدیت
کے واسطے جو چیزین خاص ہین وہ منکشف ہونے لگتی ہین اور بڑے بڑے احوال نمودار ہوتے ہین کہ اونکا بیان ممکن نہین جب

پھر آپ مین آتا ہے اور اور کامون سے آگاہی پاتا ہے تو اسکا اثر اوسمین رہتا ہے اور اس حالت کا شوق غالب ہوجاتا ہے اور دنیا و نہیا
اور جن کامون مین خلق مشغول ہے وہ سب اوسے ناگوار اور ناپسند ہوتے ہین اپنے بدن سے تو آدمیون مین ہوتا ہے اور دل سے غائب
رہتا ہے اور تعجب کی نظر سے لوگون کو دیکھتا ہے کہ دنیا کے کام مین مشغول ہین اور رحمت اور حسرت کی نگاہ سے دیکھنا اسواسطے ہے کہ جانتا ہے
کہ یہ لوگ کتنے [illegible] اور [illegible] کام سے محروم ہین اور لوگ ہنستے ہین کہ وہ خود بھی دنیا کے کامون مین کیون نہین مشغول ہوتا اور گمان کرتے
[illegible] اگر کوئی شخص فنا اور نیستی کے درجے کو نہ پہونچے اور یہ حالات اور مکاشفات اوسپر ظاہر نہون لیکن ذکر الٰہی
اوسپر غالب [illegible] تو یہی کیمیاے سعادت ہے اسواسطے کہ جب ذکر غالب ہوگا تو انس و محبت مستولی ہوگی اور دل جاتا رہیگا
[illegible] سعادت یہی ہے اسواسطے کہ جب خدا کی طرف رجوع ہوگی تو موت سے
اوسکے دیدار کے سبب کمال لذت بقدر محبت حاصل ہوگی اور جسکی محبوبہ معشوقہ دنیا ہے دون ہے اور جو اس پر زال پر عاشق و مفتون ہے
وہ بقدر عشق و محبت اوسکی فرقت مین رنج و اذیت کھینچیگا جیسا عنوان مسلمانی مین بیان ہوچکا ہے تو اگر کوئی شخص بہت ذکر کرتا ہے اور وہ احوال
جو صوفیہ کو ہوتا ہے اوسپر ظاہر اور نمودار نہو تو چاہیے کہ بیزار نہو کہ سعادت اس حال پر موقوف نہین اسواسطے کہ دل جب نور ذکر سے آراستہ ہوا
تو کمال سعادت پر مہیا ہوا اور جو کچھ اس جہان مین اوسے نظاہر ہوگا وہ مرنے کے بعد ظاہر ہوگا تو آدمی کو چاہیے کہ مراقبہ دل کا التزام کرے
[illegible] اسواسطے کہ ذکر دائمی [illegible] ملکوت کی کنجی ہے [illegible] علیہ افضل التحیات
نے فرمایا ہے کہ جو شخص جنت کے باغون کی سیر کیا چاہتا ہے اوسے چاہیے کہ خدا کا ذکر کثرت سے کیا کرے اور اوسکے یہی معنی ہین اور یہ جو
ہمنے بیان کیا اس سے معلوم ہوا کہ ذکر سب عبادتون کا خلاصہ ہے اور ذکر حقیقی یہ ہے کہ اوامر و نواہی پیش آتے وقت خدا کو یاد کرے
اور گناہ سے ہاتھ کھینچے حکم الٰہی بجا لاوے اگر ذکر [illegible] تو اس بات کی دلیل ہے کہ وہ ذکر حدیث نفس اور بے حقیقت تھا

تسبیح تہلیل تحمید صلوٰۃ استغفار کے فضائل کا بیان

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندہ جو
نیکی کرتا ہے اوسے قیامت کے دن ترازو مین رکھین گے مگر کلمہ لا الہ الا اللہ کہ اگر اسے میزان مین رکھین تو سات زمین اور سات آسمان
اور جو کچھ اونمین ہے [illegible] اور فرمایا ہے کہ لا الہ الا اللہ کہنے والا اگر اسمین سچا ہے یعنی صدق دل سے کہتا ہے اور
زمین کی خاک کے برابر کثرت سے گناہ رکھتا ہے تو بھی اوسے بخشدین گے اور فرمایا ہے کہ جسنے خلوص سے لا الہ الا اللہ کہا وہ جنت مین
جائیگا اور فرمایا ہے کہ جو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ہر روز سو بار کہے
تو دس بندے آزاد کرنیکے برابر ہے کہ اوسنے آزاد کیے اور سو نیکیان اوسکے نامۂ اعمال مین لکھی جاوین گی اور سو گناہ مٹائے جاوین گے
اور رات تک یہ کلمہ شیطان سے اوسکے لیے حصار ہوگا صحیح بخاری مین لکھا ہے کہ جو شخص یہ کلمہ کہے گا اوسنے گویا فرزندان اسمعیل علیہ السلام
مین سے چار بندونکو آزاد کیا

تسبیح اور تحمید کا بیان

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ایک دن مین سُبْحَانَ
اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سو بار کہے اوسکے تمام گناہ بخشدیے جاوین گے اگرچہ کثرت مین دریا کے پھین کے برابر ہون اور فرمایا ہے کہ جو کوئی
ہر نماز کے بعد تینتیس بار سبحان اللہ اور تینتیس بار الحمد للہ اور تینتیس بار اللہ اکبر کہے بعد سو کو اس کلمہ سے پورا کرے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ

لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تو اوسکے سب گناہ بخشدیئے جائینگے اگرچہ کف دریا کے برابر ہون
روایت ہے کہ ایک مرد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ دنیا نے مجھے چھوڑ دیا ہے
تنگدست اور محتاج اور عاجز ہوگیا ہون میری کیا تدبیر ہے آپ نے فرمایا کہ تو کدہر ہے ملائکہ کے اوس صلوۃ اور خلق کی اوس تسبیح سے
تو کیا بےخبر ہے جسکی بدولت وہ روزی پاتے ہین اوسنے عرض کیا کہ وہ کیا ہے آپ نے فرمایا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ
اللّٰهِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فجر کی نماز کے پہلے سو بار روز پڑہا کر تا کہ دنیا خواہ نخواہ تیری طرف متوجہ ہو جاوے اور حق تعالے
ہر کلمہ سے ایک ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے کہ وہ قیامت تک تسبیح کیا کرتا ہے اور اوسکا ثواب تجھے ملیگا اور فرمایا ہے کہ یہ کلمات باقیات صالحات
ہین سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اور فرمایا کہ مین ان کلمات کو کہتا ہون اور جو چیزین گردش آفتاب کے
نیچے ہین اون سے بہت دوست رکھتا ہون اور فرمایا کہ خدا کے نزدیک یہی چار کلمے سب کلمون سے بہتر ہین اور فرمایا ہے کہ دو کلمے
ہین کہ زبان پر سبک اور میزان مین گران ہین اور خدا کے نزدیک دوست اور محبوب ہین سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ
محتاجون نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آخرت کا ثواب تو سب امیرون نے لے لیا اسواسطے کہ جو عبادت
ہم کرتے ہین وہ وہ بھی کرتے اور اوسکے علاوہ صدقہ بھی دیتے ہین اور ہم صدقہ نہین دے سکتے آپ نے فرمایا کہ تمھین محتاجی کے
سبب سے ہر تسبیح و تہلیل اور ہر تکبیر صدقہ ہے اور ہر امر معروف اور نہی منکر بھی اسیطرح سے صدقہ ہے اور اگر کوئی تم مین سے ایک لقمہ
اپنے عیال کے منہ مین دیتا ہے وہ بھی صدقہ ہے ای عزیز جان تو کہ درویش کے حق مین تسبیح و تہلیل کی فضیلت اس سب سے زیادہ ہے
کہ اوسکا دل دنیا کی ظلمت کے سبب سے تاریک نہین ہوتا اور بہت صاف ہوتا ہے ایک کلمہ جو وہ کہتا ہے اوس تخم کے مثل ہوتا ہے
جو پاک زمین مین ڈالا جاوے بہت اثر کرتا ہے اور بہت ثمرہ دیتا ہے اور جو ذکر کہ اوس دل مین ہوتا ہے جو دنیا کی خواہشون سے
بھرا ہوا ہے وہ ایسا ہے جیسے وہ بیج جو کہار زمین مین بویا جاوے کہ اوسکا اثر کمتر ہوتا ہے **درود شریف کا بیان** رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر تشریف لائے خوشی کے آثار آپ کے چہرۂ مبارک سے ظاہر تھے فرمایا کہ جبرئیل آئے تھے اور
یہ پیغام لائے تھے کہ حق تعالے ارشاد فرماتا ہے کہ کیا اس امر پر تم قناعت نہین کرتے کہ جو کوئی تمہاری امت مین سے تمپر ایکبار درود
بھیجےگا مین اوسپر دس بار رحمت بھیجونگا اور جو ایکبار سلام بھیجیگا مین دس بار اوسپر سلام بھیجونگا اور فرمایا کہ جو کوئی مجھپر درود بھیجتا ہے
تمام ملائکہ اوسپر درود بھیجتے ہین خواہ بہت درود بھیجین خواہ کم اور میرا اقرب وہ ہے جو مجھپر درود بہت بھیجے اور جو مجھپر ایکبار درود
بھیجتا ہے اوسکے واسطے دس نیکیان لکھی جاتی ہین اور دس برائیان اوس سے محو کر ڈالی جاتی ہین اور فرمایا کہ جو کوئی کچھ لکھتا ہے
اور اوسمین مجھپر درود لکھتا ہے تو جبتک میرا نام اوسمین لکھا پاتے ہین ملائکہ اوسکے واسطے مغفرت طلب کیا کرتے ہین **استغفار کا
بیان** حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ قرآن شریف مین دو آیتین ہین کہ جو کوئی گناہ کرکے اون دونون آیتونکو
پڑہ کر استغفار کرے اوسکا گناہ بخشدیا جاتا ہے وہ دو آیتین یہ ہین ایک وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ
ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ اور دوسری آیت یہ ہے وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ یَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا

اور حق تعالے نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اسی سبب سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اکثر فرماتے تھے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی استغفار کریگا کسی رنج مین ہو خوش ہو جائیگا اور جہان سے اوسکے وہم و گمان مین بھی نہو روزی پائے گا اور فرمایا ہے کہ مین تمام دن ستر بار توبہ اور استغفار کرتا ہون رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا تو معلوم ہوا کہ اورونکو کسی وقت توبہ اور استغفار سے خالی رہنا نہ چاہیے اور فرمایا ہے کہ جو کوئی سوتے وقت تین بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ کہے اوسکے سب گناہ بخشدیئے جاتے ہین اگرچہ کثرت مین دریا کے جہاگ اور میدان کی ریت اور درخت کے پتون اور دنیا کے دنون کے برابر ہون اور فرمایا ہے کہ جو بندہ گناہ کرتا ہے اور خوب طہارت کرکے دو رکعت نماز پڑھتا ہے اور استغفار کرتا ہے اوسکا گناہ بخش دیا جاتا ہے آداب دعا کا بیان ایعزیز جان تو کہ تضرع و زاری سے دعا کرنا منجملہ تقربات ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دعا عبادتون کا مغز اور خلاصہ ہے اسکا سبب یہ ہے کہ عبادتون سے عبودیت مقصود ہے اور عبودیت اسی سے ہوتی ہے کہ بندہ اپنی شکستگی اور عاجزی اور خدا کی قدرت اور عظمت دیکھے اور جانے اور دعا مین یہ دونون باتین ہین اور تضرع اور زاری جسقدر زیادہ ہو بہتر ہے آٹھ ادب دعا مین نگاہ رکھنا چاہیے پہلا ادب یہ ہے کہ بزرگ وقتون مین دعا کرنے کی کوشش کرے مثلاً عرفہ رمضان مبارک جمعہ صبح کا وقت رات کا درمیان دوسرا ادب یہ ہے کہ بزرگ حالات کو نگاہ رکھے جیسے غازیون کے جنگ کرنیکا وقت اور وقت باران اور نماز فرائضیہ کا وقت اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ ان وقتون مین آسمان کے دروازے کھولدیے جاتے ہین اسیطرح اذان اور تکبیر کے درمیان اور روزہ دار ہونے کی حالت مین اور اوسوقت جب دل بہت رقیق ہو اسواسطے کہ دل کی رقت در رحمت کھلنے کی دلیل ہے تیسرا ادب یہ ہے کہ دونون ہاتھ اوٹھائے اور آخر کو منہ پر اوتارے اسواسطیکہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ حق تعالیٰ اس بات سے بہت بزرگ ہے کہ جس ہاتھ کو اوسکی طرف اوٹھائین وہ اوسے خالی پہیرے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی دعا کریگا تین چیزون سے خالی نرہے گا یا اوسکا گناہ معاف فرمایا جائیگا یا فوراً کوئی چیز اوسے پہونچیگی یا آیندہ چوتھا ادب یہ ہے کہ دعا مین تردد نہ کرے بلکہ دل اسی بات پر جمائے کہ خوانخواہ قبول ہوگی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ہے اُدْعُوا اللّٰهَ وَاَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَةِ پانچوان ادب یہ ہے کہ دعا خشوع خضوع اور حضور قلب سے کرے اور دعا کی تکرار کرے کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو دل غافل ہو اوسکی دعا نہین سنی جاتی چھٹا ادب یہ ہے کہ دعا مین لجاجت اور تکرار کرے اور لگا رہے دعا کرنا نہ چھوڑے یہ نہ کہے کہ بہت دفعہ مینے دعا کی اور قبول نہوئی اسواسطے کہ قبولیت کا وقت اور اوسکی مصلحت خدا بہتر جانتا ہے جب دعا قبول ہو تو یہ کہنا سنت ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ اور اگر دعا قبول ہونے مین دیر لگے تو کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی كُلِّ حَالٍ ساتوان ادب یہ ہے کہ دعا سے پہلے تسبیح اور درود پڑھے اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا سے پہلے یون فرماتے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَلِیِّ الْاَعْلَی الْوَهَّابِ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی دعا سے پہلے درود پڑھے گا اوسکی دعا مقبول ہوگی حق سبحانہ تعالی بڑا کریم ہے ایسا نہین کہ دو دعاؤن مین سے ایک کو قبول اور دوسری کو رد کرے

یعنی ورد وقبول فرمائے اور اصل مقصد نہ بر لائے آٹھوان ادب یہ ہے کہ دعا سے پہلے توبہ کرے گناہوں سے قدم باہر دھرے دل کو
بالکل خدا کے حوالے کردے اسواسطے کہ اکثر دعاؤن کے رد ہونیکا سبب دل کی غفلت اور گناہوں کی ظلمت ہوتی ہے حضرت کعب الاحبار
نے کہا ہے کہ بنی اسرائیل کے زمانہ مین کال پڑا حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی تمام امت کے ساتھ تین مرتبہ دعای باران کے واسطے نکلے
دعا نہ قبول ہوئی وحی آئی کہ اے موسیٰ تمہارے گروہ میں ایک غماز ہے جبتک وہ رہیگا تمہاری دعا قبول نکرونگا حضرت موسیٰ علیہ السلام
عرض کیا کہ خداوندا کون شخص ہے بتلا کہ مین اوسے نکالدون ارشاد ہوا کہ مین غمازی سے منع کرتا ہون خود کیونکر کرون حضرت موسیٰ علیہ السلام
نے فرمایا کہ سب لوگ غمازی سے توبہ کرو غرض سبھون نے توبہ کی تب باران رحمت نازل ہوا مالک ابن دینار فرماتے ہین کہ ایک بار بنی اسرائیل
مین قحط پڑا لوگ بارہا دعاے باران کے واسطے گئے دعا نہ قبول ہوئی اونکے پیغمبر پر وحی آئی کہ ان لوگون سے کہہ کہ تم دعا کے واسطے
ایسی حالت مین نکلے ہو کہ تمھارے بدن نجس اور پیٹ حرام سے بھرے ہوئے ہین اور ہاتھ خون ناحق مین آلودہ ہین ایسے نکلنے سے
میرا غصہ تمپر اور زیادہ ہوا میرے سامنے سے دور ہو

متفرق دعاؤن کا بیان

اے عزیز جان تو کہ ماثورہ دعائین جو رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہین اور صبح شام اور مختلف نمازون کے بعد اوقات مختلف مین جنکا پڑھنا سنت ہے وہ دعائین بہت
ہین اونمین سے اکثر کتاب احیاء العلوم مین جمع کی ہین اور چند دعائین بہت عمدہ کتاب ہدایۃ الہدایہ مین مذکور ہین جسکے منشا ہو اون
کتابون مین سے یاد کرے اسواسطے کہ اس کتاب مین اون دعاؤن کا لکھنا طوالت کا سبب ہوگا اور اونمین سے اکثر دعائین مشہور ہین
اور ہر ایک کو یاد ہین چند دعائین جنکا حوادث اور امور مین پڑھنا سنت ہے اور لوگون کو کم یاد ہین وہ بیان کی جاتی ہین لوگ یاد کر لیوین
اور اونکے معنی سمجھ لین اور وقت پر پڑھا کرین اسواسطے کہ کسی وقت بندہ کو اپنے خالق سے غافل ہونا نہ چاہیے اور تضرع اور دعا سے
خالی نہ رہنا چاہیے جب گھر سے باہر جائے تو کہے بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْهَلَ
اَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مسجد مین داخل ہونیکے وقت یہ کہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور داہنا قدم پہلے رکھے جب ایسی مجلس سے اٹھے جہان فضول
باتین ہون تو یہ کہنا اونکا کفارہ ہے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ عَمِلْتُ
سُوْءًا وَّظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ جب بازار جاے تو یہ کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ جب نیا کپڑا پہنے تو یہ کہے
اَللّٰهُمَّ اَنْتَ كَسَوْتَنِيْ هٰذَا الثَّوْبَ فَلَكَ الْحَمْدُ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِهٖ وَخَيْرِ مَا صُنِعَ لَهٗ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ
جب نیا چاند دیکھے تو یہ کہے اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ جب [illegible]
آئے تو یہ کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَخَيْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّ مَا
اُرْسِلَتْ بِهٖ جب کسیکے مرنے کی خبر سنے تو یہ کہے سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ جب خیرات دے
تو یہ کہے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ جب کچھ نقصان ہو تو یہ کہے عَسٰى رَبُّنَا اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَا اِنَّا اِلٰى رَبِّنَا رَاغِبُوْنَ

جب کوئی کام نیا شروع کرے تو یہ کہے رَبَّنَا اٰتِنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا جب آسمان کی طرف دیکھے تو یہ کہے رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا وَقَمَرًا مُنِيرًا جب آسمان گرجنے کی آواز سنے تو یہ کہے سُبْحَانَ مَنْ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ جب کہین بجلی گرے تو یہ کہے اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ پانی برستے وقت یہ کہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ سُقْيًا هَنِيئًا وَصَيِّبًا نَافِعًا وَاجْعَلْهُ سَبَبَ رَحْمَتِكَ وَلَا تَجْعَلْهُ سَبَبَ عَذَابِكَ غصہ کے وقت یہ کہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي وَاَذْهِبْ غَيْظَ قَلْبِي وَاَجِرْنِي مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ہیبت اور خوف کے وقت یہ کہے اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ وَنَدْرَءُ بِكَ فِي نُحُورِهِمْ جب کہین درد ہو تو وہان ہاتھ رکھکر تین بار بسم اللہ الرحمن الرحیم اور سات بار اَعُوذُ بِاللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ جب کوئی رنج پہونچے تو یہ کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ جب کسی کام مین عاجز آجائے تو یہ کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّي عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ نَاصِيَتِي بِيَدِكَ مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ نَافِذٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ اَسْئَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ وَاَنْزَلْتَهُ فِي كِتَابِكَ وَاَعْطَيْتَهُ اَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ رَبِيعَ قَلْبِي وَنُورَ صَدْرِي وَجَلَاءَ غَمِّي وَذِهَابَ حُزْنِي وَهَمِّي جب آئینہ دیکھے تو یہ کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي خَلَقَنِي فَاَحْسَنَ خَلْقِي وَصَوَّرَنِي فَاَحْسَنَ صُورَتِي جب کوئی غلام مول لے تو اوسکے ماتھے کے بال پکڑ کر یہ کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْئَلُكَ خَيْرَهُ وَخَيْرَ مَا جُبِلَ عَلَيْهِ وَاَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا جُبِلَ عَلَيْهِ سوتے وقت یہ کہے رَبِّ بِاسْمِكَ وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِاسْمِكَ اَرْفَعُهُ هٰذِهِ نَفْسِي اَنْتَ تَتَوَفَّاهَا لَكَ مَحْيَاهَا وَمَمَاتُهَا اِنْ اَمْسَكْتَهَا فَاغْفِرْ لَهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ جب جاگے تو یہ کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُورُ اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالسُّلْطَانُ وَالْعَظَمَةُ لِلّٰهِ وَالْعِزَّةُ وَالْقُدْرَةُ لِلّٰهِ اَصْبَحْنَا عَلٰى فِطْرَةِ الْاِسْلَامِ وَكَلِمَةِ الْاِخْلَاصِ وَعَلٰى دِينِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِلَّةِ اِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ

دسوین اصل ترتیب اوراد کے بیان مین

اے عزیز جان تو کہ جو کچھ عنوان مسلمانی مین بیان ہوا اوس سے یہ عیان ہوا کہ آدمی کو اس عالم مسافرت مین کہ خاک و آب ہے تجارت کیواسطے بھیجا ہے نہین تو اوسکی روح کی حقیقت علوی ہے وہین سے آئی ہے وہین جائیگی اور اس تجارت مین اوسکی عمر اوسکی پونجی ہے اور یہ پونجی ہمیشہ گھٹتی جاتی ہے اگر اس سے ہر دم کا فائدہ نہ لیگا تو پونجی ضائع ہو جائیگی اسیواسطے حق تعالی نے فرمایا ہے وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ اِلَّا الَّذِينَ اٰمَنُوا الآیہ اوسکی مثال اوس شخص کے مانند ہے یخ جسکا سرمایہ ہو اور گرمی کے موسم مین بیچتا ہو اور کہتا ہو کہ اے مسلمانون اوس شخص پر مہربانی کرو جسکا سرمایہ پگھلا جاتا ہو اسیطرح ہمیشہ عمر کا سرمایہ پگھلا کرتا ہے اسواسطے کہ تمام عمر گنتی کے چند انفاس ہین جسکا حساب و شمار خدا ہی جانتا ہے تو جن لوگون نے اس کام کا خطرہ اور انجام دیکھا وہ اپنے دلون کی نگہبانی کرتے تھے اسواسطے کہ ہر

حصول سعادت ابدی کے قابل ایک گوہر سمجھے اور اوس گوہر پر اوس سے زیادہ تر مہربان تھے جتنا کوئی سرمایہ زر و سیم پر مہربان ہو اور شفقت
اسطرح تھی کہ رات دن کی اوقات کو اونہون نے نیکیون پر تقسیم کیا تھا اور ہر چیز کا ایک ایک وقت مقرر کیا تھا اور اوراد و وظائف جدا جدا
معین کیے تاکہ اونکا کوئی وقت بیکار نجائے اسواسطے کہ جانتے تھے کہ آخرت کی سعادت اوسیکو حاصل ہوگی جو دنیا سے جائے اور خدا کی
محبت اور اوس کا اونس اوسپر غالب ہو اور یہ اونس مداومت ذکر کے بغیر نہین حاصل ہوتا اور محبت بے معرفت نہین ہوتی اور معرفت بے تفکر کے
حاصل نہین ہوتی تو ذکر و فکر کی مداومت تخم سعادت ہے اور ترک دنیا اور ترک شہوات و معاصی اسواسطے ہوتا ہے تاکہ آدمی ذکر و فکر کی
فراغت پائے اور ذکر دائمی کے دو طریقے ہین ایک تو یہ کہ اللہ اللہ ہمیشہ دل سے کہا کرے زبان سے نہین بلکہ دل سے بھی نہ کہے کہ دل
سے کہنا بھی نفس کی بات ہے بلکہ ہمیشہ اسطرح مشاہدہ مین رہے کہ کبھی غافل ہی نہو یہ امر بہت دشوار ہے اور اپنے دل کو ہر وقت ایک حالت پر
رکھنا ہر ایک کا کام نہین اکثر خلق کو اس سے رنج و ملال ہوتا ہے اسواسطے مختلف اوراد مقرر کیے گئے بعضے تمام بدن سے جیسے نماز بعضے
فقط زبان سے جیسے قرآن اور تسبیح پڑھنا بعضے دل سے جیسے فکر کرنا کہ دل کو ملال نہو کیونکہ ہر وقت نیا شغل ہوگا اور ایک حالت سے دوسری
حالت کی طرف منتقل ہونا ایک تو خوشی کا باعث ہوتا ہے دوسرے جو اوقات ضروریات دنیوی مین صرف کرنا چاہیے اونمین تمیز اور فرق حاصل
ہوتا ہے اور اصل یہ ہے کہ آدمی اگر اپنے تمام اوقات آخرت کے کامون مین نہ صرف کرے تو اکثر اوقات صرف کرے تاکہ نیکیون کا پلہ جھک جائے
کیونکہ اگر ایک نصف اوقات دنیا مین اور مباحات سے متمتع ہونے مین صرف کریگا اور دوسرا نصف کار آخرت مین تو اس امر کا خوف ہے کہ وہ
دوسرا پلہ جھک جاے اسواسطے کہ طبیعت اوسی چیز کی یاور اور مددگار ہوتی ہے جو مقتضاے طبع ہے اور دلکو دین کے کامون مین لگانا
طبیعت کے خلاف ہے اور کار دین مین خلوص مشکل ہے اور جو کام بے خلوص ہو وہ بیفائدہ ہے تو اعمال کی کثرت چاہیے تاکہ اونمین سے
ایک تو خلوص کے ساتھ ہو تو اکثر اوقات دین کے کام مین رہنا چاہیے اور دنیا کے کام اوسکی تبعیت مین کرنا چاہیے اسیواسطے حقتعالی
نے ارشاد فرمایا ہے وَمِنْ اٰنَاءِ اللَّیْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰی اور فرمایا وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا وَمِنَ اللَّیْلِ
فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَیْلًا طَوِیْلًا اور فرمایا كَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ اللَّیْلِ مَا یَهْجَعُوْنَ ان سب آیتون مین یہی اشارہ ہے کہ اکثر اوقات یاد الٰہی
کرنا چاہیے اور یہ امر بے اسکے کہ آدمی دن رات کے وقتون کو تقسیم کرے ٹھیک نہین ہوتا تو تقسیم کا بیان ضرور ہوا دن کے اوراد کا
بیان اے عزیز جان تو کہ دن کے پانچ اوراد ہین پہلا ورد صبح سے طلوع آفتاب تک ہے یہ ایسا مبارک اور بزرگ وقت ہے کہ حق تعالی نے
اسکی قسم یاد فرمائی اور ارشاد کیا وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور فَالِقُ الْاِصْبَاحِ یہ سب آیتین اسیوقت کی عظمت
اور بزرگی مین وارد ہین چاہیے کہ آدمی اسوقت اپنے تمام انفاس کی نگہبانی کرے جب خواب سے بیدار ہو تو کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ
اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ آخر تک یہ دعا پڑھے اور کپڑے پہنکر ذکر و دعا مین مشغول ہو کپڑے پہننے مین ستر عورت اور تعمیل
حکم کی نیت کرے ریا و عونت سے حذر کرے پھر پاخانے جائے اور بایان پاؤن پہلے رکھے وہان سے نکلکر جیسا اوپر بیان ہوا ہے سب
دعاؤن اور اذکار سمیت وضو اور مسواک کرے پھر فجر کی نماز سنت گھر مین پڑھ کر مسجد مین جائے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم یہی
کرتے تھے اور وہ دعا جو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے روایت کی ہے سنت کے بعد پڑھے وہ دعا کتاب بدایۃ الہدایہ مین کوئی

دیکھکر یاد کیے پھر آہستہ مسجد کو جائے اور داہنا پاؤن پہلے رکھے اور مسجد مین داخل ہونے کی دعا پڑہے اور پہلی صف کا قصد کرے اور
اور فجر کی سنت پڑہے اگر گھر مین سنت پڑہ چکا ہے تو نماز تحیۃ المسجد پڑہے اور جماعت کی انتظار مین بیٹھے اور تسبیح اور استغفار مین مشغول ہو
اور نماز فرض پڑہ کر طلوع آفتاب تک مسجد مین بیٹھے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ طلوع آفتاب تک مسجد مین
بیٹھنے کو چار بندے آزاد کرنے سے مین زیادہ دوست رکھتا ہون آفتاب طلوع ہونے تک چار چیزون مین یعنی دعا اور تسبیح اور تلاوت قرآن
اور تفکر مین مشغول رہے نماز فرض کا سلام پھیر کر دعا شروع کرے اور کہے اللّٰھم صل علی محمد وعلی آل محمد وسلم اللّٰھم انت
السلام ومنک السلام والیک یرجع السلام حیّنا ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام
پھر ادعیہ ماثورہ پڑہنا شروع کرے دعاؤن کی کتاب سے یاد کرے جب دعاؤن سے فارغ ہو تو تسبیح وتہلیل مین مشغول ہو ہر ایک کو
سو بار یا ستر دفعہ یا دس دس مرتبہ کہے اور جب دس ذکر دس بار ہونگے تو سو مرتبہ ہو جائیگا اس سے کم نچاہیے ان دس ذکر کے فضائل مین
بہت احادیث وارد مین طول کے خیال سے منے اون حدیثون کو نہین ذکر کیا پہلا ذکر یہ ہے لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ
لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر دوسرا ذکر لا الٰہ الا اللّٰہ الملک
الحق المبین تیسرا ذکر سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم
چوتھا ذکر سبحان اللّٰہ وبحمدہ سبحان اللّٰہ العظیم وبحمدہ پانچوان ذکر سبوح قدوس ربنا ورب الملائکۃ والروح
چھٹا ذکر استغفر اللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واسئلہ التوبۃ ساتوان ذکر یا حی یا قیوم برحمتک استغیث
لا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین واصلح لی شانی کلہ آٹھوان ذکر اللّٰھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا
ینفع ذا الجد منک الجد نوان ذکر اللّٰھم صل علی محمد وعلی آل محمد دسوان ذکر بسم اللّٰہ الذی لا یضر مع اسمہ
شیء فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم ان دسون کلمون کو دس دس بار کہے یا جسقدر ہو سکے اوسقدر کہے
ہر ایک کی فضیلت جدا ہے اور انس ولذت علٰحدہ ہے اسکے بعد قرآن پڑہنے مین مشغول ہو اگر قرآن نہین پڑہ سکتا تو قوارع قرآن
مثلاً آیۃ الکرسی اور آمن الرسول اور شہد اللّٰہ اور قل اللّٰھم مالک الملک اور سورہ حدید کا شروع اور سورہ حشر کا آخر یاد کرکے پڑہا کرے
اگر ایسی چیز پڑہا چاہے جو ذکر اور دعا اور قرآن کی جامع ہے تو ابراہیم تیمی کو حضرت خضر علیہ السلام نے مکاشفہ مین جو سکھایا ہے وہ
پڑہے اوسمین بڑی فضیلت ہے اوسے مسبعات عشر کہتے ہین وہ دس چیزین ہین کہ ہر ایک سات بار پڑہی جاتی ہین الحمد للّٰہ قل
اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس قل ہو اللّٰہ قل یا ایہا الکافرون آیۃ الکرسی یہ چہ چیزین قرآن مین سے ہین اور چار ذکر ہین
ایک سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر دوسرا اللّٰھم صل علی محمد وعلی آل محمد وسلم
تیسرا اللّٰھم اغفر للمؤمنین والمؤمنات چوتھا اللّٰھم اغفر لی ولوالدی وافعل بی وبہم عاجلا وآجلا فی الدنیا
والآخرۃ ما انت لہ اہل ولا تفعل بنا یا مولانا ما نحن لہ اہل انک غفور رحیم ان مسبعات عشر کی فضیلت مین ایک بڑی
حکایت ہے احیاء العلوم مین مذکور ہے جب اس سے فارغ ہو تو تفکر مین مشغول ہو تفکر کی بہت سی صورتین ہین اس کتاب کے آخر مین

اونکا ذکر آئیگا لیکن جو تفکر کرنا ہر روز ضرور ہے وہ یہ ہے کہ موت اور اجل کے نزدیک ہونیکا تفکر کرے اور اپنے دل مین کہے کہ یہ امر ممکن ہے کہ اجل مین ایکدن سے زیادہ نہ باقی رہا ہو اس تفکر کا بڑا فائدہ ہے اسواسطے کہ خلق جو دنیا کی طرف متوجہ ہے فقط درازی امید سے متوجہ ہے اگر اس بات کا یقین کامل ہو جائے کہ ایک مہینے یا ایک برس مین مرجائینگے تو جس امر دنیوی مین مشغول ہین اوس سے دور بھاگین اور ایک دن مین مرجانا ممکن ہے باانہمہ لوگ ایسے کامون کی تدبیر مین مشغول ہین جو دس برس تک کام آئے اسیواسطے حقتعالے نے فرمایا ہے اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِي مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ وَّاَنْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ جب دلکو صاف کرکے آدمی یہ تامل کریگا زاد آخرت مہیا کرنیکی رغبت دل مین پیدا ہوگی اور چاہیے کہ یون فکر کرے کہ آجکے دن کتنی نیکیان اوس سے میسر ہوسکتی ہین اور کتنے گناہون سے پرہیز کرسکتا ہے اور ایام گذشتہ مین کیا کیا تقصیرین کین ہین جنکا تدارک کرنا ضرور ہے ان سب باتون کو تفکر و تدبیر کی احتیاج ہے اگر کسی کو کشف حاصل ہو تو ملکوت آسمان و زمین اور اونکے عجائبات دیکھے بلکہ جلال و جمال الٰہی ملاحظہ کرے یہ تفکر سب عبادات اور تفکرات سے بہتر ہے اسواسطے کہ اسکی بدولت حقتعالی کی عظمت دل پر غالب ہوتی ہے اور جبتک عظمت نہ غالب ہو محبت کا غلبہ نہین ہوتا اور کمال محبت مین کمال سعادت ہے لیکن ہر ایک کو یہ امر نہین حاصل ہوتا تو اسکے عوض مین خدا کی نعمتین جو اوسکے شامل حال ہین سوچے اور اون مصیبتونکا تفکر کرے جو اس جہان مین ہین اور اونسے وہ محفوظ ہے مثلاً بیماری محتاجی وغیرہ تاکہ سمجھے کہ شکر میرے اوپر واجب ہے اور شکر اسطرح ادا ہوگا کہ احکام بجالائے اور گناہون سے دور رہے الغرض ایک ساعت ان فکرون مین رہے کہ طلوع صبح سے طلوع آفتاب تک فجر کی سنت و فرض کے سوا اور کوئی نماز درست نہین ہے اوسکے عوض مین ذکر و فکر ہے دوسرا ورد طلوع آفتاب سے وقت چاشت تک ہے اگر ممکن ہو تو جبتک آفتاب ایک نیزہ بلند ہو مسجد مین توقف کرے اور تسبیح مین مشغول رہے جب وقت کراہت گذر جاے تو دو رکعت نماز پڑہے پھر دن چڑہے نماز چاشت افضل ہے اوسوقت چار یا چھہ یا آٹھہ رکعت نماز پڑہے کہ یہ سب منقول ہین یا جب آفتاب بلند ہو تو دو رکعت نماز پڑہ کر اون نیک کامون مین جو خلق اللہ سے متعلق ہین مشغول ہو جیسے بیمار پرسی کرنا جنازے کے ساتھ جانا مسلمانون کا کام نکالنا علما کی محفل مین حاضر ہونا تیسرا ورد وقت چاشت سے ظہر کی نماز تک ہے یہ ورد لوگون کے حق مین مختلف ہے اور چار حالتون سے خالی نہین پہلی حالت یہ ہے کہ آدمی تحصیل علم کی قدرت رکھتا ہو تو کوئی عبادت اس سے بہتر نہین بلکہ ایسے شخص کو لازم ہے کہ نماز فجر سے فارغ ہوتے ہی علم سیکھنے مین مشغول ہو مگر ایسا علم پڑہے جو آخرت مین کام آئے نافع آخرت وہ علوم ہین جو رغبت دنیا کو ضعیف اور رغبت آخرت کو قوی کرین عملون کے عیوب اور آفتون کو کھول دین اور اخلاص کیطرف بلائین لیکن جھگڑے مخالفت غصہ تواریخ قصص کا علم جو انشا آرائی اور سجع سے ملا ہوا ہے دنیا کی حرص کو اور زیادہ کرتا ہے اور غرور اور حسد کا تخم دل مین بوتا ہے تو وہ علم نافع احیاء العلوم اور جواہر القرآن اور اس کتاب مین مذکور ہے سب علمون سے پہلے اوسے حاصل کرے دوسری حالت یہ ہے کہ آدمی تحصیل علم کی قدرت نہین رکھتا لیکن ذکر تسبیح عبادت مین مشغول ہوسکتا ہے تو یہ عابدون کا درجہ ہے اور بڑا مقام ہے خصوصاً جب ایسے ذکر مین مشغول ہوسکے جو دل پر غالب ہو اور دل مین گھر کرے اور لازم ہو جاے تیسری حالت یہ ہے کہ ایسے کام مین جس سے خلق کو راحت و آرام ہو مشغول ہووے

جیسے صوفیون فقیہون فقیرون کی خدمت کرنا یہ نفل نمازون سے افضل ہے کہ یہ عبادت بھی ہے اور مسلمانون کی راحت بھی اور عبادت پر اونکی معاونت بھی اور ان لوگون کی دعا کی برکت مین بڑا اثر ہے چوتھی حالت یہ ہے کہ اس کام پر بھی نہ قادر ہو کہ اپنے لیے اور اپنے عیال و اطفال کے واسطے کسب مین مشغول ہوتا ہے تو اگر کسب مین امانت کرے اور خلق اوسکے دست و زبان سے سلامت رہے اور دنیا کی حرص اوسکو زیادہ طلبی مین نہ ڈال دے اور کفایت کی قدر پر قناعت کرے تو وہ شخص بھی اگر منجملہ سابقین مقربین نہوگا مگر عابدون مین داخل ہوگا اور اصحاب الیمین کے درجے پر پہونچیگا اور درجۂ سلامت کو لازم پکڑنا کمترین درجات سے ہے جو شخص ان چارون حالتون مین سے کسی ایک حالت مین اپنی اوقات نہ صرف کریگا وہ ہالکین مین سے ہے اور شیطان کے تابعین مین سے ہے چوتھا ورد وقت زوال سے نماز عصر کے وقت تک ہے وقت زوال سے پہلے قیلولہ کرنا چاہیے اسواسطے کہ قیلولہ رات کی نماز کے واسطے ایسا ہے جیسے روزہ کے واسطے سحر کہانا اگر رات کو عبادت نکرنا ہو تو قیلولہ مکروہ ہے اسواسطے کہ بہت سونا مکروہ ہے جب قیلولہ سے بیدار ہو تو چاہیے کہ وقت کے پہلے طہارت کرے اور یہ کوشش کرنا چاہیے کہ مسجد مین پہونچکر اذان سُنے اور نماز تحیۃ المسجد پڑہے اور موذن کے جواب دے اور فرض کے پہلے چار رکعت نماز پڑہے اور طول دے اسواسطے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم یہ چار رکعتین لمبی پڑہتے تھے اور فرماتے تھے کہ اسوقت آسمان کے دروازے کھولے ہین حدیث شریف مین ہے کہ جو کوئی یہ چار رکعت نماز پڑہتا ہے ستر ہزار فرشتے اوسکے ساتھ نماز پڑہتے ہین اور رات تک اوس نماز پڑہنے والے کے واسطے دعاے مغفرت کیا کرتے ہین پھر امام کے ساتھ فرض پڑہے اور دو رکعت سنت اور پڑہے اور عصر کی نماز تک علم سکہانے یا مسلمان کی مدد کرنے یا ذکر یا تلاوت قرآن یا بقدر حاجت حلال کی کمائی کرنے کے سوا اور کسی امر دنیوی مین نہ مشغول ہو پانچوان ورد عصر کی نماز سے غروب آفتاب تک ہے چاہیے کہ عصر کی نماز کے پہلے سے مسجد مین آئے اور چار رکعت نماز پڑہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالے اوسپر رحمت فرماتا ہے جو فرض عصر کے پہلے چار رکعت نماز پڑہتا ہے جب نماز فرض سے فارغ ہو تو جو ہم بیان کر چکے ہین اون کامون کے سوا اور کسی امر دنیوی مین نہ مشغول ہو پھر نماز مغرب کے پہلے سے مسجد مین جائے اور تسبیح و استغفار مین دل لگائے اسواسطے کہ اسوقت کی بزرگی بھی صبح کے وقت کے برابر ہے جیسا حق تعالے نے فرمایا ہے وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا اسوقت وَالشَّمْسِ وَاللَّيْلِ قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑہنا چاہیے اور آفتاب ڈوبتے وقت استغفار مین ہونا چاہیے غرضکہ اوقات منضبط اور منقسم ہین اور ہر وقت وہ کام کرے جو مقتضاے وقت ہو کہ اسمین برکت عمر ظاہر ہوتی ہے اور جس شخص کے اوقات فروگذاشت ہونگے کہ ہر وقت کیا اتفاق ہوا اوسکی اکثر عمر رایگان جائے گی ❁ رات کے تین ورد ہین پہلا ورد مغرب کی نماز سے عشا کی نماز تک ہے اور ان دونون نمازون کے درمیان مین جاگتے رہنے کی بڑی فضیلت ہے حدیث شریف مین وارد ہے کہ آیۂ کریمہ تَتَجَافٰى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ اسی بارہ مین نازل ہوئی ہے چاہیے کہ عشا کی نماز تک نماز ہی مین مشغول رہے بزرگ لوگون نے دنکو روزہ رکہنے سے زیادہ اس امر کو فضل رکہا ہے اور اسوقت کہانا نہین چکہا ہے اور وتر سے فارغ ہو کر کہ شب لہو و لعب مین نہ مشغول ہو کہ سب اعمال و اشغال کا خاتمہ اسی پر ہوتا ہے اور اوکی نیکی

انجام کار بخیر ہونا چاہیے دوسرا ادب سونا ہے ہرچند خواب عبادات سے نہیں ہے لیکن اگر آداب و سنن سے آراستہ ہو تو منجملہ عبادات کے ہے
سنت یہ ہے کہ قبلہ رو سوئے پہلے داہنی کروٹ ہوئے جس طرح مردہ کو لحد میں سلاتے ہیں خواب کو موت کا برادر اور بیداری کو حشر کے
برابر سمجھے اور ممکن ہے کہ جو روح خواب میں قبض ہو جاتی ہے وہ نہ پھرے تو چاہیے کہ کار آخرت درست ہوں با طہارت کے ساتھ
سوئے اور توبہ کرے عزم بالجزم کرے کہ اگر جاگونگا تو پھر گناہ نہ کرونگا اور تکیہ کے نیچے وصیت نامہ رکھے اور تکلف سے اپنے تئیں نہ
سلائے اور نرم بچھونا بچھائے کہ نیند غالب ہو جائے اسواسطے کہ سونا عمر کو بیکار کھونا ہے دن رات میں آٹھ گھنٹے سے زیادہ نہ سونا
چاہیے کہ یہ چوبیس گھنٹے کا تیسرا حصہ ہوتا ہے اسواسطے کہ جب ایسا کریگا تو اگر ساٹھ برس کی عمر پائیگا تو اوس میں سے بیس برس کا زمانہ خواب
ہی میں ضائع ہو جائیگا اس سے زیادہ نہ ضائع کرنا چاہیے پانی اور مسواک اپنے ہاتھ سے رکھ لے تاکہ رات کو یا صبح سویرے نماز کے
واسطے اوٹھے قیام شب کا یا صبح اوٹھنے کا قصد کرے کہ جب یہ قصد کریگا تو اگر نیند غالب بھی ہو جائے اور شخص وقت سے زیادہ
بھی سو جاوے تو بھی ثواب حاصل ہوگا اور جب زمین پر پہلو رکھے تو کہے بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِاسْمِكَ أَرْفَعُهُ جیسا دعا
میں مذکور ہوا ہے اور آیۃ الکرسی اور آمن الرسول اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اور تبارک الذی پڑھے تاکہ ذکر
اور طہارت کے عالم میں سو جائے جو شخص اس طرح سوتا ہے اوسکی روح کو عرش پر لیجاتے ہیں جب تک جاگے اور اوسکو نماز گزاروں میں لکھتے
ہیں تیسرا ادب اوٹھنا ہے اور وہ قیام شب ہے سو آدھی رات کو سو اسواسطے کہ پچھلی آدھی رات کو دو رکعت نماز پڑھنا اور بہت نمازون
سے بہتر و افضل ہے اسواسطے کہ اوس وقت دل صاف ہوتا ہے اور دنیا کا کوئی مشغلہ نہیں ہوتا رحمت الٰہی کے دروازے کھلے ہوتے
ہیں رات کی نماز کے فضائل میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں کتاب احیاء العلوم میں وہ حدیثیں مذکور ہیں غرض کہ دن رات کے شروع
میں ایک کام مقرر اور معلوم ہونا چاہیے اور ہر وقت کو بیکار نہ کھونا چاہیے جب ایک شبانہ روز ایسا کیا تو آخر عمر تک ہر روز ایسا ہی
کیا کرے اگر اوسپر دشوار ہو تو یہی امید نہ رکھے اپنے دل میں یہی سمجھے کہ آج کے دن تو ایسا کروں شاید آج ہی کی رات مر جاؤں
اور آجکی رات تو یہ کروں شاید کل ہی مر جاؤں اور ہر روز ایسا ہی سمجھا کرے جب مداومت اوراد سے ماندہ ہو جائے تو اپنے تئیں
مسافر سمجھے اور آخرت کو اپنا وطن جانے سفر میں رنج مسافرت ہوتے ہیں لیکن فراغت اور آسودگی آئین ہے کہ مسافر جلدی
قدم اوٹھائے اور اپنے وطن میں آرام پائے عمر کی مقدار ظاہر اور ہویدا ہے کہ عمر جاودانی جو آخرت میں ملے گی اوسکی بہ نسبت

کتنی ہے اور کیا ہے اگر کوئی شخص دس برس کی راحت کے واسطے ایک سال رنج اور اذیت
کھینچے تو کیا عجب ہے اگر پھر لاکھ برس بلکہ ہمیشہ کی راحت کے واسطے سو برس رنج اور اذیت
کھینچیں مقام تعجب کب ہے فقط اس آغاز کا بفضلہ تعالیٰ انجام ہوا یعنی
اکسیر ہدایت ترجمہ کیمیاے سعادت کا رکن عبادات تمام ہوا
اسکے بعد رکن معاملات کی ابتدا ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ
عنقریب بافادہ و استفادہ اوسکے محظوظ ہونگے

قل هو للذين آمنوا هدى وشفاء
ہادی حق کا احسان کہ بادیۂ ضلالت کے آوارون کو صراط مستقیم نجات اخروی پر ہدایت فرمائی
شافی مطلق کی قربان کہ مرض شقاوت کے گرفتارون کو صحت کی صورت دکھائی یعنی نسخہ
سراپا منفعت مسمی بہ
اکسیر ہدایت ترجمہ کیمیای سعادت
کا دوسرا رکن
حسب ارشاد کریم عالی ہمت رئیس ذوالنعمت قدرشناس ہر ہنرمند جناب منشی نولکشور صاحب مالک مطبع دامت دولتہ ترکیب بخشید
حکیم مبتلی خلق خاندان والا نوازش قادر فہیم ناز علمای سند حضرت مولانا محمد فخرالدین احمد قاسمت
بہ تعالی العالی کشور ایسا ہوا کہ وہ سیاہ موضا کو پایا تو ماشاء اللہ
مطبع منشی نولکشور میں منطبع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

دوسرا رکن معاملات کے بیان مین

اسکی بھی دس اصلین ہین پہلی اصل کھانا کھانے کے آداب مین دوسری اصل نکاح کے آداب مین تیسری اصل کسب اور تجارت کے آداب مین چوتھی اصل طلب حلال کے بیان مین پانچوین اصل بندگان خدا کے ساتھ صحبت رکھنے کے آداب مین چھٹی اصل گوشہ نشینی کے آداب مین ساتوین اصل سفر کے آداب مین آٹھوین اصل راگ اور حال کے آداب مین نوین اصل امر معروف اور نہی منکر کے آداب مین دسوین اصل حکومت اور ملک داری کے آداب ہے

پہلی اصل کھانا کھانے کے آداب مین

ایعزیز جان اس بات کو جان کہ راہ عبادت بھی عبادت مین سے ہے اور زاد راہ بھی منجملہ راہ ہے تو راہ دین کو جس چیز کی حاجت ہے وہ بھی دین مین سے ہوتی ہے اور راہ دین کو کھانا کھانے کی حاجت ہے اسواسطے کہ خدا کا دیدار سب سالکون کا مقصود ہے اوسکا تخم علم وعمل ہے اور علم وعمل کی مداومت بے بدن سلامت رہے محال ہے اور بدن کی سلامتی بے کھانے پینے کے ممکن نہین بلکہ راہ دین کے واسطے کھانا کھانے کی ضرورت ہے تو یہ بھی دین مین سے ہوگا اسیواسطے حق تعالی نے فرمایا کُلُوا مِنَ الطَّیِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا کھانے اور اچھا کام کرنے کو اس آیۃ مین حق سبحانہ تعالی نے جمع کیا تو جو کوئی اسواسطے کھانا کھائے کہ مجھے علم وعمل کی قوت ہو اور آخرت کی راہ چلنے کی قدرت ہو اوسکا کھانا کھانا بھی عبادت ہوگا اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان کو ہر چیز پر ثواب ہوتا ہے یہانتک کہ اوس لقمہ پر بھی جو وہ اپنے منہ مین رکھے یا اپنے اہل وعیال کے منہ مین دے اور یہ

اسواسطے فرمایا کہ ان سب کاموں سے راہ آخرت ہی مسلمان کو مقصود ہوتی ہے اور کھانا کھانا راہ دین سے ہے اسکی علامت یہ ہے کہ آدمی حرص سے نکھائے حلال کی کمائی سے بقدر حاجت کھائے اور کھانے کے آداب ملحوظ رکھے **کھانا کھانیکے آداب** ای عزیز جان تو کہ کھانا کھانے مین کئی امر سنت ہین بعضے کھانے کے پہلے ہین بعضے بعد بعضے درمیان مین جو امر کھانے سے پہلے مسنون ہین اونمین سے **پہلا** یہ ہے کہ ہاتھ منہ دہوئے اسواسطے کہ کھانا کھانا جب زاد آخرت کی نیت سے ہو تو مین عبادت ہے پہلے ہاتھ منہ دہونا وضو کے مانند ہے اور ہاتھ منہ پاک بھی ہو جاتے ہین حدیث شریف مین ہے کہ جو کوئی کھانے کے پہلے ہاتھ دہویا کریگا وہ افلاس اور تنگدستی سے بے فکر رہے گا **دوسرا** یہ کہ کھانا دسترخوان پر رکھے خوان پر نہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے اسواسطے کہ سفرہ سفر یاد دلاتا ہے اور سفر دنیا سفر آخرت یاد دلاتا ہے اور دسترخوان پر کھانا فروتنی سے بھی ملا ہوا ہے اگر خوان پر کھانا رکھکر کھائیگا تو بھی درست ہے اسواسطے کہ اس امر کی نہی نہین آئی ہے لیکن دسترخوان پر کھانا اگلے بزرگون کی عادت تھی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دسترخوان ہی پر کھانا نوش فرمایا ہے **تیسرا** یہ کہ اچھی طرح بیٹھے داہنا زانو اوٹھا کر بائین پہلی دبا کر بیٹھے تکیہ لگا کر نہ کھائے اسواسطے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تکیہ لگا کر کھانا نہین کھاتا اسلیے کہ مین بندہ ہون بندون کیطرح بیٹھتا ہون اور بندون کے طور سے کھاتا ہون **چوتھا** یہ کہ یہ نیت کرے کہ قوت عبادت کے واسطے کھاتا ہون خواہش کے واسطے نہین ابراہیم ابن شیبان نے کہا کہ اسی برس ہوئے کوئی چیز مین نے خواہش کیواسطے نہین کھائی اس نیت کی درستی کی علامت یہ ہے کہ تھوڑا کھانیکا قصد کرے اسواسطے کہ بہت کھانا آدمیکو عبادت سے باز رکھتا ہے اسلیے کہ رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ چھوٹے چھوٹے چند لقمے جو آدمی کی پیٹھ سیدھی رکھین بس ہین اگر اسپر قناعت نہو سکے تو ایک تہائی پیٹ کھانے کے واسطے ہے ایک تہائی پانی کے لیئے ایک تہائی سانس لینے کو ہے یعنی دو حصہ پیٹ کھانے پانی سے بھرے اور ایک حصہ سانس لینے کو خالی رکھے **پانچوان** یہ کہ جب تک بھوکا نہو کھانے مین ہاتھ نڈالے کھانے سے پہلے جو چیزین سنت ہین اونمین سے بہترین سنت بھوک ہے اسواسطے کہ بھوک سے پہلے کھانا مکروہ بھی ہے اور مذموم بھی جو کوئی کھانے مین ہاتھ ڈالتے وقت بھی بھوکا ہوتا ہو اور کھانے سے ہاتھ کھینچتے وقت بھی بھوکا رہتا ہو وہ طبیب کا ہرگز محتاج نہوگا **چھٹا** یہ کہ جو کچھ حاضر ہو اوسپر قناعت کرے عمدہ کھانا نڈھونڈھے اسواسطے کہ مسلمان کو قوت عبادت کی حفاظت مقصود ہوتی ہے نہ کہ عیش و عشرت اور روٹی کی تعظیم سنت ہے اسواسطے کہ آدمی کی بقا اوسی سے ہے اور روٹی کی بڑی تعظیم یہ ہے کہ اوسے سالن وغیرہ کے انتظار مین نہ رکھین بلکہ نماز کے انتظار مین بھی نہ رکھین جب روٹی حاضر ہو تو پہلے اوسے کھالین پھر نماز پڑھین **ساتوان** یہ کہ جس کسیکے ساتھ آدمی کھاتا ہے جب تک وہ نہ آئے تب تک کھانے مین ہاتھ نڈالے کہ تنہا کھانا اچھا نہین اور کھانے مین جتنے زیادہ ہاتھ ہوتے ہین اوتنی ہی برکت بھی زیادہ ہوتی ہے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا اکیلے خاصہ ہرگز تناول نہ فرماتے تھے **کھانے کے وقت کے آداب** یہ ہین کہ اول بسم اللہ کہے آخر کو الحمد للہ اور بہتر یہ ہے کہ پہلے نوالے مین کہے بسم اللہ دوسرے مین بسم اللہ الرحمن تیسرے مین

بسم اللہ الرحمن الرحیم اور زور سے کہنا چاہیے کہ اوروں کو بھی یاد آجائے اور داہنے ہاتھ سے کھائے نمک سے شروع کرے اور
نمک ہی پر تمام کرے اسواسطے کہ یہ حدیث شریف مین آیا ہے تاکہ وہ پہلی ہی حرص کو بانیطور توڑے کہ خواہش کے برخلاف ایک لقمہ
سے چھوٹا نوالا اوٹھائے اور خوب چبائے جبتک پہلا نوالا نہ نگل جائے دوسرے لقمہ پر ہاتھ نہ بڑہائے اور کسی کھانے کا عیب
نکرے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کھانیکا ہرگز عیب نہ کرتے اگر اچھا ہوتا نوش فرماتے ورنہ ہاتھ روک لیتے اور
اپنے سامنے سے کھائے مگر [illegible] کھانا درست ہے کہ وہ انواع و اقسام کا ہوتا ہے اور ثرید کو
پیالہ کے بیچ سے نہ کھائے کنارہ سے کھائے اور روٹی کو بیچ سے نہ کھائے بلکہ کنارہ سے لے اور گرد سے توڑ توڑ کر کھائے
چھری سے روٹی اور گوشت کے ٹکڑے نکرے پیالہ وغیرہ جو چیز کھانے کی نہیں سب روٹی پر نہ رکھے روٹی مین ہاتھ نہ پونچھے جو
نوالہ وغیرہ ہاتھ سے گر پڑے اوسے اوٹھائے اور صاف کرکے کھائے اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ اگر چھوڑ دیگا
تو شیطان کے واسطے چھوڑا ہوگا اونگلی چاٹے منہ سے جائے پھر اپنے کسی کپڑے سے پونچھ ڈالے تاکہ کھانا کھانے کا نشان ہوجائے
کیونکہ شاید اوسمین برکت باقی ہو گرم کھانے مین پھونکے نہیں بلکہ تامل کرے وہ ٹھنڈا ہوجائے اگر خرما کھائے یا زردآلو یا جو چیز
شمار کرنے کے لائق ہو تو طاق کھائے سات یا گیارہ یا اکیس تاکہ اوسکے سب کام خداے تعالی کے ساتھ مناسبت پیدا کرین
کیونکہ خدا طاق ہے اوسکا جوڑا نہیں اور جس کام کے ساتھ خدا کا ذکر کسی طرح نہ ہو وہ کام باطل اور بیفائدہ ہوگا تو اسی سبب
طاق جفت سے اولی ہے کہ حق سے مناسبت رکھتا ہے خرمے کی گٹھلی خرمے کے ساتھ ایک طباق مین اکٹھا نہ کرے اور ہاتھ مین بھی
نہ لیے رہے علی ہذا القیاس ہر ایک چیز جسکا ثفل پھینکتے ہون کھانا کھانے مین بہت پانی نہ پیے **پانی پینے کے آداب**
یہ ہین کہ پانی کا برتن داہنے ہاتھ مین لے اور بسم اللہ کہے اور آہستہ پیے کھڑے کھڑے لیٹے لیٹے نہ پیے پہلے دیکھ لے کہ اوسمین
تنکا یا کیڑا نہو اگر ڈکار آئے تو کوزہ کی طرف سے منہ پھیرلے اگر ایک دفعہ سے زیادہ مین پیا جاتا ہے تو تین دفعہ کرکے پیے
ہر بار بسم اللہ اور آخر مین الحمد للہ کہے اور کوزہ کے نیچے دیکھتا رہے تاکہ پانی کہین نہ ٹپکے جب پی چکے تو کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ
جَعَلَہٗ عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِہٖ وَلَمْ یَجْعَلْہُ مِلْحًا اُجَاجًا بِذُنُوْبِنَا **کھانے کے بعد کے آداب** یہ ہین کہ پیٹ
بھرنے سے پہلے ہی ہاتھ کھینچے اور اونگلی کو منہ سے صاف کرے پھر دسترخوان مین پونچھے روٹی کے ٹکڑے چن لے اسواسطے
کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی ایسا کریگا اوسکے عیش مین وسعت ہوگی اور اوسکی اولاد بے عیب اور سلامت رہے گی
اور وہ ٹکڑے حورعین کا مہر ہوگا پھر خلال کرے جو کچھ دانتون سے نکلکر زبان پر آئے اوسے نگل جائے اور جو کچھ خلال کے
ساتھ نکل آئے اوسے پھینکدے اور برتن کو اونگلی سے صاف کرے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص برتن کو پونچھ
لیتا ہے برتن اوسکے حق مین یون دعا کرتا ہے کہ اے پروردگار جسطرح اوسنے مجھے شیطان کے ہاتھ سے چھوڑایا تو اوسے
آتش دوزخ سے آزاد کر اور اگر برتن کو دھو کر اوسکا دھوون پی جائے تو ایسا ثواب ہوگا کہ گویا ایک بندہ آزاد کیا کھانیکے بعد کہے
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَاٰوَانَا وَھُوَ سَیِّدُنَا وَمَوْلَانَا قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اور لِاِیْلَافِ پڑہے اگر حلال کا کھانا کھایا ہو

تو شکر کرے اور شبہہ کا کھانا کھایا ہو تو روئے اور رنج کرے اسواسطے کہ جو شخص کھاتا ہے اور روتا ہے وہ اوس شخص کا سا نہیں ہے
جو کھاتا ہے اور غفلت کے سبب سے ہنستا ہے جب ہاتھ دہونے لگے تو اشنان بائین ہاتھ مین لے پہلے داہنے ہاتھ کی انگلیون
کے سرے سے اشنان ملے دہوئے پھر اشنان مین اونگلی ڈبوئے ہونٹھ اور دانت اور تالو پر رکھکر خوب ملے اور انگلیون کو
دہوئے پھر منہ کو اشنان سے دہوئے **کسی کے ساتھ کھانا کھانے کے آداب** تنہا ہو یا کسیکے ساتھ
یہ آداب جو بیان ہو چکے انکا تو بہرحال دہیان رکھے لیکن اگر کسیکے ساتھ کھانا کھائے تو سات آداب اور
بھی بڑہائے **پہلا** یہ کہ جو شخص سن یا علم یا پرہیزگاری مین یا اور کسی سبب سے بڑہ کر ہو وہ جب تک
کھانے کو ہاتھ نہ بڑہائے تب تک خود بھی ہاتھ نہ لپکائے اگر خود سب سے بڑہ کر ہے تو اورون کو انتظار مین
نہ رکھے **دوسرا** یہ کہ چپ نہ رہے کیونکہ یہ اہل عجم کی سیرت ہے مگر متقی پرہیزگارون کے
قصص اور حکایات اور کلام حکمت اور شریعت مین سے اچھی اچھی باتین کرے واہیات خرافات نہ بکے **تیسرا** یہ کہ اپنے ہمپیالہ کا
دہیان رکھے تاکہ خود کسی حالت مین اوس سے زیادہ نہ کھا جائے اگر کھانا مشترک ہے تو یہ حرام ہے بلکہ خود کم کھائے اپنے ساتھی کو
زیادہ دے اور اچھا کھانا اوسکے سامنے بڑہائے اگر ساتھی آہستہ آہستہ کھاتا ہے تو اوس سے اصرار کرے کہ اچھی طرح خوشی سے
کھائے مگر تین بار سے زیادہ کھاؤ کھاؤ نہ کرے اسواسطے کہ اس سے زیادہ کہنا الحاح اور افراط ہے اور قسم نہ دے اسواسطے
کہ کھانا قسم دلانے سے کم حقیقت ہے **چوتھا** یہ کہ ساتھی کو اس سے کھاؤ کھاؤ کہنے کی حاجت نہ پڑے بلکہ جسطرح وہ کھاتا ہے
اوسیطرح اوسکا ساتھ دیے جائے اور اپنی عادت سے کم نکھائے اسواسطے کہ یہ ریا ہے اور تنہائی مین بھی اپنے تئین اوسیطرح
با ادب رکھے جسطرح لوگون کے سامنے مودب رہتا ہے تاکہ جب لوگون کے ساتھ ہو تو ادب سے کھانا کھاسکے اور اگر دوسرے کو
زیادہ کھلانے کی نیت سے خود کم کھائیگا تو بہتر ہے اور اگر اورون کی خوشی کے واسطے زیادہ کھائیگا تو بھی بہتر ہے حضرت ابن
مبارک فقیرون کی دعوت کرتے اور خرمے اونکے آگے دہرتے اور کہتے کہ جو زیادہ کھائیگا ایک ایک گٹھلی پیچھے ایک ایک درم
اوسے دونگا پھر گٹھلیان گنتے کہ کسکے پاس زیادہ ہین اور ہر گٹھلی پیچھے ایک درم اوسے دیتے **پانچوان** یہ کہ نگاہ نیچے رکھے اور دوسرونکے
نوالہ کو نہ دیکھے اگر لوگ اوسکا ادب اور ملاحظہ کرتے ہین تو اورون سے پہلے خود ہاتھ نہ کھینچے اگر اورونکے نزدیک کچھ حقیر ہے تو
پہلے ہاتھ روکے رکھے تاکہ آخر کو اچھی طرح کھاسکے اگر اچھی طرح نہین کھاسکتا تو عذر بیان کردے تاکہ اور لوگ شرمندہ نہون **چھٹا**
یہ کہ جس امر سے اور لوگون کی طبیعت کو کراہت اور نفرت ہو وہ کام نکرے برتن مین ہاتھ نہ جھٹکے برتن کی طرف منہ اتنا نہ جھکائے
کہ منہ سے جو کچہ نکلے وہ برتن مین جا پڑے اگر منہ سے کچہ نکالے تو منہ کو پھیرے چکنا نوالہ سرکہ مین نہ ڈبوئے جو نوالہ دانت سے
کاٹا ہوا اوسے برتن مین نہ ڈالے کہ ان باتون سے لوگون کی طبیعت نفرت کرے گی اور گھنونی چیزون کی باتین نہ کرے **ساتوان**
یہ کہ اگر طشت مین ہاتھ دہوئے تو لوگون کے سامنے طشت مین نہ تھوکے جو شخص معزز ہو اوسے مقدم کرے اگر لوگ اوسکی تعظیم کرین
تو مان لے اور داہنی طرف سے طشت کو گھمائے سبکے ہاتھون کا دہوون جمع کرے ہر ایک کے ہاتھ کا دہوون الگ الگ نہ پھینکے

کہ یہ اہل عجم کی عادت ہے اگر سب لوگ ایک ہی بار ہاتھ دہو لین تو بہت اولی ہے اور فروتنی سے نزدیک تر ہے اگر کلی کرے تو آہستہ
سے کرے تاکہ چھینٹ نہ اوڑے کسی آدمی اور فرش پر نہ پڑے جو شخص ہاتھ پر پانی ڈالتا ہے بیٹھنے سے اوسکا کھڑا رہنا اولی تر ہے
یہ سب آداب احادیث مین لکھے ہین انسان اور حیوان مین ان ہی آداب سے فرق ہوتا ہے کہ حیوان جسطرح اوسکا جی چاہتا ہے
اوسیطرح کھاتا ہے اچھی بری بات نہین جانتا خدا نے اوسکو یہ تمیز ہی نہین دی اور چونکہ انسان کو یہ تمیز عنایت ہوئی ہے اگر وہ اوسپر
کاربند نہوگا تو عقل و تمیز کی نعمت کا حق اوس نے نہ ادا کیا اور کفران نعمت کیا **دوستون اور دینی بھائیون کے ساتھ
کھانا کھانے کی فضیلت** ایعزیز جان تو کہ کسی دوست کی ضیافت کرنا بہت صدقہ دینے سے افضل ہے اسواسطے کہ
حدیث شریف مین آیا ہے کہ تین چیزون کا بندہ سے حساب نہ کرینگے ایک تو جو کچھ سحر کے وقت کھائیگا دوسرے جس سے روزہ
افطار کریگا تیسرے جو کچھ دوستون کے ساتھ کھائیگا حضرت جعفر ابن محمد صادق علیہ السلام فرماتے ہین کہ جب دوستون اور بھائیون
کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھے تو جلدی نکر تاکہ دیر ہو اسواسطے کہ اوس قدر زندگی کا حساب نہوگا حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کہتے ہین
کہ بندہ جو کچھ خود کھاتا پیتا ہے اور اپنے مان باپ کو کھلاتا پلاتا ہے اوسکا حساب ہوگا مگر جو کھانا دوستون کے سامنے رکھتا ہے اوسکا
حساب نہوگا ایک بزرگ کی عادت تھی کہ جب بھائیون کے سامنے دسترخوان بچھاتے تو بہت سا کھانا لگاتے اور کہتے کہ حدیث شریف
مین آیا ہے کہ جو کھانا دوستون کے آگے سے بڑہے اوسکا حساب نہین ہوتا مین چاہتا ہون کہ جو کھانا دوستون کے سامنے سے بڑہاون
اوسمین سے کھاون امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ ایک صاع کھانا بھائیون کے سامنے رکھنا مجھے اس سے
زیادہ عزیز ہے کہ ایک بندہ آزاد کرون حدیث شریف مین آیا ہے کہ حق تعالی قیامت کے دن فرمائیگا کہ اے بنی آدم مین بھوکا ہوا
تو نے مجھے کھانا ندیا آدمی عرض کریگا کہ بارخدایا تو کیونکر بھوکا ہوا تو تو تمام عالم کا مالک ہے تجکو کھانے کی کچہ حاجت نہین ارشاد ہوگا کہ تیرا
بھائی بھوکا تھا تو اگر اوسکو کھانا دیتا تو گویا مجکو دیتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مسلمان بھائی کو پیٹ بھر کر کھانا
پانی دیتا ہے حق تعالی اوسے آتش دوزخ سے سات خندق دور رکھتا ہے ہر ایک خندق کے درمیان مین پانسو برس کے راہ کی مسافت
ہوتی ہے اور فرمایا خَيْرُكُمْ مَنْ اَطْعَمَ الطَّعَامَ یعنی تم مین وہ شخص بہتر ہے جو کھانا بہت دے **جو دوست ایک دوسرے
کی ملاقات کو جائین اونکے کھانا کھانے کے آداب** ایعزیز جان تو کہ اس صورت مین چار ادب ہین پہلا ادب
یہ ہے کہ قصداً کھانیکے وقت کسی کے پاس نجائے اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ جو کوئی بے بلائے کسیکا کھانا کھانے کا
قصد کرے وہ جانے مین گنہگار ہون اور کھانے مین حرامخور اگر اتفاقاً کھانے کے وقت جا پہونچے تو بے کہے نہ کھائے اگر کہین
کہ کھاؤ اور وہ جانے کہ دل سے نہین کہتے ہین تو بھی کھانا نچاہیے لیکن بلطائف الحیل کے ساتھ انکار کرے مگر جس دوست پر اعتماد اور
جسکے دل سے آگاہ ہے اوسکے گھر قصداً کھانے کی نیت سے جانا درست ہے بلکہ دوستون مین یہ امر سنت ہے اسواسطے کہ جناب
سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ اور امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہما بھوک کے وقت حضرت
ابو ایوب انصاری اور حضرت ابو الہیثم ابن التیہان کے گھر تشریف لے گئے ہین اور مانگ کر کھانا نوش فرمایا ہے یہ امر خیر میزبان کی

۵۷

اعانت سے ہے بشرطیکہ معلوم ہو کہ وہ راغب ہے کسی بزرگ کے تین سو ساٹھ دوست تھے وہ بزرگ ہر شب ایک دوست کے گھر رہتے
کسی بزرگ کے تیس دوست تھے کوئی بزرگ سات دوست رکھتے تھے تاکہ ہر شب ایک ایک دوست کے گھر رہتے یہ دوست ان
بزرگون کے واسطے گویا کسب و صنعت تھے اور اونکی عبادت مین سبب فراغت تھے بلکہ جب دینی دوستی ہو گئی تو اگر دوست گھر مین نہو
تو بھی اوسکے کھانے مین سے کھا لینا درست ہے جناب سرور انبیا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف
لے گئے اور اونکے غیبت مین اونکا کھانا نوش فرمایا اسواسطے کہ آپ نے جانا کہ وہ اس امر سے خوش ہونگے حضرت محمد بن واسع
ایک بزرگ صاحب ورع اپنے یارون کے ساتھ حضرت حسن بصری رض کے گھر تشریف لیجاتے اور جو کچھ پاتے کھا جاتے جب حضرت
حسن بصری اپنے گھر تشریف لاتے تو اس امر سے بہت خوش ہوتے ایک گروہ نے حضرت سفیان ثوری کے گھر مین ایسا ہی کیا
جب حضرت سفیان تشریف لائے تو فرمایا کہ تم لوگون نے اگلے بزرگون کے اخلاق مجکو یاد دلائے کہ انھون نے ایسا ہی کیا ہے
دوسرا ادب یہ ہے کہ جب کوئی دوست ملاقات کو آئے تو جو کچھ حاضر ہو اوسکے سامنے لائے کچھ تکلف نہ کرے اگر کچھ نہو تو قرض نکرے
اگر اپنے اہل عیال کی احتیاج ہی کی قدر ہو زیادہ نہو تو اوسی کو نہ چھوڑے ایک شخص نے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی [illegible] آپ نے
فرمایا کہ تین شرطون سے مین تیرے گھر آؤنگا ایک یہ کہ بازار سے کچھ نہ لا دوسری یہ کہ جو کچھ گھر مین ہو اوسمین سے کچھ چھپا نہ لیجا تیسری
کہ اپنے اہل و عیال کا پورا حصہ بچا حضرت فضیل نے کہا ہے کہ لوگ جو ایک دوسرے سے چھوٹ گئے ہین تکلف کے سبب سے
چھوٹ گئے ہین اگر تکلف درمیان سے اوٹھ جائے تو بے دھڑک ایک دوسرے سے مل سکتا ہے ایک دوست نے ایک بزرگ
سے تکلف کیا اونھون نے فرمایا کہ تم جب اکیلے ہوتے ہو تو ایسا نہین کھاتے اور مین بھی اکیلے مین ایسا نہین کھاتا تو جب ہم تم بہم
ہون تو یہ تکلف کرنا کیون چاہیے یا تم تکلف اوٹھا دو یا مین آنا موقوف کردون حضرت سلمان کہتے ہین کہ جناب سرور کائنات علیہ
افضل الصلوٰۃ نے ہمکو فرمایا ہے کہ تکلف نہ کرنا جو کچھ حاضر ہو اوس سے بھی دریغ نہ کرنا صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین روٹی کا ٹکڑا
اور خشک چھوہارا ایک دوسرے کے سامنے لاتے اور فرماتے کہ ہم نہین جانتے کہ وہ شخص بڑا گنہگار ہے جو ماحضر کو ناچیز جانکر سامنے
نہ لائے یا وہ شخص جسکے سامنے حاضر کرین اور وہ اوسے حقیر جانے حضرت یونس علی نبینا و علیہ السلام روٹی کا ٹکڑا اور جو ترکاری
آپ بوتے تھے دوستون کے سامنے رکھتے اور فرماتے کہ اگر حق سبحانہ تعالیٰ تکلف کرنیوالون پر لعنت نہ کرتا تو مین تکلف کرتا کچھ
لوگون مین باہم جھگڑا تھا حضرت زکریا علیہ السلام کو تلاش کیا تاکہ اونکے درمیان فیصلہ کردین وہ لوگ آپ کے مکان پر حاضر ہوے
آپ کو تو نہ پایا ایک عورت خوبصورت دیکھی متعجب ہوئے کہ حضرت زکریا پیغمبر ہوکر ایسی عورت پری طلعت کے ساتھ عیش و عشرت کرتے
ہین جب آپکو ڈھونڈھا تو ایک جگہ مزدوری کو گئے تھے وہان پایا آپ کھانا کھاتے تھے اون لوگون نے آپ سے باتین کین آپنے
اونسے نکہا کہ میرے ساتھ کھانا کھالو جب آپ اوٹھے تو وہان سے ننگے پاؤن چلے اون لوگون کو آپ سے ان تینون کامون کا
سرزد ہونا محل تعجب معلوم ہوا عرض کیا کہ یا حضرت یہ کیا باتین ہین آپ نے فرمایا کہ خوبصورت عورت اسواسطے رکھتا ہون کہ میرے
دین کو بچائے میری آنکھ اور دل ادھر مین نہ لگجائے اور تمسے کھانیکو جو نہ کہا تو اسواسطے کہ وہ میری مزدوری تھی کہ کام کرون مین

اگر کھاتا تو کام مین نقصیہ کرتا اور کام کرنا مجھپہ فرض تھا اور ننگے پاؤن اسواسطے چلا کہ اس زمین کے مالکون مین جھگڑا ہے مین نے یہ
نچاہا کہ اس زمین کی مٹی میرے جوتے مین بھرے اور دوسری زمین پر جاتی رہے تو اس سے معلوم ہوا کہ کامون مین صدق اور راستی
تکلف سے اولے تر ہے **تیسرا** ادب یہ ہے کہ جب جانے کہ میزبان پر دشوار ہوگا تو اوسپر حکومت نہ کرے جب مہمان کو دو چیز مین
اختیار دین تو جو چیز میزبان پر بہت آسان ہو اوسے اختیار کرے اسواسطے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر کام مین ایساہی کرتے
تھے کوئی شخص حضرت سلمان رضی اللہ تعالے عنہ کے پاس گیا اونھون نے جو کی روٹی کا ٹکڑا اور نمک اوس شخص کے سامنے لاکر رکھدیا
وہ بولا اگر اس نمک مین سعتر ہوتا تو بہتر ہوتا حضرت سلمان رضی اللہ تعالی عنہ اور کچھ پاس نرکھتے تھے آفتابہ گرو رکھکر سعتر مول لائے
وہ شخص جب روٹی کھاچکا تو کہنے لگا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ قَنَّعَنَا بِمَا رَزَقْنَا حضرت سلمان نے فرمایا کہ اگر تجھین قناعت ہوتی تو میرا
آفتابہ گرو نہوجاتا مگر جہان جانے کہ میزبان کو دقت نہ پڑے گی اور خوش ہوگا تو اوس سے مانگنا درست ہے حضرت امام شافعی رضی اللہ
تعالی عنہ بغداد مین زعفرانی کے گھر تشریف رکھتے تھے زعفرانی روز کھانے کے اقسام لکھکر پکانے والے کو دے دیتا ایکدن امام صاحب
نے ایک قسم کا کھانا دستخط خاص سے اوسمین بڑہا دیا جب زعفرانی نے اوس کتبہ کو لونڈی کے ہاتھ مین دیکھا بہت خوش ہوا اور شکرانہ
مین اوس لونڈی کو آزاد کر دیا **چوتھا** ادب یہ ہے کہ صاحب خانہ اگر مہمانون کا حکم بجالانے پر دل سے راضی ہو تو مہمانون سے پوچھے
کہ تم کیا چاہتے ہو اور کس چیز کی آرزو کرتے ہو اسواسطے کہ جو اونکی آرزو ہوگی اوسکے مہیا کرنے مین بڑا ثواب ہوگا رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مسلمان بھائی کی آرزو بر لانے مین کوشش اور مستعدی کرتا ہے ہزار ہزار نیکیان اوسکے اعمالنامہ مین
لکھتے ہین اور ہزار ہزار برائیان اوسکے نامہ اعمال سے مٹا دیتے ہین اور ہزار ہزار درجہ اوسکا مرتبہ بلند کرتے ہین اور تین جنتون مین سے
اوسے حصہ دیتے ہین ایک فردوس دوسرے عدن تیسری خلد لیکن مہمان سے یہ پوچھنا کہ فلانی چیز لاؤن یا نہ لاؤن مکروہ اور برا ہے
بلکہ جو کچھ موجود ہو سامنے لے آئے اگر مہمان نکھائے تو پھیر لیجائے **میزبانی کی فضیلت** اے عزیز جان تو کہ یہ جو بیان کیا گیا اوس
صورت مین تھا کہ کوئی شخص بے بلائے ملاقات کو آئے دعوت کرنیکا حکم اور ہے بزرگون نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی مہمان خود آجائے
تو کچھ تکلف نہ کرے اگر تو بلائے تو جو اوٹھا نرکھے یعنی جو تکلف ہوسکے کرے اور ضیافت کی بڑی فضیلت ہے اور یہ عرب کی عادت ہے
کہ وہ لوگ سفر مین ایک دوسرے کے گھر جاتے ہین اور ایسے مہمان کا حق ادا کرنا اہم ہے اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ جو شخص مہماندار نہین اوس مین خیر نہین اور فرمایا ہے کہ مہمان کے واسطے تکلف نہ کرو اسواسطے کہ جب تکلف کروگے
تو اوسکے ساتھ دشمنی رکھوگے اور جو شخص مہمان سے دشمنی رکھتا ہے وہ خدا کے ساتھ دشمنی رکھتا ہے اور جو خدا سے دشمنی رکھتا ہے
خدا اوسکے ساتھ دشمنی رکھتا ہے اگر کوئی غریب مہمان آپہونچے تو اوسکے واسطے قرض لیکر تکلف کرنا درست ہے لیکن دوستون کے
واسطے جو ایک دوسرے کی ملاقات کو جاتے ہین تکلف نچاہیے اسواسطے کہ تکلف کرتے کرتے محبت جاتی رہے گی حضرت ابو رافع
جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا کے غلام کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا کہ فلانے یہودی سے کہو کہ
مجھے آٹا قرض دے مین رجب کے مہینے مین ادا کر دونگا اسواسطے کہ ایک مہمان میرے پاس آیا ہے یہودی نے کہا کہ جبتک

کچھ گرو نہ رکھو گے ندونکا حضرت ابو رافع کہتے ہین کہ مین پھر آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین اونکا قول عرض کیا آپنے
فرمایا کہ واللہ مین آسمان مین امین ہون اور زمین مین امین ہون اگر وہ دیدیتا تو مین ادا کر دیتا اب میری وہ زرہ لیجا او گرو رکھہ لا مین لیگیا اور گرو کر لایا
حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والتسلیم مہمان کو ڈہونڈہنے ایک دو میل راہ جاتے جب تک مہمان نہ ملتا کھانا نہ کھاتے اونکے صدق اور
خلوص کی برکت سے آجتک اونکے مشہد مین رسم ضیافت باقی ہے حتی کہ کوئی رات مہمان سے خالی نہین جاتی اور کبھی سو دو سو مہمان
آرہتے ہین بہت سے گانون اسواسطے وقف اور معاف ہین **دعوت کے اور دعوت قبول کرنے کے آداب**
جو شخص دعوت کرتا ہے اوسکے واسطے یہ سنت ہے کہ صالحون کے سوا اور کو نہ بلائے اسواسطے کہ کھانا کھلانا قوت بڑہانا ہے
اور فاسق کو کھانا دینا فسق مین اوسکی مدد کرنا ہے اور فقیرون کو بلائے امیرون کو نہ بلائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ وہ طعام ولیمہ سب کھانون سے بدتر ہے جسکے واسطے امیرون کو بلائین اور فقیرون کو محروم رکھین اور فرمایا ہے کہ تم
لوگ دعوت کرنے مین بھی گناہ کرتے ہو ایسے شخص کو بلاتے ہو جو نہ آئے اور جو آنیوالا ہے اوسے چھوڑ دیتے ہو اور چاہیے
کہ یگانون اور نزدیک کے دوستون کو نہ بھولے کہ وحشت کا سبب ہوگا دعوت سے ڈینگ اور بڑائی کا ارادہ نہ کرے اداے سنت
اور فقرا کی راحت کا خیال کرے جسے جانے کہ دعوت قبول کرنا اسے دشوار ہے اوسے نہ بلائے کہ اوسے رنج ہوگا اور جو شخص اوسکی
دعوت قبول کرنے مین رغبت نہ کرے اوسکی بھی دعوت نہ کرے کہ وہ اگر مان بھی لیگا تو کھانا کراہت سے کھائے گا اور یہ [illegible]
سبب ہوگا **دعوت قبول کرنیکا پہلا ادب** یہ ہے کہ فقیر اور امیر مین کچھ فرق نہ کرے فقیر کی دعوت سے بے پروائی نہ کرے اسواسطے
کہ جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا فقیرون کی دعوت قبول فرماتے تھے حضرت امام حسن علیہ السلام کا گذر ایک محتاج قوم طرف
ہوا وہ لوگ روٹی کے ٹکڑے کھا رہے تھے عرض کی کہ اے فرزند رسول آپ بھی ہمارے شریک ہو جیے آپ سواری پر سے
اوتر کر اونکے شریک ہوگئے اور فرمایا حق تعالی تکبر کرنیوالون کو دوست نہین رکھتا ہے جب نوش فرما چکے تو اون لوگون سے ارشاد
فرمایا کہ کل تم میری دعوت قبول کرو دوسرے دن اونکے واسطے عمدہ عمدہ کھانا پکوایا اور اونکے ساتھ بیٹھکر نوش فرمایا **دوسرا
ادب** یہ ہے کہ اگر جانتا ہے کہ میزبان مجھپر احسان جتائے گا اور میری میزبانی جانیگا تو اوس سے [illegible] کرے اور دعوت
نہ قبول کرے بلکہ میزبان کو چاہیے کہ مہمان کے قبول کرنے کو اپنے واسطے موجب فضیلت جانے اور اوسکا احسان مانے
علی ہذا القیاس اگر جانتا ہے کہ اوسکے کھانے مین شبہہ ہے یا وہان کا انداز برا ہے مثلاً اوس جگہہ فرش اطلسی ہے یا چاندی کی
انگیٹھی یا دیوار اور چھت مین جانورون کی تصویر ہے یا راگ مع مزامیر ہے یا کوئی مسخراپن کرتا ہے یا فحش بکتا ہے یا جوان عورتیں
مردون کو دیکھنے آتی ہین یہ سب بری باتین ہین ایسی جگہہ جانا نچاہیے اسیطرح اگر میزبان بدعتی یا ظالم یا فاسق ہو یا ضیافت سے
لاف وتکبر اوسے مقصود ہو تو اوسکی دعوت نہ قبول کرے اگر دعوت قبول کی اور وہان کوئی بری بات دیکھی اور منع نہین کرسکتا
تو وہان سے چلا جانا واجب ہے **تیسرا ادب** یہ ہے کہ راہ دور ہونے کے سبب سے دعوت رد نہ کرے بلکہ عادت کے موافق
جتنی راہ چلنے کی برداشت ہے اوسکا متحمل ہو جائے توریت مین ہے کہ بیمار پرسی کے واسطے ایک میل جا جنازہ کے ساتھ دو میل جا

مہمان کے لیے تین میل جا دینی بھائی کی ملاقات کو چار میل جا **چوتھا ادب** یہ ہے کہ روزے کے سبب سے دعوت رد نہ کرے بلکہ حاضر ہو اگر میزبان کی خوشی ہو تو خوشبو اور اچھی باتون پر قناعت کرے کہ روزہ دار کی میزبانی یہی ہے اگر وہ رنجیدہ ہو تو روزہ کھول ڈالے کہ مسلمان کا دل خوش کرنیکا ثواب روزہ سے بہت افضل رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص پر جو میزبان کی رضامندی کے واسطے روزہ نہ کھولے اسپر اعتراض کیا ہے اور فرمایا کہ تیرا بھائی تو تکلف کرے اور تو کہے کہ مین روزہ دار ہون **پانچوان ادب** کہ پیٹ کی خواہش مٹانے کے واسطے دعوت نہ قبول کرے کہ یہ جانورون کا کام ہے بلکہ اتباع سنت نبوی کی نیت کرے اور اس بات سے بچنے کی نیت کرے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص دعوت قبول نہ کریگا وہ خدا اور رسول کا گنہگار ہوگا اسی سبب سے علما کے ایک گروہ نے کہا ہے کہ دعوت قبول کرنا واجب ہے اور دعوت قبول کرنے مین مسلمان بھائی کے اعزاز و اکرام کی نیت کرے حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص کسی مومن کا اعزاز و اکرام کرے اوسنے خدا کا اعزاز و اکرام کیا اور مسلمان کا دل خوش کرنے کی نیت کرے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی مسلمان کو خوش کرے اوسنے خدا کو خوش کیا اور ملاقات میزبان کی نیت کرے اسواسطے کہ برادران دینی کی ملاقات بخیال قرابت ہے اور اپنے تئین غیبت سے بچانے کی نیت کرے تاکہ لوگ یہ کہین کہ فلانا شخص بدخوئی اور تکبر کی وجہ سے نہ آیا دعوت مین جانے کی یہ چھہ نیتین ہین ہر ایک نیت کے عوض مین ثواب حاصل ہوگا اور ایسی ہی نیتون کی بدولت مباح چیزین باعث قرب خدا ہو جاتی ہین بزرگان دین نے کوشش کی ہے کہ ہر حرکات اور سکنات مین اونکی ایسی نیت ہو جسے دین سے مناسبت ہو تاکہ اونکا کوئی دم ضائع نجائے **حاضر ہونے کے آداب** یہ ہین کہ میزبان کو منتظر نرکھے جانے مین جلدی کرے اچھی جگہہ نہ بیٹھے جہان میزبان کہے وہان بیٹھے اگر اور مہمان مقام صدر مین اوسے بٹھالین تو فروتنی کرے عورتون کے حجرے کے برابر نہ بیٹھے جہان سے کھانا لاتے ہین اودہر بہت ندیکھے جب بیٹھے تو جو شخص قریب تر ہے اوسکی مزاج پرسی کرے اگر کوئی امر خلاف شرع دیکھے تو انکار کرے اگر اوس امر کو منع نکر سکے تو وہان سے اوٹھ جائے حضرت امام احمد حنبل نے فرمایا ہے کہ اگر چاندی کی سرمہ دانی بھی دیکھی تو چاہیے کہ اوٹھ کھڑا ہو اگر مہمان شب باش ہوا چاہے تو میزبان کا ادب یہ ہے کہ قبلہ اور طہارت کی جگہہ اوسے بتا دے **کھانا رکھنے کے آداب** یہ ہین کہ جلدی کرے یہ امر مہمان کے اکرام مین سے ہے تاکہ مہمان کھانے کا انتظار نہ کھینچے اگر بہت لوگ آچکے اور ایک باقی ہو تو حاضرین کی رعایت اولیتر ہے مگر جبکہ فقیر آیا ہو اور انتظار نہ کرنے سے شکستہ دل ہو جائیگا تو اوسکی خوشی خاطر کی نیت سے تاخیر بہتر ہے حاتم اصم نے کہا ہے کہ جلدی شیطان کا کام ہے مگر پانچ چیزون مین چاہیے مہمان کو کھانا کھلانے مین مُردہ کی تجہیز مین لڑکیون کے نکاح مین قرض ادا کرنے مین گناہون سے توبہ کرنے مین اور دعوت ولیمہ مین جلدی کرنا سنت ہے **دوسرا ادب** یہ ہے کہ میوہ اور کھانے سے پہلے لائے اور دسترخوان کو ترکاری سے خالی نرکھے اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ دسترخوان پر جب ہری چیز ہوتی ہے تو ملائکہ حاضر ہوتے ہین اور اچھا کھانا آگے رکھنا چاہیے تاکہ اوس سے آسودہ ہو جائین بہت کھانیوالون کی یہ عادت ہے کہ ثقیل غذا آگے رکھتے ہین تاکہ مہمان بہت کھا سکے یہ مکروہ ہے اور بعضون کی یہ عادت ہے کہ یکبارگی سب طرح کے کھانے

رکھدیتے ہین تاکہ جسکا جو جی چاہے کھائے جب طرح طرح کی چیزین رکھین تو جلدی نہ اوٹھائے اسواسطے کہ شاید کوئی ایسا ہو کہ
ہنوز آسودہ نہوا ہو تیسرا ادب یہ ہے کہ تھوڑا کھانا نہ رکھے کہ اسمین بیمروتی ہے اور حد سے زیادہ بھی نہ رکھے کہ اسمین تکبر ہے مگر
اس نیت سے زیادہ کھانا رکھنے کا مضائقہ نہین کہ جو کچھ بڑہ جائیگا اوسکا حساب نہوگا حضرت ابراہیم ادہم نے بہت سا کھانا
رکھا حضرت سُفیان ثوری نے اونسے کہا کہ کیا تمھین اصراف کا خوف نہین ہے اونھون نے جواب دیا کہ ضیافت کے کھانے مین
اصراف ہوتا ہی نہین اور چاہیے کہ اپنے اہل و عیال کا حصہ پہلے نکال لے تاکہ اونکی نظر دسترخوان پر نرہے اسواسطے کہ
جب کچھ نہ بچے گا تو وہ مہمان کا شکوہ کرین گے اس امر مین مہمان کے ساتہ خیانت ہوتی ہے اور یہ امر درست نہین ہے
کہ مہمان کھانا باندہ لیجاے جیسے بعضے صوفیون کی عادت ہوتی ہے مگر یہ کہ میزبان اونکی شرم کا لحاظ نہ کرے اور صاف کھدے
یا یہ جانتے ہون کہ میزبان دل سے راضی ہے تو کھانا باندہ لیجانا درست ہے بشرطیکہ اپنے ہم پیالہ پر ظلم نکرے اسلیے کہ اگر
زیادہ لیجائیگا تو حرام ہوجائیگا یا اگر میزبان کی مرضی نہو تو بھی حرام ہے اسمین اور چوری سے لیجانے مین کچھ فرق نہین اور
جوکچھ شخص ہم پیالہ شرم سے چھوڑ دے خوشی خاطر سے نہین وہ بھی حرام ہے **ضیافت خانہ سے باہر آنیکے آداب**
یہ ہین کہ اجازت سے نکلے اور میزبان کو چاہیے کہ اپنے گھر کے دروازے تک مہمان کے ساتہ آئے اسلیے کہ جناب سرور کائنات
علیہ افضل الصلوة ایسا ہی کرتے تھے اور چاہیے کہ میزبان اچھی بات کہے اور کشادہ پیشانی رہے اگر مہمان اوس سے قصور دیکھے
تو معاف کرے حسن خلق سے چھپاوے کہ حسن خلق بسا تقربات سے بہتر ہے **حکایت** ہے کہ ایک شخص نے لوگون کی دعوت
کی اوسکا بیٹا باپ کی بے اطلاع حضرت جنید قدس سرہ کو بھی بلا لایا آپ جب اوسکے گھر کے دروازے پر پہونچے اوسکے باپ نے
اندر نجانے دیا آپ پھر آئے لڑکا پھر دوبارہ بلانے آیا آپ تشریف لیگئے پھر اوسکے باپ نے اندر نجانے دیا آپ پھر آئے
اسیطرح چار بار حضرت جنید قدس سرہ تشریف لائے تاکہ اوس لڑکے کا دل خوش ہو اور ہر بار پلٹ گئے تاکہ اوسکے باپ کا
دل خوش ہو حالانکہ آپ اس سے فارغ تھے اور ہر رد و قبول مین آپ کو عبرت ہوتی تھی کہ اس امر کو منجانب اللہ دیکھتے تھے

دوسری اصل آداب نکاح کے بیان مین

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ کھانا کھانے کی طرح نکاح کرنا بھی راہ دین مین سے ہے اسواسطے کہ راہ دین کو جسطرح
شخص انسان کے بقا کی حاجت ہے اور زندگی بے کھانے پینے کے محال ہے اسیطرح جنس اور نسل آدمی کی بقا کی بھی حاجت
ہے اور یہ بے نکاح ممکن نہین تو نکاح اصل وجود کا سبب ہے اور طعام بقاے وجود کا سبب ہے حق تعالیٰ نے اسیواسطے
نکاح کو مباح کیا ہے شہوت کے واسطے نہین بلکہ شہوت کو بھی اسیواسطے پیدا کیا ہے تاکہ متقاضی ہو اور خلق سے نکاح کرائے
اور راہ دین پر چلنے والے پیدا ہون اور راہ دین پر چلین اسواسطے کہ خالق نے تمام خلق کو دین ہی کے لیے پیدا کیا ہے
اوسیواسطے فرمایا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ اور آدمی جتنے زیادہ ہوتے ہین حضرت ربوبیت کے

بندے بڑہتے ہین اور سید الانبیا محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کی امت زیادہ ہوتی ہے اسیواسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نکاح کرو تاکہ زیادہ ہو کہ مین قیامت کے دن تمہارے سبب سے اور پیغمبرون کی امت پر فخر کرون حتی کہ اوس لڑکے کے سبب سے بھی فخر کرون جو اپنی مان کے پیٹ سے گرے تو جو شخص یہ کوشش کرتا ہے کہ اولاد بڑہے اور خدا کی بندگی کریں اوسکو بڑا ثواب ہے اسیواسطے باپ کا بڑا حق ہے اور اوستاد کا حق اوس سے بھی زیادہ ہے اسلیے کہ باپ پیدایش کا سبب ہے اور اوستاد راہ دین پہچاننے کا سبب ہے اسی سبب سے علما کا ایک گروہ قائل ہوا ہے کہ نکاح کرنا نوافل عبادت مین مشغول ہونے سے بہتر ہے اور جبکہ معلوم ہوا کہ نکاح کرنا منجملۂ راہ دین ہے تو اوسکے آداب کی تفصیل جاننا ضرور ہے اوسکی تفصیل تین بابون سے معلوم ہوگی **پہلا باب** نکاح کے فائدون اور آفتون کے بیان مین **دوسرا باب** عقد نکاح کے آداب کے بیان مین **تیسرا باب** نکاح کے بعد معیشت کرنے کے آداب کے بیان مین **پہلا باب** نکاح کے فائدون اور آفتون کے بیان مین آسے برادر اس بات کو معلوم کر کہ نکاح کی بزرگی اوسکے فائدون کے سبب سے ہے اور اوسکے فائدے پانچ ہین **پہلا فائدہ** اولاد ہے اور اولاد کے سبب سے چار طرح کا ثواب ہے **پہلا ثواب** یہ ہے کہ آدمی کا پیدا ہونا اور بقائے نسل جو حق تعالے کو محبوب و مرغوب ہے اوسمین کوشش کرتا ہیگا اور جو کوئی حکمت آفرینش پہچانیگا اوسکو اس امر مین کچھ شک نرہےگا کہ یہ بات حق تعالی کی محبوب ہے جب مالک اپنے بندے کو زمین قابل زراعت دے اور بیج عنایت کرے اور بیل کی گوئی اور زراعت کے آلات مرحمت کرے اور اوسپر ایک سزاول کرے کہ اوسے کھیتی کرنے مین مشغول رکھے تو گو مالک زبان سے نہ کہے لیکن بندہ اگر عقل رکھتا ہے تو اوسکا مطلب اور مقصد جان جائیگا کہ مجھسے کھیت جتوانا بیج بوانا درخت پیدا کروانا اسے مقصود ہے خداوندکریم نے بچہ دان پیدا کیا آلت مباشرت پیدا کیا مردون کی پشت مین عورتون کے سینہ مین اولاد کا بیج پیدا کیا شہوت کو مرد و عورت پر سزاول کیا تو ان باتون سے جو مقصود الہی ہے وہ کسی عقلمند پر پوشیدہ نہین اگر کوئی شخص بیج یعنی نطفہ ضائع کرے اور سزاول یعنی شہوت کو کسی حیلہ سے ٹال دے تو خلقت کے مقصود سے وہ پھرا رہیگا اسیواسطے صحابۂ کرام اور اگلے بزرگ بے نکاح مرنے سے کراہت رکھتے تھے یہانتک کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ کی دو زوجہ طاعون مین مرین اور خود اونکے طاعون ہوا کہا جب تک کہ مین مرون میرا نکاح کردو مین نہین چاہتا کہ بے جورو مرجاؤن **دوسرا ثواب** یہ ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت کرنیمین نکاح کے سبب سے کوشش کرتا رہےگا تاکہ آپ کی امت زیادہ ہو کہ اوسکے سبب سے آپ فخر کرینگے اسیواسطے آپ نے بانجھ عورت کے ساتھ نکاح کرنیکو منع کیا کہ اوسکے اولاد نہین ہوتی اور فرمایا ہے کہ اگر کھجور کی چٹائی گھر مین بچھی ہو تو بانجھ عورت سے بہتر ہے اور فرمایا ہے کہ عورت بدصورت جننے والی خوبصورت بانجھ سے بہتر ہے اِن حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کرنا شہوت کے واسطے نہین ہے اسلیے کہ شہوت کے واسطے خوبصورت عورت بدصورت سے بہتر ہے **تیسرا ثواب** یہ ہے کہ اولاد سے دعا حاصل ہوتی ہے حدیث شریف مین ہے کہ جن نیکیون کا ثواب منقطع نہین ہوتا اونمین سے ایک اولاد ہی ہے کہ باپ کی موت کے بعد اسکی دعا برابر پہونچتی ہے اور باپ کو پہونچتی ہے اور حدیث شریف مین ہے کہ دعا کو نور کے طباقون مین رکھکر مردونکو دکھاتے مین

اس سبب سے وہ راحت پاتے ہین **چوتھا ثواب** یہ ہے کہ لڑکا ہو اور باپ کے سامنے مر جاوے تاکہ وہ اوس مصیبت کا رنج
کھینچے اور لڑکا قیامت مین اوسکی شفاعت کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بچہ سے کہین گے کہ جنت مین جا
وہ مچل جائیگا اور کہیگا کہ اپنے ماں باپ کے بغیر ہرگز مین اندر نجاؤنگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کسیکا کپڑا پکڑ کر کھینچا اور فرمایا
کہ جسطرح مین تجھے کھینچتا ہون اسیطرح بچہ اپنے ماں باپ کو جنت مین کھینچتا ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ بچے جنت کے
دروازے پر جمع ہونگے اور دفعۃً چلّانا اور رونا شروع کرین گے اور اپنے ماں باپ کو ڈھونڈھین گے حتیٰ کہ اونکو حکم ہوگا
کہ تم لڑکون کی جماعت مین جاؤ اور ہر بچہ اپنے ماں باپ کو جنت مین لیجائے **حکایت** ایک بزرگ نکاح کرنے مین عذر کرتے تھے
یہانتک کہ ایک رات اونھون نے خواب مین دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور خلق پیاس کے مارے بیتاب ہے لڑکون کا ایک
گروہ ہے اونکے ہاتھون مین چاندی سونے کے کٹورے ہین اور لوگون کو پانی پلا رہے ہین اون بزرگ نے بھی پانی مانگا اونھین
کسی لڑکے نے ندیا اور کہا ہم مین تیرا بیٹا کوئی نہین ہے وہ بزرگ جب خواب سے بیدار ہوئے اوسیوقت نکاح کیا **دوسرا**
فائدہ نکاح مین یہ ہے کہ آدمی اپنے دین کو حصار مین کرتا ہے اور شہوت جو شیطان کا ہتیار ہے اوسے اپنے سے دور کرتا ہے
اسیواسطے جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا ہے کہ جسنے نکاح کیا اوسنے اپنے آدھے دین کو حصار مین کرلیا اور
جو شخص نکاح نہین کرتا گو فرج کو بچالے لیکن اکثر یہ ہے کہ آنکھ کو بدنگاہ سے اور دل کو وسواس سے نہین بچا سکتا نکاح فرزند کی
نیت سے کرے شہوت کے واسطے نہین اسلیے کہ جو کام مالک کو محبوب و مرغوب ہے فرمان برداری کے واسطے یون نہین
ہوتا ہے کہ مزدور ہل ڈالنے کی نیت سے کرے اسواسطے کہ شہوت کو اسلیے پیدا کیا ہے کہ متقاضی ہو ہرچند کہ اوسمین اور حکمت بھی ہے
وہ حکمت یہ ہے کہ اوسمین بڑا مزا رکھا ہے تاکہ وہ مزا آخرت کے مزون کا نمونہ ہو جسطرح آگ کو اسواسطے پیدا کیا کہ اوسکی تکلیف رنج
آخرت کا نمونہ ہو ہرچند کہ مباشرت کی لذت اور آگ کی اذیت آخرت کی لذت و مصیبت کے سامنے حقیر و ناچیز ہے اور جو کچھ پیدا
فرمایا ہے خالق کے نزدیک اوسمین بہت سی حکمتین ہین اور ممکن ہے کہ ایک ہی چیز مین بہت سی پوشیدہ حکمتین ہون مگر عالمون اور
بزرگون ہی پر ظاہر ہوتی ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر عورت کے ساتھ شیطان ہوتا ہے جب کسیکو کوئی عورت اچھی معلوم ہو تو چاہیے کہ اپنے
گھر جائے اور اپنی جورو کے ساتھ صحبت کرے کہ یہ امر مین سب عورتین برابر ہین **تیسرا فائدہ** یہ ہے کہ نکاح کی بدولت عورتون سے موانست ہوتی ہے
اور اونکے پاس بیٹھنے سے اور اونکے ساتھ مزاح کرنے سے دلکو راحت ہوتی ہے اور اس آسایش کے سبب سے شوق عبادت تازہ ہوتا ہے اسواسطے کہ ہمیشہ
عبادت کرنا اوداسی لاتا ہے اوسمین آدمی دلگرفتہ ہو جاتا ہے یہ آسایش اوس قوت عبادت کو پھیر لاتی ہے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرمایا ہے کہ دلکو آرام اور
آسایش دیلیے دفعۃً نہ چھین لو کہ اس سے دل اندھا ہو جائیگا جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کسیوقت مکاشفہ مین ایسا بڑا کام آپڑتا کہ آپکا جسم نازک اوسکا
متحمل نہوسکتا حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر ہاتھ رکھکر فرماتے کَلِّمِینِی یَا عَائِشَۃُ یعنی اے عائشہ میرے ساتھ باتین کر اس سے آپکی غرض یہ ہوتی تھی کہ اپنے تئین تقویت دین
تاکہ بار وحی اوٹھانیکی قوت پیدا ہو جب آپکو پھر اس عالم مین لاتے اور وہ قوت تمام ہو جاتی تو اوس کام کا شوق آپ پر غالب ہوتا تو فرماتے اَرِحْنَا یَا بِلَالُ یہانتک کہ
نماز کیطرف متوجہ ہوتے اور کبھی دماغ کو خوشبو سے قوت دیتے اسواسطے فرمایا ہے حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلٰثٌ اَلطِّیْبُ وَالنِّسَاءُ وَقُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ

یعنی تمھاری دنیا سے تین چیزونکو حق تعالی اسنے میرا محبوب کیا ہے خوشبو کو عورتون کو میری آنکھہ کی روشنی کو نماز مین ہے اور نماز کی تخصیص اسواسطے فرمائی کہ مقصود یہ ہے کہ میری آنکھہ کی روشنی تو نماز مین ہے اور خوشبو اور عورتین بدن کی آسایش کے واسطے ہین تاکہ نماز کی طاقت پیدا ہو اور آنکھہ کی روشنی جو نماز مین ہے وہ حاصل ہو اسیواسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کا مال و اسباب جمع کرنیکو منع فرماتے تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ دنیا کے بعد ہم لوگ کیا چیز اختیار کرین فرمایا لِيَتَّخِذْ أَحَدُكُمْ لِسَانًا ذَاكِرًا وَقَلْبًا شَاكِرًا وَزَوْجَةً مُؤْمِنَةً یعنی زبان ذاکر اور دل شاکر اور عورت پارسا اختیار کرے یہان عورت کو ذکر و شکر کے ساتہ بیان فرمایا **چوتھا فائدہ** یہ ہے کہ عورت گھر کی غمخواری کرتی ہے کھانا پکانا برتن دھونا جھاڑو دینا ایسے کامون کو کفایت کرتی ہے اگر مرد ایسے کامون مین مشغول ہوگا تو علم و عمل اور عبادت سے محروم رہے گا اسواسطے دین کی راہ مین عورت اپنے خاوند کی یار و مددگار ہوتی اس سبب سے ابو سلیمان دارانی نے فرمایا ہے کہ نیک عورت امور دنیا سے نہین ہے بلکہ اسباب آخرت سے ہے یعنی تجھے فارغ البال رکھتی ہے تاکہ آخرت کے کامون مین مشغول ہو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا قول ہے کہ ایمان کے بعد نیک عورت سے کوئی نعمت بہتر نہین ہے **پانچوان فائدہ** یہ ہے کہ عورتون کے اخلاق پر صبر کرنا اور اونکے ضروریات مہیا کرنا اور راہ شرع پر اونکو قائم رکھنا بڑی کوشش پر موقوف ہے اور یہ کوشش بہترین عبادت ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جورو کو نفقہ دینا خیرات دینے سے بہتر ہے اور بزرگون نے فرمایا ہے کہ اہل و عیال کے واسطے کسب حلال کرنا ابدالون کا کام ہے حضرت ابن المبارک چند بزرگون کے ساتہ جہاد مین مشغول تھے کسی نے پوچھا کوئی کام ایسا بھی ہے جو جہاد سے بہتر ہو بزرگون نے کہا کہ جہاد سے بہتر ہم کوئی کام نہین جانتے حضرت ابن المبارک نے کہا مین جانتا ہون وہ یہ ہے کہ جسکے اہل و عیال ہون اور وہ اونکو صلاحیت کے ساتہ رکھے اور جب رات کو اوٹھے اور لڑکون کو ننگا کھلا دیکھے تو کپڑا اونھین اوڑھا دے اوسکا عمل جہاد سے افضل ہوگا حضرت بشر حافی نے کہا کہ امام احمد حنبل مین تین فضیلتین ہین کہ مجھہ مین نہین ایک یہ کہ وہ اپنے لیے اور اپنے زن و فرزند کے واسطے کسب حلال کرتے ہین اور مین فقط اپنے ہی واسطے کسب کرتا ہون حدیث شریف مین آیا ہے کہ بعض گناہون مین ایک گناہ ہے کہ عیالداری کے رنج و مشقت کے سوا اور کچھ اوسکا کفارہ نہین **حکایت** ایک بزرگ تھے اونکی جورو مر گئی دوسرے نکاح کے واسطے لوگ بجد ہوے مگر اونھون نے رغبت نہ کی اور کہا کہ تنہائی مین حضور قلب اور دلجمعی بہت ہے ایک رات اونھون نے خواب دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھلے ہین اور مردون کا ایک گروہ آگے پیچھے اوترتا ہے اور ہوا مین جاتا ہے جب اونکے پاس آے تو ایک نے کہا کہ کیا یہ وہی مرد شوم ہے دوسرے نے کہا ہان تیسرے نے کہا کہ یہ وہی مرد شوم ہے چوتھے نے کہا کہ ہان وہی ہے یہ بزرگ اون لوگون کی ہیبت سے خواب مین ڈرے اور کچھہ نہ پوچھ سکے اون سبکے بعد ایک لڑکا تھا اوس سے پوچھا کہ ان لوگون نے شوم کسکو کہا اوس نے جواب دیا کہ تم ہی کو تو کہا اسواسطے کہ پہلے تمھارے اعمال مجاہدین کے اعمال کے ساتہ آسمان پر لیجاتے تھے اب نہ معلوم تمنے کیا کیا ہے کہ ایک ہفتہ ہوا کہ تمھین مجاہدون کے زمرے سے نکالدیا ہے وہ بزرگ جب جاگے تو فوراً نکاح کیا تاکہ مجاہدون مین پھر داخل ہون ان فوائد کے سبب سے نکاح کی

خواہش کرنا چاہیے **نکاح کی آفتین** تین ہین ایک یہ کہ شاید کسب حلال نکر سکے خصوصًا اس زمانہ مین اور شاید عیال داری کے
سبب سے شبہے یا حرام کا مال پیدا کرے یہ امر اوسکے دین کی تباہی اور عیال واطفال کی خرابی کا سبب ہوگا اور کوئی نیکی
اسکا تدارک نہین کرتی اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ ایک بندہ کے نیک عمل پہاڑ کے برابر ہونگے اوسکے ترازو کے
پاس ٹھہرا کر پوچھین گے کہ تو نے اپنے عیال کو نفقہ کہان سے دیا اوس سے اس بات کی پکڑ ہوگی اور اوسکی تمام نیکیان اس
سبب سے رائگان ہوجائین گی اوسوقت منادی ندا کرے گا کہ دیکھو یہ وہ شخص ہے کہ اسکے عیال اسکی تمام نیکیان کھا گئے اور
یہ گرفتار ہوا حدیث شریف مین ہے کہ قیامت کے دن بندہ سے پہلے اوسکے عیال جھگڑین گے اور کہین گے کہ بارخدایا اسکا
ہمارا انصاف کر کہ اسنے ہمکو حرام کھانا کھلایا ہم نجانتے تھے اور جو بات سکھانے کی تھی وہ ہمین نہین سکھائی ہم جاہل رہ گئے
تو جو شخص حلال ورثہ نپائے یا مال حلال نہ کمائے اوسے نکاح کرنا نچاہیے مگر جبکہ یقینًا جانتا ہو کہ اگر نکاح نکریگا تو زنا مین پڑے گا
دوسری آفت یہ ہے کہ عیال کا حق بجالانا نہین ہوسکتا مگر حسن خلق سے اور اونکے محالات پر صبر کرنے اور متحمل ہونے سے
اور اونکے کامون کے سرانجام مین آمادہ رہنے سے اور یہ امور ہر ایک سے نہین ہوسکتے شاید عیال کو ستائے اور گنہگار ہوجائے
یا اونکی خبر نہ لے اونھین تباہ کرے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص جورو لڑکون سے بھاگے گا اوسکی مثال بھگوڑے غلام
کی سی ہے جبتک جورو لڑکون کے پاس نجائے نماز و روزہ کچھ قبول نہین ہوتا غرض کہ ہر ایک آدمی کا نفس ہے جب تک اپنے
نفس سے نہ برآئے اولی یہ ہے کہ پرائے نفس کا ذمہ نہ اوٹھائے حضرت بشر حافی سے لوگون نے پوچھا کہ تم نکاح کیون نہین
کرتے ہو کہا کہ اس آیہ سے ڈرتا ہون وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ[۵۱] حضرت ابراہیم ادہم نے فرمایا کہ مین کیون نکاح
کرون مجھے نکاح کی حاجت نہین اور عورت کا حق ادا کرنے کی ضرورت نہین **تیسری آفت** یہ ہے کہ دل جب اہل و عیال کے
کام کی فکر مین ڈوبتا ہے آخرت کے خیال او رزاد آخرت کی طیاری اور خدا کی یاد سے باز رہتا ہے اور جو چیز تجھے یاد الہی سے
باز رکھے وہ تیری ہلاکت کا سبب ہوگی اسیواسطے حق تعالے نے فرمایا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا
أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ[۵۲] پس جس شخص کو یہ خیال ہو کہ جسطرح رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو عیال داریکا شغل خدا سے مشغول کرتا تھا
اوسطرح مجھے مشغول نہ کریگا اور جانے کہ اگر مین نکاح نکرونگا تو ہمیشہ خدا کی یاد اور بندگی مین رہونگا اور حرام سے بچونگا اوسے
نکاح نہ کرنا افضل ہے اور جسکو زنا کا خوف ہو اوسے نکاح کرنا بہتر ہے اور جسکو زنا کا خوف نہو اوسے نکاح نہ کرنا افضل ہے مگر وہ
شخص جو کسب حلال پر قادر ہو اور اپنے خلق نیک و شفقت و مہربانی پر اعتماد رکھتا ہو اور جانتا ہو کہ نکاح مجھے یاد الہی سے باز
نرکھے گا اگر مین نکاح کرونگا تو بھی ہمیشہ یاد الہی مین مشغول رہونگا اوسکے واسطے نکاح کرنا اولی ہے واللہ اعلم **دوسرا باب**
عقد نکاح کی کیفیت اور آداب مین اور اون صفتون کے بیان مین جنکا عورت مین نگاہ رکھنا ضرور ہے **نکاح کی شرطین** پانچ
ہین **پہلی شرط** ولی ہے کہ بے ولی نکاح درست نہین جس عورت کا ولی نہو سلطان اوسکا ولی ہے **دوسری شرط**
عورت کی رضامندی ہے لیکن جب عورت کم سن ہو تو اگر اوسکا باپ یا دادا نکاح کرے تو اوسکی رضامندی شرط نہین ہے مگر تا ہم ولی

[۵۱] عورتون کا مردون پر ایسا ہی حق ہے جیسا مردون کا عورتون پر ۱۲
[۵۲] اے مسلمانون نہ پھیرے تمکو مال تمہارا اور اولاد تمہاری یاد خدا سے ۱۲

یہ ہے کہ اوسکو خبر کردین اگر چپ رہے تو کافی ہے **تیسری شرط** یہ ہے کہ دو گواہ عادل حاضر ہون اور اولی یہ ہے کہ متقی اور پرہیزگارون کی جماعت اسوقت موجود ہو فقط دو گواہ پر اکتفا نکرین اگر وہ دو مرد موجود ہون جنکا حال پوشیدہ ہے اور اونکا فسق مرد و عورت کو نہین معلوم تو نکاح درست ہے **چوتھی شرط** یہ ہے کہ جسطرح تزویج کا لفظ صراحۃً کہا جائے اسیطرح شوہر اور عورت کا ولی خواہ اونکا وکیل ایجاب و قبول کا لفظ بھی صراحۃً کہے یا اوسکی فارسی کہے اور سنت یہ ہے کہ نکاح کے خطبہ کے بعد ولی یون کہے بسم اللہ والحمد للہ فلانی عورت کا نکاح اتنے مہر پر تیرے ساتھ کردیا اور شوہر کہے بسم اللہ والحمد للہ اس نکاح کو مین نے اتنے مہر پر قبول کیا عقد کے پہلے عورت کو دیکھ لینا بہتر ہے تاکہ پسند کرلے پھر عقد باندھے کہ اسمین محبت والفت کی بڑی امید ہے اور چاہیے کہ نکاح سے فرزند پیدا ہونا اور دل اور آنکھ کو برے کامون سے بچانا اس سے مقصود ہو بالکل حظ و حرص ہی مقصود نہو **پانچوین شرط** یہ ہے کہ عورت کا ایسا حال ہو کہ نکاح کرنا اوس سے حلال ہو بیس صفتون کے قریب ہین جنکے سبب سے نکاح حرام ہوتا ہے اسواسطے کہ جو عورت دوسرے کے نکاح یا عدت مین ہو یا مرتدہ یا بت پرست یا زندیق ہو یعنی قیامت اور خدا و رسول کا ایمان نرکھتی ہو یا اباحتی ہو یعنی اجنبی مردون کے ساتھ مل بیٹھنا اور نماز نہ پڑھنا اوسکے نزدیک درست ہو اور کہے کہ مجھے یہ سزاوار ہے اور آخرت مین اس امر پر عذاب نہوگا یا نصرانیہ یا یہودیہ ہو ایسے کی نسل سے جس نے جناب ختم الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا کی رسالت کے بعد نصرانیت یا یہودیت اختیار کی ہو یا لونڈی ہو اور مرد آزاد عورت کے مہر دینے کی قدرت رکھتا ہے یا زنا کا خوف نرکھتی ہو یا مرد اوسکا مالک ہو کل کا یا خواہ بعض کا یا قرابت مین مرد کی محرم ہو یا دودھ پینے کے سبب سے اوسپر حرام ہوگئی ہو یا قرابت کے سبب سے اوسپر حرام ہوگئی ہو مثلاً اوسکی بیٹی یا مان یا دادی سے پہلے نکاح کرکے یہی مرد صحبت کرچکا ہو یا اوس مرد کے بیٹے یا باپ کے نکاح مین یہی عورت آچکی ہے یا اس مرد کے چار جورو ین موجود ہین یہ پانچوین ہوتی ہے یا اوس عورت کی بہن یا پھوپھی یا خالہ کو اپنے نکاح مین رکھتا ہے اسواسطے کہ دو بہنون اور پھوپھی بھتیجی اور خالہ و بھانجی کو نکاح مین جمع کرنا درست نہین وہ دو عورتین جنمین ایسی قرابت ہو کہ اگر ایک کو مرد اور ایک کو عورت فرض کرین تو ان دونون مرد اور عورت مفروضہ مین نکاح نہ درست ہو اون دونون عورتون کو نکاح مین جمع کرنا درست نہین ہے یا یہ عورت اس مرد کے نکاح مین تھی اوس نے تین طلاقین دیدی ہین یا تین بار خرید و فروخت کیا ہے ایسی عورت جبتک دوسرا خاوند نہ کرے گی پہلے مرد پر حلال نہوگی یا اون دونون مین لعان واقع ہوا ہے یا مرد و عورت کا محرم ہو یا حج و عمرہ کا احرام باندھے ہو یا وہ عورت کم سن یتیم ہو کہ کم عمر یتیمہ جبتک بالغ نہووے تب تک اوسکا نکاح نہ کرنا چاہیے ایسی سب عورتون کا نکاح باطل ہے نکاح حلال اور درست ہونے کی شرطین یہی ہین جن صفتون کا عورت مین دیکھ لینا سنت ہے وہ آٹھ ہین **پہلی صفت** پارسائی ہے اور یہی اصل ہے اسواسطے کہ عورت اگر پارسا نہو اور شوہر کے مال مین خیانت کرے تو شوہر متفکر رہیگا اور اگر اپنی عصمت مین خیانت کرے گی اور مرد خاموش رہیگا تو حمیت اور دین کا نقصان ہے لوگونمین روسیاہ اور بدنام ہوگا اگر خاموش نہیگا زندگی تلخ ہوجائیگی اور اگر طلاق دیگا تو شاید اوسکے دل سے لگی ہو زن خوبصورت اگر ناپارسا ہے تو بد بلا ہے طلاق دینا بہتر ہے اگر عورت ایسی ہو مگر یہ کہ دل سے لگی ہو ایک شخص نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اپنی جورو کی ناپارسائی کا شکوہ کیا

آپ نے فرمایا کہ تو اوسے طلاق دیدے اوس نے عرض کیا کہ یا حضرت مین اوس سے محبت رکھتا ہون فرمایا تو اوسے طلاق ندینا اگر طلاق
دیگا تو بعد اوسکے آفت مین پڑیگا حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی جمال یا مال کے واسطے کسی عورت کے ساتھ نکاح کریگا وہ دونون سے محروم
رہیگا اور جب دین کے لیے نکاح کریگا تو دونون مقصد برآئین گے **دوسری صفت** حسن خلق ہے کہ بدمزاج عورت ناشکر گذار اور
زبان دراز ہوتی بیجا حکومتین کرتی ہے ایسی عورت کے ساتھ زندگی تلخ ہوجاتی ہے اور دین مین خلل پڑتا ہے **تیسری صفت** جمال ہے
جو محبت اور الفت کا سبب ہوتا ہے اسیواسطے نکاح سے قبل لڑکی کو دیکھ لینا سنت ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انصار
کی عورتون کی آنکھ مین ایک چیز ہے کہ دل اوس سے نفرت کرتا ہے جو کوئی اونکے ساتھ نکاح کیا چاہے پہلے اونھین دیکھ لے بزرگون کا قول ہے
کہ جو نکاح عورت کے بے دیکھے ہو اپشیمانی اور غم اوسکا انجام ہے اور وہ جو حضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ عورت کی خواستگاری دین کے واسطے
کرنا چاہیے جمال کے لیے نہین اوسکے یہ معنی ہین کہ فقط جمال کے واسطے نکاح نہ کرے نہ یہ کہ جمال ڈھونڈھے ہی نہین اگر نکاح کرنے سے فقط فرزند
اور اتباع سنت کسی شخص کو مقصود ہے اور جمال نہین چاہتا تو یہ پرہیزگاری ہے امام احمد حنبل رحمۃ اللہ تعالی نے کانی عورت کے ساتھ نکاح کیا اور
اوسکی بہن جو خوبصورت تھی اوسکی خواہش نہ کی اسواسطے کہ آپ نے سنا تھا کہ ایک چشم عقل مین اوس خوبصورت سے بہتر ہے **چوتھی صفت**
یہ ہے کہ مہر کم ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتون مین وہ بہت بہتر ہے جسکا مہر کم اور حسن وجمال زیادہ ہو بہت مہر باندھنا
مکروہ ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بعضی عورتون کا دس درم مہر باندھا ہے اور اپنی بیٹیون کا مہر چار سو درم سے زیادہ نہین باندھا
پانچوین صفت یہ ہے کہ بانجھ نہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کھجور کی پرانی چٹائی جو گھر کے کونے مین پڑی ہو بانجھ
عورت سے بہتر ہے **چھٹی صفت** یہ ہے کہ عورت باکرہ ہو اسواسطے کہ اوسکے ساتھ بڑی محبت ہوگی اور جو عورت ایک شوہر کو دیکھ چکی
ہے اکثر اوسکا دل دوسرے کی طرف رہتا ہے حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک دوہاجو عورت کے ساتھ نکاح کیا رسول مقبول
نے اونسے فرمایا کہ تونے باکرہ کے ساتھ کیون نہ نکاح کیا کہ وہ تیرے ساتھ کھیلتی اور تو اوسکے ساتھ **ساتوین صفت** یہ ہے کہ
عورت دینداری اور پرہیزگاری کے لحاظ سے شریف النسب ہو اسواسطے کہ کم اصل عورت بداخلاق ہوا کرتی ہے اور شاید اوسکے اخلاق
اولاد مین اثر کرین **آٹھوین صفت** یہ ہے کہ عورت عزیز قریب نہو اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ اوس سے ضعیف لڑکا
پیدا ہوتا ہے شاید اسکا سبب یہ ہو کہ عزیز عورتون کے حق مین شہوت بہت کم ہوتی ہے عورتون کی صفتین یہی ہین اور اوس ولی پر جو
اپنی لڑکی کا نکاح کرتا ہے واجب ہے کہ اوسکی صلاح وفلاح کا لحاظ رکھے ایسے شخص کو اختیار کرے جو شائستہ ہو بدخو زشت رو ست
اور جورو کو روٹی کپڑا نہ دے سکے اوس سے حذر کرے مرد اگر عورت کا کفو نہوگا تو نکاح درست نہین اور فاسق اور بدکار کے ساتھ بھی نکاح کرنا
درست نہین ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسنے اپنی لڑکی کا نکاح فاسق کے ساتھ کردیا اوسکا قطع رحم
ہوجائیگا اور فرمایا ہے کہ نکاح لونڈی پن ہے ہوشیار رہ کہ اپنی لڑکی کو کسکی لونڈی بناتا ہے **تیسرا باب اول نکاح سے
آخر تک عورتون کے ساتھ گذران کرنے کے آداب مین** ای عزیز جان تو کہ یہ امر جب معلوم ہوچکا کہ دین کی
اصلون مین سے ایک اصل نکاح بھی ہے تو آدمی کو چاہیے کہ دین کے آداب اومین نگاہ رکھے ورنہ آدمیون کے نکاح اور جانورونکا

ہمتی مین کچھ فرق نہوگا تو نکاح مین بارہ ادب کا لحاظ رکھنا چاہیے **پہلا ادب** ولیمہ کا کھانا ہے اور یہ سنت موکدہ ہے حضرت عبدالرحمن ابن عوف نے نکاح کیا تھا جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اونسے فرمایا کہ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاۃٍ یعنی دعوت ولیمہ کر اگرچہ ایک ہی بکری ہو اور جسکو بکری ذبح کرنے کی قدرت نہو وہ جو کھانے کی چیز دوستون کے سامنے رکھے گا وہی ولیمہ ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ام المومنین حضرت بی صفیہ رضی اللہ تعالی عنہا کے ساتھ نکاح کیا تو خرمے اور جو کے ستو سے دعوت ولیمہ کی تو جسقدر ممکن ہو تعظیم نکاح کے واسطے او مقدر ولیمہ کرے اگر تاخیر ہو تو ایک ہفتہ سے زیادہ نہ گذرنے پائے دف بجانا اور اوس سے اعلان نکاح اور خوشی کرنا سنت ہے اسواسطے کہ روے زمین پر آدمی سب مخلوق سے زیادہ عزت دار ہے اور نکاح اسکی پیدائش کا سبب ہوتا ہے تو یہ خوشی بجا ہے اور ایسے وقت سماع اور دف سنت ہے ربیع بنت موعود سے روایت ہے فرماتے ہین کہ جس رات مین عروس ہوئی اوسکے دوسرے دن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے کنیزکین دف بجا بجا گا رہی تھین جب آپکو دیکھا تو اشعار مین آپ کی تعریف کرنے لگین آپ نے فرمایا کہ تم جو پہلے کہتی تھین وہی کہو آپ نے اجازت ندی اسواسطے کہ آپکی تعریف عمدہ بات ہے بیہودہ باتون کے ساتھ اوسے ملانا درست نہین **دوسرا ادب** یہ ہے کہ عورتون کے ساتھ نیک خو ہین اسکے یہ معنی نہین ہین کہ اونکو رنج نہ دین بلکہ یہ مراد ہے کہ اونکا رنج سہین اور اونکے حکم محال اور ناشکریکے حال پر صبر کرین حدیث شریف مین آیا ہے کہ عورتونکو ضعف اور ستر سے پیدا کیا ہے انکے ضعف کا علاج خاموشی ہے اور انکے ستر کی تدبیر یہ ہے کہ انکو گھر مین قید کرین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی جورو کی بدخلقی پر صبر کریگا اوسکو اتنا ثواب ملیگا جتنا حضرت ایوب علیہ السلام کو اونکی مصیبت پر ملیگا لوگون نے سنا کہ جناب رحمۃ للعالمین علیہ افضل صلوۃ المصلین وفات شریف کے وقت آہستہ آہستہ یہ تین باتین فرماتے تھے نماز پڑھا کرو اور اللہ کے بندون کے ساتھ بھلائی کیا کرو عورتون کے مقدمہ مین اللہ ہی اللہ ہے یہ تمہاری قیدی ہین اونکے ساتھ اچھی طرح نباہ کرو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم عورتون کے غصہ پر تحمل فرماتے تھے ایکدن حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی بی بی نے غصہ سے اونکو جواب دیا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ ای بدزبان تو جواب دیتی ہے وہ بولین ہان جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا تمسے افضل ہین آپکی ازواج طاہرات آپ کو جواب دیتی ہین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ اگر ایسا ہی تو حفصہ رض پر افسوس ہے کہ خاکسار نہو پھر اپنی بیٹی حضرت بی حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا کو جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھین دیکھکر کہنے لگے کہ خبردار رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب ندیا کرو اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی بیٹی کا ہسکا نہ کرنا کہ رسول مقبول اونھین دوست رکھتے ہین اور اونکی نازبرداری کرتے ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ یعنی تم مین وہ بہتر ہے جو اپنی جورو کے ساتھ بہتر ہے اور مین اپنی بیبیون کے ساتھ تم سب سے بہتر ہون **تیسرا ادب** یہ ہے کہ اپنی جورون کے ساتھ مزاح اور کھیل کرے اونسے رکا نہ رہے اور اونکی عقل کے موافق رہے اسلیے کہ کوئی شخص اپنی عورت کے ساتھ اتنی خوش طبعی نکرتا جتنی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے حتی کہ حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا کے ساتھ دوڑے کہ دیکھین کون آگے نکل جاتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے نکل گئے دوبارہ دوڑنے کا اتفاق ہوا حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا آگے نکل گئین حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ پہلے کا بدلا ہو گیا یعنی اب ہم تم برابر ہو گئے ایک دن حبشیون کی آواز سنی کہ کھیلتے ہین اور کود تے ہین حضرت بی عایشہ صدیقہ رض سے فرمایا کہ تم چاہتی ہو کہ دیکھون وہ بولین ہان آپ نزدیک تشریف لائے اور ہاتھہ پھیلایا حضرت صدیقہ رض نے آپکے بازو پر ٹھڈی رکھکر دیر تک دیکھا کین آپنے فرمایا کہ یا عائشہ رض ابھی بس نکروگی وہ چپ ہو رہین تین بار آپ نے فرمایا تب اونھون نے بس کیا امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ باوصف سختی اور تیزی کے کہ ہر کام مین رکھتے تھے فرماتے ہین کہ مرد اپنی اہلیہ کے ساتھ لڑکون کا ایسا رہے اور خانہ داری کے باب مین مردانہ وار رہے بزرگون نے کہا ہے کہ مرد کو چاہیے کہ جب گھر مین آئے خندان آئے جب باہر جائے چپ جائے جو کچھ پائے کھائے جو نہ پائے اوسے نہ پوچھے **چوتھا ادب** یہ ہے کہ ٹھٹھول اور کھیل اس درجہ نہ بڑہائے کہ اوسکا ڈر جاتا رہے اور برے کامون مین عورتون کے ساتھ موافقت نہ کرے بلکہ جب کوئی کام آدمیت اور شریعت کے خلاف دیکھے تو تنبیہ کردے کیونکہ اگر طرح دیگا تو اونکا تابعدار ہو جائیگا اور حق تعالی نے فرمایا ہے اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ یعنی مرد کو عورتون پر ہمیشہ غالب رہنا چاہیے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تَعِسَ عَبْدُ الزَّوْجَةِ یعنی جورو کا غلام بدبخت ہے اسواسطے کہ جورو کو چاہیے کہ خاوند کی لونڈی بنی رہے اور بزرگون نے کہا ہے کہ عورتون سے مشورہ کرو لیکن اونکے کہنے کے خلاف عمل کرو حقیقت مین عورتون کی ذات نفس سرکش کے مانند ہے اگر ذرہ بھی مرد انکو انکے حال پر چھوڑیگا تو ہاتھہ سے جاتی رہین گی اور حدون سے گذر جائین گی اور تدارک مشکل ہو جائیگا غرضکہ عورتون مین ایک طرح کا ضعف ہے تحمل اوسکا علاج ہے اور کجی بھی ہے سیاست اوسکی دوا ہے مرد کو چاہیے کہ طبیب حاذق کی طرح رہے ہر امر کا علاج نوبنوکرے لیکن چاہیے کہ صبر و تحمل یاد رکھے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ عورت پسلی کی ہڈی کی ہیئت ہے اگر سیدھا کرنا چاہیگا ٹوٹ جائیگی **پانچوان ادب** یہ ہے کہ جہانتک ہو سکے غیرت کی بات مین اعتدال نچھوڑے جو چیز بلا اور آفت کی باعث ہو اوس سے عورت کو منع کرے اور تا مقدور باہر نہ نکلنے دے چھت اور دروازے پر نجانے دے تاکہ وہ نامحرم مرد کو اور نامحرم مرد اوسکو نہ دیکھے اور کھڑکی یا جھروکے سے مردون کا تماشا دیکھنے کی اجازت نہ دے کہ تمام آفتین آنکھہ سے پیدا ہوتی ہین اور گھر مین بیٹھے بیٹھے نہین پیدا ہوتین بلکہ کھڑکی یا چھت دروازے سے پیدا ہوتی ہین عورت کے تماشا دیکھنے کو تھوڑا امر نجانے اور بے سبب اوس سے بدگمان ہونا اور اوسکی ٹوہ کرنا اور حد سے زیادہ اوس سے شرم و غیرت رکھنا نچاہیے ہر امر کا بھید دریافت کرنے مین اصرار کرے ایک مرتبہ جناب سرور کائنات شام کے قریب سفر سے پھر آئے اور فرمایا کہ آجکی رات کوئی شخص اپنے گھر مین اچانک نجائے کل تک یہین ٹھہرو اونہین دو شخصون نے عدول حکمی کی دونون نے اپنے اپنے گھر مین برا کام دیکھا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ عورتون کے باب مین حد سے زیادہ غیرت نرکھو کہ یہ امر لوگون کو معلوم ہوگا تو طعنہ زنی کرینگے بڑی حمیت یہ ہے کہ نامحرم پر عورت کی نظر نہ پڑنے دے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بی فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے پوچھا کہ عورتون کے حق مین کیا امر بہتر ہے حضرت بی فاطمہ رض نے فرمایا یہ بہتر ہے کہ نامحرم مردانکو نہ دیکھے اور کسی غیر مرد کو وہ نہ دیکھین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پسند آئی حضرت بی رض کو گلے لگا کر فرمایا بِضْعَةٌ مِّنِّیْ یعنی تو میری جگر پارہ ہے حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی عورت کو دیکھا کہ دریچہ سے جھانکتی ہے اوسے مارا اور

اور دیکھا کہ سیب مین سے ایک ٹکڑا خود کھایا اور ایک ٹکڑا غلام کو دیا اوسپر بھی مارا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ عورتون کو
اچھے کپڑے نہ پہناو تاکہ وہ گھر مین بیٹھین اسواسطے کہ جب اچھے کپڑے پہنینگی باہر جانے کی آرزو پیدا ہوگی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانہ مین عورتون کو اجازت تھی کہ مسجد مین جائین اور پچھلی صف مین رہین صحابہ کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے اپنے وقت مین
منع کیا حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اگر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرماتے کہ اب کی عورتین کس صفت پر
ہین تو مسجد مین نہ آنے دیتے اب مسجد اور مجلس مین جانے سے اور مردون کو دیکھنے سے منع کرنا بہت ہی ضرور ہے مگر بوڑہیا پرانی چادر
اوڑھ کر جائے تو مضائقہ نہین اکثر عورتون کے حق مین مجلس اور نظارہ سے آفت پیدا ہوتی ہے جہان کہین فتنہ کا ڈر ہو وہان عورت کو
جانے دینا درست نہین ایک اندھا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے دولتخانہ مین آیا حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اور عورتین جو وہان
بیٹھی تھین نہ اوٹھین اور کہا کہ یہ اندھا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ اندھا تو تم بھی کیا اندھی ہو **چھٹا ادب** یہ ہے کہ عورت کا
نفقہ مرد اچھی طرح دے تنگی نہ کرے اور اسراف بھی نہ کرے اور سمجھے کہ جورو کو نفقہ دینے کا ثواب خیرات کے ثواب سے زیادہ ہے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کسی نے ایک دینار جہاد مین صرف کیا ایک دینار کا غلام مول لیکر آزاد کیا ایک دینار کسی مسکین کو دیا
اور ایک دینار اپنی جورو کو دیا تو یہ دینار ثواب مین سب سے افضل ہے اور چاہیئے کہ مرد کوئی اچھا کھانا اکیلا نہ کھائے اگر کھایا ہے تو چھپائے
اور جو کھانا نہین پکوا سکتا اوسکی تعریف عورتون کے سامنے نہ کرے ابن سیرین نے کہا ہے کہ ہفتہ بھر مین ایکبار حلوا پکائے یا مٹھائی
بنائے دفعتہ شیرینی چھوڑ دینا بیمروتی ہے اگر کوئی مہمان نہو تو اپنی جورو کے ساتھ کھانا کھائے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے
کہ اون گھر والون پر جو باہم ملکر کھانا کھاتے ہین حق تعالیٰ رحمت بھیجتا ہے اور ملائک دعاے مغفرت کرتے ہین اصل یہ ہے کہ جو کچھ
نفقہ دے حلال کی کمائی سے پیدا کرکے دے کیونکہ گھر والون کو حرام کے مال سے پرورش کرنا بڑی خیانت اور ظلم کا سبب ہے اس سے
زیادہ کوئی خیانت اور ظلم نہین **ساتوان ادب** یہ ہے کہ علم دین جو نماز اور طہارت اور حیض وغیرہ مین کام آتا ہے عورتون کو سکھائے
اگر نہ سکھائیگا تو باہر جاکر عالم سے پوچھنا عورت پر واجب اور فرض ہے اور اگر شوہر نے اسے سکھا دیا ہے تو اوسکی بے اجازت باہر جانا
اور کسی سے پوچھنا درست نہین اگر امور دین سکھانے مین قصور کریگا تو مرد خود گنہگار ہوگا اسواسطے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے
قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا یعنی اپنے تئین اور اپنے گھر والون کو دوزخ سے بچاؤ اور یہ بھی سکھانا ضرور ہے کہ جب غروب آفتاب سے
پہلے حیض بند ہو جائے تو عصر کی نماز قضا کرنا چاہیئے اکثر عورتین اس مسئلہ کو نہین جانتی ہین **آٹھوان ادب** یہ ہے کہ اگر دو جورو مین
رکھتا ہے تو اونکے درمیان برابر رعایت رکھے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی ایک جورو کی طرف مائل رہیگا قیامت کے دن
اوسکا آدھا بدن ٹیڑھا ہو جائیگا عطیہ دینے اور رات کو پاس رہنے مین دونون کی برابری کا لحاظ رکھے لیکن محبت اور مباشرت کی مین
برابری واجب نہین کہ یہ امر اپنے اختیار مین نہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہر شب ایک بی بی پاس رہتے تھے اور حضرت عائشہ
صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سب سے زیادہ پیار کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یا اللہ جو امر میرے اختیار مین ہے اوس مین
کوشش کرتا ہون لیکن دل میرے اختیار مین نہین ہے اگر کوئی شخص کسی عورت سے سیر ہو جاوے اور اوسکے پاس جانیکو جی نچاہے

توچاہیے کہ اوسے طلاق دیدے قید مین نہ رکھے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ سلم نے حضرت بی سودہ رضی اللہ تعالی عنہا کو
طلاق دینا چاہا کہ وہ بوڑہی ہوگئی تھین اونھون نے عرض کیا کہ مین نے اپنی باری حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کو دی
آپ مجھے طلاق نہ دیجیے تاکہ قیامت کے دن آپکی ازواج طاہرات مین میرا حشر ہو حضرت صلی اللہ علیہ سلم نے اونکی عرض قبول فرمائی
اور اونھین طلاق نہ دی دو شب حضرت بی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس اور ایک ایک شب اور بی بیون کے پاس رہنے لگے
نوان ادب یہ ہے کہ اگر جورو خاوند کی اطاعت نہ کرے اور اوسکی طاقت نہ رکھے توخاوند اوس سے بہ نرمی اور مہربانی اپنی اطاعت
کروائے اگر تابعداری نہ کرے تو خاوند غصہ کرے اور سونیکے وقت اوسکی طرف پشت کرکے سوئے اگر اسپر بھی مطیع نہووے تو تین
راتین اوس سے علحدہ سوئے اگر یہ امر بھی مفید نہو تو اوسے مارے مگر منہ پر نمارے اور ایسے زور سے نمارے کہ وہ زخمی ہو جائے
اگر نماز یا دین کے اور کسی کام مین قصور کرے تو مہینا بھر تک اوس سے خفا رہے اسواسطے کہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوۃ والتسلیمات
ایک مہینا کامل سب بی بیون سے خفا رہے تھے **دسوان ادب** یہ ہے کہ صحبت کرنے مین قبلہ کی طرف سے منہ پھیرے اور
پہلے بات چیت کھیل پیار بوس وکنار سے اوسکا دل خوش کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا ہے کہ مرد کو نچاہیئے کہ اپنی
عورت پر جانور کی طرح گرے بلکہ صحبت سے پہلے قاصد ہوتا ہے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ قاصد کیا ہے آپ نے
فرمایا وہ بوسہ ہے جب ابتدا کیا چاہے تو یون کہے بسم اللہ العلی العظیم اللہ اکبر اللہ اکبر اور اگر قل ہو اللہ پڑہ لے تو بہتر ہے اور کہے
اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مِمَّا رَزَقْتَنَا اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص یہ دعا پڑہے گا اوسکا
جو فرزند پیدا ہوگا وہ شیطان سے محفوظ رہے گا اور انزال کے وقت اس آیہ کریمہ کا دہیان کرے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ
مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَہٗ نَسَبًا وَّصِھْرًا جب منزل ہوا چاہے تو رکے تاکہ عورت کو بھی انزال ہو جاے اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ سلم نے فرمایا ہے کہ تین چیزین مرد کی عاجزی کی نشانی ہین **ایک** یہ کہ کسیکو دیکھے کہ اوس سے دوستی رکھتا ہے اور اوسکا
نام نہ دریافت کرے **دوسری** یہ کہ کوئی بہائی اوسکی تکریم کرے اور وہ اوس تکریم کو رد کرے **تیسری** یہ کہ بوس وکنار سے پہلے
جورو کے ساتہ صحبت کرنے لگے اور جب اوسکی حاجت روائی ہونے لگے تو صبر نکرے کہ عورت کی بھی حاجت روائی ہو جائے امیر المؤمنین
حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت ابوہریرہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے کہ چاندرات اور بیچ مہینے کی شب
اور مہینے کی اخیر رات کو صحبت کرنا مکروہ ہے کہ ان راتون مین صحبت کرنیکے وقت شیطان حاضر ہوتے ہین اور حالت حیض مین
صحبت سے اپنے تئین بچائے رکھے لیکن حیض والی عورت کے ساتہ رہنا سونا درست ہے اور حیض کے بعد غسل سے پہلے بھی
صحبت کرنا نچاہیے جب ایکبار صحبت کرچکا اور دوبارہ قصد ہے تو چاہیے کہ اپنا بدن دہو ڈالے اگر نجس آدمی کوئی چیز کھایا چاہے
تو اوسے چاہیے کہ وضو کر لے اور اگر سویا چاہے تو بھی وضو کر لینا چاہیے اگرچہ نجس رہے گا لیکن سنت یہی ہے اور غسل سے پہلے
بال نہ منڈوائے ناخون نہ کٹوائے تاکہ جنابت کی حالت مین بال اور ناخن اوس سے جدا نہوون اور چاہیے کہ منی بچہ دان مین
پہونچائے پھیر نہ لے اور اگر عزل کریگا تو صحیح یہی ہے کہ حرام نہوگا اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ سلم سے ایک مرد نے پوچھا

کہ یا رسول اللہ ایک لونڈی میری خادمہ ہے مین نہین چاہتا کہ وہ حاملہ ہو کیونکہ پھر کام نہ کر سکے گی آپنے فرمایا کہ تو عزل کر اگر تقدیر مین ہے
تو خواہ مخواہ فرزند پیدا ہوگا پھر وہ شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ فرزند پیدا ہوا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے
کُنَّا نَعْزِلُ وَالْقُرْاٰنُ یَنْزِلُ یعنی ہم عزل کرتے تھے اور قرآن اوترتا تھا ہمین ممانعت نہین ہوئی **گیارہوان ادب** یہ ہے
کہ جب اولاد ہو تو اوسکے داہنے کان مین اذان اور بائین کان مین تکبیر کہے حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص ایسا کریگا تو لڑکا لڑکپن
کی بیماری سے محفوظ رہے گا اور نام اچھا رکھنا چاہیئے حدیث شریف مین ہے کہ عبداللہ اور عبدالرحمن اور اسکے مثل نام خدا کے نزدیک سب
نامون سے بہتر ہین اگر لڑکا پیٹ سے گرجائے تو بھی اسکا نام رکھنا سنت ہے اور عقیقہ سنت موکدہ ہے لڑکی کے عقیقہ مین ایک بکرا
اور لڑکے کے عقیقہ مین دو بکرے ذبح کرنا چاہیئے اور اگر ایک ہی ہو تو بھی اجازت ہے حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ہے
کہ عقیقہ کے بکرے کی ہڈی توڑنا نہ چاہیئے اور سنت یہ ہے کہ جب لڑکا پیدا ہو تو اوسکے منہ مین میٹھی چیز ڈالین اور ساتوین دن اوسکے بال
منڈوائین اور اوسکے بالون کے برابر چاندی یا سونا تصدق کرین اور چاہیئے کہ آدمی لڑکی سے کراہت اور لڑکے سے بہت خوشی نکرے
اسواسطے کہ آدمی نہین جانتا کہ بھلائی کس مین ہے لڑکی بہت مبارک ہے اور اسکا ثواب زیادہ ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ جسکی تین بیٹیان یا تین بہنین ہونگی اور اونکے سبب سے محنت اوٹھائیگا تو اس مہربانی کے عوض جو وہ کرتا ہے حقتعالیٰ
اوسپر رحم فرمائیگا کسینے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر دو ہی ہون آپنے فرمایا کہ اگر دو ہون تو بھی کسینے عرض کیا اگر ایک ہی ہو آپنے فرمایا
تو بھی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کے ایک لڑکی ہو وہ رنجور رہے جسکے دو ہون وہ گرانبار رہے جسکے تین ہون
اے مسلمانون اوسکی یاری اور مددگاری کرو کہ وہ میرے ساتھ جنت مین ہے جیسے دو اونگلیان یعنی وہ مجھسے نزدیک رہیگا اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بازار سے میوہ مول لیکر گھر مین آئے وہ ثواب مین صدقہ کے مانند ہے چاہیئے کہ پہلے لڑکی کو
دے پھر لڑکے کو جو لڑکی کو خوش کریگا وہ شخص ایسا ہے جیسے کہ حق تعالیٰ کے خوف سے رویا اور جو خدا کے خوف سے روئے اوسپر
آتش دوزخ حرام ہو جاتی ہے **بارہوان ادب** یہ ہے کہ حتی الامکان جورو کو طلاق نہ دے کیونکہ طلاق دینا اگرچہ مباح ہے لیکن حقتعالیٰ
اس سے راضی نہین کیونکہ طلاق کا لفظ زبان پر لانا عورت کو رنج عظیم پہونچاتا ہے اور کسیکو رنج دینا کیونکر درست ہوگا لیکن **مصرعہ**
گر ضرورت بود روا باشد + جب طلاق دینے کی ضرورت پڑے تو چاہیئے کہ ایک طلاق سے زیادہ نہ دے کہ یکبارگی تین طلاق دینا
مکروہ ہے اور حالت حیض مین طلاق دینا حرام ہے اور پاکی کی حالت مین اگر صحبت کی ہے تو بھی حرام ہے اور چاہیئے کہ مہربانی کی راہ سے
طلاق مین کچھ عذر کرے غصہ اور حقارت کے سبب سے طلاق نہ دے اور طلاق کے بعد عورت کو تحفہ دے تاکہ اوسکا دل خوش ہو اور
عورت کی پوشیدہ باتین کسی سے نہ کہے اور یہ ظاہر نہ کرے کہ مین فلانے عیب کے سبب سے طلاق دیتا ہون ایک شخص سے لوگون نے
پوچھا تو کیون طلاق دیتا ہے کہا مین اپنی جورو کا راز فاش نہین کر سکتا جب طلاق دیچکا تو پھر لوگون نے پوچھا تو نے کیون طلاق دی
اوسنے کہا مجھے پرائی عورت سے کیا کام کہ اوسکا بھید کھولون **فصل** یہ جو بیان کیا گیا یہ شوہر پر جورو کا حق ہے لیکن جورو پر شوہر کا
بہت بڑا حق ہے اسواسطے کہ جورو حقیقت مین خاوند کی لونڈی ہے حدیث شریف مین ہے کہ اگر خدا کے سوا اور کو سجدہ کرنا درست ہوتا

تو جورووں کو حکم ہوتا کہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کیا کریں جورو پر جو خاوند کے حق ہیں اونمین سے یہ بھی ہے کہ جورو گھر مین بیٹھے خاوند کے
بے حکم باہر نجائے دریچہ مین اور چھت پر نہ آئے پڑوسیون سے دوستی اور باتین بہت نہ کرے اور بلاضرورت اونکے گھر نجائے اور اپنے خاوند
کی بھلائی کے سوا اور کچھ نہ کہے اوس سے اور خاوند سے صحبت اور بناو کرنے مین جو بے تکلفی ہوتی ہے کسی سے نہ کہے ہر کام مین خاوند کے
مقصود اور خوشی کی طمع رکھے خاوند کے مال مین خیانت نہ کرے خاوند پر مہربانی رکھے جب اوسکے خاوند کا کوئی دوست دروازہ کھٹکھٹائے
تو اسطرح جواب دے کہ وہ اسے نہ پہچانے کہ یہ صاحب خانہ کی جورو بولتی ہے خاوند کے سب دوستون سے پردہ کرے تاکہ وہ اسے
نہ پہچانین جو کچھ میسر ہو اوسپر خاوند کے ساتھ قناعت کرے زیادہ طلبی نہ کرے خاوند کا حق اپنے عزیزون سے زیادہ جانے اپنے تئین ہمیشہ
دیسا ہی بناو سنگار کئے جیسا صحبت کے واسطے ہونا چاہیئے اور جو کام اپنے ہاتھ سے کرسکتی ہے کرے خاوند کے سامنے اپنے حسن جمال پر
فخر نہ کرے خاوند کے احسان کی ناشکری نہ کرے یہ نہ کہے کہ تو نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا ہر وقت خرید فروخت اور طلاق کا سوال
بے سبب نہ کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین نے دوزخ مین نگاہ کی تو بہت سی عورتون کو دیکھا اسکا سبب پوچھا
معلوم ہوا کہ اپنے خاوندون پر بعض طعن اور اونکی ناشکری کرنیسے اونکا یہ حال ہے

تیسری اصل آداب کسب و تجارت کے بیان مین

ایعزیز از جان اس بات کو جان کہ دنیا منزل راہ آخرت ہے اور آدمی کو کھانے پینے کی حاجت ہے اور کھانا پینا بے کسب کے ممکن نہین
تو کسب کے آداب جاننا چاہیئے اسواسطے کہ جو شخص اپنے تئین ہمہ تن دنیا کمانے مین مصروف کریگا وہ بدبخت ہے اور جو شخص خدا پر توکل کرکے
اپنے تئین بالکل آخرت کے کام بنانے مین مصروف کریگا وہ نیکبخت ہے لیکن درجہ توسط یہ ہے کہ آدمی دنیا کمانے مین بھی مشغول ہو اور آخرت کے کام بنانے مین بھی مگر
مقصود آخرت ہی کا کام بنانا ہو اور دنیا کمانا فقط آخرت کے کام بنانے مین فراغت حاصل ہونیکے واسطے ہو کسب کے وہ احکام اور
آداب جنکا جاننا ضرور ہے پانچ بابون مین ہم بیان کرتے ہین **پہلا باب** کسب کی فضیلت اور ثواب کے بیان مین — ایعزیز جان تو
کہ اپنے تئین اور اپنے اہل و عیال کو خلق سے بے پروا رکھنا اور کسب حلال سے اونکی کفالت کرنا راہ دین مین جہاد کرنا ہے اور بہت
عبادت سے افضل ہے ایک دن جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ والسلام بیٹھے تھے صبح تڑکے ایک جوان قوی اودھر سے گذرا
اور ایک دوکان مین چلا گیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا افسوس ہے یہ اتنے تڑکے راہ خدا مین اوٹھا ہوتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ایسا نہ کہو کیونکہ اگر وہ اپنے تئین یا اپنے ماں باپ یا جورو لڑکون کو خلق سے بے پروا کرنے جاتا ہے تو بھی وہ خدا کی راہ مین ہے اور
اگر تفاخر اور لاف اور تونگری کے لیے جاتا ہے تو شیطان کی راہ مین ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص
خلق سے بے پروا ہونے کو یا اپنے پڑوسیون اور عزیزون کے ساتھ بھلائی کرنیکو دنیا مین طلب حلال کرتا ہے قیامت کے دن اوسکا
چہرہ چودھوین رات کے چاند کی طرح منور اور تابان ہوگا اور فرمایا ہے کہ سچا سوداگر قیامت کے دن صدیقون اور شہیدون کے ساتھ
اوٹھیگا اور فرمایا ہے کہ پیشہ ور مسلمان کو حق تعالی دوست رکھتا ہے اور فرمایا ہے کہ پیشہ ور کی کمائی سب چیزون سے زیادہ حلال ہے

اگر وہ نصیحت بجالائے اور فرمایا ہے کہ سوداگری کرو کیونکہ روزی کے دس ٹکڑے ہین نو ٹکڑے فقط سوداگری مین ہین اور فرمایا ہے
کہ جو شخص اپنے اوپر سوال کا دروازہ کھولتا ہے حق تعالیٰ اوس پر مفلسی کے ستر دروازے کھولدیتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے
ایک شخص کو دیکھا پوچھا تو کیا کام کرتا ہے اوسنے کہا عبادت کرتا ہون پوچھا قوت کہان سے کھاتا ہے اوس نے کہا میرا ایک بھائی ہے
وہ مجھے قوت مہیا کر دیتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تیرا بھائی تجھسے زیادہ عابد ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
فرمایا ہے کہ کسب چھوڑ کر اور یہ کہو کہ حق تعالیٰ روزی دیتا ہے کیونکہ حق تعالیٰ آسمان پر سے سونا چاندی نہین بھیجتا ہے یعنے اس
امر کی اوسے قدرت ہے مگر سبب چاہتا ہے روزی دینا اوسکی عادت ہے لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ بیٹا کسب چھوڑنا
کہ جو شخص خلق کا محتاج ہوتا ہے اوسکا دین تنگ ہو جاتا ہے عقل ضعیف ہو جاتی ہے مروت زائل ہو جاتی ہے لوگ اوسے حقارت
کی نظر سے دیکھتے ہین ایک بزرگ سے لوگون نے پوچھا کہ عابد بہتر ہے یا امانت دار اون بزرگ نے کہا کہ امانتدار
بہتر ہے کہ وہ جہاد مین ہے اسواسطے کہ شیطان ترازو اور لینے دینے کے پردے مین اوسکا درپے ہے اور وہ اوسکے خلاف کرتا ہے
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ مین کسی جگہ اپنی موت کو اوس سے زیادہ دوست نہین رکھتا ہون کہ مین بال بچون اپنے
عیال کے واسطے طلب حلال کرتا ہون اور میری موت آجاے حضرت امام حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ سے لوگون نے پوچھا کہ آپ اوس شخص کے
بارے مین کیا فرماتے ہین جو عبادت کے واسطے مسجد مین بیٹھ رہے اور کہے کہ خدا مجھے رزق دیگا امام صاحب نے فرمایا وہ مرد جاہل ہے
شرع نہین جانتا اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے میری روزی میرے نیزے کے سایہ مین رکھی ہے
یعنی جہاد کرنے مین اوزاعی نے حضرت ابراہیم ادہم قدس سرہ کو دیکھا کہ لکڑیون کا گٹھا اپنی گردن پر اوٹھائے ہین پوچھا آپکا یہ کسب
کبتک ہوا کرے گا آپکے مسلمان بھائی آپکے اس رنج و تکلیف کو دفع کر سکتے ہین فرمایا چپ رہ کہ حدیث شریف مین ہے کہ جو کوئی
طلب حلال کے واسطے ذلیل جگہ کھڑا ہوگا اوسپر جنت واجب ہو جاتی ہے سوال اگر کوئی کہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ مَا اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنِ اجْمَعِ الْمَالَ وَکُنْ مِنَ التَّاجِرِیْنَ وَلٰکِنْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنْ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَکُنْ مِنَ السَّاجِدِیْنَ
وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ یعنی مجھسے خدا یہ نہین فرماتا ہے کہ مال جمع کر اور سوداگرون مین سے ہو جا بلکہ یہ فرماتا ہے
کہ تسبیح کر اپنے پروردگار کی اور ساجدون مین سے رہ اور عبادت کر اپنے پروردگار کی اخیر عمر تک اور یہ اس امر کی دلیل ہے کہ
عبادت کرنا کسب سے بہتر ہے **جواب** یہ ہے کہ تجھے معلوم ہو جاے کہ جو شخص اپنے واسطے اور اپنے جورو لڑکون کے لیے
مال کافی رکھتا ہو بالاتفاق اوسکے واسطے عبادت کرنا کسب سے بہتر ہے اور جو کسب مقدار کفایت و ضرورت سے زیادہ طلبی کیواسطے
ہو اوسمین ہرگز کچھ فضیلت نہین بلکہ نقصان اور دنیا سے دل لگانا ہے اور ایسا کسب سب گناہون کا سردار ہے اور وہ شخص جو مال
نہین رکھتا مگر بال صالح سے اوسکی اوقات بسری ہوتی ہے اوسکو کسب نہ کرنا اولی ہے اور یہ امر چار شخص کے واسطے ہوتا ہے ایک
وہ شخص جو ایسے علم مین مشغول ہو جس سے لوگون کو منفعت دینی ہو مثلاً علوم شرعیہ یا دنیا کا فائدہ ہو جیسے علم طب دوسرا وہ شخص جو
عہدۂ قضا اور وقف اور مصالح خلق مین مشغول ہو تیسرا وہ شخص جسکے باطن مین صوفیون کے حالات اور مکاشفات کی راہ کھلی ہو

مگر یہ کہ ایک وکیل ڈنڈھیا را مقرر کرے وہ جو کچھ لیگا اوسپر تاوان ہوگا اسواسطے کہ مکلف آزاد ہے حرام کہانیوالے مثلاً ترک ظالم چور سود لینے والے شراب بیچنے والے ڈاکو گویّے نوحہ پڑہنے والے جہوٹی گواہی دینے والے رشوت کھانیوالے ان سبکے ساتہ معاملہ درست نہین ہے اگر معاملہ کرے اور تحقیق جانے کہ اوسنے جو کچھ مول لیا ہے وہ اوسی کی ملک ہی تو حرام نہین درست ہی اور اگر تحقیق جانتا ہی کہ جو چیز مول لی وہ اوسکی ملک نہین ہے تو معاملہ باطل ہے اور اگر مال مشتبہ ہو تو دیکہے اگر بہت سا مال حلال ہے اور تہوڑا حرام کا مال ہے تو معاملہ درست ہے مگر تاہم شبہ سے خالی نہین اور اگر [illegible] حلال [illegible] ہے تو ظاہر [illegible] حرام نہین کہہ سکتے لیکن شبہ حرام کے قریب ہے اور اسکا خطرہ بہت بڑا ہے یہود اور نصارا کے ساتہ اگرچہ معاملہ کرنا درست ہے لیکن قرآن شریف انکے ہاتہ بیچنا نہ چاہیے اور مسلمان لونڈی غلام انکے ہاتہ نہ بیچے اور اگر حربی ہون تو ہتیار بہی انکے ہاتہ نہ بیچے کہ یہ معاملہ ظاہر مذہب کے رو سے باطل ہے اور بیچنے والا گنہگار ہوگا اہل باحت سے دین مین انکے ساتہ معاملہ باطل ہے اسلیے کہ انکا خون کرنا اور مال لے لینا حلال ہے بلکہ یہ لوگ کسی چیز کے مالک نہین اور انکا نکاح باطل ہے اور انکا حکم مرتدوں کے مانند ہے اور جو شخص شراب پینے اور نامحرم عورتون کے پاس بیٹھنے اور نماز نہ پڑہنے کو اون ساتوں شبہون مین سے کسی ایک شبہ کے سبب سے جو عنوان مسلمانی مین مذکور ہوئے ہین درست جانے وہ زندیق ہے اوسکے ساتہ معاملہ اور نکاح نہ کرنا چاہیے دوسرا رکن مال ہے کہ اوسی پر معاملہ کرتے ہین اوسمین چہ شرطون کا نگاہ رکھنا ضرور ہے **پہلی شرط** یہ ہے کہ وہ مال نجس نہو تو کتے سور گوہ ہاتہی کی ہڈی شراب گوشت مردار روغن مردار کی بیع باطل ہے لیکن پاک روغن مین اگر نجاست پڑ جاے تو اوسکی بیع حرام نہین ہے علی ہذا القیاس جو کپڑا ناپاک ہو جاے لیکن مشک نافہ اور تخم کرم ابریشم کی بیع درست ہے اسواسطے کہ صحیح یہی ہے کہ یہ دونون پاک ہین **دوسری شرط** یہ ہے کہ مال مین کچہ منفعت ہو کہ وہ مقصود ہو تو چوہے سانپ بچہو اور حشرات الارض کی بیع باطل ہے ڈہمبندی کہ میوالون کو سانپ دیتے جو نفع ہے وہ شرع مین بے اصل ہے گیہون کا ایک دانہ یا اور کوئی چیز جسمین معتد بہ فائدہ نہو اوسکی بیع باطل ہے مگر بلی ماکہی چیتا شیر بہیڑیا وغیرہ جسکی ذات مین یا چمڑے مین منفعت ہو اوسکی بیع درست ہے طوطے مور اور خوبصورت چڑیون کی بیع درست ہے کہ اونسے یہ منفعت ہوتی ہے کہ آدمیکو اونکے دیکھنے سے راحت ہوتی ہے اور بربط چنگ رباب کی بیع باطل ہے کہ ان چیزون سے منفعت اوٹہانا حرام ہے اور انکا نفع کالعدم ہے اور لڑکون کے کھیلنے کے واسطے مٹی کے کھلونے جو بناتے ہین اگر حیوانون کی صورت بنائی ہے تو اوسکی قیمت حرام ہے اور اوسکا توڑنا واجب ہے درخت اور پہول پتی بنانا درست ہے جس طباق اور کپڑے مین صورت بنی ہو اوسکی بیع درست ہے کہ اوس کپڑے کا تکیہ بچہونا بنانا درست ہے پہننا درست نہین **تیسری شرط** یہ ہے کہ مال بیچنے والے کی ملک ہو اسواسطے کہ اگر دوسرے کا مال بے اجازت بیچے گا تو بیع باطل ہے گو خاوند کا مال ہو خواہ باپ یا بیٹے کا ہو اور اگر بیچنے کے بعد مالک نے اجازت دی تو بھی بیع درست نہوگی اسواسطے پہلے اجازت چاہیے **چوتھی شرط** یہ ہے کہ ایسی چیز بیچے جو مول لینے والے کو حوالے کر سکے تو جو لونڈی غلام بہاگ گیا ہو اور جو مچہلی پانی مین اور چڑیا ہوا مین اور بچہ پیٹ مین اور نطفہ گہوڑے کی پیٹہہ مین ہو اوسکی بیع درست نہین کیونکہ انکا فوراً حوالے کر دینا بیچنے والے کے اختیار مین نہین ہے اور جو بال جانور کی پیٹہہ پر ہون یا جو دودہ تہن مین ہو اوسکی بیع بہی باطل ہے اسواسطے کہ جبتک

حوالہ کرے کا نیا دودہ جو پیدا ہوتا ہے اوس مین یہ دودہ ملجائیگا اور مرتہن کی اجازت کے بغیر شی مرہونہ کی بیع باطل ہے اور جو لونڈی لڑکے کی ماں ہوئی ہو اوسکی بیع باطل ہے اسواسطے کہ اسکو حوالے کردینا درست نہین اور وہ لونڈی جسکا لڑکا چھوٹا ہو لڑکا چھوڑ کر اوسکی بیع یا اوسے چھوڑ کر لڑکے کی بیع باطل ہے اسواسطے کہ انکے درمیان جدائی ڈالنا حرام ہے **پانچوین شرط** یہ ہے کہ عین مال اور اسکی مقدار اور صفت معلوم ہو عین مال کا نہ معلوم ہونا یون ہوتا ہے کہ مثلاً کہے کہ جو ایک بکرا اس گلہ سے یا جو ایک تھان اس گٹھر سے تو چاہے وہ مین نے تیرے ہاتھ بیچا ایسی بیع باطل ہے بلکہ چاہیے کہ ایک چیز اشارہ سے جدا کرکے بیچے اور اگر کہے کہ اس زمین سے دس گز مین نے تیرے ہاتھ بیچی جدہر تو چاہے لیلے تو یہ بیع بھی باطل ہے اور مقدار وہان جاننا چاہیے جہان مول لینے والا عین مال اپنی آنکھ سے نہ دیکھے مثلاً بیچنے والا کہے کہ مین نے تیرے ہاتھ اوتنے کو بیچا جتنے کو فلانے شخص نے اپنا کپڑا بیچا یا فلانی چیز کے ہموزن سونے یا چاندی کے عوض اور عین وثمن دونون کی مقدار نہین معلوم تو یہ باطل ہے لیکن اگر کہے کہ یہ گیہون اس آبخورہ بھر سونے یا چاندی کے عوض مین نے تیرے ہاتھ بیچے اور مول لینے والا دیکھتا ہے تو درست ہے اور صفت کا جاننا باین طور ہوتا ہے کہ جو چیز دیکھی ہی نہین اوسے دیکھے یا بہت دنون پہلے دیکھی تھی اور اوتنے دنون مین وہ چیز متغیر ہونیوالی ہو تو اوسکی بیع باطل ہے اور جو مین کپڑا اور اٹ اور لپیٹے ہوئے کپڑے مین ہو اور جو گیہون بالی مین ہو اوسکی بیع باطل ہے آدمی جب لونڈی مول لے تو اوسکے سر کے بال اور ہاتھ پاؤن جو کچہ بردہ فروش عادتاً دکھا دیتا ہے دیکھ لے اگر اومین سے کچہ بھی دیکھنے سے رہ جائیگا تو بیع باطل ہوگی اور اگر کوئی مکان مول لیگا اور اوسکا ایک درجہ بھی دیکھنے سے رہ جائیگا تو بیع باطل ہوگی مگر اخروٹ با دام باقلا انار مرغی کا انڈا انکی بیع درست ہے اگرچہ چھلکے مین پوشیدہ ہون کیونکہ ان چیزون کو اسیطرح بیچنا مصلحت ہے اور کچے اخروٹ اور باقلا جو دوہرے چھلکے مین ہون بمقتضائے حاجت انکی بیع درست ہے اور فقاع کی بیع باطل ہے کیونکہ وہ پوشیدہ مگر اجازت سے اوسکا کھانا پینا مباح ہے **چھٹی شرط** یہ ہے کہ جو کچہ مول لیا ہے جبتک اوسپر قبضہ نکرے تب تک اوسکی بیع درست نہین چاہیے کہ پہلے اوسکے ہاتھ آئے پھر وہ بیچے تیسرا رکن عقد ہے لفظ کہنا ضرور ہے زبان سے یون کہے کہ یہ چیز مین نے تیرے ہاتھ بیچی مول لینے والا کہے مین نے اسکو مول لیا یا کہے یہ چیز اوسکے عوض مین مین نے تجکو دی وہ کہے مین نے لی یا قبول کی اور کوئی لفظ کہے جس سے بیع کے معنی مفہوم ہون اگرچہ صریح نہو تو اگر لین دین کے پیشتر لفظ مذکور نہو تو بیع درست نہو گی جیسا کہ اب عادت ہوگئی ہے اور یہ اولی ہے کہ حقیر چیزون مین رخصت کے سبب سے ہم اس امر کو جائز رکھین کہ اسکا رواج پھیل گیا ہے حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی کا یہی مذہب ہے اور علمار شافعی المذہب کے ایک گروہ نے مذہب شافعی مین بھی اس قول کا اعتبار کیا ہے اور تین وجہ سے اس قول پہ فتوی دینا کچہ بعید نہین ایک یہ کہ اسکی حاجت عام ہوگئی ہے دوسرے یہ کہ شاید صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے زمانہ مین یہی عادت تھی اسواسطے کہ اگر لفظ بیع کی بے تکلف عادت ہوتی تو اون پہ دقت ہوتی اور اوس تکلف کو صحابہ نقل کرتے اور پوشیدہ نرہتا تیسرے یہ کہ اگر عادت ہو جاے تو فعل کو قول کا قائم مقام کرنا محال نہین ہے جیسا کہ ہدیہ مین ظاہر ہے کہ جو کچہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین لوگ لیجاتے تھے اوسمین ایجاب وقبول کا تکلف نہوتا تھا اور ہر زمانہ مین یسا ہی ہوا

اور جب ایسے معاملہ مین جسمین عوض نہو بمقتضاے عادت مجرد فعل سے ملک حاصل ہوجاتی ہے تو اس معاملہ بیع مین کہ عوض
یعنے قیمت موجود ہے فقط فعل سے ملک حاصل ہوجانا کچہ محال نہین ہے لیکن ہم یہ مین بمقتضاے عادت تہوڑے بہت
مین فرق نہین ہوا ہے اور قیمتی چیز کی بیع مین لفظ بیع کہنے کی عادت تھی جیسے گہر اور زمین اور غلام اور جانور اور قیمتی
کپڑا ایسی چیزون مین اگر لفظ بیع نہ کہیگا تو اگلے بزرگون کی عادت کے خلاف کریگا اور ملک حاصل
نہوگی لیکن گوشت روٹی میوہ اور تہوڑی تہوڑی قیمت کی جو چیزین متفرق مول لیتے ہین اونمین حسب عادت
اجازت دینا بے وجہ نہین ہے اور حقیر چیزون مین اور بیش قیمت چیزون مین درجے اور مرتبے ہوتے ہین یہ جاننا چاہیے کہ
یہ حقیر چیزون مین سے ہے یا نہین اون درجون مین کچہ اندازہ نہین کر سکتے جب یہ امر مشکل ٹہرا تو احتیاط کی راہ چلنا چاہیے اے عزیز
جان تو کہ اگر کسینے گدہے کے بوجہ بہر گیہون مول لیے اور لفظ بیع و شرا نہ کہی تو وہ اوسکی ملک نہو جاوینگے اسواسطے کہ وہ حقیر
چیز نہین ہین لیکن کہانا اور اومین تصرف کرنا حرام نہین ہے تسلیم اور حوالہ ہوجانے کے سبب سے اباحت حاصل ہوجاتی ہے گو کہ
ملک نہ حاصل ہو اگر ان گیہون سے کسی کی دعوت کریگا تو حلال ہے اسواسطے کہ مالک کا حوالہ کردینا قرینۂ حال سے اس بات کی دلیل
ہے کہ اسپر حلال کردیا ہے مگر بشرط عوض اور اگر صریح کہدیتا کہ میرا اناج اپنے مہمان کو کہلا دینا پہر تاوان دیدینا تو درست ہوتا اور
تاوان واجب آتا جبکہ اپنے فعل کو اس امر پر دلیل کیا تو بہی یہ امر حاصل ہوگیا تو لفظ بیع نہ کہنے کا یہ اثر ہوتا ہے کہ وہ اناج مول لینے والے
کی ملک نہین ہوجاتا یہانتک کہ اگر وہ اور کسی کے ہاتھ بیچنا چاہے تو نہین بیچ سکتا اور اگر قبل اسکے کہ مول لینے والا کہا جائے
مالک پہیر لینا چاہے تو پہیر سکتا ہے جسطرح وہ کہانا جو دعوت مین دسترخوان پر چنا جاے اے عزیز جان تو کہ بیع اس شرط سے
درست ہوتی ہے کہ اوسکے ساتہ اور کوئی شرط نہو مثلاً اگر کوئی یون کہے کہ یہ لکڑیان مین نے اس شرط سے مول لین کہ تو میرے
گہر پہونچا دے یا یہ گیہون اس شرط سے مین نے مول لیے کہ تو مجہے آٹا پیس دے یا تو مجہے کچہ قرض دے یا اور کچہ شرط کرے
تو بیع باطل ہوگی مگر چہ شرطین درست ہین ایک یہ کہ اس شرط سے بیچے کہ فلانی چیز میرے پاس گرو رکہہ یا کسیکو گواہ کر یا فلانے
آدمی کو ضامن دے یا قیمت ابہی دے اتنے عرصہ تک مین نہین مانتا یا تین دن تک خواہ کم مین فسخ بیع کا اختیار رہے مگر تین
دن سے زیادہ نہین درست ہے یا غلام اس شرط سے مول لے کہ وہ لکہنا یا کوئی پیشہ جانتا ہو تو ایسی شرطین بیع کو باطل نکرینگی
دوسرا عقد ربا ہے اور ربا نقد اور غلہ مین ہوتا ہے لیکن نقد مین دو چیزین حرام ہین ایک اودہار بیچنا کیونکہ سونا سونے کے
عوض اور چاندی چاندی کے عوض بیچنا درست نہین تاوقتیکہ دونون موجود نہون اور علیحدہ ہونیکے پہلے ایک دوسرے سے
قبضہ نکرے اگر اوسی جلسہ مین قبضہ نہ کرینگے تو بیع باطل ہے دوسرے یہ کہ سونا چاندی سونے چاندی کے بدلے بیچے تو زیادتی
حرام ہے اور اوس دینار کو جو ثابت ہو اوس دینار یا حبہ کے عوض جو ٹکڑے ہو بیچنا نچاہیے اور کہرے دینار کو کہوٹے دینار سے
زیادتی کے ساتہ بیچنا نچاہیے بلکہ کہرا کہوٹا ثابت شکستہ برابر ہونا چاہیے اگر کوئی کپڑا ثابت دینار کو لیا اور اوسی شخص کے ہاتہہ
ٹوٹے ہوئے دینار یا دانگ کو بیچا تو درست ہے اور مطلب حاصل ہے اور زر شہر یوہ جسمین کہ چاندی ہوتی ہے اوسکو کہرے سونے چاندی

یا زرہ ہو وے کے عوض بیچنا نچاہیے بلکہ اوس سے اور کوئی چیز مول لیکر بیچے اور جس نقرۂ طلائی چیز کا چاندی سونا کھرا نہو
اوسکا یہی حال ہے اور جس موتی کی لڑ مین سونا ہو اوسکو سونے کے عوض بیچنا نہین درست ہے اور زرتار کپڑا زر کے عوض
بیچنا درست نہین مگر جب کپڑے مین زر قیمت کے برابر ہے جلانے کے بعد زر نکلے زیادہ نہ نکلے اور اگر دو جنس سے ہو توبھی
اناج اناج کے عوض اودھار نہ بیچنا چاہیے بلکہ ایک ہی جلسہ مین دونون کا قبضہ کرنا ضرور ہے اور اگر ایک ہی جنس سے ہو جیسے
گیہون کے عوض گیہون توبھی اودھار درست نہین ہے اور زیادتی کے ساتھ درست نہین بلکہ ناپ مین برابر ہو اگر تولنے مین
برابر ہو توبھی نہین درست ہے بلکہ ہر چیز کی برابری اوسی انداز سے دیکھنا چاہیے جس انداز کی عادت ہو قصائی کو گوشت
کے عوض بکرا دینا نان بائی کو روٹی کے بدلے گیہون دینا تیلی کو تیل کے عوض تل اور ناریل دینا درست نہین اور بیع منعقد
نہوگی لیکن بیع نہ کرے اور اس ارادہ سے دے کہ اوس سے روٹی لے تو اوسکا کھانا مباح ہے مگر یہ روٹی اوسکی ملک نہوگی
اور دوسرے کے ہاتھ نہ بیچ سکے گا اور نان بائی کو گیہون مین تصرف کرنا تو مباح ہے مگر بیچنا جائز نہین روٹی لینے والیکے گیہون
نان بائی پر اور نان بائی کی روٹی روٹی لینے والے پر باقی رہتی ہے جب چاہین مانگ سکتے ہین اگر ایک نے دوسرے کو بحل کر دیا
تو کافی نہوگا کیونکہ اگر ایک دوسرے سے کہے کہ مین نے اس شرط سے تجھے بحل کیا کہ توبھی مجھے بحل کر دے تو یہ باطل ہے اور اگر
یہ شرط صراحتًا نہ کی اور یون کہا کہ مین نے بحل کیا تو اگر طرف ثانی جانتا ہے کہ اسکے دل مین یہ شرط ہے بے اسکے من بھر گیہون بھی
بحل کرنا اوس جہان مین اوسکے اور خدا کے درمیان لاحاصل ہے کہ یہ رضامندی فقط زبان سے ہے دل سے نہین اور جو رضامندی
دل سے نہو وہ اوس جہان مین کام نہ آئیگی لیکن اگر یون کہے کہ تو مجھے بحل کرے یا نہ کرے مین نے تجھے بحل کر دیا اور دل مین بھی
یہی بات رکھے تو درست ہے پھر اگر دوسرا شخص بھی بحل کر دے توبھی یہی حال ہے اور اگر ایک دوسرے کو بحل نہ کرے اور دونون
چیزین قیمت اور مقدار مین برابر ہین تو اونسے دنیا مین تو جھگڑا نہوگا اور اوس جہان مین بدلا ہو جائیگا لیکن اگر کچھ کمی زیادتی ہو
تو اوس جہان کی خصومت اور اوس جہان کے مظالمہ کا ڈر ہے اور جاننا چاہیے کہ اناج سے جو چیز بنتی ہے اوسے اوسی اناج کے
عوض بیچنا نچاہیے اگرچہ برابر بھی ہو تو جو چیز گیہون سے ہوتی ہے جیسے آٹا روٹی خمیرا اوسے گیہون کے بدلے بیچنا نچاہیے
علی ہذا القیاس انگور کو سرکہ اور شہد کے بدلے اور دودھ کو پنیر اور مکھن کے عوض بیچنا درست نہین بلکہ انگور کو انگور کے عوض اور
رطب کو رطب کے بدلے بھی بیچنا درست نہین تاوقتیکہ انگور منقی نہو جاے اور رطب خرما نہو جاے اسکا بیان طول ہے یہ جو بیان
کیا گیا اسکا سیکھنا واجب تھا کہ جب ایسا کوئی مسئلہ جسے نہین جانتا پیش آئے تو یہ تو سمجھے کہ اسے مین نہین جانتا ہون علماء سے
پوچھ لون اور اس سے پرہیز کرنا واجب ہے تاکہ حرام مین نہ پڑ جاؤن اور معذور نہ ہے اسواسطے کہ جیسا علم پر عمل کرنا فرض ہے
ایسا ہی علم کا تلاش کرنا بھی فرض ہے تیسرا عقد سلم ہے اسمین دس شرطون کا لحاظ رکھنا چاہیے پہلی شرط یہ ہے کہ عقد مین کہے
کہ مثلاً یہ چاندی سونا یا یہ کپڑا جو کچھ ہو گندم کے بوجھ برابر گیہون کے واسطے سلم کے طور پر مین نے دیا اور جس صفت کے گیہون
مقصود ہون اور اوس چیز کی قیمت سے بدل جاسکین اور جس صفت کا حسب عادت کہنا ضرور ہو سب صاف صاف کہدے

تا کہ طرف ثانی کو معلوم ہو جائے اور وہ کہے مین نے قبول کیا اور اگر لفظ سلم کے بدلے کہے کہ ہم اس صفت کی چیز مین نے مول لی
تو بھی درست ہے **دوسری شرط** یہ ہے کہ جو چیز دیتا ہے بے حساب نہ دے بلکہ اوسکی تول ناپ کرے تا کہ اگر پھیر لینے کی حاجت
پڑے تو یہ تو جانے کہ مین نے کیا چیز دی تھی اور کسقدر دی تھی **تیسری شرط** یہ ہے کہ عقد کی مجلس مین راس المال حوالے کردے
چوتھی شرط یہ ہے کہ سلم ایسی چیز مین دے جسکا حال وصف سے معلوم ہو جائے جیسے حبوب روئی جانورون کے بال جسکا
پشمینہ ہوتا ہے ریشم دودھ گوشت حیوان لیکن جو چیز کئی چیزون سے ملکر بنی ہو جنکی مقدار علیحدہ علیحدہ نہین جانتا ہے جیسے غالیہ
یا ہر ایک چیز سے مرکب ہو جیسے ترکی کمان یا بنی ہوئی ہو جیسے کفش موزہ نعلین تراشا ہوا تیر اوسمین سلم باطل ہے کیونکہ صفت پذیر نہین
ہے اور صحیح یہ ہے کہ روٹی مین سلم روا ہے اگرچہ نمک پانی سے ملی ہوئی ہے لیکن وہ مقدار مقصود نہین اور جہالت نہین لاتی **پانچوین
شرط** یہ ہے کہ اگر وعدہ پر مول لیتا ہے تو مدت معلوم ہونا چاہیے اور یہ نہ کہے کہ غلہ طیار ہونے تک اسواسطے کہ ہمیشہ یکسان
نہین اور اگر کہے کہ نوروز[۵۷] تک اور نوروز مشہور ہو یا کہے کہ جمادی تک تو درست ہے جمادی الاول پر اسکو حمل کرینگے **چھٹی شرط**
یہ ہے کہ اوس چیز مین سلم دے جسے وقت موعود پر پائے اگر میوہ مین سلم دیگا تا وقتیکہ اوسوقت پک نجاتا ہو سلم باطل ہے اگر اوسوقت
اکثر پک جاتا ہے تو درست ہے پھر اگر کسی آفت کے سبب سے دیر ہو جائے تو اگر اوسکی مرضی ہو تو مہلت دے ورنہ فسخ کرکے مال
پھیر لے **ساتوین شرط** یہ ہے کہ یہ پوچھ لے کہ کہان حوالے کرین شہر مین یا گاؤن مین جہان حوالے کرنا ممکن ہو اوسے مقرر
کرے تا کہ خلاف نہو اور جھگڑا نہ پیدا ہو جائے **آٹھوین شرط** یہ ہے کہ کسی عین کی طرف اشارہ نہ کرے اور یون نہ کہے کہ اس باغ
کے انگور یا اس زمین کے گیہون کہ یہ باطل ہے **نوین شرط** یہ ہے ایسی چیز مین سلم ندے جو نایاب ہو جیسے بڑے موتی کا دانہ
جو بے نظیر ہو یا خوبصورت لونڈی یا حسین لڑکا یا مانند اسکے **دسوین شرط** یہ ہے کہ اناج مین سلم ندے جبکہ اناج ہی راس المال ہو
مثلاً جو یا گیہون ساوان کا کن وغیرہ لینے کے واسطے سلم نہ دے **چوتھا عقد اجارہ ہے** اوسکے دو رکن ہین ایک اجرت دوسرا
منفعت پہلا رکن اجرت عاقد اور لفظ عقد کا ویسا ہی حکم ہے جو بیع مین بیان ہوا اور اجرت کا معلوم ہونا چاہیے جیسا مبیع مین
بیان کیا ہے اگر کوئی گھر تعمیر پر کرایہ کو دے تو درست نہین اسواسطے کہ تعمیر نامعلوم ہے اور اگر یون کہے کہ مثلاً دس درم لگا کر تعمیر
تو یہ بھی ناجائز ہے کہ تعمیر فی نفسہ مجہول چیز ہے اور جو قصائی بکرا صاف کرتا ہے اوسکی اجرت مین کھال دینا اور پسنہاری کی اجرت مین
چکر بھوسی دینا یا تھوڑا سا آٹا دینا درست نہین ہے جو چیز مزدور کے کام کرنے سے حاصل ہوتی ہے اوسمین سے مزدوری دینا نہین
درست ہے اور اگر یون کہے کہ یہ دوکان مین نے مہینے پیچھے ایک دینار پر تجھے دی تو ایسا امر ناجائز ہے اسواسطے کہ اجارہ کی تمام
مدت معلوم نہین ہوتی یون کہنا چاہیے کہ ایک سال یا دو سال کو اجارہ دے تا کہ اجارہ کی تمام مدت معلوم ہو جائے **دوسرا رکن منفعت**
ہے اے عزیز جانو کہ جو امر مباح ہو اور معلوم ہو اور اوسمین کچھ محنت ہو اور نیابت کی اوسمین گنجایش ہو اوسمین اجارہ درست ہے تو پانچ
شرطین اوسمین بجالانا چاہیے **پہلی شرط** یہ ہے کہ اوس عمل مین قدر و قیمت ہو اور رنج و محنت ہو اگر دکان آراستہ کرنیکو کسیکا
اناج یا کپڑا اسکو سکھانے کو کوئی درخت یا سونگھنے کو کوئی سیب اجارہ لیا تو باطل ہے اسواسطے کہ ان کامون کی کچھ قدر نہین ہے اور

[۵۷] نوروز ایک دن کا نام ہے وہ آتش پرستون کی عید کا دن ہے بعضے لوگ بھی اوس دن عید کرتے ہین اور رنگ کھیلتے ہین ۱۲

اور گیہون کا ایک دانہ بیچنے کے مثل ہے اگر کوئی اڑہتیا جاہ وحشمت والا ہے اور اوسکی ایک بات سے مال بک جاتا ہے اور اوسکی مزدوری
مقرر کرین تاکہ ایک بات کہہ دے اور مال بک جاوے تو یہ اجارہ باطل ہے اور مزدوری حرام ہے کہ اوسمین کچھ رنج و محنت نہین بلکہ
اڑہتیے اور دلال کو اوسوقت مزدوری حلال ہوتی ہے کہ اتنی باتین کرے اور اسقدر چلے پھرے جن مین رنج و محنت اور دشواری اور دقت ہو
تب بھی اجرت مثل سے زیادہ واجب نہوگی اور یہ عادت جو مقرر کی ہے کہ مثلاً پانچ روپیہ سیکڑا لیتے ہین بقدر مال لیتے ہین بقدر مشقت
و ملال نہین لیتے یہ حرام ہے تو اڑہتیے اور دلال جو مال اسطرح پیدا کرتے ہین وہ حرام کا مال ہے دلال اس ظلم سے دو طرح چھوٹتا ہے
ایک یہ کہ جو کچھ اوسے دیدین لیلے اور تکرار نہ کرے مگر اپنی محنت کی قدر مانگے قیمت کی مقدار پر نہ اوبھجے دوسرا طریقہ یہ ہے کہ پہلے ہی
کہدے کہ جب یہ چیز بیچ دونگا تو ایک درم یا دینار لونگا اور وہ شخص راضی ہو دلال یون نہ کہے کہ قیمت مین سے پانچ روپیہ سیکڑا
لونگا اسواسطے کہ وہ مجہول ہے کیونکہ قیمت معلوم نہین نہ معلوم خریدار کتنے کو خرید کرین اگر ایسا کریگا تو باطل ہے اور اوسکی محنت
کی قدر اجرت کے سوا اور کچھ دینا لازم نہین **دوسری شرط** یہ ہے کہ منفعت پر اجارہ ہو عین اوسمین نہ داخل ہو تو اگر باغ یا انگور کا
درخت اجارہ لیا تاکہ میوہ لے یا گاے اجارہ لی تاکہ دودہ دوہے یا گاے ادہیا پر دی تاکہ چارہ دے اور آدہا دودہ لے یہ سب
اجارے باطل ہین اسواسطے کہ چارہ اور دودہ وغیرہ سب مجہول ہے لیکن اگر عورت کو لڑکے کے دودہ پلانے کے واسطے اجارہ
لے تو درست ہے اسواسطے کہ لڑکے کی نگہبانی اصل مقصود ہے اوسکا تابع دودہ ہے جیسے کاتب کی سیاہی اور درزی کا تاگا
کہ اسقدر مجہول عمل معلوم کی تبعیت مین جائز ہے **تیسری شرط** یہ ہے کہ ایسے کام پر اجارہ کرے جو کام اوسکے سپرد کرنا ممکن اور
مباح ہو اگر کسی ناتوان آدمی کو ایسے کام کے واسطے جو اوس سے نہو سکے اجرت پر مقرر کیا تو باطل ہے حیض والی عورت کو
مسجد جھاڑنے کے واسطے اجرت پر مقرر کیا تو یہ اجارہ باطل ہے اسواسطے کہ یہ فعل حرام ہے اگر کسی شخص کو بھلا چنگا دانت اوکھاڑنے کو
یا صحیح سلامت ہاتھہ کاٹنے کو یا بالی پہنانے کے واسطے لڑکے کا کان چھیدنے کو اجرت پر مقرر کیا تو یہ سب باطل ہے اسواسطے
کہ یہ باتین شرع مین درست نہین ہین اور ایسے کامون کی اجرت لینا حرام ہے اسیطرح گودنا گودنے والون کا حال ہے مردون
کے واسطے اطلس کی ٹوپی اور ریشمی چکین سینے والون کی اجرت حرام ہے ایسے کامون کا اجارہ درست نہین علی ہذا القیاس
اگر کسی شخص نے کسی کو مقرر کیا کہ مجھے رسن بازی سکھا دے تو یہ بھی حرام ہے اور اسکا تماشا بھی حرام ہے اور جو شخص ایسا کریگا
وہ اپنی جان کے خطر مین ہے اور جو شخص تماشا دیکھنے کھڑا رہے گا وہ اوسکے خون مین شریک ہوگا اسواسطے کہ لوگ اگر
تماشا نہ دیکھین تو وہ اپنی جان کو خطر مین نڈالے اور جو شخص رسن باز اور دار باز کو اور ایسے لوگون کو جو بے فائدہ خطرناک کام
کرتے ہین کچھہ دیگا وہ گنہگار ہوگا اسیطرح مسخرے اور گویے اور نوحہ گر اور ہجو کہنے والے شاعر کو مزدوری دینا حرام ہے اور قاضی کو
حکم دینے کے بدلے اور گواہ کو گواہی دینے کے عوض مزدوری دینا حرام ہے اگر قاضی سجل لکھے اور اپنے لکھنے کی مزدوری
لے تو درست ہے اسواسطے کہ سجل لکھنا اوسپر واجب نہین بشرطیکہ اورون کو سجل لکھنے سے باز نہ رکھے اور اگر اورون کو منع
کرے اور اکیلا آپ ہی لکھے اور اوس سجل کی مزدوری جو گھڑی بھر مین لکھی ہے دس دینار یا ایک دینار مانگے تو حرام ہے لیکن اگر

اور ونکو منع نہ کرے اور یون کہے کہ مین اپنے ہی خط سے لکھون تو دس دینار لونگا تو اس صورت مین درست ہے اگر اور کوئی سجل
لکھے اور وہ فقط دستخط کرے اور اوسکے عوض کچھ مانگے اور کہے کہ یہ نشان کرنا مجھپر واجب نہین تو یہ حرام ہے اسواسطے کہ اوتنا
کام سب سے لوگون کے حقوق متعلق ہوجاتے مین قاضی پر واجب ہے اگر وجہ نہ بھی ہو تو اتنی محنت گیہون کے ایک دانہ کا حکم رکھتی
ہے جسکی کچھ قیمت نہین اور اس نشانی کی قدر و قیمت اس وجہ سے ہے کہ حاکم شرع کا خط ہے جو شخص جاہ و رتبہ کی وجہ سے کام ہو
اوسے اجرت لینا بیجا ہے مگر قاضی کے وکیل کی اجرت حلال ہے بشرطیکہ ایسے قاضی کا وکیل ہو جسے جانتا ہو کہ یہ حقدارون کا
حق باطل کر دیتا ہے بلکہ چاہئے کہ حق فیصلہ کرنیوالے کا وکیل بنے کہ اوسے حق ثابت کرنیوالا جانے یا اس بات سے لاعلم ہو کہ
یہ حق کو باطل کرنیوالا ہے اور بشرطیکہ جھوٹ نہ کہے اور فریب نہ دے اور حق بات کو چھپانے کا ارادہ نہ کرے بلکہ باطل دفع کرنیکا
قصد کرے اور جب حق ظاہر ہو تو چپ ہو رہے لیکن ایسی بات کی انکار جسکے اقرار سے کوئی حق باطل ہوا جاتا ہے درست ہے
اور ثالث کو جو متخاصمین کے درمیان فیصلہ کرتا ہے دونون سے کچھ لینا درست نہین اسواسطے کہ ایک جھگڑے مین دو لونکا
کام نہین نکال سکتا لیکن اگر ایک فریق کی طرف سے محنت کرکے اوسمین ایسی محنت اوٹھائیگا جسکی کچھ قیمت ہو تو اوسکی اجرت
حلال ہوگی بشرطیکہ جھوٹ جو حرام ہی نہ بولے اور دغابازی نہ کرے اور جو کچھ دونون کی طرف سے حق ہو اوسے نہ چھپائے
اور ہر ایک کو جھوٹ موٹ نہ دھمکائے کہ وہ صلح کی رغبت کرین او حقیقت حال جانتے تو صلح نہ کرتے اور ایسی ثالثی سے غالبا صلح
نہوگی تو اکثر ثالثی جھوٹ اور ظلم اور فریب سے خالی نہین ہوتی اوسکی اجرت حرام ہے جب ثالث جان جائے کہ ایک فریق کا حق ہے
تو درست نہین کہ حقدار کو حیلہ سے اس بات پر راضی کرے کہ اپنے حق سے کم پر صلح کرلے لیکن اگر جانے کہ ظلم کریگا اور حیلہ سے اوسے
دھمکائے تاکہ وہ قصد ظلم سے باز آئے تو اسمین ثالث کو اختیار ہے اور جو شخص دیانت دار ہے اور جانتا ہے کہ جو بات وہ زبان
لائیگا اوسکا حساب اوس سے لیا جائیگا کہ کیون کہی اور کسواسطے کہی سچ کہی یا جھوٹ کہی اور اس مقدمہ مین نیک ارادہ رکھتا
یا بد ممکن نہین کہ ایسے شخص سے ثالثی یا وکالت یا حکم انپر دنیا و طمع مین آئے لیکن وہ شخص جو امیرون سے کسی کے کام مین سعی و
سفارش کرتا ہے اگر محنت کرکے اوسکی اجرت لیتا ہے تو درست ہے بشرطیکہ ایسا کام کرے جسمین وقت ہو اور فخر اور جاہ کی عوض
مین اجرت نہ لے اور جس کام مین گفتگو کرنا درست ہے اوسمین گفتگو اور سعی کرے اگر ظالم کی فتحیابی کے واسطے یا حرام یومیہ کے
لیے کہیگا یا سچی گواہی کو چھپائیگا یا حرام کام کے واسطے گفتگو کریگا تو گنہگار ہوگا اور اوسکی اجرت حرام ہے اجارہ کے باب مین
ان سب احکام کا جاننا ضرور ہوا اسواسطے کہ دینے والا اور لینے والا دونون گنہگار ہوتے ہین اور انکی تفصیل طویل ہے
مگر اتنے بیان سے ناواقف آدمی محل اشکال پہچان جائیگا اور یہ جان جائیگا کہ فلانی بات دریافت کرنا ضرور ہے **چوتھی
شرط** یہ ہے کہ یہ کام اوسپر واجب نہو کیونکہ واجب مین نیابت نہین چلتی اگر غازی کو جہاد کے واسطے اجرت پر مقرر کیا
تو درست نہین اسواسطے کہ جب وہ صف جنگ مین جائیگا تو اوسپر خود لڑنا واجب ہو جائیگا قاضی اور گواہ کی اجرت بھی اسی
سبب سے درست نہین اور کسیکو اسواسطے اجرت دینا کہ اوسکی طرف سے نماز پڑھے یا روزہ رکھے درست نہین کہ ان کا موہنیا

نیابت نہین چلتی اور حج کے واسطے اوس شخص سے اجرت لینا درست ہے جو معذور اور عاجز ہو اور تندرست ہونے کی امید بھی نرکھتا ہو قرآن شریف پڑہانے یا وہ علم سکھانے کے واسطے جو معین راہ دین ہو اجرت دیکر کسیکو مقرر کرنا درست ہے اور قبر کھودنا مردہ نہلانا جنازہ اوٹھانا اگرچہ فرض کفایہ ہے مگر ان کامون کی اجرت لینا درست ہے نماز تراویح کی امامت اور موذنی کی اجرت مین علما کا اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ اسکی اجرت حرام نہین اور اوس محنت کی عوض اجرت ہوتی ہے کہ وقت پہچان کر آتا ہے نماز اور اذان کے عوض مین نہین ہوتی مگر یہ اجرت کراہت اور شبہہ سے خالی نہین ہے **پانچوین شرط** یہ ہے کہ عمل معلوم ہو جب کوئی جانور کرایہ کو لے تو اوسکو دیکھ لینا چاہیے اور کرایہ پر دینے والا دریافت کرے کہ کتنا بوجھ ہے اور کب سوار ہوگا اور ہر روز کتنا کاٹے گا مگر یہ اس باب مین کوئی عادت مشہور ہو کہ وہی کفایت کرے اور اگر زمین اجارہ لی تو یہ کہدینا ضرور ہے کہ فلانی چیز بوونگا سا دین کا کن ضرر گیہون سے زیادہ ہوتا ہے مگر یہ کہ عادت سے معلوم ہو اسیطرح سب اجارون مین علم اور آگاہی درکار ہے تاکہ اوس اجارہ کے سبب سے جھگڑا نہو اور جس اجارہ کی صفت نہ معلوم ہو اور اوسکے باعث سے مناقشہ برپا ہو وہ باطل ہے **پانچوان عقد قراض** ہے اسکے تین رکن ہین پہلا رکن سرمایہ ہے یہ نقد ہونا چاہیے جیسے سونا چاندی لیکن ورق نقرہ اور کپڑا اور سامان نچاہیے اور وزن معلوم ہونا چاہیے اور چاہیے کہ اس سرمایہ کو عامل کے سپرد کردین اگر مالک شرط کرے کہ مین اسے اپنے پاس رکھونگا تو درست نہین ہے دوسرا رکن نفع ہے تو چاہیے جو کچھ ملے گا اوسے معلوم کرے کہ مثلاً نصف ہے یا ثلث اگر کہے گا کہ دس درم میرے ہین اور باقی کو بانٹ لین تو باطل ہے تیسرا رکن عمل ہے اور شرط یہ ہے کہ وہ عمل تجارت یعنی خرید و فروخت ہو پیشہ وری نہین اگر گیہون نان بائی کو دے کہ روٹی پکا کر نفع کے دو حصہ کرے تو یہ درست نہین اگر تیلی کو تخم کتان اسیطرح پر دے تو وہ بھی درست نہین اگر تجارت مین یہ شرط کریگا کہ فلانے آدمی کے سوا اور کسیکے ہاتھ نہ بیچے یا فلانے آدمی کے سوا اور کسی سے نہ مول لے تو یہ شرط باطل ہے اور جو بات معاملہ کو تنگ کرے اوسکی شرط لگانا درست نہین اور عقد قراض یہ ہے کہ مالک کہے یہ مال مین نے تجھے تجارت کرنیکو دیا نفع آدھا آدھا بانٹ لین گے وہ کہے مین نے اسکو قبول کیا جب عامل نے عقد باندہا تو خرید و فروخت کرنے مین مالک مال کا وکیل ہوگیا مالک جب چاہے فسخ کرلے جب مالک فسخ کرے اگر سب مال مع منافع نقد ہو تو منافع بانٹ لین اور اگر مال جنس ہو اور منافع نہو تو عامل مال مالک کو حوالہ کردے اور عامل پر اوسکا بیچنا واجب نہین اور اگر عامل بیچنا چاہے تو مالک کو منع کرنا درست ہے مگر جب عامل نے کوئی خریدار پایا ہو کہ وہ نفع سے مول لیتا ہو تو مالک نہین منع کرسکتا اگر مال جنس ہو اور اوسمین نفع ہو تو عامل پر واجب ہے کہ اوس قدر نقد کا مال بیچے جس قدر سرمایہ تھا زیادہ نہ بیچے جب سرمایہ کے قدر نقد کر چکا تو باقی مال تقسیم کرلین اوس باقی کا بیچنا عامل پر واجب نہین ہے جب ایک سال گذر جاے تو زکوۃ دینے کے واسطے مال کی قیمت جاننا واجب ہے اور عامل کے حصہ کی زکوۃ عامل پر ہے اور بغیر مالک کے بے اجازت عامل کو سفر کرنا نچاہیے اگر سفر کریگا تو اوسپر مال کا تاوان ہوگا اور اگر مالک کی اجازت سے سفر کریگا تو جسطرح ناپ تول بار برداری کا صرف اور دکان کا کرایہ مال مین سے لیتا ہے اسیطرح زادراہ بھی مال قراض مین سے لے اور جب سفر سے پھر آئے تو دسترخوان آفتابہ وغیرہ جو کچھ مال مین سے لیکر خریدا تھا وہ سب مال مین داخل ہوجائیگا **چھٹا عقد شرکت** ہے جب دو آدمیون کی

شرکت مین مال ہو تو شرکت یہ ہے کہ تصرف کیواسطے ایک دوسرے کو اجازت دے اگر دونو کا مال برابر ہو تو نفع نصفا نصف بانٹ لین اور
اگر مال کم زیادہ ہے تو نفع بھی اوسیطرح کم زیادہ ہوگا اور یہ شرط درست نہین ہے کہ پھیر لین مگر جب ایک شخص محنت کرتا ہو اس صورت مین کام کے
سبب سے زیادہ نفع لینے کی شرط کرنا درست ہے اور یہ تراضی مع الشرکت کو شامل ہے تین قسم کی اور شرکتون کا بھی بیان ہے اور وہ باطل ہین
ایک مزدورون اور پیشہ ورون کی شرکت کہ آپس مین شرط کر لیتے ہین کہ جو کچھ ہم تم کمائین وہ مشترک ہے یہ شرکت باطل ہے اسواسطے کہ ہر ایک کی مزدوری
خاص اوسی کی ملک ہے دوسری شرکت مفاوضہ کہ دو آدمیون کے پاس جو کچھ ہو سب سامنے رکھدین اور کہین کہ جو کچھ نفع نقصان ہو اوسمین ہم تم شریک
ہین یہ بھی باطل ہے تیسری شرکت کی یہ صورت ہے کہ ایک آدمی صاحب مال ہو اور ایک صاحب جاہ اور مال اوس جاہ والیکے کہنے پر بیچتا ہے تاکہ نفع مین شرکت ہو
یہ بھی باطل ہے علم معاملات سے اسقدر جاننا واجب ہے کہ جسکی اکثر حاجت پڑتی ہے ان صورتون کے سوا اور شکلین جو ہین وہ نادر ہین آدمی
جب اسقدر جان جائیگا تو اور جو صورت آپڑے گی اوسے دریافت کر سکیگا اور اگر اسقدر نہ جانیگا تو حرام مین گرفتار ہو جائیگا اور
جانیگا بھی نہین کہ مین مبتلاے حرام ہوا اوسوقت اسکا عذر لاعلمی کچھ کارآمد نہوگا **تیسرا باب معاملہ مین عدل و انصاف**
کالحاظ رکھنے کے بیان مین ایعزیز جان تو کہ جو کچھ ہمنے بیان کیا وہ ظاہر شرع کی روسے معاملہ درست ہونے کی
شرط تھی اور بسا معاملے ایسے ہوتے ہین کہ اونمین مفتی تو ہم یہی دین گے کہ یہ معاملہ درست ہے لیکن وہ معاملہ کرنیوالا خدا کی
لعنت مین گرفتار ہوگا اور یہ وہ معاملہ ہوتا ہے جسمین مسلمانون کو رنج اور نقصان پہونچے اسکی دو قسمین ہین ایک عام ایک خاص وہ جو
عام ہے اوسکی بھی دو نوعین ہین پہلی نوع احتکار یعنی غلہ مول لیکر اس نیت سے رکھنا کہ جب گرانی ہو تو بیچونگا جو ایسا کرے
اوسے محتکر کہتے ہین اور محتکر ملعون ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اناج کو چالیس دن اس نیت سے
رکھ چھوڑے کہ جب گران ہو تو بیچون وہ اگر تمام اناج خیرات کردے گا تو بھی اسکا کفارہ نہوگا اور فرمایا ہے کہ جو شخص چالیس دن
اناج رکھ چھوڑے حق تعالے اوس سے اور وہ حق تعالے سے بیزار ہے اور فرمایا ہے کہ جسنے اناج مول لیا اور کسی شہر مین لیگیا
اور جو اوسوقت نرخ ہے اوس نرخ پر بیچا وہ ایسا ہے کہ گویا اوس نے وہ اناج صدقہ کیا اور ایک روایت مین ہے کہ گویا اوس نے
ایک لونڈی یا غلام آزاد کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ جو شخص چالیس دن اناج جگو رکھے گا اوسکا دل سیاہ ہو جائیگا اور اونکو
کسی شخص نے کسی محتکر کے غلہ کی خبر دی فرمایا کہ اوسمین آگ لگادو اگلے بزرگون مین سے کسی نے وکیل کے ہمراہ غلہ بصرہ مین
بیچنے کو بھیجا وکیل جب پہونچا تو وہان اناج بہت سستا تھا ایک ہفتہ ٹھہر کر دونون داموں بیچا اور اون بزرگ کو خط لکھا کہ مینے
ایسا کام کیا اونھون نے جواب لکھا کہ مین نے اوس تھوڑے نفع پر جو دین کی سلامتی کے ساتھ ہو قناعت کی تھی یہ مناسب
نہ تھا کہ بہت سے نفع کے عوض تو نے دین ہاتھ سے دے دیا یہ کام جو تو نے کیا بڑا گناہ ہے اب تجھے چاہیے کہ تمام مال خیرات
دیدے کہ اس گناہ کا کفارہ ہو جاے اور شاید کہ اسپر بھی شومی سے ہم تم بالکل نہ چھوٹین ایعزیز جان تو کہ اس فعل کے حرام ہونیکا
سبب خلق کا ضرر اور نقصان ہے کیونکہ قوت سے آدمی کی زندگی ہے لوگ اگر بیچین تو تمام خلق کو اسکا مول لینا مباح ہے اگر ایک ہی
آدمی مول لیکر بند رکھے تو باقی تمام خلق کو دستیاب نہوگا اور یہ امر ایسا ہے جیسا کہ کوئی مباح پانی روکے کہ لوگ پیاسے ہو کر زیادہ

قیمت کو مول لین اس نیت سے اناج مول لینا گناہ ہے لیکن اگر اناج کسی کسان کی خاص ملک ہے تو اوسے اختیار ہے
جب چاہے بیچے اوسپر جلدی بیچ ڈالنا واجب نہین ہے اگر تاخیر نکرے تو اولے ہے لیکن اگر اوسکے دل مین یہ خواہش ہو
کہ اناج گران ہوجاے تو یہ خواہش البتہ بد ہے دوا وغیرہ جو قوت نہین ہین اورجنکی اکثر احتیاج نہین پڑتی ہے اونکو گرانی مین
بیچنے کی نیت سے رکھ چھوڑنا حرام نہین ہے لیکن اناج کو جمع کر رکھنا حرام ہے اور وہ چیزین جو احتیاج مین اناج کے قریب
قریب ہین جیسے گھی گوشت وغیرہ اوسمین علما کا اختلاف ہے مگر صحیح یہ ہے کہ کراہت سے خالی نہین لیکن اناج کے درجہ کو نہین
پہونچتی اور اناج کا جمع کر رکھنا بھی جبھی حرام ہے کہ اناج کی تنگی ہو اور جب ہر ایک کو آسانی سے اناج مل سکتا ہے تو جمع کر رکھنا
حرام نہین اسواسطے کہ اسوقت جمع کرنے مین کسیکا نقصان نہین بعضے عالمون نے کہا ہے کہ اوسوقت بھی حرام ہے اور صحیح
یہ ہے کہ مکروہ ہے کیونکہ کچھ نہ کچھ گرانی کا منتظر ہوگا اور آدمی کے رنج کا منتظر رہنا مذموم ہے اور اگلے بزرگون نے دو قسم کی
تجارت کو مکروہ جانا ہے ایک اناج بیچنے کو دوسرے کفن بیچنے کو اسواسطے کہ لوگون کی تکلیف اور موت کی راہ دیکھنا بری بات
ہے اور دو قسم کے پیشہ کو بھی برا سمجھے ہین ایک قسائی کے پیشہ کو کہ دل سخت کر دیتا ہے دوسرے سنار کے پیشہ کو کہ اوسمین دنیا
کی آرایش ہے دوسری نوع جس سے رنج عام ہوتا ہے کھوٹا روپیہ پیسا معاملہ مین دینا ہے کیونکہ لینے والا اگر نہ پہچانے تو
اوسپر ظلم کر چکا اور اگر پہچان گیا تو شاید وہ اور کو دغا دے اور وہ اور کسیکو دہوکا دے اسیطرح مدت دراز تک دغابازی کا سلسلہ نہ ٹوٹے
پہلے جس نے دغابازی کی ہے اوسپر اون سب کا مظلمہ ہوگا اسیواسطے کسی بزرگ نے کہا ہے کہ ایک کھوٹا درم دینا سو درم
چرا لینے سے بدتر ہے اسواسطے کہ چوری کا گناہ اوسیوقت ہے اور یہ گناہ ممکن ہے کہ اوسکی موت کے بعد تک چلا جاے اور
وہ شخص بڑا بدبخت ہے جو مر جاے اور اوسکا گناہ نہ مرے اور یہ گناہ سو سو برس تک رہنا ممکن ہے اور قبر مین اوس شخص پر عذاب
ہوا کریگا جسکے ہاتھ سے اوس گناہ کی ابتدا ہوئی تھی کھوٹے چاندی سونے مین چار چیزین معلوم کرنا ضرور ہین ایک یہ کہ کھوٹا روپیہ
اشرفی جسکے ہاتھ لگے اوسے چاہیے کہ کنوین مین ڈال دے اور کسیکو یہ کہکر بھی نہ دے کہ یہ کھوٹا ہے کہ شاید وہ اور کسیکے ساتھ دغابازی
کرے دوسرے یہ کہ بازاری پر واجب ہے کہ نقد کا پرکھنا سیکھے تاکہ کھوٹے کو پہچان لے یہ اسواسطے نہین واجب ہے کہ خود نہ لے
بلکہ اسلیے کہ اور کسیکو دہوکے سے نہ دیدے اور مسلمانون کا حق ضائع نہ کرے جو شخص یہ کام نہ سیکھیگا اور دہوکے سے کھوٹا
روپیہ اشرفی اوسکے ہاتھ سے چل جائیگا وہ گنہگار ہوگا اسواسطے کہ جو شخص جو معاملہ کیا کرتا ہے اوسپر اوسکا علم سیکھنا واجب ہے
تیسری یہ کہ اگر کھوٹا روپیہ اس نیت سے لیگا جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے رَحِمَ اللّٰهُ امْرَأً سَهْلَ الْقَضَاءِ
وَسَهْلَ الْاِقْتِضَاءِ تو اچھا کام ہے لیکن کنوین مین ڈالنے کی نیت سے لے اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ خرچ کر ڈالونگا تو اگرچہ کھوٹا
ہونا صاف کہہ بھی دیگا تو بھی لینا نچاہیے چوتھی یہ کہ کھوٹا اسکو کہتے ہین جسمین چاندی سونا مطلقاً ہووے ہی نہ لیکن جسمین ناقص سونا
چاندی ہے اوسے کنوین مین ڈالنا واجب نہین بلکہ اگر اوسے خرچ کریگا تو دو باتین واجب ہین ایک یہ کہ دوسرے سے کہدے کہ یہ
ناقص ہے چھپائے نہین دوسری یہ کہ اوسے دے جسکے امانت دار ہونے پر اعتماد ہو کہ وہ بھی اور کسی سے دغابازی نہ کرے

اگر یہ جانے کہ یہ خرچ کرتے وقت دوسرے سے ناقص ہونیکا حال نہ بتائے گا تو اوسکی ایسی مثال ہے جیسے انگور ایسے
شخص کے ہاتھ بیچے جسے جانتا ہے کہ شراب بنایگا یا ہتھیار ایسے شخص کے ہاتھ بیچے جسے جانتا ہے کہ رہزنی کرے گا
اور یہ امر حرام ہے معاملہ مین امانت داری دشوار ہونے کے سبب سے اگلے بزرگون نے کہا ہے کہ امانت دار سوداگر عابد
سے بہتر ہے دوسری قسم ظلم خاص ہے یہ اوسی پر ہوتا ہے جسکے ساتھ معاملہ ہو اور جس معاملہ مین کوئی خاص ضرر ہو وہ ظلم
ہے اور حرام ہے خلاصہ یہ کہ جو امر اورون کیطرف سے اپنے اوپر پسند نہ کرے وہ خود بھی کسی مسلمان کے ساتھ نہ کرے ✤
ہرچہ بر خود مپسندی بر دیگران ہم مپسند ✤ جو شخص جس امر کو اپنے لیے پسند نہین کرتا اوسی امر کو دوسرے مسلمان کے واسطے
روا رکھے اوسکا ایمان ناقص ہے اسکی تفصیل چار چیزون سے معلوم ہوگی ایک یہ کہ مال کی تعریف حد سے زیادہ نکرے کہ اسمین
جھوٹ اور دغا اور ظلم ہے بلکہ جب خریدار بے بتائے جانتا ہو تو سچ تعریف بھی نہ کرے کہ یہ بیفائدہ ہے حق تعالے نے فرمایا ہے
مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ یعنی آدمی جو بات کہتا ہے اوس سے سوال ہوگا کہ کیون کہی تھی اگر بیہودہ بات کہی
ہوگی تو اوسکا کچھ عذر نہو سکے گا اور جھوٹی قسم کھانا گناہ کبیرہ ہے اگر سچی قسم ہے توبھی ادنا کام کے واسطے خدا کا نام لیا یہ بے ادبی
ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ تاجرون پر افسوس ہے نہین واللہ اور ہان واللہ کہنے کے سبب سے اور پیشہ ورون پر افسوس
ہے کل پرسون کرنے کے سبب سے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی اپنے مال کو قسم کھاکر بیچے گا قیامت کے دن
حق تعالے اوسکی طرف نہ دیکھے گا کہتے ہین کہ یونس بن عبید ریشم کی تجارت کرتے تھے اور اوسکی تعریف نہ کرتے تھے ایک دن
ریشم نکالنے لگے اونکے شاگرد نے خریدار کے سامنے کہا خداوندا مجکو جنت کے کپڑے عنایت فرمانا یونس بن عبید نے
پھر ریشم نہ نکالا اور جسمین سے ریشم نکالتے تھے اوسے پھینک دیا غرض کہ ریشم نہ بیچا اور ڈرے کہ اسکا یہ کہنا اپنے مال کی
تعریف ہے دوسری یہ کہ مال کا کوئی عیب خریدار سے نہ چھپائے اور سب حقیقت حال کہدے اگر چھپائے گا تو دغاباز ہو جائیگا
اور نصیحت سے دست بردار ہو جائیگا ظالم اور گنہگار ہو جائیگا اور اگر اوپر کی تہ دکھائی یا اندہیرے مین کپڑا دکھائے تاکہ کپڑا
اچھا نظر آئے یا جو تون اور موزون مین سے اچھا پیر دکھائے تو ظالم اور دغاباز ہو جائیگا ایک دن ایک گیہون والے کی طرف
جناب سرور انبیا علیہ الصلوۃ والثنا کا گذر ہوا آپنے اوسکے گیہوون کے انبار کے اندر دست مبارک ڈالا تو نمی تھی آپنے فرمایا
یہ کیا ہے اوس نے عرض کیا بھیگے ہوئے گیہون ہین آپنے فرمایا کہ یہ کیون نہ نکال ڈالے مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا یعنی جو دغابازی
کریگا وہ ہم مین سے نہین ہے ایک شخص نے تین سو درم کو اونٹ بیچا اوسکے پاؤن مین کچھ عیب تھا واثلہ بن الاسقع کہ صحابہ
مین سے تھے وہان کھڑے تھے پہلے غافل رہے جب یہ بات معلوم کی تو خریدار کے پیچھے دوڑے اور کہا اسکے پاؤن مین
عیب ہے وہ پھر آیا اور تینون سو درم بیچنے والے سے پھیر لیے بائع نے انسے کہا کہ یہ معاملہ تمنے کیون خراب کیا اونھون نے
جواب دیا اسواسطے کہ مین نے جناب نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے سنا ہے کہ یہ امر حلال نہین ہے کہ کوئی چیز بیچے اور اوسکا عیب
چھپائے اور دوسرے کو حلال نہین ہے کہ جانے اور اطلاع نکردے اور کہا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر ہم سے

بیعت لی ہے کہ ہم مسلمانون کو نصیحت کرین اور اونپر نگاہ شفقت کرین اور چھپانا نصیحت نہین ہے اے عزیز جان تو کہ ایسا معاملہ کرنا دشوار ہے اور بڑی محنت کا کار ہے دو چیزون سے اِسمین آسانی ہوگی ایک یہ کہ عیب دار مال مول نہ لے اگر مول لیچکا ہے تو عیب ظاہر کردینے کا ارادہ رکھے اگر کسی نے اوسے ٹھگ لیا ہے تو جانے کہ یہ نقصان میرے ہی اوپر پڑا اورون پر نقصان ڈالنے کا ارادہ نہ کرے جبکہ خود دغاباز پر لعنت کرتا ہے تو اپنے تئین اورون کی لعنت مین نہ ڈالے اصل یہ ہے کہ یہ سمجھ لے کہ دغابازی سے روزی کچھ بڑھ نہین جاتی بلکہ مال مین سے برکت جاتی رہتی ہے اور برخورداری نہین رہتی اور عیاری سے رفتہ رفتہ جو کچھ ہاتھ لگتا ہے دفعۃً ایسا کوئی واقعہ پیش آئیگا کہ وہ سب ضائع ہو جائیگا اور مظلمہ ہی مظلمہ باقی رہے گا اور اوس شخص کا سا حال ہوگا جو دودہ مین پانی ملایا کرتا تھا دفعۃً بہیا آئی اور گائے کو بہا لیگئی اوسکے لڑکے نے کہا کہ دودہ مین تھوڑا تھوڑا پانی جو ملایا کرتے تھے وہ سب اکھٹا ہوا اور گائے کو بہا لیگیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب معاملہ مین خیانت نے راہ پائی برکت جاتی رہی برکت کے یہ معنی ہین کہ کسیکے پاس مال تھوڑا سا ہو اور بہرہ مندی بہت ہو اور بہتون کو اوس سے راحت ہو اور اوس سے خیر بہت وقوع مین آئے اور کوئی ہوتا ہے کہ مال تو بہت سا رکھتا ہے اور وہ مال دنیا اور عقبیٰ مین اوسکی تباہی کا باعث ہوتا ہے اور اوس سے کچھ بہرہ مند نہین ہوتے تو برکت طلب کرنا چاہیے زیادتی اور برکت امانت داری سے ہوتی ہے بلکہ زیادتی بھی امانت کے سبب سے ہوتی ہے اسواسطے کہ جو شخص امانت دار مشہور ہوا ہر شخص اوسکے ساتھ معاملہ کرنے کی خواہش رکھتا ہے اور اوس سے بہت فائدہ ہوتا ہے اور جو شخص خیانت کے ساتھ مشہور ہوا اوس سے سب عذر کرتے ہین دوسری بات یہ ہے کہ یہ سمجھ لے کہ میری عمر سَو برس سے زیادہ نہوگی اور آخرت کی مدت بے نہایت ہے تو یہ کیونکر روا رکھیگا کہ اس دنیا کی چند روزہ مین سونے چاندی کی زیادتی کے واسطے عمر ابدی کو تباہ کرے ہمیشہ ان باتون کا خیال رکھے تاکہ عیاری اور دغابازی اوسکے دل مین جگہہ نہ کرنے پائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا کے غصہ سے خلق لا الہ الا اللہ کی پناہ مین ہے جب دنیا کو دین پر مقدم رکھتے ہین اور یہ کلمہ کہتے ہین تو حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ تم جھوٹ کہتے ہو اس کہنے مین تم سچے نہین اور جسطرح بیع مین دغابازی نہ کرنا فرض ہے اوسطرح سب پیشون مین فرض ہے اور دہوکے کا کام کرنا حرام ہے مگر یہ کہ پوشیدہ نرکھے حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ سے رفوگری مین فتویٰ پوچھا آپنے فرمایا کہ نچاہیے مگر اوس شخص کو درست ہے جو اپنے پہننے کے واسطے کرے بیچنے کے لیے نہین جو شخص دہوکا دینے کے واسطے رفو کریگا وہ گنہگار ہوگا اور اوسکی مزدوری حرام ہوگی تیسری بات یہ ہے کہ ناپ جوکھ مین دغابازی نہ کرے اور پورا تولے حق تعالیٰ فرماتا ہے وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ یعنی خرابی ہے اون لوگون کی جو جب دیتے ہین کم تولتے ہین اور جب لیتے ہین تو زیادہ تولتے ہین اگلے بزرگون کی عادت تھی کہ جو کچھ لیتے تھے تو آدھا حبہ کم لیتے تھے جب دیتے تھے تو آدھا حبہ زیادہ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ آدھا حبہ ہم مین اور دوزخ مین آڑ ہے اسواسطے کہ ڈرتے تھے کہ پورا پورا نہین تول سکتے ہین اور کہتے تھے کہ وہ احمق ہے کہ بہشت کو جسکی وسعت سات زمین و آسمان کے برابر ہے آدھے حبہ پر بیچڈالے اور وہ شخص احمق ہے جو آدھے حبہ پر طوبیٰ کو ویل سے یعنی بھلائی

برائی سے بدل ڈالے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی چیز خرید فرماتے تو ارشاد کرتے کہ قیمت کے موافق تول اور
جھکتا تول حضرت فضیل رح نے اپنے بیٹے کو دیکھا کہ کسی کو دینے کے واسطے دینار تولتا ہے اور اوسکے نقش مین جو میل تھا
اوسے صاف کرتا ہے فرمایا بیٹا تیرا یہ کام دو حج اور دو عمرون سے بہتر ہے اگلے بزرگون نے کہا ہے دو ترازو والا آدمی کہ کم
تول کر دیتا ہے اور ایک سے تولکر خود لیتا ہے تمام فاسقون سے بدتر ہے اور جو بزاز کپڑا مول لیتے وقت ڈھیلا ناپتا ہے اور بیچتے وقت کھینچ کر
ناپتا ہے وہ بھی انہین داخل ہے اور جو قصائی کہ اوس ہڈی کو جسکا رواج نہین گوشت کے ساتھ تول دیتا ہے وہ بھی انہین داخل ہے
اور جو شخص غلہ بیچے اور اوسمین عادت سے زیادہ خاک ہو وہ بھی انہین داخل ہے اور یہ سب باتین حرام ہین اور سب معاملون مین
خلق کے ساتھ انصاف کرنا واجب ہے کیونکہ کسینے اگر کسی کو ایسی بات کہی کہ ویسی بات سننے سے خود ناراض ہوتا ہے تو اوسنے
دینے لینے مین فرق کیا اس گناہ سے آدمی جب بچے گا کہ کسی معاملہ کے درمیان کسی بات مین اپنے تئین دینی بھائی پر فوقیت
نہ دے اور یہ سخت اور مشکل بات ہے اسیواسطے حق تعالی نے فرمایا ہے وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا
یعنی کوئی شخص ایسا نہین کہ دوزخ پر جسکا گذر نہو لیکن جو کوئی پرہیزگاری کی راہ سے قریب تر ہے وہ جلد تر رہائی پائیگا چوتھی بات
یہ ہے کہ جنس کے نرخ مین کچھ دغا نہ کرے اور بھاؤ نہ چھپائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر کو منع فرمایا ہے کہ لوگ قافلہ
سے آگے جائین اور شہر کا نرخ چھپائین تاکہ خود سستا مول لین جب ایسا کرین تو مال والیکو بیع فسخ کر لینا پہونچتا ہے اور اس امر کو
بھی آپنے منع فرمایا ہے کہ کوئی مسافر شہر مین مال لائے اور سستا بیچے اور کوئی شخص اوس سے یہ کہے کہ یہ مال میرے پاس
چھوڑ جائین کچھ دن بعد گران بیچ دونگا اور اس امر کو بھی منع فرمایا ہے کہ کسی شخص سے بظاہر کوئی چیز اسواسطے گران چکائی تاکہ
دوسرا شخص اوسے سچا جانکر زیادہ قیمت دیکر مول لیجائے اگر کسی نے صاحب مال سے یہ معاملہ ٹھیک کیا تاکہ دوسرا فریب
کھائے تو جب یہ بھید کھلجائے تو فسخ بیع کرنا درست ہے یہ عادت ہے کہ مال کو بازار مین رکھتے ہین جو لوگ واقع مین نہین
لیا چاہتے وہ بھاؤ بڑہا دیتے ہین یہ امر حرام ہے اسیطرح جو بھولا آدمی مال کی قیمت نہین جانتا اور سستا بیچتا ہے اوس سے مال خریدنا درست نہین
یا جو بھولا آدمی بھاؤ نہین جانتا اور گران مال لیتا ہے اوسکے ہاتھ کچھ بیچنا درست نہین اگرچہ فتوی بھی دیا جائیگا کہ ظاہرا بیع درست ہے لیکن چونکہ حقیقت حال
اوس سے پوشیدہ رکھی لہذا گنہگار ہوگا بصرہ مین ایک سوداگر تھا شہر سوس سے اوسکے غلام نے اوسے خط لکھا کہ یہان نیشکر پر آفت آگئی ہے تو اورون کو
خبر نہونے پائے پہلے بہت سی شکر تم مول لے لو اوس سوداگر نے بہت سی شکر مول لے رکھی اور وقت پر بیچی تیس ہزار درم کا
فائدہ ہوا اپنے دل مین خیال کیا کہ ایک مسلمان سے مین نے دغا کی اور نیشکر پر آفت آنا اوس سے چھپایا ایسا کام کب درست
ہوگا تیسون ہزار درم لیکر شکر والے پاس گیا اور کہا یہ تیرا مال ہے اوس نے کہا کیون تمام قصہ اوسے کہہ سنایا اوس نے کہا
مین نے اب تجھے بحل کر دیا جب گھر آیا تو رات کو سوچا کہ شاید لحاظ کے مارے اوسنے یہ کہا ہو اور مین تو اوسکے ساتھ دغا
کر ہی چکا ہون دوسرے دن پھر لیگیا اور نہایت اصرار کیا کہ یہ تیسون ہزار درم تو لے مجبور ہو کر اوسنے لیلیے اے عزیز جان تو
کہ جو شخص اصل قیمت کہتا ہے اوسے سچ کہنا چاہیے اوسمین دغا نہ کرے اور اگر مال مین کچھ نقصان آگیا ہو تو بتا دے اور اگر

مہنگا مول لیا ہے اور بہل انکاری کی ہے کہ بیچنے والا اوسکا دوست یا عزیز تھا تو یہ بھی کہدے اور اگر کوئی چیز دس دینار کی
کمایان سکے عوض دے اور وہ اتنے کو نہین بکتی تو دس دینار مال کی قیمت کہنا نہ چاہیے اور اگر پہلے مال ارزان مول لیا اور
پھر بھاؤ بڑھ گیا تو پہلے قیمت ظاہر کردے اسکی تفصیل دراز ہے بازاری لوگ اس امر مین بہت خیانت کرتے مین اور اوسے
خیانت نہین جانتے اصل یہ ہے کہ آدمی جس دغا کو اپنے اوپر روا نہین رکھتا خود بھی اورون کے ساتھ وہ دغا نہ کرے اور
اسلیے کہ یہ بھی کہ کوئی جانتا ہے کیونکہ شخص اوسکی قیمت کے اعتماد پر مول لیتا ہے اور وہ یہ سمجھکر مول لیتا ہے کہ مین نے خوب
جانچ لیا ہے اور وہ بھی مول لیا ہے اگر اس امر مین دغا ہوگی تو وہ خریدار راضی نہوگا اور یہ دغا بازی ہے **چوتھا باب معاملہ**
مین احسان اور بھلائی کرنے کے بیان مین ایعزیز جان تو کہ حق تعالی نے جسطرح عدل کرنیکا
حکم فرمایا ہے اوسیطرح احسان کرنے کا بھی حکم فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وہ باب
جو اوپر مذکور ہوا عدل کے بیان مین تھا تاکہ آدمی ظلم کرنے سے بچے اور یہ باب احسان کے بیان مین ہے حق تعالی فرماتا ہے
اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ جس نے فقط عدل کیا ہے اوس نے دین کا سرمایہ محفوظ رکھا مگر فائدہ احسان مین ہے
اور عقلمند وہ ہے جو کسی معاملہ مین آخرت کا فائدہ نچھوڑے اور احسان وہ بھلائی ہے جس سے معاملہ کرنیوالیکو فائدہ ہو وہ
تجھپر واجب نہین احسان کا درجہ چھہ وجہون سے حاصل ہوتا ہے ایک تو یہ کہ اگرچہ خریدار کسی اپنی ضرورت اور حاجت کے
سبب سے راضی بھی ہو تو بھی بہت نفع لینا روا نرکھے حضرت سری سقطی قدس سرہ دکان کرتے اور پانچ روپیہ سیکڑا سے
زیادہ نفع لینا روا نرکھتے تھے ایکبار ساٹھہ دینار کے بادام مول لیے پھر بادام گران ہوگئے ایک دلال نے اونسے بادام
مانگے فرمایا کہ ترسٹھہ دینار کو بیچا دلال نے کہا کہ نوّے دینار آج ان بادامون کی قیمت ہے اونھون نے فرمایا کہ مین نے
دل مین ٹھان لی ہے کہ پانچ روپیہ سیکڑے سے زیادہ نفع نہ لونگا اور اس قصد کے توڑنے کو مین روا نہین رکھتا دلال نے
کہا کہ مین تمھارے مال کو بھاؤ سے کم پر بیچنا روا نہین رکھتا غرض کہ نہ دلال نے بیچا نہ حضرت سری سقطی زیادہ قیمت لینے پر
راضی ہوے احسان کا ایسا درجہ ہوتا ہے محمد ابن المنکدر ایک بزرگ دکاندار تھے اونکے پاس کئی تھان تھے کسی کی قیمت
دس دینار تھی کسی کی پانچ دینار اونکی غیبت مین اونکے شاگرد نے پانچ دینار والا تھان ایک اعرابی کے ہاتھہ دس دینار کو
بیچا جب وہ تشریف لائے اور حال معلوم ہوا تو تمام دن اوس اعرابی کو ڈھونڈھتے پھرے جب وہ ملا تو اوس سے کہا وہ
تھان پانچ دینار سے زیادہ کا نہین ہے اوس نے کہا مین نے خوشی سے لیا ہے اون بزرگ نے فرمایا کہ جس امر کو مین اپنے
واسطے نہین پسند کرتا اوسے کسی مسلمان کے لیے نہین پسند کرتا یا فسخ بیع کر یا پانچ دینار پھیر لے یا میرے ساتھہ آ کہ اس سے
بہتر تھان دون غرضکہ اعرابی نے پانچ دینار پھیر لیے پھر کسی شخص سے پوچھا کہ یہ بزرگ کون تھے اوس نے کہا کہ محمد ابن المنکدر ہین
اعرابی کہنے لگا سبحان اللہ یہ وہ مرد ہے کہ جب پانی نہ برسے اور میدان مین طلب باران کے واسطے ہم جائین تو اسکا نام
لینے سے پانی برسنے لگے اگلے بزرگون کی عادت تھی کہ نفع کم لیتے تھے معاملہ بہت کرتے تھے اور اس امر کو زیادہ نفع لینے کا

یہ نسبت بہت مبارک جانتے تھے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کوفہ کی بازار مین گشت کرتے اور فرماتے کہ اے لوگون تھوڑے
نفع کو نہ پھیرو کہ بہت نفع سے محروم رہو حضرت عبد الرحمن بن عوف سے لوگون نے پوچھا کہ تمھاری تونگری کا کیا سبب ہے
فرمایا کہ مین نے تھوڑے فائدہ کو رد نہین کیا جسنے مجھسے ایک جانور بھی مانگا تو مین نے اوسے نہ رکھا اور بیچ ڈالا ایک دن ہزار
اونٹ اصلی قیمت پر بیچ ڈالے اور ہزار رسیون کے سوا کچھ نفع نہین لیا ایک ایک رسی ایک ایک درم کو بکی اور اونٹون کے
اوس دن کے چارہ کی ہزار درم قیمت اپنے ذمہ سے ساقط ہوگئی تو دو ہزار درم کا نفع ہوا دوسرے یہ کہ محتاجون کا مال
مہنگا مول لے تاکہ وہ خوش ہون جیسے بیوہ عورتون کا سوت اور بچون اور فقیرون کے ہاتھ سے وہ میوہ جو پھر آیا ہو کہ
یہ تجاہل عارفانہ اور قصداً دام بڑہانا صدقہ سے بہتر ہے جو ایسا کریگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا لیگا کہ آپنے فرمایا ہے
رَحِمَ اللّٰهُ امْرَأً سَهْلَ الْبَيْعِ وَسَهْلَ الشِّرَاءِ لیکن امیر سے زیادہ دام کو مال مول لینا ثواب ہے نہ شکر ہے دام ضائع کرنا ہے انسے تکرار اور اصرار
کرکے سستا مول لینا اولیٰ ہے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام یہ کوشش کرتے کہ جو کچھ مول لیتے ارزان لیتے اور بہت جانچتے
اونسے لوگون نے عرض کیا کہ ہر دن آپ کئی ہزار درم خیرات دیتے ہین اتنا قلیل پر آپ اتنی تکرار کیون فرماتے ہین فرمایا کہ ہم جو دیتے ہین
خدا کے واسطے دیتے ہین اوسکی راہ مین جتنا زیادہ دیجیے کم ہے اور بیع مین دہوکا کھانا عقل اور مال کے نقصان کا باعث ہے تیسرے
قیمت لینے مین تین طرح سے احسان ہوتا ہے ایک کچھ کم کردینے دوسرے ٹوٹے اور کھوٹے روپے پیسے لینے سے تیسرے مہلت دینے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اوس شخص پر خدا کی رحمت ہو جو داد وستد مین آسانی کرے اور فرمایا ہے جو شخص آسانی کرتا ہے حق تعالیٰ بھی
کامونکو آسان فرماتا ہے اور محتاج کو مہلت دینے سے زیادہ کوئی احسان نہین ہے اگر وہ نادار ہے تو اوسے مہلت دینا واجب ہے احسان نہین بلکہ
منجملہ عدل ہے اور اگر محتاج نادار نہو مگر جب تک کوئی گھاٹے کے ساتھ نہ بیچے یا جس چیز کی اوسے ضرورت ہے اوسکو
نہ فروخت کرے تب تک قیمت نہین ادا کرسکتا تو اوسے مہلت دینا احسان ہے اور بڑی خیرات ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کو میدان حشر مین لائین گے اوسنے دین کے مقدمہ مین اپنے اوپر ظلم کیا ہوگا اور
اوسکے نامۂ اعمال مین کوئی نیکی نہوگی اوس سے کہین گے کہ تو نے ہرگز کوئی نیکی نہین کی وہ کہیگا ہان نہین کی مگر اپنے
نوکرون اور گماشتون سے مین نے کہا تھا کہ جو میرا قرضدار تنگدست ہو اوسے مہلت دو اور تنگ نہ کرو پس دریائے رحمت
جوش مین آئیگا ارحم الراحمین اوس سے فرمائیگا کہ آج تو تنگ دست اور بے نوا ہے مجھے بھی تیرے ساتھ آسانی کرنا زیبا ہے
اور اوسکو بخشدیگا اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی کسیکو ایک مدت کے وعدہ پر قرض دیتا ہے تو جو دن گذرتا ہے
ہر دن اوسے صدقہ دینے کا ثواب ملتا ہے اور جب مدت معہودہ گذر جاتی ہے اوسکے بعد جو مہلت دیتا ہے تو ہر دن اتنا
ثواب ہوتا ہے کہ گویا تمام قرض صدقہ کیا اگلے زمانہ مین کچھ بزرگ تھے کہ وہ یہ نچاہتے تھے کہ قرضدار اونکا قرض ادا کرے
اسواسطے کہ ہر روز اونکے واسطے تمام قرض صدقہ دینے کا ثواب لکھا جاتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ جنت کے دروازے پر مین نے لکھا دیکھا کہ صدقہ کا ہر درم دس درم کے برابر ہے اور قرض کا ہر درم اٹھارہ درم کے برابر ہے

اسکا سبب یہ ہے کہ قرض وہی شخص لیتا ہے جو حاجتمند ہو اور صدقہ شاید محتاج کے ہاتھ نہ آئے چوتھے قرض ادا کرنا اچھی طرح
یہ احسان ہے کہ تقاضے کی حاجت نہ پڑے جلدی ادا کرے اور کھرا روپیہ پیسا دے اور اپنے ہاتھ سے پہونچائے اور قرضخواہ
کے گھر پہونچائے اوسے نہ بلائے حدیث شریف مین آیا ہے کہ تم مین وہ شخص بہتر ہے جو قرض اچھی طرح ادا کرے اور حدیث
شریف مین آیا ہے کہ جو شخص قرض لیتا ہے اور یہ نیت کرتا ہے کہ مین اچھی طرح سے ادا کرونگا تو حق تعالے چند فرشتے مقرر
فرماتا ہے وہ اوسکی حفاظت کیا کرتے ہین اور دعا کرتے ہین کہ اوسکا قرض ادا ہوجائے اور قرضدار اگر قرض ادا کر سکتا ہے
تو اگر قرضخواہ کی بے مرضی ایک ساعت دیر کریگا تو ظالم اور گنہگار ہوجائیگا ۔ وہ روزے مین ہو خواہ نماز مین ہو خواہ خواب مین بہرحال
خدا کی لعنت مین رہے گا اور یہ ایسا گناہ ہے کہ سوتے مین بھی اوسکے ساتھ رہتا ہے اور قدرت مین شرط نہین ہے کہ
نقد اوسکے پاس ہو بلکہ اگر اپنی کوئی چیز بیچ سکتا ہے اور بیچکر قرض نہ ادا کیا تو بھی گنہگار رہا اور اگر برا روپیہ پیسا عوض مین دے
کہ قرضخواہ اوسے کراہت سے لے تو بھی گنہگار ہوگا جب تک اوسے رضامند نکریگا ظلمہ سے نہ چھوٹے گا یہ امر کبائر گناہ مین سے
ہے لوگ اسے آسان سمجھے ہین پانچوین یہ کہ جب کسی سے معاملہ کرے اگر وہ معاملہ کرکے پشیمان ہو تو اوس سے معاملہ فسخ کرے
اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی بیع کو فسخ کرے اور جانے کہ مین نے بیع کی ہی نہ تھی تو
حق تعالی اوسکے گناہون کو ایسا جانتا ہے کہ گویا اوس نے کیے ہی نہ تھے اور یہ امر واجب نہین ہے لیکن اسکا ثواب بہت
بڑا ہے اور منجملہ احسان ہے چھٹی یہ کہ اگرچہ تھوڑی ہی سی ہو مگر محتاجون کے ہاتھ اس قصد سے کوئی چیز قرض بیچے کہ جب تک
اونکو ادا کرنے کی قدرت نہوگی اونسے قیمت نہ مانگونگا اور اگر وہ محتاجی ہی مین مرجائیگا تو اوسے بخشدونگا اگلے زمانہ مین
بعضے لوگ تھے کہ یادداشت کی دو فہرستین رکھتے تھے ایک مین مجہول نام ہوتے کیونکہ اوس سے سب فقیر مراد ہوتے تھے
اور بعضے لوگ تھے کہ وہ فقیرون کے نام لکھتے ہی نہ تھے تاکہ اگر وہ لوگ مرجائین تو فقیرون سے کوئی کچھ مطالبہ نہ کرے اون
لوگون کا شمار بہترون مین نتھا بلکہ یہ لوگ بہتر جانے جاتے تھے جو فقیرون کے نام کی یادداشت ہی نہ لکھتے تھے اگر فقیر
دیدیتے تو وہ لے لیتے ورنہ اونسے لینے کی طمع نرکھتے تھے دیندار لوگ معاملہ مین ایسے ہوتے تھے اور دینداروں کا
درجہ دنیوی معاملات مین معلوم ہوتا ہے جسنے دین سچے واسطے شبہے کے ایک درم پر لات ماری وہ دینداروں مین سے ہے

پانچوان باب دنیا کے معاملہ مین دین پر شفقت کرنے کے بیان مین

ایعزیزجان تو کہ جسنے دنیا کی تجارت دین کی تجارت سے غافل کردے وہ بدبخت ہے اور اوس شخص کا کیا حال ہوتا ہے جو سونے کے
کوزہ کو مٹی کے کوزے سے بدلے دنیا کی مثل مٹی کے کوزے کی ایسی ہے کہ بُرا ہو اور جلدی ٹوٹ جاتا ہے اور آخرت کی
مثل سونے کے کوزے کے مانند ہے کہ اچھا بھی ہے اور بہت بھی رہتا ہے بلکہ کبھی ضائع ہوتا ہی نہین اور دنیا کی تجارت سے
تو آخرت ہی نیکی لائق نہین بلکہ راہ دوزخ سے بچنے کے واسطے کوشش بلیغ چاہیے آدمی کا دین اور آخرت ہی آدمی کا سرمایہ ہے چاہیے کہ اوس سے
غافل رہے دین پر شفقت نکرے اور ہمہ تن تجارت اور دہقانی کو اپنا مشغلہ کرنا او اپنے دین پر آدمی شفقت جب کریگا کہ سات احتیاطین کرے

پہلی یہ کہ ہر روز صبح کو نیک نیتین اپنی دل پر تازہ کر لیا کرے اور یہ نیت کرے کہ بازار اسواسطے جاتا ہون کہ اپنے لیے اور
اپنے اہل وعیال کے واسطے کمائی کر لاؤن تاکہ خلائق سے بے پروائی حاصل ہو اور اونکی طمع نرہے تاکہ اسقدر قوت وفراغت
حاصل ہو جاوے کہ خدا کی عبادت مین مشغول ہو سکون اور آخرت کی راہ مین چلون اور یہ نیت کرے کہ آج بندگان خدا کے ساتھ
شفقت ونصیحت اور امانت داری بجالاؤنگا اور امر معروف اور نہی منکر کی نیت کرے اگر کوئی کچھ گناہ کرے تو اوس سے باز رہے
[illegible] کا دم نقد نقش [illegible] اگر دنیا کا [illegible]
مین [illegible] ہزار آدمیون مین ہر ایک اوسکے ایک ایسے کام مین مشغول
ہوگا اوسکی زندگی محال ہے مثلاً نان بائی کسان جولاہا لوہار بنیا اور اور پیشہ ور یہ سب اسی کا کام کرتے ہین اور اسے ان سبکی
حاجت ہے یہ بات نچاہیے کہ سب اسکا کام کرین اسکو ہر ایک سے نفع اور کسی کو اس سے فائدہ نہو سب لوگ اس جہان مین مسافر
کے طور پر ہین اور مسافرون کو چاہیے کہ ایک دوسرے کی مدد کرین اور یہ نیت کرے کہ مین بازار مین اسواسطے جاتا ہون تاکہ جسطرح
اور مسلمان میرا کام کرتے ہین مین بھی ایسا کوئی کام کرون جس سے مسلمانون کو راحت ہو اسواسطے کہ تمام حرفے فرض کفایہ ہین
اور یہ نیت کرے کہ ان فرضون مین سے کسی فرض کو بجا لاؤنگا اس نیت کی درستی کی علامت یہ ہے کہ ایسے کسی کام مین مشغول ہو
جسکی بندگان خدا کو حاجت ہو اسواسطے کہ اگر وہ کام نہوگا تو لوگون کے کام مین خلل پڑیگا وہ کام زرگری اور نقاشی اور گچکاری کے
مثل نہو اسواسطے کہ ایسے کامون مین دنیا کی آرایش ہے ان کامون کی حاجت نہین بلکہ اگرچہ یہ کام مباح ہین مگر انکا نکرنا بہتر ہے
لیکن اطلس کا لباس سینا سونیکا زیور مردونکے واسطے بنانا مکروہ حرام ہے اور جو پیشے اگلے بزرگ مکروہ جانتے تھے یہ کام جو مذکور ہوتے ہین انھین مین سے بنیا
اناج اور کفن بیچنا قصائی کا کام کرنا اور صرافی کہ اسمین سود کے دقائق سے اپنے تئین بچانا مشکل ہے اور جراحی اسواسطے کہ اوسمین اکثر
آدمی کی جراحت کرنا ہوتی ہے کہ شاید فائدہ کرے اور ممکن ہے کہ نفع نکرے اور خاک روبی اور جانورونکی کھال صاف کرنا کہ اوسمین کپڑونکا پاک رکھنا
دشوار ہے وپست ہمتی کی دلیل یہی ہے اور سایبانی اور ساعی کا بھی یہی حکم ہے اور دلالی کا بھی یہی حال ہے اسواسطے کہ اسمین فضول گوئی سے بچنا ممکن نہین اور
حدیث شریف مین آیا ہے کہ بہترین تجارت بزازی ہے اور بہترین پیشہ خرازی ہے یعنی چھاگل اور مشک وغیرہ سینا حدیث شریف
مین آیا ہے کہ اگر جنت مین تجارت ہوتی تو بزازی ہوتی اور اگر دوزخ مین ہوتی تو صرافی ہوتی اور چار پیشون کو لوگ رکیک اور حقیر
سمجھے ہین جولاہگی روئی بیچنا سوت کاتنا معلمی اس حقیر جاننے کا سبب یہ ہے کہ ان پیشہ والونکو لڑکون اور عورتون سے معاملہ
رہتا ہے اور جو شخص کم عقلون سے ملا جلا رہیگا وہ بھی کم عقل ہو جائیگا **تیسری** یہ کہ دنیا کا بازار آخرت کے بازار سے اسے
باز نرکھے اور آخرت کا بازار مساجد ہین حق تعالی نے فرمایا ہے لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللهِ یعنی خبردار تجارت کا
شغل تمھین خدا کے ذکر سے باز نرکھے کہ اس صورت مین تمھارا نقصان ہوگا امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ
اے سوداگرو اول روز کو آخرت کے کامون کے واسطے چھوڑ دو اور آخر روز کو دنیا کے کامون کے لیے بزرگان سلف کی یہ عادت
تھی کہ صبح شام آخرت کے کام کرتے یا مسجد مین ذکر الہی اور اوراد مین مشغول رہتے یا علم کی مجلس مین حاضر رہتے اور لڑکے اور [illegible]

ہریسہ اور بھونی سری بیچتے اوسوقت لوگ مسجد مین ہوتے تھے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب فرشتے اعمالنامہ لیجاتے ہین تو اگر آدمی نے اول روز اور آخر روز مین کچھ نیکی کی ہے تو اون برائیون کو جو درمیان مین کی ہین حق تعالی بخشدیتا ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ دن رات کے فرشتے صبح شام کو جمع ہوکر جاتے ہین حق تعالی اونسے استفسار فرماتا ہے کہ تمنے میرے بندے کو کیونکر چھوڑا اگر یہ عرض کرتے ہین کہ بار خدایا جب ہمنے چھوڑا تو وہ نماز پڑھتا تھا اور جب ہم پہونچے تو وہ نماز پڑہتا تھا تو حق تعالی فرماتا ہے کہ تم گواہ رہنا کہ مین نے اوسکو بخشدیا اور چاہیے کہ ذنکو جب اذان کی آواز سنے تو پھر توقف نکرے جس کام مین ہو اوسے چھوڑکر مسجد مین جائے اس آیۂ کریمہ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ کی تفسیر مین آیا ہے کہ وہ ایسے لوگ تھے کہ اون لوگون مین جو لوہار ہوتا وہ اگر ہتوڑی اوٹھاتا تو اذان کی آواز سنکر پھر اوسے نیچے نلاتا یعنی لوہے پر نہ لگاتا اور چمڑا سینے والا اگر ستالی چمڑے مین چبھوتا تو اذان کی آواز سنکر اوسے باہر نہ نکالتا اوسی طرح چھوڑکر نماز کے واسطے راہی ہوتا **چوتھی** یہ کہ بازار مین ذکر اور تسبیح اور یاد الہی سے غافل نرہے اور حتی الامکان دل و زبان کو بیکار نرکھے اور یہ جانے کہ جو فائدہ اسکے سبب سے فوت ہوتا ہے تمام جہان اوسکے مقابل نہین ہو سکتا ہے اور جو ذکر غافلون کے درمیان مین ہو اوسکا ثواب بہت ہوتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے غافلون کے بیچ مین خدا کو یاد کرنیوالا ایسا ہے جیسے خشک درختون مین ہرا درخت اور مُردون مین زندہ اور بھگوڑون مین غازی اور فرمایا ہے کہ جو شخص بازار مین جائے اور کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اوسکے واسطے دو بار ہزار ہزار نیکیان لکھتے ہین حضرت جنید بغدادی قدس سرہ نے ایک دن فرمایا کہ بازار مین بہت لوگ ایسے ہین کہ اگر صوفیون کا کان پکڑین اور اونکی جگہہ پر بیٹھین تو اسکے لائق ہین اور کہا کہ ایک شخص کو مین جانتا ہون کہ ہر روز بازار مین تین سو رکعت نماز اور تیس ہزار تسبیح اوسکا ورد ہے اور علما نے کہا ہے کہ اونھون نے اس بات سے اپنی ذات کا ارادہ کیا حاصل یہ ہے کہ جو شخص بازار مین قوت کے واسطے جائے تاکہ امور دین مین فرغت پائے وہ ایسا ہی ہے اور اصل مقصود نہ چھوڑے گا اور جو دنیا کی زیادہ طلبی کے واسطے جائیگا اوس سے یہ بات نہوگی بلکہ وہ اگر مسجد مین نماز پڑہے گا تو بھی اوسکا دل پریشان اور دکان کے حساب مین لگا رہے گا **پانچوین** یہ کہ بازار مین رہنے کی بہت حرص نہ کرے مثلاً سب سے پہلے جائے اور سبکے بعد آئے یا سفر دور دراز پرخطر کرے یا دریا کا سفر کرے یہ امور کمال حرص کے سبب سے ہوتے ہین حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ ابلیس کا ایک بیٹا ہے اوسکا نام زلنبور ہے اپنے باپ کا نائب بنکر بازارون مین رہتا ہے ابلیس اوسے سکھاتا ہے کہ تو بازار مین جاکر جھوٹ مکر حیلہ دغا بازی قسم کھانے کی ترغیب دے اور ایسے شخص کے ساتھ لگا رہ جو سبکے پہلے بازار جاتا ہے اور سبکے بعد آتا ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ سب جگہون مین بُری جگہہ بازار ہے اور بازاریون مین سب سے بدتر وہ شخص ہے جو سبکے پہلے بازار جائے اور سبکے بعد وہان سے آئے تو دوکاندار کو چاہیے کہ اپنے اوپر لازم کرلے کہ جب تک مجلس علم اور اوراد صبح اور نماز صبح سے فارغ نہو بازار نجائے اور جب اوس دن کی قوت کو کفایت کرنے کے قدر فائدہ

نہ جا سکے تو بازار سے پھر آئے اور مسجد مین جا کر کام آخرت کی روزی حاصل کرے اسواسطے کہ وہ عمر بہت بڑی ہے اور اوسکی حاجت
بہت ہے اور آدمی اوسکے توشہ سے نہایت تہیدست اور مفلس ہے حماد ابن سلمہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی کے
استاد تقنعہ بیچتے تھے جب دو حبہ نفع مین ملجاتے تو گٹھری باندہ کر اپنے گھر تشریف لے آتے ابراہیم ابن بشار سے
حضرت ابراہیم ادہم نے کہا کہ آج مین مٹی کے کام کے واسطے جاتا ہون فرمایا اے ابن بشار تم تو روزی کو ڈھونڈتے ہو
موت تمکو ڈھونڈتی ہے جو تمھین ڈھونڈتی ہے وہ ایسی ہے کہ تم نہ بچ سکوگے اور جسے تم ڈھونڈتے ہو وہ تمسے نہ چھوٹیگی
مگر شاید تمنے حریص کو محروم اور کاہل کو مرزوق نہین دیکھا ہے کہا میرے ملک مین اور کچھ نہین مگر ایک دانگ بقال پر قرض
ہے فرمایا تمھاری ایمانداری پر افسوس ہے کہ ایک دانگ اپنی ملک مین رکھتے ہو اور پھر مٹی کے کام کو جاتے ہو اگلے بزرگون
مین بعضے لوگ ایسے تھے کہ ہفتہ بھر مین دو دن سے زیادہ بازار نجاتے اور بعضے ہر روز جاتے اور ظہر کی نماز کے وقت
اوٹھ آتے اور بعضے عصر کی نماز تک بازار مین رہتے اور ہر شخص جب اوس دن کا قوت کماتا تو پھر مسجد کو چلا جاتا چھٹی یہ کہ شبہہ کے
مال سے دور رہے اور اگر مال حرام لینے کا ارادہ کرے گا تو فاسق اور گنہگار ہوگا اور جس چیز مین شبہہ ہو تو اگر خود اپنے دل سے
تو اوسکے واسطے اپنے دل سے فتوی پوچھے مفتیون سے نہ پوچھے اور یہ بات نادر ہوتی ہے اور جس چیز مین دل کو کراہت
معلوم ہو اوس سے نہ مول لے ظالمون اور اونکے متعلقون سے معاملہ نکرے کسی ظالم کے ہاتھ مال قرض نہ بیچے اسواسطے کہ
اگر وہ ظالم مر جائیگا تو قرضخواہ کو رنج ہوگا اور ظالم کے مرنے سے ملول ہونا اور اوسکی تونگری پر خوش ہونا نچاہیے وہ چیز ظالم
کے ہاتھ نہ بیچے جس سے جانے کہ اس سے ظالم ظلم مین استعانت کریگا ورنہ بیچنے والا بھی اوسکا شریک ہوگا مثلا اگر ستوفیون
اور ظالمون کے ہاتھ کاغذ بیچے گا تو ماخوذ ہوگا غرضکہ ہر شخص سے معاملہ نہ کرے بلکہ جو معاملہ کے لائق ہو اوس سے معاملہ کے واسطے
تلاش کرے علما نے کہا ہے کہ ایک وہ زمانہ تھا کہ جو شخص بازار جاتا کہتا کہ مین کس سے معاملہ کرون لوگ کہتے جس سے جی چاہے
کرو کہ سب احتیاط والے لوگ ہین پھر ایک زمانہ آیا کہ لوگ جواب مین کہتے کہ سب سے معاملہ کرنا مگر فلانے فلانے شخص سے
نکرنا پھر ایک زمانہ آیا کہ لوگ جواب دیتے کہ کسیکے ساتھ معاملہ نکرنا مگر فلانے فلانے آدمی کے ساتھ کرنا اس بات کا خوف ہے
کہ آگے آگے ایسا زمانہ آئیگا کہ کوئی کسی سے معاملہ نکرسکے اور یہ ہمارے زمانہ سے پہلے لوگون کا قول تھا شاید ہمارے زمانہ مین
ایسا حال ہوگیا ہے کہ معاملہ کرنے مین لوگون نے بالکل فرق اوٹھا دیا ہے اور یہ جو نیم عالم اور ناقص دین عقلمندون سے لوگون
نے سنا ہے کہ دنیا کا تمام مال یکسان ہوگیا ہے اور سب حرام کا مال ہے اس سے احتیاط محال ہے اس واہیات بات پر لوگ دلیر
ہوگئے ہین اور یہ بڑی خطا ہے حقیقت مین ایسا نہین جو دانشمندون نے کہا ہے اس اجمال کی تفصیل چوتھی اصل معرفت حلال و
حرام مین جو اسکے بعد آئے گی انشاء اللہ تعالی بیان کی جائیگی ساتوین یہ کہ جس سے معاملہ کرے قول و عمل و داد و ستد مین اوسکے
ساتھ اپنا حساب بہت درست رکھے اور یقین سمجھے کہ قیامت کے دن مجھے ہر ایک اہل معاملہ کے ساتھ کھڑا کرکے حساب
لین گے اور انصاف کرین گے ایک بزرگ نے کسی تاجر کو خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالی نے تیرے ساتھ کیا کیا کہا کہ پچاس ہزار

صحیفے میرے سامنے رکھے گئے مین نے دریافت کیا کہ یہ دفتر کیسے ہین ارشاد ہوا کہ تو نے پچاس ہزار آدمیون کے ساتھ
معاملہ کیا تھا یہ ہر ایک صحیفہ ایک ایک اون معاملہ کا ہے اب شخص اون بزرگ سے کہتا ہے کہ مین نے جس شخص کے ساتھ
معاملہ کیا تھا اول سے آخر تک بہتر سمجھا تھا دیکھا تو غرضکہ دہوکا دیکر یا نقصان کیا ہو اگر اوسکا ایک دانگ بھی اوسکے ذمہ ہے
تو اوسکے واسطے ماخوذ اور گرفتار ہوگا اور جب تک اوس سے عہدہ برآ نہ ہوگا کوئی چیز اوسکے واسطے مفید نہوگی معاملہ کرنیکا
اگلے بزرگون کی عادت اور راہ شریعت یہی ہے جو مذکور ہوئی اب یہ سنت اوٹھہ گئی ایسا معاملہ اور اوسکا علم اس زمانہ مین لوگ
بھول گئے جو شخص انمین سے ایک سنت بھی بجا لاویگا وہ اجر عظیم پاویگا اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک ایسا زمانہ آویگا کہ جو احتیاطین تم کرتے ہو اسکا دسوان حصہ بھی جو کریگا اوسکے واسطے کافی ہوگا
صحابہ رضؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلعم کیون فرمایا اسواسطے کہ تم لوگ نیک کامون پر مددگار رکھتے ہو اس سبب سے تمھارے واسطے
آسان ہے اور وہ لوگ یار و مددگار نرکھینگے اور غافلون مین وہ غریب ہونگے یہ بات اسواسطے کہی گئی کہ جو کوئی اس زمانہ مین
وہ نا امید نہو جاوے اور یہ نہ کہے کہ اب یہ سب احتیاطین کب ہو سکتی ہین اس زمانہ مین جسقدر ہو سکے وہی بہت ہے
شخص اس بات کا ایمان رکھتا ہے کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے وہ یہ سب احتیاطین کر سکتا ہے اسواسطے کہ سب احتیاطون سے
فقیری اور محتاجی کے سوا اور کچھ نہ پیدا ہوگا اور جس محتاجی اور فقیری کے سبب سے ہمیشہ کی بادشاہی حاصل ہو اوس فقیری کو
آدمی جھیل سکتا ہے اسلیے کہ دنیا مین مال و دولت یا ملک و سلطنت ملنے کی امید ہو تو سفر کی بڑی بڑی بے سامانی اور
رنج و مذلت پر لوگ صبر کرتے ہین حالانکہ اگر موت آجائے تو وہ سب کیا دہرا رہ جاوے تو اگر کوئی شخص آخرت کی بادشاہی کیواسطے
وہ کام جو اپنے لیے پسند نہین کرتا اورون کے واسطے بھی پسند نہ کرے تو کچھ ایسا بڑا کام نہین ہے واللہ اعلم

ف۱ طلب کرنا حلال کا فرض ہے مسلمان مرد و مسلمان عورت پر

چوتھی اصل حلال و حرام اور شبہہ کے پہچاننے کے بیان مین

اے عزیز جان اس بات کو جان کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے طَلَبُ الْحَلَالِ فَرِيضَةٌ عَلٰى كُلِّ
مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ اور جب تک تو نجانیگا کہ حلال کیا ہے تب تک حلال کو طلب نکر سکیگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور دونون کے درمیان شبہے مشکل اور پوشیدہ ہین جو شخص اونکے گرد ہوگا اوسکو
خوف ہے کہ حرام مین گرے اے عزیز جان تو کہ یہ بڑا علم ہے کتاب احیاء مین اسکی ایسی تفصیل ہمنے لکھی ہے کہ اور کتابون مین نہ ملے گی اور
اس کتاب مین اوسیقدر ہم بیان کرینگے عوام جسقدر سمجھہ سکین اور اس مطلب کو انشاء اللہ تعالی چار بابون مین ہم بیان کرتے ہین

پہلا باب طلب حلال کے فضائل اور ثواب کے بیان مین اے عزیز جان تو کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے
يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا یعنی اے رسولو تم جو کچھ کھاؤ حلال اور پاک مین سے کھاؤ اور جو کچھ
کرو بندگی شائستہ کرو اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حلال طلب کرنا مسلمانون پر فرض ہے

اور فرمایا ہے کہ جو شخص چالیس دن ایسی حلال روزی جسمے کسی حرام کے ساتھ آمیزش نہو کھاتا ہے حق تعالی اوسکے دل کو پرنور فرماتا ہے اور حکمت کے چشمے اوسکے دل سے جاری کرتا ہے آور ایک روایت مین ہے کہ دنیا کی محبت اوسکے دل سے نکال ڈالتا ہے حضرت سعد رضی اللہ تعالی عنہ جو صحابہ کرام مین سے تھے اونھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایسی دعا فرمایئے کہ جس بات کے واسطے مین دعا کرون میری دعا قبول ہی ہوا کرے آپنے فرمایا کہ حلال کا کھانا کھاؤ تاکہ دعا قبول ہو اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہت لوگ ایسے ہین کہ اونکا کھانا کپڑا تو حرام کا ہے پھر ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگتے ہین ایسی دعا کب قبول ہوگی آور فرمایا ہے کہ حق تعالی کا ایک فرشتہ بیت المقدس مین ہے ہر شب وہ منادی کرتا ہے کہ جو شخص حرام کھائیگا حق تعالی اوس سے نہ فرض قبول فرمائیگا نہ سنت اور فرمایا ہے کہ جو شخص دس درہم دیکر کوئی کپڑا مول لے اور اوسمین ایک درہم حرام کا ہو جبتک وہ کپڑا اوسکے بدن پر رہیگا اوسکی نماز نہ قبول ہوگی آور فرمایا ہے کہ جو گوشت بدن پر حرام کھانیسے جمیگا وہ آتش دوزخ مین جلیگا آور فرمایا ہے کہ جو شخص یہ پاک نہین رکھتا کہ مال کہان سے مین پیدا کرتا ہون تو حق تعالی بھی یہ پروا نرکھیگا کہ اوسے کدہر سے دوزخ مین ڈالدے آور فرمایا ہے کہ عبادت کے دس ٹکڑے ہین اوسمین سے نو ٹکڑے فقط طلب حلال ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص حلال ڈھونڈہتے ڈھونڈہتے تھک کر رات کو اپنے گھر جاتا ہے وہ جب سوتا ہے تو اوسکے سب گناہ بخشے ہوئے ہوتے ہین اور جب صبح کو سو اوٹھتا ہے تو حق تعالے اوس سے خوش ہوتا ہے آور فرمایا ہے کہ حق تعالی نے ارشاد کیا ہے کہ جو شخص حرام سے پرہیز کرتا ہے مجھے شرم ہے کہ اوس سے حساب لون آور فرمایا ہے کہ سود کا ایک درہم اوس تیس بار زنا کرنیسے سخت تر ہے جو مسلمانی کی حالت مین آدمی کرے اور فرمایا ہے کہ جو شخص حرام کا مال کمائیگا اگر صدقہ دیگا تو قبول نہوگا اور اگر رکھ چھوڑیگا تو دوزخ کے دروازے تک وہ اوسکا زاد راہ ہوگا امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک غلام کے ہاتھ سے دودہ کا شربت پیا جب پی چکے تو معلوم ہوا کہ یہ شربت وجہ حلال سے نہین ہے حلق مین اونگلی ڈالکر قے کی اور اوسکی سختی اور اذیت کے سبب سے روح اقدس کے مفارقت کر جانیکا خوف تھا اور مناجات کی کہ بار خدایا مین تیری پناہ مانگتا ہون اوسقدر شربت سے جو میری رگون مین رہگیا اور قے کرنے سے نہ نکلا آور امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ نے بھی ایسا ہی کیا تھا کیونکہ لوگون نے دہوکے مین صدقہ کا دودہ آپکو پلا دیا تھا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا ہے کہ اگر تو اتنی نماز پڑہے کہ تیری پیٹھ خمیدہ ہو جاے اور اسقدر روزے رکھے کہ بال کیطرح باریک اور دُبلا ہو جاوے تو جب تک حرام سے پرہیز کریگا یہ روزہ نماز کچہ نہ مفید ہوگا نہ قبول ہوگا حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ جو شخص حرام کے مال مین سے صدقہ دیتا ہے وہ اوس شخص کے مثل ہے جو ناپاک کپڑے کو پیشاب سے دہوتا ہے کہ وہ اور بھی ناپاک ہوتا ہے حضرت یحیی بن معاذ رحمۃ اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ عبادت خزانہ خدا ہے اوسکی کنجی دعا ہے اور لقمہ حلال اوس کنجی کے دانت ہین آور حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ کوئی شخص ایمان کی حقیقت کو نہین پہونچتا مگر چار چیزون کی بدولت ایک یہ کہ سب فرائض شرط سنت کے ساتھ ادا کرے دوسری یہ کہ لقمہ حلال شرط زہد کے ساتھ کھائے تیسری یہ کہ ظاہر و باطن مین سب برے کامون کو چھوڑ دے چوتھی یہ کہ

تا دم مرگ صبر کرے بزرگون نے کہا ہے جو شخص چالیس دن شبہہ کا مال کھائیگا اوسکا دل سیاہ ہو جائیگا حضرت ابن مبارک
رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ شبہہ کا ایک درم اصل مالک کو پھیر دینا لاکھہ درم صدقہ دینے سے زیادہ مجھے محبوب ہے حضرت
سہل تستری رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ جو شخص حرام کھاتا ہے اوسکا تمام بدن گناہ مین پڑجاتا ہے وہ چاہے خواہ نچاہے
ناچار ہے اور جو شخص حلال کھاتا ہے اوسکے تمام اعضا طاعت مین رہتے ہین اور توفیق خیر ہمیشہ اوسکی یار و مددگار رہے
اس باب مین بہت سے اخبار اور آثار وارد ہین اسیواسطے متقی پرہیزگار لوگ بڑی احتیاط کرتے تھے ایک اونمین سے حضرت
وہب بن الورد تھے کہ کوئی چیز نہ کھاتے تھے جبتک اوسکی اصل حقیقت نہ معلوم ہو کہ کیسی ہے اور کہان سے آئی ہے ایک دن
اونکی والدہ نے دودھ کا ایک پیالہ اونکو دیا پوچھا کہ یہ کہان سے آیا ہے اور اسکی قیمت تمنے کہان سے دی ہے اور کس سے
مول لیا ہے جب یہ سب دریافت ہو چکا تو پوچھا کہ بکری کہان چری ہے وہ [illegible] جگہہ چری تھی جہان مسلمانون کا کچھ حق تھا
غمگین ہوئے اور نہ پیا اونکی ماں نے کہا کہ پیو خدا تجھپر رحمت کرے انہون نے کہا اگرچہ رحمت کرے لیکن مین اسکو پینا نہین چاہتا ہون
کہ اگر پیونگا تو اوسکے گناہ کے ساتھہ اوسکی رحمت کو [illegible] اور مین یہ نہین چاہتا حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالی بڑی احتیاط
کرتے تھے اونسے لوگون نے پوچھا تم کہانسے کھاتے ہو کہا جہان سے اور لوگ کھاتے ہین لیکن اوس شخص مین جو کھاتا اور
روتا ہے اور اوس شخص مین جو کھاتا اور ہنستا ہے فرق ہے اور کہا اگر ہاتھہ بہت کوتاہ ہو اور لقمہ بہت چھوٹا ہو تو اس سے کچھ دل
نہین ہوجاتی دوسرا باب حلال و حرام مین پرہیزگاری کے درجات کے بیان مین [illegible]
کہ حلال و حرام کے درجے ہین اور سب درجے ایک قسم کے نہین ہین کوئی درجہ حلال کوئی درجہ حلال پاک کوئی درجہ حلال پاکتر
ہے اسیطرح حرام کے کوئی درجے سخت تر اور پلید تر کوئی درجہ کمتر ہے جسطرح کہ جس بیمار کو گرمی نقصان کرے تو جو چیز بہت گرم
ہوتی ہے وہ بہت نقصان کرتی ہے اور گرمی کے درجے ہین کیونکہ شہد گرمی مین شکر کے مانند نہین ہے اسیطرح حرام بھی
اور مسلمانون کے [illegible] حرام اور شبہہ سے پرہیز کرنے مین پانچ درجے ہین پہلا درجہ پرہیز عدول اور وہ سب مسلمانون کا
پرہیز ہے کہ جو باتیں فتوی [illegible] سے حرام ہے اوس سے دور رہنا اور یہ سب درجون سے کمتر ہے جو کوئی اسکا
دست بردار ہوگا اوسکی عدالت باطل ہوگی اور [illegible] فاسق اور عاصی کہتے ہین اسکے بھی کئی درجے مین کیونکہ اگر کوئی کسیکا مال عقد
فاسد سے اوسکی رضامندی کے ساتھہ لیگا تو حرام ہے اور اگر غصبا لیگا تو حرام تر ہے اور اگر کسی یتیم یا محتاج سے لیگا تو بہت
بڑی حرمت ہوگی اور عقد فاسد جب بیاج کے سبب سے ہو تو اوسکی حرمت سب انواع سے عظیم تر ہوگی اگرچہ حرمت کا نام سب پر
آتا ہے اور جو چیز حرام تر ہے اوسمین عاقبت کا خطر بیشتر اور عفو کی امید کمتر ہے جسطرح بیمار جو کہ شہد پیے اوسکی مضرت مصری اور
شکر کی مضرت سے زیادہ ہے اور جب بہت سا پیے تو اوسکی مضرت کم پینے کے بہ نسبت زیادہ تر ہوگی حلال و حرام کی تفصیل وہ
شخص جانیگا جو تمام فقہ پڑھے اور سب لوگون پر تمام فقہ پڑھنا واجب نہین کیونکہ وہ شخص جسکا قوت مال غنیمت اور اہل ذمہ کے
جزیے سے نہو اوسکو غنائم اور جزیہ کے مسائل جاننے کی کچھ حاجت نہین لیکن ہر ایک پر اوسیقدر واجب ہے جسکا وہ محتاج ہے

مثلاً جب کسی کی آمدنی بیع سے ہو تو بیع کے مسائل جاننا اوسپر واجب ہے اور اگر آمدنی مزدوری سے ہو تو علم اجارہ حاصل کرنا
اوسپر واجب ہے اسیطرح ہر پیشہ کا ایک علم ہے آدمی جو پیشہ کرے اوسکا علم سیکھنا اوسپر واجب ہے دوسرا درجہ نیک مردونکو
ملاحظہ کرتے ہین اونکی پرہیزگاری کا سبب یہ ایسا ہے کہ فتویٰ جسے کہے کہ حرام نہین لیکن شبہہ سے خالی نہین ہے اوسکو بھی
ترک کردے اور شبہے کی تین قسمین ہین ایک وہ جس سے حذر کرنا واجب ہو دوسرے وہ جس سے حذر واجب تو نہو لیکن مستحب ہو
اور واجب سے حذر کرنا [illegible] اور تیسرے وہ جس سے حذر کرنا بیکار وسوسہ ہو مثلاً
کوئی شخص شکار کا گوشت نکھاوے اور کہے کہ شاید یہ جانور کسیکی ملک ہو اور اوسکے پاس سے بھاگا ہو یا کوئی شخص گھر عاریۃً
لیکر رہتا ہو [illegible] کہ شاید اسکا مالک مر گیا ہو اور یہ وارث کا حق ہو گیا ہو ایسی باتون پر خیال کرنا [illegible] اور یہ
[illegible] وسوسہ [illegible] اور تیسرا درجہ متقیون کی پرہیزگاری کا سبب یہ ایسا ہی ہوتا ہے کہ جو چیز نہ حرام ہو نہ شبہہ
کی [illegible] لیکن [illegible] اس کا اندیشہ ہو کہ اوس سبب سے کسی حرام یا شبہہ مین پڑجائیگا آدمی اور [illegible]
[illegible] اسواسطے کہ جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ نے فرمایا ہے کہ جبتک اوس چیز کو جسمین کچھ اندیشہ اور باک نہو
اوس چیز کے خوف سے جسمین کچھ باک اور اندیشہ ہو ترک نہ کریگا تب تک بندہ متقیون کے درجہ کو نہ پہونچیگا امیر المومنین حضرت
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ ہم نے حلال کے دس حصون مین سے نو حصے اس ڈر سے چھوڑ دیے ہین کہ کسی
حرام مین نہ پڑجائین اسیواسطے تھا کہ جب کسی شخص کے ننانوے درم کسی پر قرض ہوتے تو وہ ننانوے سے زیادہ نہ لیتا کہ مبادا
اگر سب قرض لیلے تو زیادہ ہو جائے حضرت علی ابن معبد رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین کہ مین نے ایک مکان کرایہ کو لیا تھا اور ایک خط لکھا تھا
لکھا اور چاہا کہ خط کی سیاہی کو اوس مکان کی دیوار کی مٹی سے خشک کرون خیال آیا کہ مٹی پرائی ملک ہے [illegible] اس سے سیاہی خشک کرون [illegible]
کہ ذرا سی مٹی کی قدر و قیمت نہین [illegible] غرض ذرا سی مٹی اوس خط پر ڈالی [illegible] دیکھا ایک شخص [illegible] کہتا ہے کہ جو لوگ غیر کی دیوار
کی مٹی کو بے قدر و قیمت جانتے ہین انھین فردا [illegible] معلوم ہوگا تو جو لوگ پرہیزگار ہین [illegible]
آسانی [illegible] سے بھی ایک امر [illegible] پرہیز کرتے ہین کہ شاید [illegible]
متقیون کے درجہ سے نہ گرپڑین اسیواسطے حضرت امام حسن علیہ السلام نے صدقہ کے مال مین سے جب ایک خرما اپنے منھ مین لیا
حالانکہ آپ لڑکے تھے مگر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کخ کخ القہا یعنی اسکو تھوک دو خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز کے
سامنے لوگ غنیمت کا مشک لائے تھے اونھون نے اپنی ناک بند کرلی اور کہا کہ اسکی بو اسکی منفعت ہے اور وہ سب مسلمانون کا حق
ہے کہتے ہین کہ ایک بزرگ کسی بیمار کے سرہانے بیٹھے تھے وہ بیمار جب مرگیا تو اون بزرگ نے چراغ گل کردیا اور کہا کہ اب تیل
وارث کا حق ہے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غنیمت کا مشک اپنے گھر مین رکھا تھا تا کہ اونکی بی بی مسلمانون
کے واسطے بیچین ایک روز امیر المومنین رض اپنے گھر مین جب تشریف فرما ہوئے تو اونکی بی بی کے مقنع سے مشک کی خوشبو آئی
فرمایا کہ یہ کیا ہے بی بی نے کہا مین مشک تولتی تھی کچھ مشک ہاتھ مین لگ گیا اوسکو مین نے مقنع مین مل لیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے اونکے سر سے مقنع اوتار لیا اور سے دھوتے تھے اور مٹی مین ملتے تھے اور سونگھتے تھے یہانتک کہ اوسمین کچھ بھی بو نہ رہے
تب وہ مقنعہ بی بی کو حوالہ فرمایا اگرچہ اسقدر معاف تھا لیکن خلیفہ برحق حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے چاہا کہ سد باب کرے
تاکہ اوکسی چیز کی طرف نہ لیجائے اور حرام کے ڈر سے حلال چھوڑ جائے اور متقیون کا ثواب ہاتھ آئے حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالی
سے لوگون نے پوچھا کہ یا امام اگر کوئی شخص مسجد مین بیٹھا ہو اور بادشاہ کے مال سے خوشبو سلگاتے ہون تو کیا کرنا چاہیے فرمایا
وہان سے باہر نکل آنا ضرور ہے تاکہ اوسکی خوشبو نہ سونگھے اور یہ خود حرام کے قریب ہے کیونکہ اوسقدر خوشبو جو اوس سے پہنچتی
اور کچھ نہین جیسے کی وہی مقصود ہوتی ہے اور بعضے اسمین تامل کرتے ہین تو شاید اوسکا آسان جاننا درست ہو پھر ان ہی امام سے
پوچھا گیا اگر حدیث کا ورق پڑا ہوا ہو تو اوٹھا لینا درست ہے کہ مالک کی بے اجازت اوسکی نقل لے فرمایا نہین امیر المومنین حضرت عمر
رضی اللہ تعالی عنہ کی ایک بی بی تھین انکو آپ بہت چاہتے تھے جب خلیفہ ہوئے تو انکو اس خوف سے طلاق دیدی کہ مبادا
کسی امر مین وہ سفارش کرین اور انکی مرضی کے خلاف آپ سے ہو سکے الغرض یہ بات تو کہ جس مباح کی بازگشت زینت دنیا کی
طرف ہے اوسکا یہی حکم ہے اسواسطے کہ آدمی جب اوس مباح مین مشغول ہوگا تو وہ اوسے اور کامون مین ڈالدیگا بلکہ ہمیشہ
حلال کا کھانا اسیطرح پیٹ بھر کھانا بھی ورع متقیون کے درجہ سے محروم رکھتا ہے اسواسطے کہ آدمی جب حلال کا کھانا سیر ہو کر کھاتا ہے تو
وہ شہوت کو حرکت دیتا ہے اور اس امر کا خوف ہے کہ اوسکے دل مین خیالات واہیات آوین یا بڑی بشاشت اور مستی پیدا ہو
دنیاداروں کے مال اور مکان اور باغ کا دیکھنا اسی قبیل سے ہے کیونکہ دنیا کی حرص کو تحریک دیتا ہے اور اوسکی طلب مین
آدمیکو ڈالتا ہے آخرکو حرام کی طرف لیجاتا ہے اسیواسطے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا کی محبت سب
گناہون کی سردار ہے اس سے دنیا مباح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود ہے کہ اوسکی محبت دلکو بالکل باقی نہ ہے تاکہ بہت
دنیا کی اسباب جمع نہ کرے اور بغیر گناہ کے یا ایسی باتین نہ ہون کہ حق تعالی کے ذکر کو دل مین آنے نہ دین اور حق تعالی سے
دل کا بالکل غافل ہوجانا بڑی شقاوت ہے اور بدبختی کا سبب ہوگا اسیواسطے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالی جب کسی
امیر کے گھر کے دروازے پر سے گذرے اور ایک شخص جو اونکے ساتھ تھا اوسے دیکھنے لگا تو اونھون نے اوسے منع کیا
اور کہا کہ اگر تم لوگ اسسے نہ دیکھو تو یہ امیر لوگ اسقدر اسراف نہ کرین تو تم بھی اس فضول خرچی کے گناہ مین شریک ہوتے ہو حضرت
امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے پوچھا کہ مکان اور مسجد کی دیوار کو گچ کرنا کیسا ہے آپنے فرمایا کہ زمین کو گچ کرنا درست ہے
تاکہ خاک نہ اوڑے اور دیوار کو گچ کرنا میرے نزدیک مکروہ ہے کیونکہ اسمین آرائش ہے اگلے بزرگون کا قول ہے کہ جسکا لباس
ہلکا اور باریک ہوگا اوسکا دین بھی ضعیف ہوگا اس گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ حرام مین پڑنے کے خوف سے حلال پاک سے بھی
دست بردار ہونا چاہیے چوتھا درجہ صدیقون کے زہد و ورع کا ہے کہ یہ لوگ ایسی چیز سے حذر کرتے ہین جو حلال ہو اور اوسمین
بھی نہ ڈالے لیکن اوسکے حاصل ہونے کے اسباب مین سے کسی سبب مین کوئی معصیت ہوگئی ہو اسکی مثال یہ ہے کہ حضرت بشر حافی
رحمہ اللہ تعالی بادشاہون کی کھدوائی ہوئی نہرون کا پانی نہ پیتے تھے اور بعضے لوگ حج کی راہ مین بادشاہون کے کھدوائے ہوئے

[illegible] پانی پیتے تھے اور بعض بزرگ اوس باغ کا انگور نہ کھاتے تھے جسے بادشاہ کی کھدوائی ہوئی نہر سے پانی پہونچا ہو
[illegible] امام احمد حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ مسجد مین خیاطی کرنیکو مکروہ جانتے تھے اور مسجد مین کسب کرنا اونہین ناپسند تھا لوگون نے پوچھا
کہ [illegible] کے قبے مین رشتہ ساز کا بیٹھنا کیسا ہے آپنے مکروہ جانا اور فرمایا کہ گورستان آخرت کے واسطے ہے ایک
[illegible] نے بادشاہ کے گھر سے چراغ جلایا اوسکے مالک نے گل کر دیا ایک رات کسی بزرگ کی نعلین کا تسمہ ٹوٹ گیا اتفاقاً اوس وقت
[illegible] بادشاہ کی مشعل جلائے لیئے جاتے تھے اون بزرگ نے چاہا کہ اوسکی روشنی مین تسمہ کو درست کر لین [illegible] ایک عورت تاگا کاتتی
تھی [illegible] بادشاہ کا مشعل [illegible] اوس نیک بخت نے ہاتھ روک لیا تاکہ اوسکی روشنی مین تاگا نہ کاتے حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ کو
[illegible] نے قید کیا تھا [illegible] دن بھوکے رہے ایک عورت [illegible] اوسکی مریدنی تھی [illegible] حلال تاگے کی قیمت سے
کھانا پکا کر [illegible] اونھون نے نہ کھایا وہ عورت حاضر ہوئی اور گلہ کرنے لگی اور عرض کیا کہ آپ کو کچھ معلوم ہے
[illegible] حلال [illegible] آپنے کیون نہ کھایا فرمایا کہ ایک ظالم کے طباق [illegible]
[illegible] ہاتھ تھا اس وجہ سے اوس سے حذر کیا کہ ایک ظالم کے ہاتھ کی قوت سے
[illegible] حاصل ہوئی ہوگی یہ زہد کا بہت بڑا درجہ ہے [illegible] اس بات کی تحقیق کر [illegible]
[illegible]
[illegible] حرام سے پیدا ہوئی [illegible]
[illegible] کا سبب وہ قوت ہوگی جو حرام سے پیدا ہوئی [illegible]
مین [illegible] جنگل مین جاتا تھا ایک چشمہ کے قریب [illegible] ایک پیالہ دیکھا جی مین آیا کہ [illegible] اگر
حلال کی روزی کھاونگا تو یہی ہوگی ہاتف نے آواز دی کہ جس نے تجھے یہانتک پہونچایا وہ کہان سے آئی سمجھ مین
شرمندہ ہو [illegible] صدیقون کا درجہ ایسا ہی ہوتا ہے یہ لوگ ایسی احتیاطون مین باریک خیالات کیا کرتے
[illegible] پاک پانی ڈھونڈھنے مین لوگ احتیاط کرتے ہین اون بزرگون نے بھی باتون کو
[illegible] پاون چلتے جو پانی پاتے اوس سے طہارت کر لیتے یہ جو طہارت ہے فقط ظاہر کی آرایش اور زینت ہے اصل
[illegible] کو خلق بھی دیکھتی ہے اور نفس اسکا [illegible] سے مسلمان کو دھوکا دیکر [illegible] طہارت مین مشغول رکھتا ہے اور وہ [illegible]
[illegible] مشکل ہے اور سپر حق تعالیٰ کی نظر پڑتی ہے اس سبب سے نفس کو دشوار ہے پانچوان درجہ
[illegible] بزرگون کا [illegible] جو کھانا سونا بولنا خدا کے واسطے نہو اوسے اپنے اوپر حرام جانتے ہین یہ لوگ ایک ہی ہمت
اور ایک ہی عزیمت کے ہو جاتے مین اور پورے موحد یہی لوگ ہوتے ہین حکایت ہے کہ حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ تعالیٰ
نے دوا پی تھی اونکی بی بی نے کہا کہ گھر مین چند قدم ٹہلو فرمایا کہ اس ٹہلنے کی مین کوئی وجہ نہین جانتا تیس برس ہوئے
ہین اپنے حساب کو نگاہ رکھتا ہون تاکہ دین کے سوا اور کسی واسطے مین کوئی حرکت نکرون تو جب تک ان لوگونکے دل مین

کوئی دینی نیت نہین آتی تب تک کوئی حرکت نہین کرتے اگر کھاتے ہین تو اوسیقدر کھاتے ہین جس سے قوت عبادت کیواسطے اونکی عقل اور زندگی برقرار رہے اگر کہتے ہین تو وہی بات کہتے ہین جو اونکے دین کی راہ ہے اسکے سوا اور جو کچھ ہے اوسے حرام جانتے ہین زہد وورع کے درجات یہی ہین اس سے کم نہین ہین اے عزیز بھلا تو ان درجات کو سونچ اور جان تو اور اپنی تاکہی کو پہچان تو اگر تو جانتا ہے کہ پہلا درجہ جو مسلمانون کا زہد عدول ہے اوسے نگاہ رکھے تاکہ لوگ تجھے فاسق نہ کہین تو اوس سے بھی عاجز آجاتا ہے اور جب باتون پر آتا ہے تو بڑا سا منہ پھیلاتا ہے اور آسمان کی کہتا ہے اور جو ظاہری باتین شرع مین ہین اوس سے ننگ وعار رکھتا ہے بلکہ یہی چاہتا ہے کہ ہذیان بکون اور دور کی بات کہون حدیث شریف مین آیا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بدترین خلق وہ لوگ ہین جنکا بدن نعمتون کے سبب سے بنا رہتا ہے اور طرح طرح کے کھانے پیتے ہین اور طرح طرح کے کپڑے ڈانٹتے ہین پھر منہ کھولتے ہین اور اچھی اچھی باتین بناتے ہین حافظ حقیقی ہمین ان باتون سے محفوظ رکھے

تیسرا باب حلال کو حرام سے جدا کرنے اور دریافت کرنے کے بیان مین

اے عزیز جان تو کہ بعضے لوگون کو یہ خیال خام ہے کہ دنیا کا تمام مال یا اکثر مال حرام ہے یہ گمان کر کے وہ لوگ تین فریق ہو گئے ہین ایک فریق پر جو اچھا تھا زہد غالب ہوئی تو اونھون نے یہ کہا کہ وہ گھاس جو صحرا مین اوگتی ہے اور مچھلی اور شکار کا گوشت اور جو ایسی چیزین ہین اونکے سوا اور کچھ ہم نکھائین گے اور ایک پر شہوت بڑھتی جو غالب ہوئی تو اونھون نے کہا کہ جو پائے سو کھا جائے حلال و حرام مین کچھ فرق نکیا چاہیے اور ایک فرقہ جو اعتدال سے قریب تر ہوا اوسنے کہا ہر ایک مین سے بقدر ضرورت کھانا چاہیے اور یہ تینون مذہب یقیناً غلط اور خطا ہین بلکہ صحیح اور درست یہ ہے کہ قیامت تک حلال و حرام ہمیشہ ظاہر و عیان ہے اور شبہات دونون کے درمیان ہے ایسا ہی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور جو شخص یہ جانتا ہے کہ مال دنیا بیشتر حرام ہے وہ غلطی کرتا ہے اسواسطے کہ حرام اگرچہ بہت ہے لیکن بیشتر نہین ہے اور بیشتر اور بہت مین فرق ہے جیسا کہ بیمار اور مسافر اور لشکری بہت ہین لیکن بیشتر نہین ہین اور ظالم لوگ بہت ہین مظلوم لوگ بیشتر ہین اور اس غلطی کی وجہ کتاب احیاء مین ہمنے مشرح اور مدلل بیان کی ہے اصل بات یہ ہے کہ تجھے یہ امر معلوم ہو جاوے کہ بندونکو یہ حکم نہین ہے کہ جو چیز خدا کے علم مین حلال ہے وہی کھائین اسواسطے کہ یہ امر جاننے کی کسیکو طاقت نہین ہے بلکہ یہ حکم ہے کہ خود جس چیز کو حلال جانین یا جس چیز کا حرام ہونا ظاہر نہو اوسے کھائین اور اسکا ہاتھ آنا ہمیشہ آسان ہے اس بات پر یہ دلیل ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مشرک کے برتن سے وضو کیا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک ترسا عورت کے برتن سے طہارت کی اگر پیاسے ہوتے تو پانی پی لیتے اور ناپاک پانی پینا حرام ہے اور غالب یہ ہے کہ مشرک اور ترسا لوگون کا ہاتھ پلید رہتا ہے اسواسطے کہ شراب پیتے ہین اور مردار کھاتے ہین لیکن چونکہ ان حضرات نے اوسکی ناپاکی نہ دیکھی تو اوسکو پاک سمجھے صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین جس شہر مین پہونچتے کھانا مول لیتے اور لین دین کرتے باوصفیکہ اونکے زمانہ مین چور سود خور شراب فروش یہ سب تھے اور اونھون نے دنیا کے مال سے ہاتھ نہ کھینچا اور سبھون کو برابر جانا اور ضرورت کی قدر پر قناعت کی تو اے عزیز تجھے جاننا چاہیے کہ تیرے حق مین چھ قسم کے لوگ ہین

پہلی قسم وہ آدمی ہے جو مجہول ہو کہ تو نہ اوسکا صالح ہونا جانے نہ بدکار ہونا مثلاً کسی اجنبی شہر مین تو جاوے تو تجھے درست ہے
جس سے چاہے روٹی لیکر کھاوے اور معاملہ کرے اسواسطے کہ جو کچھ اوسکے پاس ہے ظاہرا اوسی کی ملک ہے یہ دلیل
کفایت کرتی ہے اور بغیر ایسی علامت کے جو اوسکی حرمت پر دلالت کرے حلال نہوگی لیکن اگر کوئی شخص اس معاملہ مین توقف
کرے اور کسیکو اوسکا صالح ہونا دریافت کرنے کو ڈھونڈھے تو یہ امر منجملہ زہد و ورع سے ہے واجب نہین **دوسری قسم** وہ شخص ہے
جسکی صلاحیت تو جانتا ہو اوسکی چیز کھا لینا درست ہے اور توقف کرنا پرہیزگاری نہین بلکہ وسوسہ ہے اگر وہ شخص تیرے
توقف کرنے سے ملول اور رنجیدہ ہوگا تو تو بھی گنہگار ضرور ہوگا اہل صلاح سے گمان بد کرنا خود گناہ ہے **تیسری قسم** وہ
آدمی ہے جسے تو ظالم جانتا ہو جیسے ترک لوگ یا بادشاہی عمال یا یہ جانتا ہو کہ اسکا سب یا اکثر مال حرام کا ہے تو ایسے آدمی کے
مال سے پرہیز کرنا واجب ہے مگر یہ کہ جب تو جانے کہ کسی حلال جگہ سے لیا ہے کیونکہ یہان اوسکے حلال ہونے کی
کوئی علامت اس امر پر پائی جاتی ہے کہ اوسنے کسیکا مال غصب نہین کیا ہے **چوتھی قسم** وہ شخص ہے کہ تو جانے کہ اوسکا اکثر
مال حلال کا ہے لیکن حرام سے بالکل خالی نہین مثلاً کوئی شخص کسان ہو مگر بادشاہ کی طرف سے عملداری بھی کرتا ہو یا کوئی
سوداگر ہو اور بادشاہ کے علاقہ دارون سے معاملہ بھی کرتا ہو تو ایسے شخص کا مال حلال ہے اوسمین اکثر لینا درست ہے کیونکہ
اکثر حلال کا ہے لیکن اہل ورع کو اوس سے حذر کرنا ضرور ہوگا حضرت عبداللہ مبارک کے وکیل نے بصرہ سے اونھین لکھ بھیجا
کہ مین ایسے لوگون سے معاملہ کرتا ہون جو بادشاہ کے علاقہ دارون سے معاملہ کرتے ہین اونھون نے جواب لکھا کہ اگر وہ لوگ
بادشاہون کے سوا اور کسی سے معاملہ نکرتے ہون تو اونکے ساتھ معاملہ نہ کیا کر اور اگر اور لوگون سے بھی معاملہ کرتے ہون تو
اونکے ساتھ معاملہ کرنا درست ہے **پانچوین قسم** وہ شخص ہے کہ جسکے ظلم سے تو واقف نہو اور اوسکے مال کی خبر نہ رکھتا ہو
لیکن ظلم کی علامت اوسکے ساتھ دیکھے مثلاً قبا یا کلاہ پہنے ہو یا لشکریون کی سی صورت جانتا ہو تو یہ بھی ظاہری علامت
ہے ایسے شخصون کے ساتھ معاملہ کرنے سے حذر کرنا چاہیے تاوقتیکہ یہ معلوم ہو جاوے کہ مال کہان سے لایا ہے
چھٹی قسم وہ شخص ہے جسمین ظلم کی علامت نہ پائی جاوے مگر فسق کی علامت ظاہر ہو مثلاً ریشمی لباس یا طلائی
زیور پہنے ہو یا شراب خوار ہو اور نامحرم عورت کو گھورتا ہو تو صحیح یہ ہے کہ اوسکے مال سے حذر کرنا واجب نہین ہوتا
کیونکہ ان فعلون سے مال حرام نہین ہو جاتا مگر اسقدر خیال کر سکتے ہین کہ چونکہ یہ شخص مال حلال کھاتا ہے تو شاید حرام کے مال
سے پرہیز نکرتا ہو اس خیال سے اوسکے مال کی حرمت کا حکم کرنا درست نہین اسواسطے کہ کوئی شخص گناہ سے پاک نہین اور
بہت لوگ ایسے ہوتے ہین کہ اگرچہ گناہ سے حذر نہین کرتے لیکن ظلم و ستم سے حذر کرتے ہین حلال و حرام مین فرق کرنیکے
واسطے یہ قاعدہ یاد رکھنا چاہیے اگر کسی شخص نے یاد رکھا اور نادانستہ کوئی حرام چیز کھا گیا تو وہ ماخوذ نہوگا اسکی مثال یہ ہے
کہ نجاست کے ساتھ نماز درست نہین لیکن اگر ایسی نجاست ہو جسے وہ نہین جانتا تو نماز درست ہے نماز کے بعد جب نجاست
معلوم ہو جاوے تو ایک قول پر نماز کی قضا واجب نہوگی اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے عین نماز مین نعلین نکالدین

اوتار ڈالین اور اول سے نماز نہین پڑہی اور فرمایا کہ جبرئیل نے مجھسے کہا کہ یہ نعلین نجس ہین اے عزیز جان تو کہ جہان پر ہینے کہا ہے
کہ اہل ورع کو حذر کرنا ضرور ہے اگرچہ واجب نہین وہان پر اوس سے یون پوچھنا چاہیے کہ تو یہ چیز کہان سے لایا بشرطیکہ اس
پوچھنے سے اوسکا دل رنجیدہ نہو اور اگر رنجیدہ ہوتا ہو تو پوچھنا حرام ہے اسواسطے کہ تقوے احتیاط ہے اور رنج دینا حرام ہے
اس صورت مین عذر وحیلہ کرکے نہ کہائے اور کچہ عذر نہین کرسکتا تو کہائے تا کہ وہ شخص ناراض نہو اور اگر کسی دوسرے سے
پوچھے کہ اوس شخص کا حال لینا ممکن ہے تو یہ امر بھی حرام ہے اسواسطے کہ اسمین تجسس اور غیبت اور بدگمانی پائی جاتی ہے اور
یہ تینون امر حرام ہین اور فقط احتیاط کے واسطے فعل حرام مباح نہین ہوجاتا اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب
کہین مہمان ہوتے تو استفسار نہ فرماتے اور اگر کہین سے ہدیہ آتا تو بھی دریافت نہ فرماتے مگر ایسے مقام مین جہان شبہہ
پیدا ہوتا ابتدا مین جب آپ مدینہ منورہ تشریف لیگئے تو جو کچہ لوگ آپ کی خدمت مین حاضر کرتے آپ استفسار فرماتے کہ
یہ ہدیہ ہے یا صدقہ ہے اسواسطے کہ وہ شک کا مقام تھا اور آپ کے استفسار فرمانے سے کوئی شخص رنجیدہ بھی نہوتا تھا اے عزیز جان تو اگر
بازار مین بادشاہ کا مال لگائین یا لوٹ کی بکری لائین تو اگر جانتا ہے کہ اس بازار مین حرام کا مال اکثر ہے جبتک تحقیق نہ کرے
کہ کیا ہے اور کہان سے آیا ہے تب تک نہ مول لے اور اگر اوس مین سے اکثر مال حرام نہین ہے تو بے دریافت کیے
مول لینا درست ہے مگر ورع اور تقوی کی روسے پوچھنا اور دریافت کرلینا ضرور ہے

چوتھا باب بادشاہون سے روزینہ لینے اور اونکو سلام کرنے اور اونکے مال مین سے حلال کا مال لینے کے بیان مین

اے عزیز جان تو کہ جو کچہ اس زمانہ کے بادشاہون کے پاس ہے کہ مسلمانون سے خراج کے طور پر یا جرمانہ کے نام سے یا رشوت
کے طریقہ سے اونھون نے لیا ہے وہ سب حرام ہے بادشاہون پاس جو تین قسم کا مال ہے وہ البتہ حلال ہے ایک وہ مال
جو کفار سے بطور غنیمت یا بغیر لڑائی سے جزیہ کے طور پر لین بشرطیکہ شرائط شرع کے ساتھ لین یا لاوارث کا جو مال وراثت
کے طور پر لین کہ یہ مال مسلمانون کے کام کا ہے اور چونکہ یہ زمانہ ایسا ہے کہ یہ حلال کا مال نادر ہوگیا ہے اور اکثر مال خراج اور
جرمانہ سے ہوتا ہے تو جبتک تو یہ نہ جان لے کہ یہ مال وجہ حلال سے ہے یا غنیمت یا جزیہ یا لاوارثون کے ترکون کے مال
سے ہے تب تک بادشاہون سے کچہ نہ لینا چاہیے ممکن ہے کہ بادشاہ بھی کسی زمین کو زراعت سے آباد کرے اور اوسکا محصول
بادشاہ کو حلال ہو لیکن اگر بیگاریون سے کام لیا ہوگا تو شبہہ کو اوسمین دخل ہوگا گو کہ حرام نہو اور اگر ملک ذمہ مین زمین مزروعہ
مول لیگا تو وہ بھی اسکی ملک ہوجائیگی لیکن اگر اوسکی قیمت حرام مال سے دیگا تو اوسمین شبہہ کا دخل ہوجائیگا تو اگر کوئی شخص
جسقدر روزینہ پاتا ہے وہ بادشاہ کی خاص ملک سے پاتا ہے تو اوسکا لینا درست ہے اور اگر روزینہ ترکون اور مسلمانون کے
مصالح کے مال پر ہے تو وہ روزینہ حلال نہین ہے تاوقتیکہ یہ روزینہ دار ایسا نہو کہ مسلمانون کے مصالح مین سے کوئی مصلحت
اوس سے وابستہ ہو مثلاً قاضی یا مفتی یا وقف کا متولی یا طبیب ہو یعنی جو شخص ایسے کام مین مشغول ہو جسکا نفع عام ہو طالبان
علم دین بھی اسمین شریک ہین اور جو شخص کمائی سے عاجز ہو یا محتاج ہو اس مال مین اوسکو بھی حق ہے لیکن عالمون اور اور لوگونکو

اس شبہات لینا درست ہے کہ عامل اور بادشاہ کے ساتھ دین کے مقدمہ مین لحاظ اور نرمی نکرین اور اونکے ساتھ بُرے
کامون مین موافق نرہین اور اونکو ظلم کی ترغیب نہ دین بلکہ اونکے پاس ہی نجائین اور اگر جائین بھی تو شریعت کے موافق جائین
چنانچہ اسکا بیان آئیگا **فصل** العزیز جان تو کہ علما اور غیر علما کو سلاطین اور عمال کے ساتھ تین حالتین ہین **ایک** یہ کہ نہ یہ لوگ
سلاطین اور عمال کے پاس جائین اور نہ سلاطین و عمال ان لوگون کے پاس آئین دین کی سلامتی اسی صورت مین ہے **دوسری**
حالت یہ ہے کہ سلاطین پاس جائین اور سلام کرین شرع مین یہ امر مذموم ہے مگر یہ کہ کوئی ضرورت داعی ہو ایک مرتبہ جناب
سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام امرا ظالم کی علامت بیان کرتے تھے پھر فرمانے لگے جو شخص اسسے پرہیز کریگا بچے گا
اور جو اونکے ساتھ دنیا کی حرص مین پڑیگا وہ بھی ان ہی مین سے ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد
بادشاہ ظالم پیدا ہونگے جو اونکے جھوٹ اور ظلم کو معاف کریگا اور راضی رہیگا وہ میری امت مین نہین اور قیامت مین میرے
حوض کی طرف اوسکی راہ نہین اور فرمایا ہے کہ وہ علما حق تعالی کے بڑے دشمن ہین جو امرا کے پاس جائین اور بہترین امرا وہ ہین
جو علما کے پاس آئین اور فرمایا ہے کہ علما پیغمبرونکے امانت دار ہین تاوقتیکہ سلاطین سے میل جول نکرین جب کیا تو امانت مین
خیانت کی تم اس امر سے دور رہو حضرت ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہا کہ سلاطین کی درگاہ
سے دور رہا کر اسواسطے کہ انکی دنیا سے جسقدر تجھے حاصل ہوتا ہے اوس سے زیادہ تیرا دین زائل ہوتا ہے اور کہا ہے کہ دوزخ
مین ایک وادی ہے اوسمین کوئی نہ جائیگا مگر وہ عالم جو سلاطین کی ملاقات کو جاتے ہین حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالی عنہ
نے کہا ہے کہ تونگرون کے ساتھ عالمون اور زاہدون کی دوستی ریا کی دلیل ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے
کہ ایک شخص اچھے دین والا بادشاہ پاس جاتا ہے اور بے دین ہوکر وہان سے نکلتا ہے لوگون نے پوچھا کیونکر کہا کہ وہ ایسی چیزین
بادشاہ کی خوشی ڈھونڈھتا ہے جسمین خدا کی ناخوشی ہو حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ عالم جسقدر بادشاہ کا مقرب ہوتا ہے
اوسقدر حق تعالی سے دور ہوتا ہے حضرت وہب ابن منبہ رحمہ اللہ تعالی علیہ نے کہا ہے یہ علما جو سلاطین کے پاس جاتے ہین
انکا ضرر مسلمانون کے واسطے جواریون کے ضرر سے زیادہ ہے حضرت محمد بن سلمہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے جو مکھی آدمی
کی نجاست پر ہو وہ اون عالمون سے بہتر ہے جو بادشاہ کے در دولت پر ہون **فصل** العزیز جان تو کہ ان شدتون کا یہ سبب ہے
کہ جو بادشاہ پاس جاتا ہے فعل یا قول یا خاموشی یا اعتقاد کے روسے گناہ کے خطر مین پڑتا ہے فعل کی معصیت اسطرح پر ہوتی ہے
کہ اکثر بادشاہون کا گھر مغصوب ہوتا ہے تو وہان جانا نچاہیے اور اگر مثلاً جنگل بیابان مین ہون تو اونکا خیمہ اور فرش حرام
ہوگا اوسمین جانا اور اوسپر پاؤن رکھنا نچاہیے اور اگر بالفرض زمین مباح پر بے خیمہ و فرش ہون تو اگر سر جھکائیگا اور خدمت
کریگا تو ایک ظالم کے سامنے فروتنی کی ہوگی اور یہ امر درست نہین حدیث شریف مین آیا ہے کہ جس شخص نے کسی امیر سے اوسکی
امارت کے واسطے فروتنی کی تو اگرچہ وہ ظالم نہو لیکن اوسکا دین ایک حصہ ضائع ہوجائیگا تو سلام کے سوا اور کچھ درست نہین
اوسکا ہاتھ چومنا اپنی پیٹھ خم کرنا سر جھکانا یہ کچھ نچاہیے مگر بادشاہ عادل یا عالم یا ایسے شخص کے واسطے جو دین کے سبب سے

تواضع کا مستحق ہو بعضے بزرگان سلف نے اس امر مین مبالغہ کیا ہے اور ظالمون کے سلام کا جواب تک نہین دیا ہے تاکہ ظلم کے سبب سے اونکی اہانت ہو اور قول کی معصیت باین طور ہوگی کہ بادشاہ ظالم کے حق مین دعا کرے مثلاً یون کہے کہ حق تعالی تجھے جیتا رکھے ایسا کہنا درست نہین اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی ظالم کی عمر دراز ہونے کی دعا کریگا اوسکی مرضی یہ ہے کہ زمین پر ہمیشہ ایسا شخص رہے جو خدا کی نافرمانی کرتا ہو تو کوئی دعا درست نہین مگر یون کہے اَصْلَحَكَ اللّٰهُ وَ وَفَّقَكَ اللّٰهُ لِلْخَيْرَاتِ وَطَوَّلَ اللّٰهُ عُمْرَكَ فِي طَاعَتِهٖ جب آدمی دعاے خیر سے فارغ ہوتا ہے تو غالباً اپنا اشتیاق ظاہر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہمیشہ مین چاہتا ہون کہ خدمت مین حاضر ہون اگر یہ اشتیاق اوسکے دل مین نہین ہے تو جھوٹ بولا اور بے ضرورت نفاق کا کام کیا اور اگر دل مین یہ آرزو رکھتا ہے تو جو دل ظالمون کی ملاقات کا شائق ہوتا ہے نور اسلام سے خالی رہتا ہے بلکہ جو شخص خدا کی نافرمانی کرتا ہے اوسکی صورت سے ایسا بیزار رہنا چاہیے جیسا اپنے مخالف سے لوگ کراہت رکھتے ہین اور جب مضمون اشتیاق سے آدمی فارغ ہوتا ہے تو عدل و کرم مین اوسکی تعریف کرتا ہے اسمین بھی جھوٹ اور نفاق موجود ہے اقل مرتبہ یہ ہے کہ ان باتون سے ایک ظالم کا دل خوش کر دیا یہ درست نہین جب اس سے فارغ ہوتا ہے تو اکثر یہ ہے کہ جب وہ ظالم کوئی محال بات کہتا ہے تو اوسپر سر ہلاتا اور اوسکی تصدیق کرنا اسپر لازم ہوتا ہے یہ باتین سب گناہ ہین اور خاموشی کی معصیت اسطرح پر ہوتی ہے کہ بادشاہ کے مکان مین اطلس کا فرش اور دیوار پر تصویرین دیکھے اور اوسکے بدن پر ریشمی پوشاک اونگلی مین طلائی انگوٹھی دیکھے اور وہان چاندی کے برتن دیکھے اور شاید اوسکی زبان سے فحش اور جھوٹ سنے ایسی باتون مین احتساب اور باز پرس لازم ہے چپ رہنا درست نہین اگر خوف کے مارے باز پرس نکر سکے گا تو معذور ہے لیکن وہان بلاضرورت جانے مین معذور نہ رہ سکیگا اسواسطے کہ جہان معصیت دیکھے اور باز پرس نکر سکے وہان بلاضرورت جانا نچاہیے دل اور اعتقاد کی معصیت اس طور سے ہوتی ہے کہ اوسکی طرف رغبت کرے اوسے دوست رکھے اوسکی تواضع کا اعتقاد کرے اوسکی دولت کو دیکھے اور دنیا کی آرزو پیدا ہو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اے گروہ مہاجرین اہل دنیا کے پاس نجاؤ اسواسطے کہ اس روزی پر جو خدا نے تمھین عنایت کی ہے جھنجلاؤ گے حضرت عیسی علیہ السلام فرماتے تھے کہ دنیا دارون کے مال پر تم نظر نہ کرو کیونکہ انکی دنیا کی روشنی ایمان کی حلاوت کو تمھارے دلسے دور کرے گی ان سب باتون سے معلوم کرنا چاہیے کہ کسی ظالم کے پاس جانے کی اجازت نہین ہے مگر دو عذر سے ایک یہ کہ بادشاہ کا حکم محکم ہو کہ اگر تو نمانے گا تو یہ خوف ہے کہ وہ تجھے ایذا پہونچائیگا یا رعب سلطنت جاتا رہے گا اور رعایا دلیر ہو جائیگی دوسرا عذر یہ ہے کہ اپنی دادخواہی یا کسی مسلمان کی سفارش کے واسطے جاے اسکی اجازت ہے بشرطیکہ جھوٹ نہ کہے اور تعریف نہ کرے اور درشتی کے ساتھ نصیحت نہ ترک کرے اور اگر ڈرتا ہے تو نرمی کے ساتھ نصیحت کرے گو جانے کہ یہ قبول نہوگی بارے جھوٹ بولنے اور تعریف کرنے سے حذر کرے اگر کوئی شخص ایسا ہو جو حیلہ کرے کہ مین سفارش کے واسطے جاتا ہون پھر اگر وہ کام اور کسیکی سعی سے نکل جائے یا اور کسی دوسرے شخص کو تقرب حاصل ہو تو غمگین ہوتا ہے یہ بات اس امر کی دلیل ہے

کہ وہ دینی ضرورت کے واسطے نہین جاتا بلکہ طلب جاہ کے لیے جاتا ہے تیسری حالت یہ ہے کہ وہ تو بادشاہون کے پاس نہ جائے مگر بادشاہ اوسکے پاس آئین اوسکی شرط یہ ہے کہ وہ جب سلام کرین تو جواب دے اگر تعظیم کے واسطے اوٹھ کھڑا ہوگا تو درست ہے اسواسطے کہ اوسکے پاس بادشاہ کے آنے مین علم کی تعظیم ہے اور بطرح ظلم کرنے سے بادشاہ اہانت کے لائق ہوتاہے اوسیطرح اس نیکی کے سبب سے تکریم کا مستحق ہوتا ہے لیکن اگر عالم نہ اوٹھے اور دنیا کی حقارت ظاہر کرے تو اولی ہے مگر یہ کہ اپنی ایذا کا یا رعیت کے دلون مین بادشاہ کی حشمت اور ہیبت باطل ہونیکا خوف ہو اور جب بیٹھا تو تین طرح کی نصیحت واجب ہوتی ہے ایک یہ کہ اگر بادشاہ کوئی فعل حرام کرتا ہے اور نہین جانتا کہ یہ حرام ہے تو عالم اوسکی حرمت سے آگاہ کردے دوسری یہ کہ بادشاہ کوئی کام کرتا ہے اور جانتا ہے کہ یہ کام حرام ہے جیسے ظلم اور فسق تو اس صورت مین اوسے ڈرائے اور نصیحت کرے اور اوسکے کہ بیان دنیا کی لذت یہ لیاقت نہین رکھتی کہ آخرت کی سلطنت اس سے ضائع ہو یا دین کا نقصان ہو تیسری یہ کہ اگر عالم خلائق کی صلاح و فلاح کی بات جانتا ہے اور بادشاہ اوس سے غافل ہے اور امید ہے کہ اگر کہے گا تو بادشاہ مان لیگا تو اوسے خبردار کردے یہ تینون باتین اوس شخص پر واجب ہین جو بادشاہ کے پاس جاتا ہے بشرطیکہ قبول ہوجانے کی امید ہو اور عالم جب بے پروا اور باعمل ہوگا تو البتہ اوسکا قول قبول ہوگا اور اگر دنیا کی طمع رکھتا ہے تو اوسکا چپ رہنا مناسب ہے کیونکہ لوگون کے ہنسنے کے سوا اور کچھ فائدہ نہوگا حضرت مقاتل ابن صالح رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ مین حضرت حماد بن سلمہ رحمہ اللہ تعالے کے پاس تھا اونکے گھر بھر مین ایک چٹائی اور چمڑے اور قرآن اور بدہنی کے سوا اور کچھ نتھا کسینے دروازہ پر کھٹکی دی پوچھا کون ہے کہا محمد بن سلیمان خلیفہ وقت غرضکہ اندر آیا اور بیٹھا اور پوچھا کہ اسکا کیا سبب ہے کہ مین جب آپکو دیکھتا ہون تو میرے دل مین ہیبت پڑجاتی ہے حضرت حماد رحمہ اللہ تعالے نے جواب دیا کہ یہ اس سبب سے ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس عالم کو علم سے حق تعالی ہی مقصود ہوتا ہے اوس سے سب ڈرتے ہین اور جسے دنیا مقصود ہوتی ہے وہ خود سب سے ڈرتا ہے پس خلیفہ نے چالیس ہزار درم اونکے سامنے رکھدیے اور کہا آپکو کسی کام مین صرف کیجیے کہا جاسکے مالک کو دے خلیفہ نے قسم کھائی اور کہا کہ مین نے میراث حلال سے یہ پائی ہین فرمایا مجھے اسکی حاجت نہین کہا مستحقون کو تقسیم کردیجیے فرمایا کہ شاید مین انصاف کی رو سے تقسیم کرون اور کوئی کہے کہ انصاف نہین درمیان رکھا تو وہ گنہگار ہوگا مین یہ بھی نہین چاہتا القصہ وہ درم نہ لیے اگلے عالمون کی باتین بادشاہون کے ساتھ ایسی تھین جب علما اونکے پاس جاتے تھے تو یون جاتے تھے جیسے خلیفہ ہشام ابن عبدالملک کے پاس حضرت طاؤس تشریف لیگئے

حکایت

خلیفہ ہشام جب مدینہ منورہ پہونچا تو حکم کیا کہ صحابہ رض مین سے کسیکو میرے پاس لاؤ لوگون نے عرض کیا کہ سب صحابہ رض نے انتقال فرمایا کہا تابعین مین سے کسیکو بلاؤ حضرت طاؤس کو اوسکے پاس لیگئے اونھون نے اندر جاکر جوتا اوتارا اور کہا السلام علیک یا ہشام ای ہشام تو کیسا ہے ہشام کو بڑا غصہ آیا اور انھین قتل کرڈالنے کا قصد کیا لوگون نے عرض کیا کہ یہ حرم رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور یہ شخص اکابر علما مین سے ہے یہ قصد نہ کر اوس نے پوچھا اے طاؤس تمنے یہ کیا دلیری اور گستاخی کی فرمایا مین نے کیا کیا

تب تو اوسے اور بھی زیادہ غصہ آیا کہا تمنے چار بے ادبیان کین ایک یہ کہ جوتا لب فرش اوتارا اور سکے نزدیک یہ کام برا تھا بلکہ موزہ اور جوتا پہنے ہوئے اوسکے سامنے بیٹھنا چاہیے تھا اب بھی اون خلفا کے گھر مین یہی رسم جاری ہے دوسری یہ کہ مجھے امیر المومنین نہ کہا تیسری یہ کہ میرا نام لیکر پکارا اور میری کنیت نہ کہی یہ بات بھی عرب کے ناپسند تھی چوتھی یہ کہ میرے سامنے بے اجازت بیٹھ گئے اور میرے ہاتھ نہ چومے حضرت طاؤس رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ تیرے سامنے جوتا اوتارنے کا سبب یہ ہے کہ ہر روز پانچ بار اوس رب العزت کے سامنے جو سب کا مالک ہے اوتار کر جاتا ہون اور وہ مجھسے کبھی نہین خفا ہوتا اور تجھے امیر المومنین اسواسطے نہین کہا کہ تیری امیری سے سب لوگ راضی نہین ہین تو جھوٹ بولنے سے مین ڈرا اور نام لیکر جو تجھے پکارا کنیت سے نہ پکارا تو حق تعالی نے اپنے دوستون کو نام ہی لیکر پکارا ہے جیسے یا داود یا یحیی یا عیسی اور اپنے دشمنون کو کنیت سے یاد فرمایا ہے جیسے تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ اور تیرے ہاتھ نہ چومنے کا سبب یہ ہے کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے مین نے سنا ہے فرمایا ہے کہ کسی کا ہاتھ چومنا درست نہین مگر اپنی جورو کا ہاتھ شہوت سے اور اپنے لڑکے کا ہاتھ رحمت سے چومنا درست ہے اور تیرے سامنے جو بیٹھا اسکا سبب یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی کسی دوزخی کو دیکھا چاہے اوس سے کہدو کہ ایسے شخص کو دیکھ لے جو خود بیٹھا ہوا اور بندگان خدا اوسکے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے ہون یہ باتین ہشام کو پسند آئین بولا اب مجھے نصیحت کیجیے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ دوزخ مین پہاڑ کے برابر سانپ اور اونٹ کے برابر بچھو ہین یہ ایسے امیر کی راہ دیکھا کرتے ہین جو رعیت پر عدل نکرے یہ فرما کر اوٹھے اور چلے گئے حکایت خلیفہ سلیمان بن عبد الملک جب مدینہ منورہ پہونچا حضرت ابو حازم رح جو علماء کبار سے تھے اونکو بلایا اور پوچھا کہ اسکا کیا سبب ہے کہ ہم لوگ موت سے ناخوش ہوتے ہین فرمایا اسکا سبب یہ ہے کہ تم لوگون نے دنیا کو آباد کیا ہے اور عقبے کو ویران جب کسیکو آبادی سے ویرانے کی طرف جانا پڑتا ہے تو وہ ناخوش ہوتا ہے پھر پوچھا کہ حق تعالی کے سامنے جب مخلوقات جائیگی تو اوسکا کیا حال ہوگا فرمایا نیک آدمی اوس شخص کے مانند ہوگا جو سفر سے پھر آیا ہو تاکہ اپنے عزیزون سے ملے اور بدکار کے مثل اوس بھگوڑے غلام کے مانند ہے جسکو پر دستی مالک کے پاس پکڑ لیجائین بولا کاش مجھے معلوم ہوتا کہ وہان میرا حال کیسا ہوگا فرمایا کہ قرآن شریف مین دیکھ تو معلوم ہو جائے حق تعالی نے فرمایا ہے إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ پھر کہا خداوند کریم کی رحمت کہان ہے فرمایا قَرِيبٌ مِنَ الْمُحْسِنِينَ یعنی نیک کام کرنیوالون کے پاس ہے سلاطین کے ساتھ علماے دین کی باتین ایسی تھین اور علماے دنیا کی باتین انکے ساتھ دعا اور ثنا ہے یہ ایسی باتین ڈھونڈھا کرتے ہین جنکے کہنے سے بادشاہ خوش ہون اور ایسا حیلہ شرعی ڈھونڈھتے ہین کہ بادشاہون کی مراد بر آئے اگر نصیحت کرتے ہین تو یہ مطلب ہوتا ہے کہ اپنے تئین عزت حاصل ہو اسکی دلیل یہ ہے کہ اگر دوسرا شخص وہ نصیحت کرتا ہے تو یہ حسد کرتے ہین بہرحال ظالمون سے نہ ملنا اور اونکے ساتھ دوستی نکرنا اولے ہے اور اونکے دوستون اور مصاحبون سے بھی دوستی نکرنا چاہیے اگر بے گوشہ گیری اختیار کیے اور دوسرون سے بے قطع محبت کیے کوئی شخص ظالمون کی دوستی نہ چھوڑ سکے تو اس صورت مین گوشہ گیری اختیار کرنا

۵۱ نیکوکار جنت مین ہونگے اور بدکار دوزخ مین ہونگے ۱۲

اور سبھون سے مخالفت چھوڑ دینا چاہیے جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ جب تک میری امت کے علما امرا سے
موافقت نکرینگے تب تک میری امت کے لوگ ہمیشہ حق تعالیٰ کی حمایت اور پناہ مین رہینگے حاصل یہ ہے کہ رعایا کی خرابی بادشاہون
کی خرابی سے اور بادشاہون کی خرابی علما کی خرابی سے ہوتی ہے کیونکہ انکی صلاح نہین کرتے اور انسے انکار نہین رکھتے **فصل**
اگر کوئی بادشاہ کسی عالم کے پاس خیرات بانٹنے کے واسطے مال بھیجے اس صورت مین اگر وہ جانتا ہے کہ اوس مال کا کوئی مالک
معین ہے تو اوسے ہرگز بانٹنا نچاہیے بلکہ کہدینا چاہیے کہ اس مال کو مالک کے حوالے کر اگر مالک ظاہر نہو تو علما کے ایک گروہ نے
ایسا مال لینے اور بانٹنے کو منع کیا ہے اور ہمارے نزدیک یہ ہے کہ عالم ایسے مال کو امرا ئے ظالم سے لیکر خیرات کر دے تاکہ اونکے
پاس نرہے اور ظلم اور فسق مین صرف نہو اور فقیرون کو رحمت بھی حاصل ہو اسواسطے کہ ایسے مال کا حکم یہ ہے کہ تین شرطون کے ساتھ
فقیرون کو دین **پہلی شرط** یہ ہے کہ اوسکے لینے سے بادشاہ اعتقاد نکرے کہ مال حلال ہے اسواسطے کہ اگر حلال نہوتا تو عالم
نلیتا اس صورت مین حرام کا مال پیدا کرنے مین نڈر ہو جائیگا خیرات بانٹنے کی بھلائی سے اس امر مین برائی زیادہ ہے **دوسری**
شرط یہ ہے کہ عالم ایسا نہو کہ اور لوگ اس لینے مین تو اوسکی اقتدا کرین اور بانٹ دینے سے غافل رہین جیسا بعضون نے
یہ دلیل پکڑی ہے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ خلفا کا مال لیتے تھے اور یہ خبر نہین کہ لیکر تمام مال خیرات کر دیتے تھے **حکایت**
حضرت وہب بن منبہ اور حضرت طاؤس رحمہما اللہ تعالیٰ حجاج کے بھائی پاس گئے حضرت طاؤس رح اوسکو نصیحت کیا کرتے تھے
علی الصباح جاڑا بہت تھا اوسکے حکم سے لوگون نے ایک چادر حضرت طاؤس رح کے کاندھے پر ڈالدی حضرت طاؤس رح زیچ
بیٹھے ہوئے ہل ہلکر باتین کہہ رہے تھے وہ چادر اونکے کاندھے سے گر پڑی حجاج کے بھائی نے دیکھا اور خفا ہوا جب وہ دونون
باہر تشریف لائے حضرت وہب نے حضرت طاؤس رح سے کہا کہ اگر یہ چادر لیکر تم فقیر کو دیتے تو بہتر ہوتا اور یہ امیر بھی خفا نہوتا
حضرت طاؤس رح نے کہا کہ مجھے یہ خوف تھا کہ اس امر مین کوئی میری پیروی کرکے امرا کا مال لے اور یہ نجانے کہ مین نے لیکر فقیر کو
دیدی ہے **تیسری شرط** یہ ہے کہ اسکے دل مین ظالم کی دوستی اس لحاظ سے نہ پیدا ہو جائے کہ بانٹنے کے واسطے
اسکے پاس مال بھیجا اسواسطے کہ ظالم کی محبت بہت گناہون کا سبب ہوتی ہے چرب زبانی اور خوشامد کا سبب ہوتی ہے ظالم کی
موت اور معزولی سے رنج و ملال اور اوسکی حشمت و حکومت کی زیادتی سے شادان اور خوش حال ہونیکا سبب ہوتی ہے اسیواسطے
جناب سرور کائنات علیہ افضل السلام والصلوٰۃ نے دعا مانگی کہ بارخدایا کسی فاسق کو قدرت نہ دے تاکہ وہ میرے ساتھ احسان کرکر
اس صورت مین میرا دل اوسکی طرف رغبت کریگا آپنے یہ اسلیے فرمایا کہ محسن کی طرف آدمیکا دل ضرور بالضرور رغبت کرتا ہے اور
حق تعالیٰ جلشانہ نے فرمایا ہے **وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا** **حکایت** کسی خلیفہ نے حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ کے
پاس دس ہزار درم بھیجے اونھون نے سب خیرات کر دیے آپ ایک درم بھی نہ لیا حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اونسے
کہا سچ کہو کہ اس دس ہزار درم بھیجنے سے تمھارے دل مین خلیفہ کی محبت کچھ زیادہ ہوئی کہا ہان زیادہ ہوئی وہ بولے مین یہی
ڈرتا تھا آخر اس مال کی شامت نے تیرے ساتھ اپنا کام کیا **حکایت** بصرہ مین ایک بزرگ تھے بادشاہ سے مال لیکر خیرات کیا کرتے

لوگون نے اوس سے پوچھا کہ کیا تمھین یہ خوف نہین ہے کہ بادشاہ کی محبت تمھارے دل مین پیدا ہو جائیگی کہا کہ اگر کوئی میرا ہاتھ پکڑ کر جنت مین بھی لیجائے اور پھر گناہ کرے تو اوسکو بھی مین دشمن رکھونگا اور اوس شخص سے کہ واسطے دشمنی رکھونگا جسنے دوست میرا مسخر کر دیا کہ وہ میرا ہاتھ پکڑ کر جنت مین لیگیا جب کسیکو اپنے دل پر یہ قدرت حاصل ہو تو بادشاہون سے مال لیکر تقسیم کرنا اوسکو درست ہے

پانچوین اصل خلق کے ساتھ صحبت ادا کرنے اور عزیزون ہمسایون لونڈی غلامون فقیرون کا حق خدا کے واسطے نگاہ رکھنے کے بیان مین

ایعزیز از جان اس بات کو جان کہ حق تعالی کی راہ کی منزلون مین سے دنیا ایک منزل ہے اور سب اس منزل مین مسافر ہین اور چونکہ سب مسافرون کا مقصد سفر ایک ہے تو سب مسافر بھی گویا ایک ہین لیس چاہیے کہ آپس مین محبت اور اتحاد اور یاری ہو اور ایک دوسرے کے حق کو نگاہ رکھین ان حقوق کی تفصیل ہم تین بابون مین بیان کرتے ہین **پہلا باب دوستی اور برادری جو خدا کے واسطے ہو اوسکے بیان مین** ایعزیز جان تو کہ کسیکے ساتھ اللہ دوستی اور برادری کرنا بہترین عبادات اور بزرگترین درجات سے ہے جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی جسکی بھلائی چاہتا ہے اوسکو اچھا دوست عنایت فرماتا ہے تاکہ وہ اگر خدا کو بھول جائے تو دوست یاد دلاوے اور اگر وہ خدا کی یاد مین ہے تو دوست اوسکا یار و مددگار ہے اور فرمایا ہے کہ کوئی دو مومن باہم نہین ملتے ہین کہ ایک کو دوسرے سے دین کا فائدہ نہو اور فرمایا ہے کہ جو کوئی کسیکو خدا کی راہ مین اپنا بھائی بنا لیگا اوسکو بہشت مین ایسا بلند درجہ دینگے جو اور کسی کام سے حاصل نہو حضرت ابوادریس خولانی نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ مین تمکو خدا کے واسطے دوست رکھتا ہون اونھون نے کہا کہ تمکو بشارت ہو کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مین نے سنا ہے کہ قیامت کے دن عرش کے گرداگرد کرسیان بچھائینگے کچھ لوگ اونپر بیٹھین گے اونکے چہرے چودھوین رات کے چاند کے مانند تابان ہونگے سب لوگ تو ہراس مین ہونگے اور یہ کرسی نشین بیخوف سب لوگ خوف مین ہونگے یہ مطمئن کرسی نشین لوگ خدا کے دوست ہین نہ انکو خوف ہوگا نہ غم لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کون لوگ ہین فرمایا المتحابون فی اللہ یعنی یہ وہ لوگ ہین جو ایک دوسرے کو خدا کے واسطے دوست رکھتے ہین اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو دو آدمی باہم للہ دوستی کرتے ہین تو انمین اللہ کا بہت پیارا وہ ہوتا ہے جو اپنے دوست کو بہت پیار کرتے جناب سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ وہ لوگ میری دوستی کے حقدار ہین جو میرے واسطے ایک دوسرے سے ملاقات کرین اور میرے لیے ایک دوسرے سے دوستی کرین اور میرے واسطے ایک دوسرے سے مسامحت کرین اور میرے لیے ایک دوسرے کی نصرت کرین اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالے ارشاد فرمائیگا کہ وہ لوگ کہان ہین جنھون نے میرے واسطے باہم دوستی کی تھی تاکہ آج کے دن کہ کہین خلق کے پناہ نہین ہے اونکو سایہ

مین اونکو اپنے سایہ مین رکھون اور جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ نے فرمایا ہے قیامت کے دن کہ کسیکو سایہ نہ ملیگا سات
آدمی خدا کے سایہ مین ہونگے ایک بادشاہ عادل دوسرا وہ جوان جو اپنے شباب مین عبادت رب الارباب مین رہا ہو
تیسرا وہ شخص جو مسجد سے نکلے اور جب تک پھر مسجد مین جاوے اوسکا دل مسجد ہی مین لگا رہے چوتھا وہ دو شخص جو ایک دوسرے
خدا ہی کے واسطے دوستی رکھتے ہون خدا ہی کے واسطے اکٹھا ہون اور خدا ہی کے واسطے پراگندہ ہون پانچوان وہ شخص
جو تنہائی مین خدا کو یاد کر کے رو دے چھٹا وہ شخص جسے کوئی عورت صاحب مال و جمال اپنے پاس بلائے اور وہ کہے کہ مین
خدا سے ڈرتا ہون ساتوان وہ شخص جسنے داہنے ہاتھ سے اسطرح خیرات دی ہو کہ اوسکے بائین ہاتھ کو بھی خبر نہوئی ہو اور
جناب نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کے واسطے اپنے دینی بھائی سے ملتا ہے ایک فرشتہ اوسکے
پیچھے پکارتا ہے کہ حق تعالی کی بہشت تجھے مبارک ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک شخص کسی دوست کی ملاقات کو
جاتا تھا خدا کے حکم سے ایک فرشتہ اوسسے راہ مین ملا پوچھنے لگا تو کہان جاتا ہے کہا کہ فلانے بھائی سے ملنے جاتا ہون پوچھا کہ اوس سے تجھے کچھ کام ہے
کہا کچھ نہین پھر پوچھا کہ تو اوس سے کچھ قرابت رکھتا ہے کہا کچھ نہین پھر پوچھا کہ اوسنے تیرے ساتھ کچھ نیکی کی ہے کہا کچھ نہین پوچھا پھر تو کیون جاتا ہے
کہا کہ خدا کے واسطے اوسکے پاس جاتا ہون اور اوسے دوست رکھتا ہون فرشتہ نے کہا کہ حق تعالی نے مجھے تیرے پاس
بھیجا ہے کہ تجھکو بشارت دون کہ حق تعالی تجھے دوست رکھتا ہے اسواسطے کہ تو اوسے دوست رکھتا ہے اور تیرے واسطے
اپنے اوپر بہشت کو واجب کر لیا ہے اور حضرت مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایمان کے باب مین مضبوط ترین دستاویز
وہ دوستی اور دشمنی ہے جو خدا کے واسطے ہو حق تعالی نے کسی نبی پر وحی بھیجی کہ یہ زہد جو تو نے اختیار کیا اس سے اپنی راحت
حاصل کرنے مین جلدی کی کہ دنیا اور رنج دنیا سے چھوٹا اور میری عبادت مین جو تو مشغول ہوا اس سے اپنی عزت حاصل کی لیکن دیکھ
کہ کبھی میرے دوستون سے دوستی بھی کی ہے اور میرے دشمنون سے دشمنی کی ہے اور حضرت عیسی علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اگر
اہل زمین اور اہل آسمان کی تمام عبادتین تو بجا لاوے اور اون عبادتون مین کسی کی دوستی یا دشمنی میرے واسطے نہو تو وہ سب
عبادتین بیفائدہ ہین حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ گنہگارون کے ساتھ دشمنی کرنے سے اپنے تئین خدا کا پیارا بناؤ
اور اونسے دور رہنے سے اپنے تئین خدا کے نزدیک کرو اور اونپر غصہ کرنے سے خدا کی رضامندی ڈھونڈھو لوگون نے عرض کیا
یا روح اللہ تم کسکے پاس بیٹھا کرین فرمایا اوس شخص کے پاس جسکی زیارت سے تمھین خدا یاد آوے اور جسکی بات تمھارے علم کو بڑھائے
اور جسکا کردار تمھین آخرت کی رغبت دلاوے حق سبحانہ تعالی نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے داؤد آدمیون سے بھاگ کر
تو کیون تنہا بیٹھا ہے عرض کیا کہ بار خدایا تیری دوستی نے خلق کی یاد میرے دل سے بھلا دی اور سب سے متنفر ہوگیا ارشاد ہوا
کہ اے داؤد ہوشیار رہ اور اپنے واسطے برادر پیدا کر اور جو دین کی راہ مین تیرا مددگار نہو اوس سے دور رہ کہ وہ تیرا دل سیاہ
کر دیگا اور مجھسے تجھے دور کر دیگا جناب سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ حق تعالی کا ایک فرشتہ ہے آدھا برف
سے اور آدھا آگ سے بنا ہے وہ کہتا ہے کہ بار خدایا جسطرح تو نے برف اور آگ مین الفت ڈالدی ہے اسطرح اپنے نیک بندون کے

دلون مین کبھی الفت ڈالدے اور فرمایا ہے کہ جو لوگ خدا کے واسطے باہم دوستی رکھتے ہین اونکے لیے یاقوت سرخ کا ایک ستون
استادہ کرینگے اوسکی چوٹی پر ستر ہزار کوٹھے ہونگے اوپر سے وہ اہل جنت کو جھک کر دیکھینگے اور اونکے چہرون کا نور اہل جنت پر
اسطرح پڑیگا جسطرح آفتاب کا نور دنیا پر پڑتا ہے اہل جنت کہینگے کہ چلو انکو دیکھین ان لوگون کے بدن مین سندس کا سبز لباس
ہوگا اور انکی پیشانیون پر لکھا ہوگا اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِی اللّٰہِ یعنی یہ لوگ خدا کے واسطے دوستی کرنیوالے ہین ابن سماک رحمہ اللہ تعالی نے
موت کے وقت جناب احدیت مین یون عرض کیا کہ بارخدایا تو جانتا ہے کہ مین گناہ کرتے وقت تیرے فرمان بردارون کو دوست
رکھتا تھا اس کام کو میرے گناہون کا کفارہ کر حضرت مجاہد نے کہا ہے کہ خدا کے واسطے دوستی کرنے والے جب ایک دوسرے کو
دیکھکر خوش ہوتے ہین تو اونسے اسطرح گناہ جھڑ جاتے ہین جیسے درخت سے پتے **حق تعالی کے واسطے کونسی دوستی ہے اسکی حقیقت کا بیان** ایعزیز جان تو کہ وہ دوستی جو مکتب یا سفر یا مدرسہ یا ایک محلہ مین رہنے سے
تجکو کسیکے ساتھ پیدا ہوا اور الفت کا سبب ہو جائے وہ اسمین سے نہین ہے اور اگر کسی ایسے شخص کو تو دوست رکھے جو دیکھنے
مین خوبصورت بات کرنے مین شیرین بیان ہو اور دل مین ہلکا ہو تو یہ دوستی بھی اوسمین داخل نہین اور اگر کسیکو اس وجہ سے تو
دوست رکھے کہ اوسکے سبب سے تجھے کوئی مرتبہ یا مال حاصل ہوا یا اوس سے دنیا کا کوئی کام اٹکا ہے تو یہ دوستی بھی اوس دوستی
مین سے نہین ہے ایسی دوستیان تو اوس شخص سے بھی ہوتی ہین جو خدا اور آخرت کا ایمان نہ لایا ہو خدا کے واسطے جو دوستی
ہوتی ہے وہ ایمان کے بغیر نہین ہوسکتی اوسکے دو درجے ہین **پہلا درجہ** یہ ہے کہ کسیکے ساتھ کسی غرض سے جو اوس سے متعلق
ہے تو دوستی کرے لیکن وہ غرض دین کی ہو اور حق سبحانہ تعالی کے واسطے ہو جیسے تو نے اوستاد کو اسواسطے دوست رکھا کہ وہ
تجھے علم سکھاتا ہے تو اگر علم سے تجھے آخرت مقصود ہے طلب جاہ ومال مقصود نہین تو یہ دوستی حقیقت مین خدا کی دوستی ہے اور اگر تیرا
علم سے طلب دنیا مقصود ہو تو اوستاد کے ساتھ جو دوستی ہے وہ خدا کی دوستی مین سے نہین ہے اور اگر شاگرد کو تو اسواسطے دوست
رکھیگا کہ تجھسے علم سیکھے اور تیری تعلیم سے خدا کی رضامندی اوسے حاصل ہو تو یہ دوستی بھی للہ ہے اور جاہ وحشمت کے واسطے دوست
رکھیگا تو یہ دوستی للہ دوستی مین داخل نہین ہے اگر وہ شخص جو صدقہ دیتا ہے ایسے شخص کو دوست رکھے جو شرائط کے موافق صدقہ
فقیرونکو پہونچا دیتا ہو اور فقیرون کی مہمانی کرتا ہو یا ایسے شخص کو دوست رکھے جو کھانے اچھے پکاتا ہو تو یہ دوستی للہ ہوگی بلکہ اگر
ایسے شخص کو دوست رکھے جو اسے روٹی کپڑا دیتا ہے اور عبادت کے واسطے خاطر جمعی کر دیتا ہے تو یہ دوستی بھی للہ ہوگی بشرطیکہ
اس سے فراغت عبادت مقصود ہو محبت سے عالمون اور عابدون نے اس غرض سے امیرون کے ساتھ دوستی رکھی ہے اور دونو
فریق خدا کے دوستون مین سے ہین بلکہ اگر کوئی شخص اپنی جورو کو اس وجہ سے دوست رکھیگا کہ اوسکو برائی سے بچاتی ہے یا اولاد
پیدا ہونیکا سبب ہوتی ہے جو اوسکے حق مین دعاے خیر کریگی تو یہ دوستی بھی للہ ہے اور جو نفقہ اوسے دیگا وہ صدقہ کا حکم رکھتا ہے
اور اگر نوکر کو ان دو سبب سے دوست رکھے گا ایک تو یہ کہ اوسکی خدمت کرتا ہے دوسرے یہ کہ اوسکو عبادت کی فراغت دیتا ہے تو
جسقدر محبت فراغت عبادت کی وجہ سے ہے وہ للہ محبت مین داخل ہے اور اوسپر ثواب ملیگا **دوسرا درجہ** جو پہلے درجے

یہ ہے کہ اگر کوئی شخص خدا ہی کے واسطے دوست رکھے ویسے فقیرون کو کہ بغیر حق کی غرض ہی نہو نہ کچھ سیکھنا ہو نہ سکھانا اور عبادت کی
مدد دنیا اوس سے منظور نہو بلکہ اسی واسطے دوست رکھتا ہو کہ وہ خدا کا فرمان بردار اور دوستدار ہے یا فقط اسی
واسطے دوست رکھتا ہو کہ وہ خدا کا بندہ اور آفریدہ ہے تو یہ دوستی بھی خدا کی دوستی ہے اور اسکا بڑا ثواب ملیگا اسواسطے کہ
اگر حق تعالی کے ساتھ کمال محبت سے جو عشق کے درجے کو پہونچے ہوا ہے مثلاً جب کوئی شخص کسی پر عاشق ہوتا ہے تو معشوق
کی گلی اور اوسکے محلہ کو دوست رکھتا ہے اور خانہ یار کی دیوار کو بھی پیار کرتا ہے بلکہ جو کتا معشوق کی گلی مین جاتا ہے اوسکو
دوست رکھتا ہے عاشق کے دل پر غالب ہوتا ہے تو جو اوسکے معشوق کو دوست رکھتا ہے یا جسے اوسکا معشوق دوست رکھتا ہے اوسکو اور
معشوق کے نیاز مند غلام کو اور اوسکے قرابت دار کو خواہ مخواہ عاشق دوست رکھیگا اسواسطے کہ جو چیز معشوق سے کچھ بھی
نسبت رکھتی ہے اوسکی دوستی عاشق کے دل مین سرایت کرتی ہے اور عشق جتنا زیادہ ہوتا ہے اوتنی ہی اوسکی سرایت اور تاثیر
اون چیزون کے ساتھ جو معشوق کے تابع اور متعلق ہون زیادہ ہوتی ہے تو جسکے دل مین خدا کی دوستی عشق کے درجہ کو پہونچی ہو وہ خدا
اور اوسکے سب بندون کو دوست رکھیگا اور خصوصاً اوسکے دوستون کو اور اوسکی تمام مخلوقات کو اسواسطے دوست رکھیگا کہ جو چیز پیدا کی
اپنے محبوب کی قدرت اور صنعت کی نشانی ہے اور عاشق اپنے معشوق کے خط اور اوسکی صنعت کو بھی دوست رکھتا ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین لوگ جب نیا میوہ حاضر کرتے تو آپ اوس میوہ کی تعظیم کرتے اور اسے اپنی آنکھون پر رکھتے اور فرماتے
کہ اسکا زمانہ حق تعالی سے قریب ہے یعنی یہ صانع حقیقی کی تازہ صنعت ہے اور حق تعالی کی دوستی دو قسم پر ہے ایک وہ دوستی
جو دنیا اور آخرت کی نعمت کے واسطے ہو دوسری وہ جو محض خدا کے واسطے ہو اور کسی چیز کو اوسمین دخل نہو یہ ابتدا محبت
ہے اصل محبت جو چوتھے رکن مین ہے اوسمین اسکا بیان آئیگا الغرض خدا کی محبت کی قوت ایمان کی قوت کے موافق ہوتی ہے
جسقدر ایمان قوی ہوگا اوسیقدر محبت بھی قوی ہوگی پھر خدا کے دوستون اور مقبولون مین سرایت کریگی اگر یہ افضل [illegible] زیادہ ہوا
محبت ہوتی تو انبیا اولیا جو گذر گئے ہین اونکی محبت موجود نہوتی حالانکہ ان سب کی دوستی مسلمان کے دل مین ہوتی ہے تو جو شخص
علماء سادات صوفیون زاہدون کو اور اونکے خادمون اور دوستون کو دوست رکھیگا یہ دوستی خدا کے واسطے ہوگی مگر جاہ و مال فدا
کرنے مین دوستی کی مقدار کا حال کھلتا ہے کسی کا ایمان و دوستی اتنا قوی ہوتا ہے کہ تمام مال ایک ہی بار دیدالے جیسے امیر المومنین
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کوئی ایسا ہوتا ہے کہ نصف مال دے جیسے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ
کوئی ایسا ہوتا ہے کہ تھوڑا ہی مال دے کسی مومن کا دل اس اصل دوستی سے خالی نہوگا گو کہ کم ہو خدا کے واسطے کوئسی
سے دشمنی ہوتی ہے اسکا بیان انشاء العزیز بیان تو کہ جو شخص حق تعالی کے فرمان بردارون سے بشدت دوستی رکھے گا وہ کافرون
اور ظالمون اور گنہگارون اور فاسقون سے خواہ نخواہ دشمنی رکھے گا اسواسطے کہ جب کوئی کسی کے ساتھ دوستی رکھتا ہے تو اوسکے
دوست سے دوستی اور اوسکے دشمن سے دشمنی رکھتا ہے اور حق تعالے ان لوگون سے یعنی کافرون وغیرہ سے دشمنی رکھتا
ہے اگر مسلمان فاسق ہو تو چاہیئے کہ اسلام کے سبب سے اوس سے دوستی رکھے اور فسق کی باعث سے اوس سے ناراض رہے

دوستی کو دشمنی کے ساتھہ ملائے جسطرح کوئی کہ جسکا ایک بیٹے کو خلعت دے اور دوسرے بیٹے پر ظلم کرے تو وہ ایک [illegible]
اوسے دوست رکھتا ہے اور ایک وجہ سے دشمن یہ بات محال نہین ہے اسلیئے کہ اگر کسی شخص کے تین بیٹے ہون ایک زیرک
اور فرمان بردار دوسرا احمق اور نافرمان بردار تیسرا احمق اور فرمان بردار تو وہ پہلے بیٹے کو دوست رکھیگا دوسرے کو دشمن
تیسرے کو ایک وجہ سے دوست رکھیگا ایک وجہ سے دشمن اسکی تاثیر معاملہ مین ظاہر ہوتی ہے کہ [illegible]
تحقیر اور تیسرے کی کچھہ توقیر کرتا ہے کچھہ تحقیر الغرض جو خدا کی نافرمان برداری کرتا ہے اوسے اپنا محبوب [illegible] جیسے کہ [illegible] نافرمانی کرے
اور تو مخالفت کی قدر اوس سے دشمنی رکھے اور موافقت و اطاعت کی قدر دوستی [illegible] صحبت کے
اور کلام کرنے مین ظاہر ہوتی ہے کہ گنہگار سے تو کار ہے اور سخت کلامی کرے اور جسکا فسق بہت زیادہ ہو اوس سے [illegible]
اور جب اوسکا فسق حد سے بڑھ جائے تو سکوت اختیار کرکے اوس سے منہ پھیرے ظالم کے بارہ مین فاسق سے زیادہ مبالغہ اور تشدد
کرنا چاہیئے مگر جسنے مخصوص تیرے ہی باب مین ظلم کیا ہو اوسے عفو کرنا اور سہنا اولی ہے اس بارہ مین اگلے بزرگان کی مختلف عادتین
تہین بعضے دین کی مضبوطی اور سیاست شرع کی وجہ سے بہت سختی کرتے تہے اسی سے حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالی حارث
محاسبی سے جنہون نے علم کلام مین ایک کتاب تصنیف کرکے معتزلہ کی رد لکہی تہی خفا ہوئے اور کہا کہ اس کتاب مین تو نے پہلے معتزلہ
کے شبہے بیان کیے ہین پہر اونکا جواب دیا ہے شاید کوئی ان شبہون کو پڑہے اور اوسکے دل مین جم جائین اور جب یحیی بن معین نے
کہا کہ مین کسی سے کچہہ نہین چاہتا اگر بادشاہ مجھے کچہہ دے تو لے لونگا اس سے بھی خفا ہوئے اور بات کرنا چہوڑدی انہون نے عذر خواہی
کی اور کہا کہ مین ٹہٹہول کرتا تہا [illegible] اور دین مین مشغول نہین ہوتے ہین اور بعضون نے [illegible]
چشم رحمت سے دیکھا ہے اور یہ نسبت ملتی رہتی ہے اسواسطے کہ جسکی نظر توحید پر ہوتی ہے وہ خدا کے قہر [illegible] سب بندون کو
مضطر دیکھتا ہے [illegible] ہین کہ حق [illegible] اسواسطے کہ کوئی ایسا نہو
کہ اوسکے دل مین سہل گیری ہو اور وہ سمجھے کہ توحید ہے اور توحید کی علامت یہ ہے کہ [illegible] لین اور لاتین
[illegible] سمجھتا ہے کہ یہ سب خدا کی طرف سے ہے [illegible] کی نظر سے دیکھے
جیسا کہ جب حضرت سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا کے دندان مبارک کو [illegible] دعا
مانگتے تہے اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ لیکن جب کوئی شخص اپنے واسطے تو خفا ہو اور [illegible] چپکا ہو رہے
تو اسکو سہل گیری اور نفاق اور حماقت کہنا چاہیئے یہ توحید نہین ہے [illegible] فاسق کو فسق کے سبب سے اپنے
دل مین دشمن نہ ٹہرائے تو یہ اوسکے ضعف ایمان اور فاسق کے ساتھہ دوستی کی [illegible] تیرے دوست کو برا
اور تو اوس سے خفا نہوا تو معلوم ہوا کہ تیری دوستی کچہہ اصل نہین رکہتی فصل [illegible]
ہین اور غصہ اور تشدد جن لوگون کے ساتھہ کرنا چاہیئے وہ بھی متفاوت ہوا کرتے ہین [illegible] اگر کافر حربی ہون
تو انکے ساتھہ دشمنی خود فرض ہے انکے ساتھہ معاملہ یہی ہے کہ انکو قتل کرنا یا قید کرنا [illegible]

بھی دشمنی فرض ہے اور انکے ساتھ معاملہ یہ ہے کہ انکی تحقیر کرین تکریم نکرین چلنے مین انکی راہ تنگ کرین انکے ساتھ دوستی رکھنا
نہایت مکروہ ہے شاید حرمت کے درجے کو پہونچے حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے لَاتَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ
یُوَادُّوْنَ مَنْ حَادَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ یعنی جو لوگ خدا اور روز قیامت کا ایمان لائے وہ خدا کے دشمنون کے ساتھ دوستی نرکھین گے
لیکن ان پہ بھروسا کرنا اور انکو عامل اور حاکم کرکے مسلمانون پر مسلط کرنا اہانت اسلام اور گناہ کبیرہ ہے **تیسرا درجہ** بدعتی کا ہے جو خلق کو
بدعت کیطرف بلائے اسکے ساتھ بھی دشمنی ظاہر کرنا ضروریات سے ہے تاکہ خلق کو اوس سے نفرت ہو اولی یہ ہے کہ ابتدا سے سلام کرین
نہ منہ لگائین نہ اوسکے سلام کا جواب دین اسواسطے جب وہ بلائیگا اور لوگ متوجہ ہونگے تو اوسکا شر و فساد پھیل جائیگا لیکن اگر عامی ہو
اور لوگون کو نہ بلائے تو اوسکا کام بہت سہل ہوگا **چوتھا درجہ** اوس گناہ والے کا ہے جس گناہ مین خلق کو رنج ہو جیسے ظلم اور
جھوٹی گواہی اور طرفداری کے ساتھ حکم کرنا شعر مین ہجو کرنا غیبت کرنا لوگون مین فساد ڈالنا ان لوگون سے اعراض کرنا اور انکے ساتھ
سختی کرنا بہت اچھی بات ہے اور انکے ساتھ دوستی کرنا نہایت مکروہ ہے اور ظاہرا حرام نہین ہے اسواسطے کہ یہ حکم نہین ہوا **پانچوان
درجہ** اوس شخص کا ہے جو شراب پینے اور فسق کرنے مین مشغول ہو اور کسیکو اوس سے رنج اور اذیت نہو اوسکا کام آسان تر ہے اوسکے
ساتھ نرمی او نصیحت اولی تر ہے بشرطیکہ قبول ہونے کی امید ہو ورنہ اعراض اولی تر ہے مگر اوسکے سلام کا جواب دینا چاہیے اور
اوسپر لعنت نکرنا چاہیئے ایک شخص نے جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ کے زمانے مین کئی بار شراب پی اوسکو حد ماری گئی صحابہ
مین سے ایک شخص نے اوسپر لعنت کی اور کہا اسکا فساد کبتک رہیگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اون صحابی کو منع کیا اور فرمایا
کہ اوسکا دشمن شیطان بس ہے تو بھی شیطان کا مددگار نہو جا **دوسرا باب صحبت کے حقوق اور شرائط کے
بیان مین** اے عزیز جان تو کہ ہر ایک آدمی صحبت اور دوستی کے قابل نہین ہے بلکہ ایسے شخص کی صحبت رکھنا چاہیے جسمین تین خصلتین
ہون **ایک** یہ کہ عقلمند ہو اسواسطے کہ احمق کی صحبت مین کچہ فائدہ نہین آخر کو بے لطفی ہو جاتی ہے اسواسطے کہ احمق جب تیرے ساتھ
بھلائی کیا چاہتا ہے تو ممکن ہے کہ حماقت سے ایسا کام کر بیٹھے جو تیری برائی کا سبب ہو جائے اور وہ نہ جانے بزرگون نے کہا ہے
کہ احمق سے دور رہنا ثواب ہے اور احمق کے منہ پر نظر ڈالنا گناہ ہے احمق وہ ہے جو کامون کی حقیقت نہ پہچانے اگر اوس سے بیان
کرین تو بھی نہ سمجھے **دوسری خصلت** یہ ہے کہ نیک خلق ہو کیونکہ بدخو سے سلامتی کی امید نہین ہوتی جب اوسکی خو بدجنبش
کریگی تیرا حق بالاے طاق رکھے گا اور کچہ باک نکریگا **تیسری خصلت** یہ ہے کہ صلاحیت کے ساتھ ہو اسواسطے کہ جو شخص
گناہ پر مصر ہوتا ہے خدا سے نہین ڈرتا اور جو شخص خدا سے نہین ڈرتا اوسپر اعتماد کرنا نچاہیے حق جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے
وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَہٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ ھَوَاہُ یعنی ایسے شخص کی اطاعت نکر جسکو ہمنے اپنے ذکر سے غافل کیا ہے اور
وہ اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے اگر بدعتی ہو تو اوس سے دور رہنا چاہیے اسواسطے کہ اوسکی بدعت کی شامت دوسرے مین
اثر کرتی ہے اور کوئی بدعت اوس بدعت سے بدتر نہین ہے جو اب پیدا ہوئی ہے کہ بعضے لوگ کہتے ہین کہ خدا کے بندون کو روکنا
اور فسق او معصیت سے اونہین باز رکھنا کچہ ضرور نہین ہے اسواسطے کہ ہمین خلائق کے ساتھ دشمنی نہین اور اونپر ہم حاکم نہین

بات اباحت کا حکم اور زندقہ کی اصل ہے اور بڑی بدعت ہے ایسے لوگون سے خلط ملط ہرگز نہ رکھنا چاہیئے کہ یہ بات نفس کے موافق ہے شیطان اوسکی مدد کریگا اس بات کو اوسکے دل مین آہستہ کریگا اور چند روز مین صریح اباحتی بنا دیگا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ پانچ آدمیون کی صحبت سے حذر کر ایک جھوٹا کہ اس سے تو ہمیشہ فریب کھائیگا دوسرا احمق کہ وہ جب نفع پہونچانا چاہیگا ضرر پہونچائے گا اور بے خبر رہے گا تیسرا بخیل کہ عین وقت پر دوستی چھوڑ دیگا چوتھا بزدل کہ ضرورت کے وقت تجھے چھوڑ دیگا پانچوان فاسق کہ ایک لقمہ پر یا اوس سے بھی کم پر تجھے بیچ ڈالیگا لوگون نے پوچھا لقمہ سے کمتر کیا ہے فرمایا لقمہ کی طمع حضرت جنید قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ عالم بدخو کی دوستی سے فاسق خوشخو کی دوستی مجھے پسندیدہ تر ہے اے عزیز جان تو کہ یہ سب خصلتین بہت کم جمع ہوتی ہین تجھے چاہیئے کہ صحبت کی غرض کو پہچان اگر فقط انس و محبت تجھے مقصود ہے تو اچھے اخلاق ڈھونڈھ اور اگر دین مقصود ہے تو علم و عمل ڈھونڈھ اگر دنیا مطلوب ہے تو سخاوت و کرم تلاش کر ہر ایک کی ایک شرطہے اے عزیز جان تو کہ خلق تین قسم کی ہے بعضے لوگ غذا کے مانند ہین کہ اونسے آدمیکو چارہ نہین اور بعضے دوا کے مثل ہین کہ کبھی کبھی اونکی احتیاج پڑتی ہے اور بعضے بیماری کے ایسے ہین کہ انکی کبھی احتیاج نہین ہوتی لیکن لوگ انہین میں پھنس جاتے ہین تو تدبیر کرنا چاہیئے تاکہ نجات پائین غرضکہ ایسے شخص کے ساتھ صحبت رکھنا چاہیئے کہ اوسے تجھسے یا تجھے اوس سے دینی فائدہ ہو

صحبت اور محبت کے حقوق کا بیان

اے عزیز جان تو کہ جب برادری اور صحبت کا عقد بندھ گیا تو وہ عقد نکاح کے مثل ہے اور اوسکے حقوق ہین جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ دو بھائیون کی مثال دو ہاتھون کی سی ہے کہ ایک دوسرے کو دھوتا ہے اور یہ حقوق دس قسم کے ہین پہلی قسم مال مین ہے اور یہ بزرگترین درجہ ہے کہ اپنے دوست بھائی کے حق کو مقدم کرے اور اپنا حصہ اوسے دیدے جیسا قرآن شریف مین انصار کے حق مین آیا ہے وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ دوسرا امر یہ ہے کہ دوست بھائی کو اپنے مثل سمجھے اپنے اور اوسکے درمیان مال کو مشترک جانے اخیر کا درجہ یہ ہے کہ اوسے اپنا غلام اور خادم جانے جو چیز اپنی حاجت سے زیادہ ہو اوسے بے مانگے دے اگر اوسے سوال کی حاجت پڑے تو دوستی کے درجے سے نکل گیا کیونکہ اوسکے دل مین دوست بھائی کی غمخواری نہ ہے یہ صحبت بطور عادت ہے اسکی کیا حقیقت ہے عتبۃ الغلام کا ایک دوست تھا کہا مجھے چار ہزار درم کی احتیاج ہے بولا اچھا دو ہزار لے اوسنے منہ پھیر لیا اور کہا تجھے غیرت نہین کہ للہ دوستی کا دعویٰ کرتا ہے پھر دنیا کو اوسپر ترجیح دیتا ہے کسی بادشاہ کے سامنے صوفیہ صافیہ کے ایک گروہ کے ساتھ لوگون نے غمازی کی صوفیون کے قتل کے واسطے تلوار کھینچی گئی اونمین حضرت ابو الحسن نوری قدس سرہ بھی تھے آگے بڑھے کہ پہلے مجھے قتل کرین بادشاہ نے پوچھا تم آگے کیون بڑھے کہا یہ سب صوفی میرے دوست بھائی ہین مین نے چاہا کہ ایک ساعت پہلے انپر سے جان نثار کرون بادشاہ نے کہا سبحان اللہ جو لوگ ایسے بامروت ہون اونھین قتل کرنا درست نہین اور سبھون کو رہا کر دیا فتح موصلی قدس سرہ اپنے ایک دوست کے گھر گئے وہ گھر مین نہ تھا اوسکی لونڈی سے کہا کہ اپنے مالک کا صندوقچہ لا وہ لائی جو کچھ درکار تھا صندوقچہ مین سے لے لیا جب وہ دوست اپنے گھر آیا اور یہ ماجرا سنا تو خوشی کے مارے

اس لونڈی کو آزاد کر دیا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر ایک شخص نے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ تمھارے ساتھ دوستی اور
برادری کرون اونھون نے کہا کہ تجھے برادری کا حق بھی معلوم ہے یا نہیں کہا حق کیا ہے کہا کہ تو اپنے سونے [illegible] کا مجھسے زیادہ
حقدار نہ ہے کہا کہ مین ابھی اس درجہ کو نہیں پہونچا ہون فرمایا کہ بس چلدے کہ یہ کام تجھسے نہو سکیگا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے
فرمایا ہے کہ ایک صحابی کے پاس کسی نے بھونی سری بھیجی اونھون نے کہا کہ میرا فلانا دوست بہت محتاج ہے اوسکو دینا اولی ہے
اور اوس سری کو اوسکے پاس بھیجا اوس نے دوسرے کے پاس دوسرے نے تیسرے کے پاس بھیجی غرضکہ کئی جگہ پھر پھر کر
پہلے ہی دوست کے پاس آئی مسروق اور خثیمہ رحمہما اللہ تعالی مین دوستی تھی اور ہر ایک قرضدار تھا ایک نے دوسرے کا قرض
اسطرح ادا کیا کہ اوسے خبر بھی نہوئی امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ بیس درم جو کسی دوست کے واسطے صرف
کرون وہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ سو درم کسی فقیر کو دون جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ نے کسی جنگل مین جا کر دو
مسواکین کھودین ایک ٹیڑہی تھی دوسری سیدھی ایک صحابی آپ کے ساتھ تھے سیدھی مسواک آپنے اونکو عنایت فرمائی اور ٹیڑھی
آپ لی اونھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ مسواک بہتر ہے اولی یہ ہے کہ استے آپ ہی [illegible] آپنے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسیکے ساتھ
گھڑی بھر صحبت رکھتا ہے تو قیامت کے دن اوس سے سوال ہوگا کہ حق صحبت بجا لایا یا ضائع کیا آپکا یہ فرمانا اسطرف اشارہ ہے
کہ حق صحبت یہ ہے کہ آدمی اپنے کام کی چیز دوسرے کو دیدے اور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب دو آدمی
باہم صحبت رکھتے ہیں تو ان دونون مین خدا کا پیارا دوست وہ ہے جو دوسرے کا بڑا رفیق اور شفیق ہو [illegible]
کامون مین خواہش اور حاجت کے پہلے یاری اور مددگاری کرے [illegible] اور کشادہ پیشانی کے ساتھ [illegible] دوست کی خدمت گذاری
کرے اگلے بزرگون کی عادت یہ تھی کہ ہر روز اپنے دوستون کے دروازے پر جا کر گھر والون سے پوچھتے کہ کیا کرتے ہو لکڑی آٹا
تیل نمک ہے یا نہیں دوستون کے کام کو اپنے کام کیطرح اہم اور ضروری جانتے تھے اور جب کام کرتے تو خوش ہوتے [illegible] حضرت حسن بصری نے
فرمایا کہ دینی بھائی جورو لڑکون سے زیادہ مجھے عزیز ہین اسواسطے کہ وہ [illegible] یاد دلاتے ہیں اور زن و فرزند دنیا یاد دلاتے ہین
عطا رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ تین دن کے بعد اپنے دوستون کی خبر لو اگر بیمار ہون تو عیادت کرو اگر کسی کام مین ہون تو مدد کرو
اگر بھول گئے ہون تو یاد دلاؤ حضرت جعفر ابن محمد رحمہما اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ دشمن جبتک مجھسے بے پروا نہ ہو جائے تب تک
مین اوسکی حاجت روائی مین جلدی کیا کرتا ہون تو دوست کے حق مین کیا کرون اگلے بزرگون مین ایک بزرگ تھے اونھون نے
اپنے دوست کی وفات کے بعد چالیس برس تک حق صحبت کی رعایت سے اوسکے جورو لڑکون کی خدمت کی تیسری قسم زبان
سے متعلق ہے کہ اپنے بھائیون کے حق مین اچھی بات کہے اور اوسکے عیبون کو چھپائے اگر کوئی اونکی پیٹھ پیچھے اونکا ذکر کرے تو
اوسکا جواب دے اور یہ سمجھے کہ وہ دیوار کے پیچھے سن رہا ہے جسطرح اپنے پیٹھ پیچھے اوسکا رہنا چاہتا ہے اوسیطرح اوسکے پیٹھ پیچھے
خود بھی رہے چرب زبانی نہ کرے جب وہ اس سے کچھ کہے تو مانے تکرار نکرے اوسکا راز فاش نکرے گو کہ اوس سے انقطاع
ہو چکا ہو کیونکہ یہ امر بدطینتی سے ہوتا ہے اوسکے زن و فرزند اور احباب کی غیبت نکرے اگر کسینے اوسکی شکایت کی ہو تو اوس سے

بیان نکرے اسواسطے کہ اگر کہیگا تو اوسے رنج دیگا اگر لوگ اوسکی تعریف کرین تو اوس سے نہ چھپائے اسواسطے کہ [illegible]
اگر اوسنے اوسکی کچھ تقصیر کی ہے تو شکایت نکرے اور معاف کردے اور اپنا قصور یاد کرے جو خدا کی عبادت مین کرتا ہے تاکہ اپنے حق مین
کسیکے قصور کرنے کو اچنبھا نجانے اور یہ سمجھے کہ اگر کوئی ایسے شخص کو ڈھونڈھے جو بیخطا اور بے عیب ہو تو ہرگز نہ پائیگا اور خلق کی
صحبت چھوڑ دیگا حدیث شریف مین ہے کہ مومن ہمیشہ عذر ڈھونڈھتا ہے اور منافق سدا عیب ڈھونڈھتا ہے چاہیے کہ ایک
نیکی اسکے بدلے دس تقصیرین چھپائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ برے آشنا سے پناہ مانگنا چاہیے اسواسطے کہ جب
وہ برائی دیکھتا ہے تو ظاہر کردیتا ہے جب بھلائی دیکھتا ہے تو چھپاتا ہے جب کوئی قصور معذرت کے لائق ہو تو اوسے معاف
کردے اور نیک گمان کرے اسواسطے کہ بدگمانی کرنا حرام ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالے نے
مومن کی چار چیزون کو دوسرون پر حرام کیا ہے مال جان آبرو بدگمانی حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تم اوس شخص کے
باب مین کیا کہتے ہو جو اپنے برادر کو سوتا دیکھتا ہے تو اوسکی شرمگاہ سے کپڑا اوتارتا ہے تاکہ وہ ننگا ہو جاے لوگون نے کہا یا روح اللہ
اس بات کو کون روا رکھیگا فرمایا تم ہی روا رکھتے ہو اسواسطے کہ اپنے برادر کا عیب فاش کرتے ہو تاکہ اور لوگ اوس سے واقف
ہو جائین بزرگون نے کہا ہے کہ جب کسیکے ساتھ دوستی کیا چاہے تو پہلے اوسکو غصہ مین لا پھر کسیکو اوسکے پاس مخفی بھیج تاکہ تیرا اوسکے
چھپے عیب پوچھے اگر تیرا راز افشا کرے تو جان لے کہ وہ دوستی کرنے کے قابل نہین ہے اور کسی بزرگون نے کہا ہے کہ ایسے شخص کے
ساتھ دوستی کر کہ تیرا عیب ایسا جانتا ہے جیسا خدا جانتا ہے اور جس طرح خدا تعالی چھپاتا ہے وہ چھپائے کسی شخص نے ایک دوست سے اپنا
راز کہا اور پوچھا تونے اس بات کو یاد رکھا اوسنے کہا نہین بھولا ہوا ہون بزرگون نے کہا ہے کہ جو شخص چار وقتون مین تجھسے
بدل جائے وہ دوستی کے قابل نہین خوشی کے وقت غصہ کے وقت لالچ کے وقت خواہش نفسانی کے وقت چاہیے کہ ان سے
[illegible] حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند عبداللہ رضی اللہ عنہما سے کہا کہ امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ
نے تجھے اپنا مقرب کیا ہے اور تو جوان ہے [illegible] پانچ باتین یاد رکھنا ایک اوسکے راز کو افشا نکرنا دوسرے اوسکے سامنے
کسی کی غیبت نکرنا تیسرے اوس سے کوئی جھوٹ بات نہ کہنا چوتھے اوسکے حکم کے خلاف نکرنا پانچوین وہ تجھمین ہرگز کوئی خیانت
نہ دیکھے پانچوین چیز زبان کو کہ کوئی چیز دوستی مین اتنا فساد اور خلل نہین ڈالتی جتنا مناظرہ اور عداوت خلل ڈالتا ہے دوستی کی بات کو
رد کیا تو اسکے یہ معنی ہین کہ گویا اوسکو احمق اور جاہل کہا اپنے تئین عاقل و فاضل سمجھا اور اوس سے تکبر کیا چشم حقارت سے اوسے دیکھا
یہ باتین دشمنی سے ملی ہوئی ہین دوستی سے نہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم اپنے بھائی کے کلام مین خلاف
نکرو اوس سے ٹھٹھول نکرو اوسکے ساتھ وعدہ خلافی نکرو بزرگون نے کہا ہے کہ اگر تونے اپنے برادر سے کہا چل اوسنے کہا
کہانتک تو وہ صحبت کے قابل نہین اوسکو چاہیے کہ تو کہے اوٹھ کھڑا ہو اور کچھ نہ پوچھے حضرت ابو سلیمان درانی رحمہ اللہ تعالے نے کہا ہے
کہ میرا ایک دوست عراق مین تھا جو کچھ اوس سے مانگتا وہ دیدیتا ایکبار مین نے اوس سے کہا کہ فلانی چیز کی مجھے ضرورت ہے اوسنے کہا
کسقدر درکار ہے پس اوسکی دوستی کی حلاوت میرے دل سے جاتی رہی دوستی کا نباہ اوس امر مین موافقت کرنے سے ہوتا ہے

مگر صحبت قطع کرنا قیامت ہے اور اوس حق کا چھوڑ دینا ہے جو پہلے ثابت ہو چکا ہے مگر سب علما نے یہ کہا ہے اگر برادر نے تیرے
حق مین تقصیر کی تو اوسکو بخش دینا اولی ہے اور اگر وہ عذر خواہی کرے تو اگرچہ تو جانتا ہو کہ جھوٹا ہے مگر عذر قبول کرلے رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے برادر کا عذر قبول نکریگا اوس شخص کے گناہ کے مانند ہے جو راستے مین مسلمانون سے خراج
لے اور فرمایا ہے کہ مسلمان جلد خفا ہوتا ہے اور جلد خوش ہوتا ہے حضرت ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالی نے اپنے مریدسے کہا
کہ جب کسی دوست سے تو کوئی جفا دیکھے تو اوس پر عتاب نکر شاید عتاب کرنے سے تو ایسی بات سنے جو اوس جفا سے سخت تر ہو مرید نے
کہا ہے کہ مین نے جب اس بات کو آزمایا پیر کی نصیحت کے موافق پایا ساتوین قسم یہ ہے کہ تو اپنے دوست کو زندگی مین اور
موت کے بعد دعا کے ساتھ یاد کرے اور جسطرح اپنے زن و فرزند کے واسطے دعا کرتا ہے اوسیطرح اوسکے زن و فرزند کے لیے بھی
دعا کرے اور درحقیقت وہ دعا اپنے حق مین ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے برادر کے واسطے اوسکے
پیٹھ پیچھے جو دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے کہ تجھے بھی یہ بات حاصل اور ایک روایت مین یون وارد ہوا ہے کہ خود حق تعالی جل شانہ
فرماتا ہے کہ مین پہلے تیرا مدعا بر لاؤنگا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دوست کی دعا جو غیبت مین ہو حق تعالی
اوسے رد نہین فرماتا حضرت ابو الدردا رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ مین ستر دوستون کا نام سجدہ مین لیتا ہون اور ہر ایک کے واسطے
دعا کرتا ہون بزرگون نے کہا ہے کہ برادر وہ ہے جو تیری موت کے بعد جب ورثہ مال میراث مین مشغول ہون دعا کرے اور یہ ہے اوسکا
کا اندیشہ کرے کہ حق تعالی جل شانہ سے اور تجھ سے کیسی بنے گی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مردہ قبر مین ایسا ہی
ہے جو ڈوبتا ہوا اور سہارا ڈھونڈھتا ہو مردہ بھی زن و فرزند اور دوستون سے دعا کا منتظر رہتا ہے اور زندون کی کہ وہ نور
ہو کر مردون کی قبرون مین پہونچتی ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ دعا کو نور کے طباقون مین مردون کے سامنے پیش کرتے اور
کہتے ہین کہ فلان شخص کا ہدیہ ہے مردہ اسیطرح خوش ہوتے ہین جیسطرح زندہ ہدیہ سے خوش ہوتے ہین آٹھوین قسم یہ ہے کہ وفا ئے دوستی کو بجا لاوے اور
وفاداری کے ایک معنی یہ ہین کہ دوست کی وفات کے بعد اوسکے زن و فرزند اور دوستون سے غافل نہ ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت مین ایک بڑھیا حاضر ہوئی آپنے اوسکی تعظیم فرمائی لوگ اس بات سے متعجب ہوئے آپنے فرمایا کہ یہ عورت بی بی خدیجہ
رضی اللہ تعالی عنہا کے وقت مین ہمارے یہان آیا کرتی تھی اور دوستی نباہنا ایمان مین داخل ہے اور وفاداری یہ ہے کہ جو شخص
کسی دوست سے علاقہ رکھتا ہو اوسکا فرزند ہو یا غلام یا شاگرد سب پر مہربانی کی نظر رکھے اور اوسپر مہربانی سے زیادہ تر اثر دل کا
پایا جاوے جو دوست کے ساتھ رکھتا تھا اور وفاداری یہ ہے کہ اگر منصب یا دولت یا حکومت پا گیا ہے تو اگلی تواضع مدارات
نکال دے کبھی اپنے دوستون سے غرور نکرے اور وفاداری یہ ہے کہ ہمیشہ دوستی قائم رکھے اور کسی سبب سے قطع محبت نکرے
اسواسطے کہ شیطان کا بڑا کام یہ ہے کہ برادرون کو وحشت مین ڈالتا ہے جیسا حق تعالی جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے اِنَّ
الشَّیْطَانَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے کہا ہے مِنْ بَعْدِ اَنْ نَزَغَ الشَّیْطَانُ بَیْنِیْ وَبَیْنَ
اِخْوَتِیْ اور وفاداری یہ ہے کہ دوستی کے حق مین کسیکا کہنا نہ سنے اور سب کو جھوٹا جانے اور وفاداری یہ ہے کہ دوست کے

دشمن کے ساتھ دوستی نکرے بلکہ اوسکے دشمن کو اپنا بھی دشمن جانے اسواسطے کہ جو شخص کسی کا دوست ہو اور اوسکے دشمن کا بھی دوست ہو تو یہ دوستی ضعیف ہوتی ہے **نوین قسم** یہ ہے کہ تکلف درمیان سے اوٹھا دے اور دوست کے ساتھ بھی ایسا ہی رہے جیسا اکیلا رہتا ہے اگر ایک دوست دوسرے سے ملاحظہ رکھیگا تو وہ دوستی ناقص ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے وہ دوست سب دوستون سے بدتر ہے جس سے معذرت اور تکلف کرنے کی تجھے ضرورت پڑے حضرت جنید قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ مین نے بہت سے دوست دیکھے کوئی ایسے دو برادر نہ دیکھے کہ اونمین سے ایک حشمت کے سبب سے دوسرے کی وحشت کا باعث ہوا مگر یہ کہ کسی مین کچھ عیب ہو بزرگون نے کہا ہے کہ اہل دنیا کے ساتھ ادب سے گذران کر اور اہل آخرت کے ساتھ علمیت اور اہل معرفت کے ساتھ جسطرح تیرا جی چاہے کہ صوفی اس شرط سے باہم صحبت رکھتے تھے کہ اگر کوئی ہمیشہ روزہ رکھے خواہ ہمیشہ کھانا کھائے یا رات بھر سوئے یا تمام شب نماز پڑہے تو دوسرا کچھ نپوچھے کہ اسکا کیا سبب ہے غرضکہ اللہ دوستی کے معنے یگانگی ہین اور یگانگی مین تکلف کو کچھ دخل نہین ہے **دسوین قسم** یہ ہے کہ اپنے تئین سب دوستون سے کمتر سمجھے اور اونسے کسی بات کی امید اور آرزو نرکھے اور کوئی رعایت نہ چاہے اور سب حقوق ادا کرتا رہے حضرت جنید قدس سرہ کے سامنے کسی شخص نے کہا کہ اس زمانے مین برادر نایاب ہے اور مکرر کہا حضرت جنید نے جواب دیا کہ اگر تو ایسا شخص چاہتا ہے جو تیری خدمتگذاری اور غمخواری کرے تو البتہ کمیاب ہے اور اگر ایسا شخص چاہتا ہے کہ تو اوسکی خدمتگذاری اور غمخواری کرے تو بہتیرے ہین بزرگون نے کہا ہے کہ جو شخص اپنے تئین دوستون سے بہتر جانیگا خود گنہگار ہوگا اور وہ اسکے حق مین گنہگار ہونگے اور اگر اپنے تئین اونکے برابر سمجھیگا تو خود غمگین ہوگا اور وہ بھی رنجیدہ رہینگے اور اگر اپنے تئین اونسے کمتر جانیگا تو یہ وہ دونون راحت و آرام سے رہینگے حضرت ابو معاویۃ الاسود رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ میرے سب دوست مجھسے بہتر ہین کہ مجھے مقدم رکھتے ہین اور میری بزرگی جانتے ہین

تیسرا باب مسلمانون یگانون ہمسایون لونڈی غلامون کے حقوق کے بیان مین

اے عزیز جان تو کہ ہر ایک کا حق اوسکی قرابت کی قدر ہوتا ہے اور قرابت کے درجے مین حقوق اون درجون کے قدر رہتے ہین اور جو برادری خدا کے واسطے ہوتی ہے وہ بہت قوی رابطہ ہے اوسکے حقوق مذکور ہو چکے ہین جب کسی کے ساتھ رہتی نہو فقط دینی قرابت ہو اوسکے بھی کئی حق ہین **پہلا حق** یہ ہے کہ آدمی جو چیز اپنے واسطے پسند نہین کرتا وہ کسی مسلمان کے واسطے بھی پسند نکرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمانون کی مثال ایک آدمی کی سی ہے کہ جب اوسکا ایک عضو دکھتا ہے تو تمام اعضا کو خبر ہوتی ہے اور سب اعضا دردناک ہوتے ہین اور فرمایا ہے کہ جو شخص دوزخ سے نجات چاہتا ہے اوسے چاہیے کہ کلمہ شہادت پر مرجائے اور جو امر پسند نہین کرتا کہ لوگ اوسکے ساتھ کرین وہ امر خود بھی بندون کے ساتھ نکرے حضرت موسی علیہ السلام نے حق سبحانہ تعالی سے پوچھا کہ یا الہ العالمین تیرے بندون مین بڑا عادل کون ہے ارشاد ہوا کہ وہ جو آپ سے انصاف کرے **دوسرا حق** یہ ہے کہ کوئی مسلمان اوسکے ہاتھ اور اوسکی زبان سے رنج نپائے جناب سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام نے پوچھا کہ اے لوگو تم جانتے ہو کہ کون شخص مسلمان ہے لوگون نے

عرض کیا کہ اللہ اور اللہ کا رسول بہتر جانتا ہے فرمایا کہ مسلمان وہ ہے جسکے ہاتھ اور زبان سے مسلمان لوگ سلامت رہین
لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مومن کون ہے آپنے فرمایا کہ مومن وہ ہے جس سے مومنون کو جان و مال مین بیفکری ہے
پھر پوچھا کہ مہاجر کون ہے ارشاد ہوا کہ مہاجر وہ ہے جو بُرے کام چھوڑ دے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ کسی مسلمان کو حلال نہین کہ آنکھ سے ایسا اشارہ کرے کہ کوئی مسلمان اشارہ کے سبب سے رنجیدہ ہو اور یہ بھی حلال نہین کہ
کوئی ایسا کام کرے جسکے سبب سے کوئی مسلمان گھبرائے اور ڈرے حضرت مجاہد رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ حق تعالے
دوزخیون کو خارش مین مبتلا کریگا اسقدر کھجائین گے کہ استخوان نکل آئین گے پھر پکار نیوالا پکاریگا کہ محنت اور اذیت کیسی ہے
وہ کہین گے کہ نہایت سخت اور بہت بڑی ہے جواب آئیگا کہ یہ اذیت اس سبب سے ہے کہ تم دنیا مین مسلمانون کو ستاتے تھے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین نے ایک شخص کو بہشت مین دیکھا کہ جدہر جاہتا تھا سیر کرتا پھرتا تھا یہ گلگشت اسکو
اس سبب سے نصیب ہوئی کہ اوسنے راہ پر سے ایک درخت کاٹ ڈالا تھا تاکہ کسی کو تکلیف نہو **تیسرا حق** یہ ہے کہ کسی پر
تکبر نکرے اسواسطے حق سبحانہ تعالی متکبرون سے دشمنی رکھتا ہے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھپر یہ وحی
نازل ہوئی کہ فروتنی اختیار کرو تاکہ کوئی کسی پر فخر نکرے اسیواسطے جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ آلہ وصحابہ اجمعین بیوہ عورتون
اور مسکینون کے ساتھ جاتے اور اونکی حاجت روائی کرتے یہ چاہیے کہ آدمی کسی کو حقارت کی نظر سے دیکھے کہ شاید وہ خدا کا دوست ہو
اور اسے خبر نہو کہ حق تعالی نے اولیا کو پوشیدہ رکھا ہے تاکوئی اونکی طرف راہ نہ پائے **چوتھا حق** یہ ہے کہ غماز کی بات کسی
مسلمان کے حق مین نہ سُنے کیونکہ مرد صالح کی بات سُننا چاہیے غماز فاسق ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ کوئی غماز بہشت مین
نجائیگا اے عزیز جان تو کہ جو تیرے سامنے اورون کی بدی کریگا وہ اورون کے سامنے تجھے بھی بُرا کہیگا اوس سے دور رہنا
چاہیے اور اوسکو جھوٹا سمجھنا چاہیے **پانچوان حق** یہ ہے کہ تین دن سے زیادہ کسی آشنا سے ترک کلام نکرے اسواسطے کہ
جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین دن سے زیادہ مسلمان بھائی سے بات موقوف کرنا درست نہین ہے
انمین بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ حق تعالی نے حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام
سے فرمایا کہ تیرا مرتبہ اور نام مین نے اسواسطے بڑا کیا کہ تو نے اپنے بھائیون کی خطا معاف کی اور حدیث شریف مین آیا ہے
کہ اگر تو اپنے کسی مسلمان بھائی کا گناہ معاف کریگا تو حق تعالی تیری عزت اور بزرگی زیادہ کریگا **چھٹا حق** یہ ہے کہ حتی المقدور
ہر ایک کے ساتھ بھلائی کرے وہ نیک ہو خواہ بد حدیث شریف مین آیا ہے کہ جسکے ساتھ ہوسکے نیکی کر اگر وہ اس قابل نہین
مگر تو تو اس لائق ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ ایمان کے بعد خلائق سے دوستی کرنا اور پارسا اور ناپارسا کے ساتھ احسان
کرنا اصل عقل ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ جو شخص بات کرنے کے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
ہاتھ پکڑتا تو جبتک وہ خود نہ چھوڑتا تب تک آپ نچھوڑتے اور اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی شخص بات کرتا تو آپ اوسکی طرف
بالکل متوجہ ہوجاتے اور جبتک بات تمام نہوتی صبر فرماتے **ساتوان حق** یہ ہے کہ بوڑھون کی تعظیم کرے اور بچون پر رحم کرے

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بوڑھون کی عزت نکریگا اور بچون پر رحم اور شفقت نکریگا وہ میری امت مین نہین
ہے کہ سفید بالون کی تعظیم خدا کی تعظیم ہے اور فرمایا ہے کہ جو جوان بوڑھون کی تکریم کرتا ہے حق تعالی جل شانہ جوانونکو توفیق دیگا
کہ بوڑھاپے مین اوسکی تعظیم کرین یہ درازی عمر کی خوشخبری ہے کہ جسکسیکو بوڑھون کی تکریم کی توفیق ہوگی تو اسپر دلیل ہے کہ وہ بھی
بوڑھا ہوگا کہ اسکا بدلا دیکھے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے پھر کر آتے تو لوگ لڑکون کو آپکی خدمت بابرکت مین حاضر لاتے
آپ کسی کو سواری پر آگے بٹھاتے کسی کو پیچھے وہ آپس مین فخر کرتے اور کہتے حضرت نے مجھے آگے بٹھالا اور تجھے پیچھے ایک چھوٹے
سے بچے کو آپ کے پاس لیگئے کہ آپ اوسکا نام رکھدین اور اوسکے حق مین دعاے خیر کرین آپنے اوسکو گود مین لیلیا ایسا ہوتا
کہ کوئی لڑکا آگے پیشاب کرنے لگتا لوگ غل مچا کر چاہتے کہ حضرت سے لیلین آپ فرماتے کہ اسے رہنے دو تاکہ پورا پیشاب کرلے
اسکا پیشاب نروکو اور اوسکے سامنے آپ پیشاب نہ دہوتے کہ وہ رنجیدہ نہو جب وہ باہر جالیتا تو آپ دہو ڈالتے اور اگر لڑکا خورد سال
ہوتا تو پانی اوسکے پیشاب پر چھڑک لیتے اور بیٹھے رہتے **آٹھوان حق** یہ ہے کہ سب مسلمانون کے ساتھ ملنسار اور کشادہ پیشانی
اور خندان رہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی کشادہ رو اور سہل گیر کو دوست رکھتا ہے اور فرمایا ہے
کہ جو نیکی کیوجہ سے مغفرت کا سبب ہے وہ آسانی اور کشادہ پیشانی اور شیرین زبانی ہے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ
ایک غریب عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے راہ روک کر کھڑی ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ مجھے آپسے کچھ کام ہے
آپنے فرمایا کہ اس گلی مین جہان تیرا جی چاہے بیٹھ جا تیرے ساتھ مین بھی بیٹھونگا وہ بیٹھ گئی آپ بھی بیٹھ گئے جبتک اوس نے
اپنا سوال عرض کیا آپ بیٹھے رہے **نوان حق** یہ ہے کہ کسی مسلمان سے وعدہ خلافی نکرے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جسمین
یہ تین چیزین پائی جائین وہ منافق ہے اگرچہ نماز پڑہے اور روزہ رکھے ایک یہ کہ جھوٹ بولتا ہو دوسرے وعدہ خلافی کرتا ہو
تیسرے امانت مین خیانت کرتا ہو **دسوان حق** یہ ہے کہ ہر ایک کی تعظیم اوسکے مرتبے کے موافق کرے جو شخص لوگون مین معزز ہو
اوسکی بڑی تعظیم کرے جب کوئی شخص لباس فاخرہ اور سواری اسپ اور تجمل رکھتا ہو تو سمجھے کہ وہ بڑے مرتبہ کا آدمی ہے ام المومنین
حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا ایک سفر مین تھین جب دسترخوان بچھا ایک فقیر آیا بولین ایک روٹی اسے دیدو اور
ایک سوار بھی آپہونچا بولین اسے بلاؤ حاضرین نے کہا کہ آپنے فقیر کو چھوڑ کر امیر کو بلایا حضرت صدیقہ رض نے فرمایا کہ حق تعالی نے ہر ایک کو
مرتبہ عنایت کیا ہے ہمکو اسدرجہ کا حق نگاہ رکھنا چاہیے فقیر ایک روٹی سے خوش ہوجاتا ہے امیر کے ساتھ ایسا کرنا مناسب نہین اوسکے
ساتھ وہ امر کیجیے جسمین وہ خوش ہو حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب کسی قوم کا عزیز آدمی تمہارے پاس آئے تو اوسکی تعظیم کرو کوئی
شخص ایسا ہوا تھا کہ جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا اپنی چادر اوس سے مرحمت کرتے کہ بچھا کر بیٹھے ایک بڑھیا جس نے آپکو
دودھ پلایا تھا آپکے پاس آئی آپنے اوسے اپنی چادر پر بٹھالا اور فرمایا اے مادر مرحبا جو تیرا جی چاہے مانگ مین تجھے دونگا
غنیمت سے جو آپکا حصہ ملا تھا اوسے عنایت کیا اوس نیکبخت نے اوس مال کو ایک درم کے عوض حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ
کے ہاتھ بیچا **گیارہوان حق** یہ ہے کہ جب دو مسلمان آپس مین خفا ہون تو اونمین صلح کرنے کی کوشش کرے رسول مقبول

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین تمھین بتادون کہ کیا چیز روزہ نماز اور صدقہ سے افضل ہے لوگون نے عرض کیا ارشاد کیجیے فرمایا
مسلمانون مین صلح کرادینا حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ایکدن بیٹھے بیٹھے ہنسنے لگے
حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا کہ میرے مان باپ آپ پر سے فدا ہون ہنسنے کا کیا سبب ہے فرمایا میری امت مین سے
دو مرد رب العزت کے سامنے زانو کے بھل گرے ہین ایک تو کہتا ہے کہ بارخدایا اس سے میرا انصاف کر دے کہ اسنے مجھپر ظلم کیا ہے
اوس سے حق تعالی فرماتا ہے اسکا حق دیدے وہ عرض کرتا ہے کہ بارخدایا میری سب نیکیان تو مدعیون نے لیلی ہین اب میرے
پاس کچھ نہین باقی ہے حق تعالی دادخواہ سے فرماتا ہے کہ اب تو کیا کریگا اسکے پاس تو کوئی نیکی نہین ہے وہ عرض کرتا ہے کہ
میرے گناہ اسے حوالے فرما تو اسکے گناہ اوسکے سر رکھتے ہین اور ہنوز مظلمہ باقی رہتا ہے یہ کہکر جناب سرور انبیا علیہ الصلاۃ والثنا
روئے اور فرمایا کہ یہی بہت بڑا دن ہے کہ ہر ایک اس امر کا حاجتمند ہوتا ہے کہ اوس سے اوسکا بار عصیان اوتارلیوین اوسوقت ارحم الراحمین
دادخواہ سے فرماتا ہے کہ سر اوٹھا دیکھ تو تجھے کیا دکھائی دیتا ہے وہ عرض کرتا ہے اے پروردگار چاندی کے شہر دیکھتا ہون سونے
کے مکانات دیکھتا ہون کہ جواہر اور موتیون سے جڑے ہوئے ہین آیا یہ کسی پیغمبر کی ملک ہین یا کسی شہید کی یا صدیق کی حق تعالی
ارشاد فرماتا ہے یہ اوسی کی ملک ہین جو اسکی قیمت دے وہ عرض کرتا ہے یارب العالمین بھلا اسکی قیمت کون دے سکتا ہے احکم الحاکمین
ارشاد کرتا ہے کہ تو دے سکتا ہے وہ عرض کرتا ہے کہ بارخدایا مین کیونکر دے سکتا ہون ارشاد ہوتا ہے کہ تو اسطرح دے سکتا ہے
کہ اپنے اس بھائی کا گناہ معاف کردے وہ بے اختیار عرض کرتا ہے کہ یا ارحم الراحمین مین نے اسکا گناہ معاف کیا حکم ہوتا ہے
کہ اوٹھ اور اسکا ہاتھ پکڑ اور تم دونون جنت مین جاؤ یہ کہکر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالی سے ڈرو اور خلق مین
صلح کیا کرو کہ حق تعالی قیامت کے دن مسلمانون مین صلح کرتا ہے **بارہوان حق** یہ ہے کہ مسلمانون کے تمام عیبون اور پوشیدہ
برائیون کو چھپائے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی اس جہان مین مسلمانون کی پردہ پوشی کریگا قیامت کے دن
حق تعالی اوسکے گناہون کو پوشیدہ رکھیگا امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ جسے مین
پکڑتا ہون خواہ چور ہو خواہ شرابی یہی چاہتا ہون کہ حق تعالی اسکے گناہ فاحش کو چھپادے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اے لوگون تمنے فقط زبان سے کلمہ پڑھا ہے ابھی تمھارے دلون مین ایمان نہین آیا لوگون کی غیبت نکیا کرو اونکی
پوشیدہ برائیون کا تجسس نکیا کرو جو شخص کسی مسلمان کا عیب فاش کرتا ہے حق تعالی اوسکا عیب فاش کرتا ہے تاکہ وہ رسوا ہو
اگرچہ گھر کے اندر ہو حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ مجھے یاد ہے جب پہلے ایک شخص کو لوگون نے چوری مین
پکڑا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین لائے تاکہ آپ اوسکا ہاتھ کاٹین آپ کے چہرۂ نورانی کا رنگ متغیر ہوگیا
لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلعم آپکو اس کام سے کیا کراہت آئی فرمایا کیون نہ آئے اپنے بھائیون کی دشمنی مین مین شیطان کا
مددگار کیون ہون اگر تم چاہتے ہو کہ حق تعالی تمھین بخشدے اور تمھارے گناہ چھپائے اور معاف کرے تو تم بھی لوگون کے
گناہ چھپاؤ کیونکہ جب سلطان کے پاس پہونچوگے تو حد قائم کرنے سے کچھ چارہ نہوگا امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ

ایک رات گشت کے واسطے نکلے ایک گھر سے سرود کی آواز آئی آپ چھت پر چڑھ گئے جب گھر مین گئے تو ایک مرد کو دیکھا کہ رنڈی کے ساتھ شراب پی رہا ہے کہا اے دشمن خدا تو سمجھا تھا کہ تیرے ایسے گناہ کو حق تعالی چھپا دیگا اوسنے عرض کیا یا امیر المومنین جلدی نکیجیے مین نے اگر ایک گناہ کیا ہے تو آپنے تین گناہ کیے ہین حق تعالی نے فرمایا ہے وَلَا تَجَسَّسُوا اور آپنے جستجو کی اور فرمایا ہے وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا اور آپ چھت پر سے آئے اور فرمایا ہے لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا اور آپ بے اجازت چلے آئے اور سلام بھی نکیا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ اگر مین معاف کرون تو تو توبہ کریگا اوسنے عرض کیا ہان توبہ کرونگا اور پھر ہرگز ایسے کام کے پاس نجاؤنگا آپ نے معاف کیا اور اوسنے توبہ کی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسنے لوگون کی وہ باتین سننے کے واسطے کان لگایا جو سب اوسکے کرتے ہین قیامت کے دن اوسکے کان مین سیسا پگھلا کر ڈالا جائیگا **تیرھوان حق** یہ ہے کہ تہمت کی راہ سے دور رہے تاکہ مسلمانون کے دل کو بدگمانی سے اور زبان کو عیب سے بچائے اسواسطے کہ جب کوئی شخص کسی گناہ کا سبب ہوتا ہے تو اوس گناہ مین خود بھی شریک ہو جاتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ شخص کیسا ہوتا ہے جو اپنے ماں باپ کو گالی دیتا ہے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایسا کون کریگا کہ اپنے ماں باپ کو خود گالی دے فرمایا کہ جو شخص دوسرے کے ماں باپ کو گالی دیگا تاکہ وہ اسکے ماں باپ کو گالی دے تو وہ گالی خود اوسنے دی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص تہمت کی جگہہ بیٹھے اوسے درست نہین ہے کہ اوس شخص کو ملامت کرے جو اوس سے بدگمان ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ماہ رمضان کے اخیر مین ام المومنین حضرت بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا سے مسجد مین باتین کرتے تھے ایک شخص وہان آنکلا آپنے اوسے بلایا اور فرمایا یہ میری بی بی ہے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ لوگ اور کسی سے بدگمانی کرین تو کرین آپ سے نہین کرسکتے فرمایا شیطان آدمی کے بدن مین اسطرح سیر کرتا ہے جسطرح خون رگون مین امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک مرد کو دیکھا کہ راستے مین ایک عورت سے باتین کرتا تھا اوسے [illegible] اوسنے عرض کیا کہ یا امیر یہ میری جورو ہے فرمایا تو ایسی جگہہ کیون نہین باتین کرتا جہان کوئی نہ دیکھے **چودھوان حق** یہ ہے کہ اگر صاحب جاہ و منزلت ہے تو کسی کی سعی کرنے مین دریغ نکرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ مجھسے مطلب چاہو میرے دل مین ہوتا ہے کہ دون لیکن دیر کرتا ہون تاکہ تم مین سے کوئی سعی کرے کہ اوسکو بھی اجر ملے سعی کرو ثواب پاؤ اور فرمایا ہے کوئی صدقہ زبانی صدقہ سے بہتر نہین لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلعم زبانی صدقہ کیا ہے فرمایا وہ سعی جو کسی کی جان بچائے یا کسی کو نفع پہونچائے یا اذیت سے بچائے **پندرھوان حق** یہ ہے کہ جب سُنے کہ کوئی مسلمان کے حق مین زبان درازی کرتا ہے اور اوسکی آبرو یا اوسکے مال کا قصد رکھتا ہے اور وہ مسلمان غائب ہے تو خود جواب دینے مین اوسکا نائب بنجائے اور اوسے ظلم سے بچائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو مسلمان اوس جگہہ کسی مسلمان کی یاری کریگا جہان لوگ اوسکو بری بات کہتے ہین اور اسکی بےحرمتی کے درپے ہین تو حق تعالی اوس یاری کرنیوالے کی وہان پر مدد کریگا جہان مدد کا وہ نہایت محتاج ہو اور جو مسلمان ایسی جگہہ نصرت فروگذاشت کریگا

جہان لوگ کسی مسلمان کی بیحرمتی کرتے ہون تو حق تعالی اوس فروگذاشت کرنیوالے کو بھی اوسوقت ذلیل و ضائع کریگا جب وہ اپنی
نصرت کو نہایت دوست رکھتا ہو **سولھوان حق** یہ ہے کہ جب کسی بڑے آدمی کی صحبت مین پھنس جاوے تو جبتک [illegible]
اوسکے ساتھ مدارا کرے اور بالمشافہہ سختی اور درشتی نکرے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے اس آیہ کریمہ وَیَدْرَءُوْنَ
بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ کے معنے یون کہے ہین کہ سلام اور مدارا سے برائی کا عوض کرو حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا
نے فرمایا ہے کہ ایک شخص نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہونیکی اجازت چاہی آپنے فرمایا اجازت
دو اور یہ شخص اپنے قوم کا برا آدمی ہے جب وہ شخص آیا تو آپنے ہمقدر اوسکی مدارات فرمائی کہ مین سمجھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
نزدیک اسکا بڑا مرتبہ ہے جب وہ باہر گیا تو مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپنے اوسکو برا آدمی فرمایا باوصف اسکے مراعات کی
فرمایا کہ اے عائشہ رض قیامت کے دن خدا کے نزدیک وہ آدمی بدتر ہوگا جسکے شر کے خوف سے لوگ اوسکے ساتھ مراعات کریں
اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ بدگویون کی زبان سے اپنی آبرو جس چیز کی بدولت تو بچائے وہ چیز صدقہ ہے حضرت ابو الدردا
نے کہا ہے کہ بہت لوگ ایسے ہین کہ ہم اونکے سامنے تو ہنستے ہین لیکن ہمارا دل اونپر لعنت کرتا ہے **سترھوان حق** یہ ہے
کہ فقیرون کے ساتھ صحبت اور دوستی رکھے اور امیرون کے پاس بیٹھنے سے حذر کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ مردون کے پاس نہ بیٹھو لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہین فرمایا امیر لوگ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی سلطنت
مین جہان کوئی مسکین دیکھتے اوسکے پاس بیٹھ جاتے اور فرماتے مسکین مسکین پاس بیٹھا ہے حضرت عیسی علیہ السلام کو یا مسکین
کہنے سے زیادہ کوئی نام پسند نتھا حضرت سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا نے یون دعا کی ہے کہ یا خدا یا الٰہی تو مجھے زندہ رکھیے
مسکین رکھ اور جب مارا جاوے مسکین مار اور جب حشر کرے تو مسکینون کے ساتھ حشر کر حضرت موسی علیہ السلام نے عرض کیا کہ
بار خدایا مین تجھے کہان ڈھونڈھون فرمایا شکستہ دلون کے پاس **اٹھارھوان حق** یہ ہے کہ مسلمانون کی خوشی کرنے کو
اور اوسکی حاجت روائی کرنے کے لیے کوشش کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے کسی مسلمان کی
حاجت روائی کی وہ ایسا ہے کہ گویا تمام عمر اوسنے حق تعالی کی خدمت کی ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کی آنکھ روشن
کریگا قیامت کے دن حق تعالی اوسکی آنکھ روشن کریگا اور فرمایا ہے کہ جو کوئی دن کو یا رات کو گھڑی بھر کے لیے مسلمان کے
کام کے واسطے جاتا ہے تو اوسکا کام نکلے خواہ نہ نکلے مگر اس جانیوالے کے واسطے وہ گھڑی بھر دو مہینے اعتکاف سے
سے زیادہ فضل ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص کسی غمگین کو راحت پہونچائے یا کسی مظلوم کو ظلم سے چھڑائے حق تعالی اوسے تہتر
مغفرتین عنایت فرمائیگا اور فرمایا ہے کہ تم اپنے برادر کی یاری کرو وہ ظالم ہو خواہ مظلوم لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
اگر ظالم ہو تو کیونکر یاری کرین آپنے فرمایا کہ اوسے ظلم سے باز رکھنا یہی یاری ہے اور فرمایا ہے کہ حق تعالی کے نزدیک کوئی عبادت
اس سے زیادہ مقبول نہین کہ تو کسی مسلمان کے دل کو خوش کرے اور فرمایا ہے کہ دو خصلتین ہین کہ اونسے زیادہ کوئی گناہ بدتر
نہین شرک کرنا اور لوگون کو ستانا اور دو خصلتین ہین کہ اونسے زیادہ کوئی عبادت بہتر نہین ایمان لانا حق تعالی کو اور ویسا

اور فرمایا ہے کہ جسکو مسلمان کا غم نہو وہ میری امت مین نہین ہے حضرت فضیل کو لوگون نے دیکھا کہ رو رہے تھے پوچھا تم کیون
روتے ہو فرمایا کہ ان غریب مسلمانون کے رنج مین جنھون نے مجھپر ظلم کیا ہے فردا ے قیامت کو انسے سوال ہوگا کہ تمنے کیون ظلم کیا
وہ رسوا ہونگے اور اونکا کوئی عذر پیش رفت نہوگا حضرت معروف کرخی نے کہا ہے کہ جو شخص روز تین بار کہیگا اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ
اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ فَرِّجْ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اوسکا نام ابدالون مین لکھین گے آٹھوان حق
یہ ہے کہ جسکے پاس پہونچے بات کرنے سے قبل پہلے خود سلام کرے پھر مصافحہ کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا ہے جو شخص
سلام سے پہلے بات کرے اوسے جواب نہ دو جبتک پہلے سلام نہ کرے ایک شخص جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین
حاضر ہوا اور سلام نکیا آپنے فرمایا با ہر جا پھر آ اور سلام کر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ جب آٹھ برس مین نے حضرت صلی اللہ
علیہ سلم کی خدمت کی تو آپنے فرمایا اے انس طہارت پوری کیا کر تا کہ تیری عمر دراز ہو اور جسکے پاس جایا کر پہلے اوسے سلام کیا کر تا کہ
تیری نیکیان زیادہ ہون اور جب اپنے گھر مین جایا کر تو اپنے لوگون سے سَلَامٌ عَلَيْكَ کیا کر تا کہ تیرے گھر مین خیر بہت ہو ایک شخص حضرت
صلی اللہ علیہ سلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ آپنے فرمایا کہ اسکے واسطے دس نیکیان لکھی جاوینگی دوسرا شخص حاضر ہوا
اور کہا سلام علیکم و رحمۃ اللہ آپنے فرمایا اسکے واسطے بیس نیکیان لکھین گے تیسرا شخص آیا اوسنے کہا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ
آپنے فرمایا اسکے لیے تیس نیکیان لکھیجاوینگی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب گھر مین جاؤ تب سلام کرو اور
جب نکلو تب بھی سلام کرو پہلا سلام پچھلے سلام سے افضل نہین ہے اور فرمایا ہے کہ جب دو مسلمان باہم مصافحہ کرتے ہین تو ستر رحمتین انمین
تقسیم کیجاتی ہین اونہتر رحمتین اوسکا حصہ ہوتی ہین جو اون دونون مین زیادہ خندان اور کشادہ رو ہوتا ہے اور جب دو مسلمان باہم
سلام کرتے ہین تو سو رحمتین اونمین بٹتی ہین نوے رحمتین اوسکا حق ہے جو ابتدا کرتا ہے اور دس اوسکا حق جو جواب دیتا ہے اور
بزرگان دین کے ہاتھ کو بوسہ دینا سنت ہے حضرت ابو عبیدہ جراح نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق کے ہاتھ کو بوسہ دیا ہے حضرت
انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ سلم سے پوچھا کہ جب ہم کسی دوست کے پاس جائین تو پشت خم کرین
فرمایا نہین پھر پوچھا کہ اوسکا ہاتھ چومین فرمایا نہین پھر پوچھا مصافحہ کرین فرمایا ہان لیکن جب سفر سے کوئی پھر کر آئے تو منہ پر بوسہ دینا
اور بغل گیر ہونا سنت ہے اگر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سروقد کھڑے ہونے سے خوش نہوتے تھے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ سلم سے زیادہ کوئی شخص ہمین محبوب نتھا آپکے واسطے ہم سروقد نہ اوٹھتے تھے ہمین معلوم تھا
کہ آپ اس امر سے ناراض ہوتے ہین لیکن جہان یہ عادت ہوگئی ہے وہان اگر کوئی تعظیم کے واسطے سروقد اوٹھے گا تو مضائقہ نہین
ہے مگر کسیکے سامنے دست بستہ کھڑا ہونا منع ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس بات کو دوست رکھے کہ
لوگ اوسکے سامنے دست بستہ کھڑے ہون اور وہ خود بیٹھا رہے اوس سے کہدو کہ دوزخ مین اپنی جگہ ٹھہرا لے بیسوان حق
یہ ہے کہ چھینکنے والے کا جواب دے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمین تعلیم
فرمایا ہے کہ جسے چھینک آئے وہ الحمد للہ رب العالمین کہے اور جو شخص سنے وہ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہے پھر وہ کہے يَرْحَمُكَ اللّٰهُ لِي وَلَكُمْ

اور جب کوئی شخص الحمد للہ نہ کہے گا یرحمک اللہ کا مستحق نہوگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو جب چھینک آتی آواز پست کرتے اور منہ پر
ہاتھ رکھ لیتے اگر پاخانہ پھرنے یا پیشاب کرنے مین کسیکو چھینک آوے تو دل مین الحمد للہ کہے حضرت ابراہیم نخعی نے کہا ہے کہ اگر
زبان سے کہیگا تو بھی مضائقہ نہین ہے حضرت کعب الاحبار نے کہا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ کیا تو
نزدیک ہے جو آہستہ بات کرون یا دور ہے تا پکار کر کہون ارشاد ہوا کہ جو مجھے یاد کریگا مین اوسکا ہمنشین ہون پھر عرض کیا کہ یا الٰہی
ہم بہت سے حال مین ہین مثلاً جنابت اور قضاء حاجت ایسے حال مین تجھے یاد کرنا بے ادبی ہے ارشاد ہوا کہ ہر حال مین مجھے
یاد کر اور کچھ اندیشہ نکر اکیسوان حق یہ ہے کہ آشنا کی بیمار پرسی کرے اگرچہ دوست نہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ جو شخص کسی بیمار کی عیادت کریگا بہشت مین جائیگا اور جب عیادت کرکے پھرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے مقرر ہوتے ہین تاکہ اوسپر شام تک
درود پڑہین سنت یہ ہے کہ اپنا ہاتھ بیمار کے ہاتھ یا پیشانی پر رکھے اور احوال پرسی کرے اور کہے بسم اللہ الرحمن الرحیم أُعِیذُکَ
بِاللہِ الاَحَدِ الصَّمَدِ الَّذِی لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُولَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ مِنْ شَرِّ مَا تَجِدُ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے فرمایا ہے کہ مین بیمار تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی بار تشریف لاکر یہی دعا پڑھی اور بیمار کے واسطے سنت یہ ہے کہ یہ دعا پڑھے
اَعُوْذُ بِعِزَّۃِ اللہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ اور جب کوئی پوچھے کہ کیسا ہے تو گلہ نکرے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب کوئی
بندہ بیمار ہوتا ہے حق تعالیٰ دو فرشتے اوسپر تعینات فرماتا ہے کہ دیکھتے رہین کہ جب کوئی عیادت کے واسطے آتا ہے تو وہ بیمار شکر
کرتا ہے یا شکایت اگر شکر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ خیریت ہے الحمد للہ تو حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ مجھپر واجب ہے کہ اگر اپنے بندے کو
لیجاؤنگا تو رحمت کے ساتھ لیجاؤن گا اور بہشت مین پہونچاؤنگا اور اگر صحت دونگا تو اس بیماری کے سبب سے اوسکے گناہونکو بخشونگا
جو گوشت اور خون وہ پہلے رکھتا تھا اب اوس سے بہتر دونگا امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جسکے پیٹ
مین درد ہو اپنی جورو کے مہر مین سے کچھ لیکر شہد خریدے اور برسات کے پانی مین گھول کر پیئے شفا پائیگا اسواسطے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے
مینہ کے پانی کو مبارک اور شہد کو شفا اور عورتون کے مہر کو جو بخشدین سازگار خوشگوار فرمایا ہے جب یہ تینون چیزین باہم ملینگی
تو بیشک شفا پائیگا غرضکہ بیمار کا ادب یہ ہے کہ گلہ اور بیصبری نکرے اور یہ امید رکھے کہ بیماری اسکی گناہون کا کفارہ ہوگی اور جب
دوا پیئے تو دوا پیدا کرنیوالے پر بھروسا رکھے دوا پر نہین اور عیادت کے آداب یہ ہین کہ دیر تک نبیٹھے اور بہت احوال پرسی نکرے
اور صحت کی دعا مانگے اور اوسکی بیماری کے سبب سے اپنے تئین غمگین جتائے اور گھر کے اندر مکانات اور دیوارون کو نہ دیکھے
اور جب بیمار کے دروازے پر جائے تو اجازت چاہے اور دروازے کے سامنے نکھڑا رہے بلکہ ایک طرف کھڑا ہو اور دروازے کو
آہستہ کھٹکھٹائے اور یون نہ پکارے کہ ای غلام جب اندر سے کوئی پوچھے کہ کون ہے تو یہ نہ کہے کہ مین ہون ای غلام کے
بدلے سبحان اللہ اور الحمد للہ کہے جو کوئی کسیکا دروازہ کھٹکھٹائے وہ یون ہی عمل مین لائے بائیسوان حق جنازہ کے ساتھ
جانا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص جنازے کے ساتھ جاتا ہے وہ ایک قیراط اجر پاتا ہے اگر دفن تک
کھڑا رہے گا تو دو قیراط اجر پاویگا اور ہر قیراط کوہ احد کے برابر ہوگا جنازے کے ساتھ جانیکا ادب یہ ہے کہ چپ رہے ہنسے نہین یا

عبرت لے موت کو یاد کرے حضرت اعمش نے کہا ہے کہ جب ہم جنازہ کے ساتھ جاتے تو یہ نہ پہچانتے کہ کس سے تعزیت کرین ہر ایک
ہر ایک دوسرے سے زیادہ غمگین نظر آتا تھا کچھ لوگ ایک مردہ کا غم کرتے تھے ایک بزرگ نے کہا کہ اپنا غم کرو اسواسطے کہ مردہ
نے تین [illegible] سے رہائی پائی ملک الموت کا منہ دیکھ چکا موت کی تلخی چکھ چکا خاتمہ کے ڈر سے نکل گیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ تین چیزین مردے کے پیچھے جاتی ہین دوست اور مال اور عمل دوست اور مال تو پھر آتے ہین عمل اوسکے ساتھ رہتا ہے
تیسرا حق یہ ہے کہ زیارت قبور کے واسطے جاوے اور اوسکے واسطے دعاء مغفرت کرے اور عبرت لے اور سمجھے کہ یہ پہلے
جا چکے مجھے بھی جانا ہی جانا ہے اور یہ خاک ہونا ہے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جو شخص قبر کو بہت یاد کریگا
اوسکی قبر جنت کے گلزارون مین سے ایک گلزار ہوگی اور جو بھول جائیگا اوسکی قبر دوزخ کے غارون مین ایک غار ہوگی حضرت
ربیع ابن خثیم جنکا مزار طوس مین ہے تابعین مین سے ایک بزرگ تھے اونھون نے اپنے گھر مین قبر کھود رکھی تھی تاکہ جب اونسے
کچھ غفلت پاتے قبر مین آرام فرماتے اور ایک ساعت کے بعد کہتے کہ یا الٰہی پھر مجھے دنیا مین بھیج تاکہ اپنے گناہون کا تدارک کرون
بعد اوسکے اوٹھکر کہتے کہ ہان اے ربیع پھر تجھے بھیجا اسکے پہلے کوشش کر کہ ایک بار ایسی نوبت آئیگی کہ پھر تجھے دنیا مین جانیکی
اجازت نہ ملیگی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان مین جاکر ایک قبر پر بیٹھے اور
بہت روئے مین آپکے پاس تھا عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کیون روتے ہین فرمایا کہ یہ میری مان کی قبر ہے حق تعالیٰ سے
مین نے اجازت چاہی کہ مین انسے ملون اور انکی مغفرت چاہون ملنے کی تو اجازت دی دعا کی اجازت نہ دی محبت فرزندی نے
دل مین جوش کیا اس سبب سے مین رونے لگا مسلمانون کے جو حقوق فقط اسلام کی نظر سے نگاہ رکھنا چاہیے اونکی تفصیل ہے
واللہ عالم بالصواب **ہمسایون کے حقوق انمین علاوہ ہین** رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی ہمسایہ
ایسا ہے جسکا ایک ہی حق ہے وہ ہمسایہ کافر ہے اور کوئی ہمسایہ ہے جسکے دو حق ہین وہ ہمسایہ مسلمان ہے اور کوئی ہمسایہ ایسا ہے
کہ جسکے تین حق ہین وہ ہمسایہ یگانہ ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہمیشہ مجھے حق ہمسایہ
کی نصیحت کرتے یہانتک کہ مین سمجھا کہ ہمسایہ کو میری میراث پہونچیگی اور فرمایا ہے کہ جو شخص خدا اور قیامت کا ایمان لایا اوس سے
کہدو کہ اپنے پڑوسی کی تکریم کیا کرے اور فرمایا ہے کہ جسکے شر سے پڑوسی بیخوف نہو وہ مسلمان نہین اور فرمایا کہ دو متخاصم جو قیامت مین
[illegible] پڑوسی ہونگے اور فرمایا ہے کہ جسنے پڑوسی کے کتے کو پتھر سے مارا اوسنے پڑوسی کو ایذا دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے لوگون نے عرض کیا کہ فلانی عورت دنکو روزہ رکھتی ہے رات کو نماز پڑھتی ہے لیکن پڑوسی کو ستاتی ہے آپنے فرمایا کہ وہ دوزخ
[illegible] اور فرمایا ہے کہ چالیس گھر تک حق ہمسایہ ہے حضرت زہری نے کہا ہے چالیس گھر آگے چالیس گھر پیچھے چالیس گھر
داہنے چالیس گھر بائین اے عزیز جان تو کہ ہمسایہ کا حق فقط یہی نہین ہے کہ تو اوسکو ستائے نہین بلکہ اوسکے ساتھ احسان کرنا ضرور
ہے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ پڑوسی فقیر امیر سے قیامت کے دن جھگڑیگا اور کہیگا کہ یا اللہ اس سے پوچھ کہ اسنے
میرے ساتھ نیکی کیون نہ کی اور مجھے اپنے گھر مین کیون نہ آنے دیا ایک شخص کو چوہون سے کمال تکلیف تھی لوگون نے کہا تو بلی

کیون نہین پاتا کہا مجھے یہ خوف ہے کہ بلی کی آواز سنکر چوہے پڑوسی کے گھر مین چلے جائین تو جو بات مین اپنے واسطے نہین
پسند کرتا وہ اوسکے واسطے پسند کی ہوگی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ پڑوسی کا کیا حق ہے یہ حق
ہے کہ اگر تمسے مدد چاہے تو مدد کرو اگر قرض مانگے تو قرض دو اگر محتاج ہو تو اوسکی خدمت کرو اگر بیمار ہو تو عیادت کرو اگر مر جائے
تو اوسکے جنازے کے ساتھ جاؤ خوشی مین تہنیت غم مین تعزیت بجالاؤ اپنے گھر کی دیوار بلند نہ اوٹھاؤ کہ ہوا اوس سے رکے
اگر میوہ خرید لاوے تو اوسکے بھی بھیجو اگر بھیج نہ سکے تو پوشیدہ رکھو اور اپنے لڑکون کو میوہ ہاتھ مین لیے ہوئے باہر نکلنے دو
کہ اوسکا لڑکا رنجیدہ ہو اور اپنے باورچی خانے کے دھوین سے اوسے رنجیدہ نکرو مگر یہ کہ اوسے بھی کھانا بھیجو اور فرمایا ہے کہ
تم جانتے ہو کہ پڑوسی کا کیا حق ہے قسم ہے اوس خدا کی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے کہ حق ہمسایہ اوسی سے ادا ہوتا ہے جسپر
خدا تعالی رحمت کرتا ہے حقوق ہمسایہ مین سے یہ بھی ہے کہ کوٹھے پر سے تو اوسکے گھر مین نہ دیکھے وہ اگر تیری دیوار پر دھنی
رکھتا ہو تو اوسے منع نہ کر اور اوسکا پرنالا بند نہ کر اگر تیرے گھر کے دروازے کے سامنے مٹی ڈالتا ہے تو اوس سے نہ لڑ اور
جو کچھ اوسکا عیب سُن اوسے چھپا ڈال دکھانے کی کوئی بات اوسکے ساتھ نہ کر اوسکی عورتون سے اپنی آنکھ بچا اوسکی لونڈیون کو
بہت نہ دیکھ یہ باتین مسلمانون کے حقوق کے سوا ہین انکو یاد رکھ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ میرے دوست
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نصیحت فرمائی کہ تو جب کچھ پکا تو اوسمین بہت سا شوربا لگا اور اوسمین سے پڑوسی کا حصہ
بھیج ایک شخص نے حضرت عبد اللہ ابن مبارک سے پوچھا کہ پڑوسی میرے غلام کا شکوہ کرتا ہے اگر اوسکو بے دلیل مارون تو
گنہگار ہون اگر نہ مارون تو پڑوسی برا مانتا ہے حیران ہون کیا کرون اونھون نے فرمایا کہ تامل کر تا کہ غلام ایسی نادانی کرے جس سے
سیاست اور ادب کے قابل ہو جائے ادب دینے مین تاخیر کر تا کہ پڑوسی تجھسے شکایت کرے پھر غلام کو سزا دے تا کہ دونو کا
حق ادا ہو جائے **خویش اور بیگانون کے حقوق** رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے
کہ مین رحمان ہون اور قرابت رحم ہے مین نے اپنے نام سے اسکا نام چھانٹا ہے جو صلہ رحم کرتا ہے مین اوس سے ملتا ہون
جو قطع رحم کرتا ہے مین اوس سے قطع محبت کرتا ہون اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص چاہتا ہے کہ
میری عمر دراز ہو اور روزی فراخ ہو اوس سے کہدو کہ یگانون کے ساتھ نیکی کرے اور فرمایا ہے کہ صلہ رحم سے زیادہ کسی عبادت کا
ثواب نہین ہے حتی کہ بعضے لوگ فسق و فجور مین مبتلا رہتے ہین جب صلہ رحم کرتے ہین تو اونکے مال اور اولاد مین اوسکی برکت
سے افزایش ہوتی ہے اور فرمایا ہے کہ کوئی صدقہ اوس سے بہتر نہین جو اون قرابتیون کو تو دے جو تیرے ساتھ عداوت رکھتے ہین
ایعزیز جان تو کہ صلہ رحم کے یہ معنی ہین کہ اہل قرابت اگر تجھسے قطع کرین تو تو اونسے مل رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ سب فضیلتون سے یہ افضل ہے کہ جو تجھسے قطع کرتا ہے تو اوس سے مل اور جو تجھے محروم رکھتا ہے تو اوسے عطیہ دے اور جو تجھپر ظلم
کرتا ہے تو اوسے معاف کر **مان باپ کے حقوق** ایعزیز جان تو کہ انکا حق بہت بڑا ہے اسواسطے کہ انکی قرابت زیادہ ہے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص باپ کا حق ادا نہین کر سکتا تا وقتیکہ اوسکو غلام پائے اور مول لے کر

ازا و نہ کروے آمد فرمایا ہے کہ ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا نماز روزہ حج عمرہ جہاد سب سے افضل ہے اور فرمایا ہے کہ لوگ
بہشت کی خوشبو پانسو برس کی راہ سے سونگھین گے مگر فرزند عاق اور قطع رحم کرنیوالا آدمی نہ سونگھے گا حق سبحانہ تعالیٰ نے
حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ جو شخص ماں باپ کی اطاعت نکرے مین اوسے نافرمان لکھتا ہون رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ماں باپ کے نام سے صدقہ دیتا ہے اوسکا کچھ نقصان نہین ہوتا ان دونون کو بھی ثواب ملتا ہے
اور [illegible] کم نہین ہوتا ایک شخص عنایت سالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے
ماں باپ [illegible] عہد پر اونکا کیا حق ہے جو ادا کرون فرمایا اونکے واسطے نماز پڑہ اور مغفرت مانگ اور اونکا عہد اور وصیت بجا لااونکے
دوستون [illegible] کے ذریون کے ساتھ احسان کر اور فرمایا ہے کہ ماں کا حق باپ کے حق سے دونا ہے **فرزندون کے**
حقوق [illegible] نے جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ مین کسکے ساتھ احسان کرون آپنے
فرمایا اپنے ماں باپ کے ساتھ اوسنے عرض کیا کہ وہ تو مرگئے فرمایا فرزند کے ساتھ احسان کر کہ جیسا باپ کا حق ہے ویسا ہی
فرزند کا بھی حق ہے فرزند کے حقوق مین یہ امر بھی ہے کہ بدخوئی کے سبب سے اوسے نافرمانی کے قریب نہ لائے رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ ایسے باپ پر رحمت کرے جو اپنے بیٹے کو نافرمانی پر نہ لائے حضرت انس رضی اللہ عنہ
نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لڑکا جب سات دن کا ہو اوسکا عقیقہ کرو اور نام رکھو اور پاک کرو
جب چھہ برس کا ہو ادب سکھاؤ جب نو برس کا ہو تو اوسکا بچھونا جدا کر دو اور تیرہ برس کی عمر مین نماز کے واسطے مارو جب سولہ برس کا
ہو اوسکا نکاح کر دو اور اوسکا ہاتھ پکڑ کر کہدو کہ مین نے تجھے ادب سکھا دیا تیری تربیت کر دی تیرا نکاح کر دیا اب خدا کی پناہ مانگتا ہون
دنیا مین تیرے فتنہ سے اور [illegible] اور فرزندون کے حقوق مین سے یہ بھی ہے کہ اونکے درمیان داد و دہش
اور پیار [illegible] بھلائیون مین مساوات [illegible] بچے کو پیار کرنا اور بوسہ دینا سنت ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت
امام حسن علیہ السلام کو بوسہ دیتے تھے اقرع بن حابس نے کہا کہ میرے دس لڑکے ہین مین نے کبھی کسیکو بھی بوسہ نہین دیا رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو رحم نکریگا اوسپر خدا کی رحمت نازل نہوگی ایکدن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما
تھے حضرت امام حسن علیہ السلام گر پڑے حضرت آپنے منبر سے اوتر کر اوٹھا لیا اور یہ آیت پڑہی اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ
ایک مرتبہ [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑہتے تھے جب سجدے مین گئے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپکی گردن
مبارک پر [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا توقف فرمایا کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سمجھے کہ شاید وحی آئی ہے
اسواسطے آپنے اتنا لنبا سجدہ کیا جب سلام پھیرا تو صحابہ رضہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا سجدے مین وحی نازل ہوئی تھی آپنے
فرمایا نہین حسین نے مجھے اپنا اونٹ بنایا تھا مین نے چاہا کہ اوسے جدا نکرون غرضکہ فرزندون کے حق کے بہ نسبت ماں باپ
کے حق کی بڑی تاکید ہے اسواسطے کہ اونکی تعظیم فرزندون پر واجب ہے حق تعالیٰ نے اونکی تعظیم کو اپنی عبادت کے ساتھ ذکر کیا ہے
فرمایا وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اور اونکے حق کی عظمت کے سبب وے چیزین واجب ہوئی ہین

ایک یہ کہ اکثر علما اس بات پر ہین کہ کھانا مشتبہ ہو حرام محض نہو اور ماں باپ فرزند سے کہین کہ تو اسکو کھالے تو اونکی اطاعت کرے
اور کھالے اسواسطے کہ انکی خوشی بہت ضرور ہے دوسرے یہ کہ انکی اجازت کے بغیر کوئی سفر نکرنا چاہیے مگر یہ کہ سفر فرض ہو گیا
جیسے نماز روزہ کا علم سیکھنے کے واسطے سفر ہو بشرطیکہ اوس جگہہ اور کوئی فقیہ موجود نہو اور صحیح یہ ہے کہ ماں باپ کی اجازت
سے حج و اسلام کے واسطے جانا چاہیے اسواسطے کہ اوسمین تاخیر کرنا درست ہے گو کہ اصل مین وہ فرض ہے ایک شخص رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہوا اور جہاد کو جانیکی اجازت چاہی آپنے استفسار فرمایا کہ تیری ماں ہے
اوسنے عرض کیا کہ ہاں ہے آپنے فرمایا تو اوسکے پاس بیٹھ کہ تیری جنت اوسکے قدمون کے نیچے ہے اور ایک شخص یمن سے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور جہاد مین جانے کی اجازت چاہی آپنے فرمایا کہ تیرے ماں باپ ہین اوس
عرض کیا جی ہاں ہین آپنے فرمایا کہ تو جا پہلے اونسے اجازت مانگ اگر وہ اجازت ندین تو انکی اطاعت کر اسواسطے کہ توحید کے بعد
حق تعالی کے نزدیک کوئی قربت اور عبادت اس سے بہتر نہین ہے اے عزیز جان تو کہ بڑے بھائی کا حق باپ کے حق کے قریب
ہے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر ایسا ہے جیسے باپ کا حق بیٹے پر **لونڈی
غلامون کے حقوق** رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لونڈی غلامون کے حق مین تم خدا سے ڈرو
جو تم کھاتے ہو انھین کھلاؤ جو تم پہنتے ہو انھین پہناؤ ایسا مشکل کام نکہو جو یہ نہ کر سکین اگر کام کے ہین تو انھین رکھو نہین تو
بیچ ڈالو اور خدا کے بندون کو اذیت مین نرکھو اسواسطے کہ خدا نے انکو تمھارا لونڈی غلام اور زبردست کر دیا ہے
اگر چاہتا تو تمکو انکا زیر دست کر دیتا کسی شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ایک دن مین کے بار لونڈی
غلامون کا قصور معاف کرین فرمایا ستر بار احنف بن قیس رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے پوچھا کہ تمنے بردباری کس سے سیکھی
کہا کہ قیس بن عاصم سے اسواسطے کہ اونکی لونڈی بکری کا بچہ بھنا ہوا لوہے کی سیخ مین لگا ہوا لاتی تھی اتفاقا اوسکے ہاتھ سے
چھوٹ کر اونکے بیٹے پر گرا وہ مر گیا لونڈی ڈر کے مارے بیہوش ہو گئی اونھون نے کہا سنبھل تیرا کچھ قصور نہین اور تجھے مین نے خدا کی
راہ پر آزاد کیا حضرت عون بن عبد اللہ جب اپنے غلام سے نافرمانی دیکھتے تو کہتے کہ تونے بھی اپنے آقا کی وہی عادت اختیار کی
جسطرح تیرا آقا اپنے مالک کا گناہ کرتا ہے اسیطرح تو بھی اپنے آقا کا گناہ کرتا ہے حضرت ابو مسعود انصاری ایک غلام کو مارتے تھے
آواز سنی کہ کسی شخص نے کہا یا ابا مسعود یہ اوسطرف پھرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ فرمانے لگے کہ جتنی قدرت تو
اس غلام پر رکھتا ہے اوس سے زیادہ حق تعالی تجھپر قدرت رکھتا ہے لونڈی غلام کا حق یہ ہے کہ اونھین روٹی سالن اور کپڑے سے
محروم نرکھے اور حقارت کی نظر سے ندیکھے اور سمجھے کہ وہ بھی میرے مانند آدمی ہین وہ اگرچہ کچھ خطا کرے تو آقا خود جو خدا کا
گناہ کرتا ہے اوسے سوچے اور یاد کرے اور جب غصہ آئے تو احکم الحاکمین جو قدرت اسپر رکھتا ہے اوس قدرت کا خیال کرے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب زیر دست نے رنج اور محنت کھینچکر اوسکے واسطے کھانا طیار کیا اور اوسے
محنت سے بچایا تو چاہیے کہ اوس زبردست کو اپنے ساتھ بٹھائے اور اوسکے ساتھ کھائے اگر ایسا نہین کر سکتا تو ایک لقمہ

روغن مین ڈبوکر اپنے ہاتھ سے اوسکے منہ مین دیدی اور کہے کہ یہ نوالہ کھاے ۱۲

چھٹی اصل آداب عزلت کے بیان مین

ایعزیزجان اس بات کو جان کہ اس باب مین علما کا اختلاف ہے کہ عزلت اور گوشہ گیری بہتر ہے یا بندگان خدا سے ملے جلے رہنا افضل ہے حضرت سفیان ثوری اور ابراہیم ادہم اور داؤد طائی او فضیل عیاض اور ابراہیم خواص اور یوسف اسباط اور حذیفہ مرعشی اور بشر حافی رحمہم اللہ تعالی اور اکثر بزرگون او متقیون کا مذہب یہ ہے کہ عزلت اور گوشہ گیری لوگون کے ساتھ ملے جلے رہنے سے بہتر ہے اور علماے ظاہر کی ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ مخالطت اور ملے جلے رہنا افضل ہے حضرت امیرالمؤمنین عمر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ عزلت مین سے اپنا حصہ نگاہ رکھو اور حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ تعالے نے کہا ہے کہ عزلت عبادت ہے ایک شخص نے حضرت داؤد طائی سے عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجیے فرمایا کہ دنیا سے روزہ رکھو اور موت کے وقت تک نہ کھول اور لوگون سے اسطرح بھاگ جسطرح شیر سے بھاگتے ہین حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ توریت مین لکھا ہے کہ آدمی نے جب قناعت کی بے پروا ہوگیا جب خلق سے گوشہ گیر ہوا سلامتی پائی جب خواہش کو پاون کے نیچے مل ڈالا آزاد ہوگیا جب حسد سے دست بردار ہوا اوسکی مروت ظاہر ہوگئی جب چندے صبر کیا ہمیشہ کے واسطے برخورداری پائی حضرت وہیب ابن الورد رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ حکمت کے دس حصے ہین نو تو خاموشی مین ہین ایک گوشہ گیری مین ہے حضرت ربیع ابن خثیم اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ علم سیکھو اور لوگون سے گوشہ اختیار کر حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالی عنہ بھائیون کی زیارت اور بیمارون کی عیادت اور جنازہ کی ہمراہی کو جایا کرتے تھے پھر ایک ایک امر سے دست بردار ہوکر گوشہ گیر ہوگئے حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ مین اوس شخص کا بڑا احسان مانون جو میری طرف سے گذرے اور سلام نکرے اور مین جب بیمار ہون تو میری عیادت کو نہ آئے حضرت سعد بن ابی وقاص اور سعد بن زید رضی اللہ تعالی عنہما جو اکابر صحابہ مین سے تھے مدینہ منورہ کے قریب ایک جگہہ ہے اوسے عقیق کہتے ہین وہین رہتے تھے کسی کام کو مجمع مین نہ آتے حتی کہ اوسی جگہہ انتقال فرمایا ایک امیر نے حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ تعالی سے کہا کہ کچھ حاجت ہے کہا ہان ہے پوچھا کیا ہے کہا یہ حاجت ہے کہ نتو مجھے دیکھے نہ مین تجھے دیکھون ایک شخص نے حضرت سہیل تستری رحمہ اللہ تعالی سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ ہم مین صحبت رہا کرے فرمایا کہ ہم مین جب ایک شخص مرجائیگا تو دوسرا کسکے ساتھ صحبت رکھے گا کہا خدا کے ساتھ فرمایا اب بھی خدا ہی کے ساتھ صحبت رکھنا چاہیے

ایعزیزجان تو کہ اس مسئلہ مین ویسا خلاف ہے جیسا کہ نکاح مین کہ کرنا بہتر ہے یا نکرنا بہتر ہے اور حقیقت یہ ہے کہ آدمی کے حال کے موافق حکم بھی بدلتا رہتا ہے اسواسطے کہ کوئی شخص ایسا ہے کہ اوسے گوشہ گیری بہتر ہے اور کوئی ایسا ہے کہ اوسی مخالطت بہتر ہے اور جبتک عزلت کے فوائد اور آفات کی تفصیل نہ کیجائیگی تب تک یہ حکم نہ معلوم ہوگا **عزلت کے فوائد** ایعزیزجان تو کہ عزلت مین چند فائدے ہین **پہلا فائدہ** ذکر اور فکر کی فرغت ہے اسواسطے کہ خدا کا ذکر کرنا اور اوسکی عجیب صنعتون اور زمین آسمان کی

ملکوتون مین فکر کرنا اور دنیا و آخرت مین خدا کے اسرار پہچاننا بزرگترین عبادت ہے بلکہ بزرگترین درجات یہ امر ہے کہ آدمی اپنے مین
بالکل فنا کر کے خدا مین ڈوب رہے تاکہ ما سوی اللہ سے بیخبر ہو جاوے اور اپنی بھی خبر نہ رکھے خدا کے سوا اور کچھ باقی نہ رہے اور یہ امر خلوت و عزلت
کے بغیر ٹھیک نہین ہوتا اسواسطے کہ جو چیز خدا کے سوا ہے وہ خدا سے پھیرنے والی ہے خصوصًا اوس شخص کو جو یہ قوت نہین رکھتا کہ خلق
مین رہکر با خدا رہے اور خلق سے جدا رہے جیسے انبیا علیہم السلام رہتے تھے اسیواسطے تھا کہ جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا
نے اپنے کام کی ابتدا مین عزلت اختیار فرمائی اور کوہ حرا پر چلے گئے اور خلق سے قطع تعلق کیا یہانتک کہ نور نبوت نے قوت پکڑی
اور اس مرتبہ پر پہونچ گئے کہ بدن سے خلق مین تھے اور دل سے خدا کے ساتھ اور فرمایا ہے کہ اگر کسیکو مین اپنا دوست بناتا تو ابوبکر کو
بناتا لیکن خدا کی محبت نے اور کسی کی محبت کی گنجایش ہی نہین باقی رکھی حالانکہ لوگ جانتے تھے کہ آپکو ہر ایک کے ساتھ محبت ہے
تعجب نہین کہ اولیا بھی اس درجہ کو پہونچ جاوین حضرت سہیل تستری رحمۃ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ تیس برس ہوئے مین خدا کے ساتھ
باتین کرتا ہون اور لوگ جانتے ہین کہ خلق کے ساتھ کلام کرتا ہون اور یہ امر کچھ محال نہین اسواسطے کہ کوئی ایسا ہوتا ہے کہ اوسپر کسی آدمی کا
عشق اسقدر غالب ہو جاوے کہ وہ لوگون مین ہو اور اپنے معشوق کے ساتھ بدل مشغول ہونیکے سبب سے کسی کی بات نہ سنے اور
لوگونکو نہ دیکھے لیکن ہر ایک کو اس بات پر غرہ نکرنا چاہیے اسواسطے کہ بہت لوگ ایسے ہوتے ہین کہ لوگون مین رہنے کے سبب سے
پروردگار کی سرکار سے راندے اور مردود ہو جاتے ہین ایک شخص نے کسی راہب سے کہا کہ تنہائی مین صبر کرنا بڑا کام ہے اوسنے کہا
مین تنہا نہین ہون خدا کا ہمنشین ہون جب اوس سے راز کہا چاہتا ہون تو نماز پڑھتا ہون جب چاہتا ہون کہ وہ مجھسے باتین کرے
تو قرآن پڑھتا ہون لوگون نے کسی بزرگ سے پوچھا کہ گوشہ گیرون نے عزلت سے کیا فائدہ اوٹھایا ہے جواب دیا کہ خدا کے ساتھ
انس پایا ہے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ سے لوگون نے کہا کہ یہان ایک شخص ہے ہمیشہ ستون کے پیچھے رہتا ہے فرمایا وہ
جب حاضر ہو تو مجھے خبر کرنا لوگون نے اونھین خبر کی وہ اوس شخص کے سامنے گئے اور فرمایا کہ اے شخص تو ہمیشہ اکیلا بیٹھا رہتا ہے
خلق کے ساتھ کیون نہین ملتا کہا ایک بڑا کام مجھپر پڑا ہے اوسنے خلق سے جدا کر دیا ہے فرمایا کہ تو حسن کے پاس کیون نہین جاتا اور
اوسکی بات کیون نہین سنتا کہا اوس کام نے حسن اور تمام لوگون سے مجھے باز رکھا ہے پوچھا کہ وہ کیا کام ہے کہا کہ کوئی ایسا
وقت نہین ہوتا کہ حق سبحانہ تعالیٰ مجھے نعمت نہ دے اور مین گناہ نکرون اوسکی نعمت کا شکر اور اپنے گناہ سے استغفار کیا کرتا ہون نہ
حسن کے ساتھ مشغول ہوتا ہون نہ لوگون کے ساتھ پس حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ تو اپنی جگہہ سے نہ اوٹھہ
اسواسطے کہ تو حسن سے زیادہ فقیہ ہے حضرت ہرم ابن حیان حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس گئے حضرت اویس
نے پوچھا کہ کس کام کو آئے ہو کہا اسواسطے آیا ہون تاکہ تمسے آسایش پاؤن حضرت اویس نے کہا کہ مین ہرگز نہین جانتا کہ کوئی شخص
خدا کو جانتا ہو اور پھر دوسرے سے آسایش لے حضرت فضیل رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ جب رات کی تاریکی پیدا ہوتی ہے تو میرا دل
خوش ہوتا ہے اپنے جی مین کہتا ہون کہ صبح تک خدا کے ساتھ خلوت مین بیٹھون گا جب دن کی روشنی پیدا ہوتی ہے تو میرا دل
رنجیدہ ہوتا ہے اپنے جی مین کہتا ہون کہ لوگ مجھے جناب خدا سے باز رکھین گے حضرت مالک دینار رحمۃ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے

کہ جو شخص مخلوقات کے ساتھہ باتین کرنے سے خدا کے ساتھہ مناجات کے ذریعہ سے باتین کرنیکو دوست تر نہین رکھتا ہے اوسکا
علم بہت تھوڑا ہے اور اوسکا دل اندھا ہے اور اوسکی عمر ضایع ہے کسی حکیم نے کہا ہے کہ جس کسیکو یہ خواہش ہو کہ کسیکو دیکھون اور
اوس سے بات کرون تو یہ اوسکا نقصان ہے کہ جو چاہیے اوس سے اوسکا دل خالی ہے اور خارج سے مدد چاہتا ہے بزرگون نے کہا ہے کہ جسکو
لوگون کے ساتھہ انس ہے وہ مفلسون مین سے ہے پس اے عزیز تو ان سب اقوال و روایات سے یہ جان لے کہ جس کسیکو اس
بات کی قدرت ہو کہ ہمیشہ ذکر کرنے سے حق تعالے کے ساتھہ انس پیدا کرے یا ہمیشہ فکر کرنے سے اوسکے جلال و جمال کی معرفت کا
علم حاصل کرے تو یہ امر اون سب عبادتون سے افضل ہے جو خلق خدا سے علاقہ رکھتی ہین اسواسطے کہ عبادتون کی غایت یہ ہے
کہ جو کوئی اوس جہان مین جائے تو حق تعالی کی محبت اوسپر غالب ہو اور انس و محبت ذکر کی بدولت کامل ہوتا ہے اور محبت
ثمرۂ معرفت ہے اور معرفت ثمرۂ فکر اور یہ سب باتین خلوت سے بن پڑتی ہین دوسرا فائدہ یہ ہے کہ عزلت کی بدولت کثرت
معصیت سے آدمی بچتا ہے چار گناہ ہین کہ مخالطت مین ہر ایک اون سے نہین بچتا ایک غیبت کرنا یا غیبت سننا اور یہ گناہ دین کی
تباہی ہے دوسرا امر معروف و نہی منکر اسواسطے کہ آدمی اگر خاموش رہیگا تو فاسق اور عاصی ہو جائیگا اور اگر ناراض ہوگا تو
وحشت اور خصومت مین پڑیگا تیسرا ریا اور نفاق ہے کہ مخالطت مین یہ لازم ہے اسواسطے کہ اگر خلق کے ساتھہ مدارا نکریگا تو وہ ستائینگے اور اگر مدارا کریگا
تو ریا مین پڑیگا کیونکہ نفاق اور ریا کو مدارا سے جدا کرنا نہایت مشکل ہے اگر دو دشمنون سے کلام کریگا اور ہر ایک کے موافق بات کہیگا
تو یہ نفاق ہے اور اگر ایسا نکریگا تو اونکی دشمنی سے نجات نہ ملیگی اور ادنی سی بات یہ ہے کہ جسے دیکھیگا اوس سے کہیگا کہ مین ہمیشہ
تمہارا مشتاق رہتا ہون اور اکثر یہ بات جھوٹ ہوتی ہے اگر ایسا نہ کہے تو لوگ اوس سے متوحش ہونگے اور اگر اوسکے ساتھہ تو بھی کہیگا
تو نفاق اور جھوٹ ہوگا اور ادنی بات یہ ہے کہ ظاہر مین ہر ایک سے پوچھنا پڑتا ہے کہ تم کیسے ہو اور تمہارے لوگون کا کیا حال ہے
اور باطن مین اس خیال سے فارغ البال ہوتا ہے کہ وہ کیسے ہین تو یہ نرا نفاق ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے
کہ کوئی ایسا ہوتا ہے کہ باہر جاتا ہے اور کسی سے کام رکھتا ہے اور نفاق کی راہ سے اوسکی اتنی آدمیت بیان کرتا ہے اور تعریف
کرتا ہے کہ دین اوسکے سر پر رکھکر نا کام خدا کو خفا کرکے اپنے گھر پھر آتا ہے حضرت سری سقطی قدس سرہ نے کہا ہے کہ جب کوئی
بھائی میرے پاس آئے اور مین اپنی ڈاڑھی کے بال سیدھے کرنے کو ہاتھہ پھیرون تو اسکا خوف ہے کہ میرا نام منافقون کے دفتر
مین لکھہ لین حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالی ایک جگہہ بیٹھے تھے ایک شخص اونکے پاس گیا پوچھا تو کیون آیا ہے کہا آپکے دیدار سے
آسایش اور موانست لینے کو فرمایا قسم خدا کی یہ بات وحشت اور بگاڑ سے نزدیک تر ہے تو نہین آیا ہے مگر اسواسطے کہ تو میری جھوٹی
تعریف کرے اور مین تیری تو مجھسے جھوٹ بولے اور مین تجھسے تو یہان سے منافق ہو کر جائے یا مین منافق ہو کر اوٹھون اسطرح
جو شخص ایسی باتون سے پرہیز کر سکتا ہے وہ اگر مخالطت کریگا تو کچھہ نقصان نہین ہے اگلے بزرگ جب ایک دوسرے کو دیکھتے
تو دنیا کا حال نپوچھتے دین کا حال پوچھتے حاتم اصم رحمہ اللہ تعالے نے حامد لفاف سے پوچھا کیسے ہو کہا سلامت ہون اور
بعافیت ہون حاتم نے کہا صراط پر گذرنیکے بعد تو سلامت ہوگا اور جنت مین داخل ہو چکنے کے بعد بعافیت ہوگا حضرت عیسی علیہ السلام سے

لوگ جب پوچھتے کہ آپ کیسے ہین تو فرماتے جس چیز مین میرا فائدہ ہے اوسپر قابض نہین ہوں اور جس چیز مین میرا نقصان ہے
اوسکے دفع کرنے پہ قادر نہین ہون مین اپنے کام کے گرو ہون اور میرا کام دوسرے کے ہاتھ ہے کوئی محتاج مجھسے زیادہ
محتاج اور بیچارہ نہین ہے جب حضرت ربیع ابن خثیم رحمہ اللہ تعالی سے لوگ پوچھتے کہ کیسے ہو تو جواب دیتے کہ ضعیف اور
گنہگار ہون اپنی روزی کھاتا ہون اپنی موت کا امیدوار ہون حضرت ابو الدردا رضی اللہ تعالی عنہ سے جب لوگ پوچھتے
کہ کیسے ہو تو فرماتے اگر دوزخ سے امن ہو جاؤن تو خیر ہے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ سے لوگ جب پوچھتے کیسے ہو
تو فرماتے کہ وہ شخص کیسا ہوگا جو صبح کو یہ نجانے کہ شام تک جیونگا یا نہین اور شام کو نجانے کہ صبح تک جیونگا یا نہین حضرت
مالک دینار رحمہ اللہ تعالی سے لوگ جب پوچھتے کہ کیسے ہو تو فرماتے وہ شخص کیسا ہوگا جسکی عمر تو گھٹتی جاتی ہے اور گناہ بڑھتے
جاتے ہین کسی حکیم سے لوگون نے پوچھا کیسے ہو کہا ایسا ہون کہ خدا کی دی روزی کھاتا ہون اور اوسکے دشمن ابلیس کا حکم
بجالاتا ہون حضرت محمد بن واسع رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے پوچھا کیسے ہو کہا وہ شخص کیسا ہوگا کہ ایک منزل روز آخرت سے
نزدیک ہوتا جاتا ہے حامد لفاف رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے پوچھا کیسے ہو کہا اس آرزو مین رہتا ہون کہ ایک دن عافیت سے
ہون کہا کیا عافیت سے نہین ہو فرمایا عافیت سے وہ ہو جو گناہ نکرتا ہو ایک بزرگ سے موت کے وقت لوگون نے پوچھا
کیسے ہو کہا اوسکا حال کیسا ہوتا ہے جو سفر دور دراز کو بے زاد راہ جاتا ہے اور اندھیری قبر مین بے مونس جاتا ہے اور بادشاہ
عادل کے سامنے بے حجت و دلیل جاتا ہے حضرت حسان ابن سنان رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے پوچھا کہ کیسے ہو فرمایا اوس
شخص کا کیا حال ہوتا ہے جسے بے امر ضرورت کے مرے اور اوسے جلا اوٹھا مین اور حساب کیا جاوے حضرت ابن سیرین رحمہ
کسی سے پوچھا کہ تو کیسا ہے عرض کیا اوسکا حال کیسا ہوتا ہے جو پانسو درم کا قرضدار ہو اور اہل عیال کے واسطے کچھ نہ رکھتا ہو حضرت
ابن سیرین اپنے گھر تشریف لائے اور ہزار درم لیجا کر اوسے عنایت فرمائے اور فرمایا پانسو درم سے قرض ادا کر اور پانسو درم
عیال کے نفقہ مین دے اور اب مین نے عہد کیا کہ کسی سے نہ پوچھونگا کہ تو کیسا ہے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ تعالی نے
یہ امر اسواسطے کیا کہ اس بات سے ڈرے اگر اوسکی غمخواری نکرونگا تو پوچھنا نفاق ہوگا ایک بزرگون نے کہا ہے کہ بعضے لوگون کو ہم نے
دیکھا ہے کہ ایک دوسرے کو ہرگز سلام نکرتے اور ایک دوسرے سے اگر حکم کرتا تو جو کچھ موجود ہوتا نہین نکرتے اب ایسے لوگ ہین
کہ ایک دوسرے سے ملتے ہین اور گھر کی مرغی تک کا احوال پوچھتے ہین اگر ایک دوسرے سے ایک درم بھی گستاخانہ طلب کرے
تو نہین کے سوا اور کچھ نظر نہ آئے یہ امر نفاق ہے پس جب خلق کی کیفیت یہ ہے تو جو کوئی اون سے مخالطت کریگا اگر اونکی موافقت
کریگا تو اوس نفاق اور جھوٹ مین شریک ہوگا اور اگر مخالفت کریگا تو اوسکو دشمن بنائیگا اور خود سنگدل کو ملامت کریگا سب اسکی
غیبت کرینگے اوسکا دین اسکے سبب سے اسکا دین اوسکے عشق سے خراب جائیگا چوتھا گناہ جو مخالطت کے سبب سے لازم
آتا ہے یہ ہے کہ تو جسکے پاس بیٹھیگا اوسکی خو تجھ مین سرایت کریگی اور تجھے خبر بھی نہوگی تیری طبیعت اوسکی طبیعت سے اطلاع
خو چرا لیگی کہ تجھے کچھ خبر نہو اگر اہل غفلت کے پاس نشست ہوگی تو اوسکی صحبت سے [illegible]

بیٹھے ہوا اونکی مجلس دنیوی دیکھے گا ویسی باتین کچھ نہ پیدا ہونگی اور جو شخص اہل فسق کو دیکھے گا تو گو اوس سے انکار رکھتا ہو مگر جب
کثرت سے دیکھے گا تو فسق اوسکی نگاہ مین آسان اور ذرہ سی بات معلوم ہوگا لوگ جب کسی گناہ کو اکثر دیکھتے مین تو اونکے دلون سے
اوس گناہ کا انکار جاتا رہتا ہے اسی سبب سے کسی عالم کو اگر ریشمی لباس پہنے دیکھتے مین تو سب کے دل اوس سے انکار کرتے ہین اور اگر
یہ عالم تمام دن غیبت مین مشغول رہے تو شاید کسیکے دل مین ذرا بھی انکار نہ پیدا ہو حالانکہ غیبت کرنا ریشمی کپڑا پہننے سے بدتر ہے بلکہ
زنا کرنے سے بھی سخت تر ہے مگر چونکہ غیبت کو بہت دیکھا سنا ہے تو اوسکی برائی دلون سے جاتی رہی ہے اسیطرح صحابہ اور بزرگون کا
حال سننا مفید ہوتا ہے اسیطرح اہل غفلت کا حال سننا نقصان کرتا ہے اور بزرگون کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے حدیث
شریف مین آیا ہے کہ عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنْزِلُ الرَّحْمَۃُ نزول رحمت کا یہ سبب ہے کہ بزرگون کا حال سنکر دین کی رغبت
پیدا ہوتی ہے اور دنیا کی رغبت بہت کم ہوجاتی ہے اسیطرح اہل غفلات کے ذکر کے وقت لعنت برستی ہے اسواسطے کہ غفلات اور
دنیا کی رغبت سبب لعنت ہے جب اونکا ذکر لعنت کا باعث ہوتا ہے تو اونکا دیدار اور صحبت کرنا کیا ہوگا اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ برا ہمنشین لوہار کے مثل ہے کہ اگر کپڑا نہ جلائیگا تو تجھے دھوان تو لگیگا اور نیک ہمنشین کی مثل عطر فروش کی ایسی ہے
اگرچہ مشک نہ بخشے نہ بیچا تو خوشبو تو تجھ مین آجائیگی پس ایسے زمانہ مین تو کہ برے کے پاس بیٹھنے سے تنہائی بہتر ہے اور تنہائی
سے نیک کے پاس بیٹھنا افضل ہے جیسا حدیث شریف مین آیا ہے تو جس کسیکے پاس بیٹھنا تجھے دنیا چھوڑا دے اور خدا کی طرف
بلائے اوس سے ملاقات کرنا بہت غنیمت ہے تو اوسکو لازم پکڑ اور جسکا حال اسکے خلاف ہو اوس سے دور رہ خصوصاً ایسے
عالم سے جو دنیا کا حریص ہو اور جسکا فعل قول کے خلاف ہو کہ وہ زہر قاتل ہے اور ایمان کی عزت اور حرمت سامنے دل سے نکالتا
ہے اسواسطے کہ آدمی اپنے دل مین کہتا ہے کہ اگر ایمانداری کی کچھ اصل ہوتی تو یہ عالم ایمانداری کے واسطے اولیٰ تر ہوتا اسلیئے اگر
کوئی لوزینہ کا طباق اپنے سامنے رکھے ہوئے بڑے لالچ سے کھاتا ہو اور چلاتا ہو کہ اے مسلمانون اس سے دور رہو کہ یہ زہر ہے
تو اوسکی بات کوئی باور نکریگا اور کھانے مین اوسکا دلیری کرنا اس بات کی دلیل ہوجائیگی کہ اسمین ہرگز زہر نہین ہے بہت لوگ ایسے ہین
کہ حرام کھانے اور گناہ کرنے پر دلیر نہین ہوتے جب سنتے ہین کہ عالم یہ کام کرتا ہے تو دلیر ہوجاتے ہین اسی سبب سے عالم کی خطا
بیان کرنا حرام ہوئی اور حرام ہونیکے دو سبب ہین ایک یہ کہ غیبت ہے دوسرے یہ کہ لوگ سنکر اوس خطا پر دلیر ہوجائینگے
عالم کے فعل کو دلیل کرکے اوسکی پیروی کرینگے اور شیطان اونکی مدد کو اوٹھ کھڑا ہوگا اور کہیگا کہ تو بھی یہ خطا کر تو فلانے عالم سے
زیادہ متقی پرہیزگار نہین ہے عوام کو لازم ہے کہ جب کسی عالم سے کوئی خطا دیکھین تو دو چیزونکا خیال کرین ایک تو امر یہ جانین کہ عالم
اگر کوئی خطا کرتا ہی تو ممکن ہے کہ اوسکا علم اوس خطا کا کفارہ ہوجائے اسواسطے کہ علم بڑا شفیع ہے اور عوام کو چونکہ علم نہین ہے تو وہ اگر عمل نہ کریگا تو کاہے پر
بھروسا کریگا دوسرے اس بات کا خیال کرے کہ عالم کا یہ جاننا کہ حرام کا مال کھانا درست نہین ہے ایسا ہے جیسا عوام کا یہ جاننا کہ
شراب اور زنا درست نہین ہے تو اس باب مین کہ شراب پینا اور زنا کرنا چاہیئے ہر شخص عالم ہے اور عوام کا شراب پینا کچھ دلیل نہین ہے
کہ اوسے دیکھکر اور کوئی بھی شراب پینے لگے عالم کے حرام کھانے کا بھی یہی حال ہے اور حرام خوری پر اکثر وہی لوگ دلیر ہوتے ہین

جو فقط نام کو عالم ہین اور علم کی حقیقت سے غافل ہین یا عالم لوگ بظاہر جو برا کام کرتے ہین اور اوسکا کوئی عذر یا تاویل بات نہین
کہ اوس عذر و تاویل کو عوام نہین سمجھ سکتے تو عوام کو چاہیے کہ عالم کی خطا کو اس نظر سے دیکھین تاکہ تباہ نہو حضرت موسیٰ اور خضر
علیہما السلام کا قصہ کہ حضرت خضرؑ نے کشتی مین سوراخ کر دیا اور حضرت موسیٰؑ نے اعتراض کیا قرآن شریف مین اسیواسطے حق سبحانہ تعالیٰ
نے فرمایا ہے غرضکہ زمانہ ایسا ہے کہ اکثر خلق کی صحبت سے نقصان متصور ہے تو عزلت اور گوشہ گیری اکثر لوگون کو اولے ہے
تیسرا فائدہ عزلت کا یہ ہے کہ کوئی شہر خصومت اور فتنہ اور تعصب سے خالی نہین ہے اور جسنے گوشہ اختیار کیا وہ فتنہ سے
چھوٹا اور جب باہم مخالطت کی تو اوسکا دین معرض خطر مین پڑا حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تو جب لوگون کو دیکھے کہ ایک دوسرے کے ہاتھ مین دیکر باہر نکلتے ہین تو گھر کے اندر بیٹھ رہ اور زبان کو
سنبھال جو کچھ جانتا ہو کر جو کچھ نہ جانتا ہو اوسے چھوڑ خاص اپنے کام مین مشغول ہو اور ونکے کام سے دست بردار ہو جا حضرت
عبداللہ بن مسعود روایت کرتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لوگون پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ آدمی کا
دین سلامت نہ رہیگا مگر اوسکا جو ایک جگہ سے دوسری جگہ اور ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ پر اور ایک کھوہ سے دوسرے کھوہ مین
بھاگے گا جیسے [illegible] اپنے [illegible] سے چھپاتی پھرتی ہے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلعم وہ زمانہ کب آئیگا فرمایا
جبکہ روزی بغیر گناہ کے [illegible] اوسوقت خلق سے دور دور ہی رہنا حلال ہوگا لوگون نے عرض کیا کیونکر یا رسول اللہ آپ تو
ہمین نکاح کا حکم فرماتے ہین فرمایا کہ اوسوقت آدمی اپنے ماں باپ کے ہاتھون ہلاک ہوگا وہ اگر مر گئے ہون تو جورو لڑکون کے
ہاتھون [illegible] عزیزون اور پڑوسیون کے ہاتھون لوگون نے عرض کیا کیونکر یا رسول اللہ فرمایا اوسوقت تنگدستی اور محتاجی کی وجہ سے
ملامت کرینگے اور جس چیز کی طاقت نہ رکھتا ہوگا اوس سے مانگین گے یہانتک کہ وہ خود ہلاک ہو جاسے اور یہ حدیث اگرچہ تجرد
رہنے کے بارہ مین ہے لیکن عزلت اور گوشہ گیری بھی اوس سے معلوم ہوتی ہے اور یہ زمانہ جسکی خبر مخبر صادق صلعم نے
دی ہے ہمارے زمانہ سے بہت پہلے آچکا ہے حضرت سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانہ مین کہتے تھے واللہ لقد حلت
العزوبة یعنی قسم ہے خدا کی کہ اب خلق سے دور رہنا حلال ہوگیا ہے **چوتھا فائدہ** عزلت کا یہ ہے کہ آدمی لوگون کے
شر سے نجات پاتا ہے اور آسودہ رہتا ہے اسواسطے کہ جبتک لوگون مین رہیگا تو اونکی غیبت اور بدگمانی کے رنج سے بچیگا
اور طمع محال سے نہ چھوٹیگا اور اس بات سے خالی نرہے گا کہ لوگ اوس سے کوئی کام دیکھین کہ اونکی عقل مین نہ آئے اور اوسپر
زبان درازی کرین اگر آدمی چاہے کہ سب لوگون کے حقوق مثلاً تعزیت اور تہنیت اور مہمانداری کرنے مین مصروف ہو تو اوسکے
تمام اوقات اوسی مین صرف ہونگے اور اپنے ضروری کام مین نہ مشغول ہو سکیگا اور اگر بعضون کی تخصیص کریگا تو اور لوگ اوس سے
اور خفا ہونگے اور اوسے رنج دینگے اور جب گوشہ اختیار کریگا تو سب سے نجات پائیگا اور سب خوش رہینگے ایک بزرگ
ہمیشہ یا قبرستان مین رہتے یا کتاب دیکھا کرتے اور اکیلے رہا کرتے لوگون نے پوچھا آپ ایسا کیون کرتے ہین کہا کہ مین نے تنہائی
سے زیادہ کسی حال مین امن اور سلامتی نہین دیکھی اور قبر سے زیادہ کوئی ناصح اور کتاب سے زیادہ کوئی مونس نہین دیکھا

حضرت ثابت بنانی جو ولیون مین سے تھے اونھون نے حضرت حسن بصری کو خط لکھا کہ مین نے سنا ہے کہ تم حج کو جاتے ہو
مین چاہتا ہون کہ تمہارے ساتھ رہون حضرت حسن بصری نے جواب دیا کہ معاف رکھو تاکہ حق تعالے کے ستر مین زندگی بسر کرین
شاید ہم تم باہم رہین تو ایک دوسرے سے ایسی کوئی بات دیکھین کہ ایک دوسرے کو دشمن جانئین اور یہ بھی عزلت کے فائدون
مین سے ایک فائدہ ہے کہ مروت کا پردہ برقرار رہتا ہے اور باہم کا حال نہین کھلتا ہے اسواسطے کہ ممکن ہے کہ کسی کی جو بات ندیکھی
ہے نہ سنی ہے وہ کھلجاوے **پانچوان فائدہ** عزلت کا یہ ہے کہ لوگون کی طمع اوس سے اور اوسکی طمع لوگون سے منقطع ہوجاتی
ہے اور ان دو طمعون سے بہت رنج اور گناہ پیدا ہوتے ہین کیونکہ جب دنیادارونکو دیکھیگا تو دنیا کی حرص اوسمین پیدا ہوگی او
طمع حرص کی تابع ہے اور ذلت وخواری طمع کی تابع ہے اسیواسطے حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ
اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ الایہ یعنی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے کہ ان لوگون کی آراستہ دنیا کو نہ دیکھو
کہ وہ انکے حق مین فتنہ ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص دنیا کی رو سے تمسے زیادہ ہے اوسے نہ دیکھو
کہ خدا کی نعمت جو تمھارے حق مین ہے حقیر ہو جائیگی اور جو شخص امیرون کی دولت دیکھیگا تو اگر اوسکی تلاش مین پڑجائیگا اور اوسے نہ پائیگا
تو آخرت کا نقصان اوٹھائیگا اور اگر تلاش نکریگا تو وقت اوسکا صبر مین پڑیگا یہ بھی مشکل ہے **چھٹا فائدہ** عزلت کا یہ ہے کہ کاہلون اور
احمقون اور ایسے لوگون سے کہ جنکی صحبت یا بات سے جنکا دیکھنا طبیعت کو مکروہ معلوم ہوتا ہے خلاصی ہو [illegible] سے لوگون نے
پوچھا [illegible] آنکھ کیون [illegible] پیدا ہوا کہا [illegible] کاہلون کو دیکھا [illegible] طرح ان کے واسطے [illegible]
جان کے واسطے بھی تب سے کاہلون کو دیکھنا جان کی تپ ہے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ اگر احمقان کے پاس
[illegible] بیٹھتا ہون [illegible] فائدہ اگرچہ [illegible] لیکن [illegible] اسلیئے کہ جب ایسے
آدمی کو کوئی دیکھتا ہے جسکا دیکھنا ناگوار ہو تو زبان سے خواہ دل سے اوسکی غیبت کرتا ہے اور آدمی جب تنہا رہیگا تو ان سب
باتون سے امن پائیگا اور بچا رہیگا عزلت کے یہ فائدے ہین **عزلت کی آفتین** ای برادر اس بات کو معلوم کر کہ بعضے مقاصد
دینی اور دنیوی اورون کے بغیر حاصل نہین ہوتے اور بغیر مخالطت کے درست نہین ہوتے اور عزلت مین فوت ہوتی ہین اونکا
فوت ہونا عزلت کی آفت ہے وہ آفتین بھی چھہ ہین **پہلی آفت** آدمی علم سیکھنے اور سکھانے سے محروم رہتا ہے ای عزیز جان
کہ جسنے وہ علم جو اوسپر فرض ہے نہ سیکھا ہو اوسپر عزلت حرام ہے اور جسنے فرض علم سیکھا اور علم نہین سیکھ سکتا اور علم نہین سمجھ سکتا
اور چاہتا ہے کہ عبادت کے واسطے گوشہ اختیار کرے تو درست ہے اور اگر شریعت کے سب علم سیکھ سکتا ہے اوسکو واسطے
عزلت اختیار کرنا بڑا نقصان ہے اسواسطے کہ جو کوئی علم حاصل کرنے کے پہلے عزلت اختیار کرتا ہے وہ خواب اور بیکاری اور
واہی تواہی خیالات مین اکثر اوقات ضایع کرتا ہے اگر آدمی تمام دن عبادت مین مشغول رہے جب علم مضبوط نکیا ہو تو عبادت مین
غرور اور تکبر سے خالی نرہیگا اور اعتقاد مین اندیشہ محال اور خطرات سے خالی نرہیگا اور خدا کی شان مین اوسے ایسے خطرے
آوینگے کہ شاید کفر یا بدعت ہوجائیں [illegible] عزلت عالمون کو چاہیئے عوام کو نہین اسواسطے کہ عوام بیمار کے ہین

اور بیمار کو طبیب سے بھاگنا نچاہیے اسواسطے کہ اگر آپ اپنا علاج کریگا تو جلد ہلاک ہوجائیگا اور تعلیم کرنے کا بہت بڑا ثواب ہے حضرت
عیسے علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی علم سیکھے اور اوسپر عمل کرے اور دوسرون کو سکھلاوے ملکوت آسمان مین اوسکو بڑا [illegible]
اور عزلت کے ساتھہ تعلیم نہین ہوسکتی تو تعلیم عزلت سے اولیٰ تر ہے بشرطیکہ اوسکی اور سیکھنے والے کی نیت طلب دین ہو طلب مال وجاہ نہو
اور چاہیے کہ ایسا علم سکھاوے جسمین دین کا فائدہ ہو اور جو علم ضرورت ہو اوسے مقدم کرے مثلاً جب علم طہارت شروع کیا تو کہدے
کہ کپڑے اور بدن کی طہارت ذرہ سی بات ہے اوس سے مقصود اور ہی طہارت ہے وہ آنکھہ کان زبان ہاتھہ اور سب اعضا کے گناہ
سے طہارت ہے اوسکی تفصیل بیان کردے اور شاگرد سے حکم کردے کہ علم کے موافق کاربند ہو اگر اوسپر عمل نکرے اور دوسرا علم
سیکھنے کی خواہش کرے تو سمجھہ جاوے کہ طلب جاہ اوسکا مقصود ہے اور جب اس طہارت سے فارغ ہو تو یہ کہدے کہ اس طہارت
سے بھی اسکے سوا اور طہارت مقصود ہے اور وہ دنیا اور ماسوی اللہ کی محبت سے دلکو پاک کرنا ہے اور یہی طہارت لا الہ الا اللہ کی
حقیقت ہے کہ خدا کے سوا اور کوئی اوسکا معبود نرہے اور جو شخص اپنی خواہش کا پابند ہے فَقَدِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ هَوَاهُ یعنی اوسنے اپنی
خواہش کو خدا بنایا اور کلمہ لا الہ الا اللہ کی حقیقت سے محروم ہے جو کچھہ رکن مہلکات اور منجیات مین ہمنے بیان کیا ہے آدمی جبتک اوسے
نپڑھیگا تب تک خواہش سے بری ہونیکا طریقہ نہ پہچانیگا اور یہ طریقہ جاننا ہر شخص پر فرض عین ہے شاگرد اگر اس علم سے فارغ ہونے سے
پہلے حیض اور طلاق اور خراج اور فتویٰ اور دعویٰ کا علم طلب کرے یا علم خلاف مذہب یا علم کلام یا معتزلہ اور کرامیہ سے جھگڑا اور مناظرہ
کرنیکا علم طلب کرے تو تو جان لے کہ یہ جاہ ومال طلب کرتا ہے دین نہین ڈہونڈہتا ہے ایسے شاگرد سے دور رہنا چاہیے کہ اوسکا شر
بہت بڑا ہے شیطان جو اسکو تباہی اور خرابی کی طرف بلاتا ہے اور اوسکا نفس جو بڑا دشمن ہے جبکہ اسکے ساتھہ جھگڑا نکرے اور چاہتا ہے کہ ابو
حنیفہ اور امام شافعی اور معتزلہ کے ساتھہ جھگڑا کرون تو یہ دلیل اس بات کی ہے کہ شیطان نے اوسے اپنے قابو مین کرلیا اور اوسپر
خندہ زنی کرتا ہے اور جو بری صفتین اوسکے باطن مین ہین جیسے حسد کبر ریا عجب دوستی دنیا حرص جاہ ومال یہ سب ناپاکیان ہین
اگر آدمی اپنے دلکو انسے پاک نہ کرے اور اسمین مشغول ہوجاوے کہ فتاویٰ مین کون نکاح اور طلاق اور سلم بہت درست ہے تو یہ اوسکے
ہلاک اور تباہ ہونیکا سبب ہوجاوےگی اگر کسی نے ان مسئلون مین خطا کی تو اس سے زیادہ اور کچھ نقصان نہین ہے کہ اسکو دو اجر نملینگے
ایک ہی اجر ہاتھہ آئیگا اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسنے اجتہاد کیا اور صواب پر رہا اوسے دو اجر ملینگے
اور اگر خطا کی تو ایک اجر ملیگا تو آدمی حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب اختیار کرے خواہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کا [illegible]
اور اگر ان بری صفتون کو اپنے سے نہ مٹائیگا تو اوسکا نتیجہ دین کی تباہی ہوگا اور زمانہ ایسا ہے کہ کسی بڑے شہر مین ایک دو آدمی سے زیادہ نہین [illegible]
تعلیم کا شوق ہو تو مدرس کی عزلت بھی بہت اولیٰ ہے اسواسطے کہ جو عالم ایسے طالب العلم کو پائیگا جسے دنیا مقصود ہو وہ ایسا ہے کہ تلوار اوس شخص کو ہاتھہ [illegible]
جو راہزنی کا ارادہ رکھتا ہو اگر کہے کہ شاید یہ طالب العلم بھی دین کا ارادہ کرے تو یہ ایسا ہے کہ شاید وہ راہزن بھی توبہ کرکے جہاد کو جاوے اور اسلئے کہ تلوار اوسکو دے تو یہ بھی طرف
نہین بلکہ علم تو ایسا ہے کہ حق تعالیٰ کیطرف بلاتا ہے تو یہ کہنا بھی غلط ہے اسواسطے کہ علم فتاوی اور خصومات اور معاملات کا علم اور علم کلام اور نحو ولغت کا علم کسیکو خدا کی طرف
بلاتا ہی نہین اسواسطے کہ ان علمون مین دین کی ترغیب نہین بلکہ انہین سے ہر ایک سے غرور تکبر تعصب کا بیج دلمین بوتا ہے

ولیس الخبر کالمعاینۃ مصرع شنیدہ کے بود مانند دیدہ ✤ اس دعوے پر دلیل کی احتیاج نہین اے عزیز تو دیکھہ تو کہ جو لوگ
ان علوم مین مشغول تھے وہ کیسے رہے اونکا کیا انجام ہوا اور اونکی موت کیسی ہوئی جو علم آدمی کو آخرت کی طرف بلاتا ہے اور
دنیا سے چھوڑاتا ہے وہ حدیث اور تفسیر کا علم ہے اور یہ علوم ہمنے مہلکات اور منجیات مین بیان کیے ہین تو عالم کو چاہیے کہ یہی
علوم پڑہائے کہ یہ ہر ایک کے دل مین اثر کرتے ہین مگر کوئی ایسا ہی سنگدل ہو کہ اوسے اثر نکرین تو یہ شرط جو بیان ہوئی اسکے
ساتھہ جو کوئی علم سیکھنا چاہے اوسے کنارہ کرنا گناہ کبیرہ ہے پھر اگر کوئی شخص علم حدیث اور تفسیر اور جو ضروری علم ہو
پڑہتا ہے اور طلب جاہ بھی اپنے اوپر غالب رکھتا ہے تو اوسکی تعلیم سے بھاگنا چاہیے اسواسطے کہ اوسکی تعلیم مین اگرچہ اور ونکا بڑا فائدہ
ہے لیکن وہ خود تو تباہ ہوگا اور دوسرون پر سے تصدق ہو جائیگا یہی بات ہے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے
کہ حق تعالی اپنے دین کی نصرت اون لوگون کی سبب سے کرتا ہے جنہین اوس سے خود کچھہ فائدہ نہو اونکی مثال شمع کی ایسی ہے
کہ تمام مکان تو اوس سے روشن رہتا ہے اور خود وہ جلا اور گلا کرتی ہے اسیواسطے حضرت بشر حافی نے حدیث کی کتابون کے
سات کتب خانے جو بزرگون سے سُن رکھے تھے خاک مین ملا دیے اور حدیث روایت نہ کی اور فرمایا مین اسواسطے نہین روایت
کرتا ہون کہ اوسکی خواہش اپنے مین پاتا ہون اگر چپ رہنے کا ذوق پاتا تو البتہ روایت کرتا بزرگون نے کہا ہے کہ حدثنا دنیا کا ایک
باب ہے اور جو شخص حدثنا کہتا ہے اوسکا مقصود یہ ہوتا ہے کہ لوگ مجھے مسند پر بٹھالین امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کا
ایک شخص کیطرف جو کرسی پر بیٹھا تھا گذر ہوا فرمایا کہ یہ شخص کہتا ہے اعرفونی یعنی مجھے پہچانو ایک شخص نے امیر المومنین حضرت عمر
رضی اللہ تعالی عنہ سے اجازت مانگی کہ فجر کی نماز کے بعد لوگون کو وعظ و نصیحت کیا کرون آپ نے اجازت ندی اوسنے عرض کیا
اے امیر المومنین آپ کیا نصیحت کرنیکو منع کرتے ہین فرمایا ہان مین اس بات سے ڈرتا ہون کہ غرور تیرا او آسمان پر نہ پہونچا دے
حضرت رابعہ عدویہ نے سفیان ثوری رحمہما اللہ تعالی سے کہا کہ اگر تم دنیا کو دوست نرکھتے ہوتے تو خوب آدمی تھے پوچھا کہ مین
دنیا کو کیا دوست رکھتا ہون کہا کہ حدیث روایت کرنا تمکو پسند آیا حضرت ابوسلیمان خطابی رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ جو اس زمانہ مین
علم سیکھنا اور صحبت رکھنا چاہے تم اوس سے حذر کرو اور دور بھاگو کہ اونکے پاس نہ مال ہے نہ جمال ظاہر مین دوست رہتے ہین
باطن مین دشمن منہ پر تعریف کرتے ہین پیٹھہ پیچھے مذمت سب اہل نفاق اور سخن چین اور مکار اور فریبی ہین انکا مطلب یہ ہے کہ
اپنی فاسد غرضون کے لیے تجھے سیڑہی بنائین اور تجھے گدہا بناتے ہین تاکہ اونکی خواہش مین تو شہر کے گرد نکلے اور تیرے پاس
اپنے آنے سے تجھپر احسان جتاتے ہین اور چاہتے ہین کہ تو اپنی آبرو اور جاہ و مال انپر سے اسکے بدلے نثار کر دے کہ وہ تیرے
پاس آتے ہین اور چاہتے ہین کہ تو انکے اور انکے قرابتدارون اور متعلقون کے حقوق ادا کرتا رہے انکا سفیہ رہے اور انکے دشمنون
کے ساتھہ سفاہت کرے نہین اگر کسی بات مین تو خلاف کرے تو دیکھئے کہ تیرے اور تیرے علم کے حق مین کیا کیا کہتے ہین اور صریح
تیری دشمنی مین کھل پڑتے ہین اور حقیقت بات یہی ہے جو ابوسلیمان رحمہ اللہ تعالی نے کہی اسواسطے کہ اب کوئی شاگرد استاد کو
بیکار نہین قبول کرتا ہے اول تو یہ چاہتا ہے کہ اسکے سبب سے میری آمدنی جاری رہے اور مدرس بیچارہ تو یہ طاقت رکھتا ہے

کہ شاگردونکو چھوڑ دے کیونکہ لوگون کی نظرون مین سبک ہوجائیگا اور نہ یہ قدرت رکھتا ہے کہ بے ظالمون کے پاس گئے اور بغیر
اونکی خوشامد کیے شاگردون کی آمدنی جاری رکھہ سکے تو اونکے کام کے پیچھے اپنا ایمان کھوتا ہے اور اونسے کچھ فائدہ نہین ہوتا ہے
تو عالم اگر تعلیم کر سکتا ہے اور ان آفتون سے دور رہ سکتا ہے تو تعلیم عزلت سے افضل ہے اب عوام کو یہ لازم ہے کہ جب کسیکے تئین
شاگردون کو درس دیتے دیکھین تو اوسکے حق مین یہ بدگمانی نکرین کہ اسے مال و جاہ مقصود ہے بلکہ یہ خیال کرین کہ للہ علم سکھاتا ہے
یہ سمجھنا اونپر فرض ہے جب آدمی کا باطن ناپاک ہوتا ہے تو نیک گمان کی اوسمین گنجایش نہین ہوتی ہے اسواسطے کہ ہر شخص ویسا ہی
سمجھتا ہے جیسا اوسکے دل مین ہوتا ہے یہ بیان اسواسطے ہوا تاکہ عالم اپنی شرط بجالاوین اور عوام اپنی حماقت سے اوس بدگمانی کا
بہانہ کرکے علما کی تعلیم مین کسیطرح قصور نکرین کہ اس بدگمانی کے سبب سے وہ بھی تباہ ہونگے دوسری آفت یہ ہے کہ نفع لینے اور
نفع پہونچانے سے باز رہیگا نفع لینے سے کسب مراد ہے کہ بغیر مخالطت کے نہین ہوسکتا جو شخص عیالدار ہو تو اوسے کسب چھوڑکر
عزلت اختیار کرنا نچاہیے کیونکہ اہل و عیال کو تباہ اور خراب کرنا گناہ کبیرہ ہے اگر کوئی شخص مال کافی رکھتا ہو یا عیالدار نہو تو اوسکے حق مین
عزلت اولیٰ تر ہے اور نفع پہونچانے سے نمونہ دینا اور مسلمانون کا حق بجالانا مقصود ہے اگر عزلت مین ظاہری عبادت کے سوا
اور کسی کام مین مشغول نہوگا تو کسب حلال اور صدقہ دینا عزلت سے افضل ہے لیکن اگر اوسکے باطن کا راستہ خدا کی معرفت اور ذکر کیطرف
کھلا ہے تو عزلت تمام صدقون سے افضل ہوگی اسواسطے کہ سب عبادتون سے مقصود یہی ہے **تیسری آفت** یہ ہے کہ مجاہدہ اور
ریاضت جو لوگون کے اخلاق ذمیمہ پر صبر کرنے سے حاصل ہوتی ہے اوس سے باز رہیگا اور باز رہنے مین اوس شخص کے واسطے
بڑا فائدہ ہے جو ہنوز ریاضت مین کامل نہوا ہو اسواسطے کہ نیک خوئی سب عبادتون کی اصل ہے اور وہ بے مخالطت اور صحبت کے حاصل
نہین ہوتی اسواسطے کہ خوش خلقی اسکا نام ہے کہ آدمی لوگون کی بد خلقی پر صبر کرے اور صوفیہ کے خادم لوگ اسواسطے [illegible]
تاکہ عوام سے سوال کرنیکے سبب سے رعونت اور تکبر کو توڑین اور صوفیہ کی خدمتگذاری سے بخل کو توڑین اور اونکی تابعداری [illegible]
بدخوئی اپنے دل سے دور کرین اور انکا کام خدمت کرکے اونکی ہمت اور دعا کی برکت حاصل کرین اگلے زمانے مین صوفیہ کے خادمونکو
یہی مقصود ہوتا تھا اگرچہ اب نیت بدل گئی ہے بعضونکو جاہ و مال مقصود ہوتا ہے تو جو شخص ریاضت کر چکا ہے اوسکے حق مین عزلت افضل ہے
اسواسطے کہ ریاضت سے یہ غرض نہین ہے کہ آدمی ہمیشہ رنج و تکلیف کھینچے جسطرح دوا سے تلخی نہین مقصود ہوتی بلکہ بیماری کا جانا مقصود
ہوتا ہے جب بیماری جاتی رہی تو اپنے تئین ہمیشہ دوا کی تلخی مین گرفتار رہنا کچھ ضرور نہین اسیطرح ریاضت سے بھی کچھ اور ہی مطلب ہے یعنی
حق تعالیٰ کے ذکر سے انس حاصل کرنا اور ریاضت سے غرض یہ ہے کہ جو چیز انس سے تجھے مانع ہے اوسے اپنے سے تو دور کر
تنہائی مین مشغول ہو سکے اے عزیز جان تو کہ جیسا خود ریاضت کرنا ضرور ہے اورونکو بھی ریاضت کی طرف لانا اور ادب سکھانا ارکان دین سے
ہے اور یہ بات عزلت سے میسر نہوگی تو پیر کو مریدون سے ملنا ضرور ہے اونسے کنارہ کرنا لازم نہین لیکن جسطرح علما کو جاہ و ریا کی
آفت سے حذر کرنا چاہیے اوسیطرح پیرونکو بھی چاہیے تو جب پیرون کا مریدون سے ملنا شرط کے موافق ہو تو عزلت سے اولیٰ تر
ہوگا **چوتھی آفت** یہ ہے کہ عزلت مین شاید وسواس پیدا ہو اور ذکر الٰہی سے دل ملول اور اوچاٹ ہو جاے یا اور لوگون سے

ملاقات اور موافقت کرنے سے جاتا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ اگر مجھے وسواس کا ڈر نہوتا تو لوگون کے
پاس نہ بیٹھتا یعنی عزلت اختیار کرتا امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ اے لوگو دل کی راحت مین خلل ڈالو
اسواسطے کہ جب دفعۃً دل پہ جبر کروگے تو اندھا ہوجائیگا تو چاہیے کہ آدمی روز گھڑی بھر کسی دوست کی صحبت سے راحت حاصل
کیے کہ اوس سے دل کی فرحت اور نشاط زیادہ ہوتی ہے مگر یہ دوست ایسا ہونا چاہیے جس سے دین ہی کا سبب ذکر ہو اور دین
کے کام مین اپنے اپنے قصور کا حال کہکر اوسکی تدبیر لوگ اوس سے پوچھتے ہون اور غافلون کی صحبت اگرچہ دم بھر ہو تو بھی مضر
ہوگی اور وہ صفائی جو آدمی نے دن بھر مین حاصل کی ہو جاتی رہےگی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر شخص اپنے
دوست اور ہمنشین کی صفت پر ہوجاتا ہے تو اس بات کا لحاظ ضرور ہے کہ مین کس سے دوستی کرتا ہون **پانچوین آفت** یہ ہے
کہ عزلت مین بیمار پرسی اور جنازہ کی ہمراہی اور دعوت مین جانا اور تہنیت اور تعزیت کرنا اور لوگون کے حقوق فوت ہوتے ہین اور
ان کامون مین بھی بہت سی آفتین ہین نفاق اور تکلف نے ان کامون مین دخل پایا ہے کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ اپنے تئین
ان کامون کی آفتون سے نہ بچاسکے اور انکی شرطون پر قائم نہ رہ سکے اوسے عزلت اولیٰ تر ہے اور اگلے بہتیرے بزرگون نے
ایسا ہی کیا ہے اور ان کامونکو چھوڑ دیا ہے کیونکہ اپنا بچاؤ اسی مین دیکھا ہے **چھٹی آفت** یہ ہے کہ مخالطت مین لوگون کے حقوق
ادا کرتے رہنا فروتنی کی ایک قسم ہے اور عزلت مین ایک نوع تکبر ہے اور شاید بڑاپن اور تکبر اور اس امر کی خواہش کہ ہم کسی کو دیکھنے
نجائین لوگ ہماری زیارت کو آئین عزلت کا باعث ہو **حکایت** لوگون نے نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل مین ایک بڑا حکیم تھا حکمت
مین تین سو ساٹھ کتابین اوسنے تصنیف کی تھین حتی کہ سمجھا کہ حق تعالیٰ کے نزدیک میرا بڑا مقام اور مرتبہ ہوگیا ہے اوس زمانہ مین
جو پیغمبر تھے اونپر وحی آئی کہ اوس حکیم سے کہدو کہ تو نے تمام روے زمین مین اپنا نام اور شہرہ کرکے اپنی دھاک باندھی ہے اور مین
تیری اس شہرت کو قبول نہین کرتا ہون وہ حکیم ڈرا اور اس امر سے باز رہا اور ایک خالی گوشہ مین بیٹھ رہا اور کہا کہ اب تو حق تعالیٰ مجھ سے
خوش ہوا وحی آئی کہ اوس سے اب بھی خوش نہین ہون پھر وہ حکیم باہر نکلا اور بازار مین پھرا اور لوگون سے مخالطت کرنا شروع کیا لوگون
کے پاس بیٹھا اونکا کھانا کھاتا اور کوچہ و بازار مین جاتا تب وحی آئی کہ اب میری خوشنودی اوسنے حاصل کی اے عزیز جانو کہ کوئی ایسا
ہوتا ہے کہ تکبر سے عزلت اختیار کرتا ہے اسواسطے کہ یہ ڈرتا ہے کہ مجمع اور محفلون اور مجلسون مین لوگ میری عزت نہ کرینگے یا یہ ڈرتا ہے
[illegible] مین میرا نقص [illegible] لوگ جان جائینگے تو اوسکو اپنے نقصان کا چھپانا آتا ہے اور ہمیشہ اسی آرزو مین رہتا ہے کہ لوگ میری
زیارت کو آیا کرین اور مجھسے برکت لین اور میرے ہاتھ چوما کرین یہ عزلت عین نفاق ہے جو عزلت خدا کے واسطے ہوتی ہے اوسکی
دو علامتین ہین ایک تو یہ کہ گوشہ مین آدمی کبھی بیکار نہ رہے یا تو ذکر و فکر مین مشغول رہے یا علم و عبادت مین دوسرے یہ کہ اس امر سے
کراہیت رکھے کہ لوگ اوسکی زیارت کو جائین مگر وہ شخص جس سے دینی فائدہ ہو حضرت ابو الحسن حاتمی رحمۃ اللہ تعالیٰ جو خواجگان طوس
مین سے تھے وہ شیخ ابو القاسم گرگانی رحمۃ اللہ تعالیٰ جو اولیاے کبار مین تھے اونکی ملاقات کو گئے اور عذر کرنے لگے کہ مین قصور
کرتا ہون کہ آپکی خدمت مین بہت کم حاضر ہوتا ہون شیخ نے اوس سے کہا کہ اے خواجہ عذر خواہی نہ کر اسواسطے کہ اور لوگ کسیکے آنے سے

جسقدر حاجتمند ہوتے ہین مین نہ آنے سے اوتنا ممنون ہوتا ہون اسلیئے کہ مجھے اوس بزرگ یعنی ملک الموت علیہ السلام کی آہٹ سے
کسی کی پروا نہین ہے ایک امیر حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ تعالی کے پاس حاضر ہوا عرض کیا کہ آپ کیا حاجت رکھتے ہین فرمایا کہ یہ حاجت
رکھتا ہون کہ دوبارہ نہ تو مجھے دیکھے نہ مین تجھے اے عزیز جانتو کہ لوگون سے اپنی تعظیم کرنے کے واسطے گوشہ نشینی اختیار کرنے مین
بڑی نادانی ہے اقل مرتبہ یہ ہے کہ وہ یہ جانتا ہے کہ گوشہ نشینی کے سبب سے میرے حال کی کسی کو خبر نہوگی حالانکہ یہ جانتا ہے
کہ اگر بیمار پڑ جاے بیٹھے گا تو عیب جو آدمی یہی کہے گا کہ مکر ونفاق کرتا ہے اور اگر شہر اب زمانے مین جائیگا تو جو اوسکا دوست اور مرید ہوگا
وہ یہی کہیگا کہ لوگون کی نظرون سے گرنے کے واسطے ملامتیہ مشرب ہے جو بازارون مین ہوگا اور اوسکے حق مین لوگون کے دو فریق
ہونگے تو چاہیئے کہ اپنے دل کو دین مین لگائے خلق مین نہین حضرت سہیل تستری رحمہ اللہ تعالی نے اپنے مرید سے ایک کام کو
کہا اوسنے جواب دیا کہ لوگون کی طعن کے خوف سے یہ کام مین نہین کرسکتا حضرت سہیل اپنے یارون کیطرف متوجہ ہوئے اور
فرمایا کہ آدمی جب تک دو صفتون مین سے ایک حاصل نکرے تب تک اس کام کی حقیقت کو نہ پہونچیگا ایک یہ کہ یا تو لوگ اوسکی
نظر سے گر جاوین کہ خالق کے سوا اور کسیکو دیکھے ہی نہین یا اوسکا نفس اوسکی نظر سے گر جاے کہ خلق اوسے کسی صفت اور حالت پر
دیکھے وہ کچھ باک نرکھے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالے سے لوگون نے کہا کہ کچھ آدمی آپکی خدمت مین آتے ہین اور آپ کی
باتین کرکے اوسپر اعتراض کرتے ہین اور عیب جوئی کرتے ہین فرمایا کہ مین نے اپنے نفس کو دیکھا کہ فردوس اعلی اور مجاورت حق تعالے
کی طمع کرتا ہے لوگون سے سلامت بچنے کی خواہش ہرگز نہین کرتا اسواسطے کہ انکا خالق انکی زبان سے سلامت نہین بچا اے عزیز اس
تمام بیان سے تو نے عزلت کے فوائد اور آفات تو جان لیے پس ہر ایک کو چاہیئے کہ اپنے احوال کو دیکھے اور ان فوائد اور آفات کو
سوچے تاکہ سمجھ جاوے کہ مجھے کیا چیز اختیار کرنا اولے ہے **عزلت کے آداب** جب کسی نے گوشہ گیری اختیار کی تو اوسے چاہیے
کہ یہ نیت کرے کہ اس عزلت سے لوگون کو اپنے شر سے بچاتا ہون اور لوگون کے شر سے اپنی سلامتی چاہتا ہون اور حق تعالی کی عبادت
مین فراغت اور جمعی طلب کرتا ہون اور چاہیئے کہ ذرہ بھی بیکار نرہے بلکہ ذکر اور فکر اور علم وعمل مین مشغول رہے اور لوگونکو اپنے پاس
نہ آنے دے اور شہر کی خبرین کسی سے نپوچھے اسواسطے کہ جو بات سنیگا وہ گویا ایک تخم ہے کہ سینہ مین پڑا خلوت مین وہ تخم سینہ
سے اوگے گا خلوت مین بڑا کام یہ ہے کہ خطرات نفسانی باقی نرہین تاکہ خدا کا ذکر پاک اور صاف ہو لوگون کی باتین خطرات نفسانی کا
تخم ہوتی ہین چاہیئے کہ تھوڑے سے کھانے اور کپڑے پر قناعت کرے ورنہ خلق کی مخالطت کا محتاج ہوگا اور چاہیئے کہ پڑوسیون کی
ایذا پر صبر کرے اور جو کچھ اوسکے حق مین کہین مذمت ہو خواہ ثنا وصفت کچھ نہ سنے اور اوس سے دل نہ لگائے عزلت مین لوگ اوسے
منافق ریاکار کہین خواہ صاحب اخلاص وانکسار خواہ متکبر ومکار بنائین کچھ نہ سنے کہ انہین تضییع اوقات ہوگی اور عزلت سے
غرض یہ ہوتی ہے کہ آدمی آخرت کے کام مین مشغول اور مستغرق رہے ✤

ساتوین اصل آداب سفر کے بیان مین

اے عزیز جان اس بات کو جان کہ سفر دو ہین ایک باطن کا سفر ایک ظاہر کا سفر باطن ملکوت آسمان و زمین مین اور خدا کی عجیب صنعتون مین

اور راہ دین کی منزلون مین دل کا سفر ہے مردون کا سفر یہی ہے کہ بدن سے گھر مین بیٹھے رہتے ہین اور دل سے بہشت مین جسکی وسعت زمین و آسمان کے برابر بلکہ زیادہ ہے جولانیان کرتے ہین اسواسطے کہ عالم ملکوت عارفون کی بہشت ہے کسی طرح کی روک ٹوک کواوسمین دخل نہین حق تعالی لوگون کو اسی سفر کیطرف بلاتا ہے اور فرماتا ہے اَوَلَمْ يَنْظُرُوا فِي مَلَكُوتِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ جو شخص جو یہ سفر کرنے مین عاجز ہے اوسے ظاہری سفر کرنا چاہیئے بدن کو جا بجا لیجائے تاکہ ہر جگہ سے فایدہ اوٹھائے پہلی مثال اوس شخص کی ایسی ہے جو اپنے پاؤن سے کعبہ کو جائے تاکہ ظاہر کعبہ کو دیکھے اور اوس دوسرے کی مثال اوس شخص کی ایسی ہے جو اپنی جگہ پر بیٹھا رہے پاؤن نہ ہلائے اور کعبہ خود اوسکے پاس آئے اور اوسکے گرد طواف کرے اور اپنے اسرار اوس سے کہے ان دونون مین بڑا فرق ہے اسیواسطے حضرت شیخ ابو سعید قدس سرہ فرماتے تھے کہ نامردون کے پاؤن مین چھالے پڑگئے اور مردون کے جوتون مین ہم اس کتاب کے سفر ظاہر کے آداب دو بابون مین لکھتے ہین کیونکہ یہ سفر باطن دقیق ہے اس کتاب مین اوسکی گنجایش نہین

پہلا باب سفر کی نیت اور اوسکے آداب اور اقسام کے بیان مین

واسطے ہر ایک بات کو معلوم کر کہ سفر کی پانچ قسمین ہین پہلی قسم وہ سفر ہے جو طلب علم کے واسطے ہو جب کہ سیکھنا آدمی پر فرض ہو تو یہ سفر بھی فرض ہے اور جب علم سیکھنا سنت ہو تو یہ سفر بھی سنت ہے اور علم کے واسطے سفر تین طرح ہوتا ہے ایک یہ کہ علم شرع سیکھنے کے واسطے ہو حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص علم سیکھنے کو گھر سے باہر نکلتا ہے جبتک پھر نہ آئے خدا کی راہ مین چلتا ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ فرشتے اپنے پرون کو طالب علم کے واسطے بچھاتے ہین اگلے زمانہ مین کوئی بزرگ ایسے تھے کہ اونھون نے ایک حدیث کے واسطے دور دراز سفر کیا حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ کوئی شخص اگر شام سے یمن تک ایک کلمہ سننے کے واسطے جسمین دین کا فایدہ ہو سفر کریگا اوسکا سفر ضایع نہوگا لیکن سفر ایسے ہی علم کے واسطے کرنا چاہیئے جو زاد آخرت ہو اور وہ علم جو دنیا سے آخرت کیطرف اور حرص سے قناعت کی جانب اور ریا سے اخلاص کیطرف اور خلایق کے ڈر سے خدا کے خوف کی جانب نہ بلائے وہ نقصان کا سبب ہوگا دوسرے یہ کہ اخلاق کو پہچانکر اپنے برے اخلاق کا علاج کرنیکو آدمی سفر کرے یہ سفر بھی ضرور ہے اسواسطے کہ آدمی اپنے گھر مین رہتا ہے اور اوسکی مراد کے موافق کام ہوتے ہین تو اپنی طرف نیک گمان کرتا ہے اور جانتا ہے کہ مین نیک اخلاق ہون سفر سے اخلاق باطن کا پردہ اوٹھ جاتا ہے اور ایسے امور پیش آتے ہین کہ کینہ اور بدخوئی اور اپنا عجز پہچان جائے اور آدمی جب بیماری پہچانیگا تب ہی علاج مین مشغول ہوسکیگا اور جو شخص سفر نہین کرتا اوسے کامون مین چالاکی نہین ہوتی حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالی کہتے تھے کہ اے علما سفر کرو تاکہ پاک ہو کیونکہ پانی جب ایک جگہ ٹھہر جاتا ہے تو گندہ ہوجاتا ہے تیسرے اسواسطے سفر کرے کہ دریا جنگل پہاڑ میدان نئے نئے شہرون مین خدا کی عجیب عجیب صنعتین دیکھے اور طرح طرح کے مخلوقات جانور ہون یا نباتات وغیرہ اطراف عالم مین دیکھے اور جانے کہ یہ سب اپنے خالق کی تسبیح کرتے ہین اور اوسکی وحدت پر گواہی دیتے ہین اور جس شخص کو یہ ادراک اور بصیرت حاصل ہو کہ جمادات کی بات جو نہ حرف ہے نہ آواز اوسے سنے اور خط الہی کہ جو تمام مخلوقات کے چہرے پر لکھا ہے کہ وہ نہ حروف ہے نہ رقوم اوسے پڑھ سکے اور خدا کی

۵۷ یعنی کیا انھون نے نہین دیکھا ملکوت مین آسمانون اور زمین کی اور جو کچھ پیدا کیا ہے اللہ نے کسی چیز سے

ملکات کے آثار اوس سے پہچان سکے اوسے دنیا کے گرد پڑے پھرنے کی کچھ احتیاج نہین بلکہ ملکوت آسمان مین نظر کرے جو دن رات اسکے گرد خود پھرتے ہین اور اپنے عجائب اس سے کہتے ہین اور ندا کرتے ہین کہ وَكَاَيِّنْ مِنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ بلکہ اگر کوئی شخص اپنے اعضا اور صفات کی خلقت مین نظر کرے تو تمام عمر سیر مین رہے بلکہ انہی عجیب صفتونکو اوسوقت دیکھے گا کہ ظاہر کی آنکھ بند کرکے دل کی آنکھ کھولے کسی بزرگ نے کہا ہے کہ لوگ کہتے ہین کہ آنکھ کھولو کہ عجیب عجیب صنعتین دیکھو اور مین کہتا ہون کہ آنکھ بند کرو تو عجیب عجیب صنعتین نظر آئین دونون باتین حق ہین کیونکہ پہلی منزل تو یہ ہے کہ آدمی ظاہر کی آنکھ کھولے اور ظاہری عجائبات دیکھے تب دوسری منزل مین پہونچے کہ باطنی عجائبات دیکھے اور عجائبات ظاہری کے واسطے نہایت ہے اسواسطے کہ وہ اجسام عالم سے علاقہ رکھتے ہین جو متناہی ہین اور باطن کے عجائبات کی نہایت نہین اسلیے کہ انکو ارواح اور حقیقتون سے تعلق ہے اور حقیقتین بے انتہا ہین ہر ایک صورت کے ساتھ ایک حقیقت اور روح ہے صورت تو ظاہری آنکھ سے دیکھی جاتی ہے اور حقیقت چشم باطن سے نظر آتی ہے اور صورت نہایت مختصر اور حقیر چیز ہے اسکی مثال اسطرح پر ہے مثلاً کوئی شخص زبان کو دیکھے اور سمجھے کہ گوشت کی ایک بوٹی ہے اور دل کو دیکھے اور جانے کہ سیاہ لہو کا ایک ٹکڑا ہے ایعزیز دیکھ تو یہی کہ یہ صورت جسے ظاہری آنکھ دیکھتی ہے زبان و دل کی حقیقت کے سامنے اسکی کیا قدر ہے حقیقت ہے عالم کے ہر ہر ذرہ اور ہر ہر چیز کا یہی حال ہے حق تعالی نے جسکو جسم ظاہر کے علاوہ اور بصیرت نہین دی ہے اوسکا درجہ جانورون کے درجہ کے قریب تر ہے کیونکہ ظاہری آنکھ باطنی آنکھ کی کنجی ہے اسوجہ سے عجائب مخلوق کے دیکھنے کو سفر کرنا فائدہ سے خالی نہین دوسری قسم وہ سفر ہے جو عبادت کے واسطے ہو جیسے حج جہاد انبیا اولیا صحابہ اور تابعین کی قبرون کی زیارت بلکہ علما اور بزرگان دین کی ملاقات کیونکہ انکی صورت دیکھنا عبادت ہے اور انکی دعا مین بڑی برکت ہے انکی ملاقات کے فائدون مین سے ایک یہ ہے کہ انکی پیروی کا شوق پیدا ہوتا ہے تو انکی زیارت عین عبادت بھی ہے اور عبادتون کا تخم بھی ہوتی ہے جب ان بزرگون کے کلام اور سکے یار ہونگے تو فوائد دو چند اور بسیار ہونگے قصد ابزرگون کے مشہد اور مقبرہ پر جانا درست ہے اور یہ جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰى ثَلٰثِ مَسَاجِدَ یعنی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور بیت المقدس کے سوا اور کہین کے واسطے سواری پر سفر نکرو یہ ظاہرا اس بات کی دلیل ہے کہ ان تین مسجدون کے سوا اور مسجدون اور مشہدون مین برکت نہ لو کہ سب برابر ہین مگر جتنے علمار کہ زندہ ہون جسطرح وہ اس حکم مین نہین داخل ہین اوسیطرح جو علما کہ انتقال کر گئے ہین وہ بھی اس حکم مین نہین داخل ہین یعنی زندہ عالمون کی ملازمت اور مردہ عالمون کی قبرون کی زیارت اس حکم سے ممنوع نہین ہے تو اس قصد سے انبیا اولیا کی قبرون کی زیارت کو جانا اور اس نیت سے سفر کرنا درست ہے **تیسری قسم** وہ سفر ہے جس سے دین کو تشویش مین ڈالنے والی چیزون سے بھاگنا مقصود ہو جیسے جاہ و مال اور حکومت اور دنیا کا شغل جو شخص دنیا کے شغلون کے ساتھ دین کی راہ نہین چل سکتا اوسکے حق مین یہ سفر فرض ہے کیونکہ آدمی دین کی راہ فراغت اور خاطر جمعی کے سبب سے چلسکتا ہے ہر چند کہ آدمی اپنی حاجتون اور ضرورتون سے کبھی بالکل فارغ نہین ہو سکتا ہے لیکن سبکبار رہ سکتا ہے وَقَدْ نَجَى الْمُخِفُّوْنَ

۶۲ تین مسجدون کے بیان ۱۲

یعنی سبکبار لوگون نے رہائی پائی اگرچہ بالکل بے بوجھ نہین ہوتے ہین لیکن سبکو جہان کہین دولت ہاتھ آتی ہے اور شناسائی ہوتی ہے تو اکثر یہ ہوتا ہے کہ اوس سے حق تعالی سے باز رکھتی ہے حضرت سفیان رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہین کہ یہ برا زمانہ ہے کہ گمنامونکو اس زمانہ مین خطرہ ہے تو مشہورونکا کیا حال ہوگا یہ وہ زمانہ ہے کہ جہان کہین لوگ تجھے پہچانین وہان سے بھاگ جا اور وہان جا جہان تجھے کوئی نہ پہچانتا ہو اور لوگون نے دیکھا کہ پیٹھہ پر انبان باندہے چلے جاتے ہین لوگون نے پوچھا آپ کہان جاتے ہین بولے فلانے گانون کو کہ مین نے سنا ہے کہ وہان اناج بہت سستا ہے لوگون نے کہا آپ یہ امر روا رکھتے ہین فرمایا جہان ارزانی کی وسعت ہوتی ہے وہان دین کی سلامتی اور دلکو فراغت ہوتی ہے حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ تعالی علیہ کسی شہر مین چالیس دن سے زیادہ قیام نہ کرتے تھے **چوتھی قسم** وہ سفر ہے جو دنیا حاصل کرنیکو تجارت کے واسطے ہو یہ سفر مباح ہے اگر تاجر کی یہ نیت ہو کہ اپنے تئین اور اپنے اہل و عیال کو خلق سے بے پروا اپنے کو کرتا ہون تو یہ سفر عبادت ہے اور اگر تجمل اور تفاخر کے واسطے دنیا کی زیادہ طلبی مقصود ہو تو یہ سفر شیطان کی راہ مین ہوگا اور غالبا یہ قصد کرنیوالا تمام عمر سفر کی تکلیف مین رہیگا کہ کفایت کی قدر سے جو زیادہ ہے اوسکی نہایت نہین آخر کو وہ فقط رہزن اور اسکا مال لوٹ لین گے یا کسی جگہ غریب الدیار مرجائیگا اور اوسکا مال بادشاہ لے لیگا اور یہی بہتر ہے کیونکہ وارث لے اور اپنی ہوا ہوس مین خرچ کرے اور اوسے یاد بھی نکرے اور اگر اوسنے کچھ وصیت کی ہو تو اسے بجا نہ لائے اگر وہ قرضدار ہو تو ادا نکرے اور وبال آخرت مورث کی گردن پر رہے اس سے زیادہ کیا نقصان ہوگا کہ تمام رنج تو وہ کھینچے اور تمام وبال تو وہ اپنے ساتھ لیجائے اور تمام راحت اور کوئی اوٹھائے **پانچوین قسم** وہ سفر ہے جو سیر اور تماشے کے واسطے ہو یہ سفر اگر کم ہے اور گاہ گاہ ہے تو مباح ہے اگر کوئی شخص شہر بشہر پھرنے کی عادت کرے اور اوسکو اسکے سوا اور کچھ غرض نہو کہ نئے شہر اور نئے آدمی دیکھتا ہے تو ایسے سفر کے بارہ مین علما کا اختلاف ہے ایک گروہ نے کہا ہے کہ یہ اپنے تئین بیفائدہ رنج پہونچاتا ہے اور یہ نہ چاہیے اور ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ یہ سفر حرام نہوگا اسواسطے کہ تماشا بھی ایک غرض ہے اگرچہ بری ہے اور ہر ایک کا فعل مباح اوسکے لائق ہوتا ہے ایسا آدمی خسیس طبع ہوتا ہے یہ غرض بھی اوسکے لائق ہے لیکن گودڑی پوش فقیر جنھون نے یہ عادت ڈالی ہے کہ شہر بشہر اور جابجا جاتے ہین بغیر اس قصد کے کہ کوئی پیر ملے کہ اوسکی خدمت مین ملازمت اور حضوری اختیار کرین بلکہ اونکا مقصود سیر و تماشا ہوتا ہے کیونکہ عبادت پر مداومت نہین کرسکتے اور انکے دل کا رستہ مقامات تصوف کیطرف نہین کھلا ہے کاہلی اور بیکاری کے سبب سے اس بات کی طاقت نہین رکھتے ہین کہ کسی پیر کے حکم سے کہین بیٹھہ رہین شہرون مین پڑے پھرتے ہین جہان کہین بہت اچھا کھانا ملے وہان بہت ٹھہرتے ہین اور جہان کہین بہت اچھا کھانا نہ ملے تو خدمتگذار پر زبان درازی کرتے ہین اور اوسے رنج دیتے اور جہان کہین لوگ اچھے کھانے کا پتا دیتے ہین وہان جاتے ہین اور کسی مزار کی زیارت کا بہانہ کرتے ہین کہ ہمین یہ مقصود ہے اچھا کھانا مقصود نہین یہ سفر اگرچہ حرام تو نہین لیکن مکروہ ہے اور یہ لوگ اگرچہ عاصی اور فاسق نہین لیکن بد ہین اور جو شخص صوفیون کی روٹی کھائے اور بھیک مانگے اور اپنے تئین صوفی بنا کے وہ فاسق اور عاصی ہوگا اور جو کچھ لیتا ہے

وہ حرام ہے اسواسطے کہ ہر ایک گوڈری پوش جو پنج وقتہ نماز پڑہتا ہے صوفی نہین بلکہ صوفی وہ شخص ہے جو خدا کی طلب کرتا ہو
اور اس کام کیطرف متوجہ ہوا ہو یا پہونچ گیا ہو اسکی کوشش کرتا ہو اور بلا ضرورت اسمین قصور نہ کرے یا کوئی ایسا ہو کہ اس قوم کی
خدمت مین مشغول ہو ان تین فرقون کے سوا اور کسیکو صوفیہ کی روٹی کھانا حلال نہین ہے لیکن وہ شخص جو عادتی ہو اور اوسکے ان مین
خدا کی طلب اور اوسکی طلب مین کوشش کرتا نہو اور صوفیہ کی خدمت مین مشغول نہ رہتا ہو وہ گودڑی پہننے سے صوفی نہین ہوجاتا
بلکہ جو چیز لوگون نے گرہ کاٹون اور اوچکون پہ وقف کی ہو اوسے اوسکا لینا مباح ہے اسواسطے کہ اپنے تئین صوفیہ کی صورت پر
دکھانا اور انکی صفت اور سیرت نہ اختیار کرنا نہ انفاق اور اوچکاپن ہے اس قوم مین سب سے بڑا وہ شخص ہے جو صوفیہ کی چند باتین
یاد کرکے بیہودہ بکا کرے اور سمجھے کہ علم اولین و آخرین اوسے حاصل ہوگیا ہے جب تو ایسی باتین کرسکتا ہے کبھی ان باتون کی نحوست
اوسے اس حد کو پہونچا دیتی ہے کہ علما اور اونکے علم کو چشم حقارت سے دیکھنے لگے اور شاید شریعت بھی اوسکی نگاہ مین حقیر
اور ناچیز معلوم ہو اور سمجھے کہ شریعت ضعیفون کے واسطے ہے جو لوگ راہ طریقت مین قوی ہوئے ہین شریعت اونہین کچھ نقصان
نہین کرسکتی اسواسطے کہ انکا دین دو دردہ حوض کی حد پر پہونچ گیا ہے اور کسی چیز سے ناپاک ہوتا ہی نہین جب یہ گدڑی پوش
اس درجہ کو پہونچے تو انہین سے ایک کو قتل کرنا روم اور ہند مین ہزار کافر مارنے سے افضل ہے اسواسطے کہ لوگ اپنے تئین
کافر سے بچاتے ہین اور یہ ملعون مسلمان کہلاتا ہے اور اسلام کو باطل کرتا ہے اس زمانہ مین شیطان نے اس پھندے سے زیادہ
کوئی مضبوط پھندا نہین پھیلایا ہے ہزارون آدمی اس پھندے مین پہنسکر ہلاک ہوتے ہین **ظاہر مین مسافر کے آداب**
بہت سے ہین جب سفر کا ارادہ کرے پہلا ادب یہ ہے کہ پہلے لوگون کا قرض اور مظلمہ ادا کرے اور جنکی امانت اوسکے
اونکی امانتین اونہین سپرد کرے اور جنکا نفقہ اوسپر واجب ہے اونکا نفقہ مہیا کردے اور زاد راہ حلال سے حاصل کرے اور
اسقدر ساتھ لے کر ساتھیون کے ساتھ سلوک کرسکے اسواسطے کہ کھانا کھلانا اور اچھی باتین کرنا اور کرایہ کی سواری والے لوگون
کے ساتھ مدارات کرنا مکارم اخلاق مین سے ہے **دوسرا ادب** یہ ہے کہ ایسا شائستہ رفیق پیدا کرے جو دین کے کامون مین
اوسکا مددگار رہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیلے سفر کرنے سے منع فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ تین شخص مومن جماعت
ہے اور فرمایا ہے کہ مسافرون کو چاہیے کہ سفر مین ایک شخص کو اپنا امیر اور سردار بنائین اسواسطے کہ سفر مین رائین مختلف ہوتی ہین
اور جو کام ایک شخص سے متعلق ہوگا وہ تباہ ہوگا اگر عالم کا انتظام دو خداسے ہوتا تو تمام جہان تباہ ہوجاتا اور امیر ایسے شخص کو بنائین
جو اخلاق مین سب سے بہتر ہو اور سفر بہت کرچکا ہو **تیسرا ادب** یہ ہے کہ اپنے وطن کے دوست آشناؤن کو رخصت کرے
اور ہر ایک کے ساتھ یہ دعا پڑہے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہی فرمایا کرتے تھے اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ
وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے جب کوئی شخص سفر کو جانے لگتا تو فرماتے زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰى
وَغَفَرَ ذَنْبَكَ وَوَجَّهَ لَكَ الْخَيْرَ حَيْثُ مَا تَوَجَّهْتَ جو شخص مقیم ہو اوسکو مسافر کے واسطے یہ دعا کہنا سنت ہے اور چاہیے
کہ جب رخصت کرنے لگے تو سبکو خدا کے سپرد کرے **حکایت** امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایکدن خیرات

وقت ایک شخص ایک لڑکا ساتھ لیے ہوئے آیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سبحان اللہ یہ لڑکا جیسی تیری شباہت رکھتا ہے
مین نے نہین دیکھا کہ کوئی لڑکا اپنے باپ سے اتنی شباہت رکھتا ہو اوسنے عرض کیا کہ یا امیر المومنین اس لڑکے کی عجیب سرگذشت
ہے مین آپکی خدمت مین عرض کرون مین سفر کو جاتا تھا اور اوسکی مان حاملہ تھی اوسنے کہا کہ تو مجھے ایسے حال مین چھوڑتا ہے
مین نے جواب دیا اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ مَا فِي بَطْنِكِ یعنی جو تیرے پیٹ مین ہے اوسے مین نے خدا کے سپرد کیا جب مین سفر سے
پھر آیا اسکی مان مرچکی تھی ایک رات مین بیٹھا ہوا باتین کر رہا تھا دور سے آگ سی نظر آئی مین نے پوچھا یہ کیا ہے لوگون نے کہا کہ
یہ تیری جورو کی قبر کا اوجالا ہے ہم ہر شب یون ہی دیکھا کرتے ہین مین نے جواب دیا کہ وہ تو نماز گذار روزہ دار تھی یہ امر کیونکر ہوگا
غرض کہ مین گیا اور قبر کھولی کہ دیکھون تو کیا ہے دیکھتا کیا ہون کہ ایک چراغ روشن ہے یہ لڑکا اوس سے کھیل رہا ہے مین نے
ایک آواز سنی کہ اے شخص تو نے اس لڑکے کو ہمارے سپرد کیا تھا ہمنے تجھے حوالے کر دیا اگر اسکی مان کو بھی ہمارے سپرد کرتا تو اوسے
بھی ہم تیرے حوالے کرتے **چوتھا ادب** یہ ہے کہ دو نمازین پڑھے ایک تو نماز استخارہ سفر سے پہلے پڑھے وہ نماز اور اسکی
دعا مشہور ہے دوسری نماز یہ ہے کہ باہر نکلتے وقت چار رکعت پڑھے اسواسطے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ ایک شخص
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مین سفر کا ارادہ رکھتا ہون مین نے وصیت نامہ لکھا ہے باپ کو
دون یا بیٹے کو یا بھائی کو آپنے فرمایا کہ جب کوئی شخص سفر کو جانے لگتا ہے تو اپنا قائم مقام اور خلیفہ اللہ تعالے کے نزدیک
اون چار رکعتون سے زیادہ دوست تر نہین چھوڑتا ہے جو اوسوقت پڑھے جب اسباب باندھا ہو تو اس نماز مین سورۂ فاتحہ اور
قل ہو اللہ پڑھے اور یہ دعا مانگے اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَتَقَرَّبُ بِهِنَّ اِلَيْكَ فَاخْلُفْنِي بِهِنَّ فِي اَهْلِي وَمَالِي وَهِيَ خَلِيْفَتُهُ فِي اَهْلِهِ
وَمَالِهِ وَحِرْزٌ حَوْلَ دَارِهِ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلٰى اَهْلِهِ **پانچوان ادب** ادب یہ ہے کہ جب گھر کے دروازے پر پہونچے تو یون کہے
بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْهَلَ اَوْ
يُجْهَلَ عَلَيَّ جب سواری پر سوار ہونے لگے تو یون کہے سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ
چھٹا ادب یہ ہے کہ جمعرات کو صبح ہی سفر شروع کرنے کی کوشش کرے اسواسطے کہ جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ جمعرات کو
ابتداے سفر کرتے تھے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ جو کوئی سفر کیا چاہے یا کسی سے حاجت مانگا چاہے تو صبح
سویرے سفر کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِاُمَّتِي فِي بُكُوْرِهَا يَوْمَ السَّبْتِ اور یہ دعا بھی فرمائی
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِاُمَّتِي فِي بُكُوْرِهَا يَوْمَ الْخَمِيْسِ تو ہفتہ اور پنجشنبہ کی صبح مبارک ہے **ساتوان ادب** یہ ہے کہ جانور پر بوجھ زیادہ
اوسکی پیٹھ پر کھڑا نہو اور سوئے نہین اور اوسکے منہ پر لکڑی نہ مارے اور صبح شام ایک ساعت نیچے اوترا کرے تاکہ اپنے پانون
ہلکے ہون اور جانور سبکبار ہو اور جانور والے کا دل خوش ہو اور بعضے اگلے بزرگ اس شرط سے کرایہ کرتے کہ جانور پر سے
کبھی نہ اوترینگے مگر باوصف اسکے بھی اوترتے تاکہ وہ اوترنا جانور پر صدقہ ہو جاے اور جس جانور کو بے سبب ایذا دینگے
یا بہت بوجھ اوسپر لادینگے وہ قیامت کو جھگڑیگا حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالی عنہ کا ایک اونٹ مرگیا اونھون نے کہا کہ اے

حق تعالیٰ سے میری شکایت نکرنا اسواسطے کہ تو جانتا ہے کہ مین تیری طاقت کے موافق تیری اوپر بوجھ لادتا تھا اور جسقدر بوجھ
جانور پر لادنا منظور ہو کرایہ والے کو بتادے اور شرط کرلے تاکہ اوسکی رضامندی حاصل ہو اور اقرار سے زیادہ بوجھ نہ لادے حضرت
ابن المبارک رحمہ اللہ تعالیٰ اونٹ پر سوار تھے کسی نے اونھین ایک خط دیا کہ فلانے آدمی کو دینا وہ خط نہ لیا اور فرمایا کہ کرایہ والے
مین نے اسکی شرط نہین کی ہے اور تقضا کی بات پر کچھ عمل نکیا کہ اسقدر کا کچھ وزن نہین اور اسکا کچھ مضائقہ نہین بلکہ اس امر کا سد باب
کرنا تقوے کا سبب جانا امیر المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
جب سفر کو تشریف لیجاتے تو کنگھی آئینہ مسواک سرمہ دانی مدری اپنے ساتھ لیجاتے مدری اوسے کہتے ہین جس سے سر کے بال
سیدھے کرتے ہین اور ایک روایت مین قینچی اور شیشہ بھی ہے اور صوفیون نے لوٹا رسی کو بھی بڑہایا ہے اگلے بزرگون کی یہ عادت
نتھی کیونکہ وہ جہان کہین پہونچتے تیمم کرلیتے اور فقط پتھر ہی سے استنجا کرلیتے اور جس پانی کو پاک جانتے اوسی سے طہارت کرتے
تو اگرچہ اگلے بزرگون کی یہ عادت نتھی لیکن ان لوگون کے حق مین یہی بہتر ہے کہ اسطرح سفر نکرین کہ ان احتیاطون مین مشغول ہون
اور احتیاط بہتر ہے اگلے لوگون کا سفر [illegible] اور بڑے بڑے کامون کے واسطے ہوتا تھا وہ آپ احتیاطون مین مشغول نہ
ہوتے تھے اٹھوان ادب یہ ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے پھر کر آتے اور آپکی نگاہ مدینہ منورہ پر پڑتی
تو فرماتے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَنَا بِھَا قَرَارًا وَّرِزْقًا حَسَنًا پھر کسیکو پہلے اطلاع کے واسطے بھیجتے اور منع کردیتے کہ ساتھیون مین سے
کوئی شخص اچانک اپنے گھر مین نہ چلا جاے ایک مرتبہ دو آدمیون نے عدول حکمی کی ہر ایک نے اپنے گھر والون مین برائی دیکھی اور
آزردہ ہوے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے پھر آتے تو پہلے مسجد مین جاکر دو رکعت پڑہتے پھر جب گھر مین تشریف
لیجاتے تو یون فرماتے تَوْبًا تَوْبًا لِرَبِّنَا اَوْبًا لَا یُغَادِرُ عَلَیْنَا حَوْبًا اور گھر والون کے واسطے تحفہ تحائف لیجانا سنت مؤکدہ ہے
حدیث شریف مین آیا ہے کہ آدمی کے پاس اگر کچھ نہو تو ایک پتھر ہی توشہ مین ڈال لے اس سنت کی تاکید کے واسطے آپنے یون
فرمایا ہے ظاہر مین سفر کے آداب یہی ہین اور باطن مین **سفر خواص کے آداب** یہ ہین کہ جب تک یہ نہین جانتے کہ [illegible]
دین کی ترقی اور زیادتی سفر ہی مین ہے تب تک سفر نہین کرتے اور جب اثناے راہ مین اپنے دل مین کوئی نقصان دیکھتے ہین
تو پھر آتے ہین اور یہ نیت کرتے ہین کہ جس شہر مین جائینگے صالحون اور بزرگون کی قبرون کی زیارت کرینگے [illegible]
ڈھونڈہتے ہین کہ ہر ایک سے فائدہ حاصل کرینگے اسواسطے نہین ڈھونڈتے کہ لوگون کے سامنے باتین بنانا مقصود ہو کہ [illegible] فلانے کو
دیکھا ہے بلکہ اسواسطے ڈھونڈہتے ہین کہ اونکی پیروی کرین اور کسی شہر مین دس دن سے زیادہ نہین رہتے مگر یہ کہ پیر [illegible]
مقصود ہو اور اگر آدمی کسی بھائی کی ملاقات کو جاے تو تین دن سے زیادہ نرہے کیونکہ مہمانی کی یہی حد ہے مگر یہ کہ میزبان رنجیدہ
ہو اور جب کسی بزرگ کے پاس جاے اور فقط زیارت ہی مقصود ہو تو ایک شبانہ روز سے زیادہ مقام نکرے اور جب کسی سے
ملنے جاے تو اوسکے گھر کا دروازہ نکھٹکھٹاے جب تک کوئی باہر نہ نکلے تب تک صبر کرے اور تا وقتیکہ اوس سے ملاقات نہو
اور کوئی کام نہ شروع کرے جب تک وہ خود نہ پوچھے کچھ بات نہ کہے جب وہ کچھ پوچھے تو اوسیقدر کہے جو اوسکا جواب ہو اور اگر

خود پوچھنا چاہتا ہے تو چپکے اجازت مانگے اور اوس بستی مین جاکر عشرت مین نہ مشغول ہو جائے اسواسطے کہ ملاقات کا خلوص جاتا رہیگا اور راستے بھر خدا کے ذکر اور تسبیح مین سرگرم رہے اور قرآن شریف آہستہ پڑہے تاکہ کوئی نہ سنے جب کوئی اوس سے بات کرے تو تسبیح موقوف کرکے جواب دیدے اور جس چیز کے ساتھہ دل مشغول ہے اگر وہ وطن ہی مین میسر ہو تو سفر نکرے کہ اس صورت مین کفران نعمت ہوگا

دوسرا باب اون مسائل کے بیان مین جو مسافر کو سفر کے پہلے سیکھنا چاہیے

مسافر پر واجب ہے کہ اون چیزونکا علم جنکی شارع نے سفر مین رخصت اور اجازت دی ہے سیکھے اگرچہ رخصت پر کاربند ہونے کا قصد نہین رکھتا ہے لیکن ممکن ہے کہ کسی ضرورت سے رخصت پر کاربند ہونے کی حاجت پڑے قبلہ کا اور وقت نماز کا علم سیکھنا چاہیے سفر مین طہارت کے واسطے دو اجازتین ہین ایک موزے کا مسح دوسرے تیمم اور نماز مین بھی دو رخصتین ہین ایک قصر دوسرے دو فرض ایک وقت مین جمع کرنا اور سنت نماز سفر مین جانور پر اور پیادہ پا چلتے ہوئے پڑہنے کی اجازت ہے اور روزہ مین ایک ہی رخصت ہے یعنے افطار یہ سات رخصتین ہین پہلی رخصت موزہ کا مسح ہے جس مسافر نے پوری طہارت کے بعد موزہ پہنا ہو پھر حدث ہوگیا ہو تو اوسے چاہیے کہ جب تک وقت حدث سے تین شبانہ روز گذرین تب تک موزہ پر مسح کرتا رہے اور اگر مقیم ہو تو ایک شبانہ روز مسح موزہ کی پانچ شرطین ہین پہلی شرط یہ ہے کہ پوری طہارت کرے پھر موزہ پہنے اگر دوسرا پاؤن دہونے سے پہلے ایک پاؤن دہوکر موزہ مین ڈالدیگا تو امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک موزہ پر مسح کرنا نچاہیے تو جب دوسرا پاؤن دہوکر موزہ پہنے تو چاہیے کہ پہلے پاؤن سے موزہ اوتارکر پھر پہنے دوسری شرط یہ ہے کہ اوسے پہنکر کچھہ تھوڑے سے چلنے کی عادت ہو اگر جرمے کا موزہ ہو تو مسح درست نہین تیسری شرط یہ ہے کہ موزہ ٹخنے تک ثابت اور درست ہو جسقدر پاؤن دہونا فرض ہے اگر اوسکے مقابل موزہ مین سوراخ ہو یا کچھہ پاؤن نظر آتا ہو تو امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک مسح کرنا نچاہیے اور امام مالک رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک اگرچہ موزہ پھٹا ہو لیکن اگر اوسے پہنکر چل سکتے ہین تو مسح درست ہے اور یہ امام شافعی کا پرانا قول ہے اور ہمارے نزدیک یہ قول اولی تر ہے اسواسطے کہ موزہ راہ مین اکثر پھٹتا ہے اور ہر وقت اوسکا سینا ناممکن ہے چوتھی شرط یہ ہے کہ اگر مسح کیا ہے تو موزے کو نہ اوتارے اور جب اوتارا تو اولی یہ ہے کہ نئے سر سے طہارت کرے اور اگر فقط پاؤن دہوئیگا تو ظاہر یہ ہے کہ درست ہو پانچوین شرط یہ ہے کہ پھیلی پر مسح نکرے بلکہ قدم کے مقابلہ مین کرے اور پشت پا پر مسح کرنا اولی ہے اگر ایک ہی اونگلی سے مسح کریگا تو بھی کافی ہوگا لیکن تین اونگلیون سے مسح کرنا اولی ہے ایکبار سے زیادہ مسح نکرے جب سفر کو نکلنے کے پہلے مسح کیا تو ایک شبانہ روز پر اقتصار کرے سنت یہ ہے کہ جو کوئی موزہ پہننا چاہتا ہو پہلے اولٹکر جھٹک لے اسواسطے کہ ایک بار ایسا اتفاق ہوا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موزہ تو پاے مبارک مین پہن لیا دوسرا موزہ کوا اوٹھا لیگیا اور ہوا مین لیجا کر جب چھوڑا تو اوسمین سے ایک سانپ نکلا تو آپنے فرمایا کہ جو شخص خدا کا اور روز قیامت کا ایمان رکھتا ہو اوس سے کہدو کہ جب تک موزہ کو جھٹک نہ لے پاؤن مین نہ پہنے دوسری رخصت تیمم ہے اسکی تفصیل اصل طہارت مین ہمنے بیان کی طول کے خیال سے اب مکرر نہین بیان کرتے تیسری رخصت یہ ہے کہ جو فرض نماز چار رکعت کی ہے اوسے قصر کرکے

دوگانہ پڑہے لیکن چار شرطون کے ساتھہ ایک کہ وقت پر پڑہے اگر قضا پڑہیگا تو صحیح یہ ہے کہ قصر نچاہیے دوسری کہ قصر کی نیت کرے اگر پوری
نماز کی نیت کریگا یا شک مین پڑیگا کہ مین نے پوری نماز کی نیت کی ہے یا نہین تو پوری نماز پڑہنا لازم ہے تیسری شرط یہ ہے کہ جو شخص پوری نماز پڑہیگا
اوسکی اقتدا نکرے اور اگر اقتدا کریگا تو اوسے بھی پوری نماز پڑہنا لازم ہوگا بلکہ اگر یہ گمان بھی کریگا کہ امام مقیم ہے اور پوری نماز پڑہیگا تو وہ شک مین ہوگا
تو بھی پوری نماز پڑہنا لازم ہوگا اسواسطے کہ مسافر کو پہچاننا مشکل ہے لیکن جب پہچان لیا کہ مسافر ہے اور اس شک مین ہو کہ امام قصر کریگا تو گو کہ امام نے نیت نکی ہو تو اوسے قصر کرنا
درست ہے اسواسطے کہ نیت پوشیدہ ہوتی ہے اور اسکا جاننا شرط نہین کر سکتے چوتھی شرط یہ ہے کہ سفر دراز اور مباح ہو نہ جو بھاگے
ہوئے لونڈی غلام کا سفر اور اوس شخص کا سفر جو رہزنی کو جاتا ہے اور اس شخص کا سفر جو حرام آمدنی کے واسطے جاتا ہے یا ماں باپ
کی بے اجازت جاتا ہے یہ سب سفر حرام ہین انہین رخصت درست نہین علی ہذا القیاس جو شخص قرضخواہ سے بھاگے اور قرض
ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہو غرضکہ جو سفر غرض حرام کے واسطے ہو وہ سفر بھی حرام ہے اور سفر دراز وہ ہے جو سولہ فرسنگ ہو اس سے
کم مین قصر کرنا درست نہین اور ہر فرسنگ بارہ ہزار قدم ہوتا ہے ابتداے سفر یہ ہے کہ آدمی شہر کی آبادی سے باہر نکلے اگرچہ شہر کے
ڈہیہ اور باغون سے نہ نکلا ہو اور انتہاے سفر یہ ہے کہ اپنے وطن کی آبادی مین آپہونچے یا دوسری بستی مین جا پہونچے جہان
داخل ہونے اور نکلنے کے دن کے سوا تین دن ٹھہرنے کا قصد کیا ہو یا زیادہ اور اگر قیام کا قصد نکرے مگر کام کاج مین پہنسا
رہے نجانے کہ یہ کام کب ہوچکینگے اور ہر روز یہی امید رکھتا ہو کہ آج یہ کام ہوچکینگے اور اسی امید مین تین دن سے زیادہ
دیر ہوگئی تو ایک قول یہ جو قیاس کے نزدیک ہے قصر کیے جانا درست ہے اسواسطے کہ وہ مثل مسافر کے ہے کہ دل سے ہان
نہین ٹھہرا ہے اور ٹھہرنے کا قصد نہین رکھتا ہے **چوتھی رخصت** دو نمازون کا جمع کرنا ہے سفر دراز اور مباح مین یہ درست
ہے کہ آدمی ظہر کی نماز مین تاخیر کرکے عصر کی نماز کے ساتھہ ملاکر پڑہے یا عصر کی نماز مین تقدیم کرکے ظہر کی نماز کے ساتھہ پڑہے
مغرب عشا کی نماز کا بھی یہی حکم ہے اور عصر کی نماز ظہر کی نماز کے ساتھہ ملائے تو چاہیے کہ پہلے ظہر کی نماز پڑہے بعد اوسکے عصر کی نماز پڑہے اور سنتون کا پڑہنا
اولی ہے تا اوسکی فضیلت نہ فوت ہونے پائے کیونکہ اس سے سفر کا فائدہ حاصل نہوگا لیکن اگر چاہے تو سنتین جانور کی پیٹھ پر
پڑہے یا چلنے مین اور اسکی ترتیب یہ ہے کہ پہلے وہ چار رکعت پڑہے جو ظہر کے پہلے سنت ہین پھر وہ چار رکعت پڑہے جو عصر
کے پہلے سنت ہین پھر اذان اور تکبیر کہکر ظہر کی فرض نماز پڑہے پھر عصر کی تکبیر کہے اگر تیمم کیا ہو تو پھر تیمم کرلے اور عصر کی فرض نماز
پڑہے اور دونون نمازون کے درمیان مین تیمم اور تکبیر سے زیادہ دیر نہ لگائے پھر دو رکعت جو ظہر کی نماز کے بعد سنت ہین
اونکو عصر کی نماز کے بعد پڑہے جب ظہر کی تاخیر عصر تک کی تو اسیطرح پر عمل کرے اور اگر عصر پڑہ چکا اور آفتاب غروب ہونے سے
پہلے شہر مین پہونچ گیا تو عصر کا اعادہ نکرے اور مغرب عشا کی نماز کا بھی یہی حکم ہے اور ایک قول یہ ہے چھوٹے سے سفر مین بھی دو
نمازین ملاکر پڑہنا درست ہے **پانچوین رخصت** یہ ہے کہ سنت نماز جانور کی پیٹھہ پر درست ہے اور قبلہ کیطرف منہ کرنا واجب
نہین بلکہ راہ بدل قبلہ ہے اور اگر قصدا جانور کو اوس راہ کیطرف پھیر لیگا جو قبلہ کی جانب نہو تو نماز باطل ہوجائیگی اور اگر سہوا
پھیر لیگا یا جانور چرنے لگے گا تو نماز مین کچھہ نقصان نہ آئیگا رکوع سجود اشارہ سے کرے رکوع کے واسطے پیٹھہ کم جھکائے سجدے کے

زیادہ جھکائے اتنا جھکنا کچھ ضرور نہین جس سے گر پڑنے کا اندیشہ ہو اور اگر خوابگاہ مین ہو تو رکوع سجود تمام کرے **چھٹی رخصت**
یہ ہے کہ چلنے مین نماز سنت ادا کرے اور پہلی تکبیر مین قبلہ کیطرف منہ کرے کہ یہ امر بہت آسان ہوتا ہے اور سوار کو قبلہ کیطرف منہ رکھنا
مشکل ہوتا ہے اور رکوع سجود اشارہ سے کرے اور تشہد کے وقت التحیات پڑہتا ہوا چلا جائے اور یہ احتیاط رکھے کہ پاؤن
نجاست پر نہ پڑنے پائے نجاست اگر راہ پر ہے تو بہت یہ واجب نہین کہ راہ سے پھرے اور اپنے اوپر راہ کو دشوار کرے اور جو شخص
دشمن سے بھاگے یا صف جنگ مین ہو یا سیلاب یا بھیڑیے سے بھاگتا ہو اوسے درست ہے کہ چلتا ہوا یا جانور کی پیٹھ پر نماز فرض
ادا کرے جیسا ہمنے سنت مین بیان کیا ہے اور قضا واجب نہوگی **ساتوین رخصت** روزہ کھولڈالنا ہے جو مسافر روزے کی
نیت کر چکا ہو اوسے روزہ کھولڈالنا درست ہے اگر صبح کے بعد شہر سے نکلا ہے تو روزہ کھولنا درست نہین ہے اگر مسافر روزہ
کھولا کسی شہر مین پہونچے تو وہان کو کھانا کھانا اوسے درست ہے اور اگر روزہ نہین کھولا اور کسی شہر مین پہونچا تو روزہ کھولنا
درست نہین ہے پوری نماز پڑہنے سے قصر کرنا بہتر ہے تاکہ اختلاف کے شبہہ مین نہ پڑے اسواسطے کہ حضرت امام ابو حنیفہ
رحمۃ اللہ تعالی کے نزدیک پوری نماز پڑہنا درست نہین مگر روزہ رکھنا افطار سے بہتر ہے تاکہ قضا کی محنت مین نہ پڑے مگر یہ کہ
روزہ رکھنے کی طاقت نرکھتا ہو اس صورت مین افطار کرنا بہتر ہے ان سات رخصتون مین سے تین رخصتین لنبے سفر مین ہی
ہین قصر افطار تین شبانہ روز موزہ پر مسح کرنا اور تین رخصتین چھوٹے سفر مین بھی درست ہین جانور کی پیٹھ پر اور پیادہ پا
چلنے مین سنت پڑھنا اور جمعہ سے دست بردار ہونا اور تیمم کرنا بے قضا نماز کے لیکن جمع کرنی دو نمازین ملا کر پڑہنے مین خلاف
ہے ظاہر یہ ہے کہ چھوٹے سفر مین نہ چاہیئے جبکہ سفر مین کوئی شخص ایسا نہو کہ وقت پر اوس سے سیکھ لیگا تو سفر کرنے سے پہلے
مسافر کو یہ مسائل سیکھ لینا چاہیئے [illegible] قبلہ کی پہچان
اور وقت نماز کی شناخت بھی سیکھ لینا چاہیئے اسقدر جان لینا چاہیئے کہ ظہر کی نماز کے وقت جب قبلہ کیطرف تو متوجہ ہو تو
آفتاب کہان پر ہوتا ہے اور غروب اور طلوع کے وقت کدھر ہوتا ہے اور قطب کدھر ہوتا ہے اور اگر راستے مین کوئی پہاڑ ہو
تو یہ جاننے کہ قبلہ کے داہنی طرف ہے یا بائین جانب مسافر کو اسقدر جاننا ضرور ہے

آٹھوین اصل سماع اور وجد کے آداب اور حکم سماع کے بیان مین

انشاء اللہ تعالی سے اسی دو بابون مین ہم بیان کرینگے **پہلا باب سماع کے مباح ہونے کے بیان مین**
اور اوس چیز کے بیان مین جو اسمین سے حلال ہے اور جو حرام ہے ایعزیز اس بات کو جان
اور اس حال کو پہچان کہ آدمی کے دل مین حق تعالی کا ایک بھید ایسا پوشیدہ اور نہان ہے جیسے آگ لوہے اور پتھر کے
درمیان ہے جسطرح لوہا پتھر پر مارنے سے وہ آگ نکلتی ہے اور صحرا مین لگ جاتی ہے اسیطرح اچھی اور موزون آواز سننے سے
آدمی کے دل کو جنبش ہوتی ہے اور بے اختیار دل مین ایک چیز پیدا ہوجاتی ہے عالم علوی جسے عالم ارواح کہتے مین اوسکے ساتھ

گو ہر آدمی کو جو مناسبت ہے وہ دل ہلانے اور بے اختیار ایک چیز پیدا ہو جانے کا سبب اور حجت ہے اور عالم علوی
عالم حسن و جمال ہے اور اصل حسن و جمال تناسب ہے اور جو چیز متناسب ہے وہ اوس عالم کے جمال سے کسی کام کی نمود ہے
اور اس عالم محسوس مین جو حسن و تناسب ہے وہ اوس عالم کے حسن و جمال کا ثمرہ ہے تو اچھی موزون متناسب آواز بھی
اوس عالم کے عجائبات سے مشابہت رکھتی ہے اسی سبب سے آگاہی دل مین پیدا کرتی ہے اور ایک حرکت
اور شوق ظاہر کر دیتی ہے باشد کہ آدمی خود نجانے کہ وہ کیا ہے یہ بات اوس دل مین پیدا ہوتی ہے جو سادہ ہو
اور جس عشق و شوق کیطرف جاتا ہے اوس سے خالی ہو لیکن اگر دل خالی نہو اور کسی چیز کے ساتھ مشغول ہو تو جس چیز کے ساتھ
دل مشغول ہوتا ہے اچھی آواز سننے سے وہ چیز اسطرح حرکت مین آتی ہے جیسے پھونکنے سے آگ زیادہ بھڑک جاتی ہے جس
کسی کے دل مین حق تعالے کے شوق کی آگ ہو اوسکے واسطے سماع ضرور ہے تاکہ وہ آگ زیادہ تیز ہو جائے اور جسکے دل مین
نہایت باطل ہے اوسکے لیے سماع حرام اور زہر قاتل ہے ہمین علما کا اختلاف ہے کہ سماع حرام ہے یا حلال جس عالم نے حرام
کہا ہے وہ [illegible] ہے کیونکہ اوسے یہ شخص ہی نہین ہوا کہ درحقیقت خدا کی محبت آدمی کے دل مین نزول فرماتی ہے
کیونکہ وہ عالم یہ کہتا ہے کہ آدمی اپنے جنس ہی کو دوست رکھ سکتا ہے جو چیز اوسکی جنس سے نہوگی اور نکوئی شے اوس چیز کی مانند
ہوگی اوسے آدمی کیونکر دوست رکھ سکیگا تو اوس عالم کے نزدیک مخلوق کے عشق کے سوا اور کوئی عشق ہونے کی صورت ممکن
[illegible] اگر عشق خالق دل مین صورت پکڑے بھی تو خیال تشبیہی کی وجہ سے ہے اوسکے نزدیک وہ باطل ہے اسی سبب سے
وہ کہتا ہے کہ سماع یا کھیل ہے یا مخلوق کے عشق سے ہے اور یہ دونون باتین دین مین [illegible] بری ہین جب اوس سے پوچھتے ہین
کہ [illegible] محبت اور دوستی ہو خالق سے جو واجب ہے اوسکے کیا معنی ہین تو کہتا ہے کہ [illegible] فرمانبرداری اور عبادت گزاری اوسکے معنی ہین
[illegible] محبت کا بیان لکھا ہے وہان اسے ہم بیان کرین گے
سماع ہم یہ کہتے ہین کہ سماع کا حکم دل سے لینا چاہیئے اسواسطے کہ جو چیز دل مین نہو سماع اوسے دل مین پیدا نہین کرتا ہے بلکہ
[illegible] اوسکو حرکت دیتا ہے اور جس شخص کے دل مین ایسی چیز ہے جو شرع مین محبوب ہے اور اوسکا قوی ہو جانا
[illegible] اوس چیز کو اور زیادہ قوی کریگا تو سننے والے کو ثواب ہوگا اور جس شخص کے دل مین ایسی باطل چیز ہے
[illegible] تو سننے والیکو سماع سے عذاب ہوگا اور جسکا دل ان دونون سے خالی ہے مگر کھیل کے طور پر
سنتا ہے اور طبیعت کے حکم سے لذت پاتا ہے اوسکے واسطے سماع مباح ہے تو سماع کی تین قسمین ہین **پہلی قسم** یہ ہے کہ آدمی
غفلت کے ساتھ کھیل کے طور پر سنے یہ اہل غفلت کا طریقہ ہے اور دنیا بالکل لہو اور بازی ہے تو سماع کی یہ قسم بھی اوسی مین سے
ہوگی اور یہ کہنا روا نہین ہے کہ سماع چونکہ خوش ہے اور اچھا معلوم ہوتا ہے اس سبب سے حرام ہے کیونکہ سب خوشیان
حرام نہین اور خوشیون مین جو خوشی حرام ہے وہ اس وجہ سے حرام نہین کہ خوش ہے اور اچھی معلوم ہوتی ہے بلکہ اس بات
سے حرام ہے کہ اوسمین کچھ ضرر اور فساد ہوتا ہے اسواسطے کہ چڑیون کی آواز بھی خوش ہے اور مرغوب ہوتی ہے حالانکہ حرام نہین ہے

باگ سبزہ اور آب روان اور گل و شگوفہ کی سیر یہ سب خوش اور اچھی معلوم ہوتی ہے اور حرام نہین ہین تو اچھی آواز کان کے حق مین ایسی سننے جیسے آنکھ کے حق مین سبزہ اور آب روان اور ناک کے حق مین خوشبو اور زبان کے حق مین اچھا کھانا اور عقل کے حق مین اچھی اچھی حکمتین اور آنکھ ناک زبان عقل انمین سے ہر ایک کو سبزہ خوشبو وغیرہ سے ایک نوع کی لذت ہے تو سماع اونکے سماع کیون حرام ہو بلکہ خوشبو سونگھنا کھیلنا اور سبزہ وغیرہ کی سیر حرام نہین ہے اسپر یہ دلیل ہے کہ ام المؤمنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا روایت فرماتی ہین کہ عید کے دن مسجد مین حبشی کھیل اور بازی کرتے تھے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا کہ تم چاہتی ہو کہ دیکھو مین نے کہا ہان چاہتی ہون آپ دروازے پر کھڑے ہوئے اور دست مبارک بڑہائے حتی کہ مینے اپنی ٹھوڑی آپکے دست مبارک پر رکھی اور تماشا نظارت اور سیر کی کہ آپنے کئی بار فرمایا کہ بس کرو گی مین نے کہا نہین اور یہ حدیث صحیح مین ہے اور ہم پہلے اس کتاب مین بیان کر چکے ہین اس حدیث سے پانچ اجازتین اور رخصتین معلوم ہوئین ایک یہ کہ کھیل اور لہو اور اسکی نظارت اور سیر اگر گاہ گاہ ہو تو حرام نہین ہے اور حبشیون کا کھیل رقص و سرود تھا دوسرے یہ کہ مسجد مین بازی کرتے تھے تیسرے یہ کہ حدیث مین ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جسوقت حضرت بی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کو وہان لیگئے تو فرمایا دُونَکُمْ یَا بَنِی اَرْفَدَۃَ یعنی کھیل مین مشغول ہو اور یہ حکم ہے تو جو چیز حرام ہوتی اوسکا آپ کیون حکم فرماتے چوتھے یہ کہ آپنے حضرت بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے پہل کی اور فرمایا کہ تم چاہتی ہو کہ دیکھو اور فرمانا تقاضا ہے یہ ویسا نہین ہے کہ وہ دیکھتی ہوتین اور آپ خاموش رہتے تو ممکن تھا کہ کوئی یہ کہتا کہ آپنے انکو رنجیدہ کرنا نچاہا کیونکہ رنجیدہ کرنا بدخوئی ہے پانچوین یہ کہ آپ خود حضرت بی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے ساتھ دیر تک کھڑے رہے باوصف اسکے کہ نظارہ بازی آپ کا کام نتھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں اور لڑکون کی موافقت کے واسطے تاکہ اونکا دل خوش ہو ایسے کام کرنا خلق نیک ہے اور اپنے تئین کھینچے اور پارسائی جتانے سے یہ بہتر ہے اور حدیث صحیح مین ہے کہ ام المؤمنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا روایت فرماتی ہین کہ مین لڑکی تھی اور لڑکیون کی عادت کے موافق گڑیان گڈے سنوارتی اور چند لڑکیان بھی آتین جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور لڑکیان بھاگ جاتین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھر میرے پاس بھیجدیتے ایکدن آپنے ایک لڑکی سے پوچھا کہ یہ گڑیان کیا چیز ہین اوسنے عرض کیا کہ یہ میری بیٹیان ہین آپنے فرمایا کہ انکے درمیان مین یہ کیا ہے اوسنے عرض کیا کہ یہ ان گڈون کا گھوڑا ہے آپنے فرمایا کہ اس گھوڑے کے اوپر یہ کیا ہے اوسنے عرض کیا کہ یہ پروبال ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گھوڑے کے پروبال کہان سے آئے اوسنے عرض کیا کہ آپنے نہین سنا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا گھوڑا بہ پرون تھا بس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے حتی کہ آپکے سب دندان مبارک کھل گئے اور یہ حدیث مین نے اسواسطے روایت کی تاکہ معلوم ہو جائے کہ پرہیزگاری جتانا اور ترش رو ہونا اور اپنے تئین ایسے کامون سے بچانا دین مین سے نہین ہے خصوصا لڑکون سے اور اوس شخص سے جو اپنے لائق کام کرے اور وہ کام اوس سے برا اور نازیبا نہو اور یہ حدیث اسکی دلیل نہین ہے کہ تصویر بنانا درست ہے اسواسطے کہ لڑکون کے کھلونے لکڑی اور کپڑے کے ہوتے ہین اور پوری صورت نہین رکھتے ہین اسواسطے کہ حدیث مین ہے

تنبیہ یہ جو لکھا ہے کہ ... مین آیا اور ہوئی نامحرم کو دیکھنا حرام نہ تھا یعنی آیۂ کریمہ وقل للمؤمنات یغضضن من ابصارھن الخ نہین نازل ہوئی تھی ۱۲

کہ گھوڑے کے بال کیڑے سکے تھے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا یہ بھی روایت کرتی ہین کہ عید کے دن دو کنیزکین میرے پاس دف بجا بجا کر گاتی تھین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دوسری طرف منہ کرکے بچھونے پر سو رہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ تشریف لائے اور اون کنیزکون کو زجر کیا اور کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دولتخانہ مین مزامیر شیطان پس رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر انسے دست بردار ہو کہ آج عید کا دن ہے تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دف بجا کر گانا مباح ہے اور اسمین کچھ شک نہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش مبارک مین آواز پہونچتی تھی تو آپکا سننا اور حضرت ابوبکر رضی کو اوسکے انکار سے منع فرمانا اوسکے مباح ہونے پر دلیل صریح ہے **دوسری قسم** یہ ہے کہ دل مین کوئی بری صفت ہو جسطرح کسیکے دل مین کسی رنڈی یا لونڈے کی محبت ہو اور اوسکے سامنے سماع مین مشغول ہو تاکہ لذت زیادہ ہو یا اوسکے پیٹھ پیچھے اوسکے وصال کی امید مین مشغول سماع ہو تاکہ شوق بڑہے یا ایسا گانا سنے جسمین زلف اور خال اور جمال کا ذکر ہو اور گانا سننے والا اپنے معشوق لونڈے رنڈی کا خیال باندہے تو یہ سماع حرام ہے اور اکثر جوان لوگ انہین سے ہوتے ہین یہ سماع اسواسطے حرام ہے کہ عشق باطل کی آگ تیز کردیتا ہے جس آگ کا بجھانا واجب ہے اوسکا بھڑکانا کب درست ہوگا لیکن اگر اوسکے عشق اپنی جورو یا لونڈی کے ساتھ ہے تو یہ آگ منجملہ تمتع دنیا ہے جبتک طلاق نہ دے یا بیچ ڈالے تبتک مباح ہے پھر حرام ہوجاویگا **تیسری قسم** یہ ہے کہ دل مین کوئی اچھی صفت ہو کہ سماع اوس صفت کو قوت دیتا ہے اور یہ چار نوع سے ہوتا ہے پہلا نوع کعبہ اور جنگل کی صفت مین حاجیون کے اشعار گائے جائین تاکہ خانہ خدا کے شوق کو دل مین جنبش مین لاوین تو جس شخص کو حج کو جانا درست ہے اوسکے حق مین یہ سماع باعث اجر و ثواب ہے لیکن جس شخص کے مان باپ اجازت نہ دیتے ہون یا کسی وجہ سے اسکو حج کرنا نہ چاہئیے ہو اوسے درست نہین کہ سماع کرے اور یہ آرزو اپنے دل مین قوی اور مضبوط کرے ہان لیکن یہ جانتا ہو کہ اگر شوق زیادہ ہوگا تو وہ اس بات پر قادر ہے کہ بجھائے اور اپنے حال پر قائم رہے اور غازیون کا شعر و سماع بھی اسیکے قریب قریب ہے کہ خلق کو خدا کے دشمنون کے ساتھ لڑنے کا اور خدا کی محبت مین ہتھیلی پر جان دہرنے کا آرزو کرتے ہین اور یہ بھی ثواب ہے اور جیسے اشعار لڑائی مین پڑھنے کی عادت ہے تاکہ مرد دلیر ہون اور لڑائی مین شیر ہوجاوین اور خوب لڑین تو اگر کافرون سے لڑائی ہو تو اوسمین بھی ثواب ہے اور جو اہل حق کے ساتھ لڑائی ہو تو یہ حرام ہے دوسری نوع سرود نوحہ جو رونا لاتا ہے دل مین رنج بڑہاتا ہے اسمین بھی ثواب ہے اگر اپنے ایمان مین جو تقصیر کرتا ہے اوسپر اور جو گناہ کیے ہین اونپر اور جو درجات عالی اور حق تعالی کی خوشی فوت ہوئی اوسپر نوحہ کرے جیسا حضرت داود علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام کا نوحہ تھا اور اگر دل مین رنج کرنا حرام ہے تو اوسپر نوحہ کرنا بھی حرام ہے جیسے اوسکا کوئی عزیز قریب دوست آشنا مر گیا ہو اسواسطے کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ یعنی جو گذر گیا اوسپر رنج نہ کرو اور اگر کوئی قضائے الہی سے کراہیت رکھتا ہو اس سبب سے اندوہگین ہوکر نوحہ کرے تاکہ وہ رنج و اندوہ زیادہ ہوجائے تو یہ حرام ہے اسی سبب سے نوحہ گر کی اجرت حرام اور وہ گنہگار ہے اور جو کوئی وہ نوحہ سنے گا بہی گنہگار ہوگا تیسری نوع یہ ہے کہ دل مین خوشی ہو اوسے زیادہ کرنے کے واسطے سماع مین مشغول ہو تو اگر ایسی چیز پر خوشی ہے جسپر خوش ہونا مباح ہے تو یہ سماع بھی ثواب ہے جیسے عروسی اور ولیمہ و عقیقہ کی

خوشی یا لڑکا پیدا ہونے کے وقت خوشی یا ختنہ کرنے کی یا سفر سے پھر آنے کی خوشی جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ
مین پہونچے تو لوگ آپکے آگے آئے اور دف بجا بجا کر خوشی کی اور یہ شعر گایا **شعر** طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ +
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَىٰ لِلّٰهِ دَاعِ + اسیطرح عید کے دنون مین خوشی کرنا درست ہے اور اس سبب سے سماع بھی درست ہے
اسیطرح جب دوست موافقت کے ساتھ ہم بیٹھین اور کھانا کھائین اور چاہین کہ ایک دوسرے کو خوش وقت کرین تو سماع اور ایک کو
دوسرے کی وجہ سے خوشی کرنا درست ہے چوتھی نوع اور یہی اصل ہے کہ جسکے دل پر خدا کی محبت غالب ہو کر عشق کے مرتبہ پہونچ گئی ہو
اوسکے واسطے سماع ضرور ہے اور شاید بہتیری نفلی نیکیون سے اسکا اثر زیادہ ہو اور جس چیز کے سبب سے خدا کی دوستی زیادہ ہو اوسکا
اجر بھی زیادہ ہے صوفیون کا سماع اصل مین اسی سبب سے تھا اگرچہ اب اون لوگون کے سبب سے جو ظاہر مین تو صوفیون کی صورت پر ہین
اور باطن مین اونکے مذاق اور معنی سے مفلس اور بے بہرہ ہین سماع رسم ہو گیا ہے آتش عشق الٰہی بھڑکانے مین سماع بہت بڑا اثر رکھتا ہے
صوفیہ مین کوئی تو ایسا ہوتا ہے کہ سماع مین اوسے مکاشفات ہوتے ہین اور اوسکے سبب سے وہ لطف حاصل ہوتا ہے جو بے سماع کے نہین
ہوتا وہ احوال لطیف جو عالم غیب سے سماع کی بدولت ان لوگون پر طاری ہوتے ہین اوسے یہ لوگ وجد کہتے ہین اور ہوتا یہ ہے
کہ ان لوگون کا دل حالت سماع مین ایسا پاک اور صاف ہو جاتا ہے جیسے چاندی آگ پر رکھنے سے صاف ہو جاتی ہے سماع دل مین
آگ لگا دیتا ہے اور سب کدورتون کو دل سے دور کر دیتا ہے یہ حرارت اور دفع کدورت جو سماع سے حاصل ہوتی ہے بہتیری ریاضتون
سے نہین حاصل ہوتی روح انسان کو عالم ارواح سے جو مناسبت تھی ہے سماع اوس مناسبت کو حرکت دیتا ہے حتی کہ ایسا ہوتا ہے
کہ روح کو اس عالم سے بالکل لے لیتا ہے یہانتک کہ جو کچھ اس عالم مین ہوتا ہے صوفی کو اوسکی مطلق خبر نہین ہوتی اور ایسا بھی ہوتا ہے
کہ صوفی کے اعضا کی قوت ساقط ہو جاتی ہے وہ گر پڑتا ہے اور بیہوش ہو جاتا ہے ان حالات مین سے جو ٹھیک ٹھیک اور
اصل حال ہے اوسکا بہت بڑا درجہ ہے اور جس حاضر محفل کو اوس حال کا ایمان اور اعتقاد ہوتا ہے وہ بھی اوسکی برکتون سے
محروم نہین رہتا لیکن اسمین غلط اکثر ہے اور سمجھ مین خطا بہت واقع ہوتی ہے اوسکے حق و باطل کی پہچان وہ پیر جانین جو پکے
اور واقفکار ہون مرید کو یہ اختیار نہین کہ اپنے مین بے خواہش پیدا ہوئے از سر خود سماع مین مشغول ہو حضرت شیخ ابو القاسم گرگانی
قدس سرہ کے مریدون مین علی حلاج نامے ایک مرید تھے اونھون نے سماع کے بارے مین اجازت چاہی شیخ نے فرمایا کہ تین دن تک
کچھ نہ کھا پھر تیرے واسطے لوگ عمدہ کھانا پکائین اگر تو کھانے کی رغبت نہ کرے اور سماع کو اختیار کرے تو یہ سماع کی خواہش سچی ہے
اور تجھے اختیار ہے لیکن جس مرید کو ہنوز احوال کا در کھلا ہو اور معاملہ کے سوا اور کوئی راہ نجانتا ہو یا احوال کا در تو کھلا ہو لیکن اوسکی
خواہش بالکل کشتہ اور شکستہ نہوئی ہو تو پیر کو واجب ہے کہ اوسکو سماع سے منع کرے کہ اوسکے حق مین نفع سے زیادہ نقصان ہے اعلم یا عزیز
از جان اس بات کو جان کہ جو شخص صوفیون کے سماع اور وجد اور حال کا انکار کرتا ہے اپنی تنگدلی اور کم ظرفی کی وجہ سے انکار
کرتا ہے اور اس انکار مین معذور اور بے قصور ہے اسواسطے کہ جو چیز خود اوسے حاصل نہین ہے اوسکا ایمان لا سکنا بھی اوسے مشکل ہے
اور اسکی یہ مثال ہے جیسے مخنث کا حال ہے مخنث اس بات کو نہین باور کرتا کہ صحبت کرنے مین بڑی لذت ہے اسواسطے کہ قوت

شہوت سے آدمی اوس لذت کو پا سکتا ہے چونکہ مخنث کے واسطے خدا نے شہوت ہی نہین پیدا کی تو وہ کیونکر لذت صحبت کو جانے
سبزہ اور آب روان دیکھنے سے جو لذت ہوتی ہے اگر اندھا اوس سے انکار کرے تو کیا تعجب کیونکہ خدا نے اوسے آنکھ ہی نہین دی
جس سے وہ نظارہ بازی کی لذت کو پہچان سکے ریاست سلطنت فرمان روائی ملک داری کی جو لذت ہوتی ہے اوس سے اگر لڑکا
انکار کرے تو کیا عجب کہ وہ کھیل جانے ملک داری کی لذت کیا پہچانے اے برادر اس بات کو معلوم کر کہ عاقل ہو خواہ جاہل احوال
صوفیہ سے انکار کرنے مین لڑکون کے مانند ہے کہ جس چیز کے مرتبہ کو ابھی نہین پہونچے ہین اوس سے انکار کرتے ہین اور جو شخص
کچھ بھی مایۂ زیرکی رکھتا ہے وہ اقرار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ گو مجھے یہ حال نہین ہے لیکن یہ جانتا ہون کہ صوفیون کو ہے اور سے
اوس حال کا ایمان تو رکھتا ہے اور اوس حال کا ہونا تو روا رکھتا ہے لیکن جو شخص کہ اوسے خود جو بات حاصل نہین اوس بات کو اورونکے
واسطے بھی محال جانتا ہے وہ بڑا احمق ہے اور اون لوگون مین سے ہے جنکی شان مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ
فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ **فصل** اے عزیز جان تو کہ سماع کو جہان ہمنے مباح کہا ہے وہان بھی پانچ سبب سے حرام ہو جاتا ہے
اور اون پانچون سببون سے حذر کرنا چاہیے پہلا سبب یہ ہے کہ عورت یا امرد سے سنے کہ وہ محل شہوت ہین یہ سماع حرام ہے اگرچہ
کسیکا دل خدا کے کام مین مستغرق ہو چونکہ شہوت اصل خلقت مین ہے اور اچھی صورت نظر آئیگی تو شیطان اوسکی مدد کو اوٹھ کھڑا
ہوگا اور سماع شہوت کا تابع ہو جائیگا جو امرد محل شہوت نہو اوس سے سماع مباح ہے اور جو عورت زشت رو بھی ہو تو اگر اوسے دیکھیگا
تو اوس سے سماع مباح نہین اسواسطے کہ عورت کیسی ہی ہو اوسپر نظر ڈالنا حرام ہے لیکن اگر پردہ کی آڑ سے آواز سنے تو اگر فتنہ
عشق و زنا کا خوف ہو تو حرام ہے ورنہ مباح آسپر یہ دلیل ہے کہ ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر مین دو
کنیزکین گاتی تھین اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اونکی آواز بیشک سنتے تھے تو لونڈیون کی آواز عورت نہین ہے جیسے لونڈونکا
چہرہ عورت نہین یعنی جسطرح لونڈون کو اپنا چہرہ چھپانا فرض اور لوگون کو اونکے چہرہ پر نظر ڈالنا حرام نہین ہے اوسیطرح عورتون کو
اپنی آواز بند رکھنا فرض اور مردونکو اونکی آواز سننا حرام نہین ہے لیکن لونڈون کو شہوت سے دیکھنا جہان فتنہ لواطت کا خوف ہو
حرام ہے اور عورتون کی آواز کا بھی یہی حال ہے یعنی جہان فتنہ عشق و زنا کا خوف ہو تو عورت کی آواز سننا حرام ہے اور یہ حکم
بمقتضائے حال بدلتا رہتا ہے اسواسطے کہ کوئی تو اپنے اوپر مطمئن اور امین ہوتا ہے اور کوئی ڈرتا ہے اور یہ بات ایسی ہے جیسے
روزہ مین اپنی جورو کا بوسہ لینا اوس شخص کو تو حلال ہے جو شہوت سے مطمئن اور امین ہو اور اوس شخص کو حرام ہے جو یہ ڈرتا ہو
کہ شہوت مجھے مباشرت کی بلا مین ڈال دیگی یا یہ ڈرتا ہو کہ فقط بوسہ لینے سے مجھے انزال ہو جائیگا دوسرا سبب یہ ہے کہ سرود کے
ساتھ رباب چنگ بربط اور رود یا نائے عراقی مین سے کچھ ہو اسواسطے کہ رود کی نہی آئی ہے نہ اس سبب سے کہ وہ خوش اور
موزون ساز ہے کیونکہ اگر کوئی ناخوش اور ناموزون بھی بجائے تو بھی حرام ہے بلکہ اسوجہ سے حرام ہے کہ شرابخوارون کی عادت ہے
اور جو چیز شرابخوارون کے ساتھ خاص ہے اوسکو شراب کی تبعیت مین حرام کر دیا ہے اسوجہ سے کہ وہ چیز شراب کو یاد دلائیگی اور
اوسکی آرزو کو حرکت دیگی لیکن طبل اور شاہین اور دف اگرچہ اوسمین جلاجل بھی ہون حرام نہین ہین اسواسطے کہ انکے باب مین کچھ حکم

نہین آیا ہے اور یہ رود کے مثل نہین ہے کیونکہ یہ شراب خوارون کے شعار نہین ہین تو اونکو رود پر قیاس نہین کرسکتے ہین بلکہ دف
خود جناب رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والثنا کے سامنے لوگون نے بجایا ہے اور شادی عروسی مین دف بجانے کو آپنے فرمایا ہے تو دف مین
جلاجل ڈالدینے سے حرام نہین ہوجاتا اور حاجیون اور غازیون کا طبل بجانا خود رسم ہے مگر مخنثون کا طبل حرام ہے کیونکہ یہ اونکا شعار
ہے اور یہ طبل لمبا ہوتا ہے بیچ مین پتلا اور دونو سرے چوڑے یعنی ڈمرک کی صورت لیکن شاہین کسی قسم کا ہو حرام نہین ہے اسواسطے کہ چرواہون
کی عادت تھی کہ بجایا کرتے تھے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ شاہین کے حلال ہونے پر یہ دلیل ہے کہ اوسکی آواز
حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش حق نیوش مین پڑی آپنے کانون مین اونگلی دے لی اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا
کہ کان کھولکر سنو جب بجانا موقوف کرے تو مجھسے کہدینا تو حضرت ابن عمر رضہ کو یہ اجازت دینا کہ سنتے رہو اوسکے مباح ہونے کی دلیل ہے
لیکن آپ کا کانون مین اونگلی دے لینا اس بات پر دلیل ہے کہ آپ پر اوسوقت کوئی بزرگ حال ہو آپ یہ سمجھے ہون کہ وہ آواز مجھے
اس حال سے باز رکھے گی اسواسطے کہ سماع شوق حق سبحانہ تعالیٰ کو حرکت دینے مین آکر جو شخص وہ رہا ہو اوسے خدا سے نزدیک کر دے
بڑا اثر رکھتا ہے اور یہ امر اون بیچارون کے حق مین بڑی بات ہے جنکو یہ حال نہو لیکن جو شخص مین کام مین ہو یعنی حالت استغراق مین ہو
ممکن ہے کہ سماع اوسے مانع ہو اور اوسکے حق مین نقصان کرے تو آپکا شاہین کی آواز نہ سننا اوسکی حرمت کی دلیل نہین ہے اسواسطے
کہ بہت چیزین مباح ہین کہ اونھین نہین کرتے مگر حکم کرنا مباح ہونے کی یقیناً دلیل ہے کہ اوسکی اور کوئی دلیل نہین تیسرا سبب یہ ہے
کہ سرود مین فحش یا ہجو ہو یا دین مین طعن ہو جیسے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے حق مین رافضیون کے اشعار یا کسی مشہور معروف
عورت کی تعریف ہو اسواسطے کہ مردون کے سامنے عورتون کا وصف کرنا نچاہیے تو ایسے سب شعر پڑھنا اور سننا حرام ہے لیکن وہ شعر
جسمین زلف وخال صورت وجمال کی تعریف اور وصال وفراق کا ذکر اور جو عاشقون کی عادت ہوتی ہے اوسکا بیان ہو اوس شعر کا
پڑھنا اور سننا حرام نہین ہے مگر اس سبب سے حرام ہوجاتا ہے کہ کوئی کسی رنڈی یا لونڈے کو چاہتا ہو اوسکا خیال کرے تو اوسوقت
اوسکا خیال حرام ہوتا ہے لیکن اگر ایسا شعر سنکر اپنی جورو یا لونڈی کا خیال کرے تو حرام نہین لیکن صوفیہ اور جو لوگ حق تعالیٰ کی محبت مین
مشغول اور مستغرق رہتے ہین اور اوسیر سماع کرتے ہین تو ایسے اشعار ان لوگون کو کچھ نقصان نہین کرتے کیونکہ یہ لوگ ہر لفظ سے اپنے
موافق معنی سمجھتے ہین ممکن ہے کہ زلف سے کفر کی ظلمت اور چہرہ کی چمک سے نور ایمان سمجھین اور شاید زلف سے سلسلہ اشکال حضرت
الٰہیت سمجھین جیسا کہ کوئی شاعر کہتا ہے بیت گفتم بشمارم سر یک حلقۂ زلفش * تا بو کہ بتفصیل جملہ برآرم * خندید بمن بر سر
زلفینک مشکلین * یک پیچ بپیچید و غلط کرد شمارم * ممکن ہے کہ اس زلف سے اشکال سمجھین جو کوئی چاہے کہ تصرف عقل اس مرتبہ کو
پہونچے کہ عجائبات الٰہی سے یکسر سو پہچانے تو اوسمین ایک پیچ پڑنے سے تمام شمار غلط ہوجائیگا اور سب عقلین بیہوش ہوجائینگی
اور جب شعر مین شراب اور مستی کی بات ہو تو اوسکا ظاہر نہ سمجھین مثلاً یہ شعر جب پڑھین شعر گر می دو ہزار رطل پیمائی * تا مے
نخوری نباشدت شیدائی * اور اس سے یہ سمجھین کہ باتون اور تعلیم سے دین کا کام بہت درست نہین ہوتا بلکہ ذوق وشوق سے
بہت درست ہوتا ہے اسواسطے کہ اگر تو محبت عشق زہد توکل وغیرہ کی باتین بہت کرے اور اوسمین کتابین تصنیف کرے اور بہت سا

کاغذ اسمین سیاہ کرے تو جبتک تو اس صفت پر نہو جائیگا یہ باتین تجھے کچھ فائدہ نہ کرینگی اور خرابات کے جو اشعار پڑہین اوسے
اور کچھ سمجھین مثلاً جب یہ شعر پڑہین شعر ہر کو بخرابات نشد بیدین ست + زیرا کہ خرابات اصول دین ست + اس خرابات سے
صفات بشریت کی خرابی سمجھین اسواسطے کہ اصول دین یہی ہے کہ یہ صفت جو آبادان ہے خراب ہو تاکہ وہ جو ناپیدا ہے گوہر آدمی
مین پیدا اور آبادان ہو جاے اور ان بزرگون کے فہم کی تفصیل دراز ہے اسواسطے کہ ہر ایک کا فہم اوسکی نظر کے موافق ہے
اور دوسرے کے فہم سے جدا ہوتا ہے لیکن اسقدر جو بیان کیا اسکا سبب یہ ہے کہ بیوقوف اور مبتدع لوگون کا ایک گروہ انکو
طعن و تشنیع کرتا ہے کہ یہ لوگ صنم اور زلف اور خال اور مستی اور خرابات کی باتین کہتے سنتے ہین اور یہ حرام ہے اور یہ احمق جانتے ہین
کہ ہمنے جو یہ کہا یہ بڑی حجت اور طعن ہے حالانکہ یہ منکر لوگ ان بزرگون کے حال سے خبر ہی نہین رکھتے ان حضرات کو خود وجد
ہوتا ہے شعر کے مضمون پر نہین ہوتا کیونکہ فقط آواز پر وجد ہوتا ہے کہ ستار کی آواز اگرچہ کچھ معنی نہین رکھتی لیکن باعث وجد
ہو جاتی ہے اسی سبب سے ہوتا ہے کہ جو لوگ عربی نہین جانتے اونھین عربی شعر پر وجد ہوتا ہے اور احمق لوگ ہنستے ہین
کہ وہ لوگ عربی اشعار تو سمجھتے ہی نہین وجد کیون کرتے ہین یہ احمق اتنا نہین سمجھتے کہ اونٹ بھی عربی نہین سمجھتا ہے اور حدا ے
عرب کے سبب سے وجد کی قوت اور خوشی سے بھاری بوجھ لیے ہوئے اتنا چلتا ہے کہ جب منزل پر پہونچتا ہے اور وجد موقوف
ہوتا ہے تو فوراً گر پڑتا ہے اور ہلاک ہو جاتا ہے چاہیے کہ یہ گدہے اونٹ سے جنگ اور مناظرہ کرین کہ تو عربی تو سمجھتا ہی نہین
یہ کیا خوشی ہے جو تجھمین پیدا ہوتی ہے اور باشد کہ عربی شعر سے یہ بزرگ اوسکے مضمون کے خلاف کوئی مضمون سمجھین اور جیسا انھین
خیال آسکے ویسے ہی سمجھین اسواسطے کہ انھین شعر کی تفسیر کچھ مقصود نہین ہوتی جیسا کہ ایک شخص نے پڑہا مَا زَارَنِي فِي النَّوْمِ إِلَّا خَيَالُكُمْ
ایک صوفی کو حالت آئی لوگون نے پوچھا تمنے یہ وجد کیون کیا کہ خود تم نہین جانتے ہو کہ وہ کیا کہتا ہے کہا مین جانتا کیون نہین جب
وہ کہتا ہے مازریم یعنی ہم زار و ناچار ہین تو وہ سچ کہتا ہے حقیقت مین ہم سب زار اور درماندے ہین اور خطر مین ہین تو ان حضرات کا وجد
ایسا ہوتا ہے جسکے دل پر جو امر غالب ہو جاتا ہے وہ جو کچھ سنتا ہے وہی امر سنائی دیتا ہے اور جو کچھ دیکھتا ہے وہی امر دکھائی دیتا ہے
جو کوئی عشق حقیقی خواہ عشق مجازی کی آگ مین نہ جلا ہوگا یہ مضمون اور معاملہ اوسے نہ معلوم ہوگا چوتھا سبب یہ ہے کہ سننے والا جوان ہو
اور اوسپر شہوت غالب ہو اور خدا کی محبت کہ جانتا ہی نہو کہ وہ کیا چیز ہے تو غالب یہ ہے کہ وہ جوان جب زلف و خال صورت و جمال کا
ذکر سنیگا تو اوسکی گردن پر شیطان چڑھ بیٹھیگا اور اوسکی شہوت کو تیز کریگا اور خوبصورتون کے عشق کو اوسکے دل مین آراستہ
کریگا اور عاشقون کا احوال [illegible] سنا ہے [illegible] آئیگا تمنا کریگا اوسکی تلاش پر مستعد ہو جائیگا کوچہ عشق مین قدم
رکھیگا مرد اور عورتون [illegible] ایسے بہت ہین کہ خوبصورتون کا لباس رکھتے ہین اور اسی کام مین مشغول ہو گئے ہین بیہودہ یعنی
باتون [illegible] نے آدمی کو سودا اور شور پیدا ہوا ہے اور اوسکے دل مین عشق کا کانٹا گڑا ہے
اور [illegible] کہ عشق خدا [illegible] ہوا ہے اوسے اپنی طبیعت مین [illegible] ہم اور کہتے ہین کہ اسکے دل کی حفاظت کرنا اور کوشش کرنا
تاکہ وہ اپنے معشوق کو دیکھے بڑی بلا ہے [illegible] کا نام رہبری اور نیکوئی اور فسق و ملامت کا نام شور و سودا رکھتے ہین اور ایسا بھی

۵۷ نہین زیارت کی میری کسی نے خواب مین مگر خیال تمھارے نے

جو تہمت لگا کر اپنا عذر یون بیان کرتے مین کہ فلانے پیر کو فلانے لڑکے کے ساتھہ نظر محبت تھی اور یہ امر ہمیشہ بزرگون کو پیش آیا کیا ہے اور یہ لواطت نہین یہ تو شاہد بازی ہے اور خوبصورت کو دیکھنا روح کی غذا ہے اس قسم کی واہیات خرافات باتین بہت بکتے ہین تاکہ ایسی بیہودہ باتین بنا بنا کر اپنی فضیحتی کو چھپائین اور جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ یہ امر فسق ہے وہ اباحتی ہے اوسے قتل کر ڈالنا مباح ہے اور یہ مردود جو کہتے ہین کہ فلانے فلانے پیر نے فلانے لڑکے کو دیکھا ہے یہ یا تو اپنے عذر کے واسطے جھوٹ کہتے ہین یا اگر اوس پیر نے واقعی دیکھا ہوگا تو شہوت کی نظر سے نہ دیکھا ہوگا بلکہ اسطرح دیکھا ہوگا جیسے کوئی شخص سرخ سیب کو یا شگوفہ کو دیکھتا ہے یا شاید اوس پیر سے بھی خطا ہو گئی ہو کہ سب پیر کچھ معصوم نہین ہین اور اگر کسی پیر سے کچھ خطا یا کوئی گناہ سرزد ہو تو وہ گناہ مباح نہین ہو جاتا یعنی حق سبحانہ تعالی حضرت داؤد علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کا قصہ اسیواسطے قرآن شریف مین بیان فرماتا ہے تاکہ تو یہ گمان نہ کرے کوئی شخص ان معاصی سے امین ہے اگرچہ بزرگ ہو اور حضرت داود علیہ السلام کا نوحہ اور توبہ کرنا بھی اسی سے حق سبحانہ تعالی نے بیان فرمایا ہے تاکہ تو اوسے دلیل پکڑے اور اپنے تئین معذور رکھے اور ایک سبب اور بھی ہے لیکن وہ نادر ہے وہ یہ ہے کہ کسی کو اون حالتون مین جو صوفیہ صافیہ پر ہوا کرتی ہین چیزین دکھائی دیتی ہین اور شاید جواہر ملائک اور ارواح انبیا انہین کسی مثال مین کشف ہون پھر وہ کشف شاید آدمی کی صورت سراپا حسن و جمال مین ہو اسواسطے کہ مثال ضرور بالضرور حقیقت معنی کے موافق ہوتی ہے چونکہ معانی عالم ارواح مین تو وہ معنی بغایت کمال ہوتے ہین تو عالم صورت سے اوسکی مثال بھی بغایت جمال ہوتی ہے عرب مین حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالی عنہ سے زیادہ کوئی خوبصورت نتھا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اونکی صورت پر دیکھتے تھے ممکن ہے کہ عالم ارواح سے کوئی چیز امرد حسین کی صورت پر کشف ہو کہ وہ صورت اوس چیز کی مثال ہو اور شاید اوس معنی کو پھر نہ دیکھہ پائے اسوقت اگر صوفی کی ظاہری آنکھہ کسی اچھی صورت پر پڑے جو صورت اوس صورت معانی کے ساتھہ مشابہت اور مناسبت رکھتی ہو تو وہ حالت اوسپر تازہ ہو جاتی ہے اور اوس معنی گم شدہ کو پھر پا جاتا ہے اور اوسے اوس خوبصورت کے دیکھنے سے ایک وجد اور حالت پیدا ہوتی ہے تو یہ امر روا ہے کہ کسی بزرگ نے اوس حالت کو پھر پانے کے واسطے اچھی صورت دیکھنے کی رغبت کی ہو اور جو شخص اس بھید سے خبر نہین رکھتا ہے جب اوس بزرگ کی رغبت خوبصورت کی طرف دیکھے گا تو یہی جانیگا کہ وہ بزرگ بھی اوسی صفت کے سبب سے دیکھتا ہے جو اوس شخص ناواقف کی صفت ہے کیونکہ وہ تو اوس دوسری صفت سے خبر ہی نہین رکھتا غرضکہ صوفیہ صافیہ کا کام بہت بڑا کام اور خطرناک اور نہایت پوشیدہ ہے اور کسی چیز مین اتنی غلطی کو دخل نہین جتنی غلطی کو صوفیہ کے کام مین دخل ہے اسقدر اشارہ کر دیا گیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ حضرات صوفیہ مظلوم ہین کیونکہ لوگ جانتے ہین کہ وہ بھی اس جنس سے ہوتے چلے آئے ہین جس جنس کی صوفی صورت شیطان سیرت اس زمانہ مین موجود ہین اور حقیقت مین مظلوم وہ شخص ہے جو ان حضرات کو ایسا جانے اسواسطے کہ اوسنے اپنے اوپر ظلم کیا کہ ان حضرات کی شان مین یہانتک تصرف کرتا ہے کہ انہین اورون پر قیاس کرتا ہے **پانچوان سبب** یہ ہے کہ عوام جو سماع بطور عادت بسبیل بازی و عشرت کرتے ہین وہ مباح ہے بشرطیکہ پیشہ نہ کرلین اور ہمیشہ نہ کیا کرین کہ بعض بعضے گناہ صغیرہ جب پیشہ ہو جاتے ہین تو گناہ کبیرہ کے درجہ کو پہونچ جاتے ہین اسیطرح بعضی چیز اس شرط سے مباح ہے کہ کبھی کبھی ہوا کرے کم ہو وہ جب

بہت ہو گئی تو حرام ہو جائیگی اسواسطے کہ حبشیون نے ایکبار مسجد مین بازی کی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہ فرمایا
اگر مسجد کو بازیگاہ بناتے تو بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منع فرماتے اور ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کو
آپنے نظارہ کرنے سے نہ منع فرمایا اگر کوئی شخص بازیگرون کی ساتھ ہمیشہ پھرا کرے یا اپنا پیشہ کرے تو یہ درست نہین اور گاہ گاہ
مشغول کرنا درست ہے اگر کوئی عادت کرے تو مسخرہ ہو جائیگا اور یہ درست نہین **دوسرا باب سماع کے آداب اور
آثار کے بیان مین** ایعزیز جانو کہ سماع مین تین مقام ہین پہلا مقام فہم ہے پھر وجد پھر حرکت اور ہر ایک مین کلام ہے **پہلا
مقام فہم ہے** جو شخص طبیعت سے اور غفلت کے ساتھہ یا کسی مخلوق کے خیال مین راگ سنے وہ اتنا بڑا خسیس اور بد ہے
کہ اسکے قابل نہین کہ اوسکے فہم و حال مین کلام کیجیے لیکن وہ شخص جسپر دین کا خیال اور حق تعالی کی محبت غالب ہو اوسکے دو درجے
ہین پہلا درجہ مرید کا ہے کہ اسے راہ ڈھونڈھنے اور چلنے مین قبض و بسط آسانی و دشواری آثار قبول اور آثار رد تین سے مختلف
احوال پیش آتے ہین اور ایسے اوس مرید کا دل بالکل گرفتہ رہتا ہے جب ایسا کوئی کلام سنتا ہے جسمین عتاب اور قبول و رد اور
وصل و ہجر اور قرب و بعد اور رضا و سخط اور امید و یاس اور خوف و امن اور وفاے عہد و بدعہدی اور شادی وصال اندوہ
فراق کا ذکر ہوتا ہے یا اسی قسم کی اور باتون کا مذکور ہوتا ہے تو وہ ان باتون کو اپنے حال پر ڈہالتا ہے اور جو کچہ اوسکے
باطن مین ہے وہ مشتعل ہو جاتا ہے اور مختلف حالتین اوسمین پیدا ہوتی ہین اور اوسے اون حالتون مین مختلف خیالات آتے ہین
اگر اوسکے علم و اعتقاد کا قاعدہ مضبوط نہین ہوتا تو ایسا ہوتا ہے کہ اوسے گانا سننے مین ایسے خیالات آتے ہین جو کفر ہوتا ہے جیسے
راگ سنکر حق تعالی کی شان مین ایسی کوئی بات سمجھے جو محال ہو مثلاً یہ شعر سنے **شعر** اول بہشت میل بدان میل کجاست +
وامروز ملول گشتن از بہر چراست + جس مرید کی ابتدا تیز اور روان ہوئی ہو پھر ضعیف تر ہو گیا ہو وہ سمجھیگا کہ حق تعالی کو
اوسپر عنایت اور میل تھا اور اب پھر گیا تو اگر اس تغیر کو خدا کی شان مین سمجھیگا تو یہ کفر ہو جائیگا بلکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ حق تعالی نے
تغیر کو ہرگز دخل نہین کیونکہ وہ بدلدینے والا ہے بدلجانے والا نہین اور یہ سمجھنا چاہیے کہ میری صفت بدلگئی حتی کہ وہ معنی جو مجھ سے
کھلے ہوئے تھے اب چھپ گئے خدا کی طرف سے ہرگز منع اور حجاب اور ملال نہین ہوتا بلکہ اوسکی درگاہ کشادہ ہے مثلاً
جیسے آفتاب کہ اوسکا نور مبذول ہے لیکن جو کوئی دیوار کی آڑ مین چلا جاے تو نور آفتاب سے آڑ مین ہو جائیگا اور اوسوقت تغیر
اوس شخص مین پیدا ہوگا نور آفتاب مین نہین تو اوسے یہ کہنا چاہیے **شعر** خورشید برآمدے نگارین دیرست + زنہار اگر تا
ازاو بیرست + چاہیے کہ حجاب کو اپنے ادبار پر اور اپنی تقصیر پر جو اوسنے کی ہو حوالہ کرے حق تعالی کی طرف حجاب کو منسوب نہ کرے
اس مثال سے یہ مقصود ہے کہ نقص و تغیر کی جو صفتین ہین اونھین اپنے حق مین اور اپنے نفس کے حق مین سمجھنا چاہیے اور جو
جمال و جلال وجود ہے اوسے حق تعالی کی شان مین سمجھنا چاہیے اگر مرید علم سے بے سرمایہ اور سمجھ نہین رکھتا ہے تو بہت جلد
کفر کی بلا مین پڑ جائیگا اور جانیگا بھی نہین اور اسی سبب سے خدا کی محبت مین سماع کا بڑا خطر ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ راگ سننے والا
مریدون کے درجہ سے گذر گیا ہو اور حالات و مقامات کو اوسنے پیچھے چھوڑا ہو اور اوس حال کی نہایت کو پہونچ گیا ہو جسے

۵۷

اسوی اللہ کی طرف اضافت کرتے ہین تو فنا اور نیستی کہتے ہین اور اگر حق تعالی کیطرف اضافت کرتے ہین تو توحید اور یگانگی کہتے
ایسے آدمی کا سماع بسبیل معنی سمجھنے کے نہین ہوتا ہے بلکہ سماع کے ساتھہ ہی وہ نیستی اور یگانگی اوسپر تازہ ہو جاتی ہے اور ایسے
وہ بالکل غائب ہو جاتا ہے اور اس عالم سے بیخبر ہو جاتا ہے اور باشد کہ اگر مثلاً آگ مین گر پڑے تو کچھ خبر بھی نہو جیسا شیخ ابو الحسن
نوری قدس سرہ حالت وجد مین گنے کے کٹے ہوئے کھیت مین دوڑے اور اسکی کھونٹیون سے اونکے پاؤن بالکل کٹ گئے اور
اونہین خبر بھی نہوئی یہ وجد کامل تر ہوتا ہے لیکن مریدون کا وجد صفات بشریت کے ساتھہ ہوتا ہے وہ وجد یہ ہے کہ اوسے
آپسے بالکل بے خبر ہو جاتے ہین جیسا کہ وہ عورتین جنہون نے حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا سب خود فراموش
ہو گئین اور اپنے ہاتھہ کاٹ ڈالے آیعزیز سمجھنے چاہیئے کہ اس نیستی کا منکر نہو اور یہ نہ کہہ کہ مین تو اوسے دیکھتا ہون وہ نیست
کیونکر ہو گیا ہے اسواسطے کہ وہ وہ نہین ہے جسے تو دیکھتا ہے کہ یہ شخص ہے وہ جب مرجاتا ہے تب بھی تو دیکھتا ہے
اور وہ نیست ہوتا ہے پس اوسکی حقیقت وہ معنی لطیف ہین جو محل معرفت ہین جب سب چیزون کی معرفت اوس سے
غائب ہو گئی تو سب چیزین اوسکے حق مین نیست ہو گئین اور جب وہ آپسے بھی بیخبر ہو گیا تو آپ بھی اپنے حق مین نیست ہو گیا اور
جب حق تعالی اور حق تعالی کے ذکر کے سوا اور کچھ نرہا تو جو کچھ فانی تھا وہ جاتا رہا اور جو باقی ہے بس وہی رہ گیا یگانگی کے یہی معنی
ہین کہ جب آدمی حق تعالی کے سوا اور کچھ نہین دیکھتا ہے تو کہتا ہے سب خود وہی ہے اور مین نہین ہون یا کہتا ہے کہ مین خود
وہی ہون اور ایک گروہ نے یہان غلطی کی ہے اور اس نیستی کو حلول کے ساتھہ تعبیر کیا ہے اور ایک گروہ نے اتحاد کے ساتھہ
اور یہ امر ایسا ہے جیسے کسینے کبھی آئینہ ندیکھا ہو اور دیکھے اوسمین اپنی صورت دکھائی دے سمجھے کہ وہ خود آئینہ مین اوتر آیا ہے
یا سمجھے کہ وہ صورت خود آئینہ کی صورت ہے کہ خود آئینہ کی یہ صفت ہے کہ سرخ و سفید ہوتا ہے اگر یہ سمجھے کہ خود آئینہ مین اوتر آیا ہے
تو یہ حلول ہوگا اور اگر سمجھے کہ آئینہ خود اوسکی صورت ہو گیا ہے تو یہ اتحاد ہوگا اور دونون باتین غلط ہین ہرگز نہ تو آئینہ صورت ہو جاتا ہے
اور نہ صورت آئینہ ہو جاتی ہے لیکن ایسا دکھائی دیتا ہے اور جسنے کامون کو پورا نہین پہچانا ہے وہ ایسا سمجھتا ہے اس کتاب مین
اسکی تفصیل بیان کرنا مشکل ہے اسواسطے کہ یہ بڑا علم ہے ہمنے احیاء العلوم مین اسکی تفصیل بیان کی ہے دوسرا مقام جب سمجھنے سے
فارغ ہو چکا تو حال پیدا ہوتا ہے اور اسے وجد کہتے ہین اور وجد پانے کو کہتے ہین تو یہ معنی ہین کہ ایسی حالت پائی جو اس سے پہلے
نہ تھی اور وجد کی حقیقت مین بہت کلام ہے ادھر ادھر کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ وجد ایک نوع نہین بلکہ بہت انواع سے ہوتا ہے لیکن
دو نوع پر حصر ہوتا ہے ایک احوال کی جنس سے ایک مکاشفات کی جنس سے یا احوال اسطرح ہوتے ہین کہ اوس پر کوئی صفت غالب ہو
اور اوسے مست کر ڈالے کبھی وہ صفت شوق ہوتی ہے کبھی خوف کبھی آتش عشق ہوتی ہے کبھی طلب کبھی اندوہ کبھی حسرت
اور اوسکی بہت اقسام ہین یہ سب حالتین آگ کی طرح دل مین پیدا ہو جاتی ہین اور اوسکا دھوان دماغ کو پہونچتا ہے تو اوسکے حواس
معطل کر دیتا ہے کہ وہ نہ دیکھتا ہے نہ سنتا ہے جیسے سوتا ہے اور اگر دیکھتا سنتا ہے تو اوس سے غائب اور
بیہوش ہوتا ہے دوسری قسم مکاشفات سے ہے کہ چیزین دکھائی دینے لگتی ہین اونہین سے بعض صوفیہ کو ہوتی ہین بعضی کسوت مثال مین

اور بعضی صریح ہمین سماع کو ہوجہ سے اثر ہے کہ دلکو صاف کرتا ہے اور دل آئینہ گرد آلود کے مانند ہے سماع اوس گرد سے پاک کر دیتا ہے
تا کہ اوسمین صورتین ظاہر ہون اس معنی مین ہے جو کچھ عبارت مین لا سکین وہ ایک علم ہوتا ہے یا قیاس یا مثال اور جو شخص اوس مرتبہ کو
پہونچا ہے اوسکے سوا اور کسیکو اوسکی حقیقت نہین معلوم ہوتی اور ہر ایک کو اپنی پہونچ کی قدر معلوم ہوتی ہے اور اگر دوسرے مین
کچھ تصرف کرتا ہے تو اپنی پہونچ کے مطابق کرتا ہے اور جو کچھ قیاس سے ہے وہ علم سے ہے وہ ذوق سے نہین لیکن اسقدر اسواسطے
بیان کیا تا کہ جن لوگون کو یہ حال ذوق سے نہو وہ اس حال کو باور کرین انکار تو نکرین اسواسطے کہ انکار اونہین نقصان کریگا اور
وہ شخص بڑا احمق ہے جو سمجھے کہ جو چیز میرے گنجینہ مین نہین وہ بادشاہون کے خزانہ مین بھی نہین ہے اور اوس سے زیادہ احمق
وہ ہے جو تھوڑی سی گرہستی کے سبب سے جو اوسکے پاس ہے اپنے تئین بڑا بادشاہ جانے اور کہے مین خود سب مرتبون کو
پہونچ گیا ہون اور سب کچھ مجھے حاصل ہو گیا ہے اور جو چیز میرے پاس نہین اوسکا وجود ہی نہین اور سب انکارین ان ہی دو قسم
کی حماقت سے پیدا ہوتی ہین اے عزیز جان تو کہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ تکلف سے وجد ہو وہ عین نفاق ہے مگر یہ کہ آدمی وجد کے
اسباب اپنے دل مین لائے تا کہ شاید حقیقت وجد پیدا ہو جائے حدیث شریف مین آیا ہے کہ تم جب قرآن سنو تو رو و اگر
رونا نہ آئے تو تکلف کرو اوسکے یہی معنی ہین کہ تکلف کر کے رنج و حزن کے اسباب اپنے دل مین لاؤ اوس تکلف مین اثر ہے
شاید وہ تکلف حقیقت حزن پیدا کر دے **سوال** اگر کوئی کہے کہ جبکہ صوفیون کا سماع حق ہے اور حق تعالی کے واسطے ہے
تو چاہیے تھا کہ دعوتون مین پڑھنے والون کو بٹھا لیتے اور قرآن شریف پڑھواتے نہ کہ قوالون کو کہ گائین اسواسطے کہ قرآن شریف
خدا کا کلام ہے اوسکا سننا اولی تر ہے **جواب** یہ ہے کہ قرآن شریف کی آیتون پر بہت سماع ہوتا ہے اور اوس سے بہت وجد
آتا ہے بہت لوگ ایسے ہین کہ قرآن شریف سننے سے بیہوش ہو جاتے ہین بہت لوگ ایسے تھے کہ اونھون نے قرآن سنا اور
اونکی جان نکل گئی اونکی حکایتین بیان کرنا موجب طوالت ہے احیاء العلوم مین ہمنے مفصل بیان کی ہین لیکن صوفیہ پڑھنے والے کے
عوض قوال جو بٹھا لیتے ہین اور قرآن شریف کے عوض جو گانا سنتے ہین اسکے پانچ سبب ہین پہلا سبب یہ ہے کہ قرآن شریف کی
سب آیتین عاشقون کے حال سے مناسبت نہین رکھتی ہین اسواسطے کہ قرآن شریف مین کافرون کا قصہ اور معاملات اہل دنیا کا
حکم اور بہت سی چیزین ہین اسواسطے کہ قرآن شریف تو سب اقسام خلق کے واسطے شفا ہے اور جب میراث کی آیتون کے مثل
پڑھنے گا کہ مان کا چھٹا حصہ ہے اور بہن کا نصف یا یہ کہ جس عورت کا خاوند مر جائے اوسے چار مہینے دس دن عدت بیٹھنا چاہیے
اور علی ہذا القیاس تو یہ آیتین ہر ایک کے عشق کو نہ تیز کرینگی لیکن اوسکے عشق کو جو نہایت عاشق ہو اور ہر چیز سے اوسے وجد ہوتا
گو کہ وہ مقصود سے دور ہو ایسا عاشق نایاب ہے دوسرا سبب یہ ہے کہ اکثر لوگونکو قرآن شریف یاد ہوتا ہے اور بہت لوگ قرآن مجید
پڑھتے ہوتے ہین اور جو چیز بہت سنی ہو وہ اکثر اوقات دلکو تازہ ہی نہین بخشتی حتی کہ تو دیکھتا ہے کہ جو پہلی بار سنتا ہے اوسے
حال آجاتا ہے دوسری بار وہ حال نہین ہوتا اور گانا نیا ہو سکتا ہے قرآن شریف نو بنو نہین پڑھا جا سکتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانہ مین جب عرب حاضر ہوتے اور قرآن شریف تازہ تازہ سنتے تو روتے اور اونپر حال طاری ہو جاتا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

نے فرمایا کُنَّا کَمَا کُنْتُمْ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُنَا یعنی ہم بھی تمھارے ایسے تھے اب ہمارے دل سخت ہوگئے یعنی قرآن شریف پہ ٹھہر گئے اور خوگر ہوگئے تو جو چیز تازہ اور نئی ہوتی ہے اوسکا اثر بھی زیادہ ہوتا ہے اسیواسطے امیر المومنین حضرت فاروق رضی اللہ تعالی عنہ حاجیون کو حکم فرماتے تھے کہ اپنے اپنے شہرون کو جلدی جاؤ اور فرماتے کہ مین ڈرتا ہون کہ اگر کعبہ کے ساتھ خوگر ہو جائین گے تو اوسکی عظمت انکے دلون سے جاتی رہے گی تیسرا سبب یہ ہے کہ بہت دل ایسے ہوتے ہین کہ جب تک الحان اور آواز موزون سے نہ ہلائے جائین تب تک حرکت نہین کرتے اسی سبب سے ہے کہ بات پر وجد کم آتا ہے اور اچھی آواز پہ آتا ہے بشرطیکہ موزون ہو اور الحان کے ساتھ پھر گانے کا ہر انداز اور ہر راہ اور ہی اثر رکھتی ہے اور یہ نچاہیئے کہ قرآن شریف مین الحان کرین اور گانے کے طور پہ پڑہین اور اوسمین تصرف کرین اور قرآن شریف جب بے الحان ہوگا تو مجرد کلام رہجائیگا تو عشق اگر ایسا ہی گرما گرم ہوگا تو البتہ اوس سے بھڑک اوٹھے گا چوتھا سبب یہ ہے کہ الحان کو اور آوازون سے مدد دینا چاہیے تاکہ اثر زیادہ تر کرے جیسے نے دف طبل شاہین مین اور یہ چیزین ہزل کی صورت رکھتی ہین اور قرآن شریف عین جد ہے اوسے اس امر سے بچانا چاہیے کہ ایسی چیز جو عوام کی نظر مین ہزل کی صورت رکھتی ہے اوسکے ساتھ پڑہا جائے جیساکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ربیع بنت معوذ کے گھر تشریف لیگئے اونکی کنیزکین دف بجا بجا کر گا رہی تھین جب اونھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اشعار مین آپکی تعریف گانے لگین آپ نے فرمایا چپ رہو اور جو پہلے کہتی تھین وہی کہو اسواسطے کہ آپکی ثنا عین جد تھی دف بجا کر نچاہیے تھی کہ دف ہزل کی صورت رکھتا ہے پانچوان سبب یہ ہے کہ ایک کو اور ہی حالت ہوتی ہے اور ہر شخص کو یہ حرص اور خواہش ہوتی ہے کہ اپنے حسب حال شعر سنے جب شعر اوسکے حال کے موافق نہین ہوتا ہے تو وہ اوس سے کراہت کرتا ہے اور شاید یہ کہہ بیٹھے کہ یہ نہ کہو اور کوئی شعر کہو اور قرآن کو ایسے موقع اور محل پہ پڑہنا نچاہیئے کہ اوس سے کراہت کرین اور ممکن ہے کہ سب آیتین ہر ایک کے موافق نہون اگر شعر اوسکے موافق نہین ہوتا ہے تو اوسے اپنے حال کے موافق ڈہال لیتا ہے اسواسطے کہ واجب نہین کہ شعر کے وہی معنی سمجھے جو شاعر کے مقصود ہین لیکن قرآن شریف کو اپنے خیال کے بموجب ڈہالنا اور اوسکے معنی بدلڈالنا نچاہیئے تو مشائخ نے قوال کو جو اختیار کیا ہے اوسکے یہی سبب ہین جو بیان ہوچکے آن تمام معنون کا حاصل دو ہی امرون کیطرف رجوع کرتا ہے ایک سننے والیکے ضعف ونقصان کیطرف، دوسرے عظمت قرآن کیطرف تاکہ خیال کے تصرف مین نہ پڑجائے تیسرا مقام سماع مین حرکت اور رقص اور کپڑے پھاڑنا ہے جو شخص مغلوب اور بے اختیار ہوگا وہ ان باتون کے سبب سے ماخوذ نہوگا اور جو شخص یہ باتین قصداً کرے تاکہ لوگ دیکھین کہ وہ صاحب حالت ہے اور حقیقت مین نہو تو یہ حرام ہے اور عین نفاق ہے حضرت ابو القاسم نصیرابادی رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ مین کہتا ہون کہ لوگون کا سماع مین مشغول ہونا غیبت سے بہتر ہے حضرت ابو عمرو بن نجید رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ آدمی اگر تیس برس غیبت کرے تو اس سے بہتر ہے کہ سماع مین جھوٹھ موٹھ حالت دکھائے ایعزیز جان تو کہ وہ صوفی کاملتر ہے جو گانا سنے اور ساکن رہے کچہ تغیر اوسکے ظاہر مین نہ پیدا ہو اوسکو اتنی قوت ہوتی ہے کہ اپنے تئین بچا سکتا ہے اسواسطے کہ وہ حرکت اور آواز اور رونا ضعف سے ہوتا ہے لیکن ایسی قوت بہت کم ہوتی ہے اور وہ جو حضرت ابو بکر صدیق رضی

نے فرمایا کہ کُنَّا کَمَا کُنْتُمْ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُنَا شاید اوسکے یہ معنی ہون کہ قَوِیَتْ قُلُوْبُنَا یعنی ہمارے دل سخت اور قوی ہوئے کہ ہم اپنے تئین تغیر ظاہری سے بچانے کی طاقت رکھتے ہین اور جو شخص اپنے تئین نہین بچا سکتا اوسے بھی چاہیے کہ جب تک ضرورت کی حد کو نہ پہونچے اپنے تئین بچائے رکھے اور حال ظاہر نہونے دے ایک جوان حضرت جنید قدس سرہ کی صحبت مین حاضر ہوتا جب گانا سُنتا تو چیخ مارتا حضرت جنید نے فرمایا کہ تجھے اگر ایسا پھر کرنا ہے تو میری صحبت مین نرہا کر پھر وہ جوان صبر کیا کرتا حتی کہ بڑے جہد عظیم کو پہونچا ایک روز ضبط کیا اور اپنے تئین سنبھالا آخر کو ایک چیخ ماری اور اوسکا پیٹ پھٹ گیا اور مر گیا لیکن اگر کوئی شخص از خود حالت نہ ظاہر کرے اور رقص کرنے لگے یا تکلف سے اپنے تئین رونے کیطرف لائے تو درست ہے کیونکہ رقص مباح ہے اسواسطے کہ حبشی مسجد مین رقص کرتے تھے اور حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا دیکھنے تشریف لیگئین اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا کہ تم مجھسے ہو اور مین تمسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اسکی خوشی مین رقص کیا اور کبھی بار پاے مبارک زمین پر مارا جیسے کہ عرب کی عادت ہے کہ خوشی اور نشاط کی حالت مین کیا کرتے ہین اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا کہ صورت و سیرت مین تم میرے مانند ہو اونھون نے بھی خوشی سے رقص فرمایا اور حضرت زید ابن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا کہ تو میرا مولا اور بھائی ہے اونھون نے بھی خوشی کے مارے رقص کیا تو جو شخص رقص کو حرام کہتا ہے وہ خطا کرتا ہے بلکہ غایت مرتبہ یہ ہے کہ رقص بازی ہے اور بازی بھی حرام نہین اور جو شخص اسواسطے رقص کرتا ہے کہ وہ حال جو اوسکے دل مین پیدا ہوتا ہے وہ قوی ہو جاے تو یہ رقص خود بہتر اور محمود ہے لیکن کپڑے پھاڑنا قصداً نچاہیے کہ مال ضائع کرنا ہے لیکن آدمی جب مغلوب الحال ہو تو درست ہے گو کہ اپنے اختیار سے کپڑے پھاڑے لیکن ممکن ہے کہ اوس اختیار مین مضطر ہو اور اگر چاہے کہ مین کپڑے نہ پھاڑون تو نہین ہو سکتا اسواسطے بیمار کا نالہ و فریاد اگرچہ اوسکے اختیار سے ہوتا ہے لیکن اگر چاہے کہ مین نالہ و فریاد نکرون تو یہ نہین ہو سکتا اور یہ بات بھی نہین کہ جو کام آدمی اپنے ارادے اور قصد سے کرتا ہے ہر وقت اوس سے دست بردار ہو سکے اور آدمی جب ایسا مغلوب ہوگا تو نہ ماخوذ ہوگا لیکن یہ جو صوفیہ اپنے اختیار سے کپڑون کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے بانٹ دیتے ہین اس فعل پر ایک گروہ نے اعتراض کیا ہے کہ یہ نچاہیے اور معترض نے خود خطا کی ہے کیونکہ کپڑے کو پیراہن سینے کے واسطے بھی ٹکڑے کرتے ہین اگر کپڑے کو ضائع نکرین اور کسی مطلب سے ٹکڑے کرین تو درست ہے اسیطرح ٹکڑون کو چارون طرف اس غرض سے جو پراگندہ کرتے ہین کہ سبھونکو اوسمین سے نصیب ہو اور اپنی جانماز اور گدڑی مین سے لین یہ بھی درست ہے کیونکہ اگر کوئی شخص کپڑے کے چیتھڑے کے چار سو ٹکڑے کر ڈالے اور ہر ہر ٹکڑا ایک ایک فقیر کو دے تو اگر ہر ٹکڑا کام آنیکے قابل ہے تو یہ امر مباح ہے **آداب سماع** ایعزیز اس بات کو جان کہ سماع مین تین چیزون کا خیال رکھنا چاہیے وقت کا مکان کا حاضرین محفل سماع کا اسواسطے کہ اگر نماز کے وقت ہوگا یا کھانے کے وقت یا اوس وقت جبکہ دل کسی سبب سے پراگندہ ہو تو سماع بیفایدہ ہوگا مکان اگر گذرگاہ ہو یا تاریک اور بُری جگہہ ہو یا کسی ظالم کا مکان ہو ان سب صورتون مین آدمی پریشان ہوتا ہے حاضرین محفل سماع اگر متکبر دنیا دار یا منکر سماع ہون یا متکلف حاضر ہو کہ ہر وقت

تکلف سے حال اور رقص کرتا ہے یا غافل لوگ حاضر ہون کہ خیال باطل پر گانا سنتے ہین یا بیہودہ باتین کرتے ہین اور ہر طرف دیکھتے ہین عظمت محفل نہین کرتے یا محفل مین جوان مرد ہون اور عورتین دیکھنے آئین کیونکہ اس صورت مین ایک دوسرے کے خیال سے خالی نہوگا ایسا سماع کچھ کام نہین آتا یہی مضمون تھا جو حضرت جنید قدس سرہ نے فرمایا کہ سماع مین زمان مکان اخوان شرط ہین اور ایسی جگہہ بیٹھنا حرام ہے جہان جوان عورتین دیکھنے آئین اور جوان مرد اہل غفلت جن پر شہوت غالب ہوتی ہو موجود ہون اسواسطے کہ اوسوقت سماع جانبین سے شہوت کی آگ تیز کریگا اور ہر ایک شہوت سے دیکھیگا اور شاید کہ دل بھی اٹک جاسے اور یہ امر بسا فسق و فساد کا باعث ہوجائے ایسا سماع ہرگز نہ کرنا چاہیے پس اہل سماع جب سماع کے واسطے بیٹھین تو ادب یہ ہے کہ سب سر جھکالین اور ایک دوسرے کو نہ دیکھین اور ہر ایک اپنے تئین بالکل اوسکے حوالے کردے اور درمیان مین بات نکرین اور پانی نہ پیین اور ادہر اودہر نہ دیکھین اور ہاتھہ اور سر نہ ہلائین اور تکلف سے کوئی حرکت نکرین بلکہ جسطرح نماز کے تشہد مین بیٹھتے ہین اوسطرح مودب بیٹھین اور اپنا دل خدا کے ساتھہ رکھین اور اس امر کے منتظر رہین کہ کیا فتوح ظاہر ہوتا ہے اور اپنے تئین دیکھتے رہین تاکہ اپنے اختیار سے کھڑے نہ ہوجائین اور حرکت اور جنبش نکرین اگر غلبۂ وجد کے سبب سے کوئی شخص کھڑا ہوجائے تو اوسکے ساتھہ سب کھڑے ہوجائین اگر ایک کی بھی پگڑی گر پڑے تو سب پگڑیان رکھدین یہ سب باتین اگرچہ بدعت ہین صحابہ اور تابعین سے منقول نہین لیکن یہ بات نہین ہے کہ جو امر بدعت ہو اوسے نکرنا چاہیے اسواسطے کہ بہت بدعتین نیک ہین کیونکہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ نماز تراویح مین جماعت امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کی ایجاد اور مقرر کی ہوئی ہے اور یہ نیک بدعت ہے پس جو بدعت مذموم اور بد ہے وہ وہ ہے جو سنت کے خلاف ہو لیکن حسن خلق اور لوگون کا دل خوش کرنا شرع مین محمود اور اچھی بات ہے ہر قوم کی ایک عادت ہوا کرتی ہے اونکے ساتھہ اونکے اخلاق مین مخالفت کرنا بدخوئی ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خَالِقِ النَّاسَ بِاَخْلَاقِهِمْ یعنی ہر ایک کے ساتھہ اوسکی عادت اور خو کے موافق زندگی بسر کر اور چونکہ یہ لوگ اس موافقت کے سبب سے خوش ہوتے ہین اور یہ موافقت نکرنے سے رنجیدہ اور متوحش ہوتے ہین تو انکی موافقت کرنا سنت ہے اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم جناب رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے نہ اوٹھہ کھڑے ہوتے تھے اسواسطے آپ اس فعل سے کراہت رکھتے تھے لیکن جہان عادت ہو اور نہ اوٹھہ کھڑے ہونے سے لوگ متوحش اور ملول ہوتے ہون تو اونکے دل خوش کرنے کو کھڑے ہوجانا اولی ہے اسواسطے عرب کی عادت اور ہے عجم کی عادت اور ہے واللہ اعلم بالصواب

نوین اصل امر معروف اور نہی منکر کے بیان مین

امر معروف اور نہی منکر دین کی اصلون مین سے ایک اصل ہے حق تعالی نے سب انبیا علیہم الصلوۃ والثنا کو اسیواسطے بھیجا اگر یہ اصل مفقود ہو اور خلق مین سے اوٹھہ جائے تو شرع کے سب احکام باطل ہوجائین ہم اسکو تین بابون مین ذکر کرینگے

پہلا باب اسکے وجوب کے بیان مین ای عزیز جان تو کہ امر معروف اور نہی منکر واجب ہے جو شخص وقت

بیعذر اسے ترک کریگا گنہگار ہوگا حق تعالی نے ارشاد فرمایا وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ اُمَّةٌ يَدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ یعنی لازم ہے کہ تم مین ایکگروہ کا یہ پیشہ ہوکہ لوگون کو خیر کیطرف بلائین اور اچھے کامون کا حکم دین برے کامون سے باز رکھین اس آیہ سے اسکی فرضیت معلوم ہوتی ہے لیکن فرض کفایہ ہے جب کچھ لوگ اس کام مین مستعد ہون تو کافی ہے اگر کچھ لوگ بھی نکرین تو تمام خلق گنہگار ہوگی حق تعالی نے ارشاد کرتا ہے اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ اس آیہ مین امر معروف اور نہی منکر کو نماز اور زکوۃ کے ساتھ حق سبحانہ تعالی نے ذکر فرمایا اور اسکے ساتھ دینداروں کی تعریف کی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ امر معروف کیا کرو ورنہ تم مین جو شخص سب سے بدتر ہے اوسے حق تعالی تمپر مسلط کریگا اوسوقت جو شخص تم مین سب سے بہتر ہوگا اوسکی دعا حق تعالی قبول نفرمائیگا حضرت ابوبکر صدیق رضی سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا کہ جس قوم مین گناہ سرزد ہوتا ہے اور لوگ انکار نہین کرتے تو حق تعالی جلدی عذاب بھیجتا ہے جسمین سب مبتلا ہوجاتے ہین اور فرمایا ہے کہ جہاد کے مقابلہ مین تمہارے سب نیک کام ایسے ہین جیسے دریاے عظیم مین ایک قطرہ اور امر معروف اور نہی منکر کے مقابلہ مین جہاد ایسا ہے جیسے دریاے عظیم مین ایک قطرہ اور فرمایا ہے کہ آدمی جو جو بات کہتا ہے وہ سب اسکو مضرت کرینگے مگر امر معروف اور نہی منکر اور حق تعالی کا ذکر اور فرمایا ہے کہ خاصان خدا مین جو شخص بیگناہ ہوتا ہے عوام کے سبب سے حق تعالی اوسپر عذاب نہین کرتا مگر جبکہ وہ خاص بندے برا کام دیکھین اور منع کرنے کی طاقت رکھتے ہون اور چپ ہو رہین اور فرمایا ہے کہ جہان کسی شخص کو لوگ ظلم سے مارے ڈالتے ہون یا مارے پیٹتے ہون وہان کھڑے نہو کیونکہ اوس شخص پر لعنت برستی ہے جو دیکھے اور دفع کرسکے پھر دفع نکرے اور فرمایا ہے جہان بیجا حرکت ہوتی ہو وہان بیٹھنا اور بازپرس نکرنا درست نہین ہے کیونکہ یہ بازپرس کچھ اوسکی عمر اور روزی کو کم نہ کردیگی یہ اس بات پر دلیل ہے کہ ظالمونکے گھر یا ایسی جگہہ جہان حرکت بیجا ہوتی ہو اور جانیوالا بازپرس نکرسکے بلا ضرورت جانا درست نہین ہے اسیواسطے اگلے بزرگون نے گوشہ اختیار کیا تھا کہ بازار اور راہ بری کامون سے خالی نہین ہتی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص جسکے سامنے کوئی گناہ کیا جاے اور وہ اوس سے خفا ہو تو وہ ایسا ہے کہ گویا وہان موجود ہی نہین اور اسکی غیبت مین وہ گناہ ہوا اور اگر وہ اوس گناہ سے راضی ہے تو ایسا ہے کہ گویا اوسکے سامنے گناہ ہورہا ہے اور فرمایا ہے کہ ہر ایک رسول کے حواری یعنی اصحاب تھے اوسکے بعد خدا کی کتاب اور رسول کی سنت کے موافق عمل کرتے تھے اونکے بعد ایسے لوگ پیدا ہوئے کہ منبر پر سوار ہوکر باتین تو اچھی کرتے اور کام برے کرتے ہر مسلمان پر حق اور فرض ہے کہ اونکے ساتھ جہاد کرے ہاتھ سے جہاد نہوسکے تو زبان سے سہی اگر زبان سے بھی نہوسکے تو دل سے سہی اس سے کم مین ایمانداری نہین ہے اور فرمایا ہے کہ حق تعالی نے ایک فرشتہ کو حکم فرمایا کہ فلانی بستی کو اولٹ دے فرشتہ نے عرض کیا کہ یا اللہ اس جگہہ فلانا شخص ہے اوسنے کبھی پلک مارتے گناہ نہین کیا مین کیونکر اولٹ دون فرمایا تو اولٹ ہی دے کہ وہ دوسرون کا گناہ دیکھکر اوس سے کبھی ترشرو نہین ہوا ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا روایت فرماتی ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالی نے ایک شہر کے رہنے والون پر عذاب بھیجا اوسمین اٹھارہ ہزار آدمی ایسے رہتے تھے جنکے عمل پیغمبرون کے عمل کی مانند تھے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ پھر کیون عذاب آیا فرمایا اسواسطے کہ وہ لوگ

حق تعالی کیواسطے اور بدن پر شفقت [illegible] باز پرس نکرتے تھے حضرت ابو عبیدہ جراح رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ لوگون نے
حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول شہیدون سے افضل کون ہے فرمایا وہ شخص جو بادشاہ جابر سے احتساب اور بازپرس
کیا تھا کہ اوسے مار ڈالے اگرچہ مار ڈالیگا تو پھر قلم اوسپر نہ چلیگا اگرچہ بہت عمر ہو حدیث شریف مین آیا ہے کہ حق تعالی نے
حضرت یوشع بن نون علیہما السلام پر وحی بھیجی کہ مین تیری قوم مین سے لاکھ آدمی ہلاک کرونگا چالیس ہزار نیک اور ساٹھ ہزار
برے عرض کیا کہ بارخدایا نیکون کو کیون ہلاک کریگا ارشاد ہوا اسواسطے کہ دوسرون سے انہون نے دشمنی نہ کی اور انکے ساتھ
کھانے اور نشست و برخاست اور معاملہ کرنے سے پرہیز نکیا

دوسرا باب احتساب کی شرطونکے بیان مین

اے عزیز جان تو کہ احتساب سب مسلمانون پر فرض ہے تو احتساب کا علم اور اوسکی شرطین جاننا بھی واجب ہے کیونکہ جبتک فرض
کی شرطین معلوم نہون اوسکا بجالانا ممکن نہین احتساب کے چار رکن ہین پہلا رکن محتسب ہے دوسرا رکن وہ شخص ہے جسپر
احتساب ہو تیسرا رکن وہ امر ہے جسمین احتساب ہوتا ہے چوتھا رکن احتساب کی کیفیت ہے **پہلا رکن محتسب ہے** اسکی
شرط فقط یہی ہے کہ مسلمان مکلف ہو اسواسطے کہ احتساب کرنا دین کا حق ادا کرنا ہے تو جو شخص دیندار ہے وہ محتسب ہونیکی لیاقت
رکھتا ہے اور اس امر مین علما کا اختلاف ہے کہ محتسب کیواسطے عدالت اور بادشاہ کی اجازت شرط ہے یا نہین ہمارے نزدیک
صحیح یہی ہے کہ شرط نہین ہے عدالت یعنی پارسائی کیونکر شرط ہوگی اسواسطے کہ اگر وہی شخص احتساب کیا کرے جسنے کوئی گناہ
نکیا ہو تو احتساب ہرگز ہو ہی نہ سکے اسلیے کہ کوئی شخص بیگناہ نہین ہے حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے
کہ اگر ہم احتساب اوسوقت کرین جب کہ بالکل گناہ کیا ہی نہو تو ہرگز احتساب کیصورت بھی نظر نہ آئے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالی
سے لوگون نے کہا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ آدمی خلق کو احتساب نہ کرے تا وقتیکہ پہلے اپنے تئین پاک نہ کرے فرمایا کہ شیطان نے
اوسے یہ سمجھا دیا ہے تاکہ احتساب کا دروازہ بند ہو جائے اس مسئلے مین تحقیق اور انصاف یہ ہے کہ احتساب دو طرح پر ہوتا ہے
ایک تو نصیحت اور وعظ کے طور پر اسکا حال یہ ہے کہ جو شخص خود کوئی کام کرے اور دوسرے کو نصیحت کرے اور کہے کہ یہ کام
نکر تو اس کہنے سے اپنے تئین ہنسوانے کے سوا اور کچھ فائدہ اوسے نہین اور اوسکا وعظ کچھ اثر نکریگا فاسق کو ایسا احتساب کرنا
نچاہیے بلکہ جب جانے کہ لوگ نہین سنتے اور اوسپر ہنستے ہین تو احتساب کرنے سے گنہگار ہوگا اسواسطے کہ اسکے احتساب
کرنے سے وعظ کی رونق اور شرع کی بزرگی لوگون کی نظرون سے جاتی رہے گی اسیواسطے ایسے عالمون کا وعظ جو ظاہر مین
فسق کرتے ہین لوگون کو نقصان کرتا ہے اور وہ عالم گنہگار ہوتے ہین اسیواسطے جناب سرور انبیا علیہ الصلوۃ والثنا نے
فرمایا ہے کہ مین نے معراج کی رات ایک گروہ کو دیکھا کہ اونکے منھ آگ کی قینچیون سے کترے جاتے ہین مین نے پوچھا کہ تم
کون لوگ ہو بولے ہم وہ لوگ ہین کہ ایک کام کا حکم فرماتے تھے اور خود نکرتے تھے بری باتون سے منع کرتے تھے اور خود اون
باتون کو نہ چھوڑتے تھے حضرت عیسی علیہ السلام پر حق تعالی نے وحی بھیجی کہ اے مریم کے بیٹے پہلے اپنے تئین نصیحت کر اگر تو
خود نصیحت مان لے تو اورون کو نصیحت کر ورنہ مجھسے شرم رکھ دوسرا طور احتساب کا یہ ہے کہ ہاتھ اور زور سے ہو

جیسے شراب کو دیکھے تو بہادے چنگ و رباب کی آواز سنے تو توڑ ڈالے اگر کوئی فساد کا ارادہ کرے تو زور دکھا کر اوسے منع کرے
ایسا احتساب فاسق کو جائز ہے اسواسطے کہ ہر شخص پر دو امر واجب ہین ایک تو یہ کہ خود برا کام نکرے دوسرے یہ کہ اور کو بھی نکرنے
دے اگر ایک امر سے ہاتھ کھینچا تو دوسرے سے ہاتھ کھینچنا کیا ضرور ہے اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ یہ امر برا ہے اور یہ فعل
نازیبا ہے کہ جو شخص خود تو ریشمی لباس پہنے ہے دوسرے کو منع کرے اور اوسکے بدن سے اوتار لے یا آپ تو شراب پیے
اور دوسرون کی شراب بہادے **جواب** یہ ہے کہ برا امر اور ہے اور جہل اور یہ امر اسواسطے برا ہوا کہ ضروری امر کو اوسنے
چھوڑ دیا کچھ اسواسطے برا نہین ہوا کہ یہ امر فی نفسہ کرنا بجا ہے کیونکہ اگر کوئی شخص روزہ رکھتا ہے اور نماز نہین پڑہتا تو اوس فعل کو
اسواسطے برا جانتے ہین کہ اوسنے ضروری کام ترک کیا نہ اس سبب سے کہ روزہ رکھنا خود جہل ہے لیکن نماز اہم ہے ایسا ہی
خود کام کرنا بھی دوسرے کو حکم کرنے سے اہم اور ضرورتر ہے لیکن دونون واجب ہین ایک دوسرے کی شرط نہین اگر شرط ہوتی تو
یہ مضمون پیدا ہوتا کہ کسیکو شراب خواری سے منع کرنا اوسیوقت واجب ہے جب آدمی نے خود شراب نہ پی ہو اور جب خود شراب پی
تو یہ واجب اوس سے ساقط ہو گیا اور یہ مضمون محال ہے دوسری شرط بادشاہ کا اجازت دینا اور احتساب کا فرمان لکھدینا ہے
یہ شرط نہین ہے اسواسطے اگلے بزرگ خود بادشاہون اور خلفا پر احتساب کرتے تھے اگر یہ حکایتین لکھی جائین تو طول ہو جائے
اس مسئلہ کی حقیقت اوسوقت کھلے گی کہ احتساب کے درجے معلوم ہون احتساب کے چار درجے ہین **پہلا** درجہ نصیحت اور خدا سے
ڈرانا ہے یہ بات سب مسلمانون پر واجب ہے اسمین فرمان کی کیا حاجت ہے بلکہ بڑی عبادت یہ ہے کہ بادشاہ کو نصیحت کرے
اور خدا سے ڈرائے **دوسرا** درجہ سخت گوئی ہے جیسے یون کہے کہ اے فاسق اے ظالم اے احمق اے جاہل کیا تجھے خوف خدا
نہین جو ایسا کام کرتا ہے یہ سب باتین فاسق کے حق مین سچی ہین سچ بات کہنے مین فرمان کی کیا حاجت ہے **تیسرا** درجہ یہ ہے
کہ ہاتھ سے منع کرے جیسے شراب پھینکدے رباب توڑ ڈالے ریشمی پگڑی کسیکے سر پر سے اوتار لے یہ کام عبادت کیطرح واجب
ہین پہلے باب مین جو ہمنے لکھا ہے وہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہر مسلمان کو شرع نے بے اجازت بادشاہ یہ حکومت عنایت
فرمائی ہے **چوتھا** درجہ یہ ہے کہ مارے پیٹے اور تنبیہ کرے تو شاید فاسق مقابلہ کا ارادہ کرین اس صورت مین یہ بھی کمک کا
محتاج ہوگا اور اپنے تابعین کو جمع کریگا اگر بادشاہ نے اجازت نہ دی ہوگی تو اس احتساب سے بڑا فتنہ و فساد برپا ہوگا تو اولے
یہ ہے کہ اس قسم کا احتساب بے اجازت بادشاہ نہو اور احتساب کے درجے بدلتے رہنے کا کچھ تعجب نہین مثلاً اگر کوئی لڑکا اپنے
باپ پر احتساب کرے تو چاہیے کہ نرمی اور آہستگی سے نصیحت کرے لیکن سخت بات مثلاً احمق اور جاہل اور اسکی مثل کہکر باپ کو
اپنے سے آزردہ کرنا البتہ نچاہیے اور باپ اگرچہ کافر ہو تو اوسکو مار ڈالنا اور اگر بیٹا عہدہ جلادی پر مقرر ہو تو باپ کو حد مارنا نچاہیے
لیکن اوسکی شراب پھینکدینا اور ریشمی کپڑے اوسکے بدن پر سے اوتار لینا اور اگر بطور حرام کسی سے کچھ لیا ہے تو باپ سے
چھینکر اصل مالک کو دیدینا اور چاندی کے برتن توڑ ڈالنا اور اوسکی دیوار پر سے تصویر مٹا دینا ظاہرا یہ سب درست ہے گو کہ
باپ کو غصہ بھی آئے اسواسطے کہ یہ احتساب سب حق بجانب ہین اور باپ کا غصہ بیجا اور ناحق ہے اس قسم کے احتساب سے

باپ کی ذات مین کچھ تصرف نہین ہوتا جیسے مارنے اور گالی دینے سے ہوتا ہے اگر کوئی یون کہے کہ باپ جب بہت آزردہ ہو
تو احتساب نکرے یہ کہنا ممکن ہے چنانچہ حضرت حسن بصری نے اوس سے فرمایا ہے کہ جب باپ بہت خفا ہو تو بیٹے کو چاہیے کہ چپ ہو رہے اور اوسکو
نصیحت نکرے اے عزیز جان تو کہ غلام کا احتساب اپنے مالک پر اور جورو کا احتساب اپنے خاوند پر اور رعیت کا احتساب بادشاہ پر ایسا ہے جیسے
بیٹے کا احتساب باپ پر اسواسطے کہ ان سبکے بڑے حقوق ہین لیکن شاگرد کا احتساب اپنے اوستاد پر بہت آسان ہے اسواسطے کہ یہ بزرگی اوستادی کی فقط دین کے باعث
ہے اگر اوستاد اوس علم کے موافق جو شاگرد نے اوس سے سیکھا ہے کاربند ہو تو محال نہین بلکہ جو عالم اپنے علم پر عمل نکر یگا طرز ذلیل ہوگا دوسرا رکن
وہ چیز ہے جسمین احتساب ہو اے عزیز جان تو کہ جو کام برا ہو اور سردست موجود ہو اور محتسب اوسکو بے تجسس کیے ہوئے پہچانتا ہو
اور اوس کام کا برا ہونا یقینا جانتا ہو تو اوس کام مین احتساب درست ہے تو اسکی چار شرطین ہوئین پہلی شرط یہ ہے کہ
وہ کام برا ہو گو کہ گناہ نہو یا اگرچہ گناہ صغیرہ ہو مثلاً کسی دیوانے کو یا کسی لڑکے کو جانور کے ساتھ جماع کرتے دیکھے تو منع کرے
حالانکہ یہ گناہ نہین ہے اسواسطے کہ یہ دونون مکلف نہین ہین لیکن یہ فعل فی نفسہٖ شرع مین بد ہے یا اگر کسی دیوانے کو دیکھے
کہ شراب پی رہا ہے یا اگر کسی لڑکے کو دیکھے کہ کسی شخص کا مال تلف کر رہا ہے تو منع کرے اور وہ کام جو گناہ ہو اگرچہ گناہ صغیرہ ہو
اوسمین احتساب کرنا ضرور ہے مثلاً حمام مین شرمگاہ کھولنا اور عورتون کو دکھانا اور خلوت مین اونکے ساتھ کھڑا رہنا اور سونے
کی انگوٹھی اور ریشمی کپڑے پہننا اور چاندی کے کٹورے مین پانی پینا یا اور جو ایسے گناہ صغیرہ ہون اون سب مین احتساب کرنا
لازم ہے دوسری شرط یہ ہے کہ گناہ بالفعل موجود ہو تو اگر کوئی شخص شراب پی چکا ہو تو اوسکے بعد نصیحت کے سوا اوسکو ستانا
درست نہین ہے لیکن حد مارنا حاکم اسلام کا کام ہے اسیطرح اگر کسی کا ارادہ یہ ہو کہ آجکی رات شراب پیون تو اوسکو ستانا نہین
لیکن نصیحت کر سکتا ہے کہ شاید وہ باز آئے اور اگر وہ کہے کہ مین نہ پیونگا تو بدگمانی کرنا درست نہین ہے لیکن جب کوئی شخص
کسی عورت کے پاس تنہائی مین بیٹھا ہو تو صحبت کرنے سے پہلے احتساب کرنا درست ہے کہ خلوت خود معصیت ہے بلکہ اگر
حمام کے دروازے پر کھڑا ہو کہ جو عورتین نکلین اونکو دیکھے تو بھی احتساب لازم ہے اسواسطے کہ ایسا کھڑا ہونا گناہ ہے تیسری
شرط یہ ہے کہ گناہ بغیر تجسس کیے ہوئے ظاہر ہو تجسس کرنا بیجا ہے جو شخص اپنے گھر مین جاکر دروازہ بند کرے تو اوسکی بلا اجازت اندر جانا اور اوسکا
پوچھنا کہ تو کیا کرتا ہے بیجا ہے اور دروازے اور چھت سے کان لگانا تاکہ آواز آئے یہ بھی درست نہین بلکہ جس کام کو خدا نے چھپایا اوسکو مخفی رکھنا چاہیے
مگر یہ کہ اگر ساز کی آواز اور مستون کے شور کی آواز باہر آئے تو اوسمین بلا اجازت اندر جانا اور احتساب کرنا درست ہے اور اگر کوئی فاسق کوئی چیز دامن مین چھپا ہے
لیے جاتا ہو تو گو کہ وہ شراب ہو لیکن اوسے یہ نہ کہنا چاہیے کہ دامن اوٹھا تاکہ مین دیکھون اسکا نام تجسس ہے لیکن جب کہ یہ ممکن ہے
کہ وہ شراب نہو تو دیکھے کو نہ دیکھا کر دے اگر شراب کی بو آئے تو اوسے پھینکنا درست ہے اور اگر ایسی بربط کسیکے پاس ہو جو
بڑی ہو اور جمین کپڑے مین سے اوسکی صورت دکھائی دیتی ہو تو اوسے توڑ ڈالنا درست ہے اور اگر یہ سمجھنا ممکن ہو کہ اور کوئی چیز
ہے تو انجان بنجائے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصہ مشہور ہے کہ ساز کی آواز سنکر کوٹھے پر سے ایک گھر مین اوترکر
دیکھا کہ ایک شخص کسی عورت کے ساتھ شرابخواری کر رہا ہے حقوق صحبت کے باب مین ہمنے اس قصہ کو بیان کیا ہے آدمی ایک

منبر پر صحابہ کے ساتھ حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشورہ کیا کہ تم اس بارہ مین کیا کہتے ہو کہ جب حاکم اپنی آنکھ سے کسی بڑے
کام کو دیکھے تو حد مارنا درست ہے یا نہین بعضون نے کہا کہ درست ہے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے
حد مارنے کو دو گواہ عادل پر موقوف رکھا ہے ایک شخص کا دیکھنا کفایت نکریگا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اپنی ذات پر
حاکم کا عمل درست نہین بلکہ اوسکو مخفی رکھنا واجب ہے چوتھی شرط یہ ہے کہ اوس کام کا برا ہونا حقیقت مین معلوم ہو گمان اور
اجتہاد کا دخل اوسمین نہو پس حنفی جب بغیر ولی کے نکاح کر دے یا پڑوسی کا شفعہ لے یا جو اور ایسے مسائل ہین اونپر عمل کرے
تو شافعی المذہب کو اوسپر اعتراض کرنا درست نہین ہے لیکن اگر شافعی المذہب بغیر ولی نکاح کر دے یا نبیذ خرما پیئے تو اوسکو منع کرنا درست
ہے اسواسطے کہ اپنے امام کی مخالفت کرنا سبکے نزدیک درست نہین ہے اور بعضے علمانے کہا ہے کہ احتساب شراب اور زنا اور
اون ہی کامون مین درست ہے جنکی حرمت بالاتفاق اور بالیقین ثابت ہو اجتہاد کے سبب سے نہو یہ کہنا درست نہین کیونکہ اس
امر پر علما کا اتفاق ہے کہ جو کوئی اپنے اجتہاد یا اپنے امام کے برخلاف کوئی کام کریگا وہ گنہگار ہوگا تو حقیقت مین یہ حرام ہے
اور جو کوئی قبلہ کے بارہ مین اجتہاد کرے کہ اسطرف ہے اور اوس طرف پشت کرکے نماز پڑہے تو وہ گنہگار ہوگا اگرچہ دوسرا شخص
سمجھے کہ وہ صواب پر ہے اور لوگ یہ جو کہتے ہین کہ یہ درست ہے کہ جو شخص جس امام کا مذہب چاہے اختیار کرلے یہ کہنا بیہودہ بات
ہے قابل اعتماد نہین بلکہ ہر شخص کو یہ حکم ہے کہ اپنے ظن کے موافق کام کرے اگر اوسکا ظن یہ ہے کہ مثلاً حضرت امام شافعی رح افضل ہین
تو خواہش نفسانی کے سوا اور کوئی اونکی مخالفت کا عذر نہوگا لیکن مبتدع کہ وہ حق تعالیٰ کے جسم کا قائل ہے اور قرآن کو مخلوق
کہتا ہے اور کہتا ہے کہ حق تعالیٰ کو نہین دیکھ سکتے ہین اور ایسی ایسی باتین بکتا ہے اوسپر احتساب کرنا چاہیے اگرچہ مالکی و حنفی
احتساب نکرین اسواسطے کہ اس قوم مبتدع کی خطا یقینی ہے اور فقہ کے مسائل مین خطا یقینی نہین معلوم ہوتی لیکن مبتدع پر ایسے
شہر مین احتساب کرنا چاہیے جہان مبتدع لوگ شاذ و نادر ہون اور اہل سنت و جماعت اکثر ہون لیکن جب ایسی دو جماعتین ہون
کہ تو مبتدع پر احتساب کرے تو وہ بھی تجھپر احتساب کرین اور فتنہ برپا کرین تو بادشاہ کی اجازت اور قوت کے بغیر ایسا احتساب
نکرنا چاہیے تیسرا رکن وہ شخص ہے جسپر احتساب ہو اسکی شرط یہ ہے کہ وہ شخص مکلف ہو تاکہ اوسکا فعل گناہ ہو اور اوسکی بزرگی
مانع احتساب نہو جیسے باپ کہ اوسکی بزرگی تنبیہ اور تادیب اور اہانت سے بیٹے کو منع کرتی ہے لیکن محتسب دیوانے اور لڑکے کو
خواہش سے منع کرسکتا ہے جیسا مذکور ہوچکا ہے لیکن اس منع کرنیکا نام احتساب نہوگا بلکہ اگر کسی جانور کو ہم مسلمانون کا اناج
کھاتے دیکھین تو اوسے مسلمان کے مال کی حفاظت کے واسطے ہکا دینگے اور منع کرینگے مگر یہ واجب نہین ہے لیکن اگر یہ امر
آسان ہو اور نہ ہمین کچھ نقصان ہو تو حق اسلام کی نظر سے یہ واجب ہے جیسا کہ اگر کسی مسلمان کا مال ضائع ہوتا ہے اور خود
اوسکا گواہ ہے اور رستہ دور نہین تو حق مسلمانی کے واسطے جاکر گواہی دینا اوسپر واجب نہین جب کوئی ذی عقل و ہوش کسی کا
مال ضائع کرتا ہو تو یہ ظلم اور گناہ ہے اسمین اگرچہ تکلیف بھی ہے لیکن احتساب واجب ہے اسواسطے کہ فسق و معصیت سے باز رکھنا یا اوسکو
اوس سے منع کرنا بے رنج و تکلیف کے نہین ہوتا تو رنج و تکلیف اوٹھانا ضرور ہے مگر یہ کہ ایسی تکلیف ہو جسکی برداشت کی طاقت

است نہیں ہے اور احتساب سے غرض اسلام کے شعار کا ظاہر کرنا ہے تو ہمیں رنج و تکلیف اوٹھانا واجب ہے مثلاً اگر کہیں
اس کثرت سے شراب ہے کہ اوسے پھینکتے پھینکتے ماندہ ہو جائیگا تو اوسے پھینکدینا واجب ہے اور اگر بہت سے بکرے کسیکا اناج
کھاتے ہوں اور اونکے ہانکنے میں ماندہ ہو جائیگا اور تضیع اوقات ہوگی تو ایسی محنت واجب نہیں اسواسطے کہ اوسکو اپنے حق کی
حفاظت بھی اوسیطرح کرنا چاہیے جیسے اوروں کے حق کی حفاظت اور وقت اوسکا حق ہے تو کسیکے مال کے بدلے اوسکا ضائع کرنا واجب نہیں لیکن ہمیں کوئی خاص
اوقات صرف کرنا اور گناہ سے منع کرنا واجب ہے اور احتساب میں سب طرح کی محنت اوٹھانا واجب نہیں ہے بلکہ اوسمیں بھی تفصیل ہے
اور وہ تفصیل یہ ہے کہ اگر عاجز ہے تو خود معذور ہے فقط دل سے انکار کرنا واجب ہے لیکن اگر عاجز نہیں اور ڈرتا ہے کہ مجھکو مارینگے
اور میرا کہنا بیفائدہ ہوگا تو اسکی چار صورتیں ہیں اول یہ کہ جانے کہ مجھے مارینگے اور اوس گناہ سے باز نہ آئینگے اس صورت میں
احتساب واجب نہیں مباح ہے کہ زبان یا ہاتھ سے احتساب کرے اور مار دھاڑ پر صبر کرے کہ ہمیں ثواب پائیگا حدیث شریف میں
آیا ہے کہ اوس سے افضل کوئی شہید نہیں جو بادشاہ کو احتساب کرے حتی کہ مار ڈالا جائے دوسری صورت یہ ہے کہ جانے کہ میں
منع کرسکتا ہوں اور کچھ خوف بھی نہیں مجھے ہر طرح قدرت حاصل ہے تو اگر منع نہ کریگا تو گنہگار ہوگا تیسری صورت یہ ہے کہ لوگ گناہ
نہیں چھوڑتے اور اسے مار بھی نہیں سکتے تو شرع کی تعظیم کے واسطے زبان سے احتساب کرنا واجب ہے کیونکہ جسطرح دل سے انکار
کرنے سے عاجز نہیں اوسیطرح زبانی انکار کرنے سے بھی عاجز نہیں چوتھی صورت یہ ہے کہ گناہ کو مٹا سکتا ہو لیکن اوسے مارتے
پیٹتے ہیں جیسا کہ شراب کے شیشہ میں پتھر مار دے اور وہ اچانک ٹوٹ جائے چنگ و رباب پر پتھر مار دے اور وہ دفعتہً ٹوٹ جائیں
تو ایسا احتساب واجب نہیں ہے مگر احتساب کرے ظلم و ستم پر صبر کرنا افضل ہے اگر کوئی شخص کہے کہ حق تعالی نے تو فرمایا ہے کہ لا تلقوا
بایدیکم الی التہلکۃ یعنی اپنے ہاتھوں اپنے تئیں ہلاکت میں نہ ڈالو تو اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما
نے فرمایا ہے کہ اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ حق تعالی کی راہ میں مال صرف کریں تاکہ ہلاک نہوں حضرت براء ابن العازب
رحمۃ اللہ تعالی نے کہا کہ تئیں ہلاکت میں ڈالنا یہ ہے کہ آدمی گناہ کرے اور کہے کہ حق تعالی میری توبہ نہ قبول فرمائیگا حضرت ابو عبیدہ
رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ اسکے معنی یہ ہیں کہ گناہ کریں اور اوسکے بعد کچھ نیکی نہ کریں تو یہ اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالنا ہے
الغرض ایک مسلمان کو درست ہے کہ تنہا کافروں کی صف پر حملہ کرے اور اونسے لڑے یہانتک کہ اوسے مار ڈالیں تو اگرچہ
یہ اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالنا ہے لیکن فائدہ سے خالی نہیں کہ شاید وہ بھی کسیکو مار سکے اور کفار دل شکستہ ہوں اور جانیں
کہ سب مسلمان ایسے ہی شجاع ہوتے ہیں اس مرنے میں بھی ثواب حاصل ہوگا لیکن اگر کوئی اندھا یا اپاہج کافروں کی صف پر حملہ
کریگا تو درست نہیں کہ اس صورت میں اپنے تئیں بیفائدہ ہلاک کرنا ہے اسیطرح اگر ایسا موقع ہے کہ اگر احتساب کریگا تو اوسے
مار ڈالیں گے یا رنج پہونچائیں گے اور گناہ نہ چھوڑینگے اور وہ جو دین کے باب میں سختی کریگا اوس سے کافر شکستہ دل نہونگے اور کسی کو
خیر کی رغبت نہ رہے گی تو ایسا احتساب بھی نکرنا چاہیے اسواسطے کہ بیفائدہ نقصان اوٹھانے سے کیا حاصل اور اس قاعدہ میں دو
اشکال ہیں ایک یہ کہ اوسکا ڈر اس شاید بدگمانی اور بزدلی سے ہو دوسرا یہ کہ مارنے سے نہ ڈرتا ہو جاہ و مال اور قرابتیوں کی رنج کی

ڈرتا ہو تو پہلے اشکال کی تفصیل یہ ہے اگر اس بات کا ظن غالب ہے کہ اوسے مارینگے تو معذور ہے اور اگر مارنیکا ظن غالب نہو
فقط احتمال ہو تو معذور نہوگا اسواسطے کہ ایسا احتمال تو ہمیشہ رہا کرتا ہے اور اگر مارنیکا شک ہو تو ہم کہتے ہین کہ یقینا احتساب واجب ہے
اور شک سے وجوب جاتا نرہیگا اور یہ بھی کہہ سکتے ہین کہ احتساب ایسے مقام پر واجب ہوتا ہے جہان سلامتی کا ظن غالب ہو
دوسری اشکال کا بیان یہ ہے کہ محتسب کے مال یا جاہ یا بدن یا عزیزون اور شاگردون کا ضرر ہو یا اس بات کا خوف ہو کہ اوسے
گالیان دینگے یا دین یا دنیا کا نقصان ہوتا ہے تو اسکے بہت سے اقسام ہین اور ہر ایک قسم کا ایک حکم ہوگا لیکن جب اپنے
حق کے واسطے ڈرتا ہے تو اوسکی دو قسمین ہین ایک یہ کہ یہ ڈرتا ہے کہ آیندہ کوئی چیز فوت ہوجائیگی مثلاً اوستاد پر احتساب کریگا
تو وہ تعلیم سے باز رہیگا تو تعلیم فوت ہوگی یا طبیب علاج مین کمی کریگا یا امیر ماہانہ بند کردیگا یا کچھ کام پڑ جائیگا تو حمایت نکریگا ایسی
باتون مین احتساب سے آدمی معذور نہین رہ سکتا اسواسطے کہ یہ کچھ نقصان اور ضرر نہین آیندہ ایک فائدہ کے فوت ہونیکا خوف
ہے لیکن اگر بالفعل اوس مدد کا محتاج ہے مثلاً خود بیمار ہے اور طبیب ریشمی کپڑے پہنے ہے اگر احتساب کریگا تو وہ اسکی خبر نلیگا
یا عاجز محتاج ہے توکل نہین کرسکتا فقط ایک شخص اسکو نفقہ دیتا ہے اگر اوسپر احتساب کرتا ہے تو وہ نفقہ دینا موقوف کردیگا
یا کسی بدذات کے ہاتھ مین پھنسا ہے اور ایک ہی شخص اوسکی حمایت کرتا ہے تو یہ حاجتین فی الحال ہین ممکن ہے کہ سکوت کرے
ان عذرون سے اسیے ہم رخصت دین کیونکہ یہ ضرر فی الفور ظاہر ہوتے ہین لیکن ان ضررون کے مقدار احوال سے مختلف ہوگی
یہ بات اسکے اجتہاد سے علاقہ رکھتی ہے چاہیے کہ دین کا خیال کرکے احتساب بلا ضرورت سے ہاتھ نہ کھینچے دوسری قسم یہ ہے
کہ اس بات کا خوف ہو کہ جو چیز کہ بالفعل حاصل ہے وہ فوت ہوجائیگی مثلاً اسکا مال چھین لیتے ہین یا اسکا گھر کھودے ڈالتے ہین یا بدن
کی سلامتی فوت ہوئی جاتی ہے یعنی اسے مارتے ہین یا جاہ وعزت مین خلل پڑجاتا ہے یعنی اسکو ننگے سر بازار مین پھراتے ہین
گو کہ مارتے نہین ہین تو ان سب باتون مین معذور رہوگا لیکن اگر ایسی بات کا اوسے خوف ہو جو مروت مین خلل ڈالے لیکن شان و
شوکت مین خلل انداز ہو جیسا کہ اوسے بازار مین پیادہ پا لیے جاتے ہین اور تکلف لباس نہین پہننے دیتے یا اوسکے سامنے سخت او
سست کلام کرتے ہین تو ان سب باتون مین جاہ کی ترقی ہے ایسے سببون سے معذور نہوگا اسواسطے کہ ایسے کامون کی
مداومت شرع مین نازیبا ہے مگر حفظ مروت البتہ شرع مین مطلوب ہے لیکن اس بات سے اگر ڈرتا ہے کہ اسکی غیبت کرینگے یا گالی
دینگے اور اس سے عداوت رکھین گے اور کامون مین اسکی متابعت اور پیروی نہ کرینگے تو یہ باتین ہرگز عذر نہین ہوسکتین اسواسطے
کہ کسی محتسب کو ان آفتون سے چارہ نہین لیکن جب یہ اندیشہ ہو کہ غیبت بھی کرینگے اور گناہون مین بھی ترقی ہوگی تو اس عذر سے
احتساب موقوف رکھنا درست ہے لیکن اگر اپنے اقارب اور احباب کے باب مین ان باتون کا خوف رکھتا ہے مثلاً خود زاہد ہے
اور جانتا ہے کہ مجھے تو نہ مارینگے اور مال بھی نہین رکھتا کہ چھین لینگے لیکن اسکے عوض اسکے اقارب اور احباب کو ستائینگے
تو احتساب کرنا درست نہوگا اسواسطے کہ اپنے حق مین صبر کرنا روا ہے اور اونکے حق مین ناروا ہے بلکہ اونکی رعایت کرنا دین کا
حق ہے اور وہ ضرور ہے **چوتھا رکن** احتساب کی کیفیت کے بیان مین اے عزیز جان تو کہ احتساب کے آٹھ درجے ہین پہلا اینکہ

پہلا اوس شخص کو برائی ہونیکی خبر دینا دوسرا نصیحت کرنا تیسرا کڑی بات کہنا چوتھا ہاتھ سے اوسکے بُرے کام کو بدلنا پانچوان زخمی کرنیکی دہمکی دینا
چھٹا مارنا ساتوان ہتھیار کھینچنا اور مددگارون کو بلانا پہلا درجہ احوال کا جاننا ہے چاہیے کہ محتسب پہلے یقینی پہچان لے اور تجسس
نکرے دروازے اور چھت پر جھکر باتین نہ سُنے اور پڑوسیون سے نہ پوچھے اور اگر دامن مین کوئی بری چیز کسینے چھپائی ہو
تو ہاتھ سے نہ ٹٹولے لیکن بے تجسس کیے اگر ساز کی آواز سُنے یا شراب کی بو سونگھے تو احتساب کرنا درست ہے اور اگر
دو شاہد اوسے خبر دین تو قبول کرے اور دو عادل کے کہنے سے بے اجازت گھر مین گھس جانا درست ہے مگر ایک گواہ کا
قول سُنکر اندر نجانا اولی ہے اسواسطے کہ گھر اوسکی ملکیت ہے اور ایک گواہ عادل کے قول سے حق ملکیت باطل نہوگا
کہتے ہین کہ لقمان کی انگوٹھی مین یہ کھدا تھا کہ ظاہری برائی کا چھپانا گمانی بات پر رسوا کرنے سے اولی ہے **دوسرا درجہ** یہ ہے
کہ اوس کام کی برائی بیان کردے کہ شاید ایسا کوئی کام کرتا ہو جسکی برائی سے بے خبر ہو جیسا کوئی گنوار مسجد مین نماز پڑھتا ہو
اور رکوع وسجود پورے نکرتا ہو یا اوسکے جوتے مین نجاست لگی ہو کہ اگر جانتا تو اسطرح نماز نہ پڑھتا تو اوسکو آگاہ کرنا اور سکھانا ضرور ہے
اور سکھانیکا ادب یہ ہے کہ نرمی اور سہولیت سے سکھائے تاکہ وہ خفا نہو کسی مسلمان کو بے ضرورت خفا کرنا نچاہیے اسواسطے
کہ جب کسیکو کچھ سکھائیگا تو حقیقت مین اوسے نادان بنائیگا اور اوسکا عیب بتائیگا اس زخم کو بے مرہم کے کوئی سہہ نہین سکتا
مرہم یہ ہے کہ تو عذر کرے اور کہے کہ کوئی ماں کے پیٹ سے سیکھکر نہین آتا اور جو کوئی نہین جانتا تو یہ اوسکے ماں باپ اور
اوستاد کا قصور ہے شاید تمھارے پڑوس مین کوئی ایسا عالم نہین ہے جو تمھین سکھائے غرض ایسی باتون سے اوسکا دل خوش
کرے اور جو کوئی ایسا کام نکرے یا کوئی ناخوش ہو تو اوسکی مثال اوس شخص کی ایسی ہے جو کپڑے مین بھرا ہوا خون پیشاب سے
دہوتا ہے ایک نیکی کریگا دوسرا گناہ اوس سے سرزد ہوگا **تیسرا درجہ** یہ ہے کہ پند ونصیحت نرمی سے کرے سختی سے نہین اسواسطے
کہ جب کرنیوالا خود جانتا ہے کہ وہ حرام ہے تو اوسکے بیان کرنے سے کچھ فائدہ نہین تخفیف کرنا چاہیے اور نرمی آدمین یہ ہے کہ مثلاً جب
کوئی شخص نصیحت کرتا ہو تو یون کہے کہ ایسا کون ہے جو ہمارے عیب سے پاک ہو تو اپنے عیب پر نظر کرنا اولی ہے یا غیبت کی سزا کا بیان
پڑھکر سناوے یہان ایک بڑی آفت ہے جس سے بچنا ممکن نہین مگر جسے خدا توفیق دے اسواسطے کہ نصیحت کرنے مین
نفس کی دو بزرگیان ہین ایک یہ کہ اپنے علم اور زہد کی بزرگی ظاہر کرتا ہے اور دوسری بزرگی حکومت اور فوقیت کی ہے اور
آدمی پر یہ دونون باتین محبت جاہ سے پیدا ہوتی ہین آدمیکا مقتضائے طبع یہی ہے کہ اکثر وہ یہ سمجھتا ہے کہ مین نصیحت و
وعظ کرتا ہون اور شریعت کا تابعدار ہون لیکن حقیقت مین وہ محبت جاہ کا مطیع بنا ہوا ہے اور اوسکا یہ گناہ اوس بری کام
سے جو دوسرا کرتا ہے بدتر ہوگا تو اس صورت مین اپنے دل مین سوچے اگر خود بخود یا دوسرے کی نصیحت کے سبب سے اوس شخص کے
توبہ کرنیکو اپنی نصیحت کی بدولت توبہ کرنے سے دوست رکھتا ہے اور نصیحت کرنے سے کراہت رکھتا ہے تو ایسے شخص کو
زیبا ہے کہ نصیحت کیا کرے اور اگر اس امر کو دوست رکھتا ہے کہ یہ میری ہی نصیحت کے جہت سے توبہ کرے تو خدا سے
ڈرنا چاہیے کیونکہ وہ اس نصیحت سے اوسے اپنی طرف بلاتا ہے خدا کی طرف نہین حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ سے

لوگون نے عرض کیا کہ آپ اوس شخص کے بات مین کیا ارشاد کرتے ہین جو پاس جا کر بادشاہ کو احتساب کرے فرمایا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ اوسے کوڑے مارین لوگون نے کہا کہ وہ کوڑے کھانے کی تو قوت رکھتا ہے فرمایا کہ مین ڈرتا ہون کہ اوسے قتل کر ڈالین کہا وہ جان دینے کی بھی طاقت رکھتا ہے فرمایا کہ مجھے اوس بلا کا ڈر ہے جو سب سے بڑی اور سب سے زیادہ چھپی ہوئی ہے اور وہ عجب ہے حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ تعالی کہتے ہین کہ مین نے چاہا کہ فلانے خلیفہ پر احتساب کرون اور مین سمجھا کہ وہ مجھے مار ڈالیگا اس امر سے تو مین نہین ڈرا لیکن وہان بہت لوگ حاضر تھے مین یہ ڈرا کہ لوگ مجھے راستی اور سختی کی صفت پر دیکھین گے اور یہ امر میرے دلکو پسند آئیگا تو مین بے اخلاص مارا جاؤنگا **چوتھا** درجہ کڑی بات کہنا ہے اسمین دو ادب ہین ایک یہ جب تک نرمی اور مہربانی سے کہہ سکتا ہو اور وہ کہنا کافی ہو تب تک سختی نہ کرے دوسرا ادب یہ ہے کہ زبان پر فحش نہ لائے اور جو کچھ کہے سچ ہی کہے مثلاً ظالم فاسق جاہل احمق اس سے زیادہ نہ کہے اسواسطے کہ جو شخص گناہ کرتا ہے وہ احمق ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زیرک وہ شخص ہے جو اپنا حساب کیا کرے اور موت کو دیکھتا رہے اور احمق وہ ہے جو خواہش نفس کی پیروی کرے اور مغرور رہے اور سمجھے کہ حق تعالی مجھسے درگذر کریگا اور سخت گوئی اوسوقت درست ہے جب یہ امید ہو کہ مفید ہوگی اور جب جانے کہ مفید نہوگی تو ترش رو ہو کر اوسے حقارت کی نظر سے دیکھے اور اوسکی طرف سے منہ پھیرے **پانچوان** درجہ ہاتھ سے برے کام کو بدل دینا اسمین بھی دو ادب ہین ایک تو حتی الامکان اوس سے کہے کہ بدل ڈال مثلاً اوس سے کہے کہ ریشمی لباس اوتار اور غیر کی زمین سے نکل جا اور شراب پھینکدے اور جنابت کی حالت مین مسجد سے دور ہو دوسرا ادب یہ ہے کہ اگر بانی کہنا کافی نہو تو ہاتھ پکڑ کر اوسے وہان سے نکال دے اور پھر اس باب مین ادب یہ ہے کہ تھوڑے کام پر اکتفا کرے مثلاً ہاتھ پکڑ کر نکال سکتا ہے تو اوسکی داڑھی نہ پکڑے اور ٹانگ پکڑ کر نہ کھینچے اور اگر ساز توڑتا ہے تو ریزہ ریزہ نہ کرے اور ریشمی کپڑا آہستہ سے اوتارے تاکہ پھٹنے نپائے اور شراب پھینک سکتا ہے تو برتن نہ توڑے اگر نہین پھینک سکتا کہ اوسکے ہاتھ مین نہین ہے تو پتھر مار کر توڑ ڈالنا درست ہے اوسکا تاوان لازم نہ آئیگا اور اگر قرابہ کا منہ تنگ ہے اور جبتک یہ شراب پھینکے پھینکے تب تک اسے پکڑ کر مارینگے تو اس صورت مین اوسے توڑ کر چلدے جب شراب حرام ہوئی ہے تو ابتدا مین یہ حکم تھا کہ جس چیز مین شراب ہو اوسے توڑ ڈالو لیکن یہ حکم منسوخ ہو گیا بعضے علما نے کہا ہے کہ وہ شراب کے خاص برتن تھے اب بلا عذر توڑنا درست نہین ہے اگر کوئی شخص بلا عذر توڑ ڈالیگا تو اوسپر تاوان لازم آئے گا **چھٹا** درجہ تھدید اور ڈرانا ہے مثلاً یون کہے کہ شراب پھینک نہین تو تیرا سر توڑ ڈالونگا یا ذلیل کرونگا اگر آہستگی سے کام نہ نکلے تو ایسا کہنا درست ہے اسمین بھی دو ادب ہین ایک یہ کہ ایسی چیز سے تھدید نہ کرے جو درست نہو مثلاً یون نہ کہے کہ تیرے کپڑے پھاڑ ڈالونگا اور تیرا گھر کھود ڈالونگا اور تیرے جورو لڑکون کو ستاؤنگا دوسرا ادب یہ ہے کہ تھدید مین وہی بات کہے جو کر سکتا ہو تاکہ جھوٹ نہو جائے یون نہ کہے کہ تیری گردن مارونگا سولی دونگا اور اگر جتنا قصد رکھتا ہے اوس سے مبالغہ کرے اور جانے کہ اس سبب سے اوسے بہت ہراس ہوگا تو اس مصلحت سے مبالغہ درست ہے جیسا دو آدمیون مین صلح کرانے کے واسطے دروغ مصلحت آمیز درست ہے **ساتوان** درجہ ہاتھ پاؤن اور لکڑی سے مارنا ہے یہ بات حاجت کے وقت حاجت کی قدر درست ہے حاجت کے وقت سے

یہ مراد ہے کہ آدمی بے مار کہائے گناہ نچھوڑے لیکن جب گناہ چھوڑ دیا تو مارنا درست نہین ہے کہ گناہ کے بعد سزا دینے کو تعزیر اور حد
کہتے ہین تعزیر دینا اور حد مارنا بادشاہ کو پہونچتا ہے نہین یہ ادب ہے کہ جبتک ہاتھ سے مارنا کافی ہو تو لکڑی سے نہ مارے اور منہ پر
نمارے اگر یہ کافی نہو تو تلوار کھینچکر ڈرائے اگر کوئی شخص کسی عورت کے گلے مین ہاتھ ڈالے ہوا ور بے تلوار دہمکائے اوسے چھوڑے
تو تلوار کھینچنا درست ہے اگر محتسب اور اوس شخص کے درمیان ندی حائل ہو تو کمان مین تیر رکھکر کہے کہ اگر تو ایسے کام سے
باز نہین آتا تو تیر مارتا ہون اگر باز نہ آئے تو تیر مارنا درست ہے لیکن ران اور پنڈلی پر مارنا چاہیے نازک جگہہ پر تیر نہ مارے
آٹھوان درجہ اگر محتسب اکیلا کافی نہو تو لوگون کو جمع کرے اور لڑے اور شاید فاسق بھی لوگون کو جمع کرے اور مقابلہ کی نوبت
آئے تو کچھ عالمون نے کہا ہے کہ جب ایسا ہو تو بادشاہ کی بے اجازت نہ چاہیے کہ اس سے فتنہ برپا ہوگا اور فساد پیدا ہوگا اور کچھ
عالمون نے کہا ہے کہ جسطرح کافرون کے ساتھہ جہاد کرنا بے حکم بادشاہ درست ہے فاسقون کے ساتھہ جنگ کرنا بھی درست ہے
اسواسطے کہ اگر محتسب مارا جائیگا تو شہید ہوگا **محتسب کے آداب** ای عزیز جان تو کہ محتسب کو تین خصلتین ضرور ہین علم زہد حسن خلق
اسواسطے کہ اگر اوسے علم نہوگا تو برے بھلے کام مین تمیز نہ کر سکیگا اور اگر زہد نہوگا تو اگرچہ تمیز کر سکیگا لیکن اوسکا کام غرض نفسانی سے
خالی نہوگا اور اگر اوسمین حسن خلق نہوگا تو لوگ جب اوسے ایذا پہونچائینگے تو غصہ کے سبب سے خدا کو بھول جائیگا اور حد سے قدم
بڑہا دیگا ہر ایک کام نفسانیت سے کریگا حقانیت سے نہین اس صورت مین اوسکا احتساب معصیت کا سبب ہوگا اسیواسطے
ایکبار امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک کافر کو دے مارا کہ مار ڈالین اوس کافر نے آپکے چہرہ مبارک پر تھوک مارا آپنے
اوسے چھوڑ دیا اور فرمایا جب مجھے غصہ آگیا تو مین ڈرا کہ اب یہ قتل کرنا حق تعالی کے واسطے نہوگا اور امیر المومنین حضرت عمر رضی
اللہ تعالی عنہ ایک شخص کو درے مار رہے تھے اوس کمبخت نے آپکو گالی دی آپنے اوسے مارنا موقوف کر دیا لوگون نے پوچھا
کہ آپنے کیون چھوڑ دیا فرمایا کہ ابتک مین اسے خدا کے واسطے مارتا تھا اب اسنے مجھے گالی دی اب جو مارونگا تو یہ مارنا غصہ سے
ہوگا اسیواسطے حضرت سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ نے فرمایا ہے احتساب نکرے مگر وہ شخص جو جس کام مین امر یا نہی
کرتا ہے اوسکا عالم ہو اور اوسمین حلیم ہو اور اوسمین نرمی والا ہو اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ تو جس کام کا حکم
کیا جاتا ہے چاہیے کہ پہلے تو خود اوسپر عمل کرتا ہو یہ امر آداب مین سے ہے شرط نہین اسواسطے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
سے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ جبتک ہم سب خود عمل نہ کر لین تب تک کیا امر معروف اور نہی منکر بھی نہ کرین فرمایا کہ ایسا نہین ہے
اگرچہ وہ کام تم سب سے ادا نہو لیکن احتساب ترک نہ کرو اور آداب احتساب مین یہ بھی ہے کہ محتسب صابر رہے اپنے اوپر رنج سے اسواسطے کہ
حق تعالی نے فرمایا ہے وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ تو جو شخص رنج پر صبر نکریگا اوس سے
احتساب نہو سکیگا اور ضروری آداب مین سے ایک یہ بھی ہے کہ محتسب کم علائق اور کم طمع ہو کیونکہ جہان طمع دامنگیر ہوگی احتساب
باطل ہو جائیگا ایک مشائخ کی عادت تھی کہ قسائی سے بلی کے واسطے چھیچھڑے لیا کرتا تھا ایکدن اوس قسائی سے کوئی بری بات
دیکھی پہلے اپنے گھر مین جاکر بلی کو دفع کیا بعدہ قسائی پر احتساب کیا قسائی کہنے لگا بھلا کیا اب چھیچھڑے نہ مانگو گے جواب دیا کہ مین

پہلے سے بدی کو دفع کر کے احتساب کے واسطے آیا ہون اور جو شخص یہ بات چاہتا ہو گا کہ لوگ مجھسے محبت کرین اور میرے مداح اور مجھسے راضی رہین وہ شخص احتساب نکر یگا حضرت کعب الاحبار نے حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ تعالی عنہما سے پوچھا کہ تیری قوم مین تیرا کیا [illegible] ہے کہا اچھا حال ہے انھون نے کہا کہ توریت مین لکھا ہے کہ جو شخص احتساب کرتا ہے نہین وہ اپنی قوم مین ذلیل و خوار رہتا ہے انھون نے کہا کہ توریت سچ کہتی ہے اور ابو مسلم [illegible] ہے لیغرض جان تو کہ احتساب کی اصل یہ ہے کہ اوس گنہگار کے واسطے جو گناہ کرتا ہے محتسب دلسوز رہے اور اوسے شفقت کی نظر سے دیکھے اور اوسے اسطرح منع کرے جسطرح کوئی اپنے فرزند کو منع کرتا ہے اور نرمی کرے کسی محتسب نے خلیفہ مامون سے احتساب کے وقت سخت گفتگو کی خلیفہ مامون نے کہا کہ اے جوانمرد حق تعالی نے تجھسے زیادہ بہتر آدمیکو مجھسے زیادہ بدتر آدمیکے پاس بھیجکر حکم فرمایا ہے کہ اوس سے نرمی کے ساتھہ بات کرین یعنی حضرت موسی اور حضرت ہارون علیہما السلام کو فرعون کے پاس بھیجکر ارشاد فرمایا فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَيِّنًا یعنی نرمی کے ساتھہ بات کرو شاید فرعون قبول کرے [illegible] دیکھو چاہیے کہ اس امر مین حضرت سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوۃ والثنا کی پیروی کرے ایک جوان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجیے کہ مین زنا کرون صحابہ اوسپر چلانے لگے اور چاہا کہ اوسے مارین آپنے ارشاد فرمایا کہ اسے مارو نہین پھر اوسے اپنے پاس بلا کر زانو بزانو اپنے بٹھالا اور پوچھا کہ ایجوان کیا تو اس امر کو روا رکھتا ہے کہ کوئی شخص تیری مان کے ساتھہ ایسا فعل کرے اوسنے عرض کیا نہین آپنے فرمایا کہ اور لوگ بھی اس امر کو روا نہین [illegible] رکھتے پھر آپنے پوچھا کہ بھلا تو یہ روا رکھتا ہے کہ تیری بیٹی کے ساتھہ کوئی ایسا فعل کرے اوسنے عرض کیا نہین فرمایا کہ اور لوگ بھی یہ روا نہین رکھتے پھر ارشاد فرمایا کہ بھلا تو یہ روا رکھتا ہے کہ کوئی تیری بہن کے ساتھہ ایسا برا کام کرے یا تیری پھوپھی یا خالہ کے ساتھہ اسیطرح ایک ایک بابت آپ اوس سے سوال کرتے تھے وہ عرض کرتا تھا کہ نہین آپ فرماتے تھے اسیطرح اور لوگ بھی اس امر کو روا نہین رکھتے پھر جناب [illegible] صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحابہ اجمعین نے اوسکے سینے پر ہاتھہ پھیرا اور فرمایا کہ بار خدایا اسکے دل کو پاک کر اور اسکی شرمگاہ کو بچائے رکھہ اور اسکا گناہ بخشدے آخر وہ جوان آپکی خدمت فیضدرجت سے پھرا اور تمام عمر زنا سے زیادہ کسی چیز کو اپنا دشمن نجانتا تھا حضرت فضیل عیاض رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے لوگون نے کہا کہ سفیان عینیہ بادشاہ سے خلعت لیا کرتے ہین فرمایا کہ بیت المال مین اونکا حق اس سے زیادہ ہے پھر حضرت فضیل نے سفیان کو تنہائی مین دیکھکر اونپر عصہ کیا اور ملامت کی سفیان نے کہا کہ ابو علی مین اگرچہ صالحین مین سے نہین ہون لیکن صالحین سے مجھے محبت ہے صلت ابن اشیم رحمۃ اللہ تعالی اپنے شاگردون کے ساتھہ بیٹھے تھے ادہر سے ایک شخص کا گذر ہوا اوسکا تہبند زمین مین لوٹتا تھا جیسا متکبران عرب کی عادت ہے اور اس امر کی شرع مین ممانعت ہے شاگردون نے چاہا کہ اوس شخص کے ساتھہ سختی کرین تو انھون نے اپنے شاگردون سے کہا تم چپ رہو مین اسکی تدبیر کرتا ہون پھر اوسکو پکار کر کہا کہ اے برادر مجھے تجھسے کچھ کام ہے اوسنے پوچھا کیا کہا کہ تہبند اوٹھائے اوسنے کہا بہت خوب پھر اپنے شاگردون سے کہا کہ اگر مین سختی سے کہتا تو وہ قبول نکرتا اور گالی دیتا [illegible] ایک شخص نے ایک عورت کو پکڑ کر چھری کھینچی تھی کسی کی یہ جرأت نہ پڑتی تھی کہ اوسکے سامنے جائے اور عورت چلاتی تھی حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالی نے اوسکے پاس جا کر کاندہے سے کاندہا ٹھرا دیا وہ شخص بیہوش ہو کر گر پڑا اور اوسکے بدن سے پسینا

بہنے لگا اور عورت اوسکے ہاتھہ سے چہوٹ گئی جب ہوش مین آیا تو لوگون نے پوچھا تجہپر کیا گذری بولا اسقدر جانتا ہون کہ
ایک شخص میرے پاس آیا اور اپنا بدن میرے بدن سے ملاکر آہستہ سے یہ کہا کہ حق تعالی دیکھتا ہے کہ تو کہان ہے اور کیا کر رہا ہے
اور سکے اس کہنے کی ہیبت سے مین گر پڑا لوگون نے کہا کہ وہ حضرت بشر حافی تھے اوسنے کہا کہ آہ اب اس ندامت کے ساتھہ
اونکی زیارت کیونکر کرون اوسی وقت سے اوس شخص کو بخار چڑہا اور ایک ہفتہ مین مرگیا **تیسرا باب اون منکرات کے
بیان مین جنکا رواج عادۃً ہے** ایعزیز جان تو کہ اس زمانہ مین تمام عالم بری باتون سے بھرا ہوا ہے اور لوگون کو
اب اسکے صلاح پذیر ہونے کی یاس ہے اور اس سبب سے کہ سب کامون کی قدرت نہین رکھتے اون کامون سے بھی ہاتھہ
کھینچا ہے جنکی قدرت رکھتے ہین جو دیندار ہین اونکا یہ حال ہے اور جو اہل غفلت ہین وہ خود اس رواج سے راضی ہین ایعزیز
جس چیز پر تو قادر ہے اومین سکوت کرنا درست نہین ہے اور ہم ان منکرات کی ہر قسم کیطرف اشارہ کرتے ہین کہ فرداً فرداً اسکا
بیان کرنا ممکن نہین یہ منکرات بعضے مساجد مین ہین بعضے بازارون اور راہون مین بعضے حمامون اور گھرون مین **منکرات
مساجد** یہ ہین کہ مثلاً کوئی شخص نماز پڑہے اور رکوع و سجود اچھی طرح ادا نکرے یا قرآن پڑہے اور راگ داری کرے یا موذن لوگ
اکٹھا ہوکر اذان دین اور الحان سے بہت بڑہائین اس سے نہی وارد ہوئی ہے اور حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح کہنے کے وقت
تمام بدن قبلہ کیطرف سے پھیر لین اور یہ کہ خطبہ پڑہنے والا ریشمی لباس پہنے اور سونا چڑہی تلوار باندہے یہ فعل حرام ہے اور یہ کہ
لوگ مسجد مین ہنگامہ کرین قصّے کہین اشعار پڑہین تعویذ یا اور کچہ بیچین اور یہ کہ لڑکے اور دیوانے اور مست مسجد مین آئین اور
شور مچائین اور نمازیون کو اونسے اذیت ہو لیکن اگر کوئی لڑکا چپ رہتا ہے اور دیوانہ اذیت نہین دیتا اور مسجد ناپاک نہین کرتا
تو اوسکا آنا درست ہے اگر کوئی لڑکا مسجد مین کبھی کبھی بازی کرے تو اوسے منع کرنا واجب نہین ہے اسواسطے کہ حبشی مدینہ منورہ کی
مسجد مین پھری گدکا کھیلتے تھے اور ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہانے تماشا دیکھا لیکن اگر مسجد کو بازیگاہ
ٹھہرالین تو منع کرنا چاہیے اگر کوئی شخص خیاطی یا کتابت کرتا ہے اور لوگون کو اوس سے کچہ تکلیف نہین ہوتی تو درست ہے
لیکن اگر ہمیشہ کے واسطے مسجد کو دکان بنائیگا تو مکروہ ہے اور وہ کام جسکے سبب سے مسجد مین غلبہ ظاہر ہوتا ہے نہ کرے مثلاً
وہان ہمیشہ حکمرانی کرنا اور قبالہ لکھنا نچاہیے مگر یہ کہ گاہ گاہ ہو اسواسطے کہ حضرت سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنانے کبھی کبھی
مسجد مین حکمرانی کی ہے لیکن حکمرانی کرنے کے واسطے جلوس نہ فرماتے تھے اگر دہوبی مسجد مین کپڑے سکھائین اور رنگریز کپڑے
رنگین یا خشک کرین تو یہ سب کام برے ہین بلکہ جو لوگ مسجد مین بیٹھکر قصہ کہین اور اونمین کمی زیادتی ہو اور حدیث کی معتبر کتابون
مین نہون تو اون لوگون کو وہان سے نکالدینا چاہیے کہ اگلے بزرگون نے ایسا ہی کیا ہے اور جو لوگ اپنے تئین بناتے سنوارتے
ہین اور شہوت اونپر غالب ہے اور مسجع عبارت بولتے ہین یا گاتے ہین اور جوان عورتین مسجد مین موجود ہوتی ہین تو یہ گناہ کبیرہ
مسجد کے باہر بھی یہ فعل نکرنا چاہیے بلکہ واعظ ایسا شخص چاہیے جسکا ظاہر صلاحیت سے آراستہ ہو اور دینداروں کا لباس پہنے
اور یہ کسی حال مین درست نہین کہ جوان عورتین مردون کے ساتھہ ایسا مل بیٹھین کہ اونکے درمیان کوئی چیز حائل نہو بلکہ ام المومنین

حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہانے اپنے زمانہ مین عورتونکو مسجد مین جانے سے منع فرمایا حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
زمانہ مین آتی تھین اور حضرت بی عائشہ رضی اللہ عنہانے یہ بات فرمائی کہ اگر رسول مقبول صلعم اس زمانہ کا حال دیکھتے تو بیشک عورتونکو مسجد مین جانے سے منع
فرماتے اور منجملہ منکرات یہ ہے کہ مسجد مین کچہری لگائین اور بانٹ چونٹ کیا کرین اور معاملہ و حساب کیا کرین یا بیٹھکر اوسے تماشا گاہ بنائین غیبت اور بیہودہ دنیا کی باتون مین
مشغول ہون یہ سب کام کرنا بیجا ہے اور مسجد کی عظمت اور حرمت کے خلاف ہے **بازارون کے منکرات** یہ ہین کہ خریدار سے جھوٹ
کہین اور مال کا عیب چھپائین بانٹ ترازو و گز درست نرکھین اور مال مین دغا کرین عید کے دن لڑکون کے واسطے راگ کے
ساز اور حیوانون کی تصویرین بیچین نوروز کے واسطے لکڑی کی ڈھال تلوار بیچین سدہ کے واسطے مٹی کا بہوپوا اور پپیہا بیچین یا
رفو کیا ہوا اور ردی یا ہوا پرانا کپڑا نیا کرکے بیچین ایسا ہی ہر چیز کا حال ہے جسمین دغابازی ہو اور سونے چاندی کی انگیٹھی یا
کوزہ یا دوات یا برتن وغیرہ ان چیزون مین بعضی حرام ہین بعضی مکروہ اور جانورون کی تصویرین حرام ہین اور وہ جو سدہ اور
نوروز کے واسطے بیچتے ہین جیسے لکڑی کی ڈھال اور مٹی کا بہوپوا اور پپیہا یہ چیزین فی نفسہا حرام نہین ہین مگر آتش پرستون کا
رویہ ظاہر کرنے [illegible] حرام ہین اسواسطے کہ وہ شرع کے خلاف ہے اور جو چیزین ان دنون کے واسطے بنائین وہ درست نہین
بلکہ نوروز کے سبب سے بازارون کا آراستہ کرنا اور مٹھائی بنانا اور تکلفات زیادہ کرنا نچاہیے اسواسطے کہ نوروز اور سدہ کو
[illegible] چاہیے [illegible] بعضے علماے متقدمین نے کہا ہے کہ مسلمانون کو اسدن روزہ رکھنا چاہیے تاکہ وہ
[illegible] ہرگز نکرنا چاہیے تاکہ [illegible] آنے اور [illegible]
کہا ہے کہ [illegible] اسدن کو یاد ہی کرنا نچاہیے بلکہ اور دنون کے مانند
[illegible] کو بھی تاکہ اسکا نام و نشان باقی نرہے **شاہراہ کے منکرات** یہ ہین
کہ راہ مین [illegible] دکان بنائین کہ رستہ تنگ ہو جائے یا درخت لگائین اور سائبان چھجا پرنالہ نکالین کہ اگر کوئی سوار
نکلے تو [illegible] یا لکڑی لگائین یا جانور باندہین کہ اوسکے سبب سے رستہ تنگ ہو جائے ایسی باتین درست نہین مگر بقدر حاجت جیسے کہ
بوجہ اوتار کر فوراً گھر مین لیجائین کانٹے لدے ہوئے گدہے تنگ گلی مین نہ لائین جس سے لوگون کے کپڑے پھٹ جائین مگر
یہ کہ ایک رستے کے سوا اور کوئی راہ نہو اس صورت مین حاجت کی وجہ سے درست ہے اور جانور کی طاقت سے زیادہ اوسپر
بوجھ لادنا نچاہیے اور قصائی کو بازار مین بکرا ذبح کرنا اور بنانا نچاہیے کہ لوگون کے کپڑے خراب ہونگے بلکہ بکرا ذبح کرنے اور بنانے
کی جگہہ دکان مین بنائے اور بازار مین خربزہ کے چھلکے ڈالنا یا اسقدر پانی چھڑکنا کہ لوگون کے پاؤن پھسلین یہ بھی نچاہیے
اور جو شخص رستے مین برف پھینکے یا اوسکے کوٹھے کا پانی راہ مین گرے اوسپر لازم ہے کہ راہ کو صاف کرائے لیکن جہان سب
لوگون کے گھر کی موریان بہتی ہون اوسکی درستی سب پر واجب ہے اور یہ حاکم کو پہونچتا ہے کہ لوگونکو اوس کام کیطرف لائے اور
کسیکو اپنے دروازے پر ایسا کتا رکھنا نچاہیے جس سے لوگون کو خوف ہو اگر رستہ نجس کرنیکے سوا اور کچہ تکلیف کتے سے نہو تو
منع نکرنا چاہیے کیونکہ اوس سے بچاؤ ممکن نہین اور اگر رستہ مین کتا سو جائے جسکے سبب سے راہ تنگ ہو جائے تو یہ بھی نہین چاہیے

بلکہ ڈوریے کو بھی کتا بیے ہوئے راہ مین مٹھینا یا سونا نچاہیے **حمام کے منکرات** یہ ہین کہ ناف سے زانو تک ستر عورت نکرے
یا کوئی شخص کھڑا ہوا اوسکے سامنے ران کھولکر ملے اور میل چھوڑائے بلکہ لنگی کے اندر ہاتھ ڈالکر بھی ران کو پکڑنا نچاہیے اسواسطے کہ
جیسا دیکھنا ویسا چھونا حمام کے دروازے پر حیوانات کی صورتین بنانا بھی منکرات مین سے ہے اونھین مٹا دینا یا وہان سے خود
نکل آنا واجب ہے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب مین نجس ہاتھ یا ناک برتن تھوڑے پانی مین ڈالنا منکرات سے ہے
اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب مین درست ہے مالکی مذہب پر اعتراض نکرنا چاہیے اور بہت پانی بہانا بھی منجملہ منکرات
ہے اور اور منکرات ہین اونکو طہارت کے بیان مین ہمنے ذکر کیا ہے **مہمانی کے منکرات** یہ ہین ریشمی فرش چاندی کی انگیٹھی
گلاب پاش عطردان چنگیر اور وہ پردے جنمین تصویرین بنی ہون اگر تکیہ بچھونے مین تصویرین ہون تو کچھ مضائقہ نہین جو انگیٹھی
بصورت جانور ہو وہ منکر اور بد ہے اور اگر گانا ہوتا ہو اور جوان رنڈیان جوان مردون کو دیکھنے آئین تو اس سے بہت فساد پیدا
ہوتے ہین ان سب باتون پر حسبت اور ممانعت واجب ہے اگر منع نہین کر سکتا تو وہان سے باہر چلا جائے حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ
چاندی کی سرمہ دانی دیکھی اسواسطے محفل سے اوٹھکر چلے گئے علیٰ ہذا القیاس اگر مجلس مین کوئی شخص ریشمی کپڑے یا سونے کی انگوٹھی
پہنے ہو تو وہان نہ بیٹھنا چاہیے اور اگر تمیزدار لڑکا ریشمی لباس پہنے ہو تو بھی نچاہیے کیونکہ جسطرح مسلمانون پر شراب حرام ہے اوسیطرح
مردون پر یہ بھی حرام ہے اور یہ خرابی ہے کہ اگر اوسکی عادت پڑجائیگی تو جوانی کے بعد بھی اسکا شوق رہیگا لیکن لڑکا اگر تمیزدار نہو
اور ریشمی لباس کا مزہ اور حظ نہین جانتا ہو تو مکروہ ہے شاید حرمت کے درجے کو نہ پہونچے اگر محفل مین کوئی مسخرہ ہے کہ جھوٹ
اور فحش بک بک کر لوگونکو ہنساتا ہے تو وہان اوسکے ساتھ بیٹھنا نچاہیے اے عزیز منکرات کی تفصیل دراز ہے جب اسقدر تونے سمجھ لیا
تو مدرسہ اور خانقاہ اور محکمہ اور دربار شاہی وغیرہ کے منکرات کو اسی پر قیاس کرے واللہ اعلم بالصواب ؎

دسوین اصل رعیت کی نگہبانی اور حکمرانیکے بیان مین

اے عزیز جان اس بات کو جان کہ حکمرانی بہت بڑا بزرگ کام ہے اگر بطریق عدل ہو تو زمین پر حق سبحانہ تعالیٰ کی خلافت ہے
اور اگر عدل و شفقت سے خالی ہو تو ابلیس کی نیابت ہے اسواسطے کہ والی ملک کے ظلم سے زیادہ کسی فساد مین اثر نہین
اور علم و عمل فرمانروائی کی اصل ہے اور حکومت کا علم اگرچہ بڑا ہے لیکن اوسکا عنوان یہ ہے کہ حاکم کو یہ جاننا چاہیے کہ اوسے
حق تعالیٰ نے اس جہان مین کاہیکو بھیجا ہے اور اوسکی قرارگاہ کہان ہے دنیا اوسکی منزلگاہ ہے قرارگاہ نہین
اور وہ بصورت مسافر ہے کہ رحم مادر اوسکی منزل کی ابتدا ہے اور قبر اوسکے منزل کی انتہا ہے اور وطن اوسکے سوا ہے جو برس اور
مہینا اور دن اوسکی عمر سے گذرتا ہے وہ ایک منزل کے مانند ہے کہ اوسکے سبب سے وہ اپنی قرارگاہ سے بہت نزدیک ہوتا جاتا ہے
جو شخص پل پر گذرے اور پل کی عمارت مین اوقات گذارے اور اپنی منزلگاہ بھول جائے وہ احمق ہے بلکہ عقلمند وہ ہے کہ مثل
دنیا مین زاد راہ آخرت کے سوا اور کچھ نطلب کرے اور دنیا مین اوسقدر پر قناعت کرے جسکی ضرورت رکھتا ہے جو کچھ حاجت سے

زیادہ ہوگا وہ زہر قاتل ہے اور موت کے وقت وہ چاہے گا کہ میرے تمام خزانون مین خاک بھری ہوتی سونا چاندی کچھ نہوتا تو وہ جسقدر زیادہ جمع کریگا اوسمین سے بقدر کفایت ہی اوسے نصیب ہوگا باقی سب حسرت واندوہ کا تخم ہوگا اور موت کے وقت اوسپر جانکنی دشوار ہوگی اور یہ حسرت اس صورت مین ہوگی کہ حلال کا مال ہو اگر مال حرام ہوگا تو آخرت کا عذاب اس حسرت سے کہین زیادہ ہوگا اور بے رنج اوٹھائے دنیوی خواہشون سے صبر کرنا ممکن نہین مگر آدمی کا ایمان اگر اوس بات پر ٹھیک ہو کہ دنیا کی چند روزہ لذت جو سراپا کدورت ہے اوسکے سبب سے لذت آخرت جو سلطنت لازوال ہے اور کسی کدورت کو اوسمین دخل نہین وہ فوت ہوجائے گی تو چند روزہ صبر کرنا بہت ہی آسان ہوگا اسکی مثل ایسی ہے جیسے کسی عاشق کا کوئی معشوق ہو اور عاشق سے کہین کہ اگر آجکی رات تو اوس معشوق پاس جائیگا تو پھر اوسے ہرگز نہ دیکھنے پائیگا اور اگر آجکی رات تو صبر کریگا تو بے رقیب اور بے مخل صحبت کے ہزار شبون کے واسطے لوگ اوس معشوق کو تیرے سپرد کردینگے تو اسکا شوق اگرچہ حد سے زائد ہو مگر بے تامل ہزار شب وصل کی امید پر ایک رات صبر کرنا اوسے آسان ہوگا اور دنیا کی مدت آخرت کی مدت کا ہزاروان حصہ بھی نہین ہے بلکہ اوس سے کچھ نسبت ہی نہین رکھتی اور ابد کی درازی ہرگز آدمی کے وہم وخیال مین نہین آسکتی اسواسطے کہ اگر فرض کرین کہ ساتون آسمان اور ساتون زمین کو سائین کے دانون سے بھردین اور ہزار ہزار برس کے بعد ایک چڑیا اوسمین سے ایک ایک دانہ چگیگی تو وہ سائین کے دانے سب تمام ہوجائینگے اور مدت ابد مین سے کچھ بھی کم نہوگا تو آدمی کی [illegible] سو برس کی ... اور مشرق سے مغرب تک تمام ممالک روے زمین کی سلطنت صاف بے مخالف اسے ملے تو بھی آخرت کی سلطنت ابدی مدت کے مقابلے مین اسکی کیا قدر ہے پھر جسکو دنیا مین تھوڑا ہی سا حصہ ملے اور وہ بھی صاف نہو اور جو کچھ ہو بہت سے خسیس اور کمینے ایسے ہوتے ہین کہ اوسمین اس سے بڑھ بڑھ کر ہون تو سلطنت جاوید کو اس حقیر اور سراپا کدورت کام کے عوض بیچنے کا کیا ہو سے تو حاکم ہو خواہ محکوم سبکو چاہیے کہ ہمیشہ اپنے جی سے ایسی باتین کیا کرے اور اپنے دل پر اس مضمون کو تازہ کرلیا کرے تاکہ چند روزہ خواہشون سے صبر کرنا اور رعیت پر مہربانی کرنا اور بندگان خدا کو اچھی طرح رکھنا اور حق تعالی کی خلافت بجالانا اوسپر آسان ہوجائے آدمی نے جب یہ جان لیا تو فرمانروائی مین اسطرح مشغول ہو جسطرح خدا نے فرمایا ہے اوس طور پر مشغول نہو جو صلاح دنیا ہے اسواسطے کہ عدل کے ساتھ حکمرانی کرنے سے زیادہ کوئی عبادت اور قربت حق تعالی کے نزدیک فضل اور بزرگ نہین ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بادشاہ کا ایکدن عدل کرنا ساٹھ برس برابر عبادت کرنے سے افضل ہے اور یہ جو حدیث شریف مین آیا ہے کہ قیامت کے دن سات آدمی خدا کے سایہ مین ہونگے تو اونمین سے پہلا بادشاہ عادل ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بادشاہ عادل کے واسطے ساٹھ صدیق مستعد عبادت کا عمل فرشتے آسمان پر لیجاتے ہین اور فرمایا ہے کہ بادشاہ عادل حق تعالی کا بہت مقرب اور بڑا دوست ہے اور بادشاہ ظالم خدا کا بہت معذب اور بڑا دشمن ہے اور فرمایا کہ اوس خدا کی قسم جسکے دست قدرت مین محمد کی جان ہے کہ جتنے تمام رعایا کے عمل ہوتے ہین ہر روز بادشاہ عادل کے بھی اتنے ہی عمل فرشتے آسمان پر لیجاتے ہین اور اوسکی نماز ستر ہزار نمازون کے برابر ہے جب ایسا امر ہے تو اس سے زیادہ

دریافت ہوگی کہ حق تعالی نے منصب سلطنت دے تاکہ اوسکی ایک ساعت دوسرے کی تمام عمر کے برابر ہو جاسے اور کوئی شخص جب اس نعمت کا حق نہ پہچانے اور ظلم اور اپنی خواہش مین مشغول ہو تو معلوم ہوا کہ عذاب کا مستحق ہوگا اور عدل جب ہی بن پڑتا ہے کہ بادشاہ دس قاعدون کو اپنی نگاہ مین رکھے **پہلا** قاعدہ یہ ہے کہ جو مقدمہ پیش ہوا وسمین یہ فرض کرے کہ خود تو رعیت ہے اور بادشاہ اور ہی کوئی ہے جو بات اپنے حق مین پسند نکرے وہ کسی مسلمان کے واسطے بھی نہ پسند کرے اگر پسند کریگا تو فریب مین دغا اور خیانت کی ہوگی جنگ بدر کے دن حضرت سلطان الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والثنا سایہ مین بیٹھے اور اصحاب کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین دھوپ مین تھے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام آئے اور کہا یا رسول اللہ آپ سایہ مین ہین اور اصحاب دھوپ مین اتنی سی باتین حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے گلہ ہوا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ دوزخ سے نجات پائے اور جنت مین جائے اوسے چاہیے کہ کلمۂ لا الہ الا اللہ کہتا ہوا مرے اور جو چیز اپنے واسطے نہین پسند کرتا کسی مسلمان کے لیے بھی پسند نکرے آور فرمایا ہے کہ جو شخص صبح کو اوٹھے اور خدا کے سوا اور کسی اور سے دل لگا ہے وہ مرد خدا نہین ہے اور اگر مسلمانون کے کام اور خدمت سے بے پروا ہے تو مسلمان نہین ہے **دوسرا** قاعدہ یہ ہے کہ اپنے دروازے پر حاجتمندون کا منتظر رہنا آسان نہ جانے اور اوسکے خطر سے حذر کرتا رہے اور جب تک کسی مسلمان کی حاجت باقی رہے کسی نفل عبادت مین مشغول نہو اسواسطے کہ مسلمانون کی حاجت روائی کرنا سب نفلون سے بہتر ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالی ظہر کے وقت تک خلق کے کام مین مصروف رہے اور تھک گئے گھر مین گئے کہ دم بھر آرام لیوین اونکے بیٹے نے کہا کہ آپکو کس سبب سے اطمینان ہے شاید اسیوقت موت آجائے اور کوئی شخص آپکے دروازے پر منتظر حاجت ہو اور آپ مقصر رہ جائین اونھون نے جواب دیا کہ سچ کہتا ہے پس اوٹھے اور فورًا باہر نکل آئے **تیسرا** قاعدہ خواہش مین مشغول ہونے اور اچھے کھانے پہننے کی عادت نہ کرے بلکہ ہر بات مین قناعت کرے اسواسطے کہ بے قناعت کے عدل کرنا ممکن نہین امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت سلمان رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچھا کہ میرا احوال جو تمھارے نا پسند ہو وہ تمنے کیا سنا کہا مین نے سنا ہے کہ ایکبار مین دو طرح کا سالن آپکے دسترخوان پر ہوتا ہے اور آپ دو پیراہن رکھتے ہین ایک رات کا ایک دن کا پوچھا کہ بھلا اسکے سوا اور کچھ بھی سنا ہے کہا نہین فرمایا کہ یہ دونون باتین غلط ہین **چوتھا** قاعدہ یہ ہے کہ جب تک ہو سکے ہر ایک کام مین نرمی کرے سختی نہ کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو حاکم رعیت کے ساتھ نرمی کرتا ہے قیامت مین اوسکے ساتھ خدا نرمی کریگا اور دعا کی اور کہا کہ بارخدایا جو حاکم رعایا کے ساتھ نرمی کرے تو اوسکے ساتھ نرمی کرنا اور جو سختی کرے تو بھی اوسکے ساتھ سختی کرنا اور فرمایا ہے کہ جو حاکم حکومت کا حق بجا لائے اوسکے حق مین حکومت اچھی چیز ہے اور جو کوئی حق بجا لانے مین قصور کرے اوسکے حق مین حکومت بری چیز ہے ہشام ابن عبدالملک خلفا مین سے تھے اونھون نے ابو حازم جو علماء کبار مین سے تھے اونسے پوچھا کہ حکومت مین نجات حاصل ہونے کی کیا تدبیر ہے فرمایا کہ یہ تدبیر ہے کہ جو درم تو لیتا ہے ایسی جگہ سے لے جہان حلال درم ہو اور ایسی جگہ صرف کر

جو مستحق ہو کہا یہ کوئی کر سکتا ہے فرمایا یہ وہ شخص کر سکتا ہے جو عذاب قبر کی طاقت نہ رکھے اور جنت کو دوست رکھتا ہو **پانچوان قاعدہ** یہ ہے کہ حاکم یہ کوشش کرے کہ شرع کی موافقت کے ساتھ سب رعایا اوس سے خوش رہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب حاکمون سے بہتر وہ حکام ہین جو تمھین دوست رکھین اور تم اونھین دوست رکھو اور بدترین حکام وہ حاکم ہین جو تمھین دشمن رکھین اور تم اونھین دشمن رکھو اور وہ تمھین لعنت کرین تم اونھین لعنت کرو اور حاکم کو لوگون کی تعریف کرنے سے مغرور ہونا نچاہیے اور یہ سمجھنا چاہیے کہ سب اوس سے خوش ہین شاید کہ وہ سب خوف کے مارے تعریف کرتے ہین بلکہ معتمد لوگون کو مقرر کرنا چاہیے تاکہ وہ تجسس کرین اور اوسکا حال خلق سے پوچھین اسواسطے کہ آدمی اپنا عیب لوگون کی زبانی جان سکتا ہے **چھٹا قاعدہ** یہ ہے کہ حاکم شرع کے خلاف کرکے کسی کی رضامندی نہ ڈہونڈ ہے اسواسطے کہ جو شخص شرع کی مخالفت سے ناخوش ہوگا اوسکی ناخوشی حاکم کو کچھ نقصان نہین کرتی امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے تھے کہ دن کو جب مین اوٹھتا ہون تو آدھے لوگ مجھسے ناخوش ہوتے ہین اور ضرور ہے کہ حاکم جب ظالم کو سزا دیگا تو وہ ناخوش ہوگا تو فریقین کو خوش کرنا محال ہے اور وہ شخص بڑا نادان ہے جو خلائق کی رضامندی کے واسطے خدا کی رضامندی چھوڑ دے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کو خط لکھا کہ مجھے کوئی مختصر سی نصیحت کیجیے حضرت صدیقہ رض نے جواب لکھا کہ مین نے جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ سے سنا ہے کہ جو شخص خلائق کی ناخوشی مین حق تعالی کی خوشی چاہتا ہے حق تعالی اوس سے رضی ہوتا ہے اور خلق کو اوس سے رضی کرتا ہے اور جو شخص حق تعالی کی ناخوشی مین خلق کی خوشی چاہتا ہے خدا اوس سے ناراض ہوتا ہے اور خلق کو بھی اوس سے ناراض کرتا ہے **ساتوان قاعدہ** یہ ہے کہ حاکم یہ سمجھے رہے کہ حکومت خطرناک کام ہے اور خلائق کی حکومت کا کفیل ہونا کچھ آسان بات نہین ہے جو شخص اوسکا حق ادا کرنے کی توفیق پاتا ہے وہ ایسی سعادت کماتا ہے کہ اوس سے بڑھکر کوئی سعادت نہین اور اگر اوسمین کچھ قصور کرتا ہے تو ایسی شقاوت مین پڑتا ہے کہ کفر سے اوتر کر ایسی کوئی شقاوت نہین حضرت ابن عباس رض نے کہا ہے کہ ایکدن مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ تشریف لائے اور خانہ کعبہ کا حلقہ پکڑا اور حرم مین قریش لوگ حاضر تھے آپنے فرمایا کہ جب تک تین کام کرتے رہین گے تب تک قریش ہی مین سے حکام اور سلاطین ہوتے رہین گے لوگ اگر اونسے مہربانی چاہین تو مہربانی کرین اگر حکم چاہین تو عدل کرین جو اقرار کرین اوسے پورا کرین جو شخص ایسا نکرے خدا کی اور فرشتونکی اور سبکی لعنت اوسپر ہو خدا نہ اوس سے فرض قبول فرماتا ہے نہ سنت تو دیکھنا چاہیے کہ یہ کتنا بڑا گناہ ہے کہ اوسکے سبب سے حق تعالی عبادت قبول نہین کرتا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی دو آدمیون مین حکم کرتا ہے اور ظلم کرتا ہے اوسپر خدا کی لعنت ہو اور فرمایا کہ تین آدمی ہین کہ قیامت کے دن اونپر خدا نظر بھی نکریگا ایک سلطان دروغ گو دوسرا بڈھا زناکار تیسرا فقیر متکبر اور لاف زن اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ مشرق اور مغرب کا ملک عنقریب تمھین فتح ہوگا اور وہانکے عمال دوزخ مین پڑینگے مگر وہ شخص جو خدا سے ڈرے اور تقوی اختیار کرے اور امانت گذارے اور فرمایا ہے کہ جس حاکم کو حق تعالی نے رعیت حوالہ کی ہو وہ اگر دغا کریگا اور شفقت بجا نہ لائیگا تو حق تعالی بہشت کو

اوسپر حرام کریگا اور فرمایا ہے کہ حق تعالی نے جسے مسلمانون پر سرداری دی اور اوسنے اونکی ایسی نگہبانی نکی جیسی اپنے گھروالونکی کرتا ہے
تو اوس سے کہدو کہ اپنا ٹھکانا دوزخ مین ڈھونڈہ لے اور فرمایا ہے کہ میری امت کے دو آدمی میری شفاعت سے محروم رہینگے ایک
بادشاہ ظالم دوسرا وہ بدعتی جو دین مین فساد کرکے حد سے گذر جاے اور فرمایا ہے کہ بادشاہ ظالم پر قیامت مین بڑا عذاب ہوگا اور فرمایا ہے
کہ پانچ آدمیون سے خدا ناخوش ہے اگر چاہے تو دنیا مین اونپر عذاب کرے ورنہ دوزخ مین تو اونکی جگہہ ہووے ہی گی اونمین ایک امیر
قوم ہے جو انکا حق تو اونسے لے اور اونکی داد نہ دے اور ظلم اونسے نہ موقوف کرے دوسرا وہ رئیس ہے لوگ جسکی اطاعت کرتے ہون اور
قوی وضعیف کو یکسان نہ سمجھتا ہو اور طرفداری سے بات کرتا ہو تیسرا وہ شخص ہے جسنے کسی مزدور کو محنت پر رکھا وہ تو اسکا سب کام
پورا کرچکا اور یہ اوسکی مزدوری نہیں دیتا چوتھا وہ شخص ہے جو اپنے جورو لڑکون کو خدا کی اطاعت کا حکم نکرے
اور دین کی بات اونھین نسکھائے اور یہ فکر نہ رکھے کہ اونکو کھانا کہان سے دونگا پانچوان وہ شخص ہے جو مہر کے بارہ مین اپنی جورو پر
ظلم کرے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ایکدن چاہا کہ جنازہ کی نماز پڑہائین ایک شخص نے آگے بڑہ کر نماز پڑہا دی اور جب دفن کرچکے
تو اوسکی قبر پر ہاتھ رکھکر کہا کہ بارخدایا اگر اس مردہ پر تو عذاب کرے تو سزاوار ہے کہ تیرا گنہگار ہوگا اور اگر تو رحمت کرے تو وہ تیری رحمت کا
محتاج ہے اے مردے اگر تو کبھی امیر تھا نہ نقیب نہ مددگار نہ کاتب نہ تحصیلدار تو ٹھنڈا رہ یہ کہکر وہ شخص نظر سے غائب ہوگیا حضرت عمر رضی
اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ اسے ڈہونڈہو وہ نملا فرمایا کہ حضرت خضر علیہ السلام تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے [illegible] نقیبون پر
افسوس ہے امینون پر قیامت مین ایسے ہونگے کہ اپنے گیسو سے آسمان مین لٹکتے رہین اور ہرگز عمل نہ کرتے تھے اور فرمایا ہے جسے دس
آدمیون پر بھی حکومت ہوتی ہے اوسے قیامت مین دست بزنجیر لائینگے اگر وہ نیکوکار رہا ہوگا تو رہا کردینگے ورنہ ایک زنجیر اور
زیادہ کردینگے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ افسوس ہے زمین کے حاکم پر آسمان کے حاکم سے اوسدن جب یہ
اوسے دیکھیگا مگر یہ کہ داد دی ہو اور حق ادا کیا ہو اور طمع کی خواہش کے موافق حکم نکیا ہو اور قرابت والون کی حمایت نہ کی ہو اور کسی ڈر
یا کسی لالچ سے حکم نہ بدلا ہو لیکن خدا کی کتاب کا آئینہ بناکر اپنے پیش نظر رکھکر اوسکے موافق حکم کیا ہو اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ قیامت کے دن حاکمون کو احکم الحاکمین کے حضور مین حاضر کرینگے ارشاد ہوگا کہ تم میرے بکرون کے چرواہے تھے
اور میری زمین کی مملکت کے خزانہ دار تھے میرے حکم سے زیادہ تمنے کسی کو کیون حد ماری اور سزا دی وہ عرض کرینگے کہ اے
احکم الحاکمین اس غصہ کے سبب سے کہ اونھون نے تیرے حکم کے خلاف کیا تھا ارشاد ہوگا کہ کیون شاید تمھارا غصہ میرے غصہ سے زیادہ تھا
اور دوسرے حاکمون سے استفسار فرمائیگا کہ تمنے میرے حکم سے کم کیون سزا دی وہ عرض کرینگے کہ یا الہ العالمین ہمنے اوسپر رحم کیا ارشاد
ہوگا کہ کیون شاید تم مجھسے زیادہ رحیم تھے بعدہ جسنے زیادتی کی تھی اور جسنے کمی کی تھی اون دونون کو پکڑینگے اور دوزخ کے کونون کو
اونسے بھرینگے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ مین کسی حاکم کی تعریف نہین کرتا نیک ہو خواہ بد لوگون نے پوچھا اسکا
کیا سبب کہا کہ اسکا سبب یہ ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے مین نے سنا ہے کہ قیامت کے دن سب حاکمون کو لائینگے
عادل ہون خواہ ظالم اور صراط پر ٹھہرائینگے حق تعالی صراط کو حکم فرمائیگا کہ ایکبار انھین جھٹک دے جسنے جسنے حکم مین ظلم کیا ہو

یا فیصلہ مین رشوت لی ہوگی یا ایک فریق کی بات کان لگا کر سُنی ہوگی وہ سب دوزخ مین گر پڑینگے اور ستر برس کے عرصہ مین دوزخ
کے اندر گرینگے حتی کہ اپنے ٹھکانے مین پہونچین گے حدیث شریف مین آیا ہے کہ حضرت داؤد علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام بھیس بدل کر
نکلتے اور جو ملتا اوس سے پوچھتے کہ کیون جی داؤد کی عادتین کیسی ہین ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک مرد کی صورت پر اونکے
سامنے آئے حضرت داؤد نے اونسے بھی وہی پوچھا اونھون نے کہا کہ اگر بیت المال سے نہ کھاتا ہو کسب سے کھاتا ہو تو داؤد نیک مرد ہے
حضرت داؤد علیہ السلام اپنی محراب مین گئے اور رو رو کر مناجات کی کہ اے اللہ مجھے کوئی حرفہ سکھادے تاکہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے
کھاؤن حق سبحانہ تعالی نے زرہ بنانا اونھین تعلیم فرمایا امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ پاسبان کے عوض رات کو خود
گشت کرتے تھے تاکہ جہان کہین کچھ فساد نظر آئے اوسکا دفعیہ کرین اور فرماتے تھے کہ اگر ایک خارشتی بکری کو فرات کے کنارہ لوگ چھوڑ دین
اور روغن نہ ملین تو مجھے خوف ہے کہ قیامت کے دن مجھسے اس امر کا سوال ہوگا اور باوصف اسکے کہ آپکی احتیاط اس قدر تھی پر آپکی
اور آپکا عدل اس درجہ پر تھا کہ کوئی اوسے نہ پہونچ سکے گر جب دنیا سے انتقال فرمایا تو حضرت عبداللہ ابن عمر بن العاص رضی اللہ تعالی عنہم
کہتے ہین کہ مین نے دعا کی کہ اے اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مجھے خواب مین دکھا بارہ برس کے بعد خواب مین دیکھا کہ آپ اوس طرح تشریف لائے ہین
جیسے کوئی غسل کرکے لنگی باندھے ہوتا ہے مین نے پوچھا کہ یا امیر المومنین آپنے حق تعالی کو کیسا پایا فرمایا اے عبداللہ مجھے تمھارے
پاس سے آئے ہوئے کتنا عرصہ ہوا ہوگا مین نے کہا بارہ برس کہا اب تک مین حساب مین تھا اگر حق تعالی رحم نہ فرماتا تو یہ ڈر تھا کہ میرا کام
تباہ ہو جائیگا باوجودیکہ دنیا مین اسباب حکومت مین سے ایک درہ کے سوا آپ پاس کچھ نہ تھا بزرجمہر نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق
رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت مین ایلچی بھیجا کہ آپکی صورت و سیرت دیکھے وہ ایلچی جب مدینہ منورہ مین پہونچا تو مسلمانون سے پوچھا
این الملک یعنی تمھارا بادشاہ کہان ہے مسلمانون نے کہا کہ ہمارا بادشاہ نہین ہمارا امیر ہے ابھی دروازہ کے باہر تشریف لے گیا
ایلچی باہر نکلا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو دیکھا کہ دہوپ مین سو رہے ہین درہ سر کے نیچے رکھا ہے پیشانی نورانی سے ایسا پسینا
بہا ہے کہ زمین تر ہوگئی ہے جب یہ حال دیکھا تو اوسکے دل مین بڑا اثر کیا کہ تمام جہان کے بادشاہ جسکی ہیبت کے سبب بیقرار ہین
تعجب ہے کہ وہ اس صفت پر ہو پھر عرض کیا کہ یا امیر المومنین آپ نے عدل کیا اسوجہ سے بے کھٹکے سوئے اور ہمارا بادشاہ ظلم کرتا ہے
تو خواہ نخواہ ہراسان رہتا ہے مین گواہی دیتا ہون کہ تمھارا دین سچا ہے اگر مین ایلچی بنکر نہ آیا ہوتا تو ابھی مسلمان ہو جاتا پھر حاضر ہوکر
اسلام سے مشرف ہونگا تو حکومت کے یہ خطرے ہین اور اسکا علم بڑا ہے حاکم کی سلامتی اسمین ہے کہ ہمیشہ دیندار عالمون کی صحبت
رکھے تاکہ وہ اسے عدل و انصاف کی راہ بتائین اور ایسے کام کی فکر رکھین اور دنیا باز عالمون سے حذر کرے کہ وہ شیطان ہین

آٹھوان قاعدہ یہ ہے کہ ہمیشہ علماے دیندار کی ملاقات کا شائق رہے اور اونکی نصیحت دل سے سنا کرے اور جو عالم دنیا کے
لالچی ہین اونکی صحبت سے حذر کرے کہ اوسے فریب دینگے اوسکی تعریف کرینگے اوسکی خوشی چاہین گے تاکہ وہ مردار حرام جو اوسکے
ہاتھ مین ہے مکر و حیلہ کرکے کچھ اوسمین سے حاصل کرینگے دیندار عالم وہ ہے جو حاکم سے طمع نہ رکھے اور انصاف سے نہ چوکے کہتے ہین
شفیق بلخی رحمہ اللہ تعالی خلیفہ ہارون رشید کے پاس گئے ہارون نے پوچھا کہ اے شفیق کیا تم زاہد ہو کہا مین شفیق ہون زاہد نہین ہون

کہا کچھ مجھے نصیحت کرو جواب دیا کہ خدا نے تجھے حضرت صدیق رضہ کی جگہہ پر بٹھایا ہے اور جسطرح اونسے صدق چاہا تھا اوسی طرح تجھسے بھی صدق چاہتا ہے اور حق تعالی نے تجھے جناب فاروق رضہ کی جگہہ پر بٹھایا ہے اور جسطرح اونسے حق و باطل مین فرق چاہا تھا اوسیطرح تجھسے بھی چاہتا ہے اور حضرت عثمان ذی النورین رضہ کی جگہہ پر بٹھایا ہے جسطرح اونسے شرم و بخشش چاہی تھی اوسیطرح تجھسے بھی چاہتا ہے اور جناب علی مرتضی رضہ کی جگہہ پر بٹھایا ہے جسطرح اونسے علم و عدل چاہا تھا اوسیطرح تجھسے بھی چاہتا ہے ہارون رشید نے کہا کہ کچھ اور نصیحت کرو کہا کہ حق تعالی نے ایک گھر بنایا ہے اوسے دوزخ کہتے ہین تجھے اوس مکان کا دربان کیا ہے اور تین چیزین تجھے دی ہین بیت المال کا مال اور تلوار اور تازیانہ اور حکم فرمایا کہ ان تینون چیزون سے خلائق کو دوزخ سے بچا جو محتاج تیرے پاس آئے اوسے مال سے محروم نہ کیجیو اور جو شخص خدا کی نافرمانی کرے اوسے تازیانہ سے مار اور جو کوئی کسیکو ناحق مار ڈالے اوس مقتول کی اجازت سے قاتل کو بھی تلوار سے مار ڈال اگر یہ نہ کریگا تو دوزخ مین تو سب سے پہلے جائیگا اور اور لوگ تیرے پیچھے آئینگے ہارون رشید نے پھر کہا اور کچھ نصیحت فرمایئے کہا کہ تو چشمہ ہے اور تیرے عمل دنیا مین نہرین ہین چشمہ اگر خود روشن ہوتا ہے تو نہرون کی تیرگی کچھ نقصان نہین کرتی لیکن اگر چشمہ تاریک ہو تو نہرون کی صفائی کی امید نرکھنا چاہیے خلیفہ ہارون رشید عباس کے ساتھ جو اوسکے مصاحبون مین سے تھا فضیل عیاض رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت مین جاتا تھا اونکے مکان کے دروازے پر جب پہونچا تو وہ قرآن شریف کی یہ آیہ کریمہ پڑہتے تھے اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّئَاتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ہارون رشید نے کہا اگر ہم نصیحت لیا چاہین تو یہ آیہ ہمین کفایت کرتی ہے اس آیہ کے معنی یہ ہین کیا سمجھتے ہین وہ لوگ جنھون نے برے کام کیے ہین یہ کہ ہم اونکو برابر رکھین گے اونکے ساتھ جو ایمان لائے اور جنھون نے اچھے کام کیے برابر ہے اونکی زندگی اور موت برا حکم تھا جو اونھون نے کیا پھر ہارون رشید نے کہا کہ دروازہ کھٹکھٹا عباس نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کہ امیر المومنین آیا ہے دروازہ کھولو اونھون نے جواب دیا میرے پاس اوسکا کیا کام ہے کہا کہ امیر المومنین کی اطاعت کرو تب اونھون نے دروازہ کھولا رات کا وقت تھا چراغ ٹھنڈا کر دیا ہارون رشید نے اندھیرے مین ہاتھ بڑہایا فضیل اپنا ہاتھ باہر نکالتے تھے ہاتھ سے ہاتھ جو ملا تو فضیل نے کہا ایسا نرم اور نازک ہاتھ اگر دوزخ سے نہ بچے تو افسوس ہے پھر کہا اے امیر المومنین قیامت کے دن خدا کے جواب کے واسطے طیار رہ کہ تجھے ہر ایک مسلمان کے ساتھ ایک ایک بار بٹھا کر ہر ایک کا انصاف تجھسے چاہے گا ہارون رشید رونے لگا عباس نے کہا اے فضیل خاموش امیر المومنین کو تمنے مار ہی ڈالا فضیل نے کہا اے ہامان تو نے اور تیرے ساتھیون نے اسے ہلاک کر رکھا ہے اور مجھسے کہتا ہے کہ تمنے مار ڈالا ہارون رشید نے کہا کہ مجھے فرعون کے مانند سمجھا اسوجہ سے تجھے ہامان کہا پھر ہزار دینار فضیل کے سامنے پیش کیے اور کہا کہ جناب یہ مال حلال ہے کہ میری ماں کا مہر ہے فضیل نے کہا کہ مین تجھسے کہے دیتا ہون کہ جو کچھ تو پاس رکھتا ہے اوس سے ہاتھ کھینچ اور جو اوسکے مالک ہین اونھین پھیر دے اور تو مجھے دیتا ہے پس اونکی خدمت سے اوٹھکر ہارون رشید باہر چلا آیا خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی نے محمد ابن کعب القرظی سے کہا عدل کی تعریف مجھسے بیان کیجیے فرمایا کہ عدل یہ ہے کہ جو مسلمان تجھسے چھوٹا ہو اوسکے حق مین بجای پدر کے رہ

اور جو تیرے شامل ہو اوسکا بھائی بنا رہ اور ہر ایک خطاوار کو اوتنی ہی سزا دیا کر جو اوسکے قصور اور قوت کے لائق ہو جیسا کہ واجب ہے
کسیکو تازیانہ نہ مارنا اور نہ تیری جگہہ دوزخ مین ہوگی ایک زاہد کسی خلیفہ وقت کے پاس تشریف لیگیا خلیفہ نے عرض کیا کہ مجکو
کچہ نصیحت کیجیے اونھون نے کہا مین شہر چین مین گیا تھا وہان کا بادشاہ بہرا ہوگیا تھا بہت روتا تھا اور کہتا تھا کہ مین اسواسطے
نہین روتا ہون کہ میری سماعت جاتی رہی بلکہ اسلیے روتا ہون کہ اگر کوئی مظلوم میرے دروازے پر فریاد کو آئے تو اوسکی فریاد
مین نہ سن سکونگا لیکن میری بصارت باقی ہے منادی کردو کہ جو کوئی دادخواہ ہو وہ سرخ کپڑے پہنے اور ہاتھی پہ سوار ہو کر
نکلا اور جو شخص سرخ کپڑے پہنے نظر آتا اوسے بلا کر اوسکی داد دیتا یا امیرالمومنین یہ بادشاہ کافر تھا اور بندگان خدا پر اسکی یہ مہربانی
تھی تو مسلمان ہے اور اہلبیت رسول مین سے ہے غور کر کہ تیری مہربانی کیسی ہونا چاہیے ابو قلابہ عمر ابن عبدالعزیز رحمہما اللہ تعالے
کے پاس تشریف لیگئے کہا مجھے کچہ نصیحت کیجیے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے آجتک کوئی خلیفہ نہین باقی رہا عمر نے کہا
اور کچہ فرمایئے کہا اب پہلے جو خلیفہ مریگا وہ تو ہوگا کہا اور کچہ ارشاد ہو کہا اگر خدا تیرے ساتھ رہے تو پھر تجھے کسکا ڈر ہے اگر وہ تیرے
ساتھ نہین ہے تو تو کسکی پناہ لیگا یہ جو تمنے فرمایا مجھے بس ہے سلیمان عبدالملک خلیفہ تھا ایکدن اوسنے خیال کیا کہ مین نے دنیا مین تو
اچھی عیش کی دیکھئے قیامت مین میرا کیا حال ہو ابوحازم جو اوسوقت مین عالم زاہد تھے اونکے پاس کسی کو بھیجا اور یہ التماس کی کہ
جس چیز سے آپ روزہ افطار کرتے ہین اوسمین سے تھوڑی سی مجھے بھیجدیجیے گیہون کی تھوڑی سی بھوسی بھونکر اونھون نے بھیجدی
اور کہلا بھیجا کہ رات کو مین یہی کھایا کرتا ہون سلیمان اوسے دیکھکر بہت رویا اوسکے دل پر بڑی تاثیر ہوئی اور تین روزے پے در پے
رکھے اور کچہ نہ کھایا تیسرے دن شام کو اوسی سے روزہ کھولا کہتے ہین کہ اوس رات کو سلیمان عبدالملک نے اپنی بی بی سے جو
صحبت کی تو عبدالعزیز پیدا ہوا اور اوس سے عمر ابن عبدالعزیز جو عدل وانصاف مین امیرالمومنین حضرت عمر خطاب رضی اللہ تعالی عنہ
کے قدم بقدم تھا پیدا ہوا بزرگون نے کہا ہے کہ یہ اوس نیک نیتی کی برکت تھی کہ اوس کھانے مین سے کھایا تھا خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز
سے لوگون نے پوچھا کہ آپکی توبہ کا کیا سبب تھا کہا کہ مین ایکدن اپنے غلام کو مارتا تھا وہ کہنے لگا کہ میان اوس رات کو یاد کرو جسکی
صبح قیامت قائم ہوگی اوسکی یہ بات میرے دلمین اثر کر گئی کسی بزرگ نے ہارون رشید کو عرفات مین دیکھا کہ ننگے پاؤن ننگے سر
گرم بالو اور پتھر پر کھڑا ہے اور ہاتھ اوٹھائے ہوئے پکار رہا ہے کہ یا ارحم الراحمین تو تو ہی ہے اور مین مین ہی ہون میرا کام یہ ہے
کہ ہر دم ایک گناہ کرون اور تیرا کام یہ ہے کہ ہر آن تو بخشدیا کرے اوپر رحم فرما اوس بزرگ نے کہا کہ دیکھو جبار زمین جبار آسمان حقیقی
کے سامنے کیا زاری کرتا ہے خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز نے ابو حازم سے کہا مجھے کچہ نصیحت کیجیے اونھون نے فرمایا کہ زمین پر سو یا کرو تکیہ
سرہانے رکھا کرو یہ جو تو روا رکھتا ہے کہ کسوقت موت آتی ہے اوسکا دھیان رکھ اور جس چیز کو تو روا نہین رکھتا ہے اوس سے
دور رہ اسواسطے کہ ممکن ہے کہ موت نزدیک ہو پس حاکم کو چاہیے کہ ان حکایتون کو اپنی نگاہ کے سامنے رکھے کہ اور نصیحتین
جو اور حاکمون کی ہین اونسے نصیحت لے اور جس عالم کو دیکھے اوس سے نصیحت چاہے اور جو عالم اونھین دیکھے اوسے چاہیے
کہ اس قسم کی نصیحتین کرے اور حق بات سے درگذر نکرے اگر اونکو غرور دلائیگا اور حق بات نہ کہیگا تو جو ظلمہ دنیا مین ہوگا اوسمین

وہ عالم بھی شریک رہیگا نوان قاعدہ یہ ہے کہ حاکم فقط اسی پر قناعت نکرے کہ خود ظلم سے دست بردار رہے بلکہ اپنے غلامون اور
نوکرون اور نائبون کو بھی مہذب کرے اور اونکے ظلم پر راضی نہو اسواسطے کہ اس سے اونکے ظلم کی بھی پرسش ہوگی امیرالمومنین حضرت
عمر خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو موسے اشعری کو جو اونکے عامل تھے نامہ لکھا کہ اما بعد بڑا نیکبخت وہ عملدار ہے جس سے رعیت
نیک بخت ہو اور بڑا بدبخت وہ عملدار ہے جس سے رعایا بدبخت ہو خبردار فراغ روی نکرنا کہ تمھارے عمال بھی ایسا ہی کرینگے اوسوقت تمھاری
مثال اوس چارپایہ کی ایسی ہو جائیگی جو گھاس دیکھے اور بہت سی کھا جائے تاکہ فربہ ہو اور فربہی اوسکی ہلاکت کا سبب ہو یعنی لوگ
اوسے ذبح کر کے کھا جائین توریت مین لکھا ہے کہ بادشاہ کے عامل سے جو ظلم سرزد ہو اور بادشاہ اوسپر چپ ہو رہے وہ ظلم گویا خود
بادشاہ نے کیا بادشاہ اوس ظلم پر ماخوذ ہوگا حاکم کو یہ بات جاننا چاہیے کہ کوئی شخص اوس آدمی سے زیادہ نقصان رسیدہ اور نادان
نہوگا جو اپنے دین اور اپنی آخرت کو دوسرون کی دنیا کے واسطے بیچڈالے تمام عامل اور نوکر دنیا حاصل کرنیکے لیے خدمت کرتے ہین اور
ظالم کو والی ملک کی نگاہ مین آراستہ کرتے ہین تاکہ اوسے جہنم مین بھیجین اور اپنا مطلب حاصل کرین اور اوس شخص سے زیادہ تیرا دشمن
اور کون ہوگا جو چند درم حاصل کرنیکے واسطے تیری تباہی مین کوشش کرے الغرض جو حاکم اپنے عاملون اور نوکرون اور جورو لڑکون
اور غلامون کو عدل پر نرکھیگا وہ خود رعایا کا انصاف نکرسکیگا اور یہ دعا وہی کرتا ہے جو پہلے اپنے بدن کے اندر عدل کو نگاہ رکھتا ہے
اور عدل یہ ہے کہ آدمی ظلم اور غصہ اور خواہش کو عقل پر غالب نکرے تاکہ انکو عقل و دین کا قیدی بنائے عقل و دین کو اسیر نکردے اکثر لوگ
ایسے ہین کہ عقل کو غضب اور خواہش کا خدمتگار بناتے ہین یہانتک کہ عقل غضب کے تئین اپنی مراد کو پہونچانے کے واسطے
ایک حیلہ ڈھونڈھتے ہین اوسوقت کہتے ہین کہ عقل کی بات یہی ہے حاشا کہ ایسا نہین ہے اسواسطے کہ عقل فرشتون کے جوہر سے ہے
اور حق تعالیٰ کے لشکر سے ہے اور خواہش اور غصہ ابلیس کے لشکر سے ہے تو جو شخص معاذ اللہ خدا کے لشکر کو ابلیس کے لشکر مین
قید کریگا وہ اورون پر کیا عدل کریگا تو آفتاب عدل اول سینہ مین طلوع کرتا ہے بعدہ اوسکا نور گھر والون اور خاص لوگون پر پڑتا ہے
پھر اوسکی روشنی رعیت کو پہونچتی ہے اور جو شخص آفتاب کے بغیر شعاع کی امید رکھے گا وہ طلب محال کریگا اے عزیز جان تو کہ عدل کمال
عقل سے پیدا ہوتا ہے اور کمال عقل یہ ہے کہ آدمی کامون کو ویسا دیکھے جیسے وہ واقع مین ہین اور کامون کی حقیقت اور باطن کو
دیکھے اونکے ظاہر پر فریفتہ نہو جائے مثلاً آدمی جب عدل سے ہاتھ روکیگا تو دنیا کے واسطے ہاتھ روکیگا تو غور کرے کہ دنیا سے
اوسے مقصود کیا ہے اگر یہی مقصود ہے کہ کھانا اچھا کھائے تو جان لے کہ مین چارپایہ بصورت آدمی ہون اسواسطے کہ کھانے کی حرص
چارپایون کا کام ہے اور اگر یہ امر اسواسطے کرتا ہے کہ اچھے کپڑے پہنے تو عورت مرد کی صورت ہے اسلیے کہ آرائش عورتون کا کام ہے
اور اگر یہ امر اسواسطے کریگا کہ اپنا غصہ دشمنون پر اوتارے تو درندہ بصورت آدمی ہے کیونکہ غصہ کرنا اور آدمی کے پیچھے پڑنا درندون کا کام ہے
اور اگر یہ امر اس غرض سے کریگا کہ لوگ اوسکی خدمت کرین تو جاہل بصورت عاقل ہے اسواسطے کہ اگر عقل رکھتا ہوتا تو یہ جانتا کہ جو خدمتگار
اپنے پیٹ اور خواہش اور فرج کی خدمت کرتے ہین اسواسطے کہ اگر ایکدن ہی اونکا یومیہ نہ دے تو پھر وہ اوسکے گرد بھی نہ پھٹکین تو
اوسکی خدمت جو کرتے ہین یہ اوسنے اپنی خواہش کا پھندا بنا رکھا ہے اور وہ بندگی جو کرتے ہین اپنی کرتے ہین اسپر دلیل یہ ہے

کہ اگر امرا کا سنتے ہین کہ حکومت دوسرونکو یا لا چاہتی ہے تو اوس سے منہ پھیر لیتے ہین اور اوس دوسرے کا تقرب ڈھونڈھتے ہین اور جہان دیکھینگا
گمان ہوتا ہے وہان بندگی اور خدمت کرتے ہین تو حقیقت مین یہ خدمت کرنا نہین ہے بلکہ اسیر بننا ہے تو عاقل وہ شخص ہے جو کامونکی
روح اور حقیقت دیکھے صورت نہ دیکھے اور ان کامونکی حقیقت یہ ہے جو بیان کی گئی جو ایسا نہ سمجھے وہ عاقل نہین اور جو عاقل نہین وہ عادل نہین
اور دوزخ اوسکی جگہ ہے یہی سبب ہے عقل سب سعادتون کی سردار ہے دسوان قاعدہ یہ ہے کہ حاکم پر تکبر نہ غالب ہو اسواسطے کہ تکبر کے سبب سے
غصہ غالب ہوتا ہے اور انتقام کیطرف بلاتا ہے اور غصہ عقل کو راہ بھلاتا ہے اوسکی آفت اور اوسکا علاج غضب کے بیان مین واقع رکن مہلکات مین ہم لکھ چکے ہین
لیکن جب تکبر غالب ہوگیا ہو تو سب کامونمین عفو کرنیکی رغبت کی کوشش کرے کرم اور بردباری کو اپنا پیشہ کرلے اور یہ سمجھ لے کہ مین اگر یہ پیشہ اختیار کرونگا
تو انبیا اولیا اصحابہ کے مانند ہوجاؤنگا اور اگر غصہ اوتارنا اپنا پیشہ کرونگا تو ترک اور پہلوان اور بیوقوف لوگ جو درندون اور چارپایونکے مثل ہین ویسا
داخل ہوجاؤنگا حکایت کرتے ہین کہ ابو جعفر خلیفہ تھا اوس نے ایک خطاوار کے قتل کا حکم دیا مبارک ابن فضالہ رحمہ اللہ تعالی تشریف رکھتے تھے
اونھون نے کہا یا امیر المومنین پہلے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث سن لے کہا فرمائیے فرمانے لگے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ
روایت کرتے ہین کہ جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن جب تمام خلق کو ایک میدان مین جمع کرینگے تو منادی
ندا کریگا کہ جس کسیکو حق سبحانہ تعالی کے سامنے مجال ہو وہ اٹھے کوئی بھی نہ اوٹھیگا مگر وہ شخص جسنے کسی کی خطا معاف کی ہو پس خلیفہ نے کہا
کہ اس خطاوار کو چھوڑ دو مین نے اوسکی خطا معاف کی حاکمونکو اکثر غصہ اسوجہ سے ہوتا ہے کہ کوئی اونسے زبان درازی کرے تو یہی چاہتے ہین کہ اوسے
مارین ایسے وقت اونھین وہ بات یاد کرنا چاہیے جو حضرت عیسی علیہ السلام نے حضرت یحیی علی نبینا وعلیہ السلام سے کہی تھی کہ جو کوئی تمھین
کچھ کہے اور سچ کہے تو شکر کرو اور اگر جھوٹ کہے تو اور زیادہ شکر کرو کہ تمھارے نامہ اعمال مین تمھاری محنت کے بغیر ایک عمل بڑھا یعنی اوس جھوٹ کہنے والیکی
عبادت تمھارے نامہ اعمال مین فرشتے لکھدینگے حضرت سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوۃ والثنا کے حضور مین ایک شخص کو لوگون نے کہا کہ وہ بڑا زور آور ہے
آپنے فرمایا کہ وہ کیسا آدمی ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ جس سے کشتی لڑتا ہے اوسے گراتا ہے اور سب سے کشتی مین بڑا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
فرمایا کہ زور آور اور جوانمرد وہ شخص ہے جو اپنے غصہ سے بر آئے نہ وہ کہ جو کسی کو گرائے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین خصلتین ہین
کہ آدمی جب اونھین پہونچتا ہے تو اوسکا ایمان کامل ہوتا ہے جب غصہ آئے تو بیجا امر کا قصد نہ کرے جب خوش ہو تو کسی کا حق نہ چھوڑے جب قادر ہو تو
اپنے حق سے زیادہ نہ لے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ کسیکے خلق پر اعتماد نہ کرو تاوقتیکہ غصہ کے وقت اوسے نہ دیکھ لو اور
کسیکے دین پر اعتماد نکرو تاوقتیکہ طمع کے وقت اوسے نہ آزمالو حضرت علی بن الحسین رضی اللہ تعالی عنہما ایکدن مسجد جاتے تھے کسی نے اونھین
گالی دی غلامون نے اوسے مارنیکا قصد کیا آپنے فرمایا کہ اسے جانے دو پھر اوس شخص سے کہا اے عزیز ہمارے جو عیب تجھسے پوشیدہ ہین وہ
اس بات سے زیادہ ہین جو تو کہتا ہے بھلا تجھے کچھ حاجت ہے جو ہمارے ہاتھ سے بر آئے وہ شخص نہایت شرمندہ ہوا آپ جو کرتا پہنے ہوئے
تھے وہ اوسے خلعت دیا اور ہزار درم دینے کا حکم کیا وہ شخص یہ کہتا ہوا چلا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ یہ بزرگ فرزند رسول ہین اور یہ بھی اونہی کی
حکایت ہے کہ ایک مرتبہ آپنے اپنے غلام کو دو آوازین دین اور اوسنے جواب ندیا فرمایا تو سنتا نہین ہے اوسنے کہا مین نے سنا فرمایا پھر جواب کیون نہ دیا
اوسنے کہا کہ آپکے حسن خلق سے بیخوف تھا کہ آپ مجھے رنج نہ دیجیے گا آپنے فرمایا کہ حق تعالی کا شکر ہے کہ میرا غلام مجھسے بیخوف تھا اور آپکا ایک غلام تھا

اوسنے بکری کا پاؤن توڑ ڈالا [illegible] یا کہ مین نے عمدا کیا تاکہ آپکو غصہ لاؤن آپنے فرمایا کہ مین اوسی غصہ مین
لاتا ہون جسنے تجھے [illegible] ہے اور دوزخ کی تجھمین یہی گھاٹی ہے
اگر ایک ذرہ کو مین سے لگ گیا [illegible] تو کہتا ہے کہ اوس سے بھی مین بدتر ہون اور رسول مقبول صلعم
نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص ایسا ہوتا ہے [illegible] کا مرتبہ پاتا ہے اور کوئی ہوتا ہے کہ اوسکا نام جبر کرنیوالون سے
دفتر مین لکھا جاتا ہے حالانکہ گھر والون کے سوا اور کسی پر حکومت نہین رکھتا اور رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ دوزخ کا ایک دروازہ ہے اوس دروازہ سے
کوئی شخص دوزخ مین نجائیگا مگر وہ جو خلاف شرع غصہ کرے روایت ہے کہ ابلیس حضرت موسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے سامنے حاضر ہوا اور کہنے لگا
کہ مین آپکو تین باتین سکھاتا ہون تاکہ حق تعالی سے آپ میری مراد مانگیے حضرت موسیٰؑ نے فرمایا وہ کیا تین باتین ہین کہا ایک تو یہ ہے کہ حرارت اور
غصہ سے حذر کیا کیجیے کہ جو کوئی تیز اور ہلکا ہوتا ہے اوس سے مین ایسا کھیلتا ہون جیسا لڑکے گیند دہڑ کا کھیلتے ہین دوسری عورتون سے پرہیز کیجیے
اسواسطے کہ مین نے خلق کے لیے جو پھندے بچھائے ہین اونمین سے عورتون کے سوا اور کسی پر مجھے اعتماد نہین تیسری بخل سے بچے رہیے اسلیے
کہ بخیل ہوتا ہے مین اوسکا دین و دنیا دونون تباہ کرتا ہون اور جناب رسالت مآب صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی پر غصہ نکال سکتا ہو اور پی جائے
حقتعالی اوسکے دلکو امن و ایمان سے بھر دیتا ہے اور جو کوئی بے تکلف حق تعالی کے سامنے فروتنی کے لیے لباس فاخر نہین پہنتا ہے حقتعالی اوسی حلہ کرامت
پہناتا ہے اور رسول مقبول صلعم نے فرمایا کہ اوس شخص پر افسوس ہے جو غصہ مین آئے اور [illegible] خدا کا غصہ [illegible] ایک شخص نے رسول مقبول [illegible]
[illegible] کوئی ایسی بات [illegible] فرمایا کہ [illegible] اور فرمایا کہ
[illegible] بہشت تیرے واسطے [illegible] گناہ غفور الرحیم بخشدیا کرے
[illegible] گناہ نہین ہین فرمایا تیری [illegible] گناہ [illegible] میری ماں کے بھی اتنے گناہ نہین ہین فرمایا تیرے باپ کے گناہ [illegible] بخشدیا
میرے باپکے بھی گناہ اسقدر نہین ہین فرمایا تیرے بھائی مسلمانون کے گناہ خدا بخشدیگا حضرت عبداللہ بن مسعود رضنے کہا کہ ایکدن رسول اللہ صلعم
[illegible] کی تقسیم فرماتے تھے ایک شخص نے کہا کہ یہ تقسیم خدا کیواسطے نہین ہے یعنی انصاف کی رو سے نہین ہے حضرت ابن مسعود رض نے اوس شخص کا یہ قول رسول مقبول صلعم
کے سامنے نقل کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غصہ مین آئے اور آپکا چہرہ مبارک سرخ ہوگیا باوصف اسکے اس سے زیادہ اور کچھ
نفرمایا کہ بھائی موسیٰؑ پر حق تعالی رحمت نازل کرے کہ لوگون نے اونھین اوس سے زیادہ رنج دیا اور اونھون نے صبر کیا حاکمون
اور امیرون کی نصیحت کے واسطے اسقدر حکایات اور حدیثین کافی ہین اسواسطے کہ اگر اصل ایمان برقرار ہو تو یہ اثر کرینگی اور اگر یہ حکایتین
اور حدیثین اثر نکرین تو یہ بات ہے کہ اوسکا دل ایمان سے خالی ہوگیا ہے فقط زبانی اقرار باقی ہے اور ایمان کی بات جو دل مین ہوتی ہے
وہ اور ہے اور ایمان اور ہی چیز ہے مین نہین جانتا کہ اوس عامل کے دل مین حقیقت ایمان کیونکر رہے گی جو برس دن مین حرام سے
کئی ہزار دینار حاصل کرکے اورونکو دیدے تاکہ وہ سب دینار اوسکی ضمانت مین رہین اور قیامت مین اوس سے طلب ہون حالانکہ اوسکا نفع
اورونکو پہونچا ہے اور یہ نہایت غفلت اور بے ایمانی ہے واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب تمت فقط خدا کا بڑا فضل و انعام ہوا
کہ اکسیر ہدایت ترجمہ کیمیای سعادت کا دوسرا رکن بھی تمام ہوا الحمد للہ علی نعمائہ و آلائہ والصلوۃ والسلام علی انبیائہ و اولیائہ فقط

راہ دین مین جو جو کھٹکے کا مقام ہے مہلکات جسکا نام ہے اوسکے بیان مین کہ وہ کیا ہین اور کتنے ہین اور اونکا علاج کسطور سے کرتے ہین + اس رکن کی بھی دس اصلین ہین پہلی اصل ریاضت نفس اور علاج خلق بد اور تدبیر خلق نیک کے بیان مین ـ دوسری اصل شہوت فرج وشکم کے علاج اور اندونون کی حرص توڑنے کے بیان مین تیسری اصل بات کرنیکی حرص سے علاج اور زبان کی آفت کے بیان مین چوتھی اصل خشم وحسد کے علاج اور اونکی آفتون کے بیان مین پانچوین اصل محبت دنیا کے علاج کے بیانمین + اور اس بیان مین کہ دنیا کی محبت سب گناہون کی سردار ہے چھٹھی اصل محبت مال کے علاج اور آفت بخل سے بیان مین ساتوین اصل جاہ وحشمت کی محبت اور اوسکی آفت کے بیان مین آٹھوین اصل عبادات مین ریا اور نفاق کے علاج اور اپنی پارسائی ظاہر کرنے کے بیان مین ـ نوین اصل علاج کبر وعجب کے بیان مین دسوین اصل علاج غرور وغفلت کے بیان مین اخلاق بد کی جڑین یہی ہین اوسکی سب شاخین انہین دس جڑون سے نکلتی ہین جو شخص ان دسون گھاٹیون کو طے کر گیا وہ اخلاق بد کی نجاست سے طہارت باطن بھی حاصل کر چکا اور اوس نے اپنے دلکو اس لائق کر لیا کہ حقائق ایمان مثلاً معرفت محبت توحید توکل وغیرہ سے آراستہ ہو

پہلی اصل نفس کی ریاضت اور خلق بد سے طہارت کے بیان مین

ہم اس اصل مین پہلے خلق نیک کی فضیلت کا ذکر کرینگے پھر اوسکی حقیقت بیان کرینگے کہ کیا ہے پھر یہ بات ظاہر کرینگے

کہ ریاضت سے خلق نیک حاصل کرنا ممکن ہے پھر اوسکا طریقہ سکہائینگے پھر اپنا عیب پہچاننے کی تدبیر بتاوینگے پھر علامات خلق نیک لکھینگے پھر طریق پرورش و تادیب اطفال کہینگے پھر مرید کی ریاضت جو ابتدا مین ہوتی ہر اوسکی راہ دکھاوینگے

خلق نیک کی فضیلت اور ثواب کا بیان

ایعزیز از جان اسباب کو جان کہ حق سبحانہ تعالی نے خلق نیک سے سرور انبیا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی اور فرمایا اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ اور حضرت خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے کہ حق تعالے نے مجھے بہیجا ہے تاکہ محاسن اخلاق کو پورا کردون اور فرمایا ہے کہ جو چیزین ترازو مین رکہی جائینگی اون سب مین بڑی بہاری چیز خلق نیک ہے ایک شخص رسول مقبول ؐ کی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہوا اور پوچھا کہ یا رسول اللہ دین کیا ہے آپ نے فرمایا کہ نیک خلق وہ دامنے بائین سے آ آکر بار بار یہی پوچھتا آپ ہر بار یہی جواب ارشاد فرماتے آخر کو آپ نے فرمایا کہ تو نہین جانتا کہ دین یہ ہے کہ تو غصہ مین نہ آیا کر۔ لوگون نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ فاضلترین اعمال کیا ہے فرمایا خلق نیک ایک شخص نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا حضرت مجھے کچھ نصیحت فرمائیے آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو جہان ہو خدا سے ڈر اوسنے عرض کیا اور کچھ فرمائیے فرمایا ہر برائی کے بعد بھلائی کیا کر تاکہ وہ بھلائی اوس برائی کو مٹا دیا کرے اوسنے عرض کیا کہ کچھ اور فرمائیے ارشاد کیا کہ خلق سے خوش خلقی کے ساتھ ملا کر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی اسنے جسے خوشخوئی اور خوبروئی عنایت فرمائی ہے اوسے دوزخ مین نہ ڈالیگا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے عرض کیا کہ یا حضرت فلانی عورت دن کو روزہ رکہتی ہے رات کو نماز پڑہا کرتی ہے لیکن بدخو ہے پڑوسیونکو زبان سے رنج دیا کرتی ہے فرمایا کہ اوسکی جگہ دوزخ ہے اور فرمایا ہے کہ خوی بد عبادتون کو ایسا تباہ کرتی ہے جیسا سرکہ شہد کو خراب کرتا ہے اور رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم دعا مین یون فرماتے کہ بار خدایا تو نے میری صورت تو اچھی بنائی میری سیرت بھی نیک کردے اور فرماتے کہ بار خدایا صحت و عافیت اور نیک سیرت مجھے عنایت فرما رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے پوچھا کہ یا حضرت کیا چیز بہتر ہے جو خداوند کریم بندہ کو عنایت فرمائے آپ نے فرمایا کہ خلق نیک اور فرمایا ہے کہ نیک خلق گناہون کو اسطرح نیست و نابود کردیتا ہے جسطرح آفتاب یخ کو حضرت عبدالرحمن سمرہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ مین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت مین حاضر تھا آپ نے فرمایا کہ کل مینے عجیب امر دیکھا اپنی امت مین سے ایک مرد کو دیکھا کہ زانو کے بھل پڑا تھا اوسکے اور خدا کے درمیان حجاب اور پردہ تھا اوسکے خلق نیک نے اگر حجاب اوٹھا دیا اور اوسے خدا کے حضور پہونچا دیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خوی نیک کے سبب سے بندہ صائم الدہر اور قائم اللیل کا درجہ پاتا ہے اور قیامت مین بڑے بڑے درجے پائیگا گو کہ عبادت کم کی ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق بہترین اخلاق تھا ایکدن عورتین آپ کے سامنے شور و غل کرتی تہین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ جو آئے سب بھاگ گئین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ اے دشمنو تم مجھسے تو ڈرتی ہو اور رسول

صلی اللہ علیہ وسلم سے نہین ڈرتین اونھون نے کہا کہ تم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت تیز و تند ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن خطاب رضی اللہ عنہ اوس خدا کی قسم جسکے دست قدرت مین میری جان ہے کہ ہرگز ایسا نہین ہے کہ شیطان تجھ کسی راہ مین دیکھے اور تیری ہیبت سے وہ راہ چھوڑ کر اور راہ نہ چلا جاے حضرت فضیل ابن عیاض رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ فاسق نیک خو کی صحبت عالم بدخو کی صحبت سے مجھے بہت پسند ہے حضرت ابن مبارک رضی اللہ تعالی عنہ کا اور ایک بدخو آدمی کا راہ مین سابقہ ہوا جب اوس سے جدا ہوئے تو رونے لگے لوگون نے پوچھا کہ آپ کیون روتے ہین کہا اس سبب سے روتا ہون کہ وہ بیچارہ میرے پاس سے گیا اور وہ خوے بد بھی اوسیطرح اوسکے ساتھ گئی اوس سے چھوٹی نہین حضرت کتانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ نیک خلقی صوفی ہونا ہے جو شخص مجھسے زیادہ نیک خو ہو وہ مجھسے زیادہ صوفی ہے حضرت یحیی بن معاذ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ خوے بد ایسا برا گناہ ہے کہ کوئی عبادت اوسی سود مند نہین ہوتی اور خوے نیک اتنی بڑی عبادت ہے کہ کوئی گناہ اوسی نقصان نہین کرتا

خلق نیک کی حقیقت کا بیان

ای عزیز جان تو کہ خلق نیک کی حقیقت اور ماہیت علما نے بہت طرح سے بیان کی ہے جو جسکے ذہن مین آیا وہ اوسنے کہا لیکن پورا حال نہین بیان کیا چنانچہ کوئی تو کہتا ہے کہ خلق نیک کی حقیقت و ماہیت کشادہ روئی ہے اور کوئی کہتا ہے کہ لوگون کا رنج کھینچنا اور کوئی کہتا ہے کہ بدلا نہ لینا اور اوسکے مانند جسکو دل مین آیا وہ اوسنے حقیقت خلق نیک کی تعریف کی اور یہ تعریفین خلق نیک کی شاخین ہین اوسکی تمام حقیقت او تمام نہین ہم اوسکی تمام ماہیت و حقیقت اور تعریف بیان کرتے ہین ای عزیز اس بات کو معلوم کر کہ حق تعالی نے آدمی کو دو چیزون سے پیدا کیا ہے ایک جسم جسے ظاہر کی آنکھ سے دیکھ سکتے ہین اور ایک روح کہ اوسے چشم عقل سے پہچان سکتے ہین اور ان دونون چیزون مین سے ہر ایک کیواسطے خوبی اور زشتی ہے ایک کو حسن خلق کہتے ہین ایک کو حسن خلق اسیطرح حسن خلق [illegible] صورت باطن سے عبارت ہے اوسیطرح صورت ظاہر [illegible] آنکھ ناک دہن سب اچھے نہون اور ایک دوسرے کے مناسب نہون اسیطرح صورت باطن بھی اچھی نہین ہوتی [illegible] قوت علم قوت خشم قوت شہوت اور ان تینون قوتون مین اعتدال رکھنے کی قوت لیکن قوت علم سے ہم یہ مراد [illegible] کہ گفتار مین آسانی سے سچ کو جھوٹ سے پہچان لے اور کردار مین نیک کو بد سے جدا کرے اور اعتقاد مین حق کو باطل سے تمیز کر لے [illegible] مین جب یہ کمال حاصل ہو جاتا ہے تو اوسکے دل مین سے حکمت پیدا ہوتی ہے جو سب سعادتون کی اصل ہے جیسا حق تعالی [illegible] وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا اور قوت غضب بھلائی اسطور پر ہوتی ہے کہ حکمت اور شرع کی فرمان برداری مین رہے اوسکے حکم سے اوٹھے بیٹھے اور قوت شہوت کی بہتری اسطور سے ہے کہ سرکش نہو عقل اور شرع کے حکم سے ہوا کرے اسکی فرمان برداری اوسپر آسان ہو اور قوت عدل کی خوبی اسطرح پر ہے کہ غضب اور شہوت کو ضبط کرے دین اور عقل کے اشارہ پر رکھے غضب کی مثل شکاری کتے کی سی ہے اور شہوت کی مثل گھوڑے کی مانند اور عقل کی مثل سوار کی سی گھوڑا کبھی سرکش اور بدذات ہوتا ہے کبھی فرمانبردار اور سیدھا ہوتا ہے اور کتا کبھی سدھا ہوا تابعدار ہوتا ہے اور کبھی بگڑا ہوا خود مختار ہوتا ہے اور جب تک کتا سدھا ہوا تابعدار اور گھوڑا شایستہ اور فرمانبردار نہو تب تک سوار کو یہ امید نہین ہوتی کہ شکار مار لیگا بلکہ اپنے ہلاک ہونیکا ڈر رہتا ہے کہ کہین گھوڑا زمین پر نہ گرا دے اور کتا لپٹ نہ کھا کر

اور عدل کی یہ معنی ہین کہ ان دونونکو عقل اور دین کے حکم مین رکھے کبھی شہوت کو غصہ پر مسلط کر دے تاکہ اوسکی سرکشی توڑ دے اور کبھی
غصہ کو شہوت پر تعینات کرے کہ اوسکی حرص کو توڑ دے اور جب یہ چارون قوتین اس صفت پر ہوجائین تو یہ نیک خوئی مطلق ہوگی
اور اگر ان مین سے بعض نیک ہون تو نیکخوئی مطلق نہوگی جسطرح کسی شخص کا دہن تو اچھا ہو آنکھہ بُری ہو یا آنکھہ اچھی ہو ناک بُری ہو تو خوبرُوئی
مطلق نہوگی ای عزیز جانو کہ انمین سے جب ہر ایک قوت زشت ہو تو بُرے خلق اور بُری کام اوس سے پیدا ہو تے ہین اور ہر ایک کی برائے
دو وجہ سے ہوتی ہی ایک اوس زیادتی سے جو حد سی گذر جائے دوسرا اوس کمی سی جو ناقص ہو جب علم کی قوت حد سی بڑہ جائے اور اوسی بُرے
کامو مین صرف کرین تو اوس سی مکاری اور عیاری پیدا ہوگی اور جب ناقص ہو جائے تو ابلہی اور حماقت ہویدا ہوگی اور جب معتدل ہو تو
اوس سے اچھی تدبیر اور رای درست اور فکر صائب اور ٹھیک فراست پیدا ہوگی اور قوت غضبی اگر حد سی بڑہ جائے تو اوسی تہور کہتی ہین
اور گھٹ جائے تو اوسے بزدلی اور بیہمتی کہتے ہین اور اگر اعتدال پر ہے نہ بہت ہو نہ کم تو اوسے شجاعت کہتی ہین اور شجاعت سی کرم اور عالی
ہمتی اور دلیری اور حلم اور بردباری اور آہستگی اور غصہ پی جانا اور اسکی مثل خلق پیدا ہوتی ہین اور تہور سی کبر عجب لاف زنی پہلوانی اپنی
تئین خطرناک کامو مین ڈالنا اور اسکے مثل عادتین پیدا ہوتی ہین اور بزدلی سے اپنے تئین ذلیل رکھنا بیچارگی خوشامد ذلت پیدا ہوتی ہے
اور قوت شہوت اگر افراط سے ہو تو اوسے حرص کہتے ہین اور اوس سے شوخی پلیدی بیمروتی ناپاکی ڈاہ امیرون سے ذلت کھینچنا
فقیرونکو حقیر جاننا اور اسکے مثل بری عادتین پیدا ہوتی ہین اور اگر کم ہو تو اوس سی سستی نامردی بیقراری پیدا ہوتی ہے اور اگر معتدل
ہو تو اوسے عفت کہتی ہین اوس سے شرم قناعت سہل گیری صبر ظرافت موافقت پیدا ہوتی ہے ان قوتون سے ہر ایک کی دو کنارے
ہین وہ بری اور ناپسندیدہ ہین اور اونکا وسط نیک اور پسندیدہ ہے اور دونون کنارون مین وسط بال سے زیادہ باریک ہے اور صراط مستقیم
وہی وسط ہے اور باریکی مین صراط آخرت کے مثل ہے جو اس صراط مستقیم پر سیدہا جاتا ہے وہ فردای قیامت کو اوس صراط پر
بی خوف رہیگا اسیواسطے حق سبحانہ تعالی نے ہر خلق مین وسط کا حکم فرمایا اور دونون کنارون سے منع کیا اور ارشاد فرمایا وَالَّذِینَ اِذَا
اَنْفَقُوا لَمْ یُسْرِفُوا وَلَمْ یَقْتُرُوا وَکَانَ بَیْنَ ذٰلِکَ قَوَامًا یعنی اون لوگون کی تعریف فرمائی ہے جو نفقہ دینے مین نہ اسراف کرتے ہین نہ تنگی بلکہ وسط پر
ٹھہر جاتے ہین حقتعالی نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا وَلَا تَجْعَلْ یَدَکَ مَغْلُولَةً اِلٰی عُنُقِکَ وَلَا تَبْسُطْهَا کُلَّ الْبَسْطِ یعنی اے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم نہ اتنا ہاتہہ بند کرو کہ کچہہ نہ دو نہ دفعۃ اسقدر ہاتہہ کھولدو کہ سب ڈالو اور محتاج ہو جاؤ تو ای عزیز جان تو کہ نیک
خوئی المطلق وہ ہوتی ہے جسمین یہ سب معنی معتدل اور ٹھیک ہون جسطرح خوبروئی المطلق وہ ہوتی ہے کہ آدمی کی سب اعضا ٹھیک اور
اچھے ہون تو اس لحاظ سے خلق کی چار گروہ ہین ایک وہ کہ جسمے یہ سب صفتین بدرجہ کمال حاصل ہون اور یہ کمال مرتبہ کی نیکخوئی ہوتی
ہے سب لوگونکو ایسے آدمی کی پیروی کرنا چاہیے اور یہ کمال کسیکو نہین ہوا ہے مگر سلطان الانبیا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو جسطرح
حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے زمانے مین خوبروی مطلق تھے دوسرا وہ کہ جسمین یہ سب صفتین کمال درجہ بُری ہون اور
وہ بدخوی مطلق ہوتا ہے اوسے لوگونکے درمیان سے نکال دینا چاہیے کہ وہ شیطان کی صورت پاس تہا ہی اسواسطے کہ شیطان نہایت
زشت ہے اور شیطان کی برائی یہی ہے کہ اوسکا باطن اور اوسکے صفات و اخلاق بری ہین تیسرا وہ کہ ان دونون درجون کے بیچ مین ہو

لیکن اچھائی سے بہت نزدیک ہو جو چھا درجہ کہ ان دونون درجونکے بیچ بیچ ہو مگر برائی سے نزدیک تر ہو جیسا خوبصورتی مین کمال خوبی
اور کمال زشتی کمتر ہوتی ہے اکثر وسط کا مرتبہ ہوا کرتا ہے ویسا ہی نیک سیرتی کا حال ہے تو ہر ایک کو یہ کوشش کرنا چاہیے کہ اگرچہ کمال
درجے کو نہ پہونچے لیکن کمال درجے سے نزدیکتر ہو جائے اور اگر اوسکے سب اخلاق نہ اچھے ہون بھلا تھوڑے یا بہت تو اچھے ہو جائین اور جسطرح
خوبروئی اور زشت روئی مین فرق کی کچھ نہایت نہین اوسیطرح نیک ولی اور بدولی اور خوش خلقی اور بدخلقی کا بھی حال ہے خلق نیک
پورے پورے معنی یہ ہین اور یہ نہ ایک چیز ہے نہ دس سو بلکہ بیشمار ہین لیکن علم غضب شہوت عدل کی قوتین اونکی جڑ ہین باقی سب اونکی شاخین ہین

فصل اس بیان مین کہ اچھے اخلاق پیدا کرنا ممکن ہے اے عزیز جان تو کہ بعضے لوگون نے کہا ہے کہ جسطرح ظاہری صورت جیسی حق تعالی نے پیدا کر دی
ہے ویسی ہی رہتی ہے بدلتی نہین کیونکہ کسی حکمت سے ٹھنگنا قد لنبا نہین ہو سکتا اور لنبا قد ٹھنگنا نہین ہو سکتا اور اچھی صورت بری نہین
ہو سکتی اور بری صورت اچھی نہین ہو سکتی اوسیطرح اخلاق جو باطن کی صورت ہین وہ بھی نہین بدلتے او یہ کہنا خطا ہے اسواسطے کہ اگر
ایسا ہوتا تو ادب دینا ریاضت کرنا پند دینا اچھی نصیحت کرنا سب باطل ہوتا حالانکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے حَسِّنُوا
اَخلاقَکُم یعنی اپنی عادتونکو نیک کرو اور یہ امر کیونکر محال ہوگا کہ محنت دلیکر جانور سے بھی سرکشی چھڑا سکتے ہین اور وحشی جانور کو بھی
ہلا سکتے ہین جو علامت ظاہری پر اسکا قیاس باطل ہے اسواسطے کہ سب کام دو قسم پر ہین بعضے وہ ہین جنہین آدمی کے اختیار کو دخل نہین جیسے
چھوہارے کی گٹھلی سے سیب کا درخت نہین پیدا کر سکتا لیکن چھوہارے کا درخت پرورش اور نگہداشت کرکے پیدا کر سکتے ہین اسیطرح غصے اور
شہوت کی جڑ اپنے اختیار سے آدمی کے دلسے بالکل اوکھاڑ پھینکنا اگرچہ ممکن نہین ہے لیکن ریاضت اور مشقت سے غصے اور شہوت کو اعتدال
پر لانا ممکن ہے اور اسکا ممکن ہونا تجربہ سے معلوم ہے لیکن بعضے لوگونکے حق مین بہت دشوار ہوتا ہے اور اوسکی دشواری دو سبب سے ہوتی
ہے ایک تو یہ کہ اصل خلقت ہی مین غصہ اور شہوت بہت قوی ہو دوسرے یہ کہ آدمی نے بہت مدت تک اونکی اطاعت کی ہو حتی کہ وہ قوی ہو گئی
ہون اور اس بات مین خلائق کے چار درجے ہین پہلا درجہ یہ ہے کہ آدمی سادہ دل ہو کہ ہنوز نیک کو بد سے نہ پہچانتا ہو اور اچھے برے
کامونکی عادت نہ ڈالی ہو اپنی پہلی ہی خلقت پر ہو یہ نقش پذیر ہوتا ہے اور جلدی صلاحیت قبول کرتا ہے لیکن اوسے ایسے شخص کی
حاجت ہوتی ہے جو اوسے تعلیم کرے اور بری اخلاق کی آفتین اوس سے بیان کرے اور اوسے ہدایت کرے اور سب لڑکے ابتداے خلقت مین ایسے
ہوتے ہین انکے ماں باپ انکے راہبر ہین نہین دنیا کا لالچی کر دیتے ہین اور انکو انکے حال پر چھوڑ دیتے ہین حتی کہ وہ جسطرح چاہتے ہین زندگی
بسر کرتے ہین انکے دین کی حفاظت ماں باپ کے ذمے ہے اسیواسطے حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے قُوا اَنفُسَکُم وَاَھلِیکُم نَارًا دوسرا درجہ
یہ ہے کہ آدمی نے ہنوز برا اعتقاد نکیا ہو لیکن غضب اور شہوت کی تابعداری کا مدت تک خوگر ہو گیا ہو مگر یہ جانتا ہو کہ یہ ناکردنی
ہے اوسکا راہ پر لانا مشکل کام ہے اوسے دو چیزونکی حاجت ہے ایک یہ کہ خوی فاسد اوس سے دور کرین دوسری یہ کہ صلاحیت کا بیج اوسمین
بوئین لیکن اگر خود اوسمین جد و جہد پیدا ہو جاوے تو جلد ہی صلاحیت پر آجائیگا اور بری عادت چھوڑ دیگا تیسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی
برائی کا خوگر ہو گیا ہو اور یہ جانتا بھی نہین کہ یہ امر نہ کرنا چاہیے بلکہ اوسکی نگاہ مین وہ برا کام اچھا معلوم ہو گیا ایسا آدمی بہت کم
صلاحیت پر آتا ہے چوتھا درجہ یہ ہے کہ باوجود برائی کے آدمی اوس بیہودہ کام پر فخر کرے اور جانے کہ یہ برا کام ہے جسطرح لوگ لاف زنی

کرتے ہین کہ ہمنے اتنے آدمیونکو قتل کیا اور اتنی شراب پی یہ امر علاج پذیر نہین ہوتا مگر کسیعادت آسمانی اور سیر نزول فرمائی کہ وہ اوسے
چھوڑکر راہ پر آجائے **علاج کے طریقہ کا بیان** ای عزیز جانتو کہ جو شخص کسی بری خلق کو چھوڑنا چاہے اوسکا ایک طریقہ ہے کہ وہ خلق
اوسے جو کچھ حکم کرے وہ اوس حکم کے خلاف کرے کیونکہ مخالفت کے سوا اور کوئی چیز خواہش کو نہین توڑتی اور ہر چیز کو اوسکا ضد توڑتا ہے جسطرح
کہ جو بیماری گرمی سے ہو سرد چیز کہانا اوسکا علاج ہے تو جو علت غصے سے پیدا ہو بردباری اوسکا علاج ہے اور جو علت تکبر سے پیدا ہو وہ فروتنی
اوسکا علاج ہے اور جو بخل سے پیدا ہو مال خرچ کرنا اوسکا علاج ہے اور سب اسیطرح پر ہین تو جو شخص نیک کامون کی عادت ڈالیگا اوسمین
اخلاق نیک پیدا ہونگے اور شرع نے جو نیک کامونکا حکم فرمایا ہے اوسکا یہی بہید ہے کہ نیک صفت کیطرف دل کا پہیرنا اوس سے مقصود ہے
اور آدمی تکلف سے جب کسی چیز کی عادت ڈالتا ہے تو وہی اوسکی طبیعت ہوجاتی ہے جسطرح ابتدا مین لڑکا مکتب خانے اور تعلیم سے بہاگتا ہے
جب اوسے زبردستی بٹھایا کرین تو اوسکی عادت اور طبیعت ہوجاتی ہے اور جب بڑا ہوتا ہے تو تمام مزا اوسے علم ہی مین آتا ہے اور وہ اوسے
چھوڑ نہین سکتا بلکہ جو شخص کبوتر اوڑانے اور شطرنج یا اور جوا کھیلنے کی عادت ڈالتا ہے تو وہ اوسکی ایسی طبیعت اور سرشت ہوجاتی ہے کہ دنیا
کی تمام راحتین اور جو کچھ اپنے پاس رکھتا ہے اوسی مین صرف کر ڈالتا ہے اور اوس سے دستبردار نہین ہوتا بلکہ بہت سی چیزین جو طبیعت کے
خلاف ہوتی ہین وہ عادت کے سبب سے موافق ہوجاتی ہین حتی کہ بعضے آدمی ایسے ہوتے ہین کہ چوری کے سبب سے بید کہانے اور ہاتہ
کٹوانے پر صبر کرنے کا فخر کرتے ہین اور ہیجڑے باوجودیکہ اونکا کام ذلیل ہے مگر ہیجڑے بنے پر باہم فخر کرتے ہین بلکہ کوئی شخص حجامون اور خاکروبون مین ہو
تو وہ بہی اپنے اپنے کام مین ایک دوسرے پر ایسا فخر کرتے ہین جیسے علما اور سلاطین اور یہ سب عادت کا نتیجہ ہے بلکہ جو شخص مٹی کہانے کی
عادت ڈالتا ہے اوسکا یہ حال ہوجاتا ہے کہ پہر مٹی سے صبر نہین کرتا اور بیماری اور ہلاکت کے خطرے پر صبر کرتا ہے تو جو چیز خلاف طبیعت
ہے وہ عادت کے سبب سے موافق طبع ہوجاتی ہے تو جو چیز طبیعت کے موافق ہے اور دل کے واسطے ایسی ہے جیسے بدن کے واسطے کہانا
پینا وہ بطریق اولی عادت کے سبب سے حاصل ہوگی اور خدا کی معرفت اور اطاعت کرنا اور غصے اور خواہش کو زیردست کرلینا آدمی کا مقتضائے
طبع ہے اسواسطے کہ وہ فرشتونکی اصل سے ہے اور یہی اوسکی غذا ہے اور ان چیزونکے خلاف کی طرف جو اوسے رغبت ہے وہ اس سبب سے ہے کہ وہ بیمار ہوگیا ہے
یا اوسکے نزدیک اوسکی غذا بری ہوگئی ہے اور جو بیمار ہوتا ہے کہانے سے دشمنی رکہتا ہے اور جو چیز اوسے مضر ہو اوسکا لالچی ہوجاتا ہے تو جو شخص خدا کی معرفت اور
اطاعت کے سوا اور کسی امر کو زیادہ دوست رکہتا ہے اوسکا دل بیمار ہے جیسا حقتعالی نے فرمایا ہے فِی قُلُوبِہِمْ مَرَضٌ اور فرمایا ہے اِلَّا مَنْ اَتَی اللہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ
اور جسطرح بیمار بدنکو اس جہان مین ہلاکت کا خطرہ ہے اوسیطرح بیمار دلکو اوس جہان مین ہلاکت کا خطرہ ہے اور جسطرح بیمار کو سلامتی کی امید اسکے سوا نہین ہوتی
کہ طبیب کے حکم کے بموجب اپنے نفس کے خلاف کڑوی دوائین کہائے اسیطرح دلکو بہی سلامتی بجز اسکے نہین کہ دلون کا طبیب اوسکو کہے کے بموجب خواہش نفسانی کی
مخالفت کرنیکی سو سلامتی حاصل کرنیکی اور کچہ تدبیر نہین ہے غرضکہ بدنکا علاج اور دل کا علاج دونون کی ایک ہی راہ ہے جسطرح گرمی کے لیے سردی
اور سردی کے لیے گرمی موافق آتی ہے اسیطرح جس شخص پر مرض تکبر غالب ہو وہ نہ یہ فروتنی کرنے سے شفا پائیگا اور اگر فروتنی انتہائے
خست کے مرتبہ کو پہونچ گئی ہو تو تکبر اختیار کرنے سے اوسے شفا ہوگی پس ای عزیز جانتو کہ نیک اخلاق کے پیدا کرنیکے سبب ہین ایک تو اصل
خلقت سے یہ خدا کا محض فضل اور بڑی عنایت ہے کہ کسیکو اصل خلقت مین نیک پیدا کرے ... پیدا کیا

اور ایسا اکثر ہوتا ہے دوسرا یہ کہ تکلف سے نیک کام کرنا اختیار کرے حتی کہ اوسے نیک کامون کی عادت ہو جاوے تیسرا یہ کہ کچہ لوگونکو
نیک افعال اور خوش اخلاق دیکہے اور اونسے صحبت رکہے تو خواہ نخواہ اوسکی طبیعت اون صفتونکو اختیار کرتی ہے گو کہ اوس سے بیخبر ہو اور
جس شخص کو یہ تینون سعادتین حاصل ہون یعنی اصل خلقت مین بہی نیک ہو اور نیک بندون سے صحبت بہی رکہے اور نیک کامون کی
عادت بہی ڈالے وہ شخص سعادت مین کمال کے درجہ پر ہوتا ہے اور جس شخص کو حق تعالی ان تینون سعادتون سے محروم رکہتا ہے کہ وہ اصل
مین بہی ناقص ہو اور برے لوگونکی صحبت بہی رکہے اور برے کامونکی عادت بہی ڈالے وہ بہی کمال کے مرتبہ پر ہوتا ہے مگر شقاوت مین اور انمین
بہت سے درجے ہین کہ بعضونکو حاصل ہوتے ہین اور بعضونکو نہین اور ہر شخص کی سعادت اور شقاوت اونکی مقدار پر ہوتی ہے[سلہ] فَمَنْ يَّعْمَلْ
مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ **فصل** ایعزیز جانتو کہ عمل ہونے تو اعضای ظاہری سے ہین لیکن مقصود اونسے دل کا
پہرنا ہے اسواسطے کہ اوس عالم کو سفر دل ہی کریگا تو دل ہی کو صاحب جمال اور صاحب کمال ہونا چاہیے تاکہ درگاہ الہی کے قابل ہو اور
آئینہ کیطرح سپید نما اور صاف اور بے زنگ ہو تاکہ اوسمین ملکوت کی صورت دکہائی دے اور ایسا جمال دیکہے کہ حسن بہشت کی صفت سے ہے
وہ اوسکے مقابلہ مین حقیر اور ناچیز ہو جائے اگرچہ اوس عالم مین بدن کو بہی حصہ نصیب ہو گا لیکن دل اصل ہے اور بدن اوسکا تابع ہے
اور جانتو کہ دل اور ہے اور بدن اور اسواسطے کہ دل عالم ملکوت سے ہے اور بدن عالم شہادت سے ہے اور یہ مضمون عنوان کتاب مین بیان کیا گیا ہے
لیکن اگرچہ بدن دلسے جدا ہے مگر دلکو اوسکے ساتہہ علاقہ ہے کہ جو نیک عمل بدنسے ہوتا ہے دلمین ایک نور پیدا کرتا ہے اور جو برا عمل بدن
کرتا ہے دلمین ظلمت پیدا ہوتی ہے وہ نور تخم سعادت ہوتا ہے اور یہ ظلمت تخم شقاوت ہوتی ہے اسی علاقے کے سبب سے آدمیکو اس عالم مین
لائے ہین تاکہ اس بدنسے ایسا پہندا اور آلہ بنائے کہ اوسے صفت کمال حاصل ہو جائے ای عزیز جانتو کہ کتابت صفت تو دلکی ہے لیکن
کتابت کرنا اونگلیونسے علاقہ رکہتا ہے اگر کوئی شخص چاہے کہ میرا خط اچہا ہو تو اسکی یہ تدبیر ہے کہ تکلف سے اچہا خط لکہے حتی کہ اچہا خط اوسکے
دلمین نقش ہو جائے جب نقش ہو گیا تو اوسکی اونگلیان اوس صورت کو دلسے لے لیکر لکہنے لگین اسیطرح نیک کام سے دل نیک خلق پکڑتا ہے
اور جب نیک خلق دلکی صفت ہو گئی تو کام اوس خلق کی صفت پر ہو جاتے ہین پس تکلف سے نیک اعمال کرنا سب سعادتون کی ابتدا ہے
اور اسکا نتیجہ یہ ہے کہ دل نیک صفت حاصل کرتا ہے تب اوسکا نور پہر باہر آتا ہے اور جو نیک اعمال پہلے تکلف سے ہوتے تہے اب طبیعت
اور رغبت سے کرنے لگتا ہے اور اسکا سر وہ علاقہ ہے جو دل اور بدن مین ہے کہ بدن دلمین اثر کرتا ہے اور دل بدنمین اسیواسطے جو فعل غفلت سے
ہوتا ہے وہ حقیر و ناچیز ہے کیونکہ دل تو اوس سے غافل رہتا ہے **فصل** ایعزیز جانتو کہ جس بیمار کو سردیسے بیماری ہوئی ہو اوسے یہ چاہیے کہ
گرم چیز جتنے پائی کہا جائے اسواسطے کہ شاید گرمیسے بہی کوئی مرض ہو جائے بلکہ اوسکی استعمال کیواسطے کانٹا بانٹ مقرر ہے کہ اوسکے وزنکا
لحاظ رکہنا چاہیے اور یہ سمجہنا چاہیے کہ مقصود یہ ہے کہ مزاج معتدل ہو جائے نہ گرمیکی طرف جہکے نہ سردی کی طرف جب مزاج حد اعتدال کو پہونچ
گیا تو علاج چہوڑ دے اور اوس اعتدال کی حفاظت کرنیکی کوشش کرے اور معتدل چیزین کہائے اسیطرح سب اخلاق بہی دو طرفین اور ایک وسط
رکہتے ہین ایک طرف مذموم ہے اور ایک محمود اور وسط معتدل ہے یہی اعتدال مقصود ہوتا ہے مثلاً بخیل ہے مال دینے کو ہم اوسوقت تک
کہین جسوقت تک مال دینا اوسپر آسان ہو نہ اسقدر کہ اسراف کی حد کو پہونچ جائے اسواسطے کہ اسراف بہی مذموم ہے جسطرح علاج بدن کی ترازو

[سلہ] پس جسنے کی ہوگی ذرہ برابر نیکی وہ دیکہ لیگا اوسے اور جسنے کی ہوگی ذرہ بہر برائی وہ دیکہ لیگا اوسے ۱۲ منہ

علم طب ہی اوسیطرح علاج دلکی ترازو علم شرع ہے تو آدمیکو ایسا ہونا چاہیے کہ شرع جو کچھہ دینے کا حکم فرمائے اوسکا دینا اوسپر آسان ہو اوسے رکھہ چھوڑنے اور اوسمین بخل کرنیکی خواہش نہو اور جس چیز کے رکھہ چھوڑنیکا شرع حکم فرمائے اوسکے دینیکی خواہش نہو تاکہ حد اعتدال پر رہے اور اگر اوسمین اس تعمیل حکم شرع کی خواہش اور رغبت نہین ہے مگر تکلف سے کرتا ہے تو ابھی بیمار ہے لیکن محمود ہے کہ تکلف سے دوا کھاتا ہے کیونکہ یہ تکلف اوسکی سرشت ہوجانیکی راہ ہے اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالی کا حکم خوشی سے بجا لاؤ اگر نہو سکے تو جبر سے بجا لاؤ کہ اوس جبر کرنے مین بھی بہت نیکی ہے اے عزیز جانتو کہ جو تکلف سے مال دیتا ہے وہ سخی نہین ہے بلکہ سخی وہ ہے جسے مال دینا آسان ہو اور جو شخص تکلف سے مال رکھہ چھوڑے وہ بخیل نہین بلکہ بخیل وہ ہے کہ مال رکھہ چھوڑنا جسکی طبیعت اور سرشت ہو تو چاہیے کہ تکلف دور ہو جائے اور سب اخلاق ملکہ ہو جائین بلکہ کمال خلق یہ ہے کہ آدمی اپنی باگ شرع کے ہاتھہ مین دیدے اور شرع کی تابعداری اوسپر آسان ہو جائے اور اوسکے دلمین کچھہ جھگڑا نہ باقی رہے جیسا حق سبحانہ تعالی نے فرمایا ہے فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگونکا ایمان اوسوقت پورا ہوگا کہ اپنی لڑائی مین تمکو اپنا حاکم بنائین اور دلونمین کچھہ گرانی اور تنگی تمہارے حکم سے نہو اسمین ایک بھید ہے ہرچند اس کتاب مین وہ بھید بیان کرنیکی گنجایش نہین لیکن اشارۃً کچھہ بیان کیا جاتا ہے اے عزیز جانتو کہ آدمی کی سعادت یہ ہے کہ ملائکہ کی صفت پر ہو جائے اسواسطے کہ وہ اونہی کی اصل سے ہی اور اس عالم مین مسافر ہے اور عالم ملائکہ اوسکا معدن ہے اور جو اجنبی صفت یہانسے لیجائیگا وہ اوسے ملائکہ کی موافقت سے دور رکھے گی تو چاہیے کہ جب وہان جائے تو ملائکہ ہی کی صفت پر ہو یہانسے کوئی اجنبی صفت اپنے ساتھہ نہ لیجائے اور جس شخص کو مال رکھہ چھوڑنیکی حرص ہوتی ہے وہ مال کے ساتھہ مشغول ہے اور جسکو مال خرچ کرنیکی حرص ہے وہ بھی مال کے ساتھہ مشغول ہے اور جو شخص تکبر کا حریص ہے وہ خلق کے ساتھہ مشغول ہے اور ملائکہ نہ مال کے ساتھہ مشغول ہین نہ خلق کے ساتھہ بلکہ حضرت الٰہیت کے عشق کے سوا اور کسی چیز کی طرف خود التفات ہی نہین کرتے تو مال اور خلق سے آدمی کے دلکا رشتہ تعلق ٹوٹا رہنا چاہیے تاکہ اوسنے بالکل پاک ہو جائے اور جس صفت سے آدمیکا خالی ہونا ممکن نہین تو چاہیے کہ اوسکے وسط پر ٹھہرے تاکہ من وجہ گویا دونون طرفون سے خالی رہے جسطرح پانی گرمی اور سردی سے خالی نہین جب معتدل اور تازہ سا ہو تو وہ گویا دونون سے خالی ہی تو ہر صفت مین وسط اور اعتدال کا جو حکم ہے وہ اسی بھید کیواسطے ہے تو دیرنظر رکھنا چاہیے تاکہ سب سے ٹوٹے اور حقتعالی مین ڈوبے جیسا حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ بلکہ لا الٰہ الا اللہ کی حقیقت خود یہی ہے اور چونکہ یہ ممکن نہین کہ آدمی تمام آلایش سے پاک ہو اسواسطے ارشاد فرمایا وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا تو اس بیان سے معلوم ہوا کہ سب ریاضتونکی نہایت اور سب مشقتون کی غایت اور مقصود یہ ہے کہ آدمی توحید کے مرتبہ کو پہونچ جائے بس اسیکو دیکھے اور اوسیکو پکارے اور اوسیکی بندگی کرے اوسکے سوا اور کسی چیز کی دلمین خواہش ہرگز نہ باقی رہے اور جب ایسا ہو جائے تو خلق نیک حاصل ہوگئی بلکہ بشریت سے گذر کر حقیقت کو پہونچ گیا

فصل اے عزیز جانتو کہ ریاضت بہت مشکل کام اور بہت کٹھن ہے بلکہ جان کندن ہے لیکن اگر طبیب اوستاد ہو اور اچھی دوا دیا کرے تو ریاضت بہت ہی آسان ہو جاتی ہے اور طبیب یعنی مرشد کا لطف یہ ہے کہ مرید کو پہلی ہی درجہ مین حقیقت حق کیطرف نہ بلائے کہ وہ اوسکی طاقت نہین رکھتا اسواسطے کہ اگر لڑکے سے کہین کہ مکتب کو جا تاکہ ریاست

یا تو وہ خود ریاست ہی نہین جانتا کہ کیسی ہوتی ہے مگر اوس سے یہ کہنا چاہیئے کہ مکتب جا کہ شام کو ہم تجھے گیند ڈنڈا کھیلنے کو دینگے یا لال
بیا چڑیا کو یا طوطی مول لے دینگے تاکہ لڑکا اوسکے لالچ مین جائے جب لڑکے کا بڑا ہوجاوے تو اوسے اچھے کپڑے اور زیبایش کی ترغیب دلاوے تاکہ وہ کھیل
سے باز آئے جب اور بڑا ہو تو اوسکو سرداری اور ریاست کا وعدہ دے اور کہے کہ میان ریشمی کپڑا پہننا عورتون کا کام ہے جب اور بڑا ہو تو اوسے
کہے کہ سرداری اور ریاست بے اصل چیز ہے مرنے سے سب جاتی رہتی ہے تب اوسی پادشاہی جاوید کیطرف بلائے تو مرید شاید کہ ابتدا مین کمال خلوص
پر قادر نہو تو اوسے یہ اجازت دینا چاہیے کہ ریاء ریاضت کرے تاکہ لوگ تمہین اچھا جانین تاکہ ریا کی آرزو مین پیٹ اور مال کا لالچ اوس سے
چھوٹ جائے جب اوس سے فارغ ہوا اور اوسمین کچھ رعونت پیدا ہو تب رعونت کا لالچ اوس سے اسطرح چھوڑائے کہ اوس سے فرمائے کہ بازار
مین گدائی کیا کر جب اوس سے اس گدائی مین مقبولیت پیدا ہو تو اوس سے بھی منع کرے اور ذلیل خدمتون مین مشغول کرے جیسے پاخانہ
وغیرہ صاف کرنا اسیطرح جو صفت اوسمین پیدا ہوتی جائے اوسکا بتدریج علاج کرتا رہے سب ایکہی بار نہ حکم کردے کہ وہ اوسکی تاب نہ لا سکیگا
یا اوسکے نیک نامیکی لالچ مین سب رنج محنت اوٹھا سکیگا کہ ان سب صفتونکی مثال سانپ بچھو کی ایسی ہے اور ریا کی مثال اژدہے کے مانند ہے
کہ سبکو نگل جاتا ہے اور سب بُری صفتونکے بعد جو صفت صدیقون سے جاتی ہے وہ یہی ریا ہے **نفس کے عیب اور دل کی بیماری پہچاننے
کی تدبیر کا بیان** اے عزیز جاننا چاہیئے کہ تندرستی اور ہاتھ پاؤن آنکھ وغیرہ کی صحت اسی سے معلوم ہوتی ہے کہ جسواسطے پیدا کیا ہے
اوسپر بخوبی قادر ہو مثلاً آنکھ بخوبی دیکھے پاؤن بخوبی چلے اسیطرح دلکی درستی اور صحت اس سے معلوم ہوگی کہ جو اوسکی خاصیت ہے اور
اوسے جسواسطے پیدا کیا ہے وہ اوسپر آسان ہو اور جو اصل خلقت مین دل کی طبیعت ہو اوسے دوست رکھتا ہو اور یہ امر دو چیزون سے
ظاہر ہوتا ہے ایک ارادت سے اور ایک قدرت سے ارادت تو یہ ہے کہ کسی چیز کو حقتعالی سے زیادہ دوست نہ رکھے کیونکہ خدا کی معرفت دل کی غذا ہے
جیسے کھانا بدن کی غذا ہے اور جس بدن سے کھانیکی خواہش بالکل جاتی رہے یا کم ہوجائے وہ بیمار ہے اور جس دل سے حقتعالی کی معرفت اور
محبت بالکل جاتی رہی یا کم ہوگئی وہ دل بھی بیمار ہے اسیواسطے حقتعالی نے ارشاد فرمایا قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَاؤُکُمْ وَاَبْنَاؤُکُمْ الآیہ یعنی
اگر مان باپ لڑکے بالے اور مال تجارت عشیرت قرابت کو اور جو کچھ رکھتے ہو اوسے خدا اور رسول اور خدا کی راہ مین لڑنے سے زیادہ دوست
رکھتے ہو تو ٹھیرے رہو جبتک کہ خدا کا حکم آوے پیچھے اور تم دیکھ لو اور قدرت یہ ہے کہ حق تعالی کی فرمان برداری اوسپر آسان ہوگئی ہو یہ حاجت نہ باقی
رہی ہو کہ اپنے اوپر جبر کرکے اپنے تئین اوسمین مشغول رکھے بلکہ خود اوسکی لذت اور ذوق پیدا ہوگیا ہو جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے جُعِلَتْ قُرَّةُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوةِ تو جب جو کوئی یہ مضمون اپنے مین نہ پائے تو بیماری دل کی یہ صحیح علامت اور
صریح دلیل ہے اوس شخص کو علاج مین مشغول ہونا چاہیے اور شاید اپنے تئین پہچانے کہ مین اس بُری صفت مین ہون یا شاید نہ پہچانے
کیونکہ آدمی اپنے عیب مین اندھا ہوتا ہے آدمی اپنے عیب چار طریق سے جان سکتا ہے ایک تو یہ کہ مرشد کامل کی خدمت مین جا بیٹھے
تاکہ وہ مرشد اوس شخص کو دیکھے اور اوسکے عیب اوس سے کہدے اور یہ امر اس زمانہ مین نادر ہے دوسرا طریق یہ ہے کہ کسی مہربان دوست
کو اپنا نگہبان بنائے کہ وہ چکنی چپڑی باتین بنا کر اوسکا عیب چھپائے نہین اور حسد کی راہ سے اوسکا عیب بڑھائے نہین اور یہ بات بھی اس زمانے
مین کم ہے حضرت داؤد طائی قدس سرہ سے لوگون نے کہا کہ آپ لوگونین کیون نہین بیٹھتے فرمایا کہ مین ایسے لوگون مین بیٹھکر کیا کرون

جو میرا عیب مجھ سے چھپائین تیسرا طریق یہ ہے کہ اپنے حق مین دشمن کی بات سنے کہ دشمن کی نگاہ بالکل عیب پر پڑتی ہے اگرچہ دشمنی کی وجہ سے وہ مبالغہ کریگا لیکن اوسکا کلام سچ سچ بات سے تو خالی نہوگا چوتھا طریق یہ ہے کہ لوگون کو دیکھا کرے جو عیب اور کسی مین یہ دیکھے خود اوس عیب سے پرہیز کرے اور اپنے اوپر یہ گمان کرے کہ مین بھی ایسا ہی ہون حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لوگون نے پوچھا کہ آپکو یہ ادب کسنے سکھایا فرمایا کسینے نہین لیکن جو بات مینے کسی مین بُری دیکھی اوس سے حذر کیا اے عزیز جان تو کہ جو شخص بڑا احمق ہوتا ہے وہ اپنے حق مین بہت نیک گمان رکھتا ہے اور جو عقلمند ہوتا ہے وہ اپنے ساتھ بہت بدگمان رہتا ہے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقون کا بھید تمسے کہا ہے مجھمین تمنے کیا آثار نفاق دیکھے تو ہر ایک کو اپنے عیب ڈھونڈھنا چاہیے کہ جو بیماری نجانیگا علاج نکر سکیگا اور سب علاج مخالفت شہوت سے ہوتے ہین جیسا کہ حقتعالے ارشاد فرماتا ہے وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب جہاد سے پھر کر آئے تو صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ ہم چھوٹے جہاد سے آئے یا بڑے جہاد سے صحابہ نے عرض کیا کہ بڑا جہاد کیا ہے فرمایا جہاد نفس اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنے رنج کو اپنے نفس سے باز رکھ اور خدا کی نافرمانی مین اوسکی خواہش اوسے نہ دے کہ فردا ے قیامت کو تیرے ساتھ خصومت کرے اور تجھپر لعنت کرے حتی کہ تیرے سب اعضا ایک دوسرے کو لعنت کرین حضرت حسن بصری قدس سرہ فرماتے ہین کہ کوئی منہ زور جانور گرے لگام دینے مین نفس سے زیادہ لائق تر نہین حضرت سری سقطی قدس سرہ فرماتے ہین کہ اخروٹ شہد مین ڈبو کر کھانیکو چالیس برس سے میرا نفس چاہتا ہے اب تک مینے نہین کھایا حضرت ابراہیم خواص قدس سرہ کہتے ہین کہ کوہ لگام مین مین جاتا تھا وہان بہت سے انار دیکھے انار کی آرزو میرے دلمین پیدا ہوئی ایک انار توڑا بہت کھٹا تھا اوسی وہین چھوڑا اور چلا ایک مرد کو دیکھا کہ پڑا ہوا ہے اور زنبور اوسے گھیرے ہوئے کاٹ رہی ہین مینے کہا السلام علیکم اوسنے جواب دیا وعلیک السلام یا ابراہیم مینے کہا کہ اے شخص تو نے مجھے کیونکر پہچانا اوسنے جواب دیا کہ جو شخص خدا کو پہچانتا ہے اوسپر کوئی چیز پوشیدہ نہین رہتی مینے کہا کہ اے شخص مین دیکھتا ہون کہ تو خدا کے ساتھ بڑی نسبت رکھتا ہے کیون نہین دعا کرتا کہ حقتعالیٰ ان زنبورون کو تجھسے باز رکھے اوس شخص نے جواب دیا کہ تو بھی تو حقتعالیٰ کے ساتھ نسبت رکھتا ہے کیون نہین دعا کرتا کہ انار کی خواہش تجھسے دفع کرے کہ خواہش انار کا کھانا اوس جہان مین ہوگا اور زنبور کا زخم اسی جہان مین ہے اے عزیز جان تو کہ انار اگرچہ مباح ہے لیکن اہل احتیاط سمجھے ہین کہ حلال و حرام کی خواہش ایک ہی ہے اگر نفس پر خواہش حلال کا سد باب نکریگا اور ضرورت کی حدون پر اکتفا نکریگا تو نفس تجھسے حرام طلب کریگا اس سبب سے اونہون نے مباح چیزون کی خواہش کا بھی دروازہ اپنے اوپر بند کر لیا ہے تاکہ خواہش حرام کے ہاتھ سے نجات پائین جیسا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ حرام مین پڑجانیکے خوف سے مین ستر بار حلال سے ہاتھ کھینچتا ہون دوسرا سبب یہ ہے کہ نفس جب مباح چیزون سے فربہ ہوتا ہے تو دنیا کی محبت پیدا ہو جاتی ہے اور دل اوس سے انس پاتا ہے دنیا اوسکی بہشت ہو جاتی ہے موت اوسپر دشوار ہو جاتی ہے فرط مسرت اور غفلت دلمین پیدا ہو جاتی ہے اگر ذکر او مناجات کرتا بھی ہے تو اوسکی حلاوت اور لذت نہین پاتا اگر مباح چیزون سے نفس کو روکے تو شکستہ اور ملول ہوتا ہے دنیا سے نفرت کرتا ہے آخرت کی نعمتون کا شوق پیدا ہوتا ہے

سنے اور ہنسی کیوقت ایک تسبیح دل مین اتنا اثر کرتی ہے جتنا خوشی اور آسایش کیوقت سو تسبیحین بہی اثر نہین کرتین نفس کی مثال باز کی
ایسی ہے کہ باز کو اسطرح ادب دیتے ہین کہ اوسے گہر مین لاتے ہین اور اوسکی آنکہین سیتے ہین تاکہ جو کچہہ گہر مین ہے اوسکا خوگر نہو پہر تہوڑا
تہوڑا گوشت اوسکو دیتے ہین تاکہ باز اوسی سے ہلجائے اور اوسکا مطیع ہوجاے اسیطرح نفس کو حق سبحانہ تعالی کے ساتہہ انس نہین پیدا ہوتا تاوقتیکہ
تو اوسکی سب عادتین نہ چہوڑاے اور آنکہہ کان زبان بند نکرے اور گوشہ تنہائی اور بہوک اور خاموشی اور بیخوابی سے اوسی محنت نہ دے اور یہ باتین
ابتدا مین نفس پر دشوار ہوتی ہین جیسا دودہ چہڑانا اوسوقت بچے کو دشوار ہوتا ہے چند دنون کے بعد ایسا ہوجاتا ہے کہ اگر اوسے زبردستی دیا جائے
تو بہی نہین پی سکتا + اے عزیز جانتو کہ ریاضت اسطرح ہوتی ہے کہ جس چیز سے جو شخص بہت خوش ہوتا ہے اوسے چہوڑ دے اور جو چیز اوسپر
بہت غالب ہو اوسکے خلاف کرے تو جاہ و حشمت مین جسکی خوشی ہو وہ اوسے ترک کردے اور مال کے سبب سے جسکی خوشی ہو وہ مال خرچ
کر ڈالے اسیطرح جس شخص کیواسطے حقتعالی کی محبت کے سوا کوئی محل آسایش و آرام ہو اوسے اپنے سے زبردستی جدا کردے اور اوسیکا ملازم ہو رہے
جو ہمیشہ اوسکے ساتہہ رہیگا اور جس چیز کو موت کے سبب سے بمجبوری رخصت کریگا اوسے بقصد آپ خود ہی چہوڑ دے تو اوسکے ساتہہ خدا ہی رہیگا جیسے کہ
حضرت داود علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام پر وحی بہیجی تہی کہ ای داود مین ہی تیرا ساتہی ہون تو میرا ہی رفیق رہ اور رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے میرے درون مین یہ پہونکا کہ اَحْبِبْ مَا اَحْبَبْتَ فَاِنَّكَ مُفَارِقُهٗ یعنی دنیا کی جس چیز کو چاہو
دوست کہو دنیا کی سب چیزین تجہسے چہوٹ جائینگی

خلق نیک کی علامت کا بیان

اے عزیز جانتو کہ خلق نیک کی علامتین
وہ ہین جو حقتعالی قران شریف مین مسلمانون کی صفت مین ارشاد فرماتا ہے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ آخر تک
اور اس آیہ مین فرمایا کہ اَلتَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ اور یہ جو فرمایا کہ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا یہ مسلمانون کی صفتین
اور خلق نیک کی علامتین ہین اور جو کچہہ منافقون کی علامتین بیان فرمائی ہین وہ خوے بد کی علامت ہے جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ مسلمان کا مطلب نماز روزہ اور عبادت ہوتا ہے اور منافق کا مطلب جانورون کیطرح کہانا پینا ہوتا ہے حاتم اصم رحمۃ اللہ
تعالی نے کہا ہے کہ مسلمان فکر اور عبرت مین مشغول رہتا ہے اور منافق حرص اور آرزو مین مسلمان خدا کے سوا سب سے بیخوف رہتا ہے اور منافق
خدا کے سوا سب سے ڈرتا رہتا ہے مسلمان خدا کے سوا سب سے نا امید رہتا ہے اور منافق خدا کے سوا سب سے امیدوار رہتا ہے مسلمان مال کو دین پر تصدق
کرتا ہے اور منافق دین کو مال پر فدا کرتا ہے مسلمان عبادت کرتا ہے اور روتا ہے اور منافق گناہ کرتا ہے اور ہنستا ہے مسلمان تنہائی اور خلوت
کو دوست رکہتا ہے اور منافق ازدحام اور لوگون کی صحبت کو دوست رکہتا ہے مسلمان جوتا بوتا ہے اور ڈرتا ہے کہ شاید کہیت نہ کاٹنے پاؤن اور منافق
نہ جوتا ہے نہ بوتا ہے اور امید رکہتا ہے کہ کاٹکر کہلیان لگالونگا بزرگون نے کہا ہے کہ نیکخوئی یہ ہے کہ آدمی شرمگین کم سخن کم رنج سچا صلاحیت
دوست رکہنے والا بہت عبادت کرنیوالا کم جہگڑنیوالا کم فضول امر کم کرنیوالا سبکا خیرخواہ سبکی حقمین نیک کردار صاحب وقار شفیق و حلیم بردبار صابر قانع
شاکر بردبار نرم دل رفیق ہاتہہ کہینچنے والا کم طمع ہو گالی دے نہ لعنت کرے نہ سخن چینی کرے نہ غیبت فحش بکے نہ جلد بازی کرے نہ حسد اور کینہ
رکہے کشادہ پیشانی شیرین زبان رہے اوسکی دوستی اور دشمنی اور خفگی اور خوشی خدا ہی کیواسطے ہو اے عزیز جانتو کہ خلق نیک اکثر بردباری سے ظاہر
ہوتا ہے جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو کافرون نے بہت ستایا اور دندان مبارک شہید کر ڈالا آپ نے فرمایا بارخدایا انپر رحم کر کہ یہ جانتے نہین

حضرت ابراہیم ادہم قدس سرہ صحرا مین جاتے تہے ایک لشکری ملا پوچہنے لگا تو بندہ ہے فرمایا ہان کہا بتا آبادی کہان ہے حضرت ابراہیم ادہم قدس سرہ نے قبرستان بتا دیا اوسنے کہا کہ مین آبادی ڈہونڈہتا ہون فرمایا آبادی اسی جگہہ ہے لشکری نے ایک لاٹھی آپکے سر پر ماری کہ خون بہنے لگا اور آپکو شہر مین پکڑ لایا جب لوگون نے دیکہا تو لشکری سے کہا او احمق یہ حضرت ابراہیم ادہم ہین بڑے پارسا لشکری گہوڑے پر سے اوتر پڑا اور پاون پر بوسہ دیا اور عرض کیا کہ آپ نے یہ کیون کہا کہ مین بندہ ہون فرمایا اس سبب سے کہ مین بندہ خدا ہون اوسنے عرض کیا کہ مجہے معاف کیجیے فرمایا تجہے معاف کر دیا جسگہڑی تو نے میرا سر توڑا تہا مینے تیرے واسطے دعا کی تہی لوگون نے پوچہا کیون فرمایا اسواسطے کہ مینے جانا تہا کہ مجہے اوسکے سبب سے ثواب ہوگا مینے نچاہا کہ تجہے تو اوسکے سبب برائی نصیب ہو اور اوسی میرے سبب سے برائی ملے حضرت ابو عثمان حیری قدس سرہ کی کسینے دعوت کی اور آپکے تئین آزمانا اوسے مقصود تہا جب آپ اوسکی دروازے پر پہونچے تو اوسنے اندر نجانے دیا اور کہا کہ اب کچہہ بہی کہانا نہین باقی ہے آپ پلٹ چلے جب تہوڑی دور چلے آئے تو وہ شخص پہر آیا اور آپکو بلایا پہر جب آپ دروازے پر پہونچے تو اندر نجانے دیا اور وہی کہا کہ کچہہ نہین باقی ہے کئی بار ایسا ہی کیا جب آپ کو بلاتا آپ تشریف لیجاتے جب جاتے تب پلٹ آتے آخر کو یہ بات عرض کی کہ ای شیخ مین آپ کو آزماتا تہا آپ خوش اخلاق ہین فرمایا کہ یہ جو تو نے مجہسے دیکہا یہ تو کتے کا خلق ہے کہ جب اوسے بلاؤ دوڑا آتا ہے جب ہنکاؤ بہاگ جاتا ہے اسکی کیا حقیقت ہے ایکدن کسی شخص نے چہت پر سے طشت بہر راکہہ شیخ موصوف کے سر پر ڈالدی آپ نے کپڑے جہاڑ ڈالے اور خدا کا شکر کیا لوگون نے پوچہا آپنے شکر کیون کیا فرمایا جو شخص آگ کے قابل ہو اوسپر راکہہ ڈالین تو شکر کا مقام ہے حضرت علی ابن موسی رضا علیہ السلام کا رنگ بہت سانولا تہا اور آپ کے دروازے پر نیشاپور مین ایک حمام تہا جب آپ حمام مین جاتے تو لوگ حمام خالی کر دیتے ایکدن حمام خالی کر دیا گیا آپ اندر تشریف لیگئے اور حمامی غافل ہو گیا ایک گنوار حمام مین گہس گیا آپکو دیکہا سمجہا کہ حمام کے خادمون مین سے کوئی ہندو ہے آپ سے کہنے لگا اوٹہہ پانی لا آپ پانی لے آئے کہا اوٹہہ مٹی لا آپ اوٹہکر مٹی بہی لے آئے اسیطرح آپسے ایک ایک کام کا حکم کرتا آپ بجالاتے جب حمامی آیا اور گنوار کی آواز سنی کہ یہ باتین کر رہا ہے تو ڈر کے مارے بہاگ گیا جب آپ باہر نکلے تو لوگون نے عرض کیا کہ اس امر کے خوف سے حمامی بہاگ گیا ہے فرمایا اوس سے کہدو کہ تو نہ بہاگ قصور تو اوسکا ہے جسنے فرزند کا تخم کالی لونڈی کے رحم مین بو دیا عبد اللہ ورزی ایک بزرگ تہے ایک گبر اوننسے کپڑے سلواتا اور ہر بار کہوٹا روپیہ سلائی دیتا وہ لے لیتے ایک مرتبہ وہ خود نہ تہے شاگرد نے کہوٹا روپیہ نہ لیا جب آئے تو شاگرد سے کہا کہ تو نے یہ امر کیون کیا کہ برسون گذر گئے وہ میرے ساتہہ یہی معاملہ کرتا ہے اور مینے کبہی بہی اسپر ظاہر نہین کیا اور ہمیشہ اس خیال سے لے لیا کیا کہ اس کہوٹے روپے سے اور کسی مسلمان کو نہ فریب دیوے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ جب کہین جاتے تو لڑکے پتہر مارتے آپ کہتے کہ میان لڑکو چہوٹے چہوٹے پتہر مارو کہ میرا پاون نہ ٹوٹ جائے ورنہ نماز کو نہ کہڑا ہو سکونگا حضرت احنف بن قیس رحمہ اللہ تعالی کو کوئی شخص گالیان دیتا ہوا اونکے ساتہہ ساتہہ چلا وہ جب اپنے مقام کے قریب پہونچے جہان اونکے عزیز قریب رہتے تہے تو کہڑے ہو رہے اور اوس سے کہا کہ بہائی اگر کچہہ گالیان باقی ہون تو وہ بہی دیدے اسواسطے اگر میری قوم کے لوگ گالیان دیتے سن پائینگے تو تمہین ستائینگے ایک عورت نے حضرت مالک ابن دینار کو کہا اے ریاکار اونہون نے فرمایا کہ اے نیکبخت بصرہ کے لوگون نے میرا نام گم کر دیا تہا تو نے ڈہونڈہ نکالا کمال حسن خلق کے علامت یہ ہے جو یہ بزرگ لوگ رکہتے تہے اور یہ اون لوگون کی صفت ہے جو ریاضت کرتے کرتے اپنے تئین صفات بشریت سے بالکل پاک کر چکے ہون اور حق تعالی کے سوا کسیکو نہین دیکہتے اور جو اد

دیکہتے ہین اوسی ... دیکہتے ہین جو شخص اس صفت سی موصوف نہو اوسی اپنی نسبت نیک خوئی کا گمان اور غرہ نہ کرنا چاہیے واللہ اعلم

لڑکون کی پرورش کا بیان ایعزیز جانتو کہ فرزند مان باپ کے ہاتہہ مین ایک امانت ہے اور اوسکا دل پاک گوہر نفیس کے مانند ہے
موم کیطرح نقش پذیر ہے اور سب نقشون سی خالی ہے اور زمین پاک کی مثل ہے کہ جو تخم تو اوسمین بوئیگا اوگے گا اگر نیکی کا تخم بوئیگا تو لڑکا دین و دنیا کی
سعادت کو پہونچیگا اور مان باپ اور معلم اوسکے ثواب مین شریک رہینگے اگر نیکی کا تخم نہ بوئیگا تو لڑکا بدبخت ہوئیگا اور جو عمل اوس سے سرزد
ہونگے اوسمین مان باپ اور معلم بہی شریک رہینگے اسواسطے کہ حقتعالی نے ارشاد فرمایا ہے کہ قوا انفسکم واہلیکم نارا اور آتش دنیا کی نسبت آتش
دوزخ سے لڑکے کو بچانا بہت ضرور ہے اور اوسکو آتش دوزخ سے بچانا بایطور ہوتا ہے کہ اوسی باادب رکہو اور نیک اخلاق سکہاؤ اور
بد صحبت سی بچاؤ کہ صحبت بد سب برائیونکی جڑ ہے اور اوسے اچہے کہانے پینے کا خوگر نہ کرے کہ اگر خوگر ہو جائیگا تو اوسکے بعد صبر
نکریگا اور اچہے کہانے کپڑے کی تلاش مین تمام عمر ضائع کریگا بلکہ ابتدا ہی مین یہ کوشش کرنا چاہیے کہ جو عورت لڑکے کو دودہ پلائے صالحہ اور نیک
اور حلال کی کہانیوالی ہو اسواسطے کہ انا کی خو لڑکے مین سرایت کرتی ہے اور جو دودہ کہ حرام سے حاصل ہوتا ہے وہ پلید ہے جب لڑکے کا
گوشت پوست اوس سے پیدا ہوگا تو اوسکی طبیعت مین اوسکے ساتہہ مناسبت پیدا ہوگی کہ وہ مناسبت جوانی کے بعد ظاہر ہوگی جب لڑکے کی زبان
کہلے تو چاہیے کہ پہلے اللہ کا نام لے اور اللہ کا نام پہلے سی اوسے سکہانا چاہیے اور جب ایسا ہو کہ بعضی چیزونسے شرماتا ہے تو یہ شرمانا بشارت ہے
اور اس بات کی دلیل ہے کہ نور عقل اوسپر پڑا اور عقل شحنہ شرم کو اوسپر تعینات کرتی ہے کہ بری باتون پر شرم اوسے خجالت دیتی ہے اور لڑکے مین
پہلے کہانیکی خواہش پیدا ہوتی ہے تو کہانیکے آداب اوسی سکہانا چاہیے تاکہ داہنے ہاتہہ سے کہائے بسم اللہ کہے جلدی نہ کہائے اور خوب چبائے
اور دوسرون کے نوالون پر نظر نہ دوڑائے اپنے سامنے سے لقمہ اوٹہائے جب تک ایک نوالہ اوتار نہ لے تب تک دوسرے نوالے کیواسطے ہاتہہ نہ بڑہائے
ہاتہہ اور کپڑا نہ بہرے کبہی کبہی اوسے روکہی روٹی دینا چاہیے تاکہ ہمیشہ سالن وغیرہ کا عادی نہو جائے اور بہت کہانیکو اوسکی نگاہ مین برا ٹہرادے
اور کہے کہ بہت کہانا جانورونکا اور احمقونکا کام ہے اور جو لڑکے بہت کہاتے ہین اوسکے سامنے اونکا عیب بیان کرے اور جو لڑکا باادب
ہو اوسکی تعریف کرے تاکہ اوسکو بہی اپنی تعریف کرانیکا شوق ہو اور وہ بہی ایسا ہی کیا کرے سفید کپڑے اوسکی نگاہ مین اچہے ٹہرادے
ریشمی اور رنگین کپڑے کی برائی اوسکے دلمین جمادے اور کہے کہ میان ریشمی اور رنگین کپڑے پہننا رنڈیون اور لونڈونکا کام ہے اور اپنے تئین بنانا
سنوارنا ہیجڑون اور زنانون کا شیوہ ہے مردونکا کام نہین جو لڑکے خوش غذا اور خوش لباس ہون اونکی سنگت مین اوسے نہ پڑنے
دیجئے کہ یہ اونہین دیکہنے بہی نہ پائے کہ وہ اسکی خرابی کا سبب ہونگے اسواسطے کہ یہ اگر اونہین دیکہیگا تو خود بہی اچہے کہانے پینے کی آرزو
کریگا اور بری صحبت سی اوسے نگاہ رکہے کیونکہ جب لڑکے کو بری صحبت سی لوگ نگاہ نہین رکہتے وہ شوخ بیحیا جہوٹا گستاخ بیباک ہو جاتا ہے
اور مدت تک یہ باتین اوس سے نہین چہوٹتین جب مکتب مین بٹہلائے تو قرآن پڑہائے پہر صالح اور پرہیزگار لوگون کی حکایتون مین اور
صحابہ اور بزرگان سلف کی عادتون مین اوسے مشغول کرے اور اسواسطے اوسی ہرگز نہ چہوڑنا چاہیے کہ جن اشعار وغیرہ مین عشق کی باتین
اور عورتون کی تعریف ہے اونہین مشغول ہو جائے اور ایسے معلم اور ادیب سی اوسے محفوظ رکہنا چاہیے جو کہتا ہو کہ اس قسم کے اشعار وغیرہ
سے طبیعت تیز ہوتی ہے کہ وہ ادیب نہین ہے بلکہ شیطان ہے کہ برائیکا تخم اوسکے دلمین بوئیگا جب لڑکا نیک کام کرے اور نیک عادت اوسمین

۵۷

پیدا ہو تو اوسپر اوسکی تعریف کرے اور جس چیز سے وہ خوش ہوتا ہو وہ اوسے دے اور لوگونکے سامنے اوسکی تعریف کرے اگر کبھی
خطا کرے تو دو ایک بار انجان بنجائے تاکہ وہ گالیان کہانے اور جھڑکی کی باتین اوٹھانیکا عادی نہو جائے خصوصاً جب وہ چھپا کر کوئی
خطا کرے اسواسطے کہ اگر اوس سے بہت کہا جائیگا تو وہ اوس خطا پر دلیر ہو جائیگا اور کھلم کھلا خطا کرنے لگیگا اور جب بار بار خطا کرے تو اکیلا چھپا کر
سرزنش کرے اور کہے کہ خبردار ایسا نکرنا کوئی تیری یہ خطا نہ جاننے پائے ورنہ لوگون مین تو فضیحت ہوگا اور لوگ تجھے کچھ بھی نہ سمجھینگے باپ
کو چاہیے کہ اپنی عظمت اوسکے ساتھ نگاہ رکھے اور مان کو چاہیے کہ باپ سے اوسے ڈرایا کرے دنکو اوسے نہ سونے دینا چاہیے ورنہ کاہل
ہو جائیگا اور رات کو اوسے نرم بچھونے پر نہ سولائے تاکہ وہ اوسکا بدن مضبوط اور قوی ہو تمام دنمین گھڑی بھر اوسے کھیل کی اجازت دینا چاہیے
تاکہ چالاک ہو جائے اور اداس اور تنگدل نہ رہے کہ اس سے بدخوئی پیدا ہوتی ہے اور دل اندھا ہو جاتا ہے اور اوسے سکھانا چاہیے کہ ہر ایک سے
فروتنی کیا کرے اور لڑکون پر فخر اور لاف زنی نکیا کرے لڑکون سے کچھ لے نہین بلکہ اونہین کچھ کچھ دیا کرے لڑکے کو سمجھا دینا چاہیے کہ دوسرے سے
لے لینا فقیرون اور بیہمت لوگونکا کام ہے اور اس امر کی اجازت ہرگز ندینا چاہیے کہ کسی سے نقد یا جنس لینے کی خواہش کرے کہ
اس سے خراب ہوگا اور برے کامونمین پڑ جائیگا اور اوسے سکھانا چاہیے کہ لوگون کے سامنے نہ تھوکا کرے نہ ناک چھنکا کرے اور لوگون
کی طرف پیٹھ کرکے نہ بیٹھا کرے ادب کے ساتھ بیٹھا کرے اور ٹھڈی کے نیچے ہاتھ دیکر نہ بیٹھا کرے کہ یہ کاہلی کی علامت ہے اور بہت بکا
نکرے اور قسم ہرگز نہ کھایا کرے جب تک کوئی کچھ پوچھے نہین از خود بات نکرے اور جو اوس سے بڑا ہو اوسکی عظمت کیا کرے اوسکے آگے
نہ پہیلا کرے فحش اور لعنت سے زبان کو بچائے رکھے اوس سے کہدینا چاہیے کہ میان جب اوستاد مارا کرے تو جزع فزع نہ کیا کرو اور سفارش نہ
لیجایا کرو صبر کیا کرو مردون ہی کا کام تحمل کرنا ہے لونڈیون اور عورتونکا کام رونا چلانا ہے جب لڑکے کا سات برس کا ہو تو اوسے ترغیب
طہارت اور نماز پڑھنے کا حکم کرے جب دس برسکا ہو اور کچھ قصور کرے تو اوسے مارے اور ادب دے چوری حرام خوری دروغگوئی کو اوسکے
نزدیک بُرا کر دے اور ہمیشہ ان چیزون کی برائی کیا کرے جب اسطرح لڑکے کو پرورش کرین اور وہ جوان ہو تو ان آداب کا بھید ظاہر
کرے تاکہ اوسمین اثر کرین پھر اوس سے کہے کہ کھانا کھانے سے مقصود یہ ہے کہ بندہ کو خدا کی عبادت کرنیکی قوت حاصل ہو اور دنیا سے زاد آخرت
مقصود ہے کہ دنیا کسیکے ساتھ نہین رہتی اور موت جھٹ پٹ اچانک آجاتی ہے اور عقلمند وہی شخص ہے جو دنیا سے زاد آخرت لیجائے تاکہ بہشت
مین جائے اور حقتعالی اوس سے خوش ہو اور دوزخ کا حال اوس سے کہنا شروع کرے اور کامون کا ثواب و عذاب اوس سے کہے
جب ابتدا ہی سے اوسے ادب کے ساتھ پرورش کرینگے تو یہ باتین پتھر کی لکیر ہو جائینگی اور اگر پہلے سے اوسے اپنے حال پر چھوڑ دیا ہے تو یہ باتین
ایسی ہونگی جیسے دیوار سے خاک جھڑ جاتی ہے حضرت سہل تستری فرماتے ہین کہ مین تین برسکا تھا میرے ماموں محمد ابن سوار نماز پڑھتے
تھے مین اونہین دیکھتا تھا ایک بار اونہون نے مجھ سے کہا کہ بیٹا جس خدا نے تجھے پیدا کیا ہے تو اوسے یاد نہین کرتا مینے کہا کہ مین اوسے
کیونکر یاد کرون کہا کہ جب تو بچھونے پر سوتا ہے تین بار دل سے کہہ لیا کر زبان سے نہین کہ خدا میرے ساتھ ہے خدا میری طرف دیکھتا ہے
خدا مجھے دیکھتا ہے کئی شب مینے یون کہا پھر اونہون نے فرمایا کہ ہر شب سات بار کہا کر پھر فرمایا کہ ہر شب گیارہ مرتبہ کہا کر مین کرتا تھا پھر
میرے دل مین اوسکی حلاوت پیدا ہوئی جب ایک سال گذرا تو اونہون نے فرمایا کہ مینے جو کچھ تجھسے کہا تھا وہ تمام عمر یاد رکہنا حتی کہ تجھے قبر مین

الدین کہ شغل دونون جہان مین تیرا دستگیر ہوگا کہی جب تک مین یون ہی کہتا رہا حتی کہ اوسکی حلاوت میرے دماغ مین پیدا ہوئی
پھر ایکدن ماموں نے کہا کہ خدا جس شخص کے ساتھ رہتا ہو اور جسکی طرف دیکھا کرتا ہو اور جسکو دیکھا کرتا ہو وہ شخص خدا کا گناہ نہین کرتا
خبردار کبھی گناہ نہ کرنا کہ وہ تجھے دیکھتا ہے پھر مجھے معلم کے پاس بھیجا میرا دل گھبرایا کرتا میں نے کہا کہ گھڑی بھر کے لئے روز مجھے بھیجا کرو زیادہ
نہین حتی کہ مینے قرآن شریف پڑھا اوسوقت مین سات برس کا تھا جب مین دس برس کا ہوا تو ہمیشہ روزہ رکھتا اور جو کی روٹی کھاتا
کہ بارہ برس کا ہوا تیرھوین برس ایک مسئلہ میرے دلمین آیا مینے کہا کہ مجھے بصرہ مین بھیجدو تاکہ مین وہان جاکر پوچھیون غرضکہ وہان گیا
اور سب عالمونسے پوچھا کسی نے اوس مسئلے کو حل نہ کیا اور ایک بڑے عابد کا پتا بتایا مین وہان گیا اون بزرگ نے اوس مسئلے کو حل کردیا
مدت تک مین اونکی خدمت مین رہا پھر تستر یعنی اپنے وطن مین پھر آیا ایکدرم کے جو مول لیتا اور اوسکی روکھی روٹی سے روزہ کھولتا اور
سالن کچھ اوسکے ساتھ نہوتا ایکدرم کے جو سال بھر کو کافی ہوتے پھر مینے یہ قصد کیا کہ مین شبانہ روز کچھ نہ کھایا کرون حتی کہ مین اوسپر قادر
ہوگیا پھر پانچ دن تک پہونچا یا پھر سات دن تک حتی کہ پچیس دن تک پہونچا دیا کہ پچیس پچیس دن کچھ نہ کھاتا اور بیس برس اسی حالت
مینے صبر کیا اور شب زندہ دار رہتا یہ حکایت اسواسطے بیان کی گئی تا کہ معلوم ہو جائے کہ جو بڑا کام ہوا وسکا تخم بچپنے مین ڈالتے رہین

ابتدائی مجاہدہ مین جو شرائط مرید پر ہین اونکا اور ریاضت سے راہ دین چلنے کی کیفیت کا بیان

ایعزیز جانتو کہ جو شخص خدا کو نہ پہونچا اس سبب سے پہونچا کہ راہ نچلا اور جو راہ نچلا اس سبب سے نچلا کہ اوسنے طلب نہ کیا اور جسنے طلب کیا اس
سبب سے نہ کیا کہ اوسنے جانا نہین اور اوسکا ایمان پورا نہین اسواسطے کہ جو شخص یہ جانتا ہے کہ دنیا جلد فنا ہونیوالی ہے اور چند روزکی ہے اور آخرت باقی
ہے اور ہمیشہ ہے ارادہ اور آخرت طلب کرنا اوسمین پیدا ہوتا ہے اور اوسپر بہت دشوار نہین ہوتا کہ حقیر چیز کو نفیس چیز کے عوض مین ہاتھ
سے دیدے اسواسطے کہ آج مٹی کا پیالہ اسواسطے چھوڑ دینا کہ کل سونے کے کٹورے ملین آدمی پر بہت دشوار نہین ہوتا تو طلب ایمان ان سب
باتونکا سبب ہے اور ضعف ایمان کا سبب یہ ہے کہ راہ بتانیوالے مفقود ہین اسواسطے کہ دین کے راہبر اور دلیل علماء پرہیزگار ہین اور یہ گم ہوگئے ہین
جب راہبر اور دلیل ہی نہین تو راہ خالی رہگئی اور خلق اپنی سعادت سے محروم ہوگئی اور جو عالم باقی رہگئے ہین انپر دنیا کی محبت غالب ہوگئی ہے
جب طلب دنیا مین پڑے ہین تو خلق کو دنیا سے آخرت کی طرف کیونکر بلا سکین اور دنیا کی راہ اور راہ آخرت کی برخلاف ہے دنیا اور آخرت
ایسی ہین جیسے مشرق اور مغرب کہ آدمی جب ایک سے نزدیک ہوتا ہے دوسرے سے دور ہو جاتا ہے تو جسے حقتعالی کا ارادہ پیدا ہوتا ہے
وہ اون لوگونمین سے ہو جاتا ہے جنہین حقتعالی فرماتا ہے وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا اوسکو جاننا چاہیے کہ حقتعالی یہ جو ارشاد
فرماتا ہے کہ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا تو یہ سعی کیا ہے ایعزیز جانتو کہ اس سعی سے راہ چلنا مراد ہے اور راہ چلنے کیواسطے پہلے ہی مرتبہ مین کئی شرطین
ہین کہ پہلے ہی سے اون شرطون کو بجا لانا چاہیے پھر ایک دستاویز ہے کہ اوسے تمسک کرنا چاہیے پھر ایک قلعہ اور حصار ہے کہ اوس سے پناہ
لینا چاہیے پہلی شرط یہ ہے کہ اپنے اور حقتعالی کے درمیان سے آڑ اور حجاب اوٹھا دے تاکہ اوس قوم مین سے نہو جائے جسے حق تعالی یون
ارشاد فرماتا ہے وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا اور حجاب چار ہین مال جاہ تقلید معصیت مال اسواسطے حجاب ہے کہ اوسکی
ساتھ دل اٹکا رہتا ہے اور جب تک دل فارغ نہو تب تک آدمی راہ نہین چل سکتا تو پہلے چاہیے کہ قدر حاجت کے سوا باقی مال کو اپنی

اپنے پاس سے دور کرے اسواسطے کہ مال بقدر حاجت مین مشغلہ نہین ہوتا ہے اور اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ اپنے پاس کچھہ رکھتا ہی نہین اور خدا ہی کیواسطے محنت کرتا ہے تو اوسکی راہ جلد طی ہو جائیگی اور جاہ و حشمت کا حجاب بانطور اوٹھہ جاتا ہے کہ آدمی بھاگے او ایسی جگہہ جائے جہان لوگ اوسکو نہ پہچانتے ہون اسواسطے کہ جب نامی ہوگا تو خلق مین اور خلق کے قبول کرنیکی لذت مین ہمیشہ مشغول رہیگا اور جو شخص خلق سی لذت پائیگا وہ حقتعالی تک نہ پہونچے گا اور تقلید اسواسطے حجاب ہی کہ آدمی نے جب کسی کے مذہب کا اعتقاد کیا اور کوئی اعتراض اور جدل کی بات سنے تو اور کسی چیز کی اوسکے دلمین جگہہ نہین رہتی پس چاہیے کہ ان سب باتون کو بھولا دے اور لا الہ الا اللہ کے معنی کا ایمان لاوے اور اپنے دلسے اسکی تحقیق طلب کرے اور اوسکی تحقیق یہ ہی کہ حقتعالی کے سوا اوسکا اور کوئی معبود نہ باقی رہے اور وہ اوسکی بندگی کرے جس شخص پر ہوا و ہوس غالب ہوتی ہے تو ہوا و ہوس ہی اوسکا معبود ہوتی ہے جب یہ مضمون حقیقت ہو جائیگی تو چاہیے کہ مجاہدہ اور ریاضت سی کامون کا کشف ڈہونڈے جدل اور بحث سی نہین اور معصیت تو بڑا ہی حجاب ہی اسواسطے کہ جو شخص کسی گناہ پر مصر ہوتا ہے اوسکا دل تاریک ہو جاتا ہے اوسے حقتعالی کیونکر منکشف ہوگا خصوصاً حرام کی روزی اسواسطے کہ حلال کی روزی دل کے روشن ہونے مین جو اثر کرتی ہے اور کوئی چیز نہین کرتی اصل یہ ہے کہ آدمی حرام کے لقمے سے حذر کرے اور حلال روزی کے سوا کچھہ نہ کھائے اور جو شخص ظاہر شرع پر عمل کرنے اور سب معاملات شرعی بجالانے کے پہلے چاہے کہ دین اور شریعت کا بھید پہچانے اوسکی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص عربی پڑہنے کے پہلے قرآن شریف کی تفسیر پڑھنا چاہے اور جب یہ سب حجاب اوٹھا دیے تو اوس شخص کے مثل ہوگیا جو طہارت کرکے نماز پڑہنے کے قابل ہوا ہو اب اوسے امام کی حاجت ہوگی کہ اوسکی اقتدا کرے وہ پیر ہے اسواسطے کہ پیر کے بغیر راہ چلنا ممکن نہین آتا اسواسطے کہ راہ پوشیدہ ہے اور شیطان کی راہین خدا کی راہ سے ملی ہوئی ہین حق راہ ایک ہی ہے اور باطل راہین ہزارون ہین تو بے دلیل اور راہبر کے راہ چلنا کیونکر ممکن ہوگا جب پیر ہاتھہ لگ جائے تو چاہیے کہ مرید اپنے سب کامون کو اوسی پر چھوڑ دے اور اپنا اختیار باقی ہی نہ رکھے اور یقین جانے کہ اپنی رای صائب کی بہ نسبت پیر کی خطا مین اوسکا بڑا فائدہ ہے شعر بمی سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید + کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا + پیر سے جو باتین ایسی وقوع مین آئین جسکی وجہ اسے نہ معلوم ہو تو حضرت خضر اور حضرت موسی علی نبینا و علیہما الصلوۃ والسلام کا قصہ یاد کرے کہ وہ حکایت پیر اور مرید ہی کیواسطے ہی کہ مشائخ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین ایسی بہت سی چیزین جانتے ہین کہ عقل سے اونکے بھید کو مرید نہین پہونچ سکتا جالینوس کے زمانے مین ایک شخص کی داہنی اونگلی مین درد ہوا نیم حکیم اونگلی پر دوا رکھتے تھے کچھہ فائدہ نہ کرتی تھی جالینوس نے اوسکے بائین شانے پر دوا رکھی ناقص طبیبون نے کہا کہ یہ کیا بیوقوفی ہے (مارو گھٹنا پھوٹے آنکھہ) درد تو اونگلی مین اور دوا شانے پر یہ کیا فائدہ دیگی اور انگلی اچھی ہو گئی اوسکا سبب یہ تھا کہ جالینوس جانگیا تھا کہ پٹھے مین خلل آگیا ہے اور اوسے یہ معلوم تھا کہ پٹھے دماغ اور پشت سے آئے ہین اور جو پٹھے بائین طرف سے نکلتے ہین وہ داہنی جانب آتے ہین اور جو داہنی طرف سے نکلتے ہین وہ بائین جانب آتے ہین اور اس مثال سے یہ مقصود ہے کہ مرید کو اپنے باطن مین کچھہ تصرف کرنا چاہیے خواجہ بوعلی فارمدی رحمہ اللہ تعالی سے مینے (یعنی امام صاحب نے) سنا ہی کہ کہتے تھے ایک بار شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمہ اللہ تعالی سے مین خواب نقل کرتا تھا وہ مجھسے خفا ہو گئے اور ایک مہینا کامل مجھہ سے بات نہ کی مجھے کچھہ سبب نہ معلوم تھا آخر کو

اونھون نے فرمایا کہ تو نے خواب نقل کرنے مین مجھے یون کہا کہ تم جو شیخ ہو تم نے مجھ سے خواب مین ایک بات کہی اور مینے خواب ہی مین کہا کیون
یہ کہکر فرمایا کہ اگر تیرے دلمین کیون کی جگہہ نہوتی تو جواب مین تیری زبان سے کیون کا لفظ نہ نکلتا پھر جب مرید نے اپنے کام پیر کے سپرد کر دیا
تو پیر پہلے اوسی حصار مین کرتا ہے تاکہ آفتون سے محفوظ رہے اور اوس حصار کی چار دیوارین ہین ایک خلوت دوسری خاموشی تیسری گرسنگی
چوتھی بیخوابی اسواسطے کہ گرسنگی شیطان کی راہ بند رکھتی ہے اور بیخوابی سے دل روشن ہوتا ہے اور خاموشی باتون کی پراگندگی سے دلکو
بچائے رکھتی ہے اور خلوت خلائق کی ظلمت کو دور کرتی ہے اور آنکھہ کان کی راہ بند کرتی ہے حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ تعالی فرماتے ہین
کہ ابدال لوگ ابدال جو ہوئے تو گوشہ مین بیٹھنے اور بھوکے اور چپ اور جاگتے رہنے کی بدولت ہوئے جب مرید دنیا کے اشغال سے
الگ ہوا تو اب راہ چلنا اختیار کرے راہ چلنے مین پہل یہ کرے کہ پہلے عقبات راہ کو صاف کر دے اور عقبات راہ صفات مذموم ہین جو
دل مین ہوتے ہین جن کامون سے بھاگنا چاہیے یہ صفات مذمومہ اونکی جڑ ہین جیسے جاہ و مال کی حرص اور اچھے کھانے پہننے کا لالچ
اور تکبر اور ریا وغیرہ تاکہ مادہ مشغلہ کو باطن سے قطع کر دے اور دل خالی ہو جائے اور ممکن ہے کہ کوئی شخص ان سب باتون سے تو پاک اور
ایک ہی صفت ذمیمہ مین آلودہ ہو تو اوس صفت کو چھوڑنے کی اوسطرح کوشش کرے جسطرح پر پیر مناسب جانے اور اوسکے لائق سمجھے کہ یہ امر
بمقتضائے حال بدلتا رہتا ہے اب چونکہ زمین کو خالی کر چکا تو تخم ریزی شروع کرے اور حق تعالی کا ذکر تخم ہے جب ماسوی اللہ سے
خالی ہو گیا تو گوشے مین بیٹھکر ہمیشہ دل و زبان سے اللہ اللہ کہا کرے حتی کہ زبان سے چپ ہو جا لے اور دل سے کہنے لگے پھر دل بھی
کہتے کہتے ٹھہر جائیگا اور اس کلمے کا وہ معنی اور مقصود دل پر غالب ہو جائیگا جو بیحرف ہے نہ عربی ہے نہ فارسی اسواسطے کہ دل سے
کہنا بھی بات ہے اور بات اوس تخم کا غلاف اور چھلکا ہے عین تخم نہین ہے پھر اوس معنی کا دلمین اسطرح متمکن اور مستولی اور نقش ہو جانا
چاہیے کہ اوسکے ساتھہ دل وابستہ رکھنے مین تکلف نہ کرنا پڑے بلکہ ایسا عاشق ہو جائے کہ تکلف سے بھی دلکو اوس سے باز نرکھہ سکے
حضرت شبلی قدس سرہ نے اپنے مرید کے ساتھہ عہد کرکے فرمایا کہ اگر ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کہ تو میرے پاس آئے اور ماسوی اللہ
کا خطرہ تیرے دل پر گذرے تو میرے پاس آنا تجھپر حرام ہے جب دلکو وسواس دنیاوی کے خار سے پاک کر چکا اور یہ تخم اوسمین
بو چکا تو کوئی چیز نہ باقی رہی جو اختیار سے تعلق رکھے اور یہین تک اختیار ہوتا ہے اسکے بعد منتظر رہے کہ کیا گذرتی ہے اور کیا ظاہر
ہوتا ہے اور غالب ہے کہ یہ تخم ضائع نہوا اسواسطے کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ
یعنی جو شخص آخرت کے کام مین ہوتا ہے اور بیج بوتا ہے اوسے مین زیادتی نصیب کرتا ہون اور اس مقام پر مریدون کے حالات
مختلف ہوتے ہین کسیکو اس کلمے کے معنی مین اشکال پیدا ہوتا ہے اور خیالات باطل پیش آتے ہین اور کوئی اس امر سے تو نجات پاتا ہے
لیکن فرشتون کی اصل اور انبیا علیہم السلام کی ارواح اوسے اچھی اچھی صورتون مین دکھائی دینے لگتی ہین خواب مین نظر آتین یا آنکھہ
کھولکر بھی دیکھے اسکے بعد اور حالات ہوتے ہین اونکی تفصیل دراز ہے اونکے بیان کرنیمین کچھ فائدہ نہین کہ یہ راہ چلنے کا بیان ہے
راہ کہنے کا ذکر نہین اور ہر ایک کو اور ہی چیز پیش آتی ہے اور جو شخص یہ راہ چلیگا اوسکے حق مین ہر چیز نہ سنی ہوئی ہونا بہتر ہے کہ اوس
چیز کا انتظار اوسکے دلکو مشغول رکھے گا اور حجاب ہو جائیگا تصرف علم کو جسقدر مین دخل ہے وہ یہین تک ہے اور مقصود یہ ہے تاکہ

اس بات کا ایمان پیدا ہو جائے اسواسطے کہ اکثر علما اسکے منکر ہین [illegible] اور [illegible] اوسی [illegible] نہین کرتے واللہ اعلم

دوسری اصل پیٹ اور فرج کی شہوت کے علاج اور ان دونون کی حرص توڑنے کے بیان مین

ایعزیز از جان اس بات کو جان کہ معدہ بدن کا حوض ہے اور رگین جو اوس سے نکلکر ہفت اندام کو گئی ہین وہ نہرون کے مثل ہین
اور معدہ سب شہوتون کا منبع ہے اور یہ شہوت سب سے زیادہ آدمی پر غالب ہے کیونکہ حضرت آدم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام
اسکی بدولت بہشت سے نکلے یہ شہوت اور سب شہوتون کی جڑ ہے اسواسطے کہ جہان پیٹ بھرا تو نکاح کی شہوت سر اوٹھاتی ہے
اور آدمی پیٹ اور فرج کی شہوت پرستی نہین کر سکتا مگر مال کے سبب سے تو مال کا لالچ پیدا ہوتا ہے اور مال نہین ہاتھ لگتا مگر جاہ سے
تو جاہ کی حرص پیدا ہوتی ہے اور جاہ کی حفاظت نہین ہو سکتی مگر خلق کے ساتھ خصومت کرنیسے اور خصومت کے سبب سے حسد تعصب
عداوت کبر ریا کینہ پیدا ہوتا ہے تو معدہ کو اوسکے حال پر چھوڑ دینا سب گناہون کی اصل ہے اور معدہ کو زیر دست کرنا اور بھوکے
رہنے کی عادت ڈالنا سب نیکیون کی جڑ ہے ہم اس اصل مین پہلے بھوک کی فضیلت بیان کرتے ہین پھر اوسکے فائدے بیان کرینگے
پھر تھوڑا کھانے مین ریاضت کا طریقہ بیان کرینگے پھر اوسمین لوگون کا اختلاف احوال بیان کرینگے پھر شہوت فرج کی آفت اور
جو شخص اپنے تئین اوس سے محفوظ رکھے اوسکا ثواب بیان کرینگے **بھوک کی فضیلت کا بیان** ایعزیز جان تو کہ رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم اپنے ساتھ بھوک پیاس سے جہاد کرو کہ اوسکا ثواب کفار کے ساتھ جہاد کرنیکے ثواب کے
مانند ہے اور کوئی کام خدا کے نزدیک بھوک پیاس سے زیادہ دوست نہین ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص پیٹ بھر لیتا ہے اوسے
ملکوت آسمان کی طرف راہ نہین ملتی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کون شخص فاضلتر ہے فرمایا
جو تھوڑا کھائے تھوڑا ہنسے اور ستر عورت کی قدر کپڑے پر قناعت کرے اور فرمایا ہے کہ بھوک سب کامون کی سردار ہے اور
فرمایا ہے کہ پرانا کپڑا پہنو اور آدھا پیٹ کھانا پانی کھاؤ پیو کہ یہ فعل نبوت کا ایک جز ہے اور فرمایا ہے کہ تفکر نصف عبادت ہے اور
تھوڑا کھانا پوری عبادت ہے اور فرمایا کہ تم مین سے وہ شخص خدا کے نزدیک افضل ہے جو بہت تفکر کرے اور بہت بھوکا رہے
اور تم مین سے وہ شخص خدا کا بڑا دشمن ہے جو بہت کھائے پیے اور بہت سوئے اور فرمایا ہے کہ جو شخص کم کھاتا ہے اوس شخص کے
سبب سے حق تعالیٰ فرشتون پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ دیکھو مین نے تو اوسے شہوت طعام مین مبتلا کیا اور اوسنے میرے واسطے کھانے سے
ہاتھ اوٹھایا اے فرشتو تم گواہ رہنا کہ جتنے لقمے اوسنے چھوڑ دیے اوسمین سے ہر لقمہ کے عوض ایک ایک درجہ بہشت مین دونگا
اور فرمایا ہے کہ بہت کھانے پانی سے اپنے دلونکو مردہ نکرو اسواسطے کہ دل کھیت کے مثل ہے کہ جب پانی بہت ہوتا ہے
کھیت پژمردہ ہو جاتا ہے اور فرمایا ہے کہ پیٹ سے زیادہ کسی بدتر چیز کو آدمی پر نہین کرتا اور چند لقمے آدمی کے واسطے بس ہین
جو اوسکی پشت سیدھی رکھین اگر چارا نہو تو پیٹ کا ایک تیسرا حصہ کھانیکے واسطے ہر ایک تہائی پانی پینے کے واسطے ایک ثلث سانس لینے کے لیے
اور ایک روایت مین ہے کہ ایک تہائی ذکر کے واسطے ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اپنے تئین ننگا بھوکا رکھو

تا ایسا ہو کہ دل حق تعالی کو دیکھیں اور سرور انبیا علیہ افضل الصلوۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ شیطان آدمی کے بدن میں اسطرح روان ہے جیسے رگون مین خون بھوک پیاس سے شیطان کی راہ تنگ کرو اور فرمایا ہے کہ مومن ایک انتڑی مین کھاتا ہے اور منافق سات انتڑیون مین کھاتا ہے یعنی منافق کی خوراک مسلمان کی بہ نسبت سات گنی ہوتی ہے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت کا دروازہ برابر کھٹکھٹائے جاؤ تاکہ دروازہ کھولدین مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کاہے سے کھٹکھٹائین فرمایا کہ بھوک پیاس سے جناب رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت جحیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کو ڈکار آئی آپ نے فرمایا کہ اپنے ڈکار کو دور رکھو اسواسطے کہ جو شخص اس جہان مین بہت سیر ہے وہ اوس جہان مین بہت بھوکا ہوگا ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز آسودہ ہوکر کھانا نہ تناول فرماتے ایسا ہوتا تھا کہ بھوک کی وجہ سے مجھے آپ پر ترس آتا تھا اور مین آپکے شکم مبارک پر ہاتھ پھیرتی اور عرض کرتی کہ میرا بدن آپ پر تصدق ہو اگر آپ اسقدر کھانا نوش فرمائین کہ بھوک نہ رہا کرین تو کیا ہو آپ فرماتے کہ یا عائشہ انبیا اولوالعزم جو میرے بھائی تھے مجھ سے پیشتر گذر گئے اونھون نے حق تعالی کی جناب سے بزرگیان پائین مین ڈرتا ہون کہ اگر تن پروری کرون تو میرا درجہ اونسے کم ہو جائے کچھ دن تھوڑے سے صبر کرنے کو مین اس امر کی بہ نسبت دوست رکھتا ہون کہ آخرت مین میرا حظ کم ہو جائے اور اس سے زیادہ مجھے کچھ دوست نہین ہے کہ مین اپنے بھائیون کے پاس پہونچ جاؤن ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ خدا کی قسم یہ فرمانیکے بعد ایک ہفتہ سے زیادہ آپ زندہ نہین رہے سیدۃ النسا حضرت بی فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا روٹی کا ایک ٹکڑا لیے ہوئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئین آپ نے پوچھا یہ کیا ہے عرض کیا کہ مین نے ایک روٹی پکائی جی نچاہا کہ بے آپکے کھالون فرمایا کہ تین دن کے بعد یہ پہلا کھانا ہے جو تیرے باپ کے منہ مین جائیگا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے دولتخانہ مین تین دن برابر گیہون کی روٹی کسینے نہین کھائی حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ تعالی کہتے ہین کہ رات کے کھانے مین ایک نوالہ کم کھانے کو مین اس بات سے زیادہ دوست رکھتا ہون کہ تمام رات صبح تک نماز پڑھا کرون حضرت فضیل رحمۃ اللہ تعالی اپنے دل سے کہا کرتے کہ تو بھوکا رہنے سے کیون ڈرتا ہے ہیہات ہیہات حق سبحانہ تعالی نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپکے یارون کو تو بھوک دی تھی اور تجھ سے [illegible] ہیون سے دریغ کر گیا کہمش نے جناب احدیت مین عرض کیا کہ بار خدایا تو مجھے ننگا بھوکا رکھتا ہے اور اکو اپنے ساتھ خلوت مین رکھتا ہے تیرے نزدیک مین نے یہ مرتبہ کاہے سے پایا یہ معاملہ تو تو اپنے اولیا کے ساتھ کرتا ہے حضرت مالک دینار رحمۃ اللہ تعالی نے کہا اوس شخص کے واسطے ٹھنڈک ہے جو کفایت ہی کی قدر غلہ رکھتا ہو اور خلق سے بے پروا رہے حضرت محمد بن واسع نے کہا نہین بلکہ اوس شخص کے واسطے ٹھنڈک ہے جو صبح شام بھوکا رہے اور اس حال مین بھی حق تعالی سے خوش اور راضی رہے حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ بزرگون اور عقلمندون نے غور کیا دین و دنیا مین بھوک سے زیادہ کسی چیز کو نافع نہ پایا اور آخرت کے بارہ مین سیری سے زیادہ کسی چیز کو مضر نہ دیکھا حضرت عبد الواحد بن زید نے کہا ہے کہ حق سبحانہ تعالی نے

کسیکو اپنا دوست نہین بنایا مگر بھوک کی بدولت اور کوئی شخص پانی پر نہین چلا مگر بھوک کی برکت سے اور کسی شخص نے زمین کو نہین لپیٹا
مگر بھوک کی قدرت سے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ حضرت موسی علی نبینا و علیہ السلام نے اوس چالیس دن کے عرصہ مین جسمین
حق تعالی نے اونسے کلام کیا تھا کچھ نہین کھایا **گرسنگی کے فائدون اور سیری کی آفتون کا بیان** ای عزیز جانتو
کہ بھوک کی فضیلت اس سبب سے نہین ہے کہ اوسمین تکلیف ہوتی ہے جسطرح دوا کی فضیلت اسوجہ سے نہین ہے کہ وہ کڑوی ہوتی ہے
مگر بھوک مین دس فائدے ہین **پہلا** فائدہ یہ ہے کہ دلکو صاف اور روشن کر دیتی ہے اور سیری آدمی کو کور دل اور کند ذہن کر دیتی
ہے اور سیری کے سبب سے آدمی کے دماغ مین ایک بخار جاتا ہے کہ وہ آدمی کو نادان کر دیتا ہے حتی کہ اوسکا خیال اور اندیشہ پراگندہ
اور شوریدہ ہو جاتا ہے اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تھوڑا کھانے سے اپنے دل کو زندہ کرو اور بھوک
سے پاک کرو تاکہ صاف اور رقیق ہو جائین اور فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے تئین بھوکا رکھتا ہے اوسکا دل تیز ہوتا ہے اوسکی سمجھ بڑہتی
ہے حضرت شبلی قدس سرہ فرماتے ہین کہ کوئی روز ایسا نہین ہوا کہ مین خدا کے واسطے بھوکا بیٹھا ہون اور اپنے دل مین حکمت
اور عبرت تازہ نپائی ہو جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ نے فرمایا ہے کہ سیر ہو کر نہ کھایا کرو ورنہ نور معرفت تمہارے دلمین
مارا جائیگا پس چونکہ معرفت راہ جنت ہے اور بھوک درگاہ معرفت ہے تو بھوکا رہنا جنت کا دروازہ کھٹکھٹانا ہے جیسا رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَدِیْمُوْا قَرْعَ بَابَ الْجَنَّۃِ بِالْجُوْعِ **دوسرا** فائدہ یہ ہے کہ بھوک سے دل ایسا رقیق ہو جاتا ہے کہ
ذکر اور مناجات کا مزہ آتا ہے اور سیری سے قساوت اور سخت دلی پیدا ہوتی ہے حتی کہ آدمی ذکر جو کرتا ہے وہ زبان کی نوک پر رہتا ہے
دل کے اندر سرایت نہین کرتا حضرت جنید قدس سرہ کہتے ہین کہ جسنے اپنے اور خدا کے درمیان کھانیکا توبڑہ رکھا اور چاہتا ہے کہ مناجات
کی لذت پائے تو یہ ہرگز نہوگا **تیسرا** فائدہ یہ ہے کہ اترانا اور غفلت دوزخ کا دروازہ ہے اور شکستگی اور بیچارگی اور عاجزی جنت کی ڈیوڑہی
ہے اور سیری اترانا اور غفلت پیدا کرتی ہے اور بھوک عاجزی اور شکستگی لاتی ہے اور جبتک بندہ اپنے تئین عاجزی کی نظر سے نہ دیکھے
ایک نوالہ جو اوسے نہین ملتا تو تمام جہان اوسپر تنگ و تاریک ہو جاتا ہے تب تک خداوند تعالی کی بزرگی اور قدرت نجانیگا اسیواسطے
تھا کہ تمام روی زمین کی خزانون کی کنجیان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کی گئین آپ نے فرمایا مین یہ نہین چاہتا بلکہ
ایکدن بھوکا رہنا اور ایک دن سیر ہونا مجھے بہت دوست ہے جب بھوکا ہوتا ہون صبر کرتا ہون جب سیر ہوتا ہون شکر بجالاتا ہون
چوتھا فائدہ یہ ہے کہ آدمی اگر سیر ہوگا تو بھوکون کو بھول جائیگا خلق خدا پر مہربانی نکریگا عذاب آخرت کو فراموش کردیگا اور جب بھوکا
ہوگا تو دوزخیون کی بھوک یاد کریگا اور جب پیاسا ہوگا تو قیامت والون کی پیاس یاد کریگا اور خوف آخرت اور بندگان خدا پر شفقت
در ہاے جنت مین سے ہے اسی سبب سے تھا کہ حضرت یوسف علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام سے لوگون نے عرض کیا کہ روی زمین کا
خزانہ تو آپ کے پاس ہے آپ کیون بھوکے رہتے ہین فرمایا کہ مین یہ ڈرتا ہون کہ سیر ہونگا تو بھوکے فقیرون کو بھول جاؤنگا **پانچوان**
فائدہ یہ ہے کہ سب سعادتون کی سردار یہ عبادت ہے کہ آدمی نفس کو اپنا زیر دست کر لے اور شقاوت یہ ہے کہ اپنے تئین نفس کا
زیر دست کردے اور جسطرح سرکش جانور کو بھوک ہی سے رام کرتے ہین آدمی کے نفس کا بھی یہی حال ہے اور یہ ایک فائدہ نہین ہے

... کی کیمیا ہے اسواسطے کہ سب گناہ شہوت کے سبب سے ہوتے ہیں اور شہوت سیری کے سبب سے ہوتی ہے حضرت ذوالنون
مصری رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں کہ میں جب سیر ہو کر کھاتا تھا خواہ نخواہ گناہ یا گناہ کا ارادہ کرتا تھا ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ
رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو بدعت پہلے پیدا ہوئی وہ سیری تھی کہ لوگوں نے جب
سیر ہو کر کھایا تو اونکے نفس نے سرکشی اختیار کی اگر بھوک کا اور کچھ فائدہ نہو مگر فرج کی شہوت تو ضعیف ہو جائیگی اور بات کرنیکی خواہش
تو کم ہو ... تمام ہے اسواسطے کہ جو کوئی سیر ہو کر کھاتا ہے فضول گوئی اور غیبت میں مشغول ہوتا ہے اور فرج کی شہوت غالب
ہو جاتی ہے ... اگر فرج کو محفوظ رکھیگا تو آنکھ کیونکر بچائے گا اور اگر آنکھ کو بھی بچائیگا تو دلکو نہ بچا سکیگا اور بھوک ان سب باتوں کو
... ہے اسیواسطے بزرگوں نے کہا ہے کہ حق تعالی کے خزانہ میں بھوک ایک گوہر گران بہا ہے حق تعالی وہ گوہر ... کو
... دوست رکھتا ہے اوسکو عنایت فرماتا ہے کسی حکیم نے کہا ہے کہ جو مرید ایک سال روکھی روٹی کھائے اور ...
کھانے کی ... عادت ہے اوسکی آدہی کھائے تو حق تعالی اوسکے دل سے عورتوں کا خیال بالکل دور کردیگا چھٹا فائدہ یہ ہے
کہ آدمی جو بھوکا ہوتا ہے تو تھوڑا سا سوتا ہے اور کم خوابی سب عبادتوں اور ذکر و فکر کی اصل ہے خصوصاً شب کو اور جو شخص سیر ہو کر کھاتا
اوسپر نیند غالب ہو جاتی ہے مردہ کیطرح پڑا رہتا ہے اور اوسکی عمر ضائع ہوتی ہے ایک پیر ہر شب دسترخوان پر منادی کر دیا کرتے
تھے کہ اے مریدوں بہت روٹی نہ کھاؤ اگر کھاؤ گے تو پانی بہت پیاؤ گے کھانا پانی بہت کھاؤ پیوگے تو بہت سا سوؤ گے اگر
بہت سا سوؤ گے تو قیامت کے دن بہت حسرت کروگے ستر صدیقوں نے اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ بہت سونا بہت پانی پینے سے ہوتا ہے
اور چونکہ عمر آدمی کا سرمایہ ہے اور ہر سانس ایک گوہر ہے کہ اوس سے سعادت آخرت حاصل کر سکتے ہیں اور سونا عمر کو کھاتا ہے
اور ضائع کرتا ہے تو جو چیز نیند کو دور کرے اوس سے زیادہ کون شے عزیز ہوگی اور جو شخص سیری پر تہجد ادا کریگا مناجات کی لذت
نپائیگا اور نیند اوسپر غلبہ کریگی اور شاید کہ احتلام ہو جاوے اور رات کو غسل نکر سکے ناپاک رہے اور عبادت سے محروم رہ جائے
اور غسل کی تکلیف میں گرفتار ہو جاوے اگر حمام جانا چاہے تو شاید اوسکے پاس پیسا نہو اور شاید حمام میں جاکر عورت پر اوسکی نظر پڑے
اور اوسکے سبب سے بہت سی آفتیں اوٹھ کھڑی ہوں حضرت ابو سلیمان رحمۃ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ احتلام عقوبت ہے یہ اس
سبب سے کہا ہے کہ احتلام سیری سے ہوا کرتا ہے **ساتواں فائدہ** یہ ہے کہ گرسنگی کے سبب سے آدمی پر زمانہ فراخ ہو جاتا ہے علم
عمل میں مشغول ہونیکے واسطے مہلت اور فراغت پاتا ہے اسواسطے کہ آدمی جب بہت کھائیگا تو کھانے سونے خریدنے بنانے
سامان کا انتظام کرنیکے واسطے زمانہ چاہیے پھر پاخانے جانا طہارت کرنا پڑیگا تمام زمانہ تو ان ہی واہیات کاموں میں گذر جائیگا
اور ہر سانس ایک گوہر اور آدمی کا سرمایہ ہے اوسے بے ضرورت ضائع کرنا حماقت ہے حضرت سری سقطی قدس سرہ کہتے ہیں کہ میں نے
علی جرجانی کو دیکھا کہ جو کے ستو نگل رہے تھے میں نے کہا کہ تمنے روٹی کیوں نہ کھائی کہا کہ اسکے نگل لینے میں اور روٹی کو کھانے میں
ستر تسبیح کے زمانہ کا فرق ہے اسی سبب چالیس برس ہوئے کہ میں نے روٹی نہیں کھائی مناسب نہیں کہ روٹی چبانیکے سبب سے
میرا فائدہ فوت ہو جاوے اسمیں کچھ شک نہیں ہے کہ جو شخص بھوک کی عادت ڈالتا ہے اوسپر روزہ آسان ہوتا ہے وہ مسجد میں اعتکاف

کر سکے گا اور ہمیشہ باطہارت رہ سکیگا اور جو لوگ آخرت کی سوداگری کرتے ہین اونکے نزدیک یہ فائدے حقیر اور ناچیز نہیین ہین حضرت ابو سلیمان
دارانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ جسنے پیٹ بھر کر کھایا اوسمین چھ چیزین پیدا ہوجاتی ہین ایک تو عبادت کی حلاوت نہیین پاتا اور حکمت وغیرہ
یاد رکھنے مین اوسکی یادداشت بُری ہوجاتی ہے اور خلق پر شفقت کرنے سے محروم رہتا ہے اسواسطے کہ وہ جانتا ہے کہ تمام جہان سیر ہے
اور عبادت کرنا اوسپر گران ہوجاتا ہے اور شہوتین زیادہ ہوجاتی ہین اور سب مسلمان تو مسجد کے گرد پھرتے ہین وہ پاخانہ اور مزبلہ کے گرد
ہوتا ہے **آٹھوان** فائدہ یہ ہے کہ جو شخص کم کھاتا ہے تندرست رہتا ہے بیماری کی تکلیف دوا کے خرچ طبیب کی نازبرداری فصد کھلانی
پچھنے لگوانے کڑوی دوا کے کھانیکے صدمہ سے بچا رہتا ہے حکیمون اور طبیبون نے اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ کم کھانیکے سوا کوئی چیز
ایسی نہیین جو بالکل نفع ہو اوسمین کچھ ضرر نہو ایک حکیم نے کہا ہے کہ جو چیزین آدمی کھاتا ہے اون سب مین انار بہتر اور نافع تر ہے اور خشک
گوشت بدتر ہے تھوڑا خشک گوشت کھانے سے بہت انار کھانا بہتر ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ روزہ رکھو تاکہ تندرست ہو **نوان**
فائدہ یہ ہے کہ جو شخص کم کھاتا ہے اوسکا خرچ بھی کم ہوتا ہے اور اوسکو بہت مال کی حاجت نہیین ہوتی اور سب آفتین اور گناہ اور دل کی
مشغولی بہت مال کی حاجت سے ہوا کرتی ہے اسواسطے کہ آدمی جب روز چاہے کہ اچھی چیز کھاؤن اور بہت سی کھاؤن تو تمام دن اسی
فکر مین رہیگا کہ کہان سے لاؤن اور شاید کہ شبہہ اور طمع اور حرام مین گرفتار ہوجاے ایک حکیم کا قول ہے کہ مین اپنی اکثر حاجتین اسطرح
نکالتا ہون کہ اون حاجتون سے ہاتھ اوٹھاتا ہون اور یہ مجھپر بہت آسان ہے دوسرے حکیم کا قول یہ ہے کہ مین کیون کسی سے قرض مانگون
اپنے پیٹ ہی سے نہ قرض لے لون اور اوس سے کہدون کہ اس چیز کی خواہش چھوڑ دے حضرت ابراہیم ادہم قدس سرہ چیزون کا نرخ
پوچھا کرتے لوگ کہتے کہ گران ہے فرماتے ارخصوہ بالترک یعنی اسطرح ارزان کرو کہ اس چیز کو ترک کردو **دسوان** فائدہ یہ ہے کہ آدمی
جب اپنے پیٹ پر قادر ہوگیا تو صدقہ دینے اور لوگون پر خرچ کرنے اور کرم کرنے پر قادر ہوگیا اسواسطے جو کچھ پیٹ مین جاتا ہے پاخانہ
اوسکی جگہ ہے اور جو صدقہ مین دیتا ہے وہ خدا کے دست رحمت مین جاتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تندے آدمی کو
دیکھا فرمایا کہ جو کچھ تو نے اپنے توند مین ڈال لیا ہے اوسے اگر اور کہین صرف کرتا یعنی صدقہ مین اور خدا کی راہ مین دیتا تو بہتر ہوتا واللہ اعلم

کھانا کھاتے وقت کم کھانے مین مرید کے آداب کا بیان ایعزیز جان تو کہ بعد اسکے کہ کھانا حلال کا ہو تین
احتیاطین مرید پر فرض ہین پہلی احتیاط کم کھانے مین ہے یہ چاہیے کہ بہت کھاتے کھاتے دفعتاً کم کھانے لگے کہ اوسکی تاب نہ لائیگا
اور وہ اوسے نقصان کریگا بلکہ بتدریج کم کرنا چاہیے مثلاً اگر عادت سے ایک روٹی کم کھایا چاہتا ہے تو چاہیے کہ ایکدن ایک نوالہ کم کرے
دوسرے دن دو نوالے تیسرے دن تین لقمے تاکہ ایک مہینے مین ایک روٹی سے دست بردار ہوجاے جب ایسا کریگا تو اوسپر آسان
ہوگا اور کبھی نہ نقصان ہوگا اور طبیعت اوسپر بخوبی ٹھہر جائیگی پھر جس مقدار پر ٹھہریگا اوسکے چار درجے ہین بڑا درجہ جو صدیقون کا درجہ ہے
وہ یہ ہے کہ ضرورت کی قدر پر قناعت کرے حضرت سہل تستری نے یہی اختیار کیا تھا اسواسطے کہ اونھون نے کہا کہ عبادت زندگی اور
عقل اور قوت سے ہوتی ہے جبتک قوت گھٹنے کا خوف نہو کھانا نہ کھانا چاہیے اسواسطے کہ جو شخص بھوک کے سبب سے ضعیف ہوگیا اوسکی نماز
بیٹھے بیٹھے افضل ہے اوس شخص کی کھڑے کھڑے نماز سے جو سیر ہو لیکن جب آدمی یہ ڈرے کہ زندگی یا عقل مین خلل پڑ جائیگا تب کھانا چاہیے

کہ عقل کے تغیر بدلنگی نہین ہوسکتی اسمیں تو وصل ہی باسے ہے اونسے پوچھا کہ آپ کیونکر کھاتے ہین فرمایا کہ ہر سال تین درم میرا خرچ تھا ایک درم کا
چاول کا آٹا ایکدرم کا شہد ایکدرم کا روغن جمع کر کے تین سو ساٹھ پنڈیان بنالیتا تھا ہر روز ایک پنڈی سے روزہ کھولتا لوگون نے
پوچھا اب کیا اندازہ ہے فرمایا جیسی آپڑے آرا ہونین بعضے ایسے ہین کہ ہر روز ایکدرم بھر سے زیادہ کھانا نہین کھاتے اور اپنے تئین اسمقدار
قلیل پر بتدریج پہونچایا ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ آدہ مد پر اقتصار کرے اور جو روٹی چار من کی ہو اوسمین سے ایک روٹی پوری اور
ایک تہائی روٹی آدھے مد کی ہوتی ہے اسمین شاید تہائی پیٹ بھرے جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ثُلُثٌ لِلطَّعَامِ
وَثُلُثٌ لِلشَّرَابِ وَثُلُثٌ لِلذِّكْرِ اور ایک روایت مین ثُلُثٌ لِلنَّفَسِ آیا ہے اور یہ وہی بات ہے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمائی کہ چند لقمے کفایت کرتے ہین اور یہ روٹی دس لقمون سے کم ہوتی ہے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سات یا نو نوالون سے
زیادہ نہ کھاتے تھے تیسرا درجہ یہ ہے کہ ایک مد پر اقتصار کرے اور وہ تین گردون کے قریب ہوگا شاید اکثر لوگون کے حق مین تہائی پیٹ
سے بڑھ کر آدھے پیٹ کی حد کو پہونچ جائے چوتھا درجہ یہ ہے کہ ایک من پورا ہو جائے اور ممکن ہے کہ مد سے جو بڑھ گیا ہے وہ اسراف
کی حد کو پہونچ جائے اور اس آیہ کریمہ مین داخل ہو جائے وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ لیکن یہ امر وقت اور ہاتھ پاون اور کام
کے لحاظ سے بدلتا رہتا ہے غرضکہ بہرحال یہ بات چاہیے کہ جب کھانے سے ہاتھ کھینچے تو بھوکا ہو اور بعض لوگون نے کوئی اندازہ نہین
مقرر کیا ہے مگر یہ کوشش کی ہے کہ جبتک بھوک نہ لگے نہ کھائین ہنوز بھوکے ہون اور کھانے سے ہاتھ کھینچ لین بھوک کی علامت یہ ہے
کہ آدمی بغیر سالن وغیرہ کے روٹی کی حرص کرے اور جو یا جوار وغیرہ کی روٹی شوق سے کھاسکے اگر روٹی کے ساتھ کھانیکو کچھ ڈھونڈھے تو وہ سچی
بھوک نہین ہے اکثر صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے آدھے مد سے تجاوز نہین کیا ہے ایک جماعت تھی کہ اوسکا کھانا ہر ہفتہ مین ایک صاع جو کا تھا اور اگر صاع
چار مد ہوتا ہے وہ لوگ اگر خرما کھاتے تو ڈیڑھ صاع کھاتے اسواسطے کہ اوسمین گٹھلی نکل جاتی ہے حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک ایک صاع جو میری غذا تھی اور قسم خدا کی جبتک مین آپکے پاس
نہ پہونچ جاونگا تب تک اس سے نہ بڑھونگا اور بعض لوگون پر حضرت ابو ذر طعن و تشنیع کرتے تھے کہ تم اس سے پھر گئے ہو اور رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرا بڑا دوست اور بڑا مقرب وہ ہے جو جسطرح پر آج ہے اوسی انداز پر مرے یہ کہکر حضرت ابو ذر نے کہا کہ
تم لوگ اس سے پھر گئے ہو اور جو کا آٹا چھاننے لگے پتلی پتلی روٹیان پکانے لگے دو طرح کا سالن کھانے لگے اور رات کا پیراہن دن کے
پیراہن سے جدا کر ڈالا حالانکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ایسا تھا دو آدمیون مین ایک مد خرما اہل صفہ کی غذا تھی
اور اونکی بھی گٹھلیان نکل جاتی تھین حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین اگر تمام عالم خون ہو جائے تو بھی اوسمین سے میری
غذا حلال ہی ہوگی اسکے معنی یہ ہین کہ آدمی ضرورت کی قدر سے زیادہ نہ کھائے وہ مراد نہین ہے جو اباحتی لوگ کہتے ہین کہ حرام چیز
جب بکواتی ہے تو حلال ہو جاتی ہے اسواسطے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو صدقہ کا ایک خرما پہونچا اور وہ حلال نہوگیا
دوسری احتیاط کھانے کے وقت ہے اسکے تین درجے ہین برا درجہ یہ ہے کہ تین تین دن سے زیادہ تک کچھ نہ کھائے اور کوئی
بزرگ ایسے تھے کہ اونھون نے ایک ایک ہفتہ اور دس دس بارہ بارہ دن سے زیادہ تک کچھ نہین کھایا اور تابعین مین کسی بزرگ کی

ف
اسراف نہ کرو تم بیشک اللہ نہین دوست رکھتا اسراف کرنے والونکو ۱۲ ش

اپنے تئین اس مرتبہ کو پہونچایا تھا کہ چالیس چالیس دن کچہ نکھاتے اور اکثر ایسا ہوتا کہ امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھہ چھہ دن تک کچہ نکھاتے حضرت ابراہیم ادہم اور ثوری رحمہما اللہ تعالیٰ تین دن کے بعد کھانا کھاتے تھے بزرگون نے کہا ہے کہ جو شخص چالیس دن تک کچہ نکھائے تو ملکوت آسمان کے عجائبات مین سی کچہ نکچہ اوسپر ضرور ظاہر ہوگا ایک صوفی نی ایک راہب سے مناظرہ کیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایمان تو کیون نہین لاتا راہب نے کہا اسواسطے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چالیس دن تک کچہ نہین کھایا یا ر سچے پیغمبر کے سوا اور کوئی نہین کر سکتا تمھارے پیغمبر نے یہ نہین کیا صوفی نے کہا کہ اپنے رسول کی امت مین سے ایک مین ہون بھلا اگر مین چالیس دن کچہ نکھاؤن تو تو ایمان لائیگا اوسنے کہا ہان لاؤنگا وہ صوفی پچاس دن تک بیٹھا رہا اور کہا کہ اور زیادہ صبر کرون راہب نے کہا ہان صوفی نے ساٹھہ دن پورے کیے اور کچہ نہ کھایا وہ راہب ایمان لایا یہ بہت بڑا درجہ ہے بے تکلف سے کوئی اس درجہ کو نہین پہونچتا مگر وہ شخص جسے اس عالم کے باہر کا کوئی کام پیش آیا ہو کہ وہ کام اوسکی قوت کو نگاہ رکھتا ہے اور اوس شخص کو مشغول رکھتا ہے کہ اوسے بھوک کی خبر ہی نہین ہوتی دوسرا درجہ یہ ہے کہ دو دو دن تین تین دن کچہ نکھائے یہ ممکن ہے اور اکثر لوگ ایسے ہوتے ہین تیسرا درجہ یہ ہے کہ ہر روز ایک بار کھانے اور یہ سب درجون سے کم ہے اور جب دو بار کھانے کا اتفاق ہوا تو اسراف کی حد کو پہونچ گیا اور کسی وقت آدمی بھوکا نہین ہوتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کے وقت کھانا نوش فرماتے تو شام کے وقت نکھاتے اور جب شام کے وقت تناول کرتے تو صبح کے وقت نوش نہ فرماتے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار اسراف نکرنا ایک دن مین دو بار کھانا اسراف ہے آدمی جب ایک ہی بار کھایا چاہے تو اوسے یہ ہے کہ صبح کے وقت کھائے تاکہ تہجد کی نماز ہلکا پھلکا رہے اور دل صاف ہو اور اگر ایسا ہے کہ رات کو کھانے کی طرف التفات کریگا تو ایک روٹی افطار کے وقت کھائے اور ایک روٹی صبح کو تیسری احتیاط جنس طعام مین ہے گیہون کا چھانا ہوا آٹا جنس اعلیٰ ہے اور جو کا بے چھانا آٹا جنس ادنیٰ ہے اور جو کا چھانا ہوا آٹا جنس متوسط ہے اور روٹی کے ساتھہ کھانیکی چیزون مین سب سے بہتر گوشت اور مٹھائی ہے اور سب سے کمتر سرکہ اور نمک ہے اور متوسط چپڑی ہوئی روٹی ہے جو لوگ آخرت کی راہ چلتے ہین اونکی عادت یہ ہے کہ روٹی کے ساتھہ کھانے کی چیز سے پرہیز کیا ہے اور جس چیز کی خواہش اپنے مین دیکھی اوسمین اپنے نفس کی مخالفت کی اور کہا ہے کہ جب نفس اپنی خواہش کی چیز پاتا ہے تو اوسمین غرور اور غفلت اور ظلمت پیدا ہو جاتی ہے اور دنیا مین رہنے کو دوست رکھتا ہے موت کو دشمن جانتا ہے آدمی کو چاہیے کہ اپنے اوپر دنیا کو تنگ کرے تاکہ دنیا اوسکا قیدخانہ بنجائے اور موت کے قیدخانے سے اوسکی نجات ہو جائے حدیث شریف مین آیا ہے شِرَارُ اُمَّتِی الَّذِیْنَ یَاکُلُوْنَ مُخَّ الْحِنْطَۃِ یعنی میری امت مین سب سے بدتر وہ لوگ ہین جو بھوسی نکالکر گیہون کھائین یہ حرام نہین ہے کبھی کبھی کھانا درست ہے لیکن اگر ہمیشہ کی عادت کرلین گے تو طبیعت پر اچھے کھانے کی خواہش غالب ہو جائیگی اور اس بات کا خوف ہے کہ غفلت پیدا ہو جائے رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ میری امت مین وہ لوگ بدتر ہین جنکا بدن ہر نعمت کھانے سے موٹا اور تنا ہوا ہو اور اوسکی تمام ہمت الوان طعام اور اقسام لباس مین مصروف ہو اور باتین دور دور کی بناتے ہین حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی کہ اے موسیٰ تم جان لو کہ گور تمھارا ٹھکانا ہے چاہیے کہ بدن کو شہوت پرستی سے باز رکھو اور جس شخص کو اسباب تنعم مہیا ہو وے

اور ہر ایک آرزو بر آوری بزرگون نے اوسے نیک نہین جانا ہے حضرت وہب ابن منبہ قدس سرہ نے کہا ہے کہ چوتھے آسمان مین دو
فرشتے باہم ملے ایک نے کہا کہ فلانے یہودی نے فلانی مچھلی کی تمنا کی ہے مین اسواسطے جاتا ہون کہ ماہی گیر کے جال مین اوسے
پھنسا دون دوسرے نے کہا کہ فلانے عابد کی آرزو کے موافق روغن کا پیالہ اوسکے پاس لوگ لائے ہین مین اسواسطے جاتا ہون کہ اوسے
گرا دون لوگون نے کھجور سے بعض نے پانی مین شہد گھولکر امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کو دیا آپنے نہ پیا اور فرمایا
کہ اسکے حساب سے مجھے دور رکھو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما بیمار تھے بھنی ہوئی مچھلی کھانے کو اونکا جی چاہا حضرت نافع
رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ مدینہ منورہ مین مچھلی نہ ملتی تھی مین نے بڑی کوشش اور تلاش سے ڈیڑھ درم کو مول لی اور بھونکر
اونکے پاس لیگیا راستے مین ایک فقیر آپہونچا اونھون نے کہا کہ لو اسے دیدو مین نے کہا کہ مچھلی کی تمھین آرزو تھی مین بڑی کوشش سے
لایا ہون اسے رہنے دو مین اسکی قیمت فقیر کو دیدونگا کہا نہین یہی دیدو مین نے وہ مچھلی اوس فقیر کو دیدی اور اوسکے پیچھے پیچھے
گیا اور پھر اوس سے مول لیلی اور قیمت اوسے دیدی جب پھر مین اوس مچھلی کو لایا اور کہا کہ مین نے اسکی قیمت اوسے دیدی ہے
اونھون نے یہی کہا کہ یہ مچھلی اوسیکو دیدو اور قیمت بھی نہ پھیرو کہ مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے
ارشاد کیا ہے جسکو کوئی چیز کھانے کی آرزو ہو اور خدا کے واسطے اوس چیز سے دست بردار ہو حق تعالی اوسے بخشدیگا حضرت
عتبۃ الغلام رحمہ اللہ تعالی خمیر کو آفتاب مین خشک کرکے کھایا کرتے اوسے پکانے نہ دیتے تاکہ اوسکا مزہ نہ ملے اور دھوپ کا پانی
نہ اوٹھاتے اسیطرح گرم پیا کرتے حضرت مالک دینار رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو دودہ کی آرزو رہی اور چالیس برس نہ پیا کوئی شخص
اونکے پاس طب لیگیا دیر تک ہاتھ مین لیے رہے پھر اوس شخص سے کہا کہ تم ہی کھالو مین نے تو چالیس برس ہوئے نہین کھایا ہے
احمد ابن الحواری حضرت ابو سلیمان دارانی قدس سرہما کے مرید کہتے ہین کہ حضرت ابو سلیمان دارانی نے نمک کے ساتھ گرم روٹی کھانے کی
آرزو کی مین لے آیا اونھون نے نوالہ اوٹھا کر رکھدیا اور روئے اور کہا کہ بار خدایا تو میری خواہش کی چیز میرے سامنے لایا یہ میری
عقوبت ہے مین نے توبہ کی تو میرا گناہ بخشدے حضرت مالک ابن ضیغم رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ ایکدن بصرہ کے بازار مین میرا گذر ہوا
ایک ترکاری دیکھی اوسکی خواہش میرے دلمین پیدا ہوئی مین نے قسم کھائی کہ اسے نہ کھاؤنگا اور چالیس برس اوس سے صبر کیا
حضرت مالک دینار قدس سرہ نے کہا ہے کہ پچاس برس ہوئے کہ مین نے دنیا کو طلاق دی ہے اور دودہ کے شربت کی آرزو
مین ہون اور نہ پیا ہے نہ پیونگا حتی کہ حق تعالی کے پاس پہونچ جاؤن حضرت حماد ابن ابو حنیفہ رحمہما اللہ تعالی نے کہا ہے کہ حضرت
داؤد طائی کے دروازے پر جب مین پہونچا تو میرے کان مین یہ آواز آئی کہ تو نے ایکبار گاجر چاہی تھی وہ مین نے تجھے دیدی
اب خرما مانگتا ہے یہ ہرگز نہ پائیگا اور نہ کھائیگا اندر جو گیا تو اونکے پاس اور کوئی نہ تھا وہ آپسے آپ کہہ رہے تھے حضرت عتبۃ الغلام
قدس سرہ نے حضرت عبد الواحد ابن زید رحمہ اللہ تعالی علیہ سے کہا کہ فلانا شخص اپنے دل کی ایک حالت بیان کرتا ہے مجھے وہ حالت
نہین ہے اونھون نے فرمایا اسکا سبب یہ ہے کہ وہ روکھی روٹی کھاتا ہے اور تم خرمے سے روٹی کھاتے ہو اونھون نے کہا کہ
اگر مین خرمے سے دست بردار ہوؤن تو اوس حالت کو پہونچونگا فرمایا ہان پہونچیگا غرضکہ اوس نے خرمے کو ترک کردیا اور رویا

لوگون نے پوچھا کہ کیا تو خرمے کے واسطے روتا ہے حضرت عبدالواحد نے جواب دیا کہ اسکا نفس خرما چاہتا ہے اور اسکے صدق عزم
سے جانتا ہے کہ یہ ہرگز نہ کھائیگا اسواسطے روتا ہے حضرت ابوبکر جلا قدس سرہ نے کہا ہے کہ مین ایک شخص کو جانتا ہون کہ اسکے
نفس کو ایک چیز کی تمنا ہے اور کہتا ہے کہ مین دس روز تک صبر کرونگا اور کچھ نہ کھاؤنگا مجھے میری آرزو ہی دے وہ شخص کہتا ہے کہ
مین نہین چاہتا کہ تو دس دن تک کچھ نکھا مگر اپنی اس خواہش سے دست بردار ہوجا بزرگون اور سالکون کی راہ یہی ہے اگر کوئی شخص
اسدرجہ کو نہ پہونچے بارے اتنا تو ہو کہ بعض بعض خواہشون سے دست بردار ہوجائے اور اپنی خواہش کی چیز دوسرے کو دیدے
اور ہمیشہ گوشت ہی نہ کھایا کرے اسواسطے کہ امیر المومنین حضرت علی ابن ابیطالب رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص چالیس دن
برابر گوشت کھاتا ہے اوسکا دل سخت ہوجاتا ہے اور جو برابر چالیس دن نکھائیگا وہ بدخو ہوجائیگا اور معتدل بات دوسری ہے جو امیر المومنین
حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے بیٹے سے فرمائی کہ ایک بار گوشت کھاؤ ایکبار روغن ایکبار دودھ ایکبار سرکہ ایکبار روکھی روٹی
اور مستحب یہ ہے کہ آدمی سیر ہوکر نہ ہو ورنہ وہ غفلتون کو اکٹھا کردیگا اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ کھانیکو نماز اور ذکر کے واسطے
چھوڑ دو اور سو نہین کہ دل سیاہ ہوجاتا ہے بزرگون نے کہا ہے کہ کھانیکے بعد چار رکعت نماز پڑھنا چاہیے اور سو بار تسبیح کہنا چاہیے
یا کچھ قرآن شریف پڑھنا چاہیے حضرت سفیان رضی اللہ تعالی عنہ جب سیر ہوکر کھانا کھاتے تو تمام شب عبادت کیا کرتے اور فرماتے
کہ جب چارپائی کو بھر پیٹ کھلایا تو اوس سے سخت کام لینا چاہیے ایک بزرگ رحمہ اللہ تعالی مریدون سے کہا کرتے تھے کہ خواہش کی چیز
نہ کھاؤ اگر کھاؤ تو ڈھونڈھو نہین اگر ڈھونڈھو تو دوست نرکھو **بھوک کی ریاضت کے بھید کا بیان اور اسمین**
پیر و مرید کا حکم مختلف ہونے کا ذکر اے عزیز جان تو کہ بھوک سے مقصود یہ ہے کہ نفس ٹوٹ کر زیردست اور باادب
ہوجائے جب وہ راست و درست ہوگیا تو ان قیدون سے بے پروا ہوجاتا ہے اسیوجہ سے پیر مریدونکو ان سب ریاضتون کا
حکم فرماتا ہے خود نہین کرتا کہ بھوک مقصود نہین ہے مقصود یہ ہے کہ اسقدر کھائے کہ معدہ گران نہوجائے اور بھوک بھی نہ معلوم ہو کہ یہ
دونون باتین خارج ہوکر عبادت سے باز رکھتی ہین کمال اسمین ہے کہ آدمی ملائکہ کی صفت پر ہو ملائکہ کو نہ بھوک کی تکلیف ہوتی ہے
نہ کھانے کی گرانی جبتک ابتدا مین نفس پر زور اور جبر نکرین تب تک یہ اعتدال نہین حاصل کرتا پھر بعضے بزرگ آپسے ہمیشہ بدگمان
رہے ہین اور احتیاط کی راہ پر چلے ہین اور نفس کی نگہداشت کرتے رہے ہین اور جو شخص بڑا کامل ہوا ہے وہ اعتدال کے درجہ پر ٹھہرا ہے
اس امر پر یہ دلیل ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کبھی تو اسقدر روزے رکھتے کہ لوگ کہتے کہ آپ افطار ہی نہ کرینگے اور کبھی افطار
فرماتے حتی کہ لوگ کہتے کہ اب آپ روزہ نرکھینگے اور جب گھر مین آپ کچھ طلب فرماتے اگر ہوتا تو نوش کرتے ورنہ ارشاد کرتے کہ ہم
روزہ دار ہون شہد اور گوشت کو دوست رکھتے حضرت معروف کرخی قدس سرہ کے پاس لوگ اچھا کھانا لیجاتے تو وہ کھالیتے اور حضرت
بشر حافی قدس سرہ نہ کھاتے حضرت معروف کرخی سے لوگون نے اسکی وجہ پوچھی فرمایا کہ میرے بھائی بشر کو ورع غالب ہے
اور میرے تئین معرفت کھولدی ہے مین اپنے مالک کے گھر مہمان ہون جیسا دیتا ہے ویسا کھالیتا ہون نہین دیتا ہے تو صبر کرتا ہون
مجھے کچھ اختیار اور انکار باقی ہی نہین رہا یہ احمقون کے غرور کا مقام ہے جو شخص مخالفت نفس کی طاقت نہین رکھتا وہ کہتا ہے کہ حضرت

معروف کرخی کی طرح مین بھی عارف ہون تو ریاضت اور مشقت سے دو آدمی باز رہتے ہین یا تو صدیق جسنے اپنا کام بنا لیا ہو وہ باز رہتا ہے
یا احمق جو سمجھتا ہے کہ مین اپنا کام بنا چکا حضرت معروف کرخی کو اپنی ذات مین تصرف اور اختیار باقی نتھا یعنی انانیت باقی نرہی تھی کیونکہ
اگر ہاتھہ یا زبان سے لوگ اونکے ساتھہ گستاخی کرتے تو کچھ بھی غصہ نہ آتا اور سمجھتے کہ یہ امر من جانب اللہ ہے یہ بات اوسی کی راست و درست
ہوگی جو اونکے مثل ہو اور جب حضرت بشر حافی اور سری سقطی اور مالک دینار قدس سرہم اوس طبقہ کے بزرگ لوگ اپنے نفس سے امین
نہوسے ہون اور یہ حضرات ریاضت اور مشقت سے باز نرہے ہون تو اوروں کو اپنی نسبت یہ گمان محال ہے اور کوئی حضرت معروف کرخی
کی برابری کا دعویٰ کرے کیا مجال ہے **کھانا پینا چھوڑ دینے کی آفتون کا بیان** ایعزیز جان تو کہ اس سے دو آفتین
پیدا ہوتی ہین ایک تو یہ ہے کہ آدمی بعضی خواہشین چھوڑ دینے پر قادر نہین ہوتا اور یہ نہین چاہتا کہ لوگ اس بات کو جانین کہ تنہائی مین
کھاتا ہے برملا نہین کھاتا اور یہ عین نفاق ہے اور شاید شیطان اوسے فریب دے کہ یہ مسلمانون کے فایدہ کی بات ہے تا کہ وہ
تیری پیروی کرین اور یہ محض دغا ہے اور کوئی ایسا ہوتا ہے کہ لوگون کے دکھانے کے واسطے خواہش کی چیز مول لیتا ہے اور گھر مین
لیجاتا ہے پھر چھپا کر اوسے خیرات دیدیتا ہے یہ نہایت صدق کی بات ہے اور صدیقون کا کام ہے نفس پر نہایت ہی دشوار اور
شاق ہوتا ہے شرط اخلاص یہ ہے کہ یہ امر آسان ہو جاوے کیونکہ اگر شاق گذرتا ہے تو ابھی دل مین ریاے خفی باقی ہے اور وہ شخص
طاعت ریا کرتا ہے طاعت حق نہین کرتا ہے اور جو شخص کھانیکی شہوت سے بھاگ کر ریا کی شہوت مین گر پڑے وہ ایسا ہے کہ مینہ
سے بچکر موری مین پناہ لیتا ہے تو آدمیکو چاہیے کہ جب اوسکے نفس مین یہ خواہش پیدا ہو تو لوگون کے سامنے تھوڑا سا کھانا کھاوے
بھر پیٹ نہ کھاوے تا کہ ریا بھی ٹوٹتی رہے اور بھوک بھی **شہوت فرج کی آفت کا بیان** ایعزیز جان تو کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے
شہوت جماع کو آدمی پر اسواسطے مسلط فرمایا ہے کہ وہ تخم ریزی کرتا رہے اور نسل نہ منقطع ہو جائے اور یہ بہشت کی لذت کا نمونہ بھی ہے
اور شہوت کی آفت بہت بڑی ہے ابلیس نے حضرت موسی علیہ السلام سے کہا کہ کسی عورت کے پاس تنہائی مین نہ بیٹھا کیجیے اسواسطے
جو مرد عورت کے ساتھہ خلوت کرتا ہے مین اوسکے ساتھہ لگا رہتا ہون تا کہ اوسکو بلا مین ڈالدون حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ تعالیٰ
کہتے ہین کہ جس پیغمبر کو حق تعالیٰ نے بھیجا ابلیس عورتون کے بارے مین اوس سے ناامید ہی رہا اور مین جتنا اس سے ڈرتا ہون اوتنا
کسی چیز سے نہین ڈرتا اسی سبب سے اپنے گھر اور اپنے لڑکے کے گھر کے سوا اور کہین نہین جاتا ایعزیز جان تو کہ اس شہوت مین بھی افراط و تفریط
اور اوسط کا درجہ ہے افراط تو یہ ہے کہ ایسی شہوت ہو کہ آدمی فواحش سے نہ شرمائے اور اپنے تئین بالکل اوسی مین ڈبو دے جب
ایسی شہوت ہو تو اوسے روزہ رکھہ رکھکر توڑنا واجب ہے اور اگر روزے سے نہ ٹوٹے تو نکاح کرے اور تفریط یہ ہے کہ شہوت
جاتی ہی رہے اور یہ بھی نقصان کی بات ہے اور توسط و اعتدال یہ ہے کہ شہوت ہو اور زیر دست رہے بعضے آدمی شہوت
زیادہ ہونیکے واسطے مقوی چیزین کھاتے ہین یہ امر نادانی سے ہوتا ہے اونکی مثال اوس شخص کی ایسی ہے جو زنبور کے چھتے کو
چھیڑے تا کہ وہ اوسکے پیچھے پڑ جائین مگر جس شخص نے کئی نکاح کیے ہون اور جورو کا حق ادا کرے اونکی حفاظت کرنا مقصود ہو تو
مضائقہ نہین اسواسطے کہ مرد لوگ عورتون کے حصار ہین اور غرائب اخبار مین ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

کہ مین نے اپنے مین ضعف باہ پایا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھسے فرمایا کہ حریسہ بیا کرو اور اسکا سبب یہ تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی نو بی بیان تھین وہ تمام عالم پر حرام ہوگئی تھین اور تمام جہان سے اونکی امید منقطع تھی اس شہوت کی آفتون مین سے ایک
عشق ہے وہ بہت گناہون کا سبب ہوتا ہے اگر آدمی ابتدا مین احتیاط نکرے تو ہاتھسے جاتا رہتا ہے اور احتیاط کی صورت
یہ ہے کہ آنکھ کو محفوظ رکھے اگر اتفاقاً کسی پر آنکھ پڑ جائیگی تو اوسسے دوبارہ روکنا آسان ہوگا اور آنکھ کو بالقید چھوڑ دیگا تو پھر اوسکا
ٹھہرنا مشکل ہوجائیگا اس بارہ مین نفس کی مثل چارپایہ کی سی ہے اگر کسیطرف جانیکا قصد کرے تو پہلے ہی اوسکی باگ پھیرنا آسان
ہوتا ہے اور جب مطلق العنان ہوگیا اور باگ ہاتھسے چھوٹ گئی تو اوسکی دُم پکڑ کے کھینچنا دشوار ہوتا ہے تو آنکھ کو محفوظ رکھنا
اصل ہے حضرت سعید ابن جبیر رحمۃ اللہ تعالی کہتے ہین کہ حضرت داود علیہ السلام آنکھ ہی کے سبب سے بلا اور فتنہ مین پڑے حضرت داؤد
نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی کہ شیر اور اژدہے کے پیچھے جانا روا ہے مگر عورتون کے پیچھے ہرگز نہ جانا حضرت یحیی ابن زکریا
علی نبینا وعلیہما السلام سے لوگون نے پوچھا کہ زنا کہان سے پیدا ہوتی ہے فرمایا آنکھ سے جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا
فرماتے ہین کہ نگاہ ابلیس کے تیرون مین سے زہر کا بجھا ہوا ایک تیر ہے جو شخص خوف خدا سے اپنی آنکھ کو محفوظ رکھتا ہے
حق سبحانہ تعالی اوسکے تئین ایسا ایمان عنایت فرماتا کہ وہ اوسکی حلاوت اپنے دل مین پاتا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ مین نے اپنی وفات کے بعد اپنی امت مین عورتون کے مثل کوئی بلا نہین چھوڑی ہے اور فرمایا ہے کہ فرج کیطرح
آنکھ بھی زنا کرتی ہے دیکھنا آنکھ کی زنا ہے تو جو شخص آنکھ کو نہ بچا سکے اوسپر واجب ہے کہ شہوت کو ریاضت سے توڑے اور روزہ
رکھنا اس شہوت کا علاج ہے اگر نہوسکے تو نکاح کرنا اسکا علاج ہے اور اگر خوبصورت لونڈون سے آنکھ کو نہ بچا سکے تو بہت بڑی
آفت ہے اسواسطے کہ اس فعل کو آدمی حلال کر ہی نہین سکتا اور جو شخص بمقتضاے شہوت لونڈون کو گھورے اور اوس سے
راحت پائے اوس شخص کو لونڈون کی طرف دیکھنا حرام ہے لیکن اگر اوس قسم کی راحت حاصل ہو جیسے سبزہ اور شگوفہ اور اچھے اچھے
نقش و نگار دیکھنے سے حاصل ہوتی ہے تو خیر کیونکہ یہ کچھ نقصان نہین کرتی اور اسکی پہچان یہ ہے کہ دیکھنے والیکے دل مین لونڈے کے ساتھ
قربت کرنیکا خیال اور تقاضا نہوا سواسطے کہ گل اور شگوفہ اگرچہ اچھا ہو لیکن اوسے بوسہ دینے اور چھونے کی خواہش نہین ہوتی اور جب
قربت کی خواہش پیدا ہو تو یہ شہوت کی علامت اور لواطت کا پہلا قدم ہے ایک مشائخ کا قول ہے کہ اگر مرید پر شیر خشمگین جھپٹے تو
مین اتنا نہین ڈرتا جتنا غلام امرد کے ملنے سے ڈرتا ہون مریدون مین سے ایک شخص کہتا ہے کہ مجھپر اسقدر شہوت غالب ہوئی
کہ مین متحمل نہوسکا مین نے بہت دعا اور زاری کی ایک رات ایک بزرگ کو خواب مین دیکھا کہ مجھسے کہتے ہین کہ تجھے کیا ہوا ہے اونسے
مین نے عرض حال کیا اونھون نے میرے سینہ پر ہاتھ پھیر دیا جب مین جاگا تو سکون ہوگیا جب ایک سال گذر گیا تو پھر شہوت پیدا
ہوئی مین نے بہت زاری کی اونھین بزرگ کو پھر خواب مین دیکھا فرمایا کہ تو چاہتا ہے کہ مجھسے شہوت دفع ہوجائے مین نے عرض کیا
ہان فرمایا گردن جھکا مین نے جھکا دی بس ایک تلوار نکالی اور میری گردن پر ماری مین جب جاگا تو پھر سکون ہوگیا جب ایکسال
گذرا تو پھر شہوت پیدا ہوئی پھر مین نے زاری بھی کی اور اون بزرگ کو بھی خواب مین دیکھا کہ مجھسے فرماتے ہین کہ اوس چیز کا دفعیہ

کہنا ناحق خدلت چاہئے گا جسکے دفع کرنیکو وہ دوست نہین رکھتا ہے پھر مین جاگا اور جورو کی حتی کہ شہوت سے نجات پائی **اوس شخص**

کے ثواب کا بیان جو اس شہوت کے خلاف کرے ایعزیز جانتو کہ شہوت جسقدر زیادہ غالب ہوگی اوسیقدر

اوسکے خلاف کرنے مین ثواب بھی زیادہ ہے آدمی بہ نسبت زیادہ اور کوئی شہوت غالب نہین ہے لیکن اس شہوت کا مطلوب برا ہے

اور اکثر لوگ جو یہ شہوت نہین بجھاتے تو یا عجز کے سبب سے یہ امر ہوتا ہے یا ہراس یا شرم کی وجہ سے یا اس خوف سے کہ کھل جائیگا تو ہم بدنام

ہونگے اور جو شخص ان وجہون سے حذر کرتا ہے اوسے کچھ ثواب نہین ہوتا کہ یہ غرض دنیوی کی طاعت ہے طاعت شرع نہین ہے

لیکن گناہ سے عاجز ہونا بھی سعادت ہے کہ کسی سبب سے ہو آدمی عقوبت اور گناہ سے تو بچتا ہے اگر کوئی شخص حرام پر قادر ہو اور کوئی مانع

بھی نہو اور خدا کے واسطے اوس سے دست بردار ہو تو اوسکا بڑا ثواب ہے اور وہ شخص اون سات آدمیون مین سے ہے جو قیامت

کے دن عرش الہی کے سایہ مین ہونگے اور اس امر مین اوسکا درجہ حضرت یوسف علیہ السلام کے درجہ کے برابر ہوگا اسواسطے کہ یہ کھاٹی

طے کرنیمین حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ السلام پیشوا اور امام ہین **حکایت** سلیمان ابن بشار رحمۃ اللہ تعالی بہت ہی حسین آدمی تھے

ایک عورت نے اپنے تئین اونکی خدمت مین پیش کیا وہ بھاگے کہتے ہین کہ اوسی شب مین نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب مین

دیکھا اور پوچھا آپ یوسف ہین فرمایا ہان مین وہ یوسف ہون کہ مین نے قصد کیا اور تو وہ سلیمان ہے کہ تونے قصد بھی نہین کیا نہ

اس آیہ کریمہ کیطرف اشارہ ہے وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا الآیہ اور یہی سلیمان یہ بھی بیان کرتے ہین کہ مین حج کو جاتا تھا جب

مدینہ منورہ سے نکلکر ابوا مین اوترا میرا ساتھی تو جنس لینے چلا گیا عرب کی ایک عورت ماہ طلعت بے نقاب جیسے بدر بے سحاب میری پاس

آئی اور اپنی زبان مین یون کہنے لگی **شعر** صبح ست ساقیا قدحی پر شراب کن ✤ دور فلک درنگ ندارد شتاب کن ✤ یعنی **شعر**

ساقیا بہر خدا از رہ الطاف وکرم ✤ بادۂ وصل سے بھر دے میرے پیمانے کو ✤ مین سمجھا کہ اسے خواہش طعام ہے اس سبب سے

یہ کلام ہے دسترخوان مانگا کہ اوسے کھانا دون اوسنے کہا مین یہ نہین چاہتی ہون بلکہ میرا وہ مدعا ہے جو مطلب عورتونکو خاص دین ہی

سے ہوتا ہے یہ سنکر مین سر بگریبان ہوا اور نہایت گریان ہوا اسقدر رویا کہ اوس خیال باطل کو اوسکے دل سے دھو یا بارش اشک

دیکھکر وہ مہ پارہ ابر برقع مین پنہان ہوگئی اور اپنی منزل کو روان ہوگئی وہ ساتھی جب پھر کر آیا تو مجھہ مین رونیکا اثر پایا پوچھا یہ کیا حال

ہے مین نے کہا لڑکون بالون کا خیال باعث ملال ہے اوسنے کہا تو ابھی فارغ البال تھا لڑکون بالون کا نہ وہم تھا نہ خیال تھا

کوئی امر جدید پیش آیا ہے فلک نے کوئی نیا واقعہ دکھایا ہے مجھسے بیان کر غرضکہ جب اوسنے بہت الحاح کیا تو مین نے کہدیا

اوسنے جو سنا تو وہ بھی رونے لگا مین نے پوچھا کہ تو کیون روتا ہے کہا اس وجہ سے کہ مین ڈرتا ہون کہ اگر یہ امر مجھے پیش آتا

تو مین ایسا نکر سکتا پھر جب ہم مکہ معظمہ مین پہونچے اور طواف وسعی کر چکے تو مین ایک حجرہ مین سو گیا ایک شخص کو دیکھا کہ نہایت درجہ

حسین جمیل کشادہ رو خوش بو دراز قد ہے مین نے پوچھا تم کون ہو اونھون نے فرمایا کہ مین یوسف ہون مین نے عرض کیا کہ

یوسف صدیق فرمایا ہان مین نے عرض کیا کہ عزیز کی عورت کے ساتھ آپکا قصہ عجیب وغریب ہے فرمایا کہ زن اعرابی کے ساتھ تیرا

قصہ عجیب ہے **حکایت** حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمانہ گذشتہ مین

حکایت [illegible]

تین آدمی سفر کو گئے جب رات ہوئی تو ایک غار کے اندر چلے گئے تاکہ بیخوف رہین اتفاقاً پہاڑ سے اتنا بڑا ایک پتھر گرا کہ غار کا منہ ایسا بند
ہوگیا کہ نکلنے کا رستہ نرہا اور اوس پتھر کو جنبش دینا ممکن نتھا اون بیچارون نے آپس مین کہا کہ اسکی کوئی تدبیر نہین ہے مگر یہ کہ ہم تینون
آدمی دعا کرین اور ہر ایک اپنے اپنے نیک عمل عرض کرے کہ شاید اوسکے طفیل سے حق سبحانہ تعالی ہماری مشکل آسان کرے دو آدمین سے ایک نے
یون عرض کرکے دعا کی کہ بارخدایا تو جانتا ہے کہ میرے ماں باپ تھے کہ اونسے پہلے نہ خود مین کھانا کھاتا تھا نہ اپنے جورو لڑکون کو دیتا
ایکدن کسی کام کو گیا تھا بہت رات گئے آیا میرے ماں باپ سو گئے تھے ایک کاسہ بھر دودھ جو مین لایا تھا اونکے جاگنے کے انتظار مین
میرے ہاتھ پر تھا اور لڑکے بھوک کے مارے زار زار روتے تھے مین اونسے کہتا تھا کہ جبتک میرے والدین پہلے نہ پی لین گے تب تک
تمھین نددونگا وہ صبح تک نجاگے اور مین اوسے ہاتھ پر رکھے کھڑا رہا حالانکہ مین اور میرے لڑکے بھوکے تھے بارخدایا اگر تو جانتا ہے کہ یہ
امر محض تیری رضامندی کے واسطے تھا تو ہماری مشکل آسان کردے جب اوسنے یہ عرض کی تو پتھر کچھ ہٹا اور ایک سوراخ ہوا لیکن ابھی اوس سے
باہر نکل سکتے تھے پھر دوسرے نے یون عرض کرکے دعا کی کہ بارخدایا تو عالم الغیب ہے تجھے معلوم ہے کہ میرے چچا کی ایک لڑکی تھی
مین اوسپر عاشق تھا وہ میرا کہنا نمانتی تھی حتی کہ ایک سال قحط پڑا اور وہ عاجز ہوئی میرے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنے لگی ایک سو بیس دینار
اشرفیان سے مین نے اوسے دیدیے کہ میرا کہا مان لے غرضکہ جب مین اوس کام کے قریب ہوا تو اوسنے کہا کہ تو ڈرتا نہین کہ حق تعالی
کی مُہر اوسکے بحکم توڑتا ہے مین نے ڈرکر اوسے چھوڑ دیا اور پھر اوسکا قصد نہین کیا حالانکہ تمام جہان کی چیزون مین اوس سے زیادہ
مجھے کسی چیز کی حرص اور خواہش نتھی بارخدایا اگر تو جانتا ہے کہ فقط تیری ہی رضا کے واسطے مین نے حذر کیا تو تو ہماری مشکل آسان
کردے پھر پتھر کو جنبش ہوئی اور غار کا منہ کچھ تھوڑا اور کھلا لیکن ابھی باہر نکلنا ممکن نتھا پھر تیسرے نے یون عرض کرکے دعا کی کہ بارخدایا تو
داناے حال ہے کہ ایک مرتبہ مین نے مزدور لگائے تھے سب مزدورون کی مزدوری دی مگر ایک مزدور مزدوری چھوڑکر چلا گیا تھا
مین نے اوسکی مزدوری سے ایک بکری مول لی اور اوسکی تجارت کرتا رہا حتی کہ بہت سا مال جمع ہوا ایکدن وہ مزدور مزدوری مانگنے
لگا بیل اونٹ بکری لونڈی غلام ایک بھیڑ کے بھیڑ تھے مین نے اوس سے کہا کہ یہ سب تیری مزدوری ہے اوسنے کہا کہ تم مجھسے
ہنستے ہو مین نے کہا نہین یہ سب تیرے ہی مال سے حاصل ہوا ہے اور وہ سب مین نے اوسے حوالہ کردیا میں نے خود کچھ نہین لیا بارخدایا
اگر تو جانتا ہے کہ مین نے یہ امر تیرے ہی واسطے کیا تھا تو ہماری مشکل آسان کردے بس پتھر بالکل ہٹ گیا راہ کھلی باہر نکلے مصیبت کا زمانہ
کٹ گیا **حکایت** حضرت بکر ابن عبداللہ المزنی قدس سرہ نے کہا ہے کہ ایک قسائی اپنے پڑوسی کی لونڈی پر عاشق تھا ایک مرتبہ
وہ لونڈی کھیتواہی کو جاتی تھی وہ قسائی پیچھے پیچھے جاکر اوس سے لپٹ گیا کہا اے جوانمرد جسقدر تجھے مجھسے محبت ہے اوس سے زیادہ
مجھے تجھسے عشق ہے لیکن کیا کرون خدا سے ڈرتی ہون قسائی نے کہا کمبخت جو تو خدا سے ڈرتی ہے تو مین کیونکر نڈر رہون یہ کہکر توبہ کی
اور پھر راہ مین اوسپر پیاس غالب ہوئی ہلاک ہو جانیکا خوف تھا کہ ایک شخص پیغمبر وقت کا رسول کہین جاتا تھا وہ آپہونچا اوس قسائی
سے پوچھا کہ تجھے کیا آفت پہونچی ہے جواب دیا کہ پیاس کی شدت ہے اوس نے کہا کہ آمین اور تو دعا کرون کہ حق تعالی ابر کو بھیجے
اور جبتک ہم شہر کو پہونچین وہ ہمپر سایہ کیے رہے قسائی نے کہا کہ مین تو کچھ عبادت نہین رکھتا ہون تم دعا کرو مین آمین کہونگا غرضکہ

ایسا ہی کیا ابر آیا اور انکے سر پر چھایا یہ چلے حتی کہ ایک دوسرے سے جدا ہوئے وہ ابر قسائی کے ساتھ چلا اور وہ رسول پیغمبر ہو میں
چلا قسائی سے کہنے لگا کہ اے جوان تو تو کہتا تھا کہ میں کچھ عبادت ہی نہیں رکھتا ہوں اب کھلا کہ یہ ابر تو تیرے ہی واسطے تھا اپنا حال
تو بتا قسائی نے کہا کہ میں اور کچھ نہیں جانتا ہوں مگر اس لونڈی کے کہنے سے توبہ کی ہے اور رسول پیغمبر نے کہا کہ ایسا ہی ہے
کہ حق تعالی کے نزدیک جو مقبولیت تائب کے واسطے ہے وہ کسیکے واسطے نہیں **عورتوں کو دیکھنے کی آفت اور**
نظر حرام کا بیان اے عزیز جان تو کہ یہ امر نادر ہے کہ کوئی شخص ایسے کام پر قادر ہو پھر اپنے تئیں بچا سکے تو اولی یہ ہے کہ آدمی
ابتدائے کار کو نگاہ رکھے اور ابتدائے کار آنکھ سے ہے حضرت علا ابن زیاد رحمہا اللہ تعالی کہتے ہیں کہ کسی عورت کی چادر پر نظر نہ ڈال
کہ اوس سے دل میں شہوت پیدا ہوتی ہے اور حقیقت میں عورتوں کے کپڑے پر نظر ڈالنے اور اونکی خوشبو سونگھنے اور اونکی آواز سننے سے
حذر کرنا واجب ہے بلکہ پیغام بھیجنے اور سننے سے اور ایسی جگہہ گذرنے سے بھی حذر کرنا چاہیے جہاں ممکن ہو کہ عورتیں تجھے دیکھیں
گو کہ تو اونہیں نہ دیکھے اسواسطے کہ جہاں کہیں جمال ہوتا ہے وہاں ہر امر شہوت اور خیال بد کا تخم دل میں بوتا ہے اور عورت کو بھی
خوبصورت مرد سے اسیطرح حذر کرنا چاہیے اور جو نظر قصداً ہوتی ہے وہ حرام ہے لیکن اگر بے اختیار نظر پڑ جائے تو گناہ نہیں ہے
مگر دوبارہ نظر ڈالنا حرام ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پہلی نظر تجھے درست ہے اور دوسری نظر تجھپر حرام ہے
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی پر عاشق ہو اور اپنے تئیں محفوظ رکھے اور عشق کو چھپائے اور درد عشق کے
مارے مر جائے وہ شہید ہے اپنے تئیں محفوظ رکھنے کے یہ معنی ہیں کہ پہلی نظر تو اتفاقاً پڑ گئی ہو دوسری نظر کو نگاہ رکھے نہ پھر دیکھے
نہ ملاقات کرے اور عشق کو دلمیں چھپائے رہے اے عزیز جان تو کہ مجلسوں اور دعوتوں میں مردوں اور عورتوں کے بیٹھنے اور
نظارہ بازی کرنے سے بڑھ کر کوئی تخم فساد نہیں بشرطیکہ اسمیں پردہ اور حجاب نہو اور عورتیں چادر اور نقاب جو اوڑھتی ہیں کافی
نہیں بلکہ جب سفید چادر اوڑھتی ہیں اور تکلف کا نقاب ڈالتی ہیں تو اور بھی شہوت ہوتی ہے اور شاید چہرہ کھلا رکھنے سے زیادہ
اس ستر و حجاب میں اچھی معلوم ہوں تو سفید چادر اوڑھ کر پاکیزہ نقاب چہرہ پر ڈالکر باہر نکلنا عورتوں پر حرام ہے جو عورت ایسا
کریگی گناہ گار ہوگی اور ماں باپ بھائی شوہر جو کوئی ہو اور اس امر کی عورت کو اجازت دے وہ گناہ میں اوسکا شریک ہوگا کہ اوسنے
اجازت دیدی اور کسی مرد کو درست نہیں ہے کہ بقصد شہوت عورتوں کا پہنا ہوا لباس پہنے یا بو سونگھنے کے واسطے اوسپر ہاتھ پھیرے
یا ہار پھول یا ایسی کوئی چیز جس سے ملاطفت کرتے ہیں عورتوں کو دے یا لے یا میٹھی میٹھی باتیں کرے اور عورت کو بھی غیر مرد سے
بات کرنا درست نہیں ہے مگر سخت بات زجر کے ساتھ جیسا حق سبحانہ تعالی ارشاد فرماتا ہے اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ
الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا یعنی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج طاہرات رضی اللہ تعالی عنہا کو ارشاد
ہوتا ہے کہ اچھی اور نرم آواز سے مردوں کے ساتھ بات نہ کیا کرو کہ جسکے دل میں بیماری ہے وہ طمع کریگا اور قول معروف کہا کرو اور
جس برتن سے عورت نے پانی پیا ہے تو جہاں پر اوسمیں عورت کا دہن لگا تھا وہاں سے قصداً پانی پینا اور جو میوہ عورت نے
دانت سے کاٹ کر چھوڑ دیا ہو اوسے کھانا نچاہیے حضرت ابو ایوب انصاری کی اہلیہ اور لڑکے جو کاسہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

کے سامنے سے اوٹھا اور مین جہان جہان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اونگلیان در دہن مبارک چھو گیا ہوتا وہان تبرکاً اپنی اونگلیان لگاتی جب اس امر مین ثواب ہے تو اگر تلذذ اور خوشی کی نیت سے غیر عورت کا جھوٹا کھا جائیگا تو گناہ اور عذاب ہوگا اور جو چیز عورتون سے علاقہ رکھتی ہے اوس سے زیادہ حذر کرنا ضرور تر نہین ہے ایعزیز جانتو کہ جو رنڈی لونڈا راستہ مین آدمیکے سامنے آتا ہے شیطان تقاضا کرتا ہے کہ تو اسپر نظر ڈال دیکھ تو وہ کیسا ہے تو شیطان کے ساتھ مناظرہ کرنا چاہیے اور کہنا چاہیے کہ مین کیون دیکھون یہ اگر بدصورت ہے تو رنجیدہ بھی ہونگا اور گنہگار بھی اسواسطے کہ مین نے تو اس قصد سے دیکھا ہوگا کہ وہ خوبصورت ہے اور اگر خوبصورت ہے تو چونکہ دیکھنا حلال نہین اسوجہ سے گناہ ہوگا اور رنج و حسرت رہے گی اور اگر اوسکے ساتھ جاؤن تو دین اور عمر اوسکے نذر کرون اور شاید مطلب کو نہ پہونچون ایکدن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم مبارک راہ مین کسی خوبصورت عورت پر پڑگئی آپ پھر آئے اور اپنی بی بی کے ساتھ صحبت کی اور فوراً غسل کرکے باہر نکل آئے اور فرمایا کہ جس کسیکے سامنے عورت آجائے اور شیطان اوسکی شہوت کو حرکت مین لائے وہ اپنے گھر مین جاکر اپنی جورو سے صحبت کرے کہ جو کچھ تمھاری جورو پاس ہے وہی غیر عورت کے پاس بھی ہے واللہ اعلم وحکمہ احکم ؂ + + + +

تیسری اصل باتین کرنے کی حرص کے علاج اور آفت زبان کے بیان مین

ایعزیز از جان اس بات کو جان کہ زبان عجائب صنعت الہی مین سے ہے کہ ظاہر مین تو گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اور حقیقت مین سب موجودات پر اوسکا تصرف اور قبضہ ہے بلکہ جو چیز معدوم ہے وہ بھی اوسکے تصرف مین ہے اسواسطے وہ عدم کا بھی بیان کرتی ہے اور وجود کا بھی بلکہ زبان عقل کی نائب ہے اور عقل کے احاطہ سے کوئی چیز باہر نہین اور جو کچھ عقل اور وہم اور خیال مین آتا ہے زبان اوسکو تعبیر اور تقریر کرتی ہے اور عضا ایسے نہین ہین اسواسطے کہ شکلون اور رنگون کے سوا اور کچھ آنکھ کی حکومت مین نہین اور آواز کے سوا اور کوئی چیز کان کی ولایت مین نہین اور اعضا بھی ایسے ہی ہین اور ہر ایک عضو کی حکومت مملکت کی ایک ہی کونے مین ہے اور زبان کی حکومت دل کی حکومت کیطرح تمام مملکت مین جاری ہے اور زبان چونکہ دل کے مقابلہ مین ہے کہ دل سے صورتین لیکر تقریر اور تعبیر کرتی ہے اسیطرح دل مین صورتین پہونچاتی بھی ہے اور جو کچھ زبان کہتی ہے اوسکے سبب سے دل ایک صفت حاصل کرتا ہے مثلاً آدمی جب زبان سے تضرع اور زاری کرتا ہے اور اوسکے کلمات کہنے لگتا ہے اور نوحہ گری کے الفاظ کہنا شروع کرتا ہے تو اوسکے سبب سے دل رقت اور سوز و گداز کی صفت حاصل کرنے لگتا ہے اور آتش دل کا بخار دماغ کا قصد کرکے آنکھون سے باہر آنے لگتا ہے اور جب زبان سے طرب اور نیک صفتون کے الفاظ آدمی کہنے لگتا ہے تو دل مین نشاط اور خوشی کی حرکت پیدا ہونے لگتی ہے اور شہوتین جنبش اور حرکت کرنے لگتی ہین علی ہذا القیاس جو کلمہ آدمی زبان پر لاتا ہے اوسکے موافق ایک صفت دل مین پیدا ہو جاتی ہے حتی کہ اگر بری باتین کہتا ہے تو دل تاریک ہو جاتا ہے اور جب حق بات کہتا ہے دل روشن ہو جاتا ہے اور جب جھوٹی اور ٹیڑھی بات کہتا ہے تو جسطرح آئینہ ناہموار ہوتا ہے اوسیطرح دل بھی ناہموار ہو جاتا ہے یہانتک کہ چیزون کی صورت سیدھی نہین دیکھتا اسی سبب سے ہے کہ شاعر اور جھوٹے کا خواب اکثر سچا نہین ہوتا اسواسطے کہ جھوٹی باتون سے اوسکا دل تو ناہموار ہوگیا ہے اور جو شخص سچ بولنے کی عادت ڈالتا ہے اوسکا خواب

راست و درست ہوتا ہے علی ہذا القیاس جھوٹا آدمی جو سچا خواب نہین دیکھتا ہے جب اوس جہان مین جائیگا تو درگاہ الہی کہ اوسکی زیارت
سب لذتونکی غایت ہے وہ بھی اوسکے دل مین کاواک نظر آئیگی ٹھیک نہ دیکھیگا اور اوس لذت کی سعادت سے محروم رہیگا بلکہ
جسطرح ناہموار آئینہ مین چہرہ برا ہوجاتا ہے اور جسطرح تلوار کے عرض یا طول مین آدمی دیکھے تو صورت کیا حسین چہرا طول ہوجاتا ہے اس
جہان کے کامون اور حق سبحانہ تعالی کے کامونکی حقیقت بھی ایسی ہی ہے تو دل کی ناہمواری اور ناہمواری [illegible] کی تابع
ہے اسیواسطے جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ نے فرمایا ہے کہ ایمان راست نہین ہوتا جبتک دل راست نہو اور دل [illegible] نہین ہوتا
جبتک زبان راست نہو تو زبان کے شر اور آفات سے حذر کرنا دین کی ضروری باتون مین سے ہے [illegible] مین [illegible] چپ رہنے کی
فضیلت بیان کرتے ہین پھر بہت باتین کرنے اور فضول بکنے کی آفت اور جھگڑے اور خصومت کرنے کی آفت اور فحش اور گالی اور زبان درازی
کی آفت اور لعنت اور ٹھٹھول اور مسخراپن کرنے کی آفت اور جھوٹ بولنے غیبت سخن چینی دو رویی کرنے کی آفت اور ہجو اور تعریف اور
جو کچھ اوس سے علاقہ رکھتا ہے اوسکی آفت مشرح بیان کرینگے اور اونکا علاج بھی کہدینگے انشاء اللہ تعالی **چپ رہنے کے ثواب
کا بیان** ای عزیز جان تو چونکہ زبان کی آفتین بہت ہین اور اپنے تئین اونسے بچانا آدمیکو دشوار ہے اور چپ رہنے سے بہتر اوسکی کوئی
تدبیر نہین ہے جسقدر ہوسکے تو چاہیے کہ آدمی ضرورت کی قدر سے زیادہ بات نکرے بزرگون نے کہا ہے کہ وہ شخص ابدال ہوتا ہے جسکا
کھانا سونا بقدر ضرورت ہو اور حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِنْ نَجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ
بَيْنَ النَّاسِ یعنی پوشیدگی مین باتین کرنا اچھی بات نہین ہے مگر صدقے کا حکم دینا اور اچھی بات کو کہنا اور لوگون مین صلح کرنا اور رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ صَمَتَ نَجَا یعنی جو چپ رہا نجات پائی اور فرمایا ہے کہ حق تعالی نے جسے پیٹ اور فرج اور زبان
کے شر سے محفوظ رکھا وہ سب برائیون سے محفوظ رہا حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کونسا
عمل افضل ہے آپ نے زبان مبارک منہ کے باہر نکالی اور اوسپر اونگلی رکھی یعنی اشارہ سے یون فرمایا کہ خاموشی افضل ہے امیر المومنین حضرت
عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ مین نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو دیکھا کہ آپ اپنی زبان اونگلی سے پکڑے ہوئے
کھینچتے ہین اور ملتے ہین مین نے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ آپ یہ کیا کرتے ہین فرمایا کہ اس غدار نے بہت سے کام مجھ سے کرا ڈالے ہین اور
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی کی اکثر خطائین اوسکی زبان مین ہین اور فرمایا کہ جو عبادت سب سے زیادہ آسان
ہے وہ مین تمہین بتاؤن وہ زبان خاموش اور خوے نیک ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص حق سبحانہ تعالی اور روز قیامت کا ایمان رکھتا ہے
اوس سے کہدو کہ نیک بات کے سوا اور کچھ نہ کہے یا خاموش رہے حضرت عیسی علیہ السلام سے لوگون نے عرض کیا کہ ہمین ایسی کوئی چیز بتائیے
کہ اوسکے سبب سے ہم بہشت مین جائین فرمایا کہ ہرگز بات نکرو لوگون نے کہا کہ یہ ہمسے نہوسکیگا فرمایا تو نیک بات کے سوا اور کچھ نکہو اور حضرت
سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ جب تم کسی مسلمان خاموش اور باوقار کو دیکھو تو اوس سے تقرب حاصل کرو کہ وہ بے حکمت نہین
ہوتا ہے اور حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ عبادتین دس ہین نو تو خاموشی ہین اور ایک لوگون سے بھاگنا اور سرور انبیا علیہ
افضل الصلوۃ والثنا نے ارشاد کیا ہے کہ جو بہت باتین کرتا ہے اوسکے کلام مین اکثر خطا اور غلطی ہوتی ہے اور جسکے کلام مین اکثر خطا

اور غلطی ہو وہ بڑا گنہگار ہوتا ہے اور جو بڑا گنہگار ہوا اوسکے واسطے آتش دوزخ اولی تر ہے اسیواسطے تھا کہ امیرالمومنین حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ تعالی عنہ منہ مین پتھر رکھے رہتے تاکہ بات نکر سکین حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ قید مین رہنے کے واسطے
زبان سے زیادہ کوئی چیز اولی تر نہین حضرت یونس ابن عبید رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ مین نے جسکو زبان روکے دیکھا اوسکے سب
کامون مین نیکی پیدا ہوئی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے سامنے لوگ باتین کرتے تھے اور حضرت احنف رحمہ اللہ تعالی خاموش
بیٹھے تھے حضرت معاویہ نے اونسے پوچھا کہ تم کیون نہین بات کرتے کہا کہ جھوٹ بات کہتے خدا سے ڈرتا ہون اور سچ بات کہتے
تم لوگون سے حضرت ربیع ابن خثیم رحمہ اللہ تعالے نے بیس برس تک دنیا کی بات نہین کی جب صبح کو اوٹھتے کاغذ اور قلم دوات
پاس رکھ لیتے جو کہنا ہوتا اوسے لکھتے اور رات کو اوسکا حساب اپنے سے کرتے اے عزیز جان تو کہ خاموشی کی یہ سب فضیلتین اس سبب سے
ہین کہ زبان کی آفتین بہت ہین اور زبان کی نوک سے ہمیشہ بیہودہ ہی نکلتا ہے اوسکا کہدینا تو آسان ہوتا ہے لیکن نیک بد مین تمیز
کرنا دشوار ہوتا ہے اور چپ رہنے مین اوسکے وبال سے آدمی نجات پاتا ہے اور ہمت جمع رہتی ہے ذکر اور فکر مین آدمی مشغول رہتا ہے
اے عزیز جان تو کہ بات کہنے کی چار قسمین ہین ایک تو یہ ہے کہ بالکل نقصان ہی ہو دوسری وہ ہے کہ اوسمین نفع نقصان دونون ہون
تیسری وہ جسمین نہ نفع ہو نہ نقصان وہ فضول بات ہوتی ہے اوسکا ضرر اسیقدر بس ہے کہ اوتنا زمانہ ضائع کرتی ہے چوتھی قسم یہ ہے
کہ محض منفعت ہو تو باتون مین سے تین ربع نہ کہنے کے لائق ہے اور ایک ربع کہنے کے لائق یہ وہی بات ہے جو حق تعالی نے
ارشاد فرمائی اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَۃٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ الاٰیۃِ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے مَنْ صَمَتَ نَجٰی یعنی
جو شخص خاموش رہا اوسنے نجات پائی تاوقتیکہ تو زبان کی آفتین نہ جان لیگا اوسکی حقیقت نہ پہچانیگا اور ہم انشاء اللہ تعالی اونکو
ایک ایک کرکے مفصل بیان کرتے ہین پہلی آفت یہ ہے کہ تو ایسی بات کہے کہ جسکی کچھ حاجت نہین کہ اوسکے نہ کہنے مین کسیطرح کی دینی
اور دنیوی مضرت نہین ایسی بات کہنے سے تو حسن اسلام سے نکل جائیگا اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُہٗ مَا لَا یَعْنِیْہِ یعنی جو بات ضرور نہو اوسے ترک کردینا حسن اسلام مین سے ہے اور ایسی بیفائدہ
بات کی مثل یہ ہے کہ تو لوگون مین بیٹھے اور اپنے سفر کی حکایت بیان کرے اور پہاڑ باغ بوستان کی کیفیت اور جو جو حال گذرا ہو
اوسے اسطرح بیان کرے کہ اوسمین کمی زیادتی نہونے پائے یہ تیرا بیان سب فضول ہوگا کہ اسکی کچھ ضرورت نہین اگر تو نہ کہے تو کچھ نقصان
نہو جائیگا اسیطرح اگر تو کسی کو دیکھے اور اوس سے کچھ پوچھے اور تجھے اوس پوچھنے سے کچھ کام نہو یہ اوسوقت ہے جبکہ پوچھنے مین
کچھ آفت نہو لیکن اگر مثلاً تو پوچھے کہ تم روزہ دار ہو تو اگر سچ کہے تو اظہار عبادت کیا اور اگر جھوٹ بولے تو گنہگار ہوا اور یہ تیری سبب سے
ہوتا ہے اور ناشائستہ بات ہے اور علی ہذا القیاس اگر تو پوچھے کہ تم کہان سے آتے ہو اور کیا کرتے ہو اور کیا کرتے تھے تو شاید وہ
اظہار نکر سکے اور جھوٹ مین مبتلا ہو جائے اور جھوٹ خود جہل ہے اور فضول بات وہ ہے جسمین کوئی جاہل امر ہو کہتے ہین کہ لقمان
سال بھر تک حضرت داود علیہ السلام کی خدمت مین جایا کرتے تھے اور وہ زرہ بنایا کرتے تھے لقمان چاہتے تھے کہ مجھے معلوم ہو کہ یہ
کیا چیز ہے مگر پوچھتے نہ تھے حتی کہ حضرت داود نے بنا کر تمام کی اور پہنی اور فرمایا کہ لڑائی کے واسطے یہ اچھا لباس ہے لقمان نے پہچانا

اور کہا کہ خاموشی حکمت ہے مگر کسی کو اسکی رغبت نہین اور ایسی باتین پوچھنے کا یہ سبب ہوتا ہے کہ پوچھنے والا چاہتا ہے کہ لوگون کا
حال معلوم ہو جائے اور بات چیت کی راہ کھلے یا کسی سے دوستی ظاہر کرے اسکا علاج یہ ہے کہ آدمی یہ جانے کہ موت درپیش
ہے اور نزدیک ہے اور جو تسبیح اور ذکر وہ کرے گا وہ خزانہ ہوگا کہ اوسنے جمع کیا ہے اور اگر ضایع کریگا تو اپنا نقصان کیا ہوگا
یہ تو علاج علمی ہے اور علاج عملی یہ ہے کہ عزلت اختیار کرے یا منہ مین پتھر بھرے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جنگ اُحد کے دن ایک
جوان شہید ہوا اوسکو جب دیکھا تو بھوک کے مارے پیٹ پر پتھر باندھے تھا اوسکی ماں اوسکے چہرے سے گرد پونچھتی اور کہتی تھی
هَنِيئًا لَكَ الْجَنَّةُ یعنی تجھے جنت مبارک ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھے کیا معلوم شاید اوسنے ایسی چیز مین نجیلی
کی ہو جو اوسکے کام نہ آتی یا ایسی چیز مین بات کہی ہو جس سے اوسے سروکار نہو اسکے معنی یہ ہین کہ اوس سے ان باتون کا حساب لینگے
وہ دہن خوش اور مبارک ہے جسمین کچھ رنج اور حساب نہو ایک دن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسوقت اہل بہشت مین سے
ایک شخص دروازے سے آتا ہے اور حضرت عبد اللہ ابن سلام حاضر ہوئے اونسے لوگون نے خبر کی اور پوچھا کہ تمھارا کیا عمل ہے اونھون
نے کہا کہ میرا عمل تو تھوڑا سا ہے لیکن جس چیز سے مجھے کچھ کام نہو مین اوسکے گرد نہین پھرتا ہون اور لوگون کی بدخواہی نہین کرتا ہون
ایعزیز جان تو کہ جو مضمون کسی سے ایک کلمہ سے کہہ سکتا ہے اگر اوسے طول دیکر دو کلمون سے کہے گا تو وہ دوسرا کلمہ فضول ہوگا اور
تجھپر وبال ہوگا ایک صحابی رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ مجھسے بات کہے اور اوسکا جواب میرے پاس اوس سے
بھی زیادہ اچھا ہو جسقدر ٹھنڈا پانی پیاسے کے نزدیک اچھا ہوتا ہے تو بھی فضول ہونیکے خوف سے مین جواب نہین دیتا حضرت
مطرف ابن عبد اللہ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ چاہیے کہ حق سبحانہ تعالی کا جلال تمھارے دلون مین اس بات سے زیادہ بزرگ
رہے کہ ہر بات مین تم اوسکا نام بیچ مین لے بیٹھا کرو جیسا کہ چارپایہ اور بلی کو کہہ بیٹھتے ہو کہ خدا تجھے ایسا ایسا کرے یعنی بیجا ہے رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نیکبخت وہ شخص ہے کہ جسنے زیادہ بات کو رکھ چھوڑا اور زیادہ مال بڑا لا یعنی تھیلی کی گرہ کھول کر
زبان پر لگائی اور فرمایا ہے کہ زبان دراز سے بدتر کوئی چیز آدمی کو نہین دی ہے ایعزیز جان تو کہ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ
رَقِيبٌ عَتِيدٌ یعنی جو کچھ آدمی کہتا ہے وہ اوسکے نام لکھا جاتا ہے اگر ایسا ہوتا کہ فرشتے فضول بات نہ لکھتے اور لکھنے کی اجرت
مانگ لیا کرتے اور اوسکے خوف سے دس باتون کو گھٹا کر ایک کر دیا کرتے تو اس اجرت دینے کے نقصان کی بہ نسبت فضول گوئی مین
تضیع اوقات ہونیکا نقصان بہت زیادہ ہے دوسری آفت باطل اور معصیت مین بات کہنا ہے باطل تو یہ ہے کہ آدمی بدعتون مین
بات کرے اور معصیت یہ ہے کہ اپنے اور دوسرون کے فسق و فساد کی حکایت کہے اور شراب وغیرہ کی مجلس کا ذکر کرے یا جس محفل مین
دو آدمیون سے جھگڑا ہوا ہو اور ایک نے دوسرے کو فحش کہا ہو یا رنج دیا ہو اوسکا چرچا کرے یا فحش مین کوئی حال بیان کرے کہ اوسے
سنکر ہنسی آئے یہ سب باتین گناہ ہین یہ آفت پہلی آفت کی سی ہے کہ اسمین درجہ گھٹ جاتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ ایک بات کہتا ہے اور اوس سے باک نہین رکھتا اور اس بات کی کچھ حقیقت نہین سمجھتا اور
وہ بات اوسے قعر دوزخ تک پہونچا دیتی ہے اور کوئی ہوتا ہے کہ ایک بات کہتا ہے اور اوسکے کہنے مین بے باک ہوتا ہے اور

وہ بات اوسے جنت تک لیجاتی ہے تیسری آفت بات مین خلاف کرنا اور جھگڑنا ہے بعضے آدمی کی عادت ہوتی ہے کہ جو کوئی
بات کہتا ہے وہ اوسکی بات کو رد کر دیتا ہے اور کہتا ہے کہ ایسی بات نہین ہے اسکے معنی یہ ہوتے ہین کہ تو احمق اور نادان اور جھوٹا
اور مین زیرک اور عاقل اور سچا ہون اور اس کلمہ سے اوس نے دو مہلک صفتون کو قوی کر دیا ہوگا ایک تکبر کو دوسرے درندگی کو اسیواسطے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بات مین خلاف اور خصومت کرنے سے باز رہتا ہے اور ناحق بات نہین کہتا ہے
اوسکے واسطے جنت مین ایک گھر بناتے ہین اور اگر حق بات بھی احتیاطاً نہین کہتا اوسکے واسطے بہشت اعلی مین گھر بناتے ہین اور
اسکا ثواب اسوجہ سے زیادہ ہے کہ دوسرے کی محال اور جھوٹ بات پر صبر کرنا بہت دشوار ہوتا ہے اور فرمایا ہے کہ آدمی کا ایمان کامل
نہین ہوتا تا وقتیکہ خلاف سے دست بردار نہو اگرچہ حق پر ہو اے عزیز جانتو کہ فقط مذاہب ہی مین یہ خلاف نہین ہوتا بلکہ اگر کوئی شخص کہے
کہ یہ انار میٹھا ہے اور تو کہے کہ نہین کھٹا ہے یا کوئی کہے کہ فلانی جگہ تک ایک فرسنگ ہے اور تو کہے کہ نہین یہ سب خلاف بری ہین اور
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو جھگڑا تو کسی کے ساتھ کرے دو رکعت نماز اوسکا کفارہ ہے ازانجملہ یہ بھی ہے کہ کوئی شخص
بات کہے اور تو اوسکی خطا پکڑے اور اوسکا خلل بتائے یہ سب حرام ہے اسواسطے کہ اوس سے رنج دینا حاصل ہوتا ہے اور کسی مسلمان کو
بلاضرورت رنج دینا نچاہیے اور ایسی باتون مین خطا ظاہر کرنا فرض نہین ہے بلکہ خاموش رہنا کمال ایمان سے ہے اور اگر مذہب مین
خلاف ہو تو اسے جدل کہتے ہین یہ بھی مذموم ہے مگر یہ کہ نصیحت کے طور پر خلوت مین حق امر ظاہر کر دے بشرطیکہ یہ امید ہو کہ دوسرا
شخص مان لیگا ورنہ چپ رہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی قوم گمراہ نہین ہوئی کہ جدل اوسپر غالب نہوا ہو لقمان نے
اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ بیٹا عالمون سے جدل نکرنا کہ وہ تجھے دشمن جانین گے اے عزیز جانتو کہ محال اور باطل بات پر چپ رہنا بڑے
صبر کی دلیل ہے اور یہ بات فضائل مجاہدات مین سے ہے حضرت داؤد طائی قدس سرہ نے جب عزلت اختیار کی تو حضرت امام ابوحنیفہ
رحمۃ اللہ تعالی نے فرمایا کہ تم باہر کیون نہین آتے جواب دیا کہ مجاہدہ کرکے اپنے تئین جدل سے باز رکھتا ہون فرمایا کہ مناظرہ کی مجلس مین
آؤ اور سنو اور کچھ نہ بولو فرماتے ہین کہ مین نے ایسا ہی کیا اور اس سے سخت تر کوئی محنت نہین کھینچی اور اس سے زیادہ کوئی آفت نہین کسی
شہر مین تعصب مذہب ہو اور جو لوگ جاہ و مرتبہ کے طالب ہون وہ ظاہر کرین کہ جدل دین مین سے ہے اور درندگی اور تکبر کی
صفت خود اس بات کو چاہتی ہے آدمی جب یہ جانے کہ جدل دین مین سے ہے تو اوسکی حرص اوسکے دل مین ایسی مضبوط ہو جائیگی
کہ اوس سے ہرگز صبر نکر سکیگا کیونکہ نفس کو اوسمین کئی طرح کی لذت ہوتی ہے حضرت مالک ابن انس رضی اللہ تعالی عنہما کہتے ہین کہ جدل
دین مین سے نہین ہے اور سب بزرگان سلف نے جدل کرنیکو منع فرمایا ہے اگر کوئی شخص مبتدع ہوا اور آیات قرآنی اور احادیث
سے منکر ہو گیا تو اوس سے بزرگون نے بے جھگڑے اور طول کلامی کے بات کی ہے جب فائدہ نہ دیکھا تو منہ پھیر لیا چوتھی آفت مال مین
جھگڑا ہے کہ قاضی پاس یا اور کہین پیش ہو اسکی آفت بڑی ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی بے علم کسی سے
جھگڑتا ہے جبتک وہ خاموش نہین ہو جاتا تب تک خدا کی خفگی اور ناراضی مین رہتا ہے بزرگون نے کہا ہے مال مین جھگڑنا جیسا کہ
پراگندہ کرتا ہے اور زندگی کو بے لذت کر دیتا ہے اور دین کی مروت کو گھٹاتا ہے ویسا کوئی چیز نہین کرتی بزرگون نے کہا ہے کہ کسی

اہل ورع نے مال مین جھگڑا نہین کیا اسواسطے کہ بے زیادہ گوئی کے جھگڑا تمام نہین ہوتا اور اہل ورع زیادہ گوئی نہین کرتے اگرچہ ہو
لیکن جھگڑے مین آدمی طرف ثانی سے اچھی بات تو نہ کہہ سکیگا اور اچھی بات کہنے کی بڑی فضیلت ہے تو جس شخص کو خصومت ہو اگر
ہو سکے تو اوس سے باز آنا ضرور ہے اور اگر نہو سکے تو چاہیئے کہ سچ کے سوا اور کچھ نہ کہے اور رنج دینے کا قصد نہ کرے اور سخت کلام
اور زیادہ بات نہ کہے اسواسطے کہ اسمین دین کی تباہی ہے پانچوین آفت فحش بکنا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ جو شخص فحش بکتا ہے اوسپر بہشت حرام ہے اور فرمایا ہے کہ دوزخ مین کچھ لوگ ہونگے کہ اونکے منہ سے نجاست بہیگی اور اوسکی بدبو
کے سبب سے سب دوزخی فریاد کرینگے اور پوچھینگے کہ یہ کون لوگ ہین کہین گے کہ یہ وہ لوگ ہین کہ سخن پلید اور فحش کو دوست رکھتے تھے
اور بکتے تھے حضرت ابراہیم ابن میسرہ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ جو شخص فحش بکتا ہے وہ قیامت کے دن کتّے کی صورت پر ہوگا اے عزیز جانتو
کہ اکثر فحش اسمین ہوتا ہے کہ جماع کو برے طور پر تعبیر کرتے ہین اور گالی یہ ہے کہ کسیکو اوسکی طرف منسوب کرین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ لعنت خدا کی اوسپر جو اپنے مان باپ کو گالی دے لوگون نے عرض کیا کہ یہ امر کون کریگا آپ نے فرمایا وہ جو دوسرے کے
ان باپ کو گالی دے تاکہ وہ اسکے مان باپ کو گالی دین تو یہ گالی گویا خود اوسی نے دی اے عزیز جانتو کہ جماع کی بات اشارۃً کنایۃً
کہنا چاہیئے تاکہ فحش نہو جائے اور جو کچھ بد ہو اوسے بھی اشارہ سے کہنا چاہیئے صاف صاف نہ کہنا چاہیئے اور عورتون کا نام صریح نہ لینا چاہیئے
بلکہ مستورات کہنا چاہیئے اور اگر کسی کو کوئی برا مرض ہو مثلاً بواسیر اور برص وغیرہ تو اوسے بیماری کہنا چاہیئے اور ایسے الفاظ مین ادب
نگاہ رکھنا چاہیئے کہ یہ بھی فحش کی ایک قسم ہے چھٹی آفت لعنت کرنا ہے اے عزیز جانتو کہ جانور اور کپڑے اور آدمی اور جو کچھ ہو سب پر لعنت
کرنا برا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان لعنت نہین کرتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر مین
ایک عورت تھی اوسنے ایک اونٹ پر لعنت کی آپ نے فرمایا کہ اس اونٹ کو ننگا کر کے قافلے سے باہر نکال دو کہ یہ ملعون ہے
وہ اونٹ گھوما کیا اور کوئی اوسکے پاس نجاتا تھا حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ آدمی جب زمین کو یا اور کسی چیز کو
لعنت کرتا ہے تو وہ چیز کہتی ہے کہ ہم دونون مین سے جو خدا کا بڑا گنہگار ہے اوسپر لعنت ہو امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ
نے ایکدن کسی چیز کو لعنت کی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا اور فرمایا یا ابا بکر صدیق ولعنت کلا و رب الکعبۃ صدیق
ولعنت کلا و رب الکعبۃ صدیق آپ نے تین دفعہ یہ فرمایا حضرت صدیق اکبر نے توبہ کی اور اوسکے کفارے مین ایک بندہ آزاد کیا
اے عزیز جانتو کہ لوگون پر لعنت نکرنا چاہیئے مگر اون سب پر جو مذموم ہون جیساکہ تو یون کہے کہ ظالمون کافرون فاسقون بداعتقادون
پر لعنت ہو لیکن یہ کہنا کہ معتزلی اور کرامی پر لعنت ہو اسمین خطر ہے اس سے فساد پیدا ہوگا اس سے حذر کرنا چاہیئے مگر جنپر شرع مین لفظ
لعنت آئی ہو اور حدیث مین درست ہوئی ہو لیکن کسی سے یون کہنا کہ تجھپر یا فلانے آدمی پر لعنت ہو یہ اوسی شخص پر درست ہوگا کہ شرع
سے معلوم ہو کہ وہ کافر مرا ہے جیسے فرعون اور ابو جہل رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑے سے کافرون کا نام لیکر لعنت کی ہے
اسواسطے کہ آپ نے جان لیا تھا کہ وہ مسلمان نہون گے لیکن یہودی سے یون کہنا کہ تجھپر لعنت ہو اسمین خطر ہے اسواسطے کہ شاید
مرنے سے پہلے وہ مسلمان ہوجائے اور شاید اس لعنت کرنیوالے سے بہتر ہوجائے اگر کوئی شخص کہے کہ ہم مسلمان کو کہتے ہین کہ

اوسپر رحمت ہو اور ممکن ہے کہ نعوذ باللہ وہ مرتد ہو کر مرے تو ہم جو کہتے ہین بمقتضاے وقت کہتے ہین توکافر کو بھی لعنت اوسوقت
کرتے ہین جسوقت وہ کافر ہے تو یہ کہنا خطا ہے اسواسطے کہ رحمت کے یہ معنی ہین کہ حق تعالی اوسکو ایمان پر قائم رکھے کہ یہ امر موجب رحمت ہے
اور یہ نچاہیے کہ تو یون کہے کہ حق تعالی تجھے کافر رکھے توکسی شخص معین پر لعنت کرنا نچاہیے اگر کوئی شخص کہے کہ یزید پر لعنت درست ہے
تو ہم کہین گے کہ اسقدر درست ہوگا کہ تو یون کہے کہ قاتل حسین علیہ السلام اگر توبہ کرنے سے پہلے مرگیا ہے تو اوسپر لعنت ہو اسواسطے کہ
قتل کرنا کفر سے بڑھ کر نہین اور جب توبہ کرے تو لعنت کرنا نچاہیے کیونکہ وحشی نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کو قتل کیا اور پھر
مسلمان ہوگیا تو اوس سے لعنت ساقط ہوگئی اور یزید کا احوال خود معلوم ہی نہین کہ اوسنے حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا بعضون
نے کہا کہ اوسنے حکم دیا تھا بعضون نے کہا ہے نہین دیا تھا لیکن راضی تھا توکسی کو تہمت سے گناہ کیطرف منسوب کرنا نچاہیے کہ یہ خود
گناہ ہے اس زمانے مین بہت سے بزرگون کو لوگون نے شہید کر ڈالا اور کسی کو نہ معلوم ہوا کہ حقیقت مین کسنے حکم دیا تو چار سو برس کے بعد
قتل امام کی حقیقت کیونکر آدمی دریافت کر سکے حق تعالی نے اپنے بندون کو اس فضول بات اور خطرے سے مستغنی کیا ہے اسواسطے کہ اگر
کوئی شخص تمام عمر ابلیس کو لعنت نہ کرے تو اوس سے قیامت مین یہ نہ کہین گے کہ تو نے کیون نہ لعنت کی اور اگر کسی نے کسی پر لعنت کی تو
اوسے البتہ بازپرس کا اندیشہ ہے کہ قیامت کے دن کہین پوچھا نجائے کہ تو نے کیون لعنت بھیجی اور کسواسطے لعنت کی ایک بزرگ
کہتے ہین کہ قیامت کے دن میرے اعمالنامہ مین یا کلمہ لا الہ الا اللہ نکلیگا یا کسی پر لعنت نکلیگی مین یہ دوست رکھتا ہون کہ کلمہ لا الہ الا اللہ
نکلے ایک شخص نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے ارشاد ہوا کہ کسی پر لعنت نہ کرنا بزرگون نے
کہا ہے کہ مسلمان پر لعنت کرنا اوسے قتل کرنے کے برابر ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ مضمون حدیث مین آیا ہے پس ابلیس پر لعنت
کرنے مین مشغول ہونے سے تسبیح مین مشغول ہونا اولی تر ہے تو اوسکی پر کب پہونچتا ہے اور جو شخص کسی پر لعنت کرے اور اپنے جی مین یا
کہے کہ ہمین دین کی سختی اور مضبوطی ہے تو یہ شیطان کا فریب ہے یہ امر اکثر تعصب اور نفسانیت سے ہوتا ہے ساتوین آفت
شعر ہے سماع کے بیان مین ہمنے مفصل ذکر کیا ہے کہ یہ حرام نہین اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لوگون نے
شعر پڑھا ہے آپ نے حضرت حسان رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا کہ کافرون کو جواب دو اونکی ہجو کرو مگر جو امر جھوٹ ہو یا کسی مسلمان کی
ہجو ہو یا جھوٹی تعریف ہو وہ شعر نہ پڑھنا چاہیے لیکن جو شعر بسبیل تشبیہہ کہتے ہین اور شعر کی صفت یہی ہے وہ شعر اگرچہ جھوٹ
کی صورت ہوتا ہے مگر حرام نہین ہے کیونکہ اوس سے یہ نہین مقصود ہوتا ہے کہ لوگ اعتقاد کرین اسواسطے کہ ایسے عربی اشعار رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لوگون نے پڑھے ہین آٹھوین آفت مزاح اور خوش طبعی ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
ہر وقت مزاح کرنے کو منع فرمایا ہے لیکن گاہ گاہ تھوڑی خوش طبعی کرنا مباح ہے اور نیک خوئی مین داخل ہے بشرطیکہ اوسے
عادت اور پیشہ نہ کرلے اور حق بات کہے اسواسطے کہ بہت مزاح سے اوقات ضائع ہوتی ہے اور ہنسی بہت آتی ہے اور ہنسی سے
دل سیاہ ہوجاتا ہے اور ہیبت اور وقار بھی جاتا رہتا ہے اور ممکن ہے کہ اوسکے سبب سے بگاڑ ہوجائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ مین مزاح کرتا ہون اور حق بات کے سوا کچھ نہین کہتا ہون اور فرمایا ہے کہ کوئی آدمی ایسا ہوتا ہے کہ اسواسطے بات

کہتا ہے کہ لوگ ہنسین اور وہ اپنے مرتبت سے اوس سے بھی زیادہ نیچے گر پڑے جیسا زمین و آسمان مین نشیب و فراز ہے اور جس چیز سے بہت ہنسی آئے وہ بد ہے اور مسکرانے سے زیادہ ہنسی نچاہیے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کچھ مین جانتا ہون تم اگر وہ جانو تو تھوڑا ہنسو اور بہت رؤو ایک بزرگ نے دوسرے آدمی سے کہا کہ کیا تو نہین جانتا ہے کہ ضرور بضرور دوزخ پر گذر ہوگا کیونکہ حق تعالی نے فرمایا ہے وَاِنْ مِنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا اوسنے کہا ہان جانتا ہون پھر پوچھا کیا تو نے یہ سنا ہے کہ پھر دوزخ سے نکلین گے اوسنے کہا نہین کہا پھر کیون ہنسی آتی ہے اور ہنسی کا کونسا محل ہے حضرت عطا سلمی چالیس برس نہین ہنسے حضرت وہب ابن الورد رحمہ اللہ تعالی نے ایک قوم کو عید کے دن ہنستے دیکھا کہا کہ اگر حق تعالی نے اس قوم کو بخشدیا ہے اور روزے قبول کر لیے ہین تو یہ ہنسنا شکر گزارون کا کام نہین اور اگر نہین قبول فرمائے تو یہ ہنسنا خائفون کا فعل نہین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے کہا ہے کہ جو شخص گناہ کرتا ہے اور ہنستا ہے وہ دوزخ مین جائیگا اور روتا ہوگا حضرت محمد ابن واسع رحمہ اللہ تعالی نے پوچھا کہ اگر کوئی شخص بہشت مین روتا ہوگا تو تعجب ہوگا لوگون نے کہا ہان ہوگا فرمایا کہ پھر جو کوئی دنیا مین ہنستا ہے اور نہین جانتا کہ دوزخ اوسکی جگہہ ہے یا جنت تو یہ بڑے تعجب کی بات ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ ایک اعرابی اونٹ پر بیٹھا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور چاہا کہ آپکے پاس حاضر ہو کر کچھ پوچھے ہر چند قصد کرتا تھا مگر اونٹ پیچھے ہی کو ہٹتا تھا اور اصحاب ہنستے تھے آخر کو اونٹ نے اوسے گرا دیا اور وہ بیچارہ مر گیا اصحاب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ مرد اونٹ پر سے گر کر مر گیا آپ نے فرمایا ہان اور تمہارا منہ اوسکے خون سے پر ہے یعنی اوسپر ہنسے ہو عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی نے کہا کہ حق تعالی سے ڈرا کرو اور مزاح نکیا کرو کہ دلو نمین کینہ پیدا کر دیگا اور اوس سے بری کام پیدا ہونگے جب بیٹھا کرو تو قرآن کی باتین کیا کرو اگر یہ نہین ہو سکتا تو صالحون اور نیکون کا بیان کیا کرو امیر المومنین حضرت عمر خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ جب کوئی کسی سے مزاح کرتا ہے تو اوسکی نظر مین خوار اور بیوقار ہو جاتا ہے صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین ذکر تمام عمر مین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے مزاح کرتے ہین کا نقل کیے ہین ایکبار ایک بڑھیا سے آپ نے فرمایا کہ بڑھیا جنت مین نجائیگی وہ بڑھیا رونے لگی فرمایا کہ اے عورت تو یون کہ پہلے تجھے جوان کرینگے پھر جنت مین لیجائینگے ایک عورت نے آپ سے عرض کیا کہ میرا شوہر آپکو بلاتا ہے آپ نے فرمایا تیرا شوہر وہی ہے جسکی آنکھ مین سفیدی ہے اوسنے عرض کیا کہ نہین میرے شوہر کی آنکھ تو سفید نہین ہے آپ نے فرمایا کہ کوئی ایسا نہین ہے جسکی آنکھ مین سفیدی نہو ایک عورت نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے اونٹ پر بیٹھا لیجیے فرمایا تجھے اونٹ کے بچے پر بیٹھا لونگا اوسنے عرض کیا کہ مین یہ نہین چاہتی اسواسطے کہ اونٹ کا بچہ تو مجھے گرا دیگا آپ نے فرمایا کہ کوئی اونٹ نہین ہے جو اونٹ کا بچہ نہو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ کا ایک لڑکا ابو عمیر نام تھا اوسکے پاس گرگریا کا ایک بچہ تھا مر گیا وہ لڑکا روتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس لڑکے کو دیکھا اور فرمایا یَا اَبَا عُمَيْرُ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ یعنی اے ابا عمیر نغیر کا کیا حال ہوا نغیر گرگریا کے بچہ کو کہتے ہین اکثر آپ ایسی طرح باتین لڑکون اور عورتون کے ساتھ کرتے تھے تاکہ اونکا دل خوش ہو اور آپکی ہیبت سے نفرت نکرین اپنی ازواج طاہرات کے ساتھ اونکی خوشدلی کے واسطے ایسی خوش طبعی کرنا آپکی عادت تھی ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین

کہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالی عنہا میرے پاس آئین مین نے دودہ کی کوئی چیز پکائی تھی اونسے کہا کہ کھاؤ اونھون نے کہا مین نہ کھاؤنگی
مین نے کہا کہ اگر نہ کھاؤگی تو تمھارے منہ مین ملدونگی اونھون نے کہا مین ہرگز نہ کھاؤنگی بس مین نے ہاتھ بڑہا کر ذرا سی اونکے
منہ مین ملدی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بیچ مین بیٹھے تھے زانوے مبارک ہٹا لیا تاکہ وہ بھی راہ پاکر مجھسے بدلا لین پس اونھون
نے بھی میرے منہ مین ملدی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے ضحاک ابن سفیان ایک نہایت بدصورت شخص تھا رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ میری دو جورو ہین حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا
سے زیادہ خوبصورت ہین اگر آپ چاہین تو مین ایک کو طلاق دیدون اور آپ اوسکے ساتھ نکاح کرلین یہ بات وہ خوش طبعی سے
کہتا تھا ایک حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے سنا فرمایا کہ تیری جورو بہت خوبصورت ہین کہ تو اوس نے کہا کہ مین بس
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پوچھنے پر ہنس پڑے اسواسطے کہ وہ شخص نہایت
بدصورت تھا اور یہ معاملہ آیت حجاب نازل ہونے کے پہلے ہوا تھا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے صہیب سے فرمایا کہ تیری آنکھہ درد
کرتی ہے اور تو خرما کھاتا ہے اونھون نے کہا کہ مین دوسری طرف کی ڈاڑہ سے کھاتا ہون پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے
لگے خوات ابن جبیر کو عورتون کی بہت رغبت تھی مکہ معظمہ کی راہ مین کچھ عورتون کے ساتھ کھڑے تھے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
جا پہونچے وہ شرمندہ ہوگئے آپ نے فرمایا تو کیا کرتا ہے کہنے لگے کہ میرے پاس ایک سرکش اونٹ ہے مین چاہتا ہون کہ یہ عورتین
اوس اونٹ کے واسطے ایک رسی طیار کردین آپ وہان سے تشریف لے آئے خوات ابن جبیر کہتے ہین اوسکے بعد پھر آپ نے
مجھے دیکھا فرمایا کہ اے خوات آخر وہ اونٹ سرکشی سے باز آیا مین شرمندہ ہوکر چپ ہو رہا اوسکے بعد جب آپ مجھے دیکھتے یہی
فرماتے ایکدن خوات کی سواری سے منہ پھیرتا تھا یعنی آپ اوسپر سوار تشریف لائے اور دونون پاے مبارک ایک ہی طرف لٹکائے تھے
فرمایا اے خوات آخر اوس سرکش اونٹ کی کیا خبر ہے مین نے عرض کیا کہ قسم ہے اوس خدا ے برتر کی جسنے آپکو رسول برحق کرکے
بھیجا ہے کہ جب سے ایمان لایا تب سے اوسنے سرکشی نہین کی آپ نے فرمایا اللہ اکبر اللہ اکبر اَللّٰھُمَّ اھْدِ اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ
نعیمان انصاری رضی اللہ تعالی عنہ بہت مزاح کرتے تھے اونکی عادت تھی کہ مدینہ منورہ مین جب کوئی نیا پھل لوگ لاتے تو وہ رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر کرتے کہ یہ ہدیہ ہے پھر جب پھل والا قیمت مانگتا تو اوسے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت مین لے آتے کہ تیرا پھل آپ نے نوش فرمایا ہے قیمت مانگ لے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے اور قیمت دیدیتے
اور فرماتے پھر تم لائے کیون تھے وہ عرض کرتے کہ یا رسول اللہ میرے پاس قیمت نہ تھی اور مین نے یہ چاہا کہ آپکے سوا اور کوئی
کھائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام عمر کی خوش طبعیان جو لوگون نے نقل کی ہین وہ یہی ہین انمین باطل کا لگاؤ بھی نہین ہے
اور یہ بھی ممکن نہین کہ کسیکو رنج پہونچے اور ہیبت بھی نہین جاتی ہے کبھی کبھی ایسی خوش طبعی کرنا سنت ہے اور خوش طبعی کی عادت
ڈالنا درست نہین ہے نوین آفت استہزا اور کسیکو ہنسنا اور اوسکی آواز اور لہجہ بنا کر اوسکے سخن اور فعل کی اسطرح نقل کرنا کہ ہنسی
آجائے جبکہ وہ شخص رنجیدہ ہوتا ہو تو یہ فعل حرام ہے حق تعالی فرماتا ہے لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْھُمْ یعنی کسیکو

ہنسو حقارت کی نظر سے دیکھو کہ شاید وہ تم سے بہتر ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص اوس گناہ مین کسیکی
غیبت کرے جس سے وہ توبہ کر چکا ہو تو غیبت کرنیوالا اوس گناہ مین مبتلا ہوکر مرتا ہے اور جس شخص سے کوئی خطا ہو جائے اوسپر ہنسنے کو
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اور فرمایا کہ جو بات آدمی خود بھی کرتا ہے اوس بات پر دوسرے کو کیون ہنسے اور فرمایا ہے کہ
جو شخص مسخرا کرتا ہے اور لوگون کو ہنساتا ہے تو قیامت کے دن بہشت کا دروازہ کھولینگے اور اوس سے کہینگے کہ آ جب وہ
جائیگا تو نجانے دینگے جب پھریگا تو پھر بلائینگے اور دوسرا دروازہ کھولینگے وہ اس رنج والم مین طمع کرتا رہیگا جب نزدیک
جائیگا تو دروازہ بند کرلینگے یہانتک کہ اوسکا یہ حال ہو جائیگا کہ پھر ہر چند اوسے بلائینگے مگر وہ نجائیگا کیونکہ جان جائیگا کہ
میری ہنسی اور حقارت کرتے ہین الغرض یہ جانو کہ مسخرے پن ہنسنا اور اوس شخص پر جو رنجیدہ نہوتا ہو حرام نہیں منجملہ مزاح ہے اور
حرام اوسوقت ہے جب کوئی شخص ہنسنے سے رنجیدہ ہوتا ہو دسوین آفت جھوٹا وعدہ کرنا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ تین چیزین ہین جس کسی مین اونمین سے ایک بھی ہوگی وہ منافق ہے گو کہ نماز پڑھتا ہو اور روزہ رکھتا ہو ایک تو یہ کہ جھوٹی
بات کہتا ہو دوسرے یہ کہ وعدہ خلافی کرتا ہو تیسرے یہ کہ امانت مین خیانت کرتا ہو اور فرمایا ہے کہ وعدہ قرض ہے یعنی خلاف نکرنا چاہیے
حق تعالی نے حضرت اسمعیل علیہ السلام کی تعریف کی اور یون فرمایا اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ کہتے ہین کہ حضرت اسمعیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ
والسلام نے کسی مقام پر کسی شخص سے وعدہ کیا تھا وہ شخص نہ آیا آپ بائیس دن تک اوسکے انتظار مین وعدہ وفا کرنیکے واسطے وہین
کھڑے رہے ایک شخص نے عرض کیا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی مین نے بیعت کی اور وعدہ کیا کہ فلانی جگہ حاضر ہونگا
اور بھول گیا تیسرے دن جو گیا تو آپ وہان تشریف رکھتے تھے فرمایا کہ اے جوان تین دن سے مین راہ دیکھتا ہون رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایک شخص سے وعدہ کیا کہ جب تو آئیگا جو تیری حاجت ہوگی بر لاؤنگا جسوقت خیبر کی لوٹ آپ تقسیم کرتے تھے وہ آیا اور
عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے مجھسے وعدہ کیا تھا فرمایا کہ جو کچھ مانگنا ہو مانگ اوسنے اسی بکریان مانگین آپ نے عنایت کردین اور
فرمایا کہ تو نے بہت ہی تھوڑی سی چیز مانگی جس عورت کے پتا بتانے سے حضرت یوسف علیہما السلام کی ہڈی پائی تھی اور اوس
عورت سے وعدہ کیا تھا کہ مین تیری حاجت روا کرونگا اوس عورت نے تیری بہ نسبت بہتر اور بہت کچھ مانگا تھا حضرت موسی علیہ السلام
نے جب اوس سے فرمایا کہ مانگ کیا مانگتی ہے تو اوسنے کہا کہ حق تعالی مجھے پھر جوانی عنایت فرمائے اور مین آپکے ساتھ جنت مین
رہون تب وہ شخص عرب مین ضرب المثل ہو گیا لوگ کہا کرتے کہ فلانا آدمی تو اسی بکری والے سے بھی زیادہ آسان گیر ہے الغرض جانو
کہ جب تک تجھسے ہو سکے وعدہ حتمی نکرنا چاہیے کیونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم یون فرماتے تھے کہ شاید مین یہ کرسکون اور جب تو نے وعدہ کر لیا تو جہانتک
ہو سکے خلاف نکرنا چاہیے مگر بضرورت مضائقہ نہیں ہے اور جب کسی نے کسی جگہ کا وعدہ کر لیا تو علمانے کہا ہے کہ جبتک نماز کا وقت نہ آئے اوس جگہ رہنا چاہیے
الغرض یہ جانو کہ جو چیز کسی کو دیدی اوسکا پھیر لینا وعدہ خلافی سے بدتر ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکر پھیر لینے والیکی نسبت اوس کتے کے ساتھ کی ہے
جو قے کرکے پھر کھا جائے گیارھوین آفت جھوٹی بات اور جھوٹی قسم ہے یہ گناہ کبیرہ ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نفاق کے
دروازون مین سے جھوٹ بھی ایک دروازہ ہے اور فرمایا ہے کہ آدمی ایک ایک جھوٹ بولتا ہے حتی کہ حق تعالی کے نزدیک اوسے

جھوٹا لکھ لیتے ہیں اور فرمایا ہے کہ جھوٹ بولنا روزی کو گھٹا دیتا ہے اور فرمایا ہے کہ تجار فجار ہین یعنی سوداگر نابکار ہین لوگون نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیون کیا بیع حلال نہیں ہے فرمایا اس سبب سے کہ قسم کھاتے ہین اور گنہگار ہوجاتے ہین اور بات جھوٹ
کہتے ہین اور فرمایا ہے کہ افسوس ہے اوس شخص پر جو لوگون کے ہنسنے کے واسطے جھوٹ بولے افسوس ہے اوسپر افسوس ہے اوسپر
اور فرمایا ہے کہ مین نے ایسا دیکھا کہ ایک مرد نے مجھسے کہا کہ کھڑا ہو مین کھڑا ہوگیا دو مردونکو دیکھا ایک کھڑا تھا ایک بیٹھا تھا جو کھڑا تھا وہ ایک
سر کج لوہا اوس بیٹھے کے منہ مین ڈالے اوسکا کلہ ایسا کھینچتا تھا کہ اوسکے کاندھے تک پہونچ جاتا پھر دوسری طرف کا کلہ اسیطرح
کھینچتا تھا اور پہلی طرف کا کلہ پھر اپنی جگہ پر آجاتا تھا اور پھر وہ اوسیطرح کھینچتا تھا مین نے پوچھا یہ کون ہے اوسنے کہا کہ جھوٹا
آدمی ہے اوسپر قیامت تک یہی عذاب قبر مین کیا کرینگے عبداللہ ابن جراد نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا بھلا
مسلمان بھی زنا کرتا ہے فرمایا کہ شاید کربیٹھے عرض کیا کہ جھوٹ بھی بولتا ہے فرمایا نہین اور یہ آیت پڑھی اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ
الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ یعنی جھوٹ وہی لوگ بولتے ہین جو ایمان نہین رکھتے حضرت عبداللہ ابن عامر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین
کہ ایک چھوٹا سا لڑکا کھیلنے جاتا تھا مین نے کہا کہ آ مین تجھے ایک چیز دونگا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر مین تشریف
رکھتے تھے فرمایا کہ تو کیا دیگا مین نے عرض کیا کہ خرما فرمایا کہ اگر تو نہ دیتا تو تیرے اوپر جھوٹ لکھتے اور فرمایا کہ مین تجھے خبر دون گناہ کبیرہ
مین سب سے بڑھ کر کونسا گناہ ہے شرک ہے اور ماں باپ کی نافرمانی آپ تکیہ لگائے بیٹھے تھے یہ فرماکر سیدھے ہو بیٹھے اور فرمایا اَلَا
وَقَوْلُ الزُّورِ یعنی آگاہ ہو مین کہتا ہون کہ جھوٹ بولنا بھی گناہ کبیرہ ہے اور فرمایا ہے کہ جو بندہ جھوٹ بولتا ہے فرشتہ اوسکی بو
کے سبب سے ایک میل دور ہوجاتا ہے ایک شخص نے لوگون سے کہا ہے کہ بات کہتے وقت چھینک آنا سچی ہونیکا گواہ ہے اسواسطے کہ حدیث شریف
مین آیا ہے کہ چھینک فرشتے سے ہے اور جماہی لینا شیطان سے ہے اگر وہ بات جھوٹ ہوتی تو فرشتہ حاضر نہ ہوتا اور چھینک نہ آتی اور فرمایا
کہ جو کوئی اوسکا جھوٹ روایت کرتا ہے تو یہ روایت کرنا بھی اوسکا ایک جھوٹ ہے اور فرمایا ہے کہ جو کوئی جھوٹی قسم کھاکر کسیکا مال
لیلیتا ہے وہ قیامت کے دن حق سبحانہ تعالی کو دیکھیگا کہ اوسکے اوپر غصہ مین ہے اور فرمایا ہے کہ مسلمان مین اور سب خصلتین ہوسکتی
ہین مگر خیانت اور جھوٹ میمون ابن شبیب رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ مین خط لکھتا تھا ایک کلمہ خیال مین آیا کہ اگر مین اوسے لکھتا تو خط
آراستہ ہوجاتا لیکن جھوٹ تھا مین نے قصد کیا کہ نلکھون ایک منادی سنی کہ کہتے تھے کہ يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي
الْحَيَوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ حضرت ابن سماک رحمہ اللہ تعالی علیہ کہتے ہین کہ جھوٹ نہ بولنے پر مجھے کچھ اجر ملیگا کیونکہ مین اسواسطے
جھوٹ نہین بولتا ہون کہ اوس سے ننگ رکھتا ہون **فصل** اے عزیز جاننا کہ جھوٹ بولنا اس سبب سے حرام ہے کہ دل مین اثر کرتا ہے
اور صورت دلکو ناراست اور تاریک کردیتا ہے لیکن جھوٹ بولنیکی ضرورت پڑے اور آدمی مصلحتاً جھوٹ بات کہے اور اوس سے
کراہت رہے تو جھوٹ حرام نہین ہے اسواسطے کہ جب اوس سے کراہت رہیگا تو دل اثر نہ قبول کریگا اور خراب نہوگا اور جب
خیر کے ارادہ سے جھوٹ بولیگا تو دل تاریک نہوگا اور اسمین کچھ شک نہین کہ اگر کوئی مسلمان کسی ظالم سے بھاگ جائے تو سچ بولنا نچاہئے
کہ وہ وہان ہے بلکہ یہان پر جھوٹ بولنا واجب ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مقام پر جھوٹ بولنے کی اجازت دی

۵۷ ثابت قدم رکھتا ہے اللہ مسلمانوں کو دل کی ثابت بات پر زندگی دنیا میں اور آخرت میں ۱۲

ف دروغ مصلحت آمیز درست ہے مگر دل میں اوسے کراہت رکھنا چاہیئے ۱۲

ایک لڑائی مین کر اپنا ارادہ دشمن سے سچ نہ بتائے دوسرے جب دو آدمیون مین صلح کرے تو ایک کی طرف سے دوسرے کو نیک بات کہے
اگرچہ اوسنے نہ کہی ہو تیسرے جو شخص دو جورو ئین رکھتا ہو وہ ہر ایک سے کہے کہ مین تجھی کو بہت چاہتا ہون سچ العزیز جانو کہ اگر کوئی ظالم کسیکا مال یا کسیکا
بھید پوچھے تو چھپانا درست ہے اور اگر اوسکا گناہ اوس سے پوچھے اور وہ انکار کرے تو بھی درست ہے اسواسطے کہ شرع نے حکم فرمایا ہے کہ بری کامون کو
چھپاؤ اور اگر جورو بے کچھ وعدہ لینے اطاعت نکرے تو خاوند کو وعدہ کر لینا درست ہے گو کہ یہ جانتا ہو کہ وعدہ کرنیکے قابل نہین ہے ہون ایسی سببون سے تو نہین جھوٹ بولنا
درست ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جھوٹ ناقص ہے لیکن اگر سچ بولنے سے بھی ایسی کوئی بات پیدا ہو جو ممنوع ہے تو عدل و انصاف کی ترازو مین تولنا
چاہیے اگر اوس بات کا ہونا جھوٹ کے ہونے سے شرع مین زیادہ مقصود ہے مثلاً لوگون مین لڑائی جھگڑا و خصومت مین بگاڑ یا مال ضائع ہونا
جیسے کسیکا مال یا اوسکے سبب سے فضیحت ہوتا تو اوس وقت جھوٹ بولنا مباح ہے اسواسطے کہ شرع مین ان باتون کا ضرر جھوٹ کے ضرر سے
بہت زیادہ ہے جیسا کہ ... جان کے خوف سے مردار خنزیر حلال ہو جاتا ہے اسواسطے کہ شرع نے جان بچانا مردار کھانے سے
زیادہ ضروری سمجھا ہے ... اور ... جھوٹ بولنا مباح نہین ہوتا جھوٹ کہ کوئی شخص مال و جاہ کی زیادتی کے واسطے
شیخی مارنے اور فخر جتانے اور اپنا مرتبہ بیان کرنے مین بولے وہ حرام ہے بلکہ اسماء مین ہے کہ ایک عورت نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
سے پوچھا کہ جو مراعات میرا شوہر نہین کرتا ہے وہ اگر مین اپنی سوت کو جلانے کے واسطے نقل کرون تو درست ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص
بے ہوئی بات اپنے اوپر باندھتا ہے وہ اوس شخص کے مانند ہے جو دغا کے دو کپڑے پہنے یعنی خود بھی جھوٹ بولا اور اوسکو بھی
جتلایا کہ وہ ... اور کسی سے نقل کرے تو بھی جھوٹ ہو سچ العزیز جانو کہ مکتب جانیکے واسطے لڑکے سے جھوٹا وعدہ کرنا درست ہے حدیث شریف
مین آیا ہے کہ جھوٹ کو لکھ لیتے ہین اور جو جھوٹ مباح ہے اوسے بھی لکھتے ہین تاکہ اوس سے کہین کہ تو نے کیون کہا اور وہ کوئی عذر
ٹھیک بیان کرے کہ اوس سے جھوٹ بولنا مباح ہوتا ہے اور اگر کوئی شخص کوئی خبر روایت کرے یا مسئلہ پوچھے اور اوسکا جواب یہ
اوسکو تحقیق نہین جانتا تو یہ حرام ہے اسواسطے کہ لوگ یہ امر اسواسطے کہتے ہین تاکہ انکی عزت اور حشمت مین نقصان نہ آئے بعض
علما نے کہا ہے کہ خیرات کا حکم کرنے اور اوسکا ثواب بیان کرنیکے واسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے جھوٹی حدیثین بیان کرنا
درست ہے حالانکہ یہ بھی حرام ہے اسواسطے کہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھپر جھوٹ نجوڑو جو کوئی مجھپر قصداً جھوٹ
جوڑیگا وہ دوزخ مین اپنی جگہہ ڈھونڈھ لے اور بے کسی ایسی غرض درست کے جو شرع مین مقصود ہو جھوٹ بولنا نچاہیے اور یہ گمانی بات
ہے یقینی نہین تو اوسے یہ ہے کہ جبتک یقین کامل اور ضرورت شدید نہو تب تک جھوٹ نہ بولے **فصل** العزیز جانو کہ بزرگون کو جھوٹ
بولنے کی حاجت پڑی ہے تو اونھون نے حیلہ کیا ہے اور ایسی سچی بات تلاش کرکے بولے ہین جس سے جھوٹ بلوانے والا اوسکی
کچھ سمجھے جو قائل کا مقصود نہو ایسے معاریض کہتے ہین جیسا کہ مطرف رحمہ اللہ تعالی ایک امیر کے پاس گئے اوسنے کہا کہ آپ بہت کم کیون
تشریف لاتے ہین جواب دیا کہ جب سے مین امیر کے پاس سے گیا زمین سے پہلو نہین اوٹھایا مگر جب حق تعالی اسنے مجھے قوت دی
امیر سمجھا کہ بیمار تھے اور یہ بات سچ تھی حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالی کو جب کوئی بلاتا تو لونڈی سے فرماتے کہ دروازہ مین ایک دائرہ کھینچکر اوسکے
بیچ مین انگلی رکھکر کہدے کہ یہان نہین ہین یا کہدے کہ مسجد مین ڈھونڈھو حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ عامل ہو کے پھر کر آئے

تو اونکی بی بی نے کہا کہ تمنے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی آتنی عاملی کی میرے واسطے کیا لائے فرمایا کہ میرے ساتھ ایک نگہبان تھا مین کچھ نہ لا سکا نگہبان سے اونکا تو مقصود حق سبحانہ تعالی تھا اور اونکی بی بی سمجھین کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اونکے ساتھ کوئی مشرف بھیجا تھا اوسیوقت حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے گھر گئین اور شکایت کی کہ معاذ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اور امیر المومنین حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کے نزدیک امانت دار تھے آپ نے اونکے ساتھ کیون مشرف بھیجا امیر المومنین عمر خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت معاذ کو بلا اور قصہ پوچھا جب اونھون نے عرض کیا تو آپ ہنس دیے اور اونھین کچھ مرحمت فرمایا کہ اپنی بی بی کو دیدو اگر غرض جانتو کہ یہ بھی اوسیوقت درست ہے جب حاجت ہو اور جب حاجت نہو تو لوگون کو دہوکے مین ڈالنا درست نہین گو کہ بات سچ ہو حضرت عبد اللہ ابن عتبہ رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ مین اپنے باپ کے ساتھ خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی کے پاس گیا جب باہر نکلا تو کپڑے اچھے پہنے تھا لوگون نے کہا کہ امیر المومنین نے خلعت دیا ہے مین نے کہا حق تعالی امیر المومنین کو جزاے خیر دے میرے باپ نے کہا کہ بیٹا جھوٹ اور جھوٹ کے مانند بات ہرگز نہ کہا کر یعنی یہ جھوٹ کے مانند ہے لیکن تھوڑی غرض سے یہ مباح ہو جاتا ہے جیسے خوش طبعی کرنا کسیکا دل خوش رکھنا جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑھیا جنت مین نجائیگی اور تجھے اونٹ کے بچہ پر سوار کرونگا اور تیرے شوہر کی آنکھہ مین سپیدی ہے لیکن اوسمین کوئی ضرر ہو تو درست نہین ہے جیسا کسی شخص کو فریب دینا کہ فلانی عورت تیری رغبت کرتی ہے تو وہ شخص اپنا دل اوس عورت سے مائل کریگا اور ایسی باتین اور اگر کچھ ضرر نہو اور مزاح کے واسطے کچھ جھوٹ بولے تو گناہ کے درجہ کو نہ پہونچے گا لیکن کمال ایمان کے درجہ سے گر جائیگا اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی کا ایمان کامل نہین ہوتا تا وقتیکہ جو بات اپنے واسطے نہین پسند کرتا ہے وہ خلق کیواسطے بھی نہ پسند کرے اور جھوٹ مزاح سے دست بردار نہو اور علی ہذا القیاس وہ مقولہ بھی ہے جو لوگ کہا کرتے ہین کہ مین نے تمھین سو بار بلایا اور مین سو دفعہ تمھارے گھر آیا کہ یہ کہنا حرام کے درجہ کو تو نہین پہونچتا کیونکہ جانتے ہین کہ اس سے عدد مقرر کرنا نہین مقصود ہے کثرت کے محل پر لوگ کہا کرتے ہین اگرچہ اسقدر نہو لیکن اگر بہت دفعہ تلاش نہین کیا ہے تو جھوٹ ہے اور یہ عادت ہے کہ لوگ جب کسی سے کہتے ہین کہ کچھ کھالے وہ کہدیتا ہے کہ مجھے نہین چاہیے اگر اوس چیز کی خواہش ہو تو یہ نہ کہنا چاہیے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی شب عروسی کو کاسہ بھر دودھ عورتون کو عنایت فرمایا اونھون نے عرض کیا کہ ہمین اسکی حاجت نہین ہے فرمایا کہ جھوٹ اور بھوک کو ساتھ جمع نہ کرو اونھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اتنا بھی جھوٹ ہے آپ نے فرمایا کہ ہان جھوٹ ہے اور جھوٹ مین لکھین گے اور جھوٹے جھوٹ کو لکھتے ہین کہ یہ چھوٹا جھوٹ ہے حضرت سعید ابن مسیب کی آنکھہ درد کرتی تھی اور آنکھہ کے کوئے مین کوئی چیز جمع ہوگئی تھی لوگون نے کہا کہ آپ اگر اسے چھوڑا دالین تو کیا ہو فرمایا کہ مین نے طبیب سے کہا ہے کہ آنکھہ مین ہاتھہ نہ لگاؤنگا اگر اسے چھوڑاون تو جھوٹا ہو جاؤن حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ جو لوگ جھوٹ بات پر خدا کو گواہ کرتے ہین اور کہا کرتے ہین کہ خدا جانتا ہے کہ یہ بات ایسی ہے یا یہ بھی گناہ کبیرہ مین سے ہے حضرت سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی جھوٹا خواب بیان کرتا ہے قیامت کے دن اوسے حکم ہوگا کہ جو کے دانہ مین گرہ لگا تا رہو نہ آنت

غیبت ہے اور یہ بھی زبانون پر اکثر رہا کرتی ہے اور کوئی شخص اس سے نہین چھوٹتا الا ماشاء اللہ اسکا بڑا وبال ہے حق سبحانہ تعالیٰ قرآن شریف مین فرماتا ہے جسنے غیبت کی اوس نے اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ غیبت سے دور رہا کرو کیونکہ غیبت زنا سے بدتر ہے زنا سے توبہ قبول ہوجاتی ہے غیبت سے نہین قبول ہوتی تاوقتیکہ جسکی غیبت کی ہے وہ بحل اور معاف نہ کردے اور فرمایا ہے کہ معراج کی رات ایک قوم کی طرف مین گذرا وہ لوگ اپنے چہرہ کا گوشت اپنے ناخونون سے اوتارتے تھے مین نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہین کہا کہ یہ وہ ہین جو لوگون کی غیبت کیا کرتے تھے حضرت سلیمان ابن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے کوئی چیز ایسی بتایئے جو میری دستگیر ہو فرمایا کہ کار خیر کو حقیر نجان اگرچہ وہ اسیقدر ہو کہ تو اپنے ڈول سے کسیکے برتن مین پانی ڈال دے اور مسلمان بھائیون سے پیشانی کشادہ رکھے اور جب تیرے سامنے سے اوٹھ جائین تو تو غیبت نکرے حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام پر وحی بھیجی کہ جو شخص غیبت سے توبہ کرکے مریگا وہ سب کے بعد جنت مین جائیگا اور جو بے توبہ مریگا وہ سبکے پہلے دوزخ مین جائیگا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ مین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر مین تھا دو قبرون پر آپکا گذر ہوا فرمایا کہ یہ دونون عذاب مین ہین ایک غیبت کی وجہ سے اور ایک اس سبب سے کہ کپڑے کو پیشاب سے نہ بچاتا تھا پھر آپ نے ایک ہری شاخ کے دو ٹکڑے کرکے اونکی قبرون پر نصب کردیے اور فرمایا جبتک یہ خشک نہو جائینگے تب تک انپر بہت تخفیف عذاب رہیگی ایک شخص نے زنا کا اقرار کیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسے سنگسار کیا حاضرین مین سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ اسطرح بٹھایا ہے جیسے کتے کو بٹھاتے ہین پھر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایک مردار کے قریب ہو کر گذرے اور اون لوگون سے کہا کہ اس مردار مین سے کھاؤ اونھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مردار کو کیونکر کھائین فرمایا کہ اوس بھائی کے گوشت مین سے جو تمنے کھایا ہے وہ اس سے بدتر اور گندہ تر ہے آپ نے کہنے سننے والے سے گرفت کی کیونکہ سننے والا بھی گناہ مین شریک ہوتا ہے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کشادہ روئی سے ایک دوسرے کو دیکھتے تھے اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرتے تھے اس فعل کو فاضلترین عبادت جانتے تھے اسکے خلاف کو منجملۂ نفاق جانتے تھے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ عذاب قبر کی تین قسمین ہین ایک ثلث غیبت کرنے سے ہے ایک ثلث سخن چینی کرنے سے ایک ثلث کپڑے کو پیشاب سے پاک نہ رکھنے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام حوارین کے ساتھ ایک مرے ہوئے کتے کی طرف گذرے ساتھیون نے کہا یہ بدبو کا ہے کی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اسکے دانتون کی سفیدی بہت اچھی ہے اون لوگون کو تعلیم کردیا کہ جس چیز کو دیکھا کرین تو وہ بات کہین جو اسمین بہت اچھی ہو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے سے ایک سور گذرا فرمایا صحیح سلامت جا لوگون نے عرض کیا کہ یا روح اللہ خوک کو آپ ایسا اچھا کلمہ فرماتے ہین فرمایا اپنی زبان کی عادت ڈالتا ہون حضرت علی ابن الحسین علیہما السلام نے کسیکو غیبت کرتے دیکھا کہا چپ رہ کہ یہ دوزخ کے کتون کی نان خورش ہے **فصل** اے عزیز جانو کہ غیبت وہ ہے کہ تو کسیکی پیٹھ پیچھے اوسکا ایسا ذکر کرے کہ اگر وہ سنے تو برا مانے گو کہ تو نے سچ کہا ہو اور اگر جھوٹ کہا ہو تو اوسے زور اور بہتان کہتے ہین جس بات کا

تال کسی کے عیب کی طرف ہو اوسکا کہنا غیبت اگرچہ تو ایسی بات اوسکے بدن نسب لباس جانور گھر
کردار گفتار مین بھی کہے بدن مین کہنا یون ہوتا ہے کہ مثلاً تو کہے کہ فلانا آدمی لنبا یا کالا یا زرد یا کرنجا یا ڈھیرا ہے اور نسب مین کہنا
یون ہوتا ہے کہ مثلاً تو کہے کہ وہ ہندو بچہ یا حمامی کا لڑکا یا جولاہے کا بچہ ہے اور خلق مین کہنا یون ہوتا ہے کہ مثلاً تو کہے کہ وہ بدگو
متکبر زبان دراز بزدل کاہل ہے یا اور ایسی باتین اور فعل مین کہنا یون ہوتا ہے کہ مثلاً تو کہے کہ وہ چور خائن بے نماز ہے رکوع
سجود تمام نہین کرتا قرآن غلط پڑہتا ہے کپڑے پاک نہین رکھتا زکوۃ نہین دیتا حرام کھاتا ہے زبان نہین روکتا بہت کھاتا ہے
بہت سوتا ہے اپنی جگہہ پر نہین بیٹھتا اور کپڑے مین کہنا یون ہوتا ہے کہ مثلاً تو کہے کہ فراخ آستین دراز دامن ہے کپڑے میلے
رکھتا ہے غرضکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کچھ تو کسیکو کہے اگر وہ سنے تو اوسے کراہت معلوم ہو وہ غیبت ہے
اگر وہ سچ ہو ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ مین نے ایک عورت کو پست قد کہا رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا عائشہ تمنے غیبت کی تھوک ڈالو مین نے تھوکا تو کالا لہو تھا بعضے علمانے کہا ہے کہ جب کوئی شخص
گناہ کرے اور لوگ اوسکا گناہ نقل کرین تو غیبت نہین ہے ایسی مذمت بھی دین مین سے ہے علما کا یہ کہنا غلط ہے بلکہ یہ نہ کہنا
چاہیے کہ فلانا آدمی فاسق ست انجوار بے نماز ہے مگر کسی عذر کے سبب سے وہ عذر آگے بیان ہونگے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ غیبت اوسے کہتے ہین جس سے کراہیت آئے اور ان سب باتون سے کراہت آتی ہے اور جب کہنے مین
کچھ فائدہ نہو تو نہ کہنا چاہیے **فصل** العزیز جانتو کہ فقط زبان ہی سے غیبت نہین ہوتی بلکہ آنکھ سے ہاتھ سے اشارون سے لکھنے سے
بھی ہوتی ہے اور یہ سب حرام ہے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ مین نے ہاتھ سے اشارہ کیا
کہ فلانی عورت ٹھگنی ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمنے غیبت کی اسیطرح لنگڑا کر چلنا اور آنکھ ڈھیری کرنا تا کہ کسیکا
حال معلوم ہو جائے یہ سب غیبت ہے لیکن اگر نام نہ لے اور کہے کہ کسی شخص نے ایسا کیا تو غیبت نہین ہے لیکن اگر حاضرین جان جاینگے
کہ فلانے آدمی کو کہتا ہے تو حرام ہو جاویگا اسواسطے کہ سمجھانا ہی مقصود ہوتا ہے کسیطرح سے ہو بعضے پڑھے ہوئے آدمی اور پرہیزگار
لوگ غیبت کرتے ہین اور جانتے ہین کہ یہ غیبت نہین ہے مثلاً اونکے سامنے کسی شخص کا ذکر آتا ہے تو کہتے ہین الحمد للہ کہ خدا نے
ہمین اسبات سے محفوظ رکھا ہے تا کہ لوگون کو معلوم ہو جائے کہ وہ شخص ایسا کام کرتا ہے یا کہتے ہین کہ فلانا آدمی بہت خوش وقت
ہے مگر ہماری طرح وہ بھی مبتلائے خلق ہوا ہے دیکھیے اس آفت اور فترت سے کب نجات پائے اور ایسی باتین اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ اپنی
مذمت کرتے ہین تا کہ اوس سے اورون کی مذمت حاصل ہو اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ اونکے سامنے لوگ جب کسیکی غیبت کرتے ہین
تو وہ کہتے ہین سبحان اللہ یہ عجب بات ہے تا کہ وہ خوش ہو اور جو لوگ غافل تھے وہ سن لین اور یہ بھی کہتے ہین کہ ہمین بڑا رنج ہوا
فلانے آدمی پر یہ ماجرا گذرا خدا بچائے اور مقصود یہ ہوتا ہے کہ وہ ماجرا اور لوگ بھی جان لین اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب لوگ
کسیکا ذکر کرتے ہین تو یہ کہتے ہین کہ خدا ہمین تو نصیب کرے تا کہ لوگون کو معلوم ہو جائے کہ اوسنے گناہ کیا ہے یہ سب باتین غیبت ہین
اور جب اس انداز سے غیبت ہوتی ہے تو نفاق بھی اوسکے ساتھ ہوتا ہے کہ اپنے تئین پرہیزگار جتایا اور یہ ظاہر کیا کہ ہم غیبت

نہین کرتے مین آمین دو گناہ ہوتے مین اور وہ لوگ اپنی نادانی سے سمجھتے ہین کہ ہمنے غیبت ہی نہین کی اور شاید کوئی شخص غیبت کرے
اوسے تو کوئی کہے کہ خاموش رہ غیبت نہ کر اور خود دل سے اوسے برا نجانے تو وہ منافق بھی ہے اور اوسنے غیبت بھی کی اور غیبت
سننے والا بھی شریک غیبت ہوتا ہے لیکن اگر دل سے کارہ ہو تو خیر امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما
ایک دن ساتھ جاتے تھے ایک نے دوسرے سے کہا کہ فلانا آدمی بہت سوتا ہے پھر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے نان خورش مانگی
آپ نے فرمایا کہ تم دونون تو نان خورش کھا چکے ہو عرض کیا کہ ہم نہین جانتے کہ ہمنے کیا کھایا فرمایا کہ تمنے اپنے بھائیکا گوشت کھایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونون سے گرفت کی حالانکہ ایک نے کہا تھا دوسرے نے سنا اگر آدمی دل سے کارہ ہو کر آنکھ یا ہاتھ سے
اشارہ کرے کہ چپ رہ تو بھی تقصیر کی اسواسطے کہ صراحتاً تاکید سے کہنا چاہیے تاکہ شخص غائب کے حق مین قصور نہو کیونکہ حدیث شریف مین آیا
ہے کہ جو کوئی مسلمان بھائی کی غیبت کرے اور وہ اپنے بھائی کی مدد نکرے اور اوس سے فروگذاشت کرے تو حق سبحانہ تعالی بھی
اوس فروگذاشت کرنیوالے سے اوسوقت فروگذاشت کریگا جب اوسے حاجت ہو **فصل** العزیز جانو کہ جسطرح زبان سے غیبت کرنا
حرام ہے اوسیطرح دل سے بھی غیبت کرنا حرام ہے اور جسطرح دوسرے سے کسیکا عیب نہ کہنا چاہیے اوسیطرح اپنے دل سے بھی
کہنا نچاہیے دل سے غیبت اسطرح ہوتی ہے کہ بے دیکھے سنے اور بغیر یقین کیے کسی کی طرف گمان بد کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالی نے مسلمان کا خون اور مال اور اوسکی طرف بدگمانی کرنا تینون باتین حرام کی ہین اور جو ایسی بات
دلمین آئے کہ تم اوسکا یقین ہو نہ دو مرد عادل سے ثابت ہوئی ہو وہ بات شیطان نے دل مین ڈالی ہوگی حق سبحانہ تعالی ارشاد
فرماتا ہے اِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْا یعنی فاسق کی بات باور نکرو اور شیطان کے برابر کوئی فاسق نہین ہے اور حرام
یہ امر ہے کہ تو اپنے دلکو اوس بات پر ٹھہرا دے لیکن جو خطرہ بے اختیار آئے تو اوس سے کارہ ہو اور اوس پر ماخوذ نہو گا رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ گمان بد سے مسلمان خالی نہین ہوتا لیکن سلامتی اسی مین ہوتی ہے کہ اپنے دل مین اوسے تحقیق
نکرے اور جبتک اوسمین احتمال کی گنجایش ہو تب تک نیک تر وجہ پر اوسے حمل کرے اور دلمین تحقیق کرنیکی علامت یہ ہے کہ جسکی طرف سے
بدگمانی آتی ہے وہ شخص اسکے دل مین بہت گران ہوتا ہے اور اوسکی مراعات مین یہ قصور کرنے لگتا ہے مگر جب دل و زبان اور
معاملہ مین اوسکے ساتھ ویسا ہی رہے جیسا تھا تو اس بات کی علامت ہے کہ اوسنے اپنے دل مین تحقیق نہین کیا اور اگر مرد عادل
سے سنے تو توقف کرنا چاہیے اور عادل کو جھوٹا نہ جاننا چاہیے اسواسطے کہ اوس عادل پر بھی گمان بد کرنا روا نہین ہے اور فاسق کو سچا جاننا
بھی درست نہین ہے اور کہے کہ جیسے اوسکا حال مجھپر پوشیدہ تھا اور پوشیدہ ہے ویسا ہی اسکا حال بھی پوشیدہ ہے پس اگر جانے
کہ اونمین کچھ عداوت اور حسد ہے تو توقف اولی تر ہے اور اگر اوسے بڑا عادل جانے تو اوسکی طرف زیادہ میل کرنا چاہیے اور جب
کسیکے دل مین کسی شخص کیطرف گمان بد آئے تو اوس سے زیادہ میل جول کرے تاکہ اوس سے شیطان کو غصہ آئے اور وہ گمان کم
ہو جائے اور جب یقینی جان لیا تو غیبت نکرے تنہائی مین نصیحت کرے اور نصیحت کرنے مین ذلیل اور شرمندہ نکرے بلکہ اندوہگین
ہو کر نصیحت کرے تاکہ ایک مسلمان پاس کے واسطے اندوہگین بھی ہوا ہو اور نصیحت بھی کی ہو اور دونون امرون کا اجر پائے **فصل** العزیز جو

کہ غیبت کی حرص آدمی کے دل مین بیماری ہوتی ہے اوسکا علاج کرنا واجب ہے اور علاج کی دو قسمین ہین ایک علمی علاج ہے اور
وہ دو چیزین ہین ایک تو یہ کہ یہ جو حدیثین غیبت کی برائیون مین وارد ہین انمین غور و تامل کرے اور یہ جانے کہ ہر غیبت کرنے سے
میرے نامہ اعمال سے میری نیکیان اوسکے اعمال مین منتقل کر دینگے حتی کہ مین مفلس رہ جاؤنگا اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فرماتے ہین کہ غیبت آدمیون کی نیکیون کو اسطرح نیست و نابود کر دیتی ہے جیسے آگ خشک لکڑی کو اور ممکن ہے کہ اوسکے گناہون سے
اوسکی ایک ہی نیکی زیادہ ہو اور یہ غیبت جو کرتا ہے اسکے سبب سے گناہون کا پلہ بھاری ہو جائے اور وہ دوزخ مین جائے دوسرے یہ کہ
اپنی غیبت کا سوچ کرے اگر اپنی ذات مین کوئی عیب دیکھے تو جانے کہ وہ بھی اوس عیب مین ایسا ہی معذور ہے جیسا مین اور اگر
اپنی ذات مین کچھ عیب معلوم ہو تو جانے کہ اپنے عیب کا نجاننا سب عیبون سے بڑھکر ہے پس اگر سچ کہتا ہے تو مردار کے گوشت
کھانے سے زیادہ کوئی عیب نہین خود بے عیب ہو کر اپنے تئین عیب دار نکرے اور شکر مین مشغول ہو اور جانے کہ وہ شخص جو اوس
کام مین تقصیر کرتا ہے تو کوئی بندہ تقصیر سے خالی نہین اور جب آپ شرع کی حد پر قائم نہین ہو سکتا گو کہ فقط گناہ صغیرہ مین مبتلا ہو
اور اپنے ساتھ یہ نہین آتا تو اورون سے کیا عجب رکھتا ہے اگر وہ عیب اوسکی خلقت مین ہے تو جانے کہ یہ صانع کی عیب گیری کرتا ہون
کہ یہ عیب اوس شخص کے اختیار مین نہین ہے کہ اوسے ملامت کرنا پہونچے لیکن تفصیل کے ساتھ عیب کا علاج یہ ہے کہ دیکھے کہ کونسا
سبب مجھے غیبت پر مستعد رکھتا ہے وہ آٹھ سبب سے باہر نہین ہوتا پہلا سبب یہ ہوتا ہے کہ اوس سے کسی سبب سے خشمناک ہو تو یہ
جانتا ہے کہ کسی پر خشمناک ہونے سے اپنے تئین دوزخ مین ڈالنا حماقت ہے یہ اپنے ساتھ برائی اور عداوت ہے رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ جو شخص غصہ کو پی جاتا ہے اوسے حق تعالی قیامت کے دن بر ملا بلائیگا اور فرمائیگا کہ بہشت کی
حورون مین سے جسے تو چاہے اختیار کر دوسرا سبب یہ ہوتا ہے کہ اورونکی موافقت ڈھونڈھتا ہے تاکہ اونکی رضامندی حاصل ہو
اسکا علاج یہ ہے کہ جانے کہ لوگونکی رضامندی کے سبب سے حق تعالی کی ناراضی حاصل کرنا حماقت اور نادانی ہے جبکہ لوگون پہ
غصہ اور انکار کرنے سے حق تعالی کی رضامندی ڈھونڈھتے ہے تیسرا سبب یہ ہوتا ہے کہ اوسے کسی خطا مین پکڑا اور وہ اپنی خلاصی کے
واسطے اوس خطا کو دوسرے پر رکھتا ہے تو یہ جانتا ہے کہ حق تعالی کے غصہ کی بلا جو وقت پر یقیناً آئیگی وہ اس آفت سے بہت
بڑی ہے جس سے وہ خدر کرتا ہے اور حق تعالی کے غصہ کی بلا یقیناً آئیگی اور جس سے نجات ڈھونڈھتا ہے وہ مشکوک ہے تو چاہیے
کہ اپنے اوپر سے تو دفع کرے مگر دوسرے کے سرنہ دھرے شاید یون کہے کہ اگر مین حرام کھاتا ہون یا بادشاہ کا مال لیتا ہون کہ
فلانا آدمی بھی تو لیتا ہے یہ کہنا حماقت ہے اسواسطے کہ جو شخص گناہ کرے اوسکی پیروی نکرنا چاہیے اور شبہات کے کہنے مین
فائدہ اور عذر کیا ہے اگر تو کسیکو آگ مین جاتے دیکھے تو تو اوسکے پیچھے نہ جائے گا پس گناہ مین بھی موافقت کرنا ایسا ہی عذر تیرا گناہ
کے سبب سے دوسرا گناہ اور غیبت کیونکر چوتھا سبب یہ ہوتا ہے کہ کوئی شخص چاہتا ہے کہ اپنی تعریف کرے اور نہین کر سکتا تو اورونکا
عیب کرنے لگتا ہے تاکہ اوسکے سبب سے اپنی فضیلت اور بزرگی اور پاکی دکھائے مثلاً یون کہے کہ فلانا آدمی کچھ نہین سمجھتا یا فلانا
شخص پاسی خدر نہین کرتا یعنی مین کرتا ہون تو جاننا چاہیے کہ جو عقلمند ہوگا وہ اس بات سے اوسکی فسق اور جہل کا اعتقاد کریگا فضیلت اور پارسائی کا اعتقاد نکریگا

اور جو بے عقل ہوگا اوسکے معتقد ہونے سے کیا فائدہ بلکہ آدمی اگر اپنے تئین کسی بندۂ بیچارہ عاجز بے اختیار محض کے نزدیک بڑھانے
کے واسطے خداے قادر و توانا کے نزدیک گھٹادے تو اوسے کیا نفع ہے پانچوان سبب حسد ہوتا ہے کہ کسی کو کچھ رتبہ اور علم اور مال
حاصل ہوا اور لوگ اوس سے نیک اعتقاد رکھتے ہون اوسے نہین دیکھہ سکتا اوسکی عیب جوئی کرنے لگتا ہے تاکہ اوسکے ساتھہ جھگڑا کرے
نہین جانتا کہ حقیقت مین اپنے ساتھہ جھگڑا کرتا ہے کہ اس جہان مین تو رنج و حسد کے عذاب مین رہتا ہے اور چاہتا ہے کہ اوس جہان مین بھی
غیبت کے عذاب مین مبتلا ہون تاکہ دونون جہان کی نعمت سے محروم رہون اتنا نہین جانتا کہ جسکے واسطے کوئی جاہ و حشمت
حقتعالی نے مقرر کردی ہے حاسد کا حسد اوس جاہ کو اور زیادہ کرتا ہے چھٹا سبب استہزا ہوتا ہے تاکہ خندہ اور بازی کرے اور اوسکو فضیحت
کرے اور نہین جانتا کہ حقتعالی کے نزدیک اپنے تئین بہت فضیحت کرتا ہے یا لوگون کے نزدیک اوسے اے عزیز اگر تو سوچ کرے کہ قیامت
کے دن وہ اپنے گناہ تیری گردن پر لادیگا اور تجھے گدہے کیطرح دوزخ کیطرف ہانکین گے تو تجھے معلوم ہوجائے کہ تو اس بات مین اولیٰ تر
ہے کہ لوگ تجھکو ہنسین اور یہ جان لے کہ جسکا یہ حال ہوگا وہ اگر عقلمند ہو تو نہ ہنسے اور نہ بازی مین مشغول ہو ساتوان سبب یہ ہوتا ہے کہ
کسی شخص سے کوئی گناہ سرزد ہوا اور یہ خدا کے واسطے اوس سے اندوہگین ہو جیسا دینداروں کی عادت ہے اور اوس رنج مین سچ کہتا ہے
لیکن اوس گناہ کے ذکر کرنے مین گنہگار کا نام اوسکی زبان پر آئے اور اس نام سے غافل ہے کہ یہ غیبت ہے اور یہ نجانے کہ ابلیس نے چاہا
کہ رنج کرنے سے اسے ثواب ہوگا اسواسطے حسد کیا اور اوس گنہگار کا نام اوسکی زبان سے لوا دیا تاکہ غیبت کا گناہ اوس ثواب کو رائگان کردے
آٹھوان سبب یہ ہے کہ اسے خدا کے واسطے اوس پر غصہ آئے کہ اوسنے گناہ کیا یا اوس سے عجب آئے اور غصہ یا تعجب مین اوسکا نام لیلے
تاکہ لوگونکو معلوم ہوجائے اور یہ امر اوسکے ثواب کو ضائع کردے بلکہ چاہیے کہ فقط غصہ اور تعجب کی بات کرے اوسکا نام نہ لے

عذرون کے سبب سے غیبت کی اجازت کا بیان

اے عزیز جانتو کہ غیبت حرام ہے جیسے جھوٹ اور بے حاجت مباح نہین
ہوتی اور چھ عذر مین پہلا عذر فریاد ہے جو قاضی اور بادشاہ کے سامنے ہو کہ درست ہے یا اوسکے سامنے جس سے معاونت چاہے
مظلوم کو یہ نچاہیے کہ جس سے کچھ فائدہ نہو اوسکے سامنے ظالم کا ظلم بیان کرے حضرت ابن سیرین کے سامنے ایک شخص حجاج کا ظلم
بیان کرتا تھا اونھون نے فرمایا کہ حق تعالی جسطرح لوگون کا انتقام حجاج سے لیگا اوسیطرح حجاج کا انتقام اوس شخص سے لیگا جو اوسکی
غیبت کرتا ہے دوسرا عذر یہ ہے کہ کہین پر فساد اور برائی دیکھے اور اوس شخص سے کہے جو احتساب کرنے پر قادر ہو اور اوس برائی
کرنے والے کو باز رکھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ حضرت طلحہ یا حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہما کیطرف گذرے اور سلام کیا
اونھون نے جواب نہ دیا حضرت عمر فاروق رضہ نے امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے گلہ کیا حتی کہ اونحضرت نے اس
باب مین اوس جواب نہ دینے والے سے گفتگو کی اس گلہ کرنے کو غیبت نہ ٹھہرایا تیسرا عذر فتوی پوچھنا ہے کہ جورو یا باپ یا فلانا شخص
میرے ساتھہ ایسا کرتا ہے اور اولے یہ ہے کہ یون پوچھے کہ اگر کوئی ایسا کرے تو تم کیا کہتے ہو لیکن اگر نام لے لیا تو اجازت ہے
کہ شاید مفتی اگر اوس واقعہ کو بعینہ جانے تو اوسکے دل مین اور کوئی بات آئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہندہ نے عرض کیا
کہ ابوسفیان مرد بخیل ہے میرا اور میرے بچون کا خرچ پورا نہین دیتا اگر اوسکی لاعلمی مین مین کوئی چیز لے لون تو درست ہے آپنے فرمایا

کہ جتنا خرچ کافی ہوا وتنا انصاف سے لیلے اور بخیلی اور فرزندون پر ظلم کا بیان کرنا غیبت ہے لیکن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتوی کے عذر سے روا رکھا چوتھا عذر یہ ہے کہ اوس شخص کے شر سے خدر کرنا چاہتا ہو مثلاً کوئی شخص بدعتی ہو یا چور اور اوسپر کوئی اعتماد کریگا یا کسی عورت کی خواستگاری یا لونڈی غلام کی خریداری کریگا اور کوئی جانے کہ اگر اوس سے اوس عورت یا لونڈی غلام کی عیب نہ کہونگا تو اوسکا نقصان ہوگا تو عیب کہدینا اوسے تر ہے اور پوشیدہ رکھنا مسلمانون پر مہربانی کرنے مین کھوٹا پن ہے اور مزکی کو درست ہے کہ گواہ کے باب مین طعن کرے علی ہذا القیاس اوسکے ساتھ جس سے مشورہ کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فاسق مین جو عیب ہے صاف کہدو تاکہ لوگ اوس سے خدر کرین یہ حکم اوس مقام پر ہے جہان آفت کا خوف ہو بے عذر کے کہنا درست نہین ہے بزرگون نے کہا ہے کہ تین آدمیون کی شکایت غیبت نہین ایک بادشاہ ظالم دوسرا بدعتی تیسرا وہ شخص جو کھلم کھلا فسق کرے یہ اسوجہ سے ہے کہ یہ لوگ خود اوس عیب کو پوشیدہ نہین رکھتے اور کسیکے کہنے سے رنجیدہ نہین ہوتے پانچوان عذر یہ ہے کہ کوئی شخص کسی نام سے مشہور ہوا اور اوس نام مین عیب ہو جیسے اعمش اور اعرج وغیرہ کیونکہ آدمی جب ایسے نامون سے مشہور ہوچکا تو یہ نام لینے سے رنجیدہ نہین ہوتا مگر اولے یہ ہے کہ اور کوئی نام لین جیسے اندہے کو بصیر اور چشم پوشیدہ کہین اور مثل اسکے چھٹا عذر یہ ہے کہ کوئی شخص فسق ظاہر کرتا ہو جیسے مخنث اور شرابی جو لوگ فسق و فجور معیوب نہین جانتے ذکر کرنا درست ہے **غیبت کا کفارہ** ایعزیز جانتو کہ غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ توبہ کرے اور پشیمان ہو تاکہ حق تعالی کے مظلمے سے نجات پائے اور جسکی غیبت کی ہے اوس سے معافی چاہے تاکہ اوسکے مظلمہ سے بھی نکلے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسکے ذمے آبرو یا مال کی بابت مظلمہ ہے اوسکے طلب عفو کرنا چاہیے قبل ازین کہ ایکدن آئیگا کہ اوسدن بجز اسکے کہ اوسکی نیکیان بدلے مین مظلوم کو دین اگر نیکیان نہون تو مظلوم کے گناہ ظالم پر رکھین نہ درم ہوگا نہ دینار حضرت ام المومنین بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے ایک عورت کو کہا کہ دراز ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمنے غیبت کی اوس عورت سے معافی چاہو حدیث شریف مین ہے کہ جسنے کسی کی غیبت کی تو چاہیے کہ حق تعالی سے اوسکی آمرزش چاہے بعض علما اس حدیث سے سمجھے ہین کہ فقط آمرزش چاہنا کافی ہے اوس شخص سے معافی طلب کرنا نچاہیے اور حدیثون کی دلیل سے یہ سمجھنا خطا ہے استغفار اوس مقام پر ہوتا ہے جہان وہ شخص جسکی غیبت کی ہے زندہ نہو تو اوسکے واسطے طلب مغفرت کرنا چاہیے اور معافی چاہنا یون ہوتا ہے کہ فروتنی اور پشیمانی سے اوسکے سامنے جائے اور کہے کہ مین نے خطا کی اور جھوٹ کہا تو معاف کردے اگر وہ نہ معاف کرے تو اوسکی تعریف اور مراعات کرنا چاہیے تاکہ اوسکا دل خوش ہو وہ معاف کردے پھر بھی اگر معاف نکرے تو اوسکا حق ہے لیکن اس مراعات کو منجملہ حسنات لکھینگے اور شاید کہ قیامت کے دن اوسے عوض مین دیدین لیکن عفو کردینا اولی ہے بعضے بزرگان سلف نے نہین معاف کیا اور کہا کہ ہمارے نامہ اعمال مین اس سے بہتر کوئی نیکی نہین ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ بخشدینا اوس سے بہتر نیکی ہے حضرت حسن بصری قدس سرہ کی کسی نے غیبت کی آپ نے خرمے کا ایک طباق اوسکے پاس بھیجا اور فرمایا کہ مین نے سنا ہے کہ تو نے اپنی عبادت مجھے ہدیہ بھیجی مین نے بھی چاہا کہ مکافات کرون معاف کر کہ پوری مکافات نکرسکا ایعزیز جانتو کہ معافی اوسوقت درست ہے کہ جو کچھ کہا ہو وہ کہے

کیونکہ نامعلوم بات سے بیزار ہونا نہیں درست ہے تیرہوین آفت غمازی اور چغلخوری کرنا ہے حق تعالی ارشاد فرماتا ہے هَمَّازٍ مَشَّاءٍ بِنَمِيمٍ
اور فرماتا ہے وَيْلٌ لِكُلِّ هُمَزَةٍ اور فرماتا ہے حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ان سب آیتون مین غمازی اور چغلخوری مراد ہے رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چغلخور بہشت مین نجایگا اور فرمایا کہ مین تمھین خبر دون کہ تم مین سب سے بدتر کون ہے وہ لوگ بدتر ہین جو چغلخوری
کرین اور محبوبون مین ملاپ کھوئین اور لوگون کو برہم کردین اور فرمایا ہے کہ جب حق تعالی نے بہشت کو پیدا کیا تو فرمایا کہ بول وہ بولی کہ
نیکبخت وہ ہے جو مجھ مین داخل ہو حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے کہ مجھے قسم ہے اپنی عزت اور بزرگی کی کہ آٹھ آدمیون کو تیری
طرف راہ نہ دونگا شرابخوار اور مدمن زنا اور جو زنا پر قائم رہے اور چغلخور اور دیوث اور عوان اور مخنث اور قاطع رحم اور وہ جو کہے کہ
مین نے خدا سے عہد کیا ہے ایسا کرونگا اور نہ کیا ہے حدیث شریف مین ہے کہ بنی اسرائیل مین ایکبار قحط پڑا حضرت موسی علی نبینا
وعلیہ السلام کئی بار دعاے باران کے واسطے نکلے اور پانی نہ برسا پھر وحی آئی کہ مین تمھاری دعا نہ قبول کرونگا اسواسطے کہ تم مین
ایک چغلخور ہے حضرت موسی علیہ السلام نے عرض کیا کہ وہ کون شخص ہے مین اوسے نکال دون ارشاد ہوا کہ مین چغلخور کو دشمن رکھتا ہون
اور خود چغلخوری کرون حضرت موسی علیہ السلام نے سب سے کہا کہ چغلخوری سے توبہ کرو سبھون نے توبہ کی تو پانی برسا **حکایت** کہتے ہین
کہ کسی شخص نے سات سو کوس چلکر ایک حکیم کو ڈھونڈھ نکالا اور اوس سے پوچھا آسمان سے زیادہ کیا چیز فراخ ہے زمین سے زیادہ کونسی
شے گران ہے پتھر سے زیادہ کیا شے سخت ہے آگ سے زیادہ کون سی چیز گرم ہے زمہریر سے زیادہ سرد کیا ہے دریا سے زیادہ
تونگر کون شے ہے یتیم سے زیادہ ذلیل کون چیز ہے اوسنے جواب دیا کہ حق آسمان سے زیادہ فراخ ہے بیگناہ پر بہتان زمین سے
زیادہ گران ہے دل قانع دریا سے زیادہ تونگر ہے حسد آگ سے زیادہ گرم ہے کافر کا دل پتھر سے زیادہ سخت ہے جو شخص عزیز قریب
کی حاجت روا نکرے وہ زمہریر سے زیادہ سرد ہے جس چغلخور کو لوگ پہچانتے ہین وہ یتیم سے زیادہ ذلیل ہے **فصل** الغرض جاننا
کہ غمازی اور چغلخوری یہی نہین ہے کہ آدمی ایک بات دوسرے سے کہدے بلکہ جو شخص کوئی کام ظاہر کرے کہ اوس سے کوئی آدمی
رنجیدہ ہو تو وہ شخص بھی غماز اور چغلخور ہے بات ہو خواہ کام قول سے آشکارا کرے یا اشارے سے یا لکھنے سے بلکہ ایسا کوئی راز فاش کرنا
نچاہیے جس سے کوئی شخص رنجیدہ ہو جائیگا مگر یہ کہ کسی نے کسی شخص کے مال مین پوشیدہ خیانت کی ہو تو اوسکا افشا کردینا درست ہے
اسیطرح جس بات مین کسی مسلمان کا نقصان متصور ہو اوسکا ظاہر کردینا درست ہے جس شخص سے لوگ یہ بات نقل کرین کہ فلانا آدمی
تجھے ایسی بات کہتا ہے یا تیرے حق مین ایسا کام کرتا ہے اور اس قسم کی بات کہے تو اوس شخص کو چھ چیزین بجالانا چاہیے اول تو یہ کہ
اوسکا کہنا باور نہ کرے اسواسطے کہ چغلخور اور غماز فاسق ہے اور حق تعالی نے فرمایا ہے کہ فاسق کی بات نہ سنو دوسرے یہ کہ اوس کہنے والیکو
نصیحت کرے اور اس گناہ سے منع کرے اسواسطے کہ نہی منکر واجب ہے تیسرے یہ کہ اوسے خدا کے واسطے دشمن ٹھہرائے کیونکہ
چغلخور کے ساتھ دشمنی واجب ہے چوتھے یہ کہ کسیکی طرف گمان بد نہ لیجائے اسلیے کہ بدگمانی حرام ہے پانچوین یہ کہ اوسکا تجسس نکرے کہ اوسکا
بہت درست ہونا معلوم ہو اسواسطے کہ حق تعالی نے اسکی ممانعت فرمائی ہے چھٹے یہ کہ جو بات اپنے واسطے نہین پسند کرتا وہ اوس
کے واسطے بھی پسند نہ کرے اور اوسکی چغلخوری کا حال دوسرے سے نقل نہ کرے پوشیدہ رکھے یہ چھون باتین واجب ہین خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

کے سامنے ایک شخص نے چغلخوری کی فرمایا کہ مین دیکھتا ہون اگر تو نے جھوٹ کہا ہے تو جن لوگون کی شان مین یہ آیت نازل ہوئی ہے
اِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاءٍ تو بھی اون ہی مین سے ہے اور اگر تو نے سچ کہا ہے تو جنکی شان مین یہ آیت نازل ہوئی ہے هَمَّازٍ مَشَّاءٍ
بِنَمِيمٍ تو اونہین سے ہے اور اگر تو چاہے تو توبہ کر مین بخشدونگا اوسنے کہا یا امیر المومنین مین نے توبہ کی ایک شخص نے کسی حکیم سے
کہا کہ فلانے آدمی نے تجھے ایسا کہا کہ تو بہت دیر کے بعد میری ملاقات کو آیا اور تو نے تین خیانتین کین ہین ایک یہ کہ ایک بھائی کو
میرے دل مین برا ٹھہرایا اور میرے دل فارغ کو تردد مین ڈالا اور اپنے تئین میرے نزدیک فاسق اور مفتری بنایا سلیمان ابن عبد الملک
نے ایک شخص سے پوچھا کہ تو نے مجھے کچھ کہا ہے اوسنے جواب دیا نہین کہا ایک مرد عادل اور معتمد نقل کرتا تھا زہری بیٹھے تھے فرمایا
یا امیر المومنین چغلخور عادل نہین ہوتا کہا آپ نے سچ فرمایا اور اوس شخص سے کہا کہ تو صحیح سلامت اپنے گھر جا حضرت حسن بصری قدس سرہ
فرماتے ہین کہ جو شخص اور کی بات تیرے سامنے کہیگا وہ تیری بات بھی اور کے سامنے کہیگا ایسے آدمی سے حذر کرنا چاہیے
اور حقیقت مین اوسے دشمن رکھنا چاہیے کہ غیبت اور خیانت کھوٹا پن حسد اپنی طرف سے جھوٹی باتین ملانا نفاق فریب دینا یہ
اوسکے کام ہین اور یہ سب کام خیانت کے سبب سے ہوتے ہین بزرگون کا قول ہے کہ غماز اور چغلخور ایسا آدمی ہے کہ راستی سب سے
پسندیدہ ہوتی ہے اور اوسکی راستی بھی پسندیدہ نہین ہوتی مصعب ابن الزبیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ میرے نزدیک چغلی کہنے سے
چغلی سننا بدتر ہے کیونکہ چغلخوری سے بھڑکانا مقصود ہوتا ہے چغلی سننے والا اوسکو قبول کرتا ہے تو گویا اجازت دی رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چغلخور حلال زادہ نہین ہے اے عزیز جان تو کہ مفسد اور چغلخور کا شر بڑا ہے اور ممکن ہے کہ انکے سبب سے لوگون کے
خون ہو جائین ایک شخص ایک غلام بیچتا تھا کہنے لگا کہ اسمین اور تو کوئی عیب نہین مگر غمازی اور فتنہ انگیزی ہے ایک آدمی نے اوسے
مول لیا اور کہا کچھ پروا نہین غلام نے آقا کی جورو سے کہا کہ آقا تجھے نہین چاہتا ایک لونڈی مول لیا چاہتا ہے اب جو وہ سو جاوے
تو استرہ لیکر اوسکے حلق کے پاس سے چند بال مونڈلا تو مین اون بالون پر تجھے منتر پڑھ دون کہ آقا تجھپر عاشق ہو جاوے اور آقا سے
کہا کہ آپکی جورو کسی پر عاشق ہے اور آپکو مار ہی ڈالیگی آپ اپنے تئین سوتے مین ڈالیے تو حال دیکھیے اوسنے اپنے تئین سوتی مین
ڈالدیا اوسکی جورو استرہ لیکر پہونچی اور اوسکی داڑھی کیطرف ہاتھ بڑہایا تب تو اوسے یقین آیا کہ واقعی مجھے مار ہی ڈالیگی بس شوہر نے
اوچک کر جورو کو مار ہی ڈالا جورو کے عزیز پہونچے اور لڑکر شوہر کو مار ڈالا اور بہت سے خون ہوئے چودھوین آفت دو دشمنون مین
دوروئی کرنا ہے جیسے ہر ایک کے سامنے ایسی بات کہے جو اوسے اچھی معلوم ہو اور ایسا ہوتا ہے کہ اوسکی بات اسے پہونچاوے اسکی بات
اوسے اور ہر ایک سے ظاہر کرے کہ مین تیرا ہی دوست ہون یہ چغلخوری سے بھی بدتر ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ جو شخص اس جہان مین دورو ہوتا ہے اوس جہان مین دو زبان ہوگا اور فرمایا ہے کہ دورو خدا کے بندون مین سب سے بدتر ہے
اے عزیز جان تو کہ جو شخص دو دشمنون سے دوستی رکھتا ہو اوسے چاہیے کہ جو بات سنے تو یا چپ ہو رہے یا اوسکے روبرو یا اوسکے پس پشت
حق بات کہے تاکہ منافق نہو جاوے ایک کی بات دوسرے سے نہ کہے اور ہر ایک سے یہ نہ کہے کہ مین تیرا دوست ہون حضرت ابن عمر
رضی اللہ تعالی عنہما سے لوگون نے عرض کیا کہ ہم امیرون کے پاس جاتے ہین اور ایسی باتین کہتے ہین کہ باہر نکلکر نہین کہتے فرمایا

کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ہم اس باتین کو نفاق جانتے تھے اور جس شخص کو ضرورت نہو کہ بادشاہون پاس جاوے
اور اونکے سامنے ایسی باتین بناوے جو جھوٹ جیسے زبان پر لاوے وہ منافق دورو ہے اور اگر ضرورت ہے تو اجازت ہے چھٹی
آفت لوگونکی تعریف کرنا اور تعریف مین مبالغہ کرنا ہے اس آفت مین چھ آفتین ہین چار تعریف کرنیوالی مین دو سننے والے مین جو
ممدوح ہے تعریف کرنیوالے کی آفتون مین سے پہلی آفت یہ ہے کہ فضول تعریف کرے اور جھوٹا ہوجاوے حدیث شریف مین
ہے کہ جو شخص لوگون کی تعریف مین افراط کرتا ہے قیامت کے دن اوسکی زبان اتنی لنبی ہوگی کہ زمین مین گھسیٹتا ہوگا اور اوسپر
پاؤن دہرتا ہوگا اور گرگر پڑتا ہوگا دوسری آفت درآفت یہ ہے کہ تعریف کرنیمین نفاق ہوجاوے تعریف کرے کہ مین تمہین دوست
رکھتا ہون اور شاید نہ دوست رکھتا ہو تیسری آفت درآفت یہ ہے کہ ایسی کوئی بات کہے جسکی تحقیق نجانتا ہو جیسا کہ یون کہے کہ وہ
پارسا اور پرہیزگار اور سراپا علم ہے یا اور ایسی باتین کہے ایک شخص نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی کی تعریف
کی آپ نے فرمایا افسوس تو نے اوسکی گردن ماری پھر فرمایا کہ تجھے اگر کسی کی تعریف کرنا ضرور ہو تو یون کہہ کہ مین ایسا جانتا ہون
اور عند اللہ اوسے عیب سے بری نہین کرتا اگر اپنی سمجھہ مین سچا ہے تو اوسکا حساب حق تعالی کے ساتھہ ہے چوتھی آفت درآفت
یہ ہے کہ شاید جسکی تعریف کرتا ہے وہ ظالم ہو اور اوسکی بات سے خوش ہو اور ظالم کو خوش کرنا نچاہیے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ لوگ جب فاسق کی تعریف کرتے ہین تو حق سبحانہ تعالی کو اوسپر غصہ آتا ہے اور ممدوح کو کئی وجہ سے نقصان ہے ایک یہ کہ
اوسمین کبر اور عجب پیدا ہوتا ہے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ ایکدن درہ لیے بیٹھے تھے ایک شخص جارود نام حاضر ہوا ایک
شخص نے کہا کہ قبیلہ ربیعہ کا سردار ہے جب وہ بیٹھا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اوسے درہ سے مارا اوسنے عرض کیا کہ
یا امیر المومنین یہ کیا فرمایا کہ تو نے نہین سنا کہ اس شخص نے کیا کہا اوسنے عرض کیا کہ مین نے سنا اوسنے کہا تو کیا ہوا فرمایا کہ مین ڈرا
کہ تیرے دلمین غرور پیدا ہوجاوے مین نے چاہا کہ تیرا کبر توڑ دون دوسرے یہ کہ جب صلاحیت اور علم پر لوگ اوسکی تعریف کرینگے
تو وہ آیندہ کے واسطے کاہل ہوجائیگا اور اپنے جی مین کہیگا کہ مین کمال کے درجہ کو پہونچ گیا اسی سبب سے تھا کہ رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم کے سامنے لوگون نے ایک شخص کی تعریف کی آپ نے فرمایا کہ تمنے اسکی گردن ماری کیونکہ اگر وہ سن لیگا تو کوشش سے باز رہیگا
اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص کسیکے سامنے تیز چھری لیکر جاوے تو یہ اوس سے بہتر ہے کہ
اوسکے روبرو اوسکی تعریف زبان پر لاوے حضرت زیاد ابن اسلم رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ جو کوئی اپنی تعریف سنتا ہے شیطان
اوسکے سامنے سے آکر اوسے جگہہ سے اوٹھاتا ہے لیکن مومن اپنے تئین پہچانتا ہے اور فروتنی کرتا ہے جہان کہین یہ چھ آفتین
نہون وہان تعریف کرنا بہتر ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی تعریف فرمائی ہے امیر المومنین حضرت عمر فاروق
رضی اللہ تعالی عنہ سے آپ نے فرمایا کہ یا عمر رض اگر حق تعالی مجھے رسول کرکے نہ بھیجتا تو تجھی کو بھیجتا اور فرمایا ہے کہ اگر تمام عالم کا ایمان
ابوبکر رض کے ایمان کے مقابل کرین تو ابوبکر رض کا ایمان زاید نکلے گا اور ایسی تعریفین آپ نے کی ہین اسواسطے کہ جانتے تھے کہ صحابہ رض
کو کچھ نقصان نہوگا مگر اپنی تعریف کرنا بری بات ہے اور مذموم ہے حق تعالی نے اسکی ممانعت فرمائی ہے اور ارشاد فرمایا ہے

وَلَا تُزَکُّوْا اَنْفُسَکُمْ لیکن اگر کوئی شخص خلق کا پیشوا ہو اور اپنا حال اسواسطے بتائے کہ لوگون کو اوسکی پیروی کی توفیق ہو تو درست ہے جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَنَا سَیِّدُ وَلَدِ اٰدَمَ وَلَا فَخْرَ یعنی اس سرداری سے مین فخر نہین کرتا اوسی فخر کرتا ہون جسنے یہ بزرگی عنایت فرمائی آپ نے یہ اسواسطے فرمایا کہ سب لوگ آپکی تابعداری کرین اور حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا اِجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَائِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ **فصل** لوگ جب کسیکی تعریف کرین تو اوسے چاہیے کہ کبر اور عجب سے حذر کرے اور خاتمے کے خطر سوچے کہ اوسکا حال کسیکو نہین معلوم اور جو شخص دوزخ سے نہ بچے گا کتا اور سور اوس سے افضل ہے اور یہ کوئی نہین جانتا کہ مین دوزخ سے بچ گیا اور یہ سوچنا چاہیے کہ اگر میرا چھپا ہوا اب حال جانے تو یہ تعریف کرنیوالا تعریف نہ کرے تو شکر کرنا چاہیے کہ حق تعالی نے میری باطنی باتون کو اوس سے پوشیدہ رکھا اور چاہیے کہ لوگ جب تعریف کرین تو کراہت ظاہر کرے اور دل سے بھی کارہ رہے لوگون نے ایک بزرگ کی تعریف کی اون بزرگ نے کہا کہ بارخدایا یہ لوگ میرا حال نہین جانتے تو ہی جانتا ہے اور بزرگ کی لوگون نے تعریف کی اون بزرگ نے کہا کہ بارخدایا یہ اوس چیز سے میرا تقرب کرتے ہین جسے مین دشمن رکھتا ہون تجھے گواہ کرتا ہون کہ مین اوسکی دشمنی کے سبب سے تیرا تقرب کرتا ہون امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی لوگون نے تعریف کی آپ نے کہا کہ بارخدایا یہ لوگ جو مجھے کہتے ہین اسکے سبب سے تو مجھسے مواخذہ نہ کر اور جو لوگ یہ نہین جانتے ہین اوسے بخشدے اور مجھے اوس سے بھی بہتر کردے جو یہ لوگ سمجھتے ہین ایک شخص امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دوست نرکھتا تھا آپ کی تعریف منافقانہ کیا کرتا تھا آپ نے فرمایا اے شخص جو کچھ تو زبان سے کہتا ہے اوس سے تو مین کمتر ہون اور جو بات تو دل مین رکھتا ہے اوس سے بہت بڑھکر ہون

چوتھی اصل غصہ اور کپٹ اور حسد اور اونکے علاج کے بیان مین

اے برادر اس بات کو معلوم کر کہ غصہ جب غالب ہو جائے تو صفت مذموم ہے اور اوسکی اصل آگ سے ہے کیونکہ اوسکا صدمہ دل پر ہوتا ہے اور آگ کی نسبت شیطان کے ساتھ ہے جیسا کہ اوس نے خود کہا خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ اور آگ کا کام حرکت اور بیقراری ہے اور مٹی کا کام سکون اور چین ہے جس شخص پر غصہ غالب ہے اوسکو جتنی نسبت حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ ہے اوس سے کھلی ہوئی نسبت شیطان کے ساتھ ہے اسیواسطے تھا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے جب جناب سرور کائنات علیہ افضل التحیات سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کون سی چیز ہے جو مجھے حق تعالی کے غصہ سے دور رکھے فرمایا وہ یہ ہے کہ تو خشمناک نہوا کر اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے مختصر سا کام جسمین امید حسن انجام ہو ارشاد فرمائیے فرمایا تو خشمگین نہوا کر ہرچند پوچھا آپ نے یہی فرمایا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ غصہ ایمان کو ایسا خراب کر دیتا ہے جیسا ایلوا شہد کو اور حضرت عیسی علیہ السلام نے یحیی سے فرمایا کہ خشمگین نہوا کر کہا کہ یہ نہین ہو سکتا ہے کیونکہ مین بشر ہون فرمایا مال جمع نہ کر کہا یہ ہو سکتا ہے اے عزیز جانتو کہ اصل غصہ سے آدمی کا خالی ہونا ممکن نہین لیکن غصہ کو پی جانا ضرور ہے حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے

وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ یعنی اون لوگون کی تعریف فرمائی ہے جو غصہ کو پی جاتے ہین رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص غصے کو پی جاتا ہے حق سبحانہ تعالی اپنا عذاب اوسپر سے اوٹھا لیتا ہے اور جو کوئی حق تعالے کی
تقصیر مین عذر کرتا ہے حق تعالی اوسکا عذر قبول فرماتا ہے اور جو شخص زبان کو نگاہ رکھتا ہے حق تعالی اوسکی شرم چھپاتا ہے اور فرمایا ہے
کہ جو شخص غصہ نکال سکتا ہے اور پی جائے قیامت کے دن حق تعالی اوسکے دلکو رضامندی سے بھر دیگا اور فرمایا ہے کہ دوزخ کا
ایک دروازہ ہے اوسمین سے کوئی اندر نہ جائیگا مگر وہ شخص جسنے اپنا غصہ خلاف شرع نکالا ہے اور فرمایا ہے کہ جو جو گھونٹ آدمی
پیتا ہے اونمین سے کوئی گھونٹ غصہ کے گھونٹ سے زیادہ حق تعالی کے نزدیک دوست نہین ہے اور جو بندہ غصے کا گھونٹ
پیتا ہے حق تعالی اوسکے دل کو ایمان سے پُر کر دیتا ہے حضرت فضیل عیاض اور حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالی عنہما اور
بزرگون کی ایک جماعت نے اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ غصے کے وقت بردباری اور طمع کے وقت صبر کرنے سے زیادہ کوئی
کام افضل نہین ہے ایک شخص نے خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے سخت بات کہی اونھون نے سر جھکا لیا اور فرمایا
کہ تو نے چاہا تھا کہ مجھے غصہ مین لائے اور شیطان کبر سلطنت کی وجہ سے مجھے جگہہ سے اوٹھائے تا کہ آج تو مین تجھے غصہ کرون اور
فرداے قیامت کو تو مجھسے بدلا لے یہ ہرگز نہوگا اور چپ ہو رہے ایک نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی ایسا ہے جو مجھسے قبول کر لے اور کفالت کرے کہ خشمگین نہوگا
اور میرے بعد میرا خلیفہ رہے اور بہشت مین میرے برابر رہے ایک شخص نے عرض کیا کہ مینے قبول کیا اور کفالت کی دوبارہ پھر فرمایا اوسنے پھر عرض کیا کہ مین نے
قبول کیا اور عہد وفا کرکے اون نبی کا قائم مقام ہوا لوگون نے اوسکا ذوالکفل نام رکھا اس سبب سے کہ اوسنے کفالت کی یعنی قبول کیا

فصل اے عزیز جانو کہ حق تعالی نے آدمی مین غصہ اسواسطے پیدا کیا کہ اوسکا ہتھیار بنے اور اوس سے ہر چیز نقصان کرتی ہے
اوسے اپنے سے باز رکھے جیسا کہ خواہش کو اسواسطے پیدا کیا ہے کہ آدمی کا آلہ ہو تا کہ جو چیز آدمی کو مفید ہو اوسے اپنی طرف کھینچ لے
آدمی کو ان دونون چیزون سے چارہ نہین ہے لیکن جب افراط سے ہونگی تو نقصان کرینگی اور اوس آگ کے مثل ہو جاینگی جو
دل مین لگے اور اوسکا دہوان دماغ مین بھر جائے اور عقل و فکر کی جگہہ کو تاریک کر دے تا کہ آدمی وجہ صواب کو نہ دیکھے جیسے وہ
دہوان جو کسی غار مین بھر جاتا ہے تو اوسے ایسا تاریک کر دیتا ہے کہ کوئی جگہہ نہین دکھائی دے سکتی اور یہ بات نہایت مذموم ہے اسی
سبب سے بزرگون نے کہا ہے کہ غصہ غول عقل ہے اور شاید کہ یہ غصہ ضعیف ہو تو یہ بھی مذموم ہے اسواسطے کہ حمیت ناموس اور کافرون
سے ساتھ جہاد کرنے اور دین کی حمیت غصہ ہی سے پیدا ہوتی ہے حق سبحانہ تعالی نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے جَاهِدِ
الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ اور صحابہ کی تعریف فرمائی اور ارشاد کیا اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ یہ سب غصے کا ثمرہ ہے
تو چاہیے کہ غصہ نہ شدت سے ہو نہ ضعیف ہو بلکہ معتدل ہو اور دین اور عقل کے اشارے مین ہو بعض لوگ سمجھے ہین کہ ریاضت سے
غصہ کی جڑ اوکھاڑ ڈالنا مقصود ہے یہ سمجھنا خطا ہے اسواسطے کہ غصہ تو ہتھیار ہے اوس سے چارہ نہین اور جب تک آدمی زندہ
ہے تب تک غصہ کی جڑ کا معدوم ہونا محال ہے جسطرح اصل شہوت کا باطل ہونا ممکن نہین ہے مگر یہ ممکن ہے کہ بعض کام کے سبب سے
بعض وقت غصہ بالکل پوشیدہ رہے اور لوگ سمجھین کہ غصہ نیست و نابود ہوگیا اسکی تفصیل یہ ہے کہ غصہ اس سبب سے آتا ہے کہ جس چیز کی

حاجت اوسے ہو وہ کوئی چھین لینے کا قصد کرے اور جس چیز کی حاجت نہو مثلاً کسی کا ایک کتا ہو کہ وہ اوس کتے سے
بے پروا ہو تو اگر کوئی شخص اوس کتے کو لیجائے یا مار ڈالے تو ممکن ہے کہ جسکا کتا تھا وہ خشمگین نہو لیکن کھانا کپڑا گھر تندرستی اور
ایسی چیزون سے حاجت ہرگز منقطع نہین ہوتی تو اگر کسی کو زخمی کرین تاکہ اوسکی سلامتی فوت ہو جائے یا اوسکا کھانا کپڑا چھین لین
تو ضرور غصہ ظاہر ہوگا اور جس شخص کو حاجت بہت ہوگی اوسے غصہ بھی بہت ہوگا اور وہ بہت بیچارہ اور واماندہ ہوگا اسواسطے
کہ آزادی بے حاجتی ہی مین ہے جسقدر حاجت زیادہ ہوتی ہے آدمی اوسقدر قید سے زیادہ نزدیک ہوتا ہے اور ممکن ہے
کہ کوئی شخص ریاضت کرتے کرتے اپنے تئین ایسا کردے کہ اوسے بقدر ضرورت ہی حاجت پڑا کرے حتی کہ جاہ ومال اور
دنیا کی فضول چیزون کی حاجت جاتی رہے تو جو غصہ اوس حاجت کا تابع ہے وہ بھی خواہ نخواہ جاتا رہیگا اسواسطے کہ
جو شخص جاہ کی تلاش مین نہین ہوتا ہے تو جو آدمی اوسکے آگے چلے یا مجلسون مین اوس سے برتر جگہہ بیٹھے تو وہ شخص غصہ
نہین کرتا اس امر مین خلق مین بڑا تفاوت ہے اسواسطے اکثر غصے جاہ ومال کی زیادتی کے سبب سے ہوتے ہین حتی کہ ایسا ہوتا ہے
کہ کوئی ادنی چیزون مین فخر کرتا ہے جیسے شطرنج چوسر کبوتر بازی بہت شرابخواری اگر کوئی شخص اوسے کہے کہ شطرنج خوب
نہین کھیلتا اور شراب بہت نہین پیتا تو وہ خشمگین ہوتا ہے اور اسمین کچھ شک نہین ہے کہ جو غصہ اس قسم کا ہوتا ہے ریاضت
کرنے سے آدمی اوس سے رہائی پا سکتا ہے لیکن جو چیزین آدمی کو ضروریات سے ہین اونمین اصل خشم باطل نہین ہوتا اور
باطل ہونا چاہیے بھی نہین کہ یہ اچھی بات نہین ہے لیکن یہ چاہیے کہ ایسا غصہ نہو کہ اوسے بے اختیار کردے اور برخلاف
عقل وشرع اوسپر غلبہ کرے ریاضت کرتے کرتے آدمی غصہ کو اس درجہ پر لا سکتا ہے اس امر پر کہ غصہ کی جڑ نہین جاتی
اور اوسکا جانا چاہیے بھی نہین یہ دلیل ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم غصہ سے خالی نہ تھے اور فرمایا کہ مین ایک آدمی ہون
اَغْضَبُ کَمَا یَغْضِبُ الْبَشَرُ یعنی جسطرح آدمی غصہ کرتے ہین اوسیطرح مین بھی غصہ کرتا ہون جس کسیکو مین لعنت کرون یا غصہ
مین سخت کلام کہون یا مار بیٹھون تو بار خدایا اوسے تو میری طرف سے اوسپر رحمت کا سبب کردے حضرت عبداللہ ابن عمر
ابن العاص رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ جو فرماتے ہین اوسے مین لکھتا ہون اگر غصہ مین کچھ فرمائین تو
کیا کہ اوسے بھی لکھ لیا کرو کہ قسم ہے اوس خدا کی جسنے مجھے رسول برحق کرکے خلق کیطرف بھیجا ہے کہ اگر مین غصہ مین بھی ہوتا ہون
تو بھی حق بات کے سوا میری زبان سے اور کچھ نہین نکلتا تو آپ نے یہ فرمایا کہ مجھے غصہ نہین ہے لیکن یہ فرمایا کہ غصہ مجھے حق
اور انصاف سے خارج نہین کرتا ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا ایکدن خشمگین ہوئین حضرت رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا شیطان آیا اونھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپکا شیطان نہین ہے فرمایا کہ ہے
لیکن حق تعالی نے مجھے اوسپر فتح دی حتی کہ وہ میرا زیردست ہوگیا نیک بات کے سوا اور کچھ حکم نہین کرتا آپ نے یہ نہ فرمایا کہ
مجھے غصہ کا شیطان نہین ہے **فصل** العزیز جان تو کہ اگرچہ باطن سے غصہ کی جڑ نہین اوکھڑتی لیکن ممکن ہے کہ کسی شخص پر بعض یا
اکثر اوقات توحید غالب ہوجائے جو کچھ وہ دیکھے خدا ہی کیطرف سے دیکھے تو اس توحید کے سبب سے غصہ پوشیدہ ہوجاتا ہے

اور اوس شخص مین کچھ بھی غصہ نہین پیدا ہوتا جیسا کہ کسیکو لوگ پتھر مارین تو کسی حال مین وہ پتھر پر غصہ نہین کرتا اگرچہ اوسکے باطن مین
غصہ کی جڑ برقرار ہوتی ہے اسواسطے کہ وہ خطا پتھر سے نہین دیکھتا بلکہ اوس شخص کی خطا جانتا ہے جسنے پتھر پھینکا اور اگر کوئی
بادشاہ حکم لکھے کہ فلانے آدمی کو قتل کرو تو وہ قلم پر خشمگین نہین ہوتا کہ اس سے لکھا ہے اسواسطے کہ جانتا ہے کہ قلم تو مسخر ہے اگرچہ
حرکت اوسمین ہے لیکن اوس سے نہین ہے علی ہذا القیاس جس شخص پر توحید غالب ہوتی ہے تو وہ ضرور بالضرور جانتا ہے کہ جو
کام خلق سے ہوجاتا ہے اوسمین خلق بے اختیار ہے کیونکہ اگرچہ حرکت تو قدرت کے قید مین ہے لیکن قدرت ارادہ اور خواہش
کی قید مین ہے اور ارادت آدمی کے اختیار مین نہین ہے لیکن خواہش کو اوسپر مسلط کردیا ہے چاہے یا نچاہے اور جب آپ
کو بھیجا اور قوت عنایت فرمائی تو ضرور فعل حاصل ہوگا تو اوسکی مثل اوس پتھر کی سی ہے جو اوسپر پھینکین اور پتھر سے دکھ درد حاصل ہو
لیکن پتھر پر غصہ نہین کرتا تو اگر بکری سے اوس موحد کی روزی تھی اور بکری مرگئی تو وہ رنجیدہ ہوگا لیکن خشمگین نہوگا اور جب کوئی اوسے
مار ڈالے تو اگر توحید کا نور غالب ہوگا تو بھی چاہیے کہ ویسا ہی رہے لیکن توحید کا غلبہ ہمیشہ ایسا نہین رہتا بلکہ بجلی کی طرح آن کی آن
رہتا ہے اور تقاضاے بشریت اور جو اسباب درمیان مین ہین اونکی طرف التفات پیدا ہوجاتا ہے اور اکثر آدمی بعض اوقات
ایسے ہوتے رہے ہین اور یہ نہین ہے کہ غصہ کی جڑ نکل گئی لیکن چونکہ اس امر کو کسی آدمی سے نہین سمجھتا ہے اس سبب سے غصہ کا
رنج نہین پیدا ہوتا جیسے پتھر جو اوسپر آتا ہے بلکہ ممکن ہے کہ اگرچہ غلبہ توحید نہو لیکن اوسکا دل کسی بہت بڑے کام مین ایسا مشغول ہو
کہ اوسکے سبب سے غصہ پوشیدہ رہے ظاہر نہو حضرت سلمان رضی اللہ تعالی عنہ کو ایک شخص نے گالی دی اونھون نے کہا کہ اگر
قیامت کے دن میرے گناہون کا پلہ بھاری ہوگا تو جو کچھ تو کہتا ہے اس سے بھی مین بدتر ہون اور اگر گناہون کا پلہ ہلکا ہوگا
تو تیری بات سے مجھے کیا ڈر ہے ربیع ابن خثیم رحمہ اللہ تعالی علیہ کو کسینے گالی دی کہنے لگے کہ میرے اور جنت کے درمیان مین
ایک گھاٹی ہے مین اوسے طے کرنے مین مشغول ہون اگر طے کر گیا تو تیری بات کا کچھ ڈر نہین اور اگر طے نہ کر سکا تو جو کچھ تو کہتا ہے
یہ میرے حق مین بہت ہی کم ہے یہ دونون بزرگ آخرت کے غم مین ایسے ڈوبے ہوے تھے کہ گالی دینے سے انکا غصہ ظاہر نہوا
امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو کسینے گالی دی فرمایا کہ جو میرا حال تجھپر پوشیدہ ہے وہ اس سے بہت زیادہ ہے
وہ اپنے ساتھ جو مشغولی رکھتے تھے اوسکے سبب سے اونکا غصہ ظاہر نہوا حضرت مالک دینار رحمہ اللہ تعالی علیہ کو ایک عورت نے
ریاکار کہکر پکارا فرمایا کہ اے نیکبخت تیرے سوا مجھے کسینے نہین پہچانا حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالی کو ایک شخص نے کوئی بات کہی کہنے لگے
کہ اگر تو سچ کہتا ہے تو مجھے خدا بخشے اور اگر جھوٹ کہتا ہے تو تجھے بخشے یہ حالات اس بات کی دلیل ہین کہ ایسی حالتون کے سبب
غصہ کا مقہور اور مغلوب رہنا ممکن ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی نے معلوم کیا ہو کہ حق تعالی اوسے دوست رکھتا ہے جو غصہ نکرے
تو جب غصہ کا سبب پیش آئے تو حق تعالی کی محبت اوس غصہ کو چھپائے جسطرح کسیکا کوئی معشوق ہو اور اوسکا بیٹا عاشق کو گالیان
دیتا ہو اور عاشق جانے کہ معشوق چاہتا ہے کہ وہ اوس جفا کو درگذشت کرے تو غلبہ عشق اوسے ایسا کردیتا ہے کہ اوس جفا کا
درد و رنج عاشق کو معلوم نہین ہوتا اور غصہ نہین کرتا آدمی کو چاہیے کہ ان سببون مین سے کسی سبب سے ایسا ہوجائے کہ اپنے

غصہ کو مار ڈالے اگر یہ نہین کر سکتا تو اوسکی قوت توڑ دے تاکہ غصہ سرکشی نکرے او عقل و شرع کے برخلاف حرکت نکرے [illegible]
الغریز جانو کہ غصے کا علاج اور اوسکی ریاضت فرض ہے اسواسطے کہ اکثر خلق کو غصہ ہی دوزخ مین لیجاتا ہے اور غصے سے بہت سے [illegible]
پیدا ہوتے ہین اوسکا علاج دو طرح پر ہوتا ہے ایک کی مثل مسہل کے مانند ہے کہ غصے کی جڑ اور مادہ کو باطن سے نکال ڈالے اور
ایک کی مثل سکنجبین کی ایسی ہے کہ تسکین کر دے جڑ اور مادی کو نہ نکال ڈالے مسہل تو یہ ہے کہ آدمی دیکھے کہ باطن مین غصے کا کیا سبب ہے
اور اوس سبب کو جڑ سے اوکھاڑ ڈالے اور اوسکے پانچ سبب ہین پہلا سبب کبر ہے اسواسطے کہ متکبر ذراسی بات یا معاملے مین جو
اوسکی تعظیم کے برخلاف ہو خشمگین ہوتا ہے تو تکبر کو فروتنی سے توڑنا چاہیے اور سمجھ لے کہ مین بھی اور بندون کی جنس سے ہون اور
بزرگی نیک اخلاق کے سبب سے ہوتی ہے اور کبر اخلاق بد مین سے ہے اور فروتنی کے سوا اور کسی چیز سے زائل نہین ہوتا دوسرا
سبب عجب ہے کہ اپنی شان مین کچھ اعتقاد رکھتا ہے اسکا علاج یہ ہے کہ اپنے تئین پہچانے کبر اور عجب کا تمام علاج اپنے مقام پر کیا جائیگا
تیسرا سبب مزاح ہے کہ اکثر اوقات اوسکا نتیجہ غصہ ہوتا ہے تو چاہیے کہ اپنے تئین آخرت کے کام بنانے اور نیک اخلاق پیدا کرنے مین
جد و جہد سے مشغول کرے اور مزاح سے باز رہا کرے علی ہذا القیاس ہنسنا اور مسخراپن بھی موجب خشم ہوتا ہے تو اپنے تئین اس سے
محفوظ رکھنا چاہیے اسواسطے کہ جو شخص دوسرون سے ہنسی کریگا اوس سے اور لوگ بھی ہنسی کرینگے اور اوسکی ہنسی کا جواب دینگے
تو اسنے ہنسی کرکے خود اپنے تئین ذلیل کیا چوتھا سبب کسیکو ملامت کرنا اور کسیکا عیب کرنا یہ بھی جا بجا ہے غصے کا سبب ہوتا ہے
اسکا علاج یہ ہے کہ سمجھ لے کہ جو خود بے عیب نہو اوسے عیب کرنا نہین پہونچتا ہے اور بے عیب کوئی نہین ہے یعنی کسیکو نہ چاہیے
کہ دوسرے کا عیب کرے پانچوان سبب مال و جاہ کی حرص ہے اور مال و جاہ کی اکثر حاجت ہوتی ہے جو بخیل ہوتا ہے اوس سے
اگر ایک حبہ جاتا رہے تو وہ خشمگین ہوتا ہے اور جو طامع ہوتا ہے تو جو ایک لقمہ اوس سے فوت ہو جائے اوسکے سبب سے خشمناک ہوتا ہے
اور یہ سب بد اخلاق ہین اور غصے کی جڑ بھی ہین اسکا علاج علمی بھی ہے علمی تو یہ ہے کہ آدمی آفت اور برائی جانے کہ دین و دنیا دونون
ضرر کا قصد ہے تا کہ دل سے اوس سے نفرت کرے پھر علاج عملی مین مشغول ہو اور علاج عملی یہ ہے کہ ان صفتون کی مخالفت کرے اسواسطے کہ
سب اخلاق بد کا علاج یہی ہے جیسا کہ ہم نے ریاضت نفس مین بیان کیا ہے اور غصہ اور اخلاق بد پیدا ہونیکا بڑا سبب یہ ہوتا ہے کہ آدمی
کسی ایسے گروہ کی ساتھ صحبت رکھے جنپر غصہ غالب ہو اور شاید صلابت اور شجاعت اسکا نام رکھین اور اوسکے سبب سے فخر کرین اور حکایت
کرین کہ فلانے بزرگ نے ایک بات مین فلانے آدمی کو مار ڈالا اور اوسکا جان و مال ویران کر ڈالا اور کسی کی مجال نہوئی کہ اوسکے
برخلاف کچھ بات کہتا کیونکہ مرد مردانہ تھا اور مرد ایسے ہی ہوتے ہین کسیکو چھوڑ دینا اپنی ذلت اور بے حمیتی اور نالائقی سمجھتے
تو غصہ جو کتون کی عادت ہے اوسکا نام شجاعت اور مردانگی رکھتے ہین اور حلم اور بردباری جو پیغمبرون کا خلق ہے اوسکا نام نالائقی
رکھتے ہین اور شیطان کا کام یہ ہے کہ سبکو مکر و فریب اور برے الفاظ کے سبب سے نیک اخلاق سے باز رکھتا ہے اور اچھے
الفاظ سے اخلاق بد کی طرف بلاتا ہے اور عقلمند جانتا ہے کہ اگر ایسا ہی غصہ مردی کے سبب سے ہوتا تو چاہیے تھا کہ عورتین
اور لڑکے اور ضعیف نفس بوڑھے اور بیمار غصے سے بہت دور رہتے اور یہ معلوم ہے کہ یہ لوگ بہت جلد غصے مین آجاتے ہین

بلکہ کوئی مردانگی اس مرتبہ کو نہین پہونچتی ہے کہ آدمی اپنے غصہ سے بڑا کے اور یہ انبیا و اولیا علیہم السلام کی صفت ہے اور
دوسری صفت پہلوانون اور ترکون اور اون لوگون کی صفت ہے جو درندہ و چرند سے بہت نزدیک ہین اگر غور تو کرے تو یہ
بزرگی اس بات مین ہے کہ تو انبیا اولیا کے مانند ہو جاے یا اس امر مین کہ احمقون اور جاہلون کے مثل ہو جاے **فصل** الغرض جاننا چاہیے
کہ یہ باتین جو اوپر مذکور ہوئین مادہ خشم کو دفع کرنے کے واسطے مسہل کا حکم رکھتی ہین جو شخص اسے دفع نہین کر سکتا اوسے چاہیے
کہ غصہ جب ہیجان کرے تو اوسکو تسکین دے اور تسکین اوسکی سکنجبین سے ہوتی ہے جو حلم کی شیرینی اور صبر کی تلخی سے بناتے ہین
اور علم و عمل کی معجون سب اخلاق کا علاج ہے علم یہ ہے کہ اون آیتون اور حدیثون مین غور و تامل کرے جو غصہ کرنے کی برائی
اور غصہ پیجانے کے ثواب مین نازل اور وارد ہوئی ہین چنانچہ اسکا بیان اوپر گذرا اور اپنے دل سے کہے کہ جتنی قدرت تو دوسرے پر
رکھتا ہے اوس سے زیادہ قدرت حق تعالی تجھپر رکھتا ہے اور حق تعالی سے تیری مخالفت بہت بڑھکر ہے اگر تو کسی پر غصہ کریگا
تو قیامت مین خدا کے غضب سے کیونکر بچیگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غلام کو کسی کام کے واسطے بھیجا وہ دیر کے بعد آیا
آپ نے فرمایا کہ قیامت کا انتظام نہوتا تو مین تجھے مارتا اور اپنے دل سے یون کہے کہ یہ تیرا غصہ اسواسطے ہے کہ جسطرح خدا نے چاہا
اوسیطرح تیرا کام ہوا تیرے چاہنے کے موافق اور یہ ربوبیت مین جھگڑنا ہے یہ اسباب جو آخرت سے علاقہ رکھتے ہین انکے سبب سے
اگر غصہ نہ ٹھہر جاے تو دنیا کی غرض پیش خود تجویز کرے اور اپنے دل مین کہے کہ اگر تو غصہ نکالیگا تو شاید طرف ثانی بھی برسر مقابلہ
آجاے اور بدلا لے اور اپنے دشمن کو حقیر و ناچیز نہ سمجھنا چاہیے اگر مثلاً لونڈی غلام ہو کہ خدمت مین قصور کرتا ہے اور بھاگ جاتا ہے
شاید کہ کچھ غدر و فریب کر بیٹھے اور غصہ مین جو بری صورت بنجاتی ہے اوسے بھی یاد کرے کہ ظاہر کیسا برا اور متغیر ہو جاتا ہے اور اوسکا
بھیڑیے کی ایسی صورت ہو جاتی ہے جو کسی کے پیچھے پڑا ہو اور باطن مین بالکل آگ لگجاتی ہے اور بھوکے کتے کے مثل ہو جاتا ہے
اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب طرح دینے کا قصد کرتے ہین تو شیطان کہتا ہے کہ سکوت کرنا تیری عاجزی اور ذلت سے جانین گے
اور تیری حشمت کے واسطے یہ امر نقصان ہے اور لوگون کی نگاہ مین تو حقیر ہو جاییگا تو اوسے یہ جواب دینا چاہیے کہ کوئی عزت اس سے
نہین پہونچتی کہ آدمی انبیا علیہم السلام کی سیرت اختیار کرے اور حق تعالی کی خوشنودی ڈھونڈھے اگر آج لوگ مجھے خوار و ذلیل جانین
تو یہ اوس سے بہتر ہے کہ فردائے قیامت کو مین خوار و ذلیل ہون یہ اور اوسکی مثل علمی علاج ہے اور علاج عملی یہ ہے کہ زبان سے کہے
اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیمِ اور سنت یہ ہے کہ آدمی غصہ کے وقت اگر کھڑا ہو تو بیٹھ جاے اور اگر بیٹھا ہو تو
لیٹ جاے اگر اس سے غصہ نہ ٹھہرے تو ٹھنڈے پانی سے وضو کرے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ غصہ آگ سے ہے پانی سے ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور ایک روایت مین ہے کہ سجدہ کرے اور منہ خاک پر رکھے تا کہ آگاہ ہو جاے
کہ مین خاک سے پیدا ہون اور بندہ ہون اور اوسے غصہ کرنا نہین پہونچتا ایک دن امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ
خشمگین ہوئے ناک مین ڈالنے کو پانی مانگا اور فرمایا کہ غصہ شیطان سے ہے ناک مین پانی ڈالنے سے جاتا رہتا ہے حضرت ابوذر
رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک دن کسی سے لڑائی کی اور کہا یا ابن الحمرا یعنی اوسکی مان کا عیب کیا کہ اوسکا سرخ رنگ ہے یعنی لونڈی ہے

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوذر مین نے سنا ہے کہ تو نے آج کسیکا عیب کیا ماں کے سبب سے ای ابوذر تو جان رہ کہ تو کسی سیاہ اور سرخ سے افضل نہین ہے مگر یہ کہ تقوی مین اوس سے زیادہ ہو حضرت ابوذر اوس شخص سے عذر کرنے گئے وہ شخص سامنے آیا اور حضرت ابوذر کو سلام کیا ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کو جب غصہ آتا تو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اونکی ہنی مبارک پکڑتے اور فرماتے کہ اے عائشہ کہو اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ وَاَذْھِبْ غَیْظَ قَلْبِیْ وَاَجِرْنِیْ مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ یہ بھی کہنا سنت ہے

فصل ایعزیز جانتو کہ اگر کوئی شخص کسی پر ظلم کرے یا سخت بات کہے تو اولی تر یہ ہے کہ وہ چپ ہو رہے جواب نہ دے مگر چپ رہنا واجب نہین ہے اور ہر باتکا جواب دینے کی بھی اجازت نہین ہے گالی کے مقابلہ مین گالی دینا غیبت کے بدلے غیبت کرنا یا اور ایسی باتین درست نہین ہین کیونکہ ان سببون سے تعذیر واجب آتی ہے لیکن اگر کوئی شخص ایسی سخت بات کہے جسمین کچھ جھوٹ نہو اوسمین اجازت ہے وہ قصاص کے مثل ہے ہرچند کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص تیرا عیب اوس امر کے سبب سے کرے جو امر تجہہ مین ہو تو اوسکا عیب اوس چیز کے سبب سے جو اوسمین ہے نہ کر یہ احتساب کا طریقہ ہے اور نہ کہنا واجب نہین ہے اگر گالی اور زنا کی طرف نسبت نہو اسپر دلیل یہ ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا فَعَلَی الْبَادِیْ حَتّٰی یَعْتَدِیَ الْمَظْلُوْمُ یعنی دو آدمی جب ایک دوسرے کو برا کہین تو جو کچھ کہینگے وہ اوسی پر ہے جسنے ابتدا کی حتی مظلوم حد سے تجاوز کر جاوے پس اوسکو جواب دیا حد سے تجاوز کرنے کے پہلے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج طاہرات نے حضرت خاتون جنت بی فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے پیغام دیا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہو کہ ہم مین اور حضرت عائشہ رضہ مین انصاف کا خیال رکھا کیجے کہ آپ اونھین بہت چاہتے ہین اور اونکی طرف بہت رغبت کرتے ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم خواب مین تھے کہ حضرت بی فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا نے پیغام دیا آپ نے فرمایا کہ اے فاطمہ رضہ جسے مین دوست رکھتا ہون اوسے کیا تو دوست نہین رکھتی عرض کیا کہ مین بھی اوسے دوست رکھتی ہون فرمایا کہ تو بھی عائشہ کو بہت دوست رکھ کہ مین اوسے بہت دوست رکھتا ہون حضرت بی فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا اون ازواج طاہرات کے پاس گئین اور یہ ماجرا بیان کیا اونھون نے کہا کہ اس بات سے ہماری سیری نہین ہوتی حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہا جو ازواج طاہرات مین سے تھین سبھون نے اونھین بھیجا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مین وہ مجھسے برابری کا دعوی کرتی تھین وہ آئین اور کہنے لگین کہ ابوبکر رضہ کی بیٹی ایسی ہے اور ابوبکر رضہ کی بیٹی ویسی ہے وہ برا کہتی تھین اور مین خاموش تھی کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے جواب دینے کی اجازت دین جب آپ نے اجازت دی تو مین بھی جواب دینے لگی اور برا کہنے لگی یہانتک کہ میرا دہن خشک ہوگیا اور وہ عاجز آئین پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای زینب رضہ یہ ابوبکر رضہ کی بیٹی ہے یعنی گفتگو مین تم اوس سے بر نہ آؤگی تو یہ غصہ اس بات کی دلیل ہے کہ جواب دینا درست ہے بشرطیکہ سچ ہو جھوٹ نہو جیساکہ یون کہے کہ اے احمق اے جاہل شرم کر چپ رہ کیونکہ کوئی آدمی حماقت اور جہل سے خالی نہین ہوتا ہے آدمی کو چاہیے کہ جو لفظ بہت زشت نہو اوسکی عادت ڈالے کہ غصہ کے وقت وہی لفظ کہے تاکہ فحش اوسکی زبان پر نہ آنے پائے مثلاً بدبخت

ناکس نا ہموار ہو گیا اور قبل اسکے غصہ جواب دینے پر آئیگا تو حد سے تجاوز کرنا دشوار ہے اسی سبب سے جواب نہ دینا اولی تر ہے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کو برا کہتا تھا حضرت صدیق اکبر رضی چپ تھے جواب دینے لگے
تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اوٹھ کھڑے ہوئے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اب تک تو آپ بیٹھے رہے
جب مین جواب دینے لگا تو آپ اوٹھ کھڑے ہوئے فرمایا کہ تو جب تک چپ تھا فرشتہ تیری طرف سے جواب دیتا تھا شیطان آیا
مین نے نچاہا کہ شیطان کے ساتھ بیٹھون اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی نے آدمیون کو انواع و اقسام پر
پیدا کیا ہے ایک آدمی ہوتا ہے جو دیر کو خشمگین بھی ہو اور خوشنود بھی ہو ایک ہوتا ہے کہ خشمگین بھی جلدی سے ہو اور خوشنود بھی جھٹ پٹ
ہو یہ اوسکے مقابلہ مین ہے اور تم مین بہتر وہ آدمی ہے کہ خشمگین تو دیر کو ہو اور خوشنود جلدی سے ہو اور تم مین بدتر وہ ہے کہ خشمگین تو
جلدی ہو اور خوشنود دیر کو **فصل** ایعزیز جانتو کہ جو شخص اختیار اور دیانت سے غصہ پی جاتا ہے وہ نیکبخت ہے لیکن اگر عجز اور ضرورت
کے سبب سے پی جائیگا تو غصہ اوسکے باطن مین جمع ہوکر بر اور کپٹ کا سرمایہ ہوگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْمُؤْمِنُ
لَیْسَ بِحَقُوْدٍ یعنی مومن کینہ ور نہین ہوتا تو کینہ غصہ کا بیٹا ہے اور اوس سے آٹھ پوتے پیدا ہوتے ہین اونمین سے ہر ایک دین کی
تباہی کا سبب ہوتا ہے پہلا تو حسد ہے کہ جسکے ساتھ کینہ ہے آدمی اوسکی خوشی پر رنجیدہ ہوتا ہے اور رنج پر خوش ہوتا ہے دوسرا یہ کہ شماتت کرتا ہے یعنی اوسپر
بلا نازل ہونے کے سبب سے خوشی کرتا ہے اور اوس خوشی کو ظاہر کرتا ہے تیسرا یہ کہ اوس سے زبان کو روک لیتا ہے اور اوسکے سلام کا
جواب نہین دیتا چوتھا یہ کہ حقارت اور ذلت کی نظر سے اوسکو دیکھتا ہے پانچوان یہ کہ غیبت جھوٹ فحش افشاے راز کے ساتھ اوسپر
زبان درازی کرتا ہے چھٹا یہ کہ اوسکا چرچا اور مسخراپن کرتا ہے ساتوان یہ کہ اوسکا حق ادا کرنے مین قصور کرتا ہے رشتۂ قرابت توڑ دیتا ہے
اوسکا قرض نہین دیتا اوسکا مظلمہ نہین پھیرتا اوس سے معافی نہین چاہتا آٹھوان یہ کہ اگر موقع پاتا ہے تو اوسے مارتا ہے ستاتا ہے
اور ونکو اغوا کرتا ہے کہ تم اوسے مارو تو اگر کوئی شخص بڑا ہی دیانت دار ہوتا ہے اور گناہ کا کوئی فعل نہین کرتا تو بھی اس سے خالی
نہین ہوتا ہے کہ اپنا احسان اوس سے پھیرے اور اوسکے ساتھ نرمی نہ کرے اور اوسکے کام مین مہربانی نہ کرے اور ذکر خدا مین
اوسکے ساتھ نہ بیٹھے اور اوسکے حق مین دعا او ثنا نہ کرے یہ سب باتین اوس شخص کے درجون کو گھٹا دیتی ہین اور ان باتونکا نقصان
بہت ہے جیسے مسطح نام جو امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کا عزیز قریب تھا ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ
رضی اللہ تعالی عنہا کے واقعہ افک مین اونہی جب سخن دروغ کہا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے اوسے نفقہ دینا موقوف
کر دیا اور قسم کھائی کہ اب نہ دونگا یہ آیت نازل ہوئی وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْکُمْ وَالسَّعَةِ یہانتک کہ ارشاد ہوا اَلَا تُحِبُّوْنَ
اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَکُمْ یعنی تم یہ قسم نہ کھایا کرو کہ جسنے جفا کی اوسکے ساتھ ہم نیکی نہ کرینگے کیا یہ دوست نہین رکھتے ہو کہ حق تعالی تمہین
بخشدے امیر المومنین حضرت صدیق اکبر نے کہا کہ واللہ مین اس امر کو دوست رکھتا ہون اور پھر اوسے نفقہ دینا شروع کیا تو جس کسیکے
دل مین کسی شخص کی طرف سے کینہ ہوتا ہے وہ تین حال سے خالی نہین ہوتا یا تو اپنے ساتھ مجاہدہ کرتا ہے کہ اوسکے ساتھ نیکی کرون
اور مراعات زیادہ کرون یہ تو صدیقون کا درجہ ہے یا نیکی نہین کرتا تو برائی بھی نہین کرتا ہے یہ پرہیزگارون کا درجہ ہے

یا برائی کرتا ہے یہ فاسقون اور ظالمون کا درجہ ہے جو شخص تیرے ساتھ برائی کرے تو اوسکے ساتھ نیکی کر کہ اس سے زیادہ کوئی چیز موجب تقرب خدا نہین ہے اگر یہ نہو سکے تو معاف کردے کہ معاف کردینے کی بڑی فضیلت ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین باتون پر مین قسم کھا سکتا ہون صدقہ سے کوئی مال کم نہین ہوتا تم صدقہ دیا کرو اور جو شخص کسیکا قصور معاف کرتا ہے تو قیامت کے دن حق تعالی معاف کرنیوالیکی عزت مین زیادتی عنایت فرماتا ہے اور جو شخص سوال اور گدائی کا دروازہ اپنے اوپر کھولتا ہے حق تعالی مفلسی کا دروازہ اوسکے اوپر کھولدیتا ہے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ مین نے نہین دیکھا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حق مین کسی سے بدلا لیا ہو لیکن لوگ جب خدا کی حق کو فروگذاشت کرتے تو اوسپر آپکے غصہ کی کچھ انتہا نہوتی تھی اور جن دو کامون مین آپکو اختیار دیا جاتا اون دونون مین خلق پر جو بہت آسان ہوتا ہے اوسی کو آپ اختیار کرتے لیکن جو گناہ ہوتا اوسے اختیار نہین کرتے تھے حضرت عقبہ ابن عامر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ مین تجھے اوس بات سے آگاہ کرون کہ اہل دنیا اور اہل آخرت کے اخلاق مین کونسا خلق افضل ہے یہ افضل ہے کہ جو شخص تجھسے قطع کرے تو اوس سے مل اور جو تجھے محروم رکھے تو اوسے عطا کر اور جو کوئی تجھپر ظلم کرے تو اوسے عفو کردے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت موسی علیہ السلام نے حق سبحانہ تعالی سے عرض کیا کہ یا الہ العالمین تیرے بندون مین سے تیرے نزدیک کون بندہ عزیز ہے ارشاد ہوا کہ وہ بندہ جو بدلا لینے کی قدرت رکھتا ہو اور عفو کرے اور فرمایا ہے کہ جسنے ظالم کے واسطے بددعا کی وہ اپنا حق لے چکا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ معظمہ کو فتح کیا اور قریش پر قابو پایا تو چونکہ قریش نے آپ پر بہت ظلم کیا تھا اسوجہ سے ڈرتے تھے اور اپنی جان ہاتھ اوٹھائے تھے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ شریف کے دروازہ پر دست مبارک رکھکر فرمایا کہ خدا ایک ہی ہے اوسکا کوئی شریک نہین اوسنے اپنا وعدہ سچ کیا اور اپنے بندون کو فتح دی اور اپنے دشمنون کو شکست نصیب کی تم لوگ کیا دیکھتے ہو اور کیا کہتے ہو قریش نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ خیر کے سوا اور ہم کیا کہین گے آپ کے کرم کے امیدوار ہین اب آپ ہی کے قبضۂ قدرت مین ہے آپ نے فرمایا کہ مین وہ کہتا ہون جو بھائی یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیون سے کہا تھا لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ اور سبکو امن دیدی اور فرمایا کہ تمسے کسیکو کچھ سروکار نہین ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تمام خلق قیامت مین اوٹھے گی تو منادی ندا کریگا کہ جن جن کا اجر حق تعالی پر ہے وہ اوٹھے [illegible] اور جنت مین بے حساب چلے جائینگے اسواسطے کہ یہ لوگ بندگان خدا کا قصور معاف کردیا کرتے تھے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ غصہ کی حالت مین صبر کیا کرو تاکہ بہت فرصت پاؤ اور جب فرصت پاؤ اور بدلا لے سکتے ہو تو معاف کردو ہشام رحمہ اللہ تعالی علیہ کے پاس لوگ ایک قصوروار کو لائے وہ دلیلین کرنے لگا ہشام نے کہا تو میرے سامنے حجت کرتا ہے [illegible] يَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَفْسِهَا احکم الحاکمین کے سامنے تو اپنا عذر بیان کرین بندے حجت کر سکتے ہین [illegible] سامنے کیون نہ حجت کرسکون ہشام نے کہا اچھا آگے کیا کہتا ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کی [illegible]

جو پیونت کرنے لگے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بار خدایا اگر وہ چیز کسی حاجت کے سبب سے چور اوٹھا لیگیا ہے تو اوسے مبارک ہو
اور اگر معصیت کی دلیری سے اوٹھا لیگیا ہے تو اوسکا گناہ اخیر ہو یعنی اس گناہ کے بعد تو اوسے اور گناہون سے بچا حضرت فضیل
رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہین کہ ایک شخص کو مین نے طواف مین دیکھا کہ چورون نے اوسکا مال چورالیا تھا وہ رونے لگا مین نے پوچھا
اے شخص تو مال کے واسطے روتا ہے اوسنے کہا نہین بلکہ مین اس بات پر روتا ہون کہ مین نے فرض کیا کہ قیامت مین وہ چور میرے
ساتھ کھڑا ہے اور اپنے اس گناہ کا کچھ عذر نہین کرتا مجھے اوسپر رحم آیا کچھ قیدیون کو عبدالملک بن مروان کے سامنے لوگ لیگئے وہان
ایک بزرگ تشریف رکھتے تھے اونھون نے فرمایا جو امر تو دوست رکھتا تھا وہ حق تعالی نے تجھے دیا یعنی ظفر اب جو کچھ حق تعالے
دوست رکھتا ہے وہ تو بھی دے یعنی عفو پس عبدالملک نے سب قیدیون کا قصور معاف کردیا انجیل مین ہے کہ جو شخص حق تعالی سے
اپنے ظالم کی مغفرت چاہتا ہے اوس شخص سے شیطان شکست کھاتا ہے تو آدمی کو چاہیئے کہ جب غصہ آئے تو عفو کردے اور کامون مین
نرمی کرنا چاہیئے تاکہ غصہ نہ آنے پائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا عائشہ حق تعالی نے جسے نرمی کی صفت سے بہرہ مند
کیا وہ دین و دنیا سے بہرہ ور ہوا اور جسکو نرمی کی صفت سے محروم کیا وہ دین و دنیا کی خیر سے محروم رہا اور فرمایا ہے کہ حق تعالی رفیق
ہے اور رفق کو دوست رکھتا ہے اور جو کچھ رفق یعنی نرمی کرنے سے عنایت فرماتا ہے سختی کرنے سے نہین دیتا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے فرمایا کہ سب کامون مین نرمی نگاہ رکھا کرو کیونکہ جس کام مین نرمی کا دخل ہوتا ہے وہ
کام بن جاتا ہے اور جس کام مین نرمی منقطع ہو جاتی ہے وہ بگڑ جاتا ہے **حسد اور اوسکی آفتون کا بیان** ایعزیز جانتو
کہ غصہ سے کپٹ پیدا ہوتا ہے اور کینہ سے حسد اور حسد منجملہ مہلکات ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسد نیکیون کو
اسطرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو اور فرمایا ہے کہ کوئی شخص تین چیزون سے خالی نہین ہے گمان بد حسد فال بد سے اور مین تعلیم
کرون کہ اوسکا علاج کیا ہے جب بدگمانی کر تو اپنے دل سے اوسے تحقیق نکر اور اوسپر قائم نہ رہ اور جب بدفالی دیکھے تو اوسپر اعتماد نکر اور جب
حسد پیدا ہو تو دست و زبان کو اوسپر عمل کرنے سے بچا اور فرمایا کہ مسلمانون تم مین وہ چیز پیدا ہونا شروع ہوئی ہے جسنے تمسے پہلے
بہت امتون کو ہلاک کر ڈالا وہ چیز حسد اور عداوت ہے قسم اوس خدا تعالی کی جسکے ہاتھ مین محمد کی جان ہے کہ تم لوگ جنت مین نجاؤگے
تاوقتیکہ ایمان نرکھوگے اور ایمان نرکھوگے تاوقتیکہ ایک دوسرے کے دوست نہوگے اور مین تمھین خبر دون کہ محبت کاہے سے
حاصل ہوتی ایک دوسرے کو علانیہ سلام کیا کرو حضرت موسی علیہ السلام نے ایک مرد کو عرش کے سایہ مین دیکھا انھین اوس مقام
کی آرزو ہوئی کہا کہ حق تعالی کے نزدیک اوس شخص کا بڑا درجہ ہے پوچھا کہ یا اله العالمین یہ مرد کون ہے اور اسکا نام کیا ہے
حق تعالی نے نام تو اونھین نہ بتایا اور فرمایا کہ اسکے کردار سے مین تجھے خبر دیتا ہون کہ اسنے کبھی حسد نہین کیا اور اپنے مان باپ کی
نافرمانی نہین کی اور چغلخوری نہین کی حضرت زکریا علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالی ارشاد کرتا ہے کہ حاسد میری
نعمت کا دشمن ہے اور میرے حکم سے خفا ہوتا ہے اور اپنے بندون مین جو مین نے قسمت کی ہے اوسے پسند نہین کرتا حضرت
سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا نے فرمایا کہ چھ گروہ چھ گناہون کے سبب سے بے حساب دوزخ مین جائینگے حکام ظلم کے سبب سے

غرب تعصب کے سبب سے مالدار تکبر کے سبب سے سوداگر خیانت کے سبب سے گنوار نادانی کے سبب سے علما حسد کے سبب سے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ ایک دن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہم بیٹھے تھے آپ نے فرمایا کہ اسوقت جنتیون مین سے کوئی شخص آتا ہے انصار مین سے ایک شخص بائین ہاتھ مین نعلین لٹکائے ہوئے داڑھی سے وضو کا پانی ٹپکتا ہوا حاضر ہوا دوسرے روز بھی آپنے یہی فرمایا اور وہی شخص آیا تین دن تک ایسا ہی اتفاق ہوا حضرت عبد اللہ بن عمر بن عاص نے چاہا کہ اسکا کردار معلوم ہو کیا ہے اوسکے پاس جاکر کہا کہ مین اپنے باپ سے لڑا ہون چاہتا ہون کہ تین شب تیرے پاس ہون اوسنے کہا اچھا تین شب برابر اوسے دیکھتے رہے سوا اسکے کہ وہ جسوقت سو اوٹھتا تھا تو خدا کو یاد کرتا کوئی عمل نہ دیکھا تب اوسنے کہا کہ مین نے اپنے باپ کی ساتھ لڑائی نہین کی ہے لیکن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیری حق مین یہ فرمایا مین نے چاہا کہ تیرا عمل معلوم کرون اوسنے کہا کہ میرا عمل یہی ہے جو تونے دیکھا جب مین چلا تب اوسنے پکارا اور کہنے لگا کہ ایک بات اور بھی ہے کہ مین نے کبھی کسی کی بھلائی پر حسد نہین کیا کہا اسی سے یہ تیرا مرتبہ ہے حضرت عون بن عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ایک بادشاہ کو نصیحت کی اور فرمایا کہ تکبر سے دور رہا کر اسواسطے کہ حق سبحانہ تعالی کا پہلا گناہ تکبر کے سبب سے ہوا ہے کیونکہ ابلیس نے سجدہ نکیا تو تکبر ہی سے نکیا اور حرص سے دور رہا کر اسواسطے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے حرص ہی نے نکالا اور حسد سے دور رہا کر اسلیے کہ خون ناحق پہلے حسد ہی سے ہوا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے نے اپنے بھائی کو مار ڈالا اور جب صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کا ذکر ہو یا حق تعالی کی صفتین بیان ہون یا ستارون کی باتین ہون تو چپ رہ اور زبان کو نگاہ رکھ بکر بن عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہین کہ ایک مرد بادشاہ کے سامنے ہر روز کھڑا ہوکر کہا کرتا کہ نیکون کے ساتھ نیکی کر کیونکہ بدکردار کو اوسکا کردار ہی کافی ہے اوسے اوسکے کردار پر چھوڑ دے بادشاہ اس بات کے سبب سے اوسے عزیز دیکھتا ایک آدمی نے اوسکا حسد کیا اور بادشاہ سے کہدیا کہ یہ شخص کہتا ہے کہ بادشاہ گندہ دہن ہے بادشاہ نے پوچھا اوسپر کیا دلیل ہے اوسنے کہا کہ آپ اوس شخص کو اپنے پاس بلاکر دیکھیے کہ اپنی ناک پر ہاتھ رکھ لیتا ہے کہ بو نہ سونگھے بعد وہ حاسد آیا اور اوس شخص کو اپنے گھر لیجاکر لہسن پڑا کھانا کھلایا پھر بادشاہ نے اوس شخص کو اپنے پاس بلایا اوسنے اپنا ہاتھ منہ پر رکھ لیا تاکہ بادشاہ کی ناک مین لہسن کی بو نجائے بادشاہ سمجھا کہ اوسنے سچ کہا اور بادشاہ کی عادت تھی کہ بھاری خلعت اور بڑے انعام کا اور کچھ حکم اپنے دستخط خاص سے نہ لکھتا تھا ایک غلام کو لکھا کہ اس خط پہونچانیوالے کا سر کاٹ کر اور اوسکی کھال مین بھس بھر کر میرے پاس بھیجدے اور مہر کرکے اوسی شخص کو خط دیدیا جب وہ باہر نکلا تو اوس حاسد نے اوسے دیکھا پوچھا یہ کیا ہے اوسنے کہا خلعت ہے حاسد بولا مجھے دے اوسنے دیدیا وہ لیکر عامل کے پاس گیا اوسنے کہا کہ اس خط مین تجھے قتل کرکے تیری کھال مین بھس بھرنے کا حکم لکھا ہے بولا سبحان اللہ یہ حکم دوسرے شخص کے حق مین لکھا ہے تم بادشاہ سے پھر پوچھ لو عامل نے کہا کہ بادشاہ کے حکم کو دوبارہ پوچھنے کی حاجت نہین ہوتی غرضکہ اوس حاسد کو قتل کر ڈالا عادت کے موافق دوسرے دن وہ شخص جاکر بادشاہ کے سامنے کھڑا ہوا اور روز جو کہا کرتا تھا وہی کہنے لگا بادشاہ کو تعجب ہوا اور پوچھا تو نے وہ خط کیا کیا وہ بولا کہ فلانے آدمی نے مجھسے مانگا مین نے دیدیا بادشاہ نے کہا کہ وہ تو مجھسے کہتا تھا کہ تو نے ایسا ایسا کہا ہے اسنے عرض کیا کہ مین نے کبھی نہین کہا بادشاہ نے کہا

کہ پھر تو نے منہ اور ناک پر ہاتھ کیون رکھا تھا اوسنے کہا کہ اوس آدمی نے مجھے لہسن کھلایا تھا بادشاہ نے کہا کہ ہر روز تو یہی کہا کرتا ہے
کہ بدکردار کو اوسکا فعل ہی کافی ہے واقعی اوس بدکردار کو کافی ہوگیا حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ تعالی علیہ کہتے ہین کہ دنیا کے باب مین
مین نے کسیکا حسد نہین کیا ہے کیونکہ اگر وہ شخص جنتی ہے تو جو نعمتین جنت مین ہونگی اوسکے مقابلہ مین دنیا کی کیا حقیقت ہے اور اگر دوزخی ہے
تو چونکہ آگ مین جلیگا اوسے اس نعمت سے فائدہ کیا حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی سے ایک شخص نے پوچھا کہ مسلمان حسد کرتا ہے
فرمایا کہ حضرت یعقوب علی نبینا وعلیہ السلام کے بیٹون کو کیا تو بھول گیا اگر سینہ مین ایسا رنج رہے کہ معاملہ کرنے سے نہین نکلتا تو وہ
نقصان نہین کرتا حضرت ابو الدردا رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ جو موت کو بہت یاد کرتا ہے وہ نہ خوش ہوتا ہے نہ حسد کرتا ہے

حسد کی حقیقت کا بیان

ایعزیز جان تو کہ حسد اسے کہتے ہین کہ کسی کو کوئی نعمت ملے اور تجھے برا معلوم ہو تو چاہے
کہ نعمت اوسکی پاس سے جاتی رہے یہ حرام ہے احادیث کی رو سے بھی اور اس دلیل سے بھی کہ یہ حکم الہی سے ناراضی اور خبث باطنی
ہے کیونکہ جو نعمت تجھے نہ ملیگی دوسرے کے پاس سے اوسکا زوال چاہنا خبث کے سوا اور کیا ہے لیکن اگر تو یہ چاہے کہ مجھے بھی ایسی نعمت ملے
اور اسکے پاس بھی نہ زائل ہو اور اوسکے پاس وہ نعمت ہونا تجھے برا نہ معلوم ہو تو اسے غبطہ اور منافسہ کہتے ہین یہ اگر دین کے کام مین
ہے تو اچھی بات ہے اور یہ واجب بھی ہو جاتا ہے اسواسطے کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ اور فرمایا
سَابِقُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ یعنی تم اپنے تئین ایک دوسرے کے آگے بڑھاؤ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسد
نہین ہے مگر دو چیزون مین ایک تو یہ کہ کسیکو حق تعالی مال اور علم دونون عنایت فرماوے اور وہ اپنے مال کو علم کے موافق کام مین لاوے
دوسرے یہ کہ کسیکو علم بے مال کے مرحمت کرے یہ کہے کہ اگر حق تعالی مجھے بھی مال عطا فرماتا تو میں بھی اوسیطرح صرف مین لاتا تو یہ دونون
شخص ثواب مین برابر ہین اور اگر کوئی شخص مال کو فسق مین صرف کرے اور دوسرا کہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو مین بھی یونہی کرتا
تو یہ دونون شخص گناہ مین برابر ہین اس منافست کو بھی حسد کہتے ہین مگر اپنے دوسرے کی نعمت سے کراہت نہین ہوتی اور کراہت نعمت کی
درست نہین ہے مگر جو نعمت کسی فاسق اور ظالم کو ملے کہ وہ اوسکے فسق اور ظلم کا سبب ہو اوس نعمت کا زوال چاہنا درست ہے اور وہ
حقیقت مین فسق اور ظلم کی نیستی اور نابودی چاہنا ہے زوال نعمت چاہنا نہین ہے اسکی علامت یہ ہے کہ جب وہ فاسق توبہ کرے
تو زوال چاہنے والیکو کچھ کراہت نہ رہے اور یہان پر ایک نکتہ یہ ہے کہ حق تعالی نے کسی شخص کو کوئی نعمت دی اور کوئی آدمی اپنے واسطے
بھی ایسی ہی نعمت چاہتا ہے چونکہ نہین ملتی تو شاید کہ یہ آدمی اس تفاوت سے کارہ رہے تو زوال نعمت کے سبب یہ تفاوت جاتا رہا
اور اس آدمی کے دل پر سبکی ہوگا اوسکے رہنے سے اور خوف یہ ہوتا ہے کہ طبیعت اس خواہش سے خالی نہ رہے مگر جب اس کارہ
رہیگا تو ایسا ہوجائیگا کہ اگر اوس شخص کا کام اس آدمی کے اختیار مین ہوجائے تو یہ اوسکی نعمت چھین نہ لیگا بس اسقدر جو طبیعت مین
رہتا ہے اوس سے آدمی ماخوذ نہوگا

حسد کے علاج کا بیان

ایعزیز جانتو کہ حسد دلکی بڑی بیماری ہے معجون علمی اور عملی سے
اوسکا علاج ہوتا ہے معجون علمی یہ ہے کہ حاسد یہ جان لے کہ حسد دین و دنیا مین حاسد کے نقصان اور محسود کے نفع کا سبب ہوتا ہے
حاسد کے واسطے نقصان یہ ہے کہ وہ ہمیشہ غم و اندوہ اور عذاب مین رہتا ہے کیونکہ کوئی وقت اس سے خالی نہین ہوتا کہ کسیکو نعمت

نہ پہونچتی ہو اور جس رنج وکیفیت پر اپنے دشمن کا ہونا چاہتا ہے خود ہی اوس رنج وکیفیت مین رہتا ہے کیونکہ غم حسد سے بڑھکر
کوئی غم نہین ہوتا تو اس سے زیادہ اور کیا بے عقلی ہوگی کہ حاسد اپنے تئین اپنے دشمن کے سبب سے خود رنجیدہ رکھتا ہے اور حسد سے
دشمن کو کچھ نقصان نہین اسواسطے کہ تقدیر الہی مین اوس نعمت کی ایک مدت معینہ ہے وہ پس وپیش کم وبیش کچھ نہین ہوتی
اسواسطے کہ تقدیر ازلی اوس نعمت کا سبب ہے اور بعض لوگ اوس سے نیک طالع تعبیر کرتے ہین بہرحال اس بات پر سب متفق ہین
کہ اوسمین تغیر کو گنجایش نہین اسی سبب سے تھا کہ ایک نبی علیہ السلام نے ایک عورت صاحب سلطنت سے درماندہ ہوکر حق سبحانہ تعالے
کی درگاہ مین بڑی شکایت کی وحی آئی فِرَّ مِنْ قُدَّامِهَا حَتّٰی تَنْقَضِیَ اَیَّامُهَا یعنی اوسکے سامنے سے بھاگ حتی کہ اوسکی
مدت گذر جائے کیونکہ جتنی مدت ازل مین مقدر ہوچکی وہ نہین پھرتی ایک نبی علیہ السلام ایک بلا مین پڑ گئے تھے بہت دعا اور
زاری کرتے تھے اونپر وحی آئی کہ جس دن مین نے زمین وآسمان کا ایک اندازہ ٹھہرایا تیری قسمت مین یہی آیا کیا تو یہ کہتا ہے
کہ نئے سر سے تیرے واسطے قسمت کرون اور اگر کوئی حاسد چاہے کہ اوسکے حسد کے سبب سے نعمت زائل ہو تو اسکا نقصان
اوسیکی طرف پھرے گا اور دوسرے کے حسد کی وجہ سے اپنی نعمت زائل کریگا اور کافرون کا حسد کرنے سے نعمت ایمان بھی
جاتی رہتی ہے جیسا حق تعالی ارشاد فرماتا ہے وَدَّتْ طَّائِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ [illegible]
سر دست رنج وعذاب ہے اور آخرت کا بڑا نقصان ہے اسواسطے کہ احکم الحاکمین کے حکم کے ساتھ اوسکی [illegible]
اور اوس قسمت سے کراہت اور انکار ہے جو حکیم علی الاطلاق نے کمال حکمت کے ساتھ کی ہے اور اسکو [illegible]
نہین دی ہے توحید مین اس سے زیادہ اور کیا خیانت ہوگی پھر اسمین مسلمانون پر نامہربانی بھی ہوتی ہے کہ اونکی بدخواہی کی
اس بدخواہی مین ابلیس کا شریک ہوا اس سے زیادہ اور کیا شامت ہوگی اور محسود کو دنیا مین یہ فائدہ ہے کہ وہ اسکے سوا اور کیا
چاہیگا کہ اوسکا حاسد ہمیشہ رنج وعذاب مین رہے حسد سے زیادہ اور کیا عذاب ہے اسواسطے کہ حاسد کی طرح کوئی ظالم مظلوم کا سا
نہین ہوجاتا اگر محسود کو حاسد کے مرنے کی خبر ہو یا یہ معلوم ہو کہ حاسد حسد کے رنج وعذاب سے چھوٹ گیا تو محسود رنجیدہ ہوتا ہے
اسواسطے کہ وہ چاہا کرتا ہے کہ مین نعمت مین ہمیشہ محسود رہون اور حاسد رنج حسد مین مبتلا رہے اور محسود کا دینی فائدہ یہ ہے کہ وہ
حسد کے سبب سے حاسد کا مظلوم ہے اور شاید کہ حاسد زبان اور معاملہ سے بھی ظلم کرے تو [illegible] اوسکی نیکیان محسود کے نامہ اعمال
مین نقل کردین اور محسود کے گناہ اوسکی گردن پر دہر دین پس حاسد نے تو یہ چاہا کہ محسود سے نعمت دنیا جاتی رہے حالانکہ اوسکی
نعمت آخرت زیادہ ہوگئی اور دنیا مین حاسد کو سر دست رنج وعذاب ہوا اور عذاب آخرت کی نیو جمگئی پس وہ تو یہ سمجھا تھا کہ مین
اپنا دوست اور محسود کا دشمن ہون غور کرے تو حقیقت مین اپنا دشمن اور محسود کا دوست ہے اپنے تئین مغموم اور رنجور رکھتا ہے
اور ابلیس جو بڑا دشمن ہے اوسے شاد اور مسرور کرتا ہے اسواسطے کہ ابلیس نے جب دیکھا کہ حاسد کو علم ورع اور جاہ ومال کی
نعمت حاصل نہین ہے تو ڈرا کہ اگر یہ راضی رہے گا تو اسے ثواب آخرت حاصل ہوگا اوسنے چاہا کہ ثواب آخرت بھی اوس سے فوت
ہوجائے اور فوت ہوگیا کیونکہ جو شخص عالمون اور دیندارون کو دوست رکھتا ہے اور اونکے جاہ وحشمت سے راضی رہتا ہے

وہ قیامت کے دن اونھین کے ساتھہ ہوگا اسواسطے کہ بزرگون نے کہا ہے کہ ثواب اوسے ہے جو عالم ہو یا متعلم یا انکا دوستدار
اور حاسد تینون ثوابون سے محروم ہے حاسد کی مثل اوس شخص کی ایسی ہے جو اپنے دشمن کو مارنے کے واسطے پتھر پھینکے دشمن کے
تو پتھر نہ لگے اولٹکر اوسی شخص کی دہنی آنکھہ پر لگے اور وہ آنکھہ پھوٹ جائے اور اوس شخص کو اور زیادہ غصہ آئے دوبارہ زور سے
پتھر مارے وہ بھی اولٹکر اوسی کی دوسری آنکھہ پھوڑ ڈالے پھر اور پتھر مارے وہ اولٹکر اوسیکا سر توڑے اسیطرح پتھر مار مارکر خود زخمی ہو
اور دشمن صحیح سلامت رہے اور دشمن اوسے دیکھہ دیکھکر ہنسین یہی حال حاسد کا ہے شیطان اسکے ساتھہ مسخرا پن کرتا ہے حسد کی
یہ سب آفتین ہین پھر اگر یہ نوبت پہونچے کہ حاسد دست و زبان سے غیبت کرے اور جھوٹ بولے اور حق بات کا انکار کرے تو اسکا
مظلمہ اور بھی زیادہ ہوتا ہے تو جو شخص جانے گا کہ حسد زہر قاتل ہے وہ اگر عقل رکھتا ہوگا تو حسد اوس سے چھوٹ جائیگا اور علاج عملی
یہ ہے کہ محنت اور مشقت کرکے اسباب حسد کو اپنے باطن سے کھود پھینکے کیونکہ کبر و عجب عداوت جاہ و مال کی محبت وغیرہ حسد کا
سبب ہین جیسا کہ غصے کے بیان مین ہم بیان کر چکے ہین چاہیئے کہ ان جڑون کو اپنے دل سے اوکھاڑ ڈالے یہی سہل ہے تاکہ
حسد خود نرہے جب حسد پیدا ہو تو اوسکو اسطرح روکے اور ٹھہرائے کہ جو کچھہ حسد فرمائے اوسکے خلاف عمل مین لائے مثلاً اگر حسد کہے
کہ فلانے آدمی پر طعن کر اوسکی تعریف کرے اور جب حسد حکم کرے کہ تکبر کر تو فروتنی کرے اور جب کہے کہ فلانے آدمی کی نعمت زائل کرنے مین
کوشش اور عداوت کر تو اوسکی یاری کرے اس سے بہتر کوئی علاج نہین ہے کہ پیٹھہ پیچھے اوسکی تعریف کرے اور اوسکے کام کو بالا کرے
تاکہ وہ سنکر خوشدل ہو تو وہ بھی تجھہ پر ریجھیگا اور اوسکے عکس سے تیرا دل بھی خوش ہوگا اور عداوت منقطع ہو جائیگی جیسا کہ حق تعالی
نے ارشاد فرمایا ہے اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ اس مقام پر شیطان یون بھڑکاتا ہے
کہ اگر تو اپنی فروتنی اور اوسکی تعریف کریگا تو سب تجھے عاجز جانینگے پس العزیز تجھے اختیار ہے خواہ حق تعالی کا فرمان بردار بن خواہ
ابلیس کا اے عزیز جانتو کہ یہ دوا بہت مفید ہے اور نافع ہے لیکن کڑوی ہے آدمی اوسپر صبر نہین کرسکتا مگر قوت علم سے کہ یہ جانے
کہ دین و دنیا مین میری نجات اسی سے ہے اور دین و دنیا مین میری تباہی حسد سے ہے اور ممکن نہین کہ کوئی دوا ایسی ہو جسمین
تلخی اور تکلیف نہ سہنا پڑے اس بات سے قطع امید کرنا چاہیئے جب بیماری ہو تو شفا کی امید پر دوا کی تلخی اور تکلیف گوارا کرنا چاہیئے
ورنہ بیماری منجر بہلاکت ہوگی اور وہ رنج خواہ نخواہ زیادہ ہوگا **فصل** العزیز اگر تو مجاہدہ کی کثرت کریگا تو غالب ہے کہ جس نے تجھے
ستایا ہو اور جو برادوست ہو ان دونون مین تجھے دل سے فرق معلوم ہوجائے اور دونون کی نعمت اور محنت تیرے نزدیک برابر
نرہے بلکہ دشمن کی نعمت سے تو بالطبع کارہ ہوجائے اور اپنی طبیعت پھیرنے کا تو مکلف نہین ہے کیونکہ یہ امر تیرے اختیار مین
نہین تو دو چیزون کا مکلف ہے ایک تو یہ کہ اس کراہیت طبعی کو قول و فعل سے تو ہرگز ظاہر نکر دوسرے یہ کہ عقلاً کارہ رہے اور
اپنے دل مین اس صفت سے انکار رکھے اور اس امر کا خواہان رہے کہ مجھسے یہ صفت جاتی رہے جب تو نے یہ کیا تو وبال حسد سے
چھوٹ گیا لیکن اگر تو قول و فعل سے ہرگز اظہار نکرے اور یہ صفت جو تجھمین پائی جاتی ہے اس سے تو اپنے دل مین کارہ بھی نہو تو بعض
علمانے کہا ہے کہ اسکے سبب سے تو ماخوذ نہوگا اور صحیح یہ ہے کہ ماخوذ ہوگا کیونکہ حسد حرام ہے اور یہ دل کا کام ہے بدن کا نہین

اور جو شخص کسی مسلمان کے رنج کا خواہان اور خوشی سے اندوہگین رہیگا وہ ضرور ماخوذ ہوگا مگر یہ کہ اوس صفت سے تو کراہت رکھے تو البتہ حسد کے وبال سے نجات پائیگا اور حسد سے بالکل وہی شخص نجات پاتا ہے جسپر توحید غالب ہوجائے کسی کو دوست اور دشمن نہ سمجھے بلکہ سبھونکو خدا کا بندہ جانے اور سب امور کو ایک ہی جگہ سے دیکھے اور یہ حالت نادر ہوتی ہے بجلی کیطرح چمک جاتی ہے زیادہ نہین ٹھہرتی ہے

پانچوین اصل علاج محبت دنیا اور اس بیان مین کہ محبت دنیا سب گناہون کی افسر ہے

ایعزیز! جان اس بات کو جان کہ دنیا شرون کی سر ہے اور اوسکی محبت سب گناہون کی جڑ ہے اور اوس چیز سے زیادہ شوم کیا شے ہوگی جو خدا کی دشمن خدا کے دوستون کی دشمن خدا کے دشمنون کی دشمن ہو خدا کی دشمنی تو یون ہوتی ہے کہ راہ خدا مین بندون کی رہزنی کرتی ہے تاکہ بندے خدا تک نہ پہونچین اور خدا کے دوستون کے ساتھ باینطور دشمنی کرتی ہے کہ اونکو اپنا جلوہ دکھاتی ہے اور اونکی نگاہون مین اپنے تئین آراستہ بناتی ہے حتی کہ اوس سے صبر کرنے مین تلخیان چکھتے ہین مصیبتین اوٹھاتے ہین اور خدا کے دشمنون کے ساتھ دشمنی کا یہ انداز ہے کہ مکر و حیلہ سے اونھین اپنے دام محبت مین کھینچتی ہے جب وہ عاشق ہوجاتے ہین تو اونسے دور بھاگتی ہے اور اونکے دشمنون کے قبضہ مین جاتی ہے نابکار رنڈی کیطرح ایک مرد کے پاس سے دوسرے مرد کی بغل مین پڑی پھرتی ہے حتی کہ آدمی اس جہان مین کبھی اوسکا رنج اور کبھی اوسکے فراق کی حسرت کھینچتا ہے اور آخرت مین خدا کا غصہ اور عذاب دیکھیگا دنیا کے پھندے سے کوئی نہین چھوٹتا مگر وہ شخص جو اوسے اور اوسکی آفت کو کما حقہ پہچانے اور اوس سے پرہیز کرے جسطرح جادوگرون سے پرہیز کرتا ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا سے پرہیز کرو کہ ہاروت ماروت سے بھی زیادہ جادوگر ہے ہمنے دنیا کی حقیقت اور آفتین اور دہوکے آغاز کتاب کے تیسرے عنوان مین بیان کیے ہین اور یہان وہ حدیثین بیان کرتے ہین جو دنیا کی مذمت مین وارد ہوئی ہین اسواسطے کہ آیات قرآنی اس مضمون مین بہت ہین اور قرآن اور کتب انبیا اور رسولون کے بھیجنے سے حق تعالی کا یہی مقصود ہے کہ خلق کو دنیا کی طرف سے آخرت کی جانب بلائین اور دنیا کی آفت اور بلا اور محنت خلق سے کہہ سنائین تاکہ خلق اوس سے پرہیز کرے **حدیثون سے دنیا کی مذمت کا بیان** ایعزیز! جانتو کہ رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم ایک دن ایک مری ہوئی بکری کے قریب سے گذرے فرمایا کہ دیکھو یہ مردار کس درجہ خوار ہے کہ کوئی اسکی طرف دیکھتا بھی نہین قسم ہے اوس خدا کی جسکے ہاتھ مین محمد کی جان ہے کہ حق تعالی کے نزدیک دنیا اس سے بھی زیادہ خوار ہے اگر خدا کے نزدیک وہ پر پشہ کے برابر بھی ہوتی تو کوئی کافر ایک چلو پانی بھی نہ پیتا اور فرمایا ہے کہ دنیا ملعون اور جو کچھ دنیا مین ہے وہ سب ملعون ہے مگر جو کچھ خدا کے واسطے ہو اور فرمایا ہے کہ دنیا کی دوستی سب گناہون کی افسر ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص دنیا کو دوست رکھتا ہے آخرت کا نقصان کرتا ہے اور جو آخرت کو دوست رکھتا ہے وہ دنیا کا نقصان کرتا ہے تو جو چیز باقی نرہے اوسے چھوڑکر اوسی چیز کو اختیار کرو جو باقی رہے یعنی دنیا کو چھوڑکر آخرت کو اختیار کرو حضرت زید بن ارقم کہتے ہین کہ مین امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہا کے ساتھ تھا لوگ آپ کے واسطے شہد ڈالکر پانی لائے آپ منہ کے پاس لیجاکر پھیر لائے اور اسقدر شدت سے روئے کہ ہم سب رونے لگے وہ چپ ہوکر پھر رونے لگے کسی کو یہ قدرت نہوئی کہ وجہ پوچھ سکے جب آپ نے

آنکھ بھر آئی تو لوگون نے عرض کیا کہ یا خلیفۃ رسول اللہ یہ کیا ماجرا تھا فرمایا کہ مین ایک دن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین
بیٹھا تھا دیکھا کہ دست مبارک سے کوئی چیز اپنے پاس سے دور فرماتے ہین اور کوئی چیز دکھائی نہ دی مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
یہ کیا ہے فرمایا کہ دنیا ہے اپنی تئین مجھپر عرض کرتی تھی مین نے اوسے دور کیا وہ پھر آئی اور کہا کہ اگر آپ مجھسے بچ گئے تو بچ گئے جو تو
آپ کے بعد ہونگے وہ تو نہ بچینگے اب مین ڈرا کہ اوسنے مجھے پا یا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی نے
ایسی کوئی چیز نہین پیدا کی جو اوسکے نزدیک دنیا سے زیادہ دشمن ہو جب سے دنیا کو پیدا کیا ہے اوسکی طرف دیکھا بھی نہین اور فرمایا ہے
کہ دنیا اوجڑ ہونیکا گھر ہے اور مفلسونکا مال ہے اوسی دنیا کو وہ شخص جمع کرتا ہے جسے عقل نہو اور اوسکی طلب مین وہ شخص عداوت کرتا ہے جو بے علم ہو اور اوسپر حسد وہ کرتا ہے جو بے فقہ ہو اور طلب وہ کرتا ہے
جو بے یقین ہو اور فرمایا ہے جو صبح کو اوٹھے اور اوسکی ہمت دنیا کی طرف ہو وہ مرد اللہ مین سے نہین ہے کیونکہ اوسکے واسطے دوزخ ہے اور چار خصلتین
اوسکے دل کو لازم ہوتی ہین ایک تو وہ رنج جو ہرگز نجائے دوسرے وہ شغل کہ ہرگز اوس سے فرغت نپائے تیسرے ایسی فقیری جس سے
تونگری کے درجہ کو ہرگز نہ پہونچے چوتھے وہ امید جسکی کچھ نہایت ہی نہین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ ایکدن جناب
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو چاہتا ہے کہ تجھے دنیا بالکل دکھا دون یہ فرما کر میرا ہاتھ پکڑ لیا اور ایک گھورے پر لیگئے کہ اوسمین
آدمیون اور بکریون کی کھوپریان اور لتے اور لوگون کی پلیدی پڑی تھی فرمایا اے ابوہریرہ تمھارے سرون کی طرح یہ سر بھی حرص ہوا
سے پر تھے آج استخوان بے پوست ہو گئے اور جلدی خاک ہو جائینگے اور یہ پلیدی وہ انواع و اقسام کے کھانے ہین جنکو بڑی
محنت سے لائے اور اسطرح پھینکدیا کہ سب لوگ اوس سے بھاگتے ہین اور یہ لتے اونکے لباس فاخرہ ہین کہ ہوا مین اوڑتے ہین اور
یہ ہڈیان اونکے چارپایون اور سواریون کی ہڈیان ہین کہ اونکی پیٹھ پر چڑھ چڑھ کر جہان کے گرد پھرتے تھے تمام دنیا یہ ہے جو شخص
چاہے کہ دنیا پر روؤن اوس سے کہدو کہ رو کہ رونے ہی کی جگہہ ہے پس جو شخص حاضر تھا رونے لگا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے زمین و آسمان کے درمیان مین لٹکتی ہے حق تعالی نے اوسکی طرف دیکھا بھی نہین قیامت
کے دن دنیا عرض کریگی کہ یا اللہ جو بندون مین سب سے زیادہ کمتر ہے مجھے اوسکے حوالے فرما ارشاد ہوگا کہ ای ناچیز خاموش رہ اوس
جہان مین تو مین نے پسند ہی نکیا کہ تو کسی کو حاصل ہو بھلا آج پسند کرونگا اور فرمایا ہے کہ کچھ لوگ قیامت مین آئینگے اونکے اعمال
تہامہ کے پہاڑون کے برابر ہونگے اور وہ لوگ دوزخ مین بھیجدیے جائینگے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ نمازی لوگ
ہونگے فرمایا کہ ہان نمازین پڑہی ہونگی روزے رکھے ہونگے شب بیداریان کی ہونگی لیکن دنیا کی چیزون پر گرے ہونگے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایکدن
باہر تشریف لائے اور صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سے ارشاد فرمایا کہ تم مین کون ایسا شخص ہے جو اندہا ہو اور چاہتا ہو کہ حق تعالی
مجھکو ڈہیا کر دے تم یہ جان لو کہ جو شخص دنیا کی رغبت کرتا ہے اور بہت کچھ امید رکھتا ہے حق تعالی اوسیقدر اوسکے دل کو اندہا کر دیتا ہے
اور جو شخص دنیا مین زاہد ہوتا اور تھوڑی امید رکھتا ہے حق تعالی اوسکو بے کسی سے سیکھے ہوئے بڑا علم عنایت فرماتا ہے اور بدون ساطت
کسی راہبر کے اوسکی رہنمائی کرتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایکدن باہر تشریف لائے اور حضرت ابوعبیدہ جراح رضی اللہ تعالی عنہ
نے کچھ مال بحرین سے بھیجا تھا اور انصار نے یہ سنا تھا صبح کی نماز مین ہجوم کیا جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا سب

آپ کے سامنے آکھڑے ہوئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا کہ شاید تمنے سنا ہے کہ مال آیا ہے اونھون نے عرض کیا
ہان آپنے فرمایا کہ بشارت ہو تمکو کہ آیندہ ایسے کام ہونگے جنسے تم خوش ہوگے اور مین تمہاری محتاجی سے نہین ڈرتا ہون اس بات سے
ڈرتا ہون کہ دنیا کا مال حق تعالی تمھین افراط سے عطا کرے جیسا اون لوگون کو عنایت فرمایا جو تمسے پہلے گذر گئے ہین پھر تم اوسمین
مناقشہ کرو جیسا اگلون نے کیا اور ہلاک ہوجاؤ جیسے وہ ہلاک ہوگئے اور فرمایا کہ دنیا کی یاد مین کسیطرح مشغول نہو آپ نے دنیا کے ذکر سے
ممانعت فرمائی تو دنیا کی محبت اور طلب کا کیا ذکر ہے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اونٹنی
تھی اوسے عضبا کہتے تھے سب اونٹون سے خوب دوڑتی تھی ایکدن کوئی اعرابی ایک اونٹ لایا اور اوسکے ساتھ دوڑایا وہ اونٹ
آگے نکلگیا مسلمان غمناک ہوئے آپ نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالی پر حق ہے کہ دنیا مین کسی چیز کو سرفراز نہین کرتا کہ اوسے خوار نہ کردے
اور فرمایا ہے کہ اسکے بعد دنیا تمہاری طرف متوجہ ہوگی اور تمہارے دین کو اسطرح کھا جائیگی جیسے آگ لکڑی کو حضرت عیسی علیہ السلام نے
فرمایا ہے کہ دنیا کو خدا نہ بناؤ تاکہ وہ تمھین اپنا بندہ نہ بنائے خزانہ ایسا رکھا کرو جسکے تلف ہونے سے نہ ڈرو اور ایسے شخص کے پاس رکھو
جو ضائع نہ کرڈالے کیونکہ دنیا کا خزانہ آفت سے خالی نہین رہتا اور جو خزانہ خدا کے واسطے رکھوگے وہ محفوظ رہیگا اور فرمایا ہے کہ دنیا
اور آخرت ایک دوسرے کی ضد ہے جتنا اس ایک کو تو خوش کریگا اوتنی ہی وہ دوسری ناخوش ہوجائیگی اور حضرت عیسی علیہ السلام
نے اپنے حوارین سے فرمایا کہ مین نے تمہارے سامنے دنیا کو خاک مین ملا دیا تم اوسکو پھر نہ لو کیونکہ دنیا کی ایک نجاست یہ ہے کہ اوسمین
خدا کا گناہ ہوتا ہے اور ایک پلیدی یہ ہے کہ جب تک اوسے ترک نہ کرے جبتک کوئی آخرت مین نہین پہونچتا تو تم دنیا سے پار گذر جاؤ
اور اوسکی آبادی مین نہو اور یہ جانے رہو کہ دنیا کی محبت اور خواہش کی کثرت سب گناہون کی سردار ہے اور اوسکا ثمرہ بڑا رنج ہے اور کہا ہے
جسطرح آگ پانی ایک جگہ نہین ٹھہرتا اوسیطرح دنیا اور آخرت کی محبت ایک دل مین اکٹھا نہین ہوتی حضرت عیسی علیہ السلام سے لوگون نے
کہا کہ اگر آپ ایک گھر بنا لین تو کیا ہو فرمایا کہ اورونکے پرانے گھر مجھے کافی ہین حضرت عیسی علیہ السلام کو ایکدن مینہ کی بارش بجلی کی
چمک رعد کی کڑک نے گھیر آپ دوڑتے پھرتے تھے کہ ایسی جگہ ملے جہان پناہ ہو ایک خیمہ دیکھا اوسمین گئے ایک عورت کو دیکھا پھر
آئے ایک غار تھا اوسمین گئے شیر کو دیکھا نکل آئے عرض کیا کہ بار خدایا تو نے جسے پیدا کیا ہے اوسکے واسطے ایک آرام گاہ ہے
مگر میرے واسطے وحی آئی کہ میری رحمت کا گھر یعنی بہشت تیرے آرام کی جگہ ہے بہشت مین سو حورون کو تیرا جوڑا کرونگا اونکو مین نے
اپنے دست لطف سے پیدا کیا ہے چار ہزار برس تیری شادی عروسی رہے گی ہر دن دنیا کی کئی عمرون کے برابر ہوگا اور منادی کو
حکم کرونگا کہ ندا کردے کہ دنیا کے زاہد کہان ہین سب عیسی علیہ السلام کی شادی مین حاضر ہون سب حاضر ہونگے ایکبار حضرت عیسی
علیہ السلام اپنے حوارین کے ساتھ ایک شہر مین گذرے راہ مین سبھون کو مردہ دیکھا فرمایا اے لوگو یہ سب غضب خدا سے مرے ہین
ورنہ زیر خاک ہوتے حوارین نے عرض کیا کہ ہم چاہتے ہین کہ معلوم ہو کس سبب سے یہ مرے ہین اوس رات حضرت عیسی علیہ السلام ایک
بلندی پر چڑھے اور پکارا کہ اے شہر والو ایک شخص نے جواب دیا لَبَّیْکَ یَا رُوْحَ اللہِ فرمایا کہ تمہارا کیا قصہ ہے اوس نے عرض کیا
کہ رات کو تو ہم بخیر و عافیت تھے صبح اپنے تئین دوزخ مین دیکھا فرمایا کیون عرض کیا اسواسطے کہ ہم دنیا کو دوست رکھتے تھے اور

بھلا دین کی اطاعت کرتے تھے فرمایا کہ کیونکر تم دنیا کو دوست رکھتے تھے عرض کیا جسطرح لڑکا مان کو دوست رکھتا ہے
جب دنیا ہمارے پاس آتی تو ہم خوش ہوتے جب چلی جاتی تو غمناک ہو جاتے فرمایا کہ اور ون نے کیون نہ جواب دیا عرض کیا
ان مین سے ہر ایک کے منہ مین آگ کی لگام ہے فرمایا تو نے کیون جواب دیا عرض کیا مین انمین تھا مگر انمین سے نتھا جب عذاب آیا
مین بھی انمین رہ گیا اور اب دوزخ کے کنارے ہون نہین جانتا کہ نجات پاؤنگا یا دوزخ مین جاؤنگا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا
ہے حواریون دنیا اور آخرت کی عافیت کے ساتھ جو کی روٹی اور کھاری نمک کھانا اور ٹاٹ کا لباس پہننا اور گھورے پر سونا
بہت اچھا ہوتا ہے اور فرمایا ہے کہ دین کی سلامتی کے ساتھ تھوڑی سی دنیا کے اوپر قناعت کرو جیسا اورون نے دنیا کی
سلامتی کے ساتھ تھوڑے سے دین پر قناعت کی ہے اور فرمایا ہے کہ کمینے لوگ جو ثواب کے واسطے دنیا طلب کرتے ہین اگر دنیا سے دشمنی دار
دنیا مین تو بہت ثواب پائین حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ السلام ایکدن اپنے تخت پر سوار چلے جاتے تھے جانور اور دیو پری
آپکی خدمت مین حاضر تھے بنی اسرائیل مین سے ایک عابد کی طرف گذرے اوسنے عرض کیا کہ ای ابن داؤد آپ کو
حق تعالی نے بڑی سلطنت عنایت فرمائی فرمایا کہ مسلمان کے نامہ اعمال مین ایک تسبیح اوس سلطنت سے بہتر ہے جو مجھے عنایت
ہوئی اسواسطے کہ وہ تسبیح باقی رہے گی اور یہ سلطنت نرہے گی **شعر** پس از سی سال اینمعنی محقق شد بخاقانی + کہ یکدم با خدا
بودن بہ از ملک سلیمانی + حدیث شریف مین ہے کہ حضرت آدم علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام نے جب گیہون کھایا اور پاخانہ
حاجت ہوئی تو جگہہ ڈھونڈھنے لگے کہ اپنی حاجت سے فرغت پائین حق تعالی نے ایک فرشتہ کو اونکے پاس بھیجا اوسنے
کہا آپ کیا ڈھونڈھتے ہین فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ جو کچھ میرے پیٹ مین ہے اسے کہین رکھون اوسنے کہا کہ جنت کے
کسی کھانے مین حق تعالی نے یہ تاثیر نہین رکھی ہے مگر گیہون مین اب اسے کہان رکھیے گا عرش پر یا کرسی پر یا بہشت کی
نہرون مین یا درختون کے نیچے دنیا مین جائیے کہ ایسی نجاستون کی جگہہ وہین ہے حدیث شریف مین ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام
نے حضرت نوح علی نبینا و علیہ السلام سے پوچھا کہ باوصف اس عمر دراز کے آپ نے دنیا کو کیسا پایا فرمایا جیسے دو دروازون کا گھر
ایک دروازہ سے اندر آیا ایک سے نکل گیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لوگون نے پوچھا کہ ہمین ایسی کوئی چیز بتائیے جس سے
حق تعالی ہمین دوست رکھے فرمایا کہ دنیا کو دشمن رکھو تاکہ حق تعالی تمھین دوست رکھے اسقدر حدیثین کافی ہین لیکن اس باب مین
اور بزرگون کے یہ اقوال ہین کہ امیر المومنین اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابیطالب رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ جسنے
چھہ کیے اوسنے جنت ڈھونڈھنے اور دوزخ سے بھاگنے مین کچھ نہین باقی رکھا خدا کو پہچانا اور اوسکی فرمان برداری کی
شیطان کو جانا اور اوسکی مخالفت پر کمر باندھی حق بات کو پہچانا اور اوسکو مضبوط پکڑا باطل بات کو سمجھا اور اوس سے دست بردار
ہوا دنیا کو پہچانا اور ترک کیا آخرت کو پہچانا اوسکی تلاش مین قائم ہو گیا ایک حکیم کا قول ہے کہ دنیا مین جو چیز حق تعالے
عنایت کرتا ہے وہ تجھسے پہلے کسی کو دیچکا ہوگا اور تیرے بعد اور کسیکے واسطے رہے گی تو اوسپر کیا دل لگاتا ہے صبح شام کے
کھانے کے سوا دنیا مین اور کچھ تیرا حصہ نہین ہے اسقدر کے واسطے اپنے تئین ہلاک نہ کر اور دنیا سے بالکل روزہ رکھ حتی کہ

آخرت مین انحطاط کیونکہ دنیا و ہوس دنیا کا سرمایہ ہے اور ہاویہ یعنی دوزخ اوسکا فائدہ ہے ایک شخص نے حضرت ابو حازم رضی اللہ تعالی عنہ
سے کہا کہ مین دنیا کو دوست رکھتا ہون کیا کرون کہ یہ دوستی میرے دل سے جاتی رہے فرمایا کہ جو کچھ کماؤ حلال سے کماؤ اور بجا صرف کرو اوسکی
دوستی تجھے کچھ نقصان نہ کریگی اور حقیقت مین یہ اسواسطے کہا کہ وہ سمجھے کہ جب ایسا کریگا تو اوسپر دنیا خود منغص ہو جائیگی اور اوسکے دل مین دنیا
بری معلوم ہوگی حضرت یحییٰ بن معاذ کا قول ہے کہ دنیا شیطان کی دکان ہے اوسکی دکان سے کچھ نہ اوٹھاؤ ورنہ شیطان خواہ نخواہ تیرے
پیچھے پڑیگا حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ اگر دنیا سونے کی ہوتی اور فانی ہوتی اور آخرت مٹی کی ہوتی اور باقی ہوتی تو عقل پر
واجب تھا کہ جو مٹی باقی رہے گی اوسکو اوس سونے سے جو فنا ہو جائیگا بہت دوست رکھتی پھر کیونکر ہو کہ تو فانی مٹی کو باقی سونے پر
اختیار کرے حضرت ابو حازم رحمہ اللہ کہتے ہین کہ دنیا سے پرہیز کرو کہ مین نے سنا ہے کہ جو شخص دنیا کو بزرگ جانیگا قیامت مین اوسے ٹھہرا کر اوسکے سر پر
منادی کرینگے کہ یہ وہ شخص ہے کہ جس چیز کو حق تعالی نے حقیر جانا اوسے اسنے بزرگ جانا حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی فرماتے ہین
کہ دنیا مین ہر شخص مہمان ہے اور جو کچھ اوسکے پاس ہے وہ عاریت ہے اور مہمان کا انجام جانا ہے اور عاریت کا انجام پھیر لینا ہے
[illegible] نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ [illegible] دنیا آخرت کے عوض بیچ کہ دونون کا فائدہ اوٹھا اور آخرت کو دنیا کے بدلے نہ بیچنا کہ دونون
کا نقصان [illegible] حضرت [illegible] رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ جب حق سبحانہ تعالی نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو
[illegible] دیا کہ حق تعالی نے [illegible] رسول [illegible] کیا کرین ابلیس نے پوچھا کہ بھلا وہ
دنیا کو دوست رکھتے ہین [illegible] کہا ہان ابلیس نے کہا [illegible] نہ پوجا نہ پوجا مین محبت دنیا مین ان
[illegible] ہین اور جو کچھ [illegible] ہاتھ پر رکھ چھوڑین اور تمام شہر
[illegible] تعالی کا قول ہے کہ [illegible] اب مجھے عنایت فرمائے
[illegible] رضی اللہ تعالی عنہ امیر تھا ہمیشہ
حضرت [illegible] فاروق [illegible] ان کے پاس پہنچے تو [illegible] ایک سپر ایک رحل فرمایا تمنے
[illegible] حسن بصری رحمہ اللہ تعالی نے
خلیفہ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ [illegible] کہ وہ دن آیا سمجھ جسدن [illegible] لکھی ہے مرنگا اس سے
زیادہ اور کچھ نہ لکھا خلیفہ نے جواب لکھا کہ وہ دن آیا جانیے جسدن آپ کہین گے دنیا پیدا ہی نہین ہوئی ہمیشہ آخرت ہی تھی کسی بزرگ کا
قول ہے کہ جو شخص موت کو حق جانتا ہے اوس سے تعجب ہے کہ پھر کیونکر خوش ہوتا ہے اور جو دوزخ کو حق جانتا ہے اوس سے تعجب ہے کہ پھر کسطرح ہنستا ہے
اور جو دیکھتا ہے کہ دنیا کسیکے پاس نہین ٹھہرتی اوس سے تعجب ہے کہ پھر کس طور سے اوس سے دل لگاتا ہے اور جو تقدیر کو حق جانتا ہے اوس سے عجب ہے کہ رزق کے
ساتھ کیونکر دل مشغول رکھتا ہے حضرت داود طائی رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ آدمی توبہ اور اطاعت کو [illegible] پیچھے ڈال دیتا ہے اور بہت [illegible]
بیکار کر دیتا ہے تاکہ اوسکی منفعت دوسرے کو حاصل ہو حضرت ابو حازم رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ دنیا مین ایسی کوئی چیز نہین کہ تو اوسکے
سبب سے خوش ہو اور اوسکے پیچھے ایسی کوئی چیز نہو جسکے سبب سے تو غمگین ہو صاف خوشی تو حق تعالی نے دنیا مین پیدا ہی نہین کی

حضرت حسن بصری قدس سرہ کہتے ہین کہ جو شخص دنیا سے جاتا ہے مرتے وقت تین حسرتین اوسکا ٹہوا دبائے ہوتی ہین ایک تو یہ
کہ جو کچھ اوسنے جمع کیا تھا سیر ہو کر نہ کھایا اور جو امید رکھتا تھا اوس امید کو نہ پہونچا اور آخرت کا کام جیسا چاہیے تھا ویسا نہ کیا حضرت
محمد ابن المنکدر قدس سرہ کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص تمام عمر ہر روز روزہ رکھے اور رات بھر نماز پڑہا کرے اور حج اور جہاد کرے اور سب
حرام چیزون سے پرہیز کرے لیکن دنیا اوسکے نزدیک بڑی چیز ہو تو قیامت مین اوس شخص کو کہین گے کہ یہ وہ ہے جسنے اوس چیز کو بڑا جانا
جسے حق تعالی نے حقیر کہا تھا اوسکا کیا حال ہوگا اور ہم مین کون شخص ایسا نہین ہے ساتھ اسکے گناہ بھی بہت ہین اور فرضون مین بھی
قصور کرتے ہین **مصرع** بحیرتم کہ سر انجام ما چہ خواہد بود + اور بزرگون نے کہا ہے کہ دنیا ایک سرائے ویران ہے اور اوس شخص کا دل
اوس سے بھی زیادہ ویران ہے جو طلب دنیا مین مشغول ہے اور بہشت ایک سرائے آباد ہے اور وہ دل اوس سے بھی زیادہ آباد ہے
جو طلب بہشت مین مشغول ہے حضرت ابراہیم ادہم قدس سرہ نے ایک شخص سے پوچھا کہ تو خواب مین درم کو دوست رکھتا ہے یا جاگتے مین
دینار کو اوسنے کہا کہ جاگتے مین دینار کو فرمایا کہ تو جھوٹ کہتا ہے کیونکہ دنیا خواب ہے اور آخرت جاگنا ہے اور جو کچھ دنیا مین ہے تو اوسکو بہت دوست رکھتا ہے حضرت
یحیی بن معاذ قدس سرہ کہتے ہین عقلمند وہ شخص ہے جو تین کام کرے دنیا سے دست بردار ہو جائے قبل اسکے کہ دنیا خود اوس سے
دست بردار ہو اور قبر تعمیر کرے قبل ازین کہ قبر مین جائے اور حق سبحانہ و تعالی کو خوشنود کرے پیش ازینکہ اوسکے دیدار سے مشرف ہو
اور کہا ہے کہ دنیا کی شومی اس درجہ ہے کہ اوسکی آرزو خدا سے غافل کرتی ہے بعد دنیا کے پانے کا کیا کہنا حضرت بکر بن عبداللہ قدس سرہ
کہتے ہین کہ جو شخص چاہے کہ دنیا داری کے ساتھ اپنی تئین دنیا سے بے پروا کرے اوسکی مثال اوس آدمی کی ایسی ہے جو آگ بجھایا چاہے
اور سوکھی لکڑیان اوسمین ڈالتا جائے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ دنیا چھ چیزون سے عبارت ہے کھانے
پینے پہننے سونگھنے سوار ہو بیٹھنے نکاح کرنے کی چیز سے کھانے کی چیزون مین سب سے بہتر شہد ہے وہ مکھی کے منہ سے نکلتا ہے پینے کی
چیزون مین سب سے بہتر پانی ہے اوسمین تمام جہان برابر ہے پہننے کی چیزون مین سب سے عمدہ تر حریر ہے وہ کیڑون سے پیدا ہوتا ہے
سونگھنے کی چیزون مین سب سے پاکیزہ تر مشک ہے وہ ہرن کا خون ہے سوار ہو بیٹھنے کی چیزون مین سب سے شریف تر گھوڑا ہے
سب مردونکو اوسکی پیٹھ پر قتل کرتے ہین سب شہوتون مین بڑی عورت کی خواہش ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ مثانہ مثانہ مین جاتا ہے
اور عورت مین جو چیز بہتر ہے وہ اوسے سنوارتی ہے اور جو چیز عورت مین بدتر ہے تو اوسے ڈھونڈھتا ہے خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز
کہتے ہین کہ اے مسلمانون حق تعالی نے تمھین ایک کام کے واسطے پیدا کیا ہے اگر تم اوسکا ایمان نہ رکھوگے تو کافر ہو اور اگر ایمان
رکھتے اور آسان جانتے ہو تو احمق ہو حق تعالی نے تمکو ہمیشہ رہنے کے واسطے پیدا کیا ہے مگر ایک سرا سے دوسری سرا مین لیجائیگا

دنیاے بد کی حقیقت کا بیان

ایعزیز جانتو کہ اسکی ایک فصل عنوان مسلمانی مین بیان کی ہے یہان اسقدر جاننا چاہیے
کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دنیا اور جو کچھ دنیا مین ہے وہ ملعون ہے مگر اوسمین سے جو چیز خدا کے واسطے ہے اب
یہ جاننا چاہیے کہ خدا کے واسطے کیا چیز ہے کہ وہ مذموم نہین ہے اور اوسکے سوا جو کچھ ہے وہ ملعون ہے اور اوسکی محبت سب گناہون کی
افسر ہے ایعزیز جانتو کہ جو کچھ دنیا مین ہے وہ تین قسم پر ہے ایک قسم وہ چیز ہے کہ اوسکا ظاہر و باطن دونون دنیا سے ہین اور وہ

خدا کے واسطے نہین ہو سکتی کیونکہ وہ گناہون مین سے ہے اور نیت و قصد سے گناہ خدا کے واسطے نہین ہو جاتے اور مباح چیزون مین
عیش و عشرت اسی قبیل سے ہے کیونکہ وہ محض دنیا ہے اور تکبر اور غفلت کا تخم اور تمام گناہون کا سرمایہ ہے دوسری قسم وہ چیز ہے
جو صورت کی رو سے تو خدا کے واسطے ہے لیکن ممکن ہے کہ نیت کے سبب سے منجملۂ دنیا ہو جائے وہ تین چیزین ہین فکر و ذکر خواہشون کی
مخالفت کہ یہ تینون چیزین اگرچہ آخرت اور خدا کی محبت کے سبب سے ہون تو گو کہ دنیا مین ہین لیکن خدا کے واسطے ہین اور اگر فکر سے طلب علم
مقصود ہو تاکہ اوس علم کے سبب سے مقبولیت اور مرتبہ حاصل ہو اور اوس ذکر سے یہ غرض ہو کہ پارسا جانکر لوگ اوسے دیکھین اور دنیا سے ہاتھ
روکنے مین یہ مطلب ہو کہ لوگ اوسے زاہد جانکر دیکھین تو دنیا مین سے یہ باتین مذموم اور ملعون ہین اگرچہ صورت کی رو سے ایسی جانو گویا کہ
کہ خدا ہی کے واسطے ہین تیسری قسم وہ چیز ہے جو بظاہر تو حظ نفس کے واسطے ہے لیکن ممکن ہے کہ قصد اور نیت کرنے سے خدا کیواسطے
ہو جائے دنیا سے نہ ہے جیسے کھانا کھانا تاکہ اوس سے عبادت کے واسطے قوت مقصود ہو اور نکاح کرنا جب اوس سے فرزند مقصود ہو
اور تھوڑا مال ڈہونڈہنا جبکہ اوس سے فراغت طاعت اور خلق سے بے پروائی مقصود ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ جو شخص دنیا کو لاف اور تفاخر کے واسطے تلاش کرتا ہے وہ خدا کو اپنے اوپر غصہ مین دیکھیگا اور اگر اسواسطے تلاش کرتا ہے کہ خلق
سے بے نیاز ہو جائے وہ قیامت کے دن جب آئیگا تو اوسکا چہرہ چودہوین رات کے چاند کی طرح نورانی ہوگا تو دنیا وہ ہے جسمین
فی الحال حظ نفس ہے اور آخرت کو کچھ اوسکی حاجت نہین اور جس چیز کی آخرت کو حاجت ہے جب وہ آخرت کے واسطے ہوگی تو دنیا سے
نہین جیسا راہ حج مین سواری کے جانور کا چارہ منجملۂ زاد حج ہے اور جو چیز دنیا سے ہے اوسے حق تعالی نے ہوا ارشاد کیا ہے جیسا کہ فرمایا
وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ دوسری جگہہ حق تعالی نے تمام دنیا کو پانچ چیزون مین جمع کیا ہے اور ارشاد فرمایا
وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ یعنی دنیا سب پانچ چیزین ہین کھیل اور خواہشون کی خوشی اور اپنے تئین آراستہ کرنا اور دوسرون سے
تفاخر کرنا اور جھگڑنا اور مال اور اولاد کی زیادتی ڈہونڈہنا اور جن چیزون مین یہ پانچون جمع ہین انکو ایک اور آیت مین یون جمع کیا ہے
زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ الآیۃ یعنی خلق کے دل مین ان سب چیزون کی محبت کو
آراستہ کر دیا ہے جو رو لڑکے سونا چاندی گھوڑے کھیتی یعنی گائے بیل اونٹ بکری ذَٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا دنیا مین خلق کی یہی
برخورداری ہے اے عزیز جانتو کہ ان سب چیزون مین سے جو چیز آخرت کے کام کے واسطے ہے وہ بھی آخرت مین سے ہے اور عیش و
عشرت زائد از قدر کفایت آخرت کے واسطے نہین ہے بلکہ دنیا کے تین درجے ہین ایک بقدر ضرورت کھانا پینا اور مسکن ہے اسکے ماورا
مقدار زینت اور زیادتی تجمل ہے کچھ انتہا ہی نہین رکھتی جسنے ضرورت کی قدر پہ قناعت کی وہ جنت مین ہے اور جو تجمل کے درجے پر گیا
وہ دوزخ مین پڑا کہ اوسکی کچھ انتہا ہی نہین جسنے بقدر حاجت پہ اقتصار کیا وہ خطرے سے خالی نہین کیونکہ حاجت کے دو کنارے ہین ایک
ضرورت سے نزدیک ہے اور ایک تنعم سے نزدیک ہے اور ان دونون کنارون کے درمیان مین دو درجے ہین کہ وہ کمال اجتہاد سے
آدمی جان سکتا ہے اور شاید جس زیادتی کی حاجت نہو اوسے حاجت کے حساب مین شمار کرے اور روز حساب کے خطرے مین پڑ جائے اوسی
بزرگون اور احتیاط والے لوگون نے اسی سبب سے بقدر ضرورت پہ قناعت کی ہے اس قناعت مین حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالی

۵۷ اور باز رکھا نفس کو خواہش سے بہ تحقیق کہ جنت اوسکا مقام ہے ۱۲

پیشوا اور مقتدی مین کہ انھون نے اپنے اوپر دنیا کو ایسا تنگ پکڑا تھا کہ لوگ اونھین دیوانہ جانتے تھے اور ایسا ہوتا تھا کہ سال
دو دو سال تک لوگ اونکی صورت نہ دیکھتے تھے کہ کہان ہین فجر کی اذان کے وقت باہر چلے جاتے تھے اور عشا کی نماز کے بعد تشریف
لاتے تھے رستہ مین چھوہارے کی گٹھلیان چن چن کر کھایا کرتے اگر کھانے کی قدر خرمے پا جاتے تو اونکی گٹھلیان خیرات دیتے
نہین تو گٹھلیون سے روزہ افطار کرنے کی قدر خرمے مول لیتے گھور پر سے چیتھڑے چن چن کر دھو دھو کر لباس بناتے
لڑکے پتھر مارتے کہ یہ شخص دیوانہ ہے وہ فرماتے کہ میان لڑکو چھوٹے چھوٹے پتھر مارو کہ مین وضو اور نماز سے معذور نہو جاؤن
یہی سبب تھا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اونھین کبھی نہین دیکھا تھا اور بہت تعریف فرماتے تھے اور حضرت عمر خطاب
رضی اللہ تعالی عنہ کو اونکے حق مین وصیت کی تھی جب امیر المومنین حضرت عمر خطاب رضی اللہ تعالی عنہ منبر پر تھے اور اہل عراق کو دیکھا
کہ مجمع مین فرمایا کہ جو شخص عراق سے ہے وہ کھڑا ہو جاوے سب عراقی کھڑے ہوگئے فرمایا کہ جو کوفی ہو بیٹھ جاوے سب بیٹھ گئے پھر فرمایا کہ
جو قرن کے رہنے والے نہون وہ بھی بیٹھ جائین وہ بیٹھ گئے ایک شخص کھڑا رہ گیا پوچھا کہ تو کیا قرن کا باشندہ ہے اوسنے کہا ہان فرمایا
تو اویس قرنی کو جانتا ہے اوسنے عرض کیا جانتا ہون [illegible] کہ آپ اوسکی بات کیجیے کیونکہ ہم لوگون مین
اوس [illegible] دیوانہ [illegible] محتاج [illegible] نہین ہے امیر المومنین حضرت عمر خطاب نے جب یہ سنا تو روئے اور فرمایا کہ مین
اونھین [illegible] کرتا ہون کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مین نے سنا ہے کہ قبیلہ ربیعہ اور مضر کی گنتی کے برابر لوگ
اوسکی شفاعت سے بہشت مین جاوینگے [illegible] ربیعہ [illegible] قبیلے تھے کہ کثرت کی وجہ سے لوگ انکے شمار مین نہین آسکتے تھے
حضرت [illegible] کہتے ہین [illegible] حضرت اویس قرنی کو تلاش کیا حتی کہ فرات کے کنارے
وضو کرتے [illegible] پایا [illegible] اونھون نے جواب دیا اور
[illegible] ہاتھ پکڑلون مگر ہاتھ [illegible] کہا [illegible] تم کیسے ہو [illegible]
[illegible] کہا حیاک اللہ [illegible]
[illegible] کیونکر پہچانا تمنے مجھے کبھی دیکھا ہی
نہین کہا نبانی العلیم الخبیر یعنی اوس خدا نے مجھے خبر دی جسکے علم سے کوئی چیز باہر نہین اور میری روح نے تیری روح کو پہچان لیا
کہ مسلمانون کی روحون کو ایک کو دوسرے کی خبر ہوتی ہے اور ایک دوسرے سے آشنا ہوتی ہین گو کہ ایک نے دوسرے کو نہ دیکھا ہو
مین نے کہا کچھ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرو تاکہ میرے پاس تمھاری یادگاری رہے کہا میرا تن و جان حضرت رسول
صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان مین آپکی قدمبوسی سے مشرف نہین ہوا ہون آپکی حدیثین اورون سے سنی ہین مین یہ نہین چاہتا کہ حدیث کا
راوی بنون اور محدث مفتی واعظ ہو جاؤن مجھے ایسا شغل ہے کہ ان باتون مین مشغول نہین ہوتا مین نے کہا کہ قرآن شریف کی
کوئی آیت میرے سامنے پڑھیے کہ مین آپکی زبان سے سن لون اور میرے واسطے دعا کیجیے اور مجھے کچھ نصیحت فرمائیے کہ مین آپکو
للہ بہت ہی دوست رکھتا ہون پس فرات کے کنارے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم یہ کہکر رونے لگے

پھر فرمایا کہ میرا مالک یون ارشاد فرماتا ہے اور اوسکا کلام راست اور حق ہے وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِيْنَ مَا خَلَقْنَاهُمَا اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ تک پڑہا اور ایسی ایک چیخ ماری کہ مین سمجھا کہ بیہوش ہو گئے اور کہا اے ابن حیان تیرا باپ مرگیا اور قریب ہے کہ تو بھی مرجایگا یا بہشت میں جاویگا یا دوزخ مین تیرے دادا حضرت آدم علیہ السلام مرگئے حضرت حوا علیہا السلام مرگئین حضرت ابراہیم خلیل اللہ مرگئے حضرت موسیٰ کلیم اللہ مرگئے حضرت داؤد خلیفۃ اللہ مرگئے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے اونکے خلیفہ ابو بکر صدیق رض چل بسے میرے بھائی اور دوست عمر فاروق رض نے بھی دنیا سے کوچ کیا واعمراہ واعمراہ مین نے کہا اے اویس خدا تجھپر رحمت کرے حضرت عمر تو نہین مرے ہین کہا میرے خدا نے مجھے خبر دی کہ عمر فاروق مرگئے پھر کہا مین اور تو بھی مردون مین سے ہون اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا اور تھوڑی سی دعا کی اور کہا کہ نصیحت یہ ہے کہ کتاب اللہ اور صالحون کی راہ تو اختیار کر اور ایک ساعت بھی موت کی یاد سے غافل نہ رہ جب اپنی قوم کے پاس جا تو اونکو نصیحت کر اور خلق خدا کو نصیحت کرنا نہ چھوڑ اور جماعت امت کی موافقت سے قدم بھر بھی پاؤن مت نکال ورنہ فوراً بیدین ہو جائیگا اور جانیگا بھی نہین اور دوزخ مین پڑیگا اور کہا اے حرم ابن حیان دوبارہ نہ تو مجھے دیکھیگا نہ مین تجھے مجھکو دعا کے ساتھ یاد رکھنا کہ مین بھی تجھے دعا کے ساتھ یاد کرونگا تو اس طرف جا مین اس جانب جاؤن مین نے چاہا کہ ایک ساعت اونکی ہمراہی کرون نہ آنے دیا اور رونے لگے اور مجھے رولانے لگے مین اونکے پیچھے دیکھتا تھا حتی کہ ایک گلی مین چلے گئے پھر اونکی خبر نہ ملی اے برادر اس بات کو باور کر کہ جن لوگون نے دنیا کی آفت کو پہچانا ہے اونکی سیر مین ایسی ہی کچھ ہوا کرتی ہین اور انبیا و اولیا علیہم السلام کی یہی راہ ہے یہی لوگ اہل احتیاط اور عاقبت اندیش ہین اگر تو اس درجہ کو نہ پہونچے تو اس سے کم نہ رہ کہ قدر حاجت پر اقتصار کر اور عیش و عشرت کی راہ ایکبار بھی نہ اختیار کر تاکہ خطر عظیم مین نہ پڑ جائے اسقدر دنیا کا حال کافی ہے باقی تو عنوان مین ہم بیان ہی کر چکے ہین واللہ اعلم

چھٹی اصل محبت مال کے علاج اور بخل و حرص کی آفت اور سخاوت کی تعریف کے بیان مین

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ دنیا کی بہت سی شاخین ہین اوسکی شاخون مین سے ایک شاخ مال و نعمت ہے ایک شاخ جاہ و حشمت ہے اسیطرح اور شاخین بھی ہین لیکن مال کا فتنہ بہت بڑا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اوسے عقبہ کہا ہے فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ وَمَا اَدْرٰكَ مَا الْعَقَبَةُ فَكُّ رَقَبَةٍ اَوْ اِطْعَامٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ اور اس سے زیادہ کوئی سخت گھاٹی نہین ہے کیونکہ آدمی کو اس سے چارہ نہین اسواسطے کہ یہ موجب عیش و عشرت بھی ہے اور زاد آخرت بھی ہے اسلیے کہ بندہ کو قوت لباس مسکن ضرور ہے اور یہ عین مال ہے اور مال ہی سے ہاتھ آتا ہے تو اسکے نپانے مین صبر نہین ہے اور پانی مین سلامتی نہین ہے اگر یہ نہو تو محتاجی کا سامنا ہے کہ اوس سے خوف کفر ہے اور اگر ہو تو آدمی تونگر ہے اوسمین غرور اور تکبر کا خطر ہے فقیر کی دو حالتین ہین ایک حرص دوسری قناعت قناعت اچھی صفت ہے اور حرص کی بھی دو حالتین ہین ایک لوگون سے طمع کرنا دوسری

اپنے ہاتھ سے کسب کرنا آپنے ہاتھ سے کسب کرنا اچھا کام ہے اور امیری کی بھی دو حالتین ہین ایک بخل و امساک یہ بُری صفت ہی دوسری
بخشش اور سخاوت اور دینے والیکی دو حالتین ہین ایک اسراف دوسری میانہ روی ان دونون حالتون مین ایک بہتر ہے اور دوسری
ملی ہوئی ہے اسکا سمجھنا بھی ضرور ہے غرضکہ مال آفت اور فائدے سے خالی نہین اور دونون کو سمجھنا ضرور ہے تاکہ لوگ اوسکی آفت
سے حذر کرین اور فائدے کے موافق اوسے ڈھونڈھین **محبت مال کی کراہیت کا بیان** حق تعالی ارشاد فرماتا ہی کہ لَا تُلْهِكُمْ
اَمْوَالُكُمْ وَلَا اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ یعنی مال اور اولاد جسے خدا کی یاد سے
غافل کردے وہ اہل خسران اور زیانکارون مین سے ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مال و جاہ کی محبت دل مین
نفاق کو اسطرح اوگاتی ہے جسطرح پانی سبزی کو اور فرمایا ہے کہ دو بھوکے بھیڑیے بکریون کے گلے مین ایسی تباہی نہین ڈالتے جیسی جاہ و مال
کی محبت مرد مسلمان کے دین مین تباہی ڈالتی ہے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ کی امت مین سب سے بدتر کون لوگ ہین فرمایا
امیر لوگ اور فرمایا کہ میرے بعد ایک قوم پیدا ہوگی کہ وہ لوگ اقسام اقسام کے خوش مزہ کھانے کھائین گے اور طرح طرح کی عمدہ پوشاک
پہنین گے اور خوبصورت عورتین رکھین گے اور بیش قیمت گھوڑے باندھین گے تھوڑے مین اونکا پیٹ نہ بھریگا بہت پر قناعت کرینگے
اونکی تمام ہمت طلب دنیا مین مصروف ہوگی دنیا کو خدا جانتے ہونگے جو کچھ کرینگے دنیا ہی کے واسطے کرینگے مین جو محمد صلعم ہون تمکو حکم دیتا ہون
کہ تمہاری اولاد مین جو شخص اون لوگون کو پاوے اونکو سلام نہ کرے اونکی بیمار پرسی نکرے اونکے جنازے کے ساتھ نجاوے اونکے بزرگون
کی عزت و حرمت نکرے اور جو کوئی یہ باتین کریگا وہ اسلام کو ویران کرنے مین اونکا یار و مددگار ہوگا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ دنیا کو دنیا دارون کے ساتھ چھوڑدو کیونکہ جسنے قدر کفایت سے زیادہ اوسمین سے لیا تو وہ اوسکی ہلاکت ہے اور وہ جانتا
بھی نہین اور فرمایا ہے کہ آدمی ہمیشہ کہا کرتا ہے کہ میرا مال میرا مال اسکے سوا تیرے مال مین سے تیرا اتنا ہی ہے کہ تو کھاوے اور نیست و نابود
کردے پہنے اور پرانا کرڈالے صدقہ دے اور ہمیشہ کے واسطے چھوڑ دے ایک شخص نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ کیا سبب ہے کہ مین سامان مرگ نہین رکھتا ہون فرمایا کہ تو مال رکھتا ہے اوسنے عرض کیا رکھتا ہون فرمایا کہ اوسے
پہلے سے بھیجدے یعنی خیرات کردے اسواسطے کہ آدمی کا دل مال کے ساتھ لگا رہتا ہے اگر چھوڑ جاتا ہی تو چاہتا ہی کہ رہے اور اگر بھیج دیتا ہی
تو چاہتا ہے کہ جاوے اور فرمایا ہے کہ آدمی کے تین دوست ہین ایک تو وہ جو اوسکے ساتھ وفا کرے مرتے دم تک اور ایک لب گور تک
اور ایک قیامت تک جو مرتے دم تک وفا کرتا ہے وہ مال ہے اور جو لب گور تک آدمی کے ساتھ جاتا ہے وہ عزیز و قریب ہین اور جو
قیامت تک آدمی کے ساتھ رہتا ہے وہ اوسکے اعمال ہین اور فرمایا ہے آدمی جب مرتا ہے تو لوگ کہتے ہین کیا چھوڑ مرا اور فرشتے
کہتے ہین کہ پہلے سے کیا بھیج رکھا اور فرمایا ہے کہ ریاست اور زمینداری نہ پیدا کرو ورنہ دنیا کو دوست رکھنے لگوگے حواریین نے حضرت
عیسی علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا سبب ہے کہ آپ پانی پر چل سکتے ہین اور ہم نہین چل سکتے فرمایا کہ تمہارے دلون مین سونا چاندی
کیسا ہے اونہون نے عرض کیا اچھا فرمایا کہ میرے نزدیک خاک کے برابر ہے بزرگون کے اقوال یہ ہین کہ ایک شخص نے حضرت ابو درداء
رضی اللہ تعالی عنہ کو ستایا اونھون نے کہا کہ بار خدایا تندرستی اور بڑی عمر اور بہت مال تو اوسے عنایت فرما اس دعا کو سب دعاون مین

بدتر جانا کیونکہ جس حق تعالی نے یہ چیزین عطا کین تو خواہ نخواہ تکبر و غفلت اوس سے آخرت سے غافل کر کے ہلاک و تباہ کرینگی حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے ہتھیلی پر ایک درم رکھکر فرمایا کہ تو وہ چیز ہے کہ جبتک میرے ہاتھ سے نہ نکلیگا تب تک مجھکو کچھ فائدہ نہ دیگا حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ قسم خدا کی جسنے چاندی سونا عزیز رکھا حق تعالی نے اوسے خوار و ذلیل کیا روایت ہے کہ جب لوگون نے پہلے پہل درم و دینار بنائے ابلیس نے انھین اوٹھا لیا اور اپنی آنکھون پر رکھا اور بوسہ دیکر کہا کہ تمھی جو کوئی دوست رکھیگا وہ سچا بندہ میرا ہے کہ وہ میرا بندہ وہی ہے حضرت یحیی ابن معاذ رحمۃ اللہ تعالے کہتے ہین کہ درم و دینار بچھو ہین جبتک اوسکا منتر نہ سیکھے تب تک انھین ہاتھ نہ لگا ورنہ اوسکے زہر سے تو ہلاک ہو جائیگا لوگون نے پوچھا اوسکا منتر کیا ہے کہا آمدنی حلال سے ہو اور خرچ برحق و برجا ہو مسلمہ ابن عبد الملک خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالی کی پاس اونکی وفات کیوقت گئے اور کہا کہ یا امیر المومنین تمنے ایسا کام کیا ہے کہ کبھی کسینے نہین کیا تیرہ بیٹے رکھتے ہو اور اونکے واسطے ایک درم اور ایک دینار نہ چھوڑا کہا مجھے اوٹھا بٹھا دو لوگون نے بٹھا دیا کہا کہ سنو مین نے تو اونکی کوئی ملک اونکو دیدی نہ اورون کی کوئی ملک انہین دی میرا بیٹا یا تو قابل اور مطیع خدا ہوگا یا نا قابل ہوگا اور جو مطیع اور لائق ہوگا اوسے اللہ بس ہے اور جو نالائق ہوگا وہ کسی حالت مین گرفتار ہو مجھے کچھ پروا نہین حضرت محمد ابن کعب القرظی رحمۃ اللہ تعالی نے بہت سا مال پایا لوگون نے کہا کہ اسے اپنے بیٹون کیواسطے چھوڑ دو کہا نہین مین یہ مال اپنے واسطے خدا کے پاس چھوڑونگا اور حق تعالی کو اولاد کے واسطے چھوڑونگا تاکہ حق تعالی اونھین اچھا رکھے حضرت یحیی ابن معاذ رحمۃ اللہ تعالی نے کہا کہ مالدار کے واسطے مرتے وقت دو مصیبتین ہین کہ اوسکے سوا نہین ہین ایک تو یہ کہ سب مال اوس سے چھین لیتے ہین دوسرے یہ کہ تمام مال سکے واسطے اوس سے باخوذ کرکے باز پرس کرتے ہین

فصل

ایعزیز جانتا کہ مال اگرچہ کئی وجہ سے برا ہے تاہم ایک وجہ اچھا بھی ہے کیونکہ مال مین شر بھی ہے خیر بھی ہے اسیوجہ سے حق سبحانہ تعالی نے اوسے خیر ارشاد کیا اور فرمایا اِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ الآیۃ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اچھے آدمی کے واسطے اچھا مال اچھی چیز ہوتا ہے اور فرمایا كَادَ الْفَقْرُ اَنْ يَكُوْنَ كُفْرًا یعنی یہ خوف ہے کہ افلاس کفر کا سبب ہو جائے اور سبب یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنے تئین ایک ایک روٹی کا محتاج دیکھتا ہے اور اوسمین جانکنی کرتا ہے اور اپنے اہل و عیال کو رنجیدہ دیکھتا ہے اور دنیا مین بہت سی نعمتین نظر آتی ہین تو شیطان اوس بیچارے سے کہتا ہے کہ معاذ اللہ خدا کا یہ کیا عدل و انصاف ہے اور خدا نے کیا بد قرینہ تقسیم کی فاسق کو تو اتنا مال دیدیا کہ اوسکو معلوم بھی نہین کہ کیا کچھ رکھتا ہون اور کیا کرونگا اور بیچارونکو بھوکون مارتا ہے اور ایک درم نہین دیتا خدا اگر تیری حاجت نہین جانتا تو اوسکے علم مین خلل ہے اور اگر جانتا ہے اور دے نہین سکتا تو اوسکی قدرت مین نقصان ہے اور اگر جانتا بھی ہے اور دے بھی سکتا ہے اور پھر نہین دیتا تو اوسکی بخشش اور رحمت مین قصور ہے اور اگر اسواسطے نہین دیتا کہ آخرت مین ثواب دیگا اور ثوابون کی تکلیف کے بغیر بھی ثواب دے سکتا ہے تو پھر کیون نہین دیتا اور اگر نہین دے سکتا ہے تو اوسکی قدرت کاملہ نہین آور ان سب باتون کی ساتھہ اعتقاد کرنا کہ وہ رحیم ہے اور جواد و کریم ہے اور تمام عالم کو رنج مین رکھتا ہے اور اوسکا خزانہ نعمتون سے بھرا ہوا ہے کسی مصلحت سے نہین دیتا یہ دشوار ہے یہان پر شیطان وسوسہ کی گنجایش پاکر قضا و قدر کا مسئلہ جسکا بھید سبھون پر پوشیدہ ہے سوجھاتا ہے تاکہ شاید یہ غصہ اوس مضطر پر غالب ہو جائے اور آسمان اور زمانہ کو گالیان دینے لگے اور کہہ بیٹھے کہ آسمان احمق ہو گیا اور

اوٹا ہو گیا جو لوگ سمجھ نہین رکھتے یہ سمجھین تمام نعمت دیتا ہے اور تمام عالم کو رنج مین رکھتا ہے اور اگر اوس سے کہین کہ یہ آسمان اور
زمانہ قدرت خدا کا مسخر ہے تو اگر وہ کہہ بیٹھے کہ نہین ہے تو کافر ہے اور سکے کہ ہان ہے تو گویا سخت کلام حق تعالی کو کہے یہ بھی کفر ہے
اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ یعنی زمانے کو برا نہ کہو زمانہ خدا ہے اسکا مطلب
یہ ہے کہ تم جو اپنے کامون کو حوالہ کرتے ہو اور اوسکا نام زمانہ رکھتے ہو وہ خدا کی ذات ہے تو مفلسی سے کفر کی بو آتی ہے مگر اوس شخص
کے حق مین نہین جسکا ایمان ایسا غالب اور مضبوط ہو کہ مفلسی مین بھی خدا سے راضی رہے اور یہ جانے کہ مفلس ہی رہنے مین میری خیر
ہے لیکن چونکہ اکثر آدمی اس مرتبے اور فہم کے نہین ہوتے تو مال بقدر کفایت کا ہونا اولی تر ہے تو اسواسطے ایک جہت سے مال اچھی چیز ہے
اور دوسری وجہ یہ ہے کہ سعادت آخرت سب بزرگون کا مقصود ہے اور اسی سعادت کو بے تین طرح کی نعمتون کے پہونچنا ممکن نہین
ایک اپنے نفس مین ہے جیسے علم اور حسن خلق ایک بدن مین ہے جیسے صحت اور سلامتی ایک بدن کے باہر ہے وہ دنیا ہے بقدر کفایت
اور ان تینون نعمتون مین وہ نعمت بہت خسیس ہے جو بدن کے باہر ہے وہ مال ہے اور مال مین خسیس تر اور حقیر تر سونا چاندی ہے کہ اوسمین
فی نفسہ کوئی فائدہ نہین ہے ہان وہ روٹی کپڑے کے واسطے اور روٹی کپڑا بدن کے واسطے اور بدن حواس اوٹھانے کے لیے اور
حواس مہیا عقل کا پھندا بننے کے واسطے اور عقل اسلیے ہے کہ دل کا چراغ اور روشنی ہو تاکہ دل حضرت الہیت کو دیکھ سکے اور معرفت الہی
حاصل کرے اور خدا کی معرفت تخم سعادت ہے تو سب کی غایت حق تعالی ہے اول بھی وہی ہے آخر بھی وہی ہے اور ان سب کی ہستی
اوسیکے سبب سے ہے جسنے یہ جان لیا وہ مال دنیا مین سے اوسیقدر رکھے گا جو اس راہ مین کام آئے باقی کو زہر قاتل جانیگا دنیا کا مال
اچھے آدمی کے واسطے اچھا ہے اسیواسطے جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے پروردگار آل محمد کو قدر کفایت
روزی دے اسواسطے کہ آپ نے جانا کہ جو بقدر کفایت سے زیادہ ہے اوسمین بوے ہلاکت آتی ہے اور جو بقدر کفایت سے کم ہے
اوسمین بوے کفر پائی جاتی ہے اور یہ بھی سبب ہلاکت ہے تو جس شخص نے یہ جان لیا وہ مال کو ہرگز دوست نہین رکھتا اسواسطے کہ
جو شخص کسی چیز کو کسی غرض کے لیے طلب کرتا ہے وہ اوسی غرض کو دوست رکھتا ہوگا اوس چیز کو نہین جو نفس مال کو دوست رکھتا ہے
وہ اندھا اور اوندھی سمجھ کا آدمی ہے اور اوسنے مال کی حقیقت کو نہین پہچانا اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَتَعِسَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ یعنی دینار و درم کا بندہ اوندھا ہے اور جو شخص جس چیز کا پابند ہو وہ اوس چیز کا بندہ ہے
اور جو جس چیز کی طاعت مین ہوتا ہے وہی چیز اوسکی خداوند ہوتی ہے اسیواسطے حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا
وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ اَنْ نَعْبُدَ الْاَصْنَامَ عرض کیا کہ بار خدایا مجھے اور میرے فرزندون کو بت پوجنے سے محفوظ رکھ بزرگون نے
اس آیت کی تفسیر مین لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہان پر بت سے سونا چاندی مراد لیا ہے کیونکہ تمام خلق کے بت
یہی ہین کہ سب سونے چاندی کی طرف متوجہ ہین اسواسطے کہ انبیا علیہم السلام والثنا کا منصب اس امر سے برتر ہے کہ اونھین
بت پرستی کا خوف ہوتا **مال کے فائدون اور آفتون کا بیان** اے عزیز جان تو کہ مال سانپ کے برابر ہے کہ اوسمین زہر بھی
ہے تریاق بھی جبتک زہر کو تریاق سے ہم جدا نہ کر لین تب تک اوسکا تمام بھید ظاہر نہوگا اسواسطے مال کے فوائد اور آفات ایک ایک

پوست کندہ ہم بیان کرتے ہین فوائد مال کی دو قسمین ہین ایک دنیوی اوسکے بیان کرنیکی کچھ حاجت نہین سبھی جانتے ہین دوسری دینی
اوسکی تین قسمین ہین پہلی قسم یہ ہے کہ آدمی مال کو اپنے اوپر عبادت یا سامان عبادت مین صرف کرے لیکن عبادت جیسے حج اور جہاد کہ
اسمین جو مال صرف کریگا وہ عین عبادت مین صرف ہوا اور سامان عبادت مین جو صرف ہوتا ہے وہ وہ مال ہے جو روٹی کپڑے اور ضروری
چیزون مین بقدر کفایت صرف ہو کہ اوس سے عبادتون کی قوت اور فراغت حاصل ہوتی ہے کیونکہ جس چیز کے سبب سے آدمی عبادت
کرسکتا ہے وہ چیز بھی عین عبادت ہے اور جسکے پاس بقدر کفایت مال نہوگا وہ تمام دن ہاتھ پاؤن اور دل سے اوسکے طلب کرنے مین
مشغول رہیگا اور عبادت جسکا خلاصہ ذکر و فکر ہے اوس سے محروم رہیگا تو فراغت عبادت کے واسطے جب مال بقدر کفایت ہو
تو وہ عین عبادت ہے اور دین کے فائدون مین سے ہے منجملہ دنیا نہین ہے اور یہ بات نیت اور خیال کے ساتھ بدلتی رہتی ہے
اگر ارادہ آخرت مین فراغت پانا مقصود دلی ہے تو یہ مال بقدر کفایت زاد راہ بھی ہوتا ہے اور خود راہ بھی ہوتا ہے شیخ ابو القاسم گرگانی قدس سرہ
کی کچھ زمین حلال تھی اوس سے روزی بقدر کفایت ملتی تھی خواجہ عبد اللہ فارمدی قدس سرہ سے مین نے سنا ہے کہ ایکدن اوسکا غلہ
لوگ لائے تھے شیخ ابو القاسم نے اوسمین سے مٹھی بھر اوٹھایا اور فرمایا کہ مین سب متوکلون کے توکل سے اسے بدلا نہ کرونگا حقیقت
یہ بھید وہی پہچانے جو مراقبۂ دل مین مشغول ہو کیونکہ وہ جانتا ہے کہ فراغت معاش سلوک راہ دین مین کیا کچھ مدد کرتی ہے دوسری قسم
یہ ہے کہ لوگون کو دے اسکے چار طور ہین پہلا طور صدقہ ہے دین و دنیا مین اسکا ثواب بہت بڑا ہے کیونکہ فقیرون کی دعا کی برکت
اور ہمت اور خوشنودی کا بہت بڑا اثر ہے جسکے پاس مال نہوگا وہ اس سے عاجز ہوگا دوسرا طور مروت ہے یعنی مہربانی کرے اور دینی
بھائی اگرچہ مالدار ہون اونکے ساتھ نیکی کرے اور ہدیہ دے اور غمخواری کرے اور لوگون کے حقوق ادا کرتا رہے اور رسوم بجا لائے
یہ بات اگرچہ تونگرون کے ساتھ ہو تو بھی اچھی ہے اور سخاوت کی صفت اس سے حاصل ہوتی ہے اور سخاوت بزرگترین اخلاق ہے
چنانچہ اوسکی تعریف آتی ہے تیسرا طور یہ ہے کہ اوسکے سبب سے اپنی عزت بچائے مثلاً شاعر یا طمعدار کو دے اگر نہ دیگا تو اوسکے ساتھ
زبان درازی کرینگے اور غیبت کرینگے اور فحش بکین گے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ چیز جسکے سبب سے آدمی اپنی آبرو
لوگون کی زبان سے بچائے وہ صدقہ ہے کیونکہ بدگوئی اور غیبت کی راہ اون لوگون پر بند کرتا ہے اور خود تشویش کی آفت سے بچتا ہے
اگر ایسا نکرے تو شاید خود بھی بدلا لینے کا ارادہ کرے اور عداوت بڑھ جاوے یہ کام بے مال کے نہین ہوسکتا چوتھا طور یہ ہے کہ اون
لوگون کو مال دے جو اوسکی خدمت کرتے ہین کیونکہ جو شخص اپنے سب کام اپنے ہی ہاتھ سے کریگا جیسے دہونا جھاڑنا خریدنا بنانا
وغیرہ اوسکا تمام وقت ضائع ہوگا اور ایک کے فرض عین کو دوسرا نہین ادا کرسکتا ذکر و فکر فرض عین ہے اور جو کام اسکی طرف سے
دوسرا شخص کرسکتا ہے اوسمین اوقات صرف کرنے سے افسوس ہوگا اسواسطے کہ عمر کم ہے موت قریب ہے سفر آخرت کی راہ دور و دراز
ہے اوسکا توشہ بہت ہے ہر ایک سانس بہت غنیمت ہے جس کام سے بچنا ممکن ہو اوسمین مشغول نہونا چاہئیے اور بچاؤ بغیر مال کے
نہین بن پڑتا کیونکہ مال خدمتگارون کو دیگا تو وہ اوسکے کام کرینگے اور اوسے محنت سے بچائینگے اور سب کام اپنے ہی ہاتھ
سے کرنا موجب ثواب ہے لیکن یہ اوس درجہ والے سے ہوگا جو بدن سے عبادت کرے دل سے نہین لیکن جو شخص اہل دل ہے

اور ذکر و فکر کی لیاقت رکھتا ہے اور اسکا کام یہ چاہیئے کہ اور کوئی کرے تاکہ جو کام عبادت بدنی سے بہتر ہے اوس مین اوسے فراغت حاصل ہو
تیسری قسم یہ ہے کہ کسی اعانت کرنیوالے کو نہ دے لیکن خیرات عام کرے جیسے پل اور سرا اور مسجد اور دار الشفا اور فقرا پر وقف وغیرہ
کرے یہ عام خیرات ہے اور بہت دنون تک رہتی ہے اور ان چیزون کے سبب سے دعائین اور برکتین اوسکے مرنیکے بعد اوسے پہونچتی
ہین یہ خیرات بھی بے مال کے نہین ہو سکتی دین مین مال کے یہی فائدے ہین اور دنیا مین مال کے جو فائدے ہین وہ پوشیدہ نہین
ہین کہ مال کے سبب سے معزز و مکرم ہوتا ہے اور خلق اوسکی حاجتمند ہوتی ہے وہ خلق سے بے پروا ہوتا ہے بہت سے دینی بھائی اور
دوست بنا سکتا ہے سب کے دلون مین محبوب رہتا ہے حقارت کی نظر سے کوئی اوسے نہین دیکھتا اور اس قسم کے بہت دنیوی فائدے ہین

مال کی آفتون کا بیان بعضی آفتین دنیوی ہین بعضی دینی دینی آفتون کی تین قسمین ہین ایک یہ کہ فسق اور معصیت کی راہ
اوس پر مال آسان کر دیتا ہے اور آدمی کے دل کی خواہشین خود معصیت کی متقاضی ہین لیکن عاجزی اور مفلسی عصمت اور پارسائی کا
ایک سبب ہے جب مال کی بدولت قدرت حاصل ہو گئی تو اگر مبتلائے گناہ ہو جائیگا تو تباہی مین پڑیگا اور اگر صبر کریگا تو رنج و مصیبت
مین پڑیگا کیونکہ جب قدرت ہو تو صبر کرنا بہت مشکل ہوتا ہے دوسری آفت یہ ہے کہ دین مین یہ مرد قوی ہے اور اپنے تئین گناہون
سے بچا سکتا ہے جو عیش و عشرت مباح چیزون مین ہوتی ہے اوس سے اپنے تئین کب بچا سکیگا ایسا کون ہے جو مقدرت رکھے اور جو کی
روٹی کھائے اور موٹا کپڑا پہنے جیسا حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی بادشاہت مین کرتے تھے آدمی جہان عیش و عشرت مین پڑ جاتا ہے
تو بدن اوس عیش و عشرت پر اڑ جاتا ہے حتی کہ پھر اوس سے صبر نہین کرسکتا اور دنیا اوسکی بہشت ہو جاتی ہے موت بری معلوم ہوتی
اور عیش و عشرت کا سامان ہمیشہ مال حلال سے ہاتھ نہین آسکتا تو شبہے کا مال پیدا کرنے لگتا ہے اور بے مدد سلاطین ہاتھ نہ آیگا
تو آدمی چکنی چپڑی باتون اور ریا اور جھوٹ اور نفاق اور خدمتگذاری مین پڑ جائیگا اور جب بادشاہون کا مقرب ہوگا تو اسکا اندیشہ
پیدا ہوگا کہ دیکھیے یہ ہمسے خوش رہین یا کراہت کرنے لگین اور جب مقرب ہو گیا تو لوگ اسکا حسد کرینگے اور دشمن بنین گے اور اوسکے
درپے رہین گے اسے ستائین گے تو یہ بھی مکافات کے واسطے اونکی عداوت پر کمر باندھے گا اور آپ بھی اونکے ساتھ جھگڑا اور
حسد کرنے لگے گا اور یہ عادتین سب گناہون کا سبب ہوتی ہین کیونکہ انکے سبب سے جھوٹ غیبت بدخواہی اور دل و زبان کے سب
گناہ پیدا ہوتے ہین محبت دنیا سب گناہون کا سر ہے اسکے یہی معنی ہین کہ یہ سب شاخین اوسی سے پیدا ہوتی ہین اور یہ نہ ایک آفت
ہے نہ دس نہ سو بلکہ بے شمار آفتین ہین بلکہ ایک غار ہے جسکی انتہا نہین جیسے دوزخ کا غار جو ان لوگون کے واسطے خدا نے
پیدا کیا ہے تیسری آفت جس سے کوئی بچ ہی نہین سکتا مگر جسے خدا بچائے یہ ہے کہ اگرچہ آدمی گناہ اور عیش و عشرت نکرے
اور شبہات سے بھی بچے اور حقیقت مین پارسا بنجائے حلال ہی کا مال لے اور خدا ہی کی راہ مین دے مگر اس مال کا رکھنا تعلق
دل کا سبب ہوگا اور یہ تعلق خدا کا ذکر اور اوسکی عظمت و جلال مین فکر کرنے سے اوسے باز رکھیگا حالانکہ سب عبادتون کا خلاصہ
یہی ہے کہ خدا کا ذکر آدمی پر غالب ہو جائے اور اوسکے ساتھ کمال انس پیدا ہو جائے اور اوسکے سبب سے ماسوی اللہ سے
مستغنی ہو جائے اور یہ بات ایسا دل فارغ چاہتی ہے جو کسی اور کی طرف مشغول نہو مالدار آدمی کو گر زمین رکھتا ہے تو اکثر اوقات

اوسکی آبادی شہر کا کی خصومت خراج دینے رعایات حساب لینے کے خیال مین رہتا ہے اگر تجارت کرتا ہے تو تمام دن کی خصومت اور مین سفر کی تدبیر نفع والا معاملہ ڈھونڈھنے مین سرگرم رہتا ہے اگر گاے بکری رکھتا ہے تو اوسکا بھی یہی خیال ہوتا ہے اور اس سے زیادہ کسی مال مین بے شغلی نہین ہوتی کہ مثلاً خزانہ مدفون ہو اور آدمی اوسمین سے بقدر حاجت لے کر خرچ کرتا ہے اور ہمیشہ اوسکی نگہبانی مین اور اس خوف مین مشغول رہتا ہے کہ مبادا اسے کوئی لیجائے یا اسکا لالچ کرے اور پتا لگا کر جان جائے دنیا دارون کی فکر کے میدان بہت وسیع اور بے نہایت ہین اور جو شخص یہ چاہے کہ مین دنیا داری کے ساتھ فارغ البال رہون وہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص چاہے کہ پانی مین رہون اور بھیگون نہین مال کے فوائد اور آفات یہی ہین عقلمندون نے جب یہ آفتین دیکھین تو سمجھے کہ مال بقدر ضرورت تو تریاق ہے اور زیادہ زہر ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل بیت کے واسطے بھی بقدر ضرورت چاہا اور مختصر سی بات ارشاد کی کہ جسنے کفایت کی قدر سے زیادہ مال لیا وہ اپنی ہلاکت اور تباہی کی خبر لیتا ہے اور نہین سمجھتا ہے اور مال کو دفعۃً لٹا دینا کہ کچھ بھی نہ باقی رہے اور وقت حاجت کے وقت اوسکو تشویش ہو شرع مین مکروہ ہے جیسا کہ حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا

طمع اور حرص کی آفت اور فائدہ قناعت کا بیان

اے عزیز جانو کہ طمع بد اخلاق مین سے ہے اوسمین سردست خواری اور ذلت ہے اور آخر کو خجلت ہے جب طمع بڑھتی ہے تو بہت سے اخلاق بد اوس سے پیدا ہوتے ہین کیونکہ جو شخص کسی سے طمع کرتا ہے تو اوسکے ساتھ چکنی چپڑی باتین بناتا ہے اور نفاق کرتا ہے عبادت مین ریا کرتا ہے اوسکی تحقیر پر صبر کرتا ہے اوسکی ناحق باتون مین میل [illegible] کرتا ہے اور حق تعالی نے آدمی کو لالچی بنایا ہے کہ جو کچھ اپنے پاس رکھتا ہے اوسپر قناعت نہین کرتا اور بے قناعت کے آدمی حرص اور طمع سے نہین چھوٹتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ اگر آدمی کے پاس دو میدان بھر سونا ہو تو تیسرا میدان اور چاہیگا خاک کے سوا اور کوئی چیز آدمی کے دلکو سیر نہین کرتی اور جو شخص توبہ کرتا ہے اوسکی توبہ حق تعالی قبول فرماتا ہے اور فرمایا ہے کہ آدمی کی سب چیزین بوڑھی ہو جاتی ہین مگر دو چیزین جوان ہی ہوتی جاتی ہین ایک بڑی زندگی کی امید اور ایک بہت مال کی محبت اور فرمایا ہے کہ جسے حق تعالی نے اسلام کی راہ دکھائی اور مال بقدر کفایت عنایت فرمایا اور اوسنے اوسپر قناعت کی وہ نیک بخت ہے اور فرمایا ہے کہ میرے دل مین روح القدس نے یہ پھونکا کہ کوئی بندہ نہین مرتا تاوقتیکہ اوسکی تمام روزی اوسے پہونچ نجائے حق تعالی سے ڈرو اور آہستگی کے ساتھ دنیا طلبی کرو یعنی اوسمین مبالغہ اور حد سے زیادہ لالچ نہ کرو اور فرمایا ہے کہ شبہے کے مال سے پرہیز کر تاکہ تو عابد ترین خلق ہو جائے اور جو کچھ حق تعالی نے عنایت فرمایا اوسپر قناعت کر تاکہ تو شاکر ترین خلق ہو جائے اور خلق کے واسطے وہی بات پسند کر جو اپنے لیئے پسند کرتا ہے تاکہ مومن ہو جائے حضرت عوف ابن مالک اشجعی رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین ہم سات یا آٹھ یا نو آدمی حاضر تھے آپنے فرمایا کہ رسول خدا سے بیعت کرو ہمنے عرض کیا کہ ہمنے کیا ایکبار بیعت نہین کی ہے پھر آپ نے فرمایا کہ رسول خدا سے بیعت کرو ہمنے ہاتھ بڑھائے اور عرض کیا کہ کس بات پر بیعت کرین فرمایا کہ خدا کی پرستش کیا کرو پانچون نمازین پڑھا کرو حق تعالی جو کچھ حکم فرمائے اوسے سنو اور بجا لاؤ اور ایک بات چپکے سے ارشاد فرمائی کہ کسی سے کسی چیز کا سوال نہ کرو اس فرمانے کے بعد ان لوگون کا یہ حال ہو گیا کہ اگر کوڑا ہاتھ سے گر پڑتا تو کسی سے نہ کہتے

کرمین اوٹھاوے حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا کہ یا الٰہ العالمین تیرے بندون مین سب سے زیادہ تونگر کون ہے ارشاد ہوا
کہ وہ جو قناعت کرے اوس چیز پر جو مین اوسے دون عرض کیا کہ عادل تر کون ہے ارشاد ہوا کہ وہ جو آپ سے انصاف کرے حضرت
محمد ابن واسع رحمہ اللہ تعالیٰ سوکھی روٹی بھگا بھگو کر کھاتے اور فرماتے جو شخص اسپر قناعت کرتا ہے وہ خلق سے بے پروا رہتا ہے
حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ روز ایک فرشتہ منادی کرتا ہے کہ اے فرزند آدم جو تھوڑا مال تجھے کفایت کرے وہ اوس
بہت مال سے بہتر ہے جس سے بہت خوشی اور غفلت پیدا ہو حضرت سمیط ابن عجلان رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ تیرا تمام پیٹ عرض و
طول مین ایک بالشت سے زیادہ نہین ہے پھر تجھے دوزخ مین کیون ڈالے حدیث شریف مین ہے کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ
اے فرزند آدم اگر تمام دنیا مین تجھے دیدون تو اوس قوت سے زیادہ نہین تجھکو نصیب ہوگا جب قوت سے زیادہ ندون اور دنیا کے
حساب کا کھٹیرا اورون پر رکھون تو اس سے زیادہ تیرے اوپر میرا اور کیا احسان ہوگا ایک حکیم کا قول ہے کہ لالچی اور طمعدار سے زیادہ
کوئی رنج پر صابر نہین ہوتا اور قانع سے زیادہ کوئی خوش عیش نہین ہوتا اور حاسد سے زیادہ کسی کو رنج نہین ہوتا اور تارک الدنیا سے
زیادہ کوئی سبکبار نہین ہوتا اور عالم بے عمل سے زیادہ کسی کو پشیمانی نہوگی **حکایت** حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ ایک شخص نے
ممولا پکڑی اوسنے پوچھا اے شخص تیرا کیا ارادہ ہے کہا یہ ارادہ ہے کہ تجھے ذبح کرکے کھا جاؤن وہ بولی میرے کھانے سے تیرا کچھ بھی نہوگا
مین تجھے ایسی تین باتین سکھاؤن جو میرے کھانے سے زیادہ تیرے واسطے بہتر ہون ایک بات تو تیرے ہاتھ ہی مین کہدونگی دوسری
بات اوسوقت کہونگی جب تو مجھے چھوڑ دے اور مین درخت پر جا بیٹھون تیسری بات جب کہونگی کہ درخت سے اوڑ کر پہاڑ پر جاؤن
اوسنے کہا اچھا پہلی بات تو کہہ بولی جو چیز تیرے ہاتھ سے جاتی رہے اوسپر افسوس نہ کیا کر پس اوس شخص نے اوسے چھوڑ دیا وہ اوڑ کر
درخت پر جا بیٹھی اوس شخص نے کہا کہ اب دوسری بات کہہ بولی محال بات باور نہ کیا کر اور اوڑ کر پہاڑ پر جا بیٹھی اور خود کہنے لگی کہ اے
بدبخت اگر تو مجھے ذبح کرتا تو امیر ہوجاتا پھر کبھی فقیر ہوتا ہی نہ اسواسطے کہ میرے پیٹ مین دو موتی بیس بیس مثقال بھر کے ہین اوس
شخص نے دانت کے نیچے اونگلی دبائی اور نہایت افسوس کرنے لگا پھر کہنے لگا اب تیسری بات کہہ وہ بولی کہ تو اون دو باتون کو
تو بھول ہی گیا تیسری بات سنکر کیا کریگا مین نے تجھسے کہا تھا کہ گئی چیز کا افسوس نہ کیا کر اور محال بات باور نہ کیا کر مین تیرے ہاتھ
مین تمام گوشت پوست بال و پر سمیت دس مثقال بھر بھی نہ تھی پھر بھلا میرے پیٹ مین بیس بیس مثقال بھر کے موتی کیونکر ہونگے یہ کہا
اور اوڑ گئی یہ حکایت اسواسطے لکھی گئی تاکہ معلوم ہوجاے کہ جب طمع دامنگیر ہوتی ہے تو سب محالات کو آدمی باور کرلیتا ہے حضرت
ابن سماک رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ طمع تیرے گلے مین رسی ہے اور تیرے پاؤن مین پھندا ہے گلے کی رسی نکال تاکہ پاؤن کا پھندا
کٹ جائے **حرص اور طمع کے علاج کا بیان** ایعزیز جانتو کہ اسکی دوا وہ معجون ہے جو صبر کی تلخی اور علم کی شیرینی اور عمل
کی دشواری سے مرکب ہوتی ہے اور دل کی سب بیماریون کی تمام دوائین ان ہی اجزا سے ہوتی ہین اور یہ علاج پانچ چیزون سے
ہوتا ہے ایک عمل سے وہ یہ ہے کہ آدمی اپنے خرچ کو گھٹائے موٹے کپڑے روکھی روٹی پر قناعت کرے کبھی کبھی دال وغیرہ کھالیا کرے
کیونکہ اسقدر کھانا کپڑا طمع اور حرص کے بغیر آسانی سے ہاتھ آتا ہے لیکن اگر شان و شوکت کریگا اور اخراجات بڑہائیگا تو قناعت نکرسکیگا

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ یعنی جو کوئی خرچ کرنے مین میانہ روی اختیار کریگا وہ کبھی محتاج نہوگا
اور فرمایا ہے کہ تین چیزین ہین کہ اونمین خلق کی نجات ہے علانیہ اور پوشیدہ حق تعالی سے ڈرنا امیری اور فقیری مین میانہ روی کے ساتھ
خرچ کرنا خفگی اور خوشی مین انصاف سے نہ درگذرنا حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالی عنہ کو ایک شخص نے دیکھا کہ چھوہارے کی گٹھلیان بینتے
تھے اور کہتے تھے کہ معیشت مین آسانی اور نرمی نگاہ رکھنا عقلمندی اور علم کی بات ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میانہ روی
کے ساتھ خرچ کریگا حق تعالی اوسے بے پروا رکھے گا اور جو شخص فضول خرچی کریگا حق تعالی اوسے محتاج رکھیگا اور جو خدا کو یاد کریگا خدا اوسے
دوست رکھیگا اور فرمایا ہے کہ آہستگی اور تدبیر کے ساتھ خرچ کرنا آدھی معیشت ہے دوسری چیز یہ کہ جب اوسدن کی کفایت کے قدر
روزی ملگئی تو آیندہ کی فکر نکرے کیونکہ شیطان اوس سے کہتا ہے کہ شاید زندگی بہت ہو اور کل کوئی چیز نملے آج طلب معاش مین کوشش
کرے آرام طلبی نہ کر جہان سے ہو تلاش کر جیسا کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے اَلشَّیْطَانُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَاءِ وہ چاہتا ہے
کہ کل کی محتاجی کے خوف سے تجھے آج سردست رنج و تشویش مین رکھے اور فقیر کی صورت بنا کر تجھپر ہنسے کیونکہ فردا کہ دیدہ شاید کل کا دن ہی
نہ آنے پائے اور اگر آئیگا تو جتنے رنج مین آج سردست تو نے اپنے تئین ڈال رکھا ہے اوسکا رنج اس سے زیادہ نہوگا اس سے باین طور
پرہیز ہوتا ہے کہ آدمی یہ جان لے کہ حرص کے سبب سے روزی نہین ملتی روزی تو تقدیر مین لکھی ہے خواہ نخواہ پہونچے گی **شعر**

بی مگس ہرگز نماند عنکبوت + رزق را روزی رسان پر میدہد + رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ
کی طرف گذرے اونھین غمگین دیکھا فرمایا بہت رنج نہ کر کہ حق تعالی جو کچھ مقدر کر چکا ہے وہ ہوگا جو تیرا رزق ہے وہ خواہ نخواہ تجھے
پہونچے گا جاننا چاہیئے کہ بندے کا رزق اکثر اوس جگہ سے پہونچتا ہے جہان سے مطلق خیال مین نہو حق تعالی ارشاد فرماتا ہے
وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ یعنی جو شخص پرہیزگار ہوتا ہے اوسکی روزی ایسی جگہ سے
پہونچتی ہے جسکا وہ خیال بھی نرکھتا ہو حضرت ابو سفیان رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ پرہیزگار ہو جا کہ پرہیزگار کبھی بھوک سے نہین مرتا
یعنی حق تعالی خلق کو اوسپر ایسا مہربان کر دیتا ہے کہ بے مانگے اوسکے پاس مال کافی لیجاتی ہے حضرت ابو حازم رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین
کہ جو کچھ ہے اوسکی دو قسمین ہین جو کچھ میری روزی ہے وہ بے تعجیل مجھے ملے گی اور جو اورون کی روزی ہے وہ تمام اہل آسمان اور
اہل زمین کی کوشش سے بھی مجھے نملیگی تو طلب مین میری بیقراری کیا کام آئیگی تیسری چیز یہ ہے کہ آدمی یہ سمجھ لے کہ اگر طمع نکریگا اور
صبر کریگا تو رنجیدہ رہے گا اور اگر طمع کریگا اور صبر نکریگا تو ذلیل و خوار بھی ہوگا اور رنجیدہ بھی طمع کے سبب سے لوگ بھی ملامت کرینگے
اور عذاب آخرت کے خطر مین بھی پڑیگا اور اگر صبر کریگا تو ثواب بھی پائیگا اور لوگ بھی تعریف کرینگے تو آخر ثواب اور تعریف اور عزت
کے ساتھ جو رنج ہو وہ اوس رنج سے اولی ہے جو ذلت اور مذمت اور خوف عقوبت کے ساتھ ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ مسلمان کی عزت اسی مین ہے کہ خلق سے بے پروا رہے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ تو جس شخص کا
محتاج ہے اوسکا اسیر ہے اور جو تیرا محتاج ہے تو اوسکا امیر ہے اور جس سے تو بے پروا ہے اوسکا مانند اور نظیر ہے چوتھی چیز یہ ہے
کہ خیال کرے کہ یہ حرص و طمع کس واسطے کرتا ہے اگر پیٹ بھرنے کے واسطے کرتا ہے تو گدہا بیل وغیرہ اوس سے زیادہ کھاتے ہین

اور فرمایا کہ اگر تو بیٹے میرے پاس آتی تو ان حضرتوں کو بیچ میں ڈالتی یعنی مین اسقدر تجھے دیتا کہ وہ نہ دے سکتے وہ بوڑھیا جا ہزار بکریان
اور جانے دینار لیکر اپنے خاوند پاس گئی **حکایت** عرب مین ایک مرد سخی مشہور تھا وہ مرگیا کچھ لوگ سفر سے بھوکے آتے تھے اوسکی قبر پر
اترے اور بھوکے سو رہے اونمین سے ایک شخص کے پاس ایک اونٹ تھا اوس شخص نے مردہ کو خواب مین دیکھا کہ کہتا ہے تو اس
اونٹ کو میرے نجیب اونٹ کے عوض بیچیگا اوسنے کہا ہان بیچونگا مردہ بہت اچھا نجیب اونٹ چھوڑ کر مرا تھا غرض کہ اوس مسافر نے
اپنے اونٹ کو نجیب کے بدلے بیچا مردے نے اوسکے اونٹ کو ذبح کیا وہ لوگ جب جاگے تو اونٹ کو ذبح کیا ہوا پایا دیگ مین بھر کر
چڑھایا اور پکا کر خوب کھایا جب وہان سے چلے تو راہ مین ایک قافلہ پیش آیا اوس قافلہ مین سے ایک شخص نے اوس اونٹ کے مالک کو
آواز دی اور اوسکا نام لیکر پکارا اور پوچھا کہ تو نے فلانے مردے سے کوئی نجیب مول لیا ہے اوسنے کہا ہان مگر خواب مین مول لیا ہے
اوسنے کہا یہ وہ نجیب ہے یہ لے اوسنے کہا کہ وہ نجیب یہ ہے تو لیجا کیونکہ مین نے بھی اوس مردے کو خواب مین دیکھا کہ کہتا ہے کہ اگر تو میرا بیٹا ہے
تو فلانے آدمی کو دیدے **حکایت** ابو سعید خرگوشی رحمہ اللہ تعالی نے روایت کی ہے کہ مصر مین ایک شخص محتسب نام تھا
فقیرون کیلئے کچھ جمع کر دیتا تھا ایک شخص کے گھر فرزند پیدا ہوا اوسکے پاس کچھ نتھا وہ کہتا ہے کہ مین محتسب کے پاس گیا وہ میرے ساتھ آیا
اور ہر ایک سے سوال کیا کسینے کچھ ندیا مجھے ایک قبر پر لیگیا وہان بیٹھکر کہنے لگا کہ اے مردے خدا تجھپر رحمت کرے تو ایسا آدمی تھا
کہ فقیرون کا رنج دور کیا کرتا تھا جو چاہیے ہوتا وہ اونکو دیا کرتا تھا آج مین نے اس شخص کے لڑکے کیواسطے بڑی کوشش کی کسینے کچھ نہ دیا
یہ کہکر اوٹھا اوسکے پاس ایک دینار تھا اوسکے دو حصے کیے ایک مجھے دیا اور کہا کہ جبتک کچھ ملے مین تجھے یہ قرض دیتا ہون یہ شخص
کہتا ہے کہ مین نے لے لیا اور لڑکے کے کام مین صرف کیا محتسب نے اوسی رات مردہ کو خواب مین دیکھا کہ کہتا ہے جو کچھ تو نے کہا مین نے
سنا لیکن جواب دینے کا ہمین حکم نہین ہے اب تو میرے گھر جا کر میرے لڑکون سے کہہ کہ چولھے کے پاس کھودین سونے کے پانسو دینار
وہان گڑے ہین وہ اوس شخص کو دیدین کہ اوسکے لڑکا پیدا ہوا ہے دوسرے دن محتسب اوسکے گھر گیا اور جیسا خواب مین دیکھا تھا ویسا ہی
کیا پانسو دینار پائے اوسکے لڑکون سے کہا کہ میرا خواب حکمی نہین ہے یہ دینار تمھاری ملک ہین تم لے لو اون لڑکون نے کہا سبحان اللہ
جو مردہ ہے وہ تو سخاوت کرتا ہے ہم زندہ ہو کر بخل کرین اوسیطرح لیجا کر اوس مرد حاجتمند کو دیدیے جیسا کہ مردے نے کہا ہے
محتسب اون دینارون کو اوس مردے کے پاس لیگیا اوسنے ایک دینار لیکر دو حصے کیے ایک حصہ سے اوسکا قرض ادا کیا اور کہا
باقی لیجا کر محتاجون کو دیدے مجھے اسیقدر حاجت تھی ابو سعید خرگوشی کہتے ہین کہ نہ معلوم ان سب مین کون شخص بہتر اور بڑا سخی ہے اور
کہتے ہین کہ مین جب مصر مین گیا تو اوس مردہ کا گھر ڈھونڈھا اور اوسکے لڑکون کو دیکھا تو اونکے چہرون سے خیر کے آثار نمایان تھے
مجھے یہ آیت یاد آئی وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ایعزیز سخاوت کی برکتون سے یہ تعجب نہ کر کہ مرنے کے بعد بھی رہتی ہین اور خواب کے
طور پر پہچانی جاتی ہین اسواسطے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی عادت تھی کہ لوگون کو مہمان رکھا کرتے اور ابتک اونکے مرقد
شریف پر وہ برکتین باقی ہین ربیع ابن سلیمان رحمہ اللہ تعالی حکایت کرتے ہین کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالی مکہ معظمہ مین پہونچے
تو دس ہزار دینار اونکے ساتھ تھے مکہ معظمہ کے باہر خیمہ کھڑا کیا اور اون دینارون کو چادر پر اونڈیلا جو شخص اونھین سلام کرتا مٹھی بھر دینا

اوسے دیتے جب ظہر کی نماز پڑھنے کو چادر جھاڑی تو کچھ باقی نتھا ایک شخص نے سوار ہونے کے ساتھ ہی اونکی رکاب پکڑلی بیچنے کا حکم کیا کہ چار سو دینار اسے دیدے اور عذر خواہی کر امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ ایکدن رو رہے تھے لوگون نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین آپ کیون روتے ہین فرمایا کہ سات دن گذرے کوئی مہمان میرے گھر نہین آیا ایک شخص اپنے کسی دوست کے پاس گیا اور کہا کہ مین چار سو درم کا قرضدار ہون اوس دوست نے اوسے چار سو درم دیئے اور رونے لگا اوسکی جورو نے کہا کہ اگر دینا منظور تھا تو دینا کیا ضرور تھا اوسنے یہ بات کہی کہ ارے نادان مین اس سبب سے روتا ہون کہ مین اوس سے غافل ہو گیا اور اوسے مجھسے مانگنے کی حاجت پڑی

بخل کی مذمت کا بیان

حق تعالی جل شانہ یہ ارشاد فرماتا ہے وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ یعنی جسے حق تعالی نے بخل سے بچایا وہ فلاح کو پہونچا اور فرمایا ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللہُ مِنْ فَضْلِہٖ ھُوَ خَیْرًا لَّھُمْ بَلْ ھُوَ شَرٌّ لَّھُمْ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یعنی یہ نسمجھنا کہ جو لوگ خدا کی دی ہوئی دولت مین بخل کرتے ہین یہ اونکے لیے بھلا ہے بلکہ یہ اونکے واسطے برا ہے اور قریب ہے کہ جس چیز مین وہ بخل کرتے ہین اوسکا طوق بنا کر اونکی گردن مین قیامت کے دن ڈالا جائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بخل سے تم دور ہو اسواسطے کہ جو قوم تمسے پہلے تھی وہ بخل کے سبب سے ہلاک ہوئی اور بخل اونکو اس بات پر لایا کہ انھون نے خون کیے اور حرام کو حلال ٹھہرایا اور فرمایا ہے کہ تین چیزین مہلک ہین ایک بخل اگر تو اوسکی اطاعت کرے اور اوسکی تو مخالفت نہ کرے دوسری وہ خواہش باطل جسکا تو پیچھا کرے تیسری خودپسندی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین دو شخص آئے اور ایک اونٹ کی قیمت مانگی آپ نے عنایت کی جب وہ باہر گئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے سامنے شکریہ ادا کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے یہ کیفیت نقل کی آپ نے فرمایا کہ فلانا شخص اس سے زیادہ لیگیا اور شکر نہین کیا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مین سے جو شخص آئے اور الحاح کرکے مجھسے لیجائے وہ آگ ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا کہ اگر آگ ہے تو آپ کیون دیتے ہین فرمایا اسواسطے کہ وہ الحاح کرتے ہین اور حق تعالی اس بات کو پسند نہین کرتا کہ مین بخیل ہو جاؤن اور نہ دون اور فرمایا ہے کہ تم کہتے ہو کہ بخیل کا قصور معاف ہوگا ظالم کا نہوگا اسواسطے کہ حق تعالی کے نزدیک بخل سے ظلم بدتر ہے حق تعالی نے اپنی عزت اور عظمت کی قسم کھائی ہے کہ کسی بخیل کو بہشت مین جانے نہ دیگا ایک دن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم طواف کرتے تھے اور ایک شخص حلقہ کعبہ کو پکڑے کہہ رہا تھا کہ یا ارحم الراحمین اس گھر کی برکت سے میرا گناہ بخشدے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تیرا گناہ کیا ہے اوسنے عرض کیا کہ میرا گناہ اتنا بڑا ہے کہ مین بیان نہین کرسکتا آپ نے فرمایا کہ بھلا تیرا گناہ بڑا ہے یا زمین اوسنے عرض کیا میرا گناہ بڑا ہے آپ نے فرمایا کہ بھلا تیرا گناہ بڑا ہے یا آسمان اوسنے عرض کیا میرا گناہ پھر آپ نے فرمایا کہ بھلا تیرا گناہ بڑا ہے یا عرش اوسنے عرض کیا میرا گناہ پھر آپ نے فرمایا کہ بھلا تیرا گناہ بڑا ہے یا حق تعالی اوسنے کہا کہ حق تعالی تو سب سے بڑا ہے آپ نے فرمایا کہ اپنا گناہ تو بیان کر اوسنے بیان کیا کہ مین بڑا مالدار ہون جب کوئی محتاج دور سے نظر آتا ہے تو مین جانتا ہون کہ آگ آتی ہے مجھے جلادیگی آپ نے فرمایا کہ تو مجھسے دور رہ کہ اپنی آگ مین کہین مجھے بھی نہ جلادے قسم اوس خدا کی جسنے مجھے راہ راست پر بھیجا ہے کہ اگر

یعنی اوس مقام کے درمیان مین تو ہزار برس تک نماز پڑہے اور اتنا روئے کہ تیرے آنسوؤن سے نہرین جاری ہو جاوین اور درخت پھل لاوین اور بخل پر مرے تب بھی دوزخ کے سوا کہین تیرا ٹھکانا نہین خبردار رہ کہ بخل کفر سے ہے اور کفر آگ مین ہے افسوس تونے یہ نہین سنا ہے کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے وَمَنْ يَبْخَلْ فَإِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَفْسِهِ اور وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ حضرت کعب رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ ہر روز ہر شخص پر دو فرشتے موکل ہوتے ہین اور منادی کیا کرتے ہین کہ اے پروردگار جو شخص مال کو رکھ چھوڑے تو اوسکا مال تلف کر اور جو خرچ کرے اوسے نعم البدل عنایت فرما حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ مین بخیل کو عادل نہ کہونگا اور اوسکی گواہی نہ سنونگا کیونکہ بخل اوسے اس بات پر رکھتا ہے کہ وہ تجسس کرکے اپنے حق سے زیادہ لیتا ہے حضرت یحیی ابن زکریا علیہما السلام نے ابلیس کو دیکھا پوچھا وہ کون ہے جسے تو بہت دشمن رکھتا ہے اور وہ کون ہے جسے تو بہت دوست رکھتا ہے کہا زاہد بخیل کو مین بہت ہی دوست رکھتا ہون کیونکہ جان کھوتا ہے اور عبادت کرتا ہے اور بخل اوس عبادت کو ضائع کرتا ہے اور فاسق سخی کو بہت ہی دشمن رکھتا ہون کہ خوب کھاتا پیتا ہے اور چین سے بسر کرتا ہے مین ڈرتا ہون کہ سخاوت کے سبب سے حق تعالی اوسپر رحم کرے اور اوسکو توبہ نصیب ہو

ایثار کے ثواب کا بیان

ای عزیز جان تو کہ ایثار سخاوت سے بڑھکر ہے اسواسطے کہ سخی وہ ہے کہ جس چیز کی اوسے احتیاج نہو وہ دیدے اور ایثار یہ ہے کہ جس چیز کا محتاج ہے اوسے دوسرے کی حاجت مین صرف کرے جیسا کمال سخاوت یہ ہے کہ آدمی جس چیز کا محتاج ہو وہ دیڈالے اوسیطرح کمال بخل یہ ہے کہ آدمیکو جس چیز کی حاجت ہو اوسے خود اپنے صرف مین نہ لائے یہانتک کہ اگر بیمار ہو تو اپنی دوا نہ کرے اور اوسکے دل مین آرزوئین رہین اور منتظر رہے کہ کسی سے مانگ لوں اپنے مال سے نہ خرچ کرے اوسکے ایثار کی بڑی فضیلت یہ ہے کہ حق تعالی نے ایثار پر انصار کی تعریف فرمائی يُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ جو شخص ایسی کوئی چیز پائے جسکی آرزو اوسکے دل مین ہو اور اپنی آرزو باقی رکھکر اوس چیز کو دیڈالے حق تعالی اوسے بخشدیتا ہے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر مین تین دن آسودہ ہو کر کبھی ہمنے نہین کھایا اور نہ کھا سکے لیکن ایثار کیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مہمان آیا گھر مین کچھ نتھا انصار مین سے ایک شخص آیا اور اوس مہمان کو اپنے گھر لیگیا کھانا تھوڑا تھا چراغ ٹھنڈا کردیا اور کھانا اوسکے سامنے رکھدیا آپ جھوٹ موٹ ہاتھ ہلاتا منہ چلاتا تھا اور کھانا نہ کھاتا تھا تاکہ وہ مہمان کھالے دوسرے دن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ خوش خلقی اور سخاوت جو تمنے مہمان کے ساتھ کی اوس سے حق تعالی کو تعجب ہوا اور یہ آیت نازل ہوئی يُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ الآیہ حضرت موسی علیہ السلام نے درگاہ الہی مین عرض کیا کہ ای پروردگار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی منزلت مجھے دکھا ارشاد ہوا کہ اے موسی تو اوسے دیکھنے کی طاقت نہین رکھتا ہے لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درجون مین سے ایک درجہ تجھے دکھاتا ہون جب دکھایا تو یہ خوف تھا کہ حضرت موسی علیہ السلام اوسکے نور اور عظمت سے بیہوش ہو جائین حضرت موسی علیہ السلام نے عرض کیا کہ بارخدایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ درجہ کاہے سے پایا ارشاد ہوا کہ ایثار سے اے موسی علیہ السلام جو بندہ تمام عمر مین ایکبار ایثار کرتا ہے مجھے یہ شرم آتی ہے کہ اوس سے حساب کرون اوسکا مقام بہشت ہے جہان چاہے رہے حضرت عبد اللہ

ابن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایکبار سفر مین تھے خرمے کے ایک باغ مین وارد ہوئے ایک کالا غلام اوس باغ کا نگہبان تھا اوس غلام کے
واسطے تین روٹیان لائے ایک کتا آگیا اوسنے ایک روٹی اوس کتے کو ڈالدی اوسنے کھالی دوسری بھی ڈالدی وہ بھی کھالی تیسری بھی
ڈالدی کتے نے وہ بھی کھالی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ ہر روز تیری روزی کسقدر ہے اوسنے کہا یہی جو تمنے دیکھی
فرمایا کہ پھر تونے کتے کو سب کیون کھلا دی اوسنے کہا کہ یہان کتا نہین رہتا ہے مین نے جانا کہ کہین دور سے آیا ہے مین نے نہ چاہا
کہ بھوکا جائے پوچھا کہ بھلا آج تو کیا کھائیگا اوسنے کہا آج مین صبر کرونگا فرمایا کہ سبحان اللہ لوگ سخاوت کے سبب مجھے ملامت کرتے ہین
یہ غلام تو مجھسے بھی زیادہ سخی ہے پھر اوس غلام کو مول لیکر آزاد کر دیا اور وہ باغ مول لیکر اوس غلام کو دیدیا الاحباب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ
وآلہ وصحابہ اجمعین کافرون کی ایذا سے حذر کرتے تھے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہہ پر سو رہتے تاکہ اگر
خدا ناکردہ کفار رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا قصد کرین تو اپنے تئین حضرت پر سے قربان کردین حق تعالیٰ نے حضرت جبرئیل اور حضرت
میکائیل علیہما السلام سے فرمایا کہ تمہارے درمیان مین ہمنے برادری کی اور ایک کی عمر دوسرے سے بڑی کی تم مین ایسا کون ہے کہ اپنی
عمر دوسرے کو دیدے اونمین سے ہر ایک نے اپنی عمر دراز چاہی ارشاد ہوا کہ تمنے بھی ویسا ہی کیون نہ کیا جیسا علی نے کیا مین نے اوسکو
محمد کے ساتھہ برادری دی اوسنے اپنی جان فدا اور اپنی ذات ایثار کی اور اپنے بھائی کی جگہہ پر سو رہا تم دونون جاؤ اور اوسکو دشمنون سے
بچاؤ دونون آئے جبرئیل علیہ السلام سرہانے اور میکائیل علیہ السلام پائینتی کھڑے ہوئے اور کہتے تھے واہ واہ خوش رہو اے فرزند ابو طالب
کہ حق تعالیٰ اپنے فرشتون کے ساتھہ تیری ذات سے فخر ومباہات کرتا ہے اور یہ آیت نازل ہوئی وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ
مَرْضَاتِ اللّٰهِ الآیہ حضرت حسن انطاکی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک اکابر مشائخ مین سے تھے تیس اور کئی آدمی اونکے یارون مین سے جمع ہوئے
سب کی قدر روٹیان نہ تھین جسقدر تھین اونکے ٹکڑے کرکے سبھون کے سامنے رکھدیے اور چراغ اوٹھا لیگئے وہ لوگ دسترخوان پر بیٹھے
جب چراغ پھر لائے تو سب ٹکڑے اوسیطرح رکھے تھے کیونکہ ایثار کے قصد سے کسینے نکھایا کہ ہمارا ساتھی کھائے حضرت حذیفہ عدوی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ جنگ تبوک کے دن بہت لوگ شہید ہوئے مین پانی لیے ہوئے اپنے چچازاد بھائی کو ڈھونڈھتا تھا اوسے پایا
تو دم بھر کا مہمان تھا مین نے پوچھا کہ بھائی پانی پیئیگا اوسنے کہا ہان پیونگا دوسرے زخمی نے کہا آہ میرے بھائی نے اشارہ کیا کہ پہلے
اوسکے پاس لیجا مین اوسکے پاس لیگیا وہ حضرت ہشام ابن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے قریب تھا کہ اونکی روح بدن سے مفارقت کرے
مین نے کہا کہ پانی پیوگے اور کسی نے آہ کی حضرت ہشام نے کہا پہلے اوسے پانی دو مین جب اوسکے پاس پہونچا تو وہ مر چکا تھا پھر
ہشام کے پاس آیا تو اونھین بھی مردہ پایا جب اپنے چچازاد بھائی پاس آیا تو وہ بھی جان بحق تسلیم ہو چکا تھا بزرگون نے کہا ہے کہ کوئی
شخص دنیا سے ایسا نہین گیا جیسا آیا تھا مگر حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ کیونکہ جانکنی کے وقت ایک سائل آیا اور کچھ مانگا اونکے پاس
ایک پیراہن کے سوا اور کچھ نتھا اوتار دیا اور کپڑا عاریت مانگ کر پہنا اور انتقال کیا **سخاوت اور بخل کی حد کا بیان کہ
سخی کون ہے اور بخیل کون ہے** ایعزیز جان تو کہ ہر شخص اپنے تئین سخی جانتا ہے شاید اور لوگ اوسے بخیل جانتے ہون
تو اسکی حقیقت پہچاننا ضرور ہے کہ یہ بڑی بیماری ہے تاکہ لوگ اوسے جانین اور اوسکا علاج کرین اور ایسا کوئی نہین کہ لوگ اوس سے

جو کچھ مانگیں وہ دے ہی دے اگر اس بات سے آدمی بخیل ہونے لگے تو سب بخیل ہی ہوجائیں ہمیں بہت سے اقوال ہیں اکثر لوگوں کا
قول یہ ہے کہ جسپر جو چیز شرعاً دینا واجب ہے اگر وہ نہ دے تو بخیل ہے اور اگر اوسکا دینا آسان نجانے تو بخیل ہے اور یہ بات ٹھیک نہیں
کیونکہ ہمارے نزدیک یہ ہے کہ جو شخص نانبائی کو روٹی اور قسائی کو گوشت بھیر دے کہ یہ کچھ کم ہے وہ بخیل ہے اور جو شخص جورو لڑکوں کو
اسیقدر نفقہ دے جتنا قاضی نے مقرر کردیا ہو اوس سے ایک لقمہ زیادہ دینا روا نہ رکھے وہ بخیل ہے اور جو شخص روٹی سامنے لیے بیٹھا ہو
اور کوئی فقیر دور سے آجائے اور وہ اوسے دیکھکر روٹی چھپائے وہ بخیل ہے کیونکہ شرع اوسیقدر پر اقتصار کرتی ہے جسقدر کی طاقت
بخیل لوگ رکھتے ہیں جیسا حق تعالی ارشاد فرماتا ہے اِنْ یَّسْئَلْکُمُوْهَا فَیُحْفِکُمْ تَبْخَلُوْا وَیُخْرِجْ اَضْغَانَکُمْ توصحیح یہ ہے کہ بخیل وہ
شخص ہے جو دینے کی چیز نہ دے اور حق تعالی نے مال کو ایک حکمت کے واسطے پیدا کیا ہے جب حکمت الہی دینا چاہے تو نہ دینا بخل ہے
اور دینے کے قابل چیز وہ ہوتی ہے جسکے دینے کا شرع حکم کرے یا مروت اور شرع میں جو جو دینا واجب ہے وہ معلوم ہے لیکن مروت کی
رو سے جو دینا واجب ہے وہ لوگوں کے احوال اور مقدار مال اور بخیل کے ساتھ بدلتا رہتا ہے بہت باتیں ایسی ہیں کہ اگر سب عادت امیروں
سے تو بری معلوم ہوتی ہیں اور فقیروں سے بری نہیں معلوم ہوتیں آل و عیال کے ساتھ تو بری ہوتی ہیں اور روں کے ساتھ نہیں
دوستوں کے ساتھ تو بری ہوتی ہیں بیگانوں کے ساتھ نہیں مہمانی میں بری ہوتی ہیں اور ویسی ہی باتیں بیع اور معاملات میں بری
نہیں ہوتیں بوڑھوں سے بری ہوتی ہیں جوانوں سے نہیں مردوں سے بری ہوتی ہیں عورتوں سے نہیں اسکی حد یہ ہے کہ جب مال
رکھ چھوڑنا مقصود ہے اور رکھ چھوڑنے سے زیادہ صرف کرنے کی کوئی ضرورت پیش آئے تو اس صورت میں نہ خرچ کرنا بخل ہے اور جب
رکھ چھوڑنا بہت ضرور ہو اور ضرورت خفیف ہو تو صرف کرنا اسراف ہے اور بخل اسراف دونوں بد ہیں تو جب کوئی مہمان آجائے تو مروت کا
خیال کرنا مال کے خیال کرنے سے زیادہ ضرور ہے اور اس عذر سے کہ میں زکوٰۃ دیچکا ہوں مہمان کی مہمانداری نکرنا بری بات ہے اور
بخل ہے اور جب پڑوسی بھوکا ہو اور آدمی کے پاس زیادہ کھانا ہو تو نہ دینا بخل ہے اور جب شریعت اور مروت کے واجبات ادا کرچکا
اور مال بہت سا ہے تو خیرات کرکے آخرت کا ثواب ڈھونڈھنا ضرور ہے اور زمانہ کی مصیبتوں اور آفتوں کے لحاظ سے مال رکھ چھوڑنا بھی
ضرور ہے لیکن اسے ثواب کی غرض پر مقدم کرنا بزرگوں کے نزدیک بخل ہے اور عوام کے نزدیک بخل نہیں ہے اسواسطے کہ عوام کی نظر
اکثر فقط دنیا ہی پر ہوتی ہے اور یہ بات ہر ایک کے حال کے موافق بدلتی رہتی ہے بس اگر کسی نے فقط شریعت اور مروت کے واجبات
ادا کیے تو وہ بخل سے تو چھوٹ گیا لیکن سخاوت کا درجہ جب ہی پائیگا کہ اوسپر اور زیادہ خرچ کرے اور جسقدر زیادہ خرچ کریگا اوسیقدر سخاوت
میں اوسے درجہ بھی زیادہ ملیگا اور ثواب بھی بہت پائیگا تھوڑا ہو خواہ بہت ہر ایک کو اوسی کی قدر درجہ اور ثواب ہے اور آدمی سخی جب
ہوتا ہے کہ دینا اوسپر شاق نہو اگر مشکل سے دیتا ہے تو سخی نہوگا اور اگر کبھی کبھی بھی شکر اور مکافات کی امید رکھتا ہے تو بھی سخی نہوگا بلکہ جواد
اور سخی حقیقت میں وہی شخص ہوتا ہے جو بے غرض دے یہ امر آدمی سے محال بلکہ یہ حق تعالی ہی کی صفت ہے لیکن آدمی ثواب آخرت اور
نیکنامی پر اکتفا کرے تو اوسکو مجازاً سخی کہتے ہیں کہ وہ بالفعل کچھ عوض نہیں چاہتا دنیا میں تو سخاوت یہ ہے اور دین میں سخاوت یہ ہے کہ
حق تعالی کی محبت میں جان قربان کرنے سے باک نہ رکھے اور آخرت میں ثواب پائیگا امیدوار نہ رہے فقط حق تعالی کی محبت ہی جان قربان

۵۷ نسخہ ... مال تمھارا بطور ... کرے سوال میں تو بخل کرو گے تم ... بخل تمھارے کینوں کو

کرنے کی باعث ہو بلکہ اپنے تئین فدا کر رہی اوسکی عین غرض اور عین لذت ہو کیونکہ جب اپنا امید رکھیگا تو معاوضہ ہو جائیگا [illegible]

بخل کے علاج کا بیان

اے عزیز جانتو کہ یہ علاج بھی علم و عمل سے مرکب ہے علم تو یہ ہو کہ پہلے تو بخل کا سبب پہچانے [illegible]
بیماری کا سبب تو نجانیگا اوسکا علاج نہ کر سکیگا خواہشون کی محبت اوسکا سبب ہے اسواسطے کہ بغیر مال کے آدمی اپنی خواہشون تک نہین
پہونچ سکتا ہے اسکے ساتھ عمر دراز کی امید بھی ہوتی ہے کیونکہ اگر بخیل جانے کہ ایکدن یا ایک برس سے زیادہ میری زندگی نہین
باقی رہی تو اوسکو خرچ کرنا بہت آسان ہوجائیگا مگر یہ کہ فرزند رکھتا ہو کہ فرزند کی بقا کو اپنی بقا جانتا ہے اور اسکا بخل مضبوط
ہوجاتا ہے اسیواسطے جناب نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ فرزند بخیلی اور بزدلی اور نادانی کا سبب ہوتا ہے اور کسی وقت
مال کی محبت سے بری خواہش پیدا ہوتی ہے یا محبت مال خواہش نفس کے واسطے نہین ہوتی بلکہ خود عین مال ہی اوسکا معشوق
ہوتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آدمی عمر بھر مال کھاہی رہنے دیتا ہے اور اس نقد کے علاوہ اوسکی زمین وغیرہ کی آمدنی اوسکے چھوٹے
لڑکون کو قیامت تک کافی ہوتی ہے لیکن اگر بیمار ہوتا ہے تو اپنی دوا تک نہین کرتا اور زکوۃ نہین دیتا اور زمین مین مال گاڑ رکھتا ہے
حالانکہ جانتا ہے کہ مین مرہی جاؤنگا اور دشمن میرا مال لے ہی جائینگے لیکن خرچ کرنے سے بخل اوسے باز رکھتا ہے یہ بہت بڑی بیماری
ہے بہت کم علاج پذیر ہوتی ہے اب جو تو نے سبب پہچان لیا تو قناعت سے اور ترک شہوات پر ذرا صبر کرنے سے خواہشون کی
محبت کا علاج کر سکیگا تاکہ مال سے بے پروا ہوجائے اور امید زندگی کا علاج آدمی یون کرے کہ موت کا بہت خیال رکھے اور اپنے
ہمجولیون کو دیکھے کہ وہ غافل تھے اور دفعۃً مر گئے اور حسرت لیگئے دشمنون نے اونکا مال افسوس کر کرکے بانٹ لیا اور اولاد کی محتاجی
کے خوف کا یون علاج کرے کہ یہ جانے کہ جسنے انھین پیدا کیا ہے اوسنے اونکا رزق بھی اونکے مقدر مین لکھدیا ہے اگر اونکے
مقدر مین محتاجی ہی تو اوسکی بخیلی سے تونگر نہو جائینگے اور وہ مال ضائع کر دینگے اور اگر اونکے مقدر مین تونگری ہے تو اونھین اور
کہین سے مل ہی جائیگا وہ دیکھتا ہے کہ بہت امیر ایسے ہین کہ اونھون نے اپنے باپ کی کچھ بھی میراث نہین پائی [illegible]
پائی اور ضائع کر ڈالی اور یہ جانے کہ اولاد خدا کی فرمان بردار ہوگی تو خدا خود ہی اونکی [illegible]
اونکے واسطے دین و دنیا مین مصلحت ہے تاکہ گناہون مین مال نہ صرف کرین اور جو حدیثین بخل کی مذمت اور سخاوت کی تعریف
مین وارد ہین اونمین غور و تامل کرے اور سوچے کہ دوزخ کے سوا بخیل کا اور کہین ٹھکانا نہین اگرچہ عبادت بہت رکھتا ہو تو آدمی کو
مال سے اس سے زیادہ اور کیا فائدہ ہوگا کہ دوزخ کی آگ اور خدا کی ناخوشی سے اپنے تئین بچائے اور بخیلون کے حال مین غور کرے
کہ لوگون کے دلون پر کیسے گران ہوتے ہین اور سب اونھین دشمن رکھتے ہین اور اونکی ہجو کرتے ہین یہ سمجھے کہ بخل کرکے تو بھی
اسیطرح لوگون کے دلون مین گران اور نظرون مین حقیر رہونگا علمی علاج تو یہ ہے جب ان باتون مین غور کرے تو اگر بیماری علاج
پذیر ہو جائے اور خرچ کرنے کی رغبت اوسکے دل مین پیدا ہو تو چاہیے کہ عمل مین مشغول ہو پہلے جیسے ہی خیال آئے فوراً خرچ کرنا
شروع کردے حضرت ابوالحسن ابوسبحہ رحمہ اللہ تعالی نے طہارت خانہ مین مرید کو آواز دی کہ میرا پیراہن اتار لے اور فلانے فقیر کو دیدے مرید نے
عرض کیا یا شیخ آپ نے باہر نکلنے تک صبر کیون نکیا فرمایا کہ مین ڈرا کہ مبادا دوسرا خیال [illegible] اور ممکن نہین کہ

سب مال خرچ کیے بخل جائے جسطرح یہ ممکن نہین کہ بے سفر کیے اور معشوق سے جدا ہوئے عاشق عشق سے نجات پائے اسیطرح مال ہی جدا ہونا
عشق مال کا بھی علاج ہے فی الحقیقت اگر عشق مال سے نجات پانیکے واسطے آدمی مال کو دریا مین ڈال دے تو بخیلی کرکے رکھ چھوڑنے سے
بہتر ہے ایک حیلہ لطیف اور علاج پاکیزہ یہ ہے کہ اپنے تئین نیکنامی پر فریفتہ کرے اور اپنے دل سے کہے کہ خرچ کرتا کہ لوگ مجھے سخی جانین
اور اچھا کہین ریا اور جاہ کی حرص کو مال کی حرص پر تعینات کردے حتی کہ جب حرص مال چھوٹے تو ریا کا علاج کرے جسطرح جب لڑکیکا
دودھ چھڑاتے ہین تو پہلے سے اوسے اوس چیز کی چاٹ پر لگاتے ہین جسے وہ دوست رکھتا ہو تاکہ اوسکے شغل مین دودھ کو بھول
جائے اخلاق خبیثہ کے علاج کا یہ بہت اچھا طریقہ ہے کہ ایک صفت کو دوسری صفت پر مسلط کردیا کرین تاکہ جسے مسلط کیا ہے اوسکی قوت
سے پہلی صفت سے نجات ملے اسکی مثال ایسی ہے جو خون کپڑے پر سے پانی سے نہین چھوٹتا ہے اوسے پیشاب سے دھوتے ہین تاکہ
غلظت کے سبب پیشاب اوسے زائل کردے پھر پیشاب کو پانی سے دھو ڈالین جو شخص بخل کو ریا سے دور کرے اوسنے نجاست کو
نجاست سے دھویا لیکن یہ واجب اوسکے دل مین قرار نہ پکڑے تو اوسکا فائدہ ہوگا اگرچہ بخل اور اپنی تعریف کا شوق دونون خباثت
سے ہین لیکن بشریت کے کوچہ مین گلخن بھی ہے اور گلشن بھی بخل تو گلخن ہے اور سخاوت گلشن ہے اور ریا اور نیکنامی کے واسطے
سخاوت کرنا حرام نہین ہے کیونکہ ریا فقط عبادت ہی مین حرام ہے اور دنیا اور رکھہ چھوڑنا جو خدا کے واسطے ہوتا ہے وہ بشریت
کے کوچے سے باہر ہے اور وہی نہایت محمود اور بہتر ہے تو بخیل کو یہ اعتراض کرنا نہین پہونچتا ہے کہ فلانا آدمی ریا کے ساتھ خیرات کرتا ہے
اسواسطے کہ ریا کے ساتھ خرچ کرنا نہ خرچ کرنے سے اور اوس بخل سے جو ریا کے سبب سے ہوا اولی ہے جیسا کہ گلشن مین ہونا گلخن مین
ہونے سے بہتر ہے بخل کا یہی علاج ہے جو بیان ہوا یعنی رنج وتکلیف سے دینا حتی کہ عادت ہوجائے اور بعض شیوخ نے [illegible]
مریدون کا علاج کیا ہے کہ ہر ایک کے واسطے جدا جدا گوشہ مقرر کردیتے کہ اوس گوشہ کے ساتھ دل لگ جائے جب دیکھتے کہ اوسکے ساتھ
دل لگ گیا تو اوسکو دوسرے گوشہ مین بھیج دیتے اور اوسکا گوشہ دوسرے مرید کو دیدیتے اور اگر دیکھتے کہ مرید نے نیا جوتا پہنا ہے اور
اوسے اچھا معلوم ہوتا ہے تو کہتے کہ دوسرے مرید کو دیدے وہ دیدیتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکبار نعلین شریفین مین نیا
تسمہ ڈالا نماز مین اوسپر نظر پڑی آپ نے فرمایا کہ وہی پرانا تسمہ لاؤ نیا تسمہ نکالکر وہی پرانا تسمہ ڈالدیا جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایسا کیا تو معلوم ہوا کہ دل سے مال کی محبت دور کرنے کی یہی تدبیر ہے کہ اوسے اپنے پاس سے جدا کردین اسواسطے کہ جب تک ہاتھ فارغ
نہوگا دل بھی فارغ نہوگا اسی سبب سے محتاج فراغ دل ہوتا ہے اور جب اوسکے پاس مال جمع ہوجاتا ہے تو وہ ننانوے کے پھیر مین پڑکر بخیل
ہوجاتا ہے اور آدمی کے پاس جو چیز نہین ہوتی دل اوس سے فارغ رہتا ہے **حکایت** کسی بادشاہ کے پاس کوئی شخص فیروزہ کا
ایک کاسہ جواہر جڑا ہوا ہدیہ لایا وہ کاسہ لاجواب تھا اوسکا نظیر نایاب تھا ایک حکیم دربار مین حاضر تھا اوس سے بادشاہ نے پوچھا
کہ تو نے اس کاسہ کو دیکھا کیسا ہے اوسنے عرض کیا مین دیکھتا ہون کہ اس کاسہ کا انجام یا تو مصیبت ہے یا محتاجی اور اسکے آنیکے پہلے
آپ دونون باتون سے مطمئن تھے بادشاہ نے کہا کیون عرض کیا کہ اگر ٹوٹ جائے تو مصیبت ہے اسواسطے کہ بے نظیر ہے اور اگر
چور لیجاوین تو درویشی اور حاجت ہے تاوقتیکہ پھر نہ ملے ناگاہ ایسا اتفاق ہوا کہ وہ کاسہ ٹوٹ گیا بادشاہ کو نہایت رنج ہوا فرمایا حکیم نے

سچ کہا تھا **مال کے زہر کے منتر کا بیان** ای عزیز جانتو کہ مال کی یہ مثال ہے جیسا سانپ کا حال ہے کہ اوسمین زہر بھی ہے
تریاق بھی جیسا ہمنے بیان کیا ہے تو جو شخص منتر جانے اور اوسپر ہاتھ ڈالے وہ ہلاک ہوجائیگا چونکہ مال بالکل برا ہی نہین ہے اسی سبب سے
صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین مین کچھ لوگ مالدار تھے جیسے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف تو مالدار ہونا کچھ عیب نہین یہ ایسا امر ہے
جیسے کوئی لڑکا کسی افسونگر کو دیکھے کہ سانپ پکڑ پکڑ کر اپنی پٹاری مین بھر رہا ہے اور سمجھے کہ یہ سانپ اسواسطے پکڑتا ہے کہ وہ نرم ہے
اور ہاتھ مین اچھا معلوم ہوتا ہے اور وہ بھی سانپ پکڑنے پر قدم مارے اور ناگاہ ہلاک ہوجائے تو مال کے پانچ منتر ہین پہلا منتر یہ ہے
کہ آدمی یہ جان لے کہ مال کو خدا نے کیون پیدا کیا ہے جیسا ہم بیان کر چکے ہین کہ قوت اور لباس اور مسکن کے واسطے مال ہوتا ہے
کہ یہ چیزین آدمی کے بدن کے واسطے ضرور ہین اور بدن حواس کے واسطے اور حواس عقل کے واسطے اور عقل دل کے لیے تاکہ دل
خدا کی معرفت سے آراستہ ہو آدمی نے جب یہ سمجھ لیا تو اپنے مطلب کی قدر مال سے دل لگائے اور نیک مصارف مین اندازے کے ساتھ
صرف کرے دوسرا منتر یہ ہے کہ آمد پر نگاہ رکھے تاکہ حرام اور شبہہ کا مال نہو اور ایسی وجہ سے نہو جو مروت کے برخلاف ہے جیسے رشوت
اور گدائی اور حمامی کی اجرت اور مثل اسکے تیسرا منتر یہ ہے کہ مقدار مال کو نگاہ رکھے کہ بقدر حاجت سے زیادہ جمع نہونے پائے جو بقدر
حاجت سے زیادہ ہے کہ زاد راہ دین مین اوسکی حاجت نہین اوسے جانے [illegible] جانے اگر کوئی محتاج آئے تو جو کچھ بقدر حاجت سے زیادہ اوسکے پاس ہے
وہ محتاج کو دیدے ہاں رکھے اور اگر ایثار کی قدرت نہین رکھتا ہے تو محل حاجت مین صرف کرے چوتھا منتر یہ ہے کہ خرچ پر نگاہ رکھے اور اسراف نکرے تھوڑے پر
قناعت کرے نیک کام مین صرف کرے اسواسطے کہ بیجا صرف کرنا بھی ایسا ہی ہے جیسے بری طرح سے کسب کرنا اور مال پیدا کرنا پانچوان منتر یہ ہے کہ آمد اور خرچ اور
رکھ چھوڑنے مین اپنی نیت نیک اور درست کرے کہ جو کچھ کمائے عبادت مین فراغت حاصل ہونے کے واسطے کمائے اور جس مال سے دست بردار ہو دنیا کو برا جانکے
اور زہد کے سبب سے دست بردار ہو کہ اوسکے خیال سے اپنے دل کو محفوظ اور پاک رکھے تاکہ خدا کی یاد مین مشغول رہے اور جو کچھ مال رکھ چھوڑے اوسے ایسی نیت سے حاجت کیواسطے
رکھ چھوڑے جو راہ دین اور فراغت راہ دین مین پیش آئیگی اور خرچ کر ڈالنے کے واسطے حاجت کا منتظر رہے آدمی جب ایسا کرے تو اوسے
مال کچھ نقصان نہین کرتا اور اوسے مال سے تریاق نصیب ہے زہر نہین اسیواسطے امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے
کہ اگر کوئی شخص خدا کے تمام روے زمین کا مال حاصل کرے تو وہ زاہد ہے اگرچہ تونگرترین خلق ہے اور اگر تمام دنیا کو ترک کر دے اور
للہیت مقصود نہو وہ زاہد نہین ہے چاہیے کہ خدا کی عبادت اور راہ آخرت کی طرف دل متوجہ رہے تاکہ جو حرکت کرے اگرچہ وہ کھانا
کھاتا ہو یا پاخانے جاتا ہو وہ سب عبادت ہوجائے اور سب پر ثواب پائے اسواسطے کہ راہ دین کو سب کی حاجت ہے لیکن نیک
نیت درکار ہے اور چونکہ اکثر خلق اس سے عاجز ہے اور ان منترون کو نہین جانتی اور اگر جانتی ہے تو کام مین نہین لاسکتی تو اولیٰ
یہ ہے کہ جہانتک ہوسکے بہت مال سے دور رہے کیونکہ اگر مال کی کثرت اترانے اور غفلت کا سبب نہوا تو درجات آخرت تو گھٹا دیگی
اور یہ کمال نقصان اور نہایت خسران ہے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب انتقال فرمایا تو بہت مال چھوڑا
بعضے صحابہ نے کہا کہ بہت سا مال چھوڑنے کے سبب سے ہمین اونکی طرف سے خوف ہے حضرت کعب الاحبار نے کہا کہ سبحان اللہ تم
کیا ڈرتے ہو اونھون نے حلال کا مال حاصل کیا حق اور بجا صرف کیا جو چھوڑا وہ مال حلال چھوڑا اونکا کیا خوف ہے یہ خبر حضرت ابوذر کو

پہنچی نہایت غصہ مین باہر نکل آئے اونٹ کی ہڈی ہاتھہ مین لیے حضرت کعب الاحبار کو مارنے کے واسطے ڈھونڈھتے تھے وہ بھاگ
کر امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے گھر مین گئے اور انکی پیٹھ کے پیچھے پناہ لی حضرت ابوذر بھی انکے پیچھے پیچھے گئے
اور کہا کہ ہان اے یہودی بچے تو کہتا ہے کہ حضرت عبدالرحمن نے جو مال چھوڑا وہ کیا نقصان رکھتا ہے حالانکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
ایکدن احد کی طرف جاتے تھے اور مین ساتھہ تھا فرمایا کہ اے ابوذر مین نے جواب دیا لبیک یا رسول اللہ صلعم فرمایا کہ مالدار لوگ قیامت
مین سب سے کمتر اور ادنی تر ہونگے مگر وہ شخص جو داہنے بائین آگے پیچھے مال پھینکتا ہے اور خرچ کرتا ہے اے ابوذر مین نہین چاہتا کہ
میرے پاس کوہ احد کے برابر مال ہو اور خدا کی راہ مین صرف کرون اور جسدن مرون تو مجھسے دو قیراط بچ رہین جب رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے اور یہودی بچے تو یون کہتا ہے تو تو جھوٹا ہے اور کسی نے حضرت ابوذر کو کچھ جواب نہ دیا ایکبار
حضرت عبدالرحمن ابن عوف رضی اللہ تعالی عنہ کے اونٹونکا لشکر یمن کی تجارت سے آیا مدینہ مین شور اور غلغلہ پڑ گیا ام المومنین حضرت
بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے پوچھا یہ کیا ہے لوگون نے عرض کیا کہ حضرت عبدالرحمن کے اونٹ ہین حضرت صدیقہ رض نے
فرمایا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا تھا یہ خبر حضرت عبدالرحمن کو پہونچی حضرت صدیقہ کے اس کلمہ سے متفکر ہوکر اوسیوقت
حضرت صدیقہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا ام المومنین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا تھا فرمایا کہ آپ نے ارشاد
کیا تھا کہ جنت مجھے دکھائی گئی اپنے محتاج اصحاب کو مین نے دیکھا کہ دوڑے چلے جاتے ہین اور تونگر صحابی کو نہین دیکھا مگر عبدالرحمن
ابن عوف کو کہ وہ گرتا پڑتا جنت کے دروازہ تک پہونچا حضرت عبدالرحمن نے کہا کہ ان اونٹون کو اور جو مال انپر ہے مین نے
فی سبیل اللہ کیا اور ان سب غلامون کو آزاد کر دیا تاکہ شاید مین بھی اون محتاج اصحاب کے ساتھہ جا سکون رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت عبدالرحمن بن عوف سے فرمایا کہ میری امت کے امیرون مین سب سے پہلے تو جنت مین جاویگا مگر بڑی دقت سے اندر جا سکیگا ایک
بڑے صحابی رضی اللہ تعالی عنہ کہتے تھے کہ مین نہین چاہتا کہ روز ہزار دینار حلال سے کسب کرون اور خدا کی راہ مین صرف کرون
اگرچہ اس سبب سے جماعت کی نماز سے باز رہون لوگون نے کہا کہ کیون فرمایا اس سوال مین خدا مجھسے استفسار فرمائیگا کہ ای میرے بندے تو کہان سے
لایا تھا اور کہان خرچ کیا مین سوال اور حساب کی طاقت نہین رکھتا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن
ایک شخص کو لائینگے اوسنے وجہ حرام سے مال کمایا ہوگا اور حرام مین اوڑایا ہوگا اوسے دوزخ مین بھیجدینگے دوسرے کو لائینگے
اوسنے وجہ حلال سے مال کمایا ہوگا اور حرام مین لٹایا ہوگا اوسے بھی دوزخ مین بھیجدینگے تیسرے کو لائینگے اوسنے حرام سے مال جمع کیا ہوگا اور حلال مین
خرچ کیا ہوگا اوسے بھی دوزخ مین روانہ کرینگے چوتھے کو لائینگے اوسنے حلال سے مال پیدا کیا ہوگا اور حق حلال مین خرچ بھی کیا ہوگا حکم ہوگا
کہ اسے ٹھہراؤ اسواسطے کہ شاید یہ مال ڈھونڈھنے مین اسنے طہارت مین کوئی قصور کیا ہو یا رکوع سجود مین کچھ فتور پیدا ہوا ہو یا وقت پر شرط کے ساتھ
اسنے نماز نہ پڑھی ہو وہ شخص عرض کریگا کہ اے پروردگار مین نے حلال سے کمایا اور بجا اور حق مصرف مین صرف کیا اور کسی فرض مین
قصور نہین کیا اور اس مال کے سبب سے تفاخر نہین کیا کہین گے شاید گھوڑا اور لباس تکلف رکھا ہو اور فخر و نخوت سے چلا ہو وہ عرض کریگا
کہ بار خدایا مین نے اس مال کے سبب سے تفاخر بھی نہین کیا ہے کہین گے شاید تو نے کسی یتیم یا مسکین یا پڑوسی یا بیگانہ کے حق مین تقصیر کی

وہ عرض کریگا کہ یا خدایا مین نے یہ مال حلال سے پیدا کیا اور حق بات مین صرف کیا اور فرائض مین کچھ قصور نہین کیا پھر یہ سب لوگ
آئین گے اور اوسے گھیر لینگے اور عرض کرینگے کہ یا رخدایا تو نے اس شخص کو ہمارے بیچ مین مال اور نعمت عنایت کی تھی ہماری حق کی
نسبت بازپرس کر اک ایک کے حق کی نسبت پرسش ہوگی اگر کچھ بھی تقصیر کی ہوگی تو حکم ہوگا کہ ٹھیر اور اب ان نعمتون کا شکر پیش کر
جو لقمہ تو نے کھایا اور جو مزہ تو نے پایا ہے اوسکا شکر سامنے لا اسیطرح پوچھین گے اسی سبب سے تھا کہ بزرگون مین سے کوئی شخص تونگری پر
راضی نہوا کہ اگر عذاب نہوگا مگر اس طرح سے ذرہ ذرہ سی بات کا حساب تو ہوگا بلکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جو پیشوای امت
تھے آپ نے اسواسطے فقیری اختیار کی کہ امت کو معلوم ہو جاوے کہ فقیری بہتر ہے حضرت عمران حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین
کہ مجھے جناب رحمۃ للعالمین کی خدمت مین گستاخی حاصل تھی ایکدن آپ نے فرمایا کہ آ فاطمہ رضہ کی عیادت کو چلیں جب اونکے گھر کے
دروازے پر پہونچے دروازہ کھٹکھٹا کر فرمایا السلام علیکم ہم اندر آئین اونھون نے عرض کیا کہ آئیے فرمایا مین ہون اور ایک شخص میری ساتھ
ہے جناب سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ یا رسول اللہ میرے تمام بدن پر ایک پرانی کملی کے سوا اور کچھ کپڑا نہین ہے آپنے فرمایا
کہ وہی کملی اپنے بدن پر لپیٹ لو اونھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ تمام بدن پر لپیٹ لی مگر سر کھلا ہے یہ پرانی چادر آپنے پھینک دی
کہ سر پر ڈال لو پھر آپ اندر تشریف لیگئے اور پوچھا ای فرزند عزیز کیسی ہو اونھون نے عرض کیا کہ نہایت بیمار اور دردمند ہون اور ہو جسے
اور بھی زیادہ تکلیف ہوتی ہے کہ اس بیماری مین بھوکی ہون اور کچھ نہین پاتی ہون کہ کھاؤن اب بھوک کی تاب نہین جناب سلطان الانبیا
حضرت محبوب خدا علیہ افضل الصلوۃ واکمل الثنا بے اختیار رونے لگے اور فرمایا کہ ای فاطمہ رضہ بے صبری نہ کر قسم خدا کی تین دن ہوئے
کہ مین نے بھی کچھ چکھا تک نہین اور حق تعالیٰ کے نزدیک میرا درجہ تجھسے زیادہ ہے اگر مین کچھ مانگتا تو وہ عنایت فرماتا لیکن مین نے دنیا پر
آخرت کو اختیار کیا ہے پھر اپنا دست مبارک اونکے کاندھے پر رکھا اور فرمایا کہ بشارت ہو تجکو قسم خدا کی کہ تو بہشت کی عورتون کی سردار ہے
جناب سیدہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ پھر آسیہ فرعون کی بی بی اور مریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مان کیا ہین فرمایا کہ اون مین سے
ہر ایک اپنے عالم کی سردار ہین اور تو تمام عالم کی عورتون کی سردار ہے تم سب ایسے ایسے چاندی سونے کے آراستہ مکانون مین ہو گی
جسمین نہ غل ہے نہ دکھ نہ دھندا پھر فرمایا کہ اے بیٹی تو بس کر میرے چچازاد بھائی پر جو تیرا شوہر ہے کہ مین نے ایسے کے ساتھ تجھے
جفت کیا ہے جو دنیا اور آخرت مین سردار ہے **حکایت** ایکدن حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ مین چاہتا ہون کہ آپکی
صحبت مین رہا کرون اور آپ کے ساتھ چلا جاتی کہ ایک شہر کے کنارے پہونچے تین روٹیان پاس تھین دو کھائین ایک باقی رہی
حضرت عیسیٰ علیہ السلام گئے جب پھر آئے تو روٹی ندیکھی فرمایا کون لیگیا اوس شخص نے کہا مین نہین جانتا پھر وہان سے بڑہے ایک ہرنی
دو بچون سمیت آتی تھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک کو آواز دی وہ آپ کے پاس چلا آیا آپ نے اوسے ذبح کیا وہ اوسیوقت بھن گیا
دونون آدمیون نے آسودہ ہوکر کھایا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ زندہ ہو جا حکم الہی سے وہ زندہ ہوکر چلا گیا پھر حضرت
عیسیٰ علیہ السلام نے اوس مرد سے فرمایا کہ تجھے قسم ہے اوس خدا کی جسنے یہ معجزہ تجھے دکھایا بتا تو وہ روٹی کیا ہوئی اوسنے پھر وہی کہا
مین نہین جانتا وہان سے بڑہے ایک دریا کے قریب پہونچے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اوسکا ہاتھ پکڑ لیا اور دونون آدمی پانی کے اوپر

چل نکلے پھر حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا کہ تجھے قسم ہے اوس خدا کی جسنے یہ معجزہ تجھے دکھایا بتا تو کہ وہ روٹی کیا ہوئی پھر اوسنے کہا
کہ مین نہین جانتا وہانسے آگے بڑہے ایک جگہ پہونچے وہان ریت بہت تھی حضرت عیسی علیہ السلام نے اوس ریت کو جمع کیا اور فرمایا کہ
خدا کے حکم سے تو سونا ہو جا وہ ریت سب سونا ہو گئی حضرت عیسی علیہ السلام نے اوسکے تین حصے کیے اور فرمایا کہ ایک حصہ تیرا ہے ایک
میرا ہے ایک اوس شخص کا ہے جو روٹی کھا گیا اوس مرد نے سونے کے لالچ کے مارے اقرار کردیا کہ وہ روٹی میرے پاس ہے حضرت
عیسی علیہ السلام نے فرمایا کہ اب سب تیرا حصہ ہے اور اوسکے حوالے کرکے چلے گئے وہ آدمی اوسکے پاس پہونچے چاہا کہ اوسے مار ڈالین
اور سونا چھین لین اوسنے کہا کہ مجھکو قتل نہ کرو تینون حصے ہم مین سے ایک ایک آدمی ایک ایک حصہ لیلے گا پھر ایک آدمی سے کہا کہ
ہمارے واسطے کھانا مول لے آ وہ گیا اور کھانا مول لیا اور اپنے جی مین کہا کہ افسوس کی بات ہے کہ یہ لوگ وہ سونا لیجائین مین اس
کھانے مین زہر ملا دون وہ کھا کر مرجائین اور مین سب سونا لیلون اور ادہر دونون آدمیون نے آپس مین کہا کہ اوسے سونا کیون دین
وہ پھر کر آوے تو اوسے مار ڈالین اور سونا اوٹھا لیجائین جب وہ پھر کر آیا ان دونون آدمیون نے اوسے مار ڈالا اور اوسکا لایا ہوا کھانا
جو کھایا تو خود بھی مر گئے اور سونا اوسیطرح پڑا رہا حضرت عیسی علیہ السلام جب اودہر سے پھرے تو سب سونا زمین پر دیکھا اور تین مرد مرے
پڑے ہوئے دیکھے فرمایا یارو دنیا ایسی ہی ہوتی ہے اوس سے حذر کرو اس حکایت سے معلوم ہوا کہ آدمی اگرچہ اوستاد اور افسون گر
ہو اولی یہی ہے کہ مال پر نظر نہ ڈالے اور اوسکے گرد نہ پھٹکے مگر بقدر حاجت اس واسطے کہ سانپ پکڑنیوالیکو آخر سانپ ہی مارتا ہے واللہ اعلم بالصواب

ساتوین اصل محبت جاہ وحشمت کے علاج اور آفات کے بیان مین

اے عزیز جان اس بات کو جان کہ بہت لوگ جاہ وحشمت اور نیکنامی اور تمنائے خلق کی طلب مین ہلاک ہوئے ہین اسی سبب سے بہت
جھگڑون اور عداوتون اور گناہون مین پڑے ہین جہان یہ خواہش غالب ہوئی بس راہ دین منقطع ہو گئی اور نفاق اور بری اخلاق
سے دل بھر گیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جاہ ومال کی محبت دل مین نفاق کو اسطرح اوگاتی ہے جسطرح پانی سبزہ کو
اوگاتا ہے اور فرمایا ہے کہ دو بھوکے بھیڑیے بکریونکے گلے مین ایسی تباہی نہین ڈالتے جیسے محبت جاہ ومال مرد مومن کے دل مین
تباہی ڈالتی ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا کہ خلق کو دو چیزون نے ہلاک کیا ہوا اور ہوا
کی پیروی نے اور اپنی ثنا وصفت کو دوست رکھنے نے اس سے وہی شخص نجات پاتا ہے جو اپنی بلند نامی اور شہرت نہ ڈھونڈھے
اور گمنامی پر قناعت کرے اسواسطے کہ حق سبحانہ وتعالی ارشاد فرماتا ہے تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ
عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا یعنی سعادت آخرت اوس شخص کے واسطے ہمنے مقرر کی ہے جو دنیا مین بزرگی اور جاہ نہ ڈھونڈھے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ لوگ جنتی ہین جو خاک آلود پریشان مو کثیف لباس ہون کوئی اونکی قدر ومنزلت نکرتا ہو
اگر امیرون کے گھر مین جانیکی اجازت چاہین تو لوگ نجانے دین اگر نکاح کرنا چاہین تو کوئی شخص اونہین اپنی لڑکی نہ دے اگر بات کہین
تو کوئی اونکی بات نہ سنے اونکی آرزوئین اونکے سینون مین موج زن رہی ہون قیامت کے دن ان لوگون کا نور تقسیم کیا جائے گا

تو تمام خلق کو پہونچ جایگا **شعر** خاکساران جہان را بحقارت منگر * تو چہ دانی کہ درین گرد سواری باشد * اور فرمایا ہے کہ بہت خاکسار کہنہ لباس ایسے ہین کہ اگر خدا کو قسم دلا کر بہشت مانگین تو خدا انھین عنایت فرمائے اور اگر دنیا کی کوئی چیز چاہین تو نہ ملے اور فرمایا ہے کہ بہت لوگ ایسے ہین کہ اگر تم سے ایک دینار یا ایک درہم یا ایک حبہ مانگین تو تم نہ دو اور اگر خدا سے جنت مانگین تو وہ عنایت کر دے اور اگر دنیا مانگے تو خدا نہ دے اور دنیا نہ دینے کی وجہ یہ نہین کہ وہ ذلیل اور حقیر ہین امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ مسجد مین حاضر ہوئے حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ کو روتے دیکھا پوچھا کیون روتے ہو عرض کیا کہ مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ذرا سی ریا بھی شرک ہے اور حق تعالی ایسے چھپے ہوئے پرہیزگارون کو دوست رکھتا ہے کہ جو غائب ہو جائین تو کوئی اونھین نہ ڈھونڈھے اور اگر حاضر ہون تو کوئی نہ پہچانے اونکے دل راہ ہدایت کے چراغ ہوتے ہین اور تمام شبہون اور ظلمتون سے پاک ہوتے ہین حضرت ابراہیم ادہم رحمہ اللہ تعالی علیہ کہتے ہین کہ جو شخص نیکنامی اور شہرت کو دوست رکھتا ہے وہ خدا کی راہ کے دین مین کامل نہین ہے حضرت ایوب علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہین کہ صدق کی علامت یہ ہے کہ آدمی یہ چاہے کہ مجھے کوئی پہچانے حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالی عنہ کے پیچھے پیچھے اونکے کئی شاگرد جاتے تھے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اونکو دُرّے مارے اونھون نے عرض کیا کہ یا امیر المؤمنین دیکھیے آپ یہ کیا کرتے ہین فرمایا کہ یہ امر پیچھے چلنے والے کے حق مین باعث ذلت ہے اور آگے چلنے والے کے حق مین موجب غرور و نخوت ہے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی علیہ نے کہا ہے کہ جو احمق لوگون کو اپنے پیچھے پیچھے چلتے دیکھتا ہے کسی حالت مین اوسکا دل ٹھکانے نہین رہتا حضرت ایوب علیہ السلام کہین سفر کو جاتے تھے کچھ لوگ اونکے پیچھے پیچھے چلنے لگے فرمایا کہ اگر حق سبحانہ تعالی یہ نہ جانتا ہوتا کہ مین اس امر سے بیزار ہون تو مین اوسکے غضب سے ڈرتا حضرت ثوری رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ اگلے بزرگ ایسے کپڑے کو برا جانتے تھے کہ نئے یا پرانے ہونے کے سبب سے جسپر اونگلیان اوٹھین بلکہ ایسا ہونا چاہیے کہ کوئی اوسکا ذکر نہ کرے حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالی کا قول ہے کہ مین کسی کو ایسا نہین جانتا کہ وہ اس بات کو دوست رکھتا ہو کہ لوگ مجھے پہچانین اور اوسکا دین تباہ اور وہ رسوا نہو **حقیقت جاہ کا بیان** اے عزیز جاننا چاہیے کہ جسطرح تونگری کے یہ معنی ہین کہ مال و زر اوسکی ملک مین ہو اور اوسکے قبض و تصرف مین رہے اوسیطرح محتشم اور صاحب جاہ کے یہ معنی ہین کہ لوگون کے دل اوسکی ملک مین ہون یعنی اوسکے مسخر ہون اور اوسکا تصرف لوگون کے دلون مین جاری ہو اور جب آدمی کا دل کسیکا مسخر ہو جاتا ہے تو بدن اور مال بھی دل کا تابع ہے اور جبتک کسیکے ساتھ نیک اعتقاد نہو تب تک دل اوسکا مسخر نہین ہوتا جیسے کہ کسی شخص کی عظمت آدمی کے دل مین سما جائے کسی کمال کی وجہ سے جو اوس شخص مین ہے یا علم یا عبادت یا نیک خلقی یا قوت یا ایسی چیز کے سبب سے جسے لوگ کمال اور بزرگی جانتے ہین آدمی نے جب یہ اعتقاد کیا تو دل مسخر ہو گیا خوشی اور رغبت سے آدمی اوس شخص کی اطاعت کرتا ہے اور اپنی زبان اوسکی مدح و ثنا مین کھولتا ہے اور بدن سے اوسکی خدمت مین مستعد رہتا ہے اور مال فدا کرنے پر آمادہ رہتا ہے جسطرح غلام اپنے آقا کا مسخر رہتا ہے اوسیطرح وہ آدمی صاحب جاہ کا مرید اور دوستدار اور مسخر رہتا ہے بلکہ غلام زبردستی سے مسخر ہوتا ہے اور یہ اپنی طبیعت اور خوشی سے تو مال سے چیزون کی ملک مقصود ہے اور جاہ سے دلون کی اور محبت آدمیون کو مال سے

جاہ زیادہ پیاری ہوتی ہے اوسکے تین سبب ہین ایک تو سبب یہ ہے کہ مال اس سبب پیارا ہوتا ہے کہ اوسکے سبب سب حاجتین
نکل سکتی ہین اور جاہ بھی ایسی ہے بلکہ جو شخص صاحب جاہ ہو اوسے مال حاصل کرنا آسان ہوتا ہے لیکن اگر کمینہ یہ چاہے کہ مال
کی بدولت جاہ حاصل کرون تو یہ مشکل ہے دوسرا سبب یہ ہے کہ مال مین یہ ڈر رہتا ہے کہ مبادا ضائع ہو جائے یا چور لیجائین یا خرچ
ہو جائے اور جاہ مین یہ ڈر نہین تیسرا سبب یہ ہے کہ مال بے رنج تجارت و حرفت زیادہ نہین ہوتا اور جاہ سرایت کرتی ہے اور
زیادہ ہوتی ہے اسواسطے کہ جسکا دل تیرے دام عقیدت مین پھنسا وہ تمام جہان مین تیری تعریف کرتا پھرتا ہے حتی کہ اور لوگ بھی
نادیدہ تیرے پھندے مین پھنستے ہین اور آدمی جتنا زیادہ مشہور ہوتا ہے اوتنی اوسکی جاہ بھی بڑہتی ہے اور تابعین زیادہ ہوتے ہین
تو جاہ و مال دونون مطلوب ہین اسواسطے کہ سب حاجتین نکلنے کا وسیلہ ہے اور یہ آدمی کی طبیعت سے ہے کہ اون شہرون مین بھی اپنا نام
اور جاہ کو دوست رکھتا ہے کہ جہان جانتا ہے کہ مین ہرگز نہ پہونچونگا اور چاہتا ہے کہ تمام عالم اوسکی ملک رہے اگرچہ یہ جانتا ہو کہ
مین اوسکا محتاج نہونگا اور اسکا بھید بہت بڑا ہے وہ یہ ہے کہ آدمی فرشتون کے گوہر سے اور حق سبحانہ تعالی کے کامون مین سے ہے
جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّي تو چونکہ حضرت ربوبیت سے اوسکو مناسبت رکھتا ہے لہذا ربوبیت ڈہونڈہنا
اوسکی طبیعت ہے اور وہ جو فرعون نے کہا تھا اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى اسکی چاہ ہر ایک کے باطن مین گھسی ہوئی ہے تو ہر شخص بالطبع
ربوبیت کو دوست رکھتا ہے اور ربوبیت کے یہ معنی ہین کہ سب ہی ہو اوسکے ساتھ کوئی دوسری چیز ہو وے ہی نہ کیونکہ جب دوسری
چیز ہوگی تو کمال نہ رہیگا نقصان ہو جائیگا آفتاب اسی سے کامل ہے کہ ایک ہی ہے اور تمام اوسیکا نور ہے اگر آفتاب کے ساتھ کوئی دوسرا
ہوتا تو آفتاب ناقص ہو جاتا اور یہ کمال کہ سب ہی ہو جناب احدیت کی خاصیت ہے اسواسطے کہ حقیقت مین ہست وہی ہے بس
اوسکے سوا اور کچھ موجود ہی نہین اور جو کچھ ہے وہ اوسی کی قدرت کا نور ہے تو اوسکا تابع ہے شریک اور ساتھی نہین جیسا نور آفتاب
تابع آفتاب ہے آفتاب کے مقابلہ مین نور آفتاب دوسرا موجود اور آفتاب کا شریک اور ساتھی نہین ہے کہ اگر دوئی ظاہر ہوتی تو آفتاب کا
نقصان ہے آدمی کی طبیعت مین یہ ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ سب مین ہی ہون چونکہ اس سے عاجز ہے تو چاہتا ہے کہ سب کچھ میری ہی
ملک مین رہے یعنی اوسیکا مسخر رہے اور اوسی کے تصرف اور ارادے مین رہے مگر اس سے بھی عاجز ہے کیونکہ موجودات دو قسم پر ہین
ایک قسم وہ ہے کہ اوسپر آدمی کا تصرف نہین ہو سکتا جیسے آسمان اور ستارے اور ملائکہ اور شیاطین اور جو کچھ زمین کے نیچے اور دریاؤن
کے قعر اور پہاڑ و نکے عمق مین ہے تو آدمی چاہتا ہے کہ علم کے سبب سے ان چیزون پر مستولی اور محیط ہو جاوے تا کہ سب اوسکے علم کے تصرف
مین آجائین اگرچہ اوسکی قدرت کے تصرف مین نہین آتے اسی سبب سے آدمی چاہتا ہے کہ ملکوت زمین و آسمان اور عجائب بحر و بر اور سب
اوسے معلوم رہین جیسے جو شخص شطرنج بنانے سے عاجز ہوتا ہے مگر یہ چاہتا ہے کہ اوسے معلوم ہو کیونکر بنائی ہے کیونکہ یہ بھی استیلا کی
ایک قسم ہے دوسری قسم وہ ہے کہ جسپر آدمی تصرف کر سکتا ہے روے زمین مین ہے اور جو کچھ زمین پر نباتات حیوانات جمادات ہین
آدمی چاہتا ہے کہ سب میری ہی ملک ہو جائین یعنی اوسی کی تصرف مین رہین تا کہ اوسے سب پر کمال قدرت اور کمال استیلا ہو اور
جو کچھ زمین پر ہے اون سب مین آدمیون کا دل بہت نفیس ہے آدمی چاہتا ہے کہ وہ بھی میرے ہی مسخر رہین اور مین ہی اونپر تصرف کرون

تاکہ ہمیشہ میری ہی یاد مین مشغول رہین جاہ کے یہی معنی ہین تو ربوبیت کو آدمی بالطبع دوست رکھتا ہے کہ اوسکی نسبت اوسطرف
کھینچتی ہے اور اوسی درگاہ سے آتی ہے اور ربوبیت کے یہ معنی ہین کہ سب کمال اوسیکو ہو اور کمال استیلا مین ہوتا ہے اور
استیلا علم و قدرت سے حاصل ہوتا ہے اور آدمی کی قدرت مال و جاہ سے ہوتی ہے تو محبت جاہ و مال کا یہی سبب ہے

فصل

اگر کوئی شخص کہے کہ جب کمال ربوبیت کی طلب آدمی کی طبیعت ہے اور وہ علم و قدرت کے سوا نہین ہے اور طلب علم
اچھی بات ہے کیونکہ وہ طلب کمال ہے تو چاہیے کہ طلب مال و جاہ بھی اچھی بات ہو کیونکہ یہ بھی طلب قدرت ہے اور قدرت
منجملہ کمال ہے اور منجملہ صفات خداے لایزال ہے جیسے علم اور بندہ جتنا کامل تر ہوتا ہے اوتنا ہی حق تعالی سے نزدیک تر
ہوتا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ علم و قدرت بھی دو کمال ہین اور منجملہ صفات ربوبیت ہین لیکن آدمی علم حقیقی حاصل کرسکتا ہے
قدرت حقیقی نہین حاصل کرسکتا اور علم ایسا کمال ہے کہ فی الحقیقت ممکن ہے کہ آدمی کو حاصل ہوجاے اور اوسکے ساتھ رہے
لیکن قدرت نہین حاصل ہوتی آدمی سمجھتا ہے کہ حاصل ہوگئی پھر اوسکے ساتھ نہین رہتی کیونکہ قدرت تو مال اور خلق سے علاقہ
رکھتی ہے مرنے کے ساتھ ہی آدمی سے منقطع ہوجاتی ہے اور جو چیز مرنے سے زائل ہوجائے وہ منجملہ باقیات صالحات نہین
ہے اور اوسکی تلاش مین اوقات صرف کرنا نادانی ہے تو قدرت اوسیقدر کام آتی ہے جو تحصیل علم کا وسیلہ ہو اور علم کا قیام
دل کے ساتھ ہے بدن کے ساتھ نہین اور دل باقی اور ابدی ہے عالم جب اس جہان سے جاتا ہے تو علم اوسکے ساتھ رہتا ہے
اور وہ علم ایسا نور ہوتا ہے کہ اوسکے سبب سے عالم جناب الہی کو دیکھے حتی کہ ایسی لذت پائے کہ جنت کی سب لذتین اوسکے سامنے
حقیر اور ناچیز ہوجائین اور علم کو کسی ایسی چیز سے علاقہ نہین ہے جو موت کے سبب سے زائل ہوجائے کیونکہ علم کو نہ مال سے
علاقہ ہے نہ خلق کے دلون سے بلکہ خدا کی ذات اور صفات سے علاقہ ہے اور اوسکی حکمت سے جو ملک اور ملکوت مین ہے اور
عجائب معقولات سے جو جائزات اور واجبات اور محالات مین ہین اور یہ چیزین ازلی اور ابدی ہین کیونکہ ہرگز نہین بدلتین
اسواسطے کہ واجب ہرگز محال نہین ہوتا اور محال ہرگز جائز نہین ہوتا اور جو علم مخلوق اور فانی چیزون سے علاقہ رکھتا ہے
وہ کسی گنتی مین نہین مثلاً علم لغت کہ لغت حادث اور فانی ہے اور اسکی قدر اسوجہ سے ہے کہ قرآن حدیث کے معنے سمجھنے کا
وسیلہ ہے اور قرآن حدیث کو سمجھنا معرفت خدا کا وسیلہ ہے اور خدا کی راہ مین جو گھاٹیان ہین اونہین طے کرنیکا ذریعہ ہے
تو جو چیز متغیر اور فنا ہوجاتی ہے اوسکا علم خود مقصود نہین ہوتا بلکہ علم ازلیات کا تابع ہوتا ہے اور علم ازلیات وہ ہے جو منجملہ
باقیات صالحات ہے وہ جناب الہی ہے کہ ازلی اور ابدی ہے اور تغیر کو اوسمین دخل نہین تو آدمی کو ازلیات کا علم جسقدر زیادہ ہو
اوسیقدر وہ حق تعالی سے نزدیک تر ہوتا ہے تو آدمی کو علم حقیقی ہے قدرت حقیقی نہین ہے مگر ایک طرح کی قدرت بھی باقیات
صالحات مین سے ہے وہ حریت ہے یعنی خواہشون کے ہاتھ سے آزاد ہوجانا کیونکہ جو پابند شہوات ہے وہ شہوات کا بندہ
ہے اوسے جو حاجت ہوتی ہے اوسکے سبب سے اوسکا نقصان ہوتا ہے تو اوس حاجت سے آزاد ہونا اور شہوات پر قادر
ہوجانا ایسا کمال ہے کہ حق تعالی اور ملائکہ کے صفات سے ہے باین وجہ نزدیک ہے کہ اس سبب سے آدمی تغیر اور حاجت سے دور تر

رہتا ہے اور جسقدر تغیر اور حاجت سے دور تر رہتا ہے اوسیقدر ملائکہ کے مانند ہوجاتا ہے فی الحقیقت ایک کمال تو علم اور معرفت
ہے دوسرا خواہشون کے ہاتھ سے آزادی اور حریت اور مال وجاہ کمال کھائی دیتا ہی نہین اور مرنے کے بعد باقی نہین رہتا
ہین خلق کو طلب کمال ضرور ہے بلکہ خلق اس امر کی مامور ہے مگر کمال حقیقی سے جاہل ہے اور جو چیز کمال نہین ہے خلق اوسے
کمال جانتی ہے اور سب لوگ اوسی کی طرف متوجہ ہین اور جو کمال ہے اوسکی طرف پیٹھ کردی ہے تو سب لوگ اپنے نقصان
کی راہ چلتے ہین اسی سبب سے حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ **فصل** العزیز جانتو کہ جاہ بھی
مال کے مثل ہے جسطرح مال سب برا نہین بلکہ بقدر کفایت زاد راہ آخرت ہے اور کثرت مال مین اگر دل مستغرق ہوجائے تو مال
راہ آخرت مین رہزن ہوجاتا ہے یہی حال جاہ کا بھی ہے کیونکہ آدمی کو خادم اور رفیق ضرور ہے کہ اوسکی خدمت اور معاونت کرے
اور بادشاہ بھی درکار ہے کہ ظالمون کے شر سے اوسے بچائے اور ضرور ہے کہ ان لوگون کے دلون مین آدمی کی کچھ قدر و منزلت
ہو تو ان لوگون کے دلون مین اپنی جاہ اسقدر چاہنا جس سے یہ مقصود حاصل ہوجائے درست ہے جیسا حضرت یوسف علی نبینا
وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ اسیطرح اگر اوستاد کے دل مین اوسکی قدر نہوگی تو اوسے تعلیم نہ کریگا اور
اگر شاگرد کے دل مین اوسکی منزلت نہوگی تو اوس سے تعلیم نہ لے گا تو طلب جاہ بقدر کفایت مباح ہے جیسے طلب مال بقدر کفایت
درست ہے لیکن آدمی جاہ کو چار طور سے طلب کرسکتا ہے اونمین دو مباح ہین اور دو حرام جو دو طریقے حرام ہین اونمین سے
ایک یہ ہے کہ اپنی عبادت اظہار کرکے طلب کرے کیونکہ یہ حرام ہے اور ریاست عبادت خالصًا مخلصًا خدا ہی کیواسطے ہونا چاہیے
اس طریقہ سے طلب جاہ حرام ہے دوسرا حرام طریقہ یہ ہے کہ دغا دے اور اپنے تئین ایسی صفت کے ساتھ موصوف ظاہر
کرے جو اوسمین نہو مثلًا یون کہنا کہ مین علوی ہون میرا نسب یہ ہے یا مین فلانا پیشہ جانتا ہون اور نہ جانتا ہو یہ ایسا ہے جیسے
طلب مال کرنا اور وہ دو طریقے جو مباح ہین اونمین سے ایک یہ ہے کہ ایسی چیز سے طلب جاہ کرے جسمین دغا نہو اور وہ چیز عبادت
نہو دوسرا مباح طریقہ یہ ہے کہ اپنا عیب چھپائے کیونکہ فاسق اگر اپنا گناہ اسواسطے پوشیدہ رکھے کہ اوسے بادشاہ کے نزدیک
جاہ و مرتبہ حاصل ہو اسواسطے نہین کہ بادشاہ اوسے پارسا جانے تو یہ بھی مباح ہے **محبت جاہ کے علاج کا بیان**
ایعزیز جانتو کہ محبت جاہ جب دل پر غالب ہوجاتی ہے تو دل کی بیماری ہوجاتی ہے اور علاج کی حاجت پڑتی ہے اسواسطے
کہ وہ محبت مال کیطرح ضرور بالضرور آدمی کو نفاق ریا جھوٹ فریب عداوت حسد مناقشہ اور گناہون کی طرف کھینچتی ہے بلکہ محبت
مال سے بدتر ہے کیونکہ اوس سے زیادہ آدمی کی طبیعت پر غالب ہے اور جو شخص جاہ و مال اوسیقدر حاصل کرے جسمین اوسکا دین
سلامت رہے اور اوس سے زیادہ نچاہے وہ شخص بیمار نہین ہے اسواسطے کہ اوسنے حقیقت مین جاہ و مال کو دوست نہین
رکھا بلکہ فراغت کار دین کو دوست رکھا لیکن کوئی ایسا ہوتا ہے کہ جاہ کو اسقدر دوست رکھتا ہے کہ اوسکا تمام خیال خلق ہی مین
ڈوبا رہتا ہے کہ خلق مجھے کیونکر دیکھتی ہے اور مجھے کیا کہتی ہے اور میری نسبت کیا اعتقاد رکھتی ہے کسی کام مین ہو مگر اوسکا
دل اسی امر مین لگا رہتا ہے کہ لوگ مجھے کیا کہتے ہین تو اوسپر اوس بیماری کا علاج فرض ہے اور اسکا علاج علم و عمل سے مرکب ہے

[illegible]

علاج علمی یہ ہے کہ جاہ کی آفتین جو دین و دنیا مین ہین اونپر غور کرے دنیا مین تو یہ آفتین ہین کہ طالب جاہ ہمیشہ رنج و ذلت او
خلق کے دلون کی رعایت مین مشغول رہتا ہے اور جاہ حاصل نہو تو خود ذلیل رہتا ہے اور اگر حاصل ہو تو لوگ اوسکے قصد مین
رہتے ہین اسکا حسد کیا کرتے ہین اور یہ ہمیشہ عداوت اور دشمنون کا قصد دفع کرنے کے رنج مین رہتا ہے اور دشمنون کے مکر
اور غدر سے امین نہین رہتا اور دشمن جسکے درپے ہو وہ اگر خصومت مین مغلوب ہو تو مذلت مین ہووے ہی گا اور اگر غالب
ہو تو اوسے کچھ ثبات نہین کیونکہ تمام جاہ خلق کے دل سے علاقہ رکھتی ہے اور خلق کا دل جلدی بھر جاتا ہے موج دریا کے مثل
ہوتا ہے اور وہ عزت نہایت ہی ضعیف ہے جسکی بنا چند بدبختون کے دل پر ہو کہ جو خطرہ دل مین آئے اوسکے سبب سے وہ
عزت بدل جائے خصوصًا وہ شخص جسکی جاہ حکومت اور سرداری کے سبب سے ہو کیونکہ قابل معزولی ہے ایک خطرہ جو والی ملک کے
دل مین آجائے تو اوسکے سبب سے اوسے معزول کردے اور وہ ذلیل ہووے تو طالب جاہ کو دنیا مین رنج رہتا ہے اور آخرت
مین بھی رہیگا یہ بات سب ضعیف العقل نہ سمجھ سکین گے جسے بصیرت کامل حاصل ہو وہ خود جانتا ہے کہ اگر تمام روی زمین کی سلطنت
مشرق سے مغرب تک اوسے ملجائے اور تمام عالم اوسے سجدہ کرے تو یہ امر خوشی کرنے کے قابل نہین کیونکہ وہ جب مرجائیگا
تو یہ بات جاتی رہے گی اور تھوڑے ہی دنون مین نہ وہ رہے گا نہ سجدہ کرنیوالے وہ مرے ہوئے بادشاہون کے مثل ہوجائیگا
کہ کوئی اونھین یاد بھی نہین کرتا اس صورت مین اس لذت چند روزہ کے پیچھے اوسنے سلطنت ابد مدت کو کھو دیا ہوگا کیونکہ جس
شخص نے جاہ سے دل لگایا خدا کی محبت تو اوسکے دل سے تشریف لیگئی اور جو شخص اوس جہان مین جائے اور خدا کی محبت
کے سوا اور کوئی چیز اوسکے دل پر غالب ہو اوسپر ظاہر البتہ عذاب ہوگا علاج علمی تو یہ تھا اور دواے عملی مین سے ایک یہ ہے کہ جہان
سے اوسے جاہ حاصل ہو وہان سے بھاگے اور ایسی جگہ جائے جہان لوگ اوسے نہ پہچانتے ہون یہی دوا کامل ہے کیونکہ اگر
اپنے وطن مین عزلت اختیار کرلیگا اور لوگ جانین گے کہ اوسنے ترک جاہ کیا تو اس بات سے اوسے مزہ پہونچیگا اسکی علامت یہ ہے
کہ لوگ جب اوسپر قدح کرین اور کہین کہ گوشہ گیری نفاق سے کرتا ہے تو بے صبری اور رنج اوسکے دل مین پیدا ہوگا اور اگر لوگ
اوسے کسی جرم کی طرف نسبت کرین تو گو کہ لوگون کا کہنا بالکل جھوٹ ہو مگر لوگون سے اونکا عذر طلب کرے تاکہ خلق اوس سے
بدعقیدہ نہو جائے یہ سب باتین اس امر کی دلیل ہین کہ ہنوز حب جاہ اوسکے دل مین برقرار ہے دوسرا علاج یہ ہے کہ ملامتیا بنجائے
اور ایسے کام کرے کہ لوگون کی نظرون سے گرجائے یہ نہین کہ حرام کھانے لگے جیسا کہ احمقون کا ایک گروہ فساد ڈالرہا ہے اور
اپنے تئین ملامتی کہتا ہے بلکہ ایسا کام کرے جیسا کہ ایک زاہد نے کیا ایک زاہد تھا امیر شہر اوسکے سلام کو آیا تاکہ اوس سے
برکت حاصل کرے جیسے ہی زاہد نے اوسے دور سے آتے دیکھا روٹی اور ترکاری مانگی اور جلدی جلدی بڑے بڑے نوالے کھانے لگا
جب امیر نے اوسے دیکھا تو اس حرص کے سبب سے اوسکا اعتقاد جاتا رہا اور پھر گیا اور ایک بزرگ کو ایک شہر مین عزت اور قبولیت
پیدا ہوئی اور خلق اوسکی طرف متوجہ ہوئی وہ بزرگ ایکدن حمام سے نکلے اور کسیکے اچھے کپڑے پہنکر باہر آئے اور رستہ مین کھڑے رہے
حتی کہ لوگون نے اونھین پکڑا اور خوب تھپڑ مارے اور کپڑے چھین لیے اور کہا کہ یہ شخص چور ہے اور ایک شخص شراب کے رنگ کا

شہرت چاہتا تھا اوسنے ذلیل اوذلیل کو پہنچے تا لوگ سمجھین کہ یہ خراب ہے حرص جاہ توڑنیکا یہ علاج ہے

فصل اسکے لوگون کی تعریف کی محبت اور شکایت سے کراہیت کے علاج کا بیان

ایعزیز جان تو کہ آدمی لوگون سے اپنی تعریف کا حریص ہوتا ہے اور بالکل اپنی نیکنامی ہی چاہتا ہے اگرچہ ایسے کام سے ہو جو خلاف شرع ہووے اور خلق کی مذمت سے کارہ ہوتا ہے اگرچہ ایسے کام سے ہو جو حق ہووے یہ بھی دل کی بیماری ہے اور جبتک مدح و مذمت مین دل کے الم اور لذت کا سبب معلوم ہو تب تک اس بیماری کا علاج نہین معلوم ہوتا ایعزیز جان تو کہ مدح کی لذت کے چار سبب ہین ایک تو وہ جو ہمنے بیان کیا کہ آدمی اپنے کمال کو دوست رکھتا ہے اور نقصان کو دشمن اور مدح وثنا کمال کی دلیل ہوتی ہے کیونکہ آدمی اپنے کمال مین شک رکھتا ہے اور لذت کاملہ حاصل نہین ہوتی جب کسی سے اپنی مدح سنتا ہے تو اپنی کمال کی نسبت یقین کامل کا مرتبہ حاصل ہوجاتا ہے اور اوسکے سبب سے چین اور آرام پاتا ہے اور لذت پوری ہوجاتی ہے کیونکہ جب اپنی سے پوری کمال پائی تو آپ مین ربوبیت کی علامات نظر آئی اور طبیعت کو ربوبیت محبوب ہے اور جب مذمت سنتا ہے تو اپنے نقصان پر آگاہی پاتا ہے اس سبب سے رنجور اور ملول ہوجاتا ہے پس اگر اپنی تعریف اور مذمت ایسے شخص سے سنتا ہے جو دانا ہو اور فضول گو نہو جیسے اوستاد منصف اور عالم تو خواہ نخواہ رنج و راحت سے زیادہ آگاہی پاتا ہے اور اگر کوئی بے بصیرت آدمی کہے تو لذت نہین حاصل ہوتی کیونکہ اوسکے قول سے یقین کا مرتبہ حاصل نہین ہوتا دوسرا سبب یہ ہے کہ مدح وثنا اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مداح کا دل ممدوح کی ملک ہے اور اوسکا مسخر ہے اور مداح کے دل مین اوسکی بڑی جگہہ اور جاہ و منزلت ہے اور جاہ محبوب ہے تو مداح اگر کوئی مرد محتشم ہو تو اوسکی تعریف سے بہت لذت ہوتی ہے کیونکہ اوسکا دل اپنی ملک مین آنے سے بڑی قدرت ہوتی ہے اور اگر مداح کمینہ آدمی ہو تو وہ لذت نہین حاصل ہوتی تیسرا سبب یہ ہے کہ تعریف اس بات کی خوشخبری ہوتی ہے کہ اور لوگ کے دل بھی اوسکے دام عقیدت مین پھنسینگے کہ جب وہ تعریف کرتا ہے تو اور لوگ بھی اعتقاد کرتے ہین اسیطرح ہر ایک معتقد ہوجائیگا تو اگر بر ملا تعریف ہو اور تعریف کرنیوالا ایسا ہو کہ لوگ اوسکی بات مانین تو تعریف کی بڑی لذت ہوتی ہے اور مذمت اسکے برخلاف ہے چوتھا سبب یہ ہے کہ تعریف اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ تعریف کرنیوالا اسکی حشمت کے حکم کا مقہور ہے اور حشمت بھی محبوب ہے اگرچہ قہر سے ہو کیونکہ اگر جانتا ہے کہ تعریف کرنیوالا جو کچھ کہہ رہا ہے اوسکا اعتقاد نہین رکھتا لیکن اوسکی حاجتمندی اوس سے تعریف کرواتی ہے تو ہمین اپنی قدرت کا کمال جانتا ہے پس اگر تعریف کرنیوالا ایسی تعریف کرے کہ وہ جانے کہ جھوٹ کہتا ہے اور کوئی قبول نہ کریگا اور نہ یہ خود دل سے کہتا ہے نہ میرے خوف سے تعریف کرتا ہے بلکہ مسخرے پن سے کہتا ہے تو کچھ لذت نہ باقی رہے گی کیونکہ وہ سب جاتی رہے گی ایعزیز اب جو تونے اسباب جان لیے تو علاج آسانی سے جان لے گا اگر کوشش کریگا تو علاج بھی کرسکیگا پہلا سبب یہ تھا کہ تو مداح کے کہنے سے اپنے کمال کا اعتقاد کرے تو چاہیے کہ تو خیال کر کہ یہ صفت جو وہ کہتا ہے مثلاً علم و ورع یہ سچ ہے تو اس صفت پر تیری خوشی اوس خدا کے سبب سے ہونا چاہیے جسنے وہ صفت عطا فرمائی اوسکے کہنے کے سبب سے نہین کیونکہ کسی کے کہنے سے وہ صفت نہ زیادہ ہوجائیگی نہ کم اور اگر تونگری اور سرداری اور اسباب دنیا کی وجہ سے وہ تیری تعریف کرتا ہے تو یہ صفتین خوشی کی لائق نہین ہین اور اگر ہین تو ان صفتون کے سبب سے خوش ہونا چاہیے تعریف کے سبب سے نہین بلکہ عالم بھی اگر اپنا علم و ورع جانتا ہے تو خاتمہ کے

خوف سے یہ خوش نہین ہوتا کیونکہ خاتمہ کا حال نہین معلوم اور جب تک یہ نہ معلوم ہو جائے تب تک تمام علم وورع ضائع ہے جب عالم کا یہ حال ہے تو جس شخص کا مقام دوزخ مین ہوگا اوسے خوشی کا کیا محل ہے لیکن اگر جانتا ہے کہ یہ صفت مجھہ مین نہین ہے جیسے علم وورع اگر اوسپر خوش ہوگا تو حماقت ہے اوسکی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص اوس سے کہے کہ یہ خواجہ مرد عزیز ہے اور اسکی انتڑیان عطر اور مشک سے بھری مین اور وہ جانتا ہے کہ اسکی انتڑیون مین بالکل گندگی اور نجاست ہے اور پھر اوس جھوٹ سے خوش ہوتا ہو تو یہ خوشی عین جنون ہے لیکن اوسبب کا حاصل جاہ وحشمت کی محبت ہے اور اوسکا علاج بیان ہو چکا ہے اگر کوئی شخص تیری مذمت کرے تو اوسکے سبب سے رنجیدہ اور خفا ہونا نادانی ہے کیونکہ اگر وہ سچ کہتا ہے تو فرشتہ ہے اور اگر جان بوجھکر جھوٹ بولتا ہے تو شیطان ہے اور اگر یہ نہین جانتا کہ مین جھوٹ بولتا ہون تو گدہا اور بیوقوف ہے اگر حق تعالی کسی کو مسخ کرکے گدہا یا شیطان یا فرشتہ بنا دے تو تجھے کیون رنجیدہ ہونا چاہیے پس اگر مذمت کرنیوالا سچ کہتا ہے تو جو نقصان تجھہ مین ہے اوسکے سبب سے رنجیدہ ہونا چاہیے بشرطیکہ دینی نقصان ہو اوسکے کہنے سے نہ رنجیدہ ہونا چاہیے اور اگر دنیوی نقصان ہے تو وہ خود دینداروں کے نزدیک ہنر ہے عیب نہین دوسرا علاج یہ ہے کہ تو خیال کر کہ اوسنے جو کچھ کہا وہ تین حال سے خالی نہین اگر اوسنے سچ کہا اور مہربانی سے کہا تو اوسکا احسانمند ہونا چاہیے کیونکہ اگر کوئی شخص تجھے خبر کر دے کہ تیرے کپڑے مین سانپ ہے تاکہ تو اوس سے بچے تو اوسکا احسانمند ہوتا ہے اور دین مین جو عیب ہوتا ہے وہ سانپ سے بھی بدتر ہے کیونکہ اسمین عاقبت کی ہلاکی ہے اور اگر تو کسی بادشاہ پاس جاتا ہو اور کوئی شخص تجھسے کہے کہ اے ناپاک کپڑون والے پہلے کپڑے پاک کر اور تو دیکھے تو کپڑون مین نجاست بھری دکھائی دے اور اگر اسیطرح تو بادشاہ کے سامنے چلا جاتا تو خفگی کا خوف تھا تو اوس اطلاع کرنیوالے کا احسان ماننا چاہیے کہ تو اوس خوف سے چھوٹا اور اگر اوسنے عیب جوئی کے قصد سے کہا ہے تو اگر سچ کہا ہے تو تجھے تو فائدہ ہوا اور اوسکی عیب جوئی اوسکی بیدینی کی نشانی ہے تو چونکہ تجھے فائدہ ہوا اور اوسے نقصان تو غصہ کرنا لازم نہین ہے لیکن اگر اوسنے جھوٹ کہا تو تجھے خیال کرنا چاہیے کہ اگر تو اوس عیب سے پاک ہے اور بہت سے عیب رکھتا ہے جو وہ نہین جانتا تو اس امر کا شکر کر کہ حق تعالی نے تیرے اور عیب پوشیدہ کیے اور اس عیب کرنیوالے نے اپنی نیکیون کی فرد تجھے ہدیہ کر دی اگر وہ تیری تعریف کرتا تو تیرے قتل کرنے کے برابر بھی تو قتل ہونے سے تو کیون خوش ہوتا ہے اور ہدیہ دینے سے کیون ناخوش ہوتا ہے یہ وہ شخص کرتا ہے جو کامون کی صورت دیکھتا ہے معنی اور روح نہین عقلمند اور بے عقل مین یہی فرق ہے کہ عقلمند کامون کی حقیقت اور روح دیکھتا ہے ظاہر اور صورت نہین دیکھتا غرضکہ جب تک خلق سے طمع منقطع ہوگی تب تک یہ بیماری نہ جائیگی **مدح اور مذمت مین لوگون کے درجون کے تفاوت کا بیان** ایعزیز جانتو کہ لوگ اپنی مدح اور مذمت سننے مین چار درجون پر ہین پہلا درجہ عوام الناس کا ہے کہ اپنی تعریف پر خوش ہوتے ہین اور مذمت پر خفا ہوتے ہین اور بدلا لینے پر مستعد ہوتے ہین یہ بدترین درجات ہے دوسرا درجہ پارسا لوگون کا ہے کہ مدح سے خوش ہوتے ہین اور مذمت سے خفا لیکن معاملہ مین اظہار نہین کرتے اور مدح کرنیوالے کو بظاہر برابر رکھتے ہین اور دل مین ایک کو دوست رکھتے ہین ایک کو دشمن تیسرا درجہ متقی لوگون کا ہے

دونون کو برابر رکھتے ہین دل سے بھی اور زبان سے بھی اور مذمت سے دل مین کچھ بھی ناراض نہین ہوتے اور تعریف کرنیوالیکو
زیادہ مقبول نہین بناتے کیونکہ ان لوگون کا دل نہ مدح سے التفات کرتا ہے نہ مذمت سے یہ بڑا درجہ ہے اور بعضے عابد جانتے ہین
کہ ہم اس درجہ کو پہونچ گئے حالانکہ خطا کرتے ہین اس درجہ پر پہونچ جانے کی علامت یہ ہے کہ اگر برا کہنے والا اوسکے پاس بہت
بیٹھے تو تعریف کرنیوالے کی نسبت اوسکے دل پر گران نہو اور اگر کسی کام مین معاونت چاہے تو اوسکی معاونت تعریف کرنیوالیکی
معاونت کے بہ نسبت دشوار نہو اور اگر اوسکی ملاقات کو کم جائے تو دل جتنا تعریف کرنیوالیکی ملاقات کو چاہتا ہے اوتنا ہی اسکی
ملاقات کو بھی چاہے کم نچاہے اور اگر مر جائے تو اسکے مرنے کا رنج تعریف کرنیوالیکی موت کے رنج سے کم نہو اور اگر کوئی مذمت
کرنیوالیکو ستائے تو اوتنا ہی رنجیدہ ہو جتنا مداح کے ستانے سے رنجیدہ ہوتا اور اگر مداح کوئی خطا کرے تو وہ خطا اوسکے دل پر
ہلکی نہ معلوم ہو یہ باتین نہایت دشوار ہین اور شاید کہ عابد اپنے تئین غرور مین لاکر کہے کہ مذمت کرنیوالے پر مین اسوجہ سے غصہ کرتا ہون
کہ وہ میری اس مذمت کے سبب سے گنہگار ہوا یہ شیطان کا فریب ہے کیونکہ بہت بہت لوگ ایسے ہین کہ گناہ کبیرہ اور اور لوگون کی
مذمت کرتے ہین تو جب اونسے ناخوش نہین ہوتا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ غصہ نفسانیت کا ہے دینداری کا نہین اور جو عابد
جاہل ہوتا ہے وہ ایسی باریکیون کو مشکل سے سمجھتا ہے تیسرا درجہ صدیقان کا ہے کہ تعریف کرنیوالیکو دشمن سمجھتے ہین اور مذمت
کرنیوالیکو دوست رکھتے ہین کیونکہ اوس سے تین فائدے حاصل ہوتے ہین ایک تو یہ کہ اوس سے اپنا عیب سنا دوسرے اوسنے اونکی
نیکیان انھین ہدیہ بھیجدین تیسرے اوسنے انہین اس بات پر جوش دلایا کہ اوس عیب سے اور جو دوسرا عیب ہو اوس سے پاک ہونیکی
فکر کرین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ افسوس ہے روزہ دار اور تہجد گذار پر اور اوسپر جو صوف پہنے مگر یہ کہ اوسکا
دل دنیا سے آزاد ہو جائے اور تعریف کو دشمن رکھے مذمت کو دوست جانے اگر یہ حدیث صحیح ہے تو بڑا سخت امر ہے اسواسطے کہ
ایسے درجہ پر پہونچنا سخت متعذر ہے بلکہ دوسرے ہی درجہ پر پہونچنا دشوار ہے کہ آدمی بظاہر فرق نہ کرے اگرچہ بدل کرے
کیونکہ غالب یہ ہے کہ جب کوئی کام اور معاملہ پڑتا ہے تو مرید اور مداح کی جانب آدمی میل کرتا ہے اور اس آخری درجہ کو وہی شخص
پہونچتا ہے جسنے اپنے نفس سے اتنی عداوت کی ہو کہ خود اپنا دشمن ہو گیا ہو وہ جب کسی سے اوسکا عیب سنیگا خوش ہوگا اور
عیب کرنیوالیکی زیرکی اور عقلمندی کا اعتقاد کریگا جیسا کہ کسی سے اپنے دشمن کا عیب سنکر خوش ہوتا ہے اور یہ نادر ہوتا ہے بلکہ
اگر کوئی تمام عمر کوشش کرے کہ تعریف کرنیوالا اور مذمت کرنیوالا اوسکے نزدیک برابر ہو جائے تو بھی اس درجہ کو مشکل سے پہونچیگا
اے عزیز جانتو کہ اسمین خطر کی وجہ یہ ہے کہ جب تعریف اور مذمت مین فرق پیدا کریگا تو مدح کی طلب دل پر غلبہ کریگی اور آدمی اوسکے
حیلے بنانے لگیگا اور شاید کہ عبادت مین ریا کرنے لگے اور اگر کسی گناہ سے اپنے مطلب کو پہونچ سکتا ہے تو وہ گناہ بھی کر بیٹھے اور
یہ جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ افسوس ہے روزہ دار تہجد گذار پر یہ شاید اس سبب سے فرمایا ہو کہ اگر محبت دنیا
اور محبت ثنا کی جڑ دل سے نہ کھود ڈالی جائیگی تو آدمی جلدی گناہ مین پڑ جائیگا لیکن مذمت سے کراہت کرنا اور سچی تعریف کو
دوست رکھنا فی نفسہ حرام نہین ہے بشرطیکہ اس سے اور کوئی فساد اور برائی نہ پیدا ہو اور نہ پیدا ہونا بہت بعید ہے اور لوگونکی

اکثر گناہ مدح کی محبت اور مذمت کی عداوت سے ہوتے ہین اور خلق کو بالکل یہی خیال رہتا ہے کہ جو کچھ کیجیے لوگون کی ہمدردی کے واسطے کیجیے اور جب یہ خیال غالب ہوگیا تو آدمی ہر ناشائستہ کام کریگا ورنہ لوگونکی دلداری جو ریا کے طور پر نہو وہ حرام نہین ہے واللہ اعلم

آٹھوین اصل ریا کے علاج کے بیان مین جو عبادات اور طاعات مین ہوتی ہے

اے عزیز جان اس بات کو جان کہ حق تعالی کی عبادت مین ریا کرنا گناہ کبیرہ ہے اور شرک کے قریب ہے پارسا لوگون کے دل پر کوئی بیماری اس سے زیادہ نہین ہے کہ جب عبادت کرین تو چاہین کہ لوگ اس سے مطلع ہون اور انکی پارسائی کا اعتقاد کرین اور جب عبادت سے اعتقاد مقصود ہو تو وہ عبادت خدا کی عبادت نرہے گی کیونکہ خلق کی پرستش ہو جائیگی اور اگر لوگون کا اعتقاد اور حق تعالی کی پرستش دونون مقصود ہون تو شرک ہو جائیگا عبادت کرنیوالے نے خدا کے ساتھ اور کو بھی عبادت مین شریک کیا حق تعالی ارشاد فرماتا ہے فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا یعنی جو شخص اپنے پروردگار کے دیدار کا امیدوار ہو اوس سے کہدو کہ اوسکی عبادت مین کسی کو شریک نکرے اور فرماتا ہے فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ یعنی افسوس ہے اون لوگون پر جو سہو اور ریا کے ساتھ نماز پڑھتے ہین ایک شخص نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ نجات اور رستگاری کاہے مین ہے فرمایا کہ نجات اسمین ہے کہ تو حق تعالی کی بندگی کرے اور لوگون کے دکھانے کے واسطے نکرے اور فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لائین گے اور کہین گے کہ تو کیا عبادت رکھتا ہے وہ کہیگا کہ مین نے اپنی جان خدا کی راہ مین کفار سے جہاد مین مجھے شہید کیا حق تعالی ارشاد فرمائیگا کہ تو جھوٹ کہتا ہے تو نے اسواسطے جہاد کیا تھا تا کہ لوگ کہین فلانا آدمی بڑا بہادر ہے اسے دوزخ مین لیجاؤ دوسرے شخص کو لائین گے اور اوس سے پوچھین گے کہ تو نے کیا عبادت کی ہے وہ کہیگا کہ مین جو کچھ رکھتا تھا سب خیرات کردیا حق تعالی ارشاد فرمائیگا کہ تو جھوٹ کہتا ہے تو نے خیرات اسواسطے کی تھی کہ لوگ کہین کہ فلانا آدمی سخی ہے اسے دوزخ مین لیجاؤ پھر اور شخص کو لائین گے اور اوس سے پوچھین گے کہ تو کیا عبادت رکھتا ہے وہ کہیگا کہ مین نے بڑی محنت سے علم سیکھا اور قرآن شریف پڑھا ہے ارشاد ہوگا کہ جھوٹا ہے تو نے اسیواسطے پڑھا تھا کہ لوگ کہین فلانا شخص عالم ہے اسے دوزخ مین لیجاؤ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین اپنی امت پر کسی چیز سے اتنا نہین ڈرتا ہون جتنا چھوٹے شرک سے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کیا ہے فرمایا کہ ریا قیامت کے دن حق تعالی ارشاد کریگا کہ ای ریاکارو تم اون لوگون کے پاس جاؤ جنکے واسطے تمنے عبادت کی تھی اور اون ہی سے اپنی جزا مانگ لو اور فرمایا ہے کہ جب الحزن یعنی غم کے غار سے خدا کی پناہ مانگو لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب الحزن کیا چیز ہے فرمایا کہ ریاکار عالمون کے واسطے دوزخ مین ایک غار ہے اور فرمایا ہے کہ حق تعالی ارشاد کرتا ہے کہ جسنے عبادت کی اور کسی اور کو میرے ساتھ شریک کیا مین شریک سے بے نیاز ہون مین نے سب عبادت اوس شریک کو دیدی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی اوس عبادت کو قبول نہین فرماتا جسمین

ایک قطرہ ریا ہو حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ روتے تھے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے پوچھا کہ کیون روتے ہو کہا کہ مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ تھوڑی سی ریا بھی شرک ہے اور فرمایا ہے کہ ریاکار کو قیامت کے دن یون پکارینگے او ریاکار او غدار او ناپکار تیرا عمل ضائع ہوگیا اور اجر باطل ہوگیا اوس شخص سے اجر مانگ جسکے واسطے تو نے عمل کیا تھا حضرت شداد ابن اوس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مین نے دیکھا کہ روتے تھے مین نے پوچھا یا رسول اللہ آپ کیون روتے ہین فرمایا مین ڈرتا ہون کہ میری امت شرک کرے یہ نہین کہ بت پوجے یا آفتاب یا ماہتاب لیکن عبادت رو وریا کے ساتھ کرے اور فرمایا ہے کہ جسدن سایہ عرش کے سوا اور کوئی سایہ نہوگا اوسدن عرش کے سایہ مین وہ شخص ہوگا جسنے داہنے ہاتھ سے صدقہ دیا ہو اور چھپایا ہو کہ بائین ہاتھ کو بھی خبر نہو اور فرمایا ہے کہ حق تعالی نے جب زمین کو پیدا کیا تو وہ تھرتھرائی پہاڑ کو پیدا کیا اوسنے دبالیا ملائک نے کہا کہ حق تعالی نے پہاڑ سے زیادہ قوی کوئی چیز نہین پیدا کی پھر لوہے کو پیدا کیا اوسنے پہاڑ کو کاٹ ڈالا ملائکہ نے کہا کہ لوہا پہاڑ سے بھی زیادہ قوی تر ہے پھر آگ کو پیدا کیا اوسنے لوہے کو گلا دیا پھر پانی کو پیدا کیا اوسنے آگ کو بجھا دیا پھر ہوا کو حکم کیا اوسنے پانی کو ایک جگہ ٹھہرا دیا پس ملائکہ مین اختلاف پڑا اونہون نے کہا کہ ہم حق تعالی سے پوچھتے ہین اور پوچھا کہ یا الہ العالمین تیرے مخلوق مین سب سے زیادہ قوی کیا چیز ہے ارشاد ہوا کہ وہ آدمی جو داہنے ہاتھ سے اسطرح صدقہ دے کہ بائین ہاتھ کو بھی خبر نہو مین نے اوس سے زیادہ قوی کسی کو نہین پیدا کیا حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالی نے آسمان پیدا کرنے کے قبل سات فرشتے پیدا کیے پھر آسمان کو پیدا کیا اور ہر ایک کو ایک ایک آسمان پر تعینات کر دیا اور اوس آسمان کی دربانی اوسے دی جب مین کے فرشتے جنکو حفظہ کہتے ہین وہ بندون کے اعمال جو بندون نے صبح سے شام تک کیے ہون پہلے آسمان تک اوٹھا لیجاتے ہین اور بندہ کی عبادت کی بہت تعریف کرتے ہین اور اوسنے ایسی عبادت کی ہو کہ اوسکا نور آفتاب کے نور کے مانند ہو تو وہ فرشتہ جو آسمان پر تعینات ہے کہتا ہے کہ یہ عبادت اوسی بندہ کے منہ پر دے مارو کہ مین اہل غیبت کا نگہبان ہون مجھے حق تعالی نے حکم کیا ہے کہ جو شخص غیبت کرے اوسکے عمل کو آگے نہ بڑھنے دینا پھر جسنے غیبت نہ کی ہو اوسکا عمل دوسرے آسمان تک لیجاتے ہین اوسپر جو فرشتہ تعینات ہے وہ کہتا ہے کہ یہ عمل لیجاکر اوسکے منہ پر دے مارو کیونکہ اوسنے یہ عمل دنیا کے واسطے کیا ہے اور مجلسون مین لوگون پر فخر کیا ہے اور مجھے حکم ہے کہ اوسکے عمل روکون پھر اور شخص کے عمل لیجاتے ہین اوسمین روزہ نماز اور صدقہ ہوتا ہے حفظہ اون اعمال کے نور سے تعجب مین ہوتے ہین جب تیسرے آسمان تک پہونچتے ہین تو فرشتہ کہتا ہے کہ مین کبر پر متعین ہون کہ متکبرون کے عمل کو منع کرون کہ وہ لوگون کے ساتھ تکبر کرتا ہے پھر اور کسیکے عمل چوتھے آسمان تک بلند کرتے ہین کہ وہ عمل تسبیح اور نماز اور حج کی برکت سے ستارون کی طرح درخشان ہوتے ہین اوس آسمان کا فرشتہ کہتا ہے کہ یہ اعمال اوسی بندہ کے منہ پر پٹک دو مین موکل عجب ہون اس بندہ کا عمل بے عجب نہین ہے مین اوسکے عمل کو آگے نجانے دونگا پھر پانچوین آسمان تک اوسکے

عمل لیجاتے ہین یہ عمل حسن وجمال مین ایسے ہوتے ہین جیسے وہ بنائی سنواری نئی دولہن جسے پہلے پہل دولہ کے گھر رخصت کرتے ہین
اوس آسمان کا فرشتہ کہتا ہے کہ ان اعمال کو اوسی بندہ کے منہ پر پھینک مارو اور اوسی کی گردن پر لادو کہ مین حسد پر متعین
ہون جو شخص علم وعمل مین اس بندہ کے برابر ہوتا ہے یہ اوسکا حسد کرتا ہے اور اوسکے حق مین زبان دراز کرتا ہے مجھے حکم ہے
کہ حاسدون کے اعمال کو باز رکھون پھر چھٹے آسمان تک اور کسیکے عمل لیجاتے ہین اونمین نماز روزہ حج زکوۃ عمرہ ہوتا ہے اوس
آسمان کا فرشتہ کہتا ہے کہ یہ عمل اوسی بندہ کے منہ پر دے پٹکو کہ وہ ایسے شخص پر شفقت نہین کرتا جسے کوئی رنج وبلا پہونچی ہو
بلکہ خوش ہوتا ہے مین فرشتۂ رحمت ہون مجھے حکم ہے کہ بیرحمون کے اعمال کی روک ٹوک کرون پھر ساتوین آسمان تک
اور کسیکے اعمال لیجاتے ہین یہ اعمال روزہ نماز نفقہ جہاد ورع سے بھرپور ہوتے ہین اور انکا نور ایسا ہوتا ہے جیسے نور آفتاب
اور بزرگی کے سبب سے رعد کی گھڑگھڑاہٹ کے مانند اونکا نور آسمانون مین پڑجاتا ہے اور تین ہزار فرشتے انکے ساتھ پہونچانے
جاتے ہین اور کوئی فرشتہ انہین نہین روک سکتا جب ساتوین آسمان تک یہ اعمال پہونچتے ہین تو فرشتہ کہتا ہے کہ یہ عمال
اوسی بندہ کے منہ پر پھیر مارو اور اوسکے دل پر قفل لگا دو کیونکہ اس عمل سے خدا اوسے مقصود نتھا بلکہ علما کے نزدیک اونچی عظمت
مقصود تھی اور شہرون مین اپنا نام اور شہرہ مقصود تھا مجھے حکم ہے کہ اوسکے اعمال کو راہ نہ دے اور جو عمل خالصًا خدا کے واسطے
نہین ہوتا وہ ریا ہوتا ہے اور حق تعالی ریاکار آدمی کے عمل نہین قبول کرتا پھر اور کسیکے اعمال اوٹھاتے ہین اور ساتوین
آسمان کے آگے بڑہا لیجاتے ہین اونمین بالکل خلق نیک اور تسبیح اور طرح طرح کی عبادت ہوتی ہے اور سب آسمانون کے
فرشتے پہونچانے جاتے ہین حتی کہ حق سبحانہ تعالی کی درگاہ مین پہونچتے ہین اور سب فرشتے گواہی دیتے ہین کہ یہ اعمال
پاک اور باخلاص ہین حق تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ اے فرشتو تم اوسکے اعمال کے نگہبان ہو اور مین اوسکے دل کا نگہبان
ہون اوسنے یہ عمل میرے واسطے نہین کیا اپنے دل مین اور نیت کی ہے میری لعنت اوسپر ہو فرشتے کہتے ہین کہ با خدایا
تیری لعنت اور ہم سب کی لعنت اوسپر ہو ساتون آسمان اور ساتون زمین اور جو کچھ زمینون اور آسمانون مین ہے سب اوسپر
لعنت کرتے ہین ریا کے باب مین ایسی بہت سی حدیثین ہین بزرگون کے اقوال یہ ہین کہ امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ
نے ایک مرد کو دیکھا کہ سر جھکائے ہوئے ہے یعنی مین پارسا ہون فرمایا اے ٹھڑی گردن والے گردن سیدھی کر خشوع دل مین
ہوتا ہے گردن مین نہین حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ مسجد مین پڑا ہوا مسجد مین رو رہا ہے کہا کہ
یہ جو تو مسجد مین کرتا ہے اگر گھر مین کرتا تو کوئی تجھسا نہوتا امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ ریاکار کی تین علامتین
ہین جب اکیلا ہو تو سست ہو جب لوگون کو دیکھے تو خوشی مین آئے جب اوسکی تعریف کرین تو عمل زیادہ کرے جب مذمت کرین
تو عمل بہت کم کرے ایک شخص نے حضرت سعد ابن مسیب سے پوچھا کہ جو آدمی ثواب کے واسطے اور لوگون کی تعریف کے لیے مال
دے اوسکے بارہ مین آپ کیا کہتے ہین فرمایا کہ بھلا وہ یہ چاہتا ہے کہ خدا اوسے دشمن ٹھہرالے کہا نہین فرمایا کہ پھر جو کام کرے
خدا ہی کے واسطے کرے امیرالمومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک شخص کو کوڑے مارے اور فرمایا کہ بھائی آ

مجھسے اپنا قصاص لیلے اور مجھے مارے اوسنے عرض کیا کہ یا امیر المومنین آپکی خاطر سے اور خدا کے واسطے مین نے بخشدیا
فرمایا کہ بخشنا کام نہین آیا فقط میری خاطر سے بخش کہ مین اوسکا حق پہچانون یا بلا شرکت محض خدا کے واسطے بخش اوسنے
عرض کیا کہ مین نے خدا ہی کے واسطے بے شرکت کے بخشا حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ ایک زمانہ تھا کہ لوگ جو کام
کرتے تھے اوسمین ریا کرتے تھے اب جو کام نہین کرتے ہین اوسمین ریا کرتے ہین حضرت قتادہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ
بندہ جب ریا کرتا ہے تو حق سبحانہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ دیکھو تو میرا بندہ مجھسے کیسی ٹھٹھول کرتا ہے **جن کامون مین**
ریا کی جاتی ہین اونکا بیان اے عزیز جانتو کہ ریا کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی اپنے تئین لوگون کے سامنے پارسا جتاوے
تاکہ اونکے نزدیک اپنے تئین آراستہ کرے اور اونکے دلون مین اپنی جگہہ کرے تاکہ لوگ اوسکی عزت اور تعظیم کرین اور
نیک جانین یہ مقصود کئی طرح سے ہوتا ہے کہ جو چیزین دین مین پارسائی اور بزرگی کی دلیل ہے اوسے لوگون پر ظاہر کرے اور دکھاوے
اسکی پانچ قسمین ہین پہلی قسم بدن کی ظاہری صورت سے مثلاً آدمی اپنا چہرہ زرد کرے تاکہ لوگ جانین کہ رات کو نہین سوتا ہے
اور اپنے تئین دبلا بنائے تاکہ لوگ سمجھین کہ بڑی ہی ریاضت کرتا ہے اور روتی صورت بنائے رکھے تاکہ لوگون کو معلوم ہو
کہ دین کے غم مین ایسا ہو رہا ہے اور بالون مین کنگھی نہ کرے تاکہ لوگ جانین کہ اسے اتنی بھی مہلت نہین ہے اور خود فراموش
ہے اور آہستہ آہستہ بات کرے اور آواز نہ نکالے تاکہ لوگ سمجھین کہ اوسکے دل مین وقار دین ہے اور مردہ تن ہے اور
مونھہ خشک رکھے تاکہ لوگ جانین کہ روزے رکھتا ہے چونکہ یہ باتین لوگون کے پندار کا سبب ہوتی ہین تو انکے ظاہر
کرنے مین حلاوت اور لذت ہوتی ہے اسیواسطے حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ روزہ دار کو چاہئیے بالون مین
کنگھی کرے تیل لگائے اور مونچھون مین تیل مل لے تاکہ کوئی اوسے روزہ دار نہ بنائے دوسری قسم کپڑے کے سبب سے
ریا ہوتی ہے مثلاً صوف پہنتا ہے اور موٹا جھوٹا میلا پھٹا ہوا کپڑا پہنتا ہے تاکہ لوگ اوسے زاہد سمجھین یا میلا لباس گدڑی
کی صوفیانہ جانماز رکھتا ہے تاکہ لوگ جانین کہ صوفی ہے اور صوفیون کے حالات سے اوسمین کچھ بھی نہو یا پگڑی کے اوپر سے
چادر اوڑھے اور چمڑے کی جرابین پہنے تاکہ لوگ جانین کہ طہارت مین محتاط ہے اور محتاط ہو نہین یا پیراہن اور چادر کہنہ رکھے
تاکہ لوگ سمجھین کہ عالم ہے اور ہو نہین لباس مین ریا کرنے والون کے دو فریق ہوتے ہین ایک گروہ عوام الناس کی قبولیت کا
جویا رہتا ہے اور ہمیشہ پھٹے اور میلے کپڑے پہنتا ہے اگر اس جماعت سے کہین کہ تو نئے خز جو حلال ہے اوسے پہنو تو یہ امر
انپر موت سے زیادہ سخت ہوتا ہے کہ لوگ کہین گے زاہد زہد سے باز آیا دوسرے گروہ کے لوگ سب خاص و عام اور بادشاہ کے
نزدیک قبولیت ڈھونڈھتے ہین ان لوگون کو یہ خیال ہوتا ہے کہ اگر پرانے کپڑے پہنتے ہین تو بادشاہ کی نظر مین حقیر ہوتے ہین
اور اگر لباس فاخرہ پہنتے ہین تو عوام کی نگاہ مین ذلیل ہوتے ہین تو کوشش کرتے ہین کہ باریک صوف اور گل بوٹہ دار لنگیان
ہاتھہ لگین جیسا صالحون اور زاہدون کے کپڑون کا رنگ ہوتا ہے تاکہ عوام تو اوسکا ظاہر دیکھین اور اوسکی قیمت امیرون کے
لباس کے برابر ہوتی ہے تاکہ بادشاہ حقارت سے نہ دیکھین ان لوگون مین سے اگر کسی سے کہیے کہ خز یا توزی کا لباس پہن تو

گو کہ اوسکی قیمت انگلی کی قیمت سے بہت کم ہوتی ہے مگر اوسے موت کی سختی کے برابر جانتا ہے غرضکہ جو لباس پہننے سے یہ خیال ہوتا ہے کہ عوام جانینگے کہ زاہد اور پرہیزگاری سے وہ پشیمان ہوا اوسے پہن نہین سکتا وہ احمق جب دل مین سمجھتا ہے کہ یہ لباس حلال ہے اور زاہدون نے اسے پہنا ہے تو بازار مین نہین پہن سکتا گھر مین چھپا کر پہن سکتا ہے اسقدر نہین جانتا کہ اس فعل سے خلق کو پوجتا ہے اور شاید کہ جانتا ہو مگر باک نرکھتا ہو تیسری قسم بات مین ریا ہے مثلاً لب ہلاتا ہے تاکہ لوگ جانین کہ یہ ذکر سے کبھی آسودہ نہین ہوتا اور شاید کچھ ذکر کرتا ہو لیکن اگر چاہے کہ دل سے ذکر کرے لب ہلائے تو نہو سکے کیونکہ ڈرتا ہے کہ لوگ نہ جانینگے کہ یہ ذکر کرتا ہے یا لوگون کے سامنے جیسا احتساب کرتا ہے خلوت مین ویسا نہین کرتا یا صوفیون کی باتین سیکھ لی ہین اور بیان کرتا ہے تاکہ لوگ جانین کہ علم تصوف مین بڑا کامل ہے یا ہر وقت سر جھکا جھکا کر گردن ہلاتا ہے تاکہ لوگ جانین کہ وجد مین ہے یا آہ کرتا ہے یا غمگین دکھائی دیتا ہے تاکہ لوگ سمجھین کہ دین اسلام کا غم کھا رہا ہے یا حدیثین اور حکایتین سیکھ لی ہین اور بیان کرتا ہے تاکہ لوگ کہین کہ یہ شخص بڑا عالم ہے اور اسنے بہت پیرون کو دیکھا اور سیر و سفر کیا ہوگا چوتھی قسم عبادت مین ریا ہے مثلاً جب کوئی دوسرا آیا تو اوسکے سامنے اچھی طرح سے نماز پڑھتا ہے سر جھکا کر رکوع سجود لمبے کرتا ہے اور ادھر ادھر نہین دیکھتا یا لوگون کو جتا کر خیرات دیتا ہے اور ایسے بہت سے امور ہین اور لوگون کے سامنے چلتے وقت آہستہ چلتا ہے اور سر آگے جھکائے رہتا ہے اور جب اکیلا ہوتا ہے تو ہر طرف دیکھتا ہوا جلدی جلدی چلتا ہے جب دور سے کوئی نظر آجاتا ہے تو آہستہ آہستہ چلنے لگتا ہے پانچوین قسم یہ ہے کہ ظاہر کرے کہ میرے مرید و شاگرد بہت ہین اور سردار اور امیر لوگ میرے سلام کو آتے ہین اور مجھسے برکت لیجاتے ہین اور علما میری تکریم کرتے ہین اور مجھے اچھا جانتے ہین اور کبھی یہ باتین اوسکی زبان پر آتی ہین کہ مثلاً اگر کسی سے لڑتا ہے تو کہتا ہے کہ تو کون ہے اور تیرا پیر اور مرید کون ہے مین نے اتنے پیرون سے ملاقات کی ہے اتنے برس فلانے مرشد کی حضوری مین رہا ہون تو نے کسے دیکھا ہے اور ایسی باتین کرتا ہے اور اس سبب سے اپنے او پر بہت رنج گوارا کرتا ہے اور کھانے پینے مین ریا بہت ہی آسان ہے ایک راہب تھا اوسنے اس غرض کے واسطے کہ لوگ جانتے ہین اور اوسکی تعریف کرتے ہین اس امر کے واسطے اپنی غذا گھٹاتے گھٹاتے ایک چنے کی غذا کر دی تھی اگر عبادت مین اظہار پارسائی کے واسطے ہون تو یہ سب باتین حرام ہین اسواسطے کہ پارسائی خدا ہی کے واسطے کرنا چاہیے لیکن جو کام عبادت نہو اگر اوسکے سبب سے قبولیت اور جاہ طلب کریگا تو درست ہے اسواسطے کہ اگر کوئی شخص بہت اچھے کپڑے پہنکر اور نہایت آراستہ ہوکر باہر نکلے تو مباح ہے بلکہ سنت ہے کیونکہ اس جمال سے اپنی مروت ظاہر کرتا ہے پارسائی نہین بلکہ اگر کوئی شخص علم لغت اور علم نحو اور علم حساب اور علم طب کے سبب سے اپنی فضیلت ظاہر کرے یا ایسی چیز کے سبب سے جو نہ علم دین مین سے ہو نہ عبادت کے واسطے تو یہ ریا مباح ہے کیونکہ ریا طلب جاہ کا نام ہے اور یہ ہم بیان کر چکے ہین کہ طلب جاہ اگر حد سے تجاوز نہ کرے تو مباح ہے لیکن طاقت اور عبادت سے نہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکدن باہر جانا چاہا کہ اصحاب جمع تھے پانی کے گھڑے مین دیکھکر آپ نے اپنے بال اور عمامہ درست کر لیا حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ ایسا کرتے ہین فرمایا ہان حق سبحانہ تعالی اپنے بندے سے اس امر کو دوست رکھتا ہے

کہ جب اپنے بھائیون کو دیکھنے جانے لگے تو اونکے واسطے تجمل کرے اور اپنے تئین سنوار لے ہرچند کہ یہ فعل رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے حاصل ہوا تھا کیونکہ آپ اس بات کے مامور تھے کہ لوگون کے دل اور نظر مین اپنے تئین آراستہ رکھین تاکہ آپکی طرف لوگ زیادہ میل کرین اور پیروی کرین لیکن اگر کوئی اور یہ فعل تجمل کے واسطے کرے تو درست ہے بلکہ سنت ہے اسکے فائدون مین سے ایک یہ بات ہے کہ اگر آدمی اپنے تئین پریشان صورت رکھیگا اور مروت نہ نگاہ رکھیگا تو لوگ اوسکی غیبت کرینگے اور اوس سے نفرت کرین گے اور وہی خود اسکا سبب ہوگا لیکن اگر عبادت مین ریا ہو تو دو سببسے حرام ہے ایک سبب تو یہ ہے کہ اوسمین دغا ہے کہ لوگون کو یہ دکھاتا ہے کہ مین اس عبادت مین مخلص ہون اور چونکہ اوسکا دل خلق کی طرف نگران ہے وہ مخلص نہین ہے اور اگر لوگ جانین گے کہ یہ ہمارے واسطے کرتا ہے تو اوسے دشمن ٹھہرائین گے اور قبول نہ کرینگے دوسرا سبب یہ ہے کہ روزہ نماز تو خدا کی عبادت ہے جب بندون کے واسطے کیا تو حق تعالی کے ساتھ ٹھٹھول کی اور ضعیف اور عاجز بندہ کو ایسے کام مین مقصود رکھا جسمین حق تعالی مقصود او معبود ہوتا ہے اسکی مثل اوس شخص کی ایسی ہے جو کسی بادشاہ کے تخت کے سامنے خدمت کے واسطے کھڑا ہوا اور اوسکی غرض یہ ہو کہ کسی غلام یا لونڈی کو دیکھے اور بادشاہ کو جتائے کہ مین کھڑا ہون اور مقصود اور ہی چیز ہے تو یہ بادشاہ کے ساتھ ہلکاپن اور دل لگی بازی ہے کیونکہ دوسری غرض اوسکے نزدیک بادشاہ کی خدمت سے زیادہ اہم ہوئی اسیطرح جو شخص نماز کو کھڑا ہوا در حقیقت مین رکوع سجود اور کسیکے واسطے کرتا ہے تو اگر سجود اوسکی تعظیم کے واسطے ہوگا تو خود شرک ظاہری ہے آدمی کی تعظیم اسوجہ سے ہوئی کہ اوسکی قبولیت بھی مقصود ہے حتی کہ خدا کو تو سجدہ کرتا ہے اور آدمی کی قبولیت حاصل کرتا ہے یہ یا شرک خفی ہے شرک جلی نہین

ریا کے درجون کا بیان

ایعزیز جانتو کہ ریا کے درجے مختلف ہین کوئی درجہ بہت بڑا ہے ان درجون کا تفاوت تین اصلون سے ہے پہلی اصل یہ ہے کہ قصد ریا بے قصد ثواب کے ہو جیسا کہ روزہ رکھتا ہے اور نماز پڑہتا ہے اگر اکیلا ہوتا تو نہ کرتا یہ بہت بڑی ریا ہے اسکے سببسے بڑا عذاب ہوگا اور اگر ثواب کا قصد بھی رکھتا ہے لیکن اگر تنہا ہوتا تو نہ کرتا یہ بھی پہلے درجے کے قریب قریب ہے اور خفیف سا قصد اوسے حق تعالی کے غصہ سے نہ بچائیگا اور اگر ثواب کا قصد غالب ہے جیسا کہ اگر اکیلا ہوتا تو بھی کرتا لیکن اگر کوئی دیکھتا ہے تو خوشی زیادہ ہوتی ہے اور نماز روزہ اوسپر آسان تر ہو جاتا ہے تو ہم یہ امید رکھتے ہین کہ اس سے عبادت باطل اور ثواب حبط نہو جائے لیکن جسقدر ریا ہوگی اوسقدر عذاب کرین گے یا اوتنا ثواب کم دینگے اور دونون قصد برابر ہین ایک کو دوسرے پر غلبہ نہین تو یہ صورت شرکت کی ہے ظاہر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی اس یا کے سببسے صحیح سلامت نہ بچ جائیگا بلکہ معذب ہوگا دوسری اصل اوس چیز کا تفاوت ہے جسمین ریا کرتے ہین وہ عبادت ہے اوسکے تین درجے ہین پہلا درجہ اصل ایمان مین ریا یہ ایمان منافق کا ہوتا ہے اوسکا انجام کار کافر سے بھی بدتر اور سخت تر ہوگا کیونکہ منافق باطن مین کافر ہی ہے اور ظاہر مین دغابازی کرتا ہے ابتدائے اسلام مین ایسے بہت لوگ ہوئے ہین اب کم ہوتے ہین مگر اباحتی لوگ اور جو لوگ ملحد ہو گئے ہین اور شریعت اور آخرت کا ایمان نہین رکھتے ہین اور ظاہر مین اوسکے خلاف کرتے ہین

یہ بھی منجملہ منافقین ہین کہ ہمیشہ دوزخ مین رہینگے دوسرا درجہ اصل عبادت مین ریا ہوتی ہے جیسے کوئی لوگون کے سامنے بے طہارت
نماز پڑہے یا روزہ رکھے اور اگر تنہا ہوتا تو نہ رکھتا یہ بڑی ریا ہے لیکن ویسی نہین ہے جیسے اصل ایمان مین ریا غرضکہ آدمی بسبب
خلائق کے نزدیک اپنی قدر و منزلت کو خدا کے نزدیک سے زیادہ دوست رکھیگا تو اوسکا ایمان ضعیف ہوگا اگرچہ کافر نہو جائیگا
لیکن اگر توبہ نہ کریگا تو مرنے کے وقت خطر کفر مین رہیگا تیسرا درجہ یہ ہے کہ اصل ایمان اور اصل فرائض مین ریا نہ کرے مگر سنتین
کرے مثلاً نماز تہجد پڑہے اور صدقہ دے اور جماعت کے واسطے جاوے اور عرفہ عاشورہ دوشنبہ پنجشنبہ کے دن اسواسطے روزہ
رکھے تاکہ لوگ اوسکی مذمت نہ کرین یا اوسکی تعریف کرین اور شاید کہے کہ اسکا کرنا نہ کرنا یکسان ہے کہ یہ مجہپر واجب نہین ہے اسکا سبب
مجھے ثواب کی کچھ تمنا نہین ہے چاہیے کچھ عذاب بھی نہو اور ایسا نہین ہے کیونکہ عبادتین خدا کے واسطے ہین انہین خلق کا کچھ
حصہ نہین ہے جب خلق کے واسطے کریگا تو ایسی چیز مین جو خدا ہی کا حق ہے خدا سے خلق کو دوست رکھا اور یہ خدا کے ساتھ
دل لگی بازی ہے اور موجب عذاب ہوگا اگرچہ اوس شدت سے نہو جس شدت سے فرائض مین ریا کرنے سے ہوتا اور جو تین
صفات عبادت مین ہین اونمین ریا کرنا بھی اسیکے قریب ہے مثلاً جب کسی کو دیکھتا ہے تو رکوع اچھی طرح سے کرتا ہے اور ادہر ادہر
نہین دیکھتا قرأت بہت کرتا ہے طلب جماعت کرتا ہے اگلی صف کا قصد کرتا ہے زکوٰۃ بہتر مال مین سے دیتا ہے روزہ مین زبان کو
محفوظ رکھتا ہے گوشہ مین بیٹھتا ہے اور تنہائی مین یہ باتین نہین کرتا تیسری اصل ریاکار کے مقصود کا تفاوت ہے کہ ریا سے ریاکار کو
لابد کوئی غرض ہوگی اسکے بھی تین درجے ہین پہلا درجہ یہ ہے کہ اوسے جاہ مقصود ہو تاکہ اوس جاہ کے سبب سے کسی فسق اور گناہ کو
پہونچے جیسا کہ اپنے تئین امین اور متقی اور شبہہ کی چیزون سے پرہیزگار بناکر دکھاتا ہے تاکہ اوسے وقف کی چیزون کا اور قضا
اور وصایا اور ودیعت اور امانت اور مال یتیم کا متولی کرین کہ وہ اوسمین خیانت کرے یا زکوٰۃ اور صدقہ کا مال اوسے دین کہ
مستحقون کو بانٹ دے یا راہ حج مین فقیرون پر نفقہ کردے یا صوفیونکی خانقاہ مین صرف کرے یا مسجد یا سرا اور پل اور راہ کی
تعمیر مین خرچ کرے یا مجلس کرتا ہے اور اپنے تئین پارسائی کے ساتھ موصوف دکھاتا ہے اور کسی عورت کو گھورتا ہے اور چاہتا ہے
کہ وہ عورت میرے ساتھ رغبت کرے تاکہ برے طور پر اوسکے ساتھ مل بیٹھے یا کسی مجلس مین جاتا ہے اور مقصود یہ ہے کہ کسی لونڈی
یا لونڈے کو گھورے اور مثل اسکے بہت ہی سخت اور بد مقصود ہین کہ خدا کی عبادت کے حیلہ سے اوسکے گناہ مین مرتکب ہوا چاہتا ہے
اسیطرح شاید کسیکو کسی مال یا عورت کے ساتھ تہمت لگائین وہ اپنا مال صدقہ دیکر پرہیزگاری جتاوے تاکہ اوس تہمت سے بچے
اور لوگ کہین کہ جو شخص اپنا مال تو صدقہ کرتا ہے وہ اورون کے مال کو کیونکر حلال جانیگا دوسرا درجہ یہ ہے کہ فعل مباح اوسکی
غرض ہو جیسے کوئی واعظ اپنے تئین پارسائی کے ساتھ موصوف دکھائے اس غرض سے کہ لوگ کچھ اوسے دین یا کوئی عورت
اوسکے ساتھ نکاح کرنے کی خواہش کرے یہ شخص بھی حق تعالی کے عتاب مین ہے اگر اسکا گناہ ویسا سخت نہین جیسا پہلے درجہ والیکا تھا
اسنے بھی خدا کی عبادت کو متاع دنیا کا حیلہ کیا اور عبادت خدا کا تقرب اور سعادت آخرت پانے کے واسطے ہوتی ہے جب
اوسنے عبادت سے حصول دنیا کا قصد کیا تو بڑی خیانت کی تیسرا درجہ یہ ہے کہ اوسے کسی چیز کی طلب اور خواہش نہو لیکن

اس بات سے عذر کرتا ہے کہ لوگ اوسے چشم حقارت سے دیکھین یہ چاہتا ہے کہ مجھے زاہدون اور صالحون کی طرح دیکھین مثلاً
جاتا ہے جب کسی کو دیکھتا ہے تو بہت آہستہ آہستہ چلنے لگتا ہے اور سر جھکا لیتا ہے پیرون کی طرح چلنے لگتا ہے تاکہ لوگ یہ
نہ کہین کہ وہ اہل غفلت مین سے ہے اور جانین کہ راہ مین بھی دین کے کام مین رہتا ہے یا ہنسی آتی ہو اور روک لے تاکہ
لوگ یہ نہ کہین کہ بیہودہ پن اسپر غالب ہے یا اس خوف سے مزاح نہ کرے کہ لوگ کہین گے کہ مسخراپن کرتا ہے یا آہ سرد کھینچے
اور استغفار کرے اور کہے سبحان اللہ آدمی کس غفلت مین پڑا ہے باوجود اون چیزون کے جو درپیش ہین ہمین غفلت کا
کیا محل ہے اور حق تعالی اوسکے دل کا دانا ہے حال یہ ہے کہ اگر وہ تنہا ہوتا تو استغفار اور افسوس نہ کرتا یا اوسکے سامنے لوگ
کسی کی غیبت کرین تو کہے کہ آدمیکو اس سے زیادہ ضروری کام ہے آدمی کو اپنے عیب اور غیبت مین مشغول ہونا چاہیے تاکہ
لوگ جانین کہ یہ غیبت نہین کرتا یا لوگون کو دیکھے کہ تراویح اور تہجد کی نماز پڑہتے ہین یا دوشنبہ اور پنجشنبہ کو روزہ رکھتے ہین
اور اگر وہ نہ کریگا تو اوسے کاہل جانین گے اس خوف سے اونکی موافقت کرے یا عرفہ اور عاشورہ کے دن روزہ نہ رکھے
اور پیاسا ہو کر پانی نہ پیے تاکہ لوگ جانین کہ روزہ دار ہے یا یہ نجانین کہ روزہ دار نہین ہے یا کوئی کہے کہ کہانا کہا جواب دے
کہ مجھے عذر ہے یعنی مین روزہ دار ہون اور ہو نہین یہ جواب دیکر دو پلیدی جمع کرتا ہے ایک نفاق کیونکہ حقیقت مین روزہ دار
نہین ہے دوسرے یہ کہ یہ جتاتا ہے کہ مین صریح نہین کہتا ہون کہ روزہ دار ہون اور اپنی عبادت کو پوشیدہ کرتا ہون کیونکہ
مین کہتا ہون کہ مجھے عذر ہے یہ نہین کہتا کہ روزہ دار ہون اور چاہتا ہے کہ اپنے تئین مخلص بھی ظاہر کرے اور شاید کہ صبر
نہ آئے اور پانی پیکر عذر کرنے لگے کہ مین کل بیمار اور رنجور تھا آج روزہ نہ رکھ سکا یا فلانے آدمی نے میرا روزہ کہلوا ڈالا اور
شاید کہ فوراً نہ کہے کہ لوگ ریا سمجھین بلکہ تہوڑی دیر ٹھہر کر کہین کی کوئی بات نکالتا ہے اور کہتا ہے کہ میری ماں کو نہایت ضعف
قلب ہے کہ لوگ سمجھین کہ اگر بیٹا روزہ رکھے تو ماں ہلاک ہو جائے یعنی اپنی ماں کی خاطر کے واسطے روزہ نہین کہتا یا کہے
آدمی جب روزہ رکھتے ہین تو رات کو نیند جلدی آتی ہے اور شب بیداری نہین کر سکتے غرضکہ جب ریا کی پلیدی دل مین ہوتی ہے
تو یہ باتین اور انکے مثل اور باتین شیطان زبان سے نکلواتا ہے اور قاری جاہل اس سے غافل ہین کہ اپنی جڑ اوکھاڑتے ہین
اور اپنی عبادت کا نقصان کرتے ہین اس ریا کا پہچاننا تو آسان ہے اور بعضی ریا چیونٹی کے پاؤن کی آواز سے بھی زیادہ
پوشیدہ ہے کہ زیرک اور عالم لوگ اوسکے پہچاننے سے عاجز ہین تو سیدھے سادے عابد کیا بیچارے ہین جو ریا چیونٹی
کی چاپ سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے اوسکا بیان العزیز جانتو کہ بعضی ریا تو ظاہر ہے جیسے کوئی شخص
لوگون کے بیچ مین تہجد کی نماز پڑہے اور اگر اکیلا ہو تو نہ پڑہے اس سے زیادہ پوشیدہ وہ ریا ہے کہ ہمیشہ تہجد پڑہنے کی
عادت ہو لیکن اگر کوئی شخص موجود ہو تو زیادہ خوشی سے پڑہے اور پڑہنا بہت آسان اور سبک معلوم ہو یہ ریا بھی ظاہر
ہے چیونٹی کی چاپ کے مثل نہین ہے کیونکہ اسے پہچان سکتے ہین بلکہ اس سے بھی زیادہ پوشیدہ ریا ہوتی ہے
جیسے کہ دوسرے کو دیکھنے سے تہجد مین خوشی بھی نہ بڑہے آسان بھی نہ معلوم ہو جسطرح ہر شب نماز پڑہتا تھا ویسا ہی رہے

اور فی الحال کوئی علامت نہ ظاہر ہو لیکن جسطرح لوہے مین آگ ہوتی ہے اوسطرح دل مین ریا ہو اور اوسکا اثر اوسوقت ظاہر ہوتا ہے
جبکہ لوگ جان جائین کہ یہ شخص اس صفت پر ہے تو یہ خوش ہو اور اپنے دل مین کشادگی اور انبساط دیکھے یہ فرحت و انبساط اس
بات کی دلیل ہے کہ ریا اوسکے باطن مین پوشیدہ ہے اگر فرحت کو انکار اور کراہیت سے دور نہ کریگا تو اس بات کا خوف رہیگا
کہ مبادا یہ چھپی ہوئی رگ جنبش مین آجائے اور در پردہ چاہے کہ ایسا کوئی سبب کیجیے کہ لوگ آگاہ ہو جائین اگر صراحۃً نہ کہے تو
کنایۃً کہے اور اگر کنایۃً بھی نہ کرے تو انداز اور وضع سے ظاہر کرے اپنے تئین جھکا ہوا اور شکستہ دل کہلائے تاکہ لوگ جانین کہ
شب بیدار رہتا ہے اور ریا کبھی اس سے بھی زیادہ پوشیدہ ہوتی ہے وہ اسطرح پر ہوتی کہ آدمی نہ تو خلق کے مطلع ہونے سے
خوش ہو اور نہ لوگون کے حاضر اور موجود ہونے سے نشاط بڑہے لیکن اگر ریا سے دل خالی نہوگا تو اوسکی علامت یہ ہے کہ اگر
کوئی شخص اوسکے پاس پہونچیگا اور پہلے سلام نہ کریگا تو یہ اپنے دل مین تعجب دیکھیگا اور اگر کوئی شخص اوسکی حرمت اور تعظیم
فروگذاشت کریگا یا خوشی سے اسکے کام کاج مین مستعد نہ رہیگا یا خرید فروخت مین اوسکی کچھ رعایت اور خاطر نہ کریگا یا اوسے
اچھی جگہ بیٹھنے کو نہ دیگا تو وہ اپنے دل مین متعجب ہوگا اور انکار رکھیگا اگر وہ عبادت پوشیدہ نکی ہوتی تو یہ تعجب نہوتا تو گویا اوسکا
نفس اور عبادت کے سبب سے عزت اور حرمت کا تقاضا کرتا ہے غرضکہ جبتک عبادت کا ہونا اور نہونا آدمی کے نزدیک یکسان نہو جائے
تبتک اوسکا دل ریائے خفی سے خالی نہین کیونکہ اگر وہ کسی کو ہزار دینار دیکر لاکھ دینار کی چیز لینا چاہے تو کسی پر احسان نرکھیگا اور
اپنی عزت اور حرمت کا آرزومند نہوگا اور اس امر کا کرنا نہ کرنا اوسکے نزدیک لوگون کے حق مین برابر ہوگا تو جب سعادت ابدی کو
پہونچنے کے واسطے خدا کی کچھ عبادت کرتا ہے تو اوسکے عوض مین اپنی عزت اور حرمت کی امید کسی سے کیون رکھنا چاہیے تو
یہ ریا سب ریاؤن سے زیادہ خفی ہے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ قیامت کے دن پڑہے ہوؤن سے
کہین گے کیا تمہارے ہاتھ لوگون نے سودا بہت سستا نہین بیچا اور کیا تمہارے کام کاج مین مستعد نہین رہے اور کیا پہلے
تمہین سلام نہین کیا یعنی یہ سب باتین تمہارے اعمال کی جزا تھین جو تم حاصل کر چکے اور تمنے اپنے اعمال کو خالص نہین رکھا
ایک شخص جو خلق سے بھاگ کر عبادت مین مشغول ہوا تھا وہ کہتا ہے کہ ہم فتنہ سے بھاگے ہین اور خوف ہے کہ ہمارے کام مین
خلق کے سبب سے کچھ فتنہ نہ پیدا ہو جائے کیونکہ جب ہم کسی کو دیکھتے ہین تو چاہتے ہین کہ ہماری عزت اور حرمت اور ہمارا حق نگاہ
رکھے اسی سبب سے مخلص لوگون نے کوشش کی ہے تاکہ اپنی عبادت کو اسطرح چھپائین جسطرح فواحش اور معاصی کو کیونکہ وہ سمجھے ہین
کہ جو عبادت خالصاً للہ ہو وہی قیامت کے دن قبول ہوگی انکی مثل اوس شخص کے مانند ہے جو حج کو جاتا ہے اور جانتا ہے کہ
جنگل مین زر خالص ہی چلیگا اور وہان جان کا خطر ہوگا تو وہ زر خالص مغربی پیدا کرتا ہے اور جو سونا کھوٹا ہو اوسے پھینک
دیتا ہے اور حاجت کے دن کو نگاہ رکھتا ہے اور قیامت کے دن سے زیادہ کسی دن خلق عاجز نہوگی اور جو کوئی آج عمل خالص
نہین کرتا فردائے قیامت کو خراب رہیگا اور کوئی اوسکا ہاتھ نہ پکڑیگا جب تک آدمی یہ فرق کرتا ہے کہ میری عبادت چارپایہ
دیکھتا ہے یا آدمی تب تک ریا سے خالی نہین جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ فرماتے ہین جو ریا بالکل پوشیدہ اور تھوڑی سے

یہانتک تہرکہ سب بعضی خدا کی عبادت مین دوسرے کو شریک کرتا ہے جب خدا ہی تعالیٰ کے علم کو بس نہ سمجہا تب تو اورون کے جاننے نے اوسکی عبادت مین اثر کیا **فصل** ایعزیز جانتو کہ جو شخص اس سبب سے خوش ہوتا ہے کہ لوگون کو اوسکی عبادت کی اطلاع ہو وہ ریا سے خالی نہین اور جو خوشی حق پر ہوتی ہے اوسکے چار درجے ہین پہلا درجہ یہ ہے کہ اس خیال سے خوش ہو کہ اوسنے عبادت پوشیدہ رکہنے کا قصد کیا اور حق تعالیٰ نے اوسکے بے قصد ظاہر کردی اور گناہ وقصد ورغبت سے کیے تھے وہ خدا نے نہ ظاہر کیے اور یہ سمجہا کہ خوش ہوتا ہے کہ اور یہ حق سبحانہ تعالیٰ کا نہایت فضل وکرم ہے کہ اوسکی برائی پوشیدہ رکھتا ہے اور نیکی ظاہر کرتا ہے تو یہ خوشی حق سبحانہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے سبب سے ہے لوگون کی تعریف اور قبولیت کی وجہ سے نہین جیسا حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا دوسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی خوش ہو اور سمجہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے میری اعمال دنیا مین پوشیدہ رکہین تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آخرت مین بہی پوشیدہ رکہیگا کیونکہ حدیث شریف مین ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ ایسا کریم ہے کہ اوس سے یہ بات بہت بعید ہے کہ دنیا مین بندے کے گناہ چہپائے اور آخرت مین رسوا کرے تیسرا درجہ یہ ہے کہ یہ سمجہکر خوش ہو کہ لوگون نے جب اوسکی عبادت دیکہی تو اوسکی پیروی کرین گے اور سعادت کو پہونچین گے حتی کہ اسکے واسطے پوشیدہ کا ثواب بہی لکہین گے کہ اسنے پوشیدہ رکہنے کا قصد کیا اور علانیہ کا ثواب بہی لکہین گے کہ بے اوسکے قصد کے عبادت ظاہر ہوگئی چوتہا درجہ یہ ہے کہ اس سبب سے خوش ہو کہ جسنے اسکی عبادت دیکہی وہ اسکی تعریف کرتا ہے اور اسکے ساتھ حسن عقیدت رکھتا ہے اور وہ اس تعریف اور عقیدے کے سبب سے حق سبحانہ تعالیٰ کا مطیع رہتا ہے اور خدا کی طاعت سے خوش ہوتا ہے نہ اپنی جاہ سے جو لوگون کے نزدیک حاصل ہوئی اسکی علامت یہ ہے کہ اگر دوسرے کی طاعت سے مطلع ہو تو بہی ایسا ہی خوش ہو

اوس ریا کا بیان جو عمل باطل کر دیتی ہے

ایعزیز جانتو کہ ریا کا خیال یا عبادت کے پہلے یا بعد یا بیچ مین ہوتا ہے پہلا وہ کہ جو خیال ریا عبادت کے پہلے ہوتا ہے وہ عبادت کو باطل کر دیتا ہے کیونکہ نیت مین اخلاص شرط ہے اور اس خیال کے سبب سے اخلاص باطل ہو جاتا ہے لیکن اگر ریا اصل عبادت مین نہو مثلاً ریا کے سبب سے اول وقت آدمی نماز کی جلدی کری اور اگر تنہا ہوتا تو اصل نماز مین قصور نکرتا تو اول وقت کا ثواب باطل ہوگا اصل نماز چاہیے تو باطل نہو درست ہو کیونکہ اصل نماز مین اسکی نیت پاک ہے جیسا کہ کوئی شخص غصب کیے ہوے مکان مین نماز پڑہے تو فرض ادا ہو جائیگا اگرچہ گنہگار ہوگا لیکن نفس نماز کے سبب سے گنہگار نہوگا اسیطرح یہان پر بہی نفس نماز مین ریا کار نہین ہے بلکہ فقط وقت مین ہے اور اگر اخلاص کے ساتھ نماز پوری کرے پھر ریا کا خطرہ گذرے اور نماز کا اظہار کرے تو پڑہی ہوئی نماز باطل نہوگی لیکن اس خیال ریا کے سبب سے معذب ہوگا روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ مین نے کل سورۂ بقر پڑہی حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ عبادت سے اوسے یہی نصیب تہا یعنی یہ جو اظہار کیا ایک شخص نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین برابر روزے رکہتا ہون آپ نے فرمایا کہ تو نہ روزہ دار ہے نہ روزہ خوار محدثین نے کہا ہے کہ اسکے معنی یہ ہین کہ چونکہ تو نے اظہار کیا تو روزہ باطل ہوگیا اور ہمارے نزدیک ظاہرا یہ معنی ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ اس سبب سے فرمایا کہ اوسکے اظہار سے جانا کہ عبادت کے وقت ریا سے یہ خالی نتہا لیکن اگر

۵۷ کہہ دے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ فضل اللہ اور رحمت کے پس چاہیے کہ خوش ہوں

خالی ہو تو جو عبادت کہ درست ادا ہوئی اور تمام ہوگئی پہر ریا سے اوسکا باطل ہوجانا بعید ہے اور اِس حدیث کے یہ معنی ہی کہتے ہین کہ برابر روزہ رکھنا منع ہے لیکن جو ریا کا خیال عبادت کے درمیان آئے تو اگر اصل عبادت کی نیت کو مغلوب کرے تو عبادت باطل ہوجائیگی مثلاً نظارہ بازی کی چیز سامنے آئی یا کوئی چیز گم کی تہی وہ یاد پڑی اور اگر لوگ نہوتے تو نماز توڑ دیتا اور شرم سے نماز تمام کی یہ نماز باطل ہوگی کیونکہ عبادت کی نیت جاتی رہی اور یہ کہڑا رہنا لوگون کے واسطے ہے اور اگر اصل نیت برقرار ہے مگر لوگون کے دیکہنے سے خوشی پیدا ہوا اور نماز اچہی طور پڑہنے لگے تو ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ نماز باطل نہوگی اگرچہ اس ریا کے سببسے گنہکار ہوگا لیکن اگر کوئی شخص اوسکی عبادت دیکہے اور وہ اوسکے سببسے خوش ہو تو حارث محاسبی کہتے ہین کہ اس امر مین اختلاف ہے کہ اوسکی نماز باطل ہوگی یا نہین اور کہتے ہین کہ مین اس امر مین متوقف تہا اور مجہے ظن غالب یہ ہے کہ نماز باطل ہوجائیگی پہر کہا کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ کسینے جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین اپنی عبادت پوشیدہ کرتا ہون لیکن لوگ جب اوس سے واقف ہوجاتے ہین تو مین خوش ہوتا ہون رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تجہے دو اجر ملینگے ایک عبادت پوشیدہ کا اجر دوسرے علانیہ کا تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے اور اسکی اسناد متصل نہین اور شاید کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے یہ بات مراد لی ہو کہ فراغت کے بعد عبادت ظاہر ہوا اور عبادت کرنیوالا خوش ہو یا یہ مراد لی ہو کہ اپنی عبادت کے ظاہر ہوجانے مین حق تعالیٰ کے فضل سے خوش ہو جیسا کہ ہمنے قبل اسکے بیان کیا ہے اس دلیل سے یہ معنی مراد ہوسکتے ہین کیونکہ کوئی نکہے گا کہ لوگون کے مطلع ہونے پر خوش ہونا زیادتی اجر کا سببہے اگرچہ گناہ کا سبب نہو یہ حارث محاسبی کی تقریر ہے اور ہمارے نزدیک معنی ظاہر یہ ہین کہ اسقدر جو خوش ہو وہ جب عمل مین زیادتی نہ کرے اور اصل نیت برقرار رہے اور اوس نیت کے حکم سے عمل کرے تو نماز باطل نہوگی

ریا کے سببسے دلکو جو بیماری پیدا ہوجاتی ہے اوسکے علاج کا بیان

اے عزیز جاننا تو کہ یہ بڑی بیماری ہے اسکا بڑا ہی علاج واجب ہے بے کوشش کامل کے علاج پذیر نہین ہوتی اسواسطے کہ یہ بیماری مزاج دل کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور دل مین دخیل ہوگئی ہے مشکل سے علاج پذیر ہوتی ہے اس بیماری کی صعوبت کا سبب یہ ہے کہ آدمی بچپن سے دیکہتا ہے کہ لوگ باہم رو و ریا کا لحاظ رکہتے اور ایک دوسرے کی نگاہ مین اپنے تئین آراستہ کرتے ہین اور اکثر دن کے ساتھ انکا یہی شغل ہوتا ہے تو یہ عادت بچے کے دل مین اوگنے لگتی ہے اور روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہے جب تک عقل کامل ہوجاے اور وہ جان لے کہ یہ زیان کاری ہے تب تک وہ عادت غالب ہوجاتی ہے اسکا محو کرنا مشکل ہوجاتا ہے کوئی شخص اس بیماری سے خالی نہین ہوتا اور یہ مجاہدت تمام خلق پر فرض عین ہے اور اس معالجہ مین دو مقام ہین ایک طلب سہل کہ اس مادہ کو باطن سے قطع کردے اور یہ علم وعمل سے مرکب ہے علمی یہ ہے کہ اس بات کو ضروری جانے کہ آدمی جو کچہ کرتا ہے اس سببسے کرتا ہے کہ اوسے اوسوقت کچہ لذت ہو جب یہ جان لیگا کہ انجام کو اسکا ضرر اسقدر ہے کہ اوسکی طاقت نہین رکہتا تو اوس لذت سے دست بردار ہوجانا اوسپر آسان ہوجائیگا جیسا کہ آدمی یہ جانے کہ شہد مین زہر قاتل ہے تو گو کہ اوسکا لالچی ہو لیکن اوس سے حذر کرنا اوسپر
آسان ہوجائیگا جیسا کہ آدمی یہ جانے کہ شہد مین زہر قاتل ہے تو گو کہ اوسکا لالچی ہو لیکن اوس سے حذر کریگا اور اصل ریا اگرچہ باطل

تو جاہ و منزلت کی محبت سے نکلتی ہے لیکن تین جڑین ہین ایک جڑ ثنا و صفت کی محبت ہے دوسری جڑ خوف
مذمت ہے تیسری جڑ خلائق سے طمع رکھنا اسیواسطے تھا کہ اعرابی نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے
پوچھا کہ آپ کیا فرماتے ہین اوس مرد کے حق مین جو حمیت دین کے سبب سے جہاد کرے یا اسواسطے کہ لوگ اوسکی
مردانگی دیکھین یا اسلیئے کہ لوگ اوسکا ذکر کرین رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اسواسطے
جہاد کرتا ہے کہ کلمہ توحید بلند ہووے وہ خدا کی راہ مین ہے یہ اشارہ ہے کہ آدمی اپنا ذکر اور اپنی تعریف طلب کرے
اور مذمت سے ڈرے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اونٹ باندھنے کی رسی لینے
کی نیت سے جہاد کرے تو جو نیت کی ہے اوسکے سوا اور جو کچھ اوسے ملیگا تو یہی تینون باتین ریا کا سبب
ہوتی ہین ثنا و صفت کی حرص باینطور چھوڑنا چاہیئے کہ قیامت کے دن اپنی رسوائی کا خیال کرے کہ برملا یون
پکارینگے کہ اے ریاکار اے فاجر اے گمراہ تجھے شرم نہ آئی کہ تونے خدا کی عبادت لوگون کی تعریف کے
بدلے مین بیچ ڈالی اور دل خلق کی نگاہداشت کی خدا کی رضامندی سے کام نہ رکھا اور خلق سے نزدیک ہونے کو
خدا سے دوری اختیار کی اور قبولیت خدا سے قبولیت خلق کو بہتر سمجھا اور خلق کی تعریف حاصل کرنیکو خدا کی مذمت پر راضی
ہوگیا حق سبحانہ تعالی سے زیادہ کوئی شخص تیرے نزدیک ذلیل نہ تھا کہ تونے اوسکی رضامندی ڈھونڈھی اور اوسکے غصہ کا
اندیشہ نہ رکھا جب عقلمند آدمی اس رسوائی اور فضیحتی کو سوچیگا تو سمجھیگا کہ لوگون کی تعریف ان رسوائیون کے برابر نہین ہوسکتی
خصوصا جب یہ سمجھیگا کہ جو عبادت مین کرتا ہون اسکے سبب سے نیکیون کا پلہ بھاری ہوگا اور جب ریا کے سبب سے یہ عبادت تباہ ہوجائیگی
تو اسکے سبب سے گناہون کا پلہ بھاری ہوجائیگا اور اگر یہ ریا نہ کرتا تو انبیا اولیا کا رفیق ہوا ہوتا اب اسکے سبب سے دوزخ کے فرشتون
کے ہاتھہ پڑا اور محرومون کا ساتھی ہوگیا اور اسنے خلق کی رضامندی کے واسطے یہ سب کچھہ کیا حالانکہ خود ان سب کی رضامندی
حاصل نہین ہوتی کیونکہ ایک خوش ہوتا ہے تو دوسرا ناخوش ہوتا ہے ایک اگر تعریف کرتا ہے تو دوسرا مذمت کرتا ہے پھر بالفرض
اگر سب تعریف ہی کرین تو اونکے ہاتھہ نہ اسکی روزی ہے نہ عمر نہ سعادت دنیا نہ سعادت آخرت کمال نادانی کی بات ہے کہ ذلیل
تو اپنا دل پریشان کرے اور ریاضت کو ایسی کچھہ غرض کے واسطے حق تعالی کے عذاب اور خفگی مین پڑے آدمی کو چاہیئے کہ یہ باتین
اور ایسی اور باتین اپنے دل پر تازہ رکھے اور طمع کا علاج اوس طور پر کرے جو محبت مال کے بیان مین لکھا ہے اور ایسے ہی
یون خیال کرے کہ شاید یہ طمع روا نہ ہوے اور اگر ہو بھی تو منت اور ذلت کے ساتھہ اور حق تعالی کی رضامندی دم نقد فوت
ہوتی ہے اور خلق کے دل بے حق تعالی کی مشیت کے مسخر نہین ہوتے اور جب خدا کی رضامندی حاصل کریگا تو وہ خود خلق
کے دلون کو مسخر کردیگا اور نہ حاصل کریگا تو اوسکی رسوائی آشکارا ہوجائیگی اور دل بھی نفرت کرینگے اور خوف مذمت خلق کا
علاج باینطور کرے کہ اپنے دل مین کہے کہ مین اگر حق تعالی کے نزدیک نیک اور محمود ہون تو خلق کی مذمت مجھے کچھہ نقصان
نہ کریگی اور معاذ اللہ اگر خدا کے نزدیک برا اور مذموم ہون تو خلق کی ثنا و صفت کچھہ فائدہ نہ دیگی اور اگر اخلاص اختیار کرے گا

اور یہ اگندگی خلق سے دل پاک کریگا تو حق تعالی سب لوگونکو اوسکی دوستی سے آراستہ کردیگا اور اگر ایسا نکریگا تو لوگ خود اوسکے نفاق
اور اوسکی ریا کو جھٹ پٹ پہچان لین گے اور جس مذمت سے وہ ڈرتا ہے وہی پھر سامنے آئیگی اور خدا کی رضامندی تو فوت ہو ہی
گئی اور جب دل حاضر کریگا اور اخلاص مین ایک ہی ہمت اور خیال باندہے رہیگا تو دل خلق کی مراعات سے نجات پائیگا اور
انوار الہی اوسکے دل مین بھر جائین گے خدا کی مہربانی اور مدد اور عنایت متواتر ہوگی اور اخلاص اور اوسکی لذت کی راہ اوسکے دل مین
کہل جائیگی اور علاج عملی یہ ہے کہ خیرات اور طاعات کو ایسا چھپائے جیسے کوئی فواحش اور معاصی کو چھپاتا ہے تاکہ عبادت مین
خدا کے علم پر قناعت کی عادت ہو جائے یہ امر ابتدا مین دشوار ہوتا ہے لیکن جب محنت اور مشقت کریگا تو اوسپر آسان ہو جائیگا
مناجات اور اخلاص کی لذت پانے لگیگا اور ایسا ہو جائیگا کہ اگر خلق دیکھے بھی تو وہ خود خلق سے غافل ہو دوسرا مقام تسکین ہے
یعنی جب ریا کا خطرہ اور خیال آنے لگے تو اوسکو دور کرنا اگرچہ آدمی نے اپنے تئین ایسا کر لیا ہے کہ خلق کے مال و دولت اور
ثنا و صفت سے بے طمع ہو گیا ہے اور یہ سب چیزین اوسکی نظر مین حقیر ہو گئین ہین لیکن عبادت مین خطرے اور وسوسے
ڈالتا ہے پہلا خطرہ تو یہ ہوتا ہے کہ آدمی یہ بات جانے کہ کسی کو اطلاع ہو گئی ہے یا امید ہے کہ اطلاع ہو جائے دوسرا یہ کہ ایک رغبت
دل مین پیدا ہوتی ہے کہ یہ معلوم ہو جائے کہ لوگون کے نزدیک اوسے منزلت حاصل ہے تیسرا اس رغبت کا قبول کرنا ہوتا ہے
حتی کہ اوسکے تحقیق کرنیکا قصد کرے تو یہ کوشش کرنا چاہیئے کہ پہلے خطرے کو دفع کرے اور اپنے دل مین کہے کہ مین خلق کی
اطلاع کو کیا کرونگا کیونکہ خالق تو مطلع ہے اور مجھے اوسکی اطلاع کفایت کرتی ہے یہ کام خلق کے ہاتھ نہین ہے اگر دوسرا خطرہ
قبول خلق کی رغبت مین پیدا ہو تو جو کچھ پہلے فرض کیا تھا اوسے یاد کرے کہ خلق کی قبولیت حق تعالی کے رد اور غصہ کے ساتھ
کیا فائدہ دیگی تاکہ اوس رغبت کے مقابلہ مین اس خیال سے کراہت آئے وہ خواہش تو اوسے قبول خلق کیطرف بلاتی ہے
یہ کراہت اوس سے منع کریگی اور جو بات بہت غالب اور بہت قوی ہوتی ہے نفس اوسیکا مطیع ہو جاتا ہے تو ان تینون خطرون
کے مقابلہ مین تین کام درکار ہین ایک تو یہ معرفت کہ خدا کی لعنت اور غصہ مین رہیگا دوسرے کراہت جو اس معرفت سے پیدا ہو
تیسرے یہ کہ ریا کے خطرے کو دور کرے اور شاید کہ ریا کی خواہش ایسا ازدحام کرے کہ دل مین کچھ جگہ باقی نرہے اور معرفت اور
کراہت سامنے ہونے نپائے اگرچہ [illegible] پہلے اپنے دل مین بہت کچھ فرض کر چکا ہو اور جب ایسا ہو جاتا ہے تو [illegible]
جیت ہوتی ہے اسکی مثال یہ ہے کہ کوئی اپنے تئین علم اور بردباری پہ قائم رکھتا ہے اور غصہ کی آفتین اپنے دل مین خوب
سوچ چکا ہے جب وقت آئے تو غصہ غالب ہو جائے اور وہ سب بھول جائے اور ایسا ہی ہوتا ہے کہ وہ معرفت تو حاصل ہو
اور یہ جانتا ہو کہ ریا ہے لیکن چونکہ خواہش قوی ہو تو کراہیت نہ پیدا ہو اور ایسا ہی ہوتا ہے کہ کراہیت بھی ہو لیکن اوس
خواہش سے نبر آئے اور اوسے دفع نہ کر سکے اور خلق کی قبولیت کی طرف میل کرنے لگے اور بہت علما ایسے ہوتے ہین کہ جانتے ہین
کہ ہم ریا کے ساتھ لوگون سے بات کرتے ہین اور یہ ہمارے واسطے نقصان کی بات ہے لیکن کئے جاتے ہین اور توبہ مین تاخیر کرتے ہین
تو ریا کو دفع کرنا قوت کراہت کے قدر ہوتا ہے اور قوت کراہت قوت معرفت کے قدر ہوتی ہے اور قوت معرفت قوت ایمان

کے تقید ہوتی ہے اور اسکی امداد ملائکہ سے ہوتی ہے اور ریا خواہش دنیا کے قید رہوتی ہے اور اوسکی مدد شیطان
سے ہوتی ہے اور آدمی کا دل ان دو لشکر متنازع کے درمیان ہوتا ہے اور اوسے ہر لشکر کے ساتھ ایک مناسبت
ہے جسکی مناسبت بہت غالب ہوتی ہے اوسکے اکثر کو بہت قبول کرتا ہے اور اوسکی طرف بہت میل کرتا ہے اور یہ
مناسبت اگلے سے حاصل کیے رہتا ہے کیونکہ نماز کے پہلے بندہ اپنے تئین ایسا کر لیتا ہے کہ فرشتون کے اخلاق اوپر
بہت غالب ہوگئے باوصف اسکے شیاطین کے اخلاق اوسپر غالب تر ہوتے ہین جب عبادت کے
اندر ریا کا خیال آتا ہے تو وہی ظاہر ہونے لگتے ہین اور تقدیر ازلی اسے ایسی جگہ کھینچ لیجاتی ہے جو قسمت ازلی سے
اوسکے حصہ مین ہے وہ ملائکہ کی مشابہت کا غلبہ ہو یا شیطان کی مناسبت کا **فصل** العزیز جب ریا کے متقاضی کے ساتھ تونے
خلاف کیا اور دل سے اوسکے ساتھ کارہ ہوا پھر اگر تجھہ مین اوسکی خواہش اور وسوسہ باقی رہے تو تو اسکے سبب سے ماخوذ نہوگا کیونکہ
وہ تو آدمی کی طبیعت ہے اور تجھے یہ حکم نہین ہے کہ تو اپنی طبیعت کو زائل کرے بلکہ یہ حکم ہے کہ تو اپنی طبیعت کو مغلوب اور
مقہور اور زیردست کرے تاکہ تجھے دوزخ مین نہ ڈالے جب تو اسپر قادر ہوگیا کہ جو کچھ طبیعت نے حکم کیا تونے اوسکی تعمیل نہ کی تو
اس بات کی دلیل ہے کہ وہ تیری مقہور اور زیردست ہے حکم الہی بجالانے کو اسقدر کافی ہے اور اوس خواہش سے تیری
کراہیت اور مخالفت اون خواہشون کا کفارہ ہے اسپر یہ دلیل ہے کہ صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے جناب رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمین ایسے وسوسے اور خطرے آتے ہین کہ اگر ہمین آسمان پر سے
پھینکدین تو یہ اوس سے بہتر ہے اور ہم اون وسوسون سے کارہ ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہان تمنے حالت
پائی اونہون نے عرض کیا جی ہان فرمایا کہ یہ صریح ایمان ہے اور وہ وسوسے حق تعالی کے حق مین گذرتے تھے اونسے کراہت کرنا
صریح ایمان ہے پس جب کراہت اوسکا کفارہ ہوتی ہے تو جو کچھ خلائق کے وسواس سے علاقہ رکھتا ہے وہ کراہت سے بطریق
اولے محو ہو جائیگا لیکن ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس شخص نے ایسے وسوسہ مین مخالفت نفس اور شیطان کی قوت پائی تو شیطان
اوسکا حسد کرتا ہے اور اوسے بتاتا ہے کہ اوسکے دین کی بھلائی اسمین ہے کہ اس وسوسہ مین شیطان کے ساتھ جھگڑنے مین
مشغول ہو اور یہ دل کا جھگڑے مین مشغول ہونا مناجات کی لذت کھو دیتا ہے یہ خطا ہے اور یہ امر چار درجون پر ہے ایک تو یہ کہ
شیطان کے ساتھ جھگڑنے مین اوقات ضائع کرے دوسرا درجہ یہ ہے کہ اسی پر اقتصار کرے کہ اوسکی تکذیب کرکے دفع کرے
اور مناجات مین مشغول ہوجاے تیسرا درجہ یہ ہے کہ تکذیب اور دفع مین بھی نہ مشغول ہو کیونکہ جانتا ہے کہ اسمین بھی کچھ وقت
ضائع ہوگا اوسکی طرف التفات ہی نہ کرے اور مناجات مین مشغول ہوجائے چوتھا درجہ یہ ہے کہ اخلاص کی حرص اور کوشش
زیادہ کرے کیونکہ جانتا ہے کہ شیطان کو اس سے غصہ آتا ہے اور اوسکی طرف خود التفات ہی نہ کرے اور کامل تر درجہ یہی ہے
کیونکہ شیطان جب اوسکی یہ صفت معلوم کر لیگا تو اوس سے ناامید ہو جائیگا اسکی مثل اون چار شخصون کی سی ہے جو طالب علم کیواسطے
جاتے ہون اور کوئی حاسد انکی راہ مین آکھڑا ہوا ایک کو منع کرے وہ اوسکی نمانے اور لڑنے کو مستعد ہو جائے اور اوقات ضائع کرے

وہ حاسد دوسرے کو منع کرے تو وہ اوسے دفع کردے لڑنے پر نہ آمادہ ہو اور تیسرا دفع کرنے مین بھی نہ مشغول ہو بلکہ التفات ہی
نکرے اور جسطرح چلتا تھا اوسیطرح چلا جائے تا اوسکی تضیع اوقات نہو اور چوتھا اوسکی طرف التفات بہی نکرے اور جلدی جلدی چلے
تو اس حاسد نے اون دوسے تو کچھ اپنی مراد حاصل کی اور تیسرے سے کچھ مراد نہ حاصل ہوئی اور چوتھے سے باوصف اسکے کہ کچھ مراد
حاصل نکی اوسی کو کچھ زیادتی حاصل کرا دی اگر اون تینون کے منع کرنے سے وہ حاسد نہ پشیمان ہوگا تو اس چوتھے کے منع کرنے سے
تو پشیمان ہوگا اور کہیگا کہ کاش مین منع نہ کرتا تو اولی اور انسب یہ ہے کہ جہانتک ممکن ہو شیطان کے وسوسے اور جھگڑے مین
آدمی نہ پڑے اور مناجات ہی مین مشغول رہے **اظہار طاعت کی اجازت کا بیان** العزیز جانتو کہ طاعت کو چھپانے
مین یہ فائدہ ہے کہ آدمی ریا سے نجات پائے اور ظاہر کرنے مین بڑا فائدہ ہے وہ یہ ہے کہ خلق اوسکی پیروی کرے اور خلق کو
خیر کی رغبت زیادہ ہو اسیواسطے حق تعالی نے دو تون کی تعریف کی اور فرمایا اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَاِنْ
تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ یعنی اگر صدقہ آشکارا دو تو کیا خوب بات ہے اور اگر پوشیدہ دو تو بہتر ہے
ایکدن جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو مال چاہیے تھا ایک انصاری تھیلی لے آئے جب اونہین دیکھا تو اور لوگ بھی
مال لانے لگے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نیک رسم مقرر کرے کہ اور لوگ بھی اوسمین اوسکی متابعت کرین
تو اوسے اپنا بھی ثواب ہوگا اور دوسرون کی موافقت کا بھی اجر ملیگا اسیطرح جو شخص حج یا جہاد کو جانیوالا ہے تو پہلے اوسکا
سامان کرے اور باہر نکلے تا کہ لوگون کو بھی حج یا جہاد کا شوق پیدا ہو یا تہجد کی نماز پڑھتا ہے اور آواز بلند کرتا ہے تا کہ اور لوگ
بھی جاگ پڑین تو حقیقت یہ ہے کہ اگر ریا سے بخوف ہو اور اظہار دوسرون کی رغبت ہی کا سبب ہو تو اظہار افضل ہے اور اگر
شہوت ریا تیز ہو اور دوسرون کو رغبت نہ پیدا ہو تو اوس شخص کو طاعت پوشیدہ رکھنا اولے ہے تو جو شخص کوئی عبادت ظاہر
کیا چاہتا ہو اوسے چاہیے کہ ایسی جگہہ ظاہر کرے جہان ممکن ہو کہ لوگ اوسکی پیروی کرین اسواسطے کہ کوئی شخص ایسا ہوتا ہے
کہ اوسکے اہل عیال اوسکی اقتدا کرتے ہین بازاری لوگ نہین کرتے اور کوئی ایسا ہوتا کہ بازاری لوگ اوسکی پیروی کرتے ہین اور
لوگ نہین کرتے اور ایک بات یہ ہے کہ اپنے دل پر نظر کرے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ریا کا شوق اوسکے دل مین پوشیدہ ہوتا ہے
اور اوسکو دوسرون کی اقتدا کے بہانہ سے ظاہر کرنے پر لاتا ہے تا کہ وہ ہلاک ہو جائے ضعیف کی مثل اوس شخص کی سی ہے جو
پیرنا نہ جانتا ہو اور ڈوبنے لگے [illegible]
پیرنے مین اوستاد ہو کہ آپ بچے اور دوسرون کو بھی بچائے یہ انبیا اولیا علیہم السلام کا درجہ ہے یہ نچاہیے کہ ہر ایک اسکا غرہ
کرے جو عبادت چھپا سکتا ہے اوسے نہ چھپائے اور اس امر مین سچے ہونے کی علامت یہ ہے کہ فرض کرے کہ لوگ اگر اوس سے
کہین کہ تو اپنی عبادت کو پوشیدہ رکھہ تا کہ لوگ اوس دوسرے عابد کی پیروی کرین اور تجھے ویسا اجر ہو جیسا اظہار مین ہے تو
اگر اپنے مین اظہار کی رغبت پائے تو یہ بات ہے کہ اپنی منزلت ڈھونڈھتا ہے ثواب آخرت نہین ڈھونڈھتا اور ایک طریقہ اظہار کا
یہ ہے کہ طاعت سے فراغت کرنے کے بعد کہے کہ مین نے کیا کیا نفس کو اس سے بہی لذت [illegible] تا ید کہ زیادہ

حکایت کرے تو زبان کو نگاہ رکھنا اور اظہار نہ کرنا واجب ہے تا وقتیکہ خلق کی تعریف اور مذمت اوسکے نزدیک اپنے حق مین برابر ہوجائے اور اونکی رد و قبولیت یکسان ہوجائے پھر جب یہ جان لے کہ کہنے سے اورون مین رغبت خیر کی تحریک ہوتی ہے تو کہے جو بزرگ اہل قوت تھے اونہون نے ایسا بہت کیا ہے حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ مین جب سے مسلمان ہوا ہون کوئی نماز ایسی نہین پڑہی جسمین میرے دل نے اس بات کے سوا کہ آخرت مین خدا مجھسے یہ فرمایگا تو مین یہ جواب عرض کرونگا اور کوئی بات کی ہو اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو کچھ مین نے سنا اوسے بالیقین حق جانا امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ مجھے اندیشہ اور باک نہین کیونکہ مین صبح کو اوٹھتا ہون تو مجھے مشکل کام ہون یا آسان نہین جانتا ہون کہ خیر کس مین ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ مین صبح کو جس حال پر اوٹھتا ہون نہین چاہتا کہ وہ حال بدل جاوے امیر المؤمنین حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ مین نے جب سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اپنی شرمگاہ داہنے ہاتھ سے چھوئی نہ گانا نہ جھوٹ بولا حضرت ابو سفیان رضی اللہ تعالی عنہ نے مرتے وقت کہا کہ مجھپر نہ رو کہ مین جب سے مسلمان ہوا ہون کوئی گناہ نہین کیا خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی نے کہا کہ قضاے الہی سے مجھپر ایسا کوئی حادثہ نہین گذرا جسے مین نے چاہا ہو کہ یہ نہوتا اور جو کچھ حق سبحانہ تعالی نے میری تقدیر مین لکھدیا تھا مین اوسی پر خوش رہا یہ سب اہل قوت کی باتین ہین ضعیفون کو ایسی غرہ نہ کرنا چاہیے اے عزیز جان تو کہ حق سبحانہ تعالی نے کامون مین ایسی نہین رکھی ہین کہ کوئی اون تہون کی طرف راہ نہین پاتا ہر شر کے نیچے ایک خیر ہے کہ ہم اوسکی طرف راہ نہین پاتے اور ریا مین خلق کے واسطے بہت خیر ہین اگرچہ اوسمین ریاکار کی ہلاکت اور تباہی ہے کیونکہ بہت لوگ ریا کی ساتھ اکثر کام کرتے ہین اور اشخاص جانتے ہین کہ یہ اخلاص کے ساتھ کرتے ہین اور یہ سمجھکر اونکی پیروی کرتے ہین **حکایت** کہتے ہین کہ بصرہ مین صبح کو یہ حال ہوتا تھا کہ لوگ جس گلی مین جاتے تہے ذکر اور قرآن کی آواز سنتے تھے اور اوسکی طرف خلق کی رغبت زیادہ ہوتی تھی ایک شخص نے دقائق ریا مین ایک کتاب لکھی اون لوگون نے وہ ذکر کرنا قرآن پڑھنا سب چھوڑ دیا اوس کتاب کے سبب سے رغبت مین فتور پڑ گیا لوگ کہتے کہ کاش یہ کتاب تصنیف کرتا تو ریاکار اورون پر تصدق ہوجاتا ہے کہ وہ خود تو ہلاک اور تباہ ہوجاتا ہے اور اورون کو نجات کی راہ بتاتا ہے **دوہا** پنڈت بہئے مشعلچی + باتین کرے بنائے + اورکو بہیجے چاندنی + آپ اندھیرے جائے +

معصیت چھپانے کی اجازت کا بیان

اے عزیز جان تو کہ عبادت کا ظاہر کرنا کبھی ریا ہوجاتا ہے لیکن گناہ چھپانا سات عذر کے سبب سے ہمیشہ درست ہے پہلا عذر یہ ہے کہ حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے کہ فسق معاصی کو پوشیدہ رکھو اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کسی سے کوئی معصیت سرزد ہو اوسے چاہیے کہ اوسپر خدا کا پردہ ڈالے رکھے دوسرا عذر یہ ہے کہ جب اس جہان مین گناہ پوشیدہ رہے گا تو اس امر کی بشارت ہے کہ اوس جہان مین بہی پوشیدہ رہنے کی امید ہے تیسرا عذر یہ ہے کہ لوگون کی ملامت سے ڈرے کہ اوسکے دل کو مشوش کردیگی عبادت مین خلل پڑ جائیگا دل پراگندہ ہوگا چوتھا عذر یہ ہے کہ ملامت اور مذمت سے دل رنجور ہوگا کہ یہ آدمی کی طبیعت ہے

اور ملامت سے رنجور ہونا اور اوس سے حذر کرنا حرام نہین ہے تعریف اور مذمت کو برابر سمجھنا توحید کا نہایت مرتبہ ہے ہر ایک اس حد کو
نہین پہونچتا لیکن مذمت کے خوف سے عبادت کرنا درست نہین ہے کیونکہ عبادت اخلاص کے ساتھ ہونا چاہیے تنہا اور تعریف کے
نہونے پر صبر کرنا آسان ہے اور مذمت پر صبر کرنا مشکل ہوتا ہے پانچوان عذر یہ ہے کہ لوگ اوسکے درپے ہونگے اور اوسے ستائینگے
اور شرع نے اجازت دی ہے کہ اگر گنہگار پر حد بھی واجب ہو تو بھی گناہ چھپائے اور توبہ کرے اور شر سے حذر کرنا درست ہے چھٹا عذر یہ ہے کہ
لوگون سے شرم کرے شرم اچھی چیز ہے اور ایمان مین سے ہے اور شرم اور ہے ریا اور ساتوان عذر یہ ہے کہ اپنی اس بات کا خوف ہو کہ اگر مین گناہ کو ظاہر کرونگا
تو فاسق لوگ میری پیروی کرین گے اور گناہ کرنے پر دلیر ہو جائینگے جب ان تینون سے آدمی گناہ کو پوشیدہ رکھے گا
تو معذور ہے اگر اوسکی یہ نیت ہے کہ لوگ اوسے پرہیزگار جانین تو یہ ریا ہے اور حرام ہے لیکن اگر ایسا ہو کہ اوسکا ظاہر باطن
یکسان ہے تو یہ صدیقون کا مرتبہ ہے اور یہ درجہ اس سے حاصل ہوتا ہے کہ آدمی خفیہ کوئی گناہ نہ کرے لیکن جب گناہ کرے
کہتا ہے کہ او وہی جب خدا کی چوری نہین تو بندہ کی کیا چوری ہے جو بات خدا جانتا ہے اوسے خلق بھی جانا کرے یہ گمان
نچاہیے کہ یہ جہل ہے بلکہ حق سبحانہ تعالی کا پردہ اپنے اوپر اور اورون کے اوپر ڈالے رہنا واجب ہے ریا کے خوف

سے کس جگہہ طاعت چھوڑ دینا چاہیے اسکا بیان ای عزیز جان تو کہ طاعت کی تین قسم ہین ایک وہ ہے
جو خلق سے علاقہ نرکھے جیسے نماز روزہ دوسری وہ ہے کہ بالکل خلق ہی سے علاقہ رکھے جیسے خلافت تجارت حکومت
تیسری وہ ہے کہ خلق مین بھی اثر کرے اور عمل کرنے والے مین بھی جیسے وعظ و نصیحت پہلی قسم مثلا نماز و روزہ بخوف ریا اپنے
ہرگز دست بردار ہونا نچاہیے نہ فرض سے نہ سنت سے لیکن اگر ریا کا خطرہ ابتدا مین آئے یا درمیان عبادت مین تو اوسکے
دفع کرنے مین کوشش کرنا چاہیے اور عبادت کی نیت کو تازہ کر لینا چاہیے اور خلق کے دیکھنے سے نہ عبادت مین گھٹائے
نہ بڑھائے مگر جہان کہین عبادت کی نیت مطلق رہی نہو اور بالکل ریا ہی ریا ہو وہان خود عبادت ہی نہین لیکن جب تک اصل
نیت باقی رہے تب تک عبادت سے ہاتھ کھینچنا نچاہیے حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ خلق کے دیکھنے کے خوف سے
عبادت چھوڑ دینا ریا ہے اور خلق کو دکھانے کے واسطے عبادت کرنا شرک ہے ای عزیز جان تو کہ شیطان یہ چاہتا ہے کہ تو
عبادت نہ کرے جب اوس سے عاجز آتا ہے تو تجھسے کہتا ہے کہ لوگ دیکھتے ہین اور یہ ریا ہے طاعت نہین تا کہ یہ فریب دیکر تجھے
عبادت سے باز رکھے اگر تو اوسکی طرف التفات کریگا اور مثلا لوگون سے بھاگ جائیگا اور زمین کے نیچے چلا جائے تو بھی یہی
کہے گا کہ لوگ جانتے ہین کہ تو بھاگ آیا اور زاہد ہو گیا اور یہ زہد نہین بلکہ ریا ہے تو اسکا یہ جواب دے کہ خلق کا دھیان کرکے اوسکے
سبب سے عبادت ترک کر دینا بھی ریا ہے بلکہ خلق کا دیکھنا اور نہ دیکھنا برابر ہے مجھے جیسی عادت ہے ویسا ہی کرتا ہون اور
سمجھتا ہون کہ خلق دیکھتی ہی نہین کیونکہ خلق کے خوف سے عبادت نہ کرنا ایسا ہے کہ کوئی شخص صاف کرنے کے واسطے
اپنے غلام کو گیہون دے وہ صاف نہ کرے اور کہے کہ مین ڈرا کہ اگر صاف کرتا تو خوب صاف نہ کر سکتا تو آقا اوس سے کہیگا
کہ او بیوقوف اب تو تو نے اصل کام ہی نہ کیا ہمین بھی تو صاف کرنا حاصل نہین ہوتا تو حق تعالی نے بندون کو اخلاص کا حکم کیا ہے

بندے جب عمل سے دست بردار ہونگے تو اخلاص سے پہلی ہی دست بردار ہو چکے کیونکہ اخلاص تو عمل ہی مین ہوتا ہے لیکن
وہ جو حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لوگون نے حکایت کی ہے کہ وہ قرآن شریف پڑھتے ہوتے جب کوئی شخص آجاتا
تو قرآن شریف کو گردان دیتے یہ چاہتے کہ یہ شخص دیکھے کہ مین ہر وقت قرآن شریف ہی پڑہا کرتا ہون یہ امر اس سبب سے ہوگا
کہ وہ جانتے تہے کہ جب کوئی شخص آئے تو اوس سے بات کرنا چاہیے اور قرآن موقوف کرنا چاہیے تو تلاوت قرآن کو پوشیدہ
رکھنا اولی جانا ہوگا حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ کوئی شخص تہا کہ دست رونا آتا تو وہ منہ چھپاتا تاکہ لوگ
اوسے نہ پہچانین اور یہ درست ہے کیونکہ بے ملا رونے کو تنہائی مین رونے کے ساتھ نگاہ رکھنا بڑی فضیلت رکھتا ہے
اور یہ کوئی عبادت نہین ہے جس سے وہ شخص باز رہا ہو اور کہتے ہین کہ کوئی شخص تہا کہ وہ راستہ پر سے اذیت کی چیز اوٹھانا
چاہتا اور نہ اوٹھاتا تاکہ خلق اوسے پارسا جانے اور یہ کسی ضعیف کے حال کی حکایت ہوگی کہ وہ ڈرا ہو کہ خلق اوسے پارسا
جانیگی اور دوسری عبادتین اوس سے بے لطف ہو جائینگی لیکن شہوت ریا کے خوف کے سبب سے اس سے عذر کرنا چاہئے نہین
ہوتا بلکہ اوسے کرنا چاہیے اور ریا کا دفعیہ کرنا چاہیے مگر وہ شخص جو ضعیف ہو اور عذر کرنے مین اپنی صلاح جانے اور یہ نقصان
کی بات ہے دوسری قسم وہ ہے جو خلق ہی سے علاقہ رکھے جیسے حکومت قضا رت خلافت یہ اگر عدل سے آراستہ ہو تو بڑی عبادت
ہے اور اگر بے عدل ہو تو بڑی معصیت ہے اور جو شخص اپنے اوپر مطمئن ہو کہ مین عدل کرونگا تو اوسپر ان کامون کا قبول کرنا
حرام ہے کیونکہ انہین بڑی بڑی آفتین ہین نماز روزہ کے مثل نہین ہے کیونکہ عین نماز روزہ مین کچھ لذت نہین ہے اسی مین
لذت ہے کہ نماز روزہ لوگ دیکہین اور حکومت اور سرداری مین بڑی لذت ہے اور اوسمین نفس پر در ش پاتا ہے ملک رانی
اوسی شخص کو کرنا چاہیے جو اپنے اوپر مطمئن ہو لیکن آدمی اگر اپنے تئین آزما چکا ہو اور حکومت کے پہلے کامون مین امانت داری
کی ہو لیکن ڈرتا ہو کہ مین جو حاکم ہونگا تو بدل جاونگا اور معزول ہونیکے خوف سے چکنی چکنی باتین بناونگا تو اس صورت مین
علما کا اختلاف ہے ایک گروہ نے کہا ہے کہ حکومت قبول کرے کہ یہ گمان ہی گمان ہے اور چونکہ اپنے تئین آزما چکا ہے تو
اوسپر اعتماد رکھے اور ہمارے نزدیک صحیح و درست یہ ہے کہ قبول نہ کرنا چاہیے اسواسطے کہ نفس جبکہ انصاف کریگا مدد کریگا
تو ممکن ہے کہ فریب ہو اور حکومت پاکر بدل جاوے کیونکہ جب پہلے ہی سے تردد ظاہر کرتا ہے تو اوسکے بدل جانیکا ظن غالب
تو عذر اولی ہے اور حکومت اہل قوت کے سوا دوسرے کا کام نہین ہے امیر المومنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تو حکومت ہرگز قبول نہ کرنا اگرچہ دو ہی آدمیون پہ ہو پہر جب اونہون نے خود خلافت
قبول فرمائی تو حضرت رافع نے کہا کہ آپ نے مجھے تو حکومت قبول کرنیکو منع فرمایا تہا اور اب آپنے خلافت قبول کرلی فرمایا
مین اب بہی تمہین منع کرتا ہون اوسپر خدا کی لعنت ہو جو عدل نہ کرے اور اس ضعیف اعتراض کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص
اپنے بیٹے کو دریا کے کنارے جانے سے منع کرے اور خود پانی کے اندر اوتر جائے کہ پیرنا جانتا ہے اگر لڑکا بہی اوتر جائیگا
تو ہلاک ہوگا جب بادشاہ ظالم ہو اور قاضی قضارت مین عدل نہ کرسکے گا اور خوشامد لازم ہوگی تو عہدۂ قضا اور کوئی حکومت

قبول کرنا نہ چاہیئے اگر قبول کریگا تو معزول ہوجانیکا خوف ہوتا ہے کہ واسطے خدا تعالی کا یہ عمل کرنا چاہیئے تاکہ بادشاہ معزول
کردے اگر خدا کے واسطے حکومت کرتا ہے تو معزولی سے خوش ہونا چاہیئے تیسری قسم وعظ اور فتوی ہے اور درس دینا اور
حدیث روایت کرنا ہے اسمین بھی بڑی لذت ہے اور نماز روزے سے زیادہ اسمین ریا کا خلل ہوتا ہے یہ حکومت سے قریب ہے
ہے اتنا فرق ہے کہ وعظ نصیحت اور حدیث جیسا سننے والے کو فائدہ دیتی ویسا ہی کہنے والے کو بھی فائدہ دیتی ہے اور دین
کی طرف بلاتی ہے اور ریاست باز رکھتی ہے اور حکومت ایسی نہین ہے تو اگر ریا کسی کے سامنے آئے تو وعظ نصیحت چھوڑ دینے مین
بحث ہے بعضے علمانے اس سے گریز کیا ہے اور صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سے لوگ جب فتوی پوچھتے تو وہ دوسرے
حوالہ کرتے حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے حدیث کی کتنی کتابین زمین مین دفن کردین اور فرمایا کہ مین اپنے مین حدیث
کی خواہش دیکھتا ہون اگر نہ دیکھتا تو روایت کرتا اور بزرگان سلف نے کہا ہے کہ حدثنا دنیا کے بابون مین سے ایک باب ہے
اور جو شخص حدثنا کہتا ہے وہ گویا یہ کہتا ہے کہ مجھے گویا صدر نشین بناؤ اور مسند پر بٹھاؤ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ
سے ایک شخص نے اجازت مانگی کہ مین صبح کو لوگون کے تئین نصیحت کیا کرون آپ نے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ مجھے یہ خوف ہے
کہ تیرے پیٹ مین اتنی ہوا بھرے کہ تو اوڑ کر ثریا پر پہونچ جائے یعنی تیرا دماغ آسمان پر ہو جائے حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ تعالی
علیہ کہتے ہین کہ جب اپنے دل مین تو بات کرنے کی خواہش دیکھے تو چپ رہ اور جب چپ رہنے کی خواہش دیکھے تو بات کر لیکن
ہمارے نزدیک اس مسئلہ مین مختار یہ بات ہے کہ واعظ اور محدث اپنے دل پر نظر رکھے اگر نیت طاعت بھی ریا کے ساتھ ملی ہوئی
رکھتا ہے تو درست ہے روا ہو اور کہتا رہے اور اس نیت کو اپنے دل مین خوب پرورش کرتا رہے تاکہ قوی ہوجائے اور اس
وعظ نصیحت کا حکم نماز روزے نوافل کا سا حکم ہے کہ جب تک اپنے دل مین اصل نیت پاتا ہے تب تک ریا کا خطرہ آنے سے درست نا
ہوجائے بخلاف حکومت کے کہ اوسمین جب اندیشہ ہو تو اوس سے بھاگنا اولی ہے کیونکہ اصل نیت بہت جلد غائب ہو جاتی ہے
اسیواسطے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالی عہدہ قضا سے دور دور بھاگے عہدہ قضا اونہون نے نہ مانا تھا اور فرمایا کہ مین اس کام کے
لائق نہین ہون پوچھا کیون فرمایا کہ اگر مین سچ کہتا ہون کہ اسکے لائق نہین تو واقعی اسکے لائق نہین اور اگر جھوٹ کہتا ہون تو جھوٹا آدمی قضا کے
لائق نہین ہوتا علاوہ اسکے امام صاحب تعلیم سے نہ بھاگے اور تعلیم سے ہاتھ نہ کھینچا لیکن اگر اوسمین کچھ نیت عبادت نہین پاتا اور بالکل ریا کی ملاوٹ
وعظ اور نصیحت کی بابت ... آدمی پر غلبہ ہے لیکن اگر ایسا کوئی پوچھے کہ مین کیا کرون تو ہم کہین گے کہ اوسکی
بات سے خلق کو فائدہ نہ پہنچے وہ شخص جسکا بیان مستحق تقاضا ہو یا یہ وہ باتین اور لطیفے ... یا ایسی باتین ہون کہ جس
کے سبب سے خلق کو معصیت پر دلیر کرین جھگڑا اور خلافت اور مناظرہ کی تعلیم کرتا ہو کہ یہ باتین ... مباہات کا تخم ہے
اوسکا یہ ہے تو اوسے ہم منع کرینگے اور اوسے ایسے کام سے منع کرنا اوسکے حق مین اور لوگون کے حق مین بہت خیر کی بات ہے
اور اگر اوسکا کہنا نفع خلق اور شرع کے موافق ہو اور لوگ اوسے مخلص جانین اور اوسکی تعلیم علوم دینی مین نفع کی بات ہو تو
اوسے ہم یہ اجازت نہ دینگے کہ ان باتون سے درست بیدار ہو جائے اسواسطے کہ انکا کرنے سے ... اور بہتون کا نقصان ہے

اور کہتے ہین فقط اوسیکا خسران ہے ہمکین ہوا دمیون کی نجات کا خیال رکھنا ایک آدمی کی نجات سے ضرورتر ہے ہم اوسے
اورون پر سے تصدق کر دینگے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالی اس دین کی مدد
ایسے لوگون کے ذریعے سے کریگا جنہین دین مین سے کچھ نصیب نہو اس سے یہی لوگ مراد ہین تو اوس سے اتنی بات سے
زیادہ ہم اور کچھ نہ کہین گے کہ تو اس درس و وعظ کو موقوف کر اور محنت کرکے ریا سے دور رہ اور نیت درست کر اور وعظ مین
پہلے تو ہی نصیحت قبول کرکے خدا سے ڈر کر پھر اورونکو ڈرایا کر **سوال** اگر کوئی کہے کہ ہم کاہے سے جانین کہ وعظ کی نیت
پاک اور درست ہے اور اسکی علامت کیا ہے **جواب** نیت کی پاکی اور درستی یہ ہوتی ہے کہ وعظ کا مقصود یہ ہو کہ خلق دنیا سے
انکار کرکے خدا کی راہ پکڑے یہ مقصود اوس شفقت کے سبب سے ہو جو خلق پر رکھتا ہے اور اگر کوئی اور شخص ایسا پیدا ہو کہ اوسکا وعظ
بہت نافع ہو اور لوگ اوسکے کہنے کو بہت مانین تو چاہیے کہ پہلا واعظ اسکے سبب سے خوش ہو کیونکہ اگر کوئی شخص کنوین مین
گر پڑا ہو اور کنوین کے منہ پر پتھر اڑا ہو اور ایک آدمی مہربانی سے اوسے نکالا چاہتا ہو اور دوسرا آکر پتھر اوٹھائے اور اوسے
پتھر ہٹانے کی تکلیف سے بچائے تو اس امر سے اوسے خوش ہونا چاہیے اگر پہلا واعظ خوش نہو اور اپنے مین حسد کا اثر
دیکھے تو جاننا چاہیے کہ وعظ سے اوسکا مقصود یہ ہے کہ خلق کو اپنی طرف بلائے خدا کی طرف نہین اور ایک علامت یہ ہے
کہ اگر دنیادار اور حاکم مسجد مین آئے تو واعظ کی تقریر نہ بدلے اپنی عادت پر رہے اور ایک علامت یہ ہے کہ جب کوئی ایسی بات
آنے لگے کہ اوسکے سبب سے خلق نعرہ مارے گی اور رونے لگیگی اور اس بات کا کچھ اصل نہو تو اوسے چھوڑ دے یا اور ایسی باتین
اپنے دل سے تجسس کر لینا چاہیے اگر ایسی کوئی بات دیکھے اور کراہت نہ معلوم ہو تو برا حال ہے اور اگر کراہت معلوم ہو تو
اس بات کی دلیل ہے کہ اوسکی اور نیت بھی ہے تو کوشش کرنا چاہیے کہ وہ نیت غالب ہو جائے **فصل** بسا اوقات
لوگون کے دیکھنے سے عبادت کی خوشی پیدا ہوتی ہے اور وہ خوشی درست ہے ریا نہین کیونکہ مسلمان ہمیشہ عبادت کا
راغب ہوتا ہے اور شاید کوئی مانع عبادت سے باز رکھتا ہو اور لوگون کے سبب سے وہ مانع جاتا رہے اور وہ خوشی ظاہر ہو جائے
مثلاً کوئی شخص اپنے گھر مین ہے اور نماز تہجد اوسپر دشوار ہو کر اپنی جورو کے ساتھ مشغول رہتا ہے یا باتین کیا کرتا ہے یا بچھونے
بچھے رہتے ہین جب اوسکے گھر جائے تو یہ موانع جاتے رہین اور عبادت کی خوشی پیدا ہو یا اجنبی مکان مین جا پڑے
اور نیند نہ آئے تو نماز مین مشغول ہو یا لوگون کو دیکھے کہ سب نماز پڑھتے ہین اوسے خوشی حاصل ہو اور کہے کہ لاؤ مین بھی انکا
ساتھ دون کہ مین بھی انکی طرح ثواب کا محتاج ہون یا ایسی جگہہ ہو جہان لوگ روزہ رکھتے ہین یا کھانیکا سامان نہین ہے تو روزے کا
شوق پیدا ہو یا لوگون کو مسجد مین تراویح پڑھتے دیکھے اور گھر مین سستی کرتا ہے انہین دیکھکر شریک ہونے کے شوق سے سستی
جاتی رہے یا جمعہ کے دن سب لوگون کو خدا کے ساتھ مشغول دیکھے تو وہ بھی روز سے زیادہ نماز اور تسبیح پڑھنے لگے ان سب
صورتون مین ممکن ہے کہ ریا ہو اور شیطان اوس سے کہے کہ یہ شوق لوگون کے سبب سے پیدا ہوتا ہے یہ ریا ہے اور ایسا بھی
ہوتا ہے کہ خوشی لوگون کے سبب سے ہو رغبت خیر اور زوال موانع کے سبب سے نہین اور شیطان کہے کہ تو یہ عبادت کر یہ رغبت تو

تجربہ مین تہی ہی مگر رافع تھا اب وہ جاتا رہا تو آدمی کو چاہیے کہ ان دونون صورتون کو ایک دوسرے سے جدا کرے اوسکی صورت یہ ہے کہ سوچے کہ اگر بالفرض یہ لوگ اوسے نہ دیکھین اور وہ اون لوگون کو دیکھتا ہے تو اگر یہ عبادت کی خوشی اسیطرح برقرار رہے تو رغبت خیر کا سبب ہے اور اگر برقرار نہ رہے تو ریا ہے دست بردار ہونا چاہیے اور اگر دونون ہون رغبت خیر بہی اور محبت ثنا سے خلق بہی تو دیکھے کہ غالب کیا ہے جو غالب ہو اوسی پر اعتماد کرے اور ایسا ہی یہ بہی ہوتا ہے کہ قرآن شریف کی کوئی آیت سننے اور لوگون کو روتے دیکھکر خود بہی رونے لگے اور اگر تنہا ہوتا تو نہ روتا تو یہ ریا نہین ہے کیونکہ لوگونکا رونا دل کو رقیق کردیتا ہے جب لوگون کو اندوہگین دیکھتا ہے تو اوسے بہی اپنا حال یاد آتا ہے اور رونے چلانے لگتا ہے اور کبہی اصل رونا تو رقت دل کے سبب سے ہوتا ہے اور نعرہ مارنا اور چلانا ریا سے ہوتا ہے تاکہ اور لوگ سنین اور شاید کہ غم واندوہ کے سبب سے گر پڑے اور فورًا اوٹھنے کی قدرت حاصل ہو جائے لیکن نہ اوٹھے اور ڈرے کہ لوگ کہین گے کہ اس وجد کی کچہ اصل نتہی تو اصل مین ریاکار نہتا اب ریاکار ہو جائیگا اور شاید کہ رقص مین ہو اور قوت پائے لیکن کسی پر تکیہ لگائے اور آہستہ آہستہ چلے تاکہ لوگ یہ کہین کہ اسکا وجد جلد جاتا رہا اور ایسا ہی یہ بہی ہوتا ہے کہ استغفار کرے اور اعوذ باللہ کہے یہ اس سبب سے ہو کہ کوئی گناہ اوسے یاد آیا ہو لوگون کو عبادت مین دیکھکر اپنی تقصیر کا خیال کیا ہو تو یہ امور درست ہین اور کبہی ریا کے سبب سے بہی ہوتے ہین تو ان خطرون کو دیکھتے رہنا چاہیے جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہین کہ ریا کے ستر دروازے ہین اور چاہیے کہ جب ریا کا خطرہ پائے تو اپنے جی مین یہ ٹھہرائے کہ اوسکی نجاست باطنی پر حق سبحانہ تعالیٰ مطلع ہے اور وہ خدا کے غصہ غضب مین ہے حتیٰ کہ اوس خطرہ کو اپنے دل سے دور کرے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول یاد کرے کہ آپ نے فرمایا ہے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ خُشُوْعِ النِّفَاقِ یہ نفاق وہ ہے کہ بدن خشوع مین ہو اور دل نہو **فصل** العزیز جاننا چاہیے کہ جو کام عبادت ہے مثلًا روزہ نماز اوس مین اخلاص واجب ہے مثلًا کسی مسلمان کی حاجت روائی مین ثواب کے واسطے کوشش کرے تو اپنی غرض اور نیت کو درست کرنا چاہیے اور اوس مسلمان سے کچہ شکریہ اور مکافات کی اور کسی چیز کی امید نہ رکہے علی ہذا القیاس جو شخص تعلیم کرتا ہے اگر مثلًا شاگرد سے یہ توقع رکہے کہ وہ میرے پیچھے پیچھے مودب چلے یا میری خدمت کرے تو معلم نے عوض طلب کیا اور ثواب نہ پائیگا لیکن اگر معلم خدمت کی کچہ امید نہ رکہے اور شاگرد خود خدمت کرے تو اولیٰ تر یہ ہے کہ معلم اوس خدمت کو قبول نکرے اور قبول کریگا تو چونکہ اوسے خدمت مقصود نتہی تو ظاہرا اوسکا ثواب حبط نہوگا بشرطیکہ شاگرد خدمت کرنے سے انکار کرے تو اوسکے انکار سے معلم متعجب نہو لیکن محتاط لوگون نے اس سے پرہیز کیا ہے حتیٰ کہ ایک بزرگ کنوئین مین گر پڑے نکالنے کے واسطے لوگ رسی لائے اونہون نے قسم دلائی کہ جسنے مجھسے حدیث سنی اور قرآن پڑہا ہو وہ رسی مین ہاتھ نہ لگائے اسواسطے کہ یہ بزرگ ڈرے کہ یہ عوض ثواب کو باطل کردیگا ایک شخص حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کچہ ہدیہ لیگیا اونہون نے نہ لیا اوس شخص نے کہا کہ مین نے آپ سے ہرگز حدیث نہین سنی فرمایا کہ مگر تیرے بہائی نے تو سنی ہے مین ڈرتا ہون کہ میرا دل اورون کی بہ نسبت اوسپر زیادہ مہربان ہو جائے ایک شخص اشرفی کی دو تھیلیان حضرت سفیان کے پاس لیگیا اور کہا کہ آپکو

۵۷ پناہ مانگنی میں اللہ سے خشوع نفاق سے ۱۲

[illegible] اونکا دوست تھا [illegible] تھا اب یہ میراث ملا ہے مجھسے قبول فرمائیے جب قبول کی اور دوسرے شخص [illegible] بیٹے کو اوسکے پیچھے بھیجا اور تھیلیان پھیر دین کہ او نہین یاد آیا کہ اوس شخص کے باپ کے ساتھ دوستی تھی اور [illegible] جب گھر آیا تو مجھے صبر نہ تھا مین نے اپنے باپ سے کہا کہ آپکا دل پتھر کا ہے کہ عیال آپ دیکھتے ہین کہ مین عیالدار ہون اور میرے پاس کچھ نہین ہے آپ رحم نہین کرتے فرمایا کہ اے فرزند تو چاہتا ہے کہ خوب کھائے پیئے اور قیامت مین مجھسے باز پرس ہو مجھے یہ طاقت نہین ہے [illegible] چاہیئے کہ علم سیکھنے سے اوسے فقط رضاے الہی مطلوب ہو اور معلم سے کچھ امید نہ رکھے اور شاید کوئی سمجھے کہ اگر معلم سے اپنی اطاعت ظاہر کریگا تو درست ہے تاکہ وہ تعلیم مین کوشش کرے یہ غلط ہے اور [illegible] چاہیئے کہ معلم کی خدمت کرنے سے حق تعالی [illegible] معلم کے نزدیک نہین اسطرح ماں باپ کی رضامندی خدا کی رضامندی کے واسطے ڈھونڈھے اور اپنے تئین اونکے ساتھ پارسا بنائے تاکہ اوس سے وہ خوش ہون اسواسطے کہ یہ دم نقد گناہ ہے غرضکہ جس کام مین آدمی ثواب کا طالب ہو اوسے اخلاص کے ساتھ کرنا چاہیئے واللہ اعلم

نوین اصل تکبر اور عجب کے علاج کے بیان مین

اے عزیز اس بات کو معلوم کر کہ تکبر اور اپنے تئین بزرگ جاننا بہت بری خصلت ہے اور حقیقت مین حق سبحانہ تعالی کے ساتھ جھگڑا ہے کیونکہ بڑائی اور بزرگی اوسیکو سزاوار ہے بس اسی سبب سے قرآن شریف مین جبار اور متکبر آدمی کی مذمت بکثرت ہے چنانچہ ارشاد ہوا ہے کَذٰلِکَ یَطْبَعُ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ قَلْبِ مُتَکَبِّرٍ جَبَّارٍ اور فرمایا ہے وَخَابَ کُلُّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ اور فرمایا ہے اِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَرَبِّکُمْ مِّنْ کُلِّ مُتَکَبِّرٍ لَّا یُؤْمِنُ بِیَوْمِ الْحِسَابِ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسکے دل مین رائی برابر بھی کبر ہوگا وہ بہشت مین نجائیگا اور فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے تئین بڑا جاننے کی عادت ڈالتا ہے اوسکا نام متکبرون مین لکھا جاتا ہے اور جو عذاب متکبرون کو ہوتا ہے وہی اوسکو بھی ہوگا حدیث شریف مین ہے کہ حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام نے [illegible] سب سے حکم فرمایا کہ باہر نکلو دو لاکھ آدمی اور دو لاکھ جن جمع ہوئے ہوا نے اونہین لیا اور آسمان تک لیگئی [illegible] اونہون نے فرشتون کی تسبیح سنی اور وہان سے [illegible] پھر ایک آواز آئی کہ اگر ایک ذرہ بھی کبر سلیمان کے دل مین ہوتا تو ہوا اونہین لیجانے سے پہلے [illegible] زمین کے اندر پہونچا دیتی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ متکبر لوگون کا قیامت کے دن چیونٹی کی صورت پر حشر ہوگا اور ذلت کے سبب سے جو انہین حق تعالی کے سامنے ہوگی لوگون کے پاؤن کے نیچے پڑے ہونگے اور فرمایا ہے کہ دوزخ مین ایک غار ہے اوسے ہب ہب کہتے ہین حق تعالی گردن کشون اور متکبرون کو اوس غار مین ڈالیگا حضرت سلیمان علیہ السلام فرماتے ہین کہ جس گناہ کو عبادت مفید نہین ہوتی وہ کبر ہے حضرت سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوۃ والثنا نے فرمایا کہ جو شخص کپڑا زمین پر لٹکاتا ہے تکبر اور فخر سے چلتا ہے حق تعالی اوسکی طرف دیکھتا بھی نہین اور فرمایا ہو کہ ایکبار

ایک شخص ناز سے ٹہلتا تھا اور اچھے کپڑے پہنے تھا اور اپنے تئین اچھا سمجھتا تھا حق سبحانہ تعالی نے اوسے زمین کے اندر دہنسا دیا
اور ابتک وہ دہنستا چلا جاتا ہے اور قیامت تک چلا جاویگا اور فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے تئین بڑا جانے اور چلنے مین ناز سے
قدم اوٹھاوے وہ حق سبحانہ تعالی کو اپنے اوپر غصہ مین دیکھیگا حضرت محمد ابن واسع رحمہ اللہ تعالی نے اپنے ایک بیٹے کو ناز
سے ٹہلتے دیکھا اوسے آواز دی اور کہا جانتا ہے کہ تو کون ہے تیری مان کو تو مین نے دو سو درم کو مول لیا تھا اور تیرا باپ
ایسا ہے کہ مسلمانون مین اوسکے ایسے آدمی جتنے کم ہون بہتر ہے حضرت مطرف نے مہلب کو دیکھا کہ ناز سے ٹہلتے ہوئے
چلتے ہین کہا اے بندۂ خدا خدا ایسی چال کو دشمن رکھتا ہے کہا تم مجھے نہین جانتے فرمایا جانتا ہون پہلے تو تو ناپاک پانی تھا
آخر کو مردار رسوا ہوگا درمیان مین نجاستون کا باربردار ہے

تواضع کی فضیلت کا بیان

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ جسنے فروتنی کی حق تعالی نے اوسکی عزت بڑہا دی اور فرمایا ہے کہ کوئی ایسا نہین کہ اوسکے سر پر ایک لگام
دو فرشتون کے ہاتھ مین نہو وہ جب فروتنی کرتا ہے تو فرشتے اوس لگام کو اوپر کھینچتے ہین اور کہتے ہین کہ بار خدایا اسے
سربلند رکھہ اور جب تکبر کرتا ہے تو لگام نیچے کھینچتے اور کہتے ہین کہ بار خدایا اسے سرنگون رکھہ اور فرمایا ہے کہ نیک بخت وہ
شخص ہے جو عاجز نہو اور فروتنی کرے اور وہ مال دے جو گناہ سے نہ جمع کیا ہو اور بیچارون اور عاجزون پر رحم کرے اور
حکیمون اور عالمون سے مخالطت رکھے حضرت ابوسلمہ مدینی رحمہ اللہ تعالے اپنے دادا سے حکایت کرتے ہین کہ وہ کہتے تھے
کہ ایکدن جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ میرے گھر مہمان تھے اور آپ نے روزہ رکھا تھا روزہ افطار کرنیکو آپکے
سامنے دودہ کا ایک قدح مین نے حاضر کیا اوسمین شہد پڑا تھا آپ نے جب چکھا اور میٹھا پن معلوم ہوا پوچھا یہ کیا ہے مین نے
عرض کیا کہ یا حضرت اسمین مین نے شہد ڈالا ہے آپ نے ہاتھ سے رکھہ دیا اور نہ پیا اور فرمایا کہ مین یہ نہین کہتا کہ یہ حرام ہے
لیکن جو شخص خدا کے واسطے فروتنی کرتا ہے حق تعالی اوسے سربلندی عنایت فرماتا ہے اور اگر تکبر کرتا ہے تو حق تعالے
اوسے حقیر کر دیتا ہے اور جو شخص بے اسراف کے خرچ کرتا ہے حق تعالے اوسے بے نیاز رکھتا ہے اور جو شخص اسراف کرتا ہے
حق تعالی اوسے محتاج رکھتا ہے اور جو خدا کی یاد بہت کرتا ہے حق تعالے اوسے دوست رکھتا ہے ایک بار ایک فقیر نابینا
وانکار نے سلطان دارین صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرۂ منورہ کے در انور پر سوال کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھانا نوش
فرماتے تھے اوسے بلا لیا سب لوگون نے اپنے تئین اوس سے سمیٹا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسے اپنی ران پر
بٹھا لیا اور فرمایا کھاؤ اہل قریش مین سے ایک شخص نے اوسکی تحقیر کی اور کراہت سے اوسکی طرف دیکھا اوسی بیماری مین مبتلا ہوگیا
مولا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالی نے مجھے اختیار دیا کہ مین رسول اور بندہ ہون خواہ نبی اور بادشاہ
ہون مین نے توقف کیا ملائکہ مین سے میرے دوست جبرئیل تھے اونکی طرف مین نے دیکھا اونہون نے کہا کہ آپ فروتنی
کیجیے مین نے حق سبحانہ تعالی کی جناب مین عرض کیا کہ مین چاہتا ہون کہ رسول اور بندہ ہون حق تعالی نے حضرت موسی
علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ مین اوس شخص کی نماز قبول کرتا ہون جو میری بزرگی کی تواضع کرے اور میرے بندون کے ساتھہ

تکبر نہ کرے اور اپنے دل مین خوف رکھے اور تمام دن میری یاد مین بسر کرے اور اپنے تئین میرے واسطے خواہشون سے باز رکھے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کرم تقوی مین ہے اور شرف تواضع مین اور تونگری یقین مین حضرت عیسی علیہ السلام
نے فرمایا کہ دنیا مین جو اہل تواضع ہین وہ خوش نصیب ہین کہ قیامت مین وہ صاحب منبر ہونگے اور جو شخص دنیا مین لوگون کے درمیان
صلح کراتے ہین فردوس اونکا مقام ہوگا اور وہ لوگ خوش نصیب ہین جنکا دل دنیا سے پاک ہے کہ حق تعالی کا دیدار انکا ثواب ہے اور رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی نے جسے نعمت اسلام عنایت فرمائی اور اوسکی صورت اچھی بنائی اور اوسکا حال ایسا
نہ کیا کہ اوس سے ننگ و عار کرنا چاہیے ہو اور ان نعمتون کے ساتھ اوسے فروتنی نصیب کی وہ خدا کے مقبولون مین سے ہے
ایک شخص کے [illegible] تھی وہ [illegible] کھانا کھا رہے تھے [illegible] جو شخص کے پاس بیٹھا [illegible] اوٹھ جاتا رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسے اپنے پاس بٹھالیا اور فرمایا [illegible] چاہیے کہ [illegible]
ہاتھ مین لیکر اپنے گھر جائے تاکہ اوسکے گھر والون کے واسطے روشنی ہو اور اپنے ہاتھ مین لیجانے سے اوس شخص کا کبر ٹوٹے
صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین مین سے آپ نے فرمایا کیا سبب ہے کہ مین تم مین [illegible] کی حلاوت نہین دیکھتا اونہون نے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ ایمان کی حلاوت کیا چیز ہے فرمایا کہ تواضع اور فرمایا ہے [illegible] تو فروتنی کرے [illegible] جب متکبر کو دیکھو تو
تکبر کرو تاکہ [illegible] حقارت اور ذلت [illegible] بزرگون کے اقوال [illegible] حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ تم لوگ افضل [illegible] عبادت سے غافل ہو وہ تواضع ہے حضرت فضیل رحمۃ اللہ تعالی نے کہا ہے
کہ تواضع اسکا نام ہے کہ تو حق بات قبول کرے جس کسی سے ہو اگرچہ وہ لڑکا ہو یا بدترین خلق ہو حضرت ابن مبارک رحمۃ اللہ تعالی
کہتے ہین کہ تواضع یہ ہے کہ جو شخص تجھ سے دنیا کم رکھتا ہو تو اپنے تئین اوس سے مرتبے مین گھٹا کر سمجھے تاکہ وہ معلوم کرے
کہ دنیا زیادہ ہونے کے سبب سے تو اپنی کچھ قدر نہین جانتا اور جو شخص تجھ سے زیادہ دنیا رکھتا ہو اوس سے اپنے تئین بالاتر رکھے
تاکہ اوسے معلوم ہو جائے کہ دنیا کے سبب سے تیرے نزدیک اوسکی کچھ قدر نہین حق سبحانہ تعالی نے حضرت عیسی علیہ السلام پر
وحی بھیجی کہ اے عیسی [illegible] جب تجھے کوئی نعمت دیتا ہون تو اگر تو تواضع سے اوسکا استقبال کریگا تو تمام و کمال نعمت تجھے عنایت
کرونگا حضرت ابن سماک رحمۃ اللہ تعالی نے خلیفہ ہارون رشید سے کہا کہ یا امیر المومنین تیری فروتنی تیری بزرگی کی حالت مین
تیری بزرگی سے شریف تر ہے خلیفہ نے کہا کہ آپ نے بہت خوب بات کہی پھر کہنے لگے یا امیر المومنین حق سبحانہ تعالی جسے
مال جمال شرافت عطا فرمائے اور وہ [illegible] مال مین اور [illegible] غمخواری کرے اور حشمت مین تواضع کرے اور جمال مین پارسائی تو حق سبحانہ تعالی
اپنے دفتر مین اوسکا نام خالصون مین لکھتا ہے خلیفہ ہارون رشید نے قلم دوات منگوا کر یہ لکھ لیا حضرت سلیمان علی نبینا و
علیہ الصلوۃ والسلام اپنی مملکت مین صبح کو تونگرون کی احوال پرسی کرتے پھر محتاجون کے ساتھ بیٹھتے اور فرماتے کہ ایک مسکین
مسکینون کے ساتھ بیٹھا تواضع کے بیان مین چند بزرگان دین کے اقوال یہ ہین حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالی نے کہا ہے
کہ تواضع یہ ہے کہ تو باہر جائے اور جسے دیکھے اوسے اپنے سے افضل جانے حضرت مالک ابن دینار رحمۃ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ

اگر کوئی شخص مسجد کے دروازے پر پکارے کہ اے لوگو تم میں جو سب سے بدتر ہے وہ باہر آئے تو میں سب سے پہلے باہر نکل آؤنگا
میرے آگے کوئی شخص خوشی سے نہ ہوگا حضرت ابن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب یہ قول سنا تو کہنے لگے کہ مالک کی بزرگی اسی سے
ہے ایک شخص حضرت شبلی رحمہ اللہ تعالیٰ کے سامنے آیا حضرت شبلی نے اپنی عادت کے موافق اوس سے پوچھا ما انت یعنی تو
کیا چیز ہے اوس نے جواب دیا کہ میں وہ نقطہ ہوں جو حرف یا کے نیچے ہے یعنی اوس سے اوتر کر کوئی چیز نہیں حضرت شبلی نے
فرمایا ابعد اللہ شاہدک یعنی خدا تجھے تیرے سامنے سے اوٹھائے یعنی مقام عالی عطا فرمائے تو نے اپنے تئین اخیر جگہ پر کہا [illegible]
نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا عرض کیا مجھے کچھ نصیحت فرمائیے فرمایا کہ ثواب آخرت [illegible]
فقیروں کے سامنے امیر کی تواضع کیا اچھی [illegible] ہوتی ہے اور فضل خدا پر بھروسا کر کے امیروں کے ساتھ فقیروں کا [illegible]
بھی بہتر ہے حضرت یحییٰ ابن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ مرد کریم جب پارسا ہوتا ہے تو فروتن ہو جاتا ہے اور کمینہ اور لئیم
جب پارسا ہوتا ہے تو اوس میں تکبر پیدا ہو جاتا ہے حضرت بایزید قدس سرہ کہتے ہیں کہ بندہ جب تک کسی کو اپنے سے بدتر سمجھتا
ہے تب تک متکبر ہے حضرت جنید قدس سرہ نے ایک دن جمعہ کی مجلس وعظ میں کہا کہ اگر حدیث شریف میں یہ نہ [illegible]
زمانہ میں قوم کا سردار وہ شخص ہوگا جو اون میں سے [illegible] بدتر ہو تو میں [illegible] تمہارے سامنے وعظ کہتا [illegible] حضرت جنید [illegible]
کہتے ہیں کہ اہل توحید کے نزدیک تواضع تکبر ہے یعنی تواضع وہ ہے کہ آدمی اپنے تئین اوتارے جب اوتارنے کی [illegible]
ہوگی تو جب تک اوتارے گا تب تک آدمی [illegible] اپنے تئین مرتبہ عالی پر کہا ہوگا [illegible]
سلمی رحمہ اللہ تعالیٰ حاملہ عورت کی طرح اپنا پیٹ پکڑے پھرتے اور کہتے کہ یہ آفت جو خلق پر آیا چاہتی [illegible]
ہے کچھ لوگ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور فخر کرنے لگے اونہوں نے فرمایا کہ میری ابتدا [illegible]
ایک مردار پھر ترازو کے پاس لیجائیں گے اگر میری نیکی کا پلہ بھاری ہوگا تو میں بزرگ ہوں [illegible]

حقیقت اور آفت کا بیان الغرض جانو کہ تکبر برا خلق ہے اور اخلاق دل کی صفت ہوتی [illegible]
اثر ظاہر میں پیدا ہوتا ہے اور تکبر کے یہ معنی ہیں کہ آدمی اپنے تئین اوروں سے فائق اور بہتر جانے [illegible]
ہو ہو کر پھولے تو جو ہوا اوسے پیدا لاتی ہے اوسے تکبر کہتے ہیں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے [illegible]
اعوذ بک من نفخة الکبر یعنی اے اللہ میں کبر کی ہوا سے تیری پناہ مانگتا ہوں [illegible]
ہے تو لوگوں کو اپنے سے کم جانتا ہے اور اپنا خادم جان کر اونہیں دیکھتا ہے بلکہ شاید اپنی خدمت کے لائق بھی
نجانے اور کہے کہ بھلا تو ہے ہی کیا ہے جو میری خدمت کے لائق ہو جیسا کہ شیاطین [illegible] کے واسطے نہیں مانتے
کہ اونکی آستانہ بوسی کریں اور اپنے تئین اونکی طرف اضافت کر کے بندہ [illegible] بادشاہوں کے واسطے [illegible]
ہیں اور یہ نہایت درجے کا تکبر ہے خدا کی کبریائی سے بھی بڑھ گیا کیونکہ وہ سب کو بندگی اور سجود کے ساتھ قبول
فرماتا ہے اور اگر تکبر میں اس درجے کو نہیں پہونچا تو چلنے اور بیٹھنے میں پیشی ڈھونڈھتا ہے اور تعظیم کا امیدوار رہتا ہے

اور اس درجہ کو پہونچ جاتا ہے کہ اگر لوگ اوسے نصیحت کرین تو نہ مانے اور اگر خود نصیحت کرتا ہے تو سختی سے کہتا ہے اور اگر اوسکی تعظیم نہ کیجیے تو غصہ مین آتا ہے اور آدمیون کو اسطرح دیکھتا ہے جیسے بہائم کو دیکھتے ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کبر کیا چیز ہے فرمایا تکبر یہ ہے کہ آدمی حق تعالی کے آگے گردن نرم نہ کیجے اور لوگون کو چشم حقارت سے دیکھے اور یہ دونون خصلتین آدمی اور حق تعالی کے درمیان مین بڑی آڑین ہین اس سے سب برے اخلاق پیدا ہوتے ہین اور نیک اخلاق سے آدمی باز رہتا ہے کیونکہ جس شخص پر اپنی خواجگی اور عزت اور بزرگی کا خیال غالب ہوا وہ جو چیز اپنے واسطے پسند کرتا ہے اور مسلمانون کے واسطے پسند نہ کریگا یہ شرط ایمان نہین ہے اور کسیکے ساتھ فروتنی نہ کرسکے گا متقیون کی صفت نہین ہے اور کینے اور حسد سے دست بردار نہوسکے گا غصہ کو نہ روک سکیگا زبان کو غیبت سے نہ بچا سکیگا دل کو میل اور غبار سے پاک صاف نہ کرسکیگا اسواسطے کہ جو شخص اوسکی تعظیم نہ کریگا اوسکی طرف سے کچھ نکچھ اپنے دل مین لائیگا اور کم سے کم یہ ہے کہ تمام عمر اپنے پیچھے اور اپنی خود پرستی مین اور اپنی بات بالا کرنے مین مشغول رہے گا اور فریب نفاق جھوٹ سے مستغنی نہوگا تاکہ اپنا کام لوگون پر بالا رکھے اور حقیقت یہ ہے کہ آدمی کچھ بھی اسلام کی بو نہ سونگھیگا تاوقتیکہ اپنے تئین فراموش کرے بلکہ دنیا کی راحت بھی نہ پاے ایک بزرگ نے کہا کہ اگر تو بہشت کی خوشبو سونگھا چاہے تو اپنے تئین ہر فرد بشر سے گھٹ کر جان کہ بوے بہشت سونگھے حق سبحانہ تعالی اگر کسیکو بینائی عنایت کرے تاکہ وہ متکبرون کے دل جو باہم ملتے ہین اونہین دیکھے تو وہ کسی گھورے مین وہ نجاست اور عفونت نہ دیکھیگا جو اون متکبرون کے دلون مین ہوتی ہے کیونکہ انکا باطن تو کتون کی صورت ہوگیا ہوگا اور اپنے ظاہر کو عورتون کی طرح ایک دوسرے کے سامنے سنوارتے ہین باہم پاس بیٹھنے سے مسلمانون کو جو انس ہوتا ہے وہ متکبرونکو ہرگز نہین ہوتا بلکہ اے عزیز تو جس شخص کو دیکھیگا تو راحت جب ہی پائیگا کہ تو اوس شخص مین بالکل فنا ہوجائے اور ہمہ تن اوسکی تعظیم ہوجائے تاکہ دوئی اوٹھ جائے اور یگانگی پیدا ہوجائے وہی وہ رہے تو باقی نہ رہے یا وہ تجھ مین آجائے اور تو ہی تو باقی رہے وہ باقی نہ رہے یا دونون حق تعالی کی ذات مین فنا ہوجائین اور اپنی طرف التفات ہی نہ کرین اور کمال یہی ہے اور اس یگانگی سے کمال راحت ہوتی ہے غرضکہ جب تک دوئی رہے گی راحت محال ہے کیونکہ راحت یگانگی اور خدمت مین ہوتی ہے کبر کی حقیقت اور آفت یہی ہے

تکبر کے درجون کا بیان

اے عزیز جان تو کہ بعض تکبر بہت قبیح اور بد ہوتا ہے اور بعض تکبر ہوتا ہے اور اسکے تفاوت سے تکبر مین تفاوت پیدا ہوتا ہے اور تکبر یا خدا پر ہوتا ہے یا رسول پر یا بندون پر لیکن پہلا درجہ وہ تکبر ہے جو خدا پر ہو جیسے نمرود فرعون ابلیس کا تکبر اور اونکا تکبر مضمون نے خدائی کا دعوی کیا اور بندگی سے ننگ و عار کہی اور حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے لَنْ يَسْتَنْكِفَ الْمَسِيحُ أَنْ يَكُونَ عَبْدًا لِلّٰهِ وَلَا الْمَلٰئِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ یعنی عیسی بندگی سے ننگ و عار رکھتے ہین نہ ملائکہ مقربین دوسرا درجہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر تکبر ہے جیسا کفار قریش نے کیا اور کہا کہ ہم اپنے ایسے آدمی کے سامنے سر نہ جھکائینگے خدا نے ہماری طرف فرشتہ کو رسول کرکے کیون نہ بھیجا اور مرد محتشم کو کسواسطے نہ بھیجا یتیم کو کیون بھیجا وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ یہ کفار دو گروہ تھے

ایک گروہ کا تکبر تو اونکا حجاب ہو گیا تھا کہ اونہون نے غور و تامل نکیا اور نبوت کو پہچانا ہی نہین جیسا حق تعالی نے فرمایا ہے سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ یعنی مین متکبرون کو نہین دیتا ہون کہ وہ آیات حق دیکھین اور ایک گروہ جانتا تھا اور انکار کرتا تھا کبر کے سبب اقرار کرنے کی طاقت نرکھتا تھا جیسا کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا تیسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی اور بندون پر تکبر کرے اور اونہین چشم حقارت سے دیکھے اور حق بات نہ مانے اور اپنے تئین اونسے بہتر سمجھے اور بزرگ جانے اور یہ اگرچہ اون دونون درجون سے کم ہے لیکن پھر بھی دو سبب سے برا ہے ایک تو یہ کہ بزرگی خدا ہی کی صفت ہے بندہ ضعیف و عاجز جسکے اختیار مین اپنا کوئی کام نہین اوسے کہان سے بزرگی دعوی پہونچیگا کہ اپنے تئین سمجھے کہ مین جو ہون اور آدمی جب اپنے تئین بزرگ جانیگا تو خدا کی صفت مین اوسکے ساتھ منازعت اور دعویداری کی ہوگی اوس متکبر کی مثل یہی ہے جیسے کوئی غلام بادشاہ کا تاج اپنے سر پر رکھکر تخت سلطنت پر بیٹھے ایعزیز دیکھ تو کہ وہ غلام بادشاہ کے غیظ و غضب کا کیسا مستحق ہوگا اسیواسطے حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے یعنی حدیث قدسی مین آیا ہے اَلْعَظَمَةُ اِزَارِیْ وَالْكِبْرِيَاءُ رِدَائِیْ فَمَنْ نَازَعَنِیْ فِیْهِمَا قَصَمْتُهٗ یعنی عظمت اور کبریائی میری خاص صفت ہے جو شخص ان دونون صفتون مین میرے ساتھ منازعت کرتا ہے مین اوسے ہلاک کر دیتا ہون چونکہ خالق کے سوا کسی کو بندون پر تکبر کرنا نہین پہونچتا ہے تو جو شخص بندون پر تکبر کریگا اوسنے خالق کے ساتھ منازعت کی جیسے کوئی شخص بادشاہ کے خاص غلامون کو ایسے کام کا حکم کرے جو بادشاہ کے سوا اور کسی کو لائق نہو دوسرا سبب یہ ہے کہ تکبر اوسکو حق بات قبول کرنے سے اوسیکو باز رکھتا ہے حق کا جو لوگ متکبر ہوتے ہین دین کے مسائل مین جھگڑا کرتے ہین تو جب حق بات کسی کی زبان سے نکلتی ہے تکبر دوسرے سے اوسکو نکر وہ بات قبول نہین کرنے دیتا اور حق سے انکار کرنا کافرون منافقون کی عادت ہے جیسا حق تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ کافر مقولہ قرآن مین یہ ہے لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِیْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ اور جیسا ارشاد ہوا وَاِذَا قِیْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ یعنی جب اوس سے کہتے ہین کہ خدا سے ڈر تو اپنے تئین ٹرا جانتا اور غیرت دامنگیر اوس سے گناہ پر اصرار کرتا ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ یہ بڑا گناہ ہے کہ جب کسی سے کہین کہ خدا سے ڈر اور وہ کہے کہ تجھے اپنے کام سے کام ہے ایکدن جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے کہا کہ داہنے ہاتھ سے کہا اوسنے کہا مین نہین کہا سکتا آپکو معلوم ہوگیا کہ یہ تکبر سے کہتا ہے فرمایا کہ تو داہنے ہاتھ سے نہین کہا سکتا بس اوسکا ہاتھ پھر [illegible] ایعزیز جانتو کہ حق تعالی نے ابلیس کا قصہ جو قرآن شریف مین فرمایا ہے فقط کہانی کے طور پر نہین فرمایا ہے بلکہ اسواسطے ارشاد کیا ہے کہ تجھے معلوم ہوجاوے کہ تکبر کی آفت کہان تک پہونچتی ہے کیونکہ ابلیس نے تکبر ہی کے سبب کہا اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ اور تکبر نے اوسے اس درجہ پر پہونچا دیا کہ اوسنے حکم الہی کی تعمیل نکی اور مردود ہوا اور ملعون ابدی [?]

تکبر کے اسباب اور علاج کا بیان ایعزیز جانتو کہ جو کوئی تکبر کرتا ہے اس سبب سے کرتا ہے کہ اپنے مین اسی صفت کمال جانتا ہے کہ اورون مین گویا وہ نہین ہے اور وہ سات سبب ہین پہلا سبب علم مین تکبر ہے کہ عالم جب اپنے تئین کمال علم

آراستہ دیکھتا ہے تو اون کو اپنے نسبت بہائم جانتا ہے یہ تکبر اوسپر غالب ہوجاتا ہے اسکا اثر یہ ہے کہ لوگون سے کام خدمت اور مراعات اور تعظیم اور تقدیم کی امید رکھتا ہے اگر وہ نہین کرتے تو تعجب کرتا ہو اور اگر وہ لوگون کی طرف دیکھتا ہے یا کہین ملاقات مین جاتا ہے تو احسان رکھتا ہے اور عاقبت کے کامون مین خدا کے نزدیک اپنے تئین اون سے بہتر جانتا ہے اپنی نجات کی توقع امید رکھتا ہے اور اون لوگون کے حق مین بہت ڈرتا ہے اور کہتا ہے کہ سب میری دعا اور نصیحت کے محتاج ہین میرے طفیل مین عذاب سے نجات پاوین گے اسی واسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اٰفَةُ الْعِلْمِ الْخُيَلَاءُ یعنی اپنے تئین بڑا جاننا علم کی آفت ہے اور حقیقت مین ایسے عالم کو عالم کہنے سے جاہل کہنا اولی تر ہے کیونکہ حقیقت مین عالم وہ شخص ہے جو خطر آخرت کو معلوم کرے اور صراط مستقیم کی باریکی کو پہچانے اور جسنے اسے پہچانا وہ ہمیشہ اپنے تئین اس سے دور اور مقصر جانتا ہے اور اپنے انجام کے خطر سے اور اس بات کے خوف سے کہ علم اوسکے اوپر حجت اور دلیل ہوگا تکبر مین مشغول نہین ہوتا جیسا کہ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ جتنا علم بڑہتا ہے درد و مصیبت بھی بڑہتی ہے لیکن علم سیکھنے سے لوگون کا تکبر جو بڑہ جاتا ہے اوسکے دو سبب ہین ایک تو یہ کہ علم حقیقی جو علم دین ہے اوسے نہین سیکھتے اور یہ ایسا علم ہے کہ اسکے سبب سے آدمی اپنے تئین اور راہ دین اور راہ حق کی گھاٹیون کو اور عاقبت کے خطر کو اور حق تعالی سے جو حجاب اور آڑ ہے اوسکو پہچانتا ہے اور اسکے سبب سے درد اور شکستگی زیادہ ہوتی ہے تکبر نہین زیادہ ہوتا لیکن آدمی جب طب اور حساب اور نجوم اور لغت اور مناظرہ اور اختلاف کا علم سیکھتا ہے تو اس سے تکبر ہی بڑہتا ہے قریب ترین علم علم فتاوی ہے اور دنیا اور خلق کی اصلاح کا علم ہے تو وہ علم دنیا ہے اگرچہ دین کو اوسکی احتیاج ہے اوس سے خوف نہین پیدا ہوتا بلکہ اگر فقط علم فتاوی پہ آدمی اٹک جائے اور دوسرے علمون یعنی علم سلوک و تصوف ترک کردے تو دل تاریک اور تکبر زیادہ ہوجاتا ہے ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ + آلعزیز علمای ظاہر کو دیکھے کہ انکا کیا حال ہے اصطلاح طہارات و عظین کا علم اور اونکی سجع اور بیفائدہ باتین اور اون باتون کی تلاش جنکے سبب سے خلق سے نعرہ زنی کرواتے ہین اور وہ نکتے جنکے سبب سے مذہبون مین تعصب کرتے ہین تاکہ عوام سمجھین کہ یہ باتین دین کی راہ سے ہین یہ سب امور کبر و حسد اور عداوت کا تخم دل مین بوتے ہین انکے سبب سے درد اور شکستگی نہین بڑہتی بلکہ تکبر اور نخوت بڑہتی ہے دوسرا سبب یہ ہے کہ شاید کوئی شخص علم نافع پڑہے مثلاً تفسیر و حدیث اور اگلے بزرگون کے احوال اور اس قسم کے علوم جو اس کتاب مین اور احیاء العلوم مین ہمنے بیان کیے اور اوسپر بھی اس سبب سے متکبر ہو کہ در اصل اوسکا باطن خبیث ہے اور اخلاق بد رکھتا ہے اور پڑہنے سے بیان ہی کرنا اوسے مقصود ہوتا ہے کہ اوسکے سبب سے بڑائی حاصل ہو اوسے برتنا اور اوسپر عمل کرنا مقصود نہین ہوتا تو جب علم اوسکے باطن مین جاتا ہے اوسکے باطن ہی کی صفت پر ہوجاتا ہے جیسے تنقیہ کے پہلے دوا جو معدہ مین جاتی ہے معدہ کے خلط کی صفت پر ہوجاتی ہے اور جیسے پانی کہ آسمان سے ایک ہی صفت پر صاف اور شفاف برستا ہے اور جب نبات مین پہونچتا ہے اوسکی صفت کو بڑہاتا ہے اگر وہ کڑوی ہے تو کڑوی بڑہ جاتی ہے اور اگر میٹھی ہے تو مٹھائی زیادہ ہوجاتی ہے حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ لوگ قرآن

پڑھتے ہین اور اونکے حلق سے تجاوز نہین کرتا اور کہتے ہین کہ کون ایسا ہے جو ہماری طرح قرآن پڑہے اور جو کچھ ہم جانتے ہین
وہ کون جانتا ہے یہ فرماکر آپ نے صحابہ کیطرف دیکھا اور فرمایا کہ یہ لوگ تم ہی مین سے ہین یعنی میری امت مین اور سب دوزخی
ہین امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ اے لوگون تم متکبر علما مین سے نہو جاؤ کہ اوسوقت تمہارا علم تمہارے
جہل کو دفع نہ کریگا اور حق تعالی نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو تواضع کا حکم فرمایا اور ارشاد کیا وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ
مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اسی سبب سے صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین تکبر سے اپنے اوپر ہراسان رہتے تھے حتی کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ
نے ایک بار امامت کی پھر کہا کہ دوسرا امام ڈھونڈہو کیونکہ میرے دل مین آتا ہے کہ مین تمسے بہتر ہون جب یہ حضرات تکبر کے خیال سے
نہ چھوٹے اور لوگ کیونکر چھوٹ سکین گے اور ایسا عالم اس زمانہ مین کہان پائین گے بلکہ ایسا عالم بھی نادر ہے جو اس صفت کو جانے
کہ مذموم ہے اوس سے حذر کرنا چاہیے کیونکہ اکثر علما خود اس سے غافل رہتے ہین اور اپنے تکبر پر فخر کرتے ہین کہ مین فلانے آدمی کو
کسی لائق نہین جانتا ہون اوسکی کچھ حقیقت نہین سمجھتا بلکہ اوسکی طرف دیکھتا بھی نہین اور ایسی تکبر کی باتین بکتے ہین تو اگر کسی عالم کو
اس بات کی آگاہی حاصل ہو تو اوسکو نہایت عزیز جاننا چاہیے اور اوسکی زیارت بھی عبادت ہے اوسکے واسطے سبکو چھوڑ دینا چاہیے اگر حدیث شریف مین
یہ آیا ہے کہ ایک زمانہ آئیگا اوس زمانہ مین جو شخص تمہارے اعمال کا دسوان حصہ بھی عمل کریگا وہ نجات پائیگا تو امید ہو [illegible] نمونہ تھا لیکن اس زمانہ مین
تمہارا بھی بہت ہے کیونکہ دین مین کوئی یار مددگار نہ رہا اور حقائق دین مندرس ہوگئے اور جو شخص راہ چلتا ہے وہ اکثر تنہا ہی ہوتا ہے یار نہین رکھتا
اوسکا رنج دونا ہوتا ہے تو ناچار تھوڑے ہی پر قناعت کرتا ہے دوسرا سبب عبادت مین تکبر ہے کیونکہ عابد زاہد صوفی پارسا
تکبر سے خالی ہی نہین ہوتے حتی کہ جانتے ہین کہ ہماری خدمت اور زیارت کرنا اورون کے حق مین بہتر ہے گویا اپنی عبادت کے
سبب لوگون پر احسان رکھتے ہین اور شاید یہی جانتے ہون کہ اور لوگ تباہ ہوگئے ہین مغفور اور رستگار ہم ہی ہین اور کبھی
ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص اونہین ستاوے اور اتفاقاً اوسپر کوئی آفت پہونچ جاوے تو کہتے ہین کہ دیکھو یہ ہماری کرامت ہے
ہمارے ساتھ بے ادبی کی یہ اوسیکا نتیجہ ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کہے کہ لوگ ہلاک ہو گئے
وہ خود ہلاک ہوگا یعنی اونسے اوروں کو چشم حقارت سے دیکھا اور فرمایا ہے کہ بڑا گناہ یہ ہے کہ کوئی کسی مسلمان بھائی کو حقیر جانے
اس حقیر جاننے والے مین اور اوس شخص مین بڑا فرق ہے جو مسلمان بھائی سے برکت لے اور اوسے اپنے سے بہتر جانے اور
خدا کے واسطے اوسے دوست رکھے اور اس بات کا خوف ہے کہ حق تعالی اوس عابد کا درجہ ان لوگون کو دیدے اور عبادت کی
برکت سے اوسے محروم رکھے جیسا کہ بنی اسرائیل مین ایک مرد تھا کہ اوس سے زیادہ کوئی عابد نہ تھا اور ایک شخص تھا کہ اوس سے زیادہ
کوئی فاسق نہ تھا وہ عابد بیٹھا تھا بدلی کے ایک ٹکڑے نے اوسکے سر پر سایہ کر لیا فاسق نے اپنے جی مین کہا کہ مین بھی جاکر اوس عابد کے
پاس بیٹھون شاید حق تعالی اوسکی برکت سے میرے اوپر رحمت کرے جب اوسکے پاس جاکر بیٹھا تو عابد نے کہا یہ کون ہے جو میرے نزدیک
بیٹھتا ہے یہ بڑا ہی نابکار ہے اوٹھ یہانسے فاسق بیچارہ اوٹھا اور چل نکلا وہ ابر بھی اوسکے ساتھ روانہ ہوگیا اور اس [illegible]
تھے اوپر وحی آئی کہ اس فاسق اور عابد دونون سے کہدو کہ نئے سرے سے عمل کرین کیونکہ جو کچھ فاسق [illegible]

نیک ایمان کے سبب سے بخشدیے اور عابد نے جو عبادت کی تہی وہ اوسکے تکبر سے ہنے ضبط کرلی ایک شخص نے ایک عابد کی گردن پر پاؤن رکہا عابد نے کہا کہ اپنا پاؤن اوٹہا ورنہ قسم خدا کی خدا تجہپر رحمت نکریگا اوس زمانہ کے رسول پر وحی آئی کہ فلانے عابد سے کہدو کہ اسے شخص تو میرے اوپر قسم کہا کر حکم کرتا ہے کہ مین اوسے نہ بخشونگا بلکہ مین تجہی کو نہ بخشونگا اور اکثر یہ ہوتا ہے کہ جو کوئی کسی عابد کو ستاتا ہے تو عابد جانتا ہے کہ حق تعالی اوس ستانیوالے پر رحمت نکریگا اور شاید کہہ بیٹہے کہ یہ ستانیوالا بہت جلد ہی اس گستاخی کی سزا پایگا اور اگر کوئی آفت اوسے پہونچتی ہے تو عابد کہتا ہے کہ تمنے دیکہا اوسپر کیا گذری یعنی یہ میری کرامت ہے اور یہ احمق نہین جانتا کہ اکثر کافرون نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو ستایا اور حق تعالی نے اونسے انتقام نہ لیا اور بعضون کو دولت اسلام نصیب کی تو معاذ اللہ یہ بیوقوف جانتا ہے کہ مین رسول مقبول صلی اللہ علیہ آلہ وسلم سے زیادہ بزرگ ہون کہ حق تعالی میرے سبب سے انتقام کریگا اور جاہل عابد ایسے ہوتے ہین اور زیرک ایسے ہوتے ہین کہ خلق پر جو کچہ آفت آتی ہے تو جانتے ہین کہ یہ ہماری شومی نفاق اور ہماری ہی تقصیر کے سبب سے آئی جیسے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے باوصف اس صدق اور اخلاص کے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچہا کہ مجہہ مین نفاق کی کیا علامت پاتے ہو تو مسلمان پرہیزگاری کرتا ہے اور ڈرتا ہے اور احمق عابد ظاہر مین تو عمل کرتا ہے اور دلکو تکبر اور پندار کی نجاست مین آلودہ رکہتا ہے اور اوس سے ڈرتا نہین اور حقیقت مین جسنے یقین کر لیا کہ مین دوسرے سے بہتر ہون اوسنے اپنی عبادت کو اس نادانی کی وجہ سے ضایع کیا کیونکہ جہل سے بڑہ کر کوئی گناہ نہین ہے صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین ایک دن کسی شخص کی تعریف کرتے تہے اتفاقا وہ بہی وہان آپڑا اصحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلعم جس مرد کی تعریف کرتے تہے وہ یہی ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا کہ مین اسمین نفاق کی علامت پاتا ہون سب تعجب مین رہے جب وہ شخص رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آیا تو آپ نے فرمایا کہ تجہے قسم ہے خدا کی سچ کہہ کہ کبہی تیرے خیال مین آتا ہے کہ اس قوم مین تجہسے بہتر کوئی نہین اوسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلعم ہان آتا ہے تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے نور نبوت سے اس خبث کو اوسکے باطن مین دیکہا اور اوسکو نفاق کہا عالمون اور عابدون کے واسطے یہ بڑی آفت ہے یہ لوگ اس بات مین تین درجون مین ہین پہلا درجہ وہ شخص ہے جو اپنے دل کو اس سے پاک نہ کرسکے مگر کوشش اور تکلف کرکے فروتنی کرتا ہے اور اوس شخص کے ایسے فعل کرتا ہے جو اورون کو اپنے سے بہتر جانتا ہے حتی کہ کسی طرح اوسکے قول و فعل سے تکبر ظاہر نہین ہوتا یہ شخص تکبر کا درخت اپنے باطن سے نہ اوکہاڑ سکے گا لیکن اوسکی شاخین بالکل کاٹ ڈالے دوسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی اپنی زبان کو نگاہ رکہے تاکہ کبر اظہار نہ کرے اور کہے کہ مین اپنے تئین سب سے کمتر جانتا ہون لیکن اوسکے معاملات اور افعال مین ایسی باتین ظاہر ہون جو اوسکے تکبر باطنی کی علامت ہون مثلاً جہان کہین جاتا ہے تو مقام صدر ڈہونڈہتا ہے اور آگے آگے چلتا ہے اور جو عالم ہو تو ایک ہی طرف اپنا سر رکہتا ہے جیسے لوگون سے ننگ و عار رکہتا ہے اور اگر عابد ہو تو تیوری چڑہائے رہتا ہے گویا لوگون پر غصہ مین ہے یہ دونون احمق یہ نہین جانتے کہ علم و عمل نہ سر پہیرنے مین ہے نہ ترشروئی مین بلکہ دل مین ہے

اور ظاہر مین تواضع اور شفقت اور کشادہ روئی سب اوسکا نور ہے کیونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تمام خلق سے زیادہ عالم
اور متقی تھے اور آپ سے زیادہ کوئی فروتن اور کشادہ رو نہ تھا آپ کسی کی طرف بے مسکرائے ہوئے اور کشادہ پیشانی کیے ہوئے
نہ دیکھتے تھے حق تعالے نے آپ سے خطاب فرمایا وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اور فرمایا فَبِمَا رَحْمَةٍ
مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم خدا کی رحمتون
مین سے یہ بھی تمہارا ایک رحمت تھی کہ ہم سبھون کے ساتھ کشادہ رو اور نرم دل اور مہربان رہے کہ وہ تمسے نفور اور کنارہ کش نہ ہوئے
تیسرا درجہ یہ ہے کہ زبان سے تکبر ظاہر کرکے فخر اور خودستائی کرتا ہے اور حال اور کرامت کا مدعی ہوتا ہے عابد تو کہتا ہے کہ فلانا
شخص کیا بیچارہ ہے اور اوسکی عبادت کیا ہے مین صائم الدہر وقائم اللیل ہون روز ختم قرآن کرتا ہون جو میرے درپے ہوتا ہے
وہ ہلاک ہی ہوجاتا ہے فلانے آدمی نے مجھے ستایا تھا جو کچھ اوسنے دیکھا تھا دیکھا اوسکا مال اور اولاد سب غارت ہوگیا اور اگر
لڑائی جھگڑا بھی کرے حتی کہ اگر کچھ لوگ تہجد کی نماز پڑھتے ہون تو وہ اونسے بہت زیادہ پڑھے تاکہ وہ عاجز ہون اور اگر روزہ رکھتے ہون
تو وہ مدت تک بھوکا بیٹھا رہے اور عالم ہے تو یہ کہتا ہے کہ مین اتنے علم جانتا ہون فلانا شخص کیا جانے وہ تو وہ اوسکا اوستاد کیا
اور مناظرے مین مخالف کو زیر کرنے کے واسطے کوشش کرتا ہے اگرچہ خود بالکل باطل ہی پر ہو اور رات دن اسی فکر مین رہتا ہے
کہ کوئی عبارت اور سجع اور نادر بات یاد کرے تاکہ محفلون مین کہے اور اون مین لوگون پر سبقت کرے اور کبھی عجیب غریب لغت اور
حدیث شریف کے الفاظ حفظ کرتا ہے تاکہ اورون کے سامنے اپنا کمال اور اونکا نقصان ظاہر کرے آیا عابد اور عالم کون ہے
جو ان باتون سے خالی ہے یہ باتین تھوڑی بہت سبھون مین ہیں اسی سبب سے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسکے
دل مین ایک جو کے برابر تکبر ہے اوسپر جنت حرام ہے تو اوسے خوف اور درد زیادہ ہوگا اور تکبر نکلیگا اور سمجھیگا کہ حق تعالی فرماتا ہے کہ اے
بندے اگر تو اپنے نزدیک بیقدر ہے تو میرے نزدیک تیری قدر ہے اور اگر تو خود اپنی کچھ قدر جانتا ہے تو میرے نزدیک بیقدر ہے اور جو کوئی
حقائق دین مین سے اتنا بھی نہ سمجھے اوسے عالم کہنے سے جاہل کہنا اولی تر ہے تیسرا درجہ نسب کے سبب سے تکبر ہے حتی کہ
جو لوگ علوی ہوتے ہین یا خواجہ زادے ہوتے ہین وہ جانتے ہین کہ سب لوگ اونکے چیلے اور غلام ہین اگرچہ پارسا اور
عالم ہون مگر یہ تکبر اونکے باطن مین رہتا ہے گو کہ اظہار نہ کرین ان لوگون کو اگر غصہ آتا ہے تو آپے سے باہر ہوجاتے ہین اور
غصہ قول فعل سے ظاہر ہوجاتا ہے دوسرے سے کہنے لگتے ہین کہ تیری کیا حقیقت ہے جو میرے ساتھ بات کرے تو اپنی حقیقت
نہین پہچانتا اور ایسی باتین کہتے ہین حضرت ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ مین نے ایک شخص سے جھگڑا کیا اور کہا
یا ابن السوداء یعنی او حبشی کے بچے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوذر آپے سے باہر نہو کیونکہ کوئی گورے آدمیکا
بچہ کالے آدمی کے بچے پر فضیلت نہین رکھتا حضرت ابوذر کہتے کہ مین لیٹ گیا اور شخص سے کہا کہ تو اپنا پاؤن میرے منہ پر
ایعزیز دیکھو تو کہ جب اونہین معلوم ہوا یہ کلمہ تکبر کا ہے تو کیا فروتنی کی تاکہ اوس سے کبر ٹوٹ جائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کے سامنے دو آدمی آپس مین تفاخر کرتے تھے ایک نے کہا کہ مین فلان ابن فلان کا بیٹا ہون تو کون ہے پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

ارشاد فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے بہی دو آدمیون نے فخر کیا تھا ایک نے کہا تھا کہ مین فلان ابن فلان کا بیٹا ہون اور بزرگون کی نو پشتین گن دی تھین حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی کہ اوس سے کہدو کہ وہ نو تو دوزخ مین ہین اور تو اونکا دسوان ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو لوگ دوزخ مین کوئلا ہو گئے ہین اونپر بہی فخر کرنے سے دست بردار رہو ورنہ حق تعالیٰ کے نزدیک گوہ کے کیڑے سے بہی بدتر ہو جاؤگے کہ وہ آدمی کی نجاست سونگہتا ہے اور چکہتا ہے چوتھا سبب حسن و جمال کے سبب تکبر ہوتا ہے یہ عورتون مین اکثر ہوا کرتا ہے جیسا کہ حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک عورت کو فرمایا کہ کوتاہ قد ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو فرمایا کہ تمنے غیبت کی اور یہ اپنے قد پر تکبر ہے کیونکہ اگر وہ خود کوتاہ قد ہوتین تو یہ کلمہ نہ فرماتین پانچوان سبب تونگری کے باعث سے تکبر ہوتا ہے کہ آدمی یون کہتا ہے کہ میرا مال اور میری دولت ایسی ہے اور تو نگر گدا اور مفلس ہے مین اگر چاہون تو تیرے ایسے کتنے غلام مول لے لون اور ایسی باتین کہتا ہے اور سورۂ کہف مین دو بھائیون کا قصہ جو ہے ایک نے کہا اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا وہ اسی قبیل سے ہے چھٹا سبب قوت کے سبب ضعیفون پر تکبر ہوتا ہے ساتوان تابعین اور شاگردون اور غلامون اور نوکرون اور مریدون کے سبب سے تکبر ہوتا ہے غرضکہ جس چیز کو آدمی نعمت سمجھتا ہے اوسکے سبب سے فخر کرتا ہے اگرچہ وہ نعمت نہو حتی کہ مخنث بہی اسباب مخنثی کے سبب سے اور مخنثون پر فخر کرتا ہے تکبر کے اسباب بہی ہین اور تکبر ظاہر ہونیکا سبب یا عداوت اور حسد ہوتا ہے کیونکہ آدمی جب کسی کو دشمن رکھتا ہے تو چاہتا ہے کہ اوسپر تکبر اور فخر کرے اور یہ بہی ہوتا ہے کہ ریا تکبر کا سبب ہو کہ آدمی لوگون کے سامنے تکبر کرے تاکہ لوگ اوسے تعظیم سے دیکھین حتی کہ کوئی شخص کسی سے مناظرہ کرے کہ چاہتا ہے کہ طرف ثانی بڑا فاضل ہے اور اپنے دل مین متواضع رہے فقط ظاہر مین تکبر کرے تاکہ لوگ طرف ثانی کو فضل نہ جانین ایعزیز اب جو تو تکبر کے اسباب جان چکا تو اوسکا علاج پہچاننا چاہیئے

تکبر کے علاج کا بیان

ایعزیز جان تو کہ جو بیماری ایک حبہ کی قدر ہو اور راہ سعادت بند کردے اور بہشت سے محجوب رکہے اوسکا علاج فرض عین ہے اور اس بیماری سے کوئی شخص خالی نہین ہے اسکا علاج دو قسم پر ہے ایک مجمل ایک مفصل مجمل علاج علم و عمل کی معجون سے مرکب ہے علاج علمی یہ ہے کہ آدمی حق سبحانہ تعالیٰ کو پہچانے تاکہ معلوم ہو جائے کہ کبریائی اور عظمت اوسکے سوا اور کسی کو سزاوار نہین اور اپنے تئین پہچانے تاکہ معلوم کرے کہ مجہسے زیادہ حقیر اور ذلیل و خوار اور کمتر کوئی نہین اور یہ سہل ہے کہ بیماری کی جڑ اور مادہ کو باطن سے قطع کرتا ہے اگر کوئی شخص تمام علاج جاننا چاہے اوسے قرآن شریف کی ایک آیت کافی ہے اوسے جان لے وہ آیت یہ ہے قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ مِنْ نُّطْفَةٍ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ حق سبحانہ تعالیٰ نے آدمی کو اپنی قدرت پہچنوائی اور اوسکے اول اور آخر اور درمیان کا کام اوس سے بیان کردیا اول کا کام تو یہ ہے کہ فرمایا مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ تو آدمی کو چاہیئے کہ یہ بات جان لے کہ کوئی چیز نیست سے زیادہ ناچیز نہین ہوتی اور آدمی نیست تھا کیونکہ اوسکا نام و نشان کچہ بہی نہتا اور ازل سے پیدا ہونیکے وقت تک عدم کے پردہ مین چہپا تھا جیسا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا

١٧ مین بہت زیادہ ہون تمسے باعتبار مال کے اور بہت عزت دار ہون باعتبار نفر کے ۱۲

٤ [illegible]

حق تعالی نے خاک کو پیدا کیا کہ اوس سے زیادہ کوئی چیز ذلیل نہین اور نطفہ اور علقہ کو پیدا کیا کہ وہ ذرا سا پانی اور خون ہے اور
اوس سے زیادہ کوئی چیز پلید نہین اور آدمی کو اوس نیست سے ہست کیا اور اوسکی اصل نا چیز مٹی اور گندے پانی اور پلید خون سے
بنائی اوسکے بعد آدمی پارہ گوشت تھا اوسمین سماعت بصارت گویائی قوت حرکت کچھ نتھی بلکہ ایک جماد تھا کہ اپنی بھی کچھ خبر نرکھتا
تو اور چیز کا کیا ذکر پھر حق تعالی نے اوسمین سماعت بصارت ذوق گویائی قوت قدرت ہاتھ پاؤن آنکھہ اور سب اعضا پیدا کیے
چنانچہ وہ دیکھتا ہے کہ ان چیزون مین سے کوئی چیز نتو خاک مین تھی نہ نطفہ مین نہ خون مین اور اوسمین اتنی عجائب غرائب
چیزین پیدا کین تا کہ اونکے سبب سے خالق کی بزرگی اور بڑائی پہچانے نہ یہ کہ اونکے سبب سے تکبر کرے کیونکہ اوسنے کچھ اپنی کوشش
سے یہ چیزین نہین حاصل کی ہین کہ اونکے سبب سے تکبر کرے جیسا حق تعالی نے ارشاد کیا وَمِنْ اٰیَاتِہٖ اَنْ خَلَقَکُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ
بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ آدمی کا پہلا کام تو یہ ہے اے عزیز دیکھہ تو کہ اوسے اب تکبر کی جگہہ ہے یا اپنے سے ننگ و عار رکھنے کی اور اوسکے
درمیان کے کام یہ ہین کہ حق تعالی اوسے اس عالم مین لایا اور ایک مدت تک رکھا اور یہ قوتین اور اعضا اوسے عنایت کیے
اگر حق تعالے اوسکے کام اوسیکے اختیار مین دیتا اور اوسے بے پروا کرتا تو ممکن تھا کہ غلطی مین پڑکر سمجھتا کہ مین کچھ ہون بلکہ
بھوک پیاس بیماری جاڑا گرمی درد رنج دولا کھہ مختلف بلائین اوسکے سر پر لگا رکھی ہین تا کہ کسی ساعت اپنی طرف سے امین نہو
کیونکہ شاید مرجائے یا اندہا یا بہرا یا دیوانہ یا بیمار یا درماندہ ہو جائے یا بھوک پیاس کے مارے مرجائے اور حق سبحانہ تعالی نے
اوسکی منفعت کڑوی دواؤن مین رکھی تا کہ اگر وہ فائدہ چاہتا ہے تو سردست رنج اوٹھائے اور اوسکا زیان اچھی چیزون مین رکھا
تا کہ اگر فی الحال لذت پائے تو پھر اوسکا رنج اوٹھائے اور اوسکے کامون مین سے کوئی کام اوسکے ہاتھ مین نہین دیا حتی کہ جو کچھ وہ چاہے
کہ جانون اوسے نہین جانتا ہے اور جو کچھ چاہتا ہے کہ بھول جاؤن اوسے نہین بھول سکتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے کہ خیال
کرون وہ اوسکے دل پر غلبہ کرتی ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے کہ خیال کرون اوس سے دل بھاگتا ہے اور باوصف ان عجائب
صنعتون اور جمال اور کمال کے جو اوسکے واسطے پیدا کیا اوسے ایسا عاجز کر دیا کہ اوس سے زیادہ بدبخت اور کمتر اور عاجز کوئی
چیز نہین اور اوسکا اخیر کا کام یہ ہے کہ مرجائیگا نہ سماعت رہے گی نہ بصارت نہ قوت نہ جمال نہ بدن نہ اعضا بلکہ ایسا مردار
گندہ اور متعفن ہو جائیگا کہ سب لوگ اوس سے اپنی ناک بند کرین گے اور کیڑے مکوڑون اور حشرات الارض کے پیٹ مین سما
ہو جائیگا پھر آخر کو دوبارہ خاک ہو کر ذلیل و خوار ہوگا اور اسیطرح خاک ہی رہتا تو بھی فائدہ اوٹھاتا کہ چارپایون کے برابر رہتا
وہ تو یہ دولت بھی نہ پائیگا بلکہ اوسے حشر کرین گے اور ہیبت کے مقام مین رکھین گے حتی کہ آسمانون کو پھٹا ہوا دیکھے گا
اور ستارون کو گرا ہوا اور آفتاب اور ماہتاب کو بے نور اور پہاڑون کو دہنکی ہوئی روئی کیطرح پراگندہ اور زمین کو بدلی ہوئی
اور دیکھے گا کہ دوزخ کے فرشتے کمند ڈال رہے ہین اور دوزخ گرج رہی ہے اور فرشتے ایک ایک کے ہاتھ مین اعمال نامہ
دے رہے ہین حتی کہ جو کچھ تمام عمر مین فضیحتیان اور رسوائیان کی ہین آدمی اوسے دیکھتے ہین اور ایک ایک پڑھتے ہین
اور نادم ہوتے ہین فرشتے اوس سے کہتے ہین آ جواب دے کہ تو نے کیون کیا کیون کہا کیون بیٹھا کیون اوٹھا کیون دیکھا کیون

خیال کیا اور معاذ اللہ اس سے عہدہ برآ نہو سکیگا تو اوسے دوزخ مین ڈال دینگے اوسوقت وہ کہیگا کہ کاش مین مٹی ہوتا
تا کہ خاک ہو جاتا کیونکہ وہ اس عذاب سے چھوٹے ہوئے ہین تو جس شخص کا حال سور اور کتے سے بھی بدتر ہونا ممکن ہو اوسکو تکبر
کرنیکا کیا محل ہے اور فخر کرنیکا کیا موقع ہے کیونکہ اگر آسمان زمین کے سب ذرے اوسکی مصیبت پر روئین اور اوسکی فضیحتی اور
رسوائی ہونیکا کاغذ پڑھین تو قاصر رہین ای عزیز بھلا کبھی تو نے دیکھا ہے کہ بادشاہ نے کسی کو کسی گناہ کے سبب سے پکڑا اور قیدخانہ مین
بند کیا اور وہ قیدی اس خطر مین ہے کہ مجھے سولی دینگے یا عذاب کرینگے باوجود اسکے وہ قیدی تفاخر اور تکبر مین مشغول ہو اور
تمام خلق دنیا مین بادشاہ عالم کے قیدخانہ مین ہے اور گناہ بہت رکھتی ہے اور انجام کار نہین پہچانتی ہے تو ایسی جگہ مین اس
حال کے ساتھ فخر اور تکبر کا کیا محل ہے تو جس شخص نے اپنے تئین اس صفت کے ساتھ پہچانا تو یہ پہچان اوسکا مرہم ہو جائیگی اور اوسکے باطن سے
تکبر کی جڑ بالکل کھود ڈالیگی حتی کہ وہ کسی چیز کو اپنے سے زیادہ کمتر نہ دیکھیگا بلکہ چاہیگا کہ خاک ہوتا یا پڑا رہا یا جاوے کہ اس سخت خطر مین نہوتا اور علاج
عملی یہ ہے کہ سب احوال و اقوال مین متواضعون کی راہ اختیار کرے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر روٹی کھاتے تکیہ نہ لگاتے اور
فرماتے کہ مین بندہ ہون مین اسطرح کھاتا ہون جسطرح بندے کھاتے ہین حضرت سلیمان علیہ السلام سے لوگون نے پوچھا کہ تم نیا کپڑا نہین
پہنتے کہا مین بندہ ہون اگر کسی دن آزاد ہونگا تو آخرت مین نیا لباس پہنونگا ای عزیز جانو کہ اسرار نماز مین سے ایک تواضع
ہے کہ رکوع سجود سے حاصل ہوتی ہے اور چہرہ جو سب اعضا سے زیادہ عزت دار ہے آدمی اوسے خاک پر رکھتا ہے جو سب چیزون
سے زیادہ ذلیل ہے اسواسطے کہ عرب کو ایسا تکبر تھا کہ پیٹھہ نہ جھکاتے تھے تو یہ سجدہ اونپر قہر عظیم تھا تب آدمی کو چاہیے کہ کبر
جو حکم دے اوسکے خلاف ہی کرے اور صورت اور زبان اور آنکھہ اور نشست و برخاست اور لباس اور سب حرکات سکنات مین
کبر ظاہر ہوتا ہے تو چاہیے کہ آدمی تکلف کرکے یہ سب دور کرے تاکہ تواضع اوسکی سرشت ہو جائے تکبر کی علامتین بہت ہین
ایک یہ ہے کہ جبتک کوئی دوسرا آدمی اوسکے ساتھ نہو تبتک اکیلا کہین جانا نچاہیے اس امر سے حذر کرنا چاہیے حضرت
ابو الدرداء رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ جتنے آدمی تیرے ساتھ زیادہ ہوتے ہین اوتنا ہی تو حق تعالی سے دور رہتا ہے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم لوگون کے بیچ مین چلا کرتے تھے کبھی ایسا ہوتا کہ لوگون کو آگے کر لیتے اور ایک علامت یہ ہے
کہ متکبر چاہتا ہے کہ لوگ اوسکے سامنے کھڑے رہین اور اوسکے واسطے سروقد اوٹھ کھڑے ہوا کرین رسول مقبول صلعم اس امر سے کراہت رکھتے تھے
کہ کوئی آپکے واسطے سروقد اوٹھ کھڑا ہو امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ جو کوئی دوزخی کو دیکھا چاہتا ہو اوس سے کہدو کہ ایسے
آدمی کو دیکھے جو خود تو بیٹھا ہو اور لوگ اوسکے سامنے کھڑے ہون اور ایک علامت یہ ہے کہ متکبر کسیکی ملاقات کو نہین جاتا حضرت سفیان ثوری رح
مکہ معظمہ مین پہنچے تو حضرت ابراہیم ادہم نے اونکو بلایا کہ یہان آکر مجھسے حدیث روایت کرو حضرت سفیان چلے آئے حضرت ابراہیم ادہم نے کہا
کہ مین نے چاہا کہ تمھاری تواضع آزماؤن اور ایک علامت یہ ہے کہ متکبر یہ نہین چاہتا کہ فقیر اوسکے پاس بیٹھے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فقیر کے
ہاتھہ مین اپنا دست مبارک دیتے جبتک وہ نچھوڑتا آپ اوسیطرح رہتے اور جو شخص ایسا بیمار ہوتا کہ اور لوگ اوس سے حذر کرتے آپ اوسکے ساتھ کھانا
نوش کرتے اور ایک علامت یہ ہے کہ متکبر اپنے گھر مین کچھ کام نہین کرتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سب کام کرتے تھے خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز رح نے

ایک رات کسی کو مہمان رکھا چراغ گل ہونے لگا مہمان نے کہا کہ مین تیل سے آؤن فرمایا نہین مہمان سے کام کو کہنا مروت سے
بعید ہے مہمان نے کہا غلام کو جگاؤن فرمایا نہین وہ ابھی سویا ہے پھر آپ اوٹھکر تیل کا برتن لائے اور چراغ مین تیل ڈالا مہمان
نے کہا کہ یا امیر المومنین یہ کام خود آپ نے کیا فرمایا ہان جب مین گیا تھا تب بھی عمر تھا اور اب پھر آیا تو بھی عمر ہون اور ایک عادت
یہ ہے کہ متکبر سودا سلف بازار سے خود اپنے گھر نہین لیجاتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایک چیز بازار سے خرید کر لیے
جاتے تھے ایک شخص نے چاہا کہ مین اسے لیچلون آپ نے نہ مانا اور فرمایا کہ جس کی چیز ہے اوسیکا لیجانا بہتر ہے حضرت ابوہریرہ رضی
اللہ تعالی عنہ لکڑیان پیٹھ پر لادے بازار مین جاتے اور کہتے کہ اپنے امیر کو راہ دو یہ اوسوقت کا ذکر ہے جب وہ امیر تھے امیر المومنین
حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ بائین ہاتھ مین گوشت لٹکائے ہوئے اور داہنے مین درہ لیے ہوئے بازار مین جاتے اور ایک عادت
یہ ہے کہ جب تک اچھے کپڑے نہون تب تک متکبر باہر نہین نکلتا امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو لوگون نے بازار مین دیکھا
کہ ہاتھ مین درہ لیے ہین اور چودہ پیوند چادر مین سیے ہین اور ان مین بعضے چمڑے کے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ
کوتاہ کپڑا پہنتے تھے لوگون نے شکایت کی فرمایا کہ اس لباس سے دل خاشع رہتا ہے اور لوگ پیروی کرتے ہین تقلید کرتے ہین
حضرت طاؤس رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ مین جب دھوئے ہوئے کپڑے پہنتا ہون تو جب تک پھر میلے نہو جاوین تب تک اپنے
دل مین پاتا ہی نہین یعنی اپنے دل مین رعونت اور تکبر پاتا ہون خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے خلافت سے پہلے
ہزار دینار کا کپڑا مول لیا جاتا کہتے کہ اچھا تو ہے لیکن اس سے بھی زیادہ نرم چاہیے اور خلافت کے بعد پانچ درم کا کپڑا مول لیتے
اور فرماتے کہ خوب ہے لیکن اس سے زیادہ موٹا کپڑا چاہیے لوگون نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے فرمایا کہ حق تعالی نے میرے نفس
لذت طلب دیا ہے جب ایک چیز کی حلاوت چکھ لیا ہے تو اوس سے بڑھکر طلب کرتا ہے اب خلافت کا مزہ چکھا اس سے بڑھکر کوئی
مرتبہ نہین تو اب بادشاہی ابد کی طرف دوڑتا ہے اور اوسے ڈھونڈھتا ہے الغرض یہ گمان نکرنا چاہیے کہ جتنے اچھے لباس مین سب
تکبر ہی کی وجہ سے ہوتے ہین کیونکہ کوئی آدمی ہر چیز مین اچھائی کو دوست رکھتا ہے اور نشانی اوسکی یہ ہے کہ خلوت مین بھی اچھے
کپڑے کو دوست رکھے اور کوئی شخص پرانے کپڑے کے سبب تکبر کرتا ہے کہ اوسے بیچارگی مین ظاہر کرتا ہے حضرت عیسی
علیہ السلام نے لوگون سے کہا کہ کیا ہے جو تم راہبون کا لباس پہنے ہو اور باطن کو بھیڑیے کی صورت بنا رکھا ہے بادشاہون کا
لباس پہنو اور خوف خدا سے دلکو نرم کرو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ جب ملک شام کو پہونچے تو پھٹے پرانے کپڑے
پہنے تھے لوگون نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین یہان دشمن لوگ ہین اگر آپ اچھے کپڑے مین ہونگے تو کیا ہوگا فرمایا کہ حق تعالی
نے مجھے اسلام کے سبب عزت دی ہے اور کسی چیز مین عزت نہ ڈھونڈھونگا غرض جو کوئی تواضع سیکھا چاہے اوسے چاہیے
کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی سیرت دریافت کرکے اوسکی پیروی کرے حضرت ابو سعید خدری رحمہ اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے
کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جانورون کو چارہ ڈالتے اونٹ کو باندھتے گھر جھاڑتے بہارتے بکری دودھ دوہتے نعلین مبارک
ٹانک لیا کرتے کپڑے مین پیوند لگا لیتے خادم کے ساتھ کھانا کھاتے جب خادم تھک جاتا تو چکی پیسنے مین اعانت کرتے بازار سے

چادرین سوار ہوا سلاطین بادشاہ لاتے امیر فقیر مہوتے بڑے سبکو پہلے خود سلام کرکے مصافحہ کرتے غلام آزاد چہوٹے بڑے ون کے درمیان
دونون کے اموتین فرق نکرتے دن رات کا ایک ہی لباس رکہتے جو فقیر کسا پریشان حال آپکی دعوت کرتا قبول فرماتے جو کہانا
آپکے سامنے رکہدیا جاتا اگرچہ تہوڑا ہوتا اوسے حقیر نجانتے رات کا کہانا صبح کے واسطے نرکہتے صبح کا کہانا رات کے واسطے نرکہتے
آپ نیک خو تہے کریم الطبع ملنسار بے تکلف روتے مسکراتے تہے بے قہقہ نکالے اندوہگین ہوتے تہے بے تیوری چڑہائے متواضع
تہے بے ذلت باہیبت تہے بے درشتی و شدت سب امراف سخی اور نرم تہے سب لوگون پر رحم کرتے تہے آپکا دل بہت نرم تہا
سرجہکائے رہتے تہے بہ تقاضائے بشریت کبہی ڈکار نہ لیتے تہا کسی سے طمع نرکہتے تہے جو کوئی اپنی سعادت چاہے آپکی پیروی کرے یہی سبب تہا
کہ حق تعالے نے آپکی تعریف کی اور فرمایا اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ اور علاج تفصیلی یہ ہے کہ تو غور کر کہ کس سبب سے تکبر کرتا ہے
اگر نسب کے سبب تکبر ہے تو جان کہ نسب ہے حق تعالی نے فرمایا ہے بَدَأَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ طِينٍ ثُمَّ
جَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ مَاءٍ مَهِينٍ یعنی تیری اصل خاک ہے اور فرع نطفہ ہے تو نطفہ باپ ہوا اور خاک دادا اور دونون سے
زیادہ خوار ذلیل کون ہے اگر تو کہے کہ آخر باپ ہی تو درمیان مین ہے تو تجہ مین اور تیرے باپ کے درمیان مین نطفہ اور علقہ
اور مضغہ اور بہت ناپاکیان اور سوداکیان مین تو انہین کیون نہین دیکہتا اور تعجب یہ ہے کہ اگر تیرا باپ خاکروبی یا حجامی کرتا تو
تو اوس سے ننگ و عار کرتا اور کہتا کہ عجب ناپاک ہے اور خاک و خون تیرا باپ ہے تو خاک اور خون ہی سے جسکا
پہر کیون فخر کرتا ہے اور تو نے جب یہ جان لیا تو تیری مثل اوس شخص کی ایسی ہوگی جو اپنے تئین سید علوی سمجہے اور دو گواہ
عادل ایسے گواہی دین کہ یہ غلط ہے اور فلانے حجام کا لڑکا ہے اور وہ ثابت کردین جب تجہے یہ معلوم ہوجائیگا تو پہر تو تکبر نکر سکیگا
دوسری بات یہ ہے کہ جو شخص نسب کے سبب سے ناز کرتا ہے تو حقیقت مین دوسرے کے سبب سے ناز کرتا ہے اور بزرگی تجہ مین
ہونا چاہیے اسواسطے کہ آدمی کے پیشاب سے جو کیڑا پیدا ہوتا ہے اوسے اوس کیڑے پر جو گدہے کے پیشاب سے پیدا ہو
کچہ بزرگی نہین ہوتی دوسرا سبب وہ تکبر ہے جو حسن و جمال کے سبب سے ہو جو شخص اپنے حسن و جمال کے سبب سے فخر کرے اوسے
چاہیے کہ باطن مین دیکہے تاکہ برائیان ظاہر ہون اور نظر کرے کہ اوسکے پیٹ اور مثانہ اور رگون اور ناک کان اور سب اعضا
مین کیا کیا نجاست اور کثافت ہے اور ہر روز دو بار اپنے ہاتھ سے اپنی ایسی چیز دہوتا ہے جسکی صورت دیکہنا گوارا ہے نہ بو سونگہنا
اور ہمیشہ اوسکا بار بردار اور حمال رہتا ہے پہر یہ سوچے کہ اوسکی پیدایش خون حیض اور نطفہ سے ہے اور پیشاب کی دو راہ گذرنے
سے سبب گندہ ہے تب عالم وجود مین قدم دہرتا ہے حضرت طاؤس رحمہ اللہ تعالی علیہ نے ایک شخص کو خرامان دیکہا کہا یہ اوس
شخص کی چال نہین ہے جو یہ جانتا ہو کہ مین اپنے پیٹ مین کیا بہرے ہون اگر آدمی ایکدن اپنی نشست و شستو نکرے تو سب
گندہ ہوسے اور سنڈاس اوس سے پاکیزہ تر ہین کیونکہ گہورون اور سنڈاسون مین اوس سے زیادہ پلید کوئی چیز نہین ہوتی
جو آدمی کے پیٹ سے نکلتی ہے پہر اوسکا حسن و جمال کچہ اوسکے سبب سے نہین ہے کہ فخر کرے اور اورون کی بدصورتی کچہ اون
اورون کے سبب سے نہین ہے کہ اونکا عیب کرے اور اوسکا حسن و جمال اعتماد کے قابل ہی نہین ہے کیونکہ ایک بیماری سے

[illegible] ہو جاتا ہے اور چیچک سب بیماریوں سے زیادہ اوسے بدصورت کر دیتی ہے غرضکہ یہ چیزیں تکبر کے لائق نہیں ہیں اور
اگر اپنی طاقت کے سبب سے آدمی تکبر کرتا ہے تو یہ جان لے کہ اگر اوسکے ایک درد ہوتا ہے تو اوس سے زیادہ عاجز کوئی نہیں ہوتا
اگر مکھی اوسے ستاتی ہے تو عاجز آتا ہے اگر بھنگا اوسکی ناک میں یا چیونٹی اوسکے کان میں گھس جاتی ہے تو عاجز اور ہلاک ہو جاتا ہے اگر
کانٹا اوسکے پاؤں میں گڑ جاتا ہے تو جگہ سے ہل نہیں سکتا پھر اگر بڑا قوی اور طاقتور ہے تو بیل گدھا ہاتھی اونٹ اوس سے زیادہ
قوی ہیں پھر ایسی چیز کے سبب سے فخر کرنا کیا جسمیں بیل گدھا اوس سے بڑھ کر ہے اور اگر تونگری اور مال اور نوکروں غلاموں کے سبب سے تکبر کرے
یا حکومت اور سرداری کی وجہ سے تو یہ سب چیزیں اوسکی ذات سے باہر ہیں کیونکہ اگر مال چوری جاوین یا حکومت سے بادشاہ معزول
کر دے تو پھر کیا اوسکے قبضہ میں رہے گا اور اگر مال سے ہی تو بہتیرے یہودی اوس سے زیادہ مال و دولت رکھتے ہیں اور اگر
[illegible] رکھتے ہیں [illegible] تیری
ذات سے نہ وہ تیری ملکیتیں اور جو تیری ملک نہ ہو اوسکے سبب سے تکبر اور فخر کرنا بالکل بیجا اور بُرا ہے اور انمیں سے کوئی چیز تیری
ذات سے نہیں ہے اور سمجھا اون اسباب کے جنکے سبب سے تکبر کرسکتے ہیں وہ علم اور عبادت ہے اسکا علاج دشوار ہے کیونکہ علم
اور حق تعالی کے نزدیک بڑا عزیز ہے اور بڑی چیز ہے اور حق تعالی کی صفتوں میں سے ہے اور عالم پر بہت مشکل ہوگا کہ اپنی نظر
التفات میں نہ کرے اور یہ مشکل اسطرح سے آسان ہوتی ہے ایک تو یہ ہے کہ جان لے کہ علم کے سبب سے بڑی آفت ہوگی اور عالم کا بڑا
خطر ہے کیونکہ جاہل سے بہت کام معاف ہیں جو کہ پہچانیگا اور عالم سے نہ پہچانیگی اور عالم کی تقصیر بہت بڑی ہوتی [illegible] عالم کے [illegible]
ہوتی ہیں اونمیں غور و تامل کرنا چاہیے کیونکہ قرآن شریف میں حق سبحانہ تعالی نے اوس عالم کو گدھے کے مانند فرمایا ہے جو اپنے
علم کے موافق کام نہ کرے [illegible] جو تکبر کرتا ہے [illegible] حق تعالی نے فرمایا ہے کَمَثَلِ الْکَلْبِ اِنْ
تَحْمِلْ عَلَیْهِ یَلْهَثْ اَوْ تَتْرُکْهُ یَلْهَثْ یعنی ہانپے خواہ ہٹانے اپنی طبیعت اور سرشت سے [illegible] نہیں ہوتا کتے اور
گدھے سے زیادہ اور کیا چیز خبیث ہے اور درحقیقت عالم اگر آخرت میں نجات نہ پائیگا تو سب سے بدتر اور [illegible] نکلیں گے تو حیوانات کا کیا ذکر
اسی سبب سے ایک صحابی کہتے تھے کہ کاش میں چڑیا ہوتا اور ایک صحابی کہتے تھے کہ کاش میں بکری ہوتا اور لوگ مجھے ذبح کر کے کھا لیتے اور ایک
صحابی کہتے تھے کہ کاش میں گھاس ہوتا یہ جسکے دل میں آخرت کا خطرہ جم جاتا ہے وہ ہرگز تکبر نہیں کرتا اگر کسی کو اپنے سے زیادہ جاہل دیکھتا تو کہتا
کہ نادان ہے گناہ میں معذور ہے اور مجھ سے بہتر ہے اور اگر کسی کو اپنے سے زیادہ عالم دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ اوسے وہ خبر ہے جو میں نہیں جانتا مجھ سے وہ بہتر ہے اور
اگر بوڑھے کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ اسنے مجھ سے زیادہ خدا کی عبادت کی ہے یہ مجھ سے بہتر ہے اور اگر لڑکے کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے
کہ میں نے بہت گناہ کیے اور یہ معصوم ہے ابھی زمانہ ہی نہیں دیکھا مجھ سے بہتر ہے بلکہ اگر کافر کو دیکھتا ہے تو بھی تکبر نہیں کرتا
اور کہتا ہے کہ شاید یہ مسلمان ہو جاوے اور اسکی عاقبت بخیر ہو اور ہمارا ہی خاتمہ کفر پر ہو کیونکہ بہت سے مسلمانوں نے اسلام قبول
کرنے کے قبل امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کو دیکھا اور تکبر کیا حق تعالی کے علم میں وہ بڑا ہی بہتر تھا تو جب اصل
نجات آخرت میں ہے اور وہ کسی کو معلوم نہیں تو چاہیے کہ ہر ایک اوسکے خوف میں رہے تا کہ تکبر نہ کرے تو دوسری طرح یہ ہے کہ [illegible]

کہ کبر حق سبحانہ تعالی ہی کو سزاوار ہے اور جو کوئی اس امر مین اوس سے جھگڑتا ہے اوسے خدا دشمن رکھتا ہے اور حق تعالی نے
ہر ایک کو فرمایا ہے کہ میرے نزدیک تیری قدر اوسوقت ہوگی جب تو اپنے تئین کچھ نہ سمجھے اگر بالفرض آدمی یہ بھی جان لے
کہ میری عاقبت بخیر ہوگی تو بھی حق تعالی کا فرمانا یاد رکھکر تکبر نہ کرے اسی سبب انبیا علیہم السلام متواضع ہوتے تھے کیونکہ جانتے
تھے کہ حق تعالی متکبر کو دشمن رکھتا ہے اور عابد کو چاہیئے کہ عالم بے عبادت پر تکبر نہ کرے اور سمجھے کہ شاید علم اوسکا شفیع ہو اور
اوسکی برائیون کو محو کر دے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عالم کو عابد پر ایسی فضیلت ہے جیسی مجھے کسی ادنی صحابی پر
اور اگر کوئی عابد کسی جاہل کو دیکھے اور اوسکا حال پوشیدہ ہو تو اپنے جی مین سمجھے کہ شاید یہ جاہل مجھسے زیادہ عابد ہو اور
اپنے تئین مشہور نہ کیا ہو اور اگر فاسق ہو تو اپنے جی مین یہ کہے شاید میرے سبب ہوس اور خطرے ایسے گناہ مین جو دل ہی سے
ہوتے ہین اور فسق ظاہری سے بدتر ہین اور ممکن ہے کہ میرے باطن مین ایسا کوئی گناہ ہو جس سے مین غافل ہون اور میرے
ظاہری عمل اوس سے حبط ہو جائین اور اوسکے باطن مین کوئی خلق نیک ایسا ہو جو اوسکے سب ظاہری گناہون کا کفارہ ہو جائے
بلکہ شاید وہ توبہ کرے اور خاتمہ بخیر اوسے نصیب ہو اور مجھسے ایسا کوئی گناہ سرزد ہو جسکے سبب سے موت کے وقت ایمان خطر مین پڑ جائے
غرضکہ جب یہ امر ممکن ہے کہ حق سبحانہ تعالے کے نزدیک اوسکا نام اشقیا مین لکھا ہے تو تکبر کرنا نادانی ہے اسی سبب سے بڑے بڑے
عالم اور مشائخ ہمیشہ متواضع رہے ہین **عجب اور اوسکی آفت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ خود پسندی برے اخلاق مین سے
ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین چیزین مہلک ہین بخل حرص خود پسندی اور فرمایا ہے کہ اگر تم لوگ گناہ نکرو
تو بھی مجھے تمسے ایسی ایک چیز کا خوف ہے کہ وہ گناہ سے بھی بدتر ہے ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے
لوگون نے پوچھا کہ آدمی بدکار کب ہوتا ہے فرمایا کہ جب اپنے تئین نیکوکار جانے اور یہ جاننا خود پسندی ہے حضرت ابن مسعود
رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ تباہی اور ہلاکت دو چیزون مین ہے خود پسندی اور ناامیدی مین اسی سبب سے بزرگون نے
کہا ہے کہ ناامید آدمی طلب مین سست ہوتا ہے اور معجب جانتا ہے کہ مین طلب سے بے نیاز ہون حضرت مطرف رحمۃ اللہ تعالی
کہتے ہین کہ اگر مین تمام رات سوؤن اور صبح کو ڈرتا ہوا اور شکستہ دل اوٹھون تو اس امر کو مین اس بات سے زیادہ دوست
رکھتا ہون کہ رات بھر نماز پڑھون اور صبح کو اوسپر خود پسندی کرون حضرت بشیر ابن منصور رحمۃ اللہ تعالی ایکدن بڑی لنبی
نماز پڑھتے تھے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اونکی عبادت مین متعجب ہے جب سلام پھیرا تو کہا کہ اے جوان تعجب نہ کر کیونکہ ابلیس نے
مدتون عبادت کی اور اوسکا خاتمہ تو جانتا ہے کہ کیسا ہوا اے عزیز جان تو کہ خود پسندی سے بہت آفتین پیدا ہوتی ہین اونمین سے
ایک تکبر ہے کہ آدمی اپنے تئین دوسرون سے بہتر جانے دوسری آفت یہ ہے کہ خود اپنے گناہ یاد نہین کرتا اور تدارک مین
مشغول نہین ہوتا اور جانتا ہے کہ مین بخشا ہوا ہون عبادت مین شکرگذار نہین ہوتا اور جانتا ہے کہ شکرگذاری سے بے نیاز ہے
اور عبادت کی آفتین نہین جانتا اور نہین تحقیق کرتا اور جانتا ہے کہ وہ خود بے آفت ہے اور اوسکے دل سے خوف دور ہو
جاتا رہتا ہے اور حق سبحانہ تعالی کے مکر سے نڈر رہتا ہے اور عبادت کے سبب سے حق سبحانہ تعالی پر اپنا حق جانتا ہے کہ عبادت

۵ عجب یعنی خودبینی [illegible]

اوسپر خود نعمت الٰہی سے ہے اور اپنی تعریف کرتا ہے اور اپنے تئین پاک جانتا ہے اور جب اپنے علم مین خود بین ہوتا ہے تو کسی سے
کچھ پوچھتا نہین اور اگر اوس سے اوسکے خلاف اسے کوئی بات کہین تو سنتا ہی نہین اور ناقص رہتا ہے اور کسیکی نصیحت نہین سنتا ہے
عجب اور ادلال کی حقیقت کا بیان ایعزیز جانو کہ حق تعالیٰ نے جسے کوئی نعمت عطا فرمائی جیسے علم اور توفیق
عبادت وغیرہ اور اوسکے زائل ہو جانے سے ہراسان رہتا ہے اور ڈرا کرتا ہے کہ مبادا اوس سے یہ چھین لین وہ خود پسند نہین ہے
اور اگر ڈرتا نہے اور اوس نعمت کے سبب سے بدینوجہ خوش رہے کہ حق تعالیٰ کی عطا اور نعمت ہے اسوجہ سے نہین کہ اوس شخص کی
صفت ہے تو بھی خود پسند نہوگا اور اسوجہ سے خوش ہو کہ یہ میری صفت ہے اور اس امر سے غافل ہو کہ وہ خدا کی نعمت ہے اور
اوسکے ہاتھ سے خالی ہو تو اس صفت سے یہ خوشی خود پسندی ہے اور اگر ساتھ اسکے حق تعالیٰ کے نزدیک اپنا کچھ حق جانے اور اپنی
عبادت کو اپنے واسطے خدمت پسندیدہ جانے تو اسے ادلال یعنی ناز کرنا اور اترانا کہتے ہین کیونکہ خود اسپنے تئین نازان جانتا ہے
اور جب کسی کو کوئی چیز دے اور اپنے دل مین سمجھے کہ مین نے بڑا کام کیا تو خود پسند ہے اور اگر اوسکے عوض مین کسی خدمت
اور مکافات کی امید رکھتا ہے تو اوسے ناز کہتے ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز کے سبب سے ناز کرتا ہے
اوسکی نماز اوسکے سر سے تجاوز نہین کرتی اور فرمایا ہے کہ اگر تو ہنسے گا اور اپنی تقصیر کا مقر رہے گا تو اس سے بہتر ہے کہ روئے
اور اوسے بڑا کام جانے **عجب کے علاج کا بیان** ایعزیز جانو عجب بیماری ہے جہل محض اوسکا سبب ہے تو معرفت محض
اسکا علاج ہے پس جو شخص رات دن علم اور عبادت مین مشغول رہتا ہے ہم اوس سے پوچھتے ہین کہ بھلا تیرا یہ عجب اس سبب سے ہے
کہ عمل کیا تیری قوت اور قدرت کے بغیر تجھپر گذرتا ہے یعنی تجھسے ظاہر ہوتا ہے اور تو راہ گذر یعنی اسکا مظہر ہے یا اس سبب سے عجب ہے
کہ یہ عمل تیری ذات سے پیدا ہوتا ہے اور تیری قوت سے حاصل ہوتا ہے اگر پہلے سبب سے ہے تو راہ گذر کو خود پسندی نہین ہو سکتی ہے
کیونکہ وہ تو مسخر ہے اوس سے کچھ کام نہین ہوتا اور اگر کہے کہ یہ عمل مین کرتا ہون اور میری قوت اور قدرت سے ہے تو ہم کہینگے
کہ تو کچھ جانتا ہے کہ جس قوت اور قدرت اور اعضا اور ارادت سے یہ عمل کرتا ہے اوسے کہان سے لایا ہے اگر کہے کہ میری خواہش
سے یہ عمل ہوتا ہے تو ہم پوچھینگے کہ بھلا اس خواہش اور اس داعیہ کو کسنے پیدا کیا اور کسنے تیرے اوپر مسلط کر دیا کہ اوسنے قہر
اور زبردستی کی زنجیر تیری گردن مین ڈالکے تجھے کام مین رکھا کیونکہ جسپر خواہش اور داعیہ کو مسلط کیا تو اوسکے اوپر گویا ایسا ایک
موکل بھیجا کہ وہ اوسکے خلاف کر ہی نہین سکتا اور داعیہ اوس شخص کے اختیار سے نہین ہے کیونکہ اوسے زبردستی کام مین
رکھتا ہے تو سب خدا ہی کی نعمت ہے اور تیری خود پسندی کا سبب جہالت ہے کیونکہ تیری ذات سے کوئی چیز نہین تو جاننا
کہ حق تعالیٰ کے فضل و کرم سے تو تعجب کرے کہ اوسنے بہتیرے خلق کو غافل کر دیا اور اونکے داعیہ کو برے کامون مین صرف کیا
اور تجھپر اپنی عنایت کا پھریرا بھیجا اور داعیہ کو تیرے اوپر تعینات کر دیا اور تجکو قہر اور زبردستی کی زنجیر مین جکڑ کر اپنی درگاہ مین لے گیا
اگر کوئی بادشاہ اپنے غلامون کو دیکھے اور اونمین سے ایک کو خلعت دے بے کسی سبب اور خدمت کے کہ اوسنے پہلے سے
کی ہو تو اوس غلام کو بادشاہ کی عنایت کے سبب سے متعجب ہونا چاہیے کیونکہ بادشاہ نے بے استحقاق کے خود بخود اوسے خلعت دی ہے

سرفراز کیا پس اگر وہ غلام کہے کہ بادشاہ حکیم ہے جبتک مجھہ مین استحقاق کی صفت نہین دیکھہ لی خلعت خاص نہین عنایت کیا
تو جواب دینگے کہ بھلا یہ استحقاق کی صفت تو کہان سے لایا اگر یہ صفت بھی بادشاہ کی عطا کی ہوئی ہے تو تجھے خودپسندی کا کچھ
محل نہین ہے اسکی مثال ایسی ہے کہ بادشاہ اگر تجھے گھوڑا عنایت کرے تو تو تعجب کرے اور اگر بادشاہ تجھے غلام عطا فرمائے تو تو
عجب کرے اور کہے کہ بادشاہ نے مجھے غلام اس سبب سے عنایت فرمایا کہ میرے پاس گھوڑا تھا اور دون کے پاس نتھا پس چونکہ
گھوڑا بھی اوسنے دیا ہے تو تجھے کچھ عجب کا محل نہین بلکہ یہ ایسا ہے جیسے دونون چیزین تجھے ایک ہی بار مرحمت کرتا اسیطرح اگر تو
کہے کہ حق تعالی نے مجھے عبادت کی توفیق اس سبب سے دی کہ مین اوسے دوست رکھتا ہون تو جواب دینگے کہ بھلا یہ دوستی تیری
دل مین کسنے ڈالی ہے اگر تو کہے کہ مین نے اس سبب سے دوست رکھا کہ اوسے پہچانا اور اوسکا جمال لازوال دیکھا تو جواب دینگے کہ بھلا
یہ پہچان اور یہ دیدار تجھے کسنے دیا ہے پس جبکہ یہ سب چیزین اوسی کی طرف سے ہین تو اوسی کے جود و فضل کے سبب سے تعجب کرنا چاہئے
جسنے تجھے پیدا کیا اور تجھہ مین یہ صفتین پیدا کین اور قدرت اور ارادہ پیدا کیا اور تو درمیان مین تو خود کچھ ہے ہی نہین اور نہ کوئی چیز ہے جسکے
سبب سے مگر اتنی بات ہے کہ تو قدرت حق کا رہگذر اور مظہر ہے **شعر** ہم مین اپنے تھے بہت کچھ لیک ٭ خوب دیکھا تو کچھ نہین ہین ہم ٭
سوال اگر کوئی شخص کہے کہ جب مین کچھ کرتا ہی نہین اور سب خدا ہی کرتا ہے تو ثواب کی امید کہان سے رکھی جائے اور نیک
ہمین ثواب اپنے ہی عمل پہ ہے جو ہمارے اختیار سے ہے **جواب** تحقیقی اور واقعی اور صحیح تو یہ ہے کہ تو قدرت الہی کا فقط مظہر
اور رہگذر ہے پس اور اپنی ذات سے تو کچھ بھی نہین وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى یعنی حق تعالی ارشاد فرماتا ہے
کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ تمنے کیا وہ تمنے نہین کیا بلکہ خدا ہی نے کیا لیکن ایعزیز چونکہ علم اور قدرت اور ارادہ کے بعد حق تعالی نے
حرکت کو پیدا کیا تو تو جانتا ہے کہ جو کچھ کیا وہ مین ہی نے کیا ایعزیز یہ بھید نہایت ہی پوشیدہ ہے اور یہ بات بہت ہی باریک تھی تو
اسے نہ سمجھ سکیگا انشاء اللہ العزیز توکل اور توحید کے بیان مین اسکا کچھ اشارہ کیا جائیگا مگر یہان اپنی فہم کے موافق کچھ سمجھ لے
اور یہ فرض کرلے کہ عمل تیری ہی قدرت سے ہے لیکن تیرا عمل بے قدرت اور ارادہ اور علم کے ممکن نہین تو تیرے عمل کی کنجی یہی تین
صفتین ہین اور یہ تینون صفتین خدا کی عطا فرمائی ہوئی ہین پس اگر خزانہ خوب محکم ہو اور اوسمین بہت سی نعمتین اور دولتین ہون
اور تو اوسے نہین لینے سے عاجز ہو اوسکی کنجی تیرے پاس نہو اور خزانچی تجھے کنجی دیدے اور تو اوس خزانہ پر ہاتھ مارے اور دولت
لے تو اس دولت کو اوسپر حوالے کریگا جسنے وہ کنجی تجھے دی یا اپنے ہاتھ کی طرف کہ تو نے ہاتھ سے دولت اوٹھائی ہے
اور تو جانتا ہے کہ جب اوسنے تجھے کنجی دیدی تو دولت کا اوٹھا لینا بیقدر فعل ہے قدر اسی بات کو ہے کہ اوسنے تجھے کنجی دیدیا
تو دولت اوسی کی طرف سے ہوگی پس تیری قدرت جو اعمال کی کنجی ہے اور اسکے سب اسباب خدا ہی کے عنایت فرمائے ہوئے ہین
تو اوسکے فضل سے تو تعجب کر کہ اوسنے عبادت کی کنجی تجھے دیدی اور سب فاسقون کو محروم رکھا اور گناہون کی کنجی اورون کو
دیکر عبادت کے خزانہ کو اونکے واسطے بند رکھا اونکے کسی قصور کے سبب سے نہین بند رکھا بلکہ مقتضائے عقل بند رکھا اور تجھکو کسی
خدمت کی وجہ سے کنجی نہین دیدی بلکہ محض اپنے فضل سے دی تو جسنے توحید کو حقیقتاً پہچانا اوسے ہرگز عجب نہین ہوتا اور عجب یہ ہے

کہ مفلس عاقل اس بات سے تعجب کرے کہ حق تعالیٰ جاہل کو مال عنایت فرماتا ہے اور مجھ عقلمند کو محروم رکھا اسقدر نہین جانتا کہ عقل
سب نعمتون سے بہتر ہے اور یہ بھی خدا نے دی ہے اگر عقل و مال دونون اوسی کو عنایت فرماتا اور جاہل کو دونون سے محروم
رکھتا تو یہ عدل سے بعید ہوتا اور اگر اس عاقل سے جو شکایت کرتا ہے لوگ کہین کہ اپنی عقل کو اوسکے مال سے بدل لے تو کبھی نہ بدلیگا
اور جو خوبصورت عورت محتاج ہو وہ بدصورت عورت کو زیور اور لباس فاخرہ پہنے ہوئے بڑے ٹھاٹھ سے دیکھکر کہے یا الٰہی
یہ کیا حکمت ہے کہ ایک بدصورت کو تو نے نعمت اور دولت عطا فرمائی کہ اوسے زیب نہین دیتی تو وہ اسقدر نہین سمجھتی کہ جو دولت
حسن مجھے عنایت فرمائی وہ اوس زر و زیور سے بہتر ہے اگر دونون نعمتین اوسی کو مرحمت ہوتین تو عدل سے بعید ہوتا اسکی مثل
ایسی ہے جیسے بادشاہ ایک شخص کو گھوڑا عطا فرمائے اور ایک کو غلام صاحب اسپ تعجب کرکے کہے کہ گھوڑا تو میرے پاس ہے بادشاہ
نے غلام اوسے کیون دیا یہ کہنا نادانی سے ہوتا ہے اسی سبب سے تھا کہ حضرت داؤد علی نبینا و علیہ السلام نے عرض کیا کہ بارخدایا
کوئی رات ایسی نہین آتی کہ میری اولاد مین سے ایک نہ ایک صبح تک نماز نہ پڑھتا ہو اور کوئی دن ایسا نہین آتا کہ ایک نہ ایک
روزہ نہ رکھے وحی آئی کہ اے داؤد اگر مین توفیق نہ دیتا تو انہین یہ بات کہان سے حاصل ہوتی اب لحظہ بھر مین تجھے تیری رای پر
چھوڑتا ہون جب حق تعالیٰ نے اونہین اونکی رائے پر چھوڑ دیا تو اونسے ایسی چوک ہوگئی کہ تمام عمر اوسکی حسرت اور ندامت مین
رہے حضرت ایوب علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا کہ بارخدایا تو نے یہ سب بلا مجھپر ڈالی اور مین نے ذرہ بھی اپنی خواہش تیری مرضی
اور مرضی پر اختیار نہ کی تیری رضا پر راضی رہا اور ذرہ بھی بے صبری نہین کی بس ایک ٹکڑا ابر کا دیکھا اور اوسمین سے دس ہزار آوازون
کے ساتھ ندا سُنی کہ اے ایوب تیرا وہ صبر کہان سے آیا تھا حضرت ایوب علیہ السلام متنبہ ہوئے اور تھوڑی سی خاک سر پر
ڈالکر التجا کرنے لگے اور عرض کرنے لگے کہ بارخدایا وہ صبر تیرے ہی فضل و کرم سے تھا مین نے توبہ کی اور حقتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے
وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّىْ مَنْ يَّشَآءُ یعنی اگر میرا فضل
نہوتا تو کوئی شخص اپنی پاکی کی طرف راہ نہ پاتا تو اور کام کا کیا ذکر اور حضرت سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا نے اسی سبب سے
ارشاد کیا کہ کوئی شخص اپنے اعمال کے سبب سے نجات نہ پائیگا لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپ بھی نہ پائینگے آپنے
فرمایا ہان مین بھی نہ پاؤنگا مگر خدا کی رحمت سے اور اسی سبب سے تھا کہ بڑے بڑے صحابی کہا کرتے تھے کہ کاش ہم خاک ہوتے
یا ہوتے ہی نہ تو جو کوئی یہ امر جانتا ہے وہ خوف کے مارے غرور اور خودپسندی نہین کرتا **فصل** ای عزیز جانتو کہ بعضے آدمی
ایسے نادان ہوتے ہین کہ ایسی چیز کے سبب سے خودپسندی کرتے ہین جو انکے سبب سے نہین ہوتی اور انکی قدرت سے کچھ علاقہ
بھی نہین رکھتی جیسے طاقت اور حسن و جمال و نسب اور یہ خودپسندی بالکل نادانی ہے اسواسطے کہ اگر عالم اور عابد کہے کہ مین نے
علم حاصل کیا اور مین نے عبادت کی تو اوسکے خیال کا ایک محل ہے لیکن یہ تو محض حماقت ہی حماقت ہے اور کوئی شخص ظالمون
اور بادشاہون کے نسب کے سبب سے غرور اور ناز کرتا ہے اگر ان ظالمون اور بادشاہون کو دیکھتا کہ کیا حالت اور صفت دوزخ مین
رہتے ہین اور قیامت کے دن انکے دشمن انپر کیا کیا استغاثہ کرینگے اور کیسا کیسا خفیف کرینگے تو نسب کا ننگ و عار سمجھتا بلکہ جناب

سید الانبیا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب سے کوئی نسب شریف نہین ہے اوسپر بھی غرہ کرنا بیجا ہے اور بعضے آدمیون کو یہ غرور ہوتا ہے کہ جانتے ہین کہ ہمارے حق مین گناہ خود نقصان ہی نہ کریگا اونکا جو جی چاہتا ہے کرتے ہین اتنا نہین جانتے کہ جب اپنے باپ دادا کے خلاف کرتے ہین تو اونکے ساتھ نسب کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے اونکے باپ دادا پرہیزگاری او ر دینداری ہی مین شرف اور عزت سمجھے تہے نسب مین نہین اور یہ بھی ہے کہ اونکے اجداد مین ایسے لوگ تہے جو دوزخی ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے نسب کے سبب سے فخر کرنے کو منع فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ سب حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہین اور حضرت آدم خاک سے بنے تہے حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ جب اذان دیتے تو بزرگان قریش کہتے کہ اس حبشی غلام کو یہ مرتبہ میسر ہو گیا تب یہ آیہ نازل ہوئی اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اور جب یہ آیہ نازل ہوئی وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب سیدۃ النسا حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا سے فرمایا کہ اے محمد کی بیٹی اپنی تدبیر کر کہ فردائے قیامت کو مجھسے کچھ فائدہ نہوگا اور حضرت صفیہ رضی اللہ تعالی عنہا سے فرمایا کہ اے محمد کی پھوپھی اپنے کام مین مشغول ہو کہ مین تیرا دستگیر نہوگا اگر آپ کے عزیزون کو آپ کی قرابت کفایت کرتی تو چاہیے تھا کہ جناب سیدہ رضی اللہ تعالی عنہا کو پرہیزگاری کے رنج و تکلیف سے چھوڑا دیتے تا کہ خوشی سے زندگی بسر کرتین اور دونون جہان اونہین حاصل ہوتے بہرحال قرابت والون کو شفاعت کی امید زیادہ ہے لیکن شاید گناہ ایسے ہون کہ شفاعت کے لائق نہون جیسا حق سبحانہ تعالی ارشاد فرماتا ہے وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى اور شفاعت کی امید پر کھل کھیلنا اور من مانے کام کرنا ایسا ہے جیسے کوئی بیمار اس بھروسے پر بھولکر پرہیز نہ کرے اور سب چیزین کہانے لگے کہ میرا باپ طبیب کامل ہے اوس بیمار سے کہنا چاہیے کہ بعضی بیماری ایسی ہوتی ہے کہ علاج پذیر نہین ہوتی اور طبیب کا کمال اور اوستادی کچھ مفید نہین ہوتی مزاج ہی ایسا ہونا چاہیے کہ طبیب اوسکی مدد کر سکے اور نہ یہ بات ہے کہ جس کسی کو بادشاہ کے نزدیک منزلت حاصل ہو وہ ہر حال مین شفاعت کر سکے بلکہ جس شخص کو بادشاہ دشمن رکھتا ہے اوسکے حق مین شفاعت نہین قبول کرتا اور کوئی گناہ ایسا نہین ہوتا کہ حق تعالی کی ناخوشی کا سبب نہو سکے کیونکہ حق سبحانہ تعالی نے گناہ مین اپنی ناخوشی کو پوشیدہ رکھا ہو کہ جس گناہ کو تو بہت ہی کم جانتا ہے وہی ناخوشی کا سبب ہو جائے جیسا ارشاد فرمایا ہے وَتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ یعنی تم اوسے تھوڑی بات سمجھے ہو اور خدا کے نزدیک وہ بڑی بات ہے اور ... لوگون کو شفاعت کی امید ہے اور شفاعت کی امید پر عقلمندون کے دل سے ہراس نہین جاتا اور ہراس کے ساتھ غرور اور خودپسندی جمع نہین ہوتی

دسوین اصل غفلت اور گمراہی اور غرور کی علاج کی بیان مین

یعزیز از جان اس بات کو جان کہ جو شخص سعادت آخرت سے محروم رہا وہ اس سبب سے محروم رہا کہ راہ نہ چلا اور جو شخص راہ نہ چلا وہ اس سبب سے نہ چلا کہ اوسنے راہ جانی ہی نہین یا جانی تو سہی مگر چل نہ سکا اور جو شخص راہ نہ چل سکا وہ اس سبب سے نہ چل سکا کہ خواہش نہین

گرفتار تھا اور اوسنے بہ نہ آیا اور جسنے راہ جانی ہی نہین اسکا سبب یہ تھا کہ وہ غافل رہا اور بیخبر ہو گیا یا راہ بھولا یا راہ مین اگر اوسکی سمجھ کے سبب سے بہک گیا راہ نہ چل سکنے کے سبب سے جو شقاوت حاصل ہوتی ہے اوسے ہم مفصل بیان کر چکے ہین اور جو شقاوت نادانی کے سبب سے حاصل ہوتی ہے اوسے بیان بیان کرتے ہین جو لوگ راہ نہ چل سکنے کے سبب سے سعادت سے محروم رہے اونکی مثل ایسی ہے جیسے کسی شخص کو کوئی راہ چلنا چاہیے اور راہ مین گھاٹیان اور چڑہائیان دشوار گذار ہین اور چلنے والا ضعیف گھاٹیون سے گذر نہ سکیگا اور راہ دین کی گھاٹیان مثلاً خواہش مال و جاہ شہوت فرج و شکم مین ان گھاٹیون مین سے کوئی تو ایک ہی گھاٹی سے گرتا ہے دوسری مین عاجز ہوکر رہ جاتا ہے کوئی دو سطے کرتا ہے تیسری مین تھک رہتا ہے اسیطرح جب تک سب گھاٹیون کو طے کرکے پس پشت نہ چھوڑے منزل مقصود کو نہ پہونچیگا اور جو شقاوت کہ نادانی کے سبب سے ہے وہ تین قسم کی نادانی سے ہے ایک غفلت اور بیخبری ہے کہ اوسے نادانی کہتے ہین اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص سر راہ پڑ سوتا ہے اور قافلہ روانہ ہوتا ہے اور اگر کوئی اوسے نہ جگائیگا تو وہ غریب ہلاک ہو جائیگا دوسری قسم ضلالت ہے اسے گمراہی کہتے ہین اسکی مثل ایسی ہے جیسے کسی کی منزل مقصود پورب طرف ہو اور پچھم طرف منہ اوٹھائے چلا جاے وہ جتنا زیادہ چلیگا اپنی منزل مقصود سے دور پڑیگا اسے ضلال بعید یعنی بڑی گمراہی کہتے ہین اور جو شخص راہ بھٹک کر دہنی بائین چلے تو یہ بھی ضلال ہے لیکن ضلال بعید نہین تیسری قسم غرور ہے اسے فریفتگی اور اولٹی سمجھ کہتے ہین اسکی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص حج کو جانیوالا ہو اوسے جنگل مین زر خالص کی حاجت ہوگی اور جو اوسکے پاس ہے اوسے بیچکر نقد ہی کیے لیتا ہے لیکن زر نقد جو لیتا ہے وہ کھوٹا یا عیب دار ہے اور وہ نہ جانتا ہو نہ پہچانتا ہے اور سمجھتا ہے کہ زاد راہ حاصل کر رہا ہے اور اپنی منزل مقصود کو پہونچ جائیگا اور جب جنگل مین پہونچے اور زر نقد پیش کرے تو کوئی اوسکی طرف دیکھے بھی نہ اور اوس غریب کو حسرت اور تاسف ہی ہاتھہ لگے ایسے لوگون کے حق مین آیا ہے حق تعالے نے فرمایا ہے قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝ یعنی قیامت کے دن اون لوگون کا بڑا نقصان ہوگا جنھون نے رنج و محنت اوٹھائی ہو اور سمجھے ہون کہ ہمنے اچھے کام کیے اور جب دیکھین تو سب کام خلاف ہون ایسے آدمی کا قصور یہ ہے کہ اوسے چاہیے تھا کہ پہلے صرافی سیکھتا پھر زر نقد لیتا کہ کھرے کھوٹے کو پہچان جاتا اور اگر خود پہچان نہ سکتا تھا تو کسی صراف سے زر نقد پرکھوا لیا ہوتا اگر یہ بھی نہ کر سکا تھا سنگ زر حاصل کیا ہوتا صراف پیر اور اوستاد کے مثل ہے تو آدمی کو چاہیے کہ یا تو خود پیرون کے مرتبہ کو پہونچا ہو یا کسی پیر کی خدمت مین رہے اور اپنے کام اوس سے عرض کیا کرے کہ اگر ان دونون باتون سے عاجز ہو تو چاہیے کہ سنگ زر حاصل کرے سنگ زر اوسکی خواہش ہے جس کام کی طرف اوسکی خواہش اور طبیعت مائل کرے تو جاننا چاہیے کہ وہ کام باطل اور بیجا ہے اور اسمین بھی خطا ہو جاتی ہے لیکن اکثر یہ ہے کہ راے صواب پر ہوتی ہے تو یہ تینون نادانی اصل اول ہے اور یہ تین قسم پر ہے اور تینون قسمون کی تفصیل جاننا اور علاج پہچاننا فرض ہے کیونکہ پہلی اصل تو راہ پہچاننا ہے پھر راہ چلنا اگر یہی دونون اصلین حاصل ہو گئین تو کچھ باقی نہین رہا اسی سبب سے امیرالمؤمنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دعا مین اسیقدر

اقتصار کرتے اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا اِتِّبَاعَهٗ یعنی اے اللہ مجھے حق کو حق دکھا اور اوسکی پیروی نصیب کر یہ جو مذکور ہو چکا ہے اوسمین راہ نہ چل سکنے کا علاج بیان کیا ہے اب راہ نہ جاننے کا علاج بیان کرتے ہین **غفلت اور نادانی کے علاج کا بیان** ایعزیز جانتو کہ اکثر خلق جناب احدیت سے آڑ مین ہے تو غفلت کے سبب سے آڑ مین ہے ننانوے ۹۹ آدمیون کا یہی حال ہے اور غفلت کے معنی یہ ہین کہ کار آخرت کے خطر کی آدمی خبر نہ رکھے لوگ اگر خبردار ہوتے تو تقصیر نکرتے اسواسطے کہ حق تعالیٰ نے آدمی کی یہ سرشت کی ہے کہ جس چیز مین خطر دیکھتا ہے اوس سے حذر کرتا ہے اگرچہ حذر کرنے مین رنج و تکلیف بہت اوٹھانا پڑے اور خطر کار آخرت یا نور نبوت سے آدمی دیکھ سکتا ہے یا منادی نبوت سے سن سکتا ہے جو دور ہنکو پہونچے یا علما جو انبیا کے وارث ہین اونکی منادی سے اور جو شخص مہراہ سو رہا ہو اوسکا علاج اسکے سوا اور کچھ نہین ہے کہ کوئی مہربان دوست جو بیدار ہو اوسکے پاس جا کر اوسے جگا دے اور یہ بیدار مشفق جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ علی آلہ و صحابہ اجمعین ہین اور اونکے نائب جو علماے دین ہین اور حق سبحانہ تعالیٰ نے سب انبیا کو اسیواسطے بھیجا ہے جیسا خود فرمایا ہے لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ اور فرمایا لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین نے تمہین اسواسطے بھیجا ہے کہ خلق کو خواب غفلت سے بیدار کر دو اور سبھون کو گوش گذار کر دو اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یعنی سب دوزخ کے کنارے ہین مگر ایماندار پرہیزگار فَاَمَّا مَنْ طَغٰى وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى یعنی جو شخص دنیا کی طرف متوجہ ہوا اور ہوا و ہوس کی پیروی کرنے لگا وہ دوزخ مین پڑا کیونکہ اوسکی خواہش کی مثل اوس پرانی چٹائی کی ایسی ہے جو دوزخ کے غار پر بچھی ہے جو شخص چٹائی پر جاویگا خواہ نخواہ غار مین گر پڑیگا اور جسنے اپنی خواہش کے خلاف کیا وہ جنت مین داخل ہوا خواہش کی مثل جنت کی راہ مین گھاٹی کی سی ہے جو شخص اوس سے گذرا خواہ نخواہ جنت مین پہونچا اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ وَحُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ تو جو اللہ کے بندے جنگل مین رہتے ہین جیسے بدو اور کوہستانی وغیرہ کہ انمین عالم نہین ہوتے یہ لوگ خواب غفلت مین پڑے ہین کہ انہین کوئی بھی بیدار نہین کرتا اور آخرت کے خطر سے یہ خود بے خبر ہین اسی سبب سے راہ خدا نہین چلتے اور جو لوگ دیہات مین ہین وہ بھی ایسے ہی ہین کیونکہ اونمین بھی عالم کمتر ہوتے ہین اسواسطے کہ گاؤن قبر کے مثل ہے کیونکہ حدیث شریف مین ہے کہ اَهْلُ الْكُفُوْرِ اَهْلُ الْقُبُوْرِ اور جو شخص ایسے شہر مین ہے جہان عالم واعظ جو منبر پر بیٹھ کر وعظ و نصیحت کرے نہین ہے یا اوس شہر کے عالم دنیا مین مشغول ہین دین کی محنت و مصیبت مین مصروف نہین وہ بھی غفلت مین رہے گا اسواسطے کہ یہ عالم تو خود خواب گران مین ہے دوسرے کو کیا بیدار کریگا اور اگر عالم شہر منبر پر بیٹھتا ہے ہو مجلس وعظ ہوتی ہے اور ناصحان بیہودہ کی طرح تقریر مسجع اور واہیات خرافات باتین اور نکتے بیان کرتا ہے اور رحمت الٰہی کے وعدے سے لوگون کو فریب دیتا ہے اسواسطے کہ لوگون کو گمان ہو کہ ہم کسی صفت پر ہون رحمت الٰہی ہمارے شامل حال ہوگی تو ان لوگون کا حال غافلون سے بھی بدتر ہے اور انکی مثل اوس شخص کی سی ہے

جو سر راہ سوتا ہوا ور کوئی اوسے جگا کر ایسی شراب پلادے کہ اوس سے متوالا ہو کر گر پڑے تو یہ کمبخت پہلے تو ایسا تھا کہ ہر ایک کی
آواز سنتا اور آسانی سے جاگ اوٹھتا اب ایسا ہو گیا کہ اگر بجا پاس لاتین اوسکے سر پر باری جائین تو بھی خبر تک نہو اور جاہل ان مجلسون
مین بیٹھتا ہے وہ اس صفت پر ہو جاتا ہے کہ آخرت کا خطرہ اوسکے دل مین آئے بھی نہین اور جو کچھ تو اوس سے کہے وہ یہی جواب
دیگا کہ اے شخص خدا کریم و رحیم ہے میرے گناہ سے اوسکا کیا نقصان ہوتا ہے اور اوسکی جنت ایسی وسیع ہے کہ میرے سبب سے اور جو کو
مجھ ایسے گنہگار ہین اونکی وجہ سے تنگ نہو جائیگی اور ایسے ایسے خیال خام اوسکے دماغ مین پیدا ہوتے ہین اور جو واعظ لوگون مین بیٹھے
اس قسم کی باتین کرے وہ جاہل ہے اور خلق کا دین کھونے کی فکر مین ہے اس واعظ کی مثل اوس طبیب کی ایسی ہے جو ایسے بیمار کو
کہ حرارت کے سبب سے مشرف بموت ہے شہد دیدے اور کہے کہ شہد مین شفا ہے یہ تو سچ ہے لیکن شفا اوس بیمار کے واسطے ہے
جسکی بیماری سردی کے سبب سے ہو آیات کلام اللہ اور احادیث جناب رسالت پناہ جو رجا اور امید رحمت خدا کے بارہ مین ہین وہ
شفا تو ہین لیکن دو ہی بیمارون کے حق مین ایک تو اوس مبتلاے مرض عصیان کے حق مین جسنے اسقدر گناہ کیے ہون کہ رحمت
الہی سے نا امید ہو گیا ہو اور نا امیدی سے توبہ نہ کرے اور کہے کہ حق تعالی میری توبہ ہرگز نہ قبول کریگا تو یہ آیت اور احادیث
اوسکے حق مین باعث شفا ہین قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ
جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ بشرطیکہ اس آیت کو اگلی اس آیت سے ملا کر پڑھتا ہے وَأَنِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا لَهُ
مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میرے بندون سے کہدو کہ تم نا امید نہو کیونکہ
حق تعالی سب گناہونکو بخشدیتا ہے بشرطیکہ تم توبہ کرو اور اوسکی طرف پھرو اور احکام الہی کی اتباع کرو دوسرا بیمار وہ ہے جسپر
ایسا خوف خدا غالب ہو جائے کہ عبادت سے کبھی خود آسودہ ہی نہو اور اس بات کا خوف ہو کہ وہ ریاضت کرتے کرتے
اپنے تئین ہلاک کر ڈالیگا کیونکہ اوسنے خواب و خور بالکل چھوڑ دیا ہو تو رحمت کی آیتین اوسکے زخم دل کا مرہم ہین مگر
ایسی آیتین اور حدیثین اگر غافلون اور نڈر لوگون کے سامنے پڑہے گا تو گویا زخم پر نمک چھڑکا یعنے اونکی بیماری
بڑہ جائیگی اور جیسا وہ طبیب ہے جو حرارت کا علاج شہد سے کرتا ہے یعنی بیمار کے خون ناحق سے اپنا ہاتھ بھرتا ہے ایسا ہی عالم
بھی ہے یعنی لوگون کے دین کے درپے ہے اور دجال کا رفیق ہے اور ابلیس کا دوست شفیق ہے جس شہر مین ایسا عالم ہوتا ہے
وہان شیطان کے جانے کی کچھ حاجت نہین کیونکہ عالم تو خود اوسکا نائب مستقل ہے اور اگر واعظ کا بیان اتباع کے موافق ہے
اور خوف دلا دلا کر نصیحت کرتا ہے لیکن اگر اوسکی خصلت اوسکے قول کے برخلاف ہو اور دنیا کا لالچی ہو تو اوسکے کہنے سے اون
لوگون کی غفلت دور نہوگی اسواسطے کہ اوسکی مثل اوس شخص کی ایسی ہے جو لوزینہ کا طباق سامنے رکھے ہوئے بڑے لالچ سے
کھا رہا ہو اور پکار پکار کہتا ہو کہ اے لوگو خبردار اس لوزینہ کے پاس نہ پھٹکنا کیونکہ یہ زہر آلود ہے تو ایسی بات سنکر لوگ اوس
لوزینہ کے نہایت حریص ہونگے اور اپنے جی مین کہین گے کہ شاید یہ شخص اسواسطے منع کرتا ہے کہ سب خود ہی کھا جاوے
اور کوئی اوسکے پاس نجائے لیکن اگر اوسکا قول و فعل دونون موافق شرع ہین اور وہ قولاً اور فعلاً اگلے بزرگون کے قدم بقدم ہے

نہ غافل لوگ اوسکے کہنے کے سبب سے خواب غفلت سے بیدار ہونگے بشرطیکہ وہ مقبول خلق ہو اور اگر اوسے مقبولیت نہ حاصل ہو
کہ لوگ اوسکی بات سنتے مین کچھ سننے نہین آتے غفلت مین پڑے ہین تو اوسپر واجب ہے کہ جہانتک ہوسکے اون لوگون کے
سرپر ہو اونکے گھرون مین جائے اور اونکو خدا کی طرف دعوت کرے بس اس تمام گفتگو سے معلوم ہوا کہ ہزار مین نوسو ننانوے
آدمیون پر غفلت کا پردہ پڑا ہے اور کار آخرت سے بے خبر ہین غفلت ایسی بیماری ہے کہ اسکا علاج بیمار کے اختیار مین نہین ہے
جبکہ غافل کو اپنی غفلت کی خبر ہی نہوگی تو اوسکا علاج کیونکر ڈہونڈہ سکے گا تو غفلت کا علاج علما کے ہاتہہ سے جیسا کہ لڑکے
نادان ماپ اور معلم کے کہنے سے خواب غفلت سے بیدار ہوتے ہین اسیطرح جوان اور بوڑہے واعظون کے کہنے سے بیدار ہوتے ہین
چونکہ ایسے عالم اور واعظ مفقود ہین تو خواہ نخواہ غفلت کی بیماری پہیل گئی اور خلق پر پردہ پڑ گیا اگر آخرت کی بات کہتے بہی ہین تو
رسم کے طور پر زبانی کہتے ہین اونکا دل اس مصیبت کے درد سے اور اس ہراس کے خطرے سے غافل اور بیخبر ہوتا ہے ایسے کے
کہنے سے کچھ فائدہ نہین ہوتا **ضلالت اور گمراہی اور اوسکے علاج کا بیان** ایعزیز جانتو کہ بعض لوگ آخرت سے
غافل تو نہین ہین لیکن اعتقاد باطل کرکے راہ حق سے بہٹک گئے ہین یہی گمراہی انکے واسطے حجاب اور آڑ ہے اسکی پانچ مثالین
ہم بیان کرتے ہین تاکہ بخوبی حال معلوم ہو جائے پہلی مثال یہ ہے کہ کچھ لوگون نے آخرت سے منکر ہوکر یہ اعتقاد کیا ہے کہ آدمی
جب مرجاتا ہے تو نیست و نابود ہو جاتا ہے جیسے گہاس کہ خشک ہو جاتی ہے اور چراغ کہ گل ہو جاتا ہے اسی سبب سے تقوے کی
لگام اوتار کر مطلق العنان ہو کر عیش و عشرت سے زندگی بسر کرتے ہین اور سمجہتے ہین کہ انبیا علیہم السلام نے جو ہدایت اور نصیحت
فرمائی ہے محض خلق کی صلاح دنیوی کے واسطے یا اپنی جاہ اور اپنے تابعین پیدا کرنے کے واسطے فرمائی ہے اور ایسا ہی ہوتا ہے
کہ یہ منکر مین صاف کہہ بیٹہتے ہین کہ دوزخ کی بات تو ایسی ہے جیسے لڑکے سے کہین کہ تو اگر مکتب خانہ نہ جائیگا تو تجہے چوہون کے
بل مین ڈال دینگے یہ کمبخت اگر اس مثال مین نظر کرے تو معلوم کرے کہ مکتب خانہ مین نجانے کے سبب سے جس بدبختی مین لڑکا پڑیگا
وہ چوہون کے بل سے بدتر ہے جیسا کہ اہل بصیرت جان چکے ہین کہ حق تعالی سے حجاب اور آڑ مین جو حجاب اور بدبختی ہے
وہ دوزخ سے بدتر ہے اور شہوت پرستی اس کہنے کا سبب ہے لیکن اسکی انکار طبیعت کے موافق ہے اور اخیر زمانہ مین تہیری
خلق کے دلون پر یہ انکار غالب ہوگئی اگرچہ یہ لوگ زبان سے نہین کہتے اور شاید کہ اپنے اوپر بہی پوشیدہ رکہتے ہین لیکن
انکے معاملات اس انکار پر دلیل ہین اسواسطے کہ انکی عقل کا یہ حال ہے کہ دنیا مین جو رنج پیش آنیوالا ہے اوسکے خوف سے
مدت بہت رنج کہینچتے ہین تو اگر عاقبت مین کسی خطر کا اعتقاد رکہتے ہوتے تو اوسے آسان نہ جانتے اسکا علاج یہ ہے
کہ حقیقت آخرت اوس منکر کو معلوم ہو جائے اسکے تین طریقے ہین ایک یہ کہ بہشت اور دوزخ اور پرہیزگار اور گنہگار مردونکا
حال مشاہدہ مین دیکہتے یہ نظر انبیا اولیا کے واسطے خاص ہے کیونکہ یہ لوگ اگرچہ اس جہان مین ہوتے ہین لیکن اوس فنائی
بیخودی کی حالت مین جو انپر طاری ہوتی ہے اوس جہان کا احوال مشاہدہ کر لیتے ہین اسواسطے کہ حواس انسانی اور شہوات
نفسانی کا شغل اس مشاہدہ سے حجاب اور آڑ ہے عنوان کتاب مین اس مضمون کا اشارہ ہم کر آئے ہین اور یہ مشاہدہ بہت نادر ہے

جو شخص آخرت ہی کا ایمان نرکہتا ہوگا وہ اوسکا ایمان کب لایگا اور اسکی طلب کہان سے پایگا اور اگر طلب کرے بہی تو اوس مرتبہ کو کیون پہونچنے لگا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دلیل اور برہان سے پہچانے کہ آدمی کی روح اور حقیقت کیا ہے تاکہ معلوم ہو کہ وہ ایک جوہر اپنی ذات سے قائم ہے اور اس قالب سے مستغنی اور بے پروا ہے یہ قالب اوسکی سواری اور آلہ ہے اور اسکا قوام نہین قالب کی نیستی سے حقیقت اور روح نہین نیست ہو جاتی اس پہچاننے کا ایک طریقہ ہے لیکن یہ دو بہی نادر اور مشکل ہے جو علما کہ علم مین راسخ ہین یہ طریقہ انکی راہ ہے عنوان کتاب مین اسکا بہی اشارہ ہو چکا ہے تیسرا طریقہ جو عموم خلق کا ہے وہ یہ ہے کہ انبیا اولیا اور علماء راسخ سے اس معرفت کا نور ان لوگون مین سرایت کرے جو انکی زیارت کرتے ہین اور انکی صحبت سے حصول سعادت کرتے ہین اسے ایمان کہتے ہین پیر کامل اور عالم پرہیزگار کی صحبت جس کسی کی مدد نہین کرتی وہ شقاوت مین رہتا ہے پیر اور عالم جسقدر زیادہ بزرگ ہوتا ہے اوسیقدر اوسکے نور کی سرایت سے آدمی کا ایمان بہی زیادہ قوی اور مضبوط ہوتا ہے اسی سبب سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضہ آپکی زیارت سراپا سعادت کی بدولت سب لوگون سے زیادہ خوش نصیب اور قوی الایمان تہے پہر صحابہ رضہ کی زیارت کی برکت سے تابعین بہتر تہے اسی سبب سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ان لوگون کی مثل ایسی ہے جیسے لڑکا اپنے باپ کو دیکہے کہ جہان سانپ کو دیکہتا ہے وہان سے بہاگتا ہے اور سانپ کے سبب سے اپنا گہر تک چہوڑ دیتا ہے اور لڑکے نے کہ یہ دیکہا ہو تو اس بات کا ایمان اوسے ضروربالضرور حاصل ہو جائیگا کہ سانپ بُرا جانور ہے اوس سے بہاگنا ہی چاہئے تہی کہ اوس لڑکے کی طبیعت ہی ایسی ہو جائیگی کہ جہان سانپ دیکہیگا وہان سے بے سانپ کی حقیقت دریافت کیے ہوئے فوراً بہاگ جائیگا اور شاید کہ فقط سنا ہی ہو کہ سانپ مین زہر ہوتا ہے اور زہر کا نام ہی نام جانے اوسکی حقیقت نہ پہچانے لیکن کمال مرتبہ کا خوف اوس سے پیدا ہو جائے انبیا علیہم السلام کے مشاہدہ کی مثل ایسی ہے جیسے لوگ دیکہین کہ سانپ نے کسی کو کاٹا وہ مر گیا پہر اور کسیکو کاٹا وہ بہی مر گیا اور اس طور سے سانپ کا ضرر معلوم ہو جائے اور یہ یقین کا مرتبہ ہے اور علماء راسخ کی دلیل کی مثل ایسی ہے کہ سانپ کے کاٹنے سے آدمی کا مرجانا آنکہ سے تو نہ دیکہا ہو لیکن کسیطرح سے آدمی اور سانپ کا مزاج جانکر سمجہ مین آیا ہو کہ ان دونون مین ضد ہے تو اس سبب سے بہی یقین آجاتا ہے لیکن یہ یقین ایسا نہین آتا جیسا مشاہدہ سے آتا ہے علماء راسخ کے سوا اور تمام خلق کا ایمان علما اور بزرگون کی صحبت کی تاثیر سے پیدا ہوتا ہے یہ علاج بلاہت سے بہت ہی قریب ہے دوسری مثال یہ ہے کہ کچہ لوگ آخرت سے بالکل منکر تو نہین ہین اور آخرت سے نہ آپکا اعتقاد کامل ہین رکہتے مگر انہین شبہ ہے ہین اور کہتے ہین کہ آخرت کی حقیقت نہین معلوم ہوسکتی پس شیطان موقع پاکر ایک دلیل پیش کردیتا ہے تو وہ کہنے لگتے کہ دنیا تو یقینی ہے اور آخرت مین شک ہے اور یقینی چیز کو وہمی اور مشکوک چیز کے بدلے ہاتہ سے نہ کہونا چاہئے اور نادان کا یہ کہنا باطل ہے اسواسطے کہ یقین والون کے نزدیک آخرت ہی یقینی ہے اس شبہ کا علاج یہ ہے کہ لوگ یہ ین کہ دوا کی تلخی تو یقینی ہے اور شفا وہمی اور مشکوک اور سفر دریا کا خطر تو یقینی ہے اور تجارت کا نفع مشکوک اگر پیاس کی حالت مین کوئی شخص یہ بات کہتا ہے کہ پانی نہ پینا اسمین سانپ نے

پیاسا تھا تو پانی پینے کی لذت تو یقینی ہے اور سانپ کا زہر وہمی اور مشکوک ہے پھر تو پانی کیون ہاتھ سے رکھدیتا ہے
اگر ویسے کہ کالا یقین جاتا رہے تو چندان نقصان نہین اور اگر زہر کی بات سچ ہے تو ہلاکت اوسکا نتیجہ ہے پیاس کی تکلیف اٹھ سکتی
ہے اور ہلاکت پر صبر نہین آسکتا تو ہم کہتے ہین کہ دنیا کی لذت بہی تہوڑی سے زیادہ نہین ہے جب گذر گئی تو خواب وخیال تہی
اور آخرت تو ہمیشہ ہے اور ہمیشہ کی تکلیف اور مصیبت نہین اوٹھ سکتی اگر یہ بات جہوٹ ہے تو تو سمجھ لے کہ مین دنیا مین چند روز نہتا
جیسا اگلا زمانہ مین تھا اور اب بہی مین نہو نگا اور اگر سچ ہے تو ہمیشہ کے عذاب سے بچوں گا اسی سبب امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے
ایک ملحد سے فرمایا کہ جیسا تو کہتا ہے اگر واقع مین بہی ایسا ہی ہے تو ہم دونون نے چھٹکارا پایا اور الا ہم چہوٹے اور تو عذاب مین پہنسا
تیسری مثال یہ ہے کہ کچھ لوگ آخرت کا ایمان تو رکہتے ہین مگر کہتے ہین کہ آخرت قرض ہے اور دنیا نقد اور نقد مال قرض سے بہتر ہوتا ہے
اتنا نہین جانتے کہ نقد قرض سے جب بہتر ہوتا ہے کہ قرض کے برابر ہو اور اگر قرض ہزار ہو اور نقد ایک تو قرض ہی بہتر ہے
چنانچہ تمام خلق کے معاملات کی بنا اسی بات پر ہے یہ بہی نہایت ضلال و گمراہی ہے چوتہی مثال کچھ لوگ ہین کہ آخرت کا ایمان تو رکہتے
ہین لیکن یہ سمجہتے ہین کہ اس جہان مین اونکے حسب خواہ اونکے کام ہوتے ہین اور اپنے واسطے دنیا کی نعمتین مہیا دیکھتے تو کہتے ہین کہ
جسطرح یہاں ہم ناز ونعمت مین ہین اسیطرح وہان بہی رہین گے کیونکہ حق سبحانہ تعالی نے یہ نعمت ہمین اسواسطے عنایت فرمائی ہے
کہ ہمین دوست رکھتا ہے اور فردائے قیامت کو بہی وہ ایسا ہی کریگا جیسے وہ بہائی جنکا قصہ سورۂ کہف مین ہے کہ اون مین ایک مالدار
نے کہا وَلَئِن رُّدِدتُّ إِلَىٰ رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنقَلَبًا دوسرے نے کہا إِنَّ لِي عِندَهُ لَلْحُسْنَىٰ اسکا علاج یہ
ہے کہ یہ سمجہے کہ جو کوئی فرزند کو عزیز رکھتا ہے اور غلام کو ذلیل وہ فرزند کو تمام دن مکتب خانہ مین معلم کی قمچی کے نیچے رکھتا ہے اور
غلام کو اوسکے حال پر چہوڑ دیتا ہے وہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اور عیش وآرام سے زندگی بسر کرتا ہے کیونکہ وہ اوسکی بدبختی کی
کچھ پروا نہین رکھتا تو اگر غلام سمجہے کہ یہ میری دوستی کے سبب سے مجھسے خبر نہین ہوتا اور مین چین کرتا ہون اور مجھے اپنے فرزند سے
زیادہ چاہتا ہے تو یہ اوس غلام کی حماقت ہے حق سبحانہ تعالی کی عادت یہی ہے کہ اپنے دوستون کے واسطے دنیا عنایت کرنے
دریغ رکھتا ہے اور اپنے دشمنونکو دنیا ریل پیل دیتا ہے اوسکی آسایش اور راحت کی مثل ایسی ہے جیسے اوس شخص کی راحت جو کاہلی
اور سستی کرکے کہیت نہ بوے تو وہ یقینا کہیت کاٹنے کا بہی نہین پانچوین مثال کچھ لوگ کہتے ہین کہ خدا رحیم اور کریم ہے بہشت دینے مین
کسی سے دریغ نہ رکہیگا یہ بیوقوف اتنا نہین جانتا کہ اس سے زیادہ اور کیا کرم اور رحم ہوگا کہ تجھے اوسکے اسباب مرحمت فرماتا ہے
کہ تو ایک دانہ زمین مین ڈالے تاکہ سات سو دانے کاٹے اور تہوڑی مدت عبادت کرے اور ابد الآباد کے واسطے سلطنت کی نہایت
کے مرتبہ کو پہونچ جاے اگر کرم اور رحم کے یہی معنی ہین کہ تو بے بوئے کاٹ لے تو حفاظت اور تجارت اور طلب معاش کیون کرتا ہے
صبر کر اور بیکار رہ کہ خدا کریم اور قادر ہے کہ بے جوتے بوئے گہاس پیدا کرتا ہے عجب باوصف اسکے کہ وہ خود ارشاد فرماتا ہے
وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا تو اوسکے اس کرم اور رحم کا ایمان نہین رکھتا پھر آخرت کے باب مین یہ
اعتقاد رکھتا ہے باوصف اسکے کہ وہ خود فرماتا ہے وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ تو یہ نہایت گمراہی کی بات ہے جیسا

جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْاَحْمَقُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَہٗ ھَوٰىھَا وَتَمَنّٰى عَلَى اللّٰہِ اور مسطرح کوئی تخم نہ بووے اور جماع نکیے یا جماع کرکے انزال سے بچے ہوئے فرزند کی امید رکھے تو باوصف اسکے کہ خدائے کریم بے صحبت اور بے نطفہ کے فرزند پیدا کرنے پر قادر ہے مگر اس امید رکھنے مین وہ امید رکھنے والا احمق اور بیوقوف ہے اور جو شخص جماع کرکے بیج جمادے اور امیدوار رہے کہ حق تعالی آفات سے محفوظ رکھے اور فرزند پیدا ہو وہ شخص عاقل ہے علی ہذا القیاس جو شخص ایمان نہ لائے یا ایمان تو لائے مگر نیک عمل نکرے اور نجات کی امید رکھے وہ احمق ہے اور جو شخص ایمان بھی لائے اور نیک کام بھی کرے اور خدا کے فضل سے امیدوار رہے کہ وہی موت کے وقت آفتون سے بچائے تاکہ یہ ایمان سلامت لیجائے تو یہ شخص عاقل ہے اور وہ مغرور اور جو لوگ کہتے ہین کہ خدا تعالی نے ہمین اس جہان مین تو اچھے حال پر رکھا اس جہان مین بھی اچھے ہی حال پر رکھیگا وہ خود رحیم و کریم ہے وہ خدا پر غرہ کرتے ہین اور جو لوگ کہتے ہین کہ دنیا نقد اور یقینی ہے اور آخرت ادہار اور مشکوک ہے وہ دنیا پر مغرور ہوئے ہین اور حق تعالی نے ان دونون باتون سے حذر کرنیکا حکم فرمایا ہے یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا وَلَا یَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰہِ الْغَرُوْرُ یعنی اے لوگو مین نے جو وعدہ کیا ہے وہ حق ہے کہ جو نیک کام کریگا نیک اجر پائیگا اور جو برے کام کریگا بری سزا پائیگا یہ وعدہ کان لگاکر سنو تاکہ دنیا پر بھولو نہ حق تعالی پر غرہ کرو **پندار اور اوسکے علاج کا بیان** ایعزیز جان تو کہ پندار والے لوگ وہ ہوتے ہین ہین یہ وہ لوگ ہین جو اپنی طرف اور اپنے عملون کی طرف نیک گمان رکھتے ہین اور اوسکی آفت سے غافل رہتے ہین اور کھوٹے کھرے مین اس سبب سے تمیز نہین کرتے کہ اونہون نے صرافی کے علم کی تکمیل ہی نہین کی فقط ظاہری رنگ صورت پر دہوکا کہاتے ہین اور جو لوگ علم و عمل مین مشغول ہین اور غفلت و ضلالت کے حجاب سے باہر نکل آئے ہین اونہین سے تھوڑے نمانوے رہ گئے ہین ہین اسی سبب سے جناب رسول کریم علیہ الصلوة والتسلیم نے فرمایا کہ قیامت کے دن حق سبحانہ تعالی حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوة والسلام سے ارشاد فرمائیگا کہ اپنی ذریت مین سے دوزخیون کو چھانٹ وہ عرض کرینگے کہ بار خدایا کتنون مین سے کتنون کو چھانٹون ارشاد ہوگا کہ ہزار مین سے نوسونناوے دوزخی نکال یہ لوگ اگرچہ دوزخ مین ہمیشہ نرہینگے لیکن نہین دوزخ مین جانا ضرور ہے کیونکہ بعضے اہل غفلت ہونگے بعضے اہل ضلال بعضے اہل غرور بعضے اہل عجز کہ اپنی خواہشون مین پہنسے رہے ہونگے اگرچہ یہ جانتے ہون کہ ہم مقصر ہین اور اہل پندار بہت ہین انکے اقسام گنتی مین نہین آتے مگر چار طبقون سے باہر نہین ہین علما عباد صوفی مالدار پہلا طبقہ اہل پندار سے علما ہین کہ بعضے انہین سے اپنی تمام عمر علم حاصل کرنے مین گذراتے ہین تاکہ بہت سے علم حاصل کرین لیکن معاملہ اور عمل مین تصور کرتے ہین اور ہاتھ زبان آنکھ فرج کو گناہ سے نہین بچاتے اور سمجھتے ہین کہ ہم علم مین اس مرتبہ کو پہونچ گئے ہین کہ ہم ایسون کو عذاب ہووے ہیگا نہین اور معاملہ مین ماخوذ ہی نہونگے اور ہماری ہی شفاعت سے تمام خلق نجات پائیگی ان علما کی مثل اوس بیمار کی ایسی ہے جو اپنی بیماری کا علم پڑہے اور رات بھر مباحثہ اور تکرار کرے نسخہ خوب لکھے دوا اور بیماری کماحقہ جانے اور خود ہرگز ٹھنڈائی نہ پیے اور دوا کی تلخی پر صبر نہ کرے تو ہمین ٹھنڈائی کی صفت بار بار پڑہنا اوسے کچھ فائدہ کریگی اور حق تعالی فرماتا ہے

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی یعنی نجات وہی پائیگا جو پاک صاف ہو جاوے تو وہ جو فقط پاکی اور صفائی کا علم سیکھے اور فرمایا ہے
وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى یعنی بہشت مین وہی جائیگا جو اپنی خواہش نفسانی کے خلاف کرے
تو وہ جو فقط یہ جانتا ہے کہ خواہش کے خلاف کرنا چاہیے اوس سادہ دل کو اگرچہ بیدار اور کج فہمی اون حدیثون سے پیدا ہوئی ہے
جو علم کی فضیلت مین آئی ہین تو اون احادیث اور آیات کو کیون نہین پڑہتا جو علماء بے عمل کے حق مین وارد ہوئی ہین
کیونکہ قرآن شریف مین حق تعالی نے ایسے عالم کی مثال اوس گدہے کے ساتھ دی ہے جسکی پیٹھ پر کتابین لدی ہون اور
ایسا عالم تیرے کے مثل ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ عالم بے عمل کو اسطرح دوزخمین ڈالینگے کہ اوسکی
آنتین اوسکی پیٹھ ٹوٹ جائیگی اور آگ اوسے اسطرح گھومائیگی جیسے گدہا چکی گھوماتا ہے سب دوزخی اوسکے گرد جمع ہو جائینگے
اور کہینگے اے شخص تو کون ہے اور یہ کیا عذاب ہے وہ بولیگا بھائیون مین وہ ہون کہ اورون کو حکم فرمایا اور خود نہ کیا
اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ قیامت کے دن اوس عالم سے زیادہ کسی پر عذاب نہوگا جو اپنے علم پر عمل نہ کرے
حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ جو شخص جاہل ہو اوسپر تو ایک ہی بار افسوس ہے اور عالم بے عمل پر سات بار
افسوس ہے یعنی علم اوسپر حجت اور دلیل پکڑا جائیگا کہ تونے جان بوجہہ کر گناہ کیا اور بعضے علماء نے علم و عمل دونون مین قصور نہین کیا
لیکن سب ظاہری عمل کیے دل کی طہارت سے غافل ہے باطن سے برے اخلاق نہین دور کیے جیسے تکبر حسد ریا طلب جاہ
لوگون کی بدخواہی اونکے رنج پر خوش ہونا راحت پر رنجیدہ ہونا اور ان حدیثون سے غافل ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ ذرہ سی ریا بھی شرک ہے اور جسکے دل مین ایک ذرہ بھی تکبر ہے وہ بہشت مین نہ جائیگا اور ایمان کو حسد ایسا تباہ
کرتا ہے جیسا لکڑی کو آگ اور یہ نہین دیکھتے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی تمہاری صورت کو نہین دیکھتا
تمہارے دلون کو دیکھتا ہے بس ان لوگون کی مثل اوس شخص کی ایسی ہے جسنے کھیتی کی ہو اور وہان کانٹے اوگے اور گھانس نکل آئی
تو اوسے ضرور ہے کہ کانٹے گھانس کو جڑ سے کھود پھینکے تا کہ کھیت زور پکڑے تو وہ اوپر اوپر سے گھانس کاٹتا ہے اور اوسکی جڑ
زمین مین باقی رہنے دیتا ہے جسقدر زیادہ کاٹتا ہے اوسیقدر زیادہ گھانس بڑہتی ہے برے اخلاق برے کامون کی جڑ ہین
انہین کو اوکھاڑنا اور دور کرنا چاہیے بلکہ جو شخص ظاہر آراستہ اور باطن پلید اور گندہ رکھتا ہے اوسکی مثل ایسی ہے جیسے سنڈاس
کہ باہر سے تو گچ کی ہوئی سراپا نفاست ہے اور اندر سے بالکل گندگی اور نجاست ہے یا جیسے قبر کہ ظاہر مین آراستہ ہے اور اوسکے اندر
مردار مردہ ہے یا جیسے اندہیرا مکان ہے کہ اوسکی دیوار کے پیچھے چراغان ہے حضرت عیسی علی نبینا و علیہ السلام نے عالم بے عمل کی
اسطرح مثال دیکر فرمایا ہے کہ تم لوگ چھلنی کے مانند مت رہو کہ اوسمین سے آٹا تو گر پڑتا ہے اور بھوسی رہ جاتی ہے تم بھی علم اور
حکمت کی باتین تو کہہ ڈالتے ہو جو بری بات ہے وہ تم مین رہ جاتی ہے اور بعضے علماء جانتے ہین کہ یہ برے اخلاق ہین انسے
بند کرنا چاہیے دل پاک رکھنا چاہیے مگر جانتے ہین کہ ہمارا دل تو خود ان اخلاق سے پاک ہے یہ لوگ اونسے بڑہ کر ہین جنسے
یہ امور سرزد ہون کیونکہ یہ سب سے زیادہ اسکی برائی جانتے ہین لیکن انہین جب تکبر کا اثر پیدا ہوتا ہے تو شیطان انسے کہدیتا ہے

یہ فقیہ جانتا ہے کہ جو بات ظاہری فقہ مین راست اور درست ہوتی ہے وہ آخرت مین فائدہ دیگی اسکی مثال ایسی ہے کہ جو کوئی زکوۃ
مال اخیر سال مین اپنی جورو کے ہاتھ بیچکر اوسکا مال مول لیلے تو ظاہری فتوی یہ ہے کہ اوسکے ذمہ سے زکوۃ ساقط ہو جائیگی یعنی بادشاہ
کی طرف سے جو شخص تحصیل کرتا ہے اوسے نہین پہونچتا کہ اوس شخص سے زکوۃ طلب کرے کیونکہ اوسکی نگاہ ظاہر ملک پر ہوتی ہے اور
سال تمام ہونے سے پہلے ملک منقطع ہو گئی اور شاید فقیہ بھی فتوی دے اور یہ قدر جانے بھی نہین کہ جو شخص زکوۃ ساقط ہو جانے کے واسطے
قصداً ایسا کرتا ہے وہ عالم الغیب کے غصہ مین گرفتار ہوگا اسیطرح وہ بھی حقتعالی کی ناخوشی مین مبتلا ہوگا جو زکوۃ دیوے ہی نہین کیونکہ بخل
مہلک ہے اور زکوۃ دینے مین پلیدی بخل سے طہارت ہوتی ہے اور وہ بخل مہلک ہوتا ہے جسکی اطاعت کرین اور یہ حیلہ کرنا بخل کی
اطاعت ہے پھر جب حیلہ کے سبب سے بخل کی اطاعت ہوئی تو ہلاکت پوری ہو چکی پھر وہ حیلہ کرنیوالا کیونکر نجات پائیگا علی ہذا القیاس
جو شخص اپنی جورو کے ساتھ بدخوئی کرے اور اوسے ستائے حتی کہ وہ خلع کرکے مہر پھیر دے تو ظاہری فتوے کی رو سے یہ درست ہے
کیونکہ دنیا کے قاضی کو زبان سے کام ہے دل کا راز وہ نہین جانتا لیکن وہ شخص آخرت مین ماخوذ ہوگا کیونکہ یہ خلع اکراہ سے ہوگا علی ہذا القیاس
کوئی شخص کسی آدمی سے کوئی چیز برملا مانگے اور وہ آدمی شرم سے دیدے تو ظاہر فتوی مین مباح ہے لیکن حقیقت مین یہ مصادرہ یعنی
زبردستی لینا ہے اسواسطے کہ ظاہر لاٹھی مارکر زبردستی لیتے ہین اور شرم کا کوڑا مارکر لیتے ہین کچھ فرق نہین ایسی بہت باتین ہین اور
جو شخص ظاہری فقہ کے سوا اور کچھ نہین جانتا وہی اس پندار مین رہتا ہے اور دین کے دقائق اسرار کو نہین سمجھتا دوسرا فرقہ عابد زاہد
لوگ ہین انمین بھی اہل پندار بہت ہین بعضے تو مغرور ہین کہ فضائل کے سبب سے فرائض سے باز رہے جیسے وہ شخص جسے طہارت مین ایسا
وسوسہ ہے کہ نماز بیوقت پڑہتا ہے اور ماں باپ فیق کو سخت سست کہتا ہے اور پانی کی نجاست کا گمان بعید اوسکے نزدیک قریب
ہو گیا ہے اور جب کھانے پر بیٹھتا ہے تو سمجھتا ہے کہ سب چیزین حلال ہین اور شاید حرام محض سے بھی حذر نہین کرتا بے کفش کے
پاؤن زمین پر رکھتا ہی نہین اور حرام محض کھا جاتا ہے صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی سیرت بھولا رہتا ہے کہ امیر المومنین
حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ حرام مین گرنے کے خوف سے ستر طرح کے حلال ہمنے چھوڑ دیے اور باین ہمہ
ترسا عورت کے برتن سے آپ نے طہارت کی پس جھوٹ موٹ کے عابد زاہد احتیاط لقمہ کے بدلے احتیاط طہارت عمل مین لاتے ہین
ایسا ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص دھوبی کا دھویا ہوا کپڑا پہنے تو جانتے ہین کہ اسنے بڑا ہی گناہ کیا حالانکہ جناب سلطان الانبیا علیہ
الصلوۃ والثنا کے واسطے کفار جو کپڑا ہدیہ بھیجتے تھے آپ اوسے بھی پہن لیتے تھے صحابہ رضوان اللہ عنہم جو کپڑا کفار کی لوٹ مین پاتے
بے تکلف پہن لیتے کسی نے یہ روایت نہین کی کہ اوسے دھو کر پہنتے تھے بلکہ کفار کے ہتیار کمر مین باندہ باندہ کر نماز پڑہتے یہ کوئی نکتہ
کہ جو پانی لوہے کو دیا ہوا لا کہ جو قبضہ وغیرہ مین بھری ہو یا چمڑا جو اوسپر منڈھا ہو شاید ناپاک ہوگا پس جو شخص پیٹ زبان ہاتھ پاؤن
وغیرہ کے بارہ مین تو احتیاط نہ کرے اور احتیاط طہارت مین مبالغہ کرے وہ شیطان کا مسخرہ ہے بلکہ سب احتیاطین اگر آدمی بجا لاوے
اور پانی بہانے مین اسراف کرے یا نماز اول وقت نہ پڑہے تو بھی مغرور ہے اس احتیاط کی شرط طہارت کے بیان مین ہم ذکر کر چکے
ہین اور بعضے عابد ایسے ہین کہ اونہین نماز کی نیت مین وسواس غالب ہوتا ہے حتی کہ نیت کرتے وقت آواز نکالتے ہین ہاتھ جھٹکتے ہین

اس سبب سے شاید پہلی رکعت فوت ہو جاتی ہو اسقدر نہین جانتے کہ جیسے قرض ادا کرنے اور زکوۃ دینے کی نیت ہے ویسی ہی نماز کی
بھی نیت ہے اور ان لوگون مین سے نیت مین وسواس کے سبب سے نہ کوئی دوبارہ قرض ادا کرتا ہے نہ زکوۃ دیتا ہے اور بعضون کو سورۂ
فاتحہ کے حروف ادا کرنے مین وسواس ہوتا ہے حتی کہ حروف کو مخارج سے نکالتے ہین اور نماز مین بالکل دل اسی مین لگائے رہتے ہین
کہ حروف مخرج سے نکلین نمازی کو قرآن کے معنون مین دل لگانا چاہیے تاکہ الحمد کہتے وقت ہمہ تن شکر ہو جائے اور اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ
نَسْتَعِیْنُ کہتے وقت بالکل توحید اور عجز ہو جائے اور اِهْدِنَا کہتے وقت تضرع اور زاری مین ڈوب جائے اور وہ دل سے
باہر ہو جھکا ہے کی طرف ہو اکہ اِیَّاکَ مخارج سے ادا ہو یہ نمازی ایسا ہے جیسے کوئی شخص کسی بادشاہ سے اپنی حاجت عرض کیا چاہتا ہو
اور کہے یَا اَیُّهَا الْاَمِیْرُ اور پھر یہی کہے پھر یہی کہے تاکہ اَیُّهَا ٹھیک ٹھیک زبان سے نکلے اور لفظ امیر کا میم کما حقہ ادا ہو تو وہ شخص
بے شک خفیف ہونے اور مورد عتاب سلطانی بننے کا مستحق ہے اور بعضے لوگ ہر روز ایک قرآن ختم کرتے ہین اور بہت جلد جلد
پڑھتے ہین زبان کے بل دوڑتے ہین اور دل غافل رہتا ہے انکی ہمت یہی ہوتی کہ ایک ختم اونکے واسطے گنتی مین آجائے تاکہ
کہتے پھرین کہ ہم نے اتنے قرآن ختم کیے اور سات منزلون مین سے آج اتنی منزلین ہمنے پڑھین یہ جلد باز اتنا نہین جانتے کہ قرآن شریف
کی ہر آیہ ایک ایک نامہ ہے کہ احکم الحاکمین نے اپنے بندون کو لکھا ہے اوسمین امر نہی وعدہ وعید مثال نصیحت خوف دلانا
ڈرانا سبھی کچھ ہے قرآن پڑھنے والے کو چاہیے کہ وعید کے محل پر ہمہ تن خوف ہو جائے اور وعدہ کے مقام پر سراپا خوشی بن جائے
مثل کے محل پر بالکل اعتبار ہو جائے وعظ کے مقام پر ہمہ تن گوش بنجائے خوف دلانے کے وقت ڈر اس مین ڈوب جائے
یہ سب کیفیتین دل کی حالتین ہین پھر زبان کی نوک ہلائے جانے سے کیا فائدہ ایسے شخص کی مثال اوس آدمی کی سی ہے جسے
بادشاہ نامہ لکھے اوس نامہ مین احکام ہون وہ مکتوب الیہ بیٹھکر اوس نامہ کو ازبر کرے اور پڑھا کرے اور اوسکے معنون سے غافل ہو
اور بعضے آدمی حج کو جاکر کعبہ شریف کے مجاور ہو کر بیٹھ رہتے ہین روزے رکھتے ہین اور نہ دل و زبان کی حفاظت کرکے روزیکا
حق ادا کرتے ہین نہ پاس حرمت کرکے مکہ معظمہ کا حق بجالاتے ہین نہ زاد حلال تلاش کرکے راہ کا حق ادا کرتے ہین اور ہمیشہ انکا دل
خلق ہی کے ساتھ متعلق رہتا ہے کہ خلق ہمین کعبہ شریف کا مجاور جانے اور خود کہتے ہین کہ ہم اتنی دفعہ عرفات پر کھڑے ہوئے ہین
اور اتنے برس بیت اللہ کے مجاور رہے ہین یہ لوگ اتنا نہین جانتے کہ اپنے گھر مین کعبہ شریف کا شائق رہنا اس سے بہتر ہے
کہ آدمی کعبہ شریف مین ہو اور اپنے گھر کا شائق رہے اور اس امر کا مشتاق رہے کہ خلق اوسے مجاور جانے اور یہ طمع رکھے کہ اوسے
کوئی کچھ دے اور جو لقمہ وہ اوٹھاتا ہے اوسمین بخل پیدا ہو جاتا ہے یہ خوف کھاتا ہے کہ کوئی اوس سے لیلے یا مانگ بیٹھے اور بعضے
لوگ زہد کا طریقہ اختیار کرکے موٹا جھوٹا کپڑا پہنتے ہین تھوڑا سا کھانا کھاتے ہین مال مین تو زاہد رہتے جاہ و قبول مین زاہد نہین رہتے
خلق انسے برکت لیتی ہے یہ اس امر سے خوش ہوتے ہین خلق کی نظر مین اپنا حال آراستہ رکھتے ہین اتنا نہین جانتے کہ مال سے
زیادہ یہ جاہ نقصان کا باعث ہے اور جاہ کا ترک کرنا بہت دشوار ہے کیونکہ جاہ کی امید پر سب طرح کے رنج کھینچنا آسان ہے زاہد
وہ ہے جو ترک جاہ کر سکے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اوس کچے زاہد کو کوئی شخص کچھ دے تو نہین لیتا کہ مبادا لوگ اسے نا[illegible] مین کہین

کہ زاہد نہیں ہے اگر اوس سے کہیں کہ تو ظاہر میں پیسے جیسا کہ مستحق فقیر کو دیدینا تو یہ کہنا مار ڈالنے سے بھی زیادہ اوسپر شاق ہوتا ہے
اگرچہ مال حلال ہو تو بھی اس خیال سے نہیں لیتا کہ میں لونگا تو لوگ کہینگے کہ یہ زاہد نہیں ہے اسی سبب سے ایسا زاہد فقیرون کی نسبت
امیرون کی عزت حرمت زیادہ کرتا ہے اور انکی مراعات بہت کرتا ہے یہ سب باتین غرور اور نادانی میں اور بعضے آدمی سب
نیک عمل کرتے ہیں مثلاً ہر روز ہزار رکعت نماز کئی ہزار تسبیح پڑھتے ہیں شب بیدار رہتے ہیں ہر روز روزہ دار رہتے ہیں لیکن دلکی
مراعات نہیں کرتے کہ بری اخلاق سے پاک ہو جائے انکا باطن حسد اور کبر سے بھرا رہتا ہے ایسے آدمی اکثر بدخو اور ترشرو ہوتے ہیں
بندگان خدا کے ساتھ غصہ سے بات کرتے ہیں گویا ہر ایک سے اوٹھے روٹھے رہتے ہیں اتنا نہیں جانتے کہ خوے بد تمام عبادت کو
حبط کر دیتی ہے اور خلق نیک سب عبادتون کا افسر ہے یہ جانتے ہیں گویا عبادت کر کے خلق خدا پر احسان کرتا ہے اور سبھون کو حقارت
کی نگاہ سے دیکھتا ہے اپنے تئین خلق اللہ سے کھینچے اور سمیٹے رہتا ہے کہ کوئی اوسے چھو نجائے اتنا نہیں سمجھتا کہ [illegible]
علیہ افضل الصلوۃ واکمل التحیات سب بندون اور بندیون کے سردار تھے اور تمام جہان سے زیادہ منکسر اور ملنسار تھے خوش خلق نہایت تھے
ہوتا کہ اون سے سب اپنے تئین بیٹھے اوسے آپ اپنے پاس بٹھاتے اور مصافحہ کے واسطے دست مبارک دیتے اوس کہنے سے
زیادہ کوئی شخص بیوقوف نہیں جو اپنے استاد سے بھی اونچی دکان چاہے یعنی مرشد برحق سے بڑھ جاوے [illegible] عالم میں اوسکے
سیدھے سادے لوگ جب سلطان الانبیا خوش خلقی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی پیروی کا قدم [illegible] اور آپکی عادت [illegible]
کے خلاف کرین تو اس سے زیادہ اور کیا بیوقوفی ہوگی تیسرا طبقہ صوفی لوگ ہیں جنکا غرور [illegible] ان لوگون [illegible] تو کسی
فرقے میں نہیں ہوتا کیونکہ جسقدر راہ باریک اور مقصود عزیز اور بہتر ہوتا ہے اوسیقدر شیطان [illegible] زیادہ [illegible] ہیں اور تصوف کا
پہلا قدم یہ ہے کہ سالک نے تین درجے حاصل کیے ہیں ایک یہ کہ اوسکا نفس قہر اور مغلوب ہو گیا ہو نہ اوسمین خواہش باقی رہی
نہ غصہ نہیں کہ خواہش اور غصہ جڑ سے نیست و نابود ہو گیا مگر ایسا مغلوب ہو گیا ہو کہ بے حکم شرع اوسمین کچھ تصرف نہ کر سکے جسطرح قلعہ
فتح ہو جاتا ہے اوس قلعہ کے لوگون کو فتح کرنے والے مار نہیں ڈالتے مگر وہ لوگ مطیع ہو جاتے ہیں اسیطرح سالک کے سینہ کا قلعہ حاکم
شرع کے ہاتھ فتح ہو گیا ہو دوسرا درجہ یہ ہے کہ دونون جہان سالک کے سامنے سے گم ہو گئے ہون اسکے یہ معنی ہیں کہ حس اور خیال کے
عالم سے وہ گذر گیا ہو اسواسطے جو چیز حس اور خیال میں آتی ہے اوسمین بہائم بھی شریک ہیں اور وہ چیز آنکھ فرج پیٹ کی شہوت کا
حصہ ہوتی ہے بہشت حس اور خیال کے عالم سے باہر نہیں ہے اور جو چیز حجت پذیر ہوتی ہے اور خیال کو اوس سے سروکار ہوتا ہے
وہ اوسکے نزدیک ایسی ہو گئی ہو جیسے اوس شخص کے نزدیک گھاس ہو جاتی ہے جسنے لوزینہ اور بھنا ہوا مرغ پایا ہو کیونکہ سالک جانتا ہے
کہ جو چیز خیال میں آئے بقدر اوسکی حقیقت ہے اور بہوتے نادانون کو نصیب ہوگی وَاَکْثَرُ اَهْلِ الْجَنَّةِ الْبُلْهُ تیسرا درجہ یہ ہے
کہ سالک کو جناب احدیت نے اور اوسکے جلال اور جمال نے بالکل گھیر لیا ہو کہ [illegible] حس خیال کو اوس سے کچھ سروکار نہ رہا ہو
بلکہ حس اور خیال اور جو علم ان دونون سے پیدا ہوتا ہے اسکا حال [illegible] کے ساتھ ایسا ہو جیسے آنکھ کا آواز کے ساتھ اور کان کا رنگون کے
ساتھ حال ہے یعنی اوس سے بیخبر ہونا ضرور ہے جب سالک اس مقام پر پہونچا تو گویا تصوف کے سرے پر آیا سالک کو ان درجون کے

علاوہ بہت احوال حق سبحانہ تعالی کے ساتھہ ہوتے ہین کہ اونکا بیان مین آنا دشوار ہے حتی کہ بعضون نے اوسے یکانگی اور اتحاد کے ساتھہ تعبیر کیا اور بعضون نے حلول کے ساتھہ جس شخص کا قدم علم مین راسخ نہو اور یہ حال اوسپر طاری ہوجائے تو وہ بخوبی بیان نہین کرسکتا جو کچھہ کہنے لگتا ہے صریح کفر نظر آتا ہے اور فی نفسہ حق ہوتا ہے مگر اوسے بیان کرنے کی قدرت نہین ہوتی یہ جو بیان کیا گیا راہ تصوف کا ایک شائبہ ہے اے عزیز ابتو دیکھہ کہ نام کے صوفی کس دلیل سمجھہ اور دہوکے مین گرفتار ہین انہین سے کچہ لوگون نے تو سجادی اور گدڑی اور نقلی باتون کے سوا نہ کچہ دیکھا نہ سنا اسے اختیار کرکے کچے صوفیون کا لباس اختیار کرکے اونکی ظاہری وضع بنالی اونکی طرح سجادی پر بیٹھہ کر گردن جھکاتے ہین اور شاید کہ وسوسہ اور خیال انہین پیش آتا ہے سر ہلاتے ہین اور جانتے ہین کہ یہی تصوف ہے ان لوگون کی مثل ایسی ہے جیسے وہ عاجز بڈھا جو سر پر ٹوپی رکھے چپکن پہنے ہتیار لگائے اور صف جنگ مین بہادرون کی لڑائی اور رجز خوانیکا انداز سیکھہ لے اور سپاہیون کے سب ظاہری حرکات سکنات جان چکی ہو وہ جب فوج مین اپنا نام لکھوانیکے واسطے بادشاہ کے سامنے جانے مین جاے اور بادشاہ ایسا ہو کہ صورت اور لباس پر نہ جائے بلکہ دلیل طلب فرمائے یا اوسے ننگا کرنیکا حکم دے یا کسی جوانمرد کے ساتھہ لڑنے کا اور دیکھکر یہ ایک ضعیفہ بڈہا ہے حکم محکم فرمائے کہ اسے ہاتھی کے پاؤن کے تلے ڈالدو تاکہ کسی دوسرے کو بادشاہ کے حضور ایسی لچر حرکت کرنے کی جرات نہ پڑے اور انہین سے بعضے ایسے ہوتے ہین کہ وہ ان باتون مین بھی قاصر ہین کہ صوفیون کی ظاہری وضع اختیار کرین اور پھٹے ہوئے کپڑے پہنین بلکہ پاکیزہ گدڑیان اور ایک سر مہ لنگیان حاصل کرکے جانتے ہین کہ جب کپڑے رنگ لیے قصہ تمام ہوگیا تصوف کا اختتام ہوگیا یہ نہین جانتے کہ صوفیہ صافیہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین اگر نیلا لباس اسواسطے رنگتے تھے کہ ہر وقت دہونے کی حاجت نہو اور نیلا اسواسطے رنگتے تھے کہ دین کی مصیبت مین تھے وہ رنگ اونکے حال کے موافق تھا یہ کمبخت جب ایسا مستغرق نہین ہے کہ کپڑے نہ دہوئے اور ایسا مصیبت زدہ نہین ہے کہ نہ کپڑے پہنے اور ایسا عاجز نہین ہے کہ جہان کپڑا پھٹ جاے پیوند لگائے تاکہ گدڑی ہوجاے بلکہ نئے کپڑے قصدًا پھاڑتا ہے کہ گدڑی بنجائے تو اس کمبخت نے ظاہری صورت مین بھی صوفیہ صافیہ رضی اللہ تعالی عنہم کی موافقت نہ کی کیونکہ پہلے گدڑی پوش جناب امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ تھے کہ آپکے لباس مین چودہ پیوند لگے تھے اونہین سے بعضے پیوند چمڑے کے تھے اور انہین سے بعضے ایسے بھی ہوتے ہین کہ جسطرح چھوٹا اور پھٹا ہوا کپڑا پہننے کے متحمل نہین اوسیطرح اداے فرائض اور ترک معاصی کے بھی متحمل نہین ہوتے اوسپر طرہ یہ ہے کہ اپنے عجز و قصور کے معترف بھی نہین ہوتے کہ شیطان اور خواہش نفسانی کے ہاتہ مین پھنسے ہین بلکہ انکا مقولہ یہ ہے کہ دل سے کام ہے ظاہری صورت کو دیکھنا کیا ہمارا دل ہمیشہ نماز مین ہے اور حق تعالی کے ساتھہ راز و نیاز مین ہے ہمین ان ظاہری اعمال کی کچہ حاجت نہین کیونکہ اس مشقت کا حکم اون ہی لوگون کو ہے جو اپنے نفس کے اسیر ہین ہمارا نفس خود مردہ ہے ہمارا دین دہ در دہ حوض کے مانند ہوگیا ہے کہ ایسی چیزون سے خراب ہی نہین ہوتا اور جب عابدونکو دیکھتے ہین تو کہتے ہین کہ یہ بیگاری ہین جب علما کو دیکھتے ہین تو کہتے ہین کہ یہ لوگ باتون مین پھنسے پڑے ہین راہ حقیقت جانتے ہی نہین ایسے گمراہ لوگ قتل کرنیکے لائق ہین انکا خون بالاجماع مباح ہے اور بعضے لوگ ہین کہ صوفیون کی خدمت کرنے پر مستعد

ف — جو فقیر صورت نماز پڑہے اور باطن میں عبادت کا محتاج نہ جانے اور مسلمانوں پر طعن و تشنیع کرے وہ قابل قتل ہے اور سکا خون مباح ہے ۱۲

ہوتے ہین اور حق خدمت یہ ہے کہ آدمی اپنا جان و مال ان حضرات پر سے تصدق کر دے اور اپنے تئین انکے عشق مین بالکل بھول جائے
پھر جب کوئی انکے وسیلہ سے مال پیدا کرے اور انھین اپنا مطیع کرے تاکہ خود خادم مشہور ہو اور لوگ اوسکی عزت اور حرمت کرین اور
جہان ہو پائے حرام حلال کا مال لے آئے اور اونہین دے تاکہ اوسکی مرد بازاری نہو اور یہ نہ کہے کہ یہ فریب ہے آور بعضے لوگ ہین کہ
اونہون نے ریاضت کی سب راہ طے کی اپنی خواہش کو مغلوب اور مقہور کر کے اپنے تئین بالکل خدا ہی کے سپرد کر دیا اور گوشہ مین
بیٹھے ہوئے ذکر کیا کرتے ہین انہین کشف ہونے لگتا ہے حتی کہ جس چیز کی چاہتے ہین خبر پاتے ہین اگر کوئی قصور کرے تو بھی ان
تو تنبیہ ہو جاتی ہے اور ممکن ہے کہ پیغمبرون اور فرشتون کو مثالون مین اور اچھی اچھی صورتون مین دیکھنے لگین اور اپنے تئین آسمانون
مین دیکھین اور اوسکی حقیقت اگر صحیح ہو تو سچے خواب کے مانند ہے لیکن وہ خواب سوتون کے خیال مین آتا ہے اور یہ جاگتون کے
خیال مین آتا ہے اور وہ شخص اس سبب سے مغرور ہو کر کہتا ہے کہ جو کچھ ساتون زمین و آسمان مین ہے بارہا میرے سامنے پیش ہو گئی
ہین اور سمجھا ہے کہ اوس کا اخیر کام یہی ہے حالانکہ آفرینش مین حق تعالی کی جو عجیب عجیب صنعتین ہین اونہین سے ایک مرتبہ بھی
نہین جانا ہے اور جانتا ہے کہ جو کچھ موجود ہے وہ سب یہی ہے جو مین نے دیکھا جب یہ حال پیدا ہو جاتا ہے تو آدمی جانتا ہے کہ مین کمال کے درجہ کو
پہونچ گیا اور اس بات کی خوشی مین مشغول ہو کر طلب مین قاصر ہو جاتا ہے اور شاید وہ نفس جو مقہور اور مغلوب ہو گیا تھا پھر ذرہ ذرہ
زور پکڑنے لگے وہ سمجھے کہ مین ایسی ایسی چیزین دیکھ چکا تو اپنے نفس سے مطمئن ہو گیا اور کمال کے درجہ کو پہونچ گیا یہ بڑا دھوکا ہوتا ہے
اسپر کچھ اعتماد نہین اعتماد اسپر ہوتا ہے کہ اوسکی طبیعت بدل جائے خوشی سے شریعت کا ایسا تابعدار بن جائے کہ کسی طرح اوسمین
تصرف اور قصور باقی نرہے شیخ ابو القاسم گرگانی قدس سرہ نے کہا ہے کہ پانی پر چلنا ہوا مین اوڑنا غیب کی خبر دینا کچھ کرامت
نہین ہے بلکہ کرامت یہ ہے کہ آدمی بالکل امر الہی ہو جائے یعنی دل و جان تن و مال سے حکم شرع کی تابعداری کرنے لگے کہ حکم کے
خلاف کوئی بات اوس سے سرزد ہی نہو یہ حالت البتہ قابل اعتماد ہے آور پانی پر چلنا ہوا پر اوڑنا غیب کی خبر دینا ایسی باتین
ممکن ہین کہ شیطان کی طرف سے ہون کیونکہ شیطان کو بھی غیب کی خبر ہے اور کاہن لوگ بھی بہتیری غیب کی باتون کی خبر دیتے
ہین اور عجیب غریب کام اونسے وقوع مین آتے ہین اعتماد اسی حالت پر ہے کہ تیری ہستی اور خواہش کم ہو جاوے اور اسکے بدلے
اتباع شریعت قرار پکڑے پھر اگر تو شیر پر نہ سوار ہو سکیگا تو کچھ پروا نہین کیونکہ جب غیظ و غضب کے کتے کو جو تیرے سینہ مین ہے
تو نے پامال کر ڈالا اور اپنا مغلوب اور مقہور کر لیا تو بہت بڑے شیر پر بیٹھ چکا اور اگر غیب کی خبر تو نہ دے سکیگا تو کچھ پروا نہ کر
اسواسطے کہ جب تو نے اپنے نفس کے عیب اور غرور کو پہچان لیا اور اوسکی آفت اور مکاری سے آگاہ ہو گیا تو تیرا عیب ہی غیب
ہے عیب جانا تو غیبدان ہو چکا اگر پانی پر تو نہ چل سکیگا ہوا مین نہ اوڑ سکیگا تو کچھ پروا نہ رکھ اسلیے کہ جب حرص و خیال کے باہر
تجھے کوئی مقام کھلا اور اوسمین تو چل نکلا تو پانی پر چل چکا ہوا پر اوڑ چکا اور اگر ایک شب مین تو جنگل اور صحرا طے نہ کرے تو کچھ پاک
نہ کہ اسواسطے کہ جب دنیا کے جنگلون اور میدانون سے تو چھوٹ گیا اور دنیا کے شغل پیچھے چھوڑ آیا تو بڑا دشوار گذار جنگل اور بڑا میدان
طے کر آیا اور اگر کسی بڑے پہاڑ پر تو قدم نہ رکھ سکے تو کچھ پروا نہ رکھ کیونکہ تو نے جب شبہہ کے ایک درہم پر لات ماردی تو گھاٹی

طے کرتا اسواسطے کہ حق سبحانہ تعالی نے قرآن شریف مین اسے گھاٹی اور دشوار گذار مقام ارشاد فرمایا فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ
ان لوگون کے غرور اور دہوکون کے یہ چند اقسام ہین سب بیان کرنا موجب طوالت ہوگا چوتھا طبقہ امیر اور مالدار لوگ ہین انہین
بہی دہوکے اور الٹی سمجھ والے بہت ہین اسواسطے کہ بعضے مالدار مسجد اور سرا اور پل وغیرہ بنوانے مین مال صرف کرتے ہین
اور شاید وہ مال وجہ حرام سے پیدا کیا ہو تو اونپر یہ فرض تھا کہ مالک کو مال واپس کردیتے اونہون نے وہ مال یہ چیزین تعمیر کرنے مین
صرف کیا تاکہ گناہ اور زیادہ ہوجاے اور جانتے ہین کہ ہمنے بڑے ثواب کا کام کیا اور بعضے امیر مال حلال خرچ کرتے ہین مگر لوگون کو
دکھانا انہین مقصود ہوتا ہے کہ اگر ایک دینار صرف کرتے ہین تو چاہتے ہین کہ پتھر پر اپنا نام کہود کر وہان لگادین اگر انسے کہے
کہ اپنے نام کا پتھر نہ لگایا اور کسی کے نام سے لگادے کہ عالم الغیب تو بنوانے والیکو جانتا ہی ہے تو وہ یہ نہین کرسکتا اس ریا کی
علامت یہ ہے کہ اوسکے عزیز قریب اور پڑوسی محتاج ہوتے ہین اور ایک ایک ٹکڑے کو ترستے ہین تو وہ مال انہین دینا افضل ہے
اور وہ انہین نہین دے سکتا کیونکہ پتھر پر یہ عبارت کہود کر انکی پیشانی مین تہوڑے لگا سکیگا کہ بَنَاهُ الشَّيْخُ فُلَانٌ طَالَ بَقَاهُ
اور بعضے مالدار خالص نیت سے مال حلال تو خرچ کرتے ہین مگر مسجد کے نقش و نگار مین صرف کرتے ہین اور جانتے ہین کہ یہ بہت
نیک کام ہے اس سے دو برائیان پیدا ہوتی ہین ایک تو نماز مین لوگون کا دل اون نقش و نگار مین مشغول رہتا ہے خشوع خضوع سے
محروم رہتے ہین دوسرے یہ کہ ویسے ہی نقش و نگار اپنے گہر مین بنانے کی آرزو پیدا ہوتی ہے اور دنیا انکی نگاہون مین آراستہ
پیراستہ معلوم ہوتی ہے اور جانتے ہین کہ ہمنے بڑا کام کیا جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ تم لوگ جب مسجد مین نقش و نگار
کرو اور قرآن شریف پر سونا چڑہاؤ تو تمپر افسوس ہے مسجد کی آبادی اون دلون کے سبب سے ہوتی ہے جو حضور اور خشوع و خضوع سے
آراستہ ہون اور نفرت دنیا سے پیراستہ ہون اور جو چیز لوگون کے دلون سے حضور اور خشوع دور کرے اور دنیا کو آراستہ دکھائے وہ
مسجد کی ویرانی کا سبب ہے اس کمبخت نے نقش و نگار بنواکر مسجد کو ویران کردیا اور جانتا ہے کہ مین نے بہت اچھا کام کیا اور بعضے امیر اپنے
دروازے پر فقیرون کے جمع ہونیکو دوست رکھتے ہین تاکہ شہر مین اوسکا شہرہ ہو یا ایسے فقیرون کو صدقہ دیتے ہین جو مستان اور
نامور ہون یا جو تماشے حج کو جاتے ہین اونپر خرچ کرتے ہین یا اون لوگون کو دیتے ہین جو خانقاہون مین رہتے ہون تاکہ سب لوگ
جانین اور احسان مانین اگر انسے کہئے کہ یہ چہپاکر یتیمون کو دے کہ یہ راہ حج مین خرچ کرنے سے افضل ہے تو نہین دیسکتا کہ اوسے لوگون
سے اپنی تعریف اور اپنا شکر کرانے کا مزہ اور شوق ہے اور جانتا ہے کہ مین بڑے خیر کا کام کرتا ہون حضرت بشر حافی قدس سرہ سے
ایک شخص نے مشورہ کیا کہ میرے پاس دو ہزار درم ہین میرا جی چاہتا ہے کہ حج کو جاؤن فرمایا کہ تو تماشا دیکہنے جائیگا یا حق تعالی کی رضامندی
ڈہونڈہنے عرض کیا کہ خدا کی رضامندی کے واسطے فرمایا کہ جاکر دس محتاجون کا قرض ادا کردے یا دس یتیمون کو دیدے یا کسی
عیالدار کو دے کہ جو راحت مسلمان کے دل کو پہونچتی ہے فرض حج کے بعد سو حج سے افضل ہے اوس شخص نے عرض کیا کہ مین اپنے دل مین
حج کی بہت رغبت دیکہتا ہون فرمایا اسکا سبب یہ ہے کہ یہ مال تونے بیوجہ پیدا کیا ہے جبتک بے راہ خرچ کریگا تیرے دل کو
قرار نہ آئیگا اور بعضے مالدار ایسے ہوتے ہین کہ زکوۃ کے سوا ایک کوڑی نہین دیتے اور زکوۃ اور عشر بہی ایسے لوگونکو دیتے ہین

جو اونکے کاروبار مین رہتے ہون جیسے معلم اور شاگرد تاکہ ان لوگون کے جمع رہنے سے ان امیرونکی جاہ وحشمت برقرار رہے جیسے
وہ مدرس جو اپنے طالب علمون کو زکوۃ دے جب وہ اس سے پڑہنا موقوف کرین تو نہ دے یہ گویا تنخواہ ہوتی ہے اور خود
جانتا ہے کہ شاگردی کے بدلے مین دیتا ہون اور یہ جانتا ہے کہ زکوۃ دی اور کبھی ایسے لوگون کو دیتا ہے جو بزرگون کی خدمت
مین رہتے ہین اور انکی سعی سے اور لوگون کو دیتا ہے تاکہ اونپر احسان ہو اور اتنی سی زکوۃ دیکر کبھی مطلب نکالا چاہتا ہے اور
کبھی شکر وثنا کی بھی امید رکھتا ہے پھر یہی جانتا ہے کہ مین نے زکوۃ دی اور بعضے مالدار ایسے بخیل ہوتے ہین کہ زکوۃ بھی نہین
دیتے مال جمع کرتے ہین اور پارسائی کا دعوی کرنے پر مرتے ہین صائم الدہر اور قائم اللیل رہتے ہین انکی مثال اوس شخص کی
ایسی ہے جسکے درد سر ہو اور ایڑی مین دوا لگائے یہ کمبخت نہین جانتا کہ اوسے بخل کے سبب سے بیماری ہے بہت کہانے سے
نہین تو بہت خرچ کرنا اسکا علاج ہے بہوکون مرنا اسکی دوا نہین ہے مالدارون کو ایسے دہوکے بہت ہوتے ہین کسی قسم کا آدمی
اس سے نہین بچتا مگر جسنے وہ علم حاصل کیا ہو جو اس کتاب مین ہے تاکہ عبادت کی آفتین اور نفس کا فریب اور شیطان کا مکر
پہچانے پھر حق تعالی جل جلالہ وجل شانہ کی اسپر محبت غالب ہوتی ہے اور دنیا اسکے سامنے سے گم ہو جاتی ہے مگر بقدر ضرورت
رہ جاتی ہے اور ہر وقت موت کو پیش نظر رکھتا ہے اور مرنے ہی پر مستعد رہتا ہے یہ باتین اوسی پر آسان ہو جاتی ہین جسپر

خدا آسان کرے واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب ؏

حق تعالے کی بڑی عنایت ہوئی کہ اکسیر ہدایت ترجمہ کیمیائے سعادت کے تیسرے رکن سے
فراغت ہوئی یہ ربع مہلکات تھا اسمین بیان عقبات تھا انشاء اللہ تعالی
اب چوتھے رکن کی ابتدا ہے در افادہ
و استفادہ واہر وہ ربع منجیات ہے
اوسمین بیان طریقہ
نجات ہے
فقط

بعون صانع بیچون و مکان فضل خلاق زمین و زمان
الشہدا
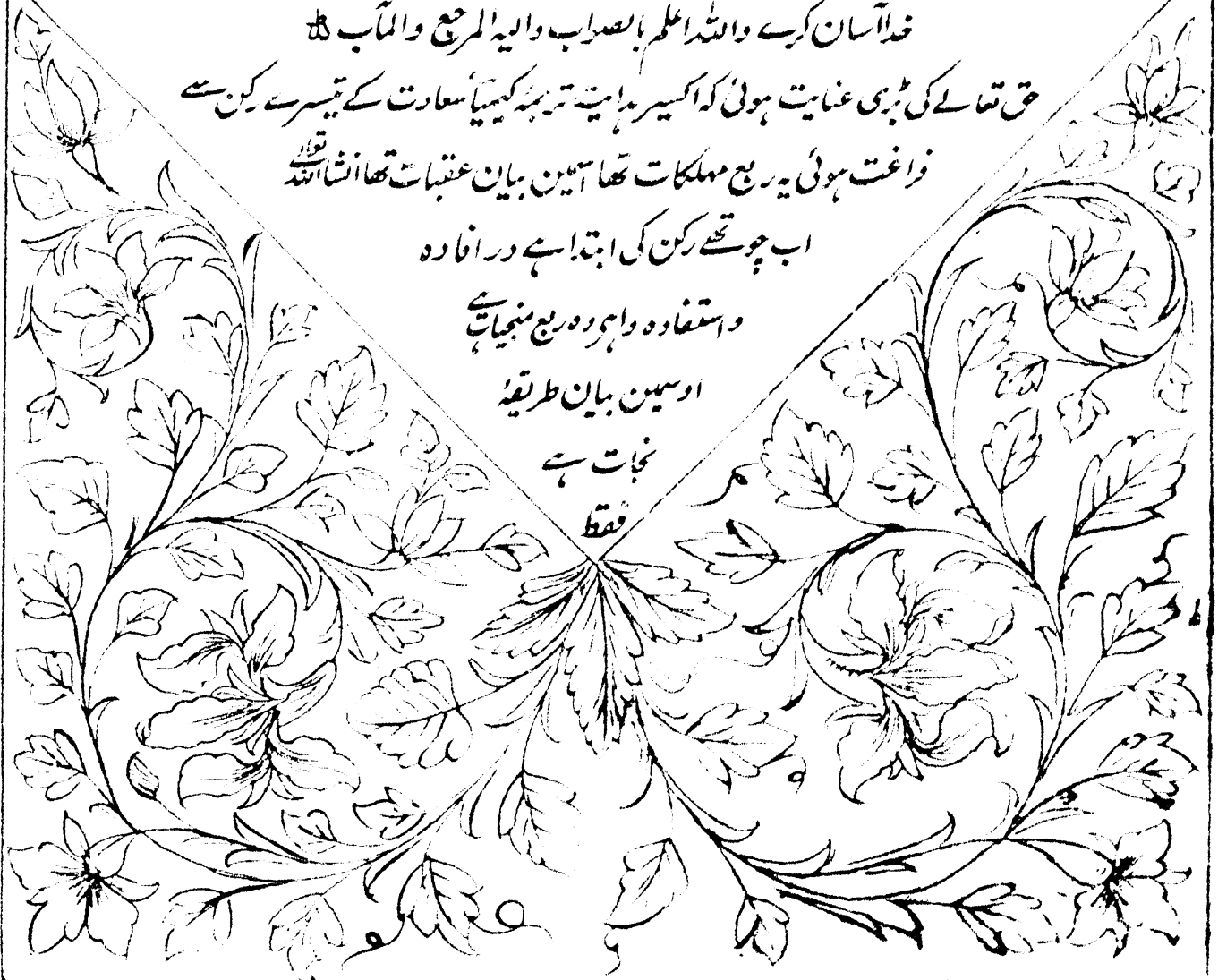
بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

چوتھا رکن منجیات کے بیان مین

اسکی بھی دس اصلین ہین پہلی اصل توبہ کے بیان مین دوسری اصل صبر وشکر کے بیان مین تیسری اصل خوف ورجا کے بیان مین چوتھی اصل فقر وزہد کے بیان مین پانچوین اصل نیت اور اخلاص اور صدق کے بیان مین چھٹی اصل محاسبے اور مراقبے کے بیان مین ساتوین اصل تفکر کے بیان مین آٹھوین اصل توحید اور توکل کے بیان مین نوین اصل شوق اور محبت کے بیان مین دسوین اصل موت کو یاد کرنے اور آخرت کے احوال کے بیان مین

پہلی اصل توبہ کے بیان مین

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ توبہ کرنا یعنی حق تعالی کی طرف پھرنا مریدون کا پھلا قدم اور سالکون کی راہ کا سرا ہے کسی آدمی کو اس سے چارہ نہین اسواسطے کہ ابتدا پیدائش سے انتہاے عمر تک گناہ سے پاک رہنا فرشتون کا کام ہے اور تمام عمر معصیت اور مخالفت مین ڈوبا رہنا شیطان کا پیشہ ہے نادم ہوکر توبہ کرنا اور راہ معصیت چھوڑ کر شاہراہ عبادت پر قدم دھرنا آدم اور آدمیون کا کام ہے جس آدمی نے توبہ کر کے پچھلے گناہون کی تلافی کی اوسنے حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھہ اپنی نسبت درست کرلی اور جسنے مرتے دم تک گناہون پر اصرار کیا اوسنے اپنی نسبت کو شیطان کے ساتھہ مضبوط کرلیا مگر تمام عمر عبادت ہی مین رہنا آدمی سے ممکن نہین اسواسطے کہ حق سبحانہ تعالی نے اوسے جب پیدا کیا تو ناقص اور بے عقل پیدا کیا اور خواہش نفسانی جو شیطان کا آلہ ہے پہلے اوسیکو آدمی پر مسلط کردیا اور عقل جو خواہش کی دشمن اور جوہر ملائکہ کا نور ہے اوسے بعد پیدا کیا کہ جب تک یہ پیدا ہو ہو تب تک آدمی پر

خواہش غالب ہوگئی اور سینۂ انسان کا قلعہ بخوبی اپنے قبضے مین کرلیا اور نفس بھی اوسکے ساتھہ خوگرا ور مالوف ہوگیا تو پھر جب عقل پیدا ہوئی تو ضرور بالضرور توبہ اور جہاد کرنے کی حاجت ہوئی تاکہ اس قلعے کو فتح کرے اور شیطان و شہوت کے قبضے سے چھوڑا لے تو توبہ آدمیون کو ضرور ہے اور سالکون کا پہلا قدم ہے جب نور عقل اور نور شرع سے آدمی کی آنکھین کھلین اور راہ گمراہ مین تمیز کرنے لگے تو توبہ کے سوا اور کچھہ فرض نہین پہلے توبہ ہی کرنا چاہیے توبہ کے یہی معنی ہین کہ آدمی ضلالت کا بیہڑ چھوڑ کر ہدایت کے ڈھرے پر آجائے

توبہ کی فضیلت اور ثواب کا بیان

ایعزیز جانتو کہ حق تعالیٰ نے سب خلق کو توبہ کرنے کا حکم کیا ہے اور فرمایا ہے وَتُوبُوا اِلَی اللہِ جَمِیعًا اَیُّہَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُونَ یعنی جو کوئی فلاح کی امید رکھتا ہے اوسے توبہ کرنا چاہیے جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مغرب کی طرف سے آفتاب نکلنے کے پہلے توبہ کریگا اوسکی توبہ قبول ہوگی اور فرمایا ہے کہ پشیمانی توبہ ہے اور فرمایا ہے کہ راستے مین لاؤبی کی جگہہ نہ کھڑے ہو کیونکہ کوئی آدمی ایسا ہوتا ہے کہ وہان کھڑا ہوتا ہے اور جو شخص اودھر سے گذرے اوسپر ہنستا ہے اور جو عورت وہان پر آپہونچتی ہے اوسکے ساتھہ بُری بُری باتین کرتا ہے وہان سے نہین ہٹتا تاوقتیکہ اوسپر دوزخ واجب نہوجائے مگر یہ کہ توبہ کرلے اور فرمایا ہے کہ مین ہر روز ستر بار توبہ اور استغفار کرتا ہون اور فرمایا ہے کہ جو شخص توبہ کرتا ہے حق تعالیٰ اوسکے گناہ فرشتون کو بھلا دیتا ہے جنھون نے وہ گناہ لکہا تھا اور اوسکے ہاتھہ پاؤن کو بھلا دیتا ہے جسنے وہ گناہ کیا تھا اور اوس جگہہ کو بھلا دیتا ہی جہان وہ گناہ سرزد ہوا تھا تاکہ جب وہ شخص احکم الحاکمین کے سامنے حاضر ہو تو اوسکے گناہ کا کوئی گواہ نہ نکلے اور فرمایا ہے کہ قبل اسکے کہ حلقوم مین جان آئے اور گھرانے لگے جو بندہ توبہ کرتا ہے حق تعالیٰ اوسکی توبہ قبول فرماتا ہے اور فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ اوس شخص کے واسطے کرم کا ہاتھہ پھیلائے ہوئے ہے جسنے دن کو گناہ کیا ہو تاکہ وہ رات کو توبہ کرے اور مین قبول کرلون اور اوس شخص کے واسطے جسنے رات کو گناہ کیا ہو تاکہ وہ دن کو توبہ کرے اور مین قبول کرلون یہ دست شفقت پھیلا رہیگا تاوقتیکہ مغرب کی طرف سے آفتاب طلوع ہو امیرالمومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ مین دن میں سوبار توبہ کرتا ہون اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی آدمی وہ نہین ہے جو گنہگار نہ ہو مگر جو توبہ کرے وہ سب گنہگارون سے بہتر ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص گناہ سے توبہ کرتا ہے وہ اوسکے مثل ہے جسنے کبھی گناہ کیا ہی نہو اور فرمایا ہے کہ گناہ سے توبہ کرنے کے یہ معنی ہین کہ پھر اوس گناہ کے قریب بھی نہ جائے اور فرمایا ہے کہ اے عائشہ یہ جو حق تعالیٰ نے ارشاد کیا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَہُمْ وَکَانُوْا شِیَعًا اس سے اہل بدعت مراد ہین ہر گنہگار کی توبہ قبول ہوتی ہے مگر اہل بدعت کی توبہ نہین قبول ہوتی مین انسے بیزار ہون یہ مجھسے اور فرمایا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آسمان پر لیگئے تو اونھون نے زمین پر دیکھا کہ ایک مرد عورت سے

نہ کرتا [illegible] انکے واسطے بددعا کی حتی کہ وہ ہلاک ہوگئے پھر دوسرے کو دیکھا گناہ کرتا ہے اوسکے واسطے
بھی بددعا کی حق تعالی نے وحی کی کہ اے ابراہیم میرے بندوں سے درگذر کر کیونکہ ان تین امر دن مین سے کوئی ایک امر تو ہوگا یا
تو وہ توبہ کرینگے اور مین قبول کرونگا یا استغفار کرینگے اور مین بخشدونگا یا اونکے کوئی اولاد ہوگی کہ وہ میری بندگی
کریگی اے ابراہیم تجھے نہیں معلوم کہ میرا نام صبور ہے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی
ہین کہ جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ نے فرمایا ہے کہ حق تعالی جس بندی کو گناہ پر پشیمان جانتا ہے اوسے
بخشش چاہنے سے پہلے ہی بخشدیتا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مغرب کی طرف ایک دروازہ ہے
اوسکی چوڑان ستر برس کی راہ ہے یا چالیس برس کی جسدن سے زمین و آسمان پیدا ہوا اوسدن سے وہ دروازہ توبہ
کے واسطے کھلا ہوا ہے اور جب تک مغرب کی طرف سے آفتاب نہ نکلیگا تب تک وہ دروازہ بند نہوگا اور فرمایا ہے کہ
دوشنبہ اور جمعرات کو بندوں کے اعمال عرض کیے جاتے ہین جسنے توبہ کی ہوگی اوسکی توبہ قبول ہوتی ہے
اور جسنے بخشش چاہی ہوگی اوسکی مغفرت ہوجاتی ہے اور جو لوگ دلون مین کینہ بھرا رکھتے ہین وہ اوسطرح گناہگار
چھوڑ دیے جاتے ہین اور فرمایا ہے کہ حق تعالی بندہ کی توبہ سے اوس اعرابی کی بہ نسبت بہت زیادہ خوش ہوتا ہے
جو خوفناک جنگل مین اترا ہو اور اوسکا ایک اونٹ زاد راہ اور تمام پونجی سے لدا ہوا ہو جب سو کے اٹھے تو اوس اونٹ
کو نہ پاوے اور ڈھونڈھے اور دھوپ اور گرم ہوا چلتی ہو اور ڈر اور تشنگی سے ڈھونڈتے ڈھونڈتے یہ حال ہو جاوے کہ اب بھوک پیاس سے
اب مرجائیگا اور جان سے بیزار ہوکر دل مین سوچے کہ اوسی جگہہ پر چلکر پڑ رہے اور اوسی مقام پر پھر آوے اور مرنے
کے قصد سے بازو پر سر رکھکر سوجائے جب جاگ پڑے تو اونٹ کو دیکھے کہ اوسیطرح لدا پھندا اوسکے سرہانے
کھڑا ہے تو خدا کا شکر کرنا چاہے اور کہنے لگے کہ اے خدا تو میرا خدا ہے اور مین تیرا بندہ ہون اور خوشی کے
مارے زبان غلطی کرے اور کہہ بیٹھے کہ اے خدا تو میرا بندہ ہے مین تیرا خدا ہون تو یہ اعرابی جسقدر اپنا کھانا پینا
مال اسباب پانے سے خوش ہوتا ہے اوس سے زیادہ حق تعالی اپنے بندوں کے توبہ کرنے سے خوش ہوتا ہے

توبہ کی حقیقت کا بیان اے عزیز جانتو کہ ایمان اور معرفت کا نور جو پیدا ہوتا ہے وہ توبہ کی اصل ہے اوس
نور کے سبب سے آدمی دیکھتا ہے کہ گناہ زہر قاتل ہے جب دیکھتا ہے کہ اس زہر مین سے بہت کھا چکا ہون
اور قریب ہے کہ ہلاک ہو جاؤن تو خواہ مخواہ پشیمانی اور ہراس اوسے پیدا ہوتا ہے جیسے وہ آدمی جسنے
زہر کھایا ہو پشیمان ہوتا ہے اور ڈرتا ہے اور اوس پشیمانی کے سبب سے حلق مین اونگلی ڈالکر
قے کرتا ہے اور اوس ہراس کی وجہ سے دوا کی تدبیر کرتا ہے کہ وہ زہر جسقدر اپنا اثر کرچکا ہے وہ
جاتا رہے اسیطرح گنہگار جب دیکھتا ہے کہ مین نے جو شہوت پرستی کی وہ زہریلی ہوئی شہد کی مثل تھی
کہ اوسوقت تو میٹھا معلوم ہوتا ہے اور آخر کو سانپ کی طرح ڈستا ہے تو وہ گنہگار زمانہ گذشتہ کے گناہوں

پشیمان ہوتا ہے اور اوسکی جان مین خوف کی آگ لگتی ہے کہ اپنے تئین تباہ اور ہلاک دیکھتا ہے اور اوسمین خواہش اور گناہ کی جو حرص ہے وہ اس خوف اور پشیمانی کی آگ مین جل بجھتی ہے اور وہ خواہش حسرت سے بدل جاتی ہے اور قصد کرتا ہے کہ گذشتہ کا تدارک اور تلافی کرے اور آئندہ کبھی اوس گناہ کے قریب نجائے لباس جفا اوتار کر بساط وفا بچھائے اپنے سب حرکات سکنات کو بدل ڈالے جسطرح قبل ازین سراپا گھمنڈ اور خوشی اور غفلت تھا اب ہمہ تن گریہ اور حسرت مند ہو جائے پہلے اہل غفلت کے ساتھ جلسہ رکھتا تھا اب اہل معرفت کے ساتھ صحبت رکھے تو توبہ فی نفسہ پشیمانی ہے اور اوسکی اصل معرفت اور ایمان کا نور ہے اور اوسکی فرع حالات کا بدل ڈالنا اور معصیت و مخالفت سے طاعت اور موافقت کی طرف تمام اعضا کو منتقل کرنا ہے **ہر شخص پر ہر وقت توبہ واجب ہونیکا بیان** ایعزیز ہر شخص پر توبہ واجب ہونا تجھے یون معلوم ہوگا کہ تو جان لے کہ جو شخص بالغ ہوا اگر وہ کافر ہے تو اوسپر واجب ہے کہ کفر سے توبہ کرے اور اگر مسلمان ہے اور اوسکا اسلام محض اپنے مان باپ کی تقلید اور پیروی سے ہے زبان سے کلمہ کہتا ہے اور دل سے غافل ہے تو اوسپر واجب ہے کہ اوس غفلت سے توبہ کرے اور کوشش کرے کہ اوسکا دل حقیقت ایمان سے آگاہ اور خبردار ہو جائے اس سے ہمارا یہ مقصود نہین ہے کہ علم کلام مین جو دلیلین ہین وہ سیکھے کیونکہ وہ سیکھنا سب پر واجب نہین ہے ہمارا مطلب یہ ہے کہ سلطان ایمان اوسکے تختگاہ دل پر قاہر اور غالب ہو جاوے حتی کہ فقط اوسکی حکومت رہے اور اوسکی حکومت اوسوقت ہوگی کہ جو کچھ ملک تن مین ہوتا ہے سب سلطان ایمان ہی کے حکم سے ہو شیطان کے حکم سے کچھ نہونے پائے جبکہ گناہ سرزد ہوتا ہے تو ایمان کامل نہین رہتا جیسا کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی زنا اور چوری کرتا ہے وہ زنا اور چوری کے وقت ایماندار نہین رہتا اس سے آپ کا مقصود یہ نہین کہ اوسوقت وہ کافر ہو جاتا ہے لیکن ایمان کی شاخین اور ٹہنیان بہت سی ہین اون شاخون مین سے ایک یہ بھی ہے کہ آدمی یہ جان لے کہ زنا زہر قاتل ہے اور کوئی شخص ہرگز زہر جانکر نہین کھاتا تو زنا کے وقت سلطان شہوت نے اوسکے اس ایمان کو کہ زنا مہلک ہے شکست دیدی ہوگی یا اوسکی غفلت کے سبب سے ایمان غائب ہو گیا ہوگا یا نور ایمان ظلمت شہوت کے دہوین مین چھپ گیا ہوگا پس ایعزیز یہ تو تو نے جان لیا کہ پہلے کفر سے توبہ واجب ہوتی ہے اگر کافر نہو تو ایمان عادتی تقلیدی سے توبہ واجب ہوتی ہے پھر اگر اس سے بھی توبہ کی تو غالب ہے کہ گناہ سے خالی نہ رہیگا تو گناہ سے توبہ واجب ہوتی ہے اگر اپنے ظاہر کو سب گناہون سے پاک کیا تو اوسکا باطن ان گناہون کے تخم سے خالی نہوگا جیسے کھانے کی حرص بات کی حرص جاہ و مال کی محبت اور جیسے کبر یا وغیرہ کہ یہ سب خبیث چیزین گناہون کی جڑ ہین ان سب سے توبہ کرنا واجب ہے تاکہ اونمین سے ہر ایک کو حد اعتدال پر رکھے اور ان خواہشون کو عقل اور شرع کا مطیع کرے اور یہ بات بڑے مجاہدے اور ریاضت سے حاصل ہوتی ہے اگر اس سے بھی آدمی خالی ہوا تو وسواس اور نفس کی باتون اور نہ اتے باطل

خالی نہوگا ان سب باتون سے توبہ واجب ہے اگر ان امور سے بھی خالی ہوا تو خدا کی یاد مین بعض اوقات غفلت کرینگے نہ خالی ہوگا اس سے بھی توبہ کرنا واجب ہے اور حق سبحانہ تعالیٰ کو بھول جانا اگرچہ بلحظہ ہی بھی ہو سب قصورون اور نقصانون کی جڑ ہے اس سے توبہ کرنا واجب ہے اگر بالفرض آدمی ایسا ہوگیا کہ ہمیشہ ذکر و فکر مین رہتا ہے کبھی ذکر و فکر سے غافل ہی نہین ہوتا تو اوسکے واسطے مختلف درجے ہین اونمین سے ہر ایک درجہ اپنے سے عالی اور کامل اور اونچے درجے کی بہ نسبت سافل اور ناقص اور نیچا ہوتا ہے پھر باوجودیکہ درجۂ کامل پر پہونچنا ممکن ہے اگر آدمی درجۂ ناقص پہ قناعت کرکے ٹھہر جاوے تو یہ بڑے نقصان کی بات ہے اس سے توبہ کرنا منجملہ واجبات ہے وہ جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین دن بھر مین ستر ستر بار توبہ اور استغفار کرتا ہون وہ یہی مضمون ہوگا کہ چونکہ ہمیشہ ترقی اور زیادتی پکڑنا آپکا کام تھا تو جس قدمگاہ پر آپ پہونچتے وہان ایسا کمال دیکھتے کہ پہلا قدم اوسکی بہ نسبت ناقص ہو جاتا تو اوس پہلے قدم سے آپ توبہ اور استغفار کرتے کیونکہ اگر کوئی شخص ایسا کام کرے جس سے ایک درم حاصل کرسکتا ہے تو ایک درم حاصل کرکے خوش ہوتا ہے اور اگر جانے کہ مین دینار حاصل کرسکتا تھا اور درم پر قناعت کی تو اندوہگین ہوتا ہے اور اپنی تقصیر پر پشیمان ہوتا ہے حتیٰ کہ جب دینار حاصل کرلیتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس سے بڑھکر کچھ نہین ہے پھر جب جانتا ہے کہ مین ہزار دینار قیمت کا موتی حاصل کرسکتا تھا تو اپنی تقصیر سے نادم ہوکر توبہ کرتا ہے اسیواسطے بزرگون نے کہا ہے کہ حسنات الابرار سیئات المقربین یعنی پارسا لوگون کا کمال بزرگ لوگون کے حق مین نقصان ہے کہ وہ اوس سے استغفار کرتے ہین **سوال** اگر کوئی کہے کہ آدمی نے جب کفر اور گناہ سے توبہ کی تو غفلت اور درجات بزرگ حاصل کرنے مین قصور کرنے سے توبہ کرنا منجملۂ فضائل ہی فرض نہین پھر نہ کیون کہا کہ اوس سے توبہ کرنا واجب ہے **جواب** ہم کہین گے کہ واجب کی دو قسمین ہین ایک وہ ہے جسنے ظاہر فتوی مین درجۂ عوام خلق کے موافق ہم اسقدر کہتے ہین کہ اگر خلق اوسمین مشغول ہو تو عالم ویران نہ ہونے پاوے اور معیشت دنیا مین خلق مصروف رہے یہ واجب خلق کو عذاب دوزخ سے بچاتا ہے دوسرا واجب وہ ہے کہ عوام الناس اوسکی طاقت نہین رکھتے جو اوسپر قائم نہ رہیگا وہ عذاب دوزخ سے تو چھوٹا رہیگا مگر مرتبہ بلند نہ حاصل ہونیکی حسرت سے نہ بچیگا جب قیامت کے دن ایک گروہ کو اپنے سے ایسا بالاتر دیکھے گا جیسے آسمان کے تارون کو دیکھتا ہے تو وہ غبن اور حسرت جو ناقص رہجانے کے سبب سے اپنے مین پائیگا وہ بھی ایک عذاب ہوگی اس توبہ کو جو ہمنے واجب کہا تو اس حسرت کے عذاب سے چھٹنے کے واسطے کہا جسطرح ہم دیکھتے ہین کہ دنیا مین اگر کسیکے ہمسر کو جاہ اور مدارج مین زیادتی حاصل ہو تو دوسرے پر دنیا تنگ و تاریک ہو جاتی ہے اور غبن و حسرت کی آگ سے اوسکی جان سلگتی ہے اگرچہ لاٹھیان مارنے ہاتھ کاٹنے جرمانہ لینے کے عذاب سے چھوٹا ہوتا ہے اسی سبب سے قیامت کے دن کو روز تغابن کہتے ہین اسواسطے کہ کوئی شخص غبن سے خالی نہوگا جسنے بالکل عبادت کی ہی نہین وہ پچھتاویگا کہ ہائے کیون نکی اور جسنے کی ہے

وہ افسوس کریگا کہ زیادہ کیون نہ کی اسی سبب سے انبیا اولیا کا طریقہ یہ ہوتا آیا ہے کہ جو عبادت کر سکے اوس سے باز نہین رہے
اور کہا کہ فردای قیامت اپنی تقصیر کی حسرت نہ رہے۔ معترض یہان پر کیا کہیگا کہ جناب سلطان الانبیا علیہ الصلواۃ والثنا
اپنے تئین قصداً بھوکا رکھتے تھے حالانکہ آپکو معلوم تھا کہ روٹی کھانا حرام نہین ہے حتی کہ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالے
عنہا فرماتی ہین کہ مین نے آپ کے شکم مبارک پر ہاتھ پھیرا مجھے رحم آیا مین رونے لگی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری جان
آپ پر قربان اگر آپ دنیا مین سیر ہو کر کھانا تناول فرمائیے تو کیا ہو فرمایا اے عائشہ میرے اولو العزم بھائی پہلے سے جا چکے
ہین بزرگیان اور سرفرازی کے خلعت پا چکے ہین مین ڈرتا ہون کہ اگر دنیا سے کچھ حصہ پاؤن تو اونکے درجون سے
میرا مرتبہ گھٹ جائے اپنے بھائیون سے کم رہنے کی بہ نسبت چند روز صبر کرنے کو مین بہت دوست رکھتا ہون حضرت
عیسی علیہ السلام سر کے نیچے پتھر رکھے لیٹے تھے ابلیس نے کہا کہ آپنے دنیا ترک کی تھی اب پچھتائے فرمایا مین نے
کیا کیا کہنے لگا کہ سر کے نیچے پتھر رکھکر استراحت کی آپنے پتھر پھینک دیا اور فرمایا کہ لے دنیا کے ساتھ یہ بھی مین نے
تیرے واسطے چھوڑا جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کی نعلین شریفین مین نیا تسمہ لگا تھا
چونکہ آپ کی نگاہ مین خوشنما معلوم ہوا حکم فرمایا کہ وہی پرانا تسمہ لاؤ لوگون نے حاضر کیا امیر المومنین حضرت ابی بکر
صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے دودہ نوش کیا نوش کرنے کے بعد دودہ مین شبہہ معلوم ہوا حلق مین اونگلی
ڈال ڈالکر اسقدر قی کی کہ دودہ کے ساتھ آپ کی جان نکلنے کا خوف تھا۔ بھلا یہان پر معترض کیا کہیگا اونھین
معلوم نہ تھا کہ عوام الناس کے فتوے مین یہ قی کرنا واجب نہین ہے عوام کا فتوی اور ہے صدیقون کے کام کا کھٹکا اور
ہی اوسے بھلا اس سے کیا نسبت خلق خدا مین بڑے خدا شناس اور مکر پہچاننے والے اور راہ خدا کے خطر
جاننے والے بھی حضرات تھے ایعزیز یہ گمان نہ کر کہ ان حضرات سے یہ محنتین بیفائدہ اپنے اوپر لا دلی ہین اور
پیشواؤن کی اقتدا کر اور عوام کے فتوے مین نہ پڑ کہ وہ اور ہی کہانی ہے ع چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند
پس اس تمام تقریر سے یہ تو تو نے جان لیا کہ بندہ کسی حال مین توبہ سے بے پروا نہین ہے اسی سے حضرت
ابو سلیمان دارانی نے کہا ہے کہ بندہ اگر کسی چیز پر نہ روئے فقط اوس ملنے ہی پر روئے جو ابتک اوسنے ضایع
کیا ہے تو مرتے دم تک یہ رنج اوسکے واسطے بہت ہے پس اوسکا حال تو کیا پوچھتا ہے جو زمانہ گذشتہ کے
مانند زمانہ آیندہ بھی رایگان کرتا ہے ایعزیز جانتو کہ جو شخص گوہر نایاب اپنے پاس رکھتا ہو اور وہ اوس سے ضایع ہو جائے
تو اوسے رونے کا محل ہے اور اگر ضایع ہو جانے کے ساتھ بلا اور عذاب مین گرفتار ہونیکا بھی سبب ہے تو اسکا
بڑا رونا ہے زندگی کا ہر دم ایک ایک دُردانہ ہے کہ اوسکے سبب سے ہمارے سعادت ابدی کو آدمی شکار کر سکتا ہے
جو شخص اپنے گناہون مین صرف کریگا کہ اوسکی ہلاکت اور تباہی کا سبب ہو اگر اوسے اس مصیبت کی خبر ہو
تو اوسکا کیا حال ہوگا مگر یہ مصیبت تو ایسی ہے کہ آدمی اس سے اوسوقت مطلع ہوتا ہے کہ حسرت کچھ سودمند نہو

یہ جو حق سبحانہ تعالی فرماتا ہے۔ وَاَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنٰکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ فَیَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِیْٓ اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ لوگون نے کہا ہے کہ اسکے یہ معنی ہین کہ مرتے وقت بندہ ملک الموت کو دیکھتا ہے اور جانتا ہے کہ یہ کوچ کا وقت ہے تو اوسکے دلمین بڑی ہی حسرت پیدا ہوتی ہے کہ اوسکی کچھہ نہایت ہی نہین کہتا ہے کہ اسے ملک الموت مجھے ایک دن کی مہلت دے کہ مین توبہ اور عذر خواہی تو کرلون ملک الموت فرماتے ہین کہ اسے شخص تو بہت دنون کی مہلت پا چکا ہے اب تیری زندگی کا کوئی دن نہین باقی رہا وقت موعود آچکا ہے وہ کہتا ہے کہ اچھا ایک ساعت ہی کی مہلت دیدیجیے وہ فرماتے ہین کہ بہت سی ساعتین گذر گئین اب کوئی ساعت بھی نہین باقی جب بندہ ناامید ہوجاتا ہے تو اوسکے اصل ایمان کو اضطراب ہوتا ہے اگر معاذ اللہ ازل مین اوسکی شقاوت کا حکم ہوچکا ہوتا ہے تو وہ شک اور اضطراب مین اس جہان سے جاتا ہے اور بدبخت ہوتا ہے اور اگر ازل مین اوسکی سعادت کا حکم ہوچکا ہوتا ہے تو اوسکا اصل ایمان سلامت رہتا ہے اسی سے حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے ولیست التوبہ للذین یعملون السیات حتی اذا حضر احدہم الموت قال انی تبت الآن بزرگون نے کہا ہے کہ ہر بندہ کے ساتھہ حق سبحانہ تعالی کے دو راز ہین ایک اوسوقت جب بندہ اپنی مان کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے تو حق تعالی فرماتا ہے کہ اسے بندہ مین نے تجھے پاک صاف اور آراستہ پیدا کیا ہے اور تیری عمر تجھے امانت کے طور پر سپرد کی خبردار دیکھون موت کے وقت یہ امانت تو کیسے واپس دیتا ہے دوسرا راز موت کے وقت ہے حق تعالی فرماتا ہے کہ اے بندے اوس امانت مین تو نے کیا کیا اگر اوسکی اچھی طرح حفاظت کی ہے تو جزاے خیر پائیگا اور اگر اوسے رایگان کیا ہے تو دوزخ تیری منتظر ہے تو مستعد رہ۔ **قبول توبہ کا بیان** العزیز جانیو کہ توبہ جب اپنی شرطون کے ساتھہ ہوتی ہے تو ضرور بالضرور قبول ہوتی ہے جب تو توبہ کیا کر تو اوسکے قبول ہونے مین شک رکھا کر اس مین البتہ شک کیا کر کہ توبہ شرائط کے ساتھہ ہے یا نہین جس شخص نے آدمی کے دل کی حقیقت پہچان لی کہ کیا ہے اور اوسے بدن کے ساتھہ علاقہ کسطرح ہے اور جناب آلہی کے ساتھہ مناسبت کیونکر ہے اور جناب آلہی سے حجاب کس چیز کے سبب سے ہوجاتا ہے اوسے اس امر مین کچھہ شک نہین رہتا کہ گناہ تو سبب حجاب ہے اور توبہ حجاب اوٹھہ جانیکا سبب ہوتی ہے توبہ قبول ہونا اسی سے عبارت ہے کیونکہ دل اصل مین گوہر ملائکہ کی جنس سے ایک پاک گوہر ہے اور آینہ کے مانند ہے کہ اگر اس جہان سے اوسے زنگ لگے صاف شفاف جائے تو حضرت الہیت اوسمین نظر آئے آدمی جو گناہ کرتا ہے اوسکے سبب سے ایک ظلمت اوسکی آینہ دل پر چھا جاتی ہے اور ہر عبادت کے سبب سے ایک نور دل مین پیدا ہوتا ہے اور ظلمت گناہ کو دور کر دیتا ہے ہمیشہ انوار عبادت اور ظلمت معصیت کے آثار آینہ دل پر پے درپے آیا کرتے ہین جب ظلمت بہت ہوجاتی ہے اور آدمی توبہ کرتا ہے تو انوار طاعت اوس ظلمت کو دور کر دیتے ہین دل اپنی پاکی

اور صفائی کی طرف پھر آجاتا ہے مگر یہ کہ آدمی سنے گناہون پر اسقدر اصرار کیا ہو کہ زنگ جوہر دل مین پہونچ گیا ہو اور ایسا پوست ہو گیا ہو کہ علاج قبول نکرے جیسے وہ آینہ جسکے اندر زنگ سرایت کر گیا ہو ایسا دل توبہ کر ہی نہین سکتا مگر آدمی زبان سے کہتا ہے کہ مین سنے توبہ کی جسطرح میلا کپڑا صابون لگا کر دہو نے سے صاف ہو جاتا ہے اوسیطرح دل بھی انوار عبادت کے سبب سے ظلمت معاصی سے پاک ہو جاتا ہے اسیواسطے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سنے فرمایا ہے کہ ہر بدی کے بعد نیکی کر تاکہ نیکی اوس بدی کو محو کر دے اور فرمایا ہے کہ اگر تم اتنے گناہ کرو کہ آسمان تک پہونچ جائین پھر توبہ کرو تو بھی توبہ قبول ہی ہوتی ہے اور فرمایا ہے کہ کوئی بندہ ایسا ہوگا کہ گناہ کے سبب سے بہشت مین جائے صحابہ سنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کیونکر ہوگا فرمایا اسطرح کہ وہ گناہ کرکے اوس سے پشیمان ہوا اور وہ بہشت تک اوسکے پیش نظر رہے بزرگون سنے کہا ہے کہ ابلیس توبہ کرنے والے کے حق مین کہتا ہے کہ کاش مین اسے اس گناہ مین مبتلا نہ کرتا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سنے فرمایا ہے کہ نیکیان برائیون کو اسطرح مٹا دیتی ہین جیسے پانی کپڑے کے میل کو اور فرمایا ہے کہ ابلیس جب ملعون ہوا تو عرض کرنے لگا کہ اسے اللہ قسم ہے تیری عزت کی جب تک آدمی کی جان بدن سے نہ نکلجائیگی تب تک مین بھی اوسکے دل سے نہ نکلون گا حق سبحانہ تعالی سنے ارشاد فرمایا کہ مجھے بھی قسم ہے اپنی عزت کی کہ جب تک آدمی کی جان اوسکے بدن مین رہیگی مین بھی توبہ کا دروازہ اوسکے واسطے نہ بند کرونگا ایک حبشی جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کی خدمت سراپا رحمت مین حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ مین سنے بہت گناہ کیے ہین بھلا میری بھی توبہ قبول ہوگی فرمایا ہان قبول ہوگی جب چلا تو تھوڑی دور جاکر پھر آیا اور عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ مین جسوقت گناہ کرتا تھا تو کیا اوسوقت حق تعالی مجھے دیکھتا تھا فرمایا ہان دیکھتا تھا حبشی ایک نعرہ مارکر گر پڑا اور مر گیا حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ حق سبحانہ تعالی سنے ایک پیغمبر سے فرمایا کہ تو گنہگارون کو خوشخبری دے دے کہ اگر تم توبہ کروگے تو مین قبول کرلونگا اور صدیقون کو ڈرا دے کہ اگر تمھارے ساتھ ازراہ انصاف معاملہ کرونگا تو تم سب کو عذاب مین مبتلا کردونگا طلق ابن حبیب رحمہ اللہ تعالی سنے کہا ہے کہ حق سبحانہ تعالی کے حقوق اسقدر سے بڑھکر ہین کہ آدمی اونپر قائم رہ سکے لیکن صبح کو توبہ کے ساتھ اوٹھنا چاہیے اور رات کو توبہ کے ساتھ سونا چاہیے حبیب بن ابی ثابت رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ گناہ بندے کے سامنے پیش کیے جائینگے ایک گناہ کو دیکھکر کہیگا کہ آہ مین تو ہمیشہ تجھہ سے ڈرتا تھا اس ڈر کے سبب سے وہ بخشدیا جائیگا **حکایت** بنی اسرائیل مین ایک شخص بڑا گنہگار تھا اوسنے چاہا کہ توبہ کرے یہ معلوم نہ تھا کہ توبہ قبول ہوگی یا نہین لوگون سنے اوسے ایک بڑے عابد کا پتا بتادیا اوس شخص سنے وہان جاکر اوس عابد سے کہا کہ مین بڑا گنہگار ہون ننانوے آدمیون کو مین سنے ناحق مار ڈالا ہے بھلا میری توبہ قبول ہوگی اوس عابد نے کہا کہ نہین اوس شخص نے اوس عابد کو بھی

قتل کرکے سو پورے کر لیے پھر لوگون نے اوسے ایک بڑے عالم کا پتہ بتایا اوسنے اوس عالم سے جا کر پوچھا کہ میری توبہ قبول ہوگی عالم نے کہا ہان مگر تو اپنی سرزمین سے نکل جا کہ وہ فساد کی جگہ ہے فلانے مقام پر جا وہان صالح لوگ رہتے ہین وہ چلا اور وسط راہ مین مرگیا عذاب اور رحمت کے فرشتون مین اختلاف پڑا ہر ایک نے کہا کہ یہ ہماری ولایت مین ہے ارحم الراحمین کا حکم ہوا کہ اس مین کو ناپو زمین ناپی تو وہ صالحون کی سرزمین کی طرف بالشت بھر نزدیک تھا بس رحمت کے فرشتے اوسکی روح کو لے گئے اس سے معلوم ہوا کہ نجات پانے کے واسطے یہ شرط نہین ہے کہ گناہون کا پلہ گناہ سے بالکل خالی ہی ہو بلکہ اتنا چاہیے کہ نیکیون کا پلہ بھاری ہو اگر تھوڑا ہی سا جھکے کہ اوسکے سبب سے نجات حاصل ہوگی **گناہ صغیرہ اور کبیرہ کا بیان** اے عزیز جانو کہ توبہ گناہ سے ہوتی ہے اور گناہ جتنا چھوٹا ہو اوسیقدر آسانی ہے بشرطیکہ آدمی اوسپر اصرار اور ہٹ نہ کرے حدیث شریف مین ہے کہ فرض نمازین گناہ کبیرہ کے سوا اور سب گناہون کا کفارہ ہو جاتی ہین اور گناہ کبیرہ کے سوا اور گناہ جو ایک جمعے سے دوسرے جمعے تک ہوتے ہین اون سبکا کفارہ جمعہ کی نماز ہو جاتی ہے اِنْ تَجْتَنِبُوا کَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ یعنی اگر گناہ کبیرہ سے تم دست بردار ہو تو تمھارے گناہ صغیرہ مین معاف کردونگا تو یہ جاننا آدمی پر فرض ہے کہ گناہ کبیرہ کون کون گناہ ہین اسمین صحابہ رضی اللہ تعالی علیہم اجمعین کا اختلاف ہے بعضون نے کہا ہے کہ گناہ کبیرہ سات ہین اور بعضون نے زیادہ کہے ہین بعضون نے کم حضرت ابن عباسؓ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہم سے سنا کہ فرماتے تھے کہ گناہ کبیرہ سات ہین اونھون نے کہا کہ سات سے زیادہ ستر کے قریب ہین ابو طالب مکی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ مین نے احادیث اور صحابہ کے اقوال سے قوت القلوب (نام کتاب) مین جمع کیا ہے ستر گناہ کبیرہ ہین چار دل سے علاقہ رکھتے ہین ایک کفر دوسرا گناہ پر اصرار کرنے کا قصد کرنا اگرچہ وہ صغیرہ ہو مثلا کوئی شخص برا کام کرتا ہے اور اوس سے توبہ کرنے کا دل مین قصد نہین رکھتا تیسرا خدا کی رحمت سے نا امید ہو جانا اسے قنوط کہتے ہین چوتھا خدا کے غصے سے نڈر رہنا جیسے کہ خاطر جمع رکھنا کہ مین بخشا ہوا ہون اور چار گناہ کبیرہ زبان سے ہوتے ہین ایک جھوٹی گواہی کہ اوس سے کسیکا حق باطل ہو جائے دوسرا محصن کو زنا کی تہمت لگانا کہ اوسپر حد واجب آتی ہے تیسرا جھوٹی قسم کہ اوسکے سبب سے کسیکا مال یا حق چھن جاتا ہے چوتھا جادو کہ وہ کلمات سے ہوتا ہے کہ جو زبان سے کہے جاتے ہین اور تین گناہ کبیرہ پیٹ سے علاقہ رکھتے ہین ایک شراب پینا اور جو چیز نشہ لاتی ہے دوسرا یتیم کا مال کھا جانا تیسرا سود کھانا اور دو گناہ کبیرہ فرج سے تعلق رکھتے ہین ایک زنا دوسرا لواطت اور دو گناہ کبیرہ ہاتھ سے سرزد ہوتے ہین ایک قتل کرنا دوسرا چوری کرنا جس سے حد واجب ہو جائے ایک گناہ کبیرہ پاؤن سے ہوتا ہے وہ کافر کی صف جنگ سے بھاگنا ہے جیسا کہ ایک مسلمان دو کافرون سے بھاگ جائے یا دس مسلمان بیس کافرون سے بھاگ جائین اگر کافر دونی سے زیادہ ہون تو بھاگنا درست ہے اور ایک گناہ کبیرہ تمام بدن سے ہوتا ہے وہ مان باپ کو رنج دینا ہے اے عزیز جانو

کہ یہ تفصیل اس سبب سے لوگون کو معلوم ہوئی ہے کہ اسمین سے بعضے گناہون پر حد واجب ہوتی ہے اور بعضون پر قرآن شریف
مین بہت تہدید آئی ہے اور اوسکی تفصیل مین پھیر ہے کہ احیاء العلوم مین ذکر کیا ہے یہ کتاب اوسکی متحمل نہین ہو سکتی اسکے
جاننے سے مقصود یہ ہے کہ ان کبائر سے آدمی بہت احتیاط رکھے اے عزیز جانتو کہ گناہ صغیرہ پر اصرار کرنا بھی گناہ
کبیرہ ہے اگرچہ ہم یہ کہتے ہین کہ فرض نمازین گناہ صغیرہ کا کفارہ ہو جاتی ہین مگر اسمین کچھ اختلاف نہین ہے کہ آدمی
اگر ایک دانگ مظلمہ اپنی گردن پر رکھتا ہے تو فرائض اوسکا کفارہ نہین ہے جب تک اوسے ادا نہ کریگا اوس سے
عہدہ برائی نہو گی غرض کہ جو گناہ حق تعالیٰ ہی سے علاقہ رکھتا ہے وہ اوس گناہ کی بہ نسبت جو خلق کی مظلومی سے تعلق رکھتا ہے بخشش
کے بہت قریب ہے حدیث شریف مین ہے کہ اعمالنامے تین ہوتے ہین ایک مین وہ گناہ لکھے جاتے ہین جو بخشے نہین جاینگے
وہ گناہ شرک ہے ایک مین وہ گناہ لکھے جاتے ہین جو بخش دیے جائینگے کہ وہ حق تعالیٰ اور بندہ کے درمیان مین
ایک مین وہ گناہ لکھے جاتے ہین جنسے رہائی کی امید نہین وہ بندون کے مظلمون کا دفتر ہے اے عزیز جانتو کہ جسسے کسی
مسلمان کو رنج پونہچے وہ بھی اسی قبیل سے ہے خواہ وہ مسلمان کی ذات کے ساتھہ ہو خواہ مال کے ساتھہ خواہ عزت
اور مروت مین خواہ دین کے بارہ مین جیسا کہ کوئی آدمی کسی شخص کو بدعت کی طرف بلاتے تا کہ اوسکا دین بگڑے
یا کوئی شخص مجلس کرکے ایسی باتین کرے جس سے لوگ گناہ پر دلیر ہو جائین **جن سببون سے گناہ**
صغیرہ گناہ کبیرہ ہو جاتے ہین اونکا بیان اے عزیز جانتو کہ گناہ صغیرہ مین امید رہتی ہے کہ غفور الرحیم
معاف کر دے مگر بعضے سببون سے صغیرہ کبیرہ ہو جاتا ہے اور اوسکا بھی بڑا خطر ہو جاتا ہے وہ سبب چھہ ہین
پہلا سبب یہ ہے کہ آدمی گناہ صغیرہ پر اصرار کرے جیسے کہ ہمیشہ غیبت کیا کرے یا ہمیشہ ریشمی کپڑا پہنا کرے یا گانا
سمجھکر گانا سنا کرے اسواسطے کہ جو گناہ ہمیشہ سرزد ہوا کرتا ہے اوسے دل تاریک کر دینے مین بڑا اثر ہوتا ہے
اسیواسطے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ کار خیر سب کامون سے بہتر ہے جو ہمیشہ ہوتا رہے
گو کہ قلیل ہو اسکی مثال ایسی ہے جیسے پانی کا قطرہ کہ متواتر کسی پتھر پر ٹپکا کرے تو خواہ مخواہ اوس پتھر مین سوراخ
کر دیگا اور اگر وہ پانی سب کا سب ایک ہی دفعہ اوس پتھر پر بہا دیا جاسے تو اوس مین کچھ بھی اثر نکریگا۔ پس جو شخص
گناہ صغیرہ مین مبتلا ہو اوسے چاہیے کہ استغفار سے اوسکا علاج کرتا رہے نادم اور پشیمان رہا کرے
اور عزم بالجزم رکھے کہ بار دگر یہ گناہ نہ کرونگا **شعر** دردمندان گنہ را روز و شب ٭ شربتی بہتر ز استغفار
نیست ٭ حتی کہ بزرگون نے کہا ہے کہ کبیرہ استغفار سے صغیرہ ہو جاتا ہے اور صغیرہ اصرار سے کبیرہ ہو جاتا ہے
دوسرا سبب یہ ہے کہ آدمی اگر گناہ کو کم اور حقیر جانیگا تو بھی گناہ صغیرہ کبیرہ ہو جائیگا اور جب گناہ کو بڑا جانیگا تو وہ کم
ہو جائیگا کہ گناہ کو بڑا جاننا ایمان اور خوف کے سبب سے ہوتا ہے ظلمت گناہ سے یہ امر دل کی حمایت کرتا ہے
کہ اوسکا اثر نہین ہونے پاتا اور گناہ کو چھوٹا جاننا غفلت اور گناہ کے ساتھہ الفت کے سبب سے ہوتا ہے

یہ بات اس امر کی دلیل ہوتی ہے کہ گناہ نے دل کے ساتھ مناسبت پیدا کرلی بہرحال کام دل ہی سے رہتا ہے
جو بات دلمین بہت اثر کرے وہ بہت بڑی ہے حدیث شریف مین ہے کہ مسلمان اپنے گناہ کو اپنے اوپر پہاڑ
سمجھتا ہے اور ہمیشہ ڈرتا رہتا ہے کہ ایسا نہو مجھپر پھٹ پڑے اور منافق اپنے گناہ کو مکھی جانتا ہے کہ اوسکی ناک پر
بیٹھتی اور اوڑجاتی ہے بزرگون نے کہا ہے کہ جو گناہ نہین بخشا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ بندہ اپنے جی مین کہے
کہ یہ گناہ سہل اور ہلکا ہے کاش میرے سب گناہ ایسے ہی ہوتے ایک پیغمبر علیہ السلام پر وحی آئی کہ گناہ کی
خوردی کی طرف نہ دیکھ حق تعالی کی بزرگی پر نظر رکھ کہ تو نے اوسکی عدول حکمی کی بندہ جسقدر حق تعالی کا جلال زیادہ
سمجھتا ہے اوسیقدر چھوٹے گناہ کو بڑا جانتا ہے ایک صحابی رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ تم لوگ ایسے کام کرتے ہو
جنکو بال برابر جانتے ہو اور مین اونمین سے ہر ایک کام کو پہاڑ کے برابر سمجھتا ہون غرضکہ گناہون مین حق تعالی
کا غصہ پوشیدہ ہے ممکن ہے کہ اوسی گناہ مین ہو جسے تو بہت ہی آسان جانتا ہے جیسا کہ خود حق تعالے
ارشاد فرماتا ہے وتحسبونہ ہینا وہو عند اللہ عظیم چھوٹا گناہ بڑا ہوجائیگا تیسرا سبب یہ ہے کہ آدمی گناہ کرکے سبب سے خوش ہو اور
اوسے غنیمت اور فتوح جانے اوسکے سبب سے فخر کرے اور اپنی تعلی کرکے کہے کہ مین نے فلانے آدمی کو
فریب دیدیا اور خوب لتاڑا اور اوسکا مال چھین لیا اور گالیان دین اور چھپا دیا اور مناظرہ مین اوسے ہرا دیا
یا اور ایسی واہیات باتین کہے جو شخص اپنی ہلاکی اور تباہی پر خوش ہو تو اس بات پر دلیل ہے کہ اوسکا دل سیاہ
ہوگیا ہے یہی اسکی ہلاکت اور خرابی کا سبب ہوگا چوتھا سبب یہ ہے کہ حق تعالی تو اوسکی پردہ پوشی کرے اور
وہ یہ سمجھا کرے یہ میرے اوپر عنایت ہے اس بات سے نہ ڈرے کہ شاید حق تعالی اسنے مجھے مہلت دی ہو اور
میرے واسطے آسانی کی ہو کہ مین بالکل تباہ اور ہلاک ہوجاؤن پانچوان سبب یہ ہے کہ اپنے گناہ کو ظاہر کردے
اور خدا کے پردے کو اپنے اوپر سے اوٹھادے کہ شاید اور لوگ بھی اوسکے سبب سے اوس گناہ کی رغبت
کرین اور اون لوگون کی معصیت اور رغبت کا وبال اوسے حاصل ہو اور اگر کسیکو صریح ترغیب دیگا اور گناہ کے
اسباب مہیا کریگا تاوہ سیکھ جائے تو دونا وبال ہوگا بزرگان سلف نے کہا ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی خیانت
نہین ہے کہ مسلمان کی نظر مین گناہ کو آدمی آسان اور ہلکا کردے چھٹا سبب یہ ہے کہ عالم اور پیشوا ہوکر گناہ
کرے اور اوسکے سبب سے اور لوگ گناہ پر دلیر ہو جائین اور کہین کہ اگر یہ بات نہ کرنے کے لائق ہوتی
تو فلانا عالم اور پیشوا نہ کرتا مثلاً کوئی عالم ریشمی لباس پہنے اور بادشاہ کے پاس جایا کرے بادشاہون کا مال
لیا کرے مناظرہ مین سفاہت کی باتین کیا کرے اپنے زمانے کے اور علما پر طعن کرے کثرت مال وجاہ کے
سبب سے فخر کرے تو اوسکے سب شاگرد بھی ان باتون مین اوسکی پیروی کرینگے اور اوستاد ہی کے
مثل ہوجائینگے پھر شاگردون کے شاگرد اونکی اقتدا کرینگے اور ہر ایک کے سبب سے ایک بستی کی بستی تباہ

[illegible]

اور خراب ہو جائیگی اسواسطے کہ ہر شہر کے لوگ انمین سے ایک ایک کے معتقد ہونگے تو خواہ نخواہ سبھون کا وبال
مقتدی کے نامۂ اعمال مین لکھا جائیگا اسیواسطے بزرگون نے کہا ہے کہ وہ شخص بڑا نیک بخت ہے جو مرے
اور اوسکے گناہ بھی اوسکے ساتھہ مرجائین اور کوئی ایسا کمبخت ہوتا ہے کہ اوسکے بعد ہزار برس تک اوسکے گناہ
باقی رہتے ہین علماء بنی اسرائیل مین سے ایک عالم نے توبہ کی اوس زمانے مین جو رسول تھے اونپر وحی نازل ہوئی
کہ اوس سے کہدو کہ اگر تیرے گناہ میرے ہی تیرے درمیان مین ہوتے تو مین بخشدیتا اب اکیلے تو نے
توبہ کی جن لوگون کو تو گمراہ کرچکا ہے اور وہ ویسے ہی گناہگار رہین تو اونمین کیا کریگا اسیواسطے علما بڑے خطر مین
ہین کہ انکا ایک ایک گناہ ہزار ہزار گناہون کے برابر ہے اور ایک ایک عبادت ہزار ہزار عبادتون کے برابر
ہے اسواسطے کہ اونکو اون لوگون کا ثواب حاصل ہوتا ہے جو انکی پیروی کرتے ہین اسی باعث سے عالم پر
واجب ہے کہ گناہ کیسے ہی نہین اگر احیاناً کرے بھی تو پوشیدہ کرے بلکہ اگر کوئی مباح کام ایسا ہو جسکے سبب
سے از راہ غفلت خلق گناہ پر دلیر ہو جائیگی اوس سے بھی پرہیز کرے زہری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ ہم آگے
ہنستے کھیلتے تھے چونکہ اب مقتدا ہوگئے ہین تو ہمین مسکرانا بھی ناروا ہے عالم کی لغزش اور چوک نقل کرنا بڑا گناہ
ہے کیونکہ اس سبب سے اکثر خلق گمراہ اور گناہ پر دلیر ہو جاتی ہے تو تمام خلق کی خطا چھپانا واجب ہے اور
عالم کی خطا چھپانا واجب تر ہے **سچی توبہ کی شرط اور علامت کا بیان** ایعزیز جانتو کہ توبہ کی اصل
پشیمانی ہے اور توبہ کا ثمرہ وہ ارادہ ہے جو ظاہر ہو پشیمانی کی علامت تو یہ ہے کہ توبہ کرنیوالا ہمیشہ اندوہ و حسرت
مین رہے گریہ و زاری اور تضرع اوسکا کام ہو اسلئے اسواسطے کہ جسنے اپنے تئین مشرف بہ ہلاکت دیکھا وہ
اندوہ سے کیونکر خالی ہوگا اگر کسیکا لڑکا بیمار ہو اور کوئی طبیب ترسا کہدے کہ یہ بیماری پر خطر ہے اس سے
ہلاکت کا ڈر ہے تو سبھون کو معلوم ہے کہ باپ کے دل مین کسقدر اندوہ و بیم کی آگ لگے گی اور ظاہر ہے
کہ آدمی کو اپنی جان فرزند سے زیادہ عزیز ہوتی ہے اور خدا و رسول طبیب ترسا سے زیادہ سچے ہین اور ہلاکت
آخرت کا خوف خوف مرگ سے بڑہ کر ہے اور خدا کے غصے پر گناہ کی دلالت موت پر بیماری کی دلالت سے
اظہر ہے پھر اگر آدمی کو ان امور سے خوف و حسرت نہ پیدا ہو تو یہ سبب ہے کہ گناہ کی آفت پر ابھی ایمان نہین
لایا اور جسقدر یہ آگ تیز ہوتی ہے اوسیقدر گناہون کو خاک سیاہ کرتے ہین اوسکا اثر بھی زیادہ ہوتا ہے
کیونکہ گناہون کے سبب سے آدمی کے آئینۂ دل پر جو زنگ لگجاتا ہے اور جو تاریکی چھا جاتی ہے حسرت
و ندامت کی آگ کے سوا اور کوئی چیز اوسے دور نہین کرتے اور اوسکی سوزش سے آدمی کا دل صاف اور
رقیق ہو جاتا ہے حدیث شریف مین حکم ہے کہ توبہ کرنیوالون کے ساتھ بیٹھو کہ انکا دل بہت رقیق ہوتا ہے اور دل
جتنا صاف ہوتا ہے اوتنا ہی گناہ سے نفرت کرتا ہے اور دل مین گناہ کی حلاوت تلخی سے بدل جاتی ہے ایک نبی علیہ السلام نے

بنی اسرائیل سے ایک شخص کی توبہ قبول ہونے کے باب مین حق تعالی کی جناب مین شفاعت اور سفارش کی تھی وحی نازل
ہوئی کہ مجھے قسم ہے اپنے عزت کی اگر سب آسمانون کے فرشتے اسکے حق مین شفاعت کرین تو بھی جب تک اسکے
دل مین گناہ کی حلاوت باقی رہیگی اسکی توبہ نہ قبول کرونگا اے عزیز جان تو کہ گناہ اگرچہ مرغوب اور مشبوع ہوتا ہے لیکن توبہ
کرنیوالے کے حق مین اسکی مثال زہر ملے شہد کی ایسی ہے جسنے یہ شہد ایکبار کھایا ہو اور اوس سے بڑا رنج اور صدمہ
اوٹھایا ہو وہ دوبارہ جب اوسے دیکھنے کا بھی خیال کریگا تو اوسکی کراہت کے سبب سے تمام بدن کے رونگٹے
کھڑے ہو جائینگے اور اوسکی حلاوت کی خواہش اوسکے نقصان کے خوف مین دب رہیگی ایک گناہ پر موقوف
نہین بلکہ سب گناہون مین یہ تلخی پائیگا اسواسطے کہ وہ جو گناہ اوسنے کیا تھا اس سبب سے زہر تھا کہ اوسمین حق تعالے
کی ناخوشی تھی اور سب گناہون کا بھی یہی حال ہے اور اس پشیمانی کے سبب سے جو ارادہ پیدا ہوتا ہے وہ تین زمانون سے
علاقہ رکھتا ہے حال ماضی مستقبل حال سے تو یہ علاقہ رکھتا ہے کہ وہ سب گناہون کو ترک کردے اور جو کچھ اوسپر
فرض ہے اوس مین مشغول رہے مستقبل سے یہ علاقہ رکھتا ہے کہ یہ عزم بالجزم کرلے کہ تمام عمر گناہون سے
صبر کرونگا اور ظاہر و باطن مین حق سبحانہ تعالی سے پکا عہد کرلے کہ پھر کبھی گناہ کے قریب بھی نہ جاؤنگا اور فرض
چیزون مین قصور نہ کرونگا جیسے جو بیمار یہ جانکر کہ میوہ مجھے نقصان کرتا ہے عزم بالجزم کرلے کہ مین میوہ ہرگز ہرگز
نہ کھاؤنگا اور عزم کرتے وقت سستی اور تردد نہ کرے اگرچہ ممکن ہے کہ خواہش پھر غلبہ کرے اور ممکن نہین کہ آدمی
توبہ نباہ سکے مگر عزلت اور خاموشی اور لقمہ حلال سے جو پیدا کرلیا ہو یا اوسکے حاصل کرنے پر قادر ہو جب تک
شبہے کی چیزون سے آدمی دست بردار نہین ہوتا توبہ کامل نہین ہوتی اور جب تک خواہشون کو نہ توڑے گا
شبہے کی چیزین نہ چھوڑ سکیگا بزرگون نے کہا ہے کہ جسپر کسی چیز کی خواہش غالب ہو وقت اوٹھا کر اور تکلیف
کرکے سات بار اوس سے ہاتھ روکے پھر اوسکے اوپر اوس چیز کا ترک کردینا آسان ہو جائیگا اور زمانہ ماضی سے
ارادہ اسطرح پر علاقہ رکھتا ہے کہ گذشتہ گناہون کا تدارک کرے اور غور کرے کہ حق سبحانہ تعالی اور بندون کے
کن کن حقوق مین مین نے قصور کیا حق تعالی کے حقوق دو قسم پر ہین فرائض ادا کرنا اور گناہ سے بچا رہنا فرائض
کے بارہ مین یہ چاہیے کہ آدمی جس دن سے بالغ ہوا ہے اوس دن سے ایک ایک دن کا خیال کرے اگر
نماز فوت ہوگئی ہے یا کپڑا پاک نہین رکھا یا اوسکی نیت درست نہ تھی کہ وہ لاعلم تھا یا اوسکا اصل اعتقاد ہی مین کچھ
خلل اور شک تھا تو جتنی نمازین نہین ہوتی ہین سبکی قضا کرے اور جس تاریخ سے مالدار ہوا ہو گو کہ لڑکا رہا ہو اوس
تاریخ سے جسقدر زکوۃ نہ دی ہو یا دی تو ہو مگر مستحق کو نہ حوالہ کی ہو یا چاندی سونے کے برتن ملک مین رکھکر اونکی
زکوۃ نہ دی ہو سب کا حساب کرکے زکوۃ دیدے یا اگر رمضان کے روزے مین قصور کیا یا نیت بھول گیا یا اوسکی
شرط نہین ادا کی تو روزون کی بھی قضا کرے انمین سے جسے یقیناً جانتا ہے اوسے قضا کرے جسمین شک

رکھتا ہے اوسمین جسطرف ظن غالب ہو اوسے اختیار کرے اور غور و تامل کر کے جسقدر یقینی معلوم ہو اوسے محسوب کر کے باقی کو قضا کرے اصل یہی ہے اور اگر جسمین ظن غالب ہے اوسے بھی محسوب کریگا تو بھی درست ہے اور گناہونکو ابتدا سے بلوغ سے دیکھنا چاہیے کہ آنکھہ کان ہاتھہ زبان معدہ وغیرہ اعضا سے کیا کیا گناہ کیے ہین اگر گناہ کبیرہ کیے ہین جیسے زنا لواطت چوری شراب خواری اور جس گناہ پر خدا کی مقرر فرمائی ہوئی حد واجب آتی ہے اوس سے توبہ کرے یہ واجب نہین ہے کہ حاکم کے سامنے جاکر اقرار کرے تاکہ وہ اوسپر حد جاری کرے بلکہ پوشیدہ رکھے توبہ اور کثرت عبادت سے اوسکی تلافی کرے اور صغائر ہون تو بھی ایسا ہی کرے مثلاً اگر نامحرم کی طرف دیکھا ہے یا بے وضو قرآن شریف چھوا ہے یا مسجد مین ناپاک بیٹھا ہے یا سماع رود سنا ہی تو جو کام ان گناہون کے ضد اور خلاف ہین وہ کرے کہ ان گناہون کا کفارہ کرے تاکہ وہ کام ان گناہون کو مٹادین حق تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ مگر جو نیک کام گناہ کا ضد ہو اوسکا اثر بھی زیادہ ہو سماع رود کا کفارہ قرآن شریف سنکر اور علم کی مجلس مین جاکر کرے اور مسجد مین ناپاک بیٹھنے کا کفارہ اعتکاف اور عبادت سے کرے اور قرآن شریف بے وضو چھونے کا کفارہ دیکھکر کثرت تلاوت سے کرے اور شرابخواری کا کفارہ اسطرح کرے جو پینے کی چیز بہت دوست رکھتا ہے اور وہ حلال ہے اوسے نہ پیے اور صدقہ مین دے تاکہ اون گناہون سے جو ظلمت حاصل ہوئی اوسکے مقابلہ مین ان نیک کامون سے نور حاصل ہو کر ان ظلمتون کو دل سے دور کر دے بلکہ دنیا مین جو جو خوشی حاصل ہوتی ہے اوسکا کفارہ یہ ہے کہ ہر ہر خوشی کے مقابلہ مین دنیا سے ایک ایک رنج کھینچے کیونکہ دنیا کی خوشی اور راحت کے سبب سے دنیا مین دل اٹک جاتا ہے اور جو رنج کھینچتا ہے اوسکے سبب سے دنیا سے دل نفرت کرتا ہے اور کھٹک جاتا ہے اسیواسطے حدیث شریف مین آیا ہے کہ مسلمان کو جو رنج پہونچتا ہے اگرچہ کانٹا ہی اوسکے بدن مین چبھہ جائے وہ اوسکے گناہون کا کفارہ ہوتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بعضے گناہ ایسے ہین کہ رنج کے سوا اور کوئی چیز اوسکا کفارہ نہین ہوتی اور ایک روایت مین یون آیا ہے کہ اندوہ عیال اور رنج معیشت کے سوا اور کوئی چیز کفارہ نہین ہوتی اُم المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہین کہ جو بندہ بہت گناہ رکھتا ہے اور کوئی عبادت نہین رکھتا کہ وہ اوس گناہ کا کفارہ ہوجائے تو حق سبحانہ تعالیٰ اوس بندے کے دل مین رنج پیدا کر دیتا ہے کہ اوس گناہ کا کفارہ ہوجائے اے عزیز اگر تو کہے کہ یہ اندوہ آدمی کے اختیار مین نہین تو ایسا امر نہین ہے کیونکہ شاید وہ خود دنیوی کامون سے اندوہگین ہو پھر اگر تو کہے کہ یہ تو خود خطا ہے خطا کا کفارہ کیونکر ہوگا ایسا امر نہین ہے بلکہ جو چیز تیرے دل مین دنیا سے نفرت پیدا کرے وہ تیری بھلائی ہے اگرچہ تیرے اختیار سے نہو اسواسطے کہ اگر اس اندوہ کے بدلے مراد بر آنے کی خوشی ہوتی تو پھر تو دنیا کو اپنی بہشت ہی سمجھتا حضرت یوسفؑ نے حضرت جبرئیل علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام

سے پوچھا کہ تمنے اون اندوہگین بڑے میان کو کیونکر چھوڑا یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام کو کہا اتنے رنج مین چھوڑا ہے
جتنا رنج اون ستر مادر مشفقہ کو ہو جنکے لڑکے مارے گیے ہون پوچھا کہ اونہین اس رنج کی عوض مین کیا ملیگا کہا شو شہیدون
کا ثواب اور بندون کے مظالم کے باب مین آدمی کو چاہیے کہ ہر ایک کے ساتھہ اپنے معاملہ کا حساب کرے بلکہ ہر ہر
سننے اور بات کرنے کا بھی حساب کرے تاکہ اوسپر جب کسیکا مالی حق ہو یا اس قسم کا حق ہو کہ اسنے اوسے رنج دیا ہو یا اوسکی
غیبت کی ہو تو اوس سے عہدہ برائی ہو جائے جو کچہہ اوسنے چھیر دینے کے قابل ہو پھیر دے اور جو معاف کرا لینے
کے قابل ہو معاف کرا لے اگر کسیکو قتل کر ڈالے تو اپنے تئین اوسکے وارث کے حوالہ کر دے تاکہ وہ قصاص
لیلے یا معاف کر دے اور اگر کسیکا دام یا درم اوسکے ذمہ قرض ہو تو اوسے دنیا مین تلاش کرکے ادا کردے اگر اوسے
نہ پاسکے تو اوسکے وارث کو دیدے یہ امر عالمون اور سوداگرون کو بہت مشکل ہوتا ہے اسواسطے کہ انکے
معاملات بہت ہوتے ہین اور سب لوگون پر غیبت کرنے سے دشوار ہوتا ہے کیونکہ جن جن کی غیبت کی ہے
اون سب کو نہین تلاش کرسکتے کہ اونسے معاف کرائین جب اس امر سے آدمی متعذر رہا تو سوا اسکی عہدہ برائی کا
اور کوئی طریقہ نہین ہے کہ عبادت بہت کرے حتی کہ اسقدر عبادت جمع ہو جائے کہ جب قیامت کے دن یہ حقوق
اوسکی عبادت مین ادا کیے جائین تو اوسے کفایت کرنے کی قدر عبادت بچ رہے **فصل** توبہ کی مداومت کے بیان
مین جس سے کوئی گناہ سرزد ہو جاتے اوسے چاہیے کہ اوس گناہ کے تدارک اور کفارہ مین چھٹ پٹ مشغول
ہو جائے بزرگون نے کہا ہے کہ آٹھہ کام ہین کہ جب گناہ کے بعد کیے جائین تو گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے چار دل
مین ہین ایک توبہ یا توبہ کا قصد دوسرے اس بات کی چاہ کہ پھر ایسا نہ کرونگا اور تیسرے اس امر کا خوف کہ اس گناہ کے سبب سے مجھپر
عذاب ہوگا اور چوتھے عفو کی امید اور چار بدن مین ہین ایک یہ کہ دو رکعت نماز پڑھے بعد اوسکے ستر بار استغفار کرے
سو بار کہے سُبْحَانَ اللہِ الْعَظِیْمِ وَ بِحَمْدِہٖ صدقہ دے جسقدر ہو ایک دن روزہ رکھے اور بعضے بزرگون کا قول ہے کہ
خوب طہارت کرکے مسجد مین جاکر دو رکعت پڑھے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب تو نے چھپا کر گناہ کیا تو چھپا کر
عبادت کر تاکہ اوس گناہ کا کفارہ ہو جائے اور آشکارا گناہ کیا ہے تو آشکارا عبادت کر اے عزیز جانتو کہ زبانی استغفار
جس مین دل کو دخل نہ ہو بہت مفید نہین ہوتا اور دل کی شرکت اس طرح ہوتی ہے کہ استغفار کرتے وقت دلمین
ہراس اور تضرع ہو خجالت اور ندامت سے خالی نہو جب یہ حالت پیدا ہوئی تو گو کہ توبہ کرنیکا مصمم قصد نہ بھی ہو مگر آدمی
بخشدیے جانے کا امیدوار رہے بہرحال غفلت دل کے ساتھہ زبانی استغفار بھی فائدے سے خالی نہین ہے کہ زبان
کو بیہودہ باتون ہی سے روکے گا اور چپ رہنے سے بھی بہتر ہوگا اسواسطے کہ زبان کو جب نیک عادت پڑی تو
گالی اور بیہودہ بات وغیرہ کی بہ نسبت استغفار کی بہت رغبت ہوگی ابو عثمان مغربی رحمہ اللہ تعالی سے اونکے
ایک مرید نے کہا کہ بعضے وقت بیدلی سے میری زبان پر ذکر خدا جاری ہوتا ہے فرمایا کہ شکر کر کہ تیرے ایک

اور آخرت جو آنکھ سے جو اوٹ ہے اوسے دل سے بھی دور رکھتا ہے اوسکا علاج یہ ہے کہ یہ بات سمجھ سکے کہ جو چیز یقیناً آنے والی ہے
اوسے آئی ہوئی سمجھ لے اتنی بات ہے کہ جب آنکھ بند کی اور مر گیا آخرت نقد ہو گئی اور شاید یہ بات آج ہی ہو اور یہ اودھار اسی دم نقد ہو جا
اور وہ نقد گئی گذری ہو اور خواب و خیال ہو جائے **شعر** واے نادانی کہ وقت مرگ یہ ثابت ہوا + خواب
تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا + اور وہ شخص جو ترک لذت نہیں کر سکتا اوسکو یہ جاننا چاہیے کہ جب اوس لذت سے
دم بھر صبر نہیں کر سکتا تو آتش دوزخ کا کیونکر متحمل ہوگا اور بہشت کی لذتوں سے کسطرح صبر کریگا آدمی اگر بیمار ہوتا ہے تو ٹھنڈے
پانی سے زیادہ کوئی چیز نہیں اچھی معلوم ہوتی اگر کوئی یہودی طبیب اوس سے کہدیتا ہے کہ پانی تجھے نقصان کریگا تو شفا کی امید پر
کیسا اپنی خواہش کے خلاف کرتا ہے خدا رسول کے قول سے سلطنت ابد مدت کی جو امید ہے وہ اولیٰ تر ہے کہ ترک شہوت کی سبب ہو
اور وہ شخص جو توبہ کرنے میں تاخیر کرتا ہے اوس سے کہنا چاہیے کہ تو کس بھلاوے بھولا ہے توبہ کرنے میں کل تک کی کیا دیر لگا رکھی
ہے کل کا دن شاید تیرے ہاتھ ہی نہ آئے تو آج ہی ہلاک ہو جائے **شعر** آئے نہ آئے دم کا کس اعتبار ہے + ناپائدار زندگی مستعار
ہے + اسی سبب سے حدیث شریف میں آیا ہے کہ دوزخی لوگ تاخیر کرنے کی وجہ سے اکثر واویلا کرینگے اور اوس سے یہ کہنا چاہیے
کہ توبہ کرنے میں تو آج کیوں دیر کرتا ہے اگر اس سبب سے دیر کرتا ہے کہ آج ترک شہوت دشوار ہے کل آسان ہو جائیگا تو یہ خیال محال
اپنے دل سے نکال جیسا آج دشوار ہے ویسا ہی کل بھی دشوار ہوگا اسواسطے کہ حق تعالیٰ نے ایسا کوئی دن پیدا ہی نہیں کیا
جس میں ترک شہوت آسان ہو اور تیرے مثل اوس شخص کی ایسی ہے جسے حکم کریں کہ اس درخت کو جڑ سے اوکھاڑ ڈال اور وہ
کہے کہ یہ درخت مضبوط ہے اور میں ضعیف ہوں برس دن توقف کروں اگلے سال اوکھاڑ ڈالونگا تو اوسے یہی جواب دینگے
کہ او احمق اگلے سال تو درخت اور بھی زیادہ مضبوط ہو جائیگا اور تو اور بھی ضعیف ہو جائیگا اسیطرح خواہشوں کا درخت بھی
روز بروز مضبوط ہوتا جاتا ہے اسواسطے کہ تو اوسکی تعمیل کرتا ہے اور تو روز بروز اوسکی مخالفت سے زیادہ عاجز ہوتا جاتا ہے
تو جتنا جلدی اوسے اوکھاڑیگا اوتنی ہی تجھے آسانی ہوگی اور وہ شخص جو یہ بھروسا رکھتا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور حق تعالیٰ
مسلمانوں کو معاف ہی فرمائیگا اوس سے ہم کہتے ہیں کہ شاید حق تعالیٰ نہ معاف کرے اور تو عبادت نہ کرے تو شاید تیرے
ایمان کا درخت کمزور ہو جائے اور مرتے وقت سکرات کے تھپیڑے میں اوکھڑ جائے اسواسطے کہ ایمان ایسا درخت ہے
کہ عبادت ہی کے پانی سے سینچتا ہے جب اوس پانی کے سبب سے مضبوط نہ ہو رہا ہو تو اوسکا خطر میں رہنا ممکن ہے بلکہ جس شخص
نے بہت گناہ کیے ہوں اور عبادت نہ کی ہو اوسکے ایمان کی مثل ایسی ہے جیسے وہ بیمار جسکی بیماری بڑھ گئی ہو تو ہر دم یہی ڈر رہتا ہے
کہ کہیں ہلاک نہو جائے پھر وہ شخص ایمان ساتھ بھی لیجائے تو دونوں امر ممکن ہیں حق سبحانہ تعالیٰ اپنی رحمت کاملہ سے چاہے
اوسے بخشدے چاہے نہ بخشے عذاب کرے تو اس امید پر بیٹھ رہنا حماقت ہے اس احمق کی مثل اوس بیوقوف کی
ایسی ہے جو اپنی تمام گرستی ضائع کرکے اپنے جورو لڑکوں کو بھوکا چھوڑ دے اور کہے کہ شاید کسی ویرانے میں جائیں
اور وہاں خزانہ پائیں یا اسکی مثل اوس ناداں کی ایسی ہے کہ وہ جس شہر میں رہتا ہو اوسے ظالم لوگ لوٹتے آتے ہیں وہ اپنا

مال

مال چھپا رکھا ہے اوسطرح گھر مین چھوڑ کر بھاگ جاتے اور کہے کہ شاید یہ ظالم میرے گھر مین ہونگے جاتین یا مال پاتین یا نہ پاتین
ہوجاتین میرے گھر مین دیکھہ ہی نہ سکین حالانکہ یہ سب باتین ممکن ہین ایسا ہی حق تعالی کا بخشدینا بھی ممکن ہے مگر اس ممکن
پر اعتماد کرکے احتیاط سے دست بردار ہونا حماقت ہے **فصل** العزیز جانو کہ اگر کوئی شخص بعضے گناہون سے توبہ کرے
سب گناہون سے نہ کرے تو توبہ درست ہے یا نہین اس امر مین علما کا اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ محال ہے کہ کوئی
شخص زنا کرنے سے توبہ کرے اور شراب پینے سے نہ کرے اسواسطے کہ اگر گناہ سمجھکر زنا سے توبہ کرتا ہے
تو شراب پینا بھی حرام ہے جیسے یہ امر محال ہے کہ ایک خم شراب سے آدمی توبہ کرے ایک سے نہ کرے اسواسطے
حرمت مین دونون خم برابر ہین تو گناہ کا بھی یہی حال ہے اور صحیح یہ ہے کہ ایسا امر نہین ہے اسواسطے کہ ممکن ہے
کہ آدمی زنا کو شرابخواری سے بدتر جانتا ہو اور بدترین گناہ سے توبہ کرے یا یہ سمجھکر شراب خواری سے توبہ کرے کہ شراب
زنا سے بدتر ہے کیونکہ یہ زنا مین اور اور برے کامون مین مبتلا کرتی ہے یا مثلاً غیبت سے توبہ کرے شراب سے نہ کرے
اور کہے کہ غیبت خلق سے تعلق رکھتی ہے اور اسکا بڑا خطر ہے بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ اصل شرابخواری سے نہ توبہ کرے فقط
کثرت شرابخواری سے توبہ کرے اور کہے کہ جسقدر مین زیادہ پیونگا اوسیقدر عذاب بھی زیادہ ہوگا اور مین اپنی خواہش
سے باز نہین آتا کہ بالکل شراب پینا چھوڑ دون بہت پینے سے برآسکتا ہون اور یہ کچھہ ضرور نہین ہے کہ شیطان
جب ایک گناہ مین مجھے عاجز کردے اور وہ کرنا ہی پڑے تو دوسرا گناہ جسمین مین عاجز نہین ہون وہ بھی کرنے لگون
یہ سب باتین ممکن ہین مگر یہ جو حدیث شریف مین آیا ہے کہ اَلتَّائِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ اور حق تعالی نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ
یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ ظاہرا یہ محبت کا مرتبہ اوسی توبہ کرنیوالے کو حاصل ہوگا جو سب گناہون سے توبہ کرے جسنے یہ کہا ہے کہ بعضے
گناہون سے توبہ درست نہین اوسکا یہی مطلب ہے ورنہ جس گناہ صغیرہ سے آدمی توبہ کرتا ہے وہ توبہ اسکا کفارہ ہوجاتی ہے
اور وہ گناہ نیست نابود ہوجاتا ہے سب گناہون سے ایک ہی دفعہ توبہ کرنا مشکل ہے اور اکثر توبہ بتدریج ہی ہوتی ہے
اور جسقدر گناہون سے توبہ نصیب ہوگی اوسیقدر ثواب ملیگا واللہ اعلم فقط

دوسری اصل صبر شکر کے بیان مین

اے برادر یہ یقین کر کہ بغیر صبر کے ٹھیک توبہ نہین ہوسکتی بلکہ کوئی فرض ٹھیک ٹھیک ادا کرنا اور کوئی گناہ ترک کرنا بھی
صبر کیے ممکن نہین لوگون نے جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ایمان کیا چیز ہے تو اسی سبب سے آپ نے
فرمایا کہ صبر اور ایک حدیث مین آپ نے فرمایا ہے کہ صبر نصف ایمان ہے اور صبر کی بزرگی اور فضیلت کا یہ سبب ہے
کہ حق سبحانہ تعالی نے قرآن مجید مین ستر جگہ سے زیادہ صبر کا ذکر کیا ہے اور جو بہت بڑا درجہ ہے اوسی صبر پر موقوف
رکھا ہے اور فرمایا ہے وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا اور اجر بے نہایت و بیحساب کو صبر پر حوالہ فرمایا ہے
اور ارشاد کیا اِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ اور صابرون سے وعدہ کیا کہ مین تمھارے ساتھہ ہون اور فرمایا

وَاللّٰہُ مَعَ الصّٰابِرِیْنَ وَرَدُود اور رحمت وہدایت تینون نعمتین اکٹھا کسیکو نہین مرحمت کین مگر صبر کرنے والون کو اور فرمایا اُولٰئِکَ عَلَیْہِمْ صَلَوٰاتٌ مِنْ رَبِّہِمْ وَرَحْمَۃٌ وَاُولٰئِکَ ہُمُ الْمُہْتَدُوْنَ صبر کی ایک فضیلت اور بزرگی یہ ہے کہ حق تعالی اوسے عزیز رکھتا ہے اور ہر ایک کو صبر نہین عنایت فرماتا مگر اپنے دوستون کو تھوڑا سا مرحمت کرتا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ان اقل ما اوتیتم الیقین وعزیمۃ الصبر یعنی جو چیزین حق تعالی نے تمھین عنایت فرمائین اونمین یقین اور صبر بہت تھوڑا سا دیا ہے اور جسکو یہ دونون نعمتین مرحمت کی ہین اوس سے کہدو کہ تو کچھ پروا نرکھے گو کہ روزہ نماز کم رکھتا ہے اور اے میرے اصحاب جس امر پر آج تم قائم ہو اگر اسپر صبر کرو اور اس سے پھر نہ جاؤ تو اوسے مین اس بات سے زیادہ دوست رکھتا ہون کہ تم مین سے ہر ایک اتنی اتنی عبادت کرے جتنی سبھون نے کی ہو مگر مین یہ ڈرتا ہون کہ میرے بعد تمپر دنیا کی راہ کھلے حتی کہ تم ایک دوسرے سے منکر ہو جاؤ اور اہل ایمان تمسے منکر ہو جائین اور جو شخص صبر کرکے ثواب کا امیدوار رہتا ہے وہ ثواب کامل پائیگا تم صبر کرو کہ دنیا رہیگی اور حق تعالی کے پاس ثواب باقی رہیگا یہ فرماکر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پوری پڑہی مَا عِنْدَکُمْ یَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰہِ بَاقٍ وَلَنَجْزِیَنَّ الَّذِیْنَ صَبَرُوْا اَجْرَہُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صبر بہشت کے خزانون مین سے ایک خزانہ ہے اور فرمایا کہ اگر صبر مرد ہوتا تو کریم ہوتا اور فرمایا ہے کہ صبر کرنے والون کو حق تعالی دوست رکھتا ہے حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام پر وحی نازل ہوئی کہ اے داؤد تو میرے اخلاق کی پیروی کر اور میرے اخلاق مین سے ایک یہ ہے کہ صبور ہون حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اے لوگو جب تک تم اپنی نامرادی پر صبر نکروگے تب تک اپنی مراد کو نہ پہونچوگے جناب سلطان الانبیا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچہ انصار کو دیکھا فرمایا تم مسلمان ہو اونھون نے عرض کیا ہان آپنے فرمایا کہ اسپر دلیل کیا ہے اونھون عرض کیا کہ ہم نعمت پر شکر کرتے ہین محنت پر صبر کرتے ہین قضای الہی سے خوش ہوتے ہین فرمایا مُؤْمِنُوْنَ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ یعنی قسم ہے رب کعبہ کی کہ تم سچے مسلمان ہو امیر المومنین شیر خدا حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ صبر کو ایمان کے ساتھ ایسی نسبت ہے جیسے سر کو بدن کے ساتھ جس شخص کا سر نہین بدن بھی نہین جسنے صبر نہین ایمان نہین + +

صبر کی حقیقت کا بیان العزیز جانتو کہ صبر آدمی ہی کے واسطے خاص ہے اوسلیئے کہ نہ بہائم کو صبر ہے کیونکہ وہ نہایت ناقص ہین اور نہ ملائکہ کو صبر کی حاجت ہے اس لیئے کہ وہ نہایت کامل ہین اور خواہش سے پاک ہین پس بہائم خواہش کے مطیع اور مسخر ہین اور اونمین خواہش کے سوا اور کوئی متقاضی نہین ہے اور ملائکہ جناب الہی کے عشق مین ڈوبے ہوئے ہین انہین اوس سے کوئی روکنے والا نہین ہے کہ اوسے دفع کرنے مین صبر کرین مگر آدمی کو حق تعالی نے پہلے تو بہائم کی صفت پہ پیدا کیا اور کھانے کپڑے زیب وزینت لہو ولعب کی خواہش اوسپر مسلط کی پھر جوانی کے وقت انوار ملائکہ مین سے ایک نور اوسمین پیدا ہوتا ہے کہ اوس نور سے انجام کار دیکھنے لگتا ہے بلکہ حق تعالی نے دو فرشتون کو آدمی پر موکل کردیا ہے بہائم اوسسے محروم ہین ایک فرشتہ تو اوسے ہدایت فرماتا ہے اور راہ بتاتا ہے بایطور کہ اوس فرشتہ کے انوار مین سے ایک نور آدمی مین سرایت کرتا ہے اوس نور سے آدمی انجام کار پہچاننے اور مصلحت کار جاننے لگتا ہے حتی کہ اوس نور سے اپنے تمیز

اور حق تعالی کو جانچتا ہے اور یہ امر پہچان جاتا ہے کہ خواہشون کا انجام ہلاکت اور تباہی ہے اگرچہ اپنے وقت پر اچھی معلوم ہوتی
ہین اور یہ بات جان لیتا ہے کہ خواہشون کی خوشی اور راحت جھٹ پٹ گذر جاتی ہے اور اوسکا رنج مدت تک رہتا ہے بھائم کو یہ ہدایت
نہین ہوتی مگر آدمی کو یہ ہدایت کفایت نہین کرتی کیونکہ اگر وہ اسیقدر رجانیگا کہ خواہشین اوسکے حق مین باعث نقصان ہین اور اوسے
دفع کرنیکی قدرت نہ رکھیگا تو کیا فائدہ ہوگا اسواسطے کہ بیمار یہ تو جانتا ہے کہ بیماری اوسکے حق مین باعث نقصان ہے مگر اوسے
دفع کرنیکی قدرت نہین رکھتا پس حق تعالی نے اوس دوسرے فرشتے کو آدمی پر اسواسطے تعینات کیا ہے کہ اوسے قوت اور قدرت
دے اور اوسکی تائید کرکے سد باب کردے حتی کہ آدمی نے جس امر کو اپنے حق مین باعث نقصان جانا ہے
اوس سے دست بردار ہو جاوے تو آدمی مین شہوت پرستی کی جیسی قوت ضروری تھی ویسی ایک اور قوت ضروری
ہے تاکہ آدمی خواہشون کے خلاف کرکے آیندہ اونکے ضرر سے رہائی پاوے یہ مخالفت کرنے کی قوت ملائکہ کے لشکر مین
سے ہے اور یہ شہوت پرستی کی قوت شیطان کے لشکر مین سے اس مخالفت شہوت کی قوت کو ہم باعث دینی کہتے
ہین اور اوس شہوتون کی قوت کو باعث ہوا پس ان دونون لشکرون مین ہمیشہ لڑائی اور مخالفت رہا کرتی ہے لشکر ملائک
تو آدمی سے کہتا ہے کہ شہوت پرستی نکر اور لشکر شیطان کہتا ہے کہ کر یہی وہ بیچارہ اس معاملہ مین حیران ہے کسکی مانے
اور کسکی نہ مانے اگر باعث ہوا کے ساتھ جنگ مقابلہ کرنے مین باعث دین ثابت قدم رہے اور جگہہ نہ چھوڑے تو اوسکے
ثبات کو صبر کہتے ہین اور اگر ثابت قدمی کرکے باعث ہوا کو مغلوب کرکے اور بھگا دے تو اوسکے اس غلبہ کو ظفر کہتے ہین
اور جب تک باعث ہوا کے ساتھ کارزار رہتا ہے اسے جہاد نفس کہتے ہین پس باعث ہوا کے مقابلہ مین باعث دین کا قائم
رہنا یہی صبر کے معنی ہین جہان یہ دونون لشکر مخالف نہین ہوتے وہان صبر بھی نہین ہوتا اسی سببسے ملائکہ کو صبر کی حاجت نہین
ہے اور بھائم اور بچون کو صبر کی قوت نہین سمجھے اے عزیز جان تو کہ یہ جو دو فرشتے ہمنے کہے ہین کراما کاتبین یہی ہین اور جسکے
واسطے حق تعالی نے فکر وتامل اور استدلال کی راہ کھولدی ہے وہ جانتا ہے کہ جو چیز نئی پیدا ہوتی ہے اوسکا کوئی سبب ہوتا ہے
جب مختلف دو چیزین ہونگی تو اونکے واسطے دو مختلف سبب بھی ہونگے آدمی دیکھتا ہے کہ بھائم کو اور ابتدا مین بچون کو ہدایت
ہوتی ہے نہ معرفت کہ اونکے سبب سے انجام کار جانین اور نہ صبر کرنے کی قوت ہوتی ہے جوانی کے قریب یہ دونون
چیزین پیدا ہوتی ہین کہ اونکو دو سببون کی حاجت ہوتی ہے تو یہ دونون فرشتے ان ہی دونون سببون سے عبارت ہین اور یہ بھی
جانتا ہے کہ ہدایت اصل ہے اور پہلے ہدایت ہی ہوتی ہے پھر اوسپر عمل کرنے کی قدرت اور ارادہ ہوتا ہے پس جس فرشتے
کے سبب سے ہدایت ہوتی وہ بہت معزز اور افضل ہے تو صدر کے داہنے ہاتھہ کو اسکا مقام ہوتا ہے اور صدر تو ہی ہے اسواسطے
کہ یہ فرشتے تجھپر موکل ہین تو وہ داہنے ہاتھہ کا فرشتہ چونکہ تیری ہدایت کے واسطے ہے اگر تو ہدایت اور معرفت حاصل کرنے
کے واسطے اوسکی طرف کان لگائیگا تو تیرا یہ کان لگانا ایسا ہے کہ گویا تونے اوسپر احسان کیا کہ اوسے بیکار نہین رکھا
اور یہ بات تیرے نامہ اعمال مین ایک نیکی لکھی جائیگی اور اگر تو اوس سے انکار کریگا اور اوسے بیکار کردیگا تاکہ بھائم اور

لڑکون کی طرح انجام کار کی ہدایت سے محروم رہے تو یہ ایک تقصیر ہے کہ تو نے اپنے اور اوسکے حق مین کی یہ تقصیر تیرے نام لکھی جائیگی اسیطرح
وہ قوت جو تو نے اس فرشتہ سے پائی ہے اگر خواہشون کے خلاف کرنے مین صرف کریگا اور کوشش کرتا رہیگا تو یہ نیکی ہوگی ورنہ تقصیر
ہوگی یہ دونون حالتین تیرے نام لکھی جائینگی نامۂ اعمال مین لکھی جاتی ہین لیکن یہ تیرے دل پر پوشیدہ رہینگی یہ دونون فرشتے اور اونکی کتابین
عالم ملکوت سے ہین اور انھین ان آنکھون سے آدمی نہین دیکھ سکتا ہے تب تک یہ آنکھ گذر جائیگی اور دوسری آنکھ جس سے
عالم ملکوت دیکھ سکتا ہے کھل جائیگی تب تو ان اعمالنامون کو اپنے ساتھ پائیگا اور دیکھ سکیگا اور قیامت صغری سے آگاہی
پائیگا اور اسکی تفصیل قیامت کبری یعنی حشر کے دن دیکھے گا قیامت صغری تو موت ہی کے وقت ہو جاتی ہے جیسا رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهُ جو کچھ قیامت کبری مین ہے اوسکا شائبہ اس قیامت صغری مین بھی ہے
اسکی تفصیل احیاء العلوم مین بیان کی ہے یہ کتاب اوسکی متحمل نہین ہے لیکن غرض یہ ہے کہ تو یہ امر جان اسلیے کہ صبر وہان ہوتا ہے
جہان لڑائی ہو اور لڑائی وہان ہوتی ہے جہان دو مختلف لشکر ہون اور ان دونون لشکرون مین سے ایک تو ملائکہ کا لشکر ہے ایک
شیاطین کا آدمی کے سینہ مین یہ دونون جمع ہین تو اس لڑائی مین مشغول ہونا راہ دین کا پہلا قدم ہے اسواسطے کہ بچپن سے سینہ کے
میدان پر شیاطین کے لشکر نے قبضہ کرلیا ہے اور ملائکہ کا لشکر جوانی کے قریب پیدا ہوتا ہے پس جب تک شہوتون کے
لشکر کو مقہور نہ کریگا سعادت کو نہ پہونچیگا اور جب تک جنگ نہ کریگا اور جنگ مین صبر نہ کریگا تب تک اوسے مقہور نکر سکیگا جو
شخص اس جنگ مین مشغول نہین اوسنے اپنے سینہ کی ولایت شیطان کے سپرد کردی اور جسنے اپنی خواہشون کو زیر دست
کرلیا وہ خود شرع کا مطیع ہو گیا اور میدان مار لیا جیسا کہ جناب سلطان المجاہدین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِيْ عَلٰى شَيْطَانِيْ فَاَسْلَمَ اگرچہ ایسا ہوتا ہے کہ آدمی جب اپنے نفس سے جہاد کرتا ہے تو کبھی فتح پاتا ہے کبھی شکست کھاتا
ہے شہوت نفسانی قبضہ کرلیتی ہے گاہے گاہے باعث دین بغیر صبر اور ثابت قدمی کیے ہوے یہ قلعہ فتح نہین ہوتا **اس امر کا بیان کہ صبر نصف ایمان اور روزہ نصف صبر کیون ہے** اے عزیز جانتو کہ ایمان ایک چیز نہین ہے بلکہ اسکی
بہت سی شاخین اور بہت سے اقسام ہین چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ ایمان کے ستر اور کئی باب ہین لا الہ الا اللہ سب سے
بزرگ اور راستہ پر سے تنکا اوٹھا لینا کہ کسیکو تکلیف نہو سب سے کمتر ہے ہرچند کہ ایمان کے اقسام اور اوسکی شاخین بہت ہین لیکن
اصلین تین ہی جنس سے ہین معرفتین احوال اعمال مقامات ایمان مین سے کوئی مقام ان تین جنسون سے خالی نہین مثلاً
توبہ کی حقیقت ندامت ہے یہ دل کی حالت ہے اسکی اصل اس بات کی معرفت ہے کہ گناہ زہر قاتل ہے اور اوسکی فرع یہ ہے کہ آدمی
گناہ سے دست بردار ہو کر عبادت مین مصروف رہے پس یہ حالت اور معرفت اور عمل سب منجملۂ ایمان ہے اور ایمان تینون چیزون سے
عبارت ہے مگر کبھی معرفت کے ساتھ تخصیص کرتے ہین کیونکہ وہ اصل ہے اسواسطے کہ معرفت ہی سے حالت پیدا ہوتی
ہے اور حالت سے عمل ظاہر ہوتا ہے پس معرفتین گویا تنۂ درخت ہین اور معرفت کے سبب سے دل کا حال متغیر ہونا درخت کی شاخین
اور حالت متغیر ہونے سے جو افعال سرزد ہوتے ہین وہ گویا پھل ہین پھر تمام ایمان دو چیزین ہین دیدار اور کردار اور صبر سے

ممکن نہین تو صبر نصف ایمان ہے اور صبر دو جنس سے کرنا چاہیے ایک جنس شہوت سے دوسری جنس خشم سے چونکہ روزی مین جنس
شہوت سے صبر ہوتا ہے پس وہ نصف صبر ہے دوسرے اس وجہ سے بھی صبر نصف ایمان ہے کہ تو بالکل کردار ہی مین نظر کر اور ایمان
اوسی سے مراد ہووے تو رنج و محنت مین مسلمان کا کردار صبر ہے اور ناز و نعمت مین شکر ہے تو نصف ایمان صبر ہوا اور نصف ایمان شکر ہوا جیسا
اور حدیث مین آیا ہے اے عزیز اگر اس بات کا خیال کرے کہ صبر بہت مشکل اور نہایت دشوار ہے صبر ہی کو تو اصل ایمان ٹھہرائے تو صبر سے
زیادہ کوئی امر مشکل نہین اسوجہ سے صبر ہی پورا ایمان ہے جیسا کہ صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ سلم سے پوچھا
کہ یا رسول اللہ ایمان کیا چیز ہے آپنے فرمایا صبر یعنی ایمان مین صبر بہت مشکل امر ہے یہ فرمانا ویسا ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ عرفہ حج ہے
یعنی عرفہ کے سبب سے خطر ہے کہ اگر عرفہ فوت ہوتا ہے تو حج بھی فوت ہوجاتا ہے اور اور ارکان کے سبب سے حج فوت نہین ہوتا ہر وقت

صبر کی حاجت ہونیکا بیان اے عزیز جان تو کہ بندہ کسیوقت ایسی چیز سے خالی نہین رہتا جو اوسکی خواہش کے موافق یا مخالف
ہو بہرحال صبر کا حاجتمند ہوتا ہے جو چیز آدمی کی خواہش کے موافق ہو جیسے مال نعمت جاہ تندرستی جورو لڑکے وغیرہ جو چیز حسب دلخواہ
ہو ایسی چیز مین صبر کرنا اور سب چیزون مین صبر کرنے سے بہت زیادہ ضرور ہے کیونکہ اگر اپنے تئین نہ روکیگا اور ناز و نعمت
مین کھل کھیلیگا اور دل چسپا کر اٹک رہیگا تو اوسمین غرور اور سرکشی پیدا ہوجائیگی بزرگون کا قول ہے کہ رنج و محنت پر تو سب ہی صبر کرتے
ہین مگر خیر و عافیت پر صدیقون کے سوا کوئی صبر نہین کرتا صحابہ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کے پاس جب مال بہت ہوجاتا نعمت
بہت بڑھجاتی تو فرماتے کہ ہم جب تک رنج و محنت مین رہے خوب صبر کرسکے اب کہ نعمت اور مقدرت حاصل ہے ویسا صبر نہین کرسکتے
اسی سبب سے حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ غرضکہ قدرت کی حالت مین صبر کرنا دشوار ہوتا ہے بڑی پاکدامنی
یہی ہے کہ حق سبحانہ تعالے نعمت دیوے ہی نہین نعمت پر اسطرح سے صبر ہوتا ہے کہ آدمی اوسکے ساتھ دل نہ لگائے اوسکے
سبب سے بہت خوشیان نہ منائے اوسے عاریت جانے اور سمجھے رہے کہ یہ نعمت بہت جلد مجھسے لیلیجائیگی بلکہ اوسنے نعمت ہی
نہ جانے کہ شاید قیامت کے دن وہ اوسکے درجات مین نقصان کا سبب ہو پس اوسکے شکر مین مشغول ہونا چاہیے تاکہ مال اور تندرستی
یا اور جو کچھ رکھتا ہے اوسمین سے حق تعالی کا حق ادا ہوجائے اور اونمین سے ہر ایک مین صبر کی حاجت ہوگی اور وہ حال جو خواہش
کے موافق نہون تین قسم کے ہوتے ہین ایک وہ جو آدمی کے اختیار مین ہو جیسے عبادت کرنا گناہ ترک کردینا دوسری جو اوسکے
اختیار مین نہو جیسے بلا اور مصیبت تیسرا وہ جسکی اصل تو اوسکے اختیار مین نہو مگر اوسے دفع کرنا اور اوسکا بدلا لینا اوسکے اختیار مین ہو
جیسے لوگون کا اوسے رنج دینا پہلی قسم جو اوسکے اختیار مین ہو جیسے عبادت کرنا اوسمین صبر کرنیکی احتیاج ہے اسواسطے کہ بعضی
عبادت کاہلی کی وجہ سے دشوار ہوجاتی ہے جیسے نماز اور بعضی بخل کے سبب سے مشکل ہوجاتی ہے جیسے زکوۃ اور بعضی کاہلی اور بخل دونون کے سبب سے دشوار
ہوجاتی ہے جیسے حج یہ عبادتین بے صبر کے ممکن نہین ہوتین اور ہر عبادت مین صبر کی حاجت ہے اول مین بھی درمیان مین بھی آخر مین بھی اول مین
اسطرح صبر کی حاجت ہوتی ہے کہ نیت مین خلوص کامل پیدا کرے ریا کو دل سے نکال ڈالے یہ صبر بہت دشوار ہے درمیان مین یون
صبر کی حاجت ہوتی ہے کہ وہ عبادت شرط اور آداب کے ساتھ رہے کسی خلاف بات کا نوبت نہونے پائے مثلاً اگر نماز مین

تو اوسکے درمیان مین ادھر اودھر نہ دیکھے اور کسی چیز کا خیال نہ کرے آخر مین اسطرح صبر کی حاجت ہوتی ہے کہ عبادت کو ظاہر کرنے
اور کہتے پھرنے سے اور اوسپر غرور کرنے سے صبر کرے اور گناہ ترک کرنا تو بے صبر کے ہو ہی نہین سکتا جسقدر خواہش زیادہ
اور گناہ آسان ہوتا ہے اوسیقدر اوس سے صبر کرنا دشوار تر ہوتا ہے اسی سبب سے زبان کے گناہون سے صبر کرنا مشکل
ہے اسواسطے کہ زبان ہلا دینا بہت آسان بات ہے جب کوئی بری بات کہی جاتی ہے تو عادت اور سرشت ہو جاتی ہے بات کرنی
بھی شیطان کے لشکر مین سے ہوتی ہے اسی سبب سے عبث جھوٹ اپنی تعریف اور دون پر طعن و تشنیع وغیرہ مین زبان ہر اتی ہوتی ہے
جب ایسی کوئی بات زبان پر آتی ہے جس سے لوگ متعجب ہونگے اور جسے پسند کرینگے بڑا رنج کھینچکر اوس بات سے کہنے
والے کو صبر آتا ہے اکثر یہ ہے کہ لوگون کی صحبت مین بیٹھکر اس سے صبر کرنا ممکن نہین ہوتا مگر گوشہ نشینی کی بدولت البتہ آدمی اس سے
بچ سکتا ہے دوسری قسم جسمین آدمی بے اختیار ہے جیسے لوگون کا اوسے دست و زبان سے رنج دینا لیکن اوسکا بدلا لینے مین
اوسے اختیار ہے اسمین صبر کامل کی حاجت ہے تاکہ رنج دینے والے سے بدلا لے یا بدلا لینے مین حد سے نہ بڑھ جائے
ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ جب تک ایمان کے ساتھ لوگون سے دبے ہوئے رنج پر صبر کرنے کی ہمین قدرت نہ ہو
تب تک ہم ایمان میں ایمان نہین جانتے اسیواسطے حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے دع اذٰہم وتوکل علی اللہ یعنی رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم سے ارشاد ہوا کہ وہ لوگ جو تمھین ستاتے ہین تم اس سے درگذر کرکے توکل بخدا کرو اور فرمایا واصبر علیٰ ما یقولون واہجرہم
ہجرا جمیلا یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ لوگ جو کچھ تمھین کہتے ہین اوسپر صبر کرو اور بھلائی کے ساتھ اونسے جدائی اختیار کرو اور
فرمایا ہے ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون فسبح بحمد ربک یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین جانتا ہون کہ دشمنون کی باتون
سے تم دلگیر اور تنگ ہوتے ہو مگر تسبیح مین مشغول رہو ایکدن جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ مال تقسیم فرما رہے تھے
ایک شخص نے کہا کہ یہ تقسیم خدا کے واسطے نہین ہے یعنی معاذ اللہ بے انصافی سے آپ تقسیم کرتے ہین یہ خبر آپ کو پہونچی
چہرۂ نورانی سرخ ہو گیا اور ملول ہوکر آپ فرمانے لگے کہ حق تعالےٰ میرے بھائی موسیٰ پر رحمت کرے اونھین اوس سے
زیادہ لوگون نے رنج دیے اور اونھون نے صبر کیا اور حق تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم
بہ ولئن صبرتم لہو خیر للصابرین یعنی اگر تمکو کچھ اذیت پہونچے اور تم عوض لو تو اتنا ہی عوض لو جتنی تمھین اذیت پہونچی ہے اور اگر صبر
کرو تو بہت اچھی بات ہے اور انجیل مین ہمنے لکھا دیکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جو انبیا
میرے پہلے آئے اونھون نے کہا کہ ہاتھ کے بدلے ہاتھ کاٹ ڈالو آنکھ کے عوض آنکھ پھوڑ ڈالو دانت کے بدلے دانت
توڑ ڈالو مین اونکے حکم کو منسوخ نہین کرتا ہون لیکن تمھین یہ نصیحت کرتا ہون کہ برائی کا بدلا برائی نہ کیا کرو بلکہ اگر کوئی شخص تمھارے داہنے
گال مین تھپڑ مارے تو تم بایان گال بھی اوسکیطرف کردو کہ بھائی اودھر بھی طمانچہ مارلے اور اگر کوئی تمھاری پگڑی چھین لے
تو تم اپنا پیراہن بھی اوسے دیدو اور اگر کوئی ایک میل تمھین اپنے ساتھ بیگار لیجائے تو تم دو میل اوسکے ساتھ جاؤ اور
جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی تمھین محروم رکھے تو تم اوسے عطیہ دو اور جو شخص تمھارے ساتھ

۵
واضح ہو کہ اوپر والی تقسیم سے یہ تیسری قسم تھی کیونکہ اصل کتاب میں بیان ترتیب کا لحاظ نہین کیا ہے مترجم نے بھی اوسیکی پیروی کی اور جو دوسری قسم تھی اوسکا بیان تیسری قسم میں کیا

برائی اسکے قوم اوسکے ساتھ بھلائی کرو للیا صبر صدیقوں کا درجہ ہے تیسری قسم کا اول اور آخر اختیار سے خارج نہیں
رکھتا وہ مصیبت ہے جیسے فرزند کا مر جانا مال کا ضائع ہو جانا عضو کا بیکار ہو جانا جیسے آنکھ کان پھوٹ جانا
اور سب آسمانی بلائیں اس مصیبت اور بلا پر صبر کرنے سے زیادہ کسی صبر میں ثواب اور فضیلت نہیں ہے حضرت ابن
عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں صبر تین طور پر ہے ایک تو عبادات میں صبر ہے اوسکا ثواب تین سو
درجہ ہے دوسرا حرام چیز سے صبر اوسکا ثواب چھ سو درجہ ہے تیسرا ابتدائے مصیبت میں صبر اوسکا ثواب نو سو درجہ ہے
ابو العزیز جانتو کہ بلا پر صبر کرنا صدیقوں کا درجہ ہے اسی سبب جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا میں فرمایا
کہ بار خدایا ہمیں اسقدر یقین نصیب کر کہ دنیا کی مصیبتیں ہم پر آسان ہو جائیں اور جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم فرمایا کہ
کہ حق سبحانہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جس بندہ پر میں بیماری بھیجتا ہوں اگر وہ صبر کرتا ہے اور لوگوں سے میرا گلہ اور شکوہ نہیں کرتا
تو اگر میں اوسے صحت دیتا ہوں تو پہلے سے بہتر گوشت پوست عنایت کرتا ہوں اور اگر دنیا سے لیجاتا ہوں تو اپنی رحمت کے
ساتھ لیجاتا ہوں حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے عرض کیا کہ بار خدایا جو شخص مصیبت میں خاص تیرے ہی واسطے
صبر کرے اوسکی کیا جزا ہے ارشاد ہوا کہ اوسکی جزا یہ ہے کہ میں اوسے ایمان کا خلعت پہناؤنگا اور ہرگز [illegible]
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے کہ صبر کے ساتھ خوشحالی اور فراغبالی کا انتظار کرنا عبادت ہے
اور فرمایا ہے کہ جس شخص پر مصیبت پڑے اور وہ کہے انا للہ وانا الیہ راجعون اللہم اجرنی فی مصیبتی واعقبنی خیرا منہا
حق تعالےٰ اوسکی یہ دعا قبول فرماتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام
سے ارشاد فرمایا کہ اے جبرئیل تو جانتا ہے کہ میں جسکی آنکھوں کی بینائی لے لیتا ہوں اوسکی جزا کیا ہے اوسکی جزا یہ ہے کہ
ہمیشہ اپنا دیدار اوسے کرامت فرماؤنگا ایک بزرگ رحمۃ اللہ تعالےٰ نے ایک کاغذ پر لکھ رکھا تھا واصبر لحکم ربک فانک باعیننا
جب اون بزرگ کو کوئی رنج پہونچتا اوس کاغذ کو جیب سے نکالکر پڑھ لیا کرتے فتح موصلی کی جورو [illegible] گر پڑیں
اور ناخن ٹوٹ گیا ہنسنے لگیں پوچھا کہ بی بی کیا تجھے الم نہیں ہوتا بولیں ثواب کی خوشی میں مجھے درد کی کچھ
خبر نہیں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کی بزرگداشت میں سے ایک یہ ہے کہ بیماری میں شکوہ
نہ کرے اور مصیبت کو پوشیدہ رکھے ایک آدمی کہتا ہے کہ سالم مولا ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو میں نے دیکھا کہ رن
میں زخمی پڑا ہے میں نے پوچھا تجھے پانی چاہیئے کہا میری ٹانگ پکڑ کر کھینچ اور دشمن کے قریب کر دے اور پانی میرے
سپر میں بھر دے کہ میں روزہ دار ہوں اگر رات تک جیونگا تو پیونگا ابو العزیز جانتو کہ لوگ روتے اور اندوہگین ہوتے ہیں
اوسکے سبب سے صبر کی فضیلت نہیں جاتی بلکہ چیخنا پکارنا کپڑے پھاڑنا بہت شکایت کرنے سے البتہ صبر کا ثواب
جاتا رہتا ہے اسواسطے کہ جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کے فرزند ارجمند حضرت ابراہیم نے جب
انتقال فرمایا تو آپ رونے لگے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے رونے کو منع فرمایا ہے ارشاد کیا نہیں یہ رونا

تو رحمت ہے جو رحیم ہوتا ہے اوسی پر حق تعالے رحمت فرماتا ہے بزرگون نے کہا ہے کہ صبر جمیل یہ ہے کہ جسپر مصیبت پڑے لوگ
اورون سے اوسے تمیز نکرین اپس کپڑے پھاڑنا منہ پیٹنا چیخین مارنا یہ سب حرام ہے بلکہ اپنی حالت بدل دینا چادر سے منہ لپیٹ لینا
بڑی چھوٹی کر دینا یہ کچھ نہ چاہیے بلکہ تجھے یہ جاننا چاہیے کہ حق تعالی نے بے تیرے ایک بندہ پیدا کیا تھا اور سب تیرے لیلیا
جیسا کہ رمیضا ام سلیم حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالے عنہا کی جورو نے کہا ہے کہ میرا شوہر کہین گیا تھا قضاے الہی سے
میرا بیٹا مر گیا مین نے اوسپر ایک کپڑا اوڑھا دیا جب وہ آیا تو پوچھنے لگا کہ بیمار لڑکا کیسا ہے مین نے کہا کہ اور راتون کی بہ نسبت
آج کی رات بہت اچھا ہے پھر مین کھانا لائی میرے خاوند نے کھانا کھایا اور مین نے اور راتون سے زیادہ بناؤ سنگار
کیا حتی کہ میرے شوہر نے مجھہ سے اپنی حاجت روائی کی پھر مین بولی کہ فلانے پڑوسی کو مین نے ایک چیز عاریت دی تھی
جب پھیر مانگی تو اوسنے بڑی آہ و فریاد مچائی میرے شوہر نے کہا کہ بڑے تعجب کی بات ہے معلوم ہوا کہ وہ پڑوسی بڑا احمق
آدمی ہے تب مین نے کہا کہ وہ تیرا چھوٹا سا بیٹا تیرے پاس حق تعالی کا ایک ہدیہ اور عاریت تھا اب حق تعالی نے
اپنی وہ عاریت پھیر لی اوسنے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ صبح کو جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلواۃ سے عرض کیا کہ رات
کو یہ ماجرا گذرا فرمایا کہ حق تعالی کل کی رات تمھین مبارک کرے کیا اچھی رات تھی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین بہشت
مین گیا تو وہان رمیضا ابو طلحہ کی جورو کو دیکھا اے عزیز یہ سب جو بیان ہوا اس سے تو نے یہ تو جان لیا کہ بندہ کسیوقت مین صبر سے
بے نیاز نہین ہے بلکہ آدمی اگر سب خواہشون سے چھٹکارا پا جاے اور عزلت اختیار کرے تو بھی لاکھہ وسوسے اور طرح
طرح کے خیالات اوسکے دلمین پیدا ہونگے اور اوسے یاد الہی سے باز رکھین گے وہ خیال اگرچہ مباح چیزون کے
ہون مگر چونکہ اوسکے وقت اور اوسکی عمر کو جو اوسکی پونجی ہے ضائع کیا تو بڑا ہی نقصان ہوا اس سے بچنے کی یہ تدبیر ہے
کہ آدمی اپنے تئین اوراد مین مشغول رکھے اور اگر اوراد مین ایسا ہو تو اوسکے واسطے کوشش بلیغ کرنا چاہیے ان وسوسون
اور خیالات سے آدمی جب ہی چھوٹیگا کہ کسی ایسے کام مین مشغول ہو جو اوسکے دلکو چھینکر اپنی طرف لگا لے حدیث شریف مین
ہے کہ بیفکرے جوان کو حق تعالے دشمن جانتا ہے اسیواسطے فرمایا ہے کہ جوان ظاہر مین فراغت سے بیٹھتا ہے وہ وسوسے سے
فارغ البال نہین ہوتا شیطان اوسکے قریب رہتا ہے اوسکے دل مین وسواس اپنا گھر کر لیتے ہین اگر یاد خدا سے اوسے
دفع نکرسکے تو کسی پیشہ یا خدمت مین مشغول ہوتا کہ وہ اوسے وسواس سے چھوڑا لے ایسے آدمی کو خلوت مین بیٹھہ رہنا نہ چاہیے
بلکہ جو شخص دل کے کام سے عاجز ہو اوسے اپنا بدن کام مین لگائے رہنا چاہیے

صبر کرنے کے علاج کا بیان

اے عزیز جانتو کہ صبر کا باب ایک ہی نہین ہے بہت سے ہین ہر ایک سے صبر کرنے مین ایک نئی وقت اور دشواری ہوتی
ہے اور ہر ایک کا علاج بھی جدا جدا ہے ہر چند کہ معجون علم و عمل سبکا علاج ہے اور جو کچھ ربع مہلکات مین ہم بیان کیا ہے وہ سب صبر
حاصل کرنے کی دوا ہے لیکن یہان تمثیلاً ایک نسخہ ہم بیان کرتے ہین کہ وہ نمونہ رہے اور ون کو اسی پر قیاس کر کے آدمی
دریافت کر لیا کرے اے عزیز جانتو کہ ہم کہہ چکے ہین کہ باعث شہوت کے مقابلے مین باعث دین کے ثابت قدم رہنے کو صبر کہتے

اور یہ ان دونون باعثون مین لڑائی ہے جو شخص دو کو لڑا کر چاہتا ہے کہ انمین سے ایک غالب آجائے تو اوسکی تدبیر یہ ہوتی ہے
کہ جسکا غلبہ چاہتا ہے اوسے قوت اور مدد دیتا ہے اور دوسرے کو ضعیف کرتا ہے اور اوسکی مدد چھین لیتا ہے اب اگر
کسیکو جماع کی شہوت اسقدر غالب ہوگئی کہ وہ فرج کو نہین بچا سکتا اگر ہو سکے تو آنکھ کو نظر سے دل کو خیال سے باز رکھے اور
باز نہین رکھہ سکتا اور صبر نہین کر سکتا ہے تو یہ تدبیر ہے کہ پہلے باعث شہوت کو ضعیف کرے ضعیف کرنا تین طرح سے
ہوتا ہے ایک تو یہ ہے کہ اگر یہ معلوم ہو کہ اچھے کھانے سے شہوت زور کرتی ہے تو اوسکی مدد چھین لے اور روزے
رکھے رات کو تھوڑی سی روکھی روٹی کھا لیا کرے گوشت اور مقوی کھانا ہرگز نہ کھائے دوسرے یہ کہ جن سببون سے شہوت
کی آگ بھڑکتی ہے اونکا سدباب کرے اگر اچھی صورت دیکھنے سے یہ آگ بھڑکتی ہے تو آدمی کو چاہیے کہ عزلت اختیار کرے
اور آنکھہ کو نگاہ رکھے اور جہان رنڈیان لونڈے آتے ہین وہان نہ ٹھہرے تیسرے یہ کہ فعل مباح سے تسکین دے تاکہ
اوسکے سبب سے شہوت حرام سے رہائی پائے یہ سکون شہوت نکاح کرنے سے حاصل ہوتا ہے اکثر لوگ بے نکاح کیے
ہوے شہوت حرام سے نہین چھوٹتے نفس کی مثال سرکش چارپائے کی سی ہے وہ اسطرح پر دھیرا کیا جاتا ہے کہ یا تو اوسکا
دانہ چارہ موقوف کرتے ہین کہ وہ رام ہو جائے یا یہ کہ دانہ چارا اوسکے سامنے سے دور کرتے ہین تاکہ وہ دیکھے ہی نہین
یا جسقدر دانے چارے سے اوسکی تسکین ہو اوسقدر دیتے ہین شہوت کے بھی یہی تین علاج ہین یہ تو باعث شہوت
کا ضعیف کرنا ہے اور باعث دین کا قوی کرنا دو طرح سے ہوتا ہے ایک یہ کہ اوسے شہوت کے ساتھہ کشتی لڑنے کے
فائدے کا لالچ دے یا اون حدیثون مین غور و تامل کرے جنمین شہوت سے صبر کرنیوالون کا ثواب کور ہے جب اس بات پر
ایمان قوی ہو جائیگا کہ شہوت کا مزہ دم بھر کا ہے اور سلطنت ابد مدت صبر کرنے کا ثمرہ ہے تو باعث دین بھی اس ایمان کی
قوت کے قدر قوی ہو جائیگا دوسرے یہ کہ باعث دین کو مخالفت شہوات کا بتدریج عادی کرے حتی کہ وہ دلیر ہو جائے
اسواسطے کہ جب کوئی شخص چاہتا ہے کہ مین قوی ہو جاؤن تو اوسے چاہیے کہ قوت آزمائی کرے اور تھوڑی تھوڑی زور آوری
کا کام کرنا شروع کرے اور ذرہ ذرہ بڑھاتا جائے اور جو شخص کسی مرد قوی کے ساتھہ کشتی لڑنے کا قصد رکھتا ہو اوسے
چاہیے کہ پہلے اون لوگون سے کشتی لڑے جو بہت کم زور ہون اور زور آزمائی کرے کہ اس تدبیر سے قوت زیادہ
ہوتی ہے اسیوجہ سے جو لوگ سخت کام کرتے ہین اونکو قوت بڑی ہوتی ہے تو سب کامون مین صبر حاصل کرنیکی یہی تدبیر ہے

شکر کی فضیلت اور حقیقت کا بیان اے عزیز جانتو کہ شکر ایک بزرگ مقام ہے اور اوسکا مرتبہ بلند ہے ہر ایک
اوس درجے کو نہین پہونچ سکتا اسیواسطے حق سبحانہ تعالے نے فرمایا ہے وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ اور ابلیس نے آدمی پر طعن
کرکے کہا لَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ یعنی انمین سے اکثر شاکر نہین ہین اے عزیز جانتو کہ جتنے جن صفات کو منجیات کہا ہے اونکی
دو قسمین ہین ایک قسم راہ دین کے مقدمات مین سے ہے فی نفسہ مقصود نہین ہے اسواسطے کہ توبہ صبر خوف زہد
فقر محاسبہ یہ سب ایک بڑے کام کا وسیلہ ہین جو اسکے علاوہ ہے دوسری قسم مقاصد اور نہایات ہین یہ فی نفسہ مقصود

میں دوسرے گناہ کا وسیلہ ہونے کے واسطے نہیں ہیں جیسے محبت شوق رضا توحید توکل شکر بھی ان ہی قسموں سے ہے
اور جو چیز کہ بذاتہٖ مقصود ہوتی ہے وہی آخرت میں باقی رہیگی شکر بھی انہیں میں داخل ہے جیسا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَآخِرُ
دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ تو شکر کو آخر کتاب میں بیان کرنا لازم تھا لیکن چونکہ صبر کے ساتھ علاقہ رکھتا ہے اسواسطے بیان
یہان کیا گیا اور شکر کا درجہ بزرگ ہونے کی علامت یہ ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اوسے اپنے ذکر کے ساتھ ملاکر ذکر کیا اور فرمایا
فَاذْكُرُوْنِیْ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِیْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کھانا کھائے اور شاکر رہے اوسکا
درجہ اوس شخص کے درجہ کے برابر ہے جو روزہ رکھے اور صابر رہے اور فرمایا ہے کہ قیامت کے دن جب یہ ندا کیجائیگی کہ
لِیَقُمِ الْحَمَّادُوْنَ تو کوئی نہ اوٹھیگا مگر وہ شخص جو ہر حال میں خدا کا شکر بجا لایا ہو جب مال جمع کرنیکی ممانعت میں یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی
وَالَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ الآیۃ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ پھر مال میں سے
کیا جمع کریں فرمایا زبان ذاکر دل شاکر عورت مومنہ یعنی دنیا میں سے ان ہی تین چیزوں پر قناعت کرکہ خدا کے ذکر اور شکر کی
فراغت حاصل کرنے میں یہ سب چیزیں مددگار رہتی ہیں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ شکر نصف ایمان ہے
حضرت عطا رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت سرا پا عصمت میں
میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا ام المومنین جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ واہل بیتہ اجمعین کے عجائب حالات میں
سے کچھ ارشاد کیجئے رو کر فرمایا کہ آپ کا وہ کونسا حال تھا جو عجیب نہ تھا پھر فرمانے لگیں کہ ایک رات آپ میرے ساتھ سونے
کے واسطے میرے اوڑھنے بچھونے میں آ کر لیٹے حتی کہ آپکا جسم نورانی بحالت عریانی میرے بدن سے ملا تھا کہ آپ نے
فرمایا اے عائشہ مجھے چھوڑ دے تاکہ میں جا کر اپنے خدا کی عبادت کروں میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگرچہ میں چاہتی ہوں
کہ آپ کے پاس رہوں لیکن اے رسول اللہ آپ تشریف لیجائیے پس آپ نے اوٹھکر مشک سے پانی لیا اور وضو کیا اور تھوڑا سا پانی بہایا
پھر کھڑے ہوکر نماز پڑھنے لگے پھر رونا شروع کیا اور روتے جاتے تھے یہانتک کہ بلال آئے تاکہ آپ فجر کی نماز کے واسطے تشریف لیجائیں
میں نے عرض کیا یا رسول اللہ جبکہ آپکے تمام گناہ حق تعالیٰ بخش ہی چکا ہے تو پھر آپ کیوں روتے ہیں فرمایا کہ میں شکر گذار
بندہ نہ ہوں میں کیونکہ نہ روؤں کہ آج یہ آیت مجھ پر نازل ہوئی ہے اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ
لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ یعنی عقلمند وہ لوگ ہیں جو کھڑے بیٹھے لیٹے خدا کی
یاد میں مشغول رہتے ہیں اور زمین آسمان کے عجائب ملکوت کو نظر فکر سے دیکھتے ہیں اور وہ جو یا سنکی خوشی سے
روتے ہیں خوف سے نہیں جیسا کہ لوگوں نے روایت کی ہے کہ ایک پیغمبر علیہ السلام ایک چھوٹے سے پتھر کی طرف گذرے
اور اوس میں سے بہت پانی بہ رہا تھا اونہیں تعجب آیا حق سبحانہ تعالیٰ نے اوس پتھر کو گویا کیا وہ کہنے لگا کہ جب سے میں نے یہ خبر سنی ہے
وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ یعنی آدمی اور پتھر دوزخ کا ایندھن ہونگے تب سے میں اسطرح رو رہا ہوں اون پیغمبر صاحب نے دعا کی
اور عرض کیا کہ بار خدایا اس پتھر کو خوف سے بے خوف کردے اونکی دعا قبول ہوگئی پھر جو اوسکے طرف گذرے تو پھر اوسیطرح

پانی بہتے دیکھا پوچھا کہ بھلا اب تو کیون روتا ہے اوسنے جواب دیا کہ وہ خوف کا رونا تھا یہ شکر کا رونا ہے یہی آدمی کے دل کی
مثال ہے کیونکہ وہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہے آدمی کو چاہیے کہ روتا رہے کبھی تو رنج کے مارے کبھی خوشی کے سبب سے
تاکہ اوسکا دل نرم ہوجاوے **شکر کی حقیقت کا بیان** اے عزیز جانو کہ یہ تو ہم کہہ چکے ہین کہ دین کے سب مقام اور [illegible]
کی تین ہی اصلین ہین علم حال عمل علم اصل الاصول ہے اس سے حال پیدا ہوتا ہے اور حال سے عمل پیدا ہوتا ہے
اسیطرح نعمت کو منعم حقیقی کی طرف سے پہچاننا شکر کا علم ہے اور اوس نعمت کے سبب سے دل کی خوشی حال ہے اور اوس
نعمت سے منعم حقیقی کو جو کام مقصود ہے نعمت کو اوس کام مین لانا عمل ہے یہ عمل دل سے بھی تعلق رکھتا ہے اور زبان [illegible]
بھی بدن سے بھی جب تک یہ سب معلوم ہوگا تب تک شکر کی حقیقت بھی نہ معلوم ہوگی علم یہ ہے کہ تو یہ پہچان لے کہ جو نعمت
تجھے ملی ہے وہ حق تعالی نے تجھے دی ہے اور اوس نعمت کے دینے مین خدا کا کوئی شریک نہین جب تک تو کسی درمیانی سبب کو
دیکھتا ہے اور اوسیکی طرف [illegible] اور یہ جانتا ہے کہ نعمت دینے مین اوسکا بھی کچھ دخل ہے تب تک یہ معرفت
اور شکر ناقص اور ناتمام ہے [illegible] تجھے خلعت دیوے اور تو جانے کہ یہ وزیر کی عنایت سے ملا ہے تو تیرا شکر بادشاہ کی
[illegible] بادشاہ ہی سے نہوگی لیکن اگر تو یہ جانیگا کہ حکم [illegible]
تجھے خلعت ملا اور [illegible] کچھ نقصان نہین لاتا اسواسطے کہ تو یہ جانتا ہو کہ قلم اور کاغذ سے نہین خلعت
[illegible] کچھ دخل نہین [illegible] خزانچی نے تجھے خلعت پہونچایا ہے تو بھی شکر مین کچھ نقصان نہوگا کیونکہ خزانچی کو
کچھ اختیار نہین ہوتا [illegible] حکم دیتا ہے تو وہ خلاف نہین کرسکتا اگر حکم نہین دیتا ہے تو وہ کچھ
دے نہین سکتا [illegible] اگر دی زمین کی نعمت کو تو مینہ کے سبب دیکھا اور مینہ کو بدلی
کے باعث سے جانے [illegible] تجھے تو ٹھیک اور درست شکر تجھسے نہ ادا ہوگا لیکن
اگر تو یہ سمجھیگا کہ ابر [illegible] آفتاب ماہتاب ستارے اور جو کچھ ہے سب خداوند کریم کے قبضۂ قدرت مین ایسا مسخر ہین جیسے
[illegible] کے ہاتھ مین قلم کیونکہ قلم خود کچھ نہین کرسکتا تو یہ سمجھنا شکر مین کچھ نقصان نہین لاتا اگر تجھے کوئی نعمت آدمی کے
ہاتھون پہونچے [illegible] تو اوس آدمی کو خداوند نعمت جانے تو یہ حماقت ہے اور شکر کے مرتبے سے [illegible]
ہے بلکہ تجھے یہ جاننا چاہیے کہ اوس آدمی نے اس سبب سے تجھے نعمت دی کہ حق سبحانہ تعالی نے اوسپر ایک سزاول
بھیجا اوس سزاول نے زبردستی اوس سے وہ نعمت تجھے دلوائی اوسنے ہر چند چاہا کہ اوس سزاول کے خلاف کرے مگر نکرسکا
اور اگر اوسکے خلاف کرسکتا تو ایک حبہ تجھے نہ دیتا سزاول وہ قصد ہے جو حق تعالی نے اوسکے دل مین پیدا کرکے یہ امر
اوسکے پیش نظر کردیا کہ تیری سعادت دارین اسی مین ہے کہ یہ نعمت تو اوسے دیدے حتی کہ اوسنے اس طمع سے کہ دنیا یا عقبی
مین اپنی مراد کو پہونچیگا وہ نعمت تجھے دیدی اور حقیقت مین اوسنے وہ نعمت اپنے ہی تئین دی ہے کیونکہ اوسے اپنی
مراد بر آنے کا وسیلہ کیا اور تجھے خدا ہی نے وہ نعمت دی کہ اوسپر ایسا سزاول تعینات کردیا اور اوسے اسکے عوض مین

کہ وہ عنقریب ... ہے اور جب تو نے حقیقت کو جان لیا کہ سب آدمی خزانچی کے مانند ہین اور خزانچی اسباب درمیانی ہین
... اور کسی کے قبضۂ قدرت مین کوئی چیز نہین ہے مگر خدا ہی ... جب تک اونھین حکم نہ ہوتا ہے تب تو اوس
نعمت کے سبب حق تعالی کا شکر کریگا بلکہ یہ معرفت خود شکر ہے جیسا کہ حضرت موسی علیہ السلام نے مناجات مین عرض
کیا کہ یا خدایا حضرت آدم کو تو نے اپنے دست قدرت سے پیدا کر کے اور کتنی نعمتین عنایت فرمائین ...
... شکر ادا کیا ... ہوا کہ آدم نے یہ جانا کہ یہ نعمتین سب میری ہی جانب سے ہین اوسکا یہ جاننا ہی شکر تھا الغرض
جو تو کہ معرفت ایمان کی بہت سی ... مخلوقات کی سب صفتون سے اور جو کچھ
ہم خیال مین آتا ہے اوس سے حق سبحانہ تعالی پاک و منزہ ہے اسیکو سبحان اللہ کہکے تعبیر کرتے ہین دوسری توحید ہے
کہ تو یہ جان لے کہ حق سبحانہ تعالی اس پاکی کے ساتھ یگانہ ہے کوئی اوسکا شریک نہین ہے اسیکو لا الہ الا اللہ کہکے تعبیر کرتے ہین
تیسری تحمید ہے یعنی تو یہ جان لے کہ جو کچھ ہے سب وہی سے ہے اور سب اوسیکی نعمت ہے اسیکو الحمد للہ کہکے تعبیر کرتے ہین یہ
ان دونون سے بڑھکر ہے کہ وہ دونون معرفتین اسکے تحت مین ہین اسیواسطے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ سبحان اللہ دس حسنات ہین اور لا الہ الا اللہ بیس اور الحمد للہ تیس اور یہ حسنات یہ کلمات نہین ہین جو زبان سے نکلتے
ہین بلکہ وہ معرفتین ہین جنسے یہ کلمات عبارت مین علم شکر کے یہی معنی ہین اور حال شکر وہ فرحت ہے جو اس معرفت سے
دل مین پیدا ہو اسواسطے کہ جو شخص کسی سے نعمت پاتا ہے اوس سے خوش ہوتا ہے یہ خوشی تین وجہ سے ہوسکتی ہے ایک
کہ نعمت پانیوالا اس وجہ سے خوش ہو کہ اوسے اس نعمت کی حاجت تھی اور نعمت پانے سے اوسے اعانت ملی یہ شکر نہین ہے
کیونکہ اگر کوئی بادشاہ سفر کو جانے لگے اور اپنے نوکر کو گھوڑا عنایت کرے اگر یہ نوکر اسی وجہ سے خوش ہو کہ اوسے گھوڑے کی
حاجت تھی اور گھوڑا پایا تو یہ خوشی بادشاہ کا شکر نہوگی اسواسطے کہ اگر یہ گھوڑا صحرا مین پاتا جب بھی یہی خوشی حاصل ہوتی دوسرے
یہ کہ وہ اس وجہ سے خوش ہو کہ بادشاہ نے یہ گھوڑا دیکر مجھپر عنایت فرمائی یہ سمجھکر اور نعمتون کا امیدوار رہے اگر یہ گھوڑا صحرا
مین پاتا تو یہ خوشی نہوتی اسواسطے کہ یہ خوشی منعم کے سبب سے منعم کے واسطے نہین ہے بلکہ امید انعام کے سبب سے ہے یہ بھی
شکر تو ہے مگر ناقص ہے تیسرے یہ کہ وہ اس وجہ سے خوش ہو کہ گھوڑے پر سوار ہوکر بادشاہ کے حضور مین جا سکیگا تاکہ اوسکی
زیارت کرے اسکے سوا اور کچھ نہین چاہتا تو یہ خوشی بادشاہ کے واسطے ہے اور یہ پورا شکر ہے اسیطرح جس شخص کو حق تعالی
نے کوئی نعمت عنایت فرمائی اور وہ اوس نعمت ہی کے سبب سے خوش ہوا منعم کے سبب سے نہین تو یہ شکر نہوگا اور اگر منعم کے سبب سے
تو خوش ہوا مگر اسواسطے کہ یہ نعمت دنیا اوسکی رضامندی اور عنایت کی دلیل ہے تو یہ شکر ہوگا مگر ناقص اور اگر اس سبب سے خوش ہو
کہ یہ نعمت فراغت دین کا سبب ہوگی حتی کہ وہ علم اور عبادت مین مشغول ہوگا اور منعم حقیقی کا قرب ڈھونڈھیگا تو یہ کمال شکر ہے
اسکی علامت یہ ہے کہ دنیا کی جو چیز اوسے اون عبادتون سے باز رکھے اوسکے سبب سے اندوہگین رہے اور اوسے نعمت ہی نجانے
بلکہ اوس چیز کے چھن جانے کو نعمت سمجھکر اوسپر شکر کرے پس جو چیز راہ دین مین اوسکی یار و مددگار ہو اوسکے سبب سے خوش ہو

اسیواسطے حضرت شبلی قدس سرہ نے کہا کہ شکر کے یہ معنی ہین کہ تو نعمت کو دیکھے جس شخص کو محسوسات کے سوا اور کسی چیز مین فرحت نہ
ہو جیسے آنکھ فرج پیٹ ہی کی شہوت مین تو اوس سے یہ شکر ادا ہونا ممکن نہین اور یہ دوسرا درجہ ہے تو کم ہے اسواسطے کہ پہلا درجہ
تو شکر ہی نہین ہے اور عمل شکر دل زبان بدن سے ہوتا ہے دل سے یون ہوتا ہے کہ سبھون کا بھلا چاہے کسی کی نعمت
دیکھکر حسد نکرے زبان سے یون ہوتا ہے کہ ہر حال شکر کرے اور الحمد للہ کہے اور نعمت کے سبب سے خوشی ظاہر کرے رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے عرض کیا کہ خیریت ہون الحمد للہ فرمایا مین یہی بات چاہتا تھا
اگلے بزرگ جو ایک دوسرے سے احوال پرسی کرتے تھے اونکا مطلب یہی ہوتا تھا کہ جواب شکر کا سنے تاکہ کہنے والا اور سننے والا
دونون ثواب مین شریک ہون جو شخص شکایت کریگا گنہگار ہوگا گو کہ مصیبت اور بلا مین مبتلا ہو اس سے زیادہ اور کیا بری بات
ہوگی کہ بندہ ناچیز خداوند عالم کا شکوہ دوسرے بندہ عاجز سے کرے جسے ذرہ بھی اختیار نہین بلکہ مصیبت اور بلا پر آدمی
کو شکر کرنا چاہیے اسواسطے کہ شاید وہ اوسکی سعادت کا سبب ہو اگر شکر نکر سکے تو صبر ہی کرے اور بدن سے یون
عمل ہوتا ہے کہ سب اعضا حق تعالی کی طرف سے نعمت ہین اونھین اوسکے کام مین صرف کرے اسواسطے کہ حق تعالی نے
اونھین پیدا کیا ہے یعنی اعضا کو خداوند کریم نے آخرت کے واسطے پیدا کیا ہے اور تجھے اسلئے پیدا کیا ہے کہ تو
آخرت کے کامون مین مشغول رہے جب تو نے اس نعمت کو اوسکے محبوب اور پسندیدہ کام مین صرف کیا تو گویا موافقت
اسکی کی اوسے اس کام مین کچھ نفع اور حصہ نہین ہے کیونکہ وہ اس سے منزہ اور پاک ہے مگر تو نے اوسکا شکر ادا کیا
اسکی مثال یہ ہے کہ مثلا کسی بادشاہ کو اپنے کسی غلام کے حال پر نظر عنایت ہوا اور وہ غلام بادشاہ سے دور ہو بادشاہ
اوسکے واسطے گھوڑا اور زادراہ بھیجے تاکہ وہ بادشاہ کی حضوری مین حاضر ہو اور مقرب ہوکر عزت و حشمت حاصل کرے
اور بلند مرتبہ پاوے بادشاہ کو اوس غلام کی دوری اور نزدیکی اپنے حق مین یکسان ہو کہ اوسکی مملکت مین اوس غلام کے
آنے سے نہ کچھ بڑھجائیگا نہ نہ آنے سے کچھ گھٹ جائیگا مگر یہ امر غلام ہی کے واسطے چاہتا ہے کہ اوسکی بھلائی ہو کیونکہ
جب بادشاہ سخی اور کریم ہوتا ہے تو تمام خلق کی بھلائی اور بہبودی چاہتا ہے یہ بہبودی چاہنا خلق کے واسطے ہوتا ہے
اپنے واسطے نہین پس اگر وہ غلام گھوڑے پر سوار ہوکر در دولت کی طرف متوجہ ہوا اور زادراہ خرچ کیا تو اوسنے گھوڑے
اور زادراہ کی نعمت کا شکر ادا کیا اور اگر گھوڑے پر چڑھکر در دولت کی طرف پیٹھ کرلے حتی کہ اور بھی دور ہوجاوے تو اوسنے
کفران نعمت کیا اور اگر گھوڑے اور زادراہ کو بیکار چھوڑ دے نہ در دولت سے نزدیک ہو نہ دور تو بھی کفران نعمت ہوگا
مگر اوسقدر نہ ہوگا اسیطرح مالک الملوک کی نعمت کو بندہ اگر اوسکی عبادت مین صرف کریگا تا اوسکے درجہ قرب سے سرفراز
ہو تو وہ شکر گذار ہوگا اور اگر گناہ مین صرف کریگا تاکہ اوس سے اور زیادہ دور ہوجاوے تو کفران نعمت کریگا اور اگر مباح عیش و
عشرت مین صرف کریگا تاکہ بیکار چھوڑ دے تو بھی کفران نعمت کریگا اگرچہ اوسقدر نہو جب یہ معلوم ہوا کہ نعمت کا شکر
یہی ہے کہ بندہ اوسے حق تعالی کے محبوب و مرغوب کام مین صرف کرے تو یہ امر کوئی نہین کرسکتا مگر وہ شخص جو حق تعالی کے

کے محبوب و مرغوب کامون کو اون کامون سے تمیز کر سکے جو خداوند کریم کے نزدیک مکروہ اور برے ہین یہ بہت باریک علم
ہو جب تک ہر چیز مین آدمی یہ پہچانیگا کہ اسکے پیدا کرنے مین کیا حکمت ہے تب تک یہ نہ معلوم ہوگا ہم چھوٹی چھوٹی چند مثالون
مین اس امر کو اشارۃً بیان کرتے ہین اگر کوئی زیادہ تفصیل چاہے تو احیاء العلوم مین ڈھونڈھے اسواسطے کہ اس کتاب مین
اس سے زیادہ کی گنجائش نہین **کفران نعمت کا بیان** ایعزیز جانتو کہ ہر ایک نعمت کا کفران یہ ہے کہ لوگ اوسے اوسکی
حکمت کی راہ سے پھیر دین اور جس کام کے واسطے حق تعالی نے اوس نعمت کو پیدا کیا ہے اوس کام مین اوسے نہ صرف
کرین ایعزیز جانتو کہ خدا کی نعمت کو خدا کے محبوب و مرغوب کام مین صرف کرنا شکر ہے اور جو کام خدا کو مکروہ معلوم ہوتا ہے اوسمین صرف کرنا
کفران ہے اور مرغوب کام کو مکروہ کام سے شرع کے سوا اور کسی چیز سے آدمی مفصل نہین پہچان سکتا تو یہ امر ضرور ہے کہ خدا کی نعمت کو
اوسکی عبادت ہی مین صرف کرے جیسا کہ حکم ہے مگر جو لوگ اہل بصیرت ہین اونکے واسطے ایک راہ ہے اوس راہ سے بطریق نظر و استدلال
اور بسبیل الہام کامون کی حکمت کو پہچانتے ہین اسواسطے کہ ممکن ہے کہ کوئی شخص یہ جان سکے کہ ابر پیدا کرنے مین یہ حکمت ہے کہ مینہ
اور مینہ برسنے مین یہ حکمت ہے کہ گھانس اوگے اور گھانس اوگنے مین یہ حکمت ہے کہ جانورون کی غذا ہو اور آفتاب کے پیدا کرنے مین حکمت یہ
ہے کہ دن رات ظاہر ہوین تاکہ رات سکون اور آرام کے واسطے ہے اور دن معیشت اور دنیا کے کام کے لیے رہے یہ باتین
یا اور جو ایسی باتین ہین اونکی حکمت تو ظاہر ہے کہ ہر ایک جانتا ہے مگر آفتاب مین اسکے سوا اور بھی بہت سی حکمتین ہین کہ اونمین ایک
نہین پہچانتا اور آسمان پر بہت سے ستارے ہین کہ ہر ایک نہین جانتا کہ اونکے پیدا کرنے مین کیا حکمت الہی ہے جیسا کہ ہر ایک تو
جانتا ہے کہ ہمارے اعضا مین سے ہاتھ پکڑنے کے واسطے ہے پاون چلنے کے لیے آنکھ دیکھنے کے واسطے اور ممکن ہے کہ
یہ نجانے کہ جگر اور تلی کسواسطے ہے اور آنکھ مین دس پردے کیون پیدا کیے ہین پس ان حکمتون مین سے بعضی باریک ہوتی ہین بعضی
باریکتر کہ خاص لوگون کے سوا اور کوئی نہین جانتا اسکی تفصیل دراز ہے مگر اسقدر جاننا ضرور ہے کہ آدمی کو آخرت ہی کے واسطے
پیدا کیا ہے دنیا کے لیے نہین اور آدمی کا حصہ دنیا مین اسواسطے پیدا کیا ہے تاکہ راہ آخرت مین اوسکا توشہ ہو اور یہ گمان نکرنا چاہیے
کہ ہر چیز آدمی کے واسطے پیدا کی ہے تاکہ جس چیز مین اپنا فائدہ نہ دیکھے کہے کہ خدا نے یہ چیز کیون پیدا کی ہے مثلاً یون کہے
کہ خدا نے مکھی اور چیونٹی کیون پیدا کی ہین اور سانپ کو کیون پیدا کیا جاننا چاہیے کہ چیونٹی بھی تعجب کرتی ہے کہ حق تعالی نے آدمی کو کیون پیدا کیا
کہ بے سبب اوسے پاون کے تلے دبا کر مار ڈالتا ہے جیسا آدمی کو تعجب ہے ویسا اوسے بھی تعجب ہے بلکہ حق سبحانہ تعالی کے فیض اتم کو یہ لازم ہے کہ
جس چیز کا پیدا ہونا ممکن ہے سب اجناس انواع حیوانات نباتات معدنیات وغیرہ مین سے وہ بہت اچھی صورت سے پیدا ہو پھر جسقدر اپنی ضرورت
کے موافق درجات اور زینت اور آرائش چاہیے سو پیدا کیجاتی اسواسطے کہ اوسکی سرکار ابد قرار مبدء فیوض ہے وہان منع اور بخل کو گنجائش نہین
اور جو کمال اور زینت و جمال پیدا نہین ہوتا وہ اسوجہ سے نہین ہوتا کہ محل اوسکے قابل نہین اوسکی ضد اور خلاف کے ساتھ مشغول ہے اور
شاید کہ وہ ضد کسی اور کام کے واسطے مقصود ہو کیونکہ یہ ممکن نہین کہ آگ پانی کی سردی اور لطافت کو قبول کرے کیونکہ گرم چیز سردی کو نہین
قبول کرتی اس لیے کہ سردی گرم چیز کی ضد ہے اور گرم چیز کی گرمی بھی مقصود ہے کہ اوس سے اوسکا زائل کر دینا بھی نقصان ہے حقیقت مین جب

رطوبت وغیرہ اوسکو ہی پیدا کیا او جس سے پیدا کیا ہے کہ مکھی اوس رطوبت کاملہ سے جو رطوبت کمال کے قابل تھی اوس کمال سے باز نہین رکھا کہ یہ باز رکھنا منجملہ بخل کے ہوتا مکھی اوس رطوبت
سے باینوجہ کاملہ ہے کہ اوسمین حیات وقدرت اور حس وحرکت اور اشکال عجیب اور اعضا غریب ہین کہ اوس رطوبت مین یہ کچھ نہ تھا اوس رطوبت
آدمی کو اسواسطے نہین بنایا کہ اوس رطوبت مین آدمی کی خلقت کی گنجائش اور قابلیت نتھی اسواسطے کہ اوس رطوبت مین ایسی صفتین تھین جو اون
صفات کی ضد ہین جو خلقت آدمی کے واسطے ضرور ہین اور مکھی کو جس جس چیز کی حاجت تھی اون چیزون سے اوسے باز نہین رکھا چنانچہ چیزین
یہ ہین پر بال ہاتھ پاون آنکھ منہ سر پیٹ وہ جگہ جہان غذا جاے وہ ٹھکانا جہان غذا ٹھہر کر ہضم ہو وہ مقام جہان سے
غذا باہر نکلے اور جو کچھ تنگی لطافت بدن کی اوسکے بدن کو چاہیے تھی وہ سب عنایت فرمائی چونکہ اوسے دیدار کی حاجت تھی اور اوسکا سر چھوٹا
تھا پلکدار آنکھ کی گنجایش نتھی تو بے پلک کے دو نگینے پیدا کیے تاکہ اوسمین صورتین دکھائی دین اور چونکہ پلک اسواسطے ہوتی ہے کہ جو گرد آنکھ
پر پڑے اوسے صاف کرے اور صیقل آئینہ کے مانند ہے اور مکھی کے پلک نتھی تو اوسکے عوض مین دو ہاتھ زیادہ پیدا کردیے تاکہ ہر وقت
اون دونون ہاتھون سے اون دونون نگینون کو صاف و پاک کرتی رہتی ہے پھر دونون ہاتھ ملا لیتی ہے تاکہ ہاتھ سے گرد جھڑ جاے غرض اسکے بیان کرنے
سے یہ مقصود ہے تاکہ تجھے معلوم ہو جاے کہ حق سبحانہ تعالی کی عنایت اور مہربانی عام ہے آدمی ہی کے ساتھ مخصوص نہین اسواسطے کہ ہر کیڑے پتنگے
کو جو کچھ چاہیے تھا سب تمام وکمال عنایت فرمایا ہے حتی کہ بھنگے کی بھی یہی صورت کی جو مکھی کی ہے یہ کیڑے مکوڑے آدمی کے واسطے
نہین پیدا کیے ہین ہر ایک کو اوسی کے واسطے پیدا کیا ہے جسطرح تجھے تیرے ہی واسطے پیدا کیا ہے اسواسطے کہ تو اپنی خلقت کے قبل کوئی وسیلہ اور قرابت
نہین رکھتا تھا کہ اوسکے سبب سے پیدا ہونیکا مستحق تھا کہ اور چیزین یہ وسیلہ نہین رکھتی تھین بخشش آلہی اور اوسکے فیض نامتناہی کا دریا محیط ہے
انمین سبھی چیزین ہین انمین ایک تو ہر ایک چیونٹی ہر ایک مکھی ہے ایک ہاتھی ہے ایک مرغ ہے اور علی ہذا القیاس انمین سے جو ناقص ہے اوسے
کامل پیدا کردیا ہے جو کچھ روے زمین پر ہے اون سب مین آدمی کا ماتہ ہے تو خواہ نخواہ اکثر چیزین اوسپر فدا ہین لیکن زمین کے نیچے اور قعر دریا
مین ایسی بہت چیزین ہین جنمین آدمی کا کچھ حصہ نہین مگر اونکے ساتھ بھی خلقت ظاہری اور باطنی مین وہی عنایت اور مہربانی فرمائی ہے تمام
اونکے ظاہر و باطن مین ایسے نقش ونگار بنائے ہون کہ آدمی اوسکے عاجز آجائین یہ جاننا اون علوم کے دریاؤن سے علاقہ رکھتا ہو جنمین
اکثر علما بھی عاجز رہتے ہین اسکی تفصیل بیان کرنے مین طوالت ہو مقصود یہ ہے کہ تجھے اپنے تئین برگزیدگان جناب آلہی مین سے شمار
کرنا نہ چاہیے حتی کہ سبکو اپنے واسطے ٹھہرالے اور جس چیز مین تجھے فائدہ نہین ہے اوسے کہنے لگے کہ اسے کیون پیدا کیا اسمین تو کچھ بھی
حکمت نہین ہے جب تو نے یہ جان لیا کہ چیونٹی کو تیرے واسطے نہین پیدا کیا ہے تو یہ بھی جان سکے کہ آفتاب ماہتاب ستارے آسمان فرشتے ان سبکو
بھی تیرے واسطے نہین پیدا کیا ہے اگرچہ تجھے انمین سے بعض کے سبب سے نفع ہے جسطرح مکھی کو تیرے واسطے نہین پیدا کیا اگرچہ اوس سے
تیرا فائدہ ہو کیونکہ اوسے اسواسطے مقرر کیا ہے کہ جس جس زمین پر بو ہو اور جو چیز سڑنے والی ہو اوسے کھاتے تاکہ بدبو کم ہو جائے اور قسائی کو
مکھیون کے واسطے نہین پیدا کیا ہے اگرچہ قسائی سے مکھیون کا فائدہ ہے تیرا یہ گمان کہ آفتاب روز میرے ہی واسطے نکلتا ہو ایسا ہے جیسے
مکھی کا یہ گمان کہ قسائی روز میرے ہی واسطے دکان لگاتا ہو کہ وہ اوسکی دکان مین خون اور نجاست خوب چھککر کھاتی ہے جسطرح قسائی اور ہی
کام کی طرف متوجہ رہتا ہو مکھی کے کام کا اوسے خیال بھی نہین آتا اگرچہ قسائی کے کام کے فضلات مکھی کی غذا اور حیات ہین اوسیطرح

آفتاب جلی ہو طواف اور اپنی گردش مین جناب الٰہی کی فرمانبرداری کی طرف متوجہ رہے تجھے یاد بھی نہین کرتا اگرچہ اوسکے نور کے فضلات سے تیری آنکھ روشن ہو جاتی
اور اوسکی گرمی کے فضلات سے زمین کا مزاج معتدل ہو جاتا ہے حتی کہ روئیدگی جو تیری غذا ہے وہ اوگتی ہے تو جو چیزین ایسی علاقہ نہین رکھتی شکر کے معنی
بیان کرنے مین اوسکی خلقت کی حکمت بیان کرنا ہمارے کچھ کام آئیگا اور جو چیزین تجھسے علاقہ رکھتی ہین وہ بھی سب نہین بیان کر سکتے چند
مثالین بیان کرتے ہین ایک یہ کہ تیری آنکھ دو کامون کے واسطے پیدا کی ہے ایک تو یہ کہ تو اس جہان مین اپنی حاجتون کی راہ دیکھے دوسرے یہ کہ تو حق تعالے
کی عجیب صنعتون کا تماشا دیکھے اور اوسکے سبب سے اوسکی عظمت پہچانے جب کسی نامحرم کو دیکھیگا تو آنکھ کی نعمت کا کفران کیا
آنکھ کی نعمت آفتاب کے بغیر تمام نہین کیونکہ بے نور آفتاب کے تو نہین دیکھتا اور زمین آسمان کے سبب آفتاب [illegible]
رات دن آسمان کے سبب سے ظاہر ہوتے ہین تو نامحرم کو دیکھنے سے آنکھ اور آفتاب کی نعمت کیا اور آسمان زمین کی نعمت کا کفران ہے
اسی سبب سے حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص گناہ کرتا ہے زمین آسمان اوسپر لعنت کرتے ہین اور تجھے حق تعالے نے ہاتھ اسواسطے عنایت کیے ہین
تاکہ تو اوس سے اپنا کام درست کرے کھانا کھائے طہارت کرے جب تو ہاتھ سے گناہ کریگا تو کفران نعمت کیا مثلاً اگر داہنے ہاتھ سے استنجا کریگا تو
بائین ہاتھ سے قرآن شریف لیگا تو بھی کفران نعمت کیا اسواسطے کہ حق تعالیٰ کو محبوب مرغوب کام ہی ہے کہ عدل بجا لاوے حق تعالیٰ کو عدل پسند ہے اور عدل یہ ہے کہ نفیس
شریف کام واسطے شریف کے اور حقیر کام واسطے حقیر کے اور دونون ہاتھون مین سے ایک کا ہاتھ قوی پیدا کیا شرافت والا اور ایک کم قوت پیدا کیا
جو کام شریف ہے اوسکو داہنے ہاتھ سے کرنا چاہیے اور جو کام حقیر ہے اوسکو بائین ہاتھ سے کرنا چاہیے تاکہ عدل قائم رہے [illegible] حکمت اور عدل کو تو نے [illegible]
منہ کیے تھوک دیگا تو قبلہ اور جہان کی طرف کی نعمت کا کفران کریگا کیونکہ چارون طرف مین سے [illegible] حق سبحانہ تعالیٰ نے [illegible]
ایک سمت کو بزرگ کیا ہے تاکہ عبادت مین او سطرف منہ کرے اور وہ تیری تسلی کا باعث ہو تو اوس طرف جو گھر بنایا اوسے اپنی طرف منسوب کیا
اور تیرے واسطے حقیر کام بھی ہین جیسے پاخانہ جانا تھوکنا اور شریف کام بھی ہین جیسے وضو کرنا نماز پڑھنا اگر سب کامون کو برابر جانا تو گویا تو
بہائم کے مانند زندگی کی ہوگی اور نعمت عقل جو عدل و حکمت ظاہر ہونے کی جگہ ہے اوسکا حق اور نعمت قبلہ کا حق باطل کیا ہوگا اور اگر مثلاً
کسی درخت کی شاخ یا کلی بے حاجت کے توڑیگا تو ہاتھ اور درخت کی نعمت باطل کی ہوگی اسواسطے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اوس شاخ کو
[illegible] اوس مین رگین اور ریشے بنائے ہین تاکہ وہ شاخ اپنی غذا لے اور اوس مین غذا کھانے کی قوت اور اوگنے کی قوت بھی اسی کام کو پیدا کی ہے جب وہ شاخ کمال کو پہونچتی
ہے تو اوسکا کام کی ہوتی ہے جبتک نے اوسکی بالیدگی کی تو ناشکرگزاری کی مگر جب تجھے اپنا کمال حاصل کرنیکو اوسکی حاجت ہو تو اوسکا کمال تیرے کمال
پر صدقے ہے اسواسطے کہ ناقص کا کامل پر تصدق ہو جانا بھی عدل ہے اور اگر دوسرے کی ملک مین سے توڑیگا تو گو کہ تجھے حاجت بھی ہو مگر
تو نے کفران نعمت کیا کیونکہ مالک کی حاجت تیری حاجت سے بہت مقدم اور اولی ہے ہر چند کہ حقیقت مین کوئی چیز بندہ کی ملک نہین ہے مگر دنیا
کی مثال ایسی ہے جیسے دسترخوان بچھا ہوا ہے اور دنیا کی نعمتین ایسی ہین جیسے دسترخوان پر کھانا چنا ہوا ہے اور خدا کے بندے گویا اوس
دسترخوان پر مہمان بیٹھے ہین کہ اون مین سے کوئی کچھ ملک نہین رکھتا لیکن چونکہ ہر ایک لقمہ سبکو کفایت نہین کرتا تو ایک مہمان نے لے
کے ہاتھ مین اوٹھا لیا یا منہ مین رکھ لیا تو دوسرے مہمان کو نہین پہونچتا کہ اوس سے چھین لے بندے بسوا تیسی ہی چیز کے مالک بنے
اور جسطرح مہمانون کو یہ نہین پہونچتا کہ کھانا اوٹھا کر ایسی جگہ رکھدین جہان کسیکا ہاتھ نہ پہونچے اوسطرح یہ امر بھی کسیکو لائق نہین

کرامت کو چھپائیگا اگر معاذاللہ کوئی جاہل مسجد کی محراب مین قبلہ کی طرف پیٹھ کرکے قضاے حاجت کرے تو قبلہ کیطرف پیٹھ ہونیکی اس سبب سے
اوسپر عتاب نہوگا کیونکہ وہ جاہل ہے اسواسطے کہ وہ گناہ بڑا ہے کہ یہ فرق خطا اوسپر پوشیدہ رہیگی سو اسواسطے عوام الناس کے ساتھ مساہلہ
کیجاتی ہے اور ظاہری فتوی عوام ہی کے واسطے ہے سالک راہ آخرت کو ظاہری فتوی کی طرف نہ دیکھنا چاہیے آدمی ان دقائق کا لحاظ رکھے تاکہ
وہ ان حکمتون مین ملائکہ کے قریب ہوجاوے ورنہ مہمل کرنے مین عوام الناس کی طرح بہائم کے قریب قریب ہوجائیگا۔ **نعمت کی حقیقت
کا بیان** اے عزیز جانتو کہ جو چیز حق سبحانہ تعالی نے پیدا کی ہے وہ آدمی کے حق مین چار قسم پر ہے پہلی قسم وہ چیز ہے جو دنیا اور آخرت
دونون مین مفید ہے جیسے علم اور نیک خلق درحقیقت اس جہان مین یہی نعمت ہے دوسری قسم وہ چیز ہے جو دونون جہان مین نقصان کا سبب ہو
جیسے نادانی اور بدخوئی حقیقت مین بلا یہی ہے تیسری قسم وہ چیز ہے جس سے اس جہان مین راحت ہو اور اوس جہان مین رنج جیسے نعمت دنیا کی
کثرت اور آدمی کا اوس سے بہرہ یاب ہونا یہ احمقون کے نزدیک نعمت ہے اور عقلمندون اور عارفون کے نزدیک بلا اور مصیبت ہے اسکی مثل ایسی ہے
جیسے کوئی بھوکا آدمی شہد پا جاوے اور اوسمین زہر ملا ہوا اگر احمق ہے اور یہ نہین جانتا کہ اسمین زہر ملا ہے تو اوسے نعمت جانیگا اگر عقلمند ہوگا تو اوسے
بلا سمجھیگا چوتھی قسم وہ چیز ہے جس سے اس جہان مین رنج و اذیت ہے اور اوس جہان مین عیش و راحت ہے وہ ریاضت ہے اور نفس و شہوت کی مخالفت ہے
یہ عارفون کے نزدیک نعمت ہے جیسے بیمار عاقل کے نزدیک کڑوی دوا اور احمقون کے نزدیک بلا اور مصیبت ہے **فصل** اے عزیز جانتو کہ دنیا کے
اکثر اسباب ایسے ہین کہ اونمین بعضے مین نفع اور بعضے مین ضرر ہے زیادہ جسکی منفعت ہے وہی نعمت ہے یہ کیفیت لوگون کے حال کے ساتھ
بدلتی رہتی ہے اسواسطے کہ جو مال بقدر کفایت ہوتا ہے اکثر لوگون کے حق مین اوسکا نفع زیادہ ضرر سے ہوتا ہے اور کوئی آدمی ایسا ہوتا کہ
ذرا سا مال بھی اوسے نقصان کرتا ہے کیا اسکے باعث اوسکی حرص زیادہ ہوجاتی ہے اگر کچھ بھی مال نرکھتا ہوتا تو طمع اور لالچ سے بچا رہتا اور
کوئی آدمی ایسا کامل ہوتا ہے کہ بہت مال بھی اوسے ضرر نہین کرتا حاجتمندون کو عندالحاجت دیسکتا ہے پس اس سبب سے جاننا چاہیے کہ ایک
چیز کا ایک آدمی کے حق مین نعمت ہونا اور اوسی چیز کا دوسرے کے حق مین بلا ہونا روا ہے **فصل** اے عزیز جانتو کہ جس چیز کو لوگ نیک جانتے ہین تین
حال سے خالی نہین یا فی الحال خوش آتی ہے یا آیندہ مفید ہوگی یا فی نفسہ نیک ہے اور جس چیز کو بُرا جانتے ہین وہ یا بالفعل ناپسندیدہ ہے یا آیندہ مضر
ہوگی یا فی نفسہ بُری ہے پس وہ چیز نہایت نیک ہے جسمین یہ تینون صفتین پائی جائین خوش بھی آئے نیک بھی ہو مفید بھی ہو وہ نہین ہے
مگر علم و حکمت اسکے مقابلے مین جہل کمال درجے بری چیز ہے کہ ناپسندیدہ بھی ہے مضر بھی ہے بُرا بھی ہے اے عزیز جانتو کہ علم سے بہتر
کوئی چیز نہین ہے مگر اوسی کے نزدیک جسکا دل بیمار نہوا اور جہل فی الحال کچھ نہوا اور ناپسندیدہ ہے کیونکہ جو شخص ایک چیز نہ جانتا ہو تو اوس
چاہیے کہ جانون تو اوسیوقت اپنی جاہلی کو ہر دم پچھتا جاتا ہے اور جہل بُرا ہے مگر کھلی ہوئی برائی اوسمین نہین ہے لیکن برائی پیدا کرتا ہے اسواسطے کہ دلکی صورت
بگاڑ دیتا ہے یہ بات کھلی ہوئی برائی سے بھی بدتر ہے اور کوئی چیز نافع ہوتی ہے مگر ناگوار معلوم ہوتی ہے جیسے تمام ہاتھ ضائع ہوجانے کے
خوف سے اونگلی کاٹ ڈالنا اور وہ چیز ایک جہت سے مفید ہوتی ہے ایک جہت سے مضر جیسے کوئی شخص کشتی ڈوبتے وقت اپنی جان بچانے
کے واسطے مال نکال کر دریا مین پھینک دے **فصل** لوگ کہتے ہین کہ جو چیز خوش معلوم ہوتی ہے وہی نعمت ہے حالانکہ خوشی اور لذتون کے
تین درجے ہین ایک وہ جو نہایت بدتر اور خسیس تر ہے وہ پیٹ اور فرج کی لذت ہے اکثر خلق اسی لذت کو جانتی ہے اور اسی مین مشغول ہے

اور جو کچھ تلاش کرتی ہے اسیواسطے تلاش کرتی ہے اس لذت کے برتر ہونے پر دلیل یہ ہے کہ سب بہائم اسمین شریک ہین اور اس بات مین آدمی بڑہے ہوے ہین اسواسطے کہ حیوانات کی خورش اور جفتی آدمی کی غذا اور مباشرت سے زیادہ ہے بلکہ مکہی چیونٹی کیڑے سبھی اس لذت مین آدمی کے شریک ہین جب کوئی اپنے تئین بالکل اسی لذت کے حوالہ کردے تو اوسنے حشرات الارض کے مرتبہ پر قناعت کی دوسرا درجہ غلبہ اور ریاست اور دوسرون پر فوقیت پانیکی لذت ہے یہی غصہ غضب کی قوت ہے اگرچہ پیٹ اور فرج کی لذت سے بہتر ہے مگر پھر بھی بری چیز ہے کیونکہ اس بات مین بعضی حیوانات آدمی کے شریک ہین جیسے شیر چیتا انمین غلبہ اور حملہ کرنے کی حرص ہے تیسرا درجہ علم و حکمت اور حق تعالی کی معرفت اور عجیب عجیب صنعتون کے پہچاننے کی لذت ہے یہ لذت بہت بہتر ہے اسواسطے کہ کسی جانور کو نہین ہوتی یہ ملایکہ کی صفت ہے بلکہ حق تعالی کی صفتون مین سے ہے جس شخص کو ان ہی چیزون مین لذت ہے اسکے سوا اور کسی چیز مین لذت نہین وہ کامل ہے اور جسے ان چیزون مین کچھ بھی لذت نہین وہ ناقص ہے بلکہ بیمار اور ہلاک ہونیوالا ہے اکثر مسلمان ان ہی ... ہوتے ہین بلکہ ان چیزون کی لذت بھی پاتے ہین اور اور چیزون کی بھی جیسے ریاست اور شہوت کی لذت مگر جس شخص پر معرفت کی لذت غالب ہوتی ہے اور دوسری چیز کی لذت اوسمین پوشیدہ اور مغلوب ہوجاتی ہے وہ شخص درجہ کمال سے نزدیک ہوتا ہے اور جسپر ... غالب ہوتی ہے اور ... تکلیف سے ہوتی ہے وہ اگر اس لذت کو غالب ہوجانے کی کوشش کرے تو درجہ نقصان سے نزدیک ہوتا ہے ... کا پلہ بھاری ہوجانے سے ہی ہے

نعمت کے سب اقسام اور درجات کا بیان ایعزیز جان تو کہ نعمت حقیقی سعادت آخرت ہے اسواسطے کہ وہ بالذات مطلوب ہے اپنے سوا دوسری نعمت کا وسیلہ نہین یہ چار چیزین ہین ایک وہ بقا جسمین فنا کو دخل نہو دوسرے وہ خوشی جسمین رنج سے کچھ اوث نہو تیسری وہ علم اور کشف جو جہل و ظلمت کی کدورت سے پاک صاف ہو چوتھی وہ استغنا جسمین نقصان اور محتاجی کی گنجایش نہو ان چار ون چیزون کا حاصل یہ ہے کہ آدمی کو جناب الٰہی کے جمال بیمثال کی لذت اسطرح مدام حاصل رہے کہ ملال اور زوال اسمین دخل ہی نہ پاسکے نعمت حقیقی بس یہی ہے اور جس چیز کو دنیا مین نعمت جانتے ہین تو اسی واسطے جانتے ہین کہ وہ سعادت آخرت کا وسیلہ ہوتی ہے فی نفسہ لذت نہین ہے اور پوری نعمت وہی ہے جس سے سعادت آخرت نصیب ہو اور کچھ نہین اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَۃِ ایکبار نہایت رنج اور سختی کے وقت آپنے یہ کلمہ فرمایا تاکہ رنج دنیا سے اپنے تئین تسکین دین اور ایک مرتبہ نہایت خوشی کے وقت حج وداع مین کہ دین کامل ہوچکا تھا اور تمام خلق آپکی طرف متوجہ تھی آپ اونٹ پر سوار تھے لوگ آپ سے حج کے مسایل پوچھتے تھے جب آپ نے اس کمال دین کو ملاحظہ فرمایا تو یہ کلمہ زبان مبارک پر آیا تاکہ آپ کا دل حق تعالی لذت دنیا کی طرف نگاہ نکرے ایک شخص نے کہا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ تَمَامَ النِّعْمَۃِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے سنکر فرمایا اے شخص تو جانتا بھی ہے کہ پوری نعمت کیا ہے اوسنے عرض کیا نہین فرمایا کہ پوری نعمت یہ ہے کہ تو بہشت مین جاوے اور جو نعمتین دنیا مین ہوتی ہین اونمین سے جو وسیلہ آخرت نہین ہے وہ حقیقت مین نعمت نہین ہے اور جو وسیلہ آخرت ہے وہ سولہ چیزین ہین چار نفس مین چار بدن کے اندر چار بدن کے باہر چار ان بارہ کو جمع کرنے مین چار جو دل مین ہین وہ علم مکاشفہ علم معاملہ عفت عدل ہے علم مکاشفہ تو یہ ہے کہ آدمی حق تعالی کو اور اوسکی صفتون کو اور اوسکے فرشتون اور رسولون کو پہچانے اور علم معاملہ وہ ہے جو اس کتاب مین ہمنے بیان کیا کہ راہ دین کی گہاٹیان ہین جیسا رکن مہلکات مین ہمنے بیان کیا اور زاد راہ

جیسا کہ رکن عبادات اور معاملات ... میں بیان ہو رہا ہے آدمی ان سب کو بخوبی جان لے
اور عفت یہ ہے کہ آدمی خواہش اور غصہ کی قوت کو توڑ کر یہ احسن خلق حاصل کرے اور عدل یہ ہے کہ خواہش اور غصہ کو درمیان سے بالکل اوٹھا
دے کیونکہ یہ نقصان اور خسران ہے اور بالکل مسلط بھی نکرے کہ حد سے گذر جائیں اسواسطے کہ یہ طوفان اور طغیان ہے بلکہ راستی اور اعتدال کی
ترازو میں تولتا رہے جیسا حق تعالیٰ نے فرمایا ہے اَلَّا تَطْغَوْا فِی الْمِیْزَانِ وَاَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِیْزَانَ یہ چاروں چیزیں تمام نہیں
ہوتیں مگر ان نعمتوں کے سبب جو بدن میں ہیں وہ چار نعمتیں ہیں تندرستی قوت جمال عمر دراز تندرستی اور قوت اور عمر دراز کے ساتھ سعادت
آخرت کی حاجت کچھ چھپی نہیں اسواسطے کہ علم و عمل اور خلق نیک اور وہ فضائل جو آدمی کے دل میں ہیں جتنے کہ میں نے ... انکے تمام و کمال حاصل نہیں
ہوتے لیکن جمال کی حاجت کم پڑتی ہے مگر ایک تو یہ کہ خوبصورت آدمی کی غرض بہت نکلتی ہے اس لحاظ سے جمال بھی جاہ و مال کے مثل ہے اور
جو چیز دنیا کی حاجت اور ضرورت میں کام آتی ہے وہ آخرت کی ضرورتوں میں کام آتی ہے اسواسطے کہ دنیا کی ضرورتیں نکلتی رہنا امور آخرت میں
خاطر جمعی کا سبب ہوتا ہے اور دنیا مزرعہ آخرت ہے دوسرے یہ کہ ظاہر کی خوبصورتی باطن کی نیک سیرتی کا عنوان ہے کیونکہ یہ ایک عنایتی
نور ہے کہ پیدا ہونیکے ساتھ ہی آدمی میں چمکنے لگتا ہے اکثر یہی ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ نے جب آدمی کا ظاہر آراستہ کر دیا تو باطن بھی نیک
اخلاق سے آراستہ کر دیا ہے اسی سبب سے بزرگوں نے کہا ہے کہ برا آدمی ایسا نہیں ہوتا جو اپنی بری سیرت کی بہ نسبت خوبصورت ہو رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خوبصورت لوگوں سے اپنی حاجت اور مراد چاہو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے
جب کسی ... بھیجو تو اچھے نام والا اور خوبصورت بھیجو فقہا رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا ہے جب نماز میں امامت کرنیوالے علم قرات قرآن اور
پرہیزگاری کی صفت میں برابر ہوں ... جو سب سے خوبصورت ہو وہ امامت کے واسطے اولیٰ تر ہے اے عزیز جان تو کہ اس خوبصورتی سے وہ نہیں
مراد ہے جو شہوت بھڑکائے اسواسطے کہ وہ عورتوں کی صفت ہے بلکہ آدمی ایسا کشیدہ قامت جیسہ متناسب الاعضا ہو کہ لوگوں کے دیدہ و دل
اوس سے نفرت نکریں جو نعمتیں بدن کے باہر ہوتی ہیں اور بدن کو اونکی حاجت ہے وہ یہ ہیں مال و جاہ و زن و فرزند شرافت نسب آخرت کو مال کی حاجت
اسوجہ سے ہے کہ جو شخص مالدار نہوگا تمام دن روزی کی تلاش میں مشغول رہیگا علم و عمل میں بہت کم مصروف ہوگا پس مال بقدر کفایت دینی
نعمت ہے اور جاہ کی اسواسطے حاجت ہے کہ جو شخص جاہ و منزلت نہیں رکھتا وہ لوگوں کی نظروں میں ہمیشہ ذلیل اور بیقدر رہتا ہے دشمنوں سے
امن نہیں رہتا مگر جاہ و مال کی زیادتی میں بہت سی آفتیں ہیں اسیواسطے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو صبح کو اوٹھے
اور تندرست اور امین ہو اور اوسکے بدن کی قوت اوسکے پاس ہو وہ ایسا ہے کہ گویا تمام دنیا اوسکو حاصل ہے اور یہ امور بے جاہ و مال
کے مہیا نہیں ہو سکتے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے نِعْمَ الْعَوْنُ عَلَی تَقْوَی اللّٰہِ الْمَالُ یعنی مال پرہیزگاری میں کیا اچھا
مددگار ہے اور زن و فرزند اسوجہ سے دینی نعمت ہیں کہ جورو بہت شغلوں سے فراغت حاصل ہونیکا سبب ہوتی ہے اور شر شہوت سے بیخوف
کر دیتی ہے اسی سبب سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نیک عورت دین کے امور میں دل کی بڑی مددگار ہوتی ہے حضرت عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب عرض کیا کہ مال دنیا میں سے ہم کیا جمع کریں تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا زبان ذاکر دل شاکر عورت
مومنہ اور فرزند والدین کے مرنے کے بعد دعاء خیر کا باعث ہوتا ہے اور زندگی میں یار و مددگار رہتا ہے نیک اولاد مرد کے واسطے

نے ارشاد فرمایا ہے وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِنْ قَبْلُ جو لڑکا جوان ہوا اور جانے کہ اصلاح مال کی حفاظت کیونکر کرتے ہین اور نہ کرے تو اوسے
رشید نہین کہتے گو کہ حفاظت مال کی ہدایت پا چکا ہو اور تشدید کے یہ معنی ہین کہ بندے کی حرکتون اور اعضا کو بھلائی کی طرف آسانی سے
بلا سے تاکہ وہ جھٹ پٹ اپنے مقصود کو پہونچ جاوے پس ہدایت کا ثمرہ معرفت مین اور رشد کا نتیجہ خواہش اور ارادہ مین اور تشدید کا مال
قدرت اور آلات حرکت مین ہے اور تائید مدد غیبی سے عبارت ہے جو باطن مین تیری بصیرت سے اور ظاہر مین قوت حرکت سے پہونچتی
ہے جیسا حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ اور عصمت اس سے بہت ہی قریب ہے عصمت یہ ہے کہ آدمی کے باطن مین گناہ
اور شر کی کراہت سے باز رکھنے والا پیدا ہو جائے اور وہ اوسے باز رکھنے والے کو بخوبی نجانے کہ کہان سے آیا جیسا حق تعالیٰ نے فرمایا
وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا أَنْ رَأَى بُرْهَانَ رَبِّهِ دنیا کی نعمتین آخرت کی زاد راہ ہین ان نعمتون کو اور سببون کو اور سببون کے سببون کو اور سببون کی حاجت
ہوتی ہے کہ بندہ آخر کو اوس تک پہونچ جاتا ہے جو حیرت زدگان کا رہنما اور رب الارباب اور مسبب الاسباب ہے سلسلہ اسباب کی کڑیون کی تفصیل بہت
طولانی ہے یہان اسیقدر بس ہے **شکر مین خلق کے قصور کرنیکا بیان** اے عزیز جانتو کہ شکر مین دو سبب سے قصور ہوتا ہے ایک
حق سبحانہ تعالیٰ کی نعمتون کی کثرت نہ جاننے کے سبب سے کیونکہ حق تعالیٰ کی نعمتون کا شمار اور اندازہ کوئی نہین جانتا جیسا کہ خود اوس نے
ارشاد فرمایا ہے وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا حق تعالیٰ کی تھوڑی سی نعمتین جو کھانا کھانے مین ہین وہ احیاء العلوم مین بیان کی
ہین تاکہ آدمی اوسپر قیاس کر کے سمجھ لے کہ اوسکی سب نعمتون کو پہچاننا ممکن ہی نہین اس کتاب مین تفصیل کی گنجایش نہین دوسرا سبب
یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی جو نعمت عام ہے آدمی اوسے نعمت ہی نہین جانتا اور ہرگز اوسکا شکر نہین کرتا چنانچہ یہ ہوا لطیف جسے دم لینے
مین آدمی کھینچتا ہے یہ روح حیوانی جسکا معدن دل ہے اوسکی مدد کرتی ہے اور دل کی گرمی کو معتدل کرتی ہے اگر ایک دم موقوف
ہو تو آدمی ہلاک ہو جائے آدمی اسے نعمت ہی نہین جانتا ایسی لاکھون نعمتین ہین جسے آدمی نعمت نہین سمجھتا ہان اگر دم بھر کسی کنوئین مین
جائے کہ اوسکی ہوا غلیظ ہوتی ہے اور دم بند کرے یا گرم حمام مین اوسے قید کرین کہ اوسکی ہوا گرم ہوتی ہے اور گھڑی بھر وہان مقیم
رہے تو آدمی اس نعمت کی قدر جانے بلکہ جب تک آشوب چشم نہین ہوتا یا آنکھ پھوٹ نہین جاتی تب تک بھلی چنگی آنکھ کا آدمی
شکر نہین کرتا ایسے بندے کی مثال اوس غلام کی ایسی ہے جسے جب تک مار نہ پڑے تب تک مار پڑنے کی قدر نہین جانتا اور اگر نہ پڑے
تو اوسمین سرکشی اور غفلت پیدا ہوتی ہے تو شکر کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی نعمتون کو آدمی اپنے دل مین یاد کرتا رہے چنانچہ بعضی
نعمتون کی تفصیل احیاء العلوم مین مذکور ہوتی ہے یہ تدبیر کامل آدمی کو چاہیے اور ناقص کم فہم کو یہ تدبیر کرنا چاہیے کہ ہر روز بادشاہی
دار الشفا اور قید خانہ مین اور قبرستان مین جایا کرے تاکہ مصیبت اور بلا دیکھکر اپنی صحت و سلامتی کی قدر جانے اوس وقت شاید شکر
الٰہی مین مشغول ہو آدمی جب قبرستان مین جاوے تو جان لے کہ یہ سب مردے ایکدن کے واسطے دوبارہ زندگی پانے کی آرزو مین ہین تاکہ اپنے
گناہون کا تدارک کر لین اور نہین پاتے اور یہ عجب نہین ہے کہ اسکی زندگی کے بہت سے دن باقی ہین اور اونکی قدر نہین جانتا اور جو عام
نعمت ہر بندے پر ہے اوسکا شکر نہین کرتے جیسے ہوا آفتاب چشم بینا اور مال کو اور جو نعمت اوسکے ساتھ خاص ہے اوسیکو نعمت جانتا ہے
اوسے جاننا چاہیے کہ یہ اوسکی نادانی ہے کیونکہ عام ہونے کے سبب سے نعمت نعمت ہونے سے نکل نہین جاتی پھر غور کرے تو خاص نعمتین

بہی

بھی بہت سی ہوتے حاصل ہین اسواسطے کوئی شخص ایسا نہین جو یہ گمان نہ کرتا ہو کہ میری عقل کے برابر کسیکو عقل نہین اور میرے خلق کا سا کسی مین خلق نہین یا گمان کے سبب اورون کو احمق اور بدخو جانتا ہے ورا پنے تئین نہین جانتا تو یہ گمان کرکے اپنی عقلمندی خوش خلقی کا شکر کیا کرے اورون کی عیب بینی مین نہ مشغول رہا کرے بلکہ کوئی ایسا نہین جسمین عیب نہون کہ اون عیبون کو وہ شخص جانتا اور کوئی نہین جانتا کیونکہ حق تعالی اسکے اون عیبون پہ پردہ ڈال رکھا ہے بلکہ آدمی کو خطرے اور خیال آتے مین اگر وہی لوگون کو معلوم ہو جائین تو بڑی ندامت کا محل ہو یہ بات ہر ایک کے حق مین خاص نعمت ہے چاہیے کہ اسکا شکر کیا کرے اور ہمیشہ اوسی نعمت کا خیال رکھا کرے جس سے محروم ہے کہ شکر سے بھی محروم ہے بلکہ اون نعمتون کو دیکھا کرے جو حق تعالی نے بلا استحقاق اوسے عنایت فرمائی ہین ایک شخص کسی بزرگ کے پاس جاکر اپنی مفلسی کی شکایت کرنے لگا اون بزرگ نے فرمایا تو یہ چاہتا ہے کہ تیری آنکھ پھوٹ جائے اور دس ہزار درم ملین اوسنے کہا نہین فرمایا کان اور ہاتھ پاون جاکر دس ہزار درم ملین اوسنے کہا نہین فرمایا بھلا عقل جاکر ملین اوسنے عرض کیا نہین فرمایا پھر تیرے پاس چالیس ہزار درم کا مال تو موجود ہے تو شکایت کیون کرتا ہے بلکہ اے عزیز اگر تو اکثر لوگون سے پوچھے کہ تم اپنا حال فلانے آدمی کے حال سے بدلتے ہو تو نہ بدلینگے تو جب حق تعالی اسنے جو کچھ اوسے نہین دیا ہے اکثر لوگون کو نہین عنایت کیا ہے تو شکر کرنیکا محل ہے **فصل** اے عزیز جانو کہ مصیبت اور بلا مین بھی شکر کرنا چاہیے اسواسطے کہ کفر اور گناہ کے سوا کوئی مصیبت اور بلا ایسی نہین جسمین کچھ بھلائی نہو کہ تو اوسے نہین جانتا اور حق تعالی تیری بھلائی کو بہتر جانتا ہے بلکہ ہر ایک مین ان پانچ قسمون سے ایک قسم کا شکر واجب ہے پہلی قسم یہ ہے کہ دنیا کے کام مین مصیبت ہو تو شکر کرنا چاہیے کہ دین کے کام مین نہین ہوئی ایک شخص نے حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالی سے کہا کہ چور میرے گھر مین آکر سب مال لیگئے فرمایا کہ اگر شیطان تیرے دل مین گھس کر تیرا ایمان لیجاتا تو تو کیا کرتا دوسری قسم یہ ہے کہ کوئی بلا اور بیماری ایسی نہین جس سے سخت تر دوسری ممکن ہو تو شکر کرنا چاہیے کہ اس سے سخت تر بلا نہین آئی جو شخص ہزار لاٹھیان مارنے کے قابل ہو اگر اوسے سو لاٹھیان ماری جائین تو شکر کرنیکی جگہہ ہے ایک مشائخ رحمہ اللہ تعالی کے سر پر طشت بھر راکھ کسینے دہوکے سے ڈالدی اونہون نے شکر کیا اور کہا کہ جو آگ کا مستحق تھا اوسکے اوپر راکھ ہی ڈالی گئی تو یہ کمال نعمت ہے تیسری قسم یہ ہے کہ دنیا کی کوئی مصیبت ایسی نہین کہ آخرت پر اوٹھا رکھی جاتی تو اوس سے بدتر اور بہت بڑا عذاب ہوتا تو شکر کرنا چاہیے کہ دنیا ہی مین مصیبت آئی اور عذاب آخرت سے چھوٹنے کا سبب ہوا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ حق تعالی نے جسپر دنیا مین سختی کرلی اوسپر آخرت مین نہ کریگا کیونکہ بلا گناہون کا کفارہ ہوتی ہے آدمی جب بیگناہ ہوگیا تو عذاب کا ہے کو ہوگا پس جو طبیب تجھکو کڑوی دوا پلائے اور تیری فصد کھولے تو تو اگرچہ اسمین رنج ہوتا ہے مگر شکر کرنیکا مقام ہے کہ یہ تھوڑا رنج سہکر بیماری کے بڑے رنج و عذاب سے چھوٹا چوتھی قسم یہ ہے کہ یہ مصیبت تو لوح محفوظ مین تیرے واسطے لکھی تھی اور خواہ نخواہ پیش آنیوالی تھی جب آچکی تو محل شکر ہے شیخ ابو سعید قدس سرہ گدہے پر سے گر پڑے اور کہا الحمد للہ لوگون نے عرض کیا کہ یا شیخ آپنے یہ کیون کہا فرمایا کہ گدہے پر سے گرنے کی آفت کو مین شکر کرتا یعنی اس بلا کا مجھپر آنا واجب تھا کیونکہ ازل مین اسکا حکم ہوچکا تھا پانچوین قسم یہ ہے کہ دنیا کی مصیبت کے سبب سے آخرت مین دو وجہ سے ثواب حاصل ہوتا ہے جیسا احادیث مین آیا ہے

دوسرے یہ کہ سبب گناہوں کی سردار دنیا کی الفت ہے کہ دنیا تیری بہشت ہو جاتی ہے اور جناب الٰہی میں جانا گویا تیرے نزدیک قیدخانہ میں جانا ہو جاتا ہے
جسے حق تعالیٰ دنیا میں مبتلائے بلا کرتا ہے اوسکا دل دنیا سے نفرت کرنے لگتا ہے اور دنیا اوسکے نزدیک قیدخانہ ہو جاتی ہے اور موت
اوس قیدخانہ سے رہائی دیتی ہے اور کوئی بلا ایسی نہیں جو حق تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ اور تادیب نہو اگر لڑکے کو عقل ہوتی تو جب اوسکا باپ
اوسے ادب دیتا تو وہ شکر کرتا کہ اسکا بڑا فائدہ ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جسطرح تم کھانے پینے کی چیز سے بیمار کی خبرگیری کرتے ہو اوسی طرح
حق تعالیٰ مصیبت اور بلا سے اپنے دوستوں کی غمخواری کرتا ہے ایک شخص نے جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ سے عرض کیا کہ
یارسول اللہ چور میرا مال لیگئے آپ نے فرمایا کہ جسکا مال نہ چوری جائے اور بدن نہ بیمار ہو اوس میں خیر نہیں ہے حق تعالیٰ جب بندے کو
دوست رکھتا ہے تب ہی اوسپر بلا نازل کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ جنت میں بہت سے درجے اور مرتبے ایسے ہیں کہ بندہ اپنی محنت
اور کوشش سے وہاں تک نہیں پہونچ سکتا اور حق تعالیٰ بلا میں گرفتار کرکے اوسے وہاں پہونچا دیتا ہے ایکدن جناب رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم آسمان کی طرف دیکھتے دیکھتے ہنسنے لگے اور فرمایا کہ تقدیر الٰہی جو مومن کے حق میں ہے اوس سے میں تعجب میں
ہوں اگر نعمت کا حکم فرماتا ہے تو بھی خود راضی ہوتا ہے اور اوسکی بھلائی ہوتی ہے اور اگر بلا کا حکم کرتا ہے تو بھی خود راضی ہوتا ہے
اور اوسکی بھلائی ہوتی ہے یعنی بندہ بلا میں صبر کرے اور نعمت میں شکر دونوں میں اوسکی بھلائی ہے اور فرمایا ہے کہ جو لوگ دنیا میں
خیر و عافیت سے رہے وہ قیامت میں مصیبت زدوں کے بڑے بڑے درجے دیکھکر چاہینگے کہ کاش ہمارا گوشت دنیا میں قینچیوں سے کترا گیا ہوتا ایک
پیغمبر علیہ السلام نے عرض کیا کہ بار خدایا تو کافروں کو بہت نعمت دیتا ہے اور مومنوں پر بلا نازل کرتا ہے اسکا کیا سبب ارشاد ہوا کہ بندے
اور نعمت اور بلا سب ہماری ملک ہیں مومن کے گناہ دیکھکر میں چاہتا ہوں کہ مرتے وقت گناہوں سے پاک صاف ہوکر میری
حضوری میں حاضر ہو اس جہان کی بلا سے اوسکے گناہوں کا کفارہ کردیتا ہوں اور کافر جو نیکیاں کرتے ہیں دنیا میں نعمت دیکر اوسکا بدلا کردیتا
ہوں کہ جب میرے دربار میں حاضر ہو تو اوسکا کچھ حق باقی نہو تاکہ بخوبی اوسپر عذاب کرسکوں جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ
یعنی جو برائی کریگا اوسکی جزا دیکھے گا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اس سے ہم کیونکر نجات پائینگے
آپنے فرمایا کہ کیا تم بیمار اور غمگین نہیں ہوتے مومن کی یہی جزا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک فرزند نے انتقال کیا آپ
نہایت مغموم ہوئے دو فرشتے متخاصمین کی صورت پر اونکے پاس آئے ایک نے اظہار کیا کہ میں نے زمین میں بیج بویا تھا اس دوسرے
نے روند ڈالا اور ضائع کردیا دوسرے سے کہا تو نے شاہراہ میں بیج بویا تھا چونکہ داہنے بائیں راہ نہ تھی میں نے روند ڈالا حضرت
سلیمان علیہ السلام نے مدعی سے فرمایا کہ تو نے نہ جانا کہ راہ چلنے والوں سے راہ خالی نہیں ہے شاہراہ میں کیوں بیج بویا تھا اوس نے
جواب دیا آپ نہ سمجھے کہ آدمی موت کی شاہراہ پر ہے اپنے بیٹے کے مرنے سے آپنے ماتمی لباس کیوں پہنا ہے پس حضرت سلیمان
علیہ السلام نے توبہ کی اور استغفار کیا خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بیمار بیٹے کو مرنے کے قریب دیکھکر کہا کہ بیٹا
اگر تو پہلے جائے تاکہ میری ترازو میں ہو تو اسی میں اس امر سے بہت دوست رکھتا ہوں کہ میں تیری ترازو میں ہوں بیٹے نے عرض کیا کہ بابا جان
جو بات آپ بہت دوست رکھتے ہیں وہی میں بھی چاہتا ہوں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو لوگوں نے خبر دی کہ آپکی بیٹی مر گئی

انا للہ وانا الیہ راجعون ستر درہم کی خرچ کم ہوگیا ثواب نقد ہوگیا پھر کھڑے ہوکر دو رکعت نماز پڑھی اور کہا حق تعالی نے یون ہی فرمایا ہے واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ مین دونون بجالایا حاتم اصم رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ قیامت کے دن چار شخصون سے چار گروہ کو حق تعالی الزام دیگا حضرت سلیمان علیہ السلام سے تونگرون کو حضرت یوسف علیہ السلام سے غلامون کو حضرت عیسی علیہ السلام سے درویشون کو حضرت ایوب علیہ السلام سے اون لوگون کو جو بلا پر صابر نرہے علم شکر کا اسیقدر بیان یہان کافی ہے واللہ علم

تیسری اصل خوف ورجا کے بیان مین

ایعزیز نازجان اس بات کو جان کہ خوف ورجا سالک کے واسطے دو بازوون کے مانند ہین کہ جن بلند مقامات پر پہونچتا ہی اون ہی کے زور سے اوڑکر پہونچتا ہے اسواسطے کہ سالک کو بہت او نچے او نیچے کرارے جناب الہیت کے سدراہ ہوتے ہین جب تک امید صادق نہو اور جناب الہی کے جمال بیمثال کی لذت سے آنکھ نہ لڑیہے تب تک اون کرارون کو سالک طے نہین کرسکتا اور شہوت نفسانی جو دوزخ کی لو پر ہین بڑی غالب اور فریب دینے والی اور اپنی طرف کھینچنے والی ہین اور اونکے پھندے بڑے پھانسنے والے اور پیچ در پیچ ہین جب تک خوف وہراس دل پر غالب نہین ہوتا تب تک آدمی اون سے نہین بچ سکتا اسی سبب سے خوف ورجا کی بڑی فضیلت ہے کیونکہ رجا تو مہار کے مانند ہے کہ اوسکے سبب سے بندہ آگے کھچتا ہے اور خوف کوڑے کے مثل ہے کہ اوسکے باعث سے بندہ آگے بڑہتا ہے پہلے ہم رجا کا بیان کرتے ہین پھر خوف کو **رجا کی فضیلت کا بیان** ایعزیز جانتو کہ خدا کی عبادت اوسکے فضل وکرم کی امید پر اوس عبادت سے بہتر ہے جو عذاب کے خوف وہراس سے ہو اسواسطے کہ امید سے محبت پیدا ہوتی ہے اور محبت سے بالاتر کوئی درجہ نہین ہے اور خوف وبیم سے نفرت پیدا ہوتی ہے اسیواسطے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لَا یَمُوتَنَّ اَحَدُکُمْ اِلَّا وَہُوَ یُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللہِ یعنی تم مین ہر ایک کو لازم ہے کہ خدا کے ساتھ نیک گمان ہوکر مرے اور فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالی ارشاد فرماتا ہے مین وہین ہون جہان میرا بندہ میرا گمان کرے میرے بندے سے کہدے کہ تو جو گمان چاہ میرے ساتھ رکھ جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے ایک شخص سے اوسکی جانکنی کے وقت پوچھا کہ تو اپنے تئین کیسا پاتا ہی عرض کیا کہ یارسول اللہ اپنے گناہون سے ڈرتا ہون اوسکی رحمت کا امیدوار ہون فرمایا کہ ایسے وقت جسکے دل مین یہ دونون باتین جمع ہوتی ہین حق تعالی اوسے ڈر کی بات سے بچاتا ہے اور اوسکی امید برلاتا ہی حق سبحانہ تعالی نے حضرت یعقوب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی بھیجی کہ اے یعقوب تو جانتا ہی کہ میں نے یوسف کو تجھسے کیون جدا کیا اسواسطے جدا کیا کہ تو نے اپنے اور بیٹون سے کہا تھا وَاَخَافُ اَنْ یَّاْکُلَہُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْہُ غٰفِلُوْنَ یعنی مین اس بات سے ڈرتا ہون کہ بھیڑیا اوسکو کھا جائے اور تم اوس سے غافل ہو جاؤ تو بھیڑیے سے کیون ڈرا مجھسے کیون نا امید ہوا یوسف کے بھائیون کی غفلت کا خیال کیا میری حفاظت کا دھیان نہ کیا شیر خدا حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اپنے گناہون کی کثرت کے سبب سے نا امید ہے فرمایا اے شخص نا امید نہو ارحم الراحمین کی رحمت تیرے گناہون سے بہت بڑی ہے جناب مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن حق تعالی بندے سے ارشاد کریگا کہ اورون کو گناہ کرتے دیکھکر تو نے

اعتقاب کیون نہ کیا اگر حق تعالی اوس کی زبان کو توفیق دیگا اور وہ یون عرض کریگا کہ اے اللہ مین خلق سے ڈرا اور تیری رحمت کا
امیدوار رہا تو ارحم الراحمین اوسپر رحم فرمائیگا جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ واکمل التحیات نے ایکدن فرمایا کہ لوگو جو
کچھ مین جانتا ہون وہ اگر تم بھی جانو تو بہت روؤ اور تھوڑا ہنسو صحرا مین جا کر سینہ کوبی کرکے نالہ وزاری کیا کرو پھر حضرت جبرئیل
امین علیہ السلام آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ آپ میرے بندون کو کیون نا امید کرتے ہین پھر جناب رسول کریم
علیہ الصلوۃ والتسلیم باہر تشریف لائے اور لوگون کو ارحم الراحمین کے فضل وکرم کی خوب خوب امیدین دین حق سبحانہ تعالی نے حضرت
داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے داؤد تو بھی مجھے دوست رکھ اور میرے بندون کے دلون مین بھی محبوب دوست کر تو عرض کیا
کہ خلق کے دلون مین تجھے کیونکر دوست کردون ارشاد ہوا کہ میرا فضل وکرم اونھین یاد دلا کہ اونکو نیکی کے سوا مجھ سے اور کچھ نہین
دیکھا ہو کسی نے یحیی ابن اکثم رحمہ اللہ تعالی کو خواب مین دیکھکر پوچھا کہ خدا نے تیرے ساتھ کیا کیا کہا کہ مجھکو موقف سوال مین ٹھہرا کر ارشاد ہوا
فرمایا کہ اے شیخ تو نے ایسے ایسے کام کیے حتی کہ مجھپر بڑا خوف وہراس غالب ہوا پھر مین نے عرض کیا کہ بار خدایا مجھے تیری طرف سے
ایسی خبر نہین دی گئی تھی ارشاد ہوا کہ پھر کیسی خبر دی گئی تھی مین نے عرض کیا کہ عبد الرزاق نے مجھے خبر دی تھی معمر سے معمر نے زہری سے زہری نے
انس سے انس نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت نے جبرئیل علیہ السلام سے جبرئیل نے تجھسے کہ تو نے ارشاد فرمایا کہ
مین بندے کے ساتھ وہ معاملہ کرتا ہون جو کچھ وہ مجھسے گمان اور امید رکھتا ہو اور مین یہ امید رکھتا تھا کہ تو میرے اوپر رحم کریگا ارشاد
کہ جبرئیل نے بھی سچ کہا میرے رسول نے بھی سچ کہا انس نے بھی سچ کہا زہری نے بھی سچ کہا معمر نے بھی سچ کہا عبد الرزاق نے بھی سچ کہا اے یحیی مین نے
تجھپر رحمت کی پھر مجھے کرامت کا خلعت پہنایا اور لڑکے جنت کے خادم میرے آگے چلتے پھرتے تھے ایسی خوشی حاصل ہے کہ
کبھی نہ دیکھی تھی حدیث شریف مین ہے کہ بنی اسرائیل مین ایک شخص لوگون کو خدا کی رحمت سے نا امید کیا کرتا تھا اور انکے ساتھ سختی کیا
کرتا تھا قیامت کے دن حق تعالی اوس سے کہیگا کہ جسطرح تو میرے بندون کو میری رحمت سے نا امید کرتا تھا اسیطرح مین آج
تجھے نا امید کرتا ہون اور حدیث شریف مین ہے کہ ایک مرد ہزار برس دوزخ مین رہیگا پھر پکاریگا یا حنان یا منان حق سبحانہ تعالی حضرت جبرئیل
کو حکم فرمائیگا کہ جا میرے اس بندے کو لے آ وہ لے آئین گے حق تعالی اوس سے استفسار فرمائیگا کہ دوزخ مین تو نے اپنی جگہ کیسی پائی وہ
عرض کریگا کہ سب جگہون سے بدتر حکم ہوگا کہ اسے پھر دوزخ مین لیجاؤ جب لیچلین گے تو وہ پھر پھر کر دیکھیگا حق تعالی ارشاد فرمائیگا
کہ تو کیا دیکھتا ہے وہ عرض کریگا کہ یا ارحم الراحمین مین نے یہ گمان کیا تھا کہ تو نے مجھے دوزخ سے باہر نکلوایا اب دوزخ مین نہ بھیجے گا
پھر ارشاد ہوگا کہ اچھا اسے جنت مین لیجاؤ وہ اس امید کے سبب سے نجات پائیگا **رجا کی حقیقت کا بیان** اے عزیز رجا تو کہتے
آئندہ مین بھلائی کی امید رکھنے کو رجا کہتے مین اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس امید رکھنے کو لوگ تکمین یا غرور اور حماقت کہتے ہین احمق لوگ
انمین فرق نہین کرتے اور سمجھتے مین کہ یہ سب امید ہے اور رجا ہے محمود ہے حالانکہ ایسا نہین بلکہ اگر کوئی شخص اچھا بیج ڈھونڈھ کر
نرم زمین مین بوئے اور اوس مین کچھ کانٹے گھاس سے صاف کر ڈالے اور وقت پر پانی دیا کرے اور اس بات کا امیدوار رہے کہ اگر حق تعالی
آفتون سے بچائیگا تو جمع حاصل کرونگا اس آس کو امید اور رجا کہتے ہین اور اگر سڑا گلا بیج بوئے سخت زمین مین ناہموار اور زمین کو

کانٹون سے صاف نکرے یا بیج نہین اور جمع کی امید رکھے تو اسے غرور اور حماقت کہتے ہین رجا نہین کہتے اور اگر کہ بیج صاف ستھری زمین مین
بوئے لیکن بیچ نہین اور مینہ برسنے کی آس رکھے اور وہ جگہ ایسی ہے کہ پانی اکثر نہین برستا لیکن برسنا محال بھی نہین تو اسے آرزو اور تمنا کہتے ہین
اسیطرح جو شخص درست ایمان کا بیج سینہ کے میدان مین بوئے اور سینہ کو اخلاق بد سے پاک صاف کرے اور ہمیشہ عبادت کر کرکے ایمان کے
درخت کو سینچتا رہے اور خدا سے آس لگائے رہے کہ وہی آفتون سے بچائے اور مرتے دم تک یہ شخص یعنی یہی خبر گیر ہو اور ایمان سلامت
لیجائے تو اسے امید اور رجا کہتے ہین اسکی علامت یہ ہے کہ زمانہ آیندہ مین جو نیکی ممکن ہو اوسمین کچھ قصور نہ کرے اور خبر گیری نہ چھوڑ دے اسواسطے
کہ نیت کی خبر گیری کا چھوڑ دینا ناامیدی کی نشانی ہے امید کی نشانی نہین ہے اور اگر ایمان کا بیج سڑ گیا ہو یعنی یقین کامل نہو یا یقین کامل ہو مگر اخلاق بد سے سینہ کو
پاک نکرے اور عبادت کا پانی نہ دے تو رحمت کی آس لگانا حماقت ہے امید و رجا نہین جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الاحمق
من اتبع نفسہ ہواہا وتمنی علی اللہ یعنی احمق وہ شخص ہے جو اپنے نفس کی خواہش کے موافق جو چاہتا ہو سو کرتا ہے اور پھر خدا کی رحمت کا
امیدوار رہتا ہے [illegible] حق تعالی ارشاد فرماتا ہے [illegible] فخلف من بعدهم خلف ورثوا الکتاب یاخذون عرض ھذا الادنی ویقولون
[illegible] انبیا علیہم السلام کو بعد علم حاصل ہوا مگر دنیا کے ساتھ مشغول ہے
اور [illegible] امید [illegible] جن کے اسباب بندے کے اختیار سے علاقہ رکھتے ہین جیسے [illegible]
[illegible] بیابان ویران اور برباد ہون تو [illegible] حماقت اور غرور ہے اور اگر [illegible]
[illegible] رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لیس الدین بالتمنی یعنی کام آرزو سے
[illegible] تو جسنے توبہ کی اوسے قبول ہو جانے کی امید رکھنا چاہیے اور جسنے توبہ نہ کی یا اپنے گناہون کے سبب سے ملول و رنجیدہ
ہو اور امیدوار ہے کہ خدا [illegible] توبہ نصیب کریگا تو یہ چاہیے اسواسطے کہ اوسکا ملول رہنا توبہ نصیب ہونے کا سبب ہے اور اگر ملول بھی نہین رہتا
اور پھر توبہ کی امید رکھتا ہے تو یہ غرور اور حماقت ہے [illegible] اگر [illegible] مغفرت کی امید رکھتا ہے تو یہ بھی غرور اور حماقت ہے اگرچہ
[illegible] سے اسکے [illegible] امید [illegible] حالانکہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے ان الذین آمنوا والذین ھاجروا وجاھدوا فی
سبیل اللہ اولئک یرجون رحمۃ اللہ واللہ غفور رحیم یعنی جو لوگ ایمان لائے اور اپنی آرزو اپنے وطن اور گھر مین چھوڑ کر مسافرت
اختیار کی اور کافرون کے ساتھ جہاد کیا [illegible] رحمت کی امید رکھنا چاہیے [illegible] اللہ تعالی [illegible]
[illegible]
ہوسے تو [illegible]
اور عرض کیا [illegible] حاضر ہوا ہون [illegible] اسکی کیا علامت ہے کہ حق تعالی اس شخص کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے
اور اوس شخص کے ساتھ بھلائی نہین چاہتا آپ نے فرمایا کہ [illegible] تیرا کیا حال ہوتا ہے اوسنے عرض کیا کہ میرا حال یہ ہے
کہ نیک کامون اور نیک لوگون کو دوست رکھتا ہون اگر کوئی نیک کام پیش آتا ہے جلدی سے کر لیتا ہون اور اوسکے ثواب کو یقین جانتا ہون
اگر نیکی فوت ہو جاتی ہے تو غمگین ہوتا ہون اور اوسکا آرزومند رہتا ہون فرمایا کہ یہی اس بات کی علامت ہے کہ حق تعالی نے تیرے

کافر کو دیکر کہین گے کہ یہ دوزخ سے تیرا فدیہ ہے اور فرمایا ہے کہ تپ دوزخ کی آنچ ہے دوزخ سے مسلمان کا یہی حصہ ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ
کہتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ بار خدایا میری امت کا حساب میرے ساتھہ کر تاکہ کوئی امت اوسکو برابر نہ دکھائی دے ارشاد ہوا
اے محمد یہ لوگ تمھاری امت ہین اور میرے بندے ہین مین انپر سب سے زیادہ رحیم ہون نہین چاہتا کہ کوئی کسی امت کو انکے برابر دیکھے تم نہ
اور کوئی اور فرمایا ہے کہ میری زندگی بھی تمھاری بھلائی ہے اور میری موت بھی تمھاری بھلائی ہے مین اگر زندہ ہون تو تمھین شریعت سکھاتا ہون
اور مرجاونگا تو تمھارے اعمال مجھہ پر عرض کیے جاوینگے اونمین جو نیک عمل ہونگے اونپر حمد و شکر کرونگا جو برے ہونگے اونکی آمرزش چاہونگا
ایکدن جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا یا کریم حضرت جبرئیل نے عرض کیا کہ آپ جانتے ہین اسکے کیا معنی ہین یعنی
کریم اوسکو کہتے ہین جو برائی کو معاف کرتا ہے اور نیکی کے ساتھہ بدلا دیتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندہ جب گناہ کر کے استغفار
کرتا ہے تو حق سبحانہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ اے فرشتو دیکھو میرے بندے نے ایک گناہ کیا اور سمجھا کہ اوسکا کوئی مالک ہے جو گناہ کے سبب سے
پکڑیگا اور بخشیگا تم گواہ رہو کہ مین نے اوسے بخشدیا اور فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالی ارشاد کرتا ہے کہ اگر میرا بندہ گناہ کرتا ہے حتی کہ
آسمان بھر جاتا ہے اور پھر مجھسے امید رکھتا اور استغفار کرتا ہے تو بھی پروا نہین کرتا اور بخش دیتا ہون اور اگر بندہ زمین بھر گناہ کرتا ہے تو مین بھی اوسکو پاس سے
زمین بھر مغفرت کرتا ہون اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فرشتہ بندے کے نام پر گناہ نہین لکھتا جبتک چھہ ساعت
نگذر جاتی ہین اگر بندہ توبہ اور استغفار کرے تو فرشتہ ہرگز لکھتا ہی نہین اور اگر توبہ نکرے کوئی طاعت کرے تو داہنے ہاتھہ کا
فرشتہ دوسرے فرشتے سے کہتا ہے کہ اوس گناہ کو اسکے نامہ اعمال سے معاف کردے تاکہ مین بھی اسکے عوض ایک نیکی نہ لکھون اور یہ نیکی جو
ہوئی ہے اور ہے وہی اوس گنہگار کے واسطے باقی رہجاتی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر بندہ گناہ کرتا ہے تو اوسکے
نامہ پر لکھا جاتا ہے ایک اعرابی نے عرض کیا کہ اگر بندہ توبہ کرے آپنے فرمایا تو محو کردیتے ہین عرض کیا کہ اگر پھر گناہ کرے فرمایا اور لکھا جاتا
عرض کیا کہ اگر توبہ کرے فرمایا اور محو ہوتا ہے عرض کیا کہ کبتک صورت ہے کہ فرمایا جبتک بندہ استغفار کیے جاتا ہے جبتک بندہ استغفار
سے ملول نہین ہوتا تبتک غفور رحیم بھی آمرزش سے ملول نہین ہوتا اور جب بندہ نیکی کا قصد کرتا ہے تو قبل اسکے کہ بندہ نیکی کرے فرشتہ
نیکی لکھہ لیتا ہے اگر بندہ وہ نیکی کرتا ہے تو فرشتہ دس نیکیان لکھتا ہے پھر سات سو تک بڑھاتا ہے اور جب بندہ گناہ کا قصد کرتا ہے
تو فرشتہ نہین لکھتا اگر بندہ گناہ کرتا ہے تو فرشتہ ایک ہی گناہ لکھتا ہے اور عفو خدا اسکے علاوہ ہے ایک شخص نے رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک مین عرض کیا کہ مین رمضان کے روزے رکھتا ہون اور پانچون وقت کی نماز پڑھتا ہون اس سے زیادہ
عبادت نہین کرتا زکوۃ اور حج میرے اوپر فرض ہی نہین مرا تبہ آخر مین اللہ تعالی کہان ہے یا رسول اللہ فرداے قیامت کو مین کہان ہونگا
آپنے مسکرا کر فرمایا کہ میرے ساتھہ ہوگا بشرطیکہ پیٹ اور حسد سے دلکو محفوظ رکھے اور غیبت اور جھوٹ سے زبان کو بچائے رکھے
اور نامحرم کیطرف دیکھنے سے اور خلق خدا کی طرف نظر حقارت کرنے سے آنکھ کو نگاہ رکھے تو تو میرے ساتھہ بہشت مین داخل ہوگا
مین ہتھیلی پر تجھے [illegible] ایک اعرابی نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ فرداے قیامت
کو خلق کا حساب کون کریگا آپنے فرمایا حق تعالی اوسنے عرض کیا کہ حق تعالی خود حساب کریگا آپ نے فرمایا ہان اعرابی ہنس پڑا

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اعرابی تو ہنستا ہے اوسنے عرض کیا کہ ہان میں اسواسطے ہنستا ہون کہ کریم جب قابو پاتا ہی تو قصور معاف فرماتا ہی اور جب حساب لیتا ہی تو آسانی کر دیتا ہے تب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اعرابی نے سچ کہا کہ کوئی کریم حق تعالی سے زیادہ کریم نہیں پھر فرمایا کہ اعرابی فقیہ اور فہمیدہ ہی پھر فرمایا کہ حق تعالی نے کریم کو بزرگ اور شریف کیا ہے اگر بندہ اوسے مسمار کر ڈالے اور پھر کو پتھر سے جدا کر کے جلا دے تو اوسکا گناہ اتنا بڑا نہیں ہوتا جتنا خدا کے کسی ولی کی حقارت کرنے سے ہوتا ہی اعرابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ خدا کے ولی کون لوگ ہین فرمایا کہ سب مسلمان خدا کے ولی ہین اے اعرابی تو نے نہیں سنا کہ حق تعالی فرماتا ہی اللہ وَلِیُّ الَّذِیْنَ آمَنُوا یُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ اور فرمایا ہی کہ حق تعالی ارشاد کرتا ہے کہ مین نے بندون کو اسواسطے پیدا کیا ہے تا کہ وہ مجھسے فائدہ اوٹھائین اسواسطے نہیں پیدا کیا کہ مین اونسے فائدہ لون اور فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالی نے خلق کو پیدا کرنے کے قبل انپر اوپر لکھ دیا ہے کہ میری رحمت میرے غصے پر غالب ہے اور فرمایا ہے کہ جسنے لا الہ الا اللہ کہا وہ جنت مین جائیگا اور جسکا آخر کلمہ یہ ہوگا آتش دوزخ اوسکو دیکھیگی بھی نہیں اور جو شخص بے شرک اوس جہان مین جائیگا وہ دوزخ مین نہ داخل ہوگا اور فرمایا ہے کہ اگر تم لوگ گناہ نکرو تو حق تعالی اور خلق پیدا فرمائے کہ وہ گناہ کرے تا کہ حق تعالی اونہین بخشدے اسواسطے کہ وہ غفور رحیم ہے اور فرمایا ماں مشفق جسقدر اپنے فرزند پر رحیم ہوتی ہے اوس سے زیادہ ارحم الراحمین اپنے بندے پر رحیم ہے اور فرمایا ہی کہ قیامت کے دن حق تعالی اتنی رحمت ظاہر کریگا کہ ہرگز کسی کے دل پر بھی نہ گذری ہو حتی کہ ابلیس رحمت کی امید پر گردن اوٹھائیگا اور فرمایا ہے کہ حق تعالی کی رحمتین ہین ننانوے ۹۹ قیامت کے واسطے رکھہ چھوڑی ہین اور اس جہان مین ایک رحمت سے زیادہ نہیں ظاہر کی اوسی ایک رحمت کی بدولت سب دل رحیم ہین حتی کہ ماں کی رحمت فرزند پر اور جانور کی رحمت بچہ پر اوسی ایک رحمت سے ہے اور قیامت کے دن اس رحمت کو بھی اون ننانوے رحمتون کے ساتھہ اکٹھا کر کے خلق پر پھیلائیگا ہر رحمت آسمان و زمین کے کئی کئی طبقون کے برابر ہوگی اوسدن کوئی ہلاک اور تباہ نہوگا مگر وہ شخص جو ازل مین ہلاک اور تباہ ہو چکا ہو اور فرمایا ہے کہ میری امت مین جو اہل کبائر ہین اونکے واسطے مین نے اپنی شفاعت رکھہ چھوڑی ہے تم سمجھے ہوگے کہ مطیع اور پرہیزگارون کے لیے شفاعت ہی ایسا نہیں بلکہ گنہگارون اور بدکارون کے واسطے ہے حضرت سعید ابن بلال رحمۃ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ دو شخصون کو دوزخ سے نکالینگے حق تعالی اونسے فرمائیگا تمنے جو عذاب دیکھا اپنے فعل کے سبب سے دیکھا کیونکہ مین بندون پر ظلم نہیں کرتا اور فرمائیگا کہ انھین پھر دوزخ مین لیجاؤ ایک زنجیرین پہنے ہوئے جلدی جلدی چلیگا اور دوسرا ٹھہر ٹھہر کر حق تعالی دونون کو پھر بلا کر پوچھیگا کہ تمنے کیون ایسا کیا جو جلدی چلا تھا وہ عرض کریگا کہ بار خدایا اپنے گناہون کے وبال سے مین اسقدر ڈرا ہوا ہون کہ اب تعمیل حکم مین قصور کر ہی نہیں سکتا اور دوسرا عرض کریگا کہ یا ارحم الراحمین مین تیری جناب مین نیک گمان رکھتا ہون کہ جب دوزخ سے تو باہر نکال چکا تو اب پھر نہ بھیجیگا بس دریای رحمت موجزن ہوگا اور ارحم الراحمین دونون کو بہشت مین بھیجیگا اور جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن منادی ندا کریگا کہ اے امت محمد مین نے اپنا حق تمہین چھوڑ دیا تمہارے حقوق ایک دوسرے پر باقی رہگئے تم اونھین آپس مین معاف کر کے سب بہشت مین چلے جاؤ اور فرمایا ہے کہ میری امت مین سے ایک شخص کو قیامت کے دن

خلائق کے سامنے حاضر کر کے گناہوں کے ننانوے مکتوب دیکھے سامنے پیش کرینگے ہر ایک مکتوب اتنا بڑا ہوگا کہ جہانتک نگاہ کام کرے
وہی مکتوب نظر آئے پھر حق تعالی فرمائیگا کہ اے شخص ان سب گناہوں میں سے تو کسی گناہ کا انکار کرتا ہے یہ گناہ لکھنے میں فرشتون نے
کچھ ظلم اور زیادتی کی ہے وہ عرض کریگا کہ اے پروردگار کچھ نہیں پھر ارشاد ہوگا کہ تو کچھ عذر رکھتا ہے عرض کریگا کہ اے پروردگار کچھ نہیں
اور یقین کریگا کہ اب دوزخ میں جانا پڑا پھر ارشاد ہوگا کہ اے بندے میرے پاس تیری ایک نیکی ہے میں تجھپر ظلم نکرونگا پھر ایک پرچہ لائینگے
اوس میں لکھا ہوا اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ بندہ عرض کریگا کہ بھلا اتنا سا ایک پرچہ اتنے بڑے بڑے
ننانوے مکتوبوں کو مقابلہ میں کب کفایت کریگا ارشاد ہوگا کہ ای بندے میں تجھپر ظلم نہیں کرتا اون سب مکتوبوں کو ایک پلہ میں رکھینگے اور
اوس پرچے کو دوسرے پلہ میں وہ پرچہ سب کو سبک کر کے خود سب سے گران ہو جائیگا اسواسطے کہ حق تعالی کی توحید کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں
ٹھہر سکتی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالی فرشتوں سے فرمائیگا کہ جسکے دل میں ایک مثقال خیر ہو اوسے دوزخ
سے نکال لاؤ بہت مخلوقات کو نکال لائینگے اور عرض کرینگے کہ اس قسم کے لوگوں میں سے کوئی دوزخ میں نہیں باقی رہا ارشاد ہوگا کہ جسکے
دل میں نصف مثقال خیر ہو اوسے بھی نکال لاؤ پھر بہتیری خلق کو نکال لائینگے اور عرض کرینگے کہ اس قسم کے لوگوں میں سے کوئی شخص دوزخ
میں نہیں باقی رہا پھر ارشاد ہوگا کہ جسکے دل میں ایک ذرہ خیر ہو اوسے بھی نکال لاؤ بہت سی خلق کو نکال لائینگے اور عرض کرینگے کہ اب دوزخ
میں ایسا کوئی نہیں باقی رہا جسکے دل میں ذرہ برابر خیر ہو ارشاد ہوگا کہ پیغمبرون کی شفاعت فرشتون کی شفاعت مسلمانون کی شفاعت
سب ہو چکی اور مقبول بھی ہوئی اب میری رحمت کاملہ کے سوا اور کچھ نہیں باقی اب دست رحمت بڑھا کر ایسے لوگوں کو مٹھی بھر نکالیگا جنہوں
نے ہرگز ذرہ برابر بھی نیکی نکی ہو وہ سب جلکر کوئلے کیطرح سیاہ ہو گئے ہونگے اونہیں جنت کی نہروں میں سے ایک نہر میں جسے نہر الحیوۃ
کہتے ہیں ڈالدینگے پھر وہ وہاں سے اسطرح پاک صاف ہو کر باہر نکلینگے جسطرح سیلاب سے سبزہ نکلتا ہے اور گوہر تابان کے طوق انکے
گلے میں ہونگے اہل بہشت بھی اونکو پہچانینگے اور کہینگے کہ یہ سب حق تعالی کے آزاد کئے ہوئے ہیں کہ انہوں نے ہرگز کچھ نیکی نہیں کی پھر ارشاد
کریگا کہ تم بہشت میں جاؤ جو کچھ تم دیکھو سب تمہارے ہی واسطے ہے وہ عرض کرینگے کہ بار خدایا تو نے ہمارے تئین وہ کچھ عنایت فرمایا
جو عالم بھر میں کسیکو نہیں مرحمت کیا ارشاد ہوگا کہ میرے پاس تمہارے واسطے اس سے بھی بڑی نعمت ہے عرض کرینگے کہ یا ارحم الراحمین
اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا ارشاد ہوگا میری رضامندی کہ میں تمسے ایسا خوش ہوا ہوں کہ کبھی ناخوش نہوں یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں
میں مذکور ہے حضرت عمرو ابن حزم رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین تین دن غائب
رہے نماز فرض کے سوا اور کسی واسطے باہر نہ تشریف لاتے چوتھے دن باہر رونق افروز ہوئے اور فرمایا کہ حق سبحانہ تعالی نے مجھسے وعدہ کیا ہے
کہ تیری امت کے ستر ہزار آدمی بے حساب بہشت میں جائینگے میں ان تین دن کے عرصے میں اور زیادہ چاہتا تھا میں نے حق تعالی کو بڑا
کریم پایا ان ستر ہزار میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ستر ہزار اور بخشے مرحمت فرمائے میں نے عرض کیا کہ بار خدایا میری امت اتنی ہوگی ارشاد
ہوا کہ اعرابیوں کو ملا کر یہ عدد پورے کر لینا روایت کرتے ہیں کہ ایک لڑکے کو کسی لڑائی میں اسیر کر کے قید میں رکھا تھا ایکدن بڑی
شدت کی دھوپ تھی خیمہ سے ایک عورت کی آنکھ اوس لڑکے پر پڑی بے اختیار ہو کر دوڑی خیمہ کے اور لوگ بھی اوس عورت کے پیچھے

دوڑتی ہوئی آئی اوس عورت نے اوس لڑکے کو اوٹھا کر چھاتی سے لگا لیا اور اپنا سایہ اوسپر ڈالدیا تاکہ لڑکے کو دھوپ کی گرمی نہ پہونچے اور کہنے لگی کہ یہ میرا بیٹا ہے لوگون نے جب یہ ماجرا دیکھا تو رونے لگے اور اوس عورت کی شفقت بنہایت دیکھکر متحیر ہوئے پھر جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین وہان تشریف لائے لوگون نے یہ قصہ آپسے عرض کیا آپ اوس عورت کی شفقت اور اون لوگون کی گریہ وزاری سے خوش ہوئے اور فرمایا کہ تم لوگون کو اس عورت کی شفقت اور رحمت سے تعجب ہوا لوگون نے عرض کیا ہان یا رسول فرمایا جتنی یہ عورت اپنے بیٹے پر رحیم ہے اوس سے زیادہ تر ارحم الراحمین تم سب پر رحیم ہے پس مسلمان لوگ خوش خوش وہان سے متفرق ہوگئے ایسی خوشی مسلمانون کو کبھی نہ ہوئی تھی حضرت ابراہیم ادہم قدس سرہ کہتے ہین کہ ایک رات مین طواف مین تنہا رہگیا اور پانی برسنے لگا مین نے دعا کی کہ بار خدایا مجھے گناہ سے بچا کہ مین کوئی گناہ نکرون خانہ کعبہ سے مین نے ایک آواز سنی کہ کہنے والے نے کہا تو عصمت چاہتا ہے اور میرے سب بندے بھی یہی چاہتے ہین اگر سبکو مین گناہ سے بچاؤن تو اپنا فضل اور اپنی رحمت کسپر ظاہر کرون الغرض جانتو کہ ایسی بہت حدیثین ہین جس شخص پر خوف غالب ہو اوسکے حق مین یہ حدیثین شفا ہین اور جس شخص پر غفلت غالب ہو اوسے یہ جاننا چاہیے کہ ان حدیثون کے ساتھہ یہ بات بھی معلوم ہو کہ بعضے مسلمان دوزخ مین جائینگے اور سب سے پچھلا وہ ہوگا جو سات ہزار برس کے بعد باہر نکلیگا اور اگر بالفرض ایک ہی آدمی دوزخ مین جاوے جب ہر ایک کے حق مین ممکن ہے کہ شاید یہی دوزخی ہو تو ہر ایک کو چاہیے کہ پرہیز اور احتیاط کی راہ اختیار کرے اور جو نیکی ہوسکے کوشش کرکے کرے تاکہ وہ شخص دوزخی نہو جانے اسواسطے کہ سات ہزار برس تو بڑی مدت ہے اگر دنیا کی سب لذتین ایک شب دوزخ مین رہنے کے خوف سے آدمی ترک کردے تو بجا ہے غرضکہ خوف و رجا برابر ہونا چاہیے جیسا کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ اگر فردای قیامت کو ندا کرینگے کہ جنت مین ایک آدمی کے سوا دوسرا نہ جائیگا تو مین یہی گمان کرتا ہون کہ وہ مین ہی ہون اور اگر ندا کرینگے کہ دوزخ مین ایک آدمی کے سوا اور کوئی نہ جائیگا تو مین ڈرتا ہون کہ وہ مین ہی ہون

خوف کی فضیلت اور حقیقت اور اقسام کا بیان الغرض جانتو کہ خوف بڑا مقام ہے اور اوسکی فضیلت اوسکے ثمرون اور سببون کے موافق ہے اور علم اور معرفت اوسکا سبب ہے جیسا کہ اسکے بعد بیان کیا جائیگا اسیواسطے حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے رَأْسُ الْحِکْمَۃِ مَخَافَۃُ اللّٰہِ اور پارسائی اور ورع و تقوی خوف کے ثمرات ہین اور یہ سب سعادت کا تخم ہین اسواسطے کہ بیترک شہوات اور بغیر اوسپر صبر کیے ہوئے آدمی آخرت کی راہ نہین چل سکتا اور جیسا آتش خوف شہوات کو جلا کر نیست کردیتی ہے ویسا کوئی چیز نہین کرتی اسیواسطے حق سبحانہ تعالی نے ڈرنیوالون کے واسطے ہدایت رحمت علم رضوان کو تین آیتون مین جمع کیا اور فرمایا هُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُونَ اور اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا اور رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّهُ اور تقوی جو خوف کا ثمرہ ہے اوسے حق تعالی نے اپنی طرف اضافت کیا اور فرمایا وَلٰکِنْ یَّنَالُهُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خلق کو جسدن میدان قیامت مین جمع کرینگے تو منادی ایسی آواز سے انہین حکم کریگا کہ سب دور و نزدیک سن لین گے اور فرمائیگا کہ اے لوگو جسدن سے مین نے تمہین پیدا کیا اوسدن سے آج تک مین نے تمہاری باتین سنین اب آج تم میری

بات کان لگا کر سنو کہ تمھارے اعمال تمھارے سامنے رکھونگا اے لوگو ایک نسب تمنے مقرر کیا ایک نسب مینے تمھارا تمھارا اپنا نسب یہ ہی کہ فلانے بیٹے نے اپنے نسب کو بالا کیا اور میرے ٹھہرائے ہوے نسب کو دبا رکھا مین نے کہا تھا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ یعنی تم مین سے بہت بزرگ وہ ہے جو بہت پرہیزگار ہے اور تمنے کہا کہ بزرگتر وہ ہی جو فلان ابن فلان ہی آج مین اپنے مقرر کیے ہوی نسب کو بالا کرتا ہون اور تمھارے ٹھہرائے ہوئے نسب کو پست کیے دیتا ہون اَیْنَ الْمُتَّقُوْنَ کہان ہین پرہیزگار لوگ پھر ایک جھنڈا استادہ کرکے آگے آگے لیجائینگے اور پرہیزگار لوگ اوسکے پیچھے پیچھے چلینگے حتی کہ سب پرہیزگار بیحساب بہشت مین داخل ہوجائینگے اسی سبب سے ڈرنے والون کا ثواب دونا ہی حق تعالی نے ارشاد فرمایا وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالی ارشاد کرتا ہی کہ قسم ہی مجھے اپنی عزت کی کہ دو خوف اور دو امن ایک بندے مین مین نہین جمع کرتا اگر دنیا مین بندہ مجھسے ڈریگا تو آخرت مین اوسے بیخوف رکھونگا اور اگر دنیا مین بیخوف رہیگا تو آخرت مین اوسے خوف مین رکھونگا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو شخص خدا سے ڈرتا ہی اوس سے سب چیزین ڈرتی ہین اور جو خدا سے نہین ڈرتا اوسے خدا سب چیزون سے ڈراتا ہے اور فرمایا ہے تم مین پکا عقلمند وہ ہی جو تم مین سب سے زیادہ خدا سے ڈرتا ہی اور فرمایا ہی کہ جس مسلمان کی آنکھ سے آنسو بہے اگرچہ مکھی کے سر کے برابر ہو اور بہکر اوسکے منہ پر آجائے اوسکے منہ پر آتش دوزخ حرام ہوجاتی ہے اور فرمایا ہے کہ جب خدا کے خوف سے بندے کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہین اور وہ اندیشہ کرتا ہے تو اوسکے گناہ اسطرح جھڑ جاتے ہین جیسے درخت سے پتے اور فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کے خوف سے رویا وہ آتش دوزخ مین نہ جلایا جائیگا جسطرح جو دودھ پستان سے نکل آیا ہو وہ پھر پستان مین نہین جاتا ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کی امت سے کوئی شخص بحساب جنت مین جائیگا آپنے فرمایا ہان جو شخص اپنے گناہ یاد کرکے روئیگا وہ بیحساب جنت مین داخل ہوئیگا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو آنسو کا قطرہ خوف خدا سے نکلے یا خون کا قطرہ راہ خدا مین گرے اوس سے زیادہ کوئی قطرہ خدا کے نزدیک محبوب نہین اور فرماتا ہی کہ سات آدمی خدا کے سایہ مین ہین کہ اونمین سے ایک وہ شخص ہے جو تنہائی مین خدا کو یاد کرے اور اوسکی آنکھ سے آنسو بہے حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت سراپا موعظت مین مین حاضر تھا آپ ہم لوگون کو نصیحتین فرما رہے تھے دلون پر خوف غالب ہوا آنکھ سے آنسو جاری ہوگئے پھر مین گھر آیا میری اہلیہ مجھسے باتین کرنے لگی مین دنیا کی باتون مین پڑ گیا پھر مجھے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام اور اپنا وہ رونا یاد آیا مین باہر نکل آیا اور شور و فریاد کرنے لگا کہ آہ حنظلہ منافق ہوگیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ میرے سامنے آئے اور کہنے لگے کہ منافق نہین ہوا مین جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ حنظلہ منافق ہوگیا آپ نے فرمایا کَلَّا لَمْ یُنَافِقْ حَنْظَلَةُ پھر مینے یہ حال عرض کیا فرمایا اے حنظلہ جس حال پر تم میرے سامنے رہتے ہو اگر اوسی حال پر رہو تو فرشتے راہون اور گھرون مین تمسے مصافحہ کیا کرین اے حنظلہ ایک ساعت یعنی وہ حالت تھوڑی دیر رہتی ہے بزرگون کے اقوال یہ ہین حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ کوئی دن ایسا نہین ہوتا کہ مجھپر خوف غالب ہوا ہو اور اوسیدن حکمت اور عبرت کا دروازہ میرے دل پر نکھلا ہو حضرت یحیی ابن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ خوف عقوبت اور امید رحمت

۵ ہرگز نہین منافق ہو

کے درمیان مین مسلمان کا گناہ اسطرح ہوتا ہی جیسے دو شیرون مین ایک روباہ اور اونہی نے یہ بھی کہا ہی کہ آدمی بیچارہ اگر دوزخ سے
ایسا ڈرتا جیسا مفلسی سے ڈرتا ہے تو بیشک جنتی ہوتا لوگون نے حضرت یحیی ابن معاذ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ فردای قیامت کو کون
شخص بہت امن مین ہوگا فرمایا وہ شخص جو آج بہت ڈرتا ہے ایک شخص نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالی سے کہا کہ ایسے لوگون کی مجلس کے
بارے مین آپ کیا کہتے ہین جو ہمکو اتنا ڈراتے ہین کہ ہمارے دل ٹکڑے ہوے جاتے ہین فرمایا کہ آج ایسے ہی لوگون سے صحبت رکھو جو تمھین
ڈراتے ہین اور فردای قیامت کو بیخوف رہو یہ اس سے بہتر ہی کہ آج ایسے لوگون سے صحبت رکھو جو تمھین بیخوف رکھین اور فردای قیامت کو
مبتلای خوف ہو جاؤ حضرت ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ جو دل خوف سے خالی ہو وہ ویران ہوا ام المومنین حضرت عائشہ
صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کہتی ہین کہ مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یہ جو قرآن شریف مین ہی وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ
مَا آتَوْا وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ یعنی کام کرتے ہین اور ڈرتے ہین یہ کام چوری اور زنا ہے آپنے فرمایا نہین وہ کام روزہ نماز صدقہ ہی
کہ کرتے ہین اور ڈرتے ہین کہ مبادا نہ قبول ہو حضرت محمد ابن المنکدر رحمۃ اللہ علیہ جب روتے تو آنسو منہ مین مل لیتے اور کہتے کہ مین نے
سنا ہے کہ جس مقام پر آنسو پہونچتا ہے وہ مقام آتش دوزخ مین نہین جلتا امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ روؤ
اگر رونا نہ آوے تو تکلف سے اپنے تئین گریان کرو حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ مین اتنا روؤن کہ آنسو میرے چہرے پر
جاری ہون اسکو مین ہزار دینار صدقہ دینے سے زیادہ دوست رکھتا ہون **خوف کی حقیقت** اے عزیز جانو کہ خوف دل کی حالت
ہے منجملہ احوال ہی وہ ایک آگ ہی کہ دل مین پیدا ہوتی ہے اوسکا سبب یہی ہے ثمرہ بھی اوسکا علم و معرفت ہی آدمی جب خطر کار آخرت دیکھتا ہے
اپنی ہلاکت اور تباہی کے اسباب حاضر اور غالب دیکھتا ہی تو خواہ نخواہ یہ آگ اوسکی جان کے درمیان پیدا ہو جاتی ہی اور یہ صفت
دو معرفتون سے حاصل ہوتی ہے ایک معرفت یہ ہی کہ آدمی اپنے تئین اور اپنے گناہون اور غیبتون کو اور عبادت کی آفتون اور
اخلاق کی خباثتون کو درحقیقت دیکھے اور ان تقصیرون کے ساتھ اپنے اوپر خدا کی نعمتون کو دیکھے اس آدمی کی مثل اوس شخص کی
ایسی ہے جو کسی بادشاہ سے بہت خلعت اور نعمت پا رہا ہو پھر اوسکی حرم سرا اور خزانے مین خیانت کرتا ہو اور ناگاہ جانے کہ بادشاہ اوسے
خیانت کی حالت مین دیکھا کرتا ہے اور سمجھے کہ بادشاہ غیور اور انتقام لینے والا اور بیباک ہی اور کسیکو بادشاہ پاس اپنا ساعی اور
شفیع جانے اور بادشاہ سے کوئی وسیلہ اور قرابت نہ رکھتا ہو جب اپنے کام کا خطر دیکھیگا تو خواہ نخواہ اوس شخص کے دل مین خوف
کی آگ پیدا ہو جائیگی دوسری معرفت یہ ہی کہ اس شخص کے گناہ اور عیب کے سبب سے آتش خوف نہ پیدا ہو بلکہ اوسکی قدرت اور بیباکی
کی وجہ سے پیدا ہو کہ یہ شخص اوس سے ڈرتا ہے جیسا کہ کوئی شخص شیر کے جنگل مین پھنس جاوے اور ڈرے تو اپنے گناہ کے سبب سے نہ ڈریگا
بلکہ سبب یہ ہوگا کہ شیر کی صفت جانتا ہی کہ اوس شخص کا ہلاک کر ڈالنا شیر کا مقتضای طبع ہے اور اوس شخص کی ضعیفی سے شیر کچھ باک نہین
رکھتا یہ خوف تمامتر اور فاضلتر ہوتا ہی اور جس شخص نے حق تعالی کی صفتون کو پہچانا اور اوسکے جلال اور بزرگی اور توانائی اور بیباکی کو
جانا کہ اگر وہ تمام عالم کو ہلاک کر ڈالے اور ہمیشہ دوزخ مین رکھے تو اوسکی مملکت مین ایک ذرہ بھی کمی نہوگی اور جس صفت کو رقت اور شفقت
کہتے ہین اوسکی حقیقت سے اوسکی ذات منزہ ہی جب آدمی کو یہ معلوم ہو تو ڈرنے کا محل ہے یہ ڈر انبیا علیہم السلام کو بھی ہوتا ہی گو کہ وہ

یہ جانتے ہین کہ ہم گناہ سے معصوم ہین جو شخص زیادہ عارف خدا ہوتا ہے وہ ڈرتا بھی بہت ہے اسواسطے جناب سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوۃ والثنا نے
فرمایا ہے کہ مین تم سب سے زیادہ عارف ہون اور تم سب سے زیادہ خائف ہون اور اسواسطے حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ
مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا اور جو شخص خدا سے جاہل ہوتا ہے وہ بیخوف ہوتا ہے حضرت داود علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام پر یہ وحی نازل ہوئی کہ اے
داود مجھسے ایسا ڈر جیسا شیر خشمگین سے ڈرتا ہے خوف کا سبب یہی ہے جو بیان ہوا اور خوف کا ثمرہ دل اور بدن اور جوارح مین ہوتا ہے
دل مین یہ ہوتا ہے کہ دل مین دنیا کی خواہشین بری معلوم ہون اور خواہشون کی کچھ پروا نہو اسواسطے کہ اگر کسیکو نکاح یا طعام کی خواہش ہوتی ہے
وہ جب شیر کے چنگل مین پھنس جاتا ہے یا پادشاہ قاہر کے قیدخانے مین قید ہوجاتا ہے تو اوسے اوس خواہش کی کچھ پروا نہین رہتی بلکہ خوف
مین دل کا حال بالکل خشوع و خضوع اور خواری و خاکساری ہوجاتا ہے اور سراپا مراقبہ اور محاسبہ اور عاقبت اندیشی ہوجاتا ہے نہ تکبر رہتا ہے
نہ حسد نہ دنیا کا لالچ نہ غفلت اور بدن مین خوف کا ثمرہ شکستگی اور لاغری اور زردی ہے اور جوارح مین خوف کا ثمرہ یہ ہے کہ جوارح کو گناہ سے
پاک رکھنا اور عبادت مین باادب رکھنا اور خوف کے درجے متفاوت ہوتے ہین خوف اگر شہوت سے باز رکھے تو اوسکا نام عفت ہے اگر حرام سے
باز رکھے تو اسکا نام ورع ہے اگر شبہون سے یا ایسے حلال سے جسمین حرام کا شبہہ ہے باز رکھے تو اوسکا نام تقوی ہے اگر زاد راہ کے سوا ہر چیز سے
باز رکھے تو اسکا نام صدق ہے عفت اور ورع تقوی کے ماتحت ہین اور یہ سب صدق کے نیچے ہین اور یہ حالت جو آنسو نکالدیتی ہے اور آدمی آنسو
پونچھکر لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہکر پھر غفلت مین پڑجاتا ہے اسے زنانی رقت کہتے ہین یہ خوف نہین اسواسطے کہ جو شخص جس چیز سے ڈرتا ہے
اوس سے بھاگتا ہے اور پرہیز کرتا ہے جسکی آستین مین کوئی چیز ہے اور وہ دیکھے کہ سانپ ہے تو ممکن نہین کہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہکر چپ
ہو رہے بلکہ اوسے اپنی آستین سے گرادیگا حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے پوچھا کہ بندہ خائف کون ہے فرمایا کہ وہ
جو اپنے تئین اوس بیمار کیطرح رکھے جو موت کے خوف سے سب خواہشون سے حذر کرتا ہے **درجات خوف** اے عزیز جانتو کہ خوف کے
تین درجے ہین ضعیف قوی معتدل انمین معتدل بہتر ہے ضعیف وہ ہے جو کام پر مستعد نہ رکھے جیسے عورتون کی رقت قوی وہ ہے جس سے
ناامیدی اور بیہوشی اور موت کا خوف ہو یہ دونون مذموم ہین اسواسطے کہ خوف مین فی نفسہ کچھ کمال نہین ہے خوف توحید اور معرفت اور
محبت کی مثل نہین ہے اسواسطے حق سبحانہ تعالی کی صفات مین خوف کا ہونا درست نہین بلکہ بے جہل اور عجز کے خوف ہوتا ہی نہین اسواسطے
کہ جب تک عاقبت نامعلوم نہوگی اور خطرے سے حذر کرنے مین عجز نہوگا تب تک خوف بھی نہوگا مگر ہم فلون کے حق مین البتہ خوف کمال ہے
اسواسطے کہ خوف اوس تازیانے کے مانند ہے جو لڑکون کو پڑھنے مین لگائے اور جانور کو راہ پر چلائے جب تازیانہ ایسا کمزور ہو کہ چوٹ
نہ لگے تو نہ لڑکے کو پڑھنے مین لگائیگا نہ جانور کو راہ پر چلائیگا اور اگر تازیانہ ایسا سخت ہو کہ لڑکے یا جانور کا بدن پھٹ جائے یا ہاتھ
ٹوٹ جائے تو ناقص ہے بلکہ خوف معتدل ہونا چاہیے تاکہ گناہون سے باز رکھے اور عبادت کی رغبت دلائے جو زیادہ عالم ہوتا ہے اوسکا خوف
بھی زیادہ معتدل ہوتا ہے اسواسطے کہ اوسکا خوف جب حد سے بڑھ جاتا ہے تو وہ اسباب رجا کا خیال کرتا ہے اور جب گھٹ جاتا ہے تو کام کے
خطر کا اندیشہ کرتا ہے اور جو شخص خائف ہو اور اپنے تئین عالم سمجھے وہ عالم نہین اسواسطے کہ اوسنے جو کچھ سیکھا ہے وہ بیسود اور بیہودہ ہے
علم نہین ہے جیسے بازاری فال گو کہ اپنے تئین حکیم کہتے ہین حالانکہ حکمت سے کچھ بھی خبر نہین رکھتے اسواسطے کہ اول معرفت یہ ہے کہ آدمی اپنے

اور حق تعالی کو پہچانے انبیا بین عیب اور تقصیر کے ساتھ اور حق تعالی کو جلال و عظمت اور عالم کو ہلاک کر ڈالنے مین بیباک ہونے کے ساتھ ان دونون معرفتون سے خوف کے سوا اور کوئی صفت نہین پیدا ہوتی اسیواسطے تھا کہ جناب سرور کائنات علیہ السلام علیہ الصلوۃ نے فرمایا اَوَّلُ الْعِلْمِ مَعْرِفَۃُ الْجَبَّارِ وَاٰخِرُ الْعِلْمِ تَفْوِیْضُ الْاَمْرِ اِلَیْہِ یعنی اول علم یہ ہی کہ حق تعالی کو جباری اور قہاری کے ساتھ آدمی پہچانے اور آخر علم یہ ہی کہ اپنے کام بندہ ویا او سپر چھوڑ دے اور رجان لے کہ مین کوئی چیز نہین ہون اور میرے سبب سے کچھ نہین ہے اور یہ کیونکر ممکن ہوگا کہ کوئی یہ جانے اور نہ ڈرے

انواع خوف کا بیان

انواع خوف کا بیان ایعزیز جانتو کہ خطر پہچاننے سے خوف پیدا ہوتا ہے اور ہر شخص کو اور ہی خوف پیش آتا ہی کسیکو دوزخ کا خطر پیش آتا ہے اس سبب سے اوسے خوف ہوتا ہے اور کسیکو راہ دوزخ مین سے کوئی چیز پیش آتی ہے مثلاً ڈرتا ہی کہ مبادا بے توبہ مر جائے یا ڈرتا ہے کہ توبہ کر کے پھر گناہ مین پڑجائیگا اوسکے دل مین سختی اور غفلت پیدا ہوجائے یا عادت اوسے پھر گناہ کی طرف لیجائے یا نعمت کی سبب سے اوسکے دل مین غرور غالب ہوجائے یا قیامت کے دن لوگون کے مظلومون مین گرفتار ہوجائے یا اوسکی فضیحتیان اور برائیان ظاہر ہوجائین اور وہ رسوا اور ذلیل ہو یا ڈرتا ہے کہ اوسے کچھ خیال آئے کہ خدا اوسے دیکھتا اور جانتا ہی اور وہ ناپسندیدہ ہی ہر ایک کا فائدہ یہ ہی کہ جس امر سے ڈرتا ہے اوس سے باز رہے مثلاً جب عادت سے ڈرتا ہے کہ پھر اوسے گناہ کی طرف لیجائیگی تو اوس عادت کو چھوڑ دے اور جب خیالات ناپسندیدہ پر حق تعالی کے واقف ہونے سے ڈرتا تو دل پاک رکھے اور باتون کو اسی پر قیاس لینا چاہیے اکثر بندے جو خائف ہوتے ہین اونکے دلون پر خاتمہ اور عاقبت کا خوف غالب ہوتا ہے کہ شاید ایمان سلامت نہ لیجائین اس سے سابق کا خوف کا ملتر ہے کہ ازل مین اوسکی سعادت اور شقاوت کے باب مین کیا حکم کیا ہوا سواسطے کہ خاتمہ فرع سابق ہے اصل اس مسئلہ مین یہ ہی کہ ایک دن جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر منبر فرمایا کہ حق تعالی نے ایک کتاب لکھی ہے اوسمین جنتی لوگون کے نام ہین اور داہنا ہاتھ پھیلا دیا اور فرمایا کہ دوسری کتاب لکھی ہے اوس مین دوزخیون کے نام نشان نسب ہین اور بایان ہاتھ پھیلا دیا اور فرمایا کہ اسمین کچھ بڑھنا ہے نہ گھٹنا ہی اہل سعادت شاید اہل شقاوت کے کام کرتے حتی کہ سب کہین کہ وہ شقیون مین ہے پھر حق تعالی ایک ہی ساعت موت کے پہلے اوسے راہ شقاوت سے پھیر کر راہ سعادت کی طرف لے آئے سعید وہی ہے جسکی سعادت کا حکم ازل مین ہو چکا ہی اور شقی وہی ہے جسکی شقاوت کا حکم ازل مین ہو چکا ہے تو خاتمے کا اعتبار ہے انجام بخیر درکار ہے اسیواسطے عارف لوگ ڈرتے ہین یہ خوف کاملتر ہی جیسا کہ حق تعالی کی صفت جلال سے بندے کا خوف اوس خوف سے جو اپنے گناہ کے سبب سے ہو کاملتر ہے اسواسطے کہ جلال الٰہی ہرگز خوف جاتا ہی نہیں اور آدمی جب گناہ ہی سے ڈریگا تو شاید توبہ کر کے مغرور ہوجائے اور کہنے لگے کہ اب تو مین نے گناہ سے ہاتھ کھینچا اب مین کیون ڈرون غرضکہ جناب محبوب خدا علیہ الصلوۃ والثنا اعلی علیین مین رہینگے اور ابوجہل اسفل السافلین مین اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوجہل پیدا ہونے کے قبل کوئی وسیلہ اور قصور نہ رکھتے تھے حق تعالی نے جب پیدا کیا تو بے کسی سبب کے حضرت کی طرف سے ہو حضرت کو معرفت اور عبادت کی راہ بتا دی اور حق تعالی نے یہ امر آپ کو اسطرح لازم کر دیا کیونکہ آپ کے داعیہ کو اسی امر مین صرف کیا یہ ممکن ہی نہ تھا کہ جو کچھ حق تعالی نے آپ کو دکھایا اور آپ پر کشف فرمایا اوسے آپ اپنے اوپر پوشیدہ کر لیتے اور یہ بھی محال تھا کہ جسے آپ نے ہر قاتل سمجھے اوس سے دور نہ بھاگتے اور ابوجہل پر حق تعالی نے راہ بصیرت بند کر دی وسے قدرت ہی نہ تھی کہ دیکھ سکتا

اور جب نہ دیکھا تو بے اسکے کہ خواہشون کی آفتین پہچانے خواہشون سے دست بردار نہو سکا تو جناب محبوب خدا علیہ افضل الصلوۃ و اثنا
اور ابوجہل دونون ازل مین مجبور تھے جیسا حق تعالی نے چاہا ویسا کیا ابوجہل کو بے سبب شقاوت کا حکم کرکے دوزخ مین دوڑا دیا اور
جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ و اکمل التحیات کو محض اپنے فضل و کرم سے سعادت کا حکم فرما کر زبردستی اعلی علیین مین پہونچا دیا
جو بے نیاز یہ کچھ خیال نہین کرتا جیسا خود چاہتا ہے ویسا حکم فرماتا ہے کسیکی کچھ پروا نہین رکھتا اوس سے ڈرنا ضرور ہے اسی سبب سے
حضرت داؤد علی نبینا و علیہ الصلوۃ و السلام سے فرمایا کہ اے داؤد مجھسے ایسا ڈر جیسا شیر غران سے ڈرتا ہے اسواسطے کہ شیر ہلاک
کر ڈالنے مین کچھ باک نہین رکھتا یہ بیباکی تیری خطا کے سبب سے نہین بلکہ اوسکے شیر ہونے کا غلبہ ہلاک کر ڈالنے مین بیباکی کا حکم کرتا ہے
اور اگر شیر تجھسے دست بردار ہوتا ہے تو کچھ شفقت اور قرابت تیرے ساتھ نہین رکھتا کہ اوسکے سبب سے دست بردار ہوتا ہے بلکہ تجھے
بے حقیقت سمجھکر دست بردار ہوتا ہے جسنے خدا کی یہ صفتین جان لین ممکن نہین کہ وہ بیخوف رہے سوم **خاتمہ کا بیان** اے عزیز
جانتو کہ بہت ڈرنیوالے تو خاتمہ سے ڈرے ہین اسواسطے کہ آدمی کا دل ایک حال پر نہین رہتا اور موت کا وقت بہت کٹھن ہے اور
یہ معلوم نہین ہو سکتا کہ مرتے دم دل کس حال پر ٹھہر جائے چنانچہ ایک عارف نے کہا ہے کہ اگر کسیکو پچاس برس تک سے موحد جانا وہ اگر مجھسے اسقدر
غائب ہو کہ دیوار کی آڑ مین ہو جائے تو پھر اوسکے موحد رہنے پر مین گواہی نہ دونگا کیونکہ دل کا حال ہر آن بدلتا رہتا ہے مین نہین جانتا
کہ کس حال سے بدل گیا اور ایک بزرگ کہتے ہین کہ اگر مجھسے پوچھین کہ گھر کے دروازے پر کسیکے باایمان مرنے کی گواہی دینا تجھے پسند ہے
یا حجرے کے دروازے پر تو مین کہونگا کہ حجرے کے دروازے پر اسواسطے کہ مین نہین جانتا کہ گھر کے دروازے تک ایمان رہے یا نہ رہے
حضرت ابو الدردا رضی اللہ تعالی عنہ قسم کھا کر کہا کرتے کہ موت کے وقت ایمان چھن جانے سے کوئی شخص بیخوف نہین حضرت سہل تستری رحمہ اللہ
تعالی کہتے ہین کہ صدیق لوگ ہر دم بری خاتمہ سے ڈرتے ہین حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالی عنہ انتقال کے وقت بیقرار ہوکر
روتے لوگون نے کہا رو نہین خدا کی بخشش تمہارے گناہ سے بڑی ہے جواب دیا کہ اگر مین یہ جانون کہ موحد مرونگا تو کچھ باک نہین
رکھتا گو کہ کئی پہاڑون کے برابر گناہ رکھتا ہون ایک بزرگ نے وصیت کی اور جو کچھ مال رکھتا تھا وہ ایک شخص کے سپرد کرکے کہا کہ میری باایمان
مرنے کی فلانی علامت ہے اگر وہ علامت تم دیکھنا تو اس مال سے شکر اور مغز بادام مول لیکر شہر کے لڑکون کو بانٹنا اور کہنا کہ یہ فلانے
شخص کا عرس ہے جو دنیا سے باایمان گیا اگر وہ علامت نہ دیکھنا تو لوگون سے کہدینا کہ مجھپر نماز نہ پڑھین اور میرے ساتھ دغا نہ کھائین تاکہ
مرنے کے بعد تو مین ریاکار نہون حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ مرید کو یہ خوف ہے کہ گناہ مین پڑ جاوے اور مرشد عارف کو
یہ ڈر ہے کہ کفر مین گرے حضرت ابو یزید بسطامی قدس سرہ فرماتے ہین کہ مین جب مسجد جانے لگتا ہون تو اپنی کمر مین ایک زنار دیکھتا ہون اسواسطے
کہ مین ڈرتا ہون کہ جب تک مین مسجد جاون جاون ایسا نہو کہ مجھے کلیسا مین لیجائین ہر روز پانچ بار میری یہی حالت ہوتی ہے حضرت عیسی
علیہ السلام نے حواریین سے فرمایا کہ تم لوگ گناہ سے ڈرتے ہو اور ہم پیغمبر کفر سے ڈرتے ہین ایک پیغمبر علیہ السلام برسون تنگی بھوک سے
پریشان حال رہے پھر حق سبحانہ تعالی کی درگاہ مین رونے دھونے لگے کہ مین تیرے دل کو کفر سے بچائے رکھتا ہون تو اس بات سے
کیا خوش نہین ہے جو دنیا چاہتا ہے عرض کیا کہ بارخدایا مین نے توبہ کی اور خوش ہوا اور اس سوال کی ندامت سے اپنے سر پر خاک ڈالی

خاتمہ برا ہو [illegible] ہمیشہ نفاق سے ڈرا کرتے تھے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہی کہ اگر مین
جانون کہ مین نفاق سے [illegible] اس امر کو زیادہ دوست رکھتا ہون اور کہا ہی کہ ظاہر و باطن اور دل و زبان کا اختلاف
بھی نفاق ہے **فصل** الغرض [illegible] بہت سے [illegible] ہین اس عبارت سے کہ موت کے وقت بندے کا ایمان چھین لین اسکو بہت سے
سبب ہین اونکا علم [illegible] ایک سبب ایمان مین خلل واقع ہوتا ہی ایک یہ کہ کوئی شخص کسی بدعت باطل کا اعتقاد کرکے تمام عمر اوسپر
بسر کرے اور خیال کرے [illegible] ہو موت کے وقت شاید اسکی خطا اسپر حق تعالی کھول دے اور اعتقاد جو رکھتا تھا اونمین
بھی شک واقع ہو جاوے اور [illegible] جاتی رہے اور اسی شک مین مرجاوے بدعتی کو بھی یہ خطر لگا ہوا ہی اور اوس کو بھی جو متکلم ہو اور
عقائد مین بحث اور دلیل کی راہ چلا ہو [illegible] اور پارسا ہو لیکن وہ بھولے لوگ جنکا ایمان ظاہر قرآن و حدیث کے موافق ہی وہ اس خطر سے
بے خوف ہین اسی سبب سے جناب مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے عَلَيْكُمْ بِدِيْنِ الْعَجَائِزِ وَاَكْثَرُ اَهْلِ الْجَنَّةِ الْبُلْهُ اسیواسطے اگلے بزرگ علم
کلام اور بحث سے حقیقت امور دریافت کرنیکو منع کرتے تھے اسواسطے کہ جانتے تھے کہ ہر ایک کی طاقت نہین رکھتا کسی کسی بدعت
مین گرفتار ہو جائیگا سو خاتمہ کا دوسرا سبب اکثر یہ ہی کہ اصل مین ایمان ضعیف ہو اور دنیا کی محبت غالب ہو حق تعالی کی محبت ضعیف ہو
تو موت کے وقت جب دیکھتا ہی کہ خواہش کی سب چیزین دنیا ور سے چھینے لیتے ہین اور دنیا سے جبراً قہراً ایسی جگہہ نکالے لیے جاتے ہین جہان جانا
نہین منظور اس سبب سے ایک کراہت پیدا ہوتی ہے اور خدا کو ساتھ وہ ضعیف سی دوستی جو تھی وہ بھی جاتی رہتی ہے مثلاً جیسے کوئی شخص اپنے
فرزند کو کچھ دوست رکھتا ہے تو وہ شخص جس چیز کو معشوق کہتا ہے اور فرزند سے زیادہ دوست رکھتا ہی اوس چیز کو جب فرزند چھین لے
تو وہ شخص فرزند کو دشمن سمجھ لیتا ہے اور ذرہ سی دوستی جو فرزند کے ساتھ تھی وہ بھی جاتی رہتی ہے اسیواسطے شہادت کا بڑا درجہ ہے
کہ اوس وقت دنیا کو سامنے سے دور کردیتے ہین اور خدا کی محبت دل مین غالب ہوتی ہے اور مرنے پر دل سے مستعد ہوتے ہین ایسے وقت
موت کا آنا بہت غنیمت ہی اسواسطے کہ یہ حال بہت جلد جاتا رہتا ہے اور دل اس صفت پر نہین رہتا تو جس شخص کے دل مین خدا کی
محبت سب چیزون کی محبت سے زیادہ ہو تو اس بات سے حق تعالی نے اوسے ضرور باز رکھا ہوگا کہ وہ اپنے تئین بالکل دنیا کے حوالے کردے
ایسا شخص اس خطر سے بہت امین ہوتا ہی جب موت کا وقت آپہونچتا ہی اور وہ شخص جانتا ہی کہ دوست کے دیدار کا وقت آگیا تو موت سے
کراہت نہین کرتا اور خدا کی محبت اوسکے دل مین غالب ہو جاتی ہے اور دنیا کی دوستی زائل اور معدوم ہو جاتی ہے خاتمہ بخیر ہونیکی بھی
علامت ہی پس جو شخص اس خطر سے بہت دور رہنا چاہے اوسے چاہیے کہ بدعت سے بہت دور رہے اور جو کچھ قرآن و حدیث مین ہی اوسکا
ایمان لائے جو کچھ جانے اوسے قبول کرے اور جو کچھ نہ جانے اوسے مان لے اور سب کا ایمان لائے اور یہ کوشش کرتا رہے کہ حق تعالی
کی محبت اوسکے دل پر غالب ہو جاوے اور دنیا کی محبت ضعیف ہو جاوے اور دنیا کی محبت اس طور ضعیف ہوتی ہے کہ شرع کی حدین نگاہ رکھے
تاکہ شرع اوسپر دنیا کو تنگ کردے اور وہ دنیا سے متنفر ہو جاوے اور اس سبب سے خدا کی دوستی قوی ہوتی ہے کہ آدمی ہمیشہ خدا ہی
کا ذکر کرتا رہے اور ہمیشہ خدا کے دوستون کے ساتھ صحبت رکھے دنیا کے دوستون کے ساتھ صحبت نرکھے اگر دنیا کی دوستی غالب ہو
تو ایمان محل خطر مین ہے جیسا قرآن شریف مین فرمایا ہی کہ اگر باپ بیٹا مال نعمت اور جو کچھ تمہارے پاس ہے اوسے تم حق تعالی سے زیادہ

دوست

ور سنگینی ہو تو آمادہ ہو کہ حکم خدا آجائے فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ کے یہی معنی ہین **خوف حاصل کرنیکی تدبیر کا بیان**

العزیز جانو کہ دین کے مقامات سے پہلا مقام یقین اور معرفت ہے پھر معرفت سے خوف پیدا ہوتا ہے اور خوف سے زہد اور صبر اور توبہ آور زہد توبہ سے اخلاص اور مداومت ذکر و فکر پیدا ہوتی ہے اور اوس سے انس محبت ہو پیدا ہوتی ہے محبت مقامات کی نہایت ہے اور تسلیم رضا اور شوق تیغ محبت ہے پس یقین اور معرفت کے بعد خوف کیمیای سعادت ہے اور جو صفتین خوف کے بعد ہین وہ بے خوف کے راست نہین آتین اور خوف تین طرح سے پیدا ہوتا ہے ایک تو علم و معرفت سے اسواسطے کہ آدمی نے جب اپنے تئین اور خدا کو پہچان لیا تو خواہ نخواہ ڈریگا اسواسطے کہ جو شخص شیر کے چنگل مین پھنستا ہے اور شیر کو پہچانتا ہے اوسے شیر سے ڈرنے کے واسطے کسی تدبیر کی حاجت نہین بلکہ وہ شخص خود بخود دہشت مین خوف ہو جاتا ہے اور جس شخص نے حق تعالی کو کمال جلال قدرت کمال بے نیازی کے ساتھ پہچانا اور اپنے تئین نہایت بیچارگی اور عاجزی کے ساتھ جانا اوسنے درحقیقت اپنے تئین شیر کے چنگل مین دیکھا بلکہ جس شخص نے فقط حکم خدا کو پہچانا کہ جو کچھ قیامت تک ہوگا اوسکا وہ حکم کر چکا ہے بعضون کو بے وسیلہ حکم سعادت اور بعضون کو بے خطا حکم شقاوت دیا ہے جیسا چاہا ویسا کیا ہے اور وہ حکم ہرگز بدل نہین سکتا وہ شخص خواہ نخواہ ڈریگا اسیواسطے جناب سرور انبیا علیہ الصلوة والثنا نے فرمایا ہے کہ حضرت موسی نے حضرت آدم علیہما السلام سے اعتراض کیا اور حضرت آدم نے بھی حضرت موسی علیہ السلام سے دلیل کی حضرت موسی نے کہا کہ اے آدم حق تعالی نے تمھین بہشت مین اوتارا اور تمہارے ساتھ ایسا ایسا سلوک کیا تم کیون عاصی ہوگئے کہ اپنے تئین اور ہم سب کو بلا مین مبتلا کیا حضرت آدم نے فرمایا کہ اے موسی بھلا وہ معصیت ازل مین میرے نام لکھی تھی یا نہین جواب دیا ہان لکھی تھی حضرت آدم نے فرمایا کہ بھلا مین حکم خدا کے خلاف کرسکتا تھا حضرت موسی نے کہا نہین پس حضرت آدم نے حضرت موسی کا اعتراض اوٹھا دیا اور حضرت موسی لاجواب ہو گئے اور جس معرفت سے خوف پیدا ہوتا ہے اوسکے بہت سے ابواب ہین جو شخص بڑا عارف ہے وہ بہت خائف ہے حتی کہ احادیث مین آیا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت جبرئیل علیہ السلام دونون روتے تھے اوپر وحی آئی کہ مین نے تمھین بیخوف کیا ہے تم کیون ڈرتے ہو عرض کیا کہ بارخدایا ہم تیرے مکر سے بیخوف نہین ہین ارشاد ہوا کہ یون ہی سمجھے رہو یہ انکا کمال معرفت تھا کہ اپنے جی مین کہا کہ بیخوف رہنا نہ چاہیے یہ جو ارشاد ہوا ہے کہ تم بیخوف رہو شاید یہ آزمائش ہو اور اسمین کوئی بھید ہو کہ اوس سے ہم بیخبر ہون جنگ بدر کے دن پہلے مسلمانون کا لشکر ضعیف ہوگیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ڈر کر فرمایا کہ بارخدایا اگر یہ مسلمان ہلاک ہو جاوینگے تو روی زمین پر تیری بندگی کرنیوالا کوئی نہ رہیگا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ خدا کو آپ کیا سوگند دلاتے ہین وہ تو آپ کی فتح کا وعدہ کر ہی چکا ہے اپنا وعدہ ضرور سچا کریگا اوسوقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کا یہ مقام تھا کہ وعدہ کرم پر اونھین اعتماد تھا اور جناب رسول کریم علیہ الصلوة والتسلیم کا یہ مقام تھا کہ آپ کو خیر الماکرین کے مکر سے خوف تھا اور یہ مقام کامل تر ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جانا کہ خدا کے کامون کے بھید اور تدبیر مملکت مین اوسکی مصلحت اور اوسکی مقدر کی ہوئی باتین کوئی بندہ نہین جانتا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ آدمی اگر معرفت سے عاجز آجائے تو اہل خوف کے ساتھ صحبت رکھے تا کہ اون لوگون کا خوف اسمین سرایت کرے اور اہل غفلت سے

دوسرے یہ کہ اس [illegible] سے بھی خوف پیدا ہو جاتا ہے اگرچہ تقلیدی ہو اور ایسا ہو جیسے سانپ سے لڑکے کا خوف جسنے اپنے باپ کو سانپ سے
بھاگتے دیکھا ہو تو وہ لڑکا بھی سانپ سے ڈرتا اور بھاگتا ہے گو کہ سانپ کا موذی ہونا نہ جانتا ہو جاننے والے کے خوف کا یہ درجہ
ضعیف ہوتا ہے اسواسطے کہ اگر لڑکا چند بار سپیرے کو دیکھے کہ سانپ پر ہاتھ ڈالتا ہے تو جسطرح تقلید سے ڈرتا ہے اوسیطرح تقلید سے امن
بھی پا جائیگا اور سانپ پر ہاتھ ڈالیگا اور جو شخص سانپ کا موذی ہونا جانتا ہے وہ اس تقلید سے امن نہیں پاتا ہے تو عقلا کو چاہئے کہ بیوقوفوں
اور غافلوں کی صحبت سے حذر کرنا چاہئے خصوصاً اون غافلوں سے جو بصورت عالم ہیں دوسرا طریقہ یہ ہے کہ آدمی جب اہل خوف کو نہ پاسکے
تو ان کی صحبت [illegible] اسواسطے کہ [illegible] یہ لوگ کمتر ہیں تو انکا حال سنے اور انکی کتابیں پڑھے اسی سبب سے بعض انبیا و اولیا کے
خوف کا حال ہم بیان کرتے ہیں تاکہ جو شخص [illegible] عقل رکھتا ہو وہ جانے کہ [illegible] تمام خلق سے زیادہ عاقل اور عارف
اور متقی تھے جب اسقدر ڈرتے ہیں تو اوروں کو بطریق اولی ڈرنا چاہئے انبیا اور ملائکہ کی حکایتیں روایت ہے کہ جب
ابلیس ملعون ہوا تو حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل علیہما السلام ہمیشہ رویا کرتے تھے حق تعالی نے انپر وحی کی کہ تم کیوں روتے
ہو عرض کیا کہ بار خدایا تیرے غصے اور مکر سے ہم ایمن نہیں ہیں [illegible] ہمیشہ [illegible] حضرت ابن المنکدر
رحمہ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں کہ حق سبحانہ تعالی نے جب دوزخ کو پیدا کیا تو تمام ملائکہ رونے لگے تھے جب حق تعالی نے آدمیوں
کو پیدا کیا تو چپ ہوئے اسواسطے کہ جان گئے کہ دوزخ ہمارے واسطے نہیں پیدا ہوا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں
کہ حضرت جبرئیل [illegible] جب میرے پاس آتے تو خوف خدا سے لرزاں [illegible] حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ میکائیل کو میں ہنستے ہوئے نہیں دیکھتا عرض کیا کہ یا رسول اللہ حق تعالی نے
جب سے آتش دوزخ پیدا کی تب سے میکائیل نہیں ہنسے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جب نماز میں مشغول ہوتے تو ایک میل سے
اونکے دل کا جوش سنائی دیتا حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ حضرت داود علیہ السلام چالیس دن برابر سجدے میں پڑے روئے یہاں تک
کہ انکے آنسووں سے گھاس اوگ آئی ندا آئی کہ اے داود کیوں روتا ہے اگر بھوکا پیاسا ہے تو عرض کر تا کہ کھانا پانی دیں پھر انہوں نے
بس ایسا ایک نالہ سوزاں کیا کہ اونکی سانس کی گرمی سے لکڑی میں آگ لگ گئی پس حق تعالی نے اونکی توبہ قبول فرمائی عرض کیا کہ
بار خدایا میرا گناہ میری ہتھیلی پر نقش کر دے تاکہ میں بھولوں نہیں حق تعالی نے اونکی عرض قبول فرمائی پھر جب وہ کھانے پانی کے
واسطے ہاتھ بڑھاتے تو اس نقش کو دیکھتے اور روتے کبھی اسقدر روتے کہ لوگ پانی کا کاسہ [illegible] آپ کے آنسووں سے
پر ہو جاتا روایت ہے کہ حضرت داود علیہ السلام اسقدر روئے کہ اونکی طاقت زائل ہو گئی عرض کیا کہ یا ارحم الراحمین میرے رونے پر تو رحم
نہیں فرماتا وحی آئی کہ داود تو رونے کا ذکر کرتا ہے اور گناہ کو بھول گیا عرض کیا بار خدایا گناہ بھلا کیونکر بھولونگا گناہ کرنے کے پہلے
جب میں زبور پڑھتا تھا تو بہتا ہوا پانی ٹھہر رہتا چلتی ہوا رک جاتی اڑتے ہوئے جانور میرے سر پر جمع ہو جاتے وحشی جانور میرے
محراب میں آتے اب یہ کوئی بات نہیں ہے بار خدایا یہ کیا وحشت ہے کیسی تغیر ہے ارشاد ہوا کہ اے داود وہ انس طاعت تھا یہ وحشت
معصیت کا ہے اے داود آدم میرا بندہ تھا اوسے میں نے اپنے دست لطف سے پیدا کیا اپنی روح سے اوس میں روح پھونکی ملائکہ کو اوسکو

ذرکھتے تھے ایک دن کسی مرد اجنبی نے لاعلمی میں یہ آیت پڑھی یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْدًا وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِیْنَ اِلٰی جَهَنَّمَ
وِرْدًا اونھون نے کہا میں مجرمون میں سے ہون متقیون میں سے نہیں ایک بار اور پڑھا اوس ناواقف نے پھر یہ آیت پڑھی بس اونھون نے ایک
چیخ ماری اور جان بحق تسلیم ہوئی حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ بھائی اچھی جگہ کے سبب سے مغرور نہو اسواسطے کہ بہشت سے بہتر کوئی
جگہ نہیں دیکھو تو حضرت آدم نے وہان کیا دیکھا اور کثرت عبادت کے سبب سے مغرور نہو کیونکہ تو جانتا ہی کہ ابلیس نے کئی ہزار برس عبادت کی اور
بہت علم کے سبب سے گھمنڈ نہ کر اس لیے کہ بلعم باعور اس مرتبہ کو پہونچا تھا کہ حق تعالی کا اسم اعظم جان لیا اور اوسکے حق میں یہ آیت نازل
ہوئی فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ اور نیک لوگون کی زیارت کے سبب سے تکبر نکر اسواسطے کہ جناب
سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کے عزیزون کو آپکی صحبت اور زیارت بہت نصیب ہوئی اور ایمان نہ لائے حضرت
عطا سلمی جو تابعون میں سے تھے چالیس برس کامل ہنسے نہ آسمان کی طرف دیکھا ایکبار آسمان کی طرف دیکھا تو خوف کے مارے گر پڑے رات بھر میں
کئی بار اپنے بدن پر ہاتھ سے ٹٹول لیا کرتے کہ مسخ تو نہیں ہوگیا اور جب قحط یا کوئی بلا خلق پر آتی تو کہتے کہ یہ سب میری ہی شومی سے ہے اگر
میں مر جاؤن تو خلق اس بلا سے نجات پائے حضرت سری سقطی قدس سرہ کہتے تھے کہ میں ہر روز اپنی ناک پر نظر کرکے آئینے میں دیکھتا ہون
کہ شاید میرا منہہ کالا ہوگیا ہے حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہی کہ میں نے دعا مانگی کہ خوف کا ایک دروازہ مجھپر کھلے دعا قبول
ہوگئی میں ڈرا کہ میری عقل جاتی رہیگی پھر میں نے عرض کی کہ بار خدایا میری طاقت کی قدر اپنا خوف مجھے عنایت کر بس میرا دل ٹھہر گیا
ایک عابد کو لوگون نے دیکھا کہ وہ رو رہا ہی پوچھا کیون روتا ہی کہا اوس گھڑی کے خوف سے جب منادی کرینگے کہ خلق کو اونکے اعمال کا بدلا قیامت کے
دن دیا جائیگا حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی سے ایک شخص نے پوچھا آپکا کیا حال ہی کہا اوسکا کیا حال ہوتا ہی جو دریا میں ہو اور کشتی
ٹوٹ جاوے اور ہر شخص ایک ایک تختے پر رہجاوے اوس شخص نے کہا سخت کٹھن ہوگا کہا میرا بھی ایسا ہی حال ہی حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی نے
یہ بھی کہا ہی کہ حدیث میں ہی کہ ایک شخص کو ہزار برس کے بعد دوزخ سے نکالینگے یہ کہکر کہا کہ کاش میں ہی ہوتا یہ اسواسطے کہا کہ خاتمہ
بخیر نہونے کے ڈر سے ہمیشہ دوزخ میں رہنے سے ڈرتے تھے خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی کی ایک کنیزک تھی ایک دن سو اوٹھی اور عرض
کرنے لگی کہ یا امیر المومنین میں نے ایک عجیب خواب دیکھا ہی کہا جلدی بیان کر کہنے لگی کہ میں نے دوزخ کو دیکھا کہ سلگائی گئی اور پل صراط اوسپر رکھا
گیا اور خلفا کو فرشتے لاتے پہلے خلیفہ عبد الملک مروان کو دیکھا کہ فرشتے لائے اور حکم کیا کہ اس پل پر چل تھوڑا سا چلا تھا کہ دوزخ میں
گر پڑا کہا جلدی کہہ پھر کیا ہوا کہنے لگی کہ پھر اوسکے بیٹے ولید ابن عبد الملک کو لائے وہ بھی اوسیطرح دوزخ میں گر پڑا کہا جلدی کہہ پھر کیا دیکھا
کہنے لگی کہ پھر سلیمان ابن عبد الملک کو لائے وہ بھی اوسیطرح دوزخ میں گر گیا کہا جلدی بیان کر پھر کیا ہوا کہنے لگی کہ یا امیر المومنین پھر آپ کو
لائے اوس کنیزک نے اتنا کہا تھا کہ خلیفہ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی نے ایک نعرہ مارا اور بیہوش ہوکر گر پڑے کنیزک چیختی تھی کہ قسم خدا
کی میں نے دیکھا کہ آپ سلامت گذر گئے اور بہت غل مچاتی تھی اور وہ پڑے لوٹتے تھے اور ہاتھ پاؤن دے دے مارتے تھے حضرت
حسن بصری رحمہ اللہ تعالی سالہا سال نہین ہنسے لوگون نے ہمیشہ اونھیں اوس کیفیت پر دیکھا جس کیفیت میں وہ قیدی ہوتا ہی جسے گردن
مارنے کے واسطے مقتل میں لائے ہون لوگ کہتے کہ باین عبادت و ریاضت آپ اسقدر کیون سلگتے ہین وہ جواب دیتے کہ مجھے اس بات کا خوف

کہ حق تعالی نے کوئی فعل مجھ سے ایسا دیکھا ہو کہ مجھے دشمن ٹھہرالیا ہو اور فرمایا کہ جو تیرا جی چاہے وہ کر کہ میں تو تجھے رحمت نہیں کرونگا اور میں بفائدہ اپنی جان
گنواتا ہوں اور ایسی بہت حکایتیں ہیں اے عزیز اب غور کر کہ یہ بزرگ لوگ کیسا ڈرتے تھے اور تو جو بیخوف ہے اور انکا خوف اور تیری بیخوفی یا اس سبب سے
ہے کہ اونکے گناہ بہت تھے اور تیرے گناہ نہیں ہیں یا اس سبب سے ہے کہ اونہیں معرفت بہت تھی اور تجھے نہیں ہے سچ تو یہ ہے کہ باوجود کثرت گناہ تو
حماقت اور غفلت کی وجہ سے بیخوف ہے اور باوصف کثرت طاعت وہ لوگ بصیرت اور معرفت کے سبب سے خائف اور ہراسان تھے **فصل**
شاید کوئی کہے کہ خوف و رجا دونوں کی فضیلت میں بہت بہت سی حدیثیں وارد ہیں ان دونوں میں کون افضل ہے کہ اوسکا غالب رہنا چاہیے
اے عزیز جان تو کہ خوف و رجا دو دوائیں ہیں دوا کے حق میں فضیلت نہیں کہتے بلکہ منفعت کہتے ہیں اسواسطے کہ خوف و رجا صفات نقص سے
ہے جیسا ہم نے بیان کیا اور آدمی کا کمال یہ ہے کہ خدا کی محبت میں ڈوبا رہے اور خدا کی یاد نے اوسے بالکل گھیر لیا ہو اپنے آغاز و انجام کا کچھ خیال
نکرے بلکہ وقت کو دیکھتا رہے اور وقت کو بھی نہ دیکھے بلکہ خداوند وقت کو دیکھتا رہے جب خوف و رجا کی طرف التفات کریگا تو یہ التفات حجاب
ہو جائیگا لیکن یہ استغراق کی حالت نادر ہوتی ہے تو جس شخص کا وقت موت نزدیک ہوا ہو رجا غالب رکھنا چاہیے کیونکہ رجا محبت کو زیادہ
کرتی ہے اور جو شخص اس جہان سے جاوے چاہیے کہ خدا کی محبت کے ساتھہ ہو تا کہ خدا کی ملاقات اوس شخص کی سعادت ہو جاوے اسواسطے
کہ محبوب ہی کی ملاقات میں مزہ ہوتا ہے مگر اور اوقات میں اگر آدمی اہل غفلت ہو تو اوسپر خوف غالب رہنا چاہیے اسواسطے کہ جو رجا ہے اوسکے
حق میں زہر قاتل ہے اور اگر اہل تقوی ہے اور اوسکا حال مہذب ہے تو خوف و رجا معتدل اور برابر رہنا چاہیے اگر آدمی عبادت
اور طاعت میں ہے تو رجا غالب رہنا چاہیے اسواسطے کہ مناجات میں محبت ہی سے دل صاف ہوتا ہے اور محبت رجا کے سبب سے حاصل ہوتی ہے
اور گناہ کے وقت خوف غالب ہونا چاہیے اور آدمی اگر اہل عادت ہے تو مباح کاموں کے وقت بھی خوف غالب ہونا چاہیے
ورنہ گناہ میں مبتلا ہو جائیگا تو خوف و رجا ایسی دوا ہے کہ اوسکی منفعت احوال اور اشخاص کے ساتھہ بدلتی رہتی ہے اس سوال کا جواب مطلق نہو سکیگا واللہ اعلم

چوتھی اصل فقر اور زہد کے بیان میں

اے برادر اس بات کو باور کر کہ اون چار اصلوں پر راہ دین کا مدار ہے جو عنوان مسلمانی میں ہم بیان کر چکے ہیں ایک تو اپنا نفس دوسرے
حق تعالی تیسرے دنیا چوتھے آخرت ان چار میں سے دو قابل ترک ہیں دو لائق طلب یعنی اپنے نفس سے حق تعالی کے واسطے دست بردار ہونا چاہیے
اور دنیا کو آخرت کے واسطے ترک کرنا چاہیے تو تجھے اپنی خودی سے منہ پھیر کر خدا کی طرف متوجہ ہونا چاہیے اور دنیا کو لات مار کر آخرت کی طرف
دوڑنا چاہیے اور خوف صبر توبہ اسکے مقدمات ہیں اور محبت دنیا مہلکات سے ہے چنانچہ ہم اوسکا علاج بیان کر چکے ہیں اور دنیا کی
دشمنی اور اوس سے قطع تعلق کرنا منجیات سے ہے اب ہم اسکی تفصیل بیان کرینگے فقر و زہد اسی سے عبارت ہے تو پہلے فقر و زہد کی حقیقت اور
فضیلت پہچاننا چاہیے **فقر و زہد کی حقیقت** اے عزیز جان تو کہ فقیر وہ شخص ہے جو اپنی حاجت کی چیز نہ رکھتا ہو نہ اوسپر قادر ہو اور
آدمی کو پہلے تو اپنی ہستی کی حاجت ہے پھر اپنی بقا کی پھر مال و غذا کی اور بہت چیزوں کی حاجت ہے اور انمیں سے کوئی چیز اوسکے اختیار
میں نہیں اور وہ ان سبکا حاجتمند ہے اور غنی وہ ہے جو اپنے غیر سے بے نیاز ہو وہ جناب احدیت جل شانہ کے سوا کوئی نہیں اور جو کچھ سوا اوسکے
اور ملائکہ اور شیاطین موجود ہیں ان سبکی ہستی اور بقا انکے سبب سے نہیں پس حقیقت میں سب فقیر ہیں اسواسطے کہ حق سبحانہ تعالی نے

ارشاد فرمایا واللّٰہُ الغنیُّ وانتم الفقراءُ یعنی خدا ہی بے نیاز ہے اور تم سب محتاج ہو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فقیر کے یہی معنی بیان
کیے ہیں اور فرمایا ہے کہ اصبحت مرتہنا بعملی والامر بید غیری فلا فقیر افقر منی یعنی میں اپنے کام میں گرو ہوں اور میرا کام دوسرے کے ہاتھ میں ہے تو
مجھ سے زیادہ محتاج کون ہے بلکہ حق تعالیٰ نے بھی یہی معنی بیان فرمائے اور ارشاد کیا وربک الغنی ذو الرحمۃ ان یشأ یذھبکم ویستخلف
من بعدکم ما یشاء یعنی غنی وہ ہے کہ اگر چاہے تو سبکو ہلاک کرے اور یہی مخلوق پیدا کردے تو تمام خلق فقیر ہے لیکن اہل تصوف کے محاورہ
میں فقیر اوسکو کہتے ہیں کہ جو اپنے تئیں اس محتاجی کی صفت پر دیکھے اور یہ حالت اوسپر غالب ہو کہ وہ جانتا ہو کہ میں کچھ نہیں رکھتا اور دونوں
جہان میں کوئی چیز میرے اختیار میں نہیں ہے اصلاً فرش میں نہ عرش میں اور احمق لوگ یہ جو کہتے ہیں کہ آدمی فقیر اوسوقت ہوتا ہے
کہ کچھ عبادت نہ کرے اسواسطے کہ جب عبادت کریگا اور اوسکا ثواب اپنے واسطے جمع رکھیگا تو اوسوقت اوسکے واسطے ایک چیز ہو جائیگی فقیر نہ رہیگا
یہ کہنا محض احمق پن اور زندیقی پن کا تخم ہے کہ شیطان نے اون لوگوں کے دلوں میں بو دیا ہے اور جو احمق ہے کہ کسی کا دعویٰ کرتا ہے ایسا نہیں اسطرح شیطان راہ سے
بہکا دیتا ہے کیونکہ ایک لفظ میں ہر معنی پیدا کر دیتا ہے تاکہ احمق اوسکے سبب سے دھوکا کھائے اوسکا معنی سمجھنا یہ ہے کہ یہ کہنا ایسا ہے جیسا کوئی
کہے کہ جو خدا رکھتا ہے وہ سب کچھ رکھتا ہے چاہیے کہ خدا سے بیزار ہو تاکہ فقیر ہو جائے بلکہ فقیر وہ ہے جو طاعت کرتا ہے جیسا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے
فرمایا کہ طاعت بھی میری ملک نہیں اور میرے اختیار میں نہیں ہے میں محتاج ہوں غرضکہ جسے صوفی فقیر کہتے ہیں اوسکا بیان بہت مقصود
ہے سب چیزوں میں آدمی کے فقر کو بیان کرنیکا ارادہ نہیں بلکہ مال کی رو سے جو فقیر ہوتا ہے اوسے ہم بیان کرینگے اور لاکھ حاجتیں جو آدمی کو
رہا کرتی ہیں اور وہ سب فقر ہیں اون میں سے ایک مال بھی ہے پس اگر نہ ہو تو کہا جائیگا کہ آدمی اوسکے قصد سے دست بردار
ہو جائیگا یا مال ہاتھ ہی نہ آئے جو قصداً دست بردار ہو جائے اوسے زاہد کہتے ہیں اور جسکا ہاتھ مال نہ آئے اوسے فقیر کہتے ہیں اور فقیر کی پانچ قسمیں ہیں ایک یہ کہ مال نہیں
رکھتا مگر جہانتک ہو سکتا ہے تلاش کرتا ہے اوسے فقیر حریص کہتے ہیں دوسرا یہ کہ تلاش نہیں کرتا اور اگر کوئی دیتا ہے تو لیتا ہے اوسے فقیر زاہد کہتے ہیں تیسرا یہ
کہ تلاش میں کد نہ کرے اور مال کو رد نہ کرے اگر کوئی دیوے تو لیوے اور نہ دیوے تو بھی خوش رہے اوسے فقیر قانع کہتے ہیں ہم پہلے فقر کی فضیلت بیان
کرتے ہیں پھر زہد کی اسواسطے کہ اگرچہ آدمی مال کا حریص ہو مگر مال نہ ہونے میں بھی فضیلت ہے

محتاجی کی فضیلت

الغرض جانو حق تعالیٰ نے
ارشاد فرمایا ہے للفقراء المھاجرین محتاجی کو ہجرت پر مقدم رکھا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو درویش کثیر العیال ہو
پارسا ہو اوسے حق تعالیٰ دوست رکھتا ہے اور فرمایا ہے کہ اے بلال تو یہ کوشش کر کہ جب اس جہان سے جا تو درویش جا تونگر نہیں اور فرمایا ہے
کہ میری امت کے محتاج لوگ تونگروں سے پانسو برس پہلے جنت میں جائینگے اور ایک روایت میں ہے کہ امیروں سے چالیس برس پہلے فقیر جنت
میں جائینگے اس فقیر سے فقیر حریص مقصود ہوگا اور اوس فقیر سے وہ فقیر جو فقیری میں خوش اور راضی ہو اور فرمایا ہے کہ میری امت میں فقیر
لوگ سب سے بہتر ہیں اور ضعیف لوگ سب سے پہلے بہشت میں پھرنے لگینگے اور فرمایا ہے کہ میرے دو پیشے ہیں جو ان دونوں پیشوں کو
دوست رکھیگا اوسنے مجھے دوست رکھا ایک درویشی دوسرا جہاد اور ایک روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جناب محبوب خدا
علیہ افضل الصلوۃ والثنا سے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق تعالیٰ آپکو سلام کہتا ہے اور پوچھتا ہے کہ تم یہ چاہتے ہو کہ دنیا میں کے
پہاڑوں کو سونے کا کر دوں تاکہ جہاں تم جاؤ وہاں حاضر ہوں فرمایا کہ اے جبرئیل میں نہیں چاہتا اسواسطے کہ دنیا بے گھروں کا گھر ہے اور

بے دینون کا مال ہے دنیا مین مال جمع کرنا بے عقلون کا کام ہے حضرت جبرئیل نے کہا اے محمد ﷺ ثبتک اللہ بالقول الثابت حضرت عیسی علیہ السلام ایک سوتے
آدمی کی طرف گذرے اور کہا اوٹھو خدا کو یاد کرو اوسنے عرض کیا کہ اے عیسی آپ مجھسے کیا چاہتے ہین مین نے تو دنیا کو دنیا دارون کے واسطے
چھوڑ دیا فرمایا پھر سو اے دوست اور خوب سو حضرت موسی علیہ السلام ایک شخص کی طرف گذرے وہ سر کے نیچے اینٹ رکھے خاک پر سو رہا تھا
اور ایک کملی کے سوا اور کپڑا اوسکے پاس نہ تھا حضرت موسی علیہ السلام نے عرض کیا کہ بار خدایا تیرا یہ بندہ ضائع ہے کچھ بھی نہین رکھتا وحی آئی کہ اے
موسی تم نہین جانتے کہ مین جسکی طرف خوب متوجہ ہوتا ہون اوسے دنیا سے باز رکھتا ہون حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ
جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے پاس ایک مہمان آیا اوسوقت آپ کے پاس کچھ نہ تھا مجھے بھیجا
کہ فلانے یہودی پاس جا کر کہہ کہ تھوڑا سا آٹا مجھے قرض دے مین نے جا کر اوس یہودی سے کہا اوسنے
قسم کھا کر جواب دیا کہ مین نہ دونگا مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آکر عرض کر دیا آپ نے فرمایا
کہ قسم خدا کی مین آسمانون مین امین ہون اور زمین مین امین ہون وہ یہودی اگر قرض دیتا تو مین ادا کر دیتا اب میری یہ زرہ لیجا اور گرو کر
گرو کر لایا تب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشدلی کے واسطے یہ آیت نازل ہوئی ولا تمدن عینیک الی ما متعنا بہ ازواجا منہم زہرۃ
الحیوۃ الدنیا لنفتنہم فیہ ورزق ربک خیر وابقی یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ چاہیئے کہ دنیا اور دنیا دارون کو نظر
سے دیکھو کہ یہ سب انکے واسطے فتنہ ہے اور جو چیز تمہارے واسطے خدا کے پاس رکھی ہے وہ بہتر اور رہنے والی ہے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ
تعالی عنہ کہتے ہین کہ حضرت موسی علیہ السلام پر وحی آئی کہ جب تجھپر درویشی آئے تو کہہ مرحبا اے شعار صالحین جناب سلطان الانبیا
علیہ الصلوۃ والثنا نے فرمایا کہ بہشت مجھکو دکھائی گئی اہل بہشت اکثر درویش تھے اور دوزخ مجھے دکھائی گئی اہل دوزخ اکثر تونگر تھے اور
فرمایا کہ مین نے بہشت مین عورتون کو بہت کم دیکھا پوچھا کہان ہین بولے شغلہن الاحمران الذہب والزعفران یعنی سونا اور
رنگین کپڑے اونھین قید کیے ہوئے ہین روایت ہے کہ دریا کے کنارے سے ایک پیغمبر علیہ السلام کا گذر ہوا دیکھا کہ ایک ماہی گیر نے خدا
کا نام لیکر جال پھینکا ایک مچھلی بھی نہ پھنسی دوسرے ماہی گیر نے شیطان کا نام لیکر جال ڈالا بہت سی مچھلیان پھنسین اون پیغمبر نے عرض
کیا کہ بار خدایا یہ سب تیرے ہی حکم سے ہے مگر اسمین کیا حکمت ہے حق تعالی نے فرشتون کو حکم کیا کہ دونون ماہی گیرون کی جگہ بہشت
اور دوزخ مین اس پیغمبر کو دکھاؤ جب جگہ دیکھی تو عرض کیا کہ بار خدایا مین راضی ہوا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ پیغمبرون مین جو تونگری کے سبب سے سبکے بعد جنت مین جائین گے وہ سلیمان بن داود علیہما السلام ہین اور میرے اصحاب مین جو
تونگری کے سبب سے سب کے بعد بہشت مین جائیگا وہ عبد الرحمن بن عوف ہے حضرت عیسی علیہ السلام نے کہا ہے کہ تونگر بہت دشواری سے
جنت مین جائیگا اور حضرت سرور انبیا علیہ افضل الصلوۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالی جب بندہ کو دوست رکھتا ہے تو اوسے مبتلا
آفات کرتا ہے اور اگر پوری محبت کاملہ کرتا ہے تو اقتنا کرتا ہے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اقتنا کیا چیز ہے فرمایا کہ اقتنا یہ ہے کہ اوس بندہ کا
مال باقی رکھے نہ اہل و عیال حضرت موسی علیہ السلام نے پوچھا کہ یا اللہ خلق مین کون لوگ تیرے دوست ہین کہ مین بھی اونھین دوست
رکھون ارشاد ہوا کہ جہان کوئی فقیر ہے جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا کہ جب دیکھو کہ دنیا اسکے

بہشت اولیاؤں سے ان تو سطرح آدمی ایکدوسرے سے عذر خواہی کرینگے اوسطرح حق تعالی اونسے روبرو عذر بیان فرمائیگا اور ارشاد کریگا اے میرے بندے دنیا کو جو مین نے تجھسے باز رکھا یا رتبہ بذلت و خواری کی وجہ سے نہ تھا اس سبب سے تھا کہ تو خلعت اور بزرگیان میری سے بانصیب ہو اور خلائق کی ان صفون مین جا اور جنے تجھے میرے واسطے کسیدن کھانا یا کپڑا دیا ہے اوسکا ہاتھ پکڑ لے مین نے اوسے تیرے سپرد کیا اوسدن خلق پسینہ مین غرق ہوگی وہ صفون مین گھس جائیگا اور جنے اوسکے ساتھ دنیا مین نیکی کی ہوگی اوسکا ہاتھ پکڑ کر نکال لائیگا اور فرمایا ہے کہ تم فقیرون کے ساتھ دوستی رکھو اور اونکے ساتھ احسان کرو اسواسطے کہ راہ مین اونکے واسطے دولت مہیا ہے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ دولت کیا ہے فرمایا کہ وہ دولت یہ ہے کہ قیامت کے دن فقیرون سے حکم ہوگا کہ جنے تمھین ٹکڑا روٹی یا گھونٹ بھر پانی یا کپڑے کا ٹکڑا دیا ہو اوسکا ہاتھ پکڑ کر بہشت مین لیجاؤ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ روایت کرتے ہین کہ جناب سید صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خلق جب دنیا جمع کرنے اور عمارت بنانے مین متوجہ ہوگی اور فقیرون کو دشمن جانیگی تب حق سبحانہ تعالی امت پر چار بلاؤن مین مبتلا کریگا قحط زمان مین جور سلطان مین قاضیون کی خیانت مین کافرون اور دشمنون کی شوکت وقوت مین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کہتے ہین کہ وہ شخص ملعون ہے جو محتاجی کے سبب سے کسیکو خوار و ذلیل جانے اور تونگری کی وجہ سے کسیکو عزیز سمجھتا بعضے بزرگون نے کہا ہے کہ تونگر لوگ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالی کی مجلس سے زیادہ کہین خوار و ذلیل نہوتے کیونکہ اونھین آگے نہ آنے دیتے پچھلی صف مین بیٹھے رہتے اور محتاج کو اپنے قریب بٹھلاتے لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے کہا کہ بیٹا یہ یاد رکھنا کہ جو کوئی پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہو اوسے حقیر نہ جاننا اسواسطے کہ تیرا اور اوسکا ایک ہی خدا ہے حضرت یحیی ابن معاذ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ آدمی بیچارہ اگر دوزخ سے ایسا ڈرتا جیسا محتاجی سے ڈرتا ہے تو دونون سے بیخوف رہتا اور اگر بہشت کو اسطرح ڈھونڈھتا جیسا دنیا کو ڈھونڈھتا ہے تو دونون ملتین اور اگر دلمین خدا سے ایسا ڈرتا جیسا ظاہر مین خلق سے ڈرتا ہے تو دونون جہان مین نیکبخت ہوتا حضرت ابراہیم ادہم رحمہ اللہ تعالی علیہ کے پاس ایک شخص دس ہزار درم لایا آپ نے نہ لیے اوسنے بہت منت خوشامد کی کہا اے شخص تو یہ چاہتا ہے کہ اسقدر مال لیکر مین اپنا نام فقیرون کی فہرست سے نکلوا ڈالون مین ہرگز یہ نہ کرونگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے فرمایا کہ اگر تم چاہتی ہو کہ قیامت مین میرے ساتھ رہو تو فقیرانہ زندگی بسر کرو اور امیرون کے ساتھ مل بیٹھنے سے دور رہو اور جب تک پیوند نہ لگالو تب تک کوئی کپڑا نہ اوتارو

درویش قانع کی فضیلت

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص نیکبخت ہے جسے حق تعالی نے اسلام کی ہدایت فرمائی اور بقدر کفایت مال عنایت کیا اور اوسنے اسپر قناعت کی اور فرمایا ہے کہ فقیرو تم دل سے محتاجی پر راضی رہو تاکہ فقر کا ثواب پاؤ ورنہ ثواب نہ پاؤگے یہ اسطرف اشارہ ہے کہ فقیر حریص کو ثواب نہ ملیگا مگر اور حدیثون مین صراحۃً وارد ہوا ہے کہ فقیر حریص کو بھی ثواب ملیگا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر چیز کی ایک کنجی ہے فقراء صابر کی محبت کلید جنت ہے اسواسطے کہ قیامت کے دن یہ لوگ خدا کے ہمنشین ہونگے اور فرمایا ہے کہ سب بندون سے زیادہ وہ فقیر خدا کا دوست ہے جو اوسیقدر پر قانع ہو جسقدر اوسکے پاس کھانا ہے اور حق تعالی جو روزی اوسے عنایت فرماتا ہے اوسمین خدا سے وہ خوش اور راضی ہے اور فرمایا ہے کہ قیامت کے دن کوئی امیر و فقیر ایسا نہوگا جو یہ آرزو نہ کرتا ہو

کی دوری ہوتی ہے کیونکہ دنیا سے نفرت اور محبت کی قدر ہوتی ہے لیکن اگر ایسا ہو کہ اوسکے نزدیک مال کا ہونا نہونا دونوں یکسان ہوں او
مال سے فارغ البال ہو جو کچھ کہ حاجت خلق کی بناظر رکھتا ہو جیسا ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کا حال تھا کہ ایکدن لاکھ درم
خرچ کر ڈالا اور اپنے واسطے ایک درم کا گوشت بھی مول لیا کہ اوس روز روزہ افطار کرتیں یہ درجہ اوس فقیر کے درجہ سے جسکا دل اس صفت پر نہو بہت بلند ہے
مگر جب دونوں کے احوال برابر فرض کیے جائیں تو فقیر افضل ہے اسواسطے کہ امیر کا بہت بڑا کام یہی ہے کہ صدقہ دیں اور خیر کریں اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ فقیروں نے رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ یا رسول اللہ دین و دنیا کی نیکی تو امیروں ہی نے لوٹ لی کہ وہ صدقہ اور زکوۃ دیتے ہیں
حج اور جہاد کرتے ہیں اور ہم یہ نہیں کر سکتے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فقیروں کے ایلچی کو سرفراز فرمایا اور ارشاد کیا
مرحبا بک و بمن جئت عندہم تو ایسے لوگوں کے پاس سے آیا ہے کہ میں اونھیں دوست رکھتا ہوں تو اونسے کہدے کہ جسنے خدا کے
واسطے فقیری پر صبر کیا اوسکے واسطے تین درجے ایسے ہیں کہ امیروں کے لیے نہیں ایک یہ کہ بہشت میں جو درجے ہیں اہل بہشت کو وہ ایسے
معلوم ہونگے جیسے اہل دنیا کو ستارے اور وہ اوسکے سوا کسی کو نہیں ملینگے مگر پیغمبر یا فقیر شہید کو دوسرا یہ کہ فقیر پانسو برس پہلے امیروں سے
جنت میں جائینگے تیسرا یہ کہ جب کوئی فقیر کہتا ہے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہتا ہے اور امیر بھی کہتا ہے تو امیر فقیر کے درجے
کو نہیں پہونچتا اگرچہ اسکے ساتھ دس ہزار درم صدقہ بھی دے فقیروں نے کہا رضینا رضینا ہم راضی اور خوش ہوئے حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکا سبب یہ فرمایا کہ ذکر ایسا بیج ہے کہ بندہ کے دل کو جب دنیا سے فارغ اور اندوہگین اور شکستہ پاتا ہے تو اوسپر
اثر کرتا ہے اور امیر کا دل جو دنیا سے خوش ہوتا ہے اوس سے اچھل جاتا ہے جیسا سخت پتھر پر سے پانی کی چھینٹیں اڑ جاتی ہیں
پس جب ہر ایک کا یہ ہے کہ حق تعالی کی نزدیکی اور اوسکے ذکر کے ساتھ محبت اور مشغولی کی قدر ہے اور وہ مشغولی اوسیقدر ہوتی ہو جسقدر
اور چیز کی محبت سے فارغ البالی ہو اور امیر کا دل محبت دنیا سے فارغ نہیں ہوتا تو فقیر اور امیر کیونکر برابر ہوگا مگر شاید امیر اپنی طرف گمان
ایسا کرے کہ ہم دنیا اور مال سے فارغ البال ہیں اور یہ دھوکا ہوتا ہے تو اس گمان کے سچ ہونے کی علامت یہی ہے جو
ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے کیا کہ لاکھ درم ایک دن کے برابر جانکر خرچ کر ڈالے اور اگر دنیا سے فارغ البال
ہوکر مال جمع کر رکھنا ممکن ہوتا تو پیغمبر علیہم السلام اوس سے اتنا حذر کیوں کرتے اور دوسروں کو حذر کرنے کا حکم کیوں فرماتے حتی کہ جناب
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کو جب دنیا نظر آئی تھی اور اپنی زینتیں پیش کرنے لگی تھی تو آپنے فرمایا میرے پاس سے دور ہو میرے
پاس سے دور ہو اور حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا کہ تم دنیاداروں کے مال کیطرف نہ دیکھو کہ اوسکی برق حلاوت ایمان کو تم سے لیلیتا ہے
یہ اسواسطے فرمایا کہ وہ حلاوت دل میں پیدا ہوتی ہے اور حلاوت ذکر کو زحمت پہونچاتی ہے اسلیے کہ دو حلاوتیں ایک دل میں نہیں
آتیں اور عالم وجود میں دو ہی چیزیں ہیں ایک حق ایک غیر حق غیر حق سے جسقدر تو دل لگائیگا اوسیقدر حق تعالی سے دل ٹوٹ جائیگا
اور جسقدر غیر حق سے دل توڑیگا اوسیقدر حق تعالی کی قربت کے مزے لوٹیگا پس شعر غیر حق را میدہی رہ در حریم دل چرا +
میکشی بر صفحہ ہستی خط باطل چرا + حضرت ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ فقیر ایسی چیز کی آرزو میں جس سے عاجز ہو ایکدم
سرد جو بھرتا ہے وہ تونگر کی اوس عبادت سے بہتر ہے جو ہزار برس وہ کرتا ہے حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالی سے ایک شخص نے کہا کہ میں

عیالدار ہون اور بالکل نادار ہون آپ میرے واسطے دعا کیجیے جواب دیا جسوقت تیرے اہل و عیال کہین کہ کھانا پانی نہین ہے اور تو اوسے
مہیا کرنے سے عاجز ہے اور اہل و عیال کا درد تیرے دل مین ہو اوسوقت تو میرے واسطے دعا کرنا اسواسطے کہ اوسوقت کی تیری دعا میری دعا سے
افضل ہے **حالت محتاجی مین درویشی کے آداب** ایعزیز جانتو کہ باطن مین خدا آداب درویشی ہے اور ظاہر مین گلہ نہ کرنا
اور درویش کو باطن مین تین حالتین ہین ایک یہ کہ درویشی کے ساتھ خوش اور شاکر رہے اسواسطے کہ جانتا ہے کہ درویشی حق تعالی
کی بیجی عنایت ہے کہ اپنے دوستون کے حال پر مبذول فرماتا ہے دوسری حالت یہ ہے کہ خوش نہو تو خدا کے فعل سے ناخوش بھی نہو اگرچہ
درویشی بری معلوم ہو جیسے کوئی شخص پچھنے لگواتا ہے تو اوسکا درد برا معلوم ہوتا ہے مگر پچھنے لگانیوالے سے ناخوش نہین ہوتا ہے
یہ بھی بڑی بات ہے تیسری حالت یہ ہے کہ معاذ اللہ حق تعالی سے ناراض ہو یہ امر حرام ہے اور ثواب فقر کو کھو دیتا ہے بلکہ ہر وقت یہی اعتقاد
رکھنا چاہیے کہ حق سبحانہ تعالی وہی کرتا ہے جو کرنا چاہیے اور کیسکو اوسکے فعل سے کراہت اور انکار کرنا نہین پہونچتا اور ظاہر مین گلہ
نکرنا چاہیے صبر و تحمل کا پردہ ڈالے رکھنا چاہیے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ درویشی کبھی عذاب کا سبب
ہوتی ہے بدخوئی اور شکایت اور قضا الہی پر جھنجھلانا اوسکی علامت ہے اور کبھی سعادت کا سبب ہوتی ہے نیکخوئی اور گلہ نکرنا
اور شکر بجالانا اوسکی علامت ہے حدیث شریف مین ہے کہ اپنی محتاجی اور درویشی کو پوشیدہ رکھنا بھرا ہوا خزانہ ہے اور آداب یہ ہین کہ تونگرون
سے مخالطت اور فروتنی نکرے اور اونکی حق بات کہنے مین چپکا نہ بنا رہے حضرت سفیان رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ فقیر جب
امیر کے گرد رہے تو جان لینا چاہیے کہ ریاکار ہے اور جب بادشاہ کے گرد رہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ چور ہے دوسرا آداب یہ ہے
کہ بعض اوقات جو کچھ ہوسکے اپنا خرچ کرکے صدقہ دے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کبھی ایک درم لاکھ درم پر سبقت
لیجاتا ہے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایسا کس طرح ہوتا ہے فرمایا کہ جو شخص دو درم سے زیادہ نرکھتا ہو اور ایک دیدے
تو یہ ایک اوس لاکھ سے بہتر ہے جو آدمی کثرت سے مال رکھتا ہو اور لاکھ درم دیدے **کسیکی عطا لینے کے آداب** یہ ہین کہ جو چیز مشتبہ
کی ہو اوسے نہ لے اور جو کچھ اپنی حاجت سے زیادہ ہو وہ نہ لے لیکن اگر درویشون کی خدمتگذاری کیا کرتا ہے تو اگر بقدر حاجت سے
زیادہ علانیہ لیکر فقیرون کو تقسیم کریگا تو سخاوت کا درجہ ہے اور اگر اس امر کی طاقت نرکھے تو نہ لے تاکہ مالک مال آپ ہی مستحقون
کو پہونچادے مگر دینے والے کی نیت دریافت کر لینا بہت ضرور ہے یا ہدیہ کی نیت ہوگی یا صدقہ کی یا ریا کی جو چیز ہدیہ ہو اوسکا
قبول کرنا سنت ہے بشرطیکہ احسان سے خالی ہو اور اگر جانے کہ تھوڑی چیز مین احسان ہے اور تھوڑی مین نہین تو جسقدر مین
احسان نہو اوسیقدر لے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین ایک شخص گھی اور پنیر اور ایک بکرا لایا آپ نے بکرا پھیر دیا اور گھی
پنیر لے لیا حضرت فتح موصلی رحمہ اللہ تعالی کے پاس ایک شخص پچاس درم لایا کہا کہ حدیث شریف مین ہے کہ بے سوال جسے کوئی چیز
ملے اور وہ رد کرے تو اوسنے خدا پر رد کی یہ کہکر ایک درم اوٹھا لیا اور باقی پھیر دیے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی نے بھی یہی حدیث
روایت کی مگر ایکدن کوئی شخص سونا چاندی بھری ہوئی تھیلی اور بہت سے عمدہ عمدہ کپڑے اونکے پاس لایا اوسے قبول نکیا اور کہا کہ جو
شخص مجلس کرتا ہے اور لوگون سے کچھ لیتا ہے وہ قیامت کے دن خدا کو دیکھے گا اور خدا کے پاس اوسکا کچھ حصہ نہوگا یہ

اس جہت سے قبول کیا ہو گا اور جس سے ثواب آخرت اونہیں مقصود ہو گا اور جاتا رہا ہو گا ... بلکہ بغیر حاجت کے سبب سے یہ نہ جانا کہ خلوص
نیت باطل ہو جاسے ایک شخص نے اپنے ایک دوست کو کوئی چیز دی اوسنے کہا ٹھہر جاؤ دیکھ لون اگر تمھارے دل مین میری قدر تیری دی چیز سے
زیادہ ہو تو مین قبول کرون حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کسی سے کچھ نہ لیتے اور فرماتے کہ اگر مین جانتا کہ زبان پر نہ لائیگا
تو لے لیا کرتا یعنی اگر مین لیا ہونگا تو وہ نیک بات کیگا اور احسان جتائیگا اور کوئی بزرگ تھے کہ جو ... لیتے اور دوسرون سے نہ لیتے اور سبب
بزرگ احسان و منت ... کرتے تھے حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ مین نے کسی سے سوال نہین کیا مگر سری سقطی سے کہ اونکا زہد
جانتا تھا کہ وہ اس بات سے خوش ہوتے ہین کہ کوئی چیز اونکے ہاتھ سے نکل جائے لیکن اگر ریا کی نیت سے دے تو نہ لینا ضرور ہے
ایک بزرگ نے کوئی چیز پھیر دی لوگون نے اوس پر غصہ کیا اون بزرگ نے کہا کہ دینے والون پر مین نے بڑی مہربانی کی کہ وہ چیز پھیر دی
اسواسطے کہ وہ منت پھیرتے اونکا مال بھی جاتا ثواب بھی جاتا اور اگر صدقہ کے قصد سے دے تو لینے والا اگر صدقہ لینے کے قابل
ہو تو لے اور اگر محتاج ہو تو پھیرنا نہ چاہیے حدیث شریف مین ہے کہ جو بے سوال کیے لوگون نے کچھ دیا تو وہ خدا کا بھیجا ہوا
رزق ہے بزرگون نے کہا ہے کہ جب کچھ دین اور وہ نہ لے ایسا شخص اس بلا مین مبتلا ہوتا ہے کہ پھر وہ چاہتا ہے کہ لوگ مجھے دین اور
وہ نہین دیتے حضرت سری سقطی حضرت امام احمد حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے واسطے ہمیشہ کچھ بھیجا کرتے وہ نہ لیتے حضرت سری سقطی
کہتے کہ اے احمد رد کرنے کی آفت سے حذر کرو ایکبار انھون نے فرمایا کیا کہا پھر تو کہو حضرت سری سقطی نے پھر کہا کہ رد کرنے کی آفت سے
حذر کرو پھر سوچکر جواب دیا کہ اچھا اس قدر رکھ چھوڑو ایک مہینہ کا خرچ میرے پاس ہے جب وہ ہو جائیگا تو مین لیلونگا — **بلا ضرورت سوال
حرام ہونیکا بیان** ایعزیز جانتو کہ سوال منجملہ فواحش ہے یعنی برا کام ہے اور فواحش بلا ضرورت حلال نہین ہوتے سوال منجملہ
فواحش اس سبب سے ہے کہ اوس مین تین برائیان ہین ایک یہ کہ فقیری بیان کرنا خدا کی شکایت ہے اسواسطے کہ غلام اگر غیر سے کچھ مانگے
تو اوسنے گویا اپنے آقا پر طعن کی اسکا کفارہ یہ ہے کہ بلا ضرورت اور بطور شکایت نہ کہے دوسری برائی یہ ہے کہ اپنے تئین ذلیل کرنا
اور مسلمان کو یہ لازم نہین کہ حق تعالیٰ کے سوا اور کسیکے سامنے اپنے تئین ذلیل کرے ذلت سے بچنے کی یہی صورت ہے کہ جب تک
ہو سکے کسی دوست اور عزیز اور فراخ دل اور ایسے شخص سے سوال کرے جو اسے چشم حقارت سے نہ دیکھے اور اوسکے سامنے
ذلیل نہ ہو اگر یہ نہ ہو سکے تو بلا ضرورت شدید کسی سے سوال نہ کرے تیسری برائی یہ ہے کہ دوسرے کو رنج دینا ہے کہ شاید جس سے سوال
کرے وہ جو کچھ دے بخوف ملامت شرم کے سبب سے اور ریا کے طور سے دے اگر یون دیگا تو ملول رہیگا اور دل سے نہ دیگا اور اگر نہ دیگا
تو شرم و ملامت کے رنج مین گرفتار ہو گا اس سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ صراحۃً نہ کہے کنایۃً کہے ایسا کہ جس سے کہتا ہے وہ اگر تجاہل عارفانہ
کرنا چاہے تو کر سکے اور اگر صراحۃً کہے تو ایک شخص کا تعین نہ کرے بلکہ بہتون سے کہے لیکن اگر ایک ہی امیر آدمی وہان موجود ہو کہ سب
اوسی سے امیدوار ہون اور اگر وہ نہ دیگا تو دوسرے ملامت کرینگے تو یہ بھی تعین کے مانند ہے اور اگر مستحق زکوۃ کے واسطے اوس شخص سے
کہیگا جسپر زکوۃ واجب ہے تو درست ہے گو کہ اوسے رنج پہونچے اور اگر خود مستحق زکوۃ ہے تو بھی درست ہے اور جو کچھ خوف ملامت یا شرم
سے کوئی شخص دے اوسکا لینا حرام ہے کہ وہ زبردستی لینے کے مانند ہے اور ظاہری فتوے دینے مین فقط زبان دیکھتے ہین اور

یہ فتوی اسی جہان میں کام آتا ہے اسواسطے کہ یہ دنیا کے بادشاہوں کا قانون ہے اور اوس جہان مین دل کے فتوے پر اعتماد کرینگے جب
دل یہ گواہی دیتا ہے کہ یہ شخص کراہت سے یہ چیز دیتا ہے تو اوسکا لینا حرام ہے تو اس تمام گفتگو سے معلوم ہوا کہ سوال حرام ہے مگر ضرورت
یا شدید حاجت کے واسطے درست ہے لیکن شان و شوکت بڑھانے کے واسطے یا اچھا کپڑا پہننے یا اچھا کھانا کھانے کے واسطے
سوال کرنا نہ چاہیے اور ایسے شخص کو سوال کرنا چاہیے جو محتاج ہو کوئی چیز نہ رکھتا ہو کوئی کمائی نہ کر سکتا ہو یا کمائی تو کر سکتا ہو
لیکن طالب علم مین مشغول ہو کہ کسب کریگا تو طلب علم سے باز رہیگا لیکن اگر عبادت مین مشغول ہو تو سوال کرنا نہ چاہیے بلکہ کسب کرنا
واجب ہے اور اگر قوت کا محتاج ہے اور نہ ایسی کتاب ملک مین رکھتا ہے جسکی حاجت نہین یا جا نماز گدڑی لنگی وغیرہ ضرورت
سے زیادہ رکھتا ہے تو اوسپر سوال کرنا حرام ہے اوسے چاہیے کہ پہلے ایسی چیزون کو بیچ کھائے اپنے تئین یا اپنے اہل
عیال کو مرفہ حال اور باشوکت و جلال رکھنے کے واسطے سوال کرنا حرام ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ جو کوئی اپنے پاس کچھ رکھتا ہو اور سوال کرے وہ قیامت کے دن اس صورت سے آویگا کہ اوسکے چہرہ پر بالکل ہڈیان رہی
ہونگی گوشت بالکل اتر گیا ہوگا اور فرمایا ہے کہ جو شخص مانگتا ہے اور اپنی ملک مین کچھ رکھتا ہے وہ جو کچھ لیتا ہے
وہ دوزخ کی آگ ہے [illegible] لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کسقدر مال پاس رکھتا ہو
تو اوسے سوال کرنا نہ چاہیے تو ایک حدیث مین ہے کہ شام صبح کا کھانا رکھتا ہو اور ایک حدیث مین ہے کہ پچاس درم رکھتا ہو
یہ جو آپنے فرمایا ہے کہ پچاس درم رکھتا ہو اسکے معنی یہ ہین کہ ایک آدمی کے پاس پچاس درم ہون کیونکہ یہ ایک سال کے
خرچ کو کافی ہوتے ہین آدمی اگر اسقدر نہ رکھتا ہو اور سال بھر مین ایک ہی صدقہ اور خیرات کا موسم ہو اور وہ اگر نہ مانگیگا تو تمام سال
محتاج رہیگا تو اسقدر سوال کرنا درست ہے اور صبح شام کا کھانا اوس شخص کے حق مین آپنے فرمایا ہوگا جو ہر روز سوال کر سکتا ہے
تو ہر روز اسکے حق مین ایسا ہے جیسا اوسکے حق مین سال یہ کم و بیش کی نسبت ہے لیکن بنسبت حاجت کی تین اصلین ہین روٹی
کپڑا مسکن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا مین آدمی کا کچھ حق نہین مگر تین چیزین کھانا جو اوسکی پیٹھ سیدھی
رکھے کپڑا جس سے ستر عورت ہوجائے اور گرمی جاڑے سے بچائے رکھے مسکن جو اوسے چھپائے رکھے اور ضروری اثاث البیت
بھی اسی مین داخل ہے اگر کوئی شخص نمدہ اور رزائی رکھتا ہو تو کمل اور شطرنجی کے واسطے سوال کرنا نہ چاہیے اور اگر مٹی کی بدہنی ملسکتا ہو
تو آفتابہ کے لیے سوال کرنا نہ چاہیے اور ضرورتین تفاوت مین اندازے مین نہین آسکتین چاہیے کہ جب تک بڑی حاجت
نہو تب تک سوال نکرے کہ یہ بری بات ہے **فصل** العزیز جانو کہ درویشون کے درجے مختلف ہین حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالی
کہتے ہین کہ درویشون کے تین درجے ہین ایک اس درجہ کے فقیر ہین کہ نہ خود مانگین نہ دینے سے لین یہ فقیر اعلی علیین مین روحانیون
کے ساتھ رہینگے دوسرے اس درجہ کے فقیر ہین کہ خود نہ مانگین اگر کوئی دے تو لیلین یہ فقیر فردوس مین مقربون کے ساتھ رہین
گے تیسرے اس درجہ کے فقیر ہین کہ مانگین مگر بضرورت مانگین یہ فقیر اصحاب الیمین مین سے ہونگے حضرت ابراہیم ادہم رحمہ اللہ
تعالی نے شقیق سے پوچھا کہ اپنے شہر مین فقیرون کو تمنے کس حال پر چھوڑا جواب دیا کہ بہت اچھے حال پر اگر پاتے ہین تو شکر

ایک ضعف ایمان کے سبب سے دوسرے غلبۂ شہوت کے سبب سے جو فی الحال ہے تیسرے کم ہمتی اور آج کل کرنے کے سبب سے اور اپنے تئین وعدہ دینے
کی وجہ سے کہ اسکے بعد کرینگے اکثر غلبۂ شہوت اسکا سبب ہوتا ہے کیونکہ یہ درست آدمی اوس سے بن نہین آتا دم نقد کو دیکھتا ہے قرض کو بھول جاتا ہے

زہد کی فضیلت کا بیان اے عزیز جانو کہ جو کچھ محبت دنیا کی مذمت مین ہمنے بیان کیا وہ فضیلت زہد کی دلیل ہے اور دنیا کی
دوستی منجملہ مہلکات ہے اور اوسکی دشمنی منجملہ منجیات ہے دنیا کے ساتھ دشمنی رکھنے کے باب مین آیات و احادیث وارد ہین اونہین
ہم بیان کرتے ہین اور زہد کی بڑی تعریف یہی ہے کہ اوسے حق تعالی نے اہل علم کے ساتھ منسوب کیا اور قرآن شریف مین فرمایا کہ
قارون جب جاہ و حشم فوج و خدم سے آراستہ ہوکر باہر نکلا تو ہر ایک تو یہ کہتا تھا کہ کاش یہ دولت اور جاہ و حشمت مجھے ملتی وَقَالَ الَّذِيْنَ
اُوتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا اور جو اہل علم تھے اونھون نے یہ کہا کہ ثواب اس سب سے بہتر ہے اسیواسطے بزرگون نے
کہا ہے کہ جو شخص دنیا مین زاہد رہتا ہے اوسکے دل مین حکمت کی نہرین جاری ہوجاتی ہین اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ اگر تو یہ چاہتا ہے کہ خدا مجھے دوست رکھے تو دنیا مین زاہد رہ اور جب حضرت حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ حق مین مومن ہون آپ نے فرمایا کہ اسکی کیا دلیل ہے عرض کیا کہ میرا دل دنیا سے ایسا بھاگا ہوا ہے کہ میرے نزدیک پتھر
اور سونا برابر ہین گویا بہشت اور دوزخ کو مین دیکھ رہا ہون فرمایا کہ جو کچھ تجھے پانا تھا وہ پاچکا اوسکی حفاظت کر پھر فرمایا
عَبْدٌ نَوَّرَ اللّٰهُ قَلْبَهٗ بِالْاِيْمَانِ یعنی یہ بندہ ایسا ہے کہ حق تعالی نے اسکا دل روشن کردیا اور جب یہ آیت نازل ہوئی فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ
لِلْاِسْلَامِ تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ یارسول اللہ شرح کیا چیز ہے فرمایا کہ ایک نور ہے دل مین پیدا ہوتا ہے اور اوسکے سبب سے سینہ کشادہ ہوجاتا ہے
عرض کیا کہ یارسول اللہ اسکی علامت کیا ہے فرمایا کہ اس سرائے فانی سے دل اچاٹ ہو عالم جاودانی کی طرف متوجہ ہو موت سے پہلے سامان
موت مہیا کرنے لگے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جیسی شرم رکھنے کا حق ہے ویسی شرم خدا سے رکھو صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ
ہم تو شرم رکھتے ہین فرمایا کہ پھر اتنا مال کیون جمع کرتے ہو جسے نہ کھاسکوگے اور ایسی جگہہ گھر کیون بناتے ہو جہان نہ رہوگے رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکدن خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ جو شخص لا الہ الا اللہ سلامتی سے لاوے بے اسکے کہ اوس مین کسی چیز سے ملاوے اوسکے واسطے بہشت
ہے تو حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کھڑے ہوگئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ اوس چیز کی تفسیر کردیجیے کہ جسے نہ ملانا چاہیے فرمایا وہ دنیا
کی محبت اور تلاش ہے اسواسطے کہ بعضے لوگ ایسے ہوتے ہین کہ پیغمبرون کی سی باتین کرتے ہین اور انکے افعال جبارون کے سے ہوتے ہین
جو شخص اس بات سے لا الہ الا اللہ سالم لائیگا اور یہ بات اوس مین نہ ملائیگا بہشت اوسکی جگہہ ہوگی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
جو شخص دنیا مین زاہد ہوتا ہے اوسکے دل پر حق تعالی حکمت کا دروازہ کھولدیتا ہے اور اوسکی زبان کو حکمت کے ساتھہ گویا کرتا ہے اور دنیا کی
علت اور بیماری اور دارو اور درمان اوسے بتادیتا ہے اور دنیا سے سلامتی کے ساتھہ اوسے جنت مین لیجاتا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم ایکدن صحابہ کے ساتھہ اونٹون کے گلے کی طرف گذرے سب اونٹنیان اچھی اور گابھن تھین اور یہ عرب کا بہت اچھا مال ہوتا ہے کہ مالیت
بھی ہوتی ہے اور دودھ گوشت پشم یہ چیزین بھی حاصل ہوتی ہین آپنے اوسطرف سے منہ پھیر لیا صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ تو
بہت اچھا مال ہے آپ کیون نہین ملاحظہ فرماتے فرمایا کہ حق تعالی نے اسکی طرف دیکھنے کو مجھے منع کیا ہے اور ارشاد فرمایا ہے

زہد کے درجون کا بیان اے عزیز جانتو کہ زہد کی تین درجے ہین ایک تو یہ کہ آدمی دنیا سے ہاتھ تو کھینچے لیکن دل دنیا مین لگا ہے لیکن مجاہدہ اور صبر کرتا ہے ایسے آدمی کو متزہد کہتے ہین زاہد نہین کہتے مگر زاہد کی پہلی راہ یہی ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ اوسکا دل بھی دنیا مین نہ لگا ہو مگر اپنی زہد کا اوسے خیال رہتا ہے اور اپنی زہد کو بڑا کام جانتا ہے ایسا آدمی زاہد تو ہے مگر نقصان سے خالی نہین تیسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی اپنے زہد مین بھی زاہد ہو یعنی اوسے اپنے زہد کا بھی خیال نہین آتا اور اوسے بڑا کام نہین جانتا اس زاہد کی مثال اوس شخص کی ایسی ہے جو وزارت کا امیدوار ہو کہ کسی بادشاہ کے در دولت پہ جا در دولت پر ایک کتا ہو کہ وہ اوسے اندر نہ جانے دے اور وہ شخص اوس کتے کو روٹی کا ٹکڑا ڈالدے تاکہ وہ کتا اوس سے باز رہے اور وہ شخص کتے سے اپنا پیچھا چھوڑا کر حضوری بادشاہ سے سرفراز ہو اور عہدہ نیابت سے ممتاز ہو تو یہ ممکن ہی نہین کہ اس روٹی کے ٹکڑے کی کچھ حقیقت سمجھے اے عزیز تمام دنیا ایک لقمہ ہے اور شیطان ایک کتا کہ در دولت پر بھونکتا ہے جب اوس لقمہ کو اس کتے کے سامنے پھینکدے یا تو تجہ سے باز رہیگا اور تمام دنیا آخرت کے سامنے اوس سے بھی زیادہ کم حقیقت ہے جتنا روٹی کا ٹکڑا عہدہ وزارت کے مقابلے مین کم حقیقت ہوتا ہے اسواسطے کہ آخرت کی کچھ نہایت نہین اور دنیا کی نہایت ہے اور نہایت والی چیز کو بے نہایت شی سے کچھ نسبت نہین ہوتی اسیواسطے جب لوگون نے حضرت ابو یزید بسطامی قدس سرہ سے عرض کیا کہ فلانا شخص زہد کی باتین کرتا ہے پوچھا کس چیز مین زہد عرض کیا کہ دنیا مین زہد فرمایا کہ دنیا تو کوئی چیز ہی نہین کہ آدمی اوس مین زہد کرسکے پہلے تو کوئی چیز ہونا چاہیے تاکہ آدمی اوس مین زہد کرسکے اور جس واسطے زہد ہوتا ہے اوسکے لحاظ سے زہد کے تین درجے ہین ایک تو یہ کہ آدمی اس واسطے زاہد ہو کہ عذاب آخرت سے فقط نجات پائے اور اپنے مرنے پر راضی ہو یہ خائفون کا زہد ہے حضرت مالک دینار رحمہ اللہ تعالی نے ایکدن کہا کہ رات کو مین نے حق تعالی سے بڑی دلیری کی کہ اوس سے بہشت مانگی دوسرا درجہ یہ ہے کہ ثواب آخرت کے واسطے زہد اختیار کرے یہ پورا زہد ہے اسواسطے کہ زہد رجا و محبت کے سبب سے ہوتا ہے یہ راجیون یعنی امیدوارون کا زہد ہے تیسرا درجہ یہ ہے کہ زاہد کے دل مین نہ دوزخ کا خوف ہو نہ بہشت کی امید بلکہ خود محبت الٰہی نے دنیا و آخرت دونون اوسکے دل سے بھلادی ہون خدا کے سوا جو کچھ ہے اوسکی طرف التفات کرنے سے ننگ و عار رکھتا ہو یہ کمال کا درجہ ہے جیسا حضرت رابعہ بصری قدس سرہا سے لوگون نے جنت کا ذکر کیا فرمایا الجار ثم الدار یعنی صاحب خانہ گھر سے بہتر ہے شعر وعدۂ دیدار چون در جنت آمد لاجرم عاشقان جنت برای دوست میدارند دوست + جسے خدا کی محبت پیدا ہوئی اوسے بہشت کی لذت ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے بادشاہی کرنے کی لذت کے مقابلے مین لڑکون کی چڑیا سے کھیلنے کی لذت لڑکا اس کھیل کو بادشاہی سے زیادہ دوست رکھتا ہے اسواسطے کہ بادشاہی کی لذت سے بیخبر ہے اور بیخبر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ لڑکے کی عقل ابھی ناقص ہے اسیطرح جناب الٰہی کے مشاہدے کے سوا جس شخص کا اور کچھ مقصود ہے وہ بھی ناقص اور نابالغ ہے ابھی مردی کے درجے کو نہین پہونچا اور جس چیز کو ترک کرکے زہد کرتے ہین اوسکے لحاظ سے بھی زہد کے مختلف درجے ہین اسواسطے کہ کوئی تو دنیا مین سے کچھ ترک کرتا ہے مگر درجہ کامل یہ ہے کہ جس چیز مین آدمی کے نفس کو کچھ بھی حظ ہے اور راہ دین مین اوس چیز کی کچھ ضرورت نہین اور اوسکی کچھ حاجت نہین اوسے ترک کرے کیونکہ مال

جاہ کھانے پہننے کپڑے سونے لوگون کے پاس بیٹھنے درس دینے مجلس جمانے حدیث روایت کرنے سے نفس کو جو حظ حاصل ہوتے ہین
دنیا ان سے عبارت ہی اور جو کچھ شرف نفس کے واسطے ہو وہ سب دنیا مین داخل ہے لیکن اگر درس دینے مجلس جمانے حدیث روایت کرنے
سے فقط یہی مقصود ہی کہ لوگ خدا کی طرف متوجہ ہون تو یہ امور دنیا مین داخل نہین حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ تعالی کہتے
ہین کہ زہد کی تعریف مین مین نے بہت سا قوال سنے ہین مگر ہمارے نزدیک زہد یہ ہے کہ جو چیز تجھے خدا سے دور رکھے اوسی کو ترک کر دے
اور کہا کہ جو شخص نکاح اور سفر کرنے اور حدیث لکھنے مین مشغول ہوا وہ دنیا کی طرف متوجہ ہوا اور ان ہی سے لوگون نے پوچھا کہ حق تعالی
جو فرماتا ہی کہ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ تو کونسا دل سلیم ہی فرمایا کہ سلیم وہ دل ہی جسمین خدا کے سوا اور کوئی چیز نہو حضرت
یحیی ابن زکریا علیہما السلام ٹاٹ پہنتے تھے تاکہ کپڑے کی نرمی سے آپ کے بدن کو آرام نہ پہونچے کہ یہ حظ نفس ہے حتی کہ
ٹاٹ کی سختی کے سبب سے آپ کے بدن مین سوراخ ہو ہو گئے تھے آپ کی والدہ ماجدہ نے ازراہ شفقت مادری فرمایا کہ بیٹا پشمینہ
کا لباس پہنا کرو آپ نے پہن لیا وحی نازل ہوئی کہا اے یحیی تو نے مجھے چھوڑ کر دنیا کو اختیار کیا آپ بہت روئے اور پھر ٹاٹ
پہن لیا الغرض جانتو کہ یہ نہایت درجے کا زہد ہے ہر ایک اس درجے کو نہین پہونچتا مگر زہد مین ہر ایک کا درجہ اوسیقدر ہوتا ہے
جسقدر اوسنے ترک لذات کیا اور جسطرح بعضے گناہون سے توبہ کرنا درست ہی اسیطرح بعضے حظوظ نفس مین زہد بھی درست ہے
درست ہونیکے یہ معنی ہین کہ بے ثواب اور بیفائدہ نہو گا مگر تائب اور زاہد کے واسطے جن مقامون کا آخرت مین وعدہ ہے
وہ اوسی زاہد اور تائب کے واسطے ہین جو سب لذتون سے دست بردار ہوا اور سب گناہون سے توبہ کرے

زاہد کو دنیا مین جن چیزون پر قناعت کرنا چاہیے اونکا مفصل بیان

الغرض جانتو کہ خلق قید خانہ دنیا مین آ پہنچی
اور اس قید خانہ کی بلاؤن کی نہایت نہین مگر دنیا مین چھ چیزین ضروریات اور مہمات سے ہین خورد و نوش پوشش گھر اثاث البیت
جورو جاہ و مال پہلی قسم طعام ہے اسکی جنس اور مقدار اور نان خورش مختلف ہوتی ہے جنس مین ادنی درجہ وہ چیز ہے
جو بدن کو غذا دے اگرچہ وہ بھوسی ہو اور متوسط درجہ جو اور باجرہ اور سائین کی روٹی ہی اور اعلی درجہ گیہون کے
بے چھانے آٹے کی روٹی ہے اگر چھانا گیا تو اوسکا کھانا ہوا الا زہد کی حد سے نکل گیا اور تن پرور ہو گیا اور مقدار مین
ادنی درجہ دس سیر ہے اور متوسط آدھا من اور نہایت درجہ ایک مد ہے شرع مین درویش کے واسطے بھی مقدار مقرر
ہے اگر اسمین زیادتی کریگا تو معدہ مین زہد نہ باقی رہیگا اور آیندہ کے واسطے طعام رکھ چھوڑنے مین اعلی درجہ یہ ہے
کہ جسقدر سے ایکوقت بھوک جاتی رہے اوس سے زیادہ نہ رکھے اسواسطے کہ کوتاہی امید اصل زہد ہے اور درازی
امید اصل حرص ہے اور اوسط درجہ یہ ہے کہ ایک مہینے یا چالیس دن کھانے کی قدر رکھ چھوڑے اور
کمترین درجہ یہ ہی کہ ایک برس کھانے کی قدر رکھ چھوڑے اگر قوت یکسالہ سے زیادہ رکھ چھوڑیگا تو زہد سے محروم رہیگا اسواسطے
کہ جو سال بھر سے زیادہ کی امید رکھیگا اوس سے زہد راست نہ آئیگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عیال کے واسطے قوت
یکسالہ رکھتے کیونکہ وہ بھوک پر صبر نہین کر سکتے تھے مگر آپ اپنے واسطے رات کے کھانے کو بھی کچھ نہ رکھتے اور نان خورش مین

ادنی درجہ یہ کہ اور ساگ ہو اور متوسط درجہ روغن ہے اور جو کچھ روغن سے بنائین اور اعلی درجہ گوشت ہے اگر آدمی ہمیشہ گوشت کھایا
کرے تو زہد گیا گذرا اگر ہفتہ بھر مین دو ایکبار سے زیادہ گوشت کھائیگا تو زہد کے درجے سے بالکل گر جائیگا اور کھانے کے
وقت مین یہ لحاظ رکھنا چاہیے کہ دن بھر مین ایکبار سے زیادہ نہ کھاتے اگر دو دن مین ایکبار کھالے تو یہ پورا زہد ہے اگر
ایک دن مین دو مرتبہ کھائیگا تو یہ زہد نہین جو شخص زہد کو جاننا چاہے اوسے چاہیے کہ جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ
اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا حال بیان لے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ کبھی ایسا ہوتا کہ چالیس چالیس
شب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر مین چراغ نہ جلتا اور خرمے اور پانی کے سوا کچھ غذا نہوتی حضرت عیسی علیہ السلام نے
فرمایا ہے کہ جو شخص جنت طلب کرتا ہے اوسکے واسطے جو کی روٹی کھانا اور کتون کے ساتھ گھورے پر سونا بس ہے اور حوارین سے فرمایا
کہ جو کی روٹی اور ساگ کھایا کرو گیہون کے گرد بھی نہ جایا کرو اسواسطے کہ تم اوسکے شکر پر نہ قائم رہ سکوگے دوسری مہم لباس ہے
زاہد کو ایک کپڑے سے زیادہ نہ رکھنا چاہیے حتی کہ جب وس کپڑے کو دہوئے تو ننگا ہو اگر آدمی پاس دو کپڑے ہونگے تو زاہد
نہین ہے کمتر لباس ایک کرتا اور ٹوپی اور جوتا ہے اور اکثر لباس یہ ہے کہ ایک پگڑی اور ازار بھی ہو اور جنس لباس مین ٹاٹ ادنی ہے
اور موٹا پشمینہ متوسط اور روئی کا موٹا کپڑا اعلی ہے اگر باریک اور نرم کپڑے کا لباس ہوگا تو پہننے والا زاہد نرہیگا جناب سلطان الانبیا
علیہ افضل الصلوۃ والثنا نے جسوقت انتقال فرمایا تو ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا ایک کملی اور ایک
موٹا تہبند لائین اور فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بس یہی لباس تھا حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص ایسا لباس پہنتا ہے
جسمین شہرت ہو تو جب تک وہ اوس لباس کو اوتار نڈالے تب تک خدا اوس سے نفار رہتا ہے اگرچہ وہ اوسکے نزدیک دوست ہو رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو کپڑون یعنی کملی اور تہبند کی قیمت دس درم سے زیادہ نہوتی تھی اور کبھی آپ کی پوشاک
ایسی میلی ہوجاتی کہ لوگون کو روغنگر کے کپڑون کا دہوکا ہوتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایکبار ایک کپڑا ہدیہ آیا
اوسمین بوٹے بنے تھے آپ نے پہنا پھر اوتار دیا اور فرمایا کہ اسے ابوجہیم پاس لیجاؤ اور اوسکی وہ کملی لے آؤ اسواسطے کہ اس بوٹے
نے میری آنکھ کو اپنی طرف مشغول کرلیا ایکبار حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعلین شریفین مین نیا تسما لگایا تھا فرمایا کہ وہی پرانا تسما
ڈالدو اسواسطے کہ مجھے یہ ناپسند ہے نماز مین اسپر میری نظر پڑی ایک مرتبہ آپنے منبر پر اونگلی سے مہر کی انگوٹھی نکال ڈالدی اس لیے
کہ آپ کی نظر اوسپر پڑی تھی اور فرمایا کہ ایک نظر اوسپر اور ایک نظر تمپر پڑنا مناسب نہین ایکبار آپ کے واسطے نئی نعلین شریفین لائے
آپ نے حق تعالی کا سجدہ کیا اور باہر تشریف لائے پہلے جو فقیر آپ کو ملا اوسے آپنے وہ نعلین عنایت فرمائین اور ارشاد کیا کہ یہ میری
نگاہ مین اچھی معلوم ہوئین مین ڈرا کہ مبادا حق تعالی مجھے دشمن ٹھہرالے اسواسطے مین نے سجدہ کیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم نے حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے فرمایا کہ اگر فردای قیامت کو تم مجھسے ملنا چاہتی ہو تو دنیا سے زاد سفر کی
قدر پر قناعت کرو اور جب تک پیوند نہ لگا لو تب تک کوئی پیراہن بدن سے نہ اوتارو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے کپڑے
پر چودہ پیوند لگے ہوئے دیکھے گئے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے خلافت کے زمانے مین تین درم کا

پیراہن عمل لیا اور آستینیں جسقدر ہاتھ سے لمبی تھیں پھاڑ ڈالیں اور فرمایا الحمد للہ شکر جسنے یہ نعمت عنایت فرمایا ایک بزرگ کہتے ہیں کہ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کپڑے جوتے سمیت میں نے آنکوائی ایک درم اور چار دانگ ذریار قیمت نا اوکی حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص باوجود نفاخرہ پہننے کی قدرت رکھتا ہوا او فروتنی کی راہ سے اوس لباس سے دست بردار ہو تو حق تعالیٰ پر اوسکا حق ہو جاتا ہے کہ اسکے بدلے جنت کی عجیب و غریب پوشاک یا قوت کی کشتیوں میں رکھکر اوسے عنایت فرمائے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے ائمہ ہدیٰ سے عہد لیا ہے کہ اونکا لباس ادنیٰ لوگوں کے لباس کا سا ہو تاکہ امیر لوگ اونکی پیروی کریں اور فقیر لوگ شکستہ دل نہوں فضالہ ابن عبید رحمہ اللہ تعالیٰ امیر مصر تھے لوگوں نے اونہیں دیکھا کہ مختصر لباس پہنے ہوئے ننگے پاؤں پھرتے ہیں کہا تم ایسا نہ کیا کرو اسواسطے کہ امیر شہر ہو اونھوں نے جواب دیا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ناز و تنعم سے ہمیں منع فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ کبھی کبھی ننگے پاؤں بھی پھرا کرو محمد ابن واسع رحمہ اللہ تعالیٰ جامہ صوف پہنکر قتیبہ ابن مسلم کے پاس گئے اونھوں نے پوچھا کہ تمنے صوف کیوں پہنا ہے یہ چپ ہو رہے پھر کہا کہ جواب کیوں نہیں دیتے بولے اگر یہ کہتا ہوں کہ زہد کے سبب سے پہنا ہے تو اس میں اپنی تعریف ہے اور اگر کہتا ہوں کہ مفلسی کے سبب سے پہنا ہے تو اس میں حق تعالیٰ کی شکایت ہوتی ہے سلمان رحمہ اللہ تعالیٰ سے لوگوں نے پوچھا تم اچھے کپڑے کیوں نہیں پہنتے بولے کہ بندہ کو اچھے کپڑوں سے کیا کام اگر کل آزاد ہو جاؤنگا تو اچھے کپڑوں سے محروم نہ ہونگا خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس ٹاٹ تھا رات کو نماز پڑھتے وقت اوسے پہن لیتے دن کو نہ پہنتے تاکہ خلق نہ دیکھے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرقد سنجی سے کہا کہ یہ کملی جو تم اوڑھے ہو اسکے سبب سے سمجھتے ہو کہ تمہیں اوروں پر بزرگی ہے میں نے سنا ہے کہ اکثر کملی پوش دوزخی ہونگے تیسری مہم مسکن ہے اسکا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ کوئی جگہ اپنے رہنے کے واسطے آدمی مقرر نکرے بلکہ مسجد یا مسافر خانہ کے کونے پر قناعت کرے اور اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ ایک کوٹھری جلوہ یا بطور کرایہ اپنے قبضے میں رکھے اور وہ بقدر حاجت ہو نہ بہت اونچی ہو نہ اوس پر نقش و نگار ہوں اور حاجت سے زیادہ وسیع بھی نہو جب چھ گز سے زیادہ بلند چھت بنائیگا تو پایۂ زہد سے گر پڑیگا غرضکہ مسکن سے مقصود یہ ہے کہ آدمی سردی گرمی سے اپنے تئیں بچائے اسکے سوا اور کچھ نہ تلاش کرے بزرگوں نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد پہلا طول امل جو دنیا میں پھیلا وہ یہی تھا کہ لوگوں نے گچ کیے ہوئے مکان کی بنا ڈالی اور کپڑوں میں متعدد چاک کر کر کے سینے لگے حالانکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ میں ایک چاک سے زیادہ کپڑے میں نہ تھا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک اونچا خانہ بنایا تھا رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حکم سے اوسے منہدم کر دیا ایکدن کسی بلند گنبد کیطرف رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ہوا پوچھا کہ یہ کسکا مکان ہے لوگوں نے عرض کیا کہ فلانے شخص کا وہ شخص آپکی خدمت میں حاضر ہوا آپنے اوسکی طرف نظر نہیں کی اوسنے جب اس خفگی کا سبب پوچھا لوگوں نے بیان کیا تو اوسنے اوس گنبد کو مسمار کر ڈالا تب حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اوس سے خوش ہوئے اور اوسکے حق میں دعای خیر فرمائی حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تمام عمر نہ تو اینٹ پر اینٹ جمائی نہ لکڑی پر لکڑی باندھی رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ جب کسی بندہ کا برا چاہتا ہے اوسکا مال پانی اور مٹی میں برباد کرتا ہے حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

پاس تشریف لائے اور پوچھا یہ کیا کرتے ہو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ نرکل کا ایک مکان تھا وہ خراب ہوگیا ہم اوسے درست کرتے ہیں فرمایا کہ
کام اس سے بہت نزدیک ہے کہ مہلت ہو موت سر پر کھڑی ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص حاجت سے زیادہ
مکان بنائیگا قیامت کے دن لوگ سے حکم کرینگے کہ اس گھر کو سر پر اوٹھاؤ اور فرمایا ہے کہ آدمی جو کچھ خرچ کرتا ہے اوسے ثواب ملیگا مگر جو کچھ خاک
پانی میں صرف کرتا ہے اوسے اجر نہ پائیگا حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے نرکل کا گھر بنایا لوگوں نے عرض کیا کہ آپ اگر اینٹوں
کا مکان بناتے تو کیا ہوتا فرمایا جسے مرنا ضرور ہے اوسے یہ بھی بہت ہے حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے
کہ بندہ جو عمارت بنائیگا وہ قیامت میں اوسپر وبال ہوگی مگر اتنا سا گھر جس میں گرمی سردی سے امن ہو وبال نہوگا امیر المومنین
حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے شام کے راستے میں ایک اونچی عمارت پختہ اینٹوں کی بنی ہوئی دیکھکر فرمایا کہ میں ہرگز نجانتا تھا
کہ اس امت میں لوگ ایسی عمارت بنائینگے جیسی ہامان نے فرعون کے واسطے بنائی تھی اسواسطے کہ پکی اینٹ کی خواہش
فرعون نے کی تھی اور کہا تھا فَاَوْقِدْ لِی یَا هَامَانُ عَلَی الطِّینِ صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سے روایت ہے کہ بندہ جب چھہ گز سے
اونچا مکان بناتا ہے تو ایک فرشتہ آسمان سے ندا کرتا ہے کہ او گنہگاروں کے سردار تو کہاں چلا آتا ہے یعنی تجھے زیر زمین جانا چاہیے آسمان کی
طرف کیوں چلا آتا ہے حسن رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب گھروں کی چھت میں ہاتھ لگ
جاتا تھا فضیل رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ مجھے اس شخص سے تعجب نہیں کہ مکان بنا کر چھوڑ جائے اوس شخص سے البتہ تعجب ہے
جو یہ امر دیکھے اور عبرت نلے چوتھی مہم گھر کا اسباب ہے اس باب میں حضرت عیسی علیہ السلام کا جو طریقہ تھا وہ درجہ اعلی ہے کہ وہ کنگھی اور
پیالے کے سوا اور کچھ اسباب خانگی نرکھتے تھے کسیکو دیکھا کہ انگلیوں سے داڑھی کے بال سلجھاتا ہے تو کنگھی بھی پھینکدی ایک شخص
کو دیکھا کہ چلو سے پانی پیتا ہے پیالہ بھی پھینکدیا اور آدمی کو سزاوار یہ ہے کہ ضروری ایک ایک چیزیں رکھے مٹی کی ہوں خواہ لکڑی کی اگر تانبے پیتل کے
برتن رکھیگا تو زہد نہ رہیگا اگلے بزرگوں نے یہ کوشش کی ہے کہ ایک ایک چیز کو کئی کئی کاموں میں استعمال کیا ہے رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے پاس درخت خرما کی چھال بھرا ہوا چمڑے کا ایک تکیہ تھا اور دوہری کی ہوئی کملی کا آپ کے واسطے بچھونا ہوتا تھا
حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ ایکدن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلوی مبارک میں کھجور کی چٹائی کا نشان پڑا ہوا دیکھکر بہت روئے
آپ نے فرمایا کیوں روتا ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں یہ روتا ہوں کہ قیصر وکسری وغیرہ دشمنان خدا اون نعمتوں میں رہیں اور
خدا کا رسول اور دوستان مصیبتوں میں فرمایا ای عمر تو اس بات سے خوش نہیں ہوتا کہ اونھیں دولت دنیا نصیب ہوئی اور ہمیں نعمت
آخرت عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں خوش ہوں فرمایا کہ ای عمر تو جان لے کہ جیسا میں نے کہا ایسا ہی ہے ایک شخص حضرت ابوذر
رضی اللہ تعالی عنہ کے گھر گیا اونکے گھر میں کچھ نتھا اوس شخص نے کہا کہ ابوذر تمہارے گھر میں کچھ نہیں جواب دیا کہ میرا ایک اور
گھر ہے جو کچھ میرے ہاتھ لگتا ہے میں وہاں بھیجدیتا ہوں یعنی دار آخرت میں اوس شخص نے کہا کہ جب تک اس گھر میں رہوگے تبتک
کچھ اثاث البیت ضرور ہے بولے گھر کا مالک یعنی حق تعالی مجھے یہاں نرہنے دیگا جب عمیر ابن سعد امیر حمص حضرت عمر رضی اللہ
تعالی عنہ کے پاس آئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اون سے پوچھا کہ متاع دنیا سے تمہارے پاس

کیا کیا ہے عرض کیا کہ ایک عصا ہے اوسپر سہارا کرتا ہون اور اوس سے سانپ مارتا ہون اور ایک انبان ہے اوس مین کھانا رکھتا ہون اور ایک کاسہ ہے اوس مین کھانا کھاتا ہون اور اوسی سے سر اور کپڑا دھوتا ہون اور ایک لوٹا ہے اوسی مین پانی پیتا ہون اور اوسی سے طہارت کرتا ہون یہ چیزین تو اصل مین اور جو اسباب دنیوی میری پاس ہے وہ انکی فرع ہی جناب سلیمان علی نبینا و علیہ الصلوۃ والثنا ایکبار سفر سے جناب سیدۃ النسا حضرت بی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا کے گھر تشریف لائی دروازے پر پردہ پڑا دیکھا اور جناب سیدہ کے دونون ہاتھون مین چاندی کا ایک ایک کڑا دیکھا یہ امر برا معلوم ہوا آپ پھر گئے جناب سیدہ کو جب دریافت ہوا کہ آپ اس وجہ سے پھر گئے تو اون دونون کڑون کے تئین ڈیرہ درم کو بیچکر پردہ سمیت خیرات دیدیا پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جناب سیدہ رضی اللہ تعالی عنہا سے خوشدل ہوے اور فرمایا تمنے اچھا کام کیا ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے گھر مین ایک پردہ تھا رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ میری نظر جب اس پردہ پر پڑتی ہے تو مجھے دنیا یاد آتی ہے اسے لیجاکر فلانے آدمی کو دیدو ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم شبکو دوہری کملی پر سویا کرتے تھے ایک رات مین نے نیا بچھونا بچھایا تمام شب آپ پیچ و تاب کھایا کیے دوسرے دن فرمایا کہ رات کو اس بچھونے نے میری نیند اچاٹ دی حضرت صدیقہ نے وہی کملی پھر بچھا دی حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت فیضدرجت مین ایکبار لوگ مال لائے آپ نے سب بانٹ دیا چھہ دینار باقی رہگئے تمام شب آپ کو نیند نہ آئی حتی کہ اخیر شب کو وہ بھی کسیکے تئین دیدیے تب آرام سے نیند آئی اور صبح کو فرمایا کہ اگر مین مرجاتا اور چھہ دینار میرے پاس ہوتے تو میرا حال کیا ہوتا حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ ستر صحابہ کو مین نے اس حال پر پایا کہ جو کپڑا پہنے تھے اوسکے سوا اور نہ رکھتے تھے اور اپنے بدن کو خاک سے نہ بچاتے تھے زمین پر پہلو رکھکر سوتے اور اوس کپڑے کو اوڑھ لیتے پانچوین مہم نکاح ہے حضرت سہل تستری اور سفیان عیینہ اور علما کے ایک گروہ نے کہا ہے کہ نکاح مین زہد نہین ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تمام خلق سے زیادہ زاہد تھے اور بی بیون کو دوست رکھتے تھے اور آپکی نو محل تھے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ باین زہد چار زنان منکوحہ اور دس بارہ حرم رکھتے تھے ایعزیز جانتو کہ اس سے ان حضرات کا یہ مقصود ہوگا کہ یہ امر درست نہین کہ کوئی شخص بطریق زہد اسواسطے نکاح سے دست بردار ہوجاے کہ اوسے لذت مباشرت نہ حاصل ہونی پاوے اسلیے کہ نکاح کی سبب سے اولاد ہونے کی راہ کھلتی ہے اور اس مین بقای نسل کے ساتھہ اور بہت سے فائدے ہین نکاح نکرنا ایسا ہے جیسے کوئی شخص کھانا پینا چھوڑ دے تاکہ اوسے کچھ لذت نہ حاصل ہو تو اسکے سبب سے آدمی ہلاک ہوجائیگا اور اوسکے سبب سے نسل منقطع ہوجاے گی اگر نکاح کسی شخص کو خدا سے غافل کردیگا تو نہ کرنا اولی ہے اور اگر شہوت غالب ہو تو زاہد وہ ہے جو ایسی عورت کے ساتھہ نکاح کی خواہش کرے جو حسینہ اور جمیلہ نہو شہوت بجھانیوالی ہو شہوت بھڑکانیوالی نہو حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالی کا نکاح خوبصورت عورت سے ساتھہ لوگون نے ٹھہرا کر کہا کہ اسکی ایک بہن اس سے زیادہ عقلمند ہے مگر کانی ہے امام نے اوس عقلمند کی خواہش کی اور خوبصورت کو جواب دیدیا حضرت جنید قدس سرہ کہتے ہین کہ مین اس بات کو بہت دوست رکھتا ہون کہ مرید مبتدی اپنے دل کو تین چیزون سے بچاسکے کسب اور نکاح اور حدیث لکھنے سے اور یہ بھی اون ہی کا قول ہے کہ مین اس بات کو نہین دوست رکھتا کہ صوفی لکھے پڑھے اسواسطے کہ لکھنے پڑھنے سے

مال بھی بھاتا ہو اور دنیا سے نہیں ہوتی جیسی معرفت جاہ و مال ہے سو ہم ملکات میں تمام بیان کر چکے ہیں کہ یہ دونون زہر ہین تو اسمین سے بقدر حاجت تریاق ہے ضرور شمہ زیادہ نہیں بلکہ جو چیزیں ضروری ہین یہ بھی اون میں داخل ہین حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے کسی دوست سے کچھ قرض مانگا وحی آئی کہ اے خلیل میں تیرا دوست برحق ہون تو نے مجھ سے کیون نہ قرض مانگا عرض کیا کہ بار خدایا مین نے سمجھا کہ دنیا کو تو نجس رکھتا ہی مجھے دنیا مانگتے ڈر لگا حکم آیا کہ جس چیز کی حاجت ہو وہ دنیا میں سے نہیں غرض کہ آدمی نے خواہشون او بقدر حاجت سے زیادہ چیزون کو جب خیال آخرت سے چھوڑ دیا او جاہ و مال سے بقدر ضرورت پر اکتفا کی تو اوسکا دل جاہ و مال سے الگ ہٹتا ہی اور وہ دنیا کو دوست نہین رکھتا ہے مقصود یہ ہے کہ آدمی جب اوس جہان میں جائیگا تو اوسکا سر نیچے اور منہ پیچھے نہوگا یعنی دنیا کی طرف پھر پھر کر نہ دیکھیگا دنیا کو وہی پھر پھر کر دیکھتا ہی جو دنیا کو اپنی آسائش و آرام کی جگہ جانتا ہی اور جس آدمی کے جی مین دنیا پاخانہ کی مثل ہوتی ہی یعنی وقت حاجت کے سوا کبھی اوسکی خواہش نہین کرتا وہ مرکر جب اس حاجت سے چھوٹا تو دنیا کی طرف کب التفات کرتا ہی اور جو شخص دنیا سے دل لگاتا ہی اوسکی مثال ایسی ہی جیسے کوئی شخص کسی جگہ سے نہ ہٹیگا اور اوس جگہ اپنی گردن زنجیرون سے مضبوط باندھی یا اپنے سر کے بالون سے اوس جگہ پر مضبوط گرہ لگائی ہی کہ اوسے جب اوس جگہ سے اوٹھائیں تو سر کے بالون کے سبب سے لٹکا رہے جب تک سر کے سب بال نہ اوکھڑ جائیں تب تک اوس جگہ سے نہ چھوٹے جب اس جگہ سے بائین کشاکش چھوٹے تو وہ سر کے بال اوکھڑنے کا زخم اوسکے ساتھ رہی حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالی کہتے ہین کہ مین نے ایک قوم کو پایا وہ لوگ بلا او مصیبت سے اتنا خوش ہوتے تھے جتنا تم نعمت سے نہیں خوش ہوتے ہو وہ اگر تمہیں دیکھتے تو کہتے یہ شیطان ہین اور تم اونھین دیکھتے تو کہتے یہ دیوانے ہین وہ لوگ اسوجہ سے بلا او مصیبت کی رغبت کرتے تھے کہ دنیا سے برخاستہ خاطر ہین اور مرتے وقت کسی چیز مین اونکا دل ہرگز نہ لگا رہے واللہ اعلم +

پانچوین اصل نیت اور صدق اور اخلاص کے بیان مین

ایعزیز ارباب اہل بصیرت کو جان کہ اہل بصیرت پر یہ بات ظاہر ہوئی ہے کہ تمام خلق ہلاک اور تباہ ہے مگر عابد لوگ اور سب عابد ہلاک اور تباہ ہین مگر عالم اور سب عالم ہلاک ہین مگر مخلص اور مخلص لوگ بڑے خطر مین ہین تو بغیر اخلاص کے تمام رنج و محنت ضائع ہی اور صدق و اخلاص نیت ہی مین ہوتا ہی جب کوئی شخص نیت ہی نہ جانیگا تو نیت مین اخلاص کا کیونکر لحاظ رکھیگا ہم ایک باب مین نیت کی معنی اور دوسرے باب مین اخلاص کی حقیقت تیسرے باب مین حقیقت صدق بیان کرتے ہین

پہلا باب نیت کے بیان مین

ایعزیز پہلے تجھے نیت کی فضیلت جاننا چاہیے کہ سب اعمال کی روح نیت ہی اور نیت ہی پر حکم ہوگا حق تعالی عمل مین نیت ہی کو دیکھتا ہی اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ حق تعالی تمہارے اعمال کو نہیں دیکھتا تمہارے دل اور کردار کو دیکھتا ہی دل کو اسیواسطے دیکھتا ہی کہ وہ محل نیت ہی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ کام نیت کے ساتھ ہے اور ہر شخص کو اپنی عبادت سے وہی اجر ملیگا جسکی وہ نیت رکھتا ہی جو شخص ہجرت کرے یعنی لڑائی یا حج کو خدا کے واسطے جائے تو اوسکی ہجرت خدا کے واسطے ہی اور جو شخص اسواسطے ہجرت کرے کہ مال ہاتھ آئے یا کسی عورت کے ساتھ نکاح کرے تو اوسکی ہجرت خدا کے واسطے نہین بلکہ جو اوسکی نیت تھی اوسی لیے اوسکی ہجرت ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی اکثر میری امت کے شہید بچھونے پر مرتے ہین اور بہت لوگ دو صفون کے بیچ مین مارے جاتے

ہیں کہ اونکی نیت خدا خوب جانتا ہے اور فرمایا ہے کہ بندہ بہت نیک کام ایسے کرتا ہے کہ ملائکہ اون کاموں کو بلند کرتے ہیں اور حق تعالی فرماتا ہے
کہ ان کاموں کو اوسکے نامہ اعمال سے نکال ڈالو کیونکہ لوگوں میرے واسطے نہیں کیے ہیں اور فلانا فلانا عمل اسکے نام لکھو فرشتے عرض کرتے
ہیں کہ بار خدایا اوس نے تو یہ عمل نہیں کیے ارشاد ہوتا ہے کہ ان عملوں کی نیت کی ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ لوگ چار طرح کے ہیں ایک گروہ مال رکھتا ہے اور بمقتضای علم خرچ کرتا ہے دوسرا گروہ کہتا ہے کہ اگر میں بھی مالدار ہوتا تو یوں ہی خرچ
کرتا یہ دونوں گروہ اجر میں برابر ہیں تیسرا گروہ مال کو بیجا خرچ کرتا ہے چوتھا گروہ کہتا ہے کہ اگر میں مالدار ہوتا تو یوں ہی بیجا خرچ
کرتا یہ دونوں گروہ گناہ میں برابر ہیں یعنی اکیلی نیت ایسی ہوتی ہے جیسی وہ نیت جسکے ساتھ عمل بھی ہو حضرت انس رضی اللہ تعالے
عنہ کہتے ہیں کہ جنگ تبوک کے دن جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ باہر نکلے اور فرمانے لگے کہ مدینہ میں بہت لوگ ایسے ہیں کہ سفر
اور بھوک کے سبب سے جو رنج ہم کھینچ رہے ہیں اسمیں وہ لوگ شریک ہیں ہمنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کیوں شریک ہیں وہ لوگ تو اس رنج
سفر سے محروم ہیں فرمایا کہ عذر کے سبب سے ہمارے ساتھ نہ آسکے مگر اونکی نیت تو ایسی ہے جیسے ہماری نیت بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا
بالو کے ٹیکرے پر اوسکا گذر ہوا اوس زمانے میں قحط تھا اپنے جی میں کہنے لگا کہ اگر اتنے گیہوں مجھے میسر ہوتے تو سب فقیروں کو دیدیتا
اوس وقت میں جو رسول تھے اونپر وحی آئی کہ فلانے شخص سے کہدو کہ خدا نے تیرا صدقہ قبول کیا اور تجھے اتنا ثواب دیا کہ اگر تو گیہوں کا [illegible]
اور خیرات کرتا تو اتنا ہی ثواب دیتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسکی نیت اور ہمت دنیا ہوگی ہمیشہ اوسکی آنکھوں کے
سامنے فقر و افلاس پھرا کریگا اور دنیا سے عشق دنیا میں گرفتار ہوجائیگا اور جسکی نیت اور ہمت آخرت ہوگی حق تعالی اوسکا
دل غنی رکھیگا اور وہ دنیا سے زاہد ہوجائیگا اور فرمایا ہے کہ مسلمان جب معرکہ جنگ میں کفار سے لڑنے کھڑے ہوتے ہیں تو فرشتے اونکے
نام لکھنے لگتے ہیں کہ فلانا مسلمان تعصب سے لڑتا ہے فلانا حمیت سے لڑتا ہے اخیر کو کہتے ہیں کہ فلانا فلانا مسلمان راہ خدا میں شہید ہوا جو مسلمان
کلمہ توحید بلند کرنے کے واسطے لڑتا ہے وہ راہ خدا میں ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص نکاح کرے اور مہر نہ دینے کی نیت رکھے وہ زانی ہے اور
جو شخص اس نیت سے قرض لے کہ ادا نہ کرونگا وہ چور ہے علماء نے لکھا ہے کہ پہلے عمل کی نیت سیکھو پھر عمل کرو ایک شخص کہتا تھا کہ مجھے ایک
عمل سکھاؤ تاکہ رات دن اس میں مشغول ہوں خیر سے کبھی خالی نہ رہا کروں لوگوں نے اوسے جواب دیا کہ اگر تو خیر نہیں کرسکتا
تو خیر کی نیت ہمیشہ کیا کرتا کہ اوس خیر کا ثواب تجھے حاصل ہو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے کہ قیامت کے دن خلق کو اونکی نیتوں
پر حشر کرینگے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ بہشت دائمی اس عمل چند روزہ سے نہ ملیگی نیک نیت کی بدولت ملیگی ہے اور
کہ نیت کی انتہا نہیں حقیقت نیت اے عزیز جانو کہ آدمی سے کوئی حرکت صادر نہیں ہوتی تا وقتیکہ اوسکے [illegible] تین چیزیں نہ
ہوں علم اور ارادہ اور قدرت یعنی جو چیز چاہے [illegible] مثلاً آدمی جب کھانا نہیں دیکھتا نہیں کھاتا جب دیکھا تو اگر اوسکی چاہ نہ ہو تو
تو بھی نہ کھائیگا اور اگر اوسکی چاہ تو ہو لیکن ہاتھ ایسا شل ہو کہ کام نہ کرسکے تو بھی نہ کھائیگا اسواسطے کہ سکت نہیں کھانا تو [illegible]
ہر حرکت کے آگے آگے چلتی ہیں تو حرکت قدرت کی تابع ہے اور قدرت ارادہ کی تابع ہے اسواسطے کہ ارادہ قدرت کو کام میں لگاتا ہے
اور ارادہ علم کا تابع نہیں ہے اسواسطے کہ آدمی بہت چیزیں دیکھتا ہے اور اوسکا ارادہ اور خواہش نہیں کرتا مگر علم کے بغیر ارادہ

اور خواہش کرنا محال ہے اسواسطے کہ جو چیز آدمی کو نہ معلوم ہوگی اوسکا ارادہ اور خواہش کیونکر کریگا اور ان تینون حاجتون مین سے ارادے کا نام نیت ہے نیت علم و قدرت سے نہین عبارت ہے اور ارادہ وہ ہے جو آدمی کو کسی کام پر قائم کرے اور اوس کام مین لگائے رکھے اسے غرض اور قصد اور نیت بھی کہتے ہین تو ان تینون لفظون کے ایک ہی معنی ہین تو غرض جو آدمی کو مستعد کرتی ہے اور کام مین لگائے رکھتی ہے وہ کبھی ایک ہوتی ہے کبھی دو غرضین ایک چیز مین جمع ہو جاتی ہین اگر ایک ہی غرض ہو تو اوسے خالص کہتے ہین اسکی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص بیٹھا ہے اور شیر اوسکے مار ڈالنے کا قصد کرے اور وہ شخص اوٹھکے بھاگے تو اوس شخص کی ایک ہی غرض اور ایک ہی قصد ہے یعنی بھاگ جانا اسیطرح جو شخص کسی عزیز اور محتشم آدمی کے آنے سے سروقد کھڑا ہو جائے تو اعزاز و اکرام کے سوا اوسکی اور کچھ غرض نہین تو یہ غرض خالص ہے اور ایک کام مین دو غرضین تین قسم پر ہوتی ہین ایک یہ کہ ہر ایک غرض ایسی ہو کہ اگر اکیلی وہی غرض ہوتی تو بھی اوس کام مین مصروف رکھتی جیسا کہ قرابت دار محتاج ایک درم مانگے اور وہ اوسے اپنا عزیز اور محتاج سمجھکر آدمی درم دیدے اور اپنے جی مین جانتا ہے کہ اگر یہ محتاج نہوتا تو بھی مین اسے درم دیتا اور اگر محتاج ہوتا عزیز نہوتا تو بھی مین درم دیتا تو یہ دو غرضین ہین اور نیت بشرکت ہے دوسری قسم یہ ہے کہ درم دینے والا اپنے جی مین جانتا ہے کہ یہ مانگنے والا اگر عزیز ہوتا محتاج ہوتا یا محتاج نہوتا عزیز نہوتا تو مین درم ندیتا جب یہ دونون باتین جمع ہو گئین تو مجھے درم دینا پڑی پہلی قسم کی مثال یہ ہے کہ دو آدمی ملکر پتھر اوٹھائین اور ہر ایک تنہا پتھر اوٹھانے پر قادر ہے اور دوسری قسم کی مثال ایسی ہے کہ ایک دوسرے کی مدد سے دو ضعیف آدمی ایک پتھر اوٹھاتے ہین ہر ایک تنہا وہ پتھر اوٹھانے سے عاجز ہے تیسری قسم یہ ہے کہ دو غرضون مین سے ایک غرض خفیف ہو کہ اکیلی وہ غرض آدمی کو کام مین نہ لگائے اور دوسری غرض شدید ہو کہ اکیلی کام مین مشغول کرے مگر اس غرض سے کام بہت آسان ہو جائے جیسا کہ کوئی شخص تہجد کی نماز اکیلا پڑھتا ہے مگر جب لوگ جمع ہوتے ہین تو نماز پڑھنا اوسپر بہت آسان ہو جاتا ہے اور بہت خوشی سے نماز پڑھتا ہے لیکن اگر ثواب کی امید نہوتی تو ان لوگون کے دکھلانے کے واسطے نہ پڑھتا اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی زور آور آدمی ایک پتھر اوٹھا سکتا ہے اور کوئی کم زور بھی اوسکی مدد کردے تاکہ پتھر اوٹھانا اوس زور آور پر بہت آسان ہو جائے ان اقسام مین سے ہر ایک کا حکم جدا ہے جیسا کہ اخلاص مین بیان ہوگا یہان اتنا ہی مقصود ہے کہ تجھے یہ معلوم ہو جائے کہ غرض اور باعث اور محرک نیت کے معنی مین اور یہ کبھی خالص ہوتی ہین کبھی ملے جلے

فصل اے عزیز جانتو کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ یعنی مومن کی نیت اوسکے عمل اور کردار سے بہتر ہے اس سے آپکا یہ مقصود نہین کہ نیت بے کردار کردار بے نیت سے بہتر ہے اسواسطے کہ یہ امر ظاہر ہے کہ عمل بے نیت کے عبادت نہین اور نیت بے عمل کے عبادت ہے تو اسکے معنی یہ ہین کہ عبادت بدن سے ہوتی ہے اور نیت دل سے اور یہ دو چیزین ہین ان دونون مین سے جو دل سے علاقہ رکھتی ہے وہ بہتر ہے اور اسکے بہتر ہونیکا سبب یہ ہے کہ عبادت بدنی سے مقصود یہ ہے کہ دل کی صفت بدل جائے اور نیت عمل دل ہے یہ مقصود نہین کہ بدن کی صفت بدل جائے لوگ جانتے ہین کہ عمل کے واسطے نیت چاہیے اور حقیقت یہ ہے کہ نیت کے لیے عمل چاہیے کیونکہ سب کامون سے دل کا پھرنا مقصود ہے اسواسطے کہ اوس جہان مین دل ہی سفر کریگا اور دل ہی کیواسطے سعادت یا شقاوت ہے اور بدن اگرچہ درمیان مین ہوگا مگر دل کا تابع ہے جیسے اونٹ کہ بے اوسکے حج نہین ہوتا مگر وہ حاجی نہین ہو جاتا اور دل کا پھرنا ایک ہی بات ہے وہ یہ ہے کہ دنیا کی طرف سے منہ پھیر کر آخرت کی جانب متوجہ ہو جائے بلکہ دنیا اور آخرت دونون سے منہ پھیر کر حق تعالی کی طرف متوجہ ہو جائے

اور دل کی خواہش اور ارادہ یہی وہ دل ہی جب دنیا کی خواہش آدمی کے دل پر غالب ہوتی ہی تو دل کا منہ دنیا کی طرف ہوتا ہی دنیا کے ساتھہ علاقہ
رکھنا دل کی خواہش ہی ابتداے خلقت مین دل کا یہی حال ہوتا ہی جب جناب احدیت اور دیدار آخرت کی خواہش غالب ہوئی تو دل کی صفت
بدلی اور دوسری طرف متوجہ ہوا تو سب اعمال سے دل کا پھرنا مقصود ہی سجدہ کرنے سے یہ مقصود نہین ہے کہ پیشانی پھر جائے تاکہ ہوا سے
زمین مین لگ جائے بلکہ یہ مقصود ہی کہ دل کی صفت بدل جائے تکبر سے فروتنی کی طرف دل پھر جائے اور اللہ اکبر کہنے سے یہ مقصود نہین کہ
زبان پھرے اور ہلنے لگے بلکہ یہ مقصود ہی کہ دل اپنی تعظیم سے پھر جائے اور دل پر حق تعالی ہی کی عظمت طاری ہو جائے اور حج مین پتھر پھینکنے
سے یہ مقصود نہین کہ ایک جگہہ بہت سی سنگریزی جمع ہو جائین یا ہاتھہ ہلنے لگے بلکہ یہ مقصود ہی کہ دل طاعت اور بندگی پر راست ہو کر
ٹھہر جائے اور خواہش نفسانی کی متابعت اور اپنی عقل کے تصرف کو بالاے طاق رکھے مطیع حکم الہی ہو جائے اپنی باگ اپنی ہاتھہ سے
چھوڑ کر فرمان الہی کے ہاتھہ مین دیدی جیسا کہ کہا ہی لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ حَقًّا تَعَبُّدًا وَرِقًّا اور قربانی کرنے سے یہ مقصود نہین کہ بکری کی جان جائے
بلکہ یہ مقصود ہی کہ تیرے سینے سے نجاست نجل جاتی رہی اور جانورون پر بمقتضاے طبع تو شفقت نرکھے حکم الہی سے شفقت رکھے جب
حکم ہو کہ ذبح کر تو یہ نکہے کہ اس بیچارے نے کیا قصور کیا ہی اسے مصیبت اور ہلاکت مین کیون مبتلا کرون بلکہ اپنا تمام اختیار چھوڑ دے
اور حقیقت مین نیست ہو جا کیونکہ تو خود نیست ہی اسواسطے کہ بندہ اپنے حق مین نیست ہی اور حقیقت مین خداوند عالم ہست ہی اور
سب عبادتون کا یہی حال ہی مگر حق تعالی نے دلکو ایسا پیدا کیا ہی کہ جبکوئی ارادہ اور خواہش اوس مین پیدا ہوتی ہی اور بدن اوسکے
موافق حرکت کرتا ہی تو وہ صفت دل مین بہت مضبوط ہو کر جم جاتی ہے مثلا جب دل مین یتیم پر رحم آتا ہی تو اگر اوسکے سر پر آدمی ہاتھہ پھیرنے
لگے تو وہ رحم بہت قوی اور مضبوط ہو جاتا ہی اور دل کی آگاہی زیادہ ہو جاتی ہے اور جب فروتنی کی صفت دل مین پیدا ہوتی ہے
تو اگر آدمی اپنا سر جھکا کر زمین سے لگا دے تو وہ فروتنی دل مین جم جاتی ہی طلب غیر سب عبادتون کی نیت ہی یعنی آدمی دنیا کی طرف متوجہ
ہی آخرت کیطرف متوجہ ہو جائے اور اوس نیت پر عمل کرنا اوس خواہش کو قائم اور مضبوط کر دیتا ہی تو خواہش اور نیت کی مضبوطی کے واسطے عمل ہے
گو کہ نیت ہی کے سبب سے عمل سرزد ہوتا ہی جب یہ حال ہی تو اس نیت کا عمل سے بہتر ہونا ظاہر ہی اسواسطے کہ نیت کا محل دل ہی اور عمل
دوسری جگہہ سے دل مین سرایت کریگا اگر دل مین عمل سرایت کرتا ہی تو کام آتا ہی اور اگر نہین سرایت کرتا ہی اور غفلت کے ساتھہ سرزد ہوتا ہے
تو خبط اور اکارت ہو جاتا ہی اسی سبب سے نیت بے عمل حبط نہین ہوتی کہ وہ نفس دل مین ہوتی ہی غفلت کو اوس مین دخل ہی نہین بات یہ
ایسی ہی جیسے معدہ مین درد ہو تو جب آدمی دوا کھاتا ہی تو وہان پہونچتی ہے اور اگر سینے پر لیپ کرے تاکہ معدہ مین اثر پہونچے تو بھی
فائدہ کریگی مگر جو دوا معدے کے اندر پہونچتی ہے وہ خواہ نخواہ اوس دوا کی بہ نسبت فائدے مین بہتر ہوتی ہی اور معدہ واسطے سینہ مقصود نہین
بلکہ معدہ مقصود ہی تو جب سینے سے معدہ مین دوا سرایت نکرے تو رایگان ہی اور جو دوا معدے مین پہونچ جاے وہ اگر سینے مین پہونچے
گی تو رایگان نہین

جو خیالات نفسانی اور وسواس معاف ہین اور جو معاف نہین اونکا بیان

جانتو کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ حق تعالی نے میری امت کے واسطے خیالات نفسانی معاف کیے ہین اور
حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونون مین ہی کہ جو شخص گناہ کا قصد کرے اور گناہ نکرے تو فرشتون کو حکم ہوتا ہی کہ یہ گناہ اوسکے

ترک نکیا ہو تو بندہ ماخوذ ہوگا اسکے یہ معنی نہین ہین کہ کیسیکو اوسپر غصہ آتا اور اب وس گناہ کے عوض اوس شخص پر سختی کرتی اسواسطے کہ جناب الٰہی غصہ کرنے اور بدلا لینے سے منزہ ہی مگر اسکے یہ معنی ہین کہ اوسنے یہ جو قصد کیا اسکے سبب سے اوسکے دل نے ایسی صفت پیدا کی کہ جناب الٰہی سے دور ہوگیا یہی اوسکی شقاوت ہی اسواسطے کہ ہم پہلے ہی بیان کرچکے ہین کہ آدمی کی سعادت اسی مین ہی کہ اپنی طرف سے اور دنیا کی جانب سے منہ پھیر کر حق تعالی کی طرف متوجہ ہوجاے خواہش اور علاقہ یہی اوسکا منہ ہی اسواسطے کہ وہ جو ایسی خواہش اور ایسا قصد کرتا ہی کہ دنیا سے تعلق رکھی تو دنیا کے ساتھہ اوسکا علاقہ بہت مستحکم ہوجاتا ہی اور جو چیز اوسے حاصل ہونا چاہیے اوس سے بہت دور ہوجاتا ہی اور آدمی ماخوذ اور ملعون ہوا اسکے یہ معنی ہین کہ دنیا مین بہت گرفتار ہوا اور جناب الٰہی سے بہت دور ہوگیا یہ کام اوسی سے ہی اور اوسی کے ساتھہ ہی اور اوسی مین ہے نہ کیسیکو اوسکی عبادت سے خوشی ہوتی ہے نہ اوسکے گناہ سے غصہ ہوتا ہی کہ اوس سے انتقام لے مگر خلق کی عقل کے موافق ایسا کہا کرتے ہین اور جو شخص یہ اسرار سمجھا اوسے اس بات مین کچھ شک و شبہ نہین رہتا کہ ان احوال دل کے سبب سے آدمی ماخوذ ہوتا ہی اسپر بڑی دلیل یہ ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب دو آدمی آپس مین تلوار کھینچین اور ایک مارڈالا جاوے تو قاتل اور مقتول دونون دوزخ مین ہین صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مقتول کیون دوزخ مین ہے فرمایا اسواسطے کہ وہ دوسرے کو قتل کرنا چاہتا تھا اگر قتل کرسکتا تو قتل کرڈالتا دوسری دلیل یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس مال ہی اور وہ موافق شرع بیجا نہین خرچ کرتا اور دوسرا شخص اپنے دل مین کہتا ہی کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو مین بھی یون ہی بیجا خرچ کرتا تو دونون شخص گناہ مین برابر ہین اور یہ دونون باتین قصد دلی ہین اور اس مین کچھ شک نہین کہ اگر کوئی شخص اپنے بچھونے پر عورت کو پاوے اور یہ خیال کرکے کہ یہ میری جورو نہین ہی اوسکے ساتھہ جماع کرے تو گنہگار ہوگا اگرچہ وہ اوسکی جورو ہو بلکہ آدمی اگرچہ جانے کہ مین باوضو ہون اور نماز پڑہے اور حقیقت مین بے وضو ہو تو اوسے ثواب ہوگا اور اگر سمجھے کہ مین بے وضو ہون اور نماز پڑہی تو گنہگار ہوگا اگرچہ پھر اوسے یاد آوے کہ مین باوضو تھا اور یہ سب باتین دل کی حالتین ہین لیکن اگر گناہ کا قصد کرے اور خوف خدا سے گناہ کا مرتکب نہو تو اوسکے واسطے نیکی لکھتے ہین جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ آدمی کا قصد طبیعت کے موافق ہوتا ہی اور طبیعت کے برخلاف کسی کام سے دست بردار رہنا مجاہدہ ہی کہ اوس قصد کو دل سے پاک کرنے مین جتنا اثر ہی اس مجاہدہ کو دل روشن کرنے مین اوس سے زیادہ اثر ہی نیکی لکھنے کے یہی معنی ہین اور اوس حدیث کا یہی مطلب ہی اور اگر کوئی شخص قصد گناہ کرکے عاجزی کے سبب سے اوس گناہ سے باز رہا تو یہ باز رہنا اوس قصد کا کچھ کفارہ نہوگا اور وہ تاریکی نہ دور ہوگی اور اوس قصد کے سبب سے ماخوذ ہوگا جیسے وہ مقتول جو عاجزی کے سبب سے اپنے قاتل کو قتل کرنے سے باز رہے اور قتل ہوجاوے **جو عمل نیت کے سبب سے بدل جاتے ہین اونکا بیان** العزیز جانتو کہ اعمال تین قسم پر ہین طاعات مباحات معاصی یہ جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ اس سے شاید لوگ سمجھین کہ معصیت بھی اچھی نیت کے سبب سے طاعت ہوجاتی ہی یہ سمجھنا غلطی معصیت جو ایک قسم عمل ہے اس مین اچھی نیت کچھ اثر نہین کرتی مگر بری نیت اوسے اور بھی بدتر کردیتی ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کیسیکا دل خوش کرنیکو کسی کی غیبت کرے یا حرام کے مال سے مسجد پل مدرسہ بناوے اور کہے میری نیت اچھی ہے اور اسقدر نہ جانتا ہو کہ برائی مین اچھی نیت کرنا دوسری برائی ہی اور اگر اوس برائی کو برائی جانتا ہی تو فاسق ہی ہے اور اگر سمجھتا ہی کہ یہ کار خیر ہی تو بھی فاسق ہے

اسواسطے کہ طلب علم فرض ہے اور خلق اکثر جہل کے سبب سے ہلاک اور تباہ ہوتی ہے اسیواسطے حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ جہل سے
بڑھ کر کوئی گناہ نہین ہے اور اپنے جہل کو نہ جاننا جہل سے بھی زیادہ گناہ ہے اس لیے کہ آدمی جب یہ نہ جانیگا کہ مین جاہل ہون تو ہرگز نہ سیکھے گا
اور یہ جہل اوسکے حق مین حجاب ورا ہو جائیگا اسیطرح ایسے شاگرد کو تعلیم کرنا بھی حرام ہے جسے عہدۂ قضا اور وقف چیزون اور یتیمون کے اموال
اور بادشاہ کے مال سے دنیا حاصل کرنا مقصود ہو اور اپنی بڑائی جتانا مباحثہ اور مناقشہ کرنے مین مشغول ہو اگر مدرس کہے کہ میری نیت یہی ہے
کہ علم شرع پھیلے شاگرد اگر برائی مین علم صرف کریگا تو کرے مین تو اپنی نیت پر اجر پاؤنگا تو مدرس کا یہ کہنا محض نادانی ہے اور مدرس کی مثل ایسی ہے
جیسے کوئی شخص ایسے آدمی کو تلوار دیڈالے جو رہزنی کریگا ایسے کو انگور دیدے جو شراب بنائیگا اور کہے کہ مجھے سخاوت مقصود ہے اسواسطے کہ
حق تعالیٰ سخی سے زیادہ کسیکو دوست نہین رکھتا یہ اوسکی نادانی ہے بلکہ جب جانے کہ یہ شخص رہزنی کریگا تو اوسکے ہاتھ سے تلوار چھین لینا چاہیے
دوسری تلوار اوسے دینا کیونکر درست ہوگا بلکہ اگلے سب بزرگون نے عالم فاجر سے خدا کی پناہ مانگی ہے اور جس شاگرد مین گناہ کا اثر دیکھا اوسے
دور کیا حتی کہ حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک قدیم شاگرد کو اتنی بات پر نکالدیا کہ اوسنے اپنے گھر کی دیوار مین باہر سے
کہگل کی تھی اور فرمایا کہ تونے کہگل کرکے مسلمانون کی شاہراہ مین سے ناخون بھر زمین دبالیا تجھے علم سکھانا نہ چاہیے پس گناہ نیت خیر کر
خیر نہین ہو جاتے بلکہ خیر دہی رہے جسکا حکم ہوا ہوا اعمال کی دوسری قسم طاعات ہے اس مین دو وجہ سے نیت اثر کرتی ہے ایک جہت اصل
عمل نیت سے درست ہوتا ہے دوسری یہ کہ نیت جتنی زیادہ ہوتی ہے اوتنا ہی ثواب المضاعف ہوتا ہے اور جو شخص علم نیت سیکھتا ہے
ایک طاعت مین دس نیک نیتین کر سکتا ہے تاکہ وہ ایک طاعت دس طاعتون کے برابر ہو جائے مثلاً جب کوئی شخص مسجد مین اعتکاف
بیٹھے ایک تو یہ نیت کرے کہ مسجد خانۂ خدا ہے جو مسجد مین جاتا ہے وہ حق تعالیٰ کی زیارت کو جاتا ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے جو شخص مسجد گیا وہ خدا کی زیارت کو گیا اور جسکی زیارت کو کوئی جاتا ہے اوسپر لازم ہو جاتا ہے کہ زائر کی تکریم کرے دوسری
نیت یہ ہے کہ دوسری نماز کا انتظار کرتا ہے اور حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص نماز کا منتظر ہے وہ نماز مین ہے تیسری نیت یہ ہے کہ اس اعتکاف
کے سبب سے آنکھ کان زبان ہاتھ پاؤن کو بیجا حرکتون سے باز رکھونگا یہ ایک قسم کا روزہ ہے اسواسطے کہ حدیث شریف مین
آیا ہے کہ مسجد مین بیٹھنا میری امت کی رہبانیت ہے چوتھی نیت یہ ہے کہ دنیا کے شغلون کو اپنے سے دور کرے حتی کہ اپنے تئین بالکل خدا کے
حوالے کر دے اور ذکر اور فکر اور مناجات مین مشغول ہے پانچوین نیت یہ ہے کہ لوگون کی مخالطت اور خلق کے شر سے بچونگا چھٹی
نیت یہ ہے کہ اگر مسجد مین کوئی بری بات دیکھونگا تو منع کرونگا اور اگر اچھی بات دیکھونگا تو حکم کرونگا اگر کوئی شخص بری طرح نماز پڑھیگا تو
اوسے سکھا دونگا ساتوین نیت یہ ہے کہ شاید کسی ایسے دیندار سے وہان ملاقات ہو جائے کہ اوسکے ساتھ دین مین برادری کرے
اسواسطے کہ مسجد دینداروں کی آرام لینے کی جگہ ہے آٹھوین نیت یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے گھر مین گناہ کرتے ہوئے یا گناہ کا خیال کرتے ہوئے
اوس سے شرم رکھے ای عزیز اسی پر ہر طاعت کو قیاس کر لے کہ ہر ایک مین بہت سی نیتین آدمی کر سکتا ہے تاکہ ثواب المضاعف ہو جائے اعمال
کی تیسری قسم مباحات ہے کوئی آدمی ایسا نہو کہ بہائم کی طرح مباحات مین غفلت کی چال چلے اور نیک نیت سے غافل ہے کہ یہ بڑے نقصان کی بات ہے
اسواسطے کہ سب حرکات سکنات کا سوال کیا جائیگا اور سب مباحات کا حساب لیا جائیگا اگر بری نیت ہوگی تو اوسی پر عذاب ہوگا اگر اچھی

نیت ہوگی تو اوسی کو ثواب ہوگا اور اگر کچھ نیت نہو گی تو سراسر نقصان ہے کہ اپنی اوقات ضائع کی کہ بے نیت بخیر کیے ہوی اوس کام مین وقت
صرف کیا اور اوس سے کچھ فائدہ نہ لیا اور اس آیۃ کریمہ کے خلاف عمل مین لایا وَلَا تَنْسَ نَصِیْبَکَ مِنَ الدُّنْیَا یعنی دنیا گذرنے والی ہے تو اپنا
حصہ اوس سے لیلے تاکہ وہ تیرے ساتھ رہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندہ سے ہر کام پر سوال ہوگا جو اوسنے دنیا مین
کیا ہو حتی کہ سرمہ جو آنکھ مین لگایا ہو یا مٹی کا ایک ڈھیلا جو ہاتھ مین ملا ہو یا ہاتھ جو کسی بھائی کے کپڑے مین لگایا ہو مباحات کی نیت
کا علم بھی بہت بڑا علم ہے اوسے سیکھنا چاہیے اسکی مثال ایسی ہے کہ خوشبو استعمال کرنا مباح ہے ممکن ہے کہ کوئی شخص جمعے کے دن خوشبو
استعمال کرے اور تونگری ظاہر کرکے تفاخر کرنا یا لوگون کو اپنی نفاست دکھانا یا بری خیال سے غیر عورتون کے دل مین جگہ
کرنا اوسی مقصود ہو اور خوشبو استعمال کرنے مین اچھی نیتین یہ ہوتی ہین کہ خانہ خدا کی تعظیم وتکریم کا خیال کرے اور یہ ارادہ کرے
کہ میری خوشبو کے سبب سے پاس بیٹھنے والون کو راحت پہونچے اور وہ محظوظ اور آسودہ ہون اور یہ خیال کرے کہ خوشبو استعمال کرکے
اپنے بدن سے بدبو دور کرتا ہون تاکہ لوگون کو تکلیف نہ پہونچے اور میری غیبت کرکے مرتکب گناہ نہو جائین اور یہ نیت کرے کہ اپنے دماغ
کو قوت دیتا ہون کہ صاف ہوکر ذکر و فکر پر زیادہ قادر ہون اور ایسی نیک نیتین اوسی شخص سے ہوتی ہین جسپر نیکیون کا قصد غالب
ہو اور انمین سے ہر ایک نیت ذریعہ قربت جناب صمدیت ہوتی ہے اگلے بزرگون کا یہی حال تھا حتی کہ وہ کھانا کھانے پاخانے جانے
جورو سے صحبت کرنے مین ایسی نیت کرتے تھے جو سبب خیر ہو آدمی جب کار خیر کا قصد کرتا ہے تو اوسے ثواب حاصل ہوتا ہے مثلا جورو کے
ساتھ جماع کرنے سے یہ نیت کرے کہ اولاد پیدا ہو تاکہ سید الانبیا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت زیادہ ہو اور اپنی جورو کو
راحت پہونچاؤن اوسے اور اپنے تئین گناہ سے بچاسکون نیت کرے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالی نے ایکدن اُلٹا کپڑا پہنا لوگون
نے کہا کہ ہاتھ پھیلائیے تو ہم کپڑے کو سیدھا کردین اونھون نے ہاتھ سمیٹ لیا اور کہا کہ مین نے یہ الٹا کپڑا خدا کے واسطے پہنا ہے اوسی
لیے سیدھا کرونگا حضرت زکریا علیہ السلام کہ مین مزدوری کو تشریف لیگئے تھے لوگ انکے پاس حاضر ہوے وہ کھانا کھا رہے تھے اون
لوگون سے نہ فرمایا کہ تم بھی کھاؤ جب کھانے سے فراغت ہوئی تو فرمایا کہ اگر مین یہ سب کھانا نہ کھاتا تو مجھ سے پوری محنت نہو سکتی کام
کرنے مین تھک جاتا اور ہمت و سخاوت کے سبب سے ادای فرض خدمت سے محروم رہتا حضرت سفیان رحمہ اللہ تعالی کھانا کھا رہے تھے
ایک شخص انکے سامنے سے گذرا اوس سے یہ نہ کہا کہ تو بھی کھانا کھا جب کھا چکے تو کہنے لگے کہ اگر یہ کھانا قرض لیا ہوا نہوتا تو مین بیشک تجھے
کھانیکو کہتا پھر فرمایا جب کوئی شخص کسی آدمی کو کھانیکا تکلف کرے اور دل مین اسکو کھلانے پر راضی نہو تو اگر اوسنے نکھایا تو بلانیوالے کو ایک ہی گناہ ہوا
یعنی نفاق اور اگر اوسنے کھانا کھا لیا تو بلانیوالے نے دو گناہ کیے ایک نفاق دوسرا خیانت کیونکہ اوسنے ایسی چیز کھلائی کہ اگر وہ جانتا ہوتا تو
وہ کھاتا **اسکا بیان کہ نیت اختیار مین نہین ہے** الغرض جاننا چاہیے کہ جب تسلیم دلسے گا کہ ہر مباح مین نیت ممکن ہے تو شاید دل
یا زبان سے کہے کہ خدا کے واسطے مین نکاح کرتا ہون یا خدا کے لیے روٹی کھاتا ہون یا خدا کے واسطے جلسہ درس کرتا ہون اور سمجھے کہ یہ دل یا زبان
سے کہنا نیت ہے حالانکہ یہ حدیث نفس ہے یا زبانی بات ہے اسواسطے کہ نیت ایک کشش اور رغبت ہے جو دل مین پیدا ہوتی ہے تاکہ آدمی کو کام مین
لگا دے جیسا کوئی تقاضی بلاح کرے تاکہ بدن اوسکا کہا مانکر وہ کام کرنے لگے یہ بات اوسوقت پیدا ہوتی ہے کہ غرض ظاہر ہو اور غالب ہو جائے

نیت متقاضی ہوگا تو زبانی نیت ایسی ہے جیسے کوئی پیٹ بھرا آدمی کہے کہ مین نے نیت کی ہے کہ مین بھوکا رہون یا دیر پڑا آدمی کہے کہ مین نے نیت کی ہے
کہ فلانے آدمی کو دوست رکھون حالانکہ یہ محال ہے علی ہذا القیاس جو شخص شہوت کے غلبہ سے جماع کرے اور کہے کہ مین نے اولاد پیدا ہونے کے واسطے
جماع کرنے کی نیت کی ہے یہ بیہودہ بات ہے اسیطرح جب شہوت پرستی کے باعث سے نکاح کرے اور کہے کہ مین نے ادای سنت کے واسطے نکاح کیا ہے
تو یہ بھی بیہودہ بات ہے بلکہ پہلے شرع کے ساتھ ایمان قوی ہونا چاہیے پھر اولاد پیدا ہونے کے واسطے نکاح کرنے کے ثواب کے باب مین جو حدیثین آئی ہین
اون مین آدمی غور و تامل کرے تاکہ اوسکے دل مین اوس ثواب کا لالچ پیدا ہو اور اوس سے نکاح کرائے اوسوقت بغیر اسکے کہ وہ زبان سے
کہے خود ادای سنت کی نیت ہوگی اور جس شخص کو حرص فرمانبرداری نے آمادہ کیکے نماز کے واسطے قائم کیا تو تعمیل حکم الٓہی خود اوسکی نیت ہے
اور زبان سے کہنا کہ مین نے نیت کی ہے بے سود ہے جیسا کہ بھوکے آدمی کا یہ کہنا کہ بھوک کے واسطے مین نے روٹی کھانیکی نیت کی بے فائدہ ہے اسواسطے
کہ وہ جب بھوکا ہے تو روٹی کھانا چار ناچار خود بھوک ہی کے واسطے ہے اور جہان حظ نفس پیدا ہو وہان نیت آخرت مشکل سے ہوتی ہے مگر یہ کہ آخرت
فی الجملہ غالب ہو اہو پس مقصود یہ ہے کہ اے عزیز تو جان لے کہ نیت وہ چیز ہے جو تیرے اختیار مین نہین کیونکہ نیت اوس خواہش سے عبارت ہے جو تجھے
کام مین لگا وے اور تیرا کام تیری قدرت سے ہوتا ہے اگر تو چاہے کرے اگر نہ چاہے نہ کرے مگر تیری خواہش تیرے اختیار مین نہین کہ اگر تو چاہے خواہش کرے اگر نہ چاہے
نہ خواہش کرے بلکہ خواہش کبھی پیدا ہوتی ہے کبھی نہین پیدا ہوتی ہے اور خواہش پیدا ہونے کا سبب ہوتا ہے کہ تجھے اس بات کا اعتقاد ہو جائے کہ تیری غرض
اوس جہان مین یا اوس جہان مین کسی کام سے متعلق ہے تاکہ اوسکا خواہان رہے اور جو شخص یہ بھید جانتا ہے بہت عبادتون سے دست بردار ہو جاتا ہے
اسواسطے کہ اوسکی نیت حاضر نہین ہوتی ابن سیرین نے حضرت حسن بصری رحمہما اللہ تعالی کے جنازے کی نماز نہ پڑھی اور کہا کہ مین نیت نہین پاتا حضرت
سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے کہا کہ آپ حماد ابن سلیمان کے جنازے کی نماز کیون نہین پڑھتے وہ تو علمای کوفہ مین سے تھے فرمایا کہ
اگر نیت ہوتی تو نماز پڑھتا حضرت طاؤس رحمہ اللہ تعالی سے کسی نے دعا کی خواہش کی اونھون نے کہا کہ جب تک نیت پیدا ہو تب تک توقف کر
لوگ جب اونسے روایت حدیث چاہتے تو ایسا ہوتا کہ روایت نکرتے اور کبھی ایسا ہوتا کہ خود بخود روایت کرنے لگتے اور کہتے کہ مین نیت کا منتظر رہتا ہون .
ایک بزرگ نے کہا کہ مہینا بھر ہوا کہ فلانے مریض کی عیادت کو جانیکے واسطے نیت درست کرنے پر آمادہ ہون اور ہنوز نیت درست نہین ہوئی غرضکہ آدمی پر جب تک
حرص دنیا غالب رہتی ہے تب تک کسی عبادت میں اوسکی نیت درست نہین ہوتی بلکہ فرائض مین بھی مشکل سے درست ہوتی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے
کہ آدمی جب آتش دوزخ کا اندیشہ نکرے اور اپنے تئین اوس سے نہ ڈرائے تب تک نیت نہین درست ہوتی جب کوئی شخص ان حقائق کو پہچان
لیتا ہے تو ایسا ہوتا ہے کہ فضائل کو چھوڑ کر مباحات مین مشغول ہو جاتا ہے کیونکہ مباحات مین نیت پاتا ہے مثلاً کوئی شخص قصاص مین نیت
پائے اور معاف کر دینے مین نہ پائے تو اوسکے حق مین قصاص لینا افضل ہے اور ایسا ہوتا ہے کہ نماز تہجد کی نیت نہ پائے اور سو رہنے مین نیت پائے کہ
سو رہون تاکہ صبح کی نماز کے واسطے سویرے اوٹھون تو اوسکے حق مین سو رہنا افضل ہے بلکہ اگر عبادت سے ملول اور پریشان ہو اور جانے
کہ اگر ساعت بھر اپنی جورو سے دل لگی کرے گا یا کسی سے باتین اور خوش طبعی کریگا تو فرحت و انبساط اوسے پھر حاصل ہوگا اور عبادت مین دل
لگے گا تو اس نیت سے یہ دل لگی اور خوش طبعی اوس بیدلی کی عبادت سے اوسکے حق مین افضل ہے حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالی عنہ کہتے
ہین کہ کبھی کبھی اپنے تئین لہو و لعب سے آرام دیتا ہون تاکہ عبادت حق مین نشاط اور فرحت حاصل ہو امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ

فرمایا

فرماتی ہین کہ اگر ہمیشہ ایک کام مین توجہ اور دل لگائیگا تو دل اندھا ہو جائیگا یہ امر ایسا ہے جیسے بیمار کو طبیب گوشت کھلاوے گو کہ اوس بیمار کو حرارت
ہو اور گوشت کھلانے سے طبیب کی یہ غرض ہو کہ اوس بیمار کی قوت اصلی پھر آئے اور دوا کھانے کی طاقت پائے کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ صف جنگ
سے بھاگ جاتے تاکہ دشمن کی پشت مارے اور ناگاہ اوس پر حملہ کرے اوستادون نے ایسے بہت حیلے کیے ہین اور راہ دین بھی بالکل نفس اور
شیطان کے ساتھ جنگ و مناظرہ ہے اور اسمین ترقی اور حیلے کی حاجتین ہین اور ترقی و حیلہ بزرگان دین کے نزدیک پسندیدہ بات ہے اگرچہ
علماء ناقص کو اس بات کی راہ نہین معلوم **فصل** العزیز جب تو یہ جان چکا کہ جس باعث سے عمل ہوتا ہے اوسے نیت کہتے ہین تو اب یہ جان کہ
کوئی شخص خوف دوزخ کے باعث سے عبادت کرتا ہے اور کوئی نعمت بہشت کے باعث سے جو شخص بہشت کے واسطے عبادت کرے وہ پیٹ اور
فرج کا بندہ ہے اسواسطے کوشش کرتا ہے کہ ایسے مقام مین جا پہونچے جہان اوسکے پیٹ اور فرج کی مراد حاصل ہو اور جو خوف دوزخ سے عبادت
کرتا ہے وہ بدذات غلام کے مانند ہے کہ بن [illegible] کے کوئی کام نہین کرتا ان دونون کو حق تعالیٰ سے کچھ کام ہی نہین بلکہ خاص بندہ وہی ہے
کہ جو کچھ کرے خدا ہی کے واسطے کرے نہ بہشت [illegible] پانے کے واسطے کرے نہ دوزخ سے بچنے کے لیے اس بندہ کی مثل ایسی ہے جیسے
جو کوئی اپنے معشوق کی طرف دیکھتا ہے وہ معشوق ہی کے واسطے دیکھتا ہے اوس واسطے نہین دیکھتا کہ معشوق اوسے سونا چاندی دے اور جو شخص سیم و زر کے
واسطے دیکھتا ہو تو سیم و زر ہی اوسکا معشوق ہے [illegible] جمال جناب الٰہی [illegible] محبوب معشوق نہین ہے اور جسے ایسی نیت نہو سکی
اور جسے نیت وصل [illegible] اوسکی عبادت بالکل خیال آرہین تھا اور اوسکے ساتھ مناجات [illegible] اگر [illegible] عبادت کرتا ہے تو اسواسطے
کرتا ہے کہ محبوب کی فرمانبرداری کو دوست رکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ بدن کو بھی [illegible] درگاہ محبوب کی بندگی اور رضا دینا
کی طرف کھینچتا کہ اوس جمال و مثال کو نظارہ سے [illegible] اگر گناہ سے دست بردار ہوتا ہے تو اسواسطے ہوتا ہے کہ شناسا
اور مناجات کی لذت مین شہوت پرستی خلل ڈالتی ہے اور آڑ ہوتی ہے حقیقت مین ایسا ہی بندہ عارف ہوتا ہے احمد ابن خضرویہ
رحمہ اللہ تعالیٰ نے حق سبحانہ تعالیٰ کو خواب مین دیکھا کہ فرماتا ہے کہ سب لوگ مجھسے مانگتے ہین مگر ابو یزید مجھکو طلب کرتا ہے حضرت شبلی قدس سرہ
کو لوگون نے خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالیٰ نے آپکے ساتھ کیا معاملہ کیا جواب دیا کہ حق تعالیٰ نے مجھپر عتاب کیا اسواسطے
کہ ایکبار میری زبان سے نکل گیا تھا کہ بہشت فوت ہو جانے سے زیادہ اور کیا نقصان ہے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ نہین بلکہ میرا دیدار
فوت ہونے سے زیادہ اور کیا نقصان ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اس دوستی اور لذت کی حقیقت اصل محبت مین بیان کیجائیگی **دوسرا باب**
اخلاص اور اوسکی فضیلت اور حقیقت اور درجات کے بیان مین **فضیلت اخلاص** العزیز جان تو کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَمَآ اُمِرُوْٓا
اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ یعنی خلق مامور ہے کہ اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کرے اور فرمایا اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ
یعنی خالص دین خدا ہی کے واسطے ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اخلاص [illegible] میرے بھیدون مین سے
ایک بھید ہے جس بندہ کو مین دوست رکھتا ہون اوسکے دل مین مین نے یہ بھید رکھا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ اے معاذ اخلاص کے ساتھ عمل کیا کرتا کہ تھوڑا ہی عمل تجھکو کافی ہو اور جو کچھ ریا کی مذمت مین ہم بیان کر چکے ہین وہ سب اخلاص کی تعریف
ہے کیونکہ نظر خلق بھی اون سببون مین سے ایک سبب ہے جنکے باعث سے اخلاص جاتا رہتا ہے اور اسکے سوا اور سبب بھی ہین حضرت عزیز [illegible]

رحمہ اللہ تعالی اپنے نفس کو دھمکاتے تھے اور کہتے یا نفس اخلاص کر تاکہ خلاصی پاوے حضرت ابو سلیمان رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ وہ شخص نیک بخت ہے
جسنے تمام عمر مین ایک قدم اخلاص سے چاہا ہو کہ خدا کے واسطے ہوا اور کچھ اوس مین نہ چاہا ہو ابو ایوب سجستانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ نیت مین
اخلاص اصل نیت سے زیادہ دشوار ہے کسی نے ایک بزرگ کو خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالی نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا جواب دیا کہ
جو کچھ مین نے خدا کے واسطے کیا تھا اوسے نیکیون کے پلے مین دیکھا حتی کہ ایک انار کا دانہ جو راہ مین پڑا تھا اور مین نے اوٹھا لیا
تھا اور ایک بلی جو میرے گھر مین مری تھی اور ریشم کا ایک تار جو میری ٹوپی مین تھا اوسے برائیون کے پلے مین پایا اور مین نے ایک گدھا
سو دینار کو لیا تھا اوسے نیکیون کے پلے مین دیکھا مین نے کہا سبحان اللہ بلی تو حسنات کے پلے مین ہو اور گدھا نہو جواب ملا کہ
جہان تو نے بھیجا وہان پہونچا کیونکہ جب تو نے سنا تھا کہ گدھا مر گیا تو کہا تھا الی لعنۃ اللہ اگر فی سبیل اللہ کہتا تو گدھے کو حسنات کے
پلے مین پاتا اور ایکبار مین نے خدا کے واسطے صدقہ دیا اوس وقت لوگ دیکھ رہے تھے اونکا دیکھنا مجھے اچھا معلوم ہوا اوس صدقے
سے نہ مجھکو نفع ہوا نہ ضرر حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالی نے یہ سنکر کہا کہ اونسے بڑی دولت پائی کہ اوس صدقے نے اوسے ضرر نہ پہونچایا
ایک شخص نے کہا ہے کہ مین کشتی مین سوار جہاد کو جاتا تھا ہمارا ایک ساتھی توبرہ بیچنے لگا مین نے اپنے جی مین کہا کہ مین مول لیکر کام مین لاؤن
فلانے شہر مین بیچ ڈالونگا تاکہ نفع ہو اوسی رات مین نے خواب مین دیکھا کہ دو شخص آسمان پر سے اوترے ایک نے کہا غازیون کے نام لکھ
اور یہ بھی لکھ فلانا تماشا دیکھنے آیا اور فلانا تجارت کو آیا اور فلانا ریاکی نیت سے آیا پھر میری طرف دیکھکر کہا کہ لکھ اسے کہ فلانا تجارت کو آیا ہے
مین نے کہا خدا کے واسطے میرا حال دیکھو کہ مین کوئی چیز نہین رکھتا سوداگری کو کیونکر آیا ہون مین خدا کے واسطے آیا ہون اونسے کہا اے شیخ تو نے
وہ توبرہ نفع کے واسطے نہین مول لیا اوسنے یہ جو کہا تو مین رو دیا اور کہنے لگا کہ واللہ مین سوداگر نہین ہون دوسرے نے کہا کہ یون لکھ
فلانا شخص جہاد کو آیا تھا اور راہ مین نفع حاصل کرنیکو ایک توبرہ مول لیا تاکہ جیسا خدا کو منظور ہوگا اوسکی نسبت حکم فرمایگا اسی واسطے
بزرگون نے کہا ہے کہ ایک ساعت کا اخلاص ہمیشہ کی نجات ہے مگر اخلاص عزیز الوجود ہے اور کہا ہے علم تخم ہے اور عمل زراعت اور اخلاص
پانی بنی اسرائیل مین ایک عابد تھا لوگون نے اوس سے کہا کہ فلانی جگہہ ایک درخت ہے لوگ اوسکی پرستش کرتے ہین اور خدا جانتے ہین
عابد غصے مین آیا اور ایک تبر اپنے کاندھے پر رکھکر چلا کہ اوس درخت کو کاٹ ڈالے راہ مین ایک بوڑھے آدمی کی صورت پر ابلیس ملا عابد سے
پوچھا تو کہان جاتا ہے کہا فلانا درخت کاٹنے جاتا ہون ابلیس نے کہا جا خدا کی عبادت مین مشغول رہ کہ وہ تیرے واسطے اس کام سے بہتر ہے عابد نے
کہا کہ مین ہرگز نہ پلٹ جاؤنگا یہی میری عبادت ہے ابلیس نے کہا کہ مین ہرگز آگے نہ جانے دونگا اور عابد سے لڑنے لگا عابد نے ابلیس کو دے مارا
اور اوسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا تب ابلیس نے کہا کہ مجھے چھوڑ دے مین ایک بات کہتا ہون عابد نے اوسے چھوڑ دیا ابلیس بولا اے عابد خدا کے ہزارون
پیغمبر ہین اگر حق تعالی کو یہ درخت کٹوانا منظور ہوتا تو اون مین سے کسی پیغمبر کو حکم فرماتا اور تجھے بھی کچھ حکم نہین کیا ہے تو یہ کام نکر عابد نے کہا
کہ مین خواہ نخواہ درخت کاٹ ڈالونگا تب پھر ابلیس نے کہا کہ مین تجھے نہ جانے دونگا پھر پکڑ ہونے لگی عابد نے پھر دے مارا ابلیس نے
کہا کہ مجھے چھوڑ دے مین اور ایک بات تجھسے کہونگا اگر یہ بات تجھے پسند نہ آوے جو تیرا جی چاہے وہ کرنا عابد نے اوسے چھوڑ دیا ابلیس بولا
اے عابد تو مرد درویش ہے لوگ تیری خدمتگاری کرتے ہین اگر تیرے پاس کچھ اپنے خرچ کو ہو اور اور عابدون کو دیوے تو درخت کاٹنے

سے یہ تیرے حق مین بہتر ہے اسواسطے کہ اگر تو اوس درخت کو کاٹ ڈالیگا تو اوسکی پرستش کرنیوالون کا کچھ نقصان نہوگا وہ دوسرا درخت لگا لینگے
تو اس خیال سے باز آ مین ہر روز صبح کو تیرے تکیہ کے نیچے دو دینار رکھ دیا کرونگا عابد اپنے دل مین سوچکر کہنے لگا کہ یہ سچ کہتا ہے ایک دینار مین صدقہ
دیا کرونگا اور ایک دینار اپنے کام مین خرچ کیا کرونگا اس درخت کو کاٹنے سے یہ امر بہتر ہے اور مجھے خدا نے حکم بھی نہین کیا ہے اور مین کچھ پیغمبر بھی نہین
ہون کہ یہ درخت کاٹنا مجھپر واجب ہو غرضکہ اسی خیال مین عابد اپنے گھر پھر آیا ایکدن دو دو دینار پائے اور اوٹھا لیے دوسرے دن بھی دو دینار ملے
اپنے جی مین کہا خوب ہوا جو مین نے وہ درخت نہ کاٹا تیسرے دن کچھ نہ پایا پھر غصے مین آکر تبر اوٹھایا اور چل نکلا ابلیس پھر سامنے آیا پوچھنے
لگا کہان کا ارادہ ہے کہا وہی درخت کاٹنے جاتا ہون ابلیس بولا تو جھوٹا ہے قسم خدا کی تو وہ درخت ہرگز نہ کاٹ سکیگا پھر پکڑ ہونے لگی ابلیس
نے عابد کو دے مارا چنانچہ ابلیس کے ہاتھ مین عابد بیچارہ ایسا تھا جیسے باز کے پنجے مین چڑیا ابلیس نے کہا کہ پھر جا ورنہ بکری کی طرح ابھی تجھے
حلال کر ڈالونگا عابد نے کہا کہ اچھا مجھے چھوڑ دے مین پلٹ جاتا ہون لیکن اتنا تو بتا کہ پہلے دوبار مین کیون غالب آیا اور اب کی مرتبہ تو کیون
غالب ہوا ابلیس نے کہا کہ پہلے دو مرتبہ خدا کے واسطے تو غصے مین آیا تھا خدا نے مجھے تیرا مغلوب کر دیا اسواسطے کہ جو شخص خالصاً للہ کچھ کام کرتا ہے
مجھے اوسپر غلبہ نہین ہوتا اور ابکی مرتبہ اپنے اور دینار کے واسطے تو غصے مین آیا اور جو شخص اپنی ہوا و ہوس کا تابع ہوتا ہے وہ مجھسے سر بر نہین ہوتا

حقیقت اخلاص ای عزیز جانو کہ جب تو پہچان چکا کہ نیت باعث عمل اور متقاضی عمل ہے تو اگر وہ ایک متقاضی ہے تو اوسے خالص کہتے
ہین اور اگر دو متقاضی ہین تو اوس مین شرکت ہوگئی اور خالص نہین رہی شرکت کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص خدا کے واسطے روزہ رکھے مگر کھانے
سے پرہیز کرنا بھی اوسکو اسواسطے مقصود ہو کہ تندرست رہے یا گھر کا خرچ کم ہو جائے یا وہ کھانے پکانے کی محنت سے بچے یا اور کوئی کام ہے کہ اوس
مین مشغول ہو یا یہ کہ جاگتا رہے اور کچھ کام کرسکے یا غلام آزاد کرے تاکہ اوسکے خرچ اور اوسکی بدخوئی سے بچے یا حج کے واسطے جائے تاکہ
ٹہلنا آئے ہوا سے قوت اور تندرستی حاصل ہو یا شہرون کی سیر کرے اور تماشا دیکھے یا زن و فرزند سے اور اونکے نان و نفقہ کی فکر سے
چندے آرام پائے یا کسی دشمن کے رنج سے چھوٹ جائے یا رات کو نماز پڑھتا ہے تاکہ نیند نہ آئے اور اپنا مال بچائے یا علم سیکھے تاکہ اسکے واسطے
روزی حاصل کرسکے یا مال و متاع اور اسباب و املاک کا انتظام کرسکے یا لوگون کی نظرون مین عزیز و ممتاز رہے یا جلسہ درس کرے تاکہ چپ
رہنے کے رنج سے چھوٹے اور دل لگی ہو یا مصحف لکھے تاکہ اوسکا خط صاف اور پختہ ہو جائے یا پیادہ حج کرے تاکہ کرایہ کا فائدہ ہو یا وضو
کرے تاکہ ٹھنڈا اور پاکیزہ رہے یا غسل کرے تاکہ بدن مین بدبو نہ آئے یا مسجد مین اعتکاف کرے تاکہ گھر کا کرایہ نہ دینا پڑے یا کسی سائل کو
خیرات دے تاکہ اوسکی خوشامد اور الحاح سے چھوٹے یا کسی فقیر کو اسواسطے کچھ دے کہ اوسکا کام چھپنے سے شرم آتی ہے یا کسی بیمار کو دیکھنے
جائے تاکہ جب خود بیمار ہو تو اور لوگ اسکی عیادت کو آئین یا اسے ملامت و عتاب نکرین اور دامنگیر نہون یا اور کوئی نیک کام کرے تاکہ
صالح اور نیکوکار مشہور ہو یہ سب باتین خود ریا ہین اور ریا کا حکم ہم بیان کرچکے ہین اور یہ سب خیالات تھوڑے ہون خواہ بہت
اخلاص کو باطل کردیتے ہین بلکہ عمل خالص وہی ہے جسمین اپنی ذات کا کچھ فائدہ اور حصہ نہو بلکہ وہ کام فقط خدا ہی کے واسطے ہو جیسا کہ
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اخلاص کیا چیز ہے فرمایا اخلاص یہ ہے کہ اَنْ تَقُوْلَ رَبِّیَ
اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقِمْ کَمَا اُمِرْتَ یعنی تو یہ کہے کہ میرا پروردگار خدا ہے پھر راہ راست اختیار کر جیسا تجھے حکم کیا ہے آدمی جب تک نفس کے

نہ ہوگا تب تک یہ امر نہایت دشوار ہوگا اسیواسطے بزرگون نے کہا ہے کہ اخلاص سے زیادہ کوئی چیز سخت اور دشوار نہین ہے اگر تمام عمر مین
ایک کام بھی اخلاص کے ساتھ ٹھیک ٹھیک ہو تو بھی نجات کی امید ہے فی الحقیقت بشریت کی صفتون اور غرضون سے ایک کام کو خالص اور
صاف نکالنا ایسا مشکل ہے جیسے گوبر اور خون مین سے دودھ کو نکالنا جیسا کہ حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے مِنْ بَیْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ لَبَنًا خَالِصًا
سَائِغًا لِلشَّارِبِینَ پس اسکی تدبیر یہ ہے کہ آدمی کا دل دنیا سے ٹوٹ جاوے تاکہ محبت الٰہی غالب ہو جاوے اور آدمی عاشق کے مثل ہو جاوے کہ جو کچھ خواہش
اپنے معشوق ہی کے واسطے کرے ایسا آدمی اگر کھانا کھاتا ہے یا پاخانہ پھرنے جاتا ہے تو ممکن ہے کہ اسمین بھی اخلاص کی نیت کر سکے
اور جس شخص پر محبت دنیا غالب ہوتی ہے نماز روزہ مین بھی اوس سے اخلاص ہونا دشوار ہے اسواسطے کہ آدمی کے اعمال دل کی صفت لیتے ہین اور
جدھر دل راغب ہوتا ہے اوسیطرف میل کرتے ہین جس شخص پر محبت جاہ غالب ہوتی ہے اوسکے سب کام خلق کو دکھانے کے واسطے ہوتے
ہین حتی کہ صبح کو منہ دہونا اور کپڑے پہننا بھی خلق کے دکھانیکو ہوا کرتا ہے اور مجلس اور درس اور روایت حدیث اور جو کام خلق سے علاقہ
رکھتے ہین اونمین زیادہ کسی کام مین اخلاص مشکل نہین اسواسطے کہ اکثر ایسے کامون کا باعث فقط خواہش قبول خلق ہوا کرتی ہے یا طلب تقرب خدا کے
ساتھ ملی ہوتی ہے اس صورت مین قبول خلق کا قصد یا تقرب خدا کے قصد کے برابر ہوگا یا اوس سے زیادہ یا کم یعنی آمیزش ضرور ہوگی اور نیت کو
قصد قبول خلق سے پاک رکھنا اکثر علما سے بھی نہین ہو سکتا مگر بعضے احمق اپنے تئین مخلص سمجھتے ہین دہوکا کھاتے ہین اپنا عیب نہین
دیکھتے بلکہ بہت نیک لوگ اس باب مین عاجز اور حیران ہین ایک بزرگ نے کہا ہے کہ تیس برس کی نماز جو پہلی صف مین پڑہی تھی مینے اوسکی
قضا کی اسواسطے کہ ایکدن مین دیر کو آیا اور پہلی صف مین جگہ نہ ملی تو مین نے اپنے دل مین لوگون سے خجالت پائی کہ مین کیون دیر کو آیا تب
مجھے معلوم ہوا کہ تمام خوشی اسی بات کی تھی کہ لوگ مجھے پہلی صف مین دیکھین پس اخلاص ایسی صفت ہے جسکا جاننا دشوار ہے اور اوسکا کرنا
اور بھی دشوار ہے اور جو عمل مشترک اور بے اخلاص ہو وہ قبول نہین ہوتا فصل بزرگون نے کہا ہے کہ عالم کی دو رکعت نماز جاہل کی سال بھر
کی عبادت سے افضل ہے اسواسطے کہ جاہل اپنے عمل کی آفتون کو نہین پہچانتا اور اخلاص عمل کی آمیزش کو نہین جانتا اور سب اعمال خالص
ہی سمجھتا ہے اسواسطے کہ عبادت کا کھوٹا پن زر کے کھوٹے پن کا سا ہے کہ جو صراف بھی زر پرکھنے مین خطا کرتا ہے مگر جو صراف کامل ہو وہ
البتہ اوسے پرکھ سکتا ہے اور سب جاہل بھی جانتے ہین کہ سونا وہی ہے جو زرد ہو سونے کی صورت ہو اور عبادت کا کھوٹا پن جسکے سبب سے
اخلاص جاتا رہتا ہے اوسکے چار درجے ہین بعضے انمین سے بہت پوشیدہ ہوتے ہین ان درجون کو ہم ریا کی صورت پر فرض کرتے ہین
تاکہ انکا حال معلوم ہو پہلا درجہ یہ ہے کہ بندہ نماز پڑھتا ہے اور لوگ آجائین شیطان اوس سے کہے کہ اچھی طرح نماز پڑھ تاکہ یہ لوگ ملامت نکرین
یہ تو خود ظاہر ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ یہ نمازی اس فریب شیطانی کو پہچانکر اس سے حذر کرے شیطان اسطرح دہوکا دے کہ تو اچھی طرح نماز ادا
کرتا کہ یہ لوگ تیری اقتدا کرین اور تجھے انکی اقتدا کا ثواب حاصل ہو تو ممکن ہے کہ نمازی یہ فریب کھا جائے اور اتنا نہ سمجھے کہ ثواب اقتدا
اوسوقت حاصل ہوتا ہے کہ اوسکے خشوع کا نور اورون مین سرایت کرے اور جب وہ خاشع نہو اور مقتدی لوگ اوسے خاشع جانین تو نہین
ثواب ہوگا اور وہ نفاق کے سبب سے ماخوذ ہوگا تیسرا درجہ یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہو کہ خلوت مین بے دلی نماز پڑھنے کے برخلاف نماز پڑھنا نفاق
ہے اور خلوت مین اچھی طرح نماز پڑھنے کی کوشش کرے تا لوگون کے سامنے بھی اوسیطرح پڑھ سکے یہ درجہ بہت پوشیدہ ہے اور ریا بھی ہے مگر یہ

رو و ریا اپنے ہی ساتھ کرتا ہی کیونکہ اپنے سے شرم رکھتا ہی کہ تنہائی مین جماعت کے برخلاف نماز پڑھے تو جماعت مین اچھی طرح نماز پڑھنے
کے واسطے تنہائی مین بھی اچھی طرح پڑھتا ہی اور سمجھتا ہی کہ یہ بلا ریا کرنے سے چھوٹا اور درحقیقت تنہائی مین بھی خود ریاکار ہوتا ہے چوتھا
درجہ یہ درجہ بہت ہی پوشیدہ ہی کہ وہ جانتا ہو کہ خلوت اور جلوت مین خلق کے واسطے خشوع کرنا کچھ کام نہین آتا اور شیطان اوس
سے کہے کہ تو حق تعالی کی عظمت کا خیال کر تو نہین جانتا کہ کسکے سامنے حاضر ہی تب وہ شخص یہ خیال کرکے خاشع ہو جاوے
اور لوگون کی نظرون مین آراستہ ہو جاوے اگر خلوت مین ایسا خطرہ اوسکے دل مین نہین آتا تو لوگون کے سامنے ایسا خطرہ آنے کا سبب
ریا ہی آدمی جب اوسوقت کی عظمت کو یاد کرتا ہی جسوقت خلق کچھ کام نہ آئیگی تو یہ خطرہ جاتا رہتا ہی بلکہ چاہیے کہ سب آدمیون اور
چارپایون کی نظر اسکے نزدیک برابر ہو جاوے جب تک کچھ بھی فرق پائیگا تب تک ریا سے خالی نہین اور یہ مثالین جو ریا مین ہمنے بیان کین
اسیطرح کے بہتیرے دہوکے اون غرضون مین بھی ہوتے ہین جو اوپر مذکور ہوئین اور جو شخص یہ باریکیان نہ پہچانیگا عبادتکا اجر نہ پائیگا
مفت اپنی جان گنواتا ہی جو کچھ کرتا ہی وہ ضائع ہو جاتا ہی یہ جو حق تعالی نے فرمایا ہی وَبَدَا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ یہ ایسے
ہی آدمی کے حق مین ہی **فصل** العزیز جانتو کہ جب نیت مین آمیزش ہو گئی تو اگر ریا یا اور کوئی غرض نیت عبادت پر غالب ہی تو یہ امر عقوبت کا سبب ہوگا اور اگر برابر ہو
تو نہ عذاب کا سبب ہوگا نہ ثواب کا اور اگر ریا کی نیت ضعیف ہی تو چاہیے کہ عمل ثواب سے خالی نہو گو کہ احادیث سے یون معلوم ہوتا ہی کہ جب نیت
مین شرکت ہو اور خلوص نہو تو خدا کا حکم ہوگا کہ جا کر اوس سے اجر مانگ لے جسکے واسطے تونے یہ عمل کیا تھا مگر ہمارے نزدیک اس سے ایسا
عمل مراد ہی جسمین دونون قصد برابر ہون اوسمین اجر نہ ملیگا بندہ جب اوس عمل کا اجر مانگیگا تو ارشاد ہوگا کہ جسکے واسطے تونے یہ عمل کیا تھا اوسی سے
اجر مانگ لے اور جہان حدیث دلیل عذاب ہی وہان یہ مراد ہی کہ عمل مین بالکل ریا مقصود ہو یا ریا غالب ہو لیکن اگر باعث اصلی قصد تقرب ہو اور ریا
وغیرہ کی نیت ضعیف ہو تو چاہیے کہ ثواب ملے اگرچہ اوسقدر ثواب نہ ملے جسقدر نیت خالص سے ملتا ہی یہ امر دو دلیلون سے ہم اختیار کرتے ہین ایک یہ کہ
ہمین برہان سے معلوم ہوا ہی کہ شایستگی حضرت الہی سے دل کا دور رہنا یہی عقوبت کے معنی ہین اور یہ دوری آتش حجاب مین جلنے کا سبب ہوتی
ہی اور تقرب الہی کا قصد تخم سعادت ہی اور دنیا کا قصد موجب شقاوت ہی جب اسنے ان دونون قصدون کی مدد کی تو گویا انہین قبول کر لیا
ایک قصد درگاہ الہی سے اسکی دوری کا سبب دوسرا اسکی قربت کا موجب ہوتا ہی جب دونون قصد برابر ہون تو ایک قصد اوسے بالشت بھر
دور کر دیتا ہی اور دوسرا قصد بالشت بھر نزدیک کر دیتا ہی اس صورت مین یہ جہان تھا وہین پھر آگیا اور اگر آدھ بالشت نزدیکی حاصل ہوئی
تو کچھ دوری رہجائیگی اور آدھ بالشت دوری حاصل ہوئی تو کچھ نزدیکی باقی رہیگی جیسے کوئی بیمار گرم دوا کھا کر اوسیقدر سرد دوا کھاوے
تو دونون ملکر برابر ہو جاوینگی اور اگر سرد دوا کم کھائیگا تو کچھ حرارت رہجائیگی اور اگر سرد دوا زیادہ کھائیگا تو حرارت کچھ کم ہو جائیگی
دل کی روشنی اور تاریکی مین گناہ اور طاعت کا اثر ایسا ہی جیسے بدن کے مزاج مین دواؤن کا اثر گناہ اور طاعت ایک ذرہ بھی ضائع نہونگے
عدل کی ترازو مین کمی بیشی کھل جائیگی آیہ کریمہ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ کے یہی معنی ہین
مگر احتیاط کرنا ہوشیاری کی بات ہی کہ شاید قصد غرض قوی ہو اور آدمی اوسے ضعیف سمجھے اور عمل کی سلامتی اسی مین ہی کہ غرض نفسانی کا دخل ہی
نہو دوسری [illegible] بالاجماع یہ بات ثابت ہی کہ اگر کوئی شخص راہ حج مین قصد تجارت بھی رکھے تو اوسکا حج ضائع نہوگا اگرچہ

اوسکا ثواب مخلص کے ثواب کے برابر نہو مگر چونکہ اوسکا اصلی قصد یہی ہی اور ارادۂ تجارت اوسکا تابع ہی تو امید ہی کہ ثواب اوسکا حبط نہوگا بلکہ ناقص ہو جائیگا
اور اگر کوئی شخص اسکی واسطے جہاد کیا چاہتا ہی اور دو طرف جہاد کو جا سکتا ہی ایک طرف کفار مالدار ہین وہان مال غنیمت بہت ملیگا دوسری طرف
کافر محتاج ہین اور وہ مجاہد کفار مالدار کی طرف جائے تو اوسکے جہاد کا تمام ثواب حبط ہوگا اسواسطے کہ غنیمت پانے اور نہ پانے مین
آدمی فرق کرتا ہی ممکن ہی نہین کہ اس فرق کو اپنے باطن مین آدمی نہ پائے اور اگر معاذ اللہ مال غنیمت شرط جہاد ہو تو ثواب پانیکا [illegible]
اندیشہ ہی اسواسطے کہ ایسی شرط سے کوئی عمل درست نہین ہوتا خصوصًا مجلس درس و تصنیف اور جو اعمال علائق سے علاقہ رکھتے ہین
کیونکہ جب تک آدمی کو دفعۃً خودی سے خدا نہ نکالے تب تک ایسے خیال خالی نہین ہوتا مثلاً اوسکی تصنیف کو دوسرے کی طرف اضافت
کرین اور اوسکے کلام کو اور کی جانب نسبت کرین اور وہ اس بات سے آگاہ ہو جائے تو اگرچہ یہ آگاہی اوسے بری معلوم ہو لیکن اگر
خودی اور نفسانیت اوسمین باقی ہوگی تو اوسے اسکا خیال ہوگا اور دوسری کی طرف اضافت اور نسبت کرنیکا
ملال ہوگا **تیسرا باب صدق کے بیان مین** ای عزیز جانتو کہ صدق اخلاص کے قریب قریب ہی اور صدق کا بڑا درجہ ہی جو شخص
کمال صدق کو پہونچتا ہی اوسے صدیق کہتے ہین حق تعالی نے قرآن شریف مین اسکی تعریف کی اور فرمایا رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا
اللّٰهَ عَلَيْهِ اور فرمایا لِيَسْئَلَ الصَّادِقِينَ عَنْ صِدْقِهِمْ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آدمی کا
کمال کس بات مین ہی فرمایا راستی قول اور صدق عمل مین پس صدق کے معنی پہچاننا آدمی کو ضرور ہی صدق راستی کو کہتے ہین یہ راستی چھہ
چیزون مین ہوتی ہے جو کوئی اون چھہ چیزون مین کمال کو پہونچ جائے وہ صدیق ہے پہلا صدق زبان مین ہی کہ آدمی کچھ جھوٹ نہ بولے
گذشتہ کی خبر دینے مین نہ فی الحال نئی بات کہنے مین نہ آیندہ کے واسطے وعدہ کرنے مین اسواسطے کہ پہلے ہم بیان کرچکے ہین کہ زبان سے
دل صفت حاصل کرتا ہی ٹیڑھی بات کہنے سے کج ہو جاتا ہی اور سچی بات کہنے سے راست ہوتا ہی دو چیزون کے سبب سے صدق کا کمال
ہوتا ہی ایک یہ کہ معاریض بھی نہ کہے یعنی کنایۃً ایسی مجمل بات نہ کہے کہ وہ فی الواقع تو سچ ہو لیکن دوسرا شخص اوس سے اور کچھ سمجھے اگر ایسا محل ہے
جہان سچ بولنا مصلحت نہین مثلاً جورو خاوند کی لڑائی یا مسلمانون کے درمیان صلح کرانے مین جھوٹ بولنے کی اجازت ہی مگر
کمال صدق یہ ہی کہ ایسے محل پر بھی جہانتک ہوسکے تعریض کرے اور صراحۃً جھوٹ نہ بولے یعنی ایسی بات کہے جو فی الواقع سچ ہو مگر طرف
ثانی اوسکا مطلب اپنے موافق بر غلط سمجھ لے اور اگر سچا آدمی ہے اور صریح جھوٹ کہیگا تو اگر خدا کے واسطے مصلحت خلق کے
خیال سے کہیگا تو درجۂ صدق سے نگریگا دوسرا کمال یہ ہی کہ حق تعالی سے مناجات کرنے مین سچا ہی جب وَجَّهْتُ وَجْهِيَ کہے
اور اوسکا دل دنیا کی طرف متوجہ ہو تو وہ جھوٹ بولا خدا کی طرف نہین متوجہ ہوا اور جب کہے اِيَّاكَ نَعْبُدُ یعنی مین تیرا بندہ ہون اور
تیری بندگی کرتا ہون اور اوسوقت دنیا مین یا خواہشون مین پھنسا ہوا اور خواہشین اوسکی زیردست نہون بلکہ وہ خود خواہشون
کا زیردست ہو تو اوسنے یہ جھوٹ کہا اسواسطے کہ وہ اوسی چیز کا بندہ ہی جسکی قید مین پھنسا ہی اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہی تَعِسَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ وَعَبْدُ الدِّينَارِ آپ نے آدمی کو درم و دینار کا بندہ فرمایا بلکہ آدمی جب تک تمام دنیا سے آزاد نہو جائے
تب تک حق تعالی کا بندہ نہین ہوتا اور دنیا سے آزادی کا کمال یہ ہے کہ آدمی جسطرح خلق سے آزاد ہوا اوسیطرح آپ سے بھی آزاد ہو جائے

اور

اور خودی باقی ہی نرہی حتی کہ اوسے کچہ ارادہ نرہی بلکہ خدا کی سوا اور کسی چیز کی خواہش ہی نکری اور حق تعالی جو کچہ اوسکے ساتھہ کرے اوسپر
راضی ہو بندگی مین کمال صدق یہی ہی جسے یہ درجہ نہین حاصل ہی اوسے صدیق نہین کہتے بلکہ وہ صادق بھی نہین ہوتا دوسرا صدق
نیت مین ہوتا ہی کہ جس کام کے سبب سے آدمی تقرب خدا طلب کری اوس مین خدا کے سوا اور کچہ مقصود نہو اوسکے ساتھہ اور کسی چیز
کو شریک نکرے یہ اخلاص ہے اخلاص کو بھی صدق کہتے ہین اسواسطے کہ اوسکے دل مین تقرب الہی کے سوا جب اور کچہ خیال بھی ہوگا تو
جو عبادت وہ کرتا ہی اوس مین کاذب ہی تیسرا صدق عزم مین ہوتا ہی کوئی شخص عزم کرے کہ اگر مین حکومت پاؤنگا تو عدل کرونگا اگر
مال پاؤنگا تو سب صدقہ مین دونگا اور اگر دوسرا شخص پیدا ہوگا جو حکومت یا مجلس تدریس مین مجھسے اولی ہوگا اوسی حوالے کردونگا یہ عزم
کبھی تو قوی اور بالجزم ہوتا ہی اور کبھی اوس مین ضعف اور تردد ہوتا ہی وہ جو قوی اور بے تردد ہوتا ہی اوسے صدق عزم کہتے ہین جیسا کہتے ہین کہ یہ اشتہا
کاذب ہی یعنی بے اصل ہے اور یہ صادق ہی یعنی قوی ہی اور صدیق وہ شخص ہے جو اپنے دل مین عزم خیرات کو ہمیشہ نہایت قوی پائے
جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا تھا کہ لوگ اگر مجھے لیجا کر میری گردن مارین تو اس بات کو مین اس امر سے زیادہ دوست
رکھتا ہون کہ جس قوم مین حضرت ابوبکر صدیق موجود ہون اوسکا مین امیر ہون جناب فاروق نے یہ اسواسطے کہا کہ اپنے قتل پر صبر کرنیکا
عزم قوی اپنے دل مین پایا اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ آزادی سے اوسکے اور حضرت ابوبکر صدیق کے قتل کا اختیار دین تو وہ اپنی زندگی کو
دوست رکھے تو اس شخص مین اور حضرت عمر فاروق مین جنہون نے حضرت ابوبکر صدیق پر امیری اور حکومت کرنے سے زیادہ اپنے
قتل کو دوست رکھا کتنا فرق ہوگا چوتھا صدق عزم پورا کرنے مین ہوتا ہی کیونکہ ایسا ہوتا ہی کہ قصد تو قوی ہو لیکن [illegible]
[illegible] جب وقت آپہونچتا ہی تو ایفائے عزم مین نفس تندہی نہین کرتا اسیواسطے حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہی رِجَالٌ صَدَقُوا
مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ یعنی اون لوگون نے اپنے عزم کو وفا کیا اور اپنی جان کو فدا کیا اور جن لوگون نے مال خرچ کرنیکا عزم کرکے وفا
نہ کیا اونکے حق مین حق تعالی نے یون ارشاد فرمایا وَمِنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ اللهَ لَئِنْ آتَانَا مِنْ فَضْلِهِ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُونَنَّ مِنَ الصَّالِحِينَ
وَبِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ تک یعنی ان لوگون کے حق مین فرمایا کہ وعدے کے جھوٹے ہین پانچوان صدق یہ ہی کہ آدمی کا باطن جس صفت سے
موصوف ہو وہی اوسکے عمل مین ظاہر ہو مثلا آدمی کے باطن مین وقار نہو اور ظاہر مین آہستا آہستہ چلے تو وہ صادق نہین ظاہر و باطن
کو یکسان اور ٹھیک کرنے سے یہ صدق حاصل ہوتا ہی یہ بات اوسی مین ہوتی ہی جسکا باطن ظاہر سے بہتر ہو یا ظاہر کے مثل ہو اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی کہ بارخدایا میرے ظاہر کو بہتر کردے اور میرے باطن کو ظاہر سے بھی زیادہ نیک کردے جو شخص ان صفت پر نہو اور کہے کہ میرا
ظاہر باطن پر دلالت کرتا ہی وہ اس قول مین جھوٹا ہی اور درجہ صدق سے وہ گرا ہوا ہی گو کہ اوسے ریا مقصود نہو چھٹا صدق یہ ہی کہ آدمی مقامات
دین کی حقیقتین اپنے دل سے طلب کرے فقط اونکے اوائل اور ظواہر پر قناعت نہ کرے مثلا زہد توکل خوف رجا محبت شوق کہ ہر
مسلمان کو یہ حال تھوڑے تھوڑے ہوتے ہین مگر ضعیف اور جو مسلمان ان احوال پر قوی اور مضبوط ہوگیا وہ صادق ہی جیسا حق تعالی نے
ارشاد فرمایا اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِيْنَ آمَنُوا بِاللهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللهِ
أُولٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ پس حق تعالی نے اوسکو صادق فرمایا ہی جسکا ایمان کامل ہو اوسکی مثال یہ ہی کہ جب کوئی شخص کسی چیز سے

ڈرتا ہو تو اوسکی علامت یہ ہو کہ وہ کانپے اور اوسکا چہرہ زرد ہوگیا نا بینا نہ کھا پی سکے بیقرار رہے اگر حق تعالی سے کوئی اسطرح ڈرے تو کہینگے کہ اسکا ڈر سچا ہے اور اگر کہے کہ مین گناہ سے ڈرتا ہون اور گناہ سے باز نرہے تو اوسے کہتے ہین کہ جھوٹا ہے اسیطرح سب مقامات مین تفاوت ہے پس جو شخص ان چھہون سب مقامات مین صادق ہوتب اوسکا صدق کامل ہوتا ہے اور اوسے صدیق کہتے ہین اور جو شخص بعض ہی مین صادق ہو اوسے صدیق نہین کہتے مگر جسقدر اوسکا صدق ہے اوسیقدر اوسکا درجہ ہے واللہ اعلم بالصواب +

چھٹی اصل محاسبہ اور مراقبہ کے بیان مین

اے برادر اس باتکو معلوم کر کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا یعنی قیامت کے دن ہم ترازوئین رکھینگے اور کسی پر ظلم نکرینگے جسنے ایک ذرہ کے برابر بھی نیکی بدی کی ہوگی اوسے ترازو مین تولینگے اور خلائق کا حساب کرنیکو ہم کافی ہین جب یہ وعدہ کیا تو لوگون کو حکم فرمایا وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ یعنی اس جہان مین اپنے حساب کو دیکھتے رہین اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ وہ شخص عاقل ہے جو چار ساعتین رکھتا ہو ایک ساعت مین اپنا حساب ایک مین خدا سے مناجات ایک مین تدبیر معاش کیا کرے ایک مین اون چیزون سے آرام لیا کرے جو دنیا مین اوسکے واسطے مباح ہین امیر المومنین حضرت فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کا قول ہے حَاسِبُوْا اَنْفُسَكُمْ قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا یعنی تم خود اپنا حساب کیا کرو قبل ازین کہ تمھارا حساب کیا جاوے اور حق سبحانہ تعالی نے ارشاد کیا يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا اَلَایۃ فواکہ یہ معنی ہین کہ تم صبر کرو اور اپنے نفس اور اپنی خواہش کے ساتھہ خوب جہاد کرو تاکہ اچھے اور بہتر ہو جاؤ اور رابطوا کے یہ معنی ہین کہ اس جہاد مین ثابت قدم رہو پس اہل بصیرت اور بزرگان دین سمجھے کہ اس جہان مین سوداگری کو آئے ہین اور نفس کے ساتھہ انکا معاملہ ہے اس معاملے کا نفع اور نقصان بہشت و دوزخ ہے بلکہ سعادت شقاوت ابدی ہے تو ان حضرات نے اپنے نفس کو شریک تجارت ٹھہرایا اور جسطرح شریک سے پہلے شرط کرتے ہین پھر اوسکی باتون سے خبردار رہتے ہین پھر اوسسے حساب کرتے ہین اور اگر اوس نے خیانت کی ہو تو اوسپر عقوبت اور عتاب کرتے ہین اوسیطرح ان حضرات نے بھی اپنے نفس کے ساتھہ چھہ مقام مقرر کیے مشارطہ مراقبہ محاسبہ معاقبہ مجاہدہ معاتبہ پہلا مقام مشارطہ ہے اے عزیز جانتو کہ جس شریک کو مال دیتے ہین وہ نفع حاصل ہونے مین مددگار ہے مگر شاید رغبت خیانت سے دشمن ہو جاوے اور جسطرح شریک سے پہلے شرط کر لینا چاہیے پھر اوسکی باتون سے ہمیشہ خبردار رہنا چاہیے پھر حساب لینے مین مبالغہ کرنا چاہیے اسیطرح نفس کے ساتھہ بھی یہ معاملات کرنا ضرور ہے اسواسطے کہ ان معاملات کا نفع ابدتک باقی رہیگا اور معاملات دنیوی کا نفع چند روزہ ہے اور جو چیز باقی نرہے وہ عقلمندون کے نزدیک بیحقیقت ہوتی ہے بلکہ عقلمندون نے کہا ہے کہ جو شر باقی رہے وہ اوس خیر سے بہتر ہے جو نہ باقی رہے اور چونکہ انفاس عمر مین سے ہر ایک نفس ایک گوہر بے بہا ہے کہ اوس گوہر کے سبب سے ایک خزانہ پس انداز کر سکتے ہین تو اس گوہر مین جدوکد اور حساب کتاب کرنا اولی ہے پس عقلمند وہی ہے جو فجر کی نماز کے بعد ساعت بھر اس کام مین دل لگاوے اور اپنے نفس سے کہے کہ عمر کے سوا تیرے پاس اور کوئی پونجی نہین اور جو دم گذر گیا اوسکا بدلا نہین اسواسطے کہ انفاس خدا کے علم مین معدود اور مقرر ہین ہرگز زیادہ نہونگے اور جب عمر گذر گئی تو تجارت کرنا محال ہے جو کام کرنا ہے ابھی کر لے کہ عرصہ زندگی تنگ ہے اور آخرت جو زمانہ وسیع ہے وہان کچھ کام نہین حق تعالی نے آج نئے سرے زندگی عنایت فرمائی اگر رات کو سوتے مین مرجاتا تو یہی آرزو ہوتی

کہ کاش ایک ہی دن کی مہلت ملتی کہ کچھ تو اپنا کام درست کر لیتا اب خدا نے یہ نعمت دی ہے یعنی زندگی عنایت کی ہے ای نفس کہان اس سرمایہ زندگی کو غنیمت جان خدا کے
نکر فردا کہ دیدا ایسا نہو کہ کل کی مہلت نہ ملے اور حسرت ہی حسرت رہے آج یہی سمجھ لے کہ تو نے مر کر ایک ہی دن کی مہلت مانگی اور حق تعالی نے
مہلت دی اس سے بڑھکر اور کیا نقصان ہوگا کہ تو تضییع اوقات کرے اور سعادت حاصل کرنے سے محروم رہے حدیث شریف مین ہے کہ فردائے
قیامت کو ہر روز و شب کہ چوبیس ساعت کے ہوتے ہین انکے عوض چوبیس خزانے بندے کے سامنے رکھا ایک خزانے کا دروازہ کھولین گے
بندے نے اوس ساعت مین جو نیکیان کی ہین اونکے سبب سے اوس خزانے کو پر نور دیکھے گا اس سبب سے اسقدر خوشی اور راحت نشاط اور فرحت
اوسکے دلکو حاصل ہوگی کہ اگر اوس مین سے دوزخیون کو بانٹ دین تو وہ آتش دوزخ سے بیخبر ہو جائین تو وہ خوشی اس سبب سے حاصل ہوگی کہ بندہ جانے
گا کہ یہ انوار خدا کے نزدیک اوسکی قبولیت کا وسیلہ ہونگی پھر دوسرے خزانے کا دروازہ کھولینگے وہ سیاہ اور تاریک ہوگا اوس مین سے ایسی بدبو
آتی ہوگی کہ سب لوگ ناک بند کر لین گے وہ خزانہ ساعت معصیت ہے اوسے دیکھکر ایسی ہیبت و خجالت اوسکے دل مین پیدا ہوگی کہ اگر جنتیون
پر تقسیم کیجائے تو سب کو بہشت تلخ ہو جائے ایک خزانے کا اور دروازہ کھولین گے وہ خالی ہوگا نہ اوس مین نور ہوگا نہ ظلمت یہ خزانہ وہ
ساعت ہے جس مین بندے نے نہ کچھ گناہ کیا ہے نہ عبادت اوسوقت بندے کے دل مین ایسی حسرت و پشیمانی پیدا ہوگی کہ جیسے کوئی شخص
بڑی مملکت اور بے انتہا خزانے پر قادر ہو اور اوسکی قدر نہ جانے حتی کہ وہ ضائع ہو جائے تمام عمر کی ایک ایک ساعت اسیطرح بندے کے سامنے
پیش کرینگے تو آدمی کو کہنا چاہیے کہ ای نفس حق تعالی نے ایسے چوبیس خزانے تیرے سامنے رکھے ہین خبردار کسیکو خالی نہ چھوڑنا اسواسطے
کہ تو اوسکی حسرت کی تاب نہ لائیگا العزیز بزرگون نے کہا ہے کہ تو فرض کر کہ حق تعالی تجھے بخشدیگا لیکن صالحون کا ثواب و درجہ تجھے نہ ملیگا اور تو اس نقصان
کے رنج مین رہیگا پس چاہیے کہ اپنے سب اعضا کو اوسکے سپرد کرکے کہے کہ خبردار زبان کو بچائے رکھنا آنکھ کو نگاہ رکھنا اسیطرح ہفت اندام
کے بارے مین تاکید کرے کہ انکی حفاظت کر اسواسطے کہ یہ جو کہا ہے کہ دوزخ کے سات دروازے ہین وہ دروازے بھی تیرے اعضا ہین کہ ہر ایک
عضو کو گناہ کی پاداش مین دوزخ مین جانا پڑیگا پس ان اعضا کے معاصی یاد کرکے اعضا کو اونسے بچائے رکھے پھر جو اوراد و وظائف
اوسدن کر سکتا ہے وہ یاد کرکے اونکی رغبت دلائے اور عزم کرے اور نفس کو دھمکی دے کہ اگر تو میرے کہنے کے خلاف کریگا تو مین تجھے
سزا دونگا تکلیف دونگا و رنجاونگا اسواسطے کہ نفس اگرچہ سرکش ہے مگر نصیحت پذیر بھی ہے اور ریاضت اسمین اثر کرتی ہے یہ سب محاسبہ ہے
کہ عمل کے پہلے ہوتا ہے جیسا حق تعالی نے فرمایا ہے وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا فِیْ اَنْفُسِکُمْ فَاحْذَرُوْہُ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زیرک وہی ہے جو اپنا حساب کرتا ہے اور وہ کام کرے جو موت کے بعد کام آئے اور فرمایا ہے کہ جو کام پیش آئے اوس مین
غور کر اگر راہ سیدھی ہے تو کر اگر بیراہ ہے تو اوس سے دور رہ پس ہر روز صبح کو نفس کے تئین ایسی شرطون کی حاجت ہے مگر وہ شخص جو ثابت
قدم ہو گیا او سیدھی ہر ایک ایک کام ایسا پیش آئیگا جسمین نفس کے ساتھ شرط کرنے کی حاجت پڑیگی دوسرا مقام مراقبہ ہے پاسبانی اور
نگہبانی کرنا مراقبہ کے معنی ہین جسطرح کہ اپنی پونجی جب شریک کو سپرد کرکے اوس سے شرط کر لیتے ہین تو شریک سے غافل نہیں ہیں اوسکی
باتون سے خبردار رہتے ہین اسیطرح ہر دم نفس کی خبر رکھنا بھی آدمی کو ضرور ہے اگر اوس سے غافل رہیگا تو وہ کاہلی یا شہوت پرستی کے
سبب سے پھر اپنی طبیعت پر آجائیگا اور سرکشی کریگا گا اصل مراقبہ یہ ہے کہ آدمی یقین کرلے کہ حق تعالی کو میرے افعال او خیالات

۵۱ اور جانو کہ بیشک اللہ جانتا ہے اوس چیز کو جو تمہارے دلون مین ہے پس ڈرو تم اوس سے ۱۲

کی اطلاع ہی خلق تو فقط ظاہر ہی دیکھتی ہی اور حق تعالی ظاہر و باطن دونون دیکھتا ہی جو یہ سمجھا اور یہ سمجھ اوسکے دل پر غالب ہوگئی اوسکا ظاہر و باطن
دونون ادب سے آراستہ ہوجائینگے اسواسطے کہ اگر آدمی اسکا ایمان نرکھیگا تو کافر ہی اور اگر ایمان رکھیگا تو اسکے خلاف کرنا بڑی دلیری
اور بڑا ڈھیٹ پن ہی حق تعالی فرماتا ہی اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰی یعنی بندہ کیا یہ نہین جانتا کہ حق تعالی اوسے دیکھ رہا ہی رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک حبشی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین نے بہت گناہ کیے ہین میری توبہ قبول ہوگی یا نہین فرمایا قبول
ہوگی پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب مین گناہ کرتا تھا اوسوقت کیا حق تعالی دیکھ رہا تھا فرمایا ہان دیکھتا تھا یہ سنتے ہی اوس حبشی نے
ایک آہ کی اور چیخ مارکر جان بحق تسلیم ہوگیا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ حق تعالی کی بندگی اسطرح کر کہ تو اوسے دیکھ رہا ہے
اگر تو اوسے نہین دیکھتا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہی اے عزیز جب تک تو یہ نجانیگا کہ حق تعالی ہر وقت ساتھ ہی اور ہر حال مین دانا بینا ہی تب تک
کام راست و درست نہوگا جیسا کہ وہ خود فرماتا ہی اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا بلکہ کمال یہ ہی کہ تو ہمیشہ مشاہدہ مین ہی اور حق تعالی کو
دیکھا کرے **حکایت** ایک پیر صاحب کا کوئی شخص مرید تھا پیر صاحب اور مریدون سے زیادہ اوسکی مراعات تھی اور مریدون کو غیرت آئی پیر صاحب نے ہر مرید
کو ایک ایک چڑیا دیکر فرمایا اسے ایسی جگہ ذبح کر لاؤ جہان کوئی نہ دیکھتا ہو ہر ایک مرید خالی جگہ جا کر اوسے ذبح کر لایا مگر وہ مرید اوس چڑیا کو
زندہ پھیر لایا اور عرض کرنے لگا مجھے ایسی جگہ کہین نہ ملی جہان کوئی نہ دیکھتا ہو اسواسطے کہ حق تعالی سب جگہ دیکھتا ہی تب پیر صاحب نے
اور مریدون سے فرمایا کہ اس بات سے تم لوگ اس شخص کا مرتبہ معلوم کرلو کہ یہ ہمیشہ مشاہدہ مین رہتا ہی خدا کے سوا اور کسیکی طرف التفات ہی
نہین کرتا جب بی بی زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خلوت مین اپنی طرف بلایا تو جس بت کی پرستش کرتی تھین پہلے اوسکے منہ پر پردہ
ڈالدیا حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اے زلیخا تو ایک پتھر سے شرم کرتی ہی جو مورت ہی کیا اوس سے شرم نہین رکھتا جو ساتون آسمان و زمین
کا خالق ہی اور دیکھ رہا ہی حضرت جنید قدس سرہ سے ایک شخص نے عرض کیا کہ مین نگاہ بد سے اپنی آنکھ نہین بچا سکتا کیونکر بچاؤن فرمایا
اسطرح کہ تو یہ یقین کرلے کہ جسقدر تو کسیکو دیکھتا ہی اوس سے زیادہ حق تعالی تیرے تئین دیکھتا ہی حدیث شریف مین ہی کہ حق تعالی نے
فرمایا کہ بہشت عدن اون لوگون کے واسطے ہی جو کسی گناہ کا قصد کرین اور میری عظمت یاد کرکے شرمائین اور اوس گناہ سے باز رہین
حضرت عبداللہ ابن دینار کہتے ہین کہ مین مکہ معظمہ کی راہ مین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ تھا ایک جگہ ہم اوترے ایک چرواہے
کا غلام پہاڑ پر سے بکریان اُتار رہا تھا حضرت عمر رضی اللہ تعالی نے فرمایا کہ ایک بکری میرے ہاتھ بیچ ڈال اوسنے عرض کیا کہ مین غلام ہون یہ بکریان
میری ملک نہین ہین آپ نے امتحانا فرمایا کہ مالک سے کہدینا کہ ایک بکری کو بھیڑیا لیگیا اوسے کیا معلوم ہوگا اوسنے عرض کیا کہ وہ نہ جانیگا
خدا تو جانتا ہی پس حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ بے اختیار رونے لگے اور اوسکے مالک کو بلاکر اوس غلام کو مول لیکر آزاد کردیا اور فرمایا کہ اے
غلام اس بات کے سبب سے تو اس جہان مین بھی آزاد ہوا اور اوس جہان مین بھی آزاد ہو جائیگا **فصل** اے عزیز جان تو کہ مراقبہ کے دو درجے ہین
پہلا درجہ صدیقون کا مراقبہ ہی کہ اونکا دل خدا کی عظمت مین مستغرق اور اونکی ہیبت سے چور رہتا ہی اوس مین ماسوی اللہ کی طرف التفات
کرنے کی گنجایش ہی نہین ہوتی یہ چھوٹا مراقبہ ہی کیونکہ جب دل ٹھہر گیا اور اعضا تو اوسکے تابع ہوتے ہین مباحات سے باز رہنے لگے
گناہون سے کیونکر مشغول ہونگے ایسے مراقبے کو اعضا کی حفاظت کرنیکے واسطے تدبیر اور حیلہ کی حاجت نہین ہوتی یہ وہی بات ہی

جو

جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمائی کہ مَنْ اَصْبَحَ وَ هُمُوْمُهٗ هَمٌّ وَاحِدٌ كَفَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی هُمُوْمَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ یعنی جو شخص صبح کو ایک ہمت والا
ہو کر اوٹھے حق تعالی دونون جہان مین اوسکی کارروائی کرتا ہے اور کوئی مراقب ایسا مستغرق ہوتا ہے کہ اگر اوس سے بات کہین تو نہ سنے اور جو کوئی
اوسکے سامنے جائے اگرچہ وہ مراقب آنکھ کھولے ہو تو بھی اوسے نہ دیکھے حضرت عبدالواحد ابن زید رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے پوچھا کہ تم ایسے کسی
شخص کو جانتے ہو جو خلق سے غافل ہو کر اپنے ہی حال مین مشغول ہو گیا ہو کہا ہان ایک شخص کو جانتا ہون کہ ابھی آتا ہے حضرت عتبہ الغلام
رحمہ اللہ آ گئے پوچھا کہ تم نے کسے راہ مین دیکھا کہا کسیکو بھی نہین دیکھا حالانکہ شاہراہ سے ہو کر آئے تھے حضرت یحیی ابن زکریا علیہما السلام
ایک عورت کی طرف گذرے ہاتھ مارکر دیوار پر گر پڑے لوگون نے کہا آپ نے یہ کیا کیا فرمایا کہ مین سمجھا دیوار ہے ایک بزرگ نے کہا ہے کہ مین
ایک قوم کی طرف گذرا وہ لوگ تیراندازی کرتے تھے اور ایک شخص اونسے بہت دور بیٹھا تھا مین نے چاہا کہ اوس سے بات کرون
اوس نے کہا کہ بات سے ذکر خدا بہتر ہے مین نے کہا اے شخص تو اکیلا ہے بولا نہین حق تعالی اور دو فرشتے میرے ساتھ ہین مین نے کہا
کہ اس قوم پر کون شخص سبقت لیگیا بولا وہ شخص جسے خدا نے بخشدیا مین نے کہا راہ کدھر ہے ہے پس آسمان کی طرف منہ کرکے اوٹھ کھڑا
ہوا اور چلدیا اور بولا کہ یا خدا یا تیرے بہت سے مخلوق تجھسے باز رکھنے والے ہین حضرت شبلی حضرت ثوری رحمہما اللہ تعالی کے پاس گئے
اونھین مراقبہ مین ایسا ساکن بیٹھے دیکھا کہ اونکے بدن کا رونگٹا بھی نہین ہلتا تھا پوچھا کہ یہ مراقبہ اس سکون کے ساتھ تم نے کس سے سیکھا
بولے بلی سے کیونکہ مین نے اوسے چوہے کے بل پر چوہے کے انتظار مین اس سے بھی زیادہ ساکن بیٹھے دیکھا عبداللہ ابن خفیف رحمہ اللہ
تعالی کہتے ہین کہ لوگون نے مجھے خبر دی کہ شہر صور مین ایک پیر اور ایک جوان ہمیشہ مراقبہ مین بیٹھے رہتے ہین مین وہان گیا دو شخصون کو
دیکھا قبلہ کی طرف منہ کیے بیٹھے تھے مین نے تین بار سلام کیا اونھون نے جواب دیا مین نے کہا کہ تمھین قسم خدا کی کہ سلام کا جواب دو
جوان نے سر اوٹھا کر کہا کہ اے ابن خفیف دنیا تھوڑی سی ہے اور اوس تھوڑی مین سے تھوڑی سی ہی باقی ہے اس تھوڑی سے بہت سا حصہ لیلے اے
ابن خفیف تو بڑا غافل اور فارغ ہے کہ ہمارے سلام مین لگا ہے یہ کہا پھر گردن جھکالی مین بھوکا پیاسا تھا سب بھوک پیاس بھول گیا اون دونون
بزرگون نے مجھے بالکل از خود رفتہ کرلیا مین کھڑا رہا اور اونکے ساتھ ظہر اور عصر کی نماز پڑہی اور عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجیے کہا اے
ابن خفیف ہم مصیبت زدہ ہین وہ زبان ہی نہین رکھتے جس سے نصیحت کرتے ہین تین دن مین وہین کھڑا رہا اونھون نے اور نہ
کچھ کھایا اور نہ کوئی سویا پھر مین نے اپنے جی مین کہا کہ اونھین خدا کی قسم دلاؤن کہ مجھے کچھ نصیحت کرین اوسی جوان نے پھر سر اوٹھا کر
کہا کہ ایسے شخص کو ڈھونڈھ جسکی زیارت سے تجھے خدا یاد آئے اور اوسکی ہیبت تیرے دل مین سمائے اور وہ شخص بزبان حال تجھے نصیحت کرے
زبان قال سے نہین صدیقون کے مراقبہ کا یہی حال اور یہی درجہ ہے کہ وہ بالکل حق تعالی مین مستغرق ہو جاتے ہین دوسرا درجہ پارساؤن
اور اصحاب الیمین کا مراقبہ ہے یہ لوگ جانتے ہین کہ حق تعالی انکے احوال سے مطلع ہے اور حق تعالی سے شرم کرتے ہین مگر اوسکی عظمت
وجلال مین مدہوش اور مستغرق نہین ہوتے بلکہ اپنے اور عالم کے احوال سے خبردار رہتے ہین ان لوگون کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی
شخص تنہا ایک کام کرتا ہو یا برہنہ ہو اور کوئی لڑکا آجائے وہ شخص اوسکے سے شرم کرکے اپنے اختیار سے اپنے تئین چھپائے
اور اوس دوسرے کی مثل ایسی ہے جیسے ناگاہ بادشاہ کسیکے سامنے آجائے اور وہ ہیبت سلطانی سے بیخود اور مدہوش ہو جائے

پس جو شخص اپنی درستی چاہے اوسے اپنے احوال اور خطرون اور حرکات سکنات کا مراقبہ اور دہیان کرنا چاہیے اور وہ جو کام کیا چاہتا ہے اوسے دو نظرون سے دیکھے پہلی نظر کام کرنے کے پہلے ہوتی ہے بلکہ پہلا خطرہ جو اوسکے دل مین آئے اوسیکو دیکھے بلکہ ہمیشہ دلکا مراقبہ کرتا رہے کہ دل مین کیا خیال پیدا ہوتا ہے اور جو خیال آئے اوسے دیکھے اگر خدا کے واسطے ہے تو اوسے تمام کرے اور اگر خواہش نفسانی ہے تو باز رہے اور حق تعالی سے شرم کرے اور اپنے تئین ملامت کرے کہ یہ رغبت میرے دل مین کیون پیدا ہوئی اوسکا انجام اور رسوائی اپنے دل مین ٹھہرا لے اور سب خیالات کو پہلے یہ مراقبہ فرض ہے اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ جو حرکت و سکون بندہ اپنے اختیار سے کرتا ہے اوس مین تین سوال بندہ سے ہونگے ایک یہ کہ کیون کیا دوسرا یہ کہ کیونکر کیا تیسرا یہ کہ کسکے واسطے کیا کیون کیا کے یہ معنی ہین کہ اوس بندے سے کہین گے کہ تجھ پر لازم تھا کہ خدا کے واسطے کرتا شہوت نفسانی اور موافقت شیطانی کے واسطے کیون کیا اگر اس مواخذے سے بندہ بچا اور وہ کام خدا ہی کے واسطے کیا تھا تو اوس سے پوچھین گے کہ تو نے یہ کام کیونکر کیا یعنی ہر کار خیر کے واسطے شرط اور ادب اور علم ہے یہ کام جو تو نے کیا آیا علم کے موافق کیا ہے یا جہل و نادانی سے اسکو آسان سمجھا اگر اس مواخذہ سے بھی بندہ بچا اور شرط کے موافق یہ کام کیا تھا تو پوچھین گے کہ کسکے واسطے یہ کام کیا تھا یعنی تجھ پر واجب تھا کہ اخلاص کے ساتھ خدا کے واسطے تو کام کرے آیا خدا ہی کے واسطے تو نے یہ کام کیا ہے تاکہ اجر پائے یا ریا کے واسطے کیا ہے تاکہ خلق سے اجر مانگے کا تجھے حکم ہو یا دنیا کے واسطے کیا ہے تاکہ ثواب حبط ہو جائے اگر کسی مخلوق کے واسطے کیا ہے تو خالق کے غصے اور عذاب مین تو مبتلا ہوا اسواسطے کہ تجھے کہہ دیا تھا اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ اور کہہ دیا تھا اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ جو شخص یہ مضمون سمجھے گا وہ اگر عاقل ہے تو مراقبہ دل سے غافل نہ رہیگا اصل یہ ہے کہ آدمی پہلے خطرہ پر نظر رکھے اگر اوس خطرہ کو دفع نہ کریگا تو اوس سے رغبت پیدا ہوگی پھر ہمت ہو جائیگی اوسکے بعد قصد ہو کر اعضا سے صادر ہوگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اتق اللہ عند ہمک اذا ہممت یعنی جسوقت کسی تیرے کام کی ہمت پیدا ہو تو حق تعالی سے ڈر العزیز جانتو کہ یہ پہچاننا بہت دشوار اور نایاب علم ہے کہ کون خطرہ خدا کے واسطے ہے اور کون خواہش نفسانی کے لیے ہے جسمین شناخت کی قوت اور قدرت نہو اوسے چاہیے کہ ہمیشہ کسی عالم باعمل کی صحبت مین بیٹھے تاکہ اوسکی صحبت کا نور اسکے دل مین سرایت کرے اور علماء دنیادار کی صحبت سے خدا کی پناہ مانگا کرے کیونکہ یہ عالم شیطان کے نائب ہین حق تعالی نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے داؤد جس عالم کو محبت دنیا نے مست کر دیا ہو اوس سے کچھ نہ پوچھ کہ وہ تجھے میری محبت سے محروم کر دیگا اسواسطے کہ ایسے عالم میرے بندون کے حق مین راہزن ہین اور جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی اوس شخص کو دوست رکھتا ہے جو شبہ کی چیزمین تیز بین اور دوراندیش ہو اور غلبہ شہوت کے وقت اوسکی عقل کامل ہے آن ہی دو باتون مین آدمی کا کمال ہے کہ حقیقت حال کو بصیرت نقاد سے پہچانکر شہوت کو عقل کامل سے دفع کرے یہ دونون باتین باہم ملی ہوئی ہین جسکی عقل واقع شہوات نہین ہوتی اوسکی بصیرت ناقد شبہات بھی نہین ہوتی اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص گناہ کرتا ہے عقل اوس سے ایسی جدا ہو جاتی ہے کہ ہرگز پھر نہین آتی حضرت عیسی علیہ السلام نے کہا ہے کہ کام تین قسم پر ہین ایک صاف حق سے بجا لا یا ایک صاف باطل اس سے چھوڑ دے ایک مشتبہ ہے کسی عالم سے پوچھ دوسری نظر وہ مراقبہ ہے جو کام کرتے

وقت ہو وہ تین حال سے خالی نہیں یا طاعت ہوگا یا معصیت یا مباح طاعت مین مراقبہ کی یہ صورت ہے کہ اوسے اخلاص کے ساتھ کرے اور اوس مین
حضور قلب سے سب آداب نگاہ رکھے اور جو چیز موجب مزید فضیلت ہو اوس سے باز نرہے اور معصیت مین مراقبہ کی یہ شکل ہے کہ خدا سے شرم رکھے اور
توبہ کرے کفارہ دے مباح مین مراقبہ کا یہ انداز ہے کہ باادب رہے خدا کی نعمت مین منعم کو دیکھے اور جانے کہ ہر وقت اوسکی درگاہ مین حاضر ہے مثلاً اگر بیٹھے تو ادب سے
بیٹھے اگر سوئے تو داہنی کروٹ اور قبلہ رو سوئے اگر مثلاً کھانا کھائے تو تفکر سے دل غافل نہو اسواسطے کہ تفکر سب اعمال سے افضل ہے کیونکہ ہر ایک
طعام کی صورت اور رنگ و بو اور مزہ اور شکل مین کتنی عجیب عجیب صنعتین ہین علی ہذا القیاس آدمی کے اعضا مین جو اوس طعام کو
کام مین لاتے ہین جیسے اونگلیان منہ دانت حلق معدہ جگر مثانہ اور جو اعضا قبول طعام کے واسطے ہین اور جو اعضا اوسکی حفاظت
کے واسطے ہین تاکہ ہضم ہو جائے اور جو عضو بھوک دور کرنے کے واسطے ہے یہ سب عجائب صنع الٰہی ہین ایسی چیزون مین تفکر کرنا بڑی
عبادت ہے یہ درجہ علما کا ہے بعضے لوگ ایسے ہوتے ہین کہ جب یہ عجیب عجیب صنعتین دیکھتے ہین تو عظمت صانع کی طرف ترقی کرتے ہین اور
اوسکے جلال اور جمال اور کمال مین مستغرق ہو جاتے ہین یہ موحدون اور صدیقون کا درجہ ہے اور بعضے لوگ کھانیکو غصہ کی نظر سے دیکھکر
برخلاف خواہش مکروہ جانتے ہین اور بقدر ضرورت کھاتے ہین اور کہتے ہین کہ کاش ہمین اسکی بھی حاجت نہوتی اور یہ جو کھانے کی
ضرورت ہے اسمین تفکر کرتے ہین یہ زاہدون کا درجہ ہے اور بعضے لالچی لوگ نظر شوق سے کھانیکو دیکھتے ہین اور اسی خیال مین رہتے ہین
کہ کیونکر پکائین کہ بہتر اور خوش مزہ پکے جو بہت سا پکمہ جائین پھر پکوان اور پکانے والے اور کھانے اور میوے کا عیب بھی کرتے ہین اتنا نہین
جانتے کہ یہ سب چیزین خدا کی صنعت ہین اور صنعت کا عیب کرنا صانع کا عیب کرنا ہے یہ اہل غفلت کا درجہ ہے سب مباحات مین اسطرح کو جو پیش آتے
ہین تیسرا مقام وہ محاسبہ ہے جو عمل کے بعد کرتے ہین چاہیے کہ شب کو سوتے وقت بندہ تمام دن کا حساب اپنے نفس کے ساتھ کرے تاکہ معلوم ہو
کہ سرمایہ مین کسقدر نفع اور نقصان ہوا فرائض تو سرمایہ ہے اور نوافل اوسکا نفع اور جسطرح شریک تجارت سے حساب لینے مین مبالغہ کرتے ہین تا
کہ نقصان نہو جائے اوسیطرح اپنے نفس سے بھی بہت جانچ کرنا چاہیے کیونکہ وہ بڑا طرار اور مکار اور حیلہ انگیز ہے اور اپنی غرض کو تیرے سامنے طاعت کے
حساب مین گنتا ہے تاکہ تو یہ سمجھے کہ یہ بھی نفع سے ہے اور وہ نقصان ہوتا ہے بلکہ سب مباحات مین نفس سے حساب لینا چاہیے کہ تو نے
یہ کیون کیا اور کسکے واسطے کیا اگر اپنے نفس سے کچھ قصور دیکھے تو اوس عمل کو اپنے نفس پر رکھے اور اوس سے تاوان مانگے ابن الصمہ ایک بزرگ تھے
اونھون نے اپنی عمر کا حساب کیا تو ساٹھہ برس ہوئے دنونکا حساب کیا تو اکیس ہزار چھ سو دن ہوئے کہنے لگے کہ افسوس اگر ہر دن ایک گناہ ہوا ہے
تو اکیس ہزار چھ سو گناہ ہوئے کیونکر میری رہائی ہوگی خصوصاً جب کوئی ایسا دن ہے جسمین ہزار گناہ سرزد ہوئے ہون پس ایک چیخ مارکر گر پڑے
لوگون نے دیکھا تو مردہ پڑے ہین مگر آدمی اپنے نفس سے غافل ہے کہ اپنا حساب نہین کرتا جو گناہ وہ کرتا ہے اوسکے بدلے ہر گناہ پر اگر ایک ایک پتھر
کسی گھر مین ڈالے تو تھوڑے عرصہ مین وہ گھر پتھرون سے بھر جائے اگر کراماً کاتبین اوس سے گناہ لکھنے کی مزدوری مانگتے تو اوسکا سب مال خرچ
ہو جاتا اور اگر غفلت کے ساتھ چند بار سبحان اللہ کہا چاہتا ہے تو تسبیح ہاتھ مین لیکر گنتا ہے اور کہتا ہے کہ مین نے سو بار کہا اور تمام دن جو بیہودہ
بکا کرتا ہے اوسکی گنتی کے واسطے کوئی چیز ہاتھ مین نہین رکھتا تاکہ معلوم ہو کہ بیہودہ باتین ہزار سے زیادہ بکمین پھر جو اوسنے یہ کہا کہ ایسی گنتی کا پلہ بھاری
ہوگیا تو یہ اوسکی حماقت ہے اسواسطے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ قبل اسکے کہ تمھارے اعمال تولے جائین

تم مجھ دو اپنے اعمال کی تو لو امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ جب رات کو تشریف لاتے تو اپنے پاؤن پر درہ مارتے اور کہتے کہ آج تو نے
کیا کیا ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی وفات کے وقت
فرمایا کہ عمر سے زیادہ کوئی پیارا دوست نہین پھر فرمایا کہ ای عائشہ مین نے کیا کہا مین نے کہا کہ صدیق آپنے فرمایا کہ عمر سے زیادہ کوئی پیارا دوست نہین فرمایا نہ عمر سے زیادہ کوئی
مجھے عزیز نہین تو جناب صدیق نے اتنی سی بات کا حساب کیا جو ٹھیک راست نہ تھی فوراً اوسکا تدارک کر لیا ابن سلام رحمہ اللہ تعالی نے
لکڑیون کا گٹھا اپنی گردن پر رکھا لوگون نے کہا کہ یہ کام غلام کرتے ہین فرمایا کہ مین اپنے نفس کو آزماتا تھا کہ اس کام مین کیسا رہتا ہے حضرت
انس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو مین نے دیوار کی آڑ سے ایک باغ مین دیکھا اپنے نفس سے آپ کہتے
تھے کہ واہ واہ لوگ تجھے امیر المومنین کہتے ہین واللہ تو خدا سے نہین ڈرتا اوسکے عذاب مین مبتلا ہونے پر مہیا رہ حسن رحمہ اللہ تعالی نے کہا
ہے کہ نفس لوامہ وہ ہے جو اپنے تئین ملامت کرتا ہے کہ تو نے فلانا کام کیا اور فلانا کھانا کیون کھایا اور اپنے تئین اس بات پر ملامت
کرتا ہے تو گذشتہ کامون کا حساب کرنا ضروریات سے ہے چوتھا مقام معاقبہ نفس ہے ایعزیز جانو کہ جب حساب نفس سے تو غافل
رہیگا اور قصور کریگا اور اوسے اپنے حال پر چھوڑ دیگا تو وہ دلیر اور ڈھیٹ اور تیز ہو جائیگا پھر اوسے روکنا مشکل ہو گا بلکہ جو برا کام
اوس نے کیا ہو اوسپر اوسے سزا دینا چاہیے اگر شبہہ کی کوئی چیز اوسنے کھائی ہو تو بھوکا رکھکر اوسے سزا دے اگر کسی نامحرم کو اوسنے دیکھا ہو تو
نہ دیکھنے اور آنکھ بند رکھنے سے اوسے سزا دے اسیطرح سب اعضا کی حرکات سکنات کو قیاس کرے اگلے بزرگون نے ایسا ہی کیا ہے ایک
عابد نے کسی عورت پر ہاتھ ڈالا تھا پھر اپنے ہاتھ کو آگ مین رکھکر جلا دیا بنی اسرائیل مین ایک عابد تھا مدت تک صومعہ مین رہا ایک عورت
نے اپنے تئین اوس عابد کے سامنے پیش کیا اوسکے پاس آنے کے واسطے عابد نے صومعہ کے باہر پاؤن رکھا پھر خدا سے ڈر کر توبہ کی
اور چاہا کہ صومعہ مین پھر جائے پھر اپنے جی مین کہا کہ نہین یہ پاون جو گناہ کے واسطے باہر نکلا یہ صومعہ کے اندر نہ آنے پائے اوس پاون
کو باہر رہنے دیا حتی کہ جاڑے کی اوس گرمی کی دھوپ سے وہ پاون خراب ہو گیا اور گلکر اوسکے بدن سے گر گیا حضرت جنید قدس سرہ
کہتے ہین کہ ابن الکرینی کہتے تھے کہ ایک رات مجھے احتلام ہو گیا مین نے چاہا کہ اوسوقت غسل کرون جاڑے کی رات تھی میرے نفس نے
غسل کرنے مین کاہلی کی اور کہا کہ اپنے تئین ہلاک نکر ٹھہر جا صبح کو حمام مین جا کر نہا لینا مین نے قسم کھائی کہ اب کپڑون سمیت غسل
کرونگا اور کپڑون کو اوسیطرح بھیگا رہنے دونگا ہرگز نہ نچوڑونگا حتی کہ میرے بدن مین خشک ہو جائین لو ایسا ہی کیا اور کہا کہ اوس نفس
کی یہی سزا ہے جو خدا کے کام مین قصور کرے ایک شخص نے کسی نڈی کو گھورا پھر نہایت پشیمان ہو کر قسم کھائی کہ اس گناہ کی سزا یہ ہے کہ ہرگز
ٹھنڈا پانی نہ پیونگا اور پھر نہ پیا حضرت حسان ابن ابی سنان رضی اللہ تعالی عنہ کا گذر ایک منظر کیطرف ہوا پوچھا یہ کسنے بنایا ہے پھر اپنے نفس سے
کہا کہ جسچیز سے تجھکو کچھ سروکار نہین اوسکا حال تو پوچھتا ہے قسم خدا کی سال بھر روزہ رکھکر تجھے سزا دونگا اور ایسا ہی کیا حضرت ابو طلحہ رضی اللہ
تعالی عنہ نخلستان مین نماز پڑھتے تھے ایک خوبصورت چڑیا وہان اوڑی اوسکی خوبصورتی کا خیال جو آیا تو نماز سے غفلت سی ہو گئی
رکعتون کی گنتی بھول گئے تمام نخلستان کو صدقہ مین دیا مالک ابن ضیغم رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ رباح القیسی رحمہ اللہ تعالی
آئے اور میرے باپ کو نماز عصر کے بعد بلایا مین نے کہا سوتے ہین کہا سونے کا یہ کون وقت ہے اور پھر چلے مین بھی اونکے

پیچھے پیچھے چلا وہ اپنی نفس سے کہتے جاتے تھے کہ ای فضول تو کہتا ہی کہ سوئیگا یہ کون وقت ہی تجھکو اس کنہ سے کیا کام مین نے عہد کیا ہی کہ سال بھر
تک تجھکو تکیہ پر سر رکھنے دونگا یہ کہتے ہوئے روتے چلے جاتے تھے اور یہ بھی کہتے جاتے کہ کیا تو خدا سے نہ ڈریگا تمیم داری تھا اس سے ایک
رات ایسا سوئے کہ تہجد کی نماز فوت ہو گئی عہد کیا کہ سال بھر تک رات کو نہ سوونگا حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے
ہین کہ ایک شخص ننگی بدن ہو کر گرم بالو اور پتھر پر لوٹتا تھا اور اپنی نفس سے کہتا تھا کہ ای رات کو مردار دن کے کاہل تیرا ظلم کب تک
سہون رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وہان پہونچے فرمایا ای شخص تو یہ امر کیون کرتا ہی عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا نفس مجھپر غلبہ کرتا ہی
فرمایا کہ اس ساعت آسمانون کے دروازے تیری واسطے کھولے ہین اور تیری سبب سے حق تعالی فرشتون پر فخر و مباہات کرتا ہی پھر صحابہ سے
فرمایا کہ اپنا توشہ اوس شخص سے لیلو سب صحابہ جاتے تھے اور کہتے تھے کہ ای شخص ہمارے واسطے دعا کر وہ ایک ایک کے واسطے دعا کرتا تھا پھر
رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ سب کے واسطے اکٹھا دعا کر اوسنے دعا کی کہ بار خدایا تقوی کو انکے واسطے زاد راہ کر اور سبھون
کو راہ راست پر رکھ رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دعا کی کہ بار خدایا اسی روک یعنی جو دعا بہتر ہو وہ اسکی زبان پر جاری کر
تب وہ شخص یہ دعا کرنے لگا کہ بار خدایا بہشت کو انکا مقام کر مجمع نام ایک بزرگ تھے اونھون نے ایک مرتبہ کسی چھت کی طرف دیکھا ایک
عورت نظر پڑی عہد کیا کہ اب کبھی آسمان کی طرف بھی نہ دیکھونگا حضرت احنف ابن قیس رحمہ اللہ تعالی رات کو چراغ لیتے اور ہر گھڑی چراغ
کی نیم پر انگلی رکھتے اور اپنی نفس سے کہتے کہ فلانے فلانا کام تو نے کیون کیا اور فلانی چیز کیون کھائی غرضکہ احتیاط والی لوگ ایسے تھے
اس واسطے کہ جانتے تھے کہ نفس سرکش ہے اگر ہم عقوبت نہ کرینگے تو یہ غلبہ کریگا اور ہم ہلاک اور تباہ ہو جاینگے کہ نفس پر ہمیشہ سیاست
کیا کرتے تھے پانچوان مقام مجاہدہ ہے ای عزیز جانتو کہ بعضی بزرگون نے جب اپنی نفس کو بہت کاہلی کرتے دیکھا تو اسطرح اوسے سزا دی کہ
تنبیہ اور سیاست کے واسطے بہت سی عبادت اوسپر لازم کر دی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کا یہ حال تھا کہ جماعت کے ساتھ جب
اونکی ایک نماز فوت ہو جاتی تو ایک شب بھر سوتے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے ایک نماز جماعت فوت ہو گئی اوسکی کفارے
مین زمین صدقہ کی کہ دو لاکھ درم اوسکی قیمت تھی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے مغرب کی نماز مین تاخیر ہو گئی حتی کہ دو تارے
نکل آئے تو اسکے کفارے مین اونھون نے دو بندے آزاد کیے اور ایسی بہت سی حکایتین ہین جب عبادت مین نفس تندہی نہ کرے تو اوسکا علاج
یہ ہے کہ آدمی کسی صاحب ریاضت کی خدمت مین رہے تاکہ اوسکی ریاضت دیکھ دیکھکر اسے بھی رغبت پیدا ہو ایک بزرگ کہتے ہین کہ مین جب
ریاضت مین کاہل ہو جاتا ہون تو حضرت محمد ابن واسع کو دیکھتا ہون اونھین دیکھنے سے میرے دل مین ہفتے بھر رغبت عبادت باقی
رہتی ہے پس اگر کوئی صاحب ریاضت نہ ملے تو ریاضت کرنیوالون کے حالات اور حکایات دیکھنا سننا چاہیے ہم بعضون کا تھوڑا سا
حال بیان لکھتے ہین حضرت داؤد طائی رحمہ اللہ تعالی روٹی نہ کھاتے تھے رات کو پانی مین آٹا گھولکر پی لیتے تھے اور کہتے تھے کہ آٹا گھولکر پی
لینے مین روٹی کھانے کی بہ نسبت اتنی مہلت ملتی ہے کہ آدمی پچاس آیتین پڑھ سکے پھر مین اتنا وقت کیون ضائع کرون ایک
شخص نے اونسے پوچھا کہ تمھاری چھت مین یہ دھنی کب سے ٹوٹی ہے کہا تیس برس سے مین یہان رہتا ہون مگر چھت کی طرف نہین
دیکھا بیفائدہ کسیطرف دیکھنے کو بزرگون نے مکروہ جانا ہے احمد ابن رزین رحمہ اللہ تعالی فجر کی نماز کے بعد سے عصر کی نماز تک بیٹھے رہتے

اور کسیطرف نگاہ نہ اوٹھاتے لوگون نے پوچھا کہ آپ کیون بیٹھے رہتے ہین کہا حق تعالی نے آنکھیں اسواسطے دی ہین کہ بندہ اوسکی عجیب عجیب قدرتون کو دیکھا کرے اور جو شخص ان چیزون کو نظر عبرت سے نہ دیکھیگا اوسکا نام ایک خطا لکھی جائیگی حضرت ابوالدردا رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ فقط تین چیزون کے واسطے زندگی کو مین دوست رکھتا ہون ایک یہ کہ بڑی بڑی راتون مین سجدے کیا کرون دوسرے یہ کہ بڑی بڑی دلون مین پیاسا رہا کرون تیسرے یہ کہ ایسے لوگون کی صحبت مین حاضر رہا کرون جنکی سب باتین پاکیزہ اور سراپا حکمت ہون حضرت علقمہ ابن قیس رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے پوچھا کہ آپ اپنے نفس کو اتنی تکلیف مین کیون رکھتے ہین کہا اوسکی دوستی کے سبب سے جو نفس کے ساتھ رکھتا ہون اوسے عذاب دوزخ سے بچاتا ہون لوگون نے کہا کہ تکالیف آپ پر واجب نہین ہین کہا جو کچھ ہوسکتا ہے کرتا ہون تاکہ فردای قیامت کو کچھ حسرت نہ باقی رہے کہ یہ کام کیون نہ کیا حضرت جنید قدس سرہ فرماتے ہین کہ سری سقطی رحمہ اللہ تعالی سے زیادہ کسی مین مین نے عجیب بات نہین دیکھی کہ اونکی عمر اٹھانوے برس کی ہوئی کبھی کسی نے اونکا پہلو زمین پر نہین دیکھا مگر مرنے وقت حضرت ابو محمد جریری سال بھر مکہ معظمہ مین رہے نہ بات کی نہ سوئے نہ پیٹھ لگائی نہ پاؤن پھیلائے حضرت ابو بکر کتانی قدس سرہ نے اونسے پوچھا کہ اتنی بڑی ریاضت تم کیونکر کرسکے کہا کہ اوس سمجھ کی بدولت جو مجھے صدق باطن سے حاصل ہوئی اوسنے میرے ظاہر کو اس ریاضت کی قوت دی ایک بزرگ کہتے ہین کہ فتح موصلی رحمہ اللہ تعالی کو مین نے دیکھا کہ روتے ہین اور آنکھون سے اشک خون آمیز رواں ہوتے ہین مین نے پوچھا یہ کیا حال ہے فرمایا کہ مدت تک اپنے گناہون پر پانی رویا اب ان آنسوؤن پر جو بے اخلاص نکلے ہون خون روتا ہون انتقال کے بعد لوگون نے اونھین خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالی نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا فرمایا کہ اوس گریہ وزاری کے سبب سے حق تعالی نے مجھے عزت و بزرگی عنایت فرمائی اور ارشاد کیا کہ اپنی عزت کی قسم کہ چالیس برس گذرے کہ فرشتے جو تیرا نامہ اعمال لائے اوس مین کوئی خطا نہ تھی حضرت داؤد طائی رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے کہا کہ اگر آپ داڑھی مین کنگھی کیجیے تو کیا ہو فرمایا کہ اگر کنگھی کرنے مین مشغول ہون تو غافلون مین داخل ہوجاؤن حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ نے راتون کو عبادت کے واسطے تقسیم کیا تھا فرماتے کہ آج رکوع کی رات ہے اور ایک ہی رکوع مین صبح کردیتے اور فرماتے کہ آج سجدے کی رات ہے اور ایک ہی سجدے مین صبح کردیتے حضرت عتبۃ الغلام رحمہ اللہ تعالی کثرت ریاضت کی وجہ سے کوئی خوش مزہ کھانا پینا نہ کھاتے پیتے اونکی مان نے براہ شفقت مادری کہا کہ بیٹا اپنے اوپر رحم کر عرض کیا کہ اے مادر مشفقہ خداوند کریم کا رحم چاہتا ہون چند روز تھوڑا سا رنج کھینچ لون اور ابدالآباد خدا کی رحمت و راحت مین ہون حضرت ربیع رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ مین حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ کو دیکھنے گیا صبح کی نماز مین مشغول تھے جب نماز سے فارغ ہوئے تو مین نے اپنے جی مین کہا کہ اگر مین بات کرونگا تو انکی تسبیح مین خلل پڑیگا مین نے صبر کیا وہ اوسیطرح بیٹھے رہے جگہ سے نہ اوٹھے حتی کہ وہین ظہر کی اور عصر کی نماز پڑھی یہانتک کہ دوسرے دن فجر کی نماز وہین ادا کی اوسوقت اونکی آنکھ ذرا جھپک گئی جب نیند سے چونکے تو کہنے لگے کہ بار خدایا مین بہت سونے والی آنکھ اور بہت کھانے والے پیٹ سے تیری پناہ مانگتا ہون مین نے اپنے جی مین کہا کہ مجھے یہی کافی ہے پھر مین نے کچھ نہ کہا اور پھر آیا حضرت ابو بکر عیاش نے چالیس برس زمین پر پہلو نہین رکھا پھر اونکی آنکھون مین سیاہ پانی اوتر آیا بیس برس تک اپنے گھر والون سے چھپایا پانسو رکعت نماز روزانہ اونکا ورد تھا اور جوانی مین ہر روز تیس ہزار بار قل ہو اللہ

پڑھا کرتے تھے کرز ابن وبرہ رحمہ اللہ تعالی ایک ابدال تھے اونکی یہ ریاضت تھی کہ ہر دن مین تین ختم قرآن کرتے لوگون نے اونسے کہا کہ آپ نے بڑی تکلیف اپنے اوپر گوارا کی پوچھنے لگے کہ دنیا کی کتنی عمر ہے لوگون نے کہا کہ سات ہزار برس پھر پوچھا کہ بھلا قیامت کا دن کتنا بڑا ہو لوگون نے کہا کہ پچاس ہزار برس کہنے لگے کہ بھلا وہ کون آدمی ہوگا جو پچاس دن آسائش پالے کے واسطے سات دن رنج نہ کھینچے یعنی اگر یہ سات ہزار برس جیون اور فقط قیامت کے ایکدن کے واسطے محنت اور ریاضت کرون تو بھی کم ہے تو مدت ابد کا کیا ذکر جو نہایت ہی نہین رکھتی خصوصًا میری اس تھوڑی سی عمر کی بہ نسبت حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ ایک رات مین بی بی رابعہ بصری قدس سرہا کے پاس گیا وہ عبادتگاہ مین گئین اور صبح تک نماز پڑھتی رہین اور مین اوس گھر کے ایک گوشہ مین صبح تک نماز پڑھتا رہا پھر مین نے اونسے کہا کہ ہم خدا کا شکر کیونکر کرین کہ اوسنے ہمین تمام شب نماز پڑھنے کی توفیق دی کہا اسطرح شکر کرنا چاہیے کہ کل ہم روزہ رکھین محنت و ریاضت کرنیوالون کے یہ حالات تھے اور ایسی بہت حکایتین ہین کہ اونہین نقل کرنا موجب طوالت ہے احیاء العلوم مین بہت سی حکایتین نقل کی ہین کہ بندہ اگرچہ یہ ریاضات نہ کر سکے بارے اگلے بزرگون کے حال سنکر اپنا قصور تو سمجھا سنے اور رغبت خیر اوس مین پیدا ہو اور اپنے نفس کے ساتھ مقابلہ تو کر سکے چھٹا مقام نفس پر عتاب کرنا اور اوسے جھڑکنا ہے اے عزیز جانتو کہ حق تعالی نے نفس کو ایسا پیدا کیا ہے کہ خیر سے گریزان اور شر سے آویزان رہتا ہے شہوت رانی اور کاہلی کرنا اوسکی طبیعت اور خاصیت ہے اور تجھے یہ حکم فرمایا ہے کہ نفس کی عادت چھوڑا اور بیراہی سے اوسے راہ پر لگا اور نفس کی درستی سختی سے ہو سکتی ہے کبھی نرمی سے کبھی کردار سے کبھی گفتار سے کیونکہ اوسکی طبیعت مین یہ بات پیدا کی ہے کہ جب کسی کام مین اپنی بھلائی دیکھتا ہے تو اوس کام کا قصد کرتا ہے اگرچہ اوس کام مین رنج و تکلیف ہو مگر اوس رنج و تکلیف پر صبر کرتا ہے لیکن اکثر جہل و غفلت اوسکے واسطے آڑ ہوتی ہے آدمی جب اوسے خواب غفلت سے بیدار کرتا ہے اور صاف آئینہ اوسکے سامنے دھرتا ہے تو وہ قبول کر لیتا ہے اسیواسطے حق تعالی نے فرمایا ہے وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ آدمی کا نفس بھی اور رون کے نفس کے مثل ہے کہ پند و نصیحت اوس مین اثر کرتی ہے پس پہلے اوسے نصیحت اور عتاب کرنا چاہیے بلکہ کسیوقت اوسپر عتاب کرنا موقوف ہی نکرے اور اوس سے کہتا رہے کہ اے نفس تو زیرکی کا دعوے کرتا ہے اگر کوئی تجھے احمق کہتا ہے تو تو برا مانتا ہے اور غصہ کرتا ہے اور تجھسے زیادہ کوئی احمق نہین اسواسطے کہ اگر کسی شخص کے انتظار مین کوئی لشکر دروازہ پر ٹھہرا ہو اور اوس شخص کو پکڑ لانے کے واسطے کوئی آدمی بھیجا ہو کہ اوسے اپنے ساتھ لیجا کر ہلاک کرین اور ایسے وقت مین وہ شخص کھیل مین مشغول ہو تو اوس سے زیادہ کوئی احمق نہین اے نفس مردون کا لشکر در شہر پر تیرا منتظر ہے اور اونسے عہد کر لیا ہے کہ جب تک تجھے ساتھ نہ لیگا تب تک کوچ نہ کریگا اور جنت اور دوزخ تیرے واسطے پیدا ہوئی شاید کہ آج ہی وہ لشکر تجھے اپنے ساتھ لے اور بالفرض اگر آج تجھے ساتھ نہ لیا تو ایک دن ضرور ساتھ لیگا تو جو امر ہونیوالا ہے اوسے ہوا سمجھ اسواسطے کہ موت نے کسی کے ساتھ کوئی وقت نہین ٹھہرایا ہے کہ میعاد کو اونکی یاد نہ کو جلدی ہوگی یا دیر کو جاڑے مین آوے گی یا گرمی مین سبکو اچانک موت لے لیتی ہے اور ایسی وقت موت آتی ہے جب آدمی نہایت مطمئن ہوتا ہے پس اگر تو مرنے پر مستعد نہ رہیگا تو اس سے زیادہ کیا حماقت ہے اے نفس افسوس کی بات ہے کہ تمام دن تو گناہ مین مشغول رہتا ہے اگر تو جانتا ہے کہ حق تعالی تیرے گناہ نہین دیکھتا تو تو کافر ہے اور اگر جانتا ہے کہ وہ تیرے گناہ دیکھتا ہے تو تو بڑا ڈھیٹ اور بیحیا ہے کہ اوسکو مطلع

۵ اور نصیحت کر کہ تحقیق کہ نصیحت نفع دیتا ہے مسلمانوں کو

ہونے سے کچھ باک نہین رکھتا اے نفس ذرا غور تو کر کہ اگر تیرا کوئی غلام تیری نافرمانی کرتا ہے تو تجھے اوسپر کسقدر غصہ آتا ہے پھر حق تعالی کو غصے
سے تو کس بات پر مطمئن اور ایمن ہے اگر تو اس بھلاوے مین بھولا ہے کہ مین عذاب آلہی سہنے کی طاقت اور قدرت رکھتا ہون تو ذرہ اپنی اونگلی
چراغ پر رکھ یا ساعت بھر کڑی دھوپ مین بیٹھکر یا گرم حمام مین ٹھہر کر دیکھ تاکہ تجھکو اپنی بیچارگی اور عاجزی کا حال معلوم ہو جائے اور اگر
تو یہ سمجھا ہے کہ جو کچھ مین کرتا ہون اسکے مواخذے مین نہ پکڑا جاؤنگا تو قرآن شریف اور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبرونکا منکر ہے اور سبکو جھوٹا
جانتا ہے اسواسطے کہ حق تعالی فرماتا ہے وَمَنْ يَعْمَلْ سُوْءًا يُجْزَ بِهٖ یعنی جو برا کام کریگا بری سزا پائیگا اے نفس شاید تو یہ کہے کہ خدا کریم
و رحیم ہے مجھپر عذاب نکریگا تو اسکا جواب گوش ہوش سے سن کہ وہ کریم و رحیم دنیا مین لاکھون آدمیون کو بھوکون کیون مارتا ہے بیمار کیون
ڈالتا ہے خدا کریم و رحیم ہے تو آدمی بے بوئے کھیت کاٹ کیون نہین لیتا اے نفس خدا کو کریم و رحیم ہے پھر جب تجھے خواہش ہوتی ہے
تو زر و مال پیدا کرنے کے واسطے تمام دنیا کے حیلے اور تدبیرین تو کیون کرتا ہے اوسوقت کیون نہین کہتا کہ خدا کریم و رحیم ہے مین
تکلیف نکرون وہ خود میرے کام بنا دیگا اے نفس تھوک ہے تیری اوقات پر اب تو یہی کہیگا کہ ہان مین ہارا تم جیسا تم کہتے ہو واقعی ایسا ہی ہے
مگر مین کیا کرون کہ تکلیف اوٹھانے کی طاقت نہین رکھتا ہون او بے وقوف تو اتنا نہین جانتا ہے کہ جو بڑا رنج اور بڑی تکلیف نہین اوٹھا
سکتا اوسپر ذرہ سا رنج اور ذرہ سی تکلیف سہنا فرض ہے تاکہ فردای قیامت کو دوزخ کے رنج و تکلیف سے چھوٹے اسواسطے کہ جو شخص
رنج نہین کھینچتا وہ رنج سے نہین چھوٹتا جب آج تو اتنا سا رنج اوٹھانے کی طاقت نہین رکھتا تو فردای قیامت کو عذاب دوزخ
اور ذلت و خواری اور دوت دبک لعنت ملامت کے اتنے بڑے رنج کی تاب کیونکر لائیگا او تمیا زر و مال کی تلاش مین تو اس
کثرت سے رنج و ذلت کھینچتا ہے اور تندرست ہونے کے واسطے ایک یہودی طبیب کے کہنے سے سب خواہشون کو چھوڑ دیتا ہے
تو اتنا نہین جانتا کہ دوزخ مفلسی و بیماری سے زیادہ سخت ہے اور مدت آخرت عمر دنیا سے زیادہ دراز ہے تجھے شاید تم یہ کہو کہ میرا یہ
خیال ہے ہون کہ توبہ کرونگا اور ان کامون سے بہتر کام کرنے لگونگا تو ہم کہتے ہین کہ شاید جب تک تو توبہ کرے تب تک ناگاہ
موت آجائے اور حسرت کے سوا اور کچھ تیرے ہاتھ نہ لگے اے نفس اگر تو یہ جانتا ہے کہ آج کی بہ نسبت کل توبہ کرنا مجھپر بہت آسان ہوگا
تو تیری جہالت اور نادانی ہے تو جسقدر تاخیر کریگا اوسیقدر توبہ کرنا تجھپر دشوار ہوگا پھر جب موت قریب آجائے گی تو اوسوقت توبہ کرنا ایسا
ہے جیسے چڑھائی پر چڑھتے وقت چارپایہ کو جو کھلانے سے کچھ فائدہ نہین ہوتا یعنی اگر پہلے سے اوسے جو کھلائے جاتے تو اوسے
طاقت ہوتی وقت پر کھلانے سے کیا طاقت ہوگی اے نفس اس صورت مین تیری مثل اوس شخص کی سی ہوگی جو طالب العلمی کو نکلے
اور سستی کرے کہ جسدن اپنے وطن کو مراجعت کرنے لگونگا تو محنت کرکے علم سیکھ لونگا اور اتنا نہ سمجھے کہ علم سیکھنے کو بڑا زمانہ چاہیے
اے نفس یہ خباثت اسطرح تجھکو بھی زمانہ دراز تک محنت اور ریاضت کی گھریا مین اوٹنا چاہیے تاکہ پاک صاف ہوکر انس و محبت اور معرفت الہی
کے درجے کو پہونچے اور راہ خدا کی سب گھاٹیان طے کر جائے جب تمام عمر گذر گئی اور ضائع ہو چکی تو پھر بے مہلت یہ ریاضت کیونکر
کر سکیگا پیری کے پہلے جوانی کو بیماری کے پہلے تندرستی کو شغل کے پہلے فارغ البالی کو موت کے پہلے زندگی کو تو کیون نہین
غنیمت جانتا اے نفس بھلا گرمی کے موسم مین جاڑے کے واسطے جڑاول تو کیون بنا رکھتا ہے خدا کے فضل و کرم پر بھروسا کیون نہین کرتا

آخر زمہریر دوزخ کی سردی چلّے کے جاڑون سے اور دوزخ کی گرمی جیٹھ بیساکھ کی گرمی سے کچھ کم نہین دنیا مین جاڑے گرمی کا سامان درست
کرنے مین تو کچھ قصور نہین کرتا اور آخرت کا کام بنانے مین تقصیر کرتا ہی ہو نہو اسکا یہی سبب ہی کہ تو آخرت اور روز قیامت کا ایمان ہی
نہین رکھتا اور یہ کفر و انکار اپنے باطن مین رکھتا ہی اور اپنے اوپر بھی پوشیدہ کرتا ہی او ناداں یہ تیری ہلاکت اور خرابی کا سبب ہیگا او نفس
شمن جو تو یہ سمجھتا ہی کہ نور معرفت سی جو مین پناہ نہ لونگا تو بھی مرنے کے بعد آتش شہوت میری جان مین نہ لگیگی اوسکی مثل اوس شخص کی سی ہی جو سمجھے
کہ مین جبّہ نہ پہنونگا تو بھی خدا کے فضل سے چلّے کے جاڑون مین سردی میرے جسم تک نہ پہونچیگی یہ شخص اتنا بڑا بیوقوف ہی کہ اسقدر نہین سمجھتا
کہ خدا کا فضل یہی ہے کہ جب جاڑا پیدا کیا تو اوسے جبّہ بنانے کا طریقہ بھی بتا دیا اور جبّے کا سامان بھی مہیا کر دیا اسکا نام فضل نہین کہ جبّے
کے بغیر سردی نہ معلوم ہو او نفس خبردار یہ گمان نکر کہ گناہ کے سبب سے تجھپر اسواسطے عذاب ہوگا کہ حق تعالی کو تیری نافرمانی سے غصہ آئیگا
تاکہ تو یہ کہنے لگے کہ میرے گناہ سے حق تعالی کا کیا نقصان ہی اسلیے کہ عذاب اسوجہ سے نہوگا بلکہ تیری شہوتہا ہی تجہ مین آتش دوزخ پیدا ہوتی ہی جسطرح زہر
یا بُری چیزین کھانے سے آدمی کے بدن مین بیماری یہ بات نہین ہی کہ تیری نافرمانی کے سبب سے طبیب تجھسے خفا ہوتا ہی اسوجہ سے تجہ مین بیماری پیدا
ہو جاتی ہے او نفس تھوک ہی تیری اوقات پر کہ دنیا کی نعمت اور لذت مین تو پھنس رہا اور اوسپر دل سے عاشق ہوگیا اسواسطے
کہ اسکے سوا تیری غفلت کا اور کوئی سبب نہین معلوم ہوتا ارے کمبخت اگر بہشت دوزخ کا تو ایمان نہین رکھتا بہلا موت کا ایمان
تو رکھتا ہی کہ تو مریگا اور دنیا کی سب نعمتین اور لذتین تجھسے چھن جائینگی اور اونکے فراق کی آگ مین جلا کریگا اچھا سمجھانا ہمارا
کام ہے آگو تجھے اختیار ہی دنیا کی جتنی محبت چاہ اپنے دل مین مضبوط کر مگر اتنا سمجھ لے کہ جسقدر محبت ہوتی ہے اوسیقدر فراق
مین اذیت ہوتی ہے اے نفس خدا تجھے ہدایت کرے دنیا کے پیچھے تو کیون خراب ہی اگر مشرق سی مغرب تک تمام دنیا تجھے
ملجائے اور تمام جہان تجھے سجدہ کرنے لگے تو تھوڑے ہی زمانے مین تو اور وہ سب خاک ہو جائینگے اور جسطرح اگلے
بادشاہون کو کوئی یاد نہین کرتا تیرا نام بھی کوئی نہ لیگا پھر جب تھوڑی ہی دنیا تجھے ملے اور وہ بھی میلی کچیلی خراب خستہ تو بہشت
جاودان کو اوسکے عوض تو کیونکر بیچتا ہے اے نفس سمجھنے کی بات ہی کہ اگر کوئی مٹی کا ٹوٹا ہوا پیالہ ایسا گوہر نفیس دیکر مول لے
جو ہمیشہ رہیگا تو اوس شخص پر تو کیسا ہنستا ہی دنیا مٹی کی پیالی ہے تو سمجھ لے کہ دفعتہً یہ پیالی تیرے ہاتھ سی چھوٹ کر ٹوٹ
جائے گی اگر اسے اختیار کیا تو اوس گوہر جاودان کو سمجھ لے کہ اب نہ ملیگا اور جان لے کہ اسکے چھوٹنے اور اوسکے نہ ملنے کا
افسوس اور عذاب ہی باقی رہے گا آدمی کو چاہیے کہ اس اسطرح کے عتاب نفس پر ہمیشہ کرتا رہے تاکہ اپنے حق
سے ادا ہو جاے اور پھر اپنے ہی تئین نصیحت کرنا شروع کرے

ساتوین اصل تفکر کے بیان مین

ای عزیز از جان اسبات کو جان کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا ہے تَفَکُّرُ سَاعَۃٍ خَیرٌ مِّن عِبَادَۃِ سَنَۃٍ یعنی ایک
ساعت کا تفکر سال بھر کی عبادت سی بہتر ہے اور قرآن شریف مین حق تعالی نے بہت جگہ تفکر تدبر نظر اعتبار کا حکم فرمایا ہے
یہ سب تفکر ہین آدمی جب تک تفکر کی حقیقت اور کیفیت نہ پہچانے گا اور یہ نہ جانیگا کہ تفکر کس چیز مین ہے اور کیا ہی اور اوسکا

کیا فائدہ ہوتب تمہارا سکی فضیلت جانیگا ان سب باتون کا بیان کرنا ضرور ہے ہم پہلے اوسکی فضیلت بیان کرتے ہین پھر اوسکی حقیقت بیان کرینگے پھر یہ کہ واسطے تفکر ہوتا ہو اوسکو ذکر کرینگے پھر جس چیز مین تفکر ہوتا ہو اوسکو لکھینگے **فضیلت تفکر** العزیز جانو کہ گھڑی بھر جو کام کرنا سال بھر عبادت کرنے سے بہتر ہے اوسکا یہ ادرجہ ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کچھ لوگ حق تعالے کی ذات مین تفکر کرتے تھے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم اوسکی خلق مین تفکر کیا کرو اوسکی ذات مین تفکر نکیا کرو کیونکہ تم اوسکی تاب لاسکوگے اور اوسکی قدر نہ پہچان سکوگے ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھتے تھے اور روتے تھے مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ حق تعالی نے آپکے سب گناہ تو بخش ہی دیے پھر آپ کیون روتے ہین فرمایا کہ مین کیون نہ روؤن مجھپر یہ آیت نازل ہوئی ہے اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ پھر آپ نے فرمایا کہ افسوس ہے اوس شخص پر جو یہ آیت پڑھے اور ان چیزون مین تفکر نہ کرے حضرت عیسی علیہ السلام سے لوگون نے پوچھا کہ یا روح اللہ روے زمین پر اور کوئی بھی آپ کے مثل ہے فرمایا ہان ہے جس شخص کا کلام بالکل ذکر ہو اور خاموشی بالکل فکر ہو اور نظر بالکل عبرت ہو وہ میری مثل ہے حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا کہ عبادت مین سے تم اپنی آنکھون کو حصہ دو لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیونکر فرمایا اسطرح کہ مصحف مین دیکھکر کلام اللہ پڑھا کرو اور اوسکے معنی مین تفکر کیا کرو اور اوسکے عجائبات سے عبرت لیا کرو حضرت ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالی علیہ کہتے ہین کہ دنیا مین تفکر کرنا حجاب آخرت ہے اور آخرت مین تفکر کرنیکا ثمرہ حکمت اور دلون کی زندگی ہے حضرت داود طائی رحمہ اللہ تعالی ایک رات چھت پر چڑھے ہوئے ملکوت آسمان مین تفکر کر کے رو رہے تھے روتے روتے پڑوسی کے گھر مین گر پڑے پڑوسی ننگی تلوار سنبھال کر دوڑا سمجھا کہ چور کود آیا جب دیکھا کہ حضرت داود طائی ہین تو پوچھنے لگا کہ آپ کو کسنے گرا دیا فرمایا مین بیخبر تھا مجھے نہین معلوم **حقیقت تفکر** العزیز جانو کہ طلب علم تفکر کے معنی ہین اور جو علم فی البدیہہ نہ معلوم ہو اوسے طلب کرنا چاہیے اور اوسے جاننا اور دریافت کر لینا ممکن نہین مگر اسطرح پر کہ اور دو معرفتون کو جمع کرین اور ان دونون مین تالیف کرین تاکہ جفت ہو جائین اور ان دونون معرفتون مین سے تیسری معرفت پیدا ہو جسطرح نر مادہ سے بچہ پیدا ہوتا ہے وہ دونون معرفتین اس تیسری معرفت کی دو اصلون کے مانند ہین پھر اس تیسری معرفت کو اور کسی معرفت کے ساتھہ جمع کرین تاکہ اوس سے چوتھی معرفت پیدا ہو اوسیطرح ایک معرفت کو دوسری معرفت مین ملاتے جانا نسل علوم کو بے نہایت بڑھانا ہے جو شخص اس طریقے سے علوم نہین حاصل کر سکتا اسکا سبب یہ ہے کہ جو علوم اصل ہین اونکی طرف وہ راہ نہین پاتا اوسکی مثل ایسی ہوتی ہے جیسے کوئی شخص سرمایہ نہ رکھتا ہو تو وہ سوداگری کیونکر کریگا اور اگر اصل علوم تو جانتا ہے مگر ایک علم کو دوسرے کے ساتھہ جمع کرنا نہین جانتا اوسکی مثل ایسی ہے جیسے کوئی سرمایہ تو رکھتا ہے مگر سوداگری نہین کر سکتا اسکی حقیقت کی تفصیل دراز ہے اس ایک مثال مین ہم بیان کرتے ہین کہ مثلاً کوئی شخص جاننا چاہتا ہے کہ دنیا سے آخرت بہتر ہے تو وہ یہ نہین جان سکتا تاوقتیکہ دو باتین نہ جانے ایک یہ بات جانے کہ باقی فانی سے بہتر ہے دوسری یہ بات جان لے کہ آخرت باقی ہے اور دنیا فانی ہے جب یہ دو اصلین معلوم ہوگئین تو یہ تیسرا

علم کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے خواہ نخواہ اوس سے پیدا ہوجاویگا اس پیدا ہونے سے ہماری غرض ان دونوں علموں سے لیتے ہیں مثال کا مقصود ہے
اس بات کی ہی تفصیل دراز ہوتی سب تفکرات کی حقیقت اوس علم کی طلب ہے جو دو علموں کو دل میں جمع کرنے سے پیدا ہوتا ہو کہ جسطرح
گھوڑے کے جوڑے سے بکری نہیں پیدا ہوتی اسیطرح دو علموں سے جو علم تو چاہیگا وہ نہ پیدا ہوجائیگا بلکہ جب تک علم کے پیدا ہونے کی دو
اصلیں نہ پاوے دونوں علموں کو اپنے دل میں جب تک تو جمع نہ کریگا تب تک وہ فرع نہ ظاہر ہوگی **اس بات کا بیان کہ کس واسطے تفکر کرنا چاہیے** اے عزیز جان تو کہ حق تعالی نے آدمی کو ظلمت اور جہل میں پیدا کیا ہے اوسے ایک نور کی حاجت ہو
تاکہ اوس ظلمت سے نکلکر اپنی راہ لے اور یہ جانے کہ مجھے کیا کام کرنا چاہیے اور کس جانب کو چلنا چاہیے دنیا کی [illegible] یا آخرت
کی طرف تو اوسے اپنے ساتھ مشغول ہونا چاہیے یا خدا کے ساتھ [illegible] اور یہ نور معرفت سے ہوتا ہے اور نور معرفت نہیں پیدا ہوتا
مگر تفکر سے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے خلق الخلائق فی ظلمۃ ثم رش علیہم من نورہ [illegible] جسطرح کوئی شخص اندھیرے میں عاجز ہوتا ہو اور راہ نہیں
چل سکتا تو پتھر کو لوہے پر مارتا ہے تاکہ اوس سے آگ چمکے اور اوس آگ سے اپنا چراغ جلالے تو اوس چراغ کے سبب سے اوسکا حال بدل
جاتا ہے حتی کہ وہ دیکھنے لگتا ہے اور راہ کو بیراہی سے تمیز کرلیتا ہے اور چل نکلتا ہے اسیطرح ان دونوں علموں کی مثال ہے جو اصل میں
ان دونوں علموں کو تیسرا علم پیدا ہونے کے واسطے جمع کرنا ایسا ہے جیسے پتھر اور لوہا اور تفکر کی مثال ایسی ہے جیسے پتھر کو لوہے پر
مارنا اور معرفت کی مثال ایسی ہے جیسے وہ نور جو پتھر کو لوہے پر مارنے سے پیدا ہوتا ہے [illegible] دل کا حال [illegible] بدل جاتے
اور جب حال دل کا بدل جاتا ہو تو کام اور عمل بھی بدل جاتا ہو مثلاً جب یہ معلوم ہوا کہ آخرت بہتر ہے تو دنیا سے منہ پھیر کر آخرت کی طرف
ہوگا پس تفکر سے تین چیزیں پیدا ہوتی ہیں معرفت حالت عمل [illegible] عمل حالت کا تابع ہے اور حالت معرفت کی تابع ہے اور معرفت
تفکر کی تابع ہے پس تفکر سب نیکیوں کا اصل اور کنجی ہے [illegible] تفکر کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے **میدان تفکر کا بیان کہ فکر کس چیز میں ہوتی ہے اور کہاں جاتی ہے** اے عزیز جان تو کہ فکر کے جولان کا میدان [illegible] نہایت نہیں اسواسطے
علم کی انتہا نہیں ہے اور سب چیزوں میں فکر جاری ہے اگر جو چیز راہ دین سے علاقہ نہیں رکھتی اوسکی شرح کرنا ہمیں مقصود نہیں اور جو
چیز راہ دین سے تعلق رکھتی ہے اگرچہ اوسکی تفصیل بے نہایت ہے لیکن مجملاً اوسکے اجناس کا بیان ہوسکتا ہے اے عزیز اب جان تو
کہ راہ دین سے ہم وہ معاملہ مراد لیتے ہیں جو بندہ اور خدا کے درمیان ہو اسواسطے کہ وہی بندے کی راہ ہے کہ اوسی کے سبب سے
بندہ خدا کو پہنچتا ہے اور بندہ جو تفکر یا اپنے نفس میں ہوتا ہو یا حق تعالی میں اگر حق تعالی میں کرتا ہو تو یا اوسکی ذات میں ہوگا
یا صفات میں یا اوسکے افعال میں اور عجائب مصنوعات میں اگر اپنے میں بندہ تفکر کرتا ہو تو وہ تفکر یا اون صفتوں میں ہوتا ہو
جو حق تعالی کو ناپسند ہیں اور وہ بندہ کو حق تعالی سے دور کرتی ہیں یہ صفتیں معاصی اور مہلکات ہیں [illegible] یا تفکر اون
صفتوں میں ہوتا ہو جو حق تعالی کو محبوب ہیں اور بندہ کو حق تعالی سے نزدیک کرتی ہیں وہ صفتیں طاعات اور منجیات ہیں
ان چاروں میدانوں میں اور بندے کی مثال عاشق کی سی ہے کہ اوسکو معشوق کے سوا اور کسیطرف خیال جاتا نہیں [illegible] اگر
اور کسیطرف خیال جاتے تو اوسکا عشق خام اور ناقص ہے اسواسطے کہ عشق کامل یہی ہے جسے معشوق کے سوا دل نہ [illegible]

مین اور کسی چیز کی گنجایش نہین رکھتی ہو جیسے عاشق کو معشوق کے حسن و جمال کا خیال ہوتا ہے یا اوسکے اخلاق و افعال کا شعر ہو چاہئے
و علم غیبہ تو زینت ہ یا تو لی یا بومی تو یا خبری تو ہو اور اگر عاشق اپنے مین فکر کرتا ہے تو یا ایسی بات مین فکر کرتا ہے
جو اوسکی محبت کو معشوق کے نزدیک زیادہ کرے تاکہ اوس بات کو تلاش کرے یا ایسی بات مین فکر کرتا ہے جو معشوق کو بری معلوم ہو تاکہ
اوس بات سے حذر کرے اور جو خیال عشق کے سبب سے ہوتا ہے وہ ان چار خیالون سے باہر نہین ہوتا عشق دین اور محبت حق تعالے کا
خیال ایسا ہی ہوتا ہے چنانچہ میدان یہ ہے کہ بندہ اپنے مین فکر کرے کہ میری ذات مین بری صفتین اور اعمال بد کیا ہین تاکہ اونسے اپنے تئین
پاک کرون یہ یا ظاہری گناہ ہوتے ہین یا باطنی یا اخلاق خبیثہ اور یہ بہت ہین یا سواسطے کہ ظاہری گناہ بعضے ہفت اندام سے
علاقہ رکھتے ہین جیسے زبان آنکھ ہاتھ پانون وغیرہ اور بعضے تمام بدن سے تعلق رکھتے ہین اور خباثت باطنی کا بھی یہی حال ہے اور
انمین سے ہر ایک تفکر کے تین طور ہوتے ہین ایک یہ کہ فلانا کام اور فلانی صفت مکروہ ہے یا نہین کیونکہ یہ بات ہر جگہ ظاہر نہین
ہوتی کہ اسے معلوم ہو سکتی ہے دوسرا یہ کہ یہ صفت جو مکروہ ہے مین اس صفت پر ہون یا نہین اسواسطے کہ صفات نفس بھی آسانی سے
نہین معلوم ہو سکتے مگر تفکر سے تیسرا یہ کہ اگر اوس صفت ذمیمہ سے موصوف ہے تو اوس سے چھوٹنے کی کیا تدبیر ہے پس ہر روز صبح کو
آدمی کے تئین ساعت بھر یہ تفکر کرنا چاہیے پہلے اون ظاہری گناہون مین فکر کرنا چاہیے جو زبان سے ہوتے ہین کہ آج مین کس
بات مین مبتلا ہونگا شاید غیبت اور جھوٹ مین مبتلا ہو جاؤن اسکی تدبیر سوچے کہ اس سے کیونکر بچون اسیطرح اگر یہ خطرہ ہو کہ لقمہ
حرام مین مبتلا ہو جاونگا تو اوس سے بچنے کی تدبیرین سوچے علی ہذا القیاس اور اعضا کے بارہ مین تفحص کرے اور سب طاعات
مین بھی فکر کرے جب طاعات سے فراغت ہو تو فضائل اعمال مین فکر کرے تاکہ سب بجا لاوے مثلاً اپنے جی مین کہے کہ یہ زبان ذکر
خدا اور راحت مسلمین کے واسطے پیدا کی گئی ہے اور مین فلانا ذکر کرسکتا ہون اور فلانے شخص کی آسایش کے واسطے فلانی اچھی بات
کہنے پر قادر ہون اور آنکھ اسواسطے پیدا کی گئی ہے تاکہ دین کا پھندا ہو تاکہ اوس سے ہمای سعادت کو شکار کرون اور فلانے عالم کو نظر
تعظیم سے اور فاسق کو نظر تحقیر سے دیکھون تاکہ آنکھ کا حق ادا ہو اور مال مسلمانون کی راحت کے واسطے پیدا ہوا ہے تاکہ فلانا صدقہ
دون اور اپنے کام کا حرج کرکے اوسے امداد دون ہر روز یہ اور اسکی مانند اور خیالات کیا کرے شاید کہ ساعت بھر کی فکر مین
اسے ایسا خطرہ آوے کہ جو تمام عمر گناہ سے بچاوے اسواسطے ساعت بھر کا تفکر سال بھر کی عبادت سے افضل ہے کیونکہ اسکا فائدہ تمام عمر
باقی رہتا ہے اور جب ظاہری طاعات و معاصی کے تفکر سے فارغ ہوا تو باطن کی طرف متوجہ ہو اور خیال کرے کہ مہلکات یعنی بد
اخلاق میرے باطن مین کیا کیا ہین اور منجیات یعنی نیک اخلاق مین سے میرے باطن مین کیا نہین ہین تاکہ اونھین حاصل کرون
اسکی تفصیل بھی دراز ہے مگر اصل مہلکات دس ہین بخل تکبر عجب ریا حسد غصہ حرص طعام حرص سخن دوستی مال دوستی جاہ
انسے نجات پانا ہلاکت سے بچنے کے واسطے آدمی کو کفایت کرتا ہے اور اصل منجیات بھی دس ہین توبہ صبر رضا بالقضا شکر نعمت خوف
رجا زہد یعنی ترک دنیا طاعت مین اخلاص خلائق کے ساتھ خلق نیک محبت الہی ان صفات مین سے ہر ایک صفت مین تفکر کی
بڑی گنجایش ہے یہ راہ اوس شخص پر کھلی ہے جو ان صفات کے علوم کو جیسا اس کتاب مین ہم نے ذکر کیا ہے پہچانے اور مرید کو چاہیے

کہ

کہ ان صفات کی ایک فہرست اپنے واسطے لکھ رکھے جب ایک صفت حاصل کر چکا ہو تو اوسپر خط کھینچ دیا کرے اور دوسری صفت میں مشغول ہوا
کرے اور ممکن ہے کہ ان تفکرات میں سے بعض تفکر ایسا ہو کہ بہت ضروری ہو واسطے کہ وہ کسی بری صفت میں پھنسا ہو مثلاً کوئی عالم ہو کہ
اور سب بری خصلتوں سے پاک ہو مگر علم پر بہت اتراتا اور فخر کرتا ہو اور علم ظاہر کرکے بزرگی اور ناموری ڈھونڈھتا ہو خلق کی نگاہ میں اپنی
عبادت اور صورت آراستہ رکھتا ہو قبول خلق سے خوش ہوتا ہو اگر کوئی شخص اوسپر طعن کرتا ہے تو وہ اوس شخص کی ساتھ اپنے دل میں کینہ
رکھتا ہو اور بدلا لینے کی تاک میں لگا رہتا ہو یہ سب باتیں بہت چھپی ہوئی خباثتیں ہیں اور [illegible] اس میں پھنسا ہو کہ یہ عالم ہر روز
فکر کیا کرے کہ اس بری بات سے کیونکر بچا کریں بلکہ اون کا اور خلق کا ہونا نہ ہونا میرے نزدیک کسطرح برابر ہو جاسے تاکہ میری نظر بالکل خدا ہی پر رہے
اسلئے اس میں فکر کی بڑی گنجایش ہے اس سے معلوم ہوا کہ بندہ جو اپنے صفات مہلکات و منجیات میں فکر کرتا ہو اوسکی کچھ نہایت نہیں اور
اوسکی تفصیل بیان کرنا ممکن نہیں [illegible] دوسرا میدان اوس تفکر کا [illegible] جو حق تعالیٰ میں ہو یہ تفکر یا حق تعالیٰ کی ذات اور صفات میں
ہوتا ہے یا اوسکے افعال اور مصنوعات میں جو تفکر اوسکی ذات اور صفات میں ہوتا ہے وہ بہت بڑا مقام ہے مگر چونکہ خلق اوس
تفکر کی طاقت نہیں رکھتی اور وہاں تک عقل کی رسائی نہیں ہوتی لہذا شارع نے منع کیا اور فرمایا کہ حق تعالیٰ [illegible] تفکر کرو [illegible]
لن تقدروا قدره یعنی تم ہرگز اوسکی قدر جاننے کی قدرت نہیں اور یہ دشواری اس سبب سے نہیں کہ [illegible] بلکہ اوسکی
روشنی کی وجہ سے ہو کہ وہ نہایت روشن ہے اور آدمی کی بصیرت ضعیف ہو اوسکی طاقت نہیں رکھتی بلکہ آدمی اوس میں بیہوش اور متحیر
ہو جاتا ہے جسطرح چمگادڑ اسواسطے دن کو نہیں اڑتا کہ اوسکی بینائی ضعیف ہو نور آفتاب کی تاب نہیں لا سکتی [illegible]
شام کو جب تھوڑا سا نور آفتاب رہتا ہو تو دیکھتا ہو عوام الناس کی یہی مثال ہے اور ایسا ہی حال ہے مگر صدیق اور بزرگ لوگ اس نظر کی
طاقت رکھتے ہیں لیکن ہمیشہ نہیں کیونکہ بیطاقت ہو جاتے ہیں جیسے آفتاب کو آدمی دیکھ سکتا ہو لیکن ہمیشہ دیکھا کرے تو اندھے ہو جانے کا خوف ہے
اسیطرح اس نظر میں دیوانے اور بیہوش ہو جانیکا خوف ہو [illegible] صفات حق تعالیٰ سے [illegible] ہیں وہ بھی خلق سے بیان کرنے
کی اجازت نہیں مگر اون الفاظ سے جو صفات [illegible] مثلاً یوں کہے کہ حق تعالیٰ عالم اور قادر اور متکلم ہے کہ خلق ان الفاظ
سے اپنے معنوں کی نسبت کچھ سمجھے [illegible] ایک تشبیہ ہے مگر اتنا اور بھی کہدینا چاہیے کہ اوسکا کلام تمہارے کلام کا سا نہیں کہ حرف اور صوت
ہو اور اوس میں [illegible] اور شکل [illegible] خلق اوسکے سمجھنے کی طاقت نہ رکھے اور انکار کرنے لگے کہ خدا کا کلام بھلا بے حرف و صوت
کیونکر ہوگا جیسا کہ [illegible] سے کہو کہ حق تعالیٰ کی ذات ایسی ذات ہے کہ [illegible] نہیں سوا [illegible] کہ وہ نہ جوہر ہے نہ عرض نہ جگہ میں نہ جگہ پر نہ جہت میں
نہ عالم سے متصل ہے نہ منفصل نہ عالم کے اندر ہے نہ باہر تو شاید اسکی بھی انکار کرے اور کہے کہ یہ ممکن نہیں اسی سبب سے کہ حق
تعالیٰ کی ذات کو وہ اپنی ذات پر قیاس کرے اور اوسے کچھ عظمت نہ سمجھے کیونکہ اوس نے جو عظمت دیکھی ہو گی وہ عظمت سلاطین ہو کہ [illegible]
تخت پر بیٹھا ہو اور اوسکے سامنے غلام کھڑے رہتے ہوں [illegible] اسیطرح حق تعالیٰ کے حق میں بھی خیال کرے حتی کہ کہنے لگے کہ [illegible]
حق تعالیٰ کے بھی ہاتھ پاؤں آنکھ منہ زبان ہوگی کیونکہ خلق نے اپنی ذاتوں میں جب [illegible] تو [illegible] حق تعالیٰ کی ذات میں
یہ اعضا نہوں تو یہ نقصان کی بات ہو اگر مکھی کو بھی ان عوام الناس کی سی عقل ہوتی تو وہ بھی کہتی [illegible]

مین تجھسے زیادہ کوئی چیز عجیب نہین اور تو اپنے سے غافل ہے اور حق تعالی کی جناب سے ندا آتی ہے وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ
یعنی اے آدمی تو اپنی ذات مین تامل کرتا کہ ہماری قدرت و عظمت تجھپر ظاہر ہو اے عزیز پہلے اپنی ابتدا کا تو خیال کر کہ تو کہانسے آیا ہے کیونکہ
حق تعالی نے تجھے ایک بوند پانی سے پیدا کیا اوسے پہلے باپ کی پیٹھ مین اور مان کی چھاتی مین جگہہ دی پھر اوسے تیری پیدائش کا تخم
کیا اور مان باپ پر شہوت کو مسلط کیا عورتون کے بچہ دان کو زمین بنایا مردون کے آب پشت کو تخم ٹھہرایا شہوت کو مرد و عورت
پر تعینات کردیا حتی کہ زمین مین تخم پڑا پھر خون حیض سے اوس تخم کو سینچا اور تجھے نطفہ اور خون حیض سے پیدا کیا پہلے اوسکو
تھکا کردیا اوسے علقہ کہتے ہین پھر گوشت کا لوتھڑا کردیا اوسے مضغہ کہتے ہین پھر اوس مین جان ڈالی پھر اوس ایک تخم سے لوہو پانی
سے تجھمین مختلف چیزین پیدا کین جیسے گوشت پوست رگ پٹھا اور استخوان پھر اون سب سے تیرے اعضا کی صورت بنائی سر گول
کیا ہاتھ پاؤن لمبے لمبے بنائے اونکے سرون پر پانچ پانچ انگلیان پیدا کین پھر باہر آنکھ ناک کان منہ زبان اور اور اعضا
پیدا کیے اور تیرے اندر معدہ جگر گردہ دل پتا رحم مثانہ انتڑیان پیدا کین ہر ایک کو اوسی شکل اور اوسی صفت اور اوسی مقدار پر
پیدا کیا پھر اون مین سے ہر ایک عضو کے کئی کئی حصے کیے ہر ہر انگلی کی تین تین پوسین کین ہر عضو کو گوشت و پوست رگ و پٹھے
اور ہڈیون سے مرکب کیا اور تیری آنکھ جو مقدار جوز سے زیادہ نہین اوسکے سات طبق بنائے ہر طبقہ اوسی صفت پر ہے اگر اونمین
سے اگر ایک بھی خراب ہو جائے تو تمام جہان تجھے نظر نہ آئے اگر فقط آنکھ کے عجائبات کی تفصیل بیان کرون تو بہت سے اوراق
سیاہ ہون پھر اپنی ہڈیون کو دیکھ کہ رقیق اور لطیف پانی سے کیسا سخت اور مضبوط جسم بنایا اون مین سے ہر جوڑا اور ٹکڑا
اوسی شکل و مقدار پر ہے بعض ہڈی گول ہے بعضی لمبی بعضی چوڑی بعضی اندر سے خالی بعضی بھری ہے اور سب کو باہم مرکب کردیا
اور ہر ایک کی مقدار اور شکل و صورت مین ایک حکمت بلکہ بہت سی حکمتین رکھین پھر ہڈیون کو تیرے بدن کا ستون کرکے اوسی
پر سب اعضا کی بنا کی اگر ایک سخت ہڈی ہوتی تو تو پیٹھ نہ جھکا سکتا اگر ہڈیان جدا جدا ہوتین تو پیٹھ سیدھی نرکھہ سکتا اور پاؤن
پر زور دیکر کھڑا نہو سکتا تو اوسے ٹکڑے ٹکڑے پیدا کیا تاکہ بدن جھک سکے پھر ایک ہڈی کو دوسری سے ملاکر رگ و پٹھے لپیٹکر اوسے
مضبوط کردیا تاکہ آدمی سیدھا کھڑا رہ سکے اور پھر دین چار زائدے گولی کے مانند پیدا کیے اور اوسکے نیچے چار سوراخ
گڑھون کے مثل بنائے تاکہ وہ زائدے اون گڑھون مین جم بیٹھین اور مہرون کے کنارون کو بازوون کی طرح باہر نکلا رکھا
تاکہ پٹھے جو مضبوطی کے واسطے اونپر لپٹے ہین اون مین اڑے رہین اور تیرے تمام سر کو چپن ہڈیون سے پیدا کیا اور باریک
درزون سے باہم جوڑدیا تاکہ اگر ایک کونے کو کچھ آفت پہونچے تو دوسرا سلامت رہے اور سب نہ ٹوٹ جائے اور دانتون کو
پیدا کیا بعضون کا سر چوڑا ہے تاکہ نوالہ چبائے اور بعضی کا سر باریک اور تیز رکھا تاکہ کھانے کی چیز کو کاٹے اور چھوٹے چھوٹے
ٹکڑے کرکے گویا چکی مین ڈالدے پھر تیری گردن سات مہرون سے بنائی اور اونکو پٹھے لپیٹکر مضبوط کردیا اور سر کو اوسکے
ساتھ ترکیب دیا [illegible] چونتیس مہرون سے پیدا کیا اور [illegible] ہڈیان اون مہرون کے [illegible] ان مین
بنائین بعضی اور ہڈیان پیدا کین جنکی تفصیل دراز ہے غرضکہ تیرے بدن مین دو سو اڑتالیس ہڈیان پیدا کین ہر ایک کو اوسی

حکمت کے واسطے ہے تاکہ تیرا کام بنا رہے اور ان سب کو ایک ضعیف پانی سے پیدا کیا اگر ان ہڈیوں میں سے ایک بھی کم ہو جاوے تو تو کام
سے باز رہے اور ایک بھی زیادہ ہو جاوے تو تیرے آرام میں خلل آوے اور چونکہ تجھے ان ہڈیوں اور اعضا کے ہلانے کی حاجت
تھی تیرے سب اعضا میں پانسو ستائیس عضلے پیدا کیے ہر ایک عضلہ مچھلی کی صورت بیچ میں گندہ دونوں سرے باریک ان میں بعضے بڑے ہیں
چھوٹے ہیں بعضے بیچ سے ایک گوشت اور پٹھے اور پردے سے مرکب ہے پردہ غلاف کی طرح اوس پر چڑھا ہوتا ہے انمیں چوبیس فقط
اسواسطے ہوتے ہیں کہ ہر طرف کو آنکھ اور پلک ہلا سکو اور ان کو بھی اسی پر قیاس کر لے اسواسطے کہ اسکی بھی تفصیل دراز ہے
پھر تیرے بدن میں تین حوض بنا کر اونسے تمام جسم میں نہریں جاری کیں ایک حوض دماغ ہے جس سے پٹھوں کی نہریں نکلکر
تمام بدن میں پہونچی ہیں تاکہ بدن میں حس و حرکت کلی کی قدرت پیدا ہو اور اوس سے ایک نہر پیٹھ کے مہروں کے اندر رکھی تاکہ پٹھے
مغز سے دور نہ ہوں کہ اگر دور ہوتے تو خشک ہو جاتے دوسرا حوض جگر ہے اوس سے ہفت اندام میں رگیں پھیلائیں تاکہ
اونمیں غذا پہونچے تیسرا حوض دل ہے اوس سے تمام بدن میں رگیں پہونچائیں تاکہ اونمیں روح روان ہو اور دل سے ہفت اندام
میں پہونچتی ہیں غرض اپنے ایک ایک عضو میں تفکر کر کہ حق تعالی نے ہر ایک عضو کو کیونکر اور کسواسطے پیدا کیا آنکھ کو سات طبقوں
سے ایسی ہیئت اور رنگت پر پیدا کیا کہ اوس سے بہتر ہونا ممکن نہیں پلک کے پپوٹوں کو اسواسطے پیدا کیا تاکہ گرد و غبار سے
آنکھ کو بچاوے اور مژگان سیاہ ہی اور سیاہ حسن صورت اور قوت بصارت کے واسطے پیدا کیں تاکہ جب غبار ہو تو اونھیں بند کر لے تاکہ آنکھ میں
گرد نہ پڑنے پاوے اور اونکے درمیان سے تو دیکھ سکے اور جب خس و خاشاک اوپر سے گرے تو مژگان آنکھ کی نگہبان ہو جائیں
اور ان سب چیزوں سے زیادہ عجیب قدرت ہے کہ آنکھ کی سیاہی جو دو تین مسور کے برابر ہی اوس چیز میں وہ آسمان کی اتنی بڑی
صورت نظر آتی ہے حتی کہ جب تو آنکھ کھولتا ہے تو باوصف اس بعد کے فورا آسمان نظر آتا ہے اگر نظر کے عجائب اور آئینہ دیکھنے کے عجائبات
اور جو کچھ اوس میں چھوٹے موٹے نظر آتا ہے اوسکی کیفیت بیان کیجاوے تو دفتر کے دفتر ہو جائیں پھر کان کو پیدا کر کے کڑوا میل اوس
میں پیدا کر دیا تاکہ کوئی کیڑا اوس میں نہ گھس جاوے پھر کان کا گھونگھا بنایا تاکہ آواز کو جمع کر کے کان کے چھید میں پہونچاوے اور کان کے اندر
پیچ در پیچ اسواسطے بنایا تاکہ جب تو سو جاوے اور چیونٹی کان کے اندر جانا چاہے تو اوسپر راہ دراز ہو اور بہت پھیر کھاوے حتی کہ
تو چونک پڑے اگر منہ اور ناک اور اور اعضا کا مفصل حال بیان کروں تو طول ہو اور اس گفتگو سے مقصود یہ ہے تاکہ تجھے راہ معلوم
ہو جاوے اور ہر ایک عضو میں فکر کیا کر کہ یہ عضو کسواسطے ہے اور اوسکے سبب سے خالق کی حکمت عظمت لطف و رحمت علم و قدرت سے
آگاہ ہوتا رہے کہ تیرے سر سے پاؤں تک سب عجائب ہیں اور باطن کے عجائبات اور دماغ کے خزانے اور حس کی قوتیں جو اوسمیں رکھی ہیں
سب سے زیادہ عجیب ہیں بلکہ جو کچھ سینہ اور پیٹ میں ہے وہ بھی عجیب ہے اسواسطے کہ حق تعالی نے معدہ کو دیگ کے مانند پیدا کیا کہ ہمیشہ
جوش کھاتا رہتا ہے حتی کہ کھانا اوسمیں پک جاتا ہے اور جگر اوس کھانے کو خون کر دیتا ہے اور رگیں اوس خون کو ہفت اندام
میں پہونچا دیتی ہیں اور پتا اوس خون کے پھین کو جسے صفرا کہتے ہیں لے لیتا ہے اور تلی اوس خون کے تلچھٹ کو جو سودا ہوتا ہے
لی لیتی ہے اور گردے اوس خون سے پانی کو جدا کر کے مثانہ کی طرف بہا دیتے ہیں علی ہذا القیاس بچہ دان اور آلات ولادت کو

رنگت جدا جدا صورت علیحدہ ہوتی ہے ایک دوسرے سے بہت ہوتا ہی پھر میوے اور درختون مین فکر کر اونکی خوبصورتی اور ذائقہ اور بو باس
اور خاصیت کو دیکھ بلکہ ہزار ہا بوٹیان جنکا نام و نشان بھی تجھکو نہین معلوم او گاکر اون مین فوائد نادرہ رکھی کوئی تلخ ہے کوئی شیرین کوئی
ترش اسکی خاصیت یہ ہے کہ بیمار کردیتی ہے کسی کی منفعت یہ ہے کہ شفا دیتی ہی ایک جان بچاتی ہے ایک ہر ہے کہ اوسکے سبب سے جان جاتی
ہی بعضی صفرا کو تحریک دیتی ہے بعضی اوسے دور کرتی ہے ایک خلط سودا کو رگون سے کھینچ کر نکالتی ہے ایک
سودا کو ابھارتی ہے کوئی گرم ہے کوئی سرد کوئی خشک ہے کوئی تر کسی سے بہت نیند آتی ہے کسی سے نیند موقوف ہوجاتی ہے ایک کیا
ہے اوسکو فرحت دیوے ایک ایسی ہے کہ دل مین رنج و کلفت پیدا کرے کوئی آدمیون کی غذا ہے کوئی جانورون کی چرہی ہر کوئی جڑ یون
کا دانہ ہے اے عزیز خیال کر کہ یہ ہزارہا قسمین ہی مین اور اونمین ہزارون ہزار عجائبات ہین تاکہ تجھے ایسی قدرت کاملہ نظر آئے کہ تمام خلق
کی عقلون کو ناکام ہو جانا چاہیے یہ چیزین بھی بے نہایت ہین تاکہ انسانی وہ نفیس اور بے بہا امانتین ہین جنھین حق تعالی نے
پہاڑون مین پوشیدہ رکھا اوسے کہان سکتے ہین بعض انمین سے زینت اور آرایش کے واسطے درکار ہین جیسے سونا چاندی لعل فیروزہ
یاقوت ریشم بلور ہیرا وغیرہ اور بعض انمین سے برتن بنانے کے واسطے ہین جیسا لوہا تانبا پیتل کانسی قلعی اور بعض انمین سے متفرق
کامون کے لیے ہین جیسے نمک گندھک نفط قرآن مین سب سے کمتر نمک ہی جس سے کھانا ہضم ہوتا ہے اگر کسی بستی مین نمک نہ میسر آئے
تو وہان کے سب کھانے خراب اور بدمزہ ہو جائین لوگ بیمار پڑ جائین ہلاکت کا خوف پیدا ہو پس خدا کے لطف و کرم کو دیکھ کہ تیرا
کھانا اگرچہ تجھے غذا پہونچاتا ہے مگر چونکہ اوسکے خوش مزہ ہونے کے واسطے ایک چیز اور درکار تھی وہ بھی بے دریغ عنایت فرمائی
اور بارش کے پاک پانی سے نمک کو بنایا کہ پانی زمین مین جمع ہو کر نمک بنجاتا ہی یہ عجائب بھی بے نہایت ہین چوتھی نشانی حیوانات
روے زمین مین کہ بعضے چلتے ہین بعضے اوڑتے ہین بعضے دو پاون سے چلتے ہین بعضے چار پاون سے بعضے پیٹ کے بل بعضے
بہت پاون سے پھر مرغان ہوا اور حشرات الارض کے اقسام مین فکر و تامل کر کہ ہر ایک کی شکل و صورت جدا ہے اور ایک دوسرے سے
ایسا ہے ہر ایک جانور کو جو چیز درکار تھی رب العالمین نے مرحمت فرمائی ہر ایک کو حکمت اور ترکیب سکھائی کہ یون اپنے غذا حاصل کرو
اور یون اپنے بچون کی پرورش کرتے ہین تاکہ وہ بڑے ہون اسطرح اپنا گھونسلہ بناتے ہین اے عزیز چیونٹی کو دیکھ کہ وقت پر اپنی غذا
کیونکر جمع کرتی ہے گیہون باقی ہے تو یہ سمجھکر کہ اگر ثابت رکھونگی تو خراب ہوجائینگے اوسکے دو ٹکڑے کر ڈالتی ہے تاکہ کیڑا نہ لگے اور
اگر دھنیا ثابت رہے تو خراب ہو جاتا ہے یہ سمجھکر دھنیا کو ثابت رکھ چھوڑتی ہے اور اے عزیز مکڑی کو تو دیکھ کہ وہ اپنا گھر کیسا بناتی ہے
بنا مین جو اندازہ کام آتا ہی اوسے کسطرح نگاہ رکھتی ہے اپنے لعاب سے ڈوری بناتی ہے دیوار کے دو کونے ڈھونڈھکر ایک طرف نیو
بساتی اور دوسری طرف لیجاتی ہے جب اس سے فراغت ہوتا تانا تن چکتی ہے تو بانا تنے لگتی ہی اور تارون کا بیچ برابر رکھتی ہی تاکہ کوئی تار دور او نزدیک نہو اور خوشنما معلوم ہو پھر خود دیوار کے گوشہ مین ایک تار مین لٹکی ہوئی مکھی کی منتظر رہتی ہے تاکہ اپنی غذا حاصل کرے پھر
جب کوئی مکھی اوبھجتی ہے تو مکڑی حملہ کرکے اوسے شکار کرتی ہے اور وہ تار اوسکے ہاتھ پاؤن مین لپیٹ دیتی ہے تاکہ اوسکے
اوڑ بھاگنے کا خوف نہ باقی رہے پھر اوس مکھی کو رکھ چھوڑتی ہے اور دوسری کی تلاش مین رہتی ہے اور اے عزیز مکھی کو دیکھ کہ اپنا

گھر مسدس ہی بناتی ہے اسواسطے کہ اگر مربع بناتے اہر اوسکی شکل تو گول ہو تو گھر کے گوشے بیکار خالی رہیں اور اگر گول بناتے
تو جب مدورات کو ملا کر رکھتے ہیں تو اونکے بیچ میں بیکار جگہہ چھوٹتی ہے اور سب شکلوں میں مسدس سے زیادہ مدد دسکے ترتیب
کوئی شکل نہیں ہے یہ بات دلیل ہندسی سے ثابت ہو تو خداوند عالم اپنی رحمت مہربانی سے اس چیونٹے سے جانور پر کتنی عنایت
رکھتا ہے کہ اوسے یہ ترکیب الہام فرماتا ہے اور مچھر کو الہام کرتا ہے کہ خون تیری غذا ہے اور اوسکے واسطے ایک سونڈ تیز و باریک اندر سے
خالی پیدا کی تاکہ اوسے آدمی کے بدن میں چبھو کر خون کھینچے اور اوڑے اور اک عنایت فرمایا کہ جب وہ پکڑنے کو آدمی ہاتھ ہلاتا تو وہ سمجھکر اوڑ جاتا ہے
اور اوسے ہلکے ہلکے دو پر دیئے کہ اونکے زور سے اوڑ سکے جھٹ پٹ بھاگ جائے اور فوراً پھر آئے اگر اوسکی زبان اور عقل ہوتی تو اپنے
خالق کا اتنا شکر بجالاتا کہ سب آدمی تعجب میں رہتے مگر زبان حال سے سراپا مشغول شکر و تسبیح ہے مگر ہم لوگ نہیں سمجھتے جیسا
حق تعالی فرماتا ہے وَلٰكِن لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ اس قسم کے عجائب کی بھی نہایت نہیں بھلا یہ کسکی مجال ہے کہ لاکھ عجائب میں
سے ایک بھی پہچانے اور بیان کرے اے عزیز اب تو کیا کہتا ہے کہ یہ حیوانات ان عجیب شکلوں طرفہ رنگوں عمدہ صورتوں سڈول
اعضا کے ساتھ کیونکر پیدا ہوئے ہیں آیا انھوں نے خود اپنے تئیں پیدا کیا یا تو نے اونہیں پیدا کیا سبحان اللہ کیا اوسکی شان ہے
کہ اس روشنی اور بینائی کے ساتھ آنکھوں کو اندھا کر سکتا ہے تاکہ نہ دیکھیں اور دلونکو غافل کر سکتا ہے تاکہ نہ سوچیں بہت لوگ ظاہر کی آنکھ رکھتے ہیں اور دل
کی آنکھ سے دیکھکر عبرت نہیں لیتے جو بات سننا چاہیے اوسکے سننے سے اونکے کان بہرے ہیں حتی کہ بہائم کیطرح آواز کے سوا
کوکچھ نہیں سنتے چڑیوں کی بولی جسمیں حرف و صوت کو دخل نہیں نہیں سمجھتے اور جو چیز دیکھنا چاہیے اوسکے دیکھنے سے انکی آنکھیں
اندھی ہیں حتی کہ جو خط سیاہی سے سفیدی پر حروف و رقوم سے ہوا اوسکو دیکھتے ہیں اور یہ خط الہی جو نہ حرف ہے نہ رقم تمام عالم کے
ذروں پر قلم قدرت سے لکھا ہے اسے نہیں دیکھ سکتے اے عزیز چیونٹی کا انڈا جو ذرے کے سر کے برابر ہوتا ہے اوسمیں غور کر اور کان
لگا کر سن کہ کیا کہتا ہے زبان فصیح سے پکار پکار کہہ رہا ہے کہ او سادہ دل اگر کوئی شخص ایک صورت کسی دیوار پر کھینچ دیتا ہے
تو تو اوسکی نقاشی اور اوستادی سے تعجب میں رہتا ہے آنکھ دیکھ تاکہ خدا کی نقاشی اور مصوری تجھے نظر آئے کہ میں ایک ذرے سے
زیادہ نہیں ہوں اور نقاش ازل ابتدائے خلقت میں مجھسے چیونٹی بنائیگا دیکھ تو میرے اجزا کو کیونکر تقسیم کریگا تاکہ مجھسے دل
سر ہاتھ پاؤں اور اعضا بناتے اور میرے سر و دماغ میں کئی ایک خانے اور خزانے رکھے کہ ایک میں چکھنے کی قوت ایک میں سونگھنے
کی قوت ایک میں سننے کی قوت رکھے اور میرے سر کے باہر کتنے پیالے رکھکر اونپر نگینے بنائے ناک اور منہ جو کھانا اوترنے کی راہ ہے
بنائی اور ہاتھ پاؤں مجھسے نکالے اور باطن میں ایسی جگہہ رکھی جہاں کھانا پہونچکر ہضم ہو اور ایسا مقام بنائے جہاں سے غذا منتشر
جائے اور اوسکے سب آلات پیدا کرے پھر میری شکل تیز اور چالاک اور میرے بدن کو تین درجے بنا کر ایک کو دوسرے سے
ملاتے اور جو کی بھرے والوں کی طرح میری کمر پر خدمت کا پٹکا باندھکر کالی قبا پہنائی اور یہ عالم جسے تو جانتا ہے کہ بالکل
میرے ہی واسطے خدا نے پیدا کیا ہے اس عالم میں ظاہر کرے تاکہ تیری نعمت میں تیرے ساتھ میں چلوں پھروں بلکہ تجھے میرا مسخر کردے
تاکہ رات دن تو کاشتکاری تخم ریزی آب پاشی زمین کی درستی کرے اور جب گیہوں جو اناج مغز بات حاصل کرکے جہاں کہیں

چھپا کر رکھتا ہو حق تعالی مجھ ناچیز چیونٹی کو وہان کی راہ بتاتا ہو حتی کہ مین اپنے گھر کے اندر زمین کے نیچے اوسکی بو سونگھ کر وہان آپہونچتی ہون
اور تو باین ہمہ رنج و محنت شاید سال بھر کا کھانا بھی نہین رکھتا اور مین سال بھر بلکہ زیادہ کا کھانا لیتی ہون اور مضبوطی کے ساتھ احتیاط
سے رکھتی ہون اور اگر خشک کرنیکے لیے اپنی غذا مین میدان مین لاتی ہون تو مینہ برسنے کے قبل حق تعالی مجھے الہام فرماتا ہو مین وہان سے
اوٹھا کر ایسی جگہہ لیجاتی ہون جہان مینہ کچہ نقصان نہ پہونچا سکے اور اگر تو نے میدان مین خرمن لگایا ہو اور سیل و باران آیا ہو
تو تجھے اوسکی خبر بھی نہین ہوتی حتی کہ تمام خرمن ضائع ہوجاتا ہے پس مین اوس خدا کا شکر کیونکر بجالاؤن جسنے مجھے ایک ذرے سے
اس بینائی اور چستی اور چالاکی کے ساتھ پیدا کیا اور تجھہ ایسے کو باین بزرگی میرا خدمتگار بنایا حتی کہ تو میری غذا جوتتا بوتا اور کاٹتا
پیٹتا ہو اور رنج و محنت کھینچتا ہو اور مین چین سے کھاتی ہون اور کوئی چھوٹا بڑا جانور ایسا نہین جو اپنی زبان حال سے خالق
کے جلال کی یہ ثنا نہین کرتا بلکہ ہر ایک بوٹی بھی اور ہر ایک ذرہ اگرچہ جماد ہے مگر ثنا خوان رب العباد ہو لیکن آدمی اونکی آواز اور
ندا سے غافل ہے جیسا حق تعالی فرماتا ہے اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ اور وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ
وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ اور اس عالم عجائبات کی بھی انتہا نہین اسے تفصیلوار بیان کرنا محال ہے چوتھی نشانی دریا مین
نہرو لی زمین پر جاری ہین دریاے محیط جو زمین کو گھیرے ہوے ہے ہر ایک دریا اوسکا ٹکڑا ہے اور دریا مین زمین کے
چند برابرون سے زیادہ نہین اور حدیث شریف مین آیا ہو کہ زمین دریا مین ایسی ہو جیسے زمین مین چند اصطبل آیعزیز جب
تو خشکی کے عجائب کی سیر سے فارغ ہوا تو اب دریا کے عجائب کی سیر مین مشغول ہو اسواسطے کہ دریا جسقدر زمین سے
بڑا ہے اوسیقدر اوسکے عجائب بھی زیادہ ہین کیونکہ جو جانور زمین مین رہتا ہو دریا مین بھی اوسکا نظیر موجود ہو اور بہتیرے
جانور ایسے ہین کہ زمین مین نہین ہوتے لیکن دریا مین موجود ہین اون جانورون مین سے ہر ایک کی صورت سیرت جدا جدا ہے
کوئی جانور ایسا چھوٹا ہے کہ دکھائی نہین دیتا اور کوئی اتنا بڑا ہے کہ جہاز جب اوسکی پیٹھہ پر آجاتا ہو تو لوگ جانتے ہین
کہ زمین پر آگیا جب آگ سلگاتے ہین تو شاید وہ جانور آگاہ ہوکر جنبش کرتا ہو تب لوگ جانتے ہین کہ یہ زمین نہین جانور کی
پیٹھہ ہے عجائب دریا کے بیان مین لوگون نے کتابین تصنیف کی ہین اس مختصر مین کیونکر اوسکی تفصیل ہوسکے آیعزیز دیکھہ تو
سہی کہ حق تعالی نے قعر دریا مین ایک ایسا جانور پیدا کیا ہے جسکا پوست سیپی ہے اور اوسے الہام فرمایا کہ مینہ برستے
وقت دریا کے کنارے آکر منہ کھول لیتا ہے تاکہ مینہ کے جو بوند شیرین ہین آب دریا کے مانند شور نہین وہ اوسکے اندر پڑجائین
اور منہ بند کرکے قعر دریا مین وہ پھر جاتا ہو اور اون قطرون کو اپنے اندر اسطرح رکھتا ہو جیسے رحم مین نطفہ اور اون مین
پرورش کرتا ہو اور اوس جوہر صدف کو حق تعالی نے موتی کی صفت پر پیدا کیا ہو اور یہ قوت مدت دراز مین اوسے حاصل
ہوتی ہے کہ ہر قطرہ موتی کا دانہ ہوجاتا ہے کوئی چھوٹا کوئی بڑا تاکہ تو اوس سے زیور بنائے اور آرایش کرے اور دریا کے
اندر پتھر سے ایک سرخ درخت پیدا کیا کہ اوسکی صورت درخت کی سی ہے اور اوسکا جوہر پتھر کا جوہر ہو اوس درخت کو مرجان
یعنی مونگا کہتے ہین اور اوسکے کف سے ایک چیز ساحل پر پیدا ہوتی ہو اوسے عنبر کہتے ہین اور ان جواہر کے عجائب جسم حیوان کی باہر

بھی بہت ہین اور روی دریا پر کشتی چلانا اور کشتی کو ایسی شکل پر بنانا کہ دریا مین غرق نہو اور کشتیبانون کو یہ ہدایت فرمانا کہ موافق
اور مخالف ہوا کو پہچانین اور ستارون کا پیدا کرنا تاکہ جہان پانی ہی پانی ہو اور کچھ نشان نہو وہان راہ بتانی سب سے زیادہ عجیب بات
ہی بلکہ پانی کی صورت اس لطافت اور صفائی اور اتصال اجزا کے ساتھ بنانا اور پانی کو سب حیوانات اور نباتات بلکہ تمام مخلوقات
کے واسطے مایۂ زندگی ٹھہرانا سب سے زیادہ عجیب ہے اے عزیز اگر تو ایک چلو پانی کا محتاج ہو اور نہ پائے تو اوسکے واسطے تمام روی زمین کا
مال تو ڈالتا ہو اور اگر وہ چلو بھر پانی تیرے مثانے مین رک جائے اور تو اوسے باہر نہ نکال سکے تو بھی اوس سے نجات پانے کے واسطے
جو کچھ مال و دولت تیرے پاس ہو اوسے خرچ کر ڈالتا ہے غرضکہ پانی اور دریا کے عجائب بھی بے نہایت ہین پانچوین نشانی ہوا ہے
اور جو چیزین ہوا مین ہین ہوا بھی ایک دریای موجزن ہے ہوا کا چلنا بھی موج مارنا ہے اے عزیز ایسا جسم لطیف جو نظر نہ آئے اور دیکھنے
مین نہ آئے وہ ہمیشہ تیری جان کی غذا ہے کیونکہ کھانے پینے کی تو دن بھر مین ایک ہی بار حاجت ہوتی ہو اور اگر ساعت بھر تو سانس
نہ لے اور غذای ہوا تیرے باطن مین نہ پہونچے تو تو ہلاک ہو جائے اور تو اس بات سے غافل ہے ہوا کی ایک خاصیت یہ ہو کہ کشتیان اوس مین
تھمی رہتی ہین کیونکہ ہوا کشتی کو پانی مین ڈوبنے نہین دیتی ہوا کی کیفیت کی تفصیل دراز ہے اے عزیز آسمان تو بھلا درجہ ہے پہلے تو ہوا کو
دیکھ کہ اسمین حق تعالی نے کیا کیا چیزین بنائین جیسے مینہ بادل رعد بجلی برف اور اولے ابر غلیظ کو دیکھ کہ دفعتہً ہوای لطیف
مین پیدا ہوتا جاتا ہے شاید دریا سے پانی بیکر اوٹھتا ہو یا بخار کے طور پر پہاڑون سے یا نفس ہوا سے پیدا ہوتا ہو اور جو مقام پہاڑ
دریا چشمون سے دور ہین وہان قطرہ قطرہ بتدریج پانی برستا ہو جو قطرہ آتا ہے ایک خط مستقیم پر آتا ہو اور تقدیر الہی مین جو جگہ اوسکے
واسطے مقرر ہے اوسی جگہ گرتا ہے تاکہ فلانا کپڑا جو پیاسا ہے وہ سیراب ہو جائے اور فلانا سبزہ جو خشک ہوا جاتا ہو تر ہو جائے اور
فلانا بیج جو پانی کا محتاج ہے اوسے پانی پہونچے اور فلانا میوہ جو فلانے درخت کی چوٹی پر سوکھا جاتا ہو کہ پانی اوس درخت کی
جڑ مین پہونچکر اوسکے اندر سرایت کرے اور اون رگون کی راہ جو بال سے زیادہ باریک ہین جا کر اوس میوے تک پہونچے تاکہ وہ میوہ
تر و تازہ ہو جائے اور تو خدا کی رحمت اور مہربانی سے غافل ہو کر اوسے کھاتا ہے اور مینہ کے ہر ہر قطرے پر لکھا ہو کہ فلانی جگہ
گرے اور فلانے بندے کی روزی ہو اگر تمام مخلوقات متفق ہو کر چاہے کہ قطرون کا حساب معلوم کرے تو یہ ناممکن ہے پھر
اگر پانی دفعتہً برس جاتا تو نباتات کو بتدریج پانی نہ پہونچتا اسواسطے حق تعالی نے فصل سرما کو اوسپر مسلط کیا تاکہ پانی کو برف
کر دے وہ برف دھنکی ہوئی روئی کی طرح ذرہ ذرہ گرتی ہے اور پہاڑون کو برف خانہ مقرر کیا کہ وہان جمع ہوتی ہے چونکہ پہاڑ
کی ہوا ٹھنڈی ہوتی ہو اسوجہ سے برف جلدی پگھل کر نہین بہ جاتی جب فصل بہار کی گرمی پیدا ہوتی ہے تو بتدریج پگھلتی ہے
اوس سے بقدر حاجت نہرین جاری ہوتی ہین تاکہ گرمی بھر تھوڑا تھوڑا پانی کھیتون مین صرف ہوا کرے اسواسطے کہ اگر ہمیشہ مینہ برسا کرتا
تو خلق کو بڑی تکلیف ہوتی اور اگر ایک ہی بار برس جاتا تو سال بھر سبزہ خشک ہوا کرتا تو برف مین یہ لطف رحمت الہی ہین اور
برف پر کیا موقوف ہر ایک چیز مین خدا کی رحمت ہو بلکہ زمین آسمان کے تمام اجزا کو حق تعالی نے حق اور عدل اور حکمت
کے ساتھ پیدا کیا اسواسطے فرمایا ہے وما خلقنا السموت والارض وما بینہما لاعبین ما خلقنہما الا بالحق ولکن

لاعبین یعنی نہین بنایا آسمان کو اور جو کچھ اون مین ہے بطور کھیل کے باطل نہین پیدا کیا بلکہ حق پیدا کیا ہے
یعنی جیسا چاہیے تھا ویسا ہی پیدا کیا یعنی نشانی آسمانون اور تارون کی ملکوت ہے اور اونکے عجائب سو اسواسطے کہ زمین اور جو کچھ اوس مین ہے
ہے اونکے مقابلے مین بہت کم اور تھوڑا ہے اور تمام آسمانون اور تارون کے عجائب مین تفکر کرنے کے واسطے تمام قرآن
مجید تنبیہ ہے جیسا کہ حق تعالی نے فرمایا ہے وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَّحْفُوظًا وَهُمْ عَنْ آيَاتِهَا مُعْرِضُونَ اور فرمایا ہے
لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ پس اے عزیز حق تعالی نے یہ جو حکم فرمایا ہے
کہ ملکوت آسمان مین تم تفکر کرو تو اسواسطے نہین فرمایا ہے کہ آنکھین پھاڑ پھاڑ کر آسمان کی نیلاہٹ اور تارون کی سپیدی دیکھو اسواسطے کہ اسطرح تو سب بہائم
بھی دیکھتے ہین لیکن اپنے تئین اور اپنے عجائب کو جو تجھ سے بہت ہی قریب ہین اور زمین و آسمان کے عجائب کے ساتھ ذرہ برابر بھی نہین ہین جب تو پہچانے گا
تو ملکوت آسمان کے عجائب کو کیا جانے گا تجھے بتدریج ترقی کرنا چاہیے پہلے اپنے تئین پہچان پھر زمین اور نباتات اور حیوانات
اور جمادات کو پھر ہوا اور ابر اور اونکے عجائب کو پھر آسمان اور تارون کو پھر کرسی کو پھر عرش رب العالمین کو پھر عالم اجسام سے
نکلکر عالم ارواح کی سیر کر پھر ملائکہ اور شیطان اور جن کو پہچان پھر ملائکہ کے درجون اور اونکے مختلف مقامون کو معلوم کر پھر آسمان
اور ستارون مین اور اونکی حرکت اور گردش مین اور اونکے مشارق اور مغارب مین تفکر کر اور دیکھ کہ کیا ہین اور کیون پیدا ہوے
ہین اور تارون کی کثرت کو دیکھ کہ کوئی اونکی تعداد کوئی نہین جانتا ہر ایک کا اور ہی رنگ ہے کوئی سرخ ہے کوئی سپید کوئی سیماب
کا سا کوئی چھوٹا کوئی بڑا پھر اونکے ہر گروہ کی شکل جدا جدا ہے کوئی بکری کی صورت ہے کوئی بیل کی شکل ہے کوئی بچھو کی ہیئت ہے اور
شکلین اسی پر قیاس کر لینا چاہیے بلکہ جو جو صورتین زمین پر نظر آتی ہین آسمان پر ہر ایک کے مثل ستارون کی اشکال موجود
ہین پھر تارون کی مختلف گردش کو دیکھ کوئی مہینا بھر مین تمام آسمان کو طے کرتا ہے کوئی سال بھر مین کوئی بارہ برس مین کوئی تیس برس
مین اور اکثر ستارے ایسے ہین کہ اگر آسمان باقی رہے اور قیامت نہ آجاوے تو چھتیس چھتیس ہزار برس مین آسمان کو طے کرین
اور اونکے عجائب علوم کی نہایت نہین جب زمین کے تھوڑے سے عجائبات تو نے معلوم کیے تو اب سمجھ لے کہ عجائب کا
تفاوت ہر ایک کی شکل کے تفاوت قدر ہوتا ہے اسواسطے کہ اگرچہ زمین اتنی وسیع ہے کہ کوئی اسکی نہایت کو نہین پہونچ
سکتا مگر آفتاب زمین کا ایک سو ساٹھ گونہ ہے اس سے معلوم ہوگا کہ آفتاب کی مسافت کتنی دور و دراز ہے جو اسقدر چھوٹا نظر
آتا ہے پھر ظاہر ہوگا کہ اسکی حرکت مین کسقدر سرعت ہے جو آدھی ساعت مین آفتاب کا تمام گھیرا زمین سے نکلتا ہے اور مسافت زمین
کی ایک سو ساٹھ مسافتون کے برابر اوس ساعت مین قطع کر کے حرکت کر جاتا ہے یہی سبب تھا کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ
والتسلیم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ آفتاب کو زوال ہوا حضرت جبرئیل نے کہا لا نعم یعنی نہین ہان آپ نے
فرمایا یہ کیسی بات ہے حضرت جبرئیل نے کہا کہ لا کہنے سے نعم کہنے کے وقت تک آفتاب پانسو برس کی راہ طے کر گیا اور ایک
ستارہ آسمان پر زمین کا صد گونہ ہے اور بلندی کے سبب سے اتنا سا نظر آتا ہے اے عزیز جب ایک ستارے کا یہ حال ہے تو تمام
آسمان اسی پر قیاس کر لے کہ کتنا بڑا ہوگا اتنے بڑے آسمان کی شکل تیری چھوٹی سی آنکھ مین نظر آتی ہے تا کہ اوس سے

حق تعالیٰ کی قدرت اور عظمت کا پتہ پاسکے پس اگر ایک ستارہ ... ایک شخص ... تو بہت ...
مین حکمتین ہین آفتاب مین سب سے زیادہ کھلی ہوئی حکمت یہ کہ حق تعالیٰ نے اوسکو فلک کے ... ایک ... ہے
ہوتی ہے کہ ایک فصل مین تیر ہوجاتے نزدیک ہو اور ایک فصل مین ... ہوجاتا ہے تاکہ اسکے سبب ... کبھی سرد
کبھی گرم کبھی معتدل ہو ... اور ... سے ... اختلاف ... کبھی ... ہوجاتا ہے کبھی چھوٹے
یہ حال تمام و کمال لکھا جاسکے تو ... حکمت ... ہم نے اس تھوڑی سی ... جو ... عنایت فرمائی اگر او نمین
ہم بیان کرین تو ... علم انبیا اولیا کے علم کی نسبت بہت ہی کم اور مختصر ہے اور اولیا کا علم تفصیل خلقت
کے باب مین انبیا کے علم سے کمتر ہے اور انبیا کا علم مقرب فرشتون کے علم کے سامنے تھوڑا سا ہو اور ان سبکا علم حق سبحانہ تعالیٰ کے
علم کے سامنے ایسا ناچیز ہے کہ اونکے علم کو علم کہنا نہین سزاوار ہے سبحان اللہ اوسکی کیا شان ہو کہ باوصف اسکے کہ بندون کو علم
سے بہرہ مند کرکے نادانی کا داغ اون پر لگا دیا اور فرمایا وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا الغرض تفکر کے اطوار کے باب مین
جو بیان کیا گیا یہ ایک نمونہ ہے تاکہ اوسکے سبب سے تو اپنی غفلت معلوم کرے اسواسطے کہ تو جب کسی امیر کے ایسے گھر مین جاتا ہے
جو نقش و نگار اور گچ سے آراستہ ہو تو بہت دنون تک تو اوسکی تعریف کرتا ہو اور دنگ رہتا ہو اور خدا کے گھر مین ہمیشہ رہتا ہے
مگر کبھی تعجب نہین کرتا یہ عالم اجسام خدا کا گھر ہے زمین اسکا فرش ہے اور آسمان اسکی چھت ہو اتنی بڑی چھت کا بے ستون
قائم رہنا بڑے تعجب کی بات ہو اوسکا خزانہ پہاڑ مین اور گنجینہ دریا مین حیوانات اور نباتات اثاث البیت مین چاند اوس گھر
کا چراغ ہے اور آفتاب مشعل ستارے قندیلین ہین اور فرشتے مشعلچی مگر اوس گھر کے عجائبات سے تو غافل ہے اسواسطے کہ یہ گھر
بڑا ہے اور تیری آنکھ چھوٹی اس گھر کو نہین دیکھ سکتی تیری مثال اوس چیونٹی کے مانند ہو جو بادشاہ کے مکان عالیشان
مین چھید کرکے رہتی ہو اپنے گھر اور غذا اور اپنے یارون کے سوا اوسے کچھ خبر نہین ہوتی اور قصر شاہی کی رونق و زینت اور غلامون
کی کثرت اور تخت سلطنت سے بالکل بے خبر رہتی ہے اگر چیونٹی کے درجہ پر تو رہنا چاہتا ہو تو رہ حالانکہ معرفت الٰہی
کے باغ کا تماشا دیکھنے کی راہ تجھے بتائی ہے باہر نکل کر آنکھ تو کھول تا عجائب صنعت تجھے نظر آئین مدہوش و متحیر ہوجا واللہ اعلم بالصواب

آٹھوین اصل توکل کے بیان مین

اے عزیز اس بات کو جان کہ توکل جسکا نام ہے وہ مقربون کے مقامات مین سے ایک مقام ہو اور اوسکا بڑا درجہ ہو مگر توکل کا
علم فی نفسہ باریک و مشکل ہے اور اوسپر عمل کرنا دشوار ہے اسمین اشکال اسوجہ سے ہو کہ جو شخص یہ سمجھے کہ کامون مین خدا اسکے
سوا اور کسی چیز کو دخل ہے وہ پکا موحد نہین اور اگر سب اسباب درمیان سے اوٹھا دیگا تو شرع پر طعن کریگا اور اگر اسباب ظاہرا
کا بھی کوئی سبب دیکھیگا تو اپنی عقل کے خلاف کریگا اور اگر دیکھیگا تو شاید اسباب ظاہری مین سے کسی سبب پر توکل کرے اور اوسکو
موحد ہونے مین نقصان آجائے پس توکل کا ایسا بیان جیسا عقل اور شرع اور توحید کہتی ہے اور ایسا کہ ان سب کا جامع ہو
بہت دقیق علم ہے اسے ہر ایک نہین جان سکتا پہلے تو ہم توکل کی فضیلت بیان کرتے ہین پھر اوسکی حقیقت کا بیان کرینگے

پھر اوسکے احوال اور اعمال کہین سگے **توکل کی فضیلت کا بیان** ایعزیز جانو کہ حق سبحانہ تعالی نے ارشاد کیا وَعَلَی اللّٰہِ فَتَوَکَّلُوا اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ یعنی حق تعالی نے سب کو توکل کا حکم فرمایا اور اوسے شرط ایمان ٹھہرایا اور ارشاد کیا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیْنَ یعنی حق تعالی متوکلون کو دوست رکھتا ہو اور فرمایا وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَهُوَ حَسْبُهٗ یعنی جو شخص اللہ تعالی پر توکل کرتا ہو اوسکے واسطے اللہ بس ہے اور فرماتا ہو اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَهٗ یعنی اپنے بندیکے واسطے اللہ کیا بس نہین ہو اور توکل کی فضیلت مین ایسی بہت سی آیتین ہین اور جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہو کہ حق تعالی نے میرے سامنے آیتین پیش کہین مین نے اپنی امت کو دیکھا کہ کوہ وبیابان مین بھری ہے اوسکی کثرت دیکھکر مین متعجب ہوا اور خوش ہوا حق تعالی نے مجھسے پوچھا کہ تم خوش ہوے مین نے عرض کیا کہ ہان خوش ہوا پھر ارشاد کیا کہ با این ہمہ ستر ہزار آدمی بے حساب جنت مین جائینگے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہین فرمایا کہ جو منتر اور داغ اور فال پر کاربند نہین ہوتے بلکہ خدا کے سوا کسی پر بھروسا نہین کرتے تب حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالی عنہ نے اوٹھکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ دعا کیجیے کہ حق تعالی مجھے بھی اون ستر ہزار مین سے کرے آپ نے دعا فرمائی کہ بار خدایا اسے اون لوگون مین سے کر پھر اور ایک صحابی نے اوٹھکر اسی دعا کی درخواست کی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سَبَقَکَ بِهَا عُکَّاشَةُ یعنی عکاشہ اس امر مین سبقت لے گیا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ اگر تم لوگ حق تعالی پر ایسا توکل کرو جیسا توکل کرنیکا حق ہے تو حق تعالی تمھین اسطرح روزی پہونچاتے جسطرح پرندون کو پہونچاتا ہے جو صبح کو بھوکے ہوتے ہین اور شام کو شکم سیر آتے ہین اور فرمایا ہو کہ جو شخص حق تعالی کی پناہ چاہتا ہو حق تعالی اوسکے سب کامون کی سربراہی کرتا ہے اور کافی ہو جاتا ہے اور ایسی جگہہ سے اوسے روزی پہونچاتا ہے جو اوسکے خیال مین بھی نہ آئے اور جو شخص دنیا کی پناہ لیتا ہے حق تعالی اوسے دنیا کے ساتھ چھوڑ دیتا ہو جناب خلیل اللہ یعنی حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو جب کافرون نے منجنیق مین رکھکر آگ مین ڈالنا چاہا تو حضرت ابراہیم نے کہا حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ جب حضرت ابراہیم ہوا مین تھے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پوچھا کہ تمھین کچھ حاجت ہو فرمایا تمسے کچھ حاجت نہین یا اسواسطے کہا کہ حسبی اللہ جو کہا تھا اوسے وفا کرین اسیواسطے حق تعالی نے وفا کے ساتھ اونکی صفت کی اور فرمایا وَاِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰی اور حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ اے داؤد جب سبکو چھوڑکر کوئی میری ہی پناہ لیتا ہو تو گو کہ تمام آسمان وزمین مکر وفریب اوسکی مخالفت کرین مگر مین اوسکی مشکل آسان ہی کرتا ہون حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ ایکبار مجھے بچھونے کاٹا میری مان نے قسم دیکر مجھسے کہا کہ ہاتھ پھیلا تا کہ لوگ منتر پڑھین دوسرا ہاتھ جو بھلا چنگا تھا مین نے پھیلا دیا اسواسطے کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے مین نے سنا تھا کہ جو شخص منتر اور داغ پر بھروسا کرے متوکل نہین اور حضرت ابراہیم رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ ایک راہب سے مین نے پوچھا کہ تو روزی کہان سے کھاتا ہے بولا مجھے نہین معلوم روزی دینیوالے سے پوچھو کہ وہ کہان سے بھیجتا ہے لوگون نے ایک شخص سے پوچھا جب تو ہمیشہ عبادت ہی مین مشغول رہتا ہو تو روزی کہانسے کھاتا ہو اوسنے دانتون کی طرف اشارہ کیا یعنی جسنے یہ چکی پیدا کی وہ اناج بھی بھیجدیتا ہو حضرت ہرم ابن حیان نے حضرت اویس قرنی

رضی اللہ تعالی عنہما سے پوچھا کہ مین کس ملک مین ٹھہرون کہا شام مین پوچھا وہان روزی کیونکر ملیگی کہا اُفٍ لہذہ القلوب قد خالطہا
الشک و لا تنفعھا الموعظۃ یعنی افسوس ہے ایسے دلون پر کہ شک انپر غالب ہے اور نصیحت انھین سود مند نہین ہوتی **حقیقت**
توحید کی جو بنای توکل ہے ایعزیز جانتو کہ توکل دل کی حالتون مین سے ایک حالت ہے اور وہ ایمان کا ثمرہ ہے اور ایمان کے
ابواب بہت ہین مگر دو باتون پر ایمان لانا توکل کی بنا ہے ایک توحید پر ایمان لانا دوسرے کمال لطف و رحمت پر مگر توحید کی تفصیل
دراز ہے اور اسکا علم علیحدہ کا منتہا ہے مگر جسقدر پر بنای توکل ہے اوسیقدر ہم بیان کرتے ہین ایعزیز جانتو کہ توحید کے چار درجے ہین
اور توحید کا ایک مغز ہے اور اوس مغز کا بھی ایک مغز ہے اور توحید کا ایک چھلکا ہے اور اوس چھلکے کا بھی ایک چھلکا ہے تو توحید
دو مغز اور دو چھلکے رکھتی ہے اوسکی مثال کچے اخروٹ کی سی ہے کہ ایک مغز اور دو چھلکے اوسکے ظاہر ہین اور روغن مغز کا مغز ہے
پہلا درجہ یہ ہے کہ آدمی زبان سے لا الہ الا اللہ کہے اور دل سے اعتقاد نہ رکھے یہ منافقون کی توحید ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ اس کلمے
کے معنی کا دل سے تقلیداً اعتقاد رکھے جیسے عوام الناس یا ایک نوع کی دلیل سے اعتقاد رکھے جیسے متکلم لوگ تیسرا درجہ یہ ہے
کہ آدمی مشاہدہ سے دیکھے کہ سب کی اصل ایک ہی ہے اور سب کامون کا ایک ہی فاعل ہے اوسکے سوا کوئی کچھ کر ہی نہین سکتا یہ ایک نور ہے
کہ دل مین پیدا ہوتا ہے اوسی نور مین یہ مشاہدہ حاصل ہوتا ہے یہ مشاہدہ عوام الناس اور متکلمین کے اعتقاد کے مانند نہین اسواسطے
کہ اونکا اعتقاد ایک گرہ ہے کہ تقلید یا دلیل کے حیلے سے دل پر لگا لے اور یہ مشاہدہ دل کا کھل جانا ہے یہ سب گرہون کو کھول
اور قیدون کو اوٹھا دیتا ہے ایک شخص تو کسیکے کہنے سے اپنے دل مین یہ اعتقاد کرے کہ فلانا سردار گھر مین ہے یہ تو عوام الناس
کی تقلید کی مثال ہے کہ اونھون نے اپنے مان باپ سے سنا اور دوسرا شخص دروازے پر گھوڑے اور غلام کو دیکھکر اعتقاد
کرے کہ فلانا سردار گھر مین ہے یہ متکلمین کے اعتقاد کی مثال ہے کہ اونھون نے دلیل سے جانا اور تیسرا شخص اوس سردار کو گھر
مین دیکھ لے یہ عارفون کی توحید کی مثال ہے کہ وہ مشاہدہ کرتے ہین تو ان تینون شخصون مین بڑا فرق ہے اور اگرچہ اس توحید
کا بڑا درجہ ہے مگر تاہم عارف اس درجے پر پہونچکر خلق کو بھی دیکھتا ہے اور خالق کو بھی اور جانتا ہے کہ خلق خالق سے ہے تو اس درجے
کی توحید مین کثرت کو دخل ہے اور عارف جب تک دو دیکھتا ہے تب تک تفرقہ مین پڑا رہتا ہے جمع نہین ہوتا یہ کمال توحید نہین
چوتھا درجہ یہ ہے کہ آدمی ایک کے سوا دوسرے کو دیکھے ہی نہین اور سب کو ایک ہی دیکھے اور ایک ہی سمجھے اس مشاہدے مین تفرقہ
کو کچھ دخل نہین ہوتا صوفی لوگ اس درجے کو فنا فی التوحید کہتے ہین جیسا کہ حسین حلاج نے خواص رحمہما اللہ تعالی کو دیکھا کہ
بیابان مین پھرتے ہین پوچھا کیا کرتے ہو کہا توکل مین اپنے تئین ثابت قدم کرتا ہون کہا تمنے اپنی عمر تو آبادانی باطن مین گذاری
بھلا نیستی سے توحید کے مقام کو کب پہونچوگے تو یہ چار مقام ہین اول توحید منافق یہ چھلکے کا چھلکا ہے ایعزیز جسطرح اخروٹ کا
اوپر والا چھلکا اگر تو کھائے تو برا معلوم ہوتا ہے اگرچہ ظاہر مین وہ سبز ہوتا ہے لیکن اگر اوسکے اندر کی طرف تو دیکھے تو
برا ہے اگر اوسے تو جلائے تو دھوان ہوتا ہے اور آگ کو بجھا دیتا ہے اگر تو اوسے رکھ چھوڑے تو کچھ کام نہین آتا بلکہ
جلد سڑ جاتا ہے وہ تو کسی کام کا نہین مگر یہ کہ چند روز اوسے اخروٹ پر لگا رہنے دین تا کہ اندر والے چھلکے کو تازہ رکھے

ف توحید کے چار درجے ہین ۱۲

ف فنا فی التوحید ۱۲

اور آفتون سے بچ سکتے اسیطرح توحید منافق بھی اوسی کام کی نہین مگر یہ کہ منافق کے پوست کو تلوار سے محفوظ رکھتی ہی اور منافق
کا پوست اوسکا بدن ہی اوسنے توحید زبانی کے سبب سے تلوار سے نجات پائی یعنی دنیا مین منافق قتل نکیا گیا مگر جب بدن گیا گذرا اور
جان رہگئی یعنی مر گیا تو وہ توحید زبانی کچھ کام نہین آتی اور جسطرح اخروٹ کا اندر والا چھلکا جلانے کے قابل نہین ہوتا اسی کام
کا ہوتا ہی کہ اوسے مغز پر لگا رہنے دین تاکہ مغز ہمیشہ اوسکی حفاظت اور حمایت مین رہی خراب نہونے پائے اور یہ چھلکا مغز کی بہ نسبت
ناچیز اور حقیر ہوتا ہی اسیطرح عوام الناس اور متکلمین کی توحید بھی اسی کام کی ہے کہ اوسکے مغز کو یعنی اوسکی جان کو آتش دوزخ سے محفوظ
رکھے یہ توحید اگرچہ اسی کام کی ہے مگر مغز اور روغن کی لطافت اوسمین کہان پایئے اور جسطرح اخروٹ کا مغز مرغوب اور عزیز ہوتا ہے
مگر جب روغن کے ساتھ تو اسکا مقابلہ کریگا تو یہ ثقل اور جھوک سے خالی نہین اور فی نفسہ کمال صفا کو نہین پہونچا ہی پس توحید کا تیسرا
درجہ بھی کثرت اور تفرقہ اور زیادتی سے خالی نہین بلکہ چوتھے درجہ کی توحید کمال مرتبہ صاف ہی اسواسطے کہ اوس مین فقط حق ہی
حق رہتا ہے اس درجہ کا موحد ایک کے سوا اور کسیکو نہین دیکھتا بلکہ اپنے تئین بھی بھول جاتا ہی جسطرح اور چیزین اوسکے دیکھنے مین
نیست ہوگئی ہین اوسیطرح وہ خود بھی اپنے دیکھنے مین نیست ہو جاتا ہے یعنی خدا کے سوا اپنے تئین دیکھتا ہی اور کسیکو **فصل** العزیز غالبًا
تو کہیگا کہ توحید کے یہ درجے مجھے مشکل معلوم ہوتے ہین اسکی تفصیل کرنا چاہیے کہ مجھے معلوم تو ہو کہ سبکو ایک ہی سے کیونکر دیکھو نہین
و بہت سے اسباب دیکھتا ہون سبکو ایک کسطرح دیکھ سکون اور آسمان و زمین اور خلق کو دیکھتا ہون حالانکہ یہ ایک نہین ہین العزیز جانتا
کہ منافق کی توحید زبانی ہے اور عوام الناس کی توحید اعتقادی ہے اور متکلمین کی توحید دلیلی ہے ان تینون قسمون کی توحید کو
تو سمجھ سکتا ہی مگر چوتھے درجے کی توحید سمجھنا تجھے مشکل ہے اور توکل کو چوتھے درجہ کی توحید کی حاجت نہین تیسرے درجہ کی توحید
کافی ہے اور چوتھے درجہ کی توحید کو اوس سے مفصل بیان کرنا دشوار ہے جو اس درجے کو نہ پہونچا ہو لیکن العزیز اسقدر مجملاً تو جان لے
کہ ممکن ہے کہ بہت سی چیزین ہون اور اون چیزون مین ایک نوع کا ارتباط ہو کہ اوس ارتباط کے سبب سے وہ سب ایک ہی ہوجاوین چونکہ عارف کو
اسی طور سے نظر آتا ہے تو وہ ایک ہی دیکھتا ہوگا بہت نہ دیکھتا ہوگا جسطرح آدمی مین بہت سی چیزین ہین گوشت پوست سر پاؤن
جگر معدہ وغیرہ مگر فی المعنی آدمی ایک ہی چیز ہی حتی کہ ممکن ہے کہ کوئی شخص کسی آدمی کو ایک چیز کے مانند جانے اور اوسکے اعضا کی
تفصیل اوسکے خیال مین نہو تو اگر اوس سے پوچھین گے کہ تو نے کیا دیکھا وہ یہی جواب دیگا کہ ایک چیز کے سوا مین نے اور کچھ نہین دیکھا
یعنی ایک آدمی کو دیکھا اور اگر اوس سے پوچھین گے کہ تو کیا سوچتا ہے یہی جواب دیگا کہ ایک ہی چیز سوچتا ہون یعنی اپنے معشوق کے
سوچ مین ہون پس وہ بالکل معشوق ہی ہوگیا اور معشوق ایک ہی چیز ہے پس العزیز جان تو کہ معرفت مین ایک مقام ہی جو کوئی اوس مقام پر
پہونچتا ہی وہ حقیقت مین دیکھتا ہی کہ جو کچھ عالم وجود مین ہے وہ ایک دوسرے کے ساتھ مرتبط ہے اور سب ایک ہی حیوان کے مانند
ہین اور آسمان زمین ستارے وغیرہ اجزای عالم کو باہم ایسی نسبت ہی جیسے ایک ہی حیوان کے اعضا کو باہم نسبت ہوتی ہے اور تمام عالم
کو اپنے مدبر کے ساتھ ایک وجہ سے ایسی نسبت ہی جیسی حیوان کے بدن کی مملکت کو روح اور عقل کے ساتھ کہ یہ مدبر بدن ہین عالم کے
مین سب وجہون سے ایسی نسبت نہین جیسی نسبت بدن مین اور عقل و روح مین ہے جبتلک آدمی ان اللہ خلق ادم علی صورتہ

نہ جان لیگا یہ باریک مضمون بھی اوسکی فہم مین نہ آئیگا عنوان کتاب مین ہمنے اسے اشارۃً کچھ بیان کیا ہو اس باب مین خاموش ہی رہنا اولیٰ
اسواسطے کہ یہ بات دیوانون کی زنجیر ہلاتی ہے اور مستون کو سرود یاد دلاتی اور ہر ایک کی سمجھہ مین نہین آتی ہو شعر دم بخود ہو رہیے کچھ
کہیے نہ بات + حق کہا جسنے وہی مارا گیا + اور تیسری توحید جسے توحید فعلی کہتے ہین اوسکا بیان احیاء العلوم مین مفصل لکھا گیا ہو اگر استعداد
رکھتا ہو تو اوس مین دیکھہ لے اور جسقدر شکر کی اصل مین ہم بیان کر چکے ہین یہان اوسیقدر جاننا کافی ہے یعنی آفتاب ماہتاب ستارے
ابر و باران اور ہوا وغیرہ جنھین تو اسباب سمجھتا ہو یہ سب ایسے مسخر ہین جیسے کاتب کے ہاتھہ مین قلم اسواسطے کہ انمین سے کوئی بھی آپسے
جنبش نہین کرتا بلکہ انھین وقت پر بقدر ضرورت جنبش دیتے ہین پس انپر کامون کو حوالے کرنا خطا ہے جیسا کہ خلعت سرفرازی کو
قلم اور کاغذ پر حوالہ کرنا خطا ہے مگر جو چیز محل نظر ہے وہ حیوانات کا اختیار ہے اسواسطے کہ تو سمجھتا ہو کہ آدمی بھی کچھ اختیار رکھتا ہے
حالانکہ یہ سمجھنا خطا ہو اسواسطے کہ آدمی فی نفسہ مجبور و مضطر ہو جیسا ہم بیان کر چکے ہین کہ اوسکا کام وابستہ قدرت ہو اور قدرت ارادہ
کی مسخر ہو حتی کہ جو ارادہ ہوتا ہے وہی کرتا ہے مگر جب حق تعالی ارادہ کو پیدا کرتا ہے تب وہ خواہ نخواہ کوئی نکوئی بات چاہتا ہے
پس جب قدرت ارادے کی مسخر ہوئی اور ارادہ اسکے اختیار مین نہین تو کچھ بھی اوسکے اختیار مین نہین اور وہ مجبور محض ہو اے عزیز
یہ حال تجھے بخوبی جب معلوم ہوگا کہ تو یہ جان لے کہ آدمی کے افعال تین قسم پر ہین ایک یہ کہ مثلاً جب پانی پر پاؤن رکھتا ہو تو پانی
پر پاؤن رکھتا ہو تو پانی کے اندر چلا جاتا ہے اور کہتے ہین کہ اوسنے پانی کو چیر کر اوسکے ایک جز کو دوسرے سے جدا کر دیا اسے
فعل طبعی کہتے ہین دوسرے یہ کہ کہتے ہین کہ آدمی سانس لیتا ہو اسے فعل ارادی کہتے ہین تیسرے یہ کہ کہتے ہین کہ آدمی بات
کہکر چلدیا اسے فعل اختیاری کہتے ہین مگر وہ فعل طبعی ظاہر ہے کہ آدمی کے اختیار سے نہین ہے کیونکہ جب وہ پانی پر پاؤن رکھیگا
تو خواہ نخواہ اوسکی گرانی سے پانی پھٹ جائیگا یہ فعل اوسکے اختیار سے نہین اسواسطے کہ وہ چاہے خواہ نہ چاہے ایسا ہی ہوگا
بلکہ تو اگر پانی پر پتھر پھینکیگا تو بیشک وہ بھی پانی مین ڈوب جائیگا اور ڈوب جانا پتھر کا فعل نہین اسواسطے کہ پتھر کے بھاری ہونے سے
ایسا ہونا ضرور ہے اور آدمی کا فعل ارادی جیسے سانس لینا اگر غور کیا جائے تو اوسکا بھی یہی حال ہے اسواسطے کہ آدمی سانس نہین
روک سکتا کیونکہ اوسے ایسا ہی پیدا کیا ہے کہ سانس لینے کا ارادہ خواہ نخواہ اوس مین پیدا ہوتا ہو اور جب کوئی شخص چاہتا ہے
کہ دور سے کسی آدمی کی آنکھہ مین سوئی پھینک مارے تو وہ آدمی ضرور بالضرور پلک جھپکا لیتا ہے اگر چاہے کہ پلک نہ جھپکاؤن تو یہ
اوس سے نہین ہو سکتا کیونکہ آدمی کی خلقت ہی یون ہوئی ہے کہ وہ ارادہ خواہ نخواہ اوس مین پیدا ہو جاے جیسے کہ اوسکی
خلقت اس بات کو چاہتی ہے کہ پانی مین کھڑا ہو تو ڈوب جائے پس ان دونون فعلون مین آدمی کی مجبوری معلوم ہوگئی لیکن فعل
اختیاری جیسے چلنا اور کہنا اسمین اشکال ہے کہ اگر چاہے تو یہ فعل کرے اگر نہ چاہے نہ کرے مگر اے عزیز تو یہ جان لے کہ آدمی
کسی کام کا ارادہ اوسیوقت کرتا ہے جب اوسکی عقل حکم کرے کہ اس کام مین تیری بھلائی ہے کبھی اس مین غور و تامل کی حاجت
بھی ہوتی ہے جب عقل نے حکم کر دیا کہ اس بات مین تیری بھلائی ہے تو اوسکا ارادہ ضرور بالضرور پیدا ہوتا ہے اور آدمی اپنے
اعضا کو جنبش دیتا ہے جیسے دور سے سوئی پھینکتے وقت پلک جھپکا لینا مگر چونکہ اس بات کا علم ہمیشہ حاضر ہے اور بداہۃً معلوم ہے

کر سونی کے سبب سے آنکھ کو نقصان ہوگا اور پلک بند کر لینے مین بھلائی ہے لہذا اسمین غور و تامل کی حاجت نہین ہوتی اسیواسطے
ارادہ بے تامل سمجھتا ہے آنکھ بند کر لینے مین بھلائی سے اور بھلائی جاننے سے اوسمین ارادہ پیدا ہوتا ہے اور ارادہ کے سبب سے قدرت
بالفعل کام مین آتی ہے اس حال جب تامل کر چکا تو اوسی صفت پر ہوگیا جس صفت پر اوس جگہ تھا اور وہی ضرورت پیش آجاتی ہے
اسیواسطے اگر کوئی شخص کبھی آدمی کے سر پر لاٹھی اوٹھاتا ہے تو وہ آدمی بالطبع بھاگتا ہے حتی کہ اگر کسی چھت کے کنارے پہونچتا ہے
اور جانتا ہے کہ کود پڑنا لاٹھی کھانے سے آسان ہے تو کود پڑتا ہے اور اگر جانتا ہے کہ کود پڑنا لاٹھی کھانے سے بڑھکر ہے تو خواہ مخواہ
پاؤن ٹھہر جاتا ہے اور کود پڑنے کی طاقت نہین رکھتا اسواسطے کہ پاؤن کی حرکت ارادے کی قید مین ہے اور ارادہ عقل کے حکم کا تابع
ہو کہ عقل کہے کہ یہ کام اچھا ہے اور کرنے کے لائق ہے اسیواسطے ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے تئین قتل کیا چاہے تو اگرچہ ہاتھ بھی
رکھتا ہے اور مجبوری بھی مگر نہین قتل کر سکتا اسواسطے کہ ہاتھ کی قدرت ارادے کی مقید ہے اور ارادہ اسبات کا مقید ہے
کہ عقل حکم کرے کہ یہ کام بہتر ہے حق مین بھلا اور کرنے کے قابل ہے اور عقل بھی مجبور و مضطر ہے اسواسطے کہ وہ آئینہ کے مثل ہمارے
ہے کہ جو کچھ بہتر ہوتا ہے اوسکی صورت عقل مین آتی ہے چونکہ اپنا قتل کرنا بہتر نہین ہوتا اوسکی صورت بھی آئینۂ عقل مین نہین ظاہر ہوتی
مگر اوسوقت کہ آدمی کسی ایسی بلا مین ہو جسکا متحمل نہین اور اپنے تئین قتل کر ڈالنا اوس بلا سے بہتر جانتا ہے پس اسی فعل اختیاری
اسوجہ سے کہتے ہین کہ اسکی بھلائی تمیز مین آتی ہے ورنہ جب یہ فعل بالضرور ظاہر ہوا تو سانس لینے اور آنکھ بند کر لینے کی ضرورت
کی مثل ہوگیا اور ان دونو فعلون کی نسبت پانی مین ڈوب جانیکی ضرورت کی مثل ہے اور یہ اسباب ایک دوسرے سے وابستہ ہین اور سلسلۂ اسباب کے حلقے بہت ہین کتاب
احیاء العلوم مین اسکی تفصیل مذکور ہے اور حق تعالی نے قدرت جو آدمی مین پیدا کی ہے یہ اوس سلسلہ کے حلقون مین سے ایک حلقہ
ہے بعضے آدمی گمان کرتا ہے کہ مجھے اختیار ہے یہ گمان کرنا خطائے محض ہے اسواسطے کہ آدمی کو اوس سے فقط اتنا ہی علاقہ ہے
کہ آدمی اوسکی گذرگاہ ہے پس آدمی با اختیار اور قدرت کا محل اور مر ہے کہ حق تعالی اوس مین پیدا کر دیتا ہے پس چونکہ درخت ہوا کے
سبب سے ہلتا ہے اور اوس مین حق تعالی نے قدرت و ارادہ کچھ نہین پیدا کیا لہذا درخت کو کوئی بھی محل قدرت و ارادہ نہ سمجھا
پس اس ہلنے کا نام اضطرار محض کہا اور چونکہ حق سبحانہ تعالی جو کچھ کرتا ہے اوسکی قدرت اوسکے سوا اور کسی چیز کی مقید نہین
تو اوسے اختراع کہتے ہین اور چونکہ آدمی نہ ایسا ہے نہ ویسا اسواسطے کہ اوسکی قدرت اور ارادہ اور ہی اسباب سے تعلق رکھتا ہے
جو اوسکے اختیار مین نہین تو اوسکا فعل نہ تو حق تعالی کے فعل کے مانند ہوتا ہے تاکہ اوسے خلق و اختراع کہین اور چونکہ آدمی
محل قدرت و ارادہ ہوتا ہے کیونکہ حق تعالی اوس مین بالضرور قدرت و ارادہ پیدا کرتا ہے تو وہ درخت کے مثل بھی نہوگا کہ اوسکے
فعل کو اضطرار محض کہین بلکہ ایک ہی قسم ہوتی ہے لہذا اوسکے لیے اور نام تلاش کیا اوسے کسب کہتے ہین اس سب بیان سے
معلوم ہوا کہ اگرچہ آدمی کا کام آدمی ہی کے اختیار مین ہے مگر چونکہ وہ اپنے نفس اختیار مین مجبور و مضطر ہے چاہے خواہ نہ چاہے
تو فی الحقیقت اوسکے اختیار مین کچھ نہین **فصل** العزیز غالبا تو کہیگا اگر یہی بات ہے تو ثواب عذاب کیون ہے اور شریعت کس واسطے
ہے اس لیے کہ آدمی کا تو کچھ اختیار ہی نہین العزیز جانتو کہ یہ مقام ہے جسے توحید در شرع اور شرع در توحید کہتے ہین اس دریا کے

عمیق میں اکثر ضعیف الایمان غرق ہوسنے ہیں اس بھنور سے اوسیکا بیڑا پار ہوتا ہے جو پانی پر چل سکے اگر پانی پر نہ چل سکے تو بھلا تیرنے جانتا ہو کہ بہت لوگ تو یون ڈوبنے سے بچے کہ اس دریا میں بیڑی نرکھا تاکہ غرق نہو جائیں اور عوام الناس اسی جانتے ہی نہیں انکی حال پر بھی مہربانی ہے کہ انھیں اس دریا کے کنارہ آنے ہی نہ دیں کہ ناگاہ ڈوب جائیں اور جن لوگوں نے دریای توحید میں پاؤں رکھا اون میں سے اکثر اس سبب سے ڈوبتے ہیں کہ پیرنا نہیں جانتے اور شاید کہ او نھیں پیرنا سیکھنے کی سمجھ ہی نہیں ہوتی یا خود اپنے اوپر مغرور ہوکر اوسے مطلب نہیں کرتے اور اسطرح دریا میں ڈوب جاتے ہیں اسواسطے کہ جانتے ہیں کہ ہمارے اختیار میں کچھ بھی نہیں خدا ہی سبکچھ کرتا ہے اور جانتے ہیں کہ ازل میں جسکی نسبت شقاوت کا حکم کرچکا وہ کوشش کرسکے اوس سے پھر نہیں سکتا اور جسکی نسبت سعادت کا حکم ہوچکا ہے جہد وکوشش کرنیکی حاجت ہی نہیں یہ عقیدہ رکھنا بالکل جہل و ضلالت ہے اور موجب ہلاکت ہے اور ہرچند کہ ان امور کی حقیقت کتاب میں لکھنا نہ چاہیے لیکن جب سلسلۂ سخن یہانتک پہونچا تو کچھ شمہ بیان کیا جاتا ہے ایعزیز یہ جو تونے کہا کہ ثواب و عقاب کیون ہے جانو کہ عقاب اس وجہ سے نہیں ہے کہ تونے برا کام کیا اور حق تعالی تجھپر خفا ہوکر اوسکے عوض میں عقوبت کرتا ہے اور ثواب اس وجہ سے نہیں ہے کہ تونے اچھا کام کیا اور وہ تجھسے خوش ہوکر اوسکے صلے میں تجھے خلعت عنایت فرماتا ہے اسواسطے کہ یہ باتیں حق سبحانہ تعالی کی شان عفت سے دور ہیں مگر خون یا صفرا یا اور کوئی خلط جب تیرے بدن میں غالب ہوتا ہے تو اوس سے ایک کیفیت پیدا ہوتی ہے اوسے بیماری کہتے ہیں اور جب دوا دارو کا اثر غالب ہوتا ہے تو اوس سے ایک حالت پیدا ہوتی ہے اوسے صحت کہتے ہیں اسیطرح جب خواہش اور غصہ تجھپر غالب ہوتا ہے اور تو اونکا قیدی ہوجاتا ہے تو اوس سے ایک آگ پیدا ہوکر جان میں لگتی ہے اور اوس سے تیری ہلاکت ہے اسیواسطے جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے اَلْغَضَبُ قِطْعَةٌ مِّنَ النَّارِ یعنی جب غصہ کو تونے اپنے اوپر مسلط کرلیا وہ غصہ نہیں بلکہ آگ کا ایک ٹکڑا ہے اور جسطرح نور عقل کا قوی ہونا خواہش اور غصہ کی آگ کو بجھاتا ہے اسیطرح نور ایمان دوزخ کی آگ کو بجھا دیتا ہے اور دوزخ کہتی ہے جُزْ یَا مُؤْمِنُ فَاِنَّ نُوْرَکَ اَطْفَأَ نَارِیْ یعنی جلد دوزخ ایمان سے فریاد کرتی ہے بات چیت درمیان میں نہیں ہوتی بلکہ دوزخ کو یہ نور دیکھنے کی طاقت نہیں ہوتی اسطرح بھاگنے لگتی ہے جیسے مچھر ہوا سے بھاگ جاتے ہیں تو خواہش کی آگ بھی نور عقل کے سامنے سے بھاگ جاتی ہے پس ایعزیز تیرے عذاب کے واسطے دوسری جگہ سے کوئی چیز نہ لائیں گے تیری ہی چیز تجھے دینگے اِنَّمَا ہِیَ اَعْمَالُکُمْ تُرَدُّ اِلَیْکُمْ پس تیری ہی شہوت اور تیرا ہی غصہ آتش دوزخ کی اصل ہے اور وہ تیرے ساتھ تیرے باطن میں موجود ہیں اگر تجھے علم الیقین ہوتا تو اولبتہ اونھیں دیکھتا جیسا حق تعالی نے ارشاد فرمایا کَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْیَقِیْنِ لَتَرَوُنَّ الْجَحِیْمَ پس ایعزیز جانو کہ جسطرح زہر کھانا آدمیکو بیمار کردیتا ہے اور بیماری آدمی کو قبر میں لیجاتی ہے ان باتوں میں نہ کسیکا غصہ ہے نہ انتقام اسیطرح معصیت اور شہوت آدمی کے دل کو بیمار کردیتی ہے اور وہ بیماری تیری آگ ہوجاتی ہے اور وہ آگ آتش دوزخ کی جنس سے ہے اس جہان کی آگ کی جنس سے نہیں اور جسطرح سنگ مقناطیس مقتضای مجانست لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے اوسیطرح دوزخ دوزخی کو اپنی طرف کھینچتی ہے اس میں کسیکے غصے کو دخل نہیں اور ثواب کا حال بھی اسی پر قیاس کرے اسواسطے کہ

بیان موجب طوالت ہوگا یہ تو اوس اعتراض کا جواب نہ جو تو نے کہا تھا کہ ثواب عقاب کیون ہے اور یہ جو تو نے اعتراض کیا تھا کہ شریعت کسواسطے مقرر ہوئی رسولون کو کس لیے بھیجا اوسکا جواب جان لے کہ یہ بھی ایک حکومت اور زبردستی ہے تاکہ خلق کو جبراً قہراً زنجیر مین باندھکر بہشت مین لیجائے جیساکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَعْجَبُ مِنْ قَوْمٍ یُقَادُوْنَ اِلَی الْجَنَّۃِ بِالسَّلَاسِلِ اور تاکہ کمند مین اٹکاکر دوزخ مین نہ جانے دے جیساکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَنْتُمْ تَتَہَافَتُوْنَ عَلَی النَّارِ وَاَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِکُمْ یعنی پروانہ کی طرح تم اپنے تئین آگ پر گراتے ہو اور مین تمہاری کمر پکڑ کر کھینچتا ہون گرنے نہیں دیتا پس اے عزیز جان تو کہ پیغمبرون کی بات حق تعالی کی جباری کی زنجیر کی ایک کڑی ہے کہ اوس سے تجھے سمجھ پیدا ہو تاکہ راہ کو گمراہی سے تو پہچان لے اور پیغمبرون کے ڈرانے سے ہراس پیدا ہو اور یہ معرفت وہراس آئینہ عقل پر سے غبار دور کردے تاکہ یہ بات کہ راہ دنیا پر راہ آخرت اختیار کرنا بہتر ہے آئینہ عقل میں نظر آنے اور یہ نظر آنے سے راہ آخرت اختیار کرنیکا ارادہ تجھ میں پیدا ہو اور ارادہ کے سبب سے خواہ نخواہ اعضا حرکت کرین اسواسطے کہ اعضا ارادہ کے تابع ہین اور اس زنجیر مین تجھے باندھکر جبراً قہراً دوزخ سے بچاتے ہین اور بہشت مین لیجاتے ہین اور انبیا علیہ السلام کی مثال اوس چرواہے کی سی ہے جو بکریون کا گلہ رکھتا ہو اوسکے داہنی پر ایک ہری بھری چراگاہ ہو اور بائین پر ایک غار ہو کہ اوس مین بہت بھیڑیے ہین پس یہ چرواہا غار کے کنارے کھڑا ہوکر لاٹھی ہلاتا ہے تاکہ بکریان لاٹھی کے خوف سے پھر جائین اور اس غار کیطرف نہ آئین چراگاہ کیطرف چلی جائین پیغمبرون کے بھیجنے کا یہی فائدہ ہے اور اے عزیز یہ جو تو نے اعتراض کیا تھا کہ اگر روز ازل مین بندہ کی شقاوت کا حکم کیا ہے تو کوشش و محنت سے کیا فائدہ ایک وجہ سے یہ بات صحیح ہے اور ایک وجہ سے غلط یہ سمجھ بات تیری ہلاکت کا سبب ہے اسواسطے کہ جس کسیکی نسبت شقاوت کا حکم ہوچکا ہے اوسکی علامت یہ ہے کہ یہ بات اوسکے دل مین ڈالدے تاکہ وہ کوشش سے باز رہے نہ بیج بوئے نہ کھیت کاٹے اور حق تعالی نے کسیکی موت کا یون حکم فرمایا ہو کہ یہ بھوک کے مارے مرجائے اسکی علامت یہ ہے کہ یہ بات اوسکے دل مین ڈالدے کہ ازل مین جب یہی حکم ہوچکا ہے کہ فاقون کے مارے مرجاؤنگا تو مجھے روٹی کھانے سے کیا فائدہ تو وہ روٹی مین ہاتھ نہ لگائیگا اور روٹی نہ کھانے کا حتمی کیا بالضرور مرجائیگا اور کہیگا کہ اگر محتاجی کا حکم کیا ہے تو بیج بونے سے کیا فائدہ ہوگا یہ سمجھکر نہ بوئے گا حتی کہ کھیت بھی کاٹیگا اور حق تعالی نے جسکی سعادت کا حکم کیا ہے اوسے یہ سمجھا دیتا ہے کہ جسکی نسبت مالدار ہونے اور زندہ رہنے کا حکم کیا ہے اوسے اسباب تونگری اور اسباب حیات کا حکم کیا ہے یعنی زراعت اور تجارت کرے اور روٹی کھائے پس یہ حکم بیہودہ نہیں بلکہ اسباب سے علاقہ رکھتا ہے اور حق تعالی نے جسے جس کام کے واسطے پیدا کیا ہے اوسکو اوسکا م کے اسباب مہیا کردیتا ہے یہ نہین کہ بے سبب اوسکو اوس کام تک پہونچا دے اسواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اِعْمَلُوْا فَکُلٌّ مُیَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَہٗ اے عزیز جو اعمال واحوال حق تعالی تجھسے جبراً قہراً صادر کراتا ہے اونسے تو اپنی عاقبت کی بشارت معلوم کر جب علم پڑھنے مین جہد و تکرار تجھپر غالب ہو تو جان لے کہ یہ اس بات کی بشارت ہے کہ تجھکو سعادت امامت وخلافت کا حکم کیا ہے بشرطیکہ تو پوری کوشش کرے اور بیکاری اور سستی چھوڑدے اگر بیکاری اور سستی تجھپر غالب ہو تو یہ بیہودہ بات

ترجمہ ... ایسی قوم ... کھینچی جاتی ... بہشت کی طرف ... ۱۲

تیرے دل مین ڈالی ہے کہ اگر روز ازل مین تیری جہالت کا حکم کیا ہے تو تکرار سے کیا فائدہ تو یہان سے اپنی جہالت کا حکم نامہ
پڑھ لے اور جان لے کہ یہ اسی بات کی علامت ہے کہ تو امامت کے درجے کو ہرگز نہ پہونچیگا غرضکہ آخرت کے امور کو دنیا کے کامون
پر قیاس کر لے جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ اور فرمایا ہے سَوَاءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ
العزیز تو جب ان حقائق کو پہچان لیگا تو یہ تینون اشکال اوٹھ جائینگے اور توحید ثابت ہو جائیگی اور معلوم ہو جائیگا کہ
شرع اور عقل اور توحید مین اہل بصیرت کے نزدیک کچھ تناقض نہین ہے اس سے زیادہ ہم نہین بیان کر سکتے کہ اس کتاب مین ایسی
باتون کی گنجائش نہین **دوسرا ایمان جو بنا ہی توکل ہے اوسکا بیان** العزیز جانتو کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہین
کہ توکل دو ایمانون کا ثمرہ ہے ایک ایمان توحید کا دوسرے یہ کہ تو یہ ایمان لائے اور جان لے کہ خدا ہی پیدا کرنیوالا ہے
اور سب اوسکے سبب سے ہے اور وہ سب کے ساتھ رحیم اور حکیم اور مہربان ہے اور اوسکی شفقت اور عنایت ہر ایک چیونٹی
اور مچھر سے لیکر آدمی تک کے حق مین ماں کی شفقت و رحمت سے جو اپنے فرزند پر ہوتی ہے زیادہ ہے چنانچہ یہی مضمون
حدیث شریف مین آیا ہے اور جان لے کہ عالم اور جو کچھ عالم مین ہے سبکو حق تعالی نے کمال و جمال اور لطف اور حکمت سے
اسطور پر پیدا کیا ہے کہ اوس سے بڑھکر ہونا محال تھا اور سمجھ لے کہ حق تعالی کسی چیز کو اپنی رحمت اور مہربانی سے محروم
نہین رکھتا اور جو چیز پیدا کی ہے وہ جیسی چاہیے تھی ویسی ہی پیدا کی ہے اگر تمام روی زمین کے عقلمند جمع ہون اور اونمین
کمال عقل و زیرکی عنایت ہو اور غور کرین کہ دنیا مین کونسی سر ہو اور پوشیدہ اس انداز پر ہے کہ ایسا نہونا چاہیے تھا چھوٹا یا بڑا یا بدتر یا بہتر ہونا چاہیے
تھا تو ایسی کوئی چیز نہ پائینگے اور جان لینگے کہ سب کچھ ایسا ہی چاہیے تھا جیسا ہے جو چیز بہت بری ہے اوسکا کمال
اسی مین ہے کہ بری ہو اگر بری نہوتی تو ناقص ہوتی اور حکمت فوت ہو جاتی اسواسطے کہ مثلا اگر کوئی چیز بری نہوتی تو اچھی
چیز کی قدر کوئی بھی نہ جانتا اور اوس سے راحت نہ پاتا اور اگر ناقص چیز نہوتی تو کامل بھی نہوتی اور کامل کو اپنے کمال سے
لذت نہوتی اسواسطے کہ کامل و ناقص کو باہم نسبت دیکر پہچان سکتے ہین مثلاً جب باپ ہے گا بیٹا ہوگا اور جب بیٹا نہوگا باپ
بھی نہوگا اسواسطے کہ یہ چیزین ایک دوسرے کی مقابل ہین اور مقابلہ دو چیزون مین ہوتا ہے جب دوئی اوٹھ جائی تو دو چیزین
ایک ہو جائین مقابلہ اور جو چیز مقابلہ پر موقوف ہو باطل ہو جاسے اور معلوم کر لے کہ جائز ہے کہ کامون کی حکمت کو حق تعالی نے
بندون پر پوشیدہ رکھا ہو مگر اس بات پر ایمان لازم ہے کہ سب کامون مین جو حق تعالی نے حکم کیا ہے اسی مین خیریت ہے اور ایسا ہی
ہونا چاہیے تھا پس دنیا مین بیماری اور عاجزی بلکہ کفر و معصیت اور ہلاکت اور نقصان اور درد و رنج جو کچھ ہے ہر ایک مین
حق تعالی نے ایک حکمت رکھی ہے اور جیسا ہے ویسا ہی چاہیے تھا کیونکہ جسے محتاج بنایا اسی سبب سے بنایا کہ محتاجی ہی مین
اوسکی بھلائی تھی وہ اگر مالدار ہوتا تو تباہ ہو جاتا اور جسے مالدار پیدا کیا اوسکا بھی ایسا ہی حال ہے یہ مضمون بھی دریای توحید کے
مانند ایک بڑا دریا ہے بہت لوگ اس دریا مین ڈوب گئے ہین اسمین قضا و قدر کا بھید ہے کہ اوسے ظاہر کرنیکی اجازت نہین اگر
اس دریا مین خوض کرون تو بات بڑھتی ہے مگر آدمی کو تمام ایمان کا بھید یہ ہے اور توکل کو بھی اسکی حاجت ہے **توکل کی حقیقت کا بیان**

ایعزیز جانتو کہ توکل ان کی حالتون مین سے ایک حالت ہے اور خالق کی وحدانیت اور مہربانی پر ایمان لانیکا نتیجہ ہے اور اس حالت کے معنی یہ ہین کہ وکیل یعنی کارساز پر دل سے اعتماد کرنا اور اوس اعتماد کو مضبوط رکھنا اور اوسکی سبب سے آرام لینا تاکہ روزی مین دل تنگ اور اسباب ظاہری مین غلطی پڑنے کی وجہ سے آدمی شکستہ دل نہو بلکہ حق تعالی پر بھروسا رکھے کہ وہی مجھے روزی پہونچاویگا اسکی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص کسی آدمی پر دغا اور فریب سے جھوٹا دعوی کرے اور یہ آدمی فریب دفع کرنے کو ایک وکیل پیش کرے تو اگر اوس آدمی کو وکیل کی تین صفتون پر ایمان ہوگا تو وکیل پر اوسکا دل اعتماد کریگا ایک یہ کہ وکیل دغا اور فریب کی صورتین خوب جانتا ہو دوسری یہ کہ وہ جانتا ہو کہ وکیل اوسکے اظہار کی دو طور سے قدرت رکھتا ہو ایک دلیری کی وجہ سے دوسری لسانی کے سبب سے اسواسطے کہ کوئی ایسا ہوتا ہو کہ ایک بات جانتا ہو مگر بزدلی یا کندزبانی کی وجہ سے اظہار نہین کرتا تیسرے یہ کہ وہ جانتا ہو کہ میرا وکیل مجھپر نہایت مرتبہ مہربان ہے حتی کہ میرے حق کی حفاظت پر جان ہی دیتا ہے آدمی جب یہ تینون اعتقاد رکھیگا تو اپنا دل مطمئن رکھیگا اور وکیل پر اعتماد کریگا اور اپنی طرف سے اوس مقدمے مین حیلہ و تدبیر نکریگا اسیطرح جو شخص نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ الْوَکِیْل کے معنی بخوبی سمجھا اور ایمان لایا کہ دنیا مین جو کچھ ہوتا ہے خدا ہی کے سبب سے ہوتا ہے اوسکے سبب سے اوسکے سوا اور کوئی فاعل نہین اور باینہمہ اوسکے علم اور اوسکی قدرت مین کچھ نقصان نہین اور اوسکی رحمت و عنایت ایسی بے نہایت ہے کہ اوس سے بڑھکر ہونا محال ہے تب حق تعالے کے فضل و کرم پر دل سے اعتماد کرکے حیلہ و تدبیر ترک کریگا اور سمجھے گا کہ روزی مقدر ہے اپنے وقت پر مجھے پہونچیگی اور خدا کے فضل و کرم سے میرے سب کام بنجائینگے اور ممکن ہے کہ ان صفات پر یقین ہو مگر وہ شخص بالطبع دل کا کچا اور ڈرپوک ہو اسواسطے کہ یہ کچھ ضرور نہین کہ آدمی جو کچھ بالیقین جانتا ہو طبیعت بھی اوسکی تابع ہو بلکہ طبیعت کبھی وہم کی تابع ہوتی ہے حالانکہ یقینًا جانتا ہے کہ وہ وہم خطا ہے مثلًا کوئی شخص حلوا کھاتا ہو اور کوئی آدمی اوسے نجاست کیساتھ تشبیہ دے تو اوس کھانیوالے کی طبیعت مین ایسی کراہت آجاتی ہے کہ پھر وہ نہین کھا سکتا حالانکہ جانتا ہے کہ یہ تشبیہ محض جھوٹ ہے اور آدمی اگر چاہے کہ مردے کے ساتھ گھر مین اکیلا سو لے تو نہین سو سکتا اگرچہ یقینًا جانتا ہے کہ مردہ گویا پتھر کے مثل ہے اوٹھتا نہین پس توکل کے واسطے یقین بھی قوی ہونا چاہیے اور دل بھی تاکہ وہ اضطراب دل سے جاتا رہے اور جب تک اعتماد کامل اور آرام تمام حاصل نہو تب تک آدمی متوکل نہین ہوتا کیونکہ توکل کے معنی یہی ہین کہ کامون مین حق تعالی پر دل کا اعتماد کرنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو یقین واثق اور ایمان کامل تھا مگر عرض کیا رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ مجھے یقین تو ہے مگر چاہتا ہون کہ دل کو آرام اور اطمینان ہو جائے اسواسطے کہ ابتداء حال مین دل کا آرام خیال اور وہم کا تابع ہوتا ہے پھر جب نہایت کو پہونچتا ہے تو دل بھی یقین کا تابع ہو جاتا ہے پھر مشاہدۂ ظاہری کی اوسے حاجت نہین رہتی **توکل کے درجون کا بیان** ایعزیز جانتو کہ توکل کے تین درجے ہین ایک یہ کہ متوکل کا حال اوس آدمی کے حال کے مانند ہو جو جھگڑے مین ایک وکیل چارا کہ نہایت فصیح دلیر مہربان مقرر کرتا ہے اور اوسپر مطمئن رہتا ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ متوکل کا حال بچے کے مثل ہو جو ہر آفت مین اپنی ماں کے سوا اور کسیکو جانتا ہی نہین جب

بھوکا ہوتا ہے تو اپنی ماں ہی کو پکارتا ہے جب ڈرتا ہے تو اپنی ماں ہی کی پناہ لیتا ہے یہ سمجھ کی سرشت ہے تکلف کو اسمین دخل ہی نہین یہ متوکل اپنے
وکیل مین ایسا مستغرق ہوتا ہے کہ اسے خود اپنے توکل کی خبر نہین ہوتی پہلے درجے والے کو اپنے توکل کی خبر تھی تکلف اور اختیار سے
اپنے تئین توکل کی صفت پر لایا تھا تیسرا درجہ یہ ہے کہ توکل کا حال ایسا ہو جیسے مردہ شو کے سامنے مردہ کا حال ہوتا ہے اور اپنے تئین مردہ سمجھ جائے
کہ مین قدرت ازلی سے جنبش کرتا ہون اپنے اختیار سے نہین جیسے مردہ مردہ شو کے ہلانے سے ہلتا ہے اور اگر کوئی کام اوسے
درپیش ہو تو اوس لڑکے کے مانند دعا بھی نہین کرتا جو کسی کام کے واسطے اپنی ماں کو پکارتا ہے بلکہ اوس لڑکے کے مانند ہو جائے
جو جانتا ہے کہ اگرچہ مین اپنی ماں کو نہ پکارون ماں تو میرے حال سے خوب واقف ہے وہ خود میری تدبیر کریگی پس تیسرے درجے مین
متوکل کا کچھ اختیار نہین ہوتا اور دوسرے درجے مین کچھ اختیار نہین رہتا لیکن عاجزی اور دعا اور وکیل پر اعتماد کرنا باقی رہتا ہے
اور پہلے درجے مین اختیار ہوتا ہے مگر اونہی اسباب کی تدبیر مین جو وکیل کی وضع اور عادت سے معلوم ہوئے ہون مثلاً جب
جانے کہ وکیل کی یہ عادت ہے کہ جب تک موکل حاضر نہو اور سجل حاضر نکرے وہ روبکاری نہین کرتا تو لابد یہ سبب بجا لائیگا
پھر نہ تن انتظار ہو جائیگا کہ وکیل کیا کرتا ہے اور جو کچھ ہوگا اوسے وکیل ہی کیطرف سے جانیگا سجل حاضر کرنا بھی اوسی کی طرف سے
سمجھیگا اسواسطے کہ وکیل ہی کے اشارے سے اوسنے مہیا کی ہے پس جو شخص توکل مین اس مقام پر ہوتا ہے وہ تجارت اور زراعت
اور اسباب ظاہری سے پرہیز عادۃ اللہ جاری ہے اوسی ذریعہ سے دست بردار نہوگا اگرچہ وسعت اس مین بہت بیدار نہونے کے وہ متوکل ہے
اسواسطے کہ اپنی زراعت اور تجارت پر وہ بھروسا نہین کرتا بلکہ حق تعالی کے فضل و کرم پر اعتماد رکھتا ہے اور جسطرح حرکات
اور اسباب زراعت جیسے صادر اور مہیا کروانے اور یہ کام کرنیکی ہدایت فرمائی اسیطرح تجارت اور زراعت سے ثمرہ بھی اوسی نے
پہونچائیگا اور جو بات آنکھون کے سامنے آتی ہے اوسے خدا ہی کی طرف سے دیکھتا ہے چنانچہ اسکی تفصیل آگے آئیگی اور لاحول
ولا قوۃ الا باللہ کے یہی معنی ہین اسواسطے کہ حول حرکت کو کہتے ہین قوت قدرت کو بندہ جب جانتا ہے کہ حرکت اور قدرت یہ سبب
سے نہین بلکہ خدا ہی کے سبب سے ہے جو کچھ دیکھتا ہے اوسی کی طرف سے دیکھتا ہے الحاصل جب کہ ہون کہ
اسباب کے چھوڑنا آدمی کی نظر سے اوٹھ گیا حتی کہ سب کامون کو خدا ہی کیطرف سے دیکھنے لگا غیر خدا سے کوئی کام دیکھتا ہی نہین تو وہ
متوکل ہے مگر متوکل کا بہت بلند مقام یہ ہے جو حضرت ابو یزید بسطامی قدس سرہ نے کہا ہے حضرت ابو موسی دئلی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین
کہ حضرت ابو یزید بسطامی رحمہ اللہ تعالی سے مین نے پوچھا کہ توکل کیا ہے اونھون نے کہا کہ تم کسے توکل کہتے ہو مین نے کہا کہ مشائخ
نے فرمایا ہے کہ توکل یہ ہے کہ اگر تیرے داہنے بائین سانپ ہی سانپ اور اژدہے ہی اژدہے ہون تو بھی تیرے دل مین سر مو جنبش اور گھبراہٹ
نہ پیدا ہو حضرت ابو یزید نے کہا یہ تو سہل بات ہے مگر میرے نزدیک یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اہل دوزخ کو بالکل عذاب مین اور اہل جنت کو
نعمت مین دیکھے اور دل سے ان دونون مین فرق کرے وہ متوکل نہین ہے وہ جو حضرت ابو موسی نے کہا وہی توکل کا بہت بلند مقام ہے
اور یہ ضرور نہین کہ متوکل حذر نکرے اسواسطے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے ساتھ غار مین تھے تو سانپ کے بل مین ایڑی اڑائی تھی حالانکہ وہ متوکل تھے اونھین سانپ سے ہراس نہ تھا بلکہ سانپ کے

خالق سے ڈرتا کہ سانپ کو قوت اور حرکت دیدے ایسا متوکل سب چیزون مین لاحول ولا قوۃ الا باللہ کے معنی دیکھتا ہی اور حضرت ابویزید رحمہ اللہ تعالی کے قول مین اوس ایمان کیطرف اشارہ ہے جو اصل توکل ہے وہ ایمان بہت ہی عزیز الوجود ہی حق تعالی کے حکمت و عدل و نعمت و فضل پر وہ ایمان ہوتا ہی کہ بندہ جانتا ہی کہ حق تعالی جو کچھ کرتا ہے وہ ایسا ہی کرتا ہے جیسا کرنا چاہیے اس لحاظ سے عذاب و نعمت مین فرق نہین کرتا **اعمال توکل کا بیان** ای عزیز جانو کہ حق تعالی نے تین اصلون پر سب مقامات دین کا مدار رکھا علم و حال و عمل پر توکل کا علم اور حال تو بیان ہو چکا عمل باقی رہا شاید کوئی یہ خیال کرے کہ شرط توکل یہ ہے کہ بندہ سب کامون کو خدا ہی پر چھوڑ دے اور اپنے اختیار سے ہرگز کچھ نکرے حتی کہ کسب بھی نکرے اور کل کے واسطے کوئی چیز نہ رکھے اور سانپ بچھو شیر سے نہ بھاگے اگر بیمار ہو تو دوا نہ پیے یہ سب باتین غلط ہین اسواسطے کہ خلاف شرع ہین اور توکل کی بنا شرع پر کی ہے پس مخالف شرع کیونکر ہوگا بلکہ آدمی کا اختیار یا اوس مال کے حاصل کرنے مین ہوگا جو اوسکے پاس نہین ہے یا اوس مال کی حفاظت کرنے مین جو اوسکے پاس ہے یا اوس ضرر سے بچنے مین جو اوسے نہ پہونچا ہو یا اوس ضرر کے زائل کرنے مین جو اوسے پہونچا ہو ان باتون مین سے ہر بات مین توکل کرنیکا جدا جدا ایک حکم ہے ان چارون مقام کو ضرور مفصل بیان کرنا چاہیے پہلا مقام منفعت حاصل کرنی مین ہی یہ تین درجون پر ہے پہلا درجہ یہ ہے کہ عادۃ اللہ مین سے کوئی عادت معلوم ہے کہ اوسکے بغیر کام نہو یا یقین ہے اوسے ترک کرنا دیوانہ پن ہی توکل نہین مثلا کوئی شخص کھانی مین ہاتھہ نہ ڈالے اور نوالہ بنا کر منہ مین نہ رکھے کہ خدا خود اوسکا پیٹ بھر دیگا یا کھانے کو بلا کے وہ خود بخود اوسکے منہ مین چلا جائے یا کوئی شخص نکاح اور جماع نکرے کہ اوسکے اولاد ہو اور سمجھے کہ یہ توکل ہے حقیقت مین یہ حماقت ہی بلکہ جو سبب یقینی ہے اوسمین عمل اور کردار سے توکل نہین ہے علم اور حالت ہی سے علم یہ ہی کہ آدمی جان لے کہ ہاتھہ کھانا قدرت حرکت منہ و آنت سب خدا ہی نے پیدا کیا ہے اور حال یہ ہے کہ اوسکے دل کو خدا کے فضل پر بھروسا ہو کھانے اور ہاتھہ پر نہین اسواسطے کہ ممکن ہے کہ ہاتھہ فی الحال شل ہو جائے اور کوئی کھانا چھین لے پس چاہیے کہ خدا کے فضل پر اور اوسکے پیدا کرنے اور محفوظ رکھنے پر آدمی کی نظر رہے کہ اوسنے کھانا پیدا کر کے محفوظ رکھا اپنے قوت بازو پر نظر نہو دوسرا درجہ وہ اسباب ہین جو یقینی نہ ہون مگر اکثر تو اونکے بغیر مطلب حاصل نہوتا ہو لیکن شاذ و نادر اونکے بغیر مطلب حاصل ہونا ممکن ہو جیسے سفر مین زادراہ لینا اس سے دست بردار ہونا بھی شرط توکل نہین اسواسطے کہ یہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور اگلے بزرگون کی عادت ہی مگر وہی شخص متوکل ہے جسکے دلکو زادراہ پر بھروسا نہو کیونکہ شاید یہ زادراہ چھن جائے بلکہ اس زادراہ کے پیدا کرنے والے اور محفوظ رکھنے والے پر بھروسا ہو لیکن اگر بے زادراہ لیے ہوئے جنگل بیابان کو جانا درست ہے اور کمال توکل ہی یہ کھانا نہ کھانے کے مانند نہین اسواسطے کہ وہ توکل نہین ہے مگر ایسے مسافر کو درست ہے جس مین دو صفتین ہون ایک یہ کہ اتنی قوت حاصل کی ہو کہ اگر ہفتہ بھر کھانا نہ ملے تو بھوکا رہ سکے دوسرے گھاس پات کھا کر مدت تک زندگی بسر کر سکے جب مسافر اس صفت کا ہو تو غالب یہ ہے کہ جنگل بیابان مین وہان سے کھانا پہونچے جہان سے اوسکے گمان مین بھی نہو حضرت ابراہیم خواص قدس سرہ متوکل تھے اوسمین یہ دونون صفتین بھی تھین جنگل مین تنہا بے زادراہ جاتے مگر سوئی اور قینچی اور ڈول رسی اونکے ساتھ رہتا تھا

اسواسطے کہ یہ اسباب یقینی ہین کیونکہ ڈول رسی کے بغیر کوین سے پانی نہین نکلتا اور جنگل بیابان مین ڈول رسی کہان اور جب
کپڑا پھٹ جاتا ہے تو سوئی کے سوا اور کسی چیز سے نہین سیا جاتا پس ایسے اسباب کو ترک کرنا توکل نہین بلکہ انمین یون طور توکل ہوتا ہے
کہ فضل خدا پر بھروسا ہو ان اسباب پر نہین پس اگر کوئی شخص کسی ایسے غار مین بیٹھ رہے کہ اودھر سے کوئی آتا جاتا نہو اور وہان گھاس
بھی نہو اور کہے کہ مین توکل کرتا ہون تو یہ حرام ہے اوسنے اپنے تئین ہلاک کیا ہوگا اور عادۃ اللہ وہ نہ جانتا ہوگا اسکی مثل اوس کل
کی سے ہے جو وکیل کے پاس سجل نہ لیجاسے حالانکہ وکیل کی عادت جانتا ہو کہ وہ بے سجل بات تک نہین کرتا اگلے زمانے مین
ایک زاہد شہر سے باہر نکلکر ایک غار مین بیٹھ رہا اور توکل کیا تا کہ اوسکا رزق اوسے پہونچے ایک ہفتہ گذرا تھا کہ وہ مرنے کے قریب پہونچا
اور کوئی چیز اوسے نہ ملی اوس زمانے کے رسول پر وحی نازل ہوئی کہ اوس زاہد سے کہدو کہ مجھے قسم ہے اپنی عزت کی کہ
جب تک تو شہر مین پھر نہ آئیگا اور خلق مین نہ بیٹھے گا تب تک مین تجھے روزی نہ دونگا جب وہ شہر مین پھر آیا تو ہر جگہ سے چیزین آنے
لگین اور اوسکے دل مین کچھ خدشہ آیا پھر وحی نازل ہوئی کہ تونے چاہا تھا کہ اپنے زہد و توکل سے میری حکمت کو باطل کرے تو نے نہ سمجھا
کہ اپنے بندے کی روزی اور بندون کے ہاتھ سے دینا مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ مین اپنے دست قدرت سے دون
اگر کوئی شخص شہر مین گھر کے اندر چھپ رہے اور دروازہ بند کر لے اور توکل کرے تو یہ حرام ہے کیونکہ اسباب یقینی سے کنارہ کرنا
نہ چاہیے لیکن اگر دروازہ نہ بند کرے اور توکل کرکے بیٹھ رہے تو درست ہے بشرطیکہ دروازے کی طرف اوسکی ٹکٹکی نہ بندھی رہے
کہ کہین کوئی کچھ لائے اور اوسکا دل لوگون مین نہ لگا رہے بلکہ خدا کے ساتھ دل لگائے ہوئے عبادت مین مشغول رہے اور اسبات
کو تحقیق جانے کہ چونکہ اسباب سے اوسنے بالکل کنارہ نہین کیا تو روزی سے محروم نہ رہیگا اس جگہ وہ بات صادق آئیگی جو بزرگون
نے کہی ہے کہ اگر بندہ اپنی روزی سے بھاگتا ہے تو روزی اوسے ڈھونڈھتی پھرتی ہے اور اگر حق تعالی سے دعا کرتا ہے کہ یا اللہ مجھے
روزی نہ دینا تو حق تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ اے نادان مین نے روزی دینے کے واسطے کیا تجھے پیدا کیا ہے یہ ہرگز نہوگا بس
توکل یا یہ طور ہوتا ہے کہ آدمی اسباب سے کنارہ نکرے اور اسباب کے سبب سے روزی کو نجانے بلکہ مسبب الاسباب کی طرف دیکھے کہ سب بندے خدا کی دی ہوئی روزی
کھاتے ہین مگر بعضے سوال کی ذلت سے اور بعضے انتظار کے رنج و محنت سے جیسے سوداگر اور بعضے کوشش اور مشقت سے جیسے پیشہ ور اور بعضے عزت کے ساتھ جیسے صوفی کہ خدا
ہی کی طرف ٹکٹکی باندھے رہتے ہین جو چیز اونھین پہونچتی ہے حق تعالی ہی کی طرف سے سمجھتے ہین خلق کو درمیان مین نہین دیکھتے
تیسرا درجہ وہ اسباب جو قطعی نہون اور اونکی حاجت بھی اکثر ہوتی ہو بلکہ اونھین منجملہ حیلہ و جستجو جانتے ہون کسب کے ساتھ ان اسباب
کی نسبت ایسی ہے جیسے بیماری کے ساتھ فال اور منتر اور داغ کی نسبت ہوتی ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم نے متوکلون کا وصف یہ فرمایا ہے کہ وہ منتر اور داغ نہین کرتے یہ نہین فرمایا کہ کسب نہین کرتے اور شہر سے
نکل نکلکر جنگل مین بیٹھ رہتے ہین پس اس مقام مین توکل کے تین درجے ہین پہلا درجہ وہ ہے جو حضرت ابراہیم خواص قدس سرہ
نے کیا تھا کہ جنگل بیابان مین بے زاد راہ پھرا کرتے یہ درجہ سب سے بلند ہے یہ درجہ اوسوقت حاصل ہوتا ہے جب آدمی
بھوکا رہے یا گھاس پات کھالے اگر یہ بھی نہ ملے تو موت کا خوف اوسکے دل مین نہو اور جانے کہ اسی مین میری بہتری ہے

اسواسطے کہ جو شخص سا درلہ لیتا ہے ممکن ہے کہ اوسے چور چرا لیجائین اور وہ شخص مرجائے راہ مین ہمیشہ احتمال نادر ہوا کرتے ہین
اوس سے حذر واجب نہین دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ متوکل کسب بھی نہین کرتا اور جنگل مین بھی نہین جاتا بلکہ کسی شہر کی مسجد مین بیٹھ رہا
ہو مگر لوگون سے امیدوار نہین ہوتا بلکہ حق تعالی کے فضل کی امید رکھتا ہو تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ آدمی کسب کرنے باہر نکلے مگر سبب
اور آداب شرع جنکا بیان کسب کے باب مین ہوچکا ہے اونکے موافق کسب کرے اور حیلہ و جستجو اور بڑی تدبیرون اور چالاکی
کے ساتھ روزی پیدا کرنے سے حذر کرے لیکن اگر ایسے اسباب مین مشغول ہوگا تو اوس شخص کے مانند ہوجائیگا جو منتر اور
داغ کرتا ہے توکل نہین کرتا اور کسب سے باز رہنا شرط توکل نہین اسپر یہ دلیل ہی کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ جو متوکل
تھے اور توکل کا کوئی دقیقہ اونسے نہین چھوٹا جب خلیفہ ہوے کپڑون کا بقچہ اوٹھا کر تجارت کیواسطے بازار جایا کرتے لوگون نے
عرض کیا کہ یا خلیفہ عہد خلافت مین آپ تجارت کیون کرتے ہین فرمایا کہ اگر مین اپنے عیال کو ضائع کرون تو اور لوگون کو
بہت جلد ضائع کرونگا پھر آپ کے واسطے لوگون نے بیت المال سے کچھ معاش مقرر کردی تب سے آپ بدلجمعی تمام ہر وقت
خلافت کے کاروبار مین مصروف رہا کرتے تو آپ کا توکل یہ تھا کہ مال و زر کی حرص نکرتے اور جو کچھ حاصل ہوتا اوسے اپنی
پونجی سے نہ جانتے بلکہ یہ سمجھتے کہ خدا کی بخشش ہے اور اپنے مال کو اور مسلمانون کے مال سے زیادہ عزیز نرکھتے حاصل کلام
یہ ہے کہ توکل بے زہد کے نہین ہوسکتا پس زہد شرط توکل ہے اگرچہ توکل شرط زہد نہین حضرت ابو جعفر حدّاد خواجہ جنید
رحمہما اللہ تعالی کے پیر مرد متوکل تھے اونھون نے فرمایا ہے کہ بیس برس تک مین نے اپنے توکل کو پوشیدہ رکھا بازار
مین جاکر ہر روز ایک دینار کماتا اوس مین سے ایک قیراط دیکر حمام نہ جاتا بلکہ سب خیرات کردیتا حضرت جنید اونکے سامنے توکل کا
ذکر نہ کرتے اور کہتے کہ مجھے شرم آتی ہے کہ پیر کے سامنے ایسے مقام کی گفتگو کرون جو اون ہی کا مقام ہے اور وہ صوفی
جو خانقاہ مین گوشہ نشین ہوتے ہین اور اونکے خادم کسب کے واسطے باہر جاتے ہین اونکا توکل ایسا ضعیف ہے جیسے
کسب کرنیوالے کا توکل اور توکل درست ہونے کی بہت سی شرطین ہین لیکن اگر کوئی شخص فتوح کی امید پر بیٹھ رہے
تو یہ توکل کے قریب ہے لیکن جہان وہ بیٹھا ہے اگر وہ جگہ مشہور ہے تو وہ شخص بازاری کے مانند ہے اور اس بات کا
خوف ہے کہ شہرت کی وجہ سے دل کو سکون ہو لیکن اگر اسکی طرف دل ملتفت نہو تو وہ توکل کسب کرنیوالے کے توکل کے
مانند ہوگا اس باب مین اصل یہ ہے کہ آدمی خلائق پر نظر نرکھے اور کسی سبب پر بھروسا نکرے مسبب الاسباب ہی پر اعتماد
رکھے حضرت ابراہیم خواص رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کو مین نے دیکھا کہ میرے ساتھ رہنے پر
وہ راضی تھے مگر مین نے اونھین چھوڑ دیا کہ مبادا میرا دل اونپر بھروسا کرکے اونکے سبب سے آرام پاوے اور میرا توکل ناقص
ہوجائے حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالی نے ایک مزدور لگایا اور شاگرد سے فرمایا کہ اسے مزدوری سے کچھ زیادہ دو مزدور
نے قبول نکیا جب وہ مزدور باہر گیا تو امام موصوف نے شاگرد سے کہا کہ اسکے پیچھے پیچھے لیجا شاید لیلے شاگرد نے کہا
کیون فرمایا کہ اوسوقت اوسنے اپنے دل مین اسکی طمع دیکھی ہوگی اسوجہ سے نہ لیا اب طمع جاتی رہی ہو تو شاید لیلے

غرضکہ کسب کرنیوالے کا توکل یہی ہے کہ پونجی پہ دل سے اعتماد نکرے آسکی شناخت یہ ہے کہ اگر مال چوری جائے تو اوسکا دل
مکدر نہو اور رزق سے نا امید نہو جائے جب فضل آلہی کا بھروسا رکھتا ہے تو سمجھ سلے کہ خدا اوسکی روزی ایسی جگہ
سے پہونچائیگا جہان سے اوسکے خیال مین بھی نہین اگر خدا نہ پہونچائے تو سمجھ سلے کہ اسی مین میری بہتری ہے یہ حالت
پیدا کرنے کی تدبیر العزیز جانتو کہ یہ حالت بہت نادر ہے کہ کوئی شخص مال رکھتا ہو اور وہ مال چوری جائے یا نقصان
ہو جائے تو اوسکا دل برقرار رہے پراگندہ نہونے پائے اگرچہ یہ حالت نادر ہے مگر محال نہین یہ حالت بای طور حاصل
ہوتی ہے کہ آدمی کو حق تعالی کے کمال فضل و رحمت اور کمال قدرت پر ایمان اور یقین حاصل ہو یہانتک کہ جان سلے
کہ وہ بہتون کو بے پونجی کے روزی دیتا ہے اور بہت پونجی ایسی ہوتی ہین جنکے سبب سے وہ شخص ہلاک ہو جاتے
لیس اوس پونجی کے ضائع ہو جانے مین خیر ہے جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ ایسا ہوتا ہے کہ بندہ
رات کو ایسے کام کا خیال کرتا ہے جس مین اوسکی ہلاکت ہو اور حق سبحانہ تعالی عرش پر سے بنظر عنایت اوسکی طرف
دیکھتا ہے اور اوسکا وہ کام نہین ہوتا صبح کو وہ شخص غمگین اوٹھتا ہے اور بدگمانی کرتا ہے کہ یہ کام کس نے بگاڑا
اور کیون بگاڑا اور اوسے خیال ہوتا ہے کہ پڑوسی نے بگاڑا اور چچا زاد بھائی نے بگاڑا حالانکہ خود رحمت خدا اوسکے
شامل حال ہوتی ہے اسی سبب سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ فرمایا کرتے کہ مین اس سے کچھ باک نہین رکھتا
کہ صبح کو فقیر اوٹھون یا امیر اسواسطے کہ مجھے نہین معلوم کہ خیر کس بات مین ہے اور آدمی کو یہ بھی جان لینا چاہیے کہ محتاجی کا خوف
اور گمان بد شیطان تلقین کرتا ہے چنانچہ حق تعالی فرماتا ہے اَلشَّیْطَانُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ اور خدا کی نظر عنایت پر اعتماد رکھنا
کمال معرفت ہے خصوصًا یہ بات جان سلے کہ جنھین کوئی جانتا بھی نہین اون پوشیدہ اسباب سے اکثر روزی پہونچتی ہے اور
اسباب پوشیدہ پر بھی اعتماد نکرے بلکہ مسبب الاسباب کی ضمانت پر بھروسا کرے ایک عابد متوکل کسی مسجد مین تھا امام مسجد نے
کئی بار اوس سے کہا کہ تو بالکل نادار ہے اگر کچھ کسب کر تو بہتر ہے عابد نے کہا کہ پڑوس کا ایک یہودی روز دو روٹیان پہونچانی
کا کفیل ہوا ہے امام نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو کسب نکرنا روا ہے عابد بولا اے جوانمرد اولے یہ ہے کہ تو امامت نکیا کر اسواسطے
کہ تیرے نزدیک یہودی کی کفالت خدا کی ضمانت سے قوی تر ہے ایک مسجد کے امام نے کسی شخص سے پوچھا کہ تو روٹی
کہانسے کہاتا ہے اوسنے کہا ٹھہر جا تاکہ جو نمازین تیرے پیچھے پڑھی ہین اونھین قضا کرون اسواسطے کہ تو خدا کی ضمانت پر ایمان
نہین رکھتا ہے جن لوگون نے یہ بات آزمائی ہے اونھون نے ایسی جگہ سے فتوحین دیکھین ہین جہان سے امید نہ رکھتے
تھے یہ جو حق تعالی نے فرمایا ہے وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا اسپر ان لوگون کا ایمان مضبوط ہو گیا تھا
حضرت حذیفہ غشی سے لوگون نے پوچھا کہ حضرت ابراہیم ادہم رحمہا اللہ تعالی سے تمنے کیا بات عجیب دیکھی اسواسطے کہ تمنے
اونکی خدمت کی ہے اونھون نے کہا کہ مکہ معظمہ کی راہ مین ہم دونون آدمی بہت بھوکے رہے جب کوفے مین پہونچے
تو اوسکا اثر مجھ مین پیدا ہوا حضرت ابراہیم ادہم نے کہا کہ بھوک کے سبب سے تجھے ضعف ہو گیا مین نے کہا ہان کہا

قلم دوات اور کاغذ لا مین لایا اونھون نے اوسمین یہ لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم اسے وہ کہ ہرحال مین تو ہی مقصود ہے اور
سب کا اشارہ تیری ہی طرف ہے مین تیرا ثنا خوان اور شاکر اور ذاکر ہون مگر ننگا بھوکا پیاسا ہون یہ تین چیزین یعنی ثنا اور ذکر اور
شکر یہ تیرا حق ہے انکا مین ضامن ہون اور وہ تین چیزین یعنی کھانا پانی کپڑا دینا جو تیرا حق ہے تو اوسکا ضامن ہو یہ لکھکر
رقعہ مجھے دیا اور کہا کہ باہر جا اور دل کسی سے نہ لگا سپہلے جسے دیکھنا اوسے یہ رقعہ دیدینا مین باہر جو آیا تو ایک شخص کو اونٹ پر
سوار دیکھا رقعہ اوسے دیدیا رقعہ پڑھکر وہ رونے لگا اور پوچھا کہ اس رقعہ کا لکھنے والا کہان ہے مین نے کہا مسجد مین اوسنے
چھہ سو دینار کی تھیلی مجھے دی مین نے لوگون سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے اونھون نے کہا کہ ایک نصرانی ہے حضرت
ابراہیم ادہم کی خدمت مین جاکر مین نے سب ماجرا بیان کیا اونھون نے فرمایا کہ اس تھیلی مین ہاتھ نہ لگانا دم بھر مین اس تھیلی
کا مالک آیا ہی چاہتا ہے فوراً وہ نصرانی آیا اور حضرت ابراہیم ادہم کے قدم کو بوسہ دیکر ایمان سے مشرف ہوا اور حضرت ابو یعقوب
بصری رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ مکہ معظمہ مین دس دن تک مین بھوکا رہا آخر بیتاب ہوکر باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہون کہ زمین پر
ایک شلغم پڑا ہے مین نے اپنے جی مین کہا کہ اسے اوٹھا لون میرے دل سے آواز آئی کہ دس دن سے تو بھوکا ہے آخر سڑا ہوا
شلغم تجھے نصیب ہوا ہے مین نے ہاتھ کھینچ لیا اور مسجد مین چلا آیا ایک شخص آ پہونچا اور بتاسی بھر روغنی ٹکیان اور شکر اور مغز بادام
لاکر میرے سامنے رکھا اور کہنے لگا کہ مین دریا کے سفر مین تھا طوفان جو آیا تو مین نے نذر کی کہ اگر مین سلامت بچونگا تو یہ چیزین
اوس درویش کو دونگا جس سے پہلے ملاقات ہو مین نے ہر ایک مین سے مٹھی مٹھی بھر لیکر کہا کہ باقی مین نے تجھے بخشدیا پھر
مین نے اپنے دل سے کہا کہ دیکھ تو خدا کیا رزاق مطلق ہے کہ دریا مین ہوا تیری روزی کا بندوبست کرنیکا حکم فرمایا اور تو اور اور
جگہ سے تلاش کرتا ہے پس ایسی نادر حکایتون کا معلوم کرنا آدمی کے ایمان کو قوی کرتا ہے

عیالدار کے توکل کا بیان

اے عزیز جانتو کہ عیالدار آدمی کو کسب سے دست بردار ہوکر جنگل بیابان مین پھرنا لائق نہین بلکہ عیالدار کا توکل وہی ہے جو تیسرے
درجے مین مذکور ہوا وہ کسب کرنیوالے کا توکل ہے جیسا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کرتے تھے اسواسطے
کہ توکل اوسی کو لائق ہے جسمین وہ صفتین پائی جائین ایک یہ کہ بھوک پر صبر کرسکے اور جسقدر میسر ہو اوسپر قناعت کرسکے
اگرچہ وہ گھاس ہی ہو دوسرے یہ کہ اس بات کا ایمان رکھتا ہو کہ شاید بھوک اور موت میری روزی ہے اور اسی مین نیکی
بہتری ہے مگر عیال کو اس بات پر آدمی مستقل نہین رکھہ سکتا بلکہ حقیقت مین اوسکا نفس بھی اوسکے عیال کا حکم رکھتا ہے
اگر بھوک پر صبر کی طاقت نہین رکھتا اور مضطرب ہو جائیگا تو اوس شخص کو کسب چھوڑکر توکل نکرنا چاہیے اور اگر عیال بھی
صبر کی طاقت رکھے اور توکل کی اجازت دے تو کسب نکرنا درست ہے پس فرق یہی ہے کہ اپنے تئین جبراً قہراً بھوکا رکھنا
درست ہے اور عیال کو بھوکا رکھنا درست نہین اور جب آدمی کا ایمان کامل ہوتا ہے اور وہ تقوی اور پرہیزگاری مین
مشغول ہوتا ہے تو اگرچہ وہ کسب نکرے مگر اوسکے رزق کے اسباب ظاہر اور مہیا ہو جاتے ہین جیسے وہ بچہ جو اپنی مان
کے پیٹ مین کسب سے عاجز ہے حق تعالی اوسے اوسکا رزق ناف کی راہ سے پہونچاتا ہے جب بچہ پیٹ سے نکلتا ہے

تو حق تعالی ماں کی چھاتیوں سے رزق پہونچاتا ہے جب وہ کھانا کھا سکتا ہے تو قوت پر دانت پیدا کرتا ہے اور اگر ماں باپ جاتے ہین اور بچہ یتیم رہجاتا ہے توجسطرح ماں پر شفقت کو مسلط کر دیا تھا کہ اوسے اچھی طرح رکھتی تھی اوسیطرح شفقت کو اوروں پر مسلط کر دیتا ہے حتی کہ یتیم پر مہربانی کرنا خلق کے دل مین پیدا ہو جاتا ہے پہلے تو ایک ہی مادر مشفقہ تھی اوروں نے بچہ کو اوسی پر چھوڑ دیا تھا جب ماں گذر گئی تو ہزار آدمیوں کو اوسپر شفقت کرنے کے واسطے اوٹھا کھڑا کیا جب وہ لڑکا بہت بڑا ہوا اوسے کسب کی قدرت مرحمت فرمائی اور کسب کی خواہش اوسپر مسلط کر دی تاکہ جو شفقت اوسپر تعینات کر دی ہے اوسکے سبب سے وہ اوسیطرح اپنی اب غمخواری کرے جسطرح مادر مشفقہ اپنی شفقت سے اوسکی غمخواری کرتی تھی اگر اس خواہش کسب کو حق تعالی اوس سے لیتا ہے تاکہ اپنے کسب سے یتیم ہو کر زہد و تقوی کی طرف متوجہ ہو تو تمام مخلوقات کے دلوں کو اوسپر شفقت و مہربانی کرنے سے بھر دیتا ہے حتی کہ سب کہتے ہین کہ یہ مرد خدا کی طرف مشغول ہے جو چیز بہتر اور بہت خوب ہو وہ اسے دینا چاہیے پہلے تو یہ اپنے اوپر اکیلا آپ ہی شفقت کرتا تھا اب تمام خلق اوسپر یتیم کیطرح شفقت کرنے لگتی ہے لیکن اگر وہ کسب کر سکتا ہے اور سستی اور بیہودہ پن مین مشغول ہوتا ہے تو یہ شفقت کی حالت لوگوں کے دلوں مین نہین پیدا ہوتی اوسے توکل اور ترک کسب درست نہین اسواسطے کہ جب وہ اپنے نفس کی طرف مشغول ہے تو اوسے اپنی غمخواری بھی کرنا چاہیے پس آدمی اگر حق تعالی کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اپنے سے یتیم ہو جاتا ہے تو اوسوقت حق تعالے خلق کے دلوں کو اوسپر مشفق و مہربان کر دیتا ہے اسی سبب سے ہے کہ کبھی کسینے کوئی متقی ہرگز نہین دیکھا کہ بھوک کے مارے مرگیا ہو پس جو کوئی اس بات مین خوب غور کرے کہ خداوند عالم نے ملک و ملکوت کے کاموں کی کیسی تدبیر کی اور کیا خوب انتظام تام رکھا ہے تو ضرور بالضرور اوسے اس آیۂ کریمہ کے مضمون کا مشاہدہ ہو جائیگا وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا اور سمجھ لیگا کہ خداوند عالم نے مملکت کا ایسا اچھا انتظام کیا ہے کہ کوئی تباہ اور برباد نہ رہے مگر نادر اور وہ بھی اس سبب سے ہوتا ہے کہ اوسکی بہتری اسی مین ہوتی ہے اس سبب سے نہین کہ کسب سے وہ دست بردار ہو گیا اسواسطے کہ جس کسینے بہت سا مال کسب کیا ہو اوسکا بھی تباہ اور خراب ہونا نادر ہے حسن بصری رحمہ اللہ تعالی نے چونکہ یہ حال مشاہدہ سے دیکھا تو کہا کہ مین چاہتا ہوں کہ بصرہ کے سب لوگ میری عیال ہوں اور گیہوں کا ایک ایک دانہ ایک ایک دینار کو ہو جاوے حضرت وہب ابن ورد رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ اگر آسمان لوہے کا اور زمین کانسے کی ہو اور مین اپنی دل مین اپنی روزی کا رنج دیکھوں تو ڈرتا ہوں کہ مشرک ہو جاؤں اور حق تعالے نے رزق کو آسمان پر حوالہ کیا ہے تاکہ لوگ جان لین کہ کسیکو اوسپر دسترس نہین لوگوں کی ایک جماعت حضرت جنید قدس سرہ کی خدمت مین حاضر ہوئی اور کہا کہ ہم اپنی روزی ڈھونڈھین فرمایا کہ اگر جانتے ہو کہ کہاں ہے تو ڈھونڈھو کہا کہ خدا سے مانگین فرمایا کہ اگر جانتے ہو کہ تمہین بھول گیا ہے تو اوسے یاد دلاؤ کہا توکل کرین اور دیکھین کہ کیا ہوتا ہے فرمایا کہ آزمائش کے طور پر توکل کرنا شک ہے کہا پھر کیا تدبیر ہے فرمایا تدبیر سے دست بردار ہونا پس در حقیقت رزق کے بارے مین رزاق مطلق کی ضمانت کافی ہے جسے رزق چاہیے ہو وہ اوسیکی طرف متوجہ ہو جاوے دوسرا مقام توکل مین ذخیرہ جمع کرنے کا ہے

ف اور نہیں ہے کوئی چارپایہ زمین پر مگر اللہ ہی کے ذمہ ہے رزق اوسکا ۱۲

ایعزیز جانو کہ جسنے اپنا خرچ یکسالہ جمع کیا وہ درجہ توکل سے گرگیا اسواسطے اوسنے اسباب خفی چھوڑ کر اسباب ظاہری پر بھروسا
کیا کیونکہ ہرسال تکرار ہوتا ہے مگر جس شخص نے وقت پر ضرورت کے قدر کھانے پر جس سے پیٹ بھر جاوے اور ضرورت قدر کپڑے
پر جس سے بدن ڈھپ جاتے قناعت کی اوسنے توکل پورا کیا لیکن اگر چالیس دن کی قدر ذخیرہ کر رکھیگا تو حضرت ابراہیم خواص قدس سرہ کہتے ہین
کہ اوسکا توکل باطل نہوگا اگر زیادہ جمع کر رکھے گا تو باطل ہو جائیگا اور حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ کسیقدر ہو ذخیرہ کرنا توکل
باطل کر دیتا ہے اور ابوطالب مکی قدس سرہ نے کہا ہے کہ چالیس روز سے زیادہ کے واسطے ذخیرہ کر رکھنے سے بھی
توکل باطل نہین ہوتا بشرطیکہ ذخیرہ کر رکھنے پر آدمی بھروسا نکرے حسین مغازنی رحمہ اللہ تعالی حضرت بشر حافی قدس سرہ کے
مرید تھے اونھون نے کہا ہے کہ ایکدن ایک ادھیڑ آدمی حضرت بشر حافی کی خدمت مین آیا حضرت بشر حافی نے مٹھی بھر
چاندی مجھے دیکر فرمایا کہ بہت اچھا اور خوش مزہ کھانا مول لا حالانکہ کبھی مین نے یہ بات اونسے نہ سنی تھی مین کھانا
لایا اونھون نے اوس آدمی کے ساتھ کھایا حالانکہ مین نے کبھی اونھین کسی کے ساتھ کھانا کھاتے نہ دیکھا تھا جب وہ کھاچکے
تو اوس مین سے بہت سا کھانا بچ رہا بس وہ ادھیڑ آدمی باقی کھانا سمیٹ کر اوٹھا لیگیا مجھے تعجب ہوا کہ بے اجازت
اوسنے ایسا امر کیا حضرت بشر حافی نے فرمایا کہ تجھے تعجب آیا مین نے کہا ہان فرمایا یہ حضرت فتح موصلی تھے آج شہر موصل سے میری
ملاقات کو آئے تھے اور کھانا اسواسطے اوٹھا لے گئے تاکہ مجھے تعلیم کردین کہ جب توکل پورا اور درست ہو تو ذخیرہ کرنا
نقصان نہین رکھتا پس حقیقت یہ ہے کہ تھوڑی امید توکل کی اصل ہے اسکا حکم یہ ہے کہ اپنے واسطے ذخیرہ نکرے
پس اگر ذخیرہ کرے اور اپنے ہاتھ مین مال کو ایسا جانے جیسا خزانۂ خدا مین اور اوسپر بھروسا نکرے تو توکل باطل نہین
ہوتا یہ جو ہمنے کہا یہ مرد مجرد کا حکم ہے اور عیالدار اگر خرچ یکسالہ ذخیرہ کر رکھے تو بھی اوسکا توکل باطل نہوگا لیکن اگر زیادہ جمع کر رکھی
گا تو البتہ توکل جاتا رہیگا جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیال کے لیے اونکے ضعف دل کے سبب سے قوت یکسالہ رکھتے
تھے اور اپنے واسطے صبح سے شام تک کا بھی قوت نہ چھوڑتے تھے حالانکہ اگر آپ رکھ چھوڑتے تو آپکے توکل مین کچھ
نقصان نکرتا اسواسطے کہ اوسکا آپکے ہاتھ مین ہونا اور غیر کے ہاتھ مین ہونا آپ کے نزدیک یکسان تھا مگر خلق کو اوسکے
درجے ضعف کے موافق آپ نے تعلیم فرمادیا حدیث شریف مین ہے کہ اصحاب صفہ مین ایک صحابی نے انتقال کیا لوگ
کپڑے مین کفنانے دو دینار پائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو داغ ہونگے اسمین دو احتمال ہین ایک یہ کہ اوسنے
دغا سے اپنے تئین مجرد ظاہر کیا اور عذاب کے طور پر آگ کے یہ دو داغ ہون دوسری یہ کہ اوسنے دغا نہ کی ہو مگر ذخیرہ کرنے
سے اوسکے درجے کو اوس جہان مین گھٹا دیا ہو جسطرح چہرے پر دو داغ ہونے سے جمال مین نقصان آجاتا ہے
جیساکہ دوسرے درویش کے حق مین فرمایا تھا یعنی جب اوسنے انتقال کیا تو آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اسکا
چہرہ چودھوین رات کے چاند کاسا ہوگا اور اگر ایک خصلت اس مین نہوتی تو آفتاب کے مانند ہوتا وہ خصلت یہ تھی کہ ایک
جوڑا ول دوسرے جاڑون تک رکھتا تھا اور ایک گرمی کے کپڑے دوسری گرمی کی فصل تک رکھ چھوڑتا تھا اور فرمایا کہ

کہ یقین و صبر سب چیزون سے کم تمھین ملے ہین یعنی کپڑا رکھ چھوڑنا یقین کم ہونے کے سبب سے ہوتا ہے مگر اس بات پر اتفاق ہے کہ دسترخوان کھڑا ہوتا کتوسا اور جو چیزین ہمیشہ کام آتی ہین اونکا رکھ چھوڑنا درست ہے اسواسطے کہ عادۃ اللہ یون جاری ہے کہ روئی کپڑا ہر سال اوسی وجہ سے پیدا ہوتا ہے مگر یہ برتن وغیرہ ہر گھڑی نہین پیدا ہوتے اور عادۃ اللہ کے خلاف کرنا درست نہین لیکن گرمی کے کپڑے جاڑون مین کام نہین آتے اور اونکا رکھ چھوڑنا ضعف یقین سے ہوتا ہے **فصل** ایعزیز جانتو کہ اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ اگر ذخیرہ نکر رکھیگا تو اوسکا دل مضطرب ہوگا اور خلق سے امیدوار رہیگا ایسے آدمی کو ذخیرہ کر رکھنا اولتر ہے بلکہ اگر ایسا ہو کہ اوسکا دل مطمئن نہ رہے اور ذکر و فکر مین مشغول نہو سکے مگر بقدر کفایت زمین رکھنے سے مطمئن اور مشغول ہو تو اوسے یہی اولتر ہے کہ بقدر کفایت زمین رکھے اسواسطے کہ ان سب باتون سے دل ہی مقصود ہے تا کہ حق تعالی کے ذکر مین ڈوبا رہے اور بعضے دل ایسے ہوتے ہین کہ مال کا ہونا اونھین یاد خدا سے باز رکھتا ہے اور مفلسی مین تسکین حاصل ہوتی ہے ایسا دل بہت شریف ہوتا ہے اور بعض دل ایسا ہوتا ہے کہ قدر کفایت کے بغیر اوسے تسکین نہین ہوتی ایسے شخص کو زمین رکھنا اولتر ہے لیکن اگر تجمل اور شان و شوکت زیادہ ہونے کے بغیر دل کو تسکین نہو تو ایسا دل دینداروں کے دلون مین سے نہین ہے اور اوسکا کچھ حساب نہین **تیسرا مقام** اوس اسباب کا بیان جنسے رفع ضرر ہو ایعزیز جانتو کہ جو سبب یقینی یا اکثر ہوتا ہے اوس سے حذر کرنا شرط توکل نہین ہے بلکہ متوکل اگر دروازہ بند کر کے قفل لگا دے تا کہ چور مال نہ لیجائے تو توکل باطل نہوگا اور ہتھیار سنبھالکر دشمن سے بچے تو بھی توکل نہ باطل ہوگا اور اگر لبادہ پہنے تا کہ سردی نہ معلوم ہو تو بھی توکل باطل نہوگا لیکن اگر مثلاً سیر ہو کر کھانا کھائے تا کہ حرارت درونی غالب ہو جائے اور سردی نہ معلوم ہو تو ایسے باریک اسباب توکل کو توڑ ڈالتے ہین جیسے داغ اور منتر مگر جو ظاہر اسباب ظاہر مین سے ہے اوس سے دست بردار ہونا شرط توکل نہین ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین ایک اعرابی حاضر ہوا آپ نے فرمایا تو نے اونٹ کیا کیا اوسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین نے اوسے چھوڑ دیا اور توکل کیا فرمایا اوسے باندھ اور توکل کر لیکن اگر آدمی سے کوئی رنج پہونچے اوسکا متحمل ہونا اور اوسے دفع نکرنا منجملہ توکل ہے جیسا کہ حق تعالی نے فرمایا وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اور فرمایا وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ لیکن اگر سانپ بچھو درندون سے رنج پہونچے تو صبر کرنا نہ چاہیے دفع کرنا چاہیے پس جسنے دشمن سے بچنے کے واسطے ہتھیار سنبھالا وہ باین طور متوکل ہوتا ہے کہ اپنے قوت بازو اور ہتھیار پر بھروسا نکرے اور جب گھر کے دروازے مین قفل چڑھا دیا تو قفل پر بھروسا نکرے اسواسطے کہ بہتیرے قفل چور کو دفع نہین کرتے اور متوکل کی علامت یہ ہے کہ اگر گھر مین جائے اور چور مال لے گیا ہو تو قضای الٰہی پر راضی رہے رنجیدہ نہو بلکہ جب باہر جانے لگے تو زبان حال سے کہے کہ اے اللہ مین اسواسطے قفل نہین لگاتا ہون کہ تیری مشیت اور قضا کو دفع کرون اسلیے لگاتا ہون کہ تیری عادت کی موافقت کرون اگر اس مال پر تو کسیکو مسلط کر دیگا تو مین تیرے حکم سے راضی ہون اسواسطے کہ مجھے نہین معلوم کہ یہ مال اوسکی

ف [illegible] اونٹ [illegible] اور قضای الٰہی پر راضی ہو کر توکل کرے [illegible] ۱۲

دارین کے واسطے تو نے پیدا کر کے عاریتہً مجھے یہ دکیا ہے یا میری ہی روزی کے لیے پیدا کیا ہے پس اگر گھر کا دروازہ بند کر جائے اور پھر آکر مال کو گھر میں نہ دیکھے اور رنجیدہ ہو تو اسکا نتیجہ یہی ہے کہ جان لے کہ میرا توکل درست نہیں توکل کا جو خیال آیا تھا وہ شیطان نے دھوکا دیا تھا لیکن اگر چپ رہے اور گلہ نکرے تو اسے صبر ہی کا درجہ پایا اور شکایت کرنے پر مستعد ہوگا اور چور کی تلاش میں کد کریگا تو صبر کے مرتبہ سے بھی گر گیا اور جان لے کہ میں نہ صابروں میں ہوں نہ متوکلوں میں ہوں پس ایسے حال میں توکل کا دعوی تو بالائے طاق رکھے غیر اوسکے چوری سے یہی بڑا فائدہ ہوا **سوال** اگر کوئی کہے کہ وہ اگر مال کا محتاج ہوتا تو دروازہ نہ بند کرتا اور مال کی حفاظت نکرتا جب اوسنے اپنی حاجت کے واسطے مال کی حفاظت کی اور چور چورا لے گئے تو کیونکر ممکن ہے کہ رنجیدہ نہو **جواب** یہ ہے کہ اسطرح ممکن ہے کہ جب تک وہ مال خدا نے اوسکو دیا تھا تو وہ خیال کرتا تھا کہ میری بھلائی اسی میں ہے کہ میرے پاس ہے اور اس بھلائی کی علامت یہ ہے کہ خدا نے وہ مال اوسکو دیا تھا اب اوسکی بھلائی اسی میں ہے کہ اوسکے پاس نہ ہو اور اوسکی علامت یہ ہے کہ خدا نے اوس سے لے لیا پس دونوں حالتوں میں اپنی بھلائی کی وجہ سے خوش ہے اور اس بات کا ایمان لائے کہ حق تعالی اوسکے حق میں وہی کرتا ہے جس میں اوسکی بھلائی ہے وہ اپنی بھلائی نہیں جانتا خدا ہی خوب جانتا ہے اسکی مثال اوس بیمار کی سی ہے جسکا پدر مشفق طبیب ہو اگر اوس بیمار کو گوشت کھلاتا ہے تو بھی وہ بیمار خوش ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ اس میں میری تندرستی کے آثار نہوتے تو یہ کھانیکو نہ دیتا اور اگر گوشت اوسکے ہاتھ سے چھین لیتا ہے تو بھی وہ بیمار خوش ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر یہ گوشت میرے حق میں مضر نہوتا تو یہ چھین نہ لیتا آدمی کو جب تک یہ ایمان نہو تب تک اوس سے توکل نہوگا توکل کا دعوی بیجا اور بے اصل ہوگا **متوکل کے آداب** ایعزیز جانتو کہ جب مال چوری جائے تو متوکل کو چاہیے کہ چھ آداب بجا لائے پہلا ادب یہ ہے کہ دروازہ بند کرنے میں بہت مبالغہ او اصرار نکرے اور بہت سی زنجیریں اور قفل نہ لگائے اور پہرہ والوں سے نگہبانی نہ چاہے مگر آسانی کرے حضرت مالک ابن دینار رحمہ اللہ تعالی گھر کے دروازے پر تاگا باندھتے اور کہتے کہ اگر کتے کے آنیکا اندیشہ نہوتا تو میں تاگا بھی نہ باندھتا دوسرا ادب یہ ہے کہ جس مال کو یقین جانے اور سمجھے کہ چور اسکے لالچ میں آئیگا اوسے گھر میں نہ رکھے اسواسطے کہ وہ گناہ کی طرف چور کی ترغیب کا سبب ہوگا مغیرہ نے حضرت مالک دینار قدس سرہ کو زکوۃ کا مال بھیجا اونھوں نے تھوڑی دیر کے بعد وہ مال پھیر بھیجا کہ اپنا مال لیلو اسواسطے کہ شیطان میرے دل میں وسواس ڈالتا ہے کہ چور لیجائیگا اونھوں نے یہ نہ چاہا کہ میرے دل میں وسواس ہے اور چور گناہ میں مبتلا ہو حضرت ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالی نے جب یہ حال سنا تو فرمایا یہ صوفیوں کی بزدلی ہے مالک دینار دنیا کے باب میں زاہد ہیں اونھیں اس سے کیا کہ چور لیجائیگا یہ خیال کا مل ہے تیسرا ادب یہ ہے کہ جب باہر نکلے تو نیت کرے کہ اگر میرا مال چور لیجائیگا تو اوسے مبارک ہو اوسکے واسطے بحل اور مباح ہے تاکہ شاید چور محتاج ہو اور اوسکا کام نکلے اور اگر تونگر ہو تو شاید اس مال کے سبب سے اور کسی مسلمان بھائی کا مال نہ چورائے اور اس شخص کا مال اور مسلمانوں پر سے صدقہ ہو جائے یہ بات چور پر بھی مہربانی ہے اور اور مسلمان بھائیوں پر بھی اور یہ جان لے کہ اس نیت

کے سبب سے خدا کی مشیت نہین ٹل جاتی چور چور الیجائے خواہ نہ چور الیجائے اوسے صدقے کا ثواب حاصل ہوگا ایک درم کے
عوض سات سو درم اسواسطے کہ وہ تو اپنی نیت کر چکا جیسا کہ حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص اپنی جورو سے صحبت کرنے مین
عزل نکریگا اور نطفہ ڈال دیگا تو فرزند پیدا ہو خواہ نہ پیدا ہو اوسکے واسطے ایسے ایک غلام کا ثواب لکھتے ہین جو راہ خدا مین
جنگ کرے حتی کہ کفار اوسے شہید کر ڈالین یہ ثواب اسواسطے ہے کہ جو کام اوسکے ذمے تھا اوسنے تو ادا کیا اگر فرزند
ہوتا تو اوسکا پیدا کرنا اور زندہ رکھنا اوس شخص کے اختیار مین نہ تھا اوسکا ثواب عذاب اوسکے افعال پر ہوتا چوتھا ادب یہ ہے
کہ مال چوری جانے سے رنجیدہ نہو اور جان لے کہ میری بہتری اسی مین تھی کہ چور لیجائین اور اگر کہہ چکا ہو کہ یہ مال مین نے
فی سبیل اللہ کیا تو اوسے تلاش نکرے اور اگر اوسے پھیر دین تو نہ لے اور اگر لے لیگا تو اوسی کا مال ہے فقط نیت کرنے
سے ملک سے نکل نہین جاتا لیکن پھیر لینا مقام توکل مین خوب بات نہین ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کا ایک اونٹ
چور لیگئے آپ نے اوسے ڈھونڈھنا شروع کیا حتی کہ ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے تھک گئے تو کہا فی سبیل اللہ اور مسجد
مین آکر نماز پڑھنے لگے ایک شخص نے آکر کہا کہ اونٹ فلانی جا ہے آپ نے ڈھونڈھنے کے واسطے جوتے مین پاؤن
ڈالا اور استغفر اللہ کہکر بیٹھ گئے اور کہنے لگے کہ مین نے فی سبیل اللہ کہا تھا اب اوسکے قریب بھی نہ جاونگا ایک بزرگ
کہتے ہین کہ مین نے خواب مین ایک مسلمان بھائی کو بہشت مین غمگین دیکھا پوچھا تو کیون دلگیر ہے بولا قیامت تک یہ غم
میری ساتھ رہیگا اسواسطے کہ علیین مین اوپر مقامات بلند مجھے دکھائے گئے کہ تمام بہشت مین ویسے نہ تھے مین نے خوش
ہوکر اون مقامات کا قصد کیا ندا آئی کہ اس شخص کو نکال دو کیونکہ یہ مقامات اون لوگون کے واسطے ہین جنہون نے سبیل جاری رکھی ہین تو نے پھیر لیا
جاری رکھنا کیا ہے جواب ملا کہ تو نے کہا تھا کہ فلانی چیز فی سبیل اللہ ہے پھر اوسکا نباہ نہ کیا اگر تو نے اپنا قول پورا کیا
ہوتا تو یہ مقامات بھی سب تجھے دیے جاتے ایک شخص مکہ معظمہ مین سوتے سوتے بیدار ہوا تو روپیہ بھری ہوئی ہمیانی کھوئی
تھی ایک عابد بزرگ وہان تھا اوسپر اوسکی تہمت لگائی عابد نے ہمیانی کے مالک کو اپنے گھر لیجا کر پوچھا کہ ہمیانی مین کتنا روپیہ
تھا اوسنے جسقدر بتایا عابد نے اوسقدر اوسے دیا وہ جب روپیہ لیکر باہر آیا تو سنا کہ اوسکے کسی یار نے دل لگی سے اوسکی
ہمیانی لے لی ہے وہ پھر اور عابد کے پاس روپیہ پھیر لیگیا ہرچند کہا کہ اپنا روپیہ پھیر لو مگر عابد نے قبول نہ کیا اور کہا کہ جب مین نے
اپنی نیت مین اس روپیہ کو فی سبیل اللہ کر دیا ہے آخر کو کہا اچھا یہ روپیہ درویشون کو دیدیا جائے وہ روپیہ سب درویشون
کو دیدیا اسیطرح مثلا اگر کوئی شخص روٹی فقیر کو دینے لیگیا اور فقیر چلا گیا تو بزرگان سلف نے اوس روٹی کو گھر پھیر لیجا کر کھانا مکروہ
جانا ہے اور کسی دوسرے فقیر کو وہ روٹی دیدی ہے پانچوان ادب یہ ہے کہ ظالم چور کے واسطے بد دعا نکرے کیونکہ اس سے
توکل بھی باطل ہو جاتا ہے زہد بھی اس لیے کہ جو شخص گذشتہ پر تاسف کرے وہ زاہد نہین حضرت ربیع ابن خثیم قدس سرہ کا ایک
گھوڑا جو کئی ہزار درم قیمت کا تھا چور لیگئے حضرت ربیع نے کہا کہ مین نے دیکھا کہ لیے جاتے ہین لوگون نے کہا کہ پھر آپ نے
کیون لیجانے دیا فرمایا کہ مین جس کام مین تھا اوسے گھوڑے سے زیادہ دوست رکھتا ہون یعنی نماز مین تھا پھر چور کے واسطے

لوگ بددعا کرنے لگے فرمایا کہ بددعا نہ کرو اسواسطے کہ مین نے اوسے مباح اور بحل کردیا اور اوسے صدقے مین دیدیا ایک بزرگ سے لوگون
نے کہا کہ اپنے ظالم کے واسطے بددعا کیجیے فرمایا کہ اوسنے اپنے اوپر ظلم کیا ہے مجھپر نہین اوسے وہی شر کفایت کرتا ہے مین زیادہ
بار شر اوسپر نہین رکھہ سکتا حدیث شریف مین ہے کہ بندہ اپنے ظالم کے واسطے بددعا کرتا ہے اور برا کہتا ہے حتی کہ اپنے حق کا پورا
قصاص لے لیتا ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ ظالم کا حق اوسپر کچھہ اوسکا باقی بچ جائے چھٹا ادب یہ ہے کہ چور کے واسطے از راہ مہربانی
رنجیدہ ہونا چاہیے کہ اوس سے گناہ سرزد ہوگیا اور وہ اوسکے عذاب مین گرفتار ہوگا اور شکر کرے کہ مین مظلوم ہوا ظالم نہین
اور وہ نقصان مال دنیا مین ہوا دین مین نہین ہوا اسواسطے کہ اگر کسی شخص کا دل ایسے آدمی کے واسطے رنجیدہ نہو جو گناہ کو
حلال سمجھا وہ شخص خلق کی نصیحت اور شفقت سے دست بردار ہوگیا حضرت فضیل نے اپنے بیٹے علی رحمہما اللہ تعالی کو دیکھا
کہ اونکا مال چور لیگئے تھے اور وہ رو رہے تھے پوچھا کہ تم اپنے مال کے واسطے روتے ہو کہا نہین بلکہ اوس غریب مسکین
کے حال پر روتا ہون جسنے ایسا برا کام کیا اور قیامت مین اوسے عذر وحجت کا محل نہوگا **چوتھا مقام** بیماری کے علاج
مین اور جو ضرر حاصل ہوا ہو اوسکے دفع کرنے کے بیان مین اے عزیز جانو کہ علاج کے تین درجے مین ایک یقینی جیسے روٹی
سے بھوک کا علاج اور پانی سے پیاس کا علاج اور جو آگ مین لگی ہو پانی ڈال دینا اوسکا علاج ایسے علاجون سے دست بردار ہونا منجملہ توکل نہین
بلکہ حرام ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ علاج یقینی ہو نہ ظنی مگر احتمال ہو کہ اثر کرے جیسے منتر داغ فال اس علاج سے دست بردار ہونا توکل ہے جیسا کہ حدیث
شریف مین ہے کہ ایسی چیزین کرنا اسباب مین مبالغہ کرنے اور اون چیزون پر بھروسا کرنے کی علامت ہے اور انمین سب سے بڑھکر
داغ ہے پھر منتر اور سب کے پیچھے فال ہے کہ اوسے طیرہ کہتے ہین تیسرا درجہ ان دونون درجون کے درمیان مین ہے وہ علاج ہے
کہ یقینی وہ نہو مگر ظن غالب ہو جیسے فصد کھلانا یا پچھنے لگوانا مسہل پینا اور سردی سے گرمی کا علاج کرنا اور گرمی سے سردی کا
علاج کرنا انسے دست بردار ہونا حرام ہے نہ یہ شرط توکل مین بعض اوقات انکا کرنا نہ کرنے سے اولی تر ہوتا ہے اور بعض
اوقات نہ کرنا کرنے سے اولی تر ہوتا ہے انکا ترک شرط توکل نہین اسپر یہ دلیل ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ
قول وفعل مین قول یون ہین کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اے بندگان خدا دارو کا استعمال کرو اور فرمایا ہے کہ کوئی بیماری ایسی
نہین جسکی دوا نہو مگر موت لیکن کبھی لوگ جانتے ہین کبھی نہین جانتے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ دارو دوا منتر کیا تقدیر الہی
کو پھیر دیتے ہین فرمایا کہ یہ بھی تقدیر الہی ہین اور فرمایا ہے کہ مین ملائکہ کی جس قوم کی طرف گذرا اوس نے کہا کہ آپ اپنی امت کو پچھنے لگوانے
کا حکم کیجیے اور فرمایا ہے کہ سترھوین اور انیسوین اور اکیسوین تاریخ پچھنے لگوایا کرو کہ ایسا نہو کہ غلبہ خون تمھین ہلاک کرے اور فرمایا ہے
کہ خدا کے حکم سے خون ہلاکت کا سبب ہو اور بدن سے خون نکلوانے اور کپڑے سے سانپ نکالنے یا گھر مین آگ لگی ہوئی بجھانے
مین کچھ فرق نہین اسواسطے کہ یہ سب موجب ہلاکت ہین اور انکا ترک کرنا شرط توکل نہین اور فرمایا ہے کہ منگل کے دن سترھوین تاریخ
پچھنے لگوانا سال بھر کی بیماری کو دور کرتا ہے حدیث منقطع مین یہ روایت ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد
ابن معاذ رضی اللہ تعالی عنہ کو فصد کھلوانیکا حکم فرمایا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی آنکھہ مین درد تھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا کہ یہ نہ کھانا یعنی رطب اور یہ کھاؤ یعنی ورق چقندر کا کہ جو کے ساتھ پکا کر اور حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری آنکھ دکھتی ہے اور تم خرما کھاتے ہو اونھون نے مزاحاً عرض کیا کہ یا رسول اللہ
جدھر کی آنکھ مین درد ہے اودھر کے کلے سے نہین کھاتا دوسرے کلے سے کھاتا ہون آپ ہنس دیے اور حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے فعل یہ ہین کہ آپ ہر شب چشم مبارک مین سرمہ لگاتے اور ہر مہینے مین پچھنے لگواتے اور ہر سال مین دوا نوش
فرماتے اور جب وحی نازل ہوتی تو سر مبارک مین درد ہونے لگتا آپ مہندی لگا لیتے اور جب کسی مقام پر جسم مبارک مین زخم
ہو جاتا تو آپ وہان پر مہندی رکھ لیتے اور اکثر زخم پر مٹی ڈال لیتے اور طب النبی ایک کتاب علما نے جمع کی ہے حضرت موسیٰ
علیہ السلام کو ایک بیماری ہوئی بنی اسرائیل نے کہا کہ فلانی چیز اوسکی دوا ہے فرمایا کہ مین دوا نہ کرونگا تا کہ شافی مطلق خود
شفا عطا فرماوے وہ بیماری بڑھی لوگون نے کہا کہ اسکی دوا مشہور اور مجرب ہے اوسکے استعمال سے آدمی فوراً اچھا ہو جاتا ہے
فرمایا مجھے نہین منظور بیماری باقی رہی وحی نازل ہوئی کہ اے موسیٰ مجھے قسم ہے اپنی عزت کی کہ جب تک تو دوا نہ کھاوے
گا صحت نہ دونگا آپ نے دوا کھائی اور صحت پائی آپ کے دل مین کچھ خطرہ آیا وحی آئی کہ اے موسیٰ تو نے کیا چاہا تھا
کہ اپنے توکل سے میری حکمت کو باطل کر دے دواؤن مین میرے سوا اور کسنے منفعتین رکھی ہین ایک نبی علیہ السلام نے
اپنے ضعف کی شکایت کی وحی آئی کہ گوشت کھا دودھ پی ایک قوم نے اپنے زمانے کے رسول سے اپنی اولاد کی بدصورت
ہونے کی شکایت کی وحی آئی کہ ان لوگون سے کہدو کہ انکی عورتین ایام حمل مین بہی کھائین تو اونکی اولاد خوبصورت ہوگی
عورتین ایام حمل مین بہی اور ایام نفاس مین رطب کھانے لگین تب ان سب روایتون سے معلوم ہوا کہ جسطرح کھانا پانی سبب
سیری ہے اوسیطرح دوا موجب شفا ہے اور سب کچھ مسبب الاسباب ہی کی تدبیر سے ہے حدیث شریف مین ہے کہ حضرت
موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ بیماری کسکے سبب سے ہے اور شفا کسکے سبب سے ارشاد ہوا کہ دونون میرے حکم سے
ہین عرض کیا کہ پھر طبیب کس کام آتا ہے ارشاد ہوا کہ طبیب اسواسطے ہے کہ علاج کے ذریعے سے روزی کھائین اور میرے
بندون کو خوشدل رکھین پس علاج کے باب مین بھی توکل علم اور حال سے ہے کہ آدمی دوا پیدا کرنیوالے پر نظر رکھے دوا
پر نہین اسواسطے کہ بہتون نے دوا کھائی اور ہلاک ہو گئے **فصل** اے عزیز جان تو کہ دفع مرض کے واسطے داغ دینا بھی بعضون
کی عادت ہے لیکن یہ فعل کہ نا درجہ توکل سے آدمی کو گرا دیتا ہے بلکہ اس فعل کی خود ممانعت آئی ہے اور منتر کی ممانعت نہین ہے
اسواسطے کہ آگ سے جلانے مین زخم خطرناک ہوتا ہے اور آگ کے سرایت کر جانے مین خوف ہے یہ فصد اور پچھنے کے مانند
نہین اور اوسکا نفع بھی فصد اور پچھنے کے نفع کے مثل نہین ظاہر ہوتا اور دوسرا علاج بھی اوسکی عوض ہو سکتا ہے حضرت عمران
ابن الحصین رحمہ اللہ تعالیٰ کو کوئی بیماری ہوئی لوگون نے کہا کہ داغ لیجیے اونھون نے نہ داغا لوگون نے جب بہت منت
وسماجت کی تو اونھون نے داغ لیا بعدہ کہتے تھے کہ قبل ازین مین ایک نور دیکھتا تھا اور ایک آواز سنتا تھا اور ملائکہ
مجھے سلام علیک کیا کرتے تھے جبسے مین نے یہ داغ لیا ہے وہ سب باتین جاتی رہین پھر توبہ اور استغفار کی پھر مطرف

ہبن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہما سے کہا کہ مدت کے بعد حق تعالی نے وہ کرامت پھر مجھے عنایت فرمائی یہ بیان کہ بعضے احوال مین دوا نہ کھانا اولی ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل کے مخالف نہین ایعزیز جانتو کہ اکثر بزرگون نے علاج نہین کیا شاید کوئی شخص اعتراض کرے کہ اگر علاج نہ کرنے مین کمال ہوتا تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی دوا نہ کھاتے ایعزیز یہ اعتراض باینطور اوٹھہ جائیگا کہ تو جان لے کہ دوا نہ کھانیکے چھہ سبب ہوتے ہین پہلا سبب یہ ہے کہ وہ شخص صاحب کشف ہو اور اوسے معلوم ہوگیا ہو کہ موت آپہونچی ہے اسی سبب سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ سے لوگون نے جب کہا کہ اگر طبیب کو بلا لیئے تو کیا مضائقہ ہے آپ نے فرمایا کہ طبیب مجھے دیکھکر کہچکا ہے کہ اِنِّی اَفْعَلُ مَا اُرِیْدُ یعنی مین جو چاہتا ہون وہی کرتا ہون دوسرا سبب یہ ہے کہ بیمار خوف آخرت مین مشغول ہو اور اوسکے دل مین علاج کا خیال ہی نہ آئے جیسا کہ حضرت ابوالدردا رضی اللہ تعالی عنہ سے بیماری کی حالت مین لوگون نے پوچھا کہ تم کس سبب سے نالان ہو کہا گناہون کے سبب سے پوچھا کس چیز کی آرزو رکھتے ہو کہا رحمت خدا کی پوچھا طبیب کو بلائین کہا مجھے طبیب ہی نے بیمار کیا ہے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ کو درد چشم تھا لوگون نے کہا تم علاج کیون نہین کرتے جواب دیا یہ مین علاج سے بڑھکر ایک شغل رکھتا ہون اسکی مثال ایسی ہے جیسے کسیکو پادشاہ کے پاس لیے جاتے ہین تاکہ پادشاہ اسے سیاست کرے اور کوئی شخص اوس سے کہے کہ تو روٹی نہین کھاتا اور وہ جواب دے کہ بھوک کی کیا پروا ہے تو اوسکا یہ کہنا روٹی کھانیوالے پر طعن نہین ہوتا اور اس کہنے مین روٹی کھانیوالے کی مخالفت نہین ہوتی اور یہ مستغرق آدمی ایسا ہوتا ہے جیسا حضرت سہل رحمہ اللہ تعالے سے لوگون نے پوچھا کہ قوت کیا ہے کہا حی قیوم کا ذکر کہا ہم قوام کو پوچھتے ہین جواب دیا کہ قوام علم ہے کہا کہ ہم غذا کو پوچھتے ہین جواب دیا کہ غذا ذکر ہے کہا کہ ہم طعام بدن کو پوچھتے ہین فرمایا کہ بدن سے دست بردار رہو اور اوسے صانع کے سپرد کرو تیسرا سبب یہ ہے کہ وہ بیماری دیرپا ہو اور بیمار کے نزدیک اوسکا علاج افسون کے مثل ہو یعنی اوسکی منفعت نادر ہو جو شخص طب نہین جانتا وہ اکثر دواؤن کو ایسا ہی سمجھتا ہے حضرت ربیع ابن خثیم رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ مین نے چاہا کہ اپنی بیماری کی دوا کرون پھر مین نے خیال کیا کہ عاد اور ثمود اور جو لوگ گذر گئے ہین اونمین بہتیرے طبیب تھے باایں ہمہ وہ سب مرگئے اور طب سے کچھ فائدہ نہوا ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ طب کو وہ اسباب ظاہر سے نہ سمجھے تھے چوتھا سبب یہ ہے کہ بیمار یہ نہ چاہے کہ میری بیماری جاتی رہے تاکہ اوسے بیماری کا ثواب حاصل ہوا کرے اور اپنے صبر کی آزمائش کیا کرے اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ حق تعالی بندے کو بلا سے اسطرح آزماتا ہے جیسے سونے کو آگ سے آزماتے ہین کوئی سونا تو خالص نکلتا ہے اور کوئی خراب حضرت سہل رحمہ اللہ تعالی اورون کو دوا کا حکم کرتے اور خود ایک بیماری مین مبتلا تھے اوسکی دوا نکرتے اور کہتے کہ بیماری پر راضی ہوکر بیٹھے بیٹھے نماز پڑھنا تندرستی کے ساتھ کھڑے ہوکر نماز پڑھنے سے افضل ہے پانچوان سبب یہ ہے کہ بیمار بہت گناہ رکھتا ہو اور چاہے کہ بیماری اون گناہون کا کفارہ ہوجائے اسواسطے کہ حدیث شریف

مین آیا ہے کہ بندے کو تپ لاحق رہتی ہے تاکہ اوسے گناہ سے پاک کردے حتی کہ اوسپر کوئی گناہ نہین باقی رہتا جسطرح
اولے پر کچھ گرد نہین ہوتی حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص بدن کی بیماری اور مال کی مصیبت مین کفارہ معاصی
کی امید پر خوش نرہے وہ عالم نہین حضرت موسی علیہ السلام نے ایک بیمار کو دیکھکر جناب آلہی مین عرض کیا کہ بارخدایا اوسپر
رحم کر ارشاد ہوا کہ اوسپر کیونکر رحم کرون مین تو اسی بیماری کے سبب سے اوسپر رحم کر رہا ہون سو اسطرح کہ اوسکے گناہون کا کفارہ
اور اوسکی ترقی مدارج بیماری کی وجہ سے کرتا ہون چھٹا سبب یہ ہے کہ بیمار یہ جانے کہ تندرستی غفلت اور اترانے اور سرکشی کا
سبب ہوتی ہے اور چاہتا ہے کہ بیماری باقی رہے تاکہ غفلت نہ آنے پاوے اور حق تعالی جسکی بھلائی چاہتا ہے اوسکو بلا بیماری
کے سبب سے ہمیشہ متنبہ رکھتا ہے اسی سبب سے بزرگون نے کہا ہے کہ مسلمان تین چیزون سے خالی نہین رہتا محتاجی
بیماری ذلت سے حدیث شریف مین ہے کہ حق تعالی نے فرمایا ہے کہ بیماری میری قید ہے اور محتاجی میرا قیدخانہ ہے
اپنی قید اور اپنے قیدخانے مین اوسکو رکھتا ہون جسے دوست رکھتا ہون پس چونکہ تندرستی گناہون کی طرف کھینچتی ہے
تو بیماری ہی مین خیریت ہے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے کچھ لوگون کو آراستہ دیکھکر پوچھا کہ یہ کیا ہے اور لوگون
نے کہا کہ آج انکی عید کا دن ہے فرمایا کہ جسدن ہم گناہ نکرین وہی ہماری عید کا دن ہے ایک بزرگ نے کسی سے پوچھا
کہ کیسے ہو اوسنے جواب دیا خیریت سے ہون کہا جسدن تم گناہ نہین کرتے اوسدن خیریت سے ہو اور اگر گناہ کرتے ہو تو اس سے
زیادہ سخت اور کون بیماری ہے بزرگون نے کہا ہے کہ فرعون نے اس سبب سے خدائی کا دعوی کیا کہ چار سو برس تک
اوسے نہ درد سر ہوا نہ تپ آئی اگر اوسے ساعت بھر آدھا سیسی کا درد ہوتا تو ہرگز ایسا دعوی نکرتا [illegible]
کہا ہے کہ بندہ جب ایکدن بیمار ہوتا ہے اور توبہ نہین کرتا تو ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام کہتے ہین کہ او غافل کئی بار
مین نے اپنا قاصد تیرے پاس بھیجا اور تجھے کچھ فائدہ نہوا اور بزرگون نے کہا ہے کہ نہ چاہیے کہ بندۂ مومن چالیس دن
رنج یا بیماری یا خوف یا نقصان سے خالی رہے جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے ایک عورت کے ساتھ نکاح کرنا چاہا
لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اوسے کبھی بیماری نہین ہوتی اور سمجھے کہ یہ تعریف ہے آپ نے فرمایا تو مجھے اوسکی خواہش نہین
ایک دن جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صداع کا ذکر کرتے تھے ایک اعرابی نے کہا صداع تو کیا چیز ہے مجھے کبھی کوئی بیماری
نہین ہوئی آپ نے فرمایا کہ میرے پاس سے دور ہو جسے ایک دوزخی دیکھنا منظور ہو اوس سے کہدو کہ اس اعرابی کو دیکھ لے
ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ
کسیکو شہید کا درجہ بھی ہوتا ہے فرمایا ہان اوس شخص کو ہوتا ہے جو دن بھر مین بیس بار موت کو یاد کرے اور اسمین کچھ شک نہین کہ
بیمار بیس بار سے زیادہ دن بھر مین موت کو یاد کرتا ہے پس ان ہی سببون سے کچھ لوگون نے علاج نہین کیا اور جناب
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین ان باتون کے محتاج نہ تھے اس سبب سے علاج کیا تا [illegible] اسباب ظاہرہ کا کرنا
خلاف توکل نہین ہے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ ملک شام کو جاتے تھے آپ کو خبر پہونچی کہ وہان طاعون کی

شدت سے ہے بعض لوگون نے کہا کہ وہان ہم نہ جائین گے بعضون نے کہا کہ قضا و قدر سے ہم حذر نہ کرینگے حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا کہ ہم تقدیر الٰہی سے تقدیر الٰہی کیطرف بھاگین گے اور فرمایا کہ اگر تم مین سے کسی ایک شخص کے دو وادی ہون ایک ہرا ایک خشک تو چروا ہا بکریون کو جس وادی مین لیجائے وہ تقدیر الٰہی سے ہے پھر حضرت عمر نے حضرت عبد الرحمن ابن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلایا کہ وہ اس باب مین کیا کہتے ہین اونہون نے کہا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مین نے سنا ہی کہ فرماتے تھے کہ جب تم سنو کہ فلانی جگہ وبا ہے تو وہان نہ جاؤ اور جب تم ایسی جگہ ہو جہان وبا موجود ہو تو وہان سے نہ بھاگو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ الحمد للہ میری رائے حدیث شریف کے مطابق ہوئی اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اس بات پر متفق ہوئے مگر جہان وبا ہو وہان سے نکلجانے کی جو ممانعت ہوئی اسکا سبب یہ ہے کہ اگر تندرست لوگ چلے جائینگے تو بیمار خراب پڑے رہین گے اور ہوا جب باطن مین اثر کر گئی تو باہر نکلجانا بے فائدہ ہے اور بعض احادیث مین یون آیا ہے کہ محل وبا سے بھاگجانا ایسا ہے جیسا کوئی جہاد مین کافر سے بھاگجائے اس مشابہت کی وجہ یہ ہے کہ جسطرح جہاد سے بھاگنے مین بقیہ مجاہدین اور زخمیون کا دل ٹوٹ جاتا ہے اوسیطرح یہان بیمارون کا جی چھوٹ جاتا ہے اور بھاگ جانے کی صورت مین ایسا کوئی نہ رہیگا کہ بیمارون کو کھانا پانی دے اور اونکی بیمار داری کرے تو وہ یقیناً ہلاک ہوجائین گے اور بھاگنے والیکا بھاگ بچنا مشکوک و مشتبہ ہے **فصل** ایعزیز جانتو کہ بیماری کا چھپانا شرط توکل ہے بلکہ اظہار اور گلہ کرنا مکروہ ہے مگر بعذر مکروہ نہین مثلاً بیمار طبیب سے بیماری کا حال کہے یا اپنا عجز ظاہر کیا چاہے اور رعونت اور تیزی اپنے نفس سے نکالنا منظور ہو جیسا کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار تھے آپ سے لوگون نے پوچھا کہ آپ اچھے ہین بخیریت ہین فرمایا نہین لوگون نے تعجب کیا اور ایک دوسرے کو دیکھنے لگا جناب امیر نے فرمایا کہ کیا حق تعالے کے ساتھ بھی بہادری اور تیزی کرون یہ بات اون ہی کو زیبا تھی کہ باوصف قوت و بزرگی کے اپنا عجز ظاہر کرتے تھے اسی سبب سے دعا مانگی کہ یا رب مجھے صبر عطا کر اور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی سے خیر و عافیت مانگ بلا اور مصیبت نہ مانگ پس جبکہ کوئی عذر ہو تو بر سبیل شکایت بیماری کا اظہار کرنا حرام ہے اور اگر شکایۃً نہو تو درست ہے مگر اظہار سے باز رہنا اولی تر ہے اسواسطے کہ شاید کیفیت واقعی سے کچھ زیادہ اظہار ہوجائے اور لوگون کو شکوے کا گمان ہو علما نے کہا ہے کہ بیماری مین واویلا اور نالہ و زاری نکرنا چاہیے کہ اس مین اظہار ہے ابلیس نے حضرت ایوب علیہ السلام سے نالہ و فریاد کے سوا اور کوئی لم نہین پایا حضرت فضیل عیاض اور بشر حافی اور وہب ابن الورد جب بیمار ہوتے تو گھر کا دروازہ بند کر لیتے تاکہ کسیکو بیماری کی اطلاع نہو اور کہتے تھے کہ ہم چاہتے ہین کہ اسطرح بیمار ہون کہ کوئی ہماری عیادت نہ کرے

نوین اصل محبت اور شوق و رضا کے بیان مین

اے برادر اس بات کو معلوم کر کہ حق تعالی کی محبت اعلی ترین مقامات ہے بلکہ سب مقامات حاصل کرنے سے یہی مقصود

ہے کیونکہ ربع مہلکات اسواسطے ہے کہ جو چیز محبت آلہی سے باز رکھتی ہے اوس سے آدمی کا دل پاک ہوا اور تمام منجیات جو
قبل ازین ہم بیان کر چکے ہین وہ اسی کے مقدمات ہین جیسے توبہ صبر شکر زہد خوف و رجا وغیرہ اور جو بعد اسکے بیان ہے
وہ ایسکا ثمرہ اور اسیکا تابع ہے جیسے شوق و رضا غرضکہ بندے کا کمال اسی بات مین ہے کہ حق تعالی کی محبت اوسکے دل پر
ایسی غالب ہوجاے کہ اوسے بالکل گھیر لے اگر بالکل نہ گھیرلے تو بھلا اور چیزون کی محبت کی بہ نسبت غالب تو ہو اور محبت
آلہی کی حقیقت کو پہچاننا ایسا مشکل ہے کہ متکلمین کے ایک گروہ نے انکار کر کے کہا ہے کہ جو کوئی اپنی جنس سے نہو
آدمی اوسے دوست نہین رکھہ سکتا اور محبت خدا فقط اوسکی فرمانبرداری ہی کا نام ہے جو یہ سمجھتا ہے وہ اصل دین سے
خبر ہی نہین رکھتا اسکی شرح اور تفصیل کرنا ضرور ہے پہلے تو محبت آلہی کی ثابت کرنیوالی شرعی دلیلین ہم بیان کرتے ہین
پھر محبت کی حقیقت اور احکام بیان کرینگے **محبت آلہی کی فضیلت** اے عزیز جانتو کہ سب مسلمان اس بات پر متفق ہین
کہ حق تعالی کی محبت فرض ہے اور حق تعالی ارشاد فرماتا ہے یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهٗ اور جناب سرور انبیا علیہ الصلوۃ والثنا
فرماتے ہین کہ بندہ جب تک خدا و رسول کو اور سب چیزون سے زیادہ دوست نرکھے تب تک اوسکا ایمان درست نہین
لوگون نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ایمان کیا چیز ہے فرمایا یہ کہ بندہ خدا رسول کو اور
سب چیزون سے زیادہ دوست رکھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تک بندہ خدا و رسول کو
اہل و عیال اور زر و مال اور تمام خلق سے زیادہ دوست نہ رکھے تب تک وہ ایماندار نہین اور حق تعالی نے بھی تہدید کی
ہے اور فرمایا ہے قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ یعنی اگر باپ بیٹا مال تجارت گھر اور جو چیز تم رکھتے
ہو اوسے خدا رسول سے زیادہ دوست رکھتے ہو تو مہیا رہو حتی کہ حکم آپہونچے ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین آپ کو دوست رکھتا ہون فرمایا محتاجی پر آمادہ رہ اوسنے عرض کیا کہ خدا کو بھی دوست
رکھتا ہون فرمایا بلا پر مہیا رہ حدیث شریف مین ہے کہ جب ملک الموت حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہما السلام کی روح
قبض کرنے لگے تو جناب خلیل اللہ نے فرمایا کہ کبھی تمنے دیکھا ہے کہ دوست دوست کی جان لے وحی آئی کہ کبھی تو نے
دیکھا ہے کہ دوست دوست کے دیدار سے کراہت کرے پس حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ اے عزرائیل اب جان نکال لو مین نے
اجازت دی اور جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کی دعاؤن مین یہ دعا داخل ہے اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ حُبَّكَ
وَحُبَّ مَنْ اَحَبَّكَ وَحُبَّ مَا يُقَرِّبُنِيْ اِلٰى حُبِّكَ وَاجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ یعنی اے اللہ تعالی مجھے اپنی محبت
اور اپنے محبون کی محبت اور اوس چیز کی محبت جو مجھے تیری محبت سے قریب کردے اور اپنی محبت کو مجھپر اوس سے زیادہ
غالب کر جتنی پیاسے کو ٹھنڈے پانی کی محبت ہوتی ہے ایک اعرابی حاضر ہو کر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت
مین عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ قیامت کب ہوگی آپ نے فرمایا اے اعرابی اوس دن کے واسطے تو نے کیا رکھا ہے
اوسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ نماز روزہ تو مین بہت نہین رکھتا لیکن خدا و رسول کو دوست رکھتا ہون فرمایا فردای قیامت تو

تو اونکے ساتھ ہوگا جسے دوست رکھتا ہے اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ جسنے خدا کی محبت خالص کا مزہ
چکھا وہ دنیا سے باز رہا اور خلق سے متنفر ہوگیا اور حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ جس کسی نے خدا کو پہچانا
وہ اوسے دوست رکھتا ہے اور جسنے دنیا کو پہچانا وہ اوسے دشمن رکھتا ہے اور مسلمان جب تک غافل نہین ہوتا تب تک
خوش نہین ہوتا اسواسطے کہ جب اندیشہ کریگا تو غمگین ہوگا حضرت عیسی علیہ السلام ایک قوم کی طرف گذرے اوسے نزار اور ضعیف
دیکھا پوچھا تمھین کیا آفت پہونچی ہے اونھون نے عرض کیا کہ عذاب الہی کے خوف سے ہم گل گئے ہین فرمایا کہ خدا پر تمھارا
حق ہے کہ تمھین عذاب سے بیخوف کردے اور ایک قوم کی طرف حضرت عیسی علیہ السلام کا گذر ہوا وہ اس قوم سے بھی زیادہ نزار
اور ضعیف تھی اوس سے پوچھا کہ تمپر کیا بلا نازل ہوئی ہے عرض کیا کہ بہشت کی آرزو نے ہمین گلا رکھا ہے فرمایا خدا پر حق
ہے کہ تمھاری آرزو برلائے اور ایک قوم کی طرف گذر ہوا وہ دونون قومون سے زیادہ نزار اور ضعیف تھی اسکے چہرے
آئینہ کے مانند چمکتے تھے پوچھا تمھاری کیا حالت ہے عرض کیا کہ ہمین خدا کی محبت نے گلا رکھا ہے آپ اونکے پاس
بیٹھ گئے اور فرمانے لگے کہ تم مقرب لوگ ہو تمھارے پاس بیٹھنے کا مجھے حکم ہے حضرت سری سقطی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ فردای
قیامت کو ہر ایک کے تئین انبیا کے نام کے ساتھ پکارینگے اور کہین گے یا امت موسی یا امت عیسی یا امت محمد مگر خدا کے
دوستون کو اسواسطے کہ انھین یون پکارینگے کہ اے اولیاء اللہ تعالی کے پاس آؤ پس اونکے دل خوشی سے بھر جائینگے
بعض کتب انبیا علیہم السلام مین ہے کہ اے بندے مین تجھے دوست رکھتا ہون اپنے اوس حق کے سبب سے جو تجھپر ہے کہ
تو بھی مجھے دوست رکھتا ہے **محبت الہی کی حقیقت** اے عزیز جانتو کہ محبت الہی ایسی مشکل چیز ہے کہ ایک گروہ نے
انکار کرکے کہا کہ حق تعالی کے ساتھ محبت ہو ہی نہین سکتی پس اگرچہ یہ نازک بات ہے ہر ایک نہین سمجھ سکتا مگر اسکی شرح اور
تفصیل بیان کرنا ضرور ہے مثالون مین اسکی تفصیل ہم ایسی صاف صاف ظاہر کرتے ہین کہ جو کوئی توجہ کرے سمجھ لے اے عزیز
جانتو کہ پہلے اصل محبت کو پہچاننا چاہیے کہ کیا ہے جانتو کہ جو چیز اچھی معلوم ہو اوسکی طرف طبیعت کی رغبت کو محبت کہتے
ہین اگر وہ رغبت قوی ہے تو اوسے عشق کہتے ہین اور جو چیز بری معلوم ہو اوس سے طبیعت کی نفرت کو عداوت کہتے ہین
اور جہان اچھائی اور برائی نہین ہوتی وہان محبت اور عداوت بھی نہین ہوتی اے عزیز اب تجھے یہ جاننا چاہیے کہ اچھائی کیا ہوتی
ہے جانتو کہ طبیعت کے حق مین سب چیزین تین قسم پر ہین ۱ بعضی چیزین طبیعت کے موافق ہوتی ہین اور طبیعت سے ساز رکھتی
ہین بلکہ طبیعت خود اونکی خواہش کرتی ہے اوس موافق کو اچھی چیز کہتے ہین اور ۲ بعضی چیزین طبیعت کے ناموافق اور ناسازگار
ہوتی ہین اور خواہش طبیعت کے برخلاف ہوتی ہین اوس ناموافق کو بری چیز کہتے ہین اور جو چیز نہ موافق طبع ہو نہ مخالف طبع اوسے
نہ اچھی کہتے ہین نہ بری اے عزیز اب تجھے یہ جاننا چاہیے کہ کوئی چیز تجھے اچھی اور بری نہین معلوم ہوتی تا وقتیکہ تو اوس سے پہلے
آگاہ نہولے اور چیزون سے آگاہی حواس اور عقل کے سبب سے ہوتی ہے اور حواس پانچ ہین ہر ایک حواس کے واسطے
ایک لذت ہے اوس لذت کے سبب سے آدمی اوس چیز کو دوست رکھتا ہے یعنی طبیعت اوسکی طرف رغبت کرتی ہے باصرہ کی

لذت اچھی صورتون اور سبزہ اور آب روان وغیرہ مین ہے تو آدمی ان چیزون کو ضرور دوست رکھتا ہے اور سامعہ کی لذت اچھی آوازون مین ہے اور شامہ کی لذت خوشبویون مین ہے اور ذائقہ کی لذت خوش مزہ کھانون مین ہے اور لامسہ کی لذت نرم اور ملائم چیزین چھونے مین ہے یہ سب چیزین آدمی کو محبوب و مرغوب ہین یعنی طبیعت کو اونکی طرف رغبت ہے اور یہ سب لذتین جانورون کو بھی حاصل ہین ایعزیز اب جانتو کہ دل مین ایک چھٹا حاسہ ہے اوسے عقل اور بصیرت اور نور کہتے ہین جس لفظ سے تو چاہے اوسے تعبیر کر اوسی کے سبب سے آدمی جانور سے ممتاز ہے اوسکے بھی مدرکات ہین کہ وہ اوسے اچھے معلوم ہوتے ہین جسطرح وہ لذتین اون حواس کی محبوب و مرغوب ہوتی ہین اوسیطرح ان مدرکات کی لذت اسے محبوب و مرغوب ہوتی ہے اسی سبب سے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالی نے دنیا سے تین چیزین میری محبوب و مرغوب کر دی ہین عورتین اور خوشبو اور میری آنکھون کی روشنی نماز مین ہے آپ نے نماز کا درجہ بڑہا دیا پس جو آدمی صورت بہائم سیرت دل سے بیخبر ہوتا ہے جو اسکے سوا اور کچھ نہین جانتا وہ ہرگز باور نہین کرتا کہ نماز اچھی معلوم ہوتی ہے اور آدمی نماز کو دوست رکھ سکتا ہے مگر جس شخص پر عقل غالب ہوتی ہے اور صفات بہائم سے دور تر ہوتا ہے وہ جناب الٰہی کے جمال اور اوسکی عجائب مصنوعات اور اوسکی ذات وصفات کے جلال و کمال مین چشم باطن سے نظارہ کرنے کو اچھی اچھی صورتون اور سبزہ اور آب روان مین چشم ظاہر سے نظارہ کرنے سے بہت دوست رکھتا ہے بلکہ جب جمال الٰہی اوسے مکشوف ہوتا ہے تو یہ سب لذتین اوسکی نگاہ مین حقیر ہو جاتی ہین **اسباب محبت کا بیان** تاکہ معلوم ہو جاے کہ حق تعالی کے سوا اور کوئی قابل محبت نہین ایعزیز جانتو کہ محبت کے پانچ سبب ہین پہلا سبب یہ ہے کہ آدمی اپنے تئین دوست رکھتا ہے اور اپنی زندگی کو دوست رکھتا ہے اور اپنی ہلاکت کو دشمن رکھتا ہے اگرچہ اوسکا عدم بے رنج و الم ہو اور کیونکر دوست نرکھے اسواسطے کہ جب موافقت طبیعت دوستی کی طلب ہے تو اپنی ہستی اور دوام ہستی اور اپنے کمال صفات سے زیادہ کیا چیز اوسے موافق اور سازگار ہوگی اور اپنی نیستی اور اپنے کمال صفات کی نیستی سے زیادہ کیا چیز اوسکے مخالف اور ناسازگار ہوگی پس اسی سبب سے آدمی اپنے فرزند کو بھی دوست رکھتا ہے اسواسطے کہ اوسکی بقا کو اپنی بقا کے مثل جانتا ہے اور چونکہ آدمی اپنی بقا سے عاجز ہے تو جو چیز کسی وجہ سے اوسکی بقا سے مشابہت رکھتی ہے اوسے بھی دوست رکھتا ہے اور حقیقت مین اپنے ہی تئین دوست رکھتا ہے اور آدمی مال کو بھی دوست رکھتا ہے اسواسطے کہ بقا ہی صفات مین وہ اوسکا آلہ ہے اور اقارب کو بھی دوست رکھتا ہے اسواسطے کہ اونھین اپنے پر و بال اور قوت بازو جانتا ہے اور سمجھتا ہے کہ انکے سبب سے مجھے کمال ہے دوسرا سبب نیکی ہے کہ جو شخص آدمی کے ساتھہ نیکی کرتا ہے اوسے آدمی بالطبع دوست رکھتا ہے اسی سبب سے بزرگون نے کہا ہے اَلْاِنْسَانُ عَبِیْدُ الْاِحْسَانِ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی ہے کہ یارب کسی فاجر کو یہ قدرت نہ دے کہ مجھپر احسان کرے اسواسطے کہ اوسوقت میرا دل اوسے دوست رکھیگا یعنی یہ بات آدمی کی طبیعت ہے تکلف سے نہین پھرتی اسکی حقیقت بھی یہی ہے کہ اوسنے اپنے تئین دوست

۵ آدمی بندہ احسان [illegible]

رکھتا ہے اسواسطے کہ احسان اوسکا نام ہے کہ کوئی شخص کسی آدمی کے ساتھہ ایسا کام کرے جو اوس آدمی کی زندگی یا اوسکی
صفات کے کمال کا سبب ہو مگر آدمی تندرستی کو جو دوست رکھتا ہے تو اور کسی وجہ سے نہین دوست رکھتا اور طبیب کو تندرستی
کی وجہ سے دوست رکھتا ہے اسیطرح اپنے تئین اور کسی وجہ سے دوست نہین رکھتا اور جسنے اوسکے ساتھہ احسان کیا اوسے
احسان کرنے کی وجہ سے دوست رکھتا ہے تیسرا سبب یہ ہے کہ آدمی نیک آدمی کو دوست رکھتا ہے اگرچہ اوسنے اسکے
ساتھہ نیکی اور احسان نہ کیا اسواسطے کہ آدمی اگر سنتا ہو کہ مغرب مین ایک بادشاہ ایسا عالم اور عادل ہے کہ تمام خلق اوسکے
سبب سے راحت و آرام مین ہے تو اوسکی طبیعت اوس بادشاہ کی محبت کیطرف رغبت کرتی ہے اگرچہ جانتا ہو کہ نہ مین
مغرب مین جاؤنگا نہ اوس بادشاہ کا احسان اوٹھاؤنگا چوتھا سبب یہ ہے کہ جو شخص خوبصورت ہوتا ہے آدمی اوسے
دوست رکھتا ہے تو اوسے اسواسطے نہین دوست رکھتا کہ اوس سے کچھ حاصل کرے فقط اوسی کی ذات کو دوست رکھتا
ہے اسواسطے کہ حسن و جمال فی نفسہ طبیعت کو محبوب و مرغوب ہوتا ہے اور اچھی صورت کو بلا شہوت دوست رکھنا
ممکن ہے جسطرح کہ آدمی سبزہ اور آب روان کو دوست رکھتا ہی اسواسطے نہین کہ اوسے کھائے پیے مگر اوسکے دیکھنے سے
آنکھہ کو ایک لذت اور راحت ہوتی ہے اور حسن و جمال محبوب ہے تو اگر حق تعالیٰ کا جمال بیمثال آدمی کو معلوم ہو جاے
تو ممکن ہے کہ اوسے دوست رکھہ سکے اور جمال کے معنی آگے بیان ہونگے پانچوان سبب وہ مناسبت ہی جو طبیعتون مین
پائی جاتی ہے اسواسطے کہ کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ اوسکی طبیعت دوسرے کی طبیعت کے مناسب اور موافق ہو تو وہ
اوسے دوست رکھتا ہے اور یہ مناسبت کبھی تو ظاہر ہوتی ہے جیساکہ لڑکے کو لڑکے سے انس ہوتا ہی اور بازاری کو بازاری
سے اور عالم کو عالم سے اور ہر ایک کو اپنے ہم جنس سے اور کبھی یہ مناسبت پوشیدہ ہوتی ہے اور اصل خلقت اور اسباب
سماوی جو ولادت کے وقت غالب اور مستولی ہوتے ہین اون مین مناسبت واقع ہوئی ہو کہ کسیکو اوسکی طرف راہ نہو
جیساکہ جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا نے اوس سے تعبیر کرکے فرمایا کہ اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَۃٌ
فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا اِئْتَلَفَ وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اِخْتَلَفَ یعنی ارواح کو ایک دوسری سے آشنائی بھی ہوتی ہے اور بیگانگی
بھی جب اصل مین آشنائی واقع ہوئی ہو تو باہم الفت کرتی ہین یہ آشنائی اوسی مناسبت سے عبارت ہی جسے ہم کہہ چکے ہین کہ
اوسکی تفصیل مین آدمی راہ نہین پاسکتا **حسن و خوبی کی حقیقت کا بیان** ایعزیز جانتو کہ جو شخص مرتبہ مین بہائم کے
قریب قریب ہو اور فقط بصارت رکھتا ہو بصیرت نہ رکھتا ہو وہ کہیگا کہ رخسار کی سرخی اور سپیدی اور تناسب اعضا کے سوا
حسن و خوبی کے اور کچھ معنی نہین اور حسن و خوبی صورت اور رنگ ہی مین حاصل ہوتی ہے اور جو صورت اور رنگ نہ رکھتا
ہو اوس مین حسن و خوبی کا ہونا محال ہے حالانکہ یہ غلط ہے اسواسطے کہ عقلمند لوگ کہا کرتے ہین کہ یہ خط خوب ہی آواز خوب
ہے کپڑا خوب ہے گھوڑا خوب ہے گھر خوب ہے باغ خوب ہی شہر خوب ہے ہر چیز مین خوبی کے یہ معنی ہین کہ جو کمال اوس
چیز کے لائق ہو وہ اوس مین موجود ہو اور کسی بات کی کمی نہو اور ہر چیز کا کمال اور ہی قسم کا ہوتا ہے اسواسطے خط کا کمال یہ ہے

کہ اوسکے حروف وغیرہ متناسب ہون اور اسمین کچھ شک نہین کہ اچھا خط اور اچھا مکان دیکھنے مین ایک لذت ہے پس خوبی
چہرہ کی صورت پر موقوف نہین مگر یہ سب چیزین چشم ظاہر سے محسوس ہین شاید کوئی شخص اس بات کا تو مقر ہو جاوے لیکن
کہ جس چیز کو آنکھ سے نہین دیکھ سکتے وہ کیونکر خوب ہوگی حالانکہ یہ بھی نادانی ہے اسواسطے کہ ہم کہتے ہین کہ فلانا شخص خلق اچھا
رکھتا ہے اور مروت خوب رکھتا ہے اور کہتے ہین علم اور ورع بہت خوب ہوتا ہے اور شجاعت یا سخاوت بہت ہی خوب صفت
ہے اور پرہیزگاری اور بے طمعی اور قناعت سب چیزون سے بہتر ہے یہ اور ایسی باتین مشہور و معروف ہین اور انمین سے
کسی چیز کو بصارت چشم سے نہین دیکھ سکتے بلکہ بصیرت عقل سے دریافت کر سکتے ہین ریاضت نفس کے ذکر مین ہمنے بیان
کیا ہے کہ صورتین دو ہین ایک ظاہر ایک باطن خلق نیک صورت باطن ہے اور بالطبع محبوب ہے اسپر یہ دلیل ہے کہ کوئی
شخص امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالے کو بلکہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہما
کو دوست رکھے تو کچھ محال نہین اور کیونکر محال ہوگا اسواسطے کہ بعض آدمی اس محبت مین اپنا جان و مال نثار کرتے ہین
اور یہ دوستی شکل و صورت کے سبب سے نہین ہوتی اسواسطے کہ اونھون نے ان حضرات کو خود دیکھا ہی نہین اور
ان حضرات کی صورت اب پیوند خاک ہو گئی بلکہ یہ دوستی ان حضرات کی صورت باطن کے جمال کے سبب سے ہے
وہ علم اور پرہیزگاری اور سیاست وغیرہ ہے اسیطرح پیغمبرون کو بھی اسی سبب سے لوگ دوست رکھتے ہین اور جو شخص حضرت
صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کو دوست رکھتا ہے تو جس صورت پر وہ تھے اونہین دوست رکھتا ہے کیونکہ وہ اونہین اوس صفت
کے سبب سے دوست رکھتا ہے جس صفت کے سبب سے وہ صدیق ہین صدیق کی قوت اسی ایک چیز کی صفت صدق و علم ہے کہ اوس چیز کو جزو لا یتجزی
کہتے ہین کیونکہ وہ نہ شکل رکھتا ہے نہ رنگ اور وہ ایک گروہ یعنی حکما کے نزدیک ثابت نہین وہ کسی صفت پر ہو
بے شکل اور بے رنگ ہے وہی صفت محبوب ہے ظاہر کا گوشت و پوست کچھ محبوب نہین پس جس شخص کو عقل ہوگی وہ جمال
باطن کا منکر نہوگا اور ظاہری صورت سے زیادہ جمال باطن کو دوست رکھیگا اسواسطے کہ جو شخص دیوار پر نقش کی ہوئی
صورت کو دوست رکھے اور جو شخص کسی پیغمبر کو دوست رکھے اون دونون شخصون مین زمین آسمان کا فرق ہے بلکہ جب چاہتے
ہین کہ چھوٹا لڑکا کسیکو دوست رکھے تو لڑکے کے سامنے مژگان و چشم و ابرو سے اوسکی تعریف نہین کرتے سخاوت
اور علم و قدرت سے اوسکی صفت کرتے ہین اور جب چاہتے ہین کہ لڑکا کسیکو دشمن ٹھہرائے تو لڑکے کے سامنے اوسکی
بد باطنی کا ذکر کرتے ہین بد صورتی کا ذکر نہین کرتے اسی سبب سے مسلمان لوگ صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم
اجمعین کو دوست اور ابو جہل کو دشمن رکھتے ہین پس یہ ظاہر ہو گیا کہ جمال دو ہین ظاہری اور باطنی اور خوبصورتی
کی طرح صورت باطن کا جمال بھی محبوب ہوتا ہے بلکہ جو شخص ذرا بھی عقل رکھتا ہے اوسے خوبصورتی سے زیادہ
مرغوب ہوتا ہے **اس بات کا بیان کہ فقط خدا ہی محبت کے قابل ہے** اے عزیز جان تو کہ حقیقت مین حق تعالی
کے سوا اور کوئی دوستی کے لائق نہین جو کوئی ماسوا اللہ کو دوست رکھتا ہے وہ حق تعالی کو نہین پہچانتا

ہو بیشک کسیکو دوست رکھے کہ وہ خدا کے ساتھ تعلق رکھتا ہے جیسا کہ جناب محبوب خدا سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو دوست رکھنا بھی خدا ہی کو دوست رکھنا ہے اسواسطے کہ جو شخص کسیکو دوست رکھتا ہے تو اوسکے رسول اور محبوب کو
بھی دوست رکھتا ہے پس عالمون اور متقیون کی دوستی منجملہ محبت خدا ہے یہ بات بانطور معلوم ہوگی کہ آدمی کے اسباب محبت کو
دیکھو پہلا سبب یہ ہی کہ آدمی اپنے تئین اور اپنے کمال کو دوست رکھتا ہے اور اس دوستی کے واسطے لازم ہے کہ آدمی حق تعالیٰ
کو بھی دوست رکھے اس لیے کہ آدمی کی ہستی اور اوسکے کمال صفات کی ہستی سب خدا ہی کی بخشش سے ہے اگر اوس کا
فضل و کرم نہوتا تو یہ پردۂ عدم سے عالم وجود مین نہ آتا اور اگر اوسکا فضل نہوتا تو یہ اوسکی حفاظت مین نہ رہتا اور اگر اوسکا
کرم نہوتا تو اسکے اعضا اور اوصاف کمال کی خلقت مین اس سے ناقص تر کوئی نہوتا پس بڑے تعجب کی بات ہی کہ کوئی شخص
دھوپ سے بھاگ کر درخت کے سائے کو دوست رکھے اور درخت کو دوست نہ رکھے جس کے سبب سے سائے کا قیام ہے
اور آدمی جانتا ہے کہ جسطرح سائے کا قیام درخت کے سبب سے ہے اوسکی ذات اور اوسکی صفات کا قیام حق تعالیٰ کے
سبب سے ہے پس کیونکر حق تعالیٰ کو دوست نہ رکھیگا مگر یہ کہ یہ امر جانتا ہی نہو اور اسمین کچھ شک نہین کہ جاہل حق تعالیٰ
کو نہین دوست رکھتا اسواسطے کہ اوسکی محبت اوسکی معرفت کا ثمرہ ہے اور جاہل کو معرفت کجا دوسرا سبب یہ ہے کہ آدمی ایسے
کو دوست رکھتا ہے جو اوسکے ساتھ احسان کرے اس سبب سے اگر ماسوے اللہ کو دوست رکھے گا تو بڑا نادان ہے اسواسطے
کہ اوسکے ساتھ کوئی کچھ احسان نہ کر سکتا ہے نہ کسی نے کچھ احسان کیا ہے مگر حق تعالیٰ نے اور حق تعالیٰ کے احسانات جو بندون
کے شامل حال ہین اونمین کوئی شمار نہین کر سکتا جیسا کہ شکر اور تفکر کے بیان مین ہمنے ذکر کیا ہے مگر اے عزیز وہ احسان جو کسی
دوسرے سے تو دیکھتا ہے وہ تیری نادانی ہے اسواسطے کہ کوئی کچھ تجھے نہین دیتا تا وقتیکہ حق تعالیٰ اوسپر سزاول زبردست
نہین تعینات کرتا ہے کہ وہ اوس سزاول کے خلاف نہین کر سکتا ہے کیونکہ حق سبحانہ تعالیٰ اوسکے دل مین ڈالدیتا ہے کہ
اوسکے واسطے دین مین ثواب اور دنیا مین منفعت اسی امر مین ہے کہ کچھ تجھے دے تاکہ وہ اپنی مراد کو پہونچے پس اوس نے
وہ چیز اپنے ہی تئین دی کیونکہ اوسنے تجھے اپنے ثواب آخرت یا اپنی نیکنامی دنیا وغیرہ کے واسطے سبب اور وسیلہ کر لیا مگر درحقیقت
وہ چیز تجھے خدا ہی نے عنایت فرمائی کیونکہ بیغرض اوسپر سزاول کیا اور اوسے اس اعتقاد اور داعیہ کی طرف لایا کہ اوس نے وہ چیز
تجھے حوالے کردی یہ مضمون فصل شکر مین ہمنے بیان کیا ہے تیسرا سبب یہ ہی کہ کوئی شخص نیکی کرنیوالے کو دوست رکھتا ہے
اگرچہ اوسنے اسکے ساتھ نیکی نہ کی ہو جیسا کہ جو شخص سنتا ہی کہ مغرب مین ایک بادشاہ عادل اور خلق پر مہربان ہے اور اپنا خزانہ
محتاجون کے واسطے ہمیشہ کھلا رکھتا ہے اور اس بات کی ہرگز اجازت نہین دیتا کہ اوسکی مملکت مین کوئی ظلم کرے تو ضرور بالضرور
اوس شخص کی طبیعت اوس بادشاہ کو دوست رکھے گی اگرچہ جانتا ہو کہ مین اوس بادشاہ کو ہرگز نہ دیکھونگا اور اوس سے مجھے بھلائی
نہ پہونچیگی اس سبب سے ماسوے اللہ کو دوست رکھنا نادانی کی بات ہے اسواسطے کہ احسان خود اوسکے سوا اور کسیکی طرف سے
نہین اور دنیا مین جو کوئی احسان کرتا ہے اوسیکے حکم محکم اور اوسکی تاکید اکید سے کرتا ہے اور خلق کے پاس نعمت کسقدر ہے

احسان

احسان یہ ہے کہ حق تعالی نے تمام خلق کو پیدا کیا اور جو کچھ خلق کو چاہیے تھا وہ سب عنایت فرمایا حتی کہ جس چیز کی خلق کو کچھ حاجت
بھی نہ تھی مگر اوس چیز کے سبب سے فقط زیب و زینت تھی وہ بھی مرحمت فرمائی یہ بات آدمی کو اسطرح معلوم ہوگی کہ ملکوت زمین و آسمان
اور نباتات و حیوانات مین غور و تامل کرے تا عجائبات اور احسان و انعام بے نہایت نظر آئین چوتھا سبب یہ ہے کہ آدمی کسیکو جمال
باطنی نسبت سے دوست رکھتا ہے یعنی جمال باطنی کے سبب سے جیسا کہ امام ابو حنیفہ و امام شافعی رحمہما اللہ تعالی کو دوست رکھتا ہے
اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کو دوست رکھتا ہے اور کوئی امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق
رضی اللہ تعالی عنہما کو دوست رکھتا ہے اور کوئی سبکو دوست رکھتا ہے بلکہ پیغمبرون کو دوست رکھتا ہے اور ان حضرات کا
حسن و جمال باطنی اور انکے صفات ذاتی اس محبت کا سبب ہین [illegible] اگر غور کریگا تو یہ معلوم ہو جائیگا کہ اس حسن و جمال
باطنی کا حاصل تین چیزین ہین ایک علم کی خوبی اسواسطے کہ علم اور عالم اسواسطے محبوب ہے کہ نیک اور شریف ہے اور جسقدر
علم زیادہ اور معلوم شریف تر ہوتا ہے وہ جمال بھی زیادہ ہوتا ہے اور سب علوم سے زیادہ اشرف حق تعالی کی معرفت
ہے اور اوسکی درگاہ کی معرفت جو فرشتون اور کتابون اور رسولون اور انبیا کی شریعتون پر اور ملک و ملکوت دنیا و آخرت
کی تدبیرون پر شامل ہے اور صدیق لوگ اور انبیا علیہم السلام اسی سبب سے محبوب ہین کہ ان لوگون کو ان علوم مین کمال ہے دوسری
قدرت کی خوبی جیسے انسان کی قدرت اپنے نفس کی اصلاح پر اور بندگان خدا کی اصلاح پر اور اونکی سیاست پر
اور مملکت ظاہر اور حقیقت دین مین انتظام رکھنے پر تیسری تنزیہ اور پاکی کی خوبی یعنی عیب و نقصان اور خباثت اخلاق
باطن سے منزہ اور پاک رہنے کی خوبی آدمی سے یہی صفتین محبوب ہوتی ہین افعال نہین محبوب ہوتے اسواسطے کہ جو
فعل ان صفتون کے سبب سے نہو وہ محمود نہین مثلاً وہ فعل جو اتفاقاً سرزد ہو یا غفلت کے ساتھ پس جو شخص ان صفات
مین کامل تر ہوتا ہے اوسکی محبت زیادہ تر ہوتی ہے اسی سبب سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کو مثلاً امام ابو حنیفہ
اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالی سے زیادہ دوست رکھتے ہین اور پیغمبرون کو حضرت صدیق اکبر سے زیادہ دوست رکھتے
ہین الغرض اب تو ان تینون صفتون کو دیکھ تاکہ معلوم ہو جاوے کہ حق تعالی مستحق محبت ہے اور اوس مین یہ صفتین ہین کیونکہ
کوئی سادہ دل ایسا نہین جو نہ جانتا ہو کہ فرشتون اور آدمیون مین سے اولین و آخرین کا علم حقتعالی کے علم کے سامنے ناچیز ہے
اور حق تعالی نے اسکو فرمایا ہے وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا[۱] بلکہ اگر تمام عالم جمع ہو کر چاہے کہ چیونٹی اور مچھر کی
خلقت جو عجائب علم الٰہی اور اوسکی حکمت سے ہے اوسے تمام و کمال جان لے تو نہین جان سکتا اور جسقدر کہ جانین وہ بھی
خدا ہی کیطرف سے جانینگے اسواسطے کہ اوسنے انہین یہ علم پیدا کر دیا جیسا کہ حق تعالی نے فرمایا ہے خَلَقَ الْاِنْسَانَ[۲]
عَلَّمَهُ الْبَيَانَ پھر تمام خلق کے علوم متناہی ہین اور جس چیز کیطرف نسبت ہو حق تعالی کا علم بے نہایت ہے اور خلق کا علم اوسی
سے ہے پس سب اوسیکا علم ہے اور اوسکا علم خلق سے نہین الغرض تو اگر قدرت کو دیکھے گا تو معلوم ہو جائیگا کہ قدرت
بھی محبوب و مرغوب ہے اسی سبب سے شیر خدا حضرت علی مرتضی کی شجاعت اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہما کی سیاست کو

[۱] اور نہین دیا گیا ہے تمکو علم مین سے مگر تھوڑا سا
[۲] پیدا کیا خدا نے آدمی کو اور تعلیم کیا اوسکو بیان کرنا ۱۲

لوگ دوست رکھتے ہین اسواسطے کہ یہ دونون صفتین ایک قسم کی قدرت ہین اور حق تعالی کی قدرت کاملہ کے سامنے تمام خلق کی
قدرت کیا چیز ہے بلکہ تمام مخلوق عاجز ہین مگر اوتنی ہی قدرت رکھتے ہین جو قادر مطلق نے اونہین عنایت فرمائی مکھی جب
انکی کوئی چیز لیجاتی ہے تو اوس سے نہین پھیر سکتے حق تعالی نے انہین کیسا عاجز کردیا ہے پس خدا ہی کی قدرت
کاملہ بے نہایت ہے اسواسطے کہ آسمان و زمین اور جو کچھ جن و بشر اور حیوانات و نباتات اوس مین ہے اوسیکی قدرت
کاملہ سے پیدا ہوئے اور ایسی چیزین الی غیر النہایۃ پیدا کرنے پر وہ قادر ہے پھر کیونکر درست ہوگا کہ قدرت کے سبب سے
خدا کے سوا اور کسیکو لوگ دوست رکھین اور عیوب سے منزہ اور پاک رہنے کی صفت کمال کے ساتھ آدمی مین نہین ہوسکتی
اوسکا پہلا نقصان یہ ہے کہ وہ بندہ ہے اور اوسکی ہستی خود اوسکے سبب سے نہین بلکہ وہ دوسرے کا پیدا کیا ہوا ہے اس سے
زیادہ کیا نقصان ہوگا پھر آدمی اپنے باطن کے احوال سے بیخبر ہے تو اور چیز کو کب پہونچیگا اسواسطے کہ اگر اوسکے دماغ مین
ایک رگ ٹیڑھی ہوجائے تو دیوانہ اور مجنون ہوجاتا ہے اور یہ نہین جانتا کہ اسکا کیا سبب ہے اور ایسا ہوتا ہے کہ اوسکی
دوا سامنے رکھی ہوتی ہے اور اوسے معلوم بھی نہین ہوتی الغرض اگر آدمی کی عاجزی اور نادانی کا تو حساب کرے تو
ایک ذرہ سی قدرت اور ذرہ سا علم جو وہ رکھتا ہے وہ اوس عجز و جہل مین نیست و نابود ہوجائے گو کہ وہ صدیق ہو یا پیغمبر
پس وہی خالق عیبون سے پاک ہے جسکے علم کی نہایت نہین اور جس مین کدورت جہل کو مداخلت نہین اور جسکی قدرت
بدرجۂ کمال ہے اسواسطے کہ ساتون آسمان اور ساتون زمین اوسیکے دست قدرت مین ہین اگر تمام مخلوقات کو ہلاک کر ڈالے
تو اوسکی بزرگی اور پادشاہی مین کچھ کمی نہو جائے گی اور اگر لاکھ عالم اور لحظہ بھر مین پیدا کرے تو پیدا کرسکتا ہے اور اس سبب
سے اوسکی عظمت ایک ذرہ بھی بڑھ نہ جائیگی اسلیے کہ بڑھنے کو اوس مین دخل نہین اور سب عیبون سے پاک ہے کیونکہ نیستی
اوسکی ذات اور صفات کی طرف راہ نہین پاسکتی بلکہ نقصان خود اوسکی ذات مین ممکن ہی نہین پس جو شخص اوسے دوست
نہ رکھے اور دوسرے کو دوست رکھے یہ اوس شخص کی کمال نادانی ہے اور یہ محبت اوس محبت سے زیادہ کامل ہوتی ہے
جو احسان کے سبب سے ہو اسواسطے کہ وہ محبت نعمت کی کمی اور زیادتی کے ساتھ گھٹتی بڑھتی رہتی ہے اور جب حق تعالی کی
بزرگی اور پاکی محبت کا سبب ہوتی ہے تو بہرحال اوسکا عشق کامل ہوتا ہے اسیواسطے حق تعالی نے حضرت داؤد علیہ السلام
پر وحی بھیجی کہ میرے نزدیک وہ بندہ سب بندون سے زیادہ پیارا ہے جو عذاب کے ڈر اور نعمت کی طمع سے میری بندگی نکرے
بلکہ بندگی کرکے میری ربوبیت کا حق ادا کرے اور زبور مین لکھا ہے کہ اوس سے بڑھکر کون ظالم ہوگا جو بہشت کی آرزو
اور دوزخ کے خوف سے میری عبادت کرے اگر جنت اور دوزخ مین پیدا نکرتا تو کیا اطاعت و بندگی کا مستحق نہ تھا محبت
کا پانچوان سبب مناسبت ہے اور آدمی کو بھی حق تعالی کے ساتھ ایک مناسبت خاص ہے کہ آیۂ کریمہ قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ
رَبِّیْ اور حدیث شریف اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ اسی نسبت کی طرف اشارہ ہے اور یہ جو حدیث قدسی مین آیا ہے
یعنی حق تعالی نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی فرمایا ہے کہ میرا بندہ مجھسے تقرب ڈھونڈھتا ہے تاکہ اوسے

مین اپنا دوست بناؤن جب اوسی مین نے اپنا دوست بنا لیا تو مین ہی اوسکا کان ہوتا ہون مین ہی اوسکی آنکھ ہوتا ہون مین ہی
اوسکی زبان ہوتا ہون اور یہ جو فرمایا ہے مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِي يَا مُوسٰى یعنی اے موسی مین بیمار ہوا تو میری عیادت کو نہ آیا
موسی علیہ السلام نے عرض کیا کہ بارخدایا تو تمام عالم کا مالک اور خداوند ہے تو کیونکر بیمار ہوگا ارشاد ہوا کہ فلانا بندہ بیمار تھا
اگر تو نے اوسکی عیادت کی ہوتی تو گویا میری ہی عیادت کی ہوتی اور جناب آلہی کے ساتھ صورت آدم کی مناسبت کی حدیث
کا تھوڑا سا بیان عنوان کتاب مین ہمنے کیا ہے اور ایسے بہت مضامین ہین کہ کتابون مین اونکا بیان کرنا مناسب نہین عوام
کے فہم اونکے سمجھنے سے قاصر ہین بلکہ بہت سے زیرک لوگ اس مقام مین اوندھے منہ گرے بعضے تشبیہ کے قائل ہوگئے
اونکی سمجھ مین یون آیا کہ ظاہری صورت کے سوا اور کوئی صورت ہی نہین ہوتی اور بعضے حلول اور اتحاد کے قائل ہوگئے تو اس
بات کا سمجھنا مشکل ہے ایعزیز یہان ہمارا یہ مقصود ہے کہ جب اسباب محبت کو تو نے جان لیا تو یہ سمجھ لے کہ محبت آلہی
کے سوا اور جو محبت ہے وہ نادانی کی علامت ہے یعنی خدا کے سوا اور کسیکو دوست رکھنا حماقت ہے اور متکلمون نے یہ جو کہا ہے
کہ اپنے غیر جنس کو کیونکر دوست رکھہ سکینگے چونکہ خدا ہماری جنس سے نہین تو اوسے دوست رکھنا محال ہے پس محبت
آلہی سے اوسکی فرمانبرداری مراد ہے ایعزیز اس بات سے تو متکلم کی سادہ لوحی پہچان لے یہ بیچارہ نادان دوستی سے اوس
شہوت کے سوا جس سے عورتون کو پیار کرتے ہین اور کچھ سمجھا ہی نہین اور اس بات مین شک نہین کہ یہ شہوت مجانست کو چاہتی
ہے مگر یہ محبت جو ہمنے بیان کی جمال و کمال باطنی کو چاہتی ہے مجانست صوری کو نہین چاہتی اسواسطے کہ جو شخص پیغمبر کو دوست
رکھتا ہے تو اس سبب سے نہین دوست رکھتا کہ پیغمبر بھی اس شخص کی مثل سر منہ ہاتھہ پاؤن رکھتا ہے بلکہ اس سبب سے دوست رکھتا ہے کہ پیغمبر اسکے ساتھہ مناسبت
باطنی رکھتا ہے کیونکہ وہ بھی اسکے مانند زندہ عالم ارادہ کرنیوالا بولنے والا سننے والا دیکھنے والا ہے مگر یہ صفتین پیغمبر کی ذات
مین کاملتر ہین اور اس مناسبت کی اصل یہان بھی ہے مگر کمال صفات مین بے نہایت فرق ہے اور زیادتی کمال کے سبب سے
جو دوری پیدا ہوتی ہے وہ محبت کو بڑھاتی ہے اور جو محبت مناسبت پر موقوف ہے اوسکی اصل کو منقطع نہین کرتی
اور سب لوگ اسقدر مناسبت کو مقر ہین اور اسقدر مناسبت کو سمجھتے ہین اگرچہ مناسبت کے بھید اور مناسبت کی حقیقت کو
نہین پہچانتے چنانچہ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ اسکی خبر ہے **یہ بیان کہ کسی چیز مین خدا کے دیدار کی سی لذت نہین ہے**
ایعزیز جانتو کہ یہ سب مسلمانون کا مذہب بانی ہے کہ کسی چیز مین خدا کے دیدار کی سی لذت نہین لیکن اگر اپنے دل مین تحقیق
کرین کہ ایسی چیز کا دیدار جو کسی جانب مین نہو اور شکل اور رنگ نرکھتی ہو کیا لذت رکھتا ہے تو یہ اونھین نہ معلوم ہوگا مگر اسی
خوف سے کہ یہ مضمون شرع مین آیا ہے اسکا زبانی اقرار کرینگے لیکن انکے دل مین کچھ شوق نہوگا اس سبب سے کہ آدمی جو چیز جانتا
نہین اوسکا مشتاق کیونکر ہوگا ہرچند کہ اس بھید کی تحقیق ایسی کتاب مین دشوار ہے لیکن ہم ذرہ اشارۃً اسکا بیان کرتے ہین
ایعزیز جانتو کہ یہ بات چار اصلون پر موقوف ہے ایک یہ کہ آدمی یہ بات جان لے کہ خدا کا دیدار خدا کی معرفت سے خوشتر ہے دوسری یہ کہ
معرفت خدا معرفت غیر خدا سے خوشتر ہے تیسری یہ کہ دل کو علم اور معرفت مین راحت اور خوشی ہے بغیر اس بات کہ آنکھہ اور

بیان کا اوس مین [illegible] جو چوتھی یہ کہ جو خوشی دل کی خاصیت ہے وہ اون خوشیوں سے جو آنکھ کان اور دوسرے حواس کا حصہ ہین
[illegible] غالب تر اور قوی تر ہوتی ہے [illegible] آدمی [illegible] لگا تو اوسے ضرور بالضرور یہ بات معلوم ہو جاویگی
[illegible] حق تعالی کے دیدار سے [illegible] کوئی چیز خوشتر نہین ہے پہلی اصل اس بیان مین کہ معرفت مین دل کی راحت ہے اور
ذو ق لذت بدن اور [illegible] مین دلکو لذت ہے ایعزیز جانتو کہ حق تعالی نے آدمی مین بہت سی قوتین پیدا کی ہین اور ہر قوت کو ایک
ایک کام کے واسطے بنایا ہے وہی کام اوسکی طبیعت کا مقتضی ہے اور اوسکی طبیعت کا مقتضی ہونا اوسکی لذت ہو چنانچہ
[illegible] غضب کو غلبہ اور انتقام کے واسطے پیدا کیا اسی مین اوسکی لذت ہے اور قوت شہوت کو غذا حاصل کرنے کے لیے پیدا کیا
اوسکی لذت اسی مین ہے قوت سمع اور قوت بصر اور اور قوتون کو بھی اسی پر قیاس کرے اور ہر ایک قوت اور جو لذت رکھتی ہے
یہ لذتین مختلف مین اسواسطے کہ جماع کی لذت غصہ کرنیکی لذت کی مخالف ہو اون لذتون مین قوت کی روسے فرق ہو بعضی
قوی تر ہین بعضی ضعیف تر اسواسطے کہ لذت چشم جو اچھی صورتین دیکھنے سے حاصل ہوتی ہے وہ ناک کی لذت جو خوشبو
سونگھنے سے حاصل ہوتی غالبتر ہے اور حق تعالی نے آدمی کے دل مین ایک قوت پیدا کی ہے جسکا نام عقل و نور ہے اور اوسے
اون چیزون کی معرفت کے واسطے پیدا کیا ہے جو حس و خیال مین نہین آتین یہی معرفت عقل کی طبیعت کا مقتضی ہے اور
اوسے اسی مین لذت ہو کہ آدمی اوسکے سبب سے معلوم کرے کہ یہ عالم جو پیدا ہوا ہے اوسے ایک مدبر حکیم و قادر کی ہمیشہ
حاجت ہو اور اسیطرح صانع کی صنعتون اور مصنوعات مین اوسکی حکمت پہچانے اور یہ باتین خیال اور حس مین نہین
آتین اور اسی قوت سے نازک علوم و فنون کو جانے اور استنباط کرے جیسے وضع لغت اور تصنیف کتاب اور ہندسہ کا وضع
کرنا اور دقیق علوم ایجاد کرنا اور اسے ان سب باتون سے حلاوت حاصل ہوتی ہے حتی کہ اگر ایک حقیر علم کی مہارت کے
سبب سے اسکی تعریف کرین تو خوش ہوتا ہے اور اگر کہین کہ نہین جانتا ہے تو ناخوش ہوتا ہو اسواسطے کہ علم کو اپنا کمال جانتا ہو
بلکہ اگر وہان بیٹھے جہان شطرنج کھیلی جاتی ہے اور اس سے کہدین کہ چال بتانا اور اس سے بہت سی شرطین کرلین تو بھی ہرگز چپ
نہین رہتا ایسے خسیس علم کی خوشی اور لذت سے بیتاب ہو کر چاہتا ہے کہ اوسکے سبب سے تفاخر کرے اور کیونکر آدمی کو
علم خوش نہ آوے اور اوسکے سبب سے تفاخر نکرے اسواسطے کہ علم حق تعالی کی صفت ہو اور آدمی کے نزدیک اوسکے کمال سے
زیادہ خوشتر اور کیا چیز ہوگی اور اوس کمال سے بڑھکر اور کون کمال ہوگا جو حق تعالی کی صفات سے حاصل ہو پس ایعزیز
اس اصل سے تو نے یہ جانا کہ بہر حال دلکو معرفت سے لذت حاصل ہوتی ہے بغیر اسکے کہ آنکھ اور بدن کو اوس مین دخل ہو
دوسری اصل اس بیان مین کہ دلکو علم و معرفت کی جو لذت حاصل ہوتی ہے وہ لذت محسوسات اور لذت شہوت سے
قوی تر ہے ایعزیز جانتو کہ جب کوئی شخص شطرنج کھیلتا ہے اور تمام دن کھانا نہین کھاتا اگر اوس سے کہین کہ کھانا کھا تو نہین
مانتا اور کھیل مین ڈوبا رہتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ بازی جیتنے اور مات کرنے کی لذت کھانا کھانے کی لذت سے قوی تر ہے
اسواسطے کہ اوسنے شطرنج کھیلنے کو کھانا کھانے پر مقدم رکھا پس قوت لذت باینطور پہچانی جاتی ہے کہ جب دو خواہشین جمع ہون

تو ایک کو مقدم رکھیگا پس جو شخص کہ عقلمند ہوگا باطن کی قوتون کی لذت اوسکو بہت پسند آویگی اسواسطے کہ اگر کسی عاقل کو ہم
اختیار دین کہ چاہے لوزینہ اور بھنا ہوا مرغ کھاوے یا چاہے ایسا کام کرے کہ دشمن مغلوب ہو اور ریاست اوسکے ہاتھ آوے تو وہ
ریاست اور عقلمندی کو اختیار کریگا مگر یہ کہ اوسکی عقل کامل نہو جیسے لڑکا یا عقل زائل ہوگئی ہو جیسے شہوت پرستی کا [illegible] تو انکی
بات ہی جدا ہے پس وہ شخص جسمین کھانیکا شوق اور جاہ و ریاست کی خواہش دونون موجود ہون وہ جاہ و ریاست ہی کی
خواہش کو اختیار کریگا اس بات سے بیشک معلوم ہوتا ہے کہ علم و معرفت کی لذت اور سب لذتون سے بہتر ہے اسیطرح وہ عالم
جو مثلاً علم حساب یا علم ہندسہ یا علم طب یا علم شریعت وغیرہ جانتا ہو تو اوسمین اوسے ایک لذت حاصل ہوتی ہے اگر وہ
اوس علم مین ناقص نہین کامل ہے تو یہ لذت سب لذتون پر فائق ہوتی ہے بلکہ ریاست و حکومت پر بھی وہ اسے ترجیح
دیتا ہے اور اگر علم مین ناقص ہو اور اوسکی لذتین خوب حاصل نہین کین تو اوسکی بات ہی اور ہے پس اس تقریر سے معلوم
ہوا کہ علم و معرفت کی لذت اور سب لذتون پر کہین فائق ہے مگر اوسیکے واسطے جو علم و معرفت مین ناقص نہو اور اوس بنا
حق تعالی نے دونون خواہشین بھی پیدا کی ہین اسواسطے کہ لڑکا اگر پیدا ہوتے ہی لذت کو مباشرت اور ریاست کی لذت پر
مقدم رکھے تو جو اپنے دعوے مین کچھ شک نہ واقع ہوگا کیونکہ مقدم رکھنا اوسکے نقصان ہی کے سبب سے ہے اسواسطے کہ آدمی
مباشرت اور ریاست کی شہوت اور خواہش ہی نہین اس دلیل سے کہ جب دونون خواہشین جمع ہوتی ہین تو مباشرت اور
ریاست ہی کی خواہش [illegible] تیسری اصل اس بیان مین کہ حق تعالی کی معرفت اور سب معرفتون سے بہتر ہے
العزیز [illegible] سمجھے یہ معلوم ہو چکا کہ علم و معرفت خوشتر ہی اور اس مین کچھ شک نہین کہ ایک علم دوسرے علم سے بہتر ہوتا ہی اسواسطے
کہ جسقدر معلوم شریف تر ہوتا ہی اوسکا علم بھی اشرف ہوتا ہی کیونکہ شطرنج وضع کرنے کا علم شطرنج کھیلنے کے علم سے بہتر ہی اور [illegible]
کا علم زراعت اور خیاطی کے علم سے بہتر ہے اور حقائق شرع اور اوسکے اسرار کا علم علم نجوم اور علم لغت سے افضل ہے
اور وزارت مین وزارت کا اسرار بازاریون کے بھیدون سے اور بادشاہ کا اسرار جاننا وزیر کے اسرار جاننے سے بہتر ہے
پس معلوم جسقدر شریف تر ہوگا اوسیقدر اوسکا علم بھی لذیذ تر ہوگا العزیز اب ذرہ غور کر کہ خداوند عالم جو ہر طرح کے کمال و جمال کا خالق ہے
اوس سے زیادہ دنیا میں کوئی چیز بھی شریف اور بزرگ اور کامل تر نہین اور کسی بادشاہ کی تدبیر جو اوسکی بادشاہت مین ہو وہ خدا
کی تدبیر کے مانند ہی جو آسمان و زمین کی بادشاہت اور دنیا اور آخرت کے کامون مین ہے اور کوئی بھی دربار اوسکی درگاہ سے بہتر
اور کامل تر نہین کسیکو حضرت الہی کا نظارہ کرنے کی آنکھ نصیب ہوئی اور اوسکی مملکت کے اسرار کو اس مملکت کے اسرار سے بہتر سمجھا
اور سے کیونکر ممکن ہے کہ اوس حضرت کا نظارہ چھوڑ کر اور کسی چیز کا نظارہ کرے پس ان باتون سے معلوم ہوا کہ حق تعالی
کی ذات و صفات اور اوسکی بادشاہت اور اسرار خدائی کی معرفت سب معرفتون سے بہتر ہے اسواسطے کہ یہ معلوم شریف تر ہے بلکہ اوسے
شریف تر کہنا بھی غلط ہے اسواسطے کہ جب دوسری چیز کو تو اوسکی طرف اضافت کریگا تو اوس چیز کو شریف کہنا لائق نہین پھر اوس
حضرت کو شریف تر کیونکر کہہ سکیگا پس عارف اسی جہان کے اندر ایسی بہشت مین رہتا ہے جسکی یہ صفت ہے جو حق تعالی نے فرمائی عرضہا

کہ عرضها السموات والارض بلکہ اس سے بھی زیادہ ... بہشت ہے اسواسطے کہ آسمان و زمین کی چوڑائی کی حد ہے ... [illegible] معرفت
[illegible]
کی نہایت نہیں ... [illegible] باغ جو عارف کا تماشاگاہ ہے اوسکا ... زمین و آسمان ... [illegible]
بہشت میں کوئی اوسکو مانع ہے بلکہ ... جیسا حق تعالیٰ فرماتا ہے فلا تعلم نفس ما اخفی لہم ... اسواسطے کہ ... [illegible]
ہو اور سب سے زیادہ نزدیک اور کیا چیز ہوگی اور اس بہشت میں مزاحمت ممانعت کینہ حسد کا دخل نہیں اسواسطے کہ جتنا زیادہ عارف
ہوتا ہے اوتنا ہی زیادہ انس حاصل ہوتا ہے اور یہ بہشت ایسی ہے کہ بہشت والون کی کثرت کے سبب سے تنگ نہیں ہوتی بلکہ
اسکی وسعت بڑھتی ہی جاتی ہے چوتھی اصل اس بیان مین کہ نظر کی لذت معرفت کی لذت سے زیادہ ہے اے عزیز جاننا تو کہ ادراک
دو قسم پر ہے ایک جو خیال میں آئے جیسے رنگ اور اشکال اور ایک وہ جو عقل میں آئے خیال میں نہ آئے جیسے حق تعالیٰ اور اوسکی
صفتیں بلکہ تیری بھی بعضی صفتیں خیال میں نہیں آتیں جیسے قدرت اور ارادہ اور حیات اسواسطے کہ ان کو چگونگی نہیں
اور غصہ عشق شہوت درد راحت بھی چگونگی سے دور ہے ان سبکو عقل ہی دریافت کرتی ہے اور جو چیز خیال میں آتی ہے
اوسے آدمی دو طرح ادراک کرتا ہے ایک یہ کہ وہ خیال کے روبرو ہو گویا کہ اوسے آدمی دیکھ رہا ہے یہ ادراک ناقص ہے
دوسرا یہ کہ وہ نظر آئے یہ پہلے سے کامل ہے اسیواسطے دیدار معشوق کی لذت اوسکے خیال سے زیادہ ہوتی ہے اسکا سبب یہ نہیں
ہے کہ دیدار میں اور صورت ہوتی ہے صورت خیالی کے مخالف یا صورت خیالی سے بہتر بلکہ وہی ایک صورت ہوتی مگر دیدار میں
روشن تر معلوم ہوتی ہے جیسا کہ اگر اپنے معشوق کو عاشق دن چڑھے دیکھتا ہے تو آفتاب نکلتے وقت دیکھنے سے زیادہ لذت پاتا ہے
اسکا سبب یہ نہیں ہے کہ صورت بدل گئی بلکہ یہ باعث ہے کہ دن چڑھے صورت زیادہ روشن ہوگئی اسیطرح جو چیز خیال میں نہیں آتی
اور عقل اوسے ادراک کرتی ہے اسکی بھی دو صورتیں ہیں ایک معرفت دوسری معرفت سے بڑھکر ایک درجہ ہے اوسے رویت اور
مشاہدہ کہتے ہیں اور کمال انکشاف میں اسکی نسبت معرفت کے ساتھ ایسی ہے جیسی دیدار کی نسبت خیال کے ساتھ اور جسطرح
پلک بند کرنا آنکھ کے واسطے پردہ ہے اور خیال کو نہیں منع کرتا اور جب تک حجاب اوٹھے یعنی آنکھ نہ کھلے تب تک دیدار نہیں حاصل
ہوتا اسیطرح اس بدن کے ساتھ جو آب و گل سے بنا ہے آدمی کا علاقہ اور دنیا کی خواہشون کے ساتھ اوسکا مشغول رہنا مشاہدہ کے
واسطے حجاب ہے اور معرفت کو منع نہیں کرتا جب تک علاقہ نہیں ٹوٹتا مشاہدہ ممکن نہیں اسیواسطے حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے
فرمایا لن ترانی پھر جب مشاہدہ روشن اور کامل تر ہے تو ضرور ہے بالضرور اوسکی لذت بھی زیادہ ہوتی ہے جیسا کہ خیال کی نسبت دیدار میں زیادہ ہوتی ہے
اے عزیز جان تو کہ حقیقت بات یہ ہے کہ جسطرح نطفہ آدمی ہوجاتا ہے اور تخم کا بیج درخت ہوجاتا ہے اوسیطرح یہ معرفت فردائے قیامت کو
اور ہی صفت پر ہوجائیگی کہ پہلی حالت سے کچھ نسبت ہی نہ رہیگی اور درجہ کمال کو پہونچ جائیگی اور اس گردش سے نہایت روشن
ہوجائیگی اوسے مشاہدہ اور نظر اور دیدار کہتے ہیں اسواسطے کہ دیدار کمال ادراک سے عبارت ہے اور یہ مشاہدہ اس ادراک کا کمال
درجہ ہے اسیواسطے جسطرح اس جہان میں معرفت جہت نہیں چاہتی اوسیطرح یہ مشاہدہ بھی جہت نہ چاہیگا پس معرفت دیدار کا
تخم ہے جسے معرفت حاصل نہیں وہ دیدار الٰہی سے ابدالآباد محروم رہیگا اسواسطے کہ جو شخص تخم ہی نہیں رکھتا اوس سے زراعت بھی

نہیں ہو سکتی اور جو بڑا عارف ہوگا اوسکا دیکھنا بھی کامل ہوگا اے عزیز یہ خیال نہ کرنا کہ دیدار کی لذت دیدار میں سب لوگ یکسان ہیں گر
بلکہ ہر ایک کا [illegible] نصیب [illegible] ایک [illegible] [illegible]
[illegible] حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ [illegible]
[illegible] حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کو نصیب ہوگا اور وہون کو نصیب ہوگا وہ دیدار [illegible]
[illegible] خصوصیت کا سبب کمال معرفت ہو کہ اوس سے اور لوگ محروم ہیں اور جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر کو اور لوگون پر
نماز روزہ کے سبب سے فضیلت نہیں بلکہ ایک بھید کے سبب سے ہے جو اوسکے دل مین قرار پکڑ گیا ہے یہ اوسی معرفت کی طرف اشارہ ہے
یہی معرفت اوس دیدار الہی کا سبب ہوگی جو خاصۃ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو نصیب ہوگا پس باوصف اسکے کہ حق تعالے
ایک ہی ہے مگر دیدار مین خلق کا تفاوت ایسا ہے جیسے ایک ہی صورت کا تفاوت کہ کئی آئینون مین مختلف نظر آتی ہے کوئی چھوٹی
کوئی بڑی کوئی روشن کوئی تاریک کوئی ٹیڑھی کوئی سیدھی حتی کہ ایسا ہوتا ہے کہ ٹیڑھے پن مین اس مرتبہ کو پہونچ جاتی ہے کہ اچھی صورت
کو بھی بُری بناتی ہے جیسی اچھی صورت باوجودیکہ اچھی ہوتی ہے مگر تلوار کی چوڑان مین دیکھنے سے بُری معلوم ہوتی ہے اور جو شخص
اپنا آئینہ دل اوس جہان مین تاریک لیجاتا ہے پس جو چیز اورون کے واسطے سبب راحت ہوتی ہے وہ بعینہ اوسکے واسطے موجب رنج و اذیت
ہوتی ہے پس اے عزیز یہ گمان نکرنا کہ دیدار الہی مین جو لذت پیغمبر علیہ السلام پائینگے وہی اور وں کو بھی حاصل ہوگی یا جو لذت علما پائینگے وہی عوام بھی پائینگے
اور جو لذت متقی اور محب علما پائینگے وہی اور عالم لوگ بھی پائینگے اور جس عارف پر کہ حق تعالی کی محبت غالب ہے اور جس عارف پر کہ اوسقدر محبت
غالب نہو ان دونون کی لذت کی رو سے تفاوت ہوگا دیدار کی جہت سے نہیں اسواسطے کہ دونون عارف ایک ہی کو دیکھینگے کیونکہ دیدار معرفت کے سبب سے
حاصل ہوتا ہے اور معرفت دونون کو ہے ان دونون عارفون کی مثال ایسی ہے جیسے دو شخص جنکی بینائی برابر ہو اور کسی خوبصورت کو دیکھین
اور ان دونون مین سے ایک اوسکا عاشق ہو اور ایک عاشق ہو تو خواہ نخواہ عاشق کو زیادہ لذت حاصل ہوگی اور اگر ایک بہت عاشق
ہوگا اور ایک کم تو بھی اوسکو بہت لذت حاصل ہوگی جو بہت عاشق ہے پس کمال سعادت کے واسطے فقط معرفت کافی نہیں ہوتی تاوقتیکہ اوسکے
ساتھ محبت نہو اور محبت الہی اسطرح پر غالب ہو جاتی ہے کہ محبت دنیا سے آدمی کا دل پاک صاف ہو جاے اور یہ پاکی زہد و تقوی کے سوا
اور کسی چیز سے حاصل نہیں ہوتی پس جو عارف زاہد اور محب ہے گا اوسے لذت کامل حاصل ہوگی **فصل** اے عزیز شاید تو کہے کہ اگر دیدار کی لذت لذت
معرفت کی جنس سے نہو تو وہ لذت ہی نہیں یا اس سبب سے تو کہیگا کہ لذت معرفت سے تجھے خبر ہی نہیں لیکن چند باتین کسی کتاب مین الٹی
لکھی دیکھکر تو نے یاد کر لی ہین یا کسی سے سیکھ لی ہین اور اوسکا نام معرفت رکھ لیا ہے تو اوس سے تو لذت نہ پائیگا اگر کوئی شخص حلوا
کا نام لوزینہ رکھے اور اوسے کھاے وہ لوزینہ کی لذت کبھی نہ پائیگا مگر جو شخص حقیقت معرفت کی حلاوت چکھتا ہے وہ اوس مین ایسا مزہ پاتا ہے
کہ اگر اسی جہان مین اوسے بہشت اوس مزہ کے عوض ملے تو وہ معرفت ہی کو دوست رکھے جسطرح عقلمند آدمی لذت سلطنت کو لذت [illegible]
زیادہ دوست رکھتا ہے لیکن اگرچہ معرفت کی لذت بہت بڑی لذت ہے مگر دیدار الہی کی لذت سے کچھ نسبت نہین رکھتی [illegible]
سمجھ مین نہیں آسکتی اے عزیز تو فرض کر کہ ایک عاشق ہے مگر ابھی اوسکا عشق کچا ہے اور اوسکی شہوت کم ہے اور اوسکے کپڑون مین بھورا اور

بچھو بھری ہوئی ہین اور اوسی کو کاٹ رہی ہین اور ان مصیبتون کی سوا اور کامون مین بھی وہ مشغول ہو اور ہر چیز سی ڈرتا ہو اور صبح کے وقت کہ ابھی خوب روشنی نہین ہوئی وہ اپنی معشوق کو دیکھی تو ایسی حال مین یقینًا لذت دیدار اوسکو کم حاصل ہوگی پس اگر ناگاہ آفتاب نکل آئے اور خوب روشنی پھیل جاوے اور اوسکی شہوت خوب تیز اور اوسکا عشق نہایت قوی ہو جائے اور مشغلہ اور خوف اوسکے دل سی جاتا رہے اور زنبور اور بچھو کے درد سی نجات پائے تو اس حالت اطمینان مین دیدار معشوق سے بڑی لذت پاوے گا کہ وہ لذت جو پہلے اوسے حاصل ہوئی تھی اوسکے ساتھ اسی کچھ مناسبت ہی نہین جو دنیا مین عارف کا بھی یہی حال ہے اندھیرا دنیا مین ضعف معرفت کی مثال ہے گویا کہ پردے کی اندر سے باہر کی طرف دیکھتا ہے اور ضعف عشق آدمی کے نقصان کی سبب سے ہوتا ہے اسواسطے کہ آدمی جب تک اس جہان مین رہتا ہے ناقص رہتا ہے اور یہ عشق کمال کو نہین پہونچتا اور زنبور اور بچھو دنیا کی خواہشون اور غم اور غصہ اور انواع رنج کی مثال ہے اسواسطے کہ یہ سب لذت معرفت کو کم کردیتی ہین اور شغل اور خوف معاش اور قوت حاصل کرنی اور ایسی باتون کی مثال ہے اور یہ باتین موت سی جاتی رہتی ہین اور دیدار کی رغبت اور محبت کامل ہوجاتی ہے اور پوشیدگی احوال کشف کی ساتھ بدل جاتی ہے اور دنیا کا غم و اندوہ اور مشغلہ منقطع ہوجاتا ہے پس اس سبب سی وہ لذت نہایت کمال کو پہونچ جاتی ہے اگرچہ معرفت کی قدر سی زیادہ نہین ہوتی جسطرح بھوکا آدمی کھانے کی بو سونگھنے سے جو لذت پاتا ہے وہ کھانا کھانے کی لذت سے کچھ مناسبت نہین رکھتی اوسیطرح معرفت کی لذت لذت دیدار سی بھی کچھ مناسبت نہین رکھتی یعنی جسطرح کھانا کھانے کی لذت کھانے کی بو سونگھنے کی لذت سی بہت زیادہ ہوتی ہے اوسیطرح دیدار کی لذت معرفت کی لذت سی بھی بہت ہی زیادہ ہوتی ہے **فصل** ایعزیز شاید تو کہی کہ معرفت دل مین ہوتی ہے اور دیدار آنکھ مین پھر دیدار کی لذت کیونکر زیادہ ہوگی جاننا چاہیے کہ دیدار کو دیدار اسواسطے کہتے ہین کہ وہ کمال خیال کی سبب سی ہوتا ہے اس سبب سی نہین کہتے کہ وہ آنکھ مین ہوتا ہے اسواسطے کہ اگر حق تعالی دیدار کو ہاتھ مین پیدا فرماتا تو بھی دیدار ہوتا پس دیدار کی جگہ مین انکار نافضول ہے بلکہ جب دیدار کا لفظ شریعت مین وارد ہوا ہے اور ظاہر ا دیدار آنکھ سے ہوتا ہے کہ دیدار آخرت مین آنکھ کو دخل ہے اور تو جان لے کہ آخرت کی آنکھ دنیا کی آنکھ کے مانند نہوگی اسواسطے کہ یہ آنکھ بغیر جہت کے نہین دیکھ سکتی اور وہ آنکھ بے جہت کی دیکھے گی اور عوام کو اس سے بحث و تکرار کرنا جائز نہین اسواسطے کہ یہ کام اونکی قوت سی زیادہ ہے کیونکہ بڑھئی کا کام بندر سے نہین ہوسکتا اور جس دانشمند نے فقط فقہ حدیث تفسیر مین محنت کی وہ بھی اس مضمون مین عامی ہے اور اوسکا کام یہ نہین بلکہ جس شخص نے علم کلام مین محنت کی وہ بھی اس حقیقت حال مین عامی ہے اسواسطے کہ وہ عامی کی اعتقاد کا نگہبان اور سنبھالنے والا ہے یعنی عامی نے جو اعتقاد کیا ہے متکلم اپنے کلام سے اوسکی نگہبانی کرتا ہے اور بدعتی کے شر و فساد کو عامی سے دفع کرتا ہے جنگ و جدل سے اوسکا دفعیہ جانتا ہے مگر معرفت اور ہے کوچہ ہے اس کوچے کے رہنے والے اور ہی لوگ ہین **شعر** منزل عشق از مکان دیگر ست + مرد آن مہ را نشان دیگر ست + چونکہ یہ بات چھوٹی سی کتاب مین لکھنے کے لائق نہین تو اسیقدر پر کفایت کرنا اولی ہے **فصل** ایعزیز شاید تو یہ کہے کہ ایسی لذت جس مین بہشت کی لذتین آدمی بھول جائے کسطرح میری عقل مین نہین آتی ہر چند کہ اس باب مین علما نے بہت گفتگو کی مگر اوسکی تدبیر تو معلوم ہو کہ کیا ہے تاکہ اگر وہ لذت نہ حاصل ہو مگر اوس پر ایمان تو نصیب ہو ایعزیز جانو کہ چار چیزین اسکی تدبیر مین ایک یہ کہ جو باتین اوپر مذکور ہوئین اون مین تو بہت غور کرنا کہ تجھے یہ بات معلوم ہوجاے

اسواسطے کہ جو بات ایک ہی بار تیرے کان مین پڑتی ہے وہ دل مین نہین آجاتی دوسری یہ کہ تو یہ جان لے کہ آدمی کی صفت ایسطور پر نہین واقع ہوئی کہ لذت اور شہوت کی صفتین یکبارگی اوسمین پیدا کر دی ہون کیونکہ بچے کو پہلے کھانے ہی کی خواہش اور لذت ہوتی ہے اسکے اور کچھ وہ جانتا ہی نہین جب سات برس کے قریب اوسکا سن پہونچتا ہے تو کھیل کود کی خواہش اور لذت اوسمین پیدا ہوتی ہے چنانچہ ایسا ہوتا ہے کہ کھانا چھوڑ کر کھیلنے دوڑ جاتا ہے اور جب دس برس کے قریب اوسکی عمر ہوتی ہے تو زینت اور اچھی پوشاک کی خواہش اور لذت اوسمین پیدا ہوتی ہے حتی کہ اوسکی آرزو مین کھیلنا بھی چھوڑ دیتا ہے اور جب پندرہ برس کا ہوتا ہے تو عورتون کی خواہش اور لذت اوسمین پیدا ہوتی ہے حتی کہ عورتون کے پیچھے سب کچھ ترک کر دیتا ہے اور جب بیس برس کے قریب پہونچتا ہے تو ریاست تفاخر برتری اور طلب جاہ کی لذت اوسمین پیدا ہوتی ہے یہ لذات دنیا کا آخری درجہ ہے جیسا کہ حق تعالی نے قرآن شریف مین فرمایا ہے اِنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِیْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَیْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ پس جب بیس برس سے بڑہ جاے تو اگر دنیا نے اوسکے باطن کو بالکل خراب نہین کیا ہے اور اوسکے دل کو بیمار نہین کر دیا ہے تو عالم اور آفریدگار عالم اور اسرار ملک و ملکوت کو پہچاننے کی لذت اوسمین پیدا ہوتی ہے اور جسطرح بعد والی ہر لذت مین اوسکی پہلی والی لذت ناچیز اور حقیر ہو جاتی ہے اوسیطرح یہ لذت بھی اس معرفت مین حقیر اور ناچیز ہو جاتی ہے اور بہشت کی لذت پیٹ فرج آنکھہ کی لذت سے زیادہ نہین ہے کہ آدمی باغ مین سیر کر رہا ہے اور عمدہ عمدہ کھانے کھاتا ہے سبزہ اور آب روان اور اونچے اونچے زرنگار مکانات کا نظارہ کرتا ہے اور یہ خواہش اس جہان مین بھی ریاست اور غلبہ اور حکومت کی خواہش کے مقابلہ مین حقیر اور ناچیز ہو جاتی ہے پھر معرفت کی لذت کے سامنے بطریق اولی ناچیز اور حقیر ہو جاےگی کیونکہ راہب کبھی صومعہ کو اسواسطے اپنا قیدخانہ بناتا ہے اور ہر روز اسلیے بقدر جو سے زیادہ کھانا نہین کھاتا ہے تاکہ خلائق مین مقبولیت کا درجہ حاصل کرے پس راہب تو جاہ و قبول کی لذت کو بہشت کی لذت سے زیادہ عزیز رکھتا ہے اسواسطے کہ بہشت کی یہی لذت ہے کہ پیٹ فرج آنکھہ کو حظ حاصل ہو پھر لذت جاہ جسنے پہلے سب خواہشون اور لذتونکو حقیر اور ناچیز کر دیا وہ لذت معرفت مین فنا ہو جاتی ہے اے عزیز تو اس بات کا ایمان رکھتا ہے اسواسطے کہ جاہ کی خواہش تک پہونچا ہے اور لڑکا جو ابھی جاہ کی خواہش تک نہین پہونچا وہ اس بات کا ایمان نہین رکھتا اگر تو اوس لڑکے کو ریاست کا مزہ بتانا چاہے تو یہ مشکل ہے اسیطرح تجھہ اندہے کو معرفت کی لذت سمجھانے مین عارف بھی عاجز ہے لیکن اگر تو تھوڑا سا سرمایہ عقل پیدا کر کے غور تامل کریگا تو یہ بات تجھپر مخفی نرہے گی تیسری تدبیر یہ ہے کہ تو عارفون کا حال دیکھا کر اور انکی باتین سنا کر اسواسطے کہ مخنث اور نامرد اگرچہ شہوت مباشرت اور اوسکی لذت سے بیخبر ہوتے ہین مگر جب مردون کو دیکھتے ہین کہ اپنی پونجی اس مزے کے پیچھے تباہ اور برباد کرتے ہین تو اونہین خواہ نخواہ یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ انہین ایک بڑی شہوت اور لذت حاصل ہے کہ ہمین وہ نصیب نہین حضرت رابعہ جو ایک پارسا بی بی تہین اونکے سامنے لوگون نے جنت کا ذکر کیا کہنے لگین اَلْجَارُ ثُمَّ الدَّارُ پہلے صاحب خانہ ہی پھر عشق حضرت ابوسلیمان دارانی رح نے کہا ہے کہ خدا کے تھوڑے بندے ایسے ہین کہ اونہین دوزخ کا ڈر اور بہشت کی امید یاد الہی سے باز نہین رکہتی پھر دنیا اونہین یاد الہی سے کیونکر باز رکھے گی حضرت معروف کرخی رح سے اونکے کسی دوست نے پوچھا کہ بتاؤ تو تمہین کیا امر بیزار کر کے عبادت اور خلوت مین کھینچ لایا

مشغول کیا کیا موت کے ڈر یا قبر کے خوف یا دوزخ کے اندیشے یا بہشت کی امید نے مشغول کیا ہے فرمایا انکی کیا حقیقت ہے جس بادشاہ کے دست قدرت مین یہ سب ہین اگر تو اوسکے ساتھ محبت کرے تو ان سب کو بھول جا اور اگر تجھے اوسکے ساتھ معرفت اور آشنائی پیدا ہو جائے تو ان سب سے تو ننگ و عار رکھنے لگے حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالی سے کسی نے خواب مین پوچھا کہ ابو نصر تمار اور عبدالوہاب وراق کا کیا حال ہے جواب دیا کہ اسوقت بہشت مین کھانا کھاتے چھوڑ آیا ہون پوچھا تمھارا کیا حال ہے جواب دیا کہ حق تعالی نے جانا کہ مجھے کھانے پینے کی طرف رغبت ہی نہین ہے مجھے اپنا دیدار نصیب کیا حضرت علی ابن الموفق رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ مین نے بہشت کو خواب مین دیکھا بہت لوگ وہان کھانا کھاتے تھے اور فرشتے اچھے اچھے کھانے اونکے منہ مین ڈالتے جاتے تھے ایک شخص کو مین نے دیکھا کہ حضرت قدوس مین آنکھین لگائے ہوئے مبہوت کیطرح دیکھ رہا ہے مین نے رضوان سے پوچھا یہ کون شخص ہے کہا معروف کرخی ہے اسنے خوف دوزخ سے عبادت کی تھی نہ امید بہشت پر اسکے واسطے حق تعالی نے دیدار مباح کر دیا ہے حضرت ابو سلیمان دارانی قدس سرہ کہتے ہین کہ جو شخص آج اپنے ساتھ مشغول ہے وہ فردائے قیامت کو بھی یون ہین رہیگا اور جو شخص آج خدا کے ساتھ مشغول ہے وہ فردائے قیامت کو بھی یون ہین ہوگا حضرت یحیی ابن معاذ رحمہ اللہ تعالی علیہ کہتے ہین کہ ایک رات مین نے حضرت بایزید کو دیکھا عشا کی نماز کے بعد سے صبح تک ایڑیان اوٹھائے ہوئے دونون پانون کی اونگلیون پر مبہوت کیطرح بیٹھے رہے آخر کو سجدہ کر کے دیر تک کھڑے رہے اور سر اوٹھا کر مناجات کی کہ بار خدایا ایک گروہ نے تجھے طلب کیا اوسے تو نے یہ کرامتین عنایت فرمائین کہ وہ لوگ پانی پر چلے اور ہوا پر اوڑے اور مین ان باتون سے تیری پناہ مانگتا ہون اور ایک گروہ کو تو نے زمین کے خزانے مرحمت کیے اور ایک گروہ کو تو نے یہ کرامت عطا کی کہ وہ لوگ رات بھر مین بہت سی مسافت طے کر جاتے تھے وہ لوگ ان کرامتون سے خوش ہوے اور مین ان سب باتون سے تیری پناہ مانگتا ہون بعدہ پھر کر مجھے دیکھا اور فرمایا کہ اے یحیی تم یہان ہو مین نے کہا ہان اے میرے سید فرمایا کب سے ہو مین نے کہا دیر سے پھر مین نے کہا یہ حال مجھسے تو ارشاد ہو فرمایا جو حال تجھسے کہنے کے لائق ہے وہ کہتا ہون حق تعالی نے مجھے ملکوت اعلی اور ملکوت اسفل مین پھرایا اور عرش و کرسی اور آسمانون اور بہشتون مین چکر ارشاد فرمایا کہ ان سب چیزون مین سے جو تیرا جی چاہے مانگ تا کہ مین تجھے عنایت فرماؤن مین نے عرض کیا ان سب مین سے مین کچھ نہین چاہتا ارشاد ہوا حق ہے کہ تو میرا ہی بندہ ہے حضرت ابو تراب نخشبی رحمہ اللہ تعالی کا ایک مرید تھا اپنے کام مین مستغرق رہا کرتا تھا حضرت ابو تراب نے ایکدن کہا کہ اگر تو حضرت بایزید کو دیکھے تو مناسب ہے اوسنے جواب دیا کہ مین بایزید سے بے پروا ہون حضرت ابو تراب نے پھر کئی بار یہی کہا مرید نے جواب دیا کہ مین بایزید کے خدا کو دیکھتا ہون بایزید کو دیکھکر کیا کرون حضرت ابو تراب نے کہا کہ حضرت بایزید کو اگر تو ایکبار دیکھے تو اس سے بہتر ہے کہ خدا کو ستر بار دیکھے تب اوس مرید نے متحیر ہو کر پوچھا یہ کیا بات ہے حضرت ابو تراب نے کہا اے نادان تو اپنے نزدیک خدا کو دیکھتا ہے تیرے ظرف کی قدر وہ ظاہر ہوتا ہے اور حضرت بایزید کو خدا کے پاس اوسکی قدر کے موافق دیکھے گا یہ باریک بات سمجھکر مرید نے عرض کیا کہ آئیے چلین حضرت ابو تراب کہتے ہین کہ ہم دونون آدمی حضرت بایزید کی خدمت مین گئے وہ جنگل مین بیٹھے تھے جب اونکے قریب پہونچے تو وہ اولٹی پوستین پہنے ہوئے باہر تشریف لائے مرید نے اونکی طرف دیکھکر ایک نعرہ مارا اور مرگیا مین نے کہا

کہ اے بایزید جو ایک نظر آپ کو دیکھے تو کیا وہ واجب القتل ہے کہا نہیں یہ مرید صادق تھا اسمین ایک بھید تھا کہ وہ اوسکی قوت سے کھلتا تھا اوسنے جب مجھے دیکھا تو وہ بھید کھل گیا چونکہ یہ ضعیف تھا اوسکا متحمل نہوا مرگیا اور حضرت بایزید قدس سرہ نے کہا ہے کہ اگر خلت ابراہیم اور مناجات موسیٰ اور روحانیت عیسیٰ علیہم السلام حق تعالیٰ تجھے عنایت کرے تو بھی اوسکی طرف سے منہ نہ پھیر کہ اسکے علاوہ اور بہت سے کام رکھتا ہے حضرت بایزید قدس سرہ کا ایک دوست تھا مزکی ایک دن کہنے لگا کہ مین تیس برس سے رات کو نماز پڑھتا ہون اور دن کو روزہ رکھتا ہون اور یہ حالات جو آپ بیان کرتے ہین انمین سے کوئی حالت مجھپر ظاہر نہین ہوئی حضرت بایزید نے فرمایا کہ اگر تین سو برس تو عبادت کریگا تو بھی ظاہر نہوگی اوسنے پوچھا کہ اسکا کیا سبب فرمایا اسکا سبب یہ ہے کہ تو اپنی خودی کے سبب سے محجوب ہے پوچھا پھر اسکا علاج کیا ہے فرمایا اسکا علاج تو نہ کرسکیگا اوس دوست نے کہا کیسے تو مین وہ علاج کرونگا فرمایا نہین تو نہ کریگا وہ نہایت بجد ہوا حضرت بایزید نے فرمایا کہ نائی کے پاس جا کر ابھی داڑھی منڈوا ڈال اور ننگا ہو کر فقط ایک تہ بند کمر سے باندہ اور ایک توبڑہ بھر اخروٹ گلے مین لٹکا اور بازار مین جا کر منادی کر کہ جو لڑکا میری گدی مین گدا لگائیگا اوسے ایک اخروٹ دونگا اور اسیطرح قاضی اور متشرع لوگون کے پاس جا اوس شخص نے کہا سبحان اللہ یہ کیا بات ہے جو آپ نے فرمائی حضرت بایزید نے فرمایا کہ یہ جو تو نے سبحان اللہ کہا شرک کیا کہ یہ اپنی تعظیم کی راہ سے کہا وہ بولا کہ اور کچھ علاج بتائیے یہ مجھسے نہوسکیگا فرمایا پہلا علاج یہی ہے جو مین نے کہا اوس شخص نے کہا یہ علاج تو مین نہین کرسکتا فرمایا مین نے تو خود ہی کہا تھا کہ تجھسے علاج نہوسکیگا حضرت بایزید قدس سرہ نے یہ علاج اسواسطے فرمایا کہ وہ شخص جاہ و تکبر کی طلب مین مشغول تھا ایسے مرض کا یہی علاج ہوتا ہے حدیث شریف مین ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی کہ اے عیسیٰ مین جب اپنے بندے کے دل مین نگاہ کرتا ہون اور اوسمین دنیا اور آخرت کچھ نہین دیکھتا تو اپنی محبت وہان رکھتا اور اوسکی حفاظت کرتا ہون حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے مناجات کی کہ بار خدایا تو جانتا ہے کہ جو محبت تو نے مجھے عطا فرمائی اور اپنے ذکر کا جو انس تو نے مجھے مرحمت کیا اوسکے سامنے بہشت میرے نزدیک پر پشہ کے برابر بھی نہین حضرت رابعہ بصری قدس سرہا سے لوگون نے پوچھا کہ رسول کو تم کیونکر دوست رکھتی ہو کہنے لگین کہ یہ مشکل بات ہے مگر خالق کی محبت نے مخلوق کی محبت سے مجھے باز رکھا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لوگون نے پوچھا کہ کونسا عمل سب اعمال سے افضل ہے فرمایا کہ خدا کی محبت اور جو کچھ اوسنے کیا اوس پر راضی رہنا غرضکہ ایسی حدیثین اور حکایتین بہت ہین اور ان بزرگون کے احوال کے قرینہ سے خواہ مخواہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی معرفت اور اوسکی محبت کی لذت بہشت کی لذت سے بہت زیادہ ہے ایعزیز تجھے اس مقام مین غور و تامل کرنا چاہیے **معرفت الٰہی کی پوشیدگی کے سبب کا بیان** ایعزیز جس چیز کا جاننا متعذر ہوتا ہے تو دو سبب سے ہوتا ہے ایک یہ کہ وہ چیز پوشیدہ رہے ظاہر نہو دوسرا یہ کہ نہایت روشن ہو کہ آنکھ اوسے نہ دیکھ سکے اسیواسطے چمگادڑ رات ہی کو دیکھتا ہے دن کو نہین دیکھ سکتا اسکا سبب یہ نہین ہے کہ رات کو چیزین ظاہر ہوتی ہین بلکہ دن کو بہت ظاہر ہوتی ہین مگر اسکی بینائی ضعیف ہے اسیطرح کمال روشنی کے سبب سے اور اس وجہ سے کہ دلون کو اوسکے دریافت کرنے کی قوت نہین خدا کی معرفت دشوار ہوئی اور خدا کا نور اور ظہور یہ مثال قیاس کرنے سے معلوم ہوگا کہ اگر تو لکھا ہوا ایک خط یا سیا ہوا کپڑا دیکھتا ہے تو کوئی چیز کاتب اور درزی کی قدرت

اور علم وحیات اور ارادہ سے روشن تر نہین ہوتی اسواسطے کہ انکا یہ فعل ان صفتون کو انکے باطن سے ایسا ظاہر کرتا ہے کہ علم یقینی
حاصل ہوجاے اگر حق تعالی تمام عالم مین ایک پرندے یا ایک نبات سے زیادہ نہ پیدا کرتا تو جو اوسے دیکھتا اوسے صانع کے کمال علم
اور کمال قدرت اور کمال عظمت اور کمال جلال کی معرفت ضرور بالضرور حاصل ہوتی اسواسطے کہ وجود صانع پر مصنوع کی دلالت کاتب پر
خط کی دلالت سے زیادہ ظاہر ہے مگر آسمان و زمین اور حیوانات اور نباتات اور سنگ اور کلوخ اور جو کچھ موجود اور مخلوق وہم و خیال
مین آتے ہین سب یک زبان ہو کر صانع کی بزرگی پر گواہی دیتے ہین **شعر** ہر گیاہی کہ از زمین روید + وحدہ لاشریک لہ گوید +
دلائل کی کثرت اور روشنی کی وجہ سے معرفت پوشیدہ ہے اسواسطے کہ اگر کوئی صنعت اوسکا فعل اور کوئی دوسری کا فعل ہوتا تو معرفت ظاہر ہوتی
چونکہ سب مصنوعات ایک صفت پر ہو گئے لہذا معرفت صانع پوشیدہ ہو گئی اسکی مثال ایسی ہے کہ کوئی چیز نور آفتاب سے زیادہ
روشن نہین اسواسطے کہ سب چیزین اسی سے ظاہر ہوتی ہین لیکن آفتاب اگر رات کو غروب نہو جاتا یا سایہ کے سبب سے چھپ نہ جایا کرتا
تو کسی کو نہ معلوم ہوتا کہ مثلاً روی زمین پر ایک ہی نور ہے اسواسطے کہ سفیدی اور سیاہی اور اور رنگون کے سوا کوئی چیز اور رنگ نہ دیکھتے
اسکے علاوہ اور کچھ نہین بس یہ جو معلوم ہوا کہ رنگون کے علاوہ نور کوئی چیز ہے کہ رنگ اوسکے سبب سے ظاہر ہوتے ہین یہ اس سبب سے
معلوم ہوا کہ رات کو رنگ چھپ جاتے ہین اور اندھیرے مین اتنا پوشیدہ ہو جاتے ہین جتنا نور آفتاب مین ظاہر نہین ہوتے
تو ضد آفتاب سے آفتاب کو پہچانا اسیطرح اگر خالق کا غائب اور معدوم ہو جانا ممکن ہوتا اور زمین و آسمان برہم اور ناچیز ہو جاتے
تو خالق کو خواہ نخواہ لوگ پہچان لیتے مگر چونکہ سب مخلوق خالق کے موجود ہونے پر گواہی دیتے ہین ایک ہی صفت کے ہین اور یہ گواہی
ہمیشہ ہے تو روشن ہے بس روشنی کی وجہ سے خالق کی معرفت پوشیدہ ہے دوسری بات یہ ہے کہ بچپن سے یہ مصنوعات و مخلوقات
نظر مین رہے وہ وقت ایسا تھا کہ اس بات کی عقل نتھی کہ مصنوعات کی گواہی کو وہ سمجھے جب مصنوعات کے ساتھ خوگر ہو گیا تو الفت
پیدا ہو گئی پھر جب سن تمیز کو پہونچا تو اونکی گواہی سے آگاہ نہین ہوتا مگر یہ کہ جب کوئی نادر جانور یا عجیب نبات دیکھتا ہے تو اوسوقت
اوسکی زبان سے بے اختیار کلمہ سبحان اللہ نکل جاتا ہے کیونکہ شاید اوسکی گواہی سے دل مین آگاہ ہوتا ہے بس جسکی بینائی ضعیف نہین
وہ جو مصنوع دیکھتا ہے اوسمین صانع کی صنعت دیکھتا ہے اوس مصنوع کو نہین دیکھتا کیونکہ آسمان و زمین اس نظر سے دیکھتا ہے کہ
وہی کی صنعت ہے جسطرح کوئی شخص خط کو اس نظر سے نہ دیکھے کہ وہ سیاہی اور کاغذ ہے کیونکہ اسطرح وہی شخص دیکھتا ہے جو خط کو
[illegible] نہو بلکہ اس نظر سے دیکھے کہ خط آراستہ ہے حتی کہ اوسمین کاتب ہی کو دیکھے جسطرح کہ تصنیف مین آدمی مصنف ہی کو دیکھتا ہے
[illegible] کو نہین دیکھتا آدمی جب اس صفت کا ہو جاتا ہے تو جس چیز مین نظر کرتا ہے خدا ہی کو دیکھتا ہے اسواسطے کہ کوئی چیز ایسی نہین
جو اوسکی بنائی ہوئی نہو بلکہ تمام عالم اوسکی صنعت اور تصنیف ہے اے عزیز اگر ایسی چیز کو دیکھنا چاہے جو نہ اوسکی مصنوع ہو نہ اوسکی ذات ہو
تو نہ دیکھ سکیگا اور سب مخلوق زبان فصیح سے جسے زبان حال کہتے ہین اوسکے کمال قدرت اور کمال جلال و عظمت پر گواہی دیتے ہین
[illegible] مین اوس سے زیادہ روشن کوئی چیز نہین مگر خلق اپنے ضعف کے سبب سے اس معرفت سے عاجز رہتی ہے **محبت**
پیدا کرنے کی تدبیر کا بیان اے عزیز جانتو کہ محبت بزرگترین مقامات ہے اسکی تدبیر بہچاننا ضرور ہے جو شخص چاہتا ہے

کر کسی خوبصورت پر عاشق ہو تو اوسکی پہلی تدبیر یہ ہے کہ اوسکے سوا اور جو کچھ ہے سب کی طرف سے منہ پھیر کر صرف اوسی کو دیکھا کرے
جب اوسکا چہرہ دیکھے اور اوسکے ہاتھ پاؤن پوشیدہ ہون اور خوبصورت بھی ہون تو اونہین بھی دیکھنے کی کوشش کرے تاکہ
جو جمال دیکھے اوسکے سبب سے رغبت زیادہ ہوتی جائے جب اس نظارہ بازی کی مداومت کریگا تو خواہ نخواہ اوسکے دل مین تھوڑی بہت
رغبت پیدا ہو جائیگی یہی محبت الہی کا بھی یہی حال ہے محبت الہی کی پہلی شرط یہ ہے کہ آدمی دنیا کی طرف سے منہ پھیر لے اور اوس
اسکا ر کی محبت سے دل کو پاک کرے اسواسطے کہ غیر خدا کی محبت خدا کی محبت سے آدمی کو باز رکھتی ہے یہ دل کو پاک کرنا ایسا ہے
جیسے کھودنے کرکٹ سے زمین کو پاک کرنا پھر حق تعالی کی معرفت طلب کرے کیونکہ جو شخص اوسے دوست نہین رکھتا اسکا سبب
یہ ہے کہ اوسے جانتا ہی نہین ورنہ جمال کمال تو بالطبع محبوب ہین حتی کہ جو شخص حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی
عنہما کو خوب پہچانتا ہے تو محال ہے کہ وہ اونہین دوست نہ رکھے اسواسطے کہ اوصاف حمیدہ بالطبع محبوب ہین اور معرفت حاصل کرنا
ایسا ہے جیسے زمین مین تخم ریزی کرنا پھر مداومت ذکر و فکر مین مشغول ہو یہ آب پاشی کے مثل ہے اسواسطے کہ جب کوئی شخص کسی کو
یاد کرتا ہے تو خواہ نخواہ یاد کرنیوالے کو اوسکے ساتھ ایک انس پیدا ہو جاتا ہے آخر غرض جانتے کہ کوئی مسلمان اصل محبت سے خالی نہین
مگر تفاوت تین سبب سے ہوتا ہے ایک یہ کہ آدمی دنیا کی محبت اور اوسکے ساتھ مشغول رہنے مین تفاوت رکھتے ہین اور ایک چیز کی
محبت دوسری چیز کی محبت گھٹا دیتی ہے دوسرا سبب یہ ہے کہ معرفت مین تفاوت رکھتے ہون اسواسطے کہ عامی حضرت امام شافعی
رضی اللہ عنہ کو اسواسطے دوست رکھتا ہے کہ فی الجملہ جانتا ہے کہ وہ بڑے عالم تھے مگر فقیہ اونکے بعضے علمون کی تفصیل سے
خبر رکھتا ہے وہ اونہین زیادہ دوست رکھیگا اسواسطے کہ عامی کی نسبت اوسکی شناخت زیادہ ہے اور مزنی جو امام شافعی کے شاگرد
تھے اور اونکے سب حالات اور علوم اور اخلاق سے خبر رکھتے تھے وہ اونکو اوس سے زیادہ اونہین دوست رکھتے تھے پس جو شخص
خدا کی معرفت زیادہ حاصل کرتا ہے وہ اوسے بہت دوست رکھتا ہے تیسرا سبب یہ ہے کہ ذکر و عبادت جسکے سبب سے انس حاصل ہوتا ہے
اسمین لوگ متفاوت ہوتے ہون پس ان ہی سببون سے محبت کا تفاوت ہوتا ہے مگر جو شخص خدا کو بالکل دوست ہی نہین رکھتا
اسکا سبب یہ ہے کہ وہ خدا کو ہرگز جانتا ہی نہین اسواسطے کہ جسطرح ظاہر کی خوبصورتی بالطبع محبوب ہوتی ہے اوسیطرح باطن کی
خوبصورتی بھی مرغوب ہوتی ہے پس محبت معرفت کا نتیجہ ہے اور معرفت کاملہ حاصل کرنے کے دو طریقے ہین ایک صوفیہ صافیہ
رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کا طریقہ ہے وہ مجاہدہ اور باطن کو دوام ذکر سے پاک کرنا ہے حتی کہ اپنے تئین اور ماسوی اللہ کو
بھول جاتے ہین تب اونکے باطن مین وہ معاملات ظاہر ہوتے ہین جنسے عظمت الہی مشاہدہ کے مانند روشن ہو جاتی ہے
اسکی مثال ایسی ہے جیسے دام بچھانا شاید اسمین شکار پھنسے یا نہ پھنسے اور شاید اسمین ہو یا آ پھنسے یا باز آ پھنسے اسمین ایک کی قسمت کے موافق
بڑا تفاوت ہوتا ہے دوسرا طریقہ علم معرفت کا سیکھنا ہے علم کلام اور دوسرے علوم کا سیکھنا نہین علم معرفت کی دلیل بسم اللہ یہ ہے
کہ عجائب مصنوعات مین آدمی تفکر کرے چنانچہ ساتوین اصل مین اسکا بیان ہو چکا ہے پھر ترقی کرکے جمال اور جلال الہی مین فکر کرے
تاکہ اسما اور صفات کے حقائق اوسپر منکشف ہون اور یہ بڑا علم ہے مرید زیرک مرشد کامل کی مدد سے یہ علم حاصل کر سکتا ہے کوئی

اس مرتبہ کو نہین پہونچ سکتا یہ علم وادم چھپانے کے مانند نہین ہے کہ اہمین شکار کے پھنسنے نہ پھنسنے کا شبہہ ہو بلکہ تجارت اور زراعت اور کسب کے مانند ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے بکری بکرے کا جوڑا لگایا تو خواہ نخواہ نسل بڑہے گی اور زیادہ ہوگا لیکن اگر اوپر بجلی گرے اور وہ ناگاہ ہلاک ہوجائین تو مجبوری ہے اور جو شخص معرفت کی راہ چھوڑکر اور کسی طریقہ سے محبت ڈھونڈھیگا وہ محال طلبی کریگا اور جو شخص معرفت کو ان دو طریقون کے سوا جو مذکور ہوا اور کسی طریقہ سے ڈھونڈھیگا وہ ناکام رہیگا اور جو شخص سمجھتا ہو کہ محبت الٰہی سعادت آخرت کو پہونچیگا اوسکی سمجھ غلطی پر ہے اسواسطے کہ آخرت کے یہی معنی ہین کہ تو خدا تک پہونچ جائے اور جب کوئی شخص ایک چیز تک پہونچا تو اگر پہلے سے دوست رکھتا تھا اور عوائق کے سبب سے اوس سے محجوب تھا اور ایک زمانہ اوس چیز کے شوق مین گذرا تھا تو جب وہ عوائق اور موانع رفع دفع ہوجاتے ہین اور وہ شائق اوس چیز تک پہونچتا ہے تو بڑے مزے مین ہوجاتا ہے یہی سعادت ہے اور اگر پہلے سے اوس چیز کو دوست نہ رکھتا تھا تو اوسے کچھ بھی لذت نہین ملتی اگر اوسے کم دوست رکھتا تھا تو کم لذت پاتا ہے تو عشق ومحبت کی قدر سعادت ہوتی ہے اور اگر معاذ اللہ اپنے باطن مین اوس چیز کے مخالف کے ساتھ الفت اور مناسبت پیدا کی ہوگی تو جو حالت آخرت مین ظاہر ہوگی وہ اوسکے مخالف ہوگی اسکے سبب سے وہ ہلاک ہوگا اور رنج ومصیبت مین پڑیگا جس چیز کے سبب سے اور لوگ سعید ہونگے وہ اوسی کے سبب سے شقی ہوجائیگا اسکی مثال یہ ہے **حکایت** ایک خاکروب عطر سازون کی بازار مین گیا اور وہان کی خوشبوئین سونگھکر بیہوش ہوکر گر پڑا لوگ آآکر اوسپر گلاب چھڑکنے لگے اور اوسے مشک سونگھانے لگے اوسکا حال اور بھی بدتر ہوتا جاتا تھا حتی کہ ایک شخص وہان آیا اوس نے بھی کسی زمانہ مین خاکروبی کی تھی اوسنے اوسکا حال پہچانا اور ذرا سی آدمی کی نجاست لاکر بھگوئی اور اوسکی ناک مین ملدی وہ فوراً ہوش مین آگیا اور کہنے لگا ہذا ہذا یہ ہے پس جسنے لذت دنیا کے ساتھ انس پیدا کیا حتی کہ وہ اوسکی معشوقہ ہوگئی وہ اوس خاکروب کے مثل ہے اور جسطرح اوس خاکروب نے عطرسازون کی بازار مین وہ نجاست نپائی تھی بلکہ جو خوشبودار چیزین وہان تھین وہ اوسکے مخالف تھین اور اوسے اوسکے سبب سے رنج واذیت زیادہ ہوئی اور جس نجاست سے اوسنے الفت ومحبت پیدا کی تھی وہ وہان نتھی اسیطرح بازار آخرت مین بھی دنیا کی شہوتون مین سے کوئی چیز آدمی نپائیگا اور جو نعمتین وہان ہونگی وہ سب اسکی طبیعت کے برخلاف ہونگی پس وہی نعمتین اسکے رنج ومصیبت اور اسکی شقاوت کا سبب ہونگی آخرت عالم ارواح اور عالم جمال الٰہی ہے کیونکہ جمال الٰہی وہان ظاہر ہوگا سعید وہی شخص ہے جسنے اپنی طبیعت کو دنیا مین اوسکے ساتھ مناسبت دی ہو حتی کہ وہ اوسکے موافق ہوجائے اور سب ریاضتین اور عبادتین اور معرفتین اسی مناسبت کے واسطے ہین اور محبت خود یہی مناسبت ہے یہ جو حق تعالیٰ نے فرمایا ہے قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا اوسکے یہی معنی ہین اور دنیا کی سب معصیتین اور شہوتین اور محبتین اس مناسبت کی ضد ہین آیۂ کریمہ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا سے یہی مراد ہے ارباب بصیرت اس مضمون کے مشاہدے مین حد تقلید سے گذر گئے ہین اور صدق پیغمبر سے اس مضمون کو پہچانا ہے بلکہ اسکے سبب سے صدق پیغمبر کو بے معجزہ کے یقینی سمجھے ہین اسواسطے کہ جو شخص علم طب جانتا ہے وہ جب کسی طبیب کی بات سنتا ہے پہچان جاتا ہے کہ یہ طبیب ہے اور جب دو کانداد حکیم کی بات سنتا ہے تو سمجھ جاتا ہے کہ یہ جاہل ہے پس اس طریقے سے سچے نبی کو نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنیوالے سے یقیناً آدمی پہچان لیتا ہے پھر جو کچھ اپنی بصیرت کے نور سے پہچان سکتا ہے اوسے اکثر مین سے پہچانتا ہے اور یہ علم یقینی ہے اوس علم کے مثل نہین ہے

جو عصا کے اژدہا ہونے سے حاصل ہوا اسواسطے کہ یہ علم اس خطرمین ہے کہ گو سالے کی آواز سے باطل ہو جائے کیونکہ سحر اور معجزہ مین تمیز کرنا علم یقینی کیطرح آسان نہین ہے **محبت الٰہی کی علامتون کا بیان** ایعزیز جانتو کہ محبت ایک گوہر عزیز ہے اور محبت کا دعوی کرنا آسان نہین بس آدمی کو یہ گمان کرنا نچاہیے کہ مین محبون مین سے ہون اسواسطے کہ محبت کی علامت اور دلیل ہے اوسے اپنی ذات سے طلب کرنا چاہیے وہ سات دلیلین ہین پہلی یہ کہ موت سے ناراض نہ رہے اسواسطے کہ کوئی محب اپنے محبوب کے دیدار سے کراہت نہین رکھتا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کے دیدار کو دوست رکھتا ہے خدا بھی اوسکے دیدار کو دوست رکھتا بویطی قدس سرہ نے ایک زاہد سے پوچھا آیا تو موت کو دوست رکھتا ہے اوسنے جواب مین توقف کیا بویطی نے کہا اگر تو صادق ہوتا تو موت کو دوست رکھتا مگر یہ بات جائز ہے کہ آدمی کو محبت ہو اور موت کے جلدی آنے سے کراہت رکھتا ہو اصل موت سے کراہت نہ رکھتا ہو اسواسطے کہ ابھی آخرت کا توشہ تیار نہ کیا ہوگا تاکہ اب تیار کرلے اور اوسکی علامت یہ ہے کہ ہمیشہ زاد آخرت کی فکر مین لگا رہے دوسری دلیل یہ ہے کہ اپنے محبوب کو خدا کے محبوب پر نثار کردے اور جس چیز کو اپنے حق مین قرب خدا کا سبب سمجھے اوسے نہ چھوڑے اور جو چیز اوسکی دوری کا سبب ہو اوس سے دور رہے یہ اوس شخص کا حال ہوتا ہے جو کہ اپنے تمام دل سے خدا ہی کو دوست رکھے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اوس شخص کو دیکھا چاہے جو خدا کو پورے دل سے دوست رکھتا ہو تو سالم کو جو حذیفہ کا غلام آزاد ہے دیکھ لے بس جو شخص گناہ کرے تو یہ اس بات پر دلیل نہین کہ اوسے محبت ہی نہین بلکہ اسبات پر دلیل ہے کہ اوسے پورے دل سے محبت نہین ہمارے اس دعوی پر یہ دلیل ہے کہ نعمان کو شراب خواری کی وجہ سے کئی بار جب حد ماری گئی تو ایک صحابی نے اوسپر لعنت کی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت نہ کر اسواسطے کہ وہ خدا رسول کو دوست رکھتا ہے حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالی نے ایک شخص سے کہا کہ اگر لوگ تجھسے پوچھین کہ کیا تو خدا کو دوست رکھتا ہے تو خاموش رہ اسواسطے کہ اگر کہے گا کہ دوست نہین رکھتا ہون تو کافر ہو جائیگا اور اگر کہیگا کہ دوست رکھتا ہون تو تیرے اعمال خدا کے دوستون کے اعمال سے نہین تیسری دلیل یہ ہے کہ ذکر الٰہی اسکے دل پر ہمیشہ تازہ رہے اور بے تکلف اوسکا شائق رہے اسواسطے کہ جو شخص کسی چیز کو دوست رکھتا ہے تو اکثر اوس چیز کا ذکر کیا کرتا ہے اور اگر محبت کامل ہوتی ہے تو اوسے کبھی نہین بھولتا بس اگر تکلف سے دلکو ذکر پر لگاتا ہے تو اس بات کا خوف ہے کہ اوسکا محبوب ہی ہے جسکا ذکر اوسکے دل پر غالب ہے شاید اسکے دل پر خدا کی محبت غالب نہین مگر اوسکی محبت کی محبت غالب ہے کیونکہ چاہتا ہے کہ اوسے دوست رکھون اور محبت اور چیز ہے اور محبت کی محبت اور چیز ہے چوتھی دلیل یہ ہے کہ قرآن کو کہ اوسکا کلام ہے اور رسول کو اور ہر چیز کو جو اوسکی طرف منسوب ہو دوست رکھے جب یہ دوستی مضبوط ہو گئی تو تمام خلق کو دوست رکھے کہ سب خدا کے بندے ہین بلکہ تمام موجودات کو دوست رکھے کہ سب اوسکے مخلوق ہین مثلاً آدمی جب کسی کو دوست رکھتا ہے تو اوسکی تصنیف اور اوسکے خط کو بھی دوست رکھتا ہے پانچوین دلیل یہ ہے کہ خلوت اور مناجات پر حریص رہے اور رات ہونیکا آرزومند رہے تاکہ عوائق اور موانع کی زحمت دور ہو اور خلوت مین دوست کے ساتھ مناجات کرے جب رات دن نیند اور بات چیت کو

مناجات سے زیادہ دوست رکھیگا تو اوسکی محبت ناقص ہے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ اے داؤد خلق کے ساتھ انس و
محبت نکر اسواسطے کہ دو آدمی میری درگاہ سے محروم رہتے ہین ایک وہ جو طلب ثواب مین جلدی کرے اور جب دیر کرو اوسے ملے تو
کاہل ہو جائے دوسرا وہ جو مجھے بھول کر اپنے خیال مین مشغول رہے اوسکی علامت یہ ہے کہ مین اوسے اوسی کے حال پر چھوڑ دیتا ہون
اور دنیا مین اوسے حیران رکھتا ہون پس جب خدا کی محبت کامل ہو جاتی ہے تو ما سوی اللہ کی محبت باقی ہی نہین رہتی بنی اسرائیل
مین ایک عابد رات کو نماز پڑھتا تھا ایک درخت پر کوئی مرغ خوش الحان بولا اوسکے نیچے جا کر وہ عابد نماز پڑھنے لگا اوس زمانہ مین
جو رسول علیہ السلام تھے اونپر وحی آئی کہ اوس عابد سے کہدو کہ تو نے ایک مرغ خوش آواز کے ساتھ محبت کی تیرا ایک درجہ کم ہو گیا
پھر کسی عمل سے اوس درجے کو تو نہ پایگا اور کچھ لوگ خدا سے محبت اور مناجات کرکے اس مرتبہ کو پہونچ گئے ہین کہ انکے گھر کے
دوسرے کونے مین آگ لگی اور انھین خبر بھی نہوئی ایک بزرگ کو کوئی بیماری تھی اس سبب سے نماز پڑھنے مین انکا پاؤن کاٹ ڈالا
اونھین خبر تک نہوئی اور حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی آئی کہ اے داؤد جسنے میری محبت کا دعوی کیا اور رات بھر سوتا رہا وہ جھوٹا ہے
دوست کیا دوست کا دیدار نہین چاہتا اور جو مجھے ڈھونڈھتا ہے مین اوسکے ساتھ ہون حضرت موسی علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا خدایا
تو کہان ہے کہ مین تجھے ڈھونڈھون ارشاد ہوا کہ اے موسی جب تو نے مجھے ڈھونڈھنے کا قصد کیا مجھے پا لیا چھٹی دلیل یہ ہے کہ
اوسپر عبادت آسان ہو گران نہ گذرتی ہو کسی عابد نے کہا ہے کہ تیس برس تک جانکنی کے ساتھ مین نے اپنے تئین نماز تہجد پر مستعد
رکھا پھر تیس برس تک اوسکے سبب سے مین نے فائدہ اوٹھایا جب محبت کامل ہو جاتی ہے تو کوئی لذت عبادت کی لذت کو نہین پہونچتی
عبادت دشوار کیونکر ہوگی ساتوین دلیل یہ ہے کہ خدا کے سب فرمان بردار بندون کو دوست رکھے اور سب نافرمانون سے بغض رکھے اور خدا کے دشمنون
اور عاصیون سے عداوت رکھے جیسا کہ حق تعالی نے فرمایا ہے أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ یعنی پیغمبر علیہ السلام کے
صحابہ کافرون پر سخت ہین اور آپس مین مہربان [illegible] ان لوگون کے حق مین ارشاد ہوا کہ وہ لوگ [illegible] جس طرح بچہ اپنی مان کو دوست رکھتا ہے اوسی طرح
وہ میری محبت پر فریفتہ ہین اور جس طرح چڑیا اپنے گھونسلے مین پناہ لیتی ہے اوسی طرح وہ میرے ذکر سے پناہ لیتے ہین اور جس طرح شیر غصہ کی حالت مین
کسی سے نہین ڈرتا اوسی طرح وہ جب کسی برے کام کو دیکھتے ہین تو غصہ مین آتے ہین یہ اور اسی قسم کی بہت سی دلیلین اور علامتین
ہین جسمین محبت کامل ہوتی ہے اوسمین یہ سب علامتین پائی جاتی ہین اور جسمین بعضی علامتین ہون اوسکی محبت ناقص ہے خدا تعالی
کے **شوق کا بیان** اے عزیز جانتو کہ جو شخص محبت الہی کا منکر ہے وہ اوسکے شوق کا بھی منکر ہے اور رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی دعا مین یہ دعا منقول ہے أَسْأَلُكَ الشَّوْقَ إِلَى لِقَائِكَ وَلَذَّةَ النَّظَرِ إِلَى وَجْهِكَ الْكَرِيمِ اور حق تعالی
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی فرماتا ہے طَالَ شَوْقُ الْأَبْرَارِ إِلَى لِقَائِي وَأَنَا إِلَى لِقَائِهِمْ لَأَشَدُّ شَوْقًا
یعنی نیک بندے میری ملاقات کے بہت شائق ہین اور مین اونسے بھی زیادہ اونکا مشتاق ہون پس اے عزیز تجھے شوق کے معنی
معلوم کرنا چاہیے کہ جسے لوگ ہرگز جانتے ہی نہین اوسکا شایق ہونا محال ہے اور جسے جانتے ہین اور وہ سامنے موجود ہے اور اوسے
دیکھ رہے ہین تو بھی اوسکا شوق نہ پایا جائیگا پس شوق ایسی چیز کا ہوتا ہے جو ایک وجہ سے حاضر ہو اور ایک وجہ سے غائب ہو

جیسے معشوق کہ خیال مین حاضر نظر سے غائب ہوتا ہے اوسکا شوق دل مین رہتا ہے شوق کے یہ معنی ہین کہ آدمی اپنی محبوبکو
ڈھونڈھتا ہے تاکہ وہ آنکھون کے سامنے آئے ادراک پورا ہو جاے پس اس بات سے تجھے معلوم ہوگا کہ دنیا مین شوق سے
خدا سے ممکن نہین اسواسطے کہ حق تعالی معرفت مین حاضر اور مشاہدہ مین غائب ہے جسطرح دیدار کمال خیال ہے اوسیطرح
مشاہدہ کمال معرفت ہے اور یہ شوق موت کے سوا اور کسی چیز سے نہین جاتا اور ایک قسم کا اور شوق باقی رہتا ہے جو آخرت مین
بھی نہ جائیگا اسواسطے کہ اس جہان مین ادراک کا نقص دو وجہ سے ہے ایک یہ کہ معرفت اوس دیدار کے مانند ایک ادراک
ہے جو باریک پردے کی آڑ سے ہو یا اوس دیدار کے مثل ہے جو اندھیرے منہ جھٹپٹے وقت آفتاب نکلنے کے پہلے ہو یہ ادراک
آخرت مین خوب روشن ہو جائیگا اور یہ شوق جاتا رہیگا دوسری وجہ یہ ہے کہ کوئی شخص معشوق رکھتا ہے اور اوسنے اوس
معشوق کا چہرہ دیکھا ہو مگر اوسکے بال اور اعضا نہ دیکھے ہون اور جانے کہ وہ سراپا خوبصورت ہے تو اوس شخص کو اوسکے
دیدار کا شوق ہوتا ہے اسیطرح جناب الہی کے جمال باکمال کی نہایت نہین اگرچہ کوئی بہت کچھ جان لے مگر جو کچھ باقی رہ گیا ہے وہ
زیادہ ہوگا اسواسطے کہ خدا کے معلومات کی نہایت نہین اور جب تک سبکو نہ جان لیگا تب تک حضرت الہی کا جمال تمام کمال
نہ دریافت کیا ہوگا اور یہ بات آدمی کو نہ اس جہان مین ممکن ہے نہ اوس جہان مین اسواسطے کہ آدمی کا علم ہرگز بے نہایت
نہین ہوتا پس جسقدر آخرت مین دیدار زیادہ ہوگا اوسیقدر لذت بھی زیادہ ہوگی اور وہ بے نہایت ہے جب دل کی نظر اوس
چیز پر ہوتی ہے جو حاضر ہے تو اوسکے سبب سے اوسکا یہ حال ہوتا ہے کہ بالکل فرحت اور مسرت ہو جاتا ہے اسے انس کہتے ہین
اور جب دل کی نظر اوسکی طرف ہو جو باقی رہ گیا ہے تو طلب و تقاضا دل کا حال ہوتا ہے اسے شوق کہتے ہین اس انس اور
شوق کی انتہا نہین نہ دنیا مین نہ آخرت مین تو وہ لوگ آخرت مین ہمیشہ یہی کہتے رہین گے رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا اسواسطے کہ جمال
الہی مین سے جو کچھ ظاہر ہوگا وہ نور ہی نور ہوگا اور ان لوگون کو تمام و کمال کی طلب ہوتی ہے مگر اوسکی انتہا کو نہین پہنچ سکتی
اسواسطے کہ حق سبحانہ تعالی کے سوا اور کوئی حق سبحانہ تعالی کو بدرجۂ کمال نہین پہچانتا اور بدرجۂ کمال پہچان نہین سکتا تو بدرجۂ
کمال دیکھ بھی نہ سکیگا مگر مشتاقون کے واسطے راہ کھلی رہے گی تاکہ ہمیشہ وہ کشف اور دیدار بڑھتا رہے اور لذت بے نہایت
جو بہشت مین ہے اوسکی حقیقت یہی ہے اور اگر یہ حقیقت نہوتی تو شاید لذت پر اگاہی حاصل ہونے سے لذت کم ہو جاتی کیونکہ
جو چیز ہمیشہ ملتی ہے اور دل اوسکا خوگر ہو جاتا ہے اوس سے حلاوت نہین حاصل ہوتی تا وقتیکہ کوئی تازہ چیز اوسے نہ پہونچے
پس اہل جنت کی لذتین ہر لحظہ تازہ ہوتی رہین گی حتی کہ جو لذت دل مین آئے وہ اون نعمتون کے سامنے حقیر اور ناچیز معلوم
ہوگی اسواسطے کہ وہ نعمتین روز بروز زیادہ ہوتی جائین گی اے عزیز اس اصل سے بھی تو نے انس کے معنی پہچانے کہ جو کچھ حاضر
ہے اوسکی طرف حالت دل کی اضافت کا نام انس ہے بشرطیکہ جو کچھ باقی رہا ہے اوسکی طرف دل التفات نہ کرے اور جب
باقی ماندہ کیطرف التفات کرے تو وہ شوق کی حالت ہے پس حق تعالی کے سب محب دنیا اور آخرت مین انس و شوق مین
پھرتے رہتے ہین اخبار داود علیہ السلام مین ہے کہ حق تعالی نے ارشاد فرمایا کہ اے داود زمین کے باشندونکو میری طرف سے

یہ ہے کہ آدمی صبر کرے حالانکہ یہ کہنا خطا ہے بلکہ جب محبت غالب ہوئی تو جو امر خواہش کے برخلاف ہوا وسپر بھی دو وجہ سے
راضی رہنا ممکن ہے ایک یہ کہ آدمی عشق مین ایسا مدہوش اور مستغرق ہو جاوے کہ اپنی تکلیف اور درد کی خبر بھی نہو جیسے کہ کوئی
آدمی ایسا ہوتا ہے کہ حرب اور جنگ مین اوسپر غصہ ایسا غالب ہوتا ہے کہ اوسکے بدن مین جو زخم لگتے ہین اونکا درد اوسے
کچھ معلوم ہی نہین ہوتا تا وقتیکہ خون آنکھ سے نہ دیکھے اور کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ جب کسی چیز کے لالچ مین دوڑتا ہے اور اوسکے
پاؤن مین کانٹا گڑ جاتا ہے تو اوسے خبر نہین ہوتی اور جب دل کسطرف مشغول ہوتا ہے تو آدمی کو اپنی بھوک پیاس کی خبر نہین ہوتی
جب یہ باتین مخلوق کے عشق اور دنیا کی حرص مین ممکن ہین تو حق تعالی کے عشق اور آخرت کی محبت مین کیون نہ ممکن ہونگی
اور یہ امر تو معلوم ہی ہے کہ باطن کی خوبصورتی ظاہر کی خوبصورتی سے بہت بڑی ہے اسواسطے کہ صورت ظاہر تو ایک کہال
ہے کہ گھوڑے پر تان دی ہے اور چشم بصیرت جس سے باطن کا جمال معلوم ہوتا ہے ظاہری آنکھ سے بمراتب روشن تر ہے
اسواسطے کہ ظاہری آنکھ اکثر خطا کرتی ہے کبھی بڑی چیز کو چھوٹی اور دور کو نزدیک دیکھتی ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ درد تو معلوم ہو
لیکن چونکہ سمجھتا ہے کہ میرے دوست کی رضامندی اسی مین ہے لہذا خود ہی راضی رہتا ہے مثلاً اگر کوئی دوست اسے حکم
کرتا ہے کہ تو اپنے بدن سے خون نکال یا کڑوی دوا کہا تو اس اذیت مین وہ راضی رہتا ہے تاکہ اس حیلہ سے اپنے دوست کی
رضامندی حاصل ہو بس جو کوئی سمجھے گا کہ حق تعالی کی رضامندی اسی مین ہے کہ بندہ اوسکے حکم پر راضی رہے تو وہ محتاجی
بیماری محنت بلا مین راضی رہیگا جسطرح لالچی دنیا دار سفر کی محنت اور دریا کے خطر اور بہت سی مشقتون پر راضی رہتا ہے اور
بہت سے خدا کے محب اس درجہ کو پہونچے ہین کہ حضرت فتح موصلی کی بی بی رحمہما اللہ تعالی کا ناخن اوکھڑ گیا اور وہ ہنسنے لگین
حضرت فتح موصلی نے اونسے پوچھا کہ کیا تمہین درد نہین معلوم ہوتا ہے اونہون نے جواب دیا کہ مجھے ثواب کی خوشی اسقدر ہے
کہ درد نہین معلوم ہوتا ہے حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالی کے ایک درد تھا وہ اوسکی دوا نہ کرتے تھے لوگون نے کہا کہ آپ دوا
کیون نہین کرتے جواب دیا کہ دوستو تم یہ نہین جانتے کہ دوست کا لگایا ہوا زخم درد نہین کرتا حضرت جنید نے کہا ہے کہ حضرت
سری سقطی قدس سرہ سے مین نے پوچھا کہ جو محب خدا ہوتا ہے وہ بلا سے غمگین ہوتا ہے کہا نہین مین نے پوچھا اگر اوسے
تلوار سے مارین کہا تو بھی غمگین نہین ہوتا گو کہ تلوار سے ستر زخم اوسے لگائین ایک محب خدا کا قول ہے کہ جس چیز کو خدا دوست
رکھتا ہے اوسے مین بھی دوست رکھتا ہون اگر وہ یہی چاہے کہ مین دوزخ مین جاؤن تو اسپر بھی مین راضی ہون اور اوسے بھی
دوست رکھتا ہون حضرت بشر حافی قدس سرہ کہتے ہین کہ کسی نے ایک شخص کو بغداد مین ہزار لاٹھیان مارین اور اوسنے اف بھی
نہ کی مین نے پوچھا کہ اے شخص تو نے منہ سے آواز کیون نہ نکالی کہنے لگا کہ اسواسطے کہ میرا معشوق سامنے تھا اور دیکھ رہا تھا
مین نے کہا کہ بھلا اگر بڑے معشوق کو تو دیکھتا تو کیا کرتا بس اوسنے ایک نعرہ مارا اور مر گیا وہی حضرت یہ بھی کہتے ہین کہ ابتدائے
ارادت مین مین شہر عبادان کو جاتا تھا ایک جذامی دیوانہ کو زمین پر پڑے دیکھا چیونٹیان اوسکا گوشت کھاتی تھین مین نے ترس کھا کر
اوسکا سر اوٹھا کر اپنی گود مین رکھ لیا جب وہ ہوش مین آیا تو کہنے لگا کہ یہ کون فضولی تھا جسنے میرے اور میرے مالک کے درمیان مین

اپنا دخل نہ یا قرآن شریف مین مذکور ہے کہ جو عورتین حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھنے لگی تھین اونھون نے حضرت یوسف کی عظمت
جمال سے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور خبر بھی نہ ہوئی اور مصر مین قحط تھا لوگ جب بھوکے ہوتے تو حضرت یوسف علیہ السلام کے دیدار کو
آتے اور اپنی بھوک بھول جاتے یہ بات مخلوق کے جمال کے اثر سے تھی تو اگر کسی پر خالق کا جمال مکشوف ہو تو کیا تعجب ہے جو وہ بلا
اور مصیبت سے بیخبر ہو جائے ایک مرد صحرا مین تھا خدا کے ہر حکم پر راضی ہو کر کہتا کہ اسی مین خیر ہے ایک کتا اوسکی اسباب کی نگہبانی
کے واسطے اور ایک گدہا بار برداری کے لیے تھا اور ایک مرغ اوسکا جگانے کے واسطے تھا ایک بھیڑیے نے آکر گدہے کا پیٹ پہاڑ ڈالا وہ مرد بولا
اسی مین خیر ہے اور کتے نے مرغ کو مار ڈالا وہ بولا اسی مین خیر ہے اور وہ کتا بھی کسی سبب سے ہلاک ہوا پھر اوسنے کہا اسی مین خیر ہے اوسکے اہل و عیال رنجیدہ ہو کر
کہنے لگے کہ جو کچھ حادثہ ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ اسی مین خیر ہے یہ کیا بات ہے اسواسطے کہ یہ جانور ہمارے ہاتھ پانون تھے وہ ہلاک ہو گئے
اوسنے کہا کہ چاہیے تو اسی مین خیر ہو دوسرے دن جو اوٹھے تو کیا دیکھتے ہین کہ انکے گرد و پیش اور جو لوگ تھے اونہین چورون نے
مار ڈالا اور سب اسباب لیگئے کتے اور مرغ کی آواز نہونے کے سبب سے ان لوگون کا جان و مال بچ گیا اوس مرد نے اپنے اہل و عیال
سے کہا کہ تمنے دیکھا کہ خدا کے کام کی بہتری اوسیکو معلوم ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک مرد کی طرف گذرے کہ اندہا اور کوڑہی اور
جذامی تھا اور اوسکا بدن دونون طرف سے شل تھا وہ بے دست و پا کہتا تھا کہ اوس خدا کا شکر ہے جسنے مجھے اوس بلا سے محفوظ
رکھا جسمین بہتیری خلق مبتلا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اوس سے پوچھا کہ وہ کون سی بلا باقی ہے جس سے خدا نے تجھے
محفوظ رکھا اوسنے کہا کہ مین اوس شخص کی نسبت حفاظت اور خیر و عافیت مین ہون جسکے دلمین خدا نے یہ معرفت نہین پیدا کی
جو میرے دل مین پیدا کی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تو نے سچ کہا پھر اوسکا ہاتھ پکڑا حق کہ اوسپر ہاتھ پھیرا وہ فوراً بھلا چنگا
ہو گیا اور اوٹھ کھڑا ہوا اور خوبصورت اور بینا ہو گیا حضرت عیسیٰ کے ساتھ عبادت کیا کرتا حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ کو لوگون نے
دار الشفا مین رکھا تھا کہ یہ دیوانے ہین کچھ لوگ اونکے پاس گئے پوچھا تم کون ہو اونہون نے کہا آپ کے دوستدار ہین بس حضرت
شبلی اونہین پتھر مارنے لگے وہ بھاگے پھر فرمایا کہ تم جھوٹے ہو اگر دوست ہوتے تو میری بلا پر صبر کرتے **فصل** بعضے لوگون نے
کہا ہے کہ شرط رضا یہ ہے کہ آدمی دعا نہ کرے اور جو کچھ نہین ہے اوسے حق تعالیٰ سے نہ مانگے اور جو کچھ ہے اوسپر راضی رہے اور
معصیت اور فسق دیکھکر برا نہ مانے اسواسطے کہ وہ بھی حکم الٰہی سے ہے اور جس شہر مین گناہ کی کثرت یا وبا کی شدت ہو اوس سے
نہ بھاگے اسواسطے کہ یہ قضائے الٰہی سے بھاگنا ہے یہ کہنا خطا ہے دعا تو خود رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی ہے اور
لوگون کو ترغیب دیکر فرمایا ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے اور حقیقت مین دعا کے سبب سے رقت شکستگی تضرع عجز و فروتنی حق تعالیٰ سے
التجا دلمین پیدا ہوتی ہے اور یہ صفتین سب نیک ہین اور جسطرح پیاس جانے کے واسطے پانی پینا بھوک جانے کے واسطے روٹی
کہانا جائز نہ معلوم ہونے کے لیے جاڑا دل پہننا رضا کے خلاف نہین اسیطرح بلا دفع ہونیکے لیے دعا مانگنا بھی خلاف رضا نہین ہے
بلکہ حق تعالیٰ نے جس چیز کو سبب مقرر کرکے اوسکا حکم فرمایا تو اوسکے حکم کے خلاف کرنا اوسکے حکمت راضی رہنے کے برخلاف ہے
اور گناہ پر راضی رہنا کیونکر درست ہوگا اسواسطے کہ گناہ پر راضی رہنا ممنوع ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے

کہ جو شخص گناہ پر راضی رہے گا وہ گناہ مین شریک ہے اور فرمایا ہے کہ اگر بندہ کو مشرق مین ناحق قتل کرین اور کوئی شخص مغرب مین اوسپر راضی ہو تو وہ اوس قتل مین شریک ہے پس اگرچہ گناہ قضاے الہی ہے مگر اوسکے دو منہ مین ایک بندے کیطرف بانیطور کہ اوسکے اختیار سے ہے اور اوسکی علامت یہ ہے کہ بندے مین حق تعالی کی صفتین موجود مین اور ایک منہ حق تعالی کیطرف رکہتا ہے اسواسطے کہ وہ گناہ قضاے الہی اور تقدیر الہی ہے پس اسوجہ سے کہ حق تعالی نے حکم کیا ہے کہ عالم کفر اور معصیت سے خالی نرہے گناہ پر راضی رہنا چاہیئے مگر اوس وجہ سے کہ بندے کے اختیار مین ہے اور اوسکی صفت ہے گناہ پر راضی نہونا چاہیے اور اوسکی علامت یہ ہے کہ خدا گناہ کو دشمن رکہتا ہے اور اس بات مین تناقض نہین اسواسطے کہ اگر کسی شخص کا ایک دشمن مرجائے کہ وہ اوسکے دشمن کا بہی دشمن ہو تو وہ شخص غمگین بہی ہوگا اور خوش بہی خوشی کا سبب اور ہے غم کا سبب اور ہے اور تناقض اس صورت مین ہوگا کہ خوشی اور غم دونون ایک ہی سبب سے ہون علی ہذا القیاس جہان گناہ کی کثرت ہو وہان سے بہاگ جانا ضرور ہے جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا اور جس بستی مین گناہ کی کثرت ہوئی اوس سے اگلے بزرگ نکل گئے ہین کیونکہ معصیت سرایت کرتی ہے اگر معصیت سرایت نہین کرتی تو اوسکی بلا اور عقوبت سبکو ہے مرتی ہے جیسا کہ حق تعالی نے فرمایا ہے وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً اور اگر کوئی شخص ایسی جگہہ ہو جہان اوسکی نگاہ نامحرم پر پڑتی ہے تو وہان سے بہاگ جانا رضا کے خلاف نہین اسیطرح اگر کسی شہر مین تنگی اور قحط ہو تو وہان سے نکل جانا درست ہے مگر جہان طاعون ہو وہانسے نکل جانے کی ممانعت ہے اسواسطے کہ اگر تندرست لوگ نکلجاینگے تو بیمار خراب اور تباہ ہونگے مگر اور بلاؤن اور آفتون مین ایسا حکم نہین بلکہ حکم کے موافق اوسکی تدبیر کرنا چاہیے اور حکم کے موافق تدبیر کرنیکے بعد جو کچہ حکم الہی ہو اوس پر راضی رہنا چاہیے اور سمجہنا چاہیے کہ اسی مین خیر ہے

دسوین اصل موت کو یاد کرنے کے بیان مین

ایعزیز ازجان اس بات کو جان کہ جسنے یہ بات جان لی اور اپنے دلمین ٹہان لی کہ بہرحال میرا انجام کار موت ہے اور قبر میرا ٹہکانا ہے منکر نکیر موکل ہین قیامت برحق ہے جنت یا دوزخ مین مجہے جانا ہے تو وہ اگر عقلمند ہے تو موت سے زیادہ کسی چیز کا اندیشہ نکریگا اور سب چیزون سے زیادہ زاد آخرت حاصل کرنے کی تدبیرمین لگا رہے گا جیسا کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا ہے اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ اور جو شخص موت کو بہت یاد کریگا وہ خواہ نخواہ اوسکا توشہ طیار کرنے مین مشغول رہے گا اور قبر کو جنت کے باغون مین سے ایک باغ ہمیشہ بہار پائیگا اور جو موت کو بہولے گا وہ دنیا مین مشغول ہوکر زاد آخرت سے غافل رہے گا اور قبر کو دوزخ کے غارون مین سے ایک غار پائیگا اسی سبب سے موت کو یاد کرنے کی بڑی فضیلت ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَكْثِرُوا مِنْ ذِكْرِ هَادِمِ اللَّذَّاتِ یعنی اے وہ لوگو کہ لذت دنیا مین مشغول ہو اوسے بہت یاد کرو جو لذتون کو غارت کرتی ہے یعنی موت اور فرمایا ہے کہ اگر چرندے موت کا وہ حال جانتے جو تم جانتے ہو تو فربہ گوشت ہرگز کسی بشر کے کہانے مین نہ آتا یعنی موت کے ڈر سے جانور لاغر رہتے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا

عرض کیا کہ یا رسول اللہ کوئی شہیدون کے مرتبہ پر بھی ہوگا فرمایا ہان وہ شخص ہوگا جو دن بھر مین بیس بار موت کو یاد کرتا ہے جناب
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کی طرف گذرے اونکے قہقہون کی آواز بلند تھی آپ نے فرمایا کہ اے لوگو تم اپنی اس مجلس مین
اوس چیز کا ذکر کرو جو سب لذتون کو منغص کردیتی ہے اون لوگون نے پوچھا کہ وہ کیا چیز ہے فرمایا موت حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ
کہتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انس موت کو بہت یاد کیا کر کہ وہ دنیا مین تجھے زاہد کردے اور تیرے گناہونکا
کفارہ ہو اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کَفٰی بِالْمَوْتِ وَاعِظًا یعنی خلق کو نصیحت کرنیکے واسطے موت کافی ہے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے صحابہ ایک شخص کی تعریف کرنے لگے آپ نے فرمایا کہ بھلا موت کی بات اوسکے دل پر کیسی ہے
صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلعم موت کا ذکر تو ہمنے اوس سے نہین سنا فرمایا تو جیسا تم جانتے ہو ویسا وہ نہین ہے حضرت ابن
عمر رضی اللہ تعالی عنہما کہتے ہین کہ مین دس آدمیون کے ساتھ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سراپا برکت مین حاضر ہوا انصار
مین سے ایک شخص نے پوچھا کہ سب آدمیون سے زیادہ زیرک اور کریم کون شخص ہے آپ نے فرمایا کہ جو موت کو بہت یاد کرے اور زاد آخرت
مہیا کرنے مین بہت حریص ہو وہی لوگ شرف دنیا اور کرامت آخرت لیجاتے ہین حضرت ابراہیم تیمی قدس سرہ کہتے ہین کہ دو چیزین
دنیا کی راحت میرے دل سے چھین لیجاتی ہین ایک موت کی یاد دوسرے حق تعالی کے سامنے کھڑے ہونیکا خوف خلیفہ عمر ابن عبد العزیز
رحمہ اللہ تعالی ہر شب علما کو جمع کرکے موت اور قیامت کا ذکر کیا کرتے حتی کہ اسقدر روتے جسقدر ماتم زدہ لوگ روتے ہین جنکے سامنے
جنازہ ہو حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی جب بیٹھتے تو موت اور دوزخ اور آخرت ہی کی باتین کیا کرتے ایک عورت نے ام المومنین
حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے سامنے اپنی سخت دلی کا گلہ کیا فرمایا موت کو بہت یاد کیا کر تاکہ نرم دل ہوجاوے اوسنے
ایسا ہی کیا وہ سختی اوسکے دل سے جاتی رہی پھر آتی اور اس بات کا شکر بجا لائی حضرت ربیع خثیم رحمہ اللہ تعالی نے اپنے گھر مین ایک قبر
کھودی تھی دن بھر مین کئی مرتبہ اوسمین جاکر لیٹتے تاکہ موت کو اپنے دل پر تازہ کرلین اور کہتے کہ اگر ساعت بھر موت کو مین بھول جاتا ہون
تو میرا دل سیاہ ہوجاتا ہے خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی نے ایک شخص سے کہا کہ موت کو بہت یاد کیا کر کہ اسمین دو فائدے ہین
اگر تو محنت اور مصیبت مین ہوگا تو اس سے تیری تسلی ہوگی اور اگر تو نعمت اور راحت مین ہوگا تو اس سے وہ نعمت تلخ ہوجائیگی حضرت
ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ ام ہارون سے مین نے پوچھا کہ موت تمہین دوست ہے کہا نہین مین نے کہا کیون کہا اسلیے
کہ اگر آدمی کا گناہ کرتی ہون تو اوسے دیکھنا نہین منظور رہتا بہت گناہ کرتی ہون دیدار الہی کی کیونکر خواہشمند ہون **فصل** ایعزیز
جانتو کہ موت کی یاد تین طور پر ہوتی ہے ایک غافلون کا یاد کرنا جو دنیا مین مشغول ہین کہ موت کو یاد کرکے اوس سے کراہت کرتے ہین
اونھین یہ خوف ہوتا ہے کہ موت کے سبب سے دنیا کی شہوتین اور لذتین ہمسے چھوٹ جائین گی بس موت کی شکایت کرکے کہتے ہین کہ
بڑی بلا سامنے آنے والی ہے افسوس یہ دنیا اس خوشی کے ساتھ ہمسے چھوٹ جائیگی اسطور سے موت کی یاد اونہین اور بھی حق تعالی
سے دور کردیتی ہے لیکن اگر کسی وجہ سے دنیا اونہین بری معلوم ہو اور دنیا سے دل نفرت کرے تو فائدے سے خالی نہین دوسرا طور
تائب کا یاد کرنا ہے کہ وہ اسواسطے موت کو یاد کرتا ہے کہ اوسپر خوف بہت غالب ہو اور توبہ کرنے مین اکثر مشغول ہو اور گذشتہ کے

تدارک مین بہت کوشش کرے اس طور سے موت کو یاد کرنیکا بڑا ثواب ہے اور توبہ کرنیوالا موت سے کراہت نہین کرتا مگر موت کے
جلدی آنے سے کراہیت رکہتا ہے اس سببسے کہ جلدی موت آنے مین بے زاد آخرت جانا پڑیگا اگر باین وجہ کوئی شخص موت سے
کراہیت رکہے تو کچہ قباحت نہین تیسرا طور عارف کے یاد کرنیکا ہے عارف اسوجہ سے موت کو یاد کرتا ہے کہ دیدار کا وعدہ مرنیکے بعد
ہے اور دوست کے وعدہ کا وقت کوئی نہین بہولتا ہمیشہ اوسیکا منتظر رہتا ہے بلکہ اوسکی تمنا کیا کرتا ہے جیسا کہ حضرت حذیفہ
نے مرتے وقت کہا حَبِیْبٌ جَاءَ عَلٰی فَاقَۃٍ یعنی دوست آیا اور حاجت کے وقت آیا اور مناجات کی کہ بارخدایا اگر تو جانتا ہے
کہ مین محتاجی کو تونگری سے اور بیماری کو تندرستی سے اور موت کو زندگی سے زیادہ دوست رکہتا ہون تو موت کو مجہپر آسان
کردے تاکہ مین تیرے دیدار سے آسایش حاصل کرون اور اس درجے کے علاوہ بہی ایک درجہ اس سے بہت بڑا ہے جسمین آدمی
نہ موت سے بیزار رہتا ہے نہ اوسکا خواہان نہ موت کی تعجیل چاہتا ہے نہ تاخیر بلکہ حق تعالی کے حکم پر راضی رہتا ہے اپنے تصرف
اور اختیار کو بالاے طاق رکھتا ہے اور تسلیم ورضا کے مرتبہ کو پہونچ جاتا ہے یہ بات اوسوقت ہوتی ہے کہ موت اوسے یاد تو آئے
مگر موت کا خیال اکثر نہ آئے اسواسطے کہ اسی جہان مین وہ مشاہدۂ الہی مین رہتا ہے اور خدا کا ذکر اوسکے دل پر غالب ہوتا ہے
مرنا جینا اوسکے نزدیک یکسان ہے اسواسطے بہرحال خدا کی یاد اور محبت مین مستغرق رہیگا **موت کا ذکر دل مین
اثر کرے اسکی تدبیر کا بیان** اے عزیز جانتو کہ موت بڑا کام ہے اور اسکا خطر عظیم ہے لوگ اس سے غافل ہین اگر یاد بہی
کرتے ہین تو انکے دل مین اثر نہین ہوتا اسواسطے کہ دنیا کے شغلون سے دل ایسا پر ہوتا ہے کہ اوسمین اور کسی چیز کی گنجایش
نہین رہتی اسیواسطے ان لوگون کو خدا کی یاد اور تسبیح سے حلاوت اور لذت نہین حاصل ہوتی پس اسکی تدبیر یہ ہے کہ آدمی گوشہ نشین
ہوکر ساعت بہر اپنے دل کو خیالات دنیا سے باز رکہے جسطرح وہ شخص جسے ایک جنگل طے کرنا ہے تو اسکی تدبیر اور فکر اوسکے دل کو اور
چیزون سے فارغ کردیتی ہے اور گوشہ مین بیٹہکر اپنے دل مین سوچے کہ موت قریب آپہونچی شاید مین آج ہی مرجاؤن اپنے دل
اگر کوئی تجہسے کہے کہ اندہیرے خانے مین جا اور تجہے نہین معلوم کہ وہان کوئی کنوان ہے یا راہ مین کوئی پتہر پڑا ہے یا کچہ اندیشہ نہین
تو تیرا زہرہ آب ہوتا ہے آخر موت کے بعد تیرے کام کی پوشیدگی اور قبر مین تیرا خطر اس سے تو کم نہین تو موت وغیرہ سے کسلیے بہی
غفلت کرتا ہے اور بہترین علاج یہ ہے کہ اپنے زمانے کے لوگون کو یاد کرے جو مرگئے ہین اور اونکی صورتکا تصور کرے کہ دنیا مین
وہ کس شان وشوکت سے رہتے تہے اور اونہین کسقدر خوشی حاصل تہی اور موت سے کسقدر غافل تہے پس عین غفلت اور بیسامانی
آخرت مین دفعۃً موت آگئی اور اونہین لیگئی اور خیال کرے کہ قبر مین اب اونکی صورت کیسی ہے اعضا گل کر ایکدوسرے سے جدا ہوگئے
گوشت پوست آنکہہ زبان مین کیڑے پڑگئے وہان اونکا تو یہ حال ہوا یہان اونکے وارثون نے اونکا مال آپس مین تقسیم کرلیا جسمین بیٹہے
کہاتے ہین اونکی جورو ین اونہین بہول گئین اور ونکے ساتہہ نکاح کرلیے وہ اونسے مزے اوڑاتے ہین پس اپنے زمانے کے
ایک ایک آدمی کو یاد کرے اور اونکی سیر اور ہنسی اور دل لگی اور غفلت ومشغولی کا خیال کرے کہ ایسے ایسے کامون کی تدبیر پہلے سے
کر رکہی کہ بیس برس تک اون کامون کو نہ پہونچتے اور اس تدبیر مین بڑے بڑے رنج کہینچتے تہے اونکا کفن بزاز کی دوکان مین

موجود تھا اور اب نہین اوسکی خبر بھی نتھی بس اپنے دل مین کہے کہ تو بھی اون ہی کا ایسا ہے اور تیری غفلت اور حرص و حماقت
بھی اون ہی کی سی ہے تجھے یہ دولت ملی کہ وہ اگلے تیرے سامنے گذر گئے تیری زندگی مین مر گئے تاکہ تو اونسے عبرت لے فَاِنَّ
السَّعِیْدَ مَنْ وُّعِظَ بِغَیْرِہٖ یعنی نیک بخت وہی ہے جو دوسرے کا حال دیکھکر نصیحت اور عبرت لے پھر اپنے ہاتھ پاؤن آنکھ
زبان اور انگلیون کا خیال کرے کہ یہ سب اعضا ایک دوسرے سے جدا ہو جائینگے اور چند دن مین تیرا بدن کیڑون اور حشرات الارض
کی غذا ہو جائیگا وہ اسے کھائینگے اور قبر مین جو اوسکی صورت ہوگی وہ اپنے خیال مین لائے کہ مین سڑا گلا گندہ مردار ہون یہ باتین
اور ایسی اور باتین ہر روز ساعت بھر اپنے دل سے کیا کرے تاکہ شاید اوسکا دل موت سے آگاہ ہو اسواسطے کہ زبانی یاد کرنے سے
دل مین کچھ اثر نہین ہوتا آدمی نے ہمیشہ جنازہ لیے جاتے لوگون کو دیکھا ہے اور اپنے تئین ہمیشہ دیکھتے ہی دیکھتا ہے جانتا ہے کہ مین
ہمیشہ موت کی سیر کیا کرونگا اپنے تئین کبھی مردہ تو دیکھا ہی نہین اور جو کچھ آدمی نے نہین دیکھا وہ اوسکے وہم و خیال مین بھی نہین آتا
اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ مین فرمایا کہ گویا یہ موت کیا ہمارے واسطے نہین لکھی ہے اور یہ جنازہ جو لوگ
لیے جاتے ہین سمجھتا کہ یہ کیا مسافر ہین کہ پھر آئینگے انہین خاک مین ملاتے ہین اور انکی میراث خود کھاتے ہین اور اپنی موت سے
غافل ہین اور موت کو یاد نہ کرنا اکثر طول امل سے ہوتا ہے اور اسی سے سب فساد پیدا ہوتے ہین **امید کوتاہ کی فضیلت کا**
بیان ای عزیز جانتو کہ جسنے اپنے دل مین یہ تصور کیا کہ مین بڑی عمر پاؤنگا مدت دراز تک نہ مرونگا اوس سے کوئی دینی کام نہین ہوتا
اسواسطے کہ وہ اپنے دل مین کہتا ہے کہ بہت زمانہ باقی ہے جب چاہونگا دینی کام کرلونگا اب تو چین و آرام کرلون اور جو شخص اپنی
موت کو قریب جانتا ہے وہ ہر وقت اوسی کی تدبیر مین لگا رہتا ہے اور یہی بات سب سعادتون کی اصل ہے رسول مقبول صلعم نے حضرت ابن عمر سے
کہا صبح کو جب تو سو اوٹھا ہی تو اپنے جی مین یہ نہ سمجھا کر کہ شام تک زندہ رہونگا اور شام کو اپنے دل مین یہ نہ کہا کر کہ صبح تک زندہ رہونگا زندگی سے
زاد مرگ لیلے اور تندرستی سے زاد بیماری پیدا کرلے اسواسطے کہ یہ نہین جانتا کہ کل خدا کے نزدیک تیرا کیا نام ہوگا اور فرمایا ہے کہ تمہارے
بارے مین دو خصلتون سے جتنا مین ڈرتا ہون اوتنا کسی چیز سے نہین ڈرتا ایک خواہش کی پیروی کرنے سے دوسرے بہت جینے کی
امید رکھنے سے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کوئی چیز مول لی کہ ایک مہینے تک کام آئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ اسامہ سے کچھ تعجب نہین کہ اوسنے مہینا بھر کے واسطے کوئی چیز مول لی اِنَّ اُسَامَۃَ لَطَوِیْلُ الْاَمَلِ یعنی اسامہ زندگی کی بہت
بڑی امید رکھتا ہے قسم ہے اوس پروردگار کی جسکے دست قدرت مین میری جان ہے کہ جب مین پلک جھپکتا ہون تو جانتا ہون
کہ آنکھ کھولنے کے پہلے ہی میری موت آئے گی اور جب مین آنکھ کھولتا ہون تو جانتا ہون کہ پلک جھپکانے کے قبل میری موت
آئے گی اور جو لقمہ منہ مین رکھتا ہون یہی جانتا ہون کہ موت کے سبب سے میرے حلق ہی مین رہ جائیگا یہ کہکر آپ نے فرمایا کہ ای لوگو
تم اگر عقل رکھتے ہو تو اپنے تئین مردہ جانو اسواسطے کہ قسم ہے اوس خدا کی جسکے دست قدرت مین میری جان ہے کہ اوسنے تمسے جو کچھ وعدہ
کیا ہے وہ آئیگا اور اوس سے تم نہ بچوگے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب قضاے حاجت کرتے تو فوراً تیمم کرلیتے صحابہ عرض کرتے کہ
یا رسول اللہ پانی قریب ہے آپ فرماتے شاید مین مر جاؤن اور پانی تک نہ پہونچنے پاؤن حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی نے

کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مربع خط کہینچا اور اوسکے بیچ مین ایک سیدہا خط کہینچا اور اس سیدہے خط کی دونو طرف چہوٹی چہوٹی لکیرین کہینچین اور اوس مربع کے باہر ایک خط کہینچکر فرمایا یہ خط جو مربع کے اندر ہے گویا آدمی ہے اور وہ مربع اسکی موت ہے جو چارون طرف سے اسے گہیرے ہوئے ہے یہ اوس سے بہاگ نہین سکتا اور یہ چہوٹی چہوٹی لکیرین جو اسکے دونو طرف ہین بلائین اور آفتین ہین جو اسے درپیش ہین اگر بالفرض وہ ایک آفت سے بچ گیا تو دوسری آفت سے نہ بچے گا حتی کہ مر جائے اور جو خط مربع کے باہر ہے اوسکی آرزو اور امید ہے کہ ہمیشہ ایسے کام کا خیال کرتا ہے کہ وہ کام خدا کے علم مین اوسکے مرنے کے بعد ہوگا اور فرمایا ہے کہ آدمی روز بروز بوڑہا ہوتا جاتا ہے اور دو چیزین اوسمین ہین وہ جوان ہوتی جاتی ہین مال کی حرص اور جینے کی آرزو حدیث شریف مین ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے ایک بوڑہے آدمی کو دیکہا کہ بیلچہ ہاتہہ مین لیے کام کر رہا ہے حضرت عیسی نے دعا کی کہ بارخدایا اسکے دل سے ارزو نکال حق تعالی نے اوسکے دل سے ارزو نکال ڈالی پس وہ بڈہا بیلچہ رکہکر سو رہا تہوڑی دیر کے بعد حضرت عیسی نے پہر دعا کی کہ بارخدایا آرزو اسے دیدے پس وہ بڈہا پہر اوٹہکر اپنا کام کرنے لگا حضرت عیسی نے اوس سے پوچہا یہ کیا تہا اوسنے کہا کہ میرے دل مین آیا کہ کب تک کام کرونگا اب بڈہا ہوا ہون جلد مرونگا مین نے بیلچہ رکہدیا پہر میرے جی مین آیا کہ جب تک مرون مرون تب تک تو مجہے لابد روٹی کہانیکو چاہیے مین اوٹہکر اپنا کام کرنے لگا جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے لوگون سے پوچہا کہ تم جنت مین جایا چاہتے ہو لوگون نے عرض کیا کہ ہان چاہتے ہین فرمایا کہ آرزو کو کم کرو اور ہمیشہ موت کو اپنی انکہہ کے سامنے رکہو اور خدا سے شرم کیا کرو جو شرم کرنیکا حق ہے ایک بزرگ نے اپنے بہائی کو اس مضمون کا خط لکہا کہ اما بعد دنیا خواب ہے اور آخرت بیداری اور درمیان مین موت ہے اور ہم جس عالم مین ہین یہ خیالات پریشان ہین **طول امل کے سببون کا بیان** ایعزیز جانتو کہ دو سببون سے آدمی اپنی زندگی کو دراز تصور کرتا ہے ایک نادانی دوسری محبت دنیا جب محبت دنیا جب غالب ہوئی تو موت اوس محبوبہ یعنی دنیا کو آدمی سے چہین لیتی ہے اسواسطے کہ آدمی موت کو دشمن رکہتا ہے اور موت اوسکی طبیعت کے برخلاف ہے اور جو چیز طبیعت کے خلاف ہوتی ہے آدمی اوسے اپنے سے دور رکہتا ہے اور اپنے تئین بہسلا کر ہمیشہ اپنے دل مین اون باتون کی صورت باندہتا ہے جو اوسکی آرزو کے موافق ہون پس ہمیشہ زندگی اور مال اور زن و فرزند اور اسباب دنیا کو فرض کیا کرتا ہے کہ برقرار رہین گے اور موت جو اوسکی آرزو کے برخلاف ہے اوسے بہولا رہتا ہے اگر کبہی اوسکے دل مین موت کا خیال بہی آتا ہے تو بہلا دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اوہ جی ابہی بڑا عرصہ باقی ہے موت کا سامان کرلین گے جب بڑا ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ بوڑہاپے تک صبر کر جب بوڑہا ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ نہ یہ عمارت تمام کرلون اور اس لڑکے کے واسطے جہاز بنوا کر اوس سے فارغ البال ہولون اور یہ زمین سیچنے کو پانی سے اطمینان کرلون تاکہ موت سے مطمئن ہو جاؤن اور عبادت کی لذت پاؤن اور اس دشمن نے جو میرے ساتہہ برائی کی ہے اسکی گوشمالی کرلون اسیطرح تاخیر کیا کرتا ہے تاکہ فارغ البال ہو جاے اور اس ایک ایک کام مین دس دس کام نکلتے آتے ہین یہ بیوقوف اتنا نہین جانتا کہ دنیا سے تو کبہی فراغت ملے ہی گی نہین مگر اوسوقت جب اوسے ترک کردے ساور یہ بیوقوف جانتا ہے

اگر کبھی تو اس سے فراغت پاویگا اسیطرح روز بروز تاخیر کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ ناگاہ موت آجاتی ہے اور حسرت ہی حسرت باقی رہتی ہے اسی سبب سے دوزخی لوگ پشیمانی کے سبب سے اکثر شور و فریاد کرینگے اور دنیا کی محبت ان سب باتون کی اصل ہے اور اسی سبب سے غفلت ہوتی ہے کیونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس چیز کو چاہو دوست رکھو مگر آخر کو تم سے چھین لین گے اور نادانی یہ ہے کہ آدمی جوانی پر بھروسا رکھتا ہے اور اسقدر نہین جانتا کہ بوڑھاپے کے پہلے ہی مرجاے ہزار دن لڑکے اور جوان مرجاتے ہین اور شہر دہین بوڑھے آدمی اسی سبب سے کم ہوتے ہین کہ کم آدمی بوڑھے ہوتے دوسری بات یہ ہے کہ آدمی تندرستی مین مرگ مفاجات کو بہت بعید جانتا ہے اتنا نہین جانتا کہ اگر دفعتاً مرجانا نادر ہے تو دفعتاً بیمار ہوجانا تو نادر نہین اسواسطے کہ سب بیماریان یکایک آتی ہین اور بیماری آپہونچی تو بیمار کا مرجانا نادر بات نہین ہے تو ہمیشہ یہی فرض کرنا چاہیے کہ موت ہمارے سامنے آفتاب کے مانند ہے کہ اوسکی شعاع ہمپر پڑی ہوئی ہے سایہ کے مانند نہین کہ ہمارے آگے آگے جاتا ہے اور ہم اوسے نہین پا سکتے

طول امل کا علاج ایعزیز جانتو کہ سبب کو دفع کرنا علاج ہے جب سبب تو نے جان لیے تو اونہین دفع کرنے مین مشغول ہو محبت دنیا جو سبب طول امل ہے اوسکا علاج اوسیطرح پر کرنا چاہیے جو محبت دنیا کے بیان مین ہمنے ذکر کیا غرضکہ جو شخص دنیا کی حقیقت جانتا ہے وہ اوسے دوست نہین رکھتا اسواسطے کہ دنیا کی لذت چند روزہ ہے خواہ نخواہ موت کے سبب سے زائل ہوجاتی اور دنیا فی الحال بہی منغص اور مکدر ہے اور رنج سے خالی نہین اور کبھی کسی کے واسطے صاف نہین ہوئی اور جو شخص مدت آخرت کی درازی کا خیال کرے اور عمر دنیا کی کوتاہی کا تصور کرے تو اوسے معلوم ہوجائیگا کہ نقد دنیا لیکر سرمایہ آخرت کا بیچنا ایسا ہے جیسے کوئی شخص خواب مین ایک درم جاگنے مین تمام دنیا سے زیادہ دوست رکھے اسواسطے کہ دنیا خواب کے مانند ہے اَلنَّاسُ نِیَامٌ فَاِذَا مَاتُوا انْتَبَهُوا اور نادانی کا علاج صاف تفکر اور معرفت یقینی سے ہوتا ہے آدمی یہ سمجھے کہ موت اوسکے اختیار مین نہین ہے کہ جسوقت وہ چاہتا ہے اوسیوقت آئے تاکہ وہ جوانی پر یا اور کسی کام پر اعتماد کرے **طول امل کے درجات** ایعزیز جانتو کہ لوگ اس امر مین متفاوت ہین کوئی ایسا ہے کہ ہمیشہ دنیا مین رہنا چاہتا ہے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے یَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ یُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ اور کوئی چاہتا ہے کہ مین بوڑھا ہون اور کوئی سال بھر سے زیادہ کی امید نہین رکھتا اگلے سال کی تدبیر نہین کرتا اور کوئی ایک دن سے زیادہ کی امید نہین رکھتا کل کی تدبیر نہین کرتا جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کل کے واسطے روزی نہ جمع کرو اسواسطے کہ اگر زندگی باقی ہے تو رزق بہی باقی ہے اور اگر زندگی نہین باقی تو اور ون کی زندگی کے واسطے تم کیون رنج کھینچو اور کوئی دم بھر کی بہی امید نہین رکھتا جیسا کہ جناب سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا تیمم کرتے اسوقت مین کہ پانی پانا ممکن ہوتا کہ مبادا پانی کے قریب پہونچنے کے پہلے ہی موت آجائے اور کوئی ایسا ہوتا ہے کہ ہر وقت موت اوسکی آنکھون کے سامنے رہتی ہے کبھی غائب ہی نہین ہوتی جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایمان کی حقیقت کو پوچھا کہ کیا ہے اونھون نے عرض کیا کہ جس چیز سے مین بھرہ مند ہوا سمجھا کہ اس سے پھر کامیاب نہونگا اسود حبشی رحمہ اللہ تعالیٰ نماز پڑھتے تھے اور ہر طرف دیکھتے جاتے تھے لوگون نے پوچھا کہ تم کیا دیکھتے ہو کہا مین ملک الموت کا انتظار

۵ آدمی سوتا ہین جب مر جاتا تو جاگینگے ۱۲
۵ دوست رکھتا ہے ایک ادمین کا زندہ رکھنا ہزار برس ۱۲

کرتا ہون کسطرف سے آتے ہین غرضکہ اس باب مین خلق کا حال متفاوت ہے جو ایک مہینے سے زیادہ جینے کی امید نہین رکہتا اوسسے اوس شخص پر فضیلت ہے جو چالیس دن جینے کی امید رکہتا ہے اور معاملہ مین اسکا اثر ظاہر ہوتا ہے اسواسطے کہ جسکے دو بہائی پردیس مین ہون ایک کی آنے کی امید مہینا بہر مین ہو دوسرے کے آنے کی امید سال بہر مین تو اوس شخص کو جسکے آنے کی امید مہینا بہر مین ہے اوسکے واسطے اسباب وغیرہ مہیا کرتا ہے اور سال بہر کے بعد جسکے آنے کی امید ہے اوسکے واسطے اسباب مہیا کرنے مین تاخیر کرتا ہے تس ہر ایک اپنے تئین یہی جانتا ہے کہ مین کوتاہ امل ہون مگر کوتاہ امل ہونے کی علامت یہ ہے کہ نیک کام کرنے مین جلدی کرے اور ایک ایک دم کی جو اوسے مہلت ملتی ہے اوسے غنیمت جانے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پانچ چیزون کو پانچ چیزون سے پہلے غنیمت جانو جوانی کو بوڑہاپے کے پہلے تندرستی کو بیماری کے پہلے تونگری کو محتاجی کے پہلے فراغت کو شغل کے پہلے زندگی کو موت کے پہلے اور فرمایا کہ دو نعمتین ایسی ہین جنکے سبب سے اکثر خلق کا نقصان ہوتا ہے تندرستی اور فراغت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم سے غفلت کا کوئی اثر دیکہتے تو اونکے بیچ مین ندا کرتے اور فرماتے کہ موت آئی ہے اور سعادت لائی یا شقاوت لائی ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ ہر صبح کو منادی ندا کرتا ہے اَلرَّحِیۡلُ اَلرَّحِیۡلُ حضرت داود علیہ السلام کو لوگون نے دیکہا کہ نماز کو دوڑے چلے جاتے ہین پوچہا کیا جلدی ہے کہا کہ شہر کے دروازے پر لشکر پیرا منتظر ہے یعنی قبرستان کے مردے جب تک مجہے ساتھ نہ لے لین گے یہان سے کوچ نہ کرینگے حضرت ابو موسی اشعری رحمہ اللہ تعالی آخر عمر مین بڑی محنت اور ریاضت کرتے تہے لوگون نے کہا کہ اگر نرمی کیجیے تو کیا ہو کہنے لگے کہ گہوڑے کو جب دوڑاتے ہین تو آخر میدان مین وہ اپنا تمام زور کر لیتا ہے اور یہ میری عمر کا آخری میدان ہے چونکہ موت قریب پہونچی ہے تو محنت اور ریاضت مین سے کچہ اوٹہا نہین رکہتا

سکرات موت اور جان کنی کا بیان

ایعزیز جان تو کہ اگر جان کنی اور اوسکی شدت کے سوا اور کوئی خطر درپیش نہوتا تو بہی لازم تہا کہ سکرات کا خوف دل مین رکہکر عیش دنیا سے آدمی ناراض رہتا اسواسطے کہ اگر کبہی آدمیکو اس بات کا اندیشہ ہوتا ہے کہ ایک ترک سپاہی گہر مین گہسکر گرز سے مجہے ماریگا تو خواب و خور اسے خوش نہین آتا حالانکہ ترک کا آنا مشتبہ ہے اور ملک الموت کا آنا اور روح قبض کر لیجانا یقینی ہے اور قبض روح کا صدمہ یقیناً ترک کے گرز سے زیادہ دردناک ہے مگر غفلت کے سبب سے لوگ اس سے نہین ڈرتے اور سب بزرگ لوگ اس بات پر متفق ہین کہ جانکنی کی اذیت تلوار سے ٹکڑے ہونے کی اذیت سے سخت تر ہے اسواسطے کہ زخم کے درد کا سبب یہی ہے کہ جہان زخم کا صدمہ پہونچتا ہے وہان کی روح کو اذیت پہونچتی ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ محل زخم مین تلوار کسقدر روح کو دکہتی ہے اور آگ سے جلنے کا درد اسواسطے زیادہ ہوتا ہے کہ آگ تمام اجزاے بدن مین سرایت کرتی ہے اور جان کنی کی اذیت عین روح مین جو آدمی کے تمام اجزاے بدن گہیرے ہوئے ہے ظاہر ہوتی ہے اور سکرات کے وقت آدمی بے طاقتی کے سبب سے اسواسطے چپ رہتا ہے کہ زبان اوسکی سختی سے گنگ ہو جاتی ہے اور عقل بجا نہین رہتی یہ سختی اوسی کو معلوم ہو کہ جسنے اسکا مزہ چکہا ہے یا چکہنے کے پہلے نور نبوت سے اوسے دریافت کیا ہے

جیساکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے حوار یین تم دعا مانگو کہ حق تعالیٰ مجھپر جانکنی آسان کردے اسواسطے کہ مجھے موت کا خوف اسقدر ہے کہ اوسکے خوف کے مارے مرتا ہون اور جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین سکرات کے وقت یہ دعا مانگتے تھے اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَکَرَاتِ الْمَوْتِ ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہین کہ جسکی جان کنی مین آسانی ہو اوس سے مین کچہ امید نہین رکہتی اسواسطے کہ جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات کی جانکنی کی سختی مین نے اپنی آنکہ سے دیکہی اوسوقت آپ فرماتے تھے کہ یا اللہ ہڈیون اور رگون مین سے تو اس روح کو نکالتا ہے یہ سختی مجھپر آسان کردے اور رسول مقبول صلعم جانکنی کے درد اور تکلیف کا حال یون بیان کرتے تھے کہ سکرات کا حال تلوار کی تین سو زخمو نکا سا ہے اور رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ جو موت سب موتونسے زیادہ آسان ہوتی ہے اوسکی مثال اوس گوکہروکی سی ہے جو اون مین گر جاے کہ اوسکا نکلنا ممکن ہی نہین ایک بیمار نزع کی حالت مین تہا رسول مقبول صلعم اوسکے پاس تشریف لیگئے اور فرمانے لگے کہ مجھے اسکی سختی کی اطلاع ہے اسکے بدن مین کوئی رگ ایسی نہین جسمین جداگانہ ایک درد نہین امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے کہ اے مسلمانون کافرون سے جنگ کرو تاکہ قتل ہو اسواسطے کہ تلوار کی ہزار ضربین بستر پہ پڑے پڑے جانکنی ہونے سے زیادہ مجھپر آسان ہین بنی اسرائیل کا ایک گروہ کسی قبرستان مین گذرا اور دعا کی کہ حق تعالیٰ ان مردون مین سے ایک کو زندہ کردے حق تعالیٰ نے ایک کو زندہ کردیا وہ اوٹھہ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اے لوگو تم مجھسے کیا چاہتے ہو مجھے مرے ہوئے پچاس برس گذرے اور ہنوز جان کنی کی تلخی مجہہ مین باقی ہے ایک صحابی کا قول ہے کہ مسلمان کے واسطے درجات باقی رہ جاتے ہین کہ عمل سے اون درجات تک نہین پہونچا ہے تو اوسپر حق تعالیٰ جانکنی کو مشکل کردیتا ہے تاکہ وہ اون مرتبون کو پہونچ جائے اور کافر نے نیکی کی ہوتی ہے حق تعالیٰ اوسکے بدلے اوسپر جان کنی آسان کردیتا ہے تاکہ اوسکا کچہ حق نہ باقی رہے اور حدیث شریف مین ہے کہ مرگ مفاجات مسلمان کے حق مین راحت اور کافر کے حق مین حسرت ہے اور حدیث شریف مین ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کا وقت جب قریب پہونچا تو حق تعالیٰ نے اونسے پوچہا کہ سکرات موت مین تمنے اپنے تئین کیسا پایا عرض کیا کہ مرغ زندہ کے مثل کہ اوسے بہونین اور وہ نہ اوڑ سکے نہ مرجائے کہ نجات پائے امیر المومنین حضرت عمر فاروق سے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے پوچہا کہ جانکنی کا کیا حال ہے فرمایا یہ حال ہے جیسے کانٹے دار شاخ کسیکے پیٹ کے اندر کرین اور ہر ہر کانٹا ایک ایک رگ مین اولجہے اور زور آور آدمی اوس شاخ کو کہینچے **جانکنی کی ہیبتون کا بیان** ایعزیز جان تو کہ نزع کے علاوہ ہولناک تین ہیبتین آدمی کو اور درپیش ہین ایک یہ کہ ملک الموت یعنی حضرت عزرائیل علیہ السلام کی صورت دیکہتا ہے حدیث شریف مین ہے کہ حضرت ابراہیم نے ملک الموت علیہما السلام سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ تمہین اوس صورت پر دیکہون جس صورت سے تم گنہگارون کی روح قبض کرتے ہو ملک الموت نے کہا کہ آپ تاب نہ لائیے گا حضرت ابراہیم نے کہا کہ اپنی وہ صورت ضرور دکہاؤ ملک الموت نے اپنے تئین اوس صورت پر دکہایا تو وہ کیا دیکہتے ہین کہ ایک شخص کالا سودے سوئے بالون والا کہڑا ہے کالی کپڑے پہنے ہے شعلہ اور دہوان اوسکے مُنہ سے نکل رہا ہے تب حضرت ابراہیم بیہوش ہوکر گر پڑے جب یہ ہوش مین آئے

اور وہ اپنی صورت پر آ گئے تو اونہون نے کہا کہ اے ملک الموت گنہگار اگر فقط تمہاری صورت ہی دیکھے تو اوسے کافی ہے ابراہیم نے کہا
کہ اسیطرح لوگ اس ہول سے بچے رہتے ہین کیونکہ وہ ملک الموت کو بہت اچھی صورت پر دیکھتے ہین چنانچہ اگر اور کوئی راحت نہ پائین گے
تو اونکا بہال صورت ہی کافی ہے حضرت سلیمان نے ملک الموت علیہما السلام سے کہا کہ تم لوگون مین عدل کیون نہین کرتے
ایک کی جان جھٹ پٹ نکال لیتے ہو ایک کو دیر تک تڑپایا کرتے ہو حضرت عزرائیل نے کہا یہ بات میرے اختیار مین نہین ہر ایک کے
نام کا صحیفہ مجھے ملتا ہے جیسا حکم ہوتا ہے ویسا بجا لاتا ہون حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ ایک بادشاہ ایک دن
سوار ہوا چاہتا تھا اپنا پوشاک طلب کی کوئی جوڑے منگائے گئے کوئی پسند نہ پڑا آخر کو جو سب سے اچھا جوڑا تھا وہ پہنا اور کئی گھوڑے
سواری کو منگائے وہ بھی پسند نہ آئے پھر وہی جو سب سے اچھا تھا اوسپر بادشاہ سوار ہوا پھر لشکر بڑے فخر کے ساتھ باہر آیا
تکبر سے کسی کی طرف دیکھتا بھی نہ تھا پھر حضرت ملک الموت فقیر کی صورت بنائے میلے کچیلے کپڑے پہنے بادشاہ کے سامنے تشریف
لائے اور سلام کیا بادشاہ نے جواب بھی نہ دیا ملک الموت نے گھوڑے کی لگام پکڑی بادشاہ نے کہا کہ ہاتھ ہٹا دیکھ کیا بے ادبی
کرتا ہے ملک الموت نے کہا کہ بادشاہ سلامت مجھے آپ سے کچھ حاجت ہے کہا ٹھہر مین گھوڑے پر سے اوتر لون ملک الموت نے
کہا نہین مین ابھی کہونگا بادشاہ نے کہا کہہ ملک الموت نے اوسکے کان مین منہ لگا کر کہا کہ مین ملک الموت ہون اسواسطے آیا ہون
کہ اسی گھڑی تیری روح قبض کرون یہ سنتے ہی بادشاہ کے چہرے کا رنگ اوڑ گیا اور زبان سے بات نہ نکل سکی پھر کہنے لگا کہ اتنی مہلت
دیجیے کہ گھر جا کر جورو لڑکون کو وداع کر لون ملک الموت نے کہا نہ اور فوراً اوسکی روح قبض کر لی وہ گھوڑے پر سے گر پڑا ملک الموت
وہان سے چلے گئے ملک الموت نے ایک مسلمان کو دیکھا کہا مین ایک بھید کی بات تجھسے کہا چاہتا ہون اوسنے کہا وہ کیا بات ہے
کہا مین ملک الموت ہون اوس مسلمان نے کہا مرحبا بہت دنون سے مین آپ کے انتظار مین ہون آپ کا تشریف لانا بہت عزیز ہے
ابھی میری جان نکال لیجیے ملک الموت نے کہا کہ جو کام اور حاجت تجھے ہو پہلے اوس سے فراغت کر لے اوس مسلمان نے کہا کہ مجھے
اس سے زیادہ ضروری کوئی کام نہین ہے کہ اپنے خداوند کو دیکھون ملک الموت نے کہا کہ اب جس حال مین تجھے منظور ہو تیری روح
قبض کرون اوس مسلمان نے کہا کہ اتنا ٹھہریے کہ مین وضو کر کے نماز شروع کر دون جب سجدہ مین جاؤن تو میری جان نکال لیجیے
ملک الموت نے ایسا ہی کیا وہب ابن منبہ رضی اللہ تعالی عنہ یہ بھی حکایت کرتے ہین کہ ایک بادشاہ تھا کہ اوس سے بڑھ کر تمام
روی زمین پر کوئی بادشاہ نہ تھا ملک الموت نے اوسکی روح قبض کی جب آسمان پر پہونچے تو فرشتون نے پوچھا کہ اے ملک الموت
جان نکالتے وقت کبھی کسی پر تمہین رحم بھی آیا ہے کہا ایک عورت حاملہ ایک بیابان مین تھی اوسکے لڑکا پیدا ہوا مجھے حکم الہی ہوا
کہ اس عورت کی روح قبض کرے مین نے روح قبض کر لی اور اوس لڑکے کو تباہ اور خراب چھوڑا غریبی کی وجہ سے اوس عورت کی
اور تنہائی اور خرابی کے سبب سے اوس لڑکے پر مجھے بڑا رحم آیا فرشتون نے کہا کہ اس بادشاہ کو بھی تو نے دیکھا کہ تمام روی زمین پر
کوئی بادشاہ اسکا ہمسر نہ تھا ملک الموت نے کہا ہان دیکھا فرشتے کہنے لگے کہ یہ وہی لڑکا ہے جسے بیابان مین تمنے تنہا چھوڑ دیا تھا
پس ملک الموت نے کہا سُبْحَانَ اللّٰہِ اللَّطِیْفُ لِمَا یَشَآءُ کسی صحابہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ شعبان کی پندرھوین شب کو

بہ ہمین ہیچ مپندار

ایک صحیفہ ملک الموت علیہ السلام کو ملتا ہے اوس سال مین جسکی جسکی جان نکالنا چاہیے اونکے نام اسمین لکہے ہوتے ہین اور اونمین سے
دنیا مین کوئی عمارت بناتا ہے کوئی شادی نکاح کرتا ہے کوئی جہگڑے جہگڑتا ہے حالانکہ اوسکا نام مردون کی اوس فہرست مین لکہا
ہوتا ہے اعمش رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ ملک الموت حضرت سلیمان علیہما السلام کے پاس گئے وہان جاکر حضرت سلیمان کے
ایک مصاحب کو گھور کر دیکہا جب باہر نکلے تو اوس مصاحب نے حضرت سلیمان سے پوچہا کہ یہ کون شخص تہا کہ اسطرح میری طرف دیکہا
حضرت سلیمان نے فرمایا کہ ملک الموت اوس مصاحب نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ میری روح قبض کرینگے آپ ہوا سے حکم فرمایئے
کہ مجھے سرزمین ہندوستان پر پہونچا دے کہ پہر جو ملک الموت یہان آئین تو مجھے نہ پائین حضرت سلیمان نے ہوا کو حکم کر دیا ہوا
وہان سے اوٹھا کر اوسے سرزمین ہندوستان پر دہر دیا پہر جو ملک الموت حضرت سلیمان کے پاس آئے تو حضرت سلیمان نے
پوچہا کہ تمنے میرے فلانے مصاحب کی طرف گھور کر کیون دیکہا تہا ملک الموت نے کہا کہ مجھے حکم الہی ہوا تہا کہ اوسی گہڑی
مین اوسکی روح قبض کرون اور وہ یہان تہا مین نے اپنے جی مین کہا کہ گہڑی بہر مین یہ ہندستان کو کیونکر پہونچیگا جب
وہان گیا تو اوسے وہین پایا مجھے بڑا تعجب آیا۔ اے عزیز ان حکایتون سے غرض یہ ہے کہ تجھے معلوم ہو جانے کہ ملک الموت کو
دیکہنے سے چارہ نہین دوسری ہیبت اون دونون فرشتون کو دیکہنے کی ہے جو ہر ایک آدمی پر مسلط ہین اسواسطے کہ حدیث شریف
مین ہے کہ موت کے وقت یہ دونون فرشتے آدمی کو نظر آتے ہین اگر وہ آدمی مطیع ہے تو کہتے ہین جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا ہمارے
سامنے تونے بڑی طاعت کی اور ہمین خوب راحت دی اور اگر وہ آدمی گنہگار ہوتا ہے تو فرشتے کہتے ہین لَاجَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا تمنے ہم کو
بہت بری باتین اور بہت گناہ تونے ہمارے سامنے کیے اسوقت اوس بیچارے کی آنکہین ہوا مین کہلی ہوتی ہین پہر نہین
بند ہوتین تیسری ہیبت یہ ہے کہ موت کے وقت آدمی بہشت یا دوزخ مین اپنی جگہہ دیکہتا ہے اسواسطے کہ ملک الموت مطیع آدمی
سے کہتے ہین کہ اے خدا کے دوست تجھے بہشت کی بشارت ہو اور گنہگار سے کہتے ہین کہ اے دشمن خدا تجھے دوزخ کی بشارت ہو
پس ان ہولون کا رنج جانکنی کے رنج پر دونا ہوتا ہے نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا اور یہ ہولین آدمی دنیا مین دیکہتا ہے اور جو ہولین قبر مین
پاکر اوسکے بعد دیکہیگا اوسکے سامنے یہ ہولین حقیر اور ناچیز ہین

مردے کے ساتھہ قبر کی باتون کا بیان

جناب مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسوقت مردے کو قبر مین رکہتے ہین تو قبر کہتی ہے اے ابن آدم تو کس بات سے
مجھے بہولا تہا تجھے نہین معلوم کہ مین محنت کا گہر ظلمت کا گہر تنہائی کا گہر کیڑون کا گہر ہون تو کس بات پر بہولا تہا کہ متعجبوار
ایک پاون آگے ایک پیچھے رکہتا ہوا مجھ پر چلتا تہا پس اگر وہ مردہ صالح ہوتا ہے تو کوئی اوسکی طرف سے جواب دیدیتا ہے کہ اے قبر
تو کیا کہتی ہے یہ صالح تہا اسنے امر معروف اور نہی منکر کیا ہے تو قبر کہتی ہو کہ اب خواہ نخواہ اسکے واسطے مین باغ ہو جاؤنگی پہر اوسکا بدن
نور ہو جاتا ہے اور اوسکی روح آسمان کو چلی جاتی ہے اور حدیث مین ہے کہ مردے کو قبر مین رکہتے ہین تو اوسپر عذاب ہونے لگتا
ہے پڑوسی مردے اوسے آواز دیتے ہین کہ اے پیچھے آنے والے بارے تو ہمسے پیچھے رہ گیا اور ہم تجھسے پہلے آئے تو نے ہمسے
کیون نہ عبرت لی تونے یہ نہ دیکہا کہ ہم اس عالم مین آئے اور ہمارے اعمال تمام ہو گئے اور تونے مہلت پائی جو نیکیان ہم سے

چہوٹ گئی تہین تونے اونکا تدارک کیون نہ کیا اسیطرح زمین کے سب گوشے ندا کرتے ہین کہ اے ظاہر دنیا کے عاشق تونے اون لوگون سے کیون نہ عبرت لی جو تجہسے پہلے آئے تہے اور تیری طرح دنیا کے عاشق اور فریفتہ تہے اور حدیث شریف مین ہے کہ بندۂ شائستہ کو جب قبر مین رکہتے ہین تو اوسکے نیک کام اوسے گہیر لیتے ہین اور اوسے عذاب سے محفوظ رکہتے ہین جب عذاب کے فرشتے بائین سے آتے ہین تو نماز سامنے آکہڑی ہوتی ہے اور کہتی ہے کہ نہ خدا کے واسطے یہ بہت کہڑا رہا ہے اور جب سرہانے سے آتے ہین تو روزہ کہتا ہے کہ نہ اسنے دنیا مین خدا کے واسطے بڑی بہوک پیاس کہینچی ہے اور جب بدن کیطرف سے آتے ہین تو حج اور جہاد کہتے ہین کہ نہ اسنے خدا کی راہ مین تمام بدن سے رنج کہینچا ہے جب ہاتہہ کیطرف سے آتے ہین تو صدقہ کہتا ہے لا اے فرشتون تم اس سے دست بردار ہو جاؤ کہ اسنے اس ہاتہہ سے راہ خدا مین بہت صدقہ دیا ہے پس عذاب کے فرشتے اوس مردے سے کہتے ہین کہ تو خوش رہ تجہے مبارک ہو اور رحمت کے فرشتے آتے ہین قبر مین بہشت کا فرش بچہاتے ہین اور قبر کو وہانتک وسیع کر دیتے ہین جہانتک نظر کام کرے اور جنت کی ایک قندیل لاکر لٹکا دیتے ہین تاکہ وہ مردہ قیامت تک اوسکی روشنی مین رہے حضرت عبداللہ ابن عبید رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردے کو قبر مین رکہدیتے ہین وہ لوگون کی چاپ سنتا ہے جو اوسکے جنازے کے ساتھہ آئے تہے اور کوئی اوس سے بات نہین کرتا مگر قبر کہ قبر اوس سے کہتی ہے کہ لوگون نے تیرے ہول اور تنگی کا حال کیا بار ہا تجہسے نہین کہا تو نے میرے واسطے کیا تیاری کی منکر نکیر

علیہما السلام کے سوال کا بیان

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندہ جب مرتا ہے تو دو فرشتے آتے ہین اونکا چہرہ سیاہ ہوتا ہے آنکہین نیلی ایک کا نام منکر ہے ایک کا نام نکیر مردے سے پوچہتے ہین کہ تو پیغمبر کے باب مین کیا کہتا ہے اگر وہ مردہ مسلمان ہے تو کہتا ہے کہ پیغمبر خدا کا بندہ اور رسول تہا مین گواہی دیتا ہون کہ خدا ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوسکے رسول ہین پس اوسکی قبر ستر گز چوڑی ستر گز لنبی کرکے روشن اور پرنور کر دیتے ہین اور کہتے ہین کہ تو عروس کیطرح اب ایسا سو کہ کوئی تجہے نہ جگائیگا مگر وہ جسے تو دوست رکہتا ہے اور اگر وہ مردہ منافق ہے تو وہ جواب مین کہتا ہے کہ مین تو کچہ نہین جانتا لوگون سے سنتا تہا کہ وہ کچہ کہتے تہے وہی مین بہی کہتا تہا پس زمین کو حکم ہوتا ہے کہ تو ملجا اور اس مردے کو دبا وہ ملجاتی ہے اور اوسے دباتی ہے حتی کہ اوسکی پسلیان باہم ملجاتی ہین قیامت تک اسیطرح وہ عذاب مین مبتلا رہتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچہا کہ اے عمر تو اپنے تئین کیسا دیکہتا ہے کہ تو مرجاوے اور تیرے لوگ تیرے واسطے چار گز لنبی ہاتہہ بہر چوڑی قبر کہو دین پہر تجہے نہلا کفنا کر اوس قبر مین رکہین اور تیرے اوپر مٹی ڈال کر پہر آئین اور تیرے قبر کے فتنے والے یعنی منکر نکیر آئین اونکی آواز رعد کی سی آنکہین برق کے مانند اونکے بال زمین پر لوٹتے ہوئے اپنے دانتون سے قبر کی مٹی تر بتر کرتے ہوئے تجہے پکڑ کر ہلائین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری عقل بہی ساتہہ ہوگی آپنے فرمایا ہان ہوگی عرض کیا تو مجہے کچہ باک نہین اونکا جواب دے لونگا حدیث شریف مین ہے کہ کافر پر قبر مین دو جانور اندہے بہرے مسلط ہوتے ہین ہر ایک کے ہاتہہ مین لوہے کا ایک گرز ہوتا ہے اوس گرز کا سر ایسا ہوتا ہے جیسے اونٹ کا ڈول جس سے اونٹون کو

پانی پلاتے ہین وہ جانور اوس کافر کو اون گرزون سے قیامت تک مارا کرتے ہین نہ آنکھہ رکھتے ہین کہ اوسکا حال زار دیکھکر وہ بے رحم کرین نہ کان رکھتے ہین کہ اوسکی شور و فریاد سنین ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر ہر ایک مردے کو دباتی ہے اگر کوئی اوسکے فشار سے بچتا تو سعد ابن معاذ بچتا حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھین اونھون نے انتقال فرمایا آپنے اونھین قبر مین رکھا تو آپ کا چہرۂ مبارک نہایت زرد ہوگیا جب باہر تشریف لائے تو چہرۂ نورانی بحال ہوا ہمنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کس سبب سے آپکا یہ حال ہوا تھا فرمایا کہ قبر کے فشار و عذاب کو مین نے یاد کیا تھا پھر مجھے آگاہی ہوگئی کہ حق تعالی نے زینب پر فشار و عذاب آسان کردیا مگر باینہمہ قبر اوسکو ایسا دباتی ہے کہ سب جانور اوسکی آواز سنتے ہین اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قبر مین کافر کو اسطرح پر عذاب ہوتا ہے کہ ننانوے اژدہے اوسپر مسلط کیے جاتے ہین تم جانتے ہو کہ وہ اژدہے کیسے ہوتے ہین ننانوے سانپ ہوتے ہین کہ ہر ایک کے نو نو سر ہوتے ہین وہ اوس کافر کو ڈستے ہین اور اوسے لپٹتے ہین اور پھپکارین مارتے ہین قیامت تک یہی حال رہتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے اگر اسمین آسانی گذری تو جو کچھ اسکے بعد ہونیوالا ہے وہ بہت ہی آسان ہوگا اور جو قبر ہی مین دشواری ہوئی تو جو کچھ بعد ہونیوالا ہے وہ بہت ہی دشوار اور سخت ہوگا اے عزیز جانتو کہ قبر کی جو ہولین پیش آنے والی ہین اونمین پہلے نفخ صور کی ہیبت ہے پھر روز قیامت کی ہول اور درازی اور گرمی اور پسینا ہے پھر گناہون کی پرسش کی ہیبت ہے پھر داہنے بائین ہاتھہ مین نامۂ اعمال ملنے کی ہیبت ہے پھر اوس رسوائی اور فضیحتی کی ہیبت ہے جو نامۂ اعمال ملنے کے سبب سے ہوگی پھر یہ ہول ہے کہ دیکھیے میزان مین نیکی کا پلہ بھاری ہوتا ہے یا بدی کا پھر مدعیون اور حقدارون کے مظالم کی اور اوسکے جواب کی ہیبت ہے پھر پل صراط کی ہیبت ہے پھر دوزخ کی اور اوسکے فرشتون اور طوق زنجیرون اور زقوم اور سانپ بچھو وغیرہ عذابون کی ہیبت ہے اور یہ عذاب دو قسم پر ہین جسمانی اور روحانی جسمانی عذاب کا حال احیاء العلوم کے آخر مین مفصل مذکور ہے اور جو دلیلین اوسپر وارد ہوئی ہین وہ بھی مذکور ہین علی ہذا القیاس موت کی حقیقت کہ موت کیا چیز ہے اور روح کی حقیقت اور اوسکا حال جو مرنیکے بعد ہوتا ہے عنوان مین ذکر ہو چکا جو شخص عذاب جسمانی کی تفصیل دریافت کیا چاہے احیا مین دیکھے اور جو عذاب روحانی کا حال معلوم کیا چاہے عنوان مین تلاش کرے اسواسطے کہ اس کتاب مین عذاب جسمانی کا بیان کرنا اور عذاب روحانی جو عنوان مین مذکور ہو چکا اوسے پھر ذکر کرنا موجب طوالت ہے اب مردونکا حال جو بزرگونکو خواب مین معلوم ہوا ہے اوسی کو لکھکر ہم کتاب کو ختم کرتے ہین اسواسطے کہ زندونکو مردونکا حال کشف باطن سے معلوم ہوتا ہے یا خواب مین یا بیداری مین مگر حواس سے مردونکا حال نہین معلوم ہوتا اسواسطے کہ مردے ایسے عالم مین گئے ہین کہ یہ سب حواس انکا حال دریافت کرنہین سکتے ہین جیسا کہ کان رنگ دریافت کر نہین اور آنکھہ آواز معلوم کرنہین سکتی معزول اور بیکار ہے بلکہ آدمی مین ایک خاصیت ہے اوس خاصیت کے سبب سے اوس عالم والونکو دیکھہ سکتا ہے مگر وہ خاصیت حواس اور دنیا کی مشغلون کی بھیڑ مین پوشیدہ ہے چونکہ سوتے مین ان شغلون سے آدمیکو نجات ملتی ہے تو اوسکا حال مردونکے حال سے قریب ہو جاتا ہے اور مردونکا حال اوسپر کھلتا ہے اور اوسی خاصیت کے سبب سے مردون کو بھی ہماری خبر ہوتی ہے حتی کہ ہمارے نیک کامون سے

خوش اور ہمارے گناہون سے رنجیدہ ہوتے ہین چنانچہ یہ مضمون حدیثون مین آیا ہے اور حقیقت حال یہ ہے کہ ہمین اونکی خبر اور اونھین ہماری خبر لوح محفوظ کے وساطت کے بغیر نہین ہوتی اسواسطے کہ ہمارا اور اونکا احوال لوح محفوظ مین لکھا ہے چونکہ آدمی کے باطن کو سوتے مین لوح محفوظ کے ساتھ مناسبت پیدا ہوجاتی ہے تو خواب مین لوح محفوظ سے مردونکا حال معلوم ہوجاتا ہے اور چونکہ مردون کو لوح محفوظ سے مناسبت پیدا ہوتی ہے تو وہ اوسمین ہمارا حال دریافت کر لیتے ہین اور لوح محفوظ کی مثل اوس آئینہ کی سی ہے جسمین سب چیزون کی صورت موجود ہے اور آدمی کی روح بھی آئینہ کے مثل ہے اور مردے کی روح بھی تو پس جسطرح ایک آئینہ سے دوسرے آئینہ مین صورت پیدا ہوجاتی ہے اوسیطرح لوح محفوظ سے ہم مین اور مردون مین بھی پیدا ہوجاتی ہے اے عزیز یہ گمان نکر کہ لوح محفوظ لکڑی یا بانس وغیرہ کی ایک چوکھونٹی تختی ہے کہ اس ظاہری آنکھ سے اوسے دیکھہ سکین اور جو کچھ اوسمین لکھا ہے اوسے پڑھ سکین اے عزیز اگر لوح محفوظ کی مثال تجھے دریافت کرنا منظور ہے تو اپنے ہی مین ڈھونڈھ اسواسطے کہ جو کچھ تمام عالم مین ہے اوسکا نمونہ اور مثال حق تعالی نے تجھہ مین رکھدیا ہے تاکہ اوسکے سبب سے تجھے سب چیزون کی پہچان حاصل ہو مگر تو اپنے سے غافل ہے تو اوسکو کیا پہچانیگا اور لوح محفوظ کا نمونہ حافظ کا دماغ ہے کہ تمام قرآن یاد رکھتا ہے گویا کہ اوسکے دماغ مین تمام قرآن لکھا ہے اور وہ اوسے اور اوسکے حرفون اور اوسکی سطرون کو دیکھتا ہے اگر کوئی شخص حافظ کے دماغ کو ریزہ ریزہ کرکے اس ظاہری آنکھ سے دیکھے تو اوسمین نہ کہین قرآن دکھائی دیگا نہ کچھ لکھا نظر آئیگا پس اے عزیز جملہ امور کا لوح محفوظ مین لکھا ہونا تو اسیطرح سمجھ لے کیونکہ اوسمین بے نہایت امور منقوش ہین اور آنکھہ متناہی ہے تو نامتناہی کا متناہی مین نقش محسوس سے آنا ممکن نہین پس اوسکا منہ اور اوسکی لوح اور اوسکا قلم اور اوسکا ہاتھ کوئی تیری چیزون کے مثل نہین جسطرح وہ خود تیرے مانند نہین بلکہ ایسا ہی مضمون ہے جیسا کسینے کہا **مصرع** از خانہ بگہ خدا باندمہ چیز + اے عزیز اس بیان سے یہ مقصود ہے کہ مردون کو ہماری خبر اور ہمین مردون کی خبر ہونا تجھے معلوم ہوجاوے جیسا کہ تو خواب مین دیکھتا ہے اور خواب مین مردونکو اچھے حال یا برے حال مین دیکھنا اس بات پر بڑی دلیل ہے کہ رحمت و نعمت مین یا عذاب و مصیبت مین وہ زندہ ہین اور بالکل نیست اور مردہ نہین ہین جیسا کہ حق تعالی نے فرمایا ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِهٖ

مردون کے احوال کا بیان جو خواب مین معلوم ہوا ہے جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے کہ جو شخص مجھے خواب مین دیکھے اوسنے مجھے جاگتے مین دیکھا اسواسطے کہ شیطان میری صورت مین نہین آسکتا امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ مجھسے خفا ہین مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھسے کیا خطا ہوئی ارشاد فرمایا کہ تجھسے یہ نہین ہوسکتا کہ روزہ مین اپنے اہلیہ کو بوسہ نہ دے پھر حضرت عمر رضہ نے عمر بھر ایسا نہین کیا اگرچہ روزے مین جورو کا بوسہ لینا حرام نہین ہے مگر دینا اور لینا ہے صدیق لوگون سے ایسی باریک باتون مین درگذر نہین کرتے اگرچہ اور ون سے کرین حضرت عباس کہتے ہین کہ مجھے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے محبت تھی اونکے مرنے کے بعد مین نے چاہا کہ خواب مین دیکھون سال بھر کے بعد مین نے دیکھا

کہ اپنی آنکھین ملتے ہین فرمانے لگے کہ اب فراغت ملی اگر حق تعالیٰ کریم رحیم نہوتا تو بڑا خطر تھا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین
کہ مین نے ابو لہب کو خواب مین دیکھا آتش دوزخ مین جلتا تھا مین نے پوچھا کیا حال ہے کہنے لگا کہ ہمیشہ عذاب مین مبتلا رہتا ہون
مگر چونکہ شب دوشنبہ کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تھے اور مجھے آپ کی ولادت کی خوشخبری پہونچی تھی اور مین نے
اوسکی خوشی مین ایک بندہ آزاد کیا تھا اوسکے ثواب کی بدولت دوشنبہ کی رات کو مجھپر عذاب نہین ہوتا خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ
کہتے ہین کہ مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ
آپ بیٹھے ہین مین بھی اوس محفل مین بیٹھا ہی تھا کہ ناگاہ حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حاضر کیا اور انہین
ایک مکان کے اندر کرکے دروازہ بند کردیا اوسوقت مین نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا کہ باہر نکلے اور فرمانے لگے
قُضِیَ لِیْ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ یعنی واللہ میرا ہی حق ثابت ہوا پس حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی جلدی سے باہر نکلے اور
فرمانے لگے غُفِرَلِیْ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ یعنی واللہ مین بھی بخشا گیا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت امام حسین علیہ السلام
کی شہادت کے قبل ایک روز سوکر جو اوٹھے تو کہنے لگے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ لوگون نے پوچھا کیا ہوا کہنے لگے
کہ ظالمون نے حسین کو قتل کر ڈالا لوگون نے پوچھا کہ تمہین کیونکر معلوم ہوا کہا مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین
دیکھا کہ ایک شیشہ خون سے بھرا ہوا آپ کے پاس ہے آپ نے فرمایا کہ اے ابن عباس تو نے دیکھا کہ میری امت نے میرے ساتھ
کیا کیا میرے فرزند حسین کو قتل کر ڈالا یہ اوسکا اور اوسکے ساتھیون کا خون ہے دادخواہی کے واسطے حق تعالیٰ کے سامنے
لیے جاتا ہون چوبیس دن کے بعد خبر آئی کہ اوسی دن امام حسین علیہ السلام کو ظالمون نے شہید کر ڈالا امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسینے خواب مین دیکھا اور کہا کہ آپ ہمیشہ زبان سے اشارہ کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ بہت کام مجھے
پہنچتی ہین فرمایا ہان اسی زبان سے مین نے لا الہ الا اللہ کہا حق تعالیٰ نے میرے سامنے بہشت رکھدی یوسف ابن الحسین
رحمہ اللہ تعالیٰ کو کسینے خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا بولے مجھپر رحمت کی پوچھا کس عمل کے سبب سے
کہا اس سبب سے کہ حق بات کو ہزل سے مین نے کبھی نہین ملایا منصور ابن اسمٰعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ عبد اللہ بزاز کو مین نے
خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ خدا نے تیرے ساتھ کیا کیا کہا کہ مین نے جس گناہ کا اقرار کیا حق تعالیٰ نے اوسے بخشدیا مگر ایک گناہ کہ
اوسکے اقرار کرنے مین مجھے شرم آئی پس حق تعالیٰ نے مجھے پسینے مین کھڑا رکھا حتی کہ میرے منہ کا گوشت بالکل گر پڑا مین نے
پوچھا کہ وہ گناہ کیا تھا کہا کہ ایک دن مین نے ایک خوبصورت لڑکے کو دیکھا تھا وہ مجھے اچھا معلوم ہوا مجھے شرم آئی کہ حق تعالیٰ
کے سامنے مین اس گناہ کا اقرار کرون ابو جعفر جندلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو
خواب مین دیکھا کہ صوفیون کا ایک گروہ حضرت کے ساتھ بیٹھا ہے دو فرشتے آسمان پر سے اوترے ایک کے ہاتھ مین آفتابہ تھا
ایک کے ہاتھ مین طشت پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک دھویا اور اون صوفیون نے اپنے ہاتھ دھوئے
وہ فرشتے میرے سامنے طشت اور آفتابہ لائے کہ مین بھی ہاتھ دھوؤن کسینے کہا کہ اسکے ہاتھ پر پانی نہ ڈالو یہ ان لوگون مین سے

نہین ہے مین نے عرض کیاکہ یا رسول اللہ روایت ہے کہ آپ نے فرمایا تھا کہ جو شخص جس قوم کو دوست رکہتا ہے وہ اوسی
قوم مین سے ہے اور مین اس قوم کو دوست رکھتا ہون رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتون سے فرمایا اسکے ہاتھ
دہولاؤ یہ بہی اسی قوم مین سے ہے مجمع نامی ایک بزرگ تھے اونہین کسینے خواب مین دیکھا پوچھاکہ تمنے کیا معاملہ دیکھا کہاکہ دنیا
اور آخرت کی بھلائی زاہد لوگ لیگئے زرارہ ابن ابی اوفی رحمہ اللہ تعالی کو کسینے خواب مین دیکھا اور پوچھاکہ کس عمل کو تونے افضل پایا
کہاکہ خدا کے حکم پر راضی رہنے کو اور امید کو تاہ رکہنے کو یزید ابن مذعور کہتے ہین کہ اوزاعی رحمہ اللہ تعالی کو مین نے خواب مین
دیکھا اور کہاکہ جو عمل بہتر ہے مجھے اوسکی خبر دو تاکہ مین اوسکے سبب سے تقرب خدا کرون کہاکہ کوئی درجہ علما کے درجہ سے
بلند تر مین نے نہین دیکھا اسکے بعد غمگینون کا مرتبہ دیکھا یہ یزید پیر مرد تھے یہ خواب دیکھنے کے بعد ہمیشہ رویا کیے حتی کہ روتے
روتے اندہے ہوکر مرے ابن عیینہ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ مین نے اپنے بھائی کو خواب مین دیکھا اور پوچھاکہ حق تعالی
نے تیرے ساتھ کیا کیا کہنے لگاکہ جس گناہ سے مین نے استغفار کیا تھا وہ تو بخشدیا اور جس سے استغفار نہین کیا تھا وہ
نہین بخشا بی بی زبیدہ رحمہا اللہ تعالی کو کسینے خواب مین دیکھا اور پوچھاکہ تمہارے ساتھ خدا نے کیا کیا بولین کہ مجہپر رحمت کی
پوچھاکہ اوس مال کے سبب سے رحمت کی جو تمنے مکہ معظمہ کی راہ مین صرف کیا تھا کہا نہین اوس مال کا اجر تو مالک مال کو ملا مجھے
میری نیت کی بدولت بخشدیا حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالی کو کسینے خواب مین دیکھا پوچھاکہ حق تعالی نے تمہارے ساتھ
کیا کیا بولے کہ مین نے ایک قدم تو پل صراط پر رکہا اور دوسرا جنت مین احمد ابن الحواری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ مین نے
اپنی حور کو خواب مین دیکھا کہ ایسی خوبصورت ہے کہ اوسکا حسن و جمال کبھی کسی مین مین نے نہ دیکھا تھا روشنی اور نور کے سبب سے
اوسکا چہرہ چمکتا تھا مین نے پوچھاکہ تیرا چہرہ کیون نورانی ہے کہنے لگی کہ تمہین یاد ہے کہ فلانی رات کو تم خدا کے تئین یاد کر کے
روئے تھے مین نے کہاکہ ہان مجھے یاد ہے کہنے لگی کہ تمہارے آنسو مین نے اپنے چہرے مین مل لیے تھے یہ تمام نور اوسیکے
سبب سے ہے کتانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ کو مین نے خواب مین دیکھا اور پوچھاکہ حق تعالی
نے آپ کے ساتھ کیا کیا کہاکہ مجہپر رحمت کی وہ سب عبارات اور اشارات تو برباد گئے اونکے سبب سے تو کچھ فائدہ نہوا مگر وہ
دو رکعت نماز جو رات کو مین پڑہا کرتا تھا کام آئین بی بی زبیدہ رحمہا اللہ تعالی کو کسینے خواب مین دیکھا اور پوچھاکہ حق تعالی نے
تمہارے ساتھ کیا کیا کہنے لگین کہ ان چار کلمون کے سبب سے حق تعالی نے مجہپر رحمت فرمائی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اُفْنِیْ بِھَا
عُمْرِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اُدْخِلُ بِھَا قَبْرِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَخْلُوْ بِھَا وَحْدِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَلْقٰی بِھَا رَبِّیْ
حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالی کو کسینے خواب مین دیکھا اور پوچھاکہ حق تعالے نے تمہارے ساتھ کیا کیا کہنے لگے کہ مجہپر
رحمت کی اور مجھسے ارشاد فرمایاکہ تجھے مجھسے شرم نہ تھی کہ اوس سختی کے ساتھ مجھسے ڈرتا تھا حضرت ابو سلیمان قدس سرہ کو کسینے
خواب مین دیکھا اور پوچھاکہ حق تعالی نے تمہارے ساتھ کیا کیا کہنے لگے کہ مجہپر رحمت کی اور کسی چیز سے مجھے نقصان نہین ہوا مگر
دینداروں مین انگشت نما ہونے سے حضرت ابو سعید خراز قدس سرہ کہتے ہین کہ مین نے ابلیس کو خواب مین دیکھا اوسکی دکھائی

کرادسے مارون اوس سے وہ کچھ بہی نہ ڈرا بس ہاتف نے ایک آواز دی کہ یہ لاٹھی سے نہین ڈرتا جو نور دلمین ہوتا ہے اوس سے
یہ ڈرتا ہے مسبوحی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ ابلیس کو مین نے خواب مین دیکھکر کہا کہ آدمیون سے تجھے شرم نہین آتی کہنے لگا یہ دی آدمی
نہین ہین اگر آدمی ہوتے تو جسطرح لڑکے گیند سے کہیلتے ہین مین انسے نہ کہیلتا آدمی وہ لوگ ہین جنہون نے مجھے بیمار اور
نزار کردیا یہ صوفیۂ صافیہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی طرف اشارہ کیا ابو سعید خراز رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ مین دمشق مین تھا
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہما کے کاندہے پر ہاتھ رکھے ہوئے
تشریف لاتے ہین اور مین اپنے سینہ پر اونگلیان مار مار کر ایک شعر پڑہتا تھا آپ نے فرمایا کہ اس فعل مین فائدے سے زیادہ
نقصان ہے حضرت شبلی قدس سرہ کو مرنے کے تین دن کے بعد کسینے خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالے نے آپ کے ساتھ
کیا کیا کہنے لگے کہ میرے حساب کو تنگ پکڑا حتی کہ مین ناامید ہوا جب میری ناامیدی دیکھی تو مجھپر رحمت کی حضرت سفیان ثوری رحمہ
اللہ تعالی عنہ کو کسینے خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالی نے تمہارے ساتھ کیا کیا کہا کہ مجھپر رحمت کی پوچھا کہ عبد اللہ مبارک کا کیا حال
ہے کہا کہ اونھین دن بھر مین دو مرتبہ حق تعالی کے دیدار کی بار ملتی ہے حضرت مالک انس رضی اللہ تعالی عنہ کو کسینے خواب مین دیکھا پوچھا
کہ حق تعالی نے تمہارے ساتھ کیا کیا کہا کہ اوس کلمہ کے سبب سے مجھپر رحمت کی جو مین نے حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالی عنہ
سے سنا تھا کہ وہ جب جنازہ دیکھتے تھے تو کہتے تھے سُبْحَانَ اللّٰہِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالے
نے جس شبکو انتقال فرمایا اوسی شب کسی شخص نے اونھین خواب مین دیکھا کہ آسمان کے دروازے کہلے ہین اور آواز آرہی ہے کہ حضرت
حسن بصری نے اپنے خدا کو دیکھا اور بہت خوشنود ہوا حضرت جنید بغدادی قدس سرہ کہتے ہین کہ مین نے ابلیس کو خواب مین دیکھا اور کہا
کہ اے ابلیس تو آدمیون سے نہین شرماتا کہنے لگا کہ یہ آدمی نہین ہین آدمی وہ ہین جو شونیزیہ مین ہین کہ اونہون نے مجھے نزار کر ڈالا
حضرت جنید کہتے ہین کہ مین صبحی شونیزیہ کی مسجد تک پہونچا جیسے ہی دروازے کے اندر گیا تو دیکھتا کیا ہون کہ لوگ زانو پہ سر رکھے ہوئے
تفکر مین بیٹھے ہین مجھے دیکھکر کہنے لگے کہ اے جنید اوس ملعون پلید کے کہنے سے دہوکے مین نہ آنا عتبۃ الغلام رحمہ اللہ تعالی نے جنت
کی ایک حور کو خواب مین دیکھا کہ نہایت درجہ حسین ہے وہ کہنے لگی کہ اے عتبہ مین تجھپر عاشق ہون خبردار ایسا کام نہ کرنا کہ حق تعالے
تجھے باز رکھے عتبہ نے کہا کہ مین نے دنیا کو تین طلاقین دی ہین ہرگز اوسکے قریب بھی نہ جاؤنگا تا کہ تجھے پاؤن ابو ایوب سختیانی
رحمہ اللہ تعالی ایک مفسد آدمی کا جنازہ دیکھکر بالاخانہ پر چڑہ گئے کہ اوسپر نماز نہ پڑہنا چاہیے اوس مردے کو کسینے خواب مین دیکھا پوچھا
کہ حق تعالی نے تیرے ساتھ کیا کیا کہنے لگا کہ مجھپر رحمت کی یہ کہکر کہا کہ ابو ایوب سے کہدینا لَوْ اَنْتُمْ تَمْلِکُوْنَ خَزَائِنَ رَحْمَۃِ
رَبِّیْ اِذًا لَّاَمْسَکْتُمْ خَشْیَۃَ الْاِنْفَاقِ یعنی خدا کی رحمت کے خزانے اگر تمہارے ہاتھ مین ہوتے تو تم بخل کے سبب سے
کچھ بہی خرچ نہ کرتے جس رات کو حضرت داؤد طائی قدس سرہ نے انتقال فرمایا ایک شخص نے خواب مین دیکھا کہ آسمان سے فرشتے آجاتے
ہین اس شخص نے پوچھا کہ آج کون سی رات ہے فرشتون نے کہا کہ آج داؤد طائی نے انتقال کیا ہے بہشت اونکے واسطے آراستہ
حضرت ابو سعید شحام قدس سرہ کہتے ہین کہ سہل صعلوکی کو مین نے خواب مین دیکھکر کہا اے خواجہ کہنے لگے کہ خواجگی سے ہاتھ اوٹھا

اور وہ سب کہان گذری مین نے کہا کہ تمہارے وہ سب کار اور کردار کہان گئے کہنے لگے کچہ مفید نہوا مگر اون مسائل کا جواب جو چہپا کرتے تہے ربیع ابن سلیمان کہتے ہین کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کو مین نے خواب مین دیکہا پوچہا کہ حق تعالی نے آپکے ساتہ کیا کیا فرمایا کہ مجہے سونے کی کرسی پہ بٹہا کر آبدار موتی مجہپر چہڑکے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ ایک مشکل کام مجہے پیش آیا مین اوسمین عاجز ہوا خواب مین کیا دیکہتا ہون کہ ایک شخص نے آکر کہا اے محمد ادریس کہہ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ لَا اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا مَوْتًا وَّلَا حَیٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا وَّلَا اَسْتَطِیْعُ اَنْ اٰخُذَ اِلَّا مَا اَعْطَیْتَنِیْ وَلَا اَنْ اَتَّقِیَ اِلَّا مَا وَقَیْتَنِیْ اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنِیْ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی مِنَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ فِیْ عَافِیَةٍ صبح کو جب مین اوٹہا تو مین نے یہ دعا پڑہی کچہ دن چڑہے وہ کام آسان ہوگیا الغرض تجہے چاہیے کہ اس دعا کو نہ بہول عتبۃ الغلام رحمہ اللہ تعالی کو کسینے خواب مین دیکہا پوچہا کہ خدا نے تمہارے ساتہ کیا کیا کہا کہ اوس دعا کے سبب سے بخشدیا جو دیوار پر لکہی ہے مین جب جاگا تو عتبۃ الغلام کے خط سے دیوار پر یہ دعا لکہی دیکہی یَا هَادِیَ الْمُضِلِّیْنَ وَیَا رَاحِمَ الْمُذْنِبِیْنَ وَیَا مُقِیْلَ عَثَرَاتِ الْعَاثِرِیْنَ اِرْحَمْ عَبْدَكَ ذَا الْخَطَرِ الْعَظِیْمِ وَالْمُسْلِمِیْنَ كُلَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ وَاجْعَلْنَا مَعَ الْاَحْیَاءِ الْمَرْزُوْقِیْنَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ اٰمِیْنَ رَبَّ الْعَالَمِیْنَ ذکر موت مین اسقدر باتین جو یہان کی گئین ہین بس ہین کتاب کیمیاے سعادت کو اسی نے ختم کیا جو لوگ اس کتاب کا مطالعہ کرین اور اس سے فائدہ لین اونسے یہ امید ہے کہ اس کتاب کے مصنف اور مترجم کو دعاے خیر مین یہ بہولین اور حق تعالی سے اوسکی مغفرت چاہین تا کہ اگر کوئی سہو اور قصور کلام مین ہوا ہو یا تکلف یا ریا کا میل نیت مین ہوگیا ہو تو اوسے حق تعالی اپنی دعا اور رحمت کی برکت سے معاف کرے اور اس کتاب کے ثواب سے محروم نرکہے اسواسطے کہ اس سے بڑہ کر اور کیا نقصان ہوگا کہ کوئی شخص خلق کو خدا کی طرف بلائے اور خود ریا کے سبب سے درگاہ الٰہی سے دور رہوجائے نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ وَنَقُوْلُ فِیْ خَاتِمَةِ الْكِتَابِ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَنَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ

خاتمۃ الطبع

حامدًا و مصلیًا و مسلمًا بادیہ ضلالت کے آوارون کو مسرت ہو کہ ہادی برحق نے اونہین ہدایت فرمائی مرض شقاوت کے گرفتارون کو فرحت ہو کہ شافی سے اونہین صحت کی صورت دکہائی یعنی نسخہ سراپا منفعت مسمی بہ **اکسیر ہدایت ترجمہ کیمیاے سعادت** مرکب ہوا جناب فیضماب راہ بر طرق فراغت جا بہ گردون فلاکت عالی مراتب جناب منشی نولکشور صاحب کے مطبع واقع لکہنؤ مین ماہ ... ربیع الثانی ۱۲۹۰ ہجری حسب کر تربیع ...

قطعات تاریخ مطبوعہ سابقہ

از نتائج طبع منشی فدا علی صاحب عیش ... مقدمہ ... | الوسے روح غزالی مرحبا | ... سترجم کو دعا ... | ... صاحب اشرف | ... ایضًا منہ

خوب اکسیر ہدایت ... اوسکی جا نہ ہی ... کتاب ہی | حرف حرف ... تاریخ طبع ... نسخہ ... ہوئی اہل مذاق کو مرغوب | ... ترجمہ اکسیر ... تاریخ ... حرف ... | کیمیون ... ترجمہ اکسیر مجرب ... سال ... ترجمہ ... [illegible]